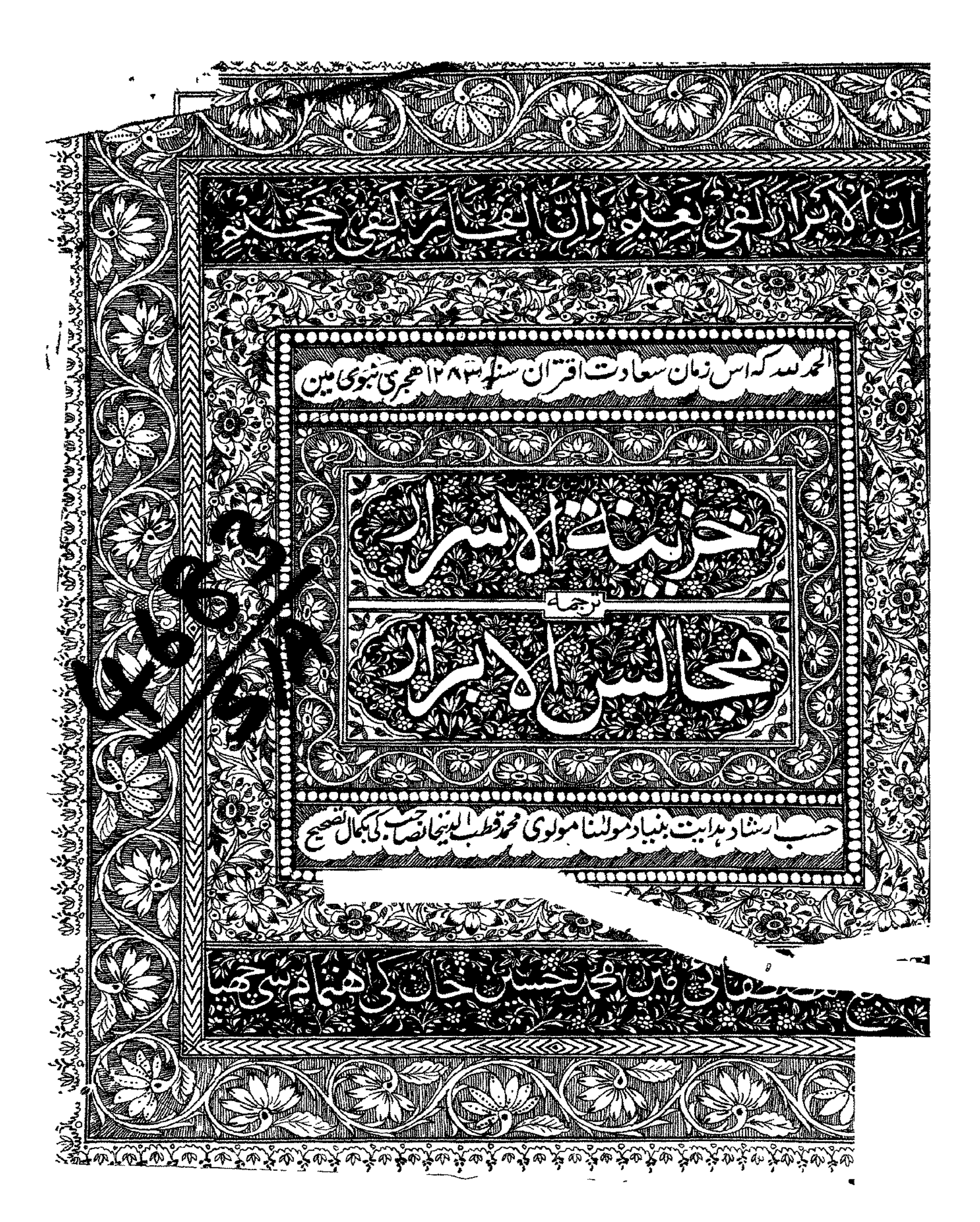

إن الأبرار لفي نعيم وإن الفجار لفي جحيم
الحمد لله کہ اس زمان سعادت اقتران سنہ ۱۲۸۳ ہجری نبوی مین
خزینۃ الاسرار
ترجمہ
مجالس الابرار
حسب ارشاد ہدایت بنیاد مولنا مولوی محمد قطب الدینخان صاحب کی بکمال تصحیح
طفائی مین محمد حسن خان کی اہتمام سی چھپا

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام الله بخشش کرنیوالے مہربان کی

الحمد لله الذي رفع اقدار العلماء بمقدار معرفة كتابه المحكم ثم هدى المحدثين بمصابيح

سب تعریف ہی اوس خدا کی لئے کہ بلند کین قدرین علماء کی موافق معرفت کتاب اپنی کی جو مضبوط ہی پہر ہدایت کیا محدثون کو ساتھ چراغون

المصابيح من شبه الظلم وجعل علم الكتب كالعلم لمن تقدم من اصحاب الامم واسبغ

روشن کی اپنی حدیثون کی تاریک شبہات سی اور گردانا علم کتاب کو مانند نشان کی اونکی لئے کہ آگی گذری امتون مین اور پہنچائی

عليهم سوابغ النعم بعرفانه بمصابيح السنة والعرفان المقدم واعزهم في الدارين

پوری نعمتین اپنی معرفت کی سنت کی چراغون اور عرفان پہلی گذری ہوئی سی اور اونکو عزت دی دونو جہان مین

واكرم واحترم على العلمين في سابق القدم بالقران الاحكم فقال الذين يجتنبون

اکرام کیا اور حرمت بخشی تمام عالم پر ازل مین قرآن استوار سی اور ارشاد کیا جو لوگ بچتی ہین

كبائر الاثم والفواحش الا اللمم فسبحان من يعلم الحكم فيمن اخر وقدم احمده حمد عاجز

بڑی گناہون سی اور بیحیائی کی کامون سی مگر کچھہ صغیرہ سو پاک ذات ہی جو سکھاتا ہی حکمتین پہلون اور پچھلون کو میں اوسکی حمد کرتا ہون عاجز کیسی

شكرما اولاه من عظيم النعم واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا

کہ شکر ادا کری اسکی کہ عنایت کین اوسکو بڑی نعمتین اور گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود نہین سوای اللہ کی وہ اکیلا ہی اوسکا کوئی شریک نہین اور گواہی دیتا ہون کہ محمد

عبده ورسوله الاكرم المبعوث الى جميع الامم نسئل الله ان يختم لي كتاب العمل بما اذ ختم صلى

اوسکا بندہ ہی اور اوسکا بزرگ رسول ہی بھیجا ہوا تمام امتون کی طرف ہم اللہ سی مانگتی کہ پوری کری ہماری عمل کی کتاب ... ختم کرنا رحمت

الله تعالى عليه وعلى اله وصحبه وسلم الذين هم اولوا الفضل والحكم ما عبد الله احمد احترم هذا

نازل کری اللہ تعالی اوسپر اور اوسکی آل پر اور اوسکی یارون پر اور سلام کہ اہل فضل اور صاحب حکمت ہین جب اللہ کی بندگی ہو جو محمودی اور حرمت دیا ہی

المكتوب بالقلم شرح بعض صحاب الحديث المعظم وبعض الحسان المفخم من

کتاب لکہی ہوئی قلم کی شرح چند صحیح حدیثون بزرگ کی اور چند حسن حدیثون بزرگ کی کتاب مصابیح

الظلم دافع الهم والالم جمعته لبعض اخوان الاخرة مع ...

الظلم مین سی دور کرنیوالی ہم اور الم کی ہی میںنی اسکو واسطی بعضی بہائیون اخروی کی اور اور ... ساتھ ملا کر جمع کیا

من التفسير والحديث والفقه والكلام وتصوف الخيرة وابين ما فيه من الاعتقادات

تفسیر اور حدیث اور فقہ اور عقائد اور نیک لوگون کی تصوف کی اور بیان کردون کا اوسمین صحیح اعتقادات

الصحيحة ... الاخرة واحترز ما فيه من استمداد القبور وغيره من فعل الكفرة واهل

... آخرت کی اور برائی بیان کرونگا اسمین قبرون سی مدد مانگنی کی اور سوا اوسکی افعال کفار اور اہل

لفظ اصحاب الحديث غلط معلوم ہوتا ہی ... شاید کہ لفظ صحاح ... ہو ... سہو کاتب ... کی جگہ

الضلالة المضلة الفجرة لما رايت كثيرا من الناس فی هذا الزمان جعلوا بعض القبور

جوگمراہ کرنیوالی بدکار ہین جب مین نی اس زمانہ کی اکثر لوگون کو یہہ دیکھا کہ اونہون نی بعضی قبرون کو

کالاوثان یصلون عندها ویذبحون القربان ویصدر منهم افعال واقوال لا تلیق باهل

بت بنالیا ہی کہ وہان نماز پڑہتی ہین اور قربانیان ذبح کرتی ہین اور اونسی وہ افعال اور اقوال پیدا ہوتی ہین جو ایمان والون کو

الایمان فاردت ان ابین ما ورد به الشرع فی هذا الشان حتی یتمیز الحق من الباطل عند

سزاوار نہین اسلیے مین نی یہہ ارادہ کیا کہ جو اس باب مین حکم شرعی ہی وہ بیان کردون تاکہ حق باطل سی جدا ہوجاوی

من یرید تصحیح الایمان والخلاص من کید الشیطان والنجاة من عذاب النیران والدخول

اوسکو کہ ارادہ درستی ایمان کا اور شیطان کی مکر سی رستگاری کا اور آگ کی عذاب سی بچنی کا اور جنت مین

فی دار الجنان والله الهادی وعلیه التکلان ولم ابال ما فیه من التکرار لما وقع فی

جانی کا ہو اور اللہ رستہ دکہانیوالا ہی اور اوسی پر بہروسا اور مکرر جو اسمین ہوگیا ہی اسکی کچہہ پرواہ نہین کی کیونکہ ایسا

نصیحة الابرار وانبه ما فیه من الاحوال الذی یسمیه الناس الخیر والشر والطیرة والفال

بزرگون کی نصیحت مین ہوتا ہی اور سب حالات بیان کرونگا جسکو لوگ خیر اور شر اور شگون اور فال کہا کرتی ہین

وسمیته مجالس الابرار ومسالك الاخیار ومحائق البدع ومقامع الاشرار ورتبته

اور اسکا نام مین نی مجالس الابرار ومسالک الاخیار ومحائق البدع ومقامع الاشرار رکہا اور مین نی اسکو

علی مائة مجلس المجلس الاول فی تمثیل من یذکر ربه ومن لم یذکره بالحی والمیت وفی بیان

سو مجلسون پر مرتب کیا پہلی مجلس مثال بیان کرنی مین اوس شخصکی کہ یاد کرتا ہی اپنی رب کو اور اوسکی کہ نہین یاد کرتا ساتہہ زندہ اور مردی کی اور بیان مین

معرفة ذکر الله تعالی المجلس الثانی فی بیان فضیلة الذکر من کل اعمال البر وبیان اقسامه

معرفت ذکر خدا تعالی کی دوسری مجلس بیان مین افضلیت ذکر کی جملہ اعمال حسنہ سی اور اوسکی اقسام کی بیان مین

المجلس الثالث فی بیان فضیلة الایمان ومرامن المجلس الرابع فی لزوم محبة النبی صلی

تیسری مجلس بیان مین فضیلت ایمان کی اور مؤمن کی چوتہی مجلس بیچ لازم کرنی محبت نبی صلی

الله علیه وسلم زیادة من والده وولده والناس اجمعین المجلس الخامس فی لزوم الایمان

اللہ علیہ وسلم کی زیادہ اپنی ماباپ اور فرزند اور سب لوگونسی پانچوین مجلس بیچ لازم ہونی ایمان کی

[illegible] النبی صلی الله علیه وسلم ولا یجوز المخالفة فیه المجلس السادس فی بیان من

رضی بالله ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی الله علیه وسلم نبیا ذاق طعم الایمان المجلس

کہ راضی ہوا اسکی رب ہونی پر اور اسلام کی دین ہونی پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبی ہونی پر اوسنی چکہا مزہ ایمان کا ساتوین مجلس

السابع فی بیان مؤمن به وبیان لزوم الایمان به اجمالا علی الاصح وتفصیلا عند البعض

بیچ بیان اون چیزون کی کہ ایمان لایا جاوی اونپر اور بیچ بیان لازم ہونی ایمان کی ساتہہ اونکی بطریق اجمال کی بحسب صحیح تر روایت کی اور بطریق تفصیل کی نزدیک بعض کی

المجلس الثامن فی بیان من یدخل الجنة ومن لا یدخلها من المطیع للرسول علیه السلام والمخالف له

مجلس آٹھوین بیچ بیان اوسکی کہ داخل ہوگا جنت مین اور اوسکی کہ نہین داخل ہوگا اوسمین یعنی فرمان بردار رسول علیہ السلام کا اور اونکا مخالف

المجلس التاسع فی لزوم الاتباع للنبی صلی الله علیه وسلم فیما جاء به وفیه تحقیق المجلس العاشر

نوین مجلس بیچ لازم ہونی اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ اوس چیز کی کہ لای حضرت اوسکو اور اسمین کچہہ تحقیق لکہی ہی مجلس دسوین

یعنی بیچ بیان اسکا کہ فرمان بردار رسول کا داخل ہوگا بہشت میں اور مخالف اونکا نہیں داخل ہوگا

صلوة رغائب رجب کی پہلی تاریخ کی شب مین بعضی پڑھتی ہین جماعت سی وہ بدعت ہی ١٢ منه

ع‍ه خواہ نفل ہو خواہ فرض ہو ١٢ منه

فی

فی بیان فضیلۃ تاخیر السحور وتعجیل الافطار وشبرۃ المجلس الثلثون فی بیان غائلۃ من

بیچ بیان فضیلت تاخیر سحری کی اور جلدی کرنی افطار کی اور غیر اوسکی مجلس تیسوین بیچ بیان گناہ اوسکی

افطر یوما من رمضان فیما یجب فیہ الکفارۃ المجلس الحادی والثلثون فی بیان سنیۃ

کہ افطار کری ایکروز رمضان مین اوس حال مین کہ واجب ہوا وسمین کفارہ مجلس اکیسوین بیچ بیان سنت ہونی

الاعتکاف وطلب لیلۃ القدر فیہ وفضیلتہا المجلس الثانی والثلثون فی بیان صدقۃ

اعتکاف کی اور طلب کرنی شب قدر کی اوسمین اور فضیلت اوسکی مجلس بتیسوین بیچ بیان صدقہ

الفطر واحکام العیدین وبیان البدع فیہ المجلس الثالث والثلثون فی بیان فضیلۃ

فطر کی اور احکام عیدین کی اور بیان بدعتوں کی عیدین مین مجلس تینتیسوین بیچ بیان فضیلت

صوم شوال وعدم جواز التشاءم بہ المجلس الرابع والثلثون فی بیان فضیلۃ

روزہ دن شوال کی ۶ کے اور یہہ کہ شوال کو منحوس سمجھنا جایز نہین ہی مجلس چونتیسوین بیچ بیان فضیلت

ایام العشر الاول من ذی الحجۃ المجلس الخامس والثلثون فی بیان فضیلۃ هراقۃ

اول دہہ بقرہ عید کی مجلس پینتیسوین بیچ بیان فضیلت بہانی

دم القربان فی ایام النحر ونوعہ وکیفیۃ ذبحہ المجلس السادس والثلثون فی بیان

خون قربانی کی ایام قربانی مین اور بیان اقسام قربانی کی اور کیفیت ذبح کی مجلس چھتیسوین بیچ بیان

فضیلۃ شہر اللہ المحرم وصوم یوم عاشوراء المجلس السابع والثلثون فی بیان فضیلۃ

فضیلت مہینی خدا کی کہ محرم ہی اور بیان روزی روز عاشوراء کی مجلس سینتیسوین بیچ بیان فضیلت

یوم عاشوراء وبیان ما یفعل فیہ من البدع المکروہۃ المجلس الثامن والثلثون

روز عاشوراء کی اور بیان اون بدعات مکروہات کا جو اوسمین کیجاتی ہین مجلس اٹھتیسوین

فی بیان عدم سرایۃ المرض وعدم جواز الطیرۃ وعدم وجود الغول المجلس التاسع والثلثون

بیچ بیان نہ لگ جانی بیماری کسیکی کسیکو اور نہ جایز ہونی شگون بدکی اور نہ ہونی جنون کی مجلس انتالیسوین

فی ذم الطیرۃ والفال المذموم واقسامہما ومدح فال المسنون واقسامہ المجلس الاربعون

شگون اور فال بدکی بیان مین اور اوسکی اقسام مین اور فال مسنون کی مدح اور اوسکی اقسام مین چالیسوین مجلس

فی بیان استحسان التانی فی عمل الدنیا دون عمل الاخرۃ المجلس الحادی والاربعون فی

بیان مین خوبی درنگ کرنی کی دنیا کی کاربار مین سواء عمل آخرت کی اکتالیسوین مجلس

بیان سبب نزول البلیات وسبب دفعہا من التوبۃ والدعوات المجلس الثانی والاربعون

بیان مین سبب بلاؤن کی اوترنی کا اور بیان مین سبب اسکی دفع کی جو توبہ اور دعا ہی بیالیسوین مجلس

فی بیان دفع الدعاء البلاء حین نزول البلاء وبعد النزول المجلس الثالث والاربعون

اس بیان مین کہ دعا روک دیتی ہی بلا کو اوترتی وقت او بعد اوترنی کی تیتالیسوین مجلس

فی بیان مسنونیۃ الصلوۃ عند ظہور الایۃ المخوفۃ والاشتغال بالامور المانعۃ المجلس

اس بیان مین کہ مسنون ہی نماز جب کوئی امر خوفناک ظاہر ہو اور مشغول ہونا ایسی باتون مین جو روک دی

الرابع والاربعون فی بیان صلوۃ الکسوف والخسوف وظہور الایۃ المخوفۃ المجلس الخامس

چوالیسوین مجلس بیان مین نماز سورج گہن چاند گہن کی اور ظہور امر خوف کی پینتالیسوین

سه یعنی پڑہنی مین بعض اوقات خطا واقع ہوتی ہی اوسکی اقسام بیان کی ہین ۱۲ منہ

دفضیه

وفضيلة الاسترجاع عندها المجلس الثاني والستون في بيان تحقيق قوله عليه السلام

اور فضیلت انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنی کی اوسوقت باسٹھویں مجلس بیان مین تحقیق اس حدیث کی

اغتنم خمسا قبل خمس الحديث وما يتفرع عليه المجلس الثالث والستون في بيان محاسبة

غنیمت جانو پانچ کو پہلی پانچ سی آخر تک اور اسکی تفریعات تریسٹھویں مجلس بیان مین حساب

العبد يوم القيمة والمناقشة في الحساب المجلس الرابع والستون في بيان محاسبة العبد

بندہ کی قیامت کی دن اور جو مناقشہ ہوگا حساب مین چوسٹھویں مجلس بیان مین حساب بندہ کی

نفسه قبل ان يحاسب ويناقش فيهلك المجلس الخامس والستون في بيان حث الامة

اپنی ذات سی پہلی اس سی کہ اوسی حساب لیا جاوی اور مناقشہ ہوکہ ہلاک ہوجاوی پینسٹھویں مجلس مین بیان رغبت دلانی امت کا

على التوبة ووجوبها على الفور وتخفيفها بالمعاني الثلثة المجلس السادس والستون

توبہ پر اور فوریت واجب ہونا توبہ کا اور تحقیق توبہ کی تینوں معانی کا چھیاسٹھویں مجلس مین

في بيان قوله عليه الصلوة والسلام ان الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر المجلس السابع و

بیان قول علیہ السلام کا کہ اللہ توبہ بندہ کی قبول کرتا ہی جبتک نزع کو نہ پہنچی سڑسٹھویں مجلس مین

الستون في بيان حال الكيس وحال الاحمق المجلس الثامن والستون في بيان فضيلة

بیان حال دانا اور احمق اٹھسٹھویں مجلس مین بیان

التقوى وحسن الخلق وحقيقتهما المجلس التاسع والستون في بيان لزوم طلب

تقوی اور حسن خلق کی فضیلت کا اور ان دونوں کی حقیقت اونہترویں مجلس مین بیان اسکا کہ تلاش

كسب الحلال واي اطيب من المكاسب واقبح منها المجلس السبعون

حلال پیشہ کی لازم ہی اور کونسا پیشہ اچھا ہی اور کونسا برا ہی سترویں مجلس

في بيان حرمة الاحتكار وسائر ما يتعلق به من الاحكام الشرعية

بیچ بیان احتکار کی حرمت کا سے اور جو جو احکام شرعی اس سی متعلق ہین

المجلس الحادي والسبعون في بيان اي تاجر يحشر يوم

اکہترویں مجلس اس بیان مین کہ کونسا تاجر

القيمة فاجرا واي صادقا المجلس الثاني والسبعون

قیامت کو جو محشور ہوگا اور کونسا صادق بہترویں مجلس

في تحريض التاجر على ملازمة الصدق والامانة في جميع اقواله

امادہ کرنی ہین تاجر کی ملازمت صدق وامانت پر اپنی جملہ اقوال

وافعاله المجلس الثالث والسبعون في بيان حقيقة الربوا

وافعال مین مجلس تہترویں بیان مین سود کی حقیقت

واحكامه آفاته المجلس الرابع والسبعون في بيان حقيقة السلم واحكامه

اور اوسکی نقصانکی مجلس چوہترویں بیان مین حقیقت بیع سلم اور اوسکی احکام کی

وغيره من انواع العقود المجلس الخامس والسبعون في بيان سوال الحرام والوعيد

اور سوا اسکی انواع عقود مجلس پچہترویں اس بیان مین کہ سوال حرام ہی اور اوسمین سزا موعود ہی

فى

فی بیان سبق رحمۃ اللہ وغلبتہا علی غضبہ وماھیتہما المجلس الحادی والتسعون فی بیان
رحمت الٰہی کی سبقت اور غلبہ کی بیان میں غضب پر اور دونوں کی حقیقت مجلس اکانوین اس بیان میں

ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم المجلس الثانی والتسعون فی بیان عدم المؤاخذۃ
کہ شیطان پہرتا ہی انسان میں بجای خون کی مجلس بانوین اس بیان مین کہ وسوسے کا مواخذہ

بالوسوسۃ مالم تعمل بہا او تتکلم المجلس الثالث والتسعون فی بیان ان للشیطان لمۃ
نہین جبتک اوسپر عمل نکری یا موہنسی نکہی مجلس ترانوین اس بیان مین کہ شیطان کو قرب ہوتا ہی

بابن ادم وللملک لمۃ لہ المجلس الرابع والتسعون فی بیان ظہر الاسلام غریبا وسیعود
بنی آدم کی ساتہہ اور فرشتہ کو قرب ہوتا ہی مجلس چورانوین اس بیان مین کہ اسلام پیدا ہوا تہا غریب اور پہر ہوجائیگا

غریبا کما ظہر المجلس الخامس والتسعون فی بیان نعمۃ الصحۃ والفراغ وبیان مغبونیۃ
غریب جیسا ظاہر ہوا تہا مجلس پچانوین بیان میں نعمت تندرستی اور فراغت کی اور غبن مین ہونی

صاحبہما المجلس السادس والتسعون فی بیان نہی من اکل مافیہ رائحۃ کریہۃ من دخول المسجد
صحیح وفارغ کی مجلس چہیانوین اس بیان مین کہ جو شخص کہاوی ایسی چیز جس مین بدبو ہووی تو مسجد مین نہ جاوی

المجلس السابع والتسعون فی بیان لزوم ترک مالا یعنیہ من القول والفعل المجلس الثامن
مجلس ستانوین اس بیان مین کہ لازم ہی ترک بیفائدہ قول اور فعل کا مجلس اٹہانوین

والتسعون فی بیان الوصیۃ فی حق النساء حال المعاشرۃ بہن المجلس التاسع والتسعون
بیچ بیان وصیت کی عورتون کی حق مین اور انکی ساتہہ گذران کی حالت مجلس ننانوین

فی بیان تحقیق قولہ علیہ السلام استوصوا بالنساء خیرا الی اخرہ المجلس المائۃ فی بیان لزوم
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قول کی تحقیق مین کہ استوصوا الخ مجلس سوین اس بیان مین کہ لازم ہی

رعایۃ حق الزوج علی زوجتہ وبیان الوعید عند عدمہا المجلس الاول فی بیان تمثیل من
حق شناسی اپنی خاوند کی بی بی کو اور بیان سزا کا جب کہ یہہ نہووی پہلی مجلس بیچ مثال بیان کرنی اوس شخص کی

یذکر ربہ ومن لم یذکرہ بالحی والمیت وفی بیان معرفۃ ذکر اللہ تعالیٰ قال رسول
کہ اپنی رب کی یاد کرتا ہی اور جو اوسکی یاد نہین کرتا ساتہہ زندہ اور مردہ کی اور بیان مین ذکر اللہ کی فرمایا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر ربہ کمثل الحی والمیت ھذا الحدیث
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی حال اوس شخصکا کہ ربکی یاد کرتا ہی اور اوس شخصکا جو اپنی رب کی یاد نہین کرتا جیسی زندہ اور مردہ یہہ حدیث

من صحاح المصابیح رواہ ابو موسی الاشعری فانہ علیہ السلام جعل فیہ الذاکر مثل الحی مع
مصابیح کی صحاح مین ہی ابو موسی اشعری کی روایت سی سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی اسمین یاد کرنیوالی کو مانند زندہ کی ٹہرایا باوجودیکہ

کونہ حیا لان المراد بالحی من لہ حیوۃ حقیقیۃ ابدیۃ وھی انما تحصل بذکر اللہ تعالیٰ لان
وہ زندہ ہی ہوتا ہی اسلئی کہ زندہ سی وہ مراد ہی جسکو حقیقی اور دائمی زندگی حاصل ہی اور ایسی زندگی بجز یاد الٰہی کی حاصل نہین ہوتی کیونکہ

الذکر یحیی قلوب الذاکرین ویوجب لہم الاستعداد لمعرفۃ رب العالمین والوصول الی الحیوۃ الا بدیۃ
ذکر ذاکرین کا دلون کو زندہ کردیتا ہی اور بالضرور اونکی لئی سامان رب العالمین کی معرفت کا تیار کرتا ہی اور بہشت کی حیات ابدی کی لایق بنا دیتا ہی

فی دار النعیم ومن کان خالیا عن الذکر فہو بمنزلۃ المیت لکونہ خالیا عما یحیی قلبہ وعما یوجب
اور جو شخص یاد الٰہی نہین کرتا وہ مردہ کی مانند ہی کیونکہ وہ اوس بات سی خالی ہی جس سی دل زندہ ہو مٔی اور خدا کی

له المعرفة والحیوة الابدیة لان شرف الانسان وفضیلته التی بها فاق جمیع اصناف الخلق

معرفت اور دائمی زندگی پیدا ہو کیونکہ انسان کی شرافت اور فضیلت جسی تمام اقسام مخلوقات پر فائق ہو رہا ہی

لیس الا باستعداده لمعرفة الله تعالی وانما یستعد لمعرفة الله تعالی بقلبه لا بجارحة من

بجز استعداد معرفت الٰہی کی نہین ہی اور استعداد معرفت الٰہی کی دل ہی سی علاقہ رکہتی ہی ہاتہہ پانو وغیرہ

جوارحه بل الجوارح له اتباع وخدم یستخدمها استخدام الملك للرعایا ویستعملها استعمال

اعضا سی کچہہ علاقہ نہین بلکہ تمام اعضا دل کی تابع اور خدمت گذار مین طرح ان اعضا سی اسطور کار لیتا ہی جیسی پادشاہ رعیت سی اور ایسی برتتا ہی

السید للعبید وهو انما یطمئن بذکر الله تعالی کما قال الله تعالی الا بذکر الله تطمئن

جیسی مولی غلامون کو اور دل کو طمانینت صرف یاد الٰہی سی ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی یاد رہی اللہ ہی کی یاد سی دل چین پاتی ہین

القلوب وافضل الذکر علی ما ورد فی الحدیث لا اله الا الله فلا بد للعبد المکلف ان یشتغل

اور سب سی بہتر ذکر موافق مضمون حدیث کی لا الہ الا اللہ ہی اب بندہ عاقل بالغ کو ضرور ہی کہ اس ذکر مین

بهذا الذکر حتی یطمئن قلبه ویستعد لمعرفة الله تعالی لکن قبل اشتغاله به یجب علیه

مشغول رہی تا کہ اوسکا دل اطمینان پکڑی اور معرفت الٰہی کی استعداد حاصل کری لیکن اس شغل سی پہلی اوسپر واجب ہی

ان یحصل من علم الکلام ما یصح به اعتقاده علی مذهب اهل السنة والجماعة وما یحترز

کہ اتنا علم عقاید سیکہی جس سی اسکا اعتقاد موافق اہل سنت وجماعت کی ٹہیک ہو جاوی اور

به عن شبه المبتدعة لان القلب ما دام مکدرا بظلمة البدعة الاعتقادیة لا ینور انوار

اہل بدعات کی شبہات سی بچ جاوی کیونکہ جبتک دل اعتقادی بدعت کی تاریکی مین مکدر رہتا ہی تو اوسمین طاعت کی روشنی نہین چمکتی

الطاعات ویجب علیه ایضا ان یحصل من علم الفقه ما یصح به اعماله علی وفق الشریعة المطهرة

اور اوسپر یہہ بہی واجب ہی کہ اتنا علم فقہ بہی سیکہہ لی جس سی اوسکی اعمال موافق شریعت پاک کی صحیح اور

والا فالتقدم لمعالی الامور قبل اتقان وصولها وضبط طرقها عجلة شیطانیة وشهوة نفسانیة

اور نہین تو بڑی کام کر بیٹہنا بغیر محکم کر نی اصول کی اور ٹہیک دریافت کرنی طریقون کی شیطانی جہپٹ اور نفسانی شہوت مین

توجب لصاحبها الفضیحة فی الدنیا والاخرة اذ قد یغتر صاحبها بالتخیلات النفسانیة

داخل ہی جو ایسی شخص کو دنیا اور اخرت دونو مین ذلیل کر چہوڑتی ہی اس لئی کہ ایسا جاہل کبہی فریب مین آکر نادانی سی خیالات نفسانی

والتلبیسات الشیطانیة ویظنها کرامات وهی فی الحقیقة استدراج وزیادة له فی انواع

اور شبہات شیطانی کو کرامت تصور کر لیتا ہی اور اصل مین وہ استدراج ہوتا ہی اور اوسکی حق مین طرح طرح کی

الضلالات لان من اشتغل بالذکر والریاضة قبل ان یحصل من علم الکلام ما یصح به الاعتقاد

گمراہی زیادہ ہوتی ہی کیونکہ جو شخص مشغل ذکر اور ریاضت کا اختیار کرتا ہی بدون سیکہی علم عقاید کی کہ جتنی مین اوسکا اعتقاد

علی مذهب اهل السنة والجماعة وما یحترز به عن شبه المبتدعة ومن علم الفقه ما یصح

اہل سنت وجماعت کی مذہب پر صحیح ہو جاوی اور بدعتیون کی شبہات سی بچ جاوی اور بدون سیکہی علم فقہ کی جتنی مین

به اعماله علی وفق الشریعة المطهرة لا یبعد ان یقع له کشف حتی لبعض الاشیاء او امر خارق

اوسکی اعمال مطابق شریعت پاک کی صحیح اور درست ہو جاوین تو کیا بعید ہی کہ اوسکو بعضی محسوسات کا کشف ہونی لگی یا کوئی بات کرامت کی سی

من خوارق العادات بمقتضی الریاضة او اراءة الشیطان کما حکی کثیر من ذلك عن بعض الکفرة

خلاف عادات مین سی ریاضت کی موافق یا شیطانی دکہی سی ہو جاوی چنانچہ ایسی بہت کہانیان بعضی کفار

الرياضين فيظن انه ولاية وكرامة وهو في الحقيقة مكر واستدراج لا كرامة ولا ولاية

ریاضت منش کی مشہور ہین پہر یہہ نادان خیال کرتا ہی کہ یہہ ولایت اور کرامت ہی اور اصل مین وہ مکر اور استدراج ہوتا ہی نہ کرامت ہی اور نہ ولایت

اذ قد يحصل الكشف والامر الخارق لبعض الرهبان وغيرهم ممن يعتنون بزيادة الرياضات

اسلئے کہ کشف اور امر خارق کبہی کبہی بعضی ایسی راہب وغیرہ کی بہی ہو جاتا ہی جو بڑی ریاضت اختیار کرتی ہین

مع فساد العمل والاعتقاد ولا اعتداد به لانه تعالى قد جعل الرياضة سببا لتصفية

باوجودیکہ اونکی عمل اور اعتقاد فاسد ہوتی ہین پہر اسکا کیا اعتبار ہی اسلئے کہ اللہ تعالی نی بیشک ریاضت سی دلون کو ایسا صاف کر دیتا ہی

القلوب بحيث يوصل بها الى الكشف ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى

کہ جس سی کشف اور کشف کی مانند اور خوارق ہو سکتی ہین اور اس سی اللہ تعالی کی یقینی رضامندی

بذلك السبب البتة ومن المعلوم قطعا ان الخوارق ليست مختصة بالمعجزة والكرامة

اوس سبب پر معلوم نہین ہوتی اور یہہ بات یقینی معلوم ہی کہ خوارق کو کچھ معجزہ اور کرامت ہی کی خصوصیت نہین ہی

بل قد تكون استدراجا ايضا فمتى صدرت ممن فيه خلل عملي او اعتقادي يحكم بكونها

بلکہ بعضی وقت استدراج بہی ہوتا ہی پہر اگر یہہ امر خارق ایسی شخص سی پیدا ہووی جسکا عمل یا اعتقاد باطل ہی تو وہ

استدراجا لا كرامة لان الكرامة ظهور امر خارق للعادة على يد عبد صالح ظاهر صلاحه

استدراج ہی سمجہا جاویگا کرامت نہین ہوگی کیونکہ کرامت تو وہ ہی کہ امر عادت کی خلاف ایسی صالح آدمی کی ہاتہہ سی ہو جسکی نیک کرداری ظاہر ہو رہی ہو

وهذا القيد الاخير للاحتراز عن الاستدراج وهو ظهور امر خارق للعادة على يد الاشقياء

اور یہہ پچہلی قید استدراج سی احتراز کی لئے ہی کیونکہ استدراج وہ ہوتا ہی کہ امر خارق عادت اشقیا کی ہاتہہ پر پیدا ہو

كالدجال وفرعون والجهلة الضالين المضلين فان الخوارق كما تظهر على يد الاتقياء تظهر

جیسی دجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کرنیوالی کیونکہ خوارق جیسی پرہیزگارون کی ہاتہہ پر ہوتی ہین

على يد الاشقياء ايضا فما يظهر من ذلك على يد من كان تحت سياسة الشرع يصير

اشقیا کی بہی ہاتہہ پر ہو جاتی ہین سو جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتہہ پر ظاہر ہو جو شرعی حکومت کا مطیع ہی تو

سببا لمزيد مجاهدته في عبادته وما يظهر من ذلك على يد من لم يكن تحت سياسة الشرع

اوسکی مجاہدہ عبادت کو زیادہ بڑہا دیگا اور جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتہہ پر پیدا ہو جو شرعی حکومت کا مطیع نہ

يصير سببا لمزيد بعده وغروره ولا يزال الشيطان يغويه حتى يخلع ربقة الاسلام

تو اوسکو اور بہی دوری اور غرور بڑہیگا اور شیطان ہمیشہ اوسکو بہکاتا رہیگا آخرکو اسلام کی رسی اوسکی گردن مین سی نکال کر

من عنقه بانكار الحدود والاحكام والحلال والحرام فعلى هذا يجب على العبد الذاكر

حدود اور احکام اور حلال اور حرام کا منکر بنا دیگا اسلئے بندہ ذاکر کو یہہ واجب ہی

ان يجعل جميع اعماله موافقا لاحكام الشرع مادام حيا عاقلا ولا يجوز له ان يعمل عملا مخالفا

کہ اپنی تمام اعمال جبتک ہوش حواس مین ہی احکام شرعی کی موافق رکہی اور اوسکو یہہ جایز نہین ہی کہ کبہی بہی کسی وقت کوئی عمل

للاحكام الشرع في وقت من الاوقات واحكام الشرع على قسمين قسم يتعلق بالظاهر وهو البدن

احکام شرعی کی مخالف عمل مین لاوی اور شرع کی احکام دو قسم پر ہین ایک وہ قسم جو ظاہر یعنی بدن سی علاقہ رکہتی ہین

وقسم يتعلق بالباطن وهو القلب وكل واحد من القسمين على نوعين احدهما يجب فيه الفعل

اور ایک قسم وہ جو باطن یعنی دل سی علاقہ رکہتی ہین اور یہہ دونو قسمین دو طرح کی ہین ایک وہ جسکا کرنا واجب ہی

والآخر یجب فیه الترك فجملة احکام الشرع اربعة فمن النوع الذی یتعلق بالظاهر ویجب
دوسری وہ جسکا ترک واجب ہی پس تمام احکام شرعی چار طرح کی ہوئی پہر وہ قسم جو بدن سی متعلق اور اوسکا عمل مین لانا واجب ہی

فیه الفعل التکلم بکلمتی الشهادة واقامة الصلوة وایتاء الزکوة وصوم رمضان وحج
دونو کلمی شہادت کی پڑہنی اور نماز قایم رکہنی اور زکوۃ اداکرنی اور رمضان کی روزی اور

البیت وجهاد الکفار والامر بالمعروف والنهی عن المنکر وغیر ذلك من الفرائض والواجبات
کعبہ کا حج اور کفار پر جہاد اور نیک بات بیان کرنی اور بدی سی روکنا اور سوا اسکی اور فرائض اور واجبات

ومن النوع الذی یتعلق بالظاهر ویجب الترك القتل والزنا واللواطة والسرقة وشرب الخمر
اور وہ قسم جو بدن سی متعلق اور اوسکا ترک واجب ہی خون ریزی اور بدکاری اور اغلام اور چوری اور شراب خواری

والغیبة والنمیمة والکذب والنظر الی ما حرم نظره واستماع ما حرم استماعه وغیر ذلك من
اور غیبت اور سخن چینی اور جہوٹہ بولنا اور دیکھنا ایسی چیز کا جسکا دیکھنا حرام ہی اور ایسی آواز سنی جسکا سننا حرام ہی اور سوا اسکی

المحرمات والمکروهات ومن النوع الذی یتعلق بالباطن ویجب فیه الفعل التوبة والاخلاص
اور محرمات اور مکروہات اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور عمل کرنا واجب ہی توبہ اور اخلاص

والتوکل والصبر والشکر والخوف والرجاء وغیر ذلك من الاخلاق الحمیدة والخصال الجمیلة
اور توکل اور صبر اور شکر اور خوف اور امیدواری اور سوا اسکی اور نیک عادتین اور پسندیدہ خصلتین

ومن النوع الذی یتعلق بالباطن ویجب فیه الترك الکبر والعجب والریاء والحسد وغیر ذلك
اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور ترک واجب ہی تکبر اور خودپسندی اور ریا یعنی دکہلاوا اور حسد اور سوا اسکی

من الاخلاق الذمیمة والخصال القبیحة فمن خالف حکما واحدا من هذه الاحکام الاربعة
اور بدخوئیان اور قبیح خصلتین سو جو شخص خلاف کری کسی ایک حکم کا ان چارون حکمون مین سی

عصی الله تعالی واستحق عذابه فلا یکون من اهل الولایة والکرامة وبعض الناس فی هذا
وہ خدا کا نافرمان ہی اور اوسکی عذاب کا سزاوار وہ ولی اور کرامت والا کب ہوسکتا ہی اور بعضی لوگ اس

الزمان یدخلون الخلوة ثلثة ایام واکثر ثم یخرجون منها واذا فعلوا ذلك مرة او مرتین
زمانی مین تین دن کا یا زیادہ کا چلہ کہینچ کر پہر فارغ ہوجاتی ہین اور جب ایک یا دوبار چلہ کرچکی

یدعون نیل الاحوال والوصول الی مقامات الرجال مع انهم یرتکبون ما یخالف الشرع الشریف
تو دعوی کرنی لگی کہ ہمکو سب حالات کہل گئی اور عمدہ لوگون کا درجہ پالیا باوجودیکہ شرع شریف کی مخالفت کی جاتی ہین

واذا انکر علیهم ما ارتکبوه یقولون حرمة ذلك فی العلم الظاهر وانا اصحاب العلم الباطن وانه
اور جب اونسی اونکی اعمال کی برائی بیان کرو تو کہنی لگتی ہین میان یہہ علم ظاہر مین حرام ہی اور ہم تو باطنی علم والی ہین سو یہہ امر

حلال فیه وان الوصول الی الله تعالی لا یکون الا برفض العلم الظاهر وانکم تاخذون من
اوس علم مین حلال ہی اور قربت الہی بدون چہوڑنی علم ظاہری کی نہین ملتی تم

الکتاب والسنة وانا بالخلوة وهمة الشیخ نصل الی الله تعالی فینکشف لنا العلوم فلا نحتاج
قرآن اور حدیث سی فائدہ لیتی ہو اور ہم چلہ اور پیر کی مدت سی خدا کی درگاہ مین جاتی ہین پہر ہمپر سب علوم کہل جاتی ہین ہمکو

الی مطالعة الکتاب والقراءة علی الاستاذ واذا صدر منا مکروه او حرام نُهی عنه فی المنام
کتابون کی مطالعہ کی اور استاد سی پڑہنی کی کچہہ حاجت نہین ہی اور ہم سی جب کوئی مکروہ یا حرام عمل مین آجاتا ہی تو خواب مین ہمکو ممانعت ہوجاتی ہی

فنهو

فنعرف الحلال والحرام وما قلتم انه حرام لم ننه عنه فی المنام فعلمنا انه لیس بحرام
سو ہم حلال اور حرام کو سمجہ لیتے ہین اب جسکو تم حرام بناتے ہو ہمکو اوس سے خواب مین منع نہین کیا سو ہمنے جان لیا کہ یہہ حرام نہین ہے

ونحو ذلك من الترهات التی کلها الحاد وضلال اذ فیه ازدراء للملة الحنیفیة والشریعة
اور اسیطرح کی خرافات باتین جو سراسر الحاد اور گمراہی کی ہین بکتے ہین کیونکہ اسمین ملت حنفی اور شریعت نبوی

النبویة وعدم الاعتماد علی الکتاب والسنة واجماع الامة فالواجب علی کل من سمع
کی حقارت ہے اور بے اعتمادی قرآن وحدیث اور اجماع امت کی سو واجب ہے اوسپر جو ایسے باطل گفتگو سنے

امثال تلك الاقاویل الباطلة الانکار علی قائله والجزم ببطلان کلامه بلا شك ولا تردد
کہ بلاشک اور بے تردد اور بغیر توقف . قائل کے اس کلام کو بیہودہ واہیات سمجہے

ولا توقف والا فهو یکون من جملتهم ویحکم علیه بالزندقة فانهم لما کانوا فی الاعتقاد
اور نہین تو وہ بہی اوسی گروہ مین داخل ہے اور اوسپر حکم کفر کا ہوگا کیونکہ ان لوگونکا اعتقاد جب

بهذه المرتبة کان بینهم وبین الشیطان مناسبة فیریهم فی بعض الازمان اشیاء
اس نوبت کو پہنچا تو انمین اور شیطان مین ایک رابطہ پیدا ہوگیا پہر وہ شیطان اونکو بعضے دفعہ کچہہ تجلی وغیرہ دکہا دیتا ہے

من الانوار وغیرها فیغترون بها ویظنون انهم محسنون وعند الله مکرمون ولا یعلمون
پس یہہ قوم دہوکہا کہا کر یہہ خیال کرتے ہین کہ ہم کیا خوب عمل کرتے ہین اور خدا کے نزدیک ہم عزت والے ہین اور یہہ خبر ہے

ان الشیطان لا یزال یحسن لاهل الخلوة وارباب الریاضة ان یعملوا بحواجسهم ورؤیاهم
کہ شیطان ہمیشہ اہل خلوت اور ریاضت کی نظر وتمین یون پکا دیتا ہے کہ اپنی توہمات اور خوابون کی موافق

من غیر تحکیم الشرع فیها فیقولون القلب اذا کان محفوظا مع الله تعالی یکون خواطره
بدون موافقت شرع کی عمل کیا کرین پہر یہہ کہتے ہین کہ دل جب اللہ کی طرف سے محفوظ ہوتا ہے تو اوسکی سب خطرات خطا سے

معصومة عن الخطاء وهذا من اعظم کید العدو فیهم لان الخواطر ثلثة انواع رحمانیة
بچی ہوئی ہوتی ہین اور یہہ اونکی حق مین دشمن کا بڑا ہی دہوکہا ہے کیونکہ خطرات تین طرح کی ہوتی ہین رحمانی

وشیطانیة ونفسانیة فلو بلغ الانسان ما بلغ من الریاضة والمجاهدة فمعه شیطانه
اور شیطانی اور نفسانی پہر انسان کیسے ہی ریاضت اور مجاہدہ کیا کرے پر شیطان

ونفسه لا یفارقانه الی الموت والشیطان یجری منه مجری الدم والعصمة لیست
اور نفس اوسکی ساتہہ ہی رہتے ہین مرتے دم تک جدا نہین ہوتے اور شیطان اوسمین ایسے پہرتا ہے جیسے بدن مین خون اور عصمت صرف

الا للرسل الذین هم وسائط بین الله تعالی وبین خلقه فی تبلیغ امره ونهیه ووعده
انبیا صلوات اللہ علیہم کا خاصہ ہے جو کہ درمیان پاک پروردگار اور اوسکی خلقت کی واسطہ ہین واسطے پہنچا دینے امر اور نہی اور جزا

ووعیده ومن عداهم لیس بمعصوم ومن ظن انه یستغنی عما جاء به الرسول بما یلقی
اور سزا اور سوا انبیاء کی کوئی معصوم نہین ہے اب جو شخص یہہ خیال کرے کہ مجہکو احکام نبوی کی کچہہ حاجت نہین مجہکو وہ ہی کافی ہے

فی قلبه من الخواطر فهو من اعظم الناس کفرا لان ما یلقی فی القلب یحتمل ان یکون من
جو دل مین خطرات آتی ہین سو وہ بڑا ہی کافر ہے اسلئے کہ دل مین جو خطرہ آتا ہے تو شاید کہ

القاء النفس او الشیطان فلا عبرة به ولا التفات الیه حتی یعرض علی ما جاء به الرسول
وہ نفس یا شیطان کی طرف سے آیا ہو پہر اوسکا کیا اعتبار ہے اور نہ اودہر توجہ کہ احکام نبوی کی مقابل ہو سکے

ويشهد له بالموافقة اذ ليس كل ما يراه الانسان في النوم واليقظة صحيحا بل قد تكون بعضه
اور اوسکی لئی موافقت کا شاہد چاہئی کیونکہ آدمی جو جو خواب یا بیداری مین معلوم کرتا ہی وہ سب درست نہین ہو اکرتا بلکہ بعضی
من الخواطر النفسانية وبعضه من الوساوس الشيطانية وبعضه من الله تعالى بالهام
خطرات نفسانی وبعضی وسوسہ شیطانی ہوتی ہین اور بعضی اللہ کی طرف سی بواسطہ
ملك الرؤيا فلابد من التميز بين هذه الثلثة ليعلم ان ما يراه من اي نوع هو فاذا تعين
فرشتہ خواب کی بہی ہوتی ہین پہر ان تینون مین تمیز کرنی ضرور چاہئی جس سی معلوم ہو کہ یہہ خطرہ کس قسم کا ہی جب یہہ ثابت ہو جاوی
انه من الله تعالى فلابد من عالم يعلم المراد منه فان المراد منه ان كان ظاهرا لا يحتاج
کہ اللہ کی طرف سی ہی تب ایسا عالم چاہئی کہ اوسکی مراد کو سمجھی کیونکہ اوسکی مراد اگر ظاہر ہی تو
الى التاويل بل انما يحتاج الى التنبيه وان كان غير ظاهر يحتاج الى التاويل فياول بتاويل
تاویل کی کچہہ حاجت نہین بلکہ صرف تنبیہ کی حاجت ہی اور اگر مراد ظاہر نہین ہی تو تاویل کی حاجت ہی پہر صحیح تاویل کرنی چاہئی
صحيح كما ان الكتاب والسنة لا شبهة في كونهما من الله تعالى ورسوله لكن المراد منهما
چنانچہ قرآن اور حدیث بلاشبہ اللہ اور رسول کی کلام ہین پر اونکی مراد
قد يكون ظاهرا فلا يحتاج الى التاويل وقد يكون غير ظاهر فيحتاج الى التاويل وقد صرح
بعضی جگہہ ایسی ظاہر ہوتی ہی کہ تاویل کی کچہہ حاجت نہین ہوتی اور بعضی جگہہ مراد ظاہر نہین ہوتی تو وہان تاویل کی حاجت پڑتی ہی اور
العلماء بان الهام وكذلك الرؤيا في المنام ليس شيء منهما من اسباب المعرفة بالاحكام
علماء صاف کہہ چکی ہین کہ الہام اور ایسی ہی نیند کی خواب ان دونو سی معرفت احکام کی حاصل نہین ہوتی
خصوصا اذا خالف كل منهما كتاب الله وسنة رسوله عليه الصلوة والسلام فان عمر
علی الخصوص جبکہ یہہ دونو کتاب اللہ اور سنت رسول سی برخلاف ہوں حضرت عمر
بن الخطاب رضي الله عنه مع كونه سيد الملهمين والمحدثين كان اذا وقع في قلبه الخواطر لا يلتفت
بن الخطاب رضی اللہ عنہ باوجودیکہ اہل الہام اور محدثین کی پیشوا تہی تو بہی جب اونکی دل پر کوئی خطرہ آتا تو اوسپر توجہ
اليها ولا يحكم بها ولا يعمل بها حتى يعرضها على الكتاب والسنة فهؤلاء الجهلة قد يرى
نکرتی اور نہ اوسپر یقین کرتی اور نہ اوسکی موافق عمل کرتی جب تک اوسکو کتاب اور سنت کی مطابق نکرلیتی اور یہہ جہال جب
احدهما ادنى شيء فيحكم فيه خواطره على الكتاب والسنة ولا يلتفت اليهما والمحققون من
کوئی ادنی بات معلوم کرتی ہین تو اوسہی پر اپنی خطرات کو پکا لیتی ہین اور کتاب اور سنت کیطرف کچہہ توجہ نہین کرتی اور طریقت کی محقق
علماء الطريقة قد تمسكوا بالكتاب والسنة ووزنوا بهما افعالهم ومجاهداتهم ومكاشفاتهم
علماء کتاب اور سنت ہی سی سند لیتی تہی اور اپنی افعال اور مجاہدہ اور مکاشفات کو انسی تول کر پورا کرتی تہی
فما وجدوه غير موزون بهذين الميزانين وغير ثابت بهذين الشاهدين لم يعتبروه ولم يلتفتوا
پہر جس عمل کو ان دونو ترازو یعنی کتاب وسنت مین کم وزن پایا اور ان دونو شاہد عدل کی گواہی سی ثابت نہوا تو اوسکا اعتبار نہین
اليه قال ابو سليمان الداراني ربما يقع في قلبي نكتة من نكتة القوم فلا اقبلها الا بشاهدين عدلين
ابو سلیمان دارانی فرماتی ہین اس قوم کی نکات مین سی اکثر میری دل مین آتا ہی ایک نکتہ سو مین اوسکو بدون گواہی دو شاہد عدل
من الكتاب والسنة وقال ابو سعيد الخراز كل باطن يخالفه الظاهر فهو باطل وقال ابو حفص
کتاب اور سنت کی نہین مانتا اور ابو سعید خراز کہتی ہین جو الہام ظاہر شرع کی برخلاف ہو سو وہ باطل ہی اور ابو حفص کبیر فرماتی ہین

الكبير

الكبير من لم يزن افعاله واقواله واحواله بميزان الكتاب والسنة ولم يتهم خواطره فلا تعدوه
جو شخص اپنی افعال اور اقوال اور احوال کو کتاب اور سنت کی ترازو مین نہ تولی اور اپنی دلکی خطروں کو بیجا نہ جانی تو اوسکو

فی دیوان الرجال وقال ابو يزيد البسطامي لو نظرتم الى رجل اُعطي انواعا من الكرامات حتى ترتع
مردون مین شمار مت کرو اور ابو یزید بسطامی فرماتی ہین اگر تم ایک شخص کی طرح طرح کی کرامتین دیکھو اتنا کہ وہ ادہر مین

فی الهواء او مشى على الماء فلا تغتروا به حتى تنظروا كيف تجدونه عند الامر والنهي وحفظ
پالتی ماری بیٹھا ہو یا پانی پر پہرتا ہو تو بہی اوسکی فریب مین نہ آؤ جبتک یہہ نہ جانچ لو کہ امر اور نہی اور حفظ

الحدود واداء احكام الشريعة وقال الجنيد البغدادي الطرق الى الله تعالى بعدد انفاس
حدود اور احکام شرعی مین کیسا ہی اور جنید بغدادی فرماتی ہین اللہ کی ان کی رستی اتنی ہین جتنی نفوس

الخلائق وكلها مسدودة على الخلق الا على من اقتفى اثر الرسول وحكى انه افتى بقتل الحلاج
خلقت کی اور وہ سب خلقت پر بند ہین بجز اوسکی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کری اور کہتی ہین کہ جنید نی حلاج کی قتل کا

لاجل ما صدر عنه من قوله انا الحق فانظر ايها العاقل الطالب للحق ان هؤلاء الكرام مع
فتوی انا الحق کی کہنی پر دیا تہا اب ای ہوشیار حق کی طالب دیکہہ تو کہ ان تمام بزرگوں نی با

كونهم عظماء مشائخ الطريقة وكبراء ارباب الحقيقة قد تمسكوا بالشريعة ولم يخالفوها
وجودیکہ طریقت کی بڑی بڑی مشایخ اور حقیقت کی بڑی بڑی بزرگ لوگ ہین کیسا شریعت سی تمسک کیا اور کسی بات مین

فی شئ اصلا فعلى هذا يجب على العبد المشتغل بالذكر ان يتمسك بالشريعة فی جميع اقواله
اصلا مخالفت نہین کی بارین لحاظ شخص ذاکر شاغل پر واجب ہی کہ اپنی تمام اقوال اور افعال اور احوال مین شریعت سی تمسک

وافعاله واحواله ولا يخالفها فی شئ اصلا لكن ينبغي ان يعلم ان المؤثر النافع من الذكر هو الذكر
کیا کرین اور شریعت کی اصلا مخالفت نکیا کرین لیکن یہہ بہی سمجہہ لینا چاہئی کہ ذکر موثر اور مفید وہ ہی جو

على الدوام مع حضور القلب فاما الذكر مع ذهول القلب فهو قليل الجدوى لان للذكر
ہمیشہ اور دائمی دلکی توجہ سی ہو اور جو ذکر دلکی غفلت کی ساتہہ ہوتا ہی وہ فائدہ خوب نہین دیتا کیونکہ ذکر کا

اولا واخرا اوله يوجب الانس والحب واخره يوجبه الانس والحب والمطلوب ذلك الانس
ایک ابتدا ہی اور ایک انتہا ابتدا مین ذکر سی محبت اور انس ہوتا ہی اور انتہا مین ذکر کو انس اور محبت پیدا ہوجاتی ہی اور مقصود یہہ ہی انس

والحب لان الذاكر فی ابتداء امره يكون متكلفا فی صرف قلبه عن الوساوس الى ذكر الله تعالى
اور محبت ہوتی ہی کیونکہ ذاکر اول حال مین تو اپنی دل کو بزور و تکلف وسوسون سی ہٹا کر ذکر کی طرف لگاتا ہی

فان وفق للمداومة انس به وانغرس فی قلبه حب المذكور وصار مضطرا الى كثرة ذكره
پہر اگر اوسکو مداومت کی توفیق ہوئی تو اوسی مانوس ہوجاتا ہی اور اوسکی دل مین وہ محبت جڑ پکڑ لیتی ہی اور کثرت ذکر کی طرف بیقرار ہوجاتا ہی

بحيث لا يصبر عنه لان من احب شيئا اكثر ذكره ومن اكثر ذكر شئ ولو تكلفا يقع فی
ایسا کہ ذرہ صبر نہین آتا کیونکہ جو شخص کسی شئ کو محبوب رکہتا ہی تو اوسکا ذکر بہت کیا کرتا ہی اور جو شخص کسی شئ کا ذکر بہت کرتا ہی اگرچہ تکلف سی ہو

قلبه حبه والحاصل ان اول الذكر يكون بالتكلف الى ان يثمر الانس بالمذكور والحب له ثم
اوسکی دل مین محبوب ہوجاتی ہی حاصل یہہ ہی کہ ابتدا مین ذکر تکلیف سی ہوتا ہی آخر کو ایسا مانوس اور محبوب ہوجاتا ہی کہ

يمتنع الصبر عنه فيصير الموجب موجبا والثمر مثمرا ثم اذا حصل للذاكر الانس بذكر الله تعالى
اوس سی صبر دشوار ہوجاتا ہی پہر تو بالعکس یعنی عاشق معشوق ہوجاتا ہی اور طالب مطلوب پہر جب ذاکر کو یاد الہی سی محبت ہوجاتی ہی

ينقطع عن غير الله ويجد كمال فائدته بعد الموت لانه يفارق ما سوى الله تعالى عند الموت

تو غیر اللہ سے الگ ہوجاتا ہے اور اوسکا کامل فائدہ موت کی بعد حاصل ہوتا ہے کیونکہ مرتے دم تمام ماسوی اللہ سے الگ ہوجاتا ہے

ولا يبقى معه في القبر اهل ولا مال وانما يبقى معه فيه ذكر الله تعالى فان كان قد انس به

اور اوسکی ساتھ گور مین نہ اہل ہوتا ہے اور نہ مال وہان صرف وہ ذکر ہی باقی رہ جاتا ہے سو اگر یہہ ذاکر اوس سے مانوس تھا

يتمتع به ويتلذذ بانقطاع العوائق الصارفة عنه لان ضرورات الحاجات كانت تصده

تو فائدہ دیکھیگا اور مزہ پاویگا کہ وہ تعلقات جو ذکر اللہ سے باز رکہتی تہی جاتی رہی کیونکہ ضروری کاروبار بیشک ذکر اللہ سے باز رکہتی تہی

عن ذكر الله تعالى ولا يبقى بعد الموت عائق فكانه خلى بينه وبين محبوبه وتخلص من

اور موت کی بعد کوئی روکنی والا باقی نہین رہتا اب گویا اوسکو محبوب کی ساتھہ خلوت ملی اور ایسی

السجن الذی كان فيه ممنوعا عما به انسه وبهذا الانس يتلذذ العبد بعد الموت الى ان

قید سی چہوٹ گیا جسمین اپنی محبوب سی روکا جاتا تہا اور اس انس سی موت کی بعد آدمی مزا اوٹہا کر آخر

ينزل فی جوار الله تعالى ويترقى من الذكر الى اللقاء اذ لا مقصود له بقوله لا اله الا الله

جوار الہی مین جا پہنچتا ہی اور ذکر سی مرتبہ بڑہ کر نوبت دیدار کی ملجاتی ہی کیونکہ غرض تو اوسکو لا الہ الا اللہ کی ذکر سی

سوى الله تعالى اذ كل مقصود معبود وكل معبود اله وبالملازمة على ذكر لا اله الا الله

سوائ اللہ تعالی کی اور کچہ نہین تہی کیونکہ جو مقصود ہوتا ہی وہ معبود ہی اور جو معبود ہی وہ الہ ہی اور لا الہ الا اللہ کی دائمی ذکر سی

ينتفی جميع المعبودات الباطلة ولذلك فضل على سائر الاذكار وذكر المطلق فی بعض

تمام باطل معبود جاتی رہتی ہین اسی واسطی اس ذکر کو تمام اذکار پر فضیلت ہی اور بعضی روایت مین مطلق ذکر مذکور ہی

المواضع وفی بعضها مقيد بالصدق والاخلاص كما روى عن زيد بن ارقم انه عليه الصلوة و

اور بعضی روایت مین صدق اور اخلاص کی قید ہی چنانچہ زید بن ارقم روایت کرتی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ و

السلام قال من قال لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة ومعنى الاخلاص مساعدة الحال

سلم نی فرمایا جسنی لا الہ الا اللہ اخلاص سی کہا وہ بہشت مین داخل ہوا اور اخلاص کی معنی مطابق ہونا حال کا

للمقال فمن قال لا اله الا الله بلسانه ولم يساعد حاله لمقاله لا يكون فيه شیء من

قول سی پہر جسنی لا الہ الا اللہ زبانسی تو کہا اور اسکا حال مطابق قول کی نہوا تو اوسمین ذرہ بہی

الاخلاص فيكون امره فی مشية الله تعالى ولا يؤمن فی حقه الخطر

اخلاص نہین ہی اوسکا معاملہ مشیت الہی مین ہی اندیشہ سی صاف نہین ہی

المجلس الثانی

دوسری مجلس

فی بيان فضيلة الذكر من كل اعمال البر وبيان اقسامه قال رسول

ذکر کی فضیلت مین تمام نیک اعمال سی اور اقسام کی بیان مین فرمایا رسول

الله صلى الله عليه وسلم الا انبئكم بخير اعمالكم وازكاها عند مليككم وارفعها فی درجاتكم

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی کہو تو بتادون تمکو ایک بڑا نیک عمل اور مالک کی حضور مین بہت پاکیزہ اور تمہاری درجات کا بلند کرنیوالا

وخير لكم من انفاق الذهب والورق وخير لكم من ان تلقوا عدوكم تضربوا اعناقهم

اور تمہاری حق مین بہتر سونا چاندی للہ بانٹنی سی اور تمہاری حق مین بہتر جہاد سی کہ دشمن سی مقابلہ کرکی تم اونکی سر کاٹو

ويضربوا اعناقكم قالوا بلى يا رسول الله قال ذكر الله هذا الحديث من حسان المصابيح

اور وہ تمہاری سر کاٹین عرض کیا ہان یا رسول اللہ فرمایا اللہ کا ذکر یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی

رواه ابو الدرداء وانما کان ذکر الله تعالی من سائر العبادات ارفع وخیرا من انفاق الذهب
ابو الدرداء کی روایت سی اور ذکر الله تمام عبادات سی بهتر اور سونا

والفضة وملاقات العدو والمقاتلة معهم لان سائر العبادات وسیلة الی ذکر الله تعالی
چاندی بانٹنی اور جهاد سی خوشتر اسلئی هی که تمام عبادات ذکر الله کا وسیله هین اور اصل مین

وذکر الله تعالی هو المطلوب الاعلی والمقصود الاقصی الا انه ینقسم الی قسمین احدهما
اعلی مطلوب اور عمده مقصود ذکر الله هی هی لیکن اسکی دو قسم هین ایک تو

ذکر باللسان والاخر ذکر بالجنان اما الذکر باللسان فهو ذکر ملفوظ باللسان مسموع بالاذان
ذکر زبانی سی اور دوسرا ذکر دل سی پهر زبانی ذکر تو صرف زبانی الفاظ هوتی هین کانون سی سنی جاتی هین

یحصل بالحروف والصوت واما الذکر بالجنان فهو غیر ملفوظ باللسان ولا مسموع بالاذان
حروف اور آواز سی مرکب هوتی هین اور دلی ذکر نه تو زبان پر الفاظ آتی هین اور نه کانون سی سنا جاتا هی

بل هو فکر وملاحظة القلب وهو اعلی مراتب الذکر ولا یبعد ان یکون المراد بالذکر ههنا هذا
بلکه وه فکر اور دل کی سوچ هی اور یهی هی ذکر اعلی مرتبه کا هی اور کیا بعید هی که مراد ذکر سی اسحدیث مین یهی هی

الذکر القلبی الفکری لانه هو الذی له هذه الفضیلة الزائدة علی بذل المال والنفس لما
دل کا ذکر اور فکر هو کیونکه جان اور مال دینی پر یهی هی ذکر فایق هی اسواسطی

جاء فی الخبر تفکر ساعة خیر من عبادة سبعین سنة وهو لا یحصل الا بمداومة العبد
که حدیث مین آیا هی که ایک ساعت کا تفکر ستر برس کی عبادت سی بهتر هی اور ذکر کا یهه رتبه جب حاصل هوتا هی

علی الذکر باللسان مع حضور القلب حتی یتمکن الذکر فی قلبه ویستولی علیه بحیث یحتاج
که ذاکر لسانی ذکر حضور دل سی بلا ناغه کرتا هی تاکه ذکر اوسکی دل مین جگه پکڑ جاوی اور اوسپر اتنا غالب هو جاوی که دلکو ذکر سی اور طرف

فی صرفه عنه الی غیره الی تکلف کما کان فی ابتدائه یحتاج فی قراره فیه الی تکلف لکن حصوله
طرف پهیرنی مین تکلف کرنا پڑی جیسا که ابتدائی حال مین ذکر کی طرف دل لگانی کیواسطی تکلف کرنا پڑتا تها لیکن ذکر دل مین

فیه بهذا الوجه موقوف علی معرفة الله تعالی لان من لا یعرف الله تعالی کیف یمکن
ایسا قرار پکڑتا معرفت الهی پر موقوف هی کیونکه جو شخص الله هی کو نهین پهچانتا تو اوسکا ذکر

ذکره بقلبه ولسانه وطریق معرفة الله تعالی من وجهین احدهما طریق اهل النظر
دل اور زبان سی کب کریگا اور طریق معرفت الهی کا دو وجه پر هی ایک طریق مناظره

والاستدلال وثانیهما طریق اهل الریاضة والمجاهدة فالسالکون طریق اهل النظر و
اور برهان کا اور دوسرا طریق اهل ریاضت اور مجاهده کا پهر وه مناظره اور

الاستدلال ان التزموا ملة من ملل الانبیاء فهم المتکلمون والا فهم الحکماء المشاؤن
برهان والی اگر کسی دین کی سماوی دینون مین سی معتقد هین تو وه متکلم کهلاتی هین اور نهین تو حکماء مشائی هین

وهم قوم من الفلاسفة اختاروا طریق ارسطو وماله من البحث والبرهان ولم یکونوا
یهه مشائی فلاسفه مین سی ایک قوم هی جنهون نی ارسطو کی وضع پر بحث و برهان اختیار کرکهی هی یهه لوگ

من اهل الایمان والسالکون طریق اهل الریاضة والمجاهدة ان وافقوا فی ریاضتهم
صاحب ایمان نهین هین اور ریاضت اور مجاهده والی اگر موافق احکام شریعت کی ریاضت

ومجاهداتهم احكام الشريعة فهم الصوفية المتشرعون والا فهم الحكماء الاشراقيون وهم

اور مجاہدہ کرتی ہین تو وہ صوفی باشرع ہین نہین تو حکماء اشراقی ہین اشراقی ہی

قوم من الفلاسفة اختاروا طريق افلاطون وماله من الكشف والعيان ولم يكونوا من

ایک قوم فلاسفہ کی ہی جنہون نی طریق افلاطون کشف اور عیان کا اختیار کیا ہی یہہ لوگ بہی

اهل الايمان فعلى هذا يكون لكل طريق طائفتان فيكون المؤمنون العارفون بالله قسمين

صاحب ایمان نہین ہین اس بیان کی موافق ہر ایک طریقہ مین دو طرح کی لوگ ہین سو مؤمن عارف باللہ دو قسم کی ہوئی

احدهما اهل الاستدلال والبرهان وثانيهما اهل المشاهدة والعيان لان عرفانهم به تعالى

ایک استدلال اور برہان والی اور دوسری مشاہدہ اور عیان والی اسلئی کہ معرفت الٰہی

ان كان بالاستدلال بالدلائل العقلية والنقلية فهم من اهل العلم الظاهر والبرهان

اگر دلائل عقلی اور نقلی کی واسطہ سی حاصل کی ہی تو وہ علم ظاہر اور برہان والی ہین

وان كان عرفانهم به تعالى بالمشاهدة بعين البصيرة فهم من اهل العلم الباطن والعيان

اور اگر معرفت الٰہی چشم بصیرت کی مشاہدہ سی حاصل کی ہی تو وہ علم باطنی اور عیان والی ہین

وحاصل الطريق الاول الاستكمال بالقوة النظرية والترقي في مراتبها ومحصول الطريق الثاني الاستكمال بالقوة

اور طریق اول کا فائدہ تو قوت نظری کی امداد سی کمال حاصل کرنا اور اوسکی درجات مین ترقی کرنی اور خلاصہ دوسری طریق کا قوت عملی کی زور سی کامل ہونا

العملية والترقي في درجاتها فهذه هي الكرامة الحقيقية التي تظهر من اولياء الله تعالى اذ غاية الكرامة

اور اوسکی درجات مین ترقی کرنی اور کرامت حقیقی یہہ ہی ہوتی ہی جو اولیاء اللہ سی ظاہر ہوا کرتی ہی کیونکہ انجام کرامت کا تو

حصول الاستقامة والوصول الى كمالها والله تعالى لم يعط العبد من الكرامة مثل ان يعنيه

یہہ ہی راستی کا حاصل ہونا اور کمال پورا کرنا ہی اور اللہ تعالی نی کسی بندہ کو اس سی بہتر کرامت نہین دی کہ تقوی

على ما يحبه ويرضاه من التقوى والاستقامة واما الكرامة بمعنى ظهور امر خارق للعادة فلا عبرة

اور استقامت پر اپنی مرضی اور خواہش کی موافق اعانت فرماوی اور رہی وہ کرامت کہ امور خلاف عادت ظاہر ہوجایا کرین

به عند المحققين من اولياء الله تعالى لظهوره من الكفرة المرتاضين وغيرهم من اهل الرياضة

محقق اولیاء اللہ کی نزدیک اسکا کچھہ اعتبار نہین ہی کیونکہ ایسی امور تو کفار ریاضت کیش وغیرہ سی جو ریاضت کیا کرتی ہین ہوجاتی ہین جنکی عمل بہی

مع فساد العمل والاعتقاد وسبب ذلك على ما ذكره بعض المدققين انه تعالى قد وضع اسبابا واناط بها

اور نہ اعتقاد درست ہوتا ہی اور اسکا سبب موافق بیان بعضی مدققین کی یہہ ہی کہ اللہ تعالی اسباب پیدا کرکی اونکی ساتھہ

مسبباتها واجرى عادته ان لا يتخلف مسبب عن سببه كالاحتراق عند النار ومن جملة

مسببات متعلق کردیتی ہین اور عادت یون جاری رکہی ہی کہ کوئی مسبب اپنی سبب سی جدا نہو دی ساتھہ ہی رہی جیسی جلانا آگ کی ساتھہ ہی

ذلك الرياضة فانه تعالى جعلها سببا لتصفية القلوب واناطها بها بحيث يوصل بها الى

ایسی ہی ریاضت ایک سبب ہی کہ اوسکو اللہ تعالی نی صفاء قلب کا سبب بنایا ہی اور اسی پر یہہ متعلق کردیا ہی

الكشف ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى بذلك السبب الذي هو الرياضة

کہ کشف وغیرہ خوارق پیدا ہوجایا کرین پر اس کشف وغیرہ سی رضامندی اللہ تعالی کی اس ریاضت پر ثابت نہین ہوتی

اذ من المعلوم قطعا ان الخوارق ليست مقتصرة على المعجزة والكرامة بل قد تكون استدراجا

کیونکہ یقینی معلوم ہی کہ خوارق کو معجزہ اور کرامت سی کچھہ خصوصیت نہین ہی بلکہ بعضی اوقات استدراج ہی ہوتا ہی

ایضا

ایضا فمتی صدرت ممن ادخل فی عمله واعتقاده یحکم بکونه استدراجا لان الکرامة ظهور امر خارق
پھر اگر ایسی شخص سی پیدا ہووی کہ جسکی عمل اور اعتقاد مین خلل ہی تو استدراج ہی کہلا ویگا کیونکہ کرامت تو ایسی مرد صالح کی ہاتھہ پر

للعادة علی ید عبد صالح ظاهر صلاحه وبهذا القید الاخیر یخرج الاستدراج لانه ظهور امر خارق
پیدا ہوتی ہی جسکا تقوی ظاہر ہوگا اور اس پچھلی قید سی استدراج الگ ہوگیا کیونکہ استدراج وہ خارق

للعادة علی ید الاشقیاء کالدجال وفرعون والجهلة الضالین المضلین فان الخوارق کما تقع من الاتقیاء
عادت ہوتا ہی جو اشقیا کی ہاتھہ پر ہووی جیسی دجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کرنیوالی بیشک خوارق جیسی اتقیا سی ہوتی ہین

تقع من الاشقیاء فما یظهر من ذلک علی ید من کان تحت سیاسة الشرع یعتبر سببا لمزید مجاهدته فی عبادته
اشقیا سی بہی ہوتی ہین پھر جو خوارق ایسی شخص سی ہون جو شرع کا مطیع ہی تو باعث زیادت عبادت اور مجاہدہ کا ہوگا

وما یظهر من ذلک علی ید من لم یکن تحت سیاسة الشرع یصیر سبب المزید بعده
اور جو خوارق ایسی شخص سی ہون جو شرع کا مطیع نہین ہی تو شرع سی اور دور ہوتا جاویگا

ولا یزال الشیطان یغویه حتی یخلع ربقة الاسلام من عنقه بانکار الحدود والاحکام
اور شیطان اوسکو بہکاتا رہیگا آخر اسلام کی رسی اوسکی گردن مین سی نکال کر حدود اور احکام

والحلال والحرام ولهذا قال ابو یزید البسطامی لو ان رجلا مشی علی الماء او تربع فی الهواء فلا
اور حلال اور حرام کا منکر کر چھوڑیگا اور اسیلیئے ابو یزید بسطامی فرماتی ہین اگر کوئی شخص پانی پر رستہ چلی یا اوپر ہوا مین چار زانو بیٹھی تو

تغتروا به حتی تنظروا کیف تجدونه فی الامر والنهی ومراعات الشریعة وقیل له فلان
بہی اوسکی فریب مین نہ آؤ جبتک اوسکو امر ونہی اور رعایت شرعی مین نہ جانچ لو کسیی اونسی عرض کیا فلانا

یمر فی لیلة الی مکة فقال الشیطان یمر فی لحظة من المشرق الی المغرب وهو فی لعنة الله تعالی
ایک رات مین مکہ چلا جاتا ہی آپ نی فرمایا شیطان لحظہ بھر مین مشرق سی مغرب تک چلا جاتا ہی پھر بہی وہ ملعون ہی

فعلی هذا کل من یظهر فیه شیء من الخوارق لا یجوز ان یظن انه من اولیاء الله تعالی لانه
اس بیان کی موافق جس شخص سی کچھہ خوارق ظاہر ہوا کرین تو اوسکو اولیاء اللہ مین سی تصور کرلینا نہین چاہئی کیونکہ

لما یجوز ان یکون من اولیاء الله تعالی یجوز ان یکون من اعداء الله تعالی لاحتمال کون ظهورها
خوارق تو جیسی اولیا سی ہوتی ہین ویسی ہی کفار دشمنان خدا سی بہی ہوتی ہین شاید کہ یہہ

فیه بمقتضی الریاضة او اراءة الشیطان فان الشیطان یخیل للانسان الامور بخلاف ما هی
بباعث ریاضت اور شیطانی دہوکی کی ہوا ہو کیونکہ شیطان امور غیر واقعی انسان کو دکہا دیتا ہی

علیه ویریه الاشیاء الباطلة فی صورة الحق فمنهم من یاتیهم بعض الاشخاص فیخاطبهم
اور امر باطل کو حق کی صورت مین بنا دیتا ہی بعضی ایسی شخص ہین کہ اونکی پاس انسان کی صورت بن کر باتین کرتا ہی

ویتمثل لهم ویظنونها ملائکة وهی الجن والشیاطین وکان اول من ظهر له من هؤلاء
وہ اوسکو فرشتہ خیال کرتی ہین اور حقیقت مین وہ جن یا شیطان ہوتی ہین پہلی پہل اسلام مین ایسا شخص

فی الاسلام المختار ابن ابی عبد الله الثقفی الذی اخبر به النبی علیه الصلوة والسلام فی الحدیث
مختار ابن عبد اللہ ثقفی ہوا ہی جسکی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی صحیح حدیث مین

الصحیح وقال سیکون فی ثقیف کذاب وقیل لابن عمر وابن عباس ان المختار یزعم
ثابت ہوئی ہی آپ نی فرمایا ہی نزدیک ہی کہ ثقیف مین ایک جھوٹا پیدا ہوگا کسی نی ابن عمر اور ابن عباس سی عرض کیا کہ مختار یہہ کہتا ہی

انہ ینزل علیہ فقال لا صدق قال اللہ تعالی ان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم لیجادلوکم
کہ مجھپر وحی آتی ہی جواب دیا جھوٹھا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی اور شیطان دلین ڈالتی ہین اپنی دوستون کی کہ تمسی جھگڑا کرین

وقال اللہ تعالی ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم وکثیر ممن ینسب
اور فرمایا اللہ تعالی نی مین بتاؤن تمکو کسپر اوترتی ہین شیاطین اوترتی ہین ہر جھوٹھی گنہگار پر اور بہت لوگ

الی الاسلام فی الظاھر وھو بریئ منہ فی الباطن یکون لہ نصیب من ھذہ الاحوال الشیطانیة
ظاہر کی مسلمان اور باطن مین اسلام سی بی بہرہ ہین کہ اونکو ایسی ایسی شیطانی حالات مین سی

بحسب موالاتہ للشیطان ومعاداتہ للرحمن ویصیر فتنة بین الانام وبعضہم وان کانوا
موافق اختلاط شیطانی اور عداوت رحمانی کی حصہ ملا ہی اور خلقت کو فتنہ مین مبتلا کرتی ہین اور بعضی شخص اگرچہ

صادقین فی معاملتہم وکان لھم عبادة واجتہاد فی العمل لکنہم لقلة علمہم بحقائق الایمان
اپنی معاملہ مین سچی ہین اور عبادت اور مجاہدہ عمل بجا کرتی ہین لیکن چونکہ حقایق ایمانی سی کم واقف ہین

وعدم تمییزہم ما ھو من احوال الشیطان وامور الرحمن یلتبس علیہم الامر ویقعون فی شبکة
اور حالات شیطانی اور امور رحمانی مین فرق نہین کرسکتی لاچار اونپر وہ لطیفہ پوشیدہ رہ جاتا ہی اور شیطان کی جال مین پھسکر

الشیطان ویدعون کشفا ینا قض العقل والشرع ویقولون قد ثبت عندنا فی الکشف
ایسی کشف کا دعوی کرنی لگتی ہین جو نہ عقل مین آوی اور شرع کی برخلاف ہو اور کہتی ہین کہ ہمکو کشف مین وہ امر ثابت ہوا ہی

ما ینا قض صریح العقل والشرع وھم قوم لا یتعمدون الکذب لکن یخیل الیہم اشیاء بتفق
جو عقل اور شرع سی صاف مخالف ہی یہہ وہ لوگ ہین جو عمداً جھوٹھہ نہین بولتی پر اونکی خیالات مین وہ چیزین آتی ہین

وجودھا فی الخارج ویظنونہا من کرامات الصالحین ولا یعرفون انہا من تلبیسات الشیاطین
جو خارج مین نادر الوجود مین گاہی گاہی ہوتی ہین اونکو صلحا کی کرامات سمجھہ لیتی ہین اور یہہ نہین سمجھتی کہ یہہ شیطانون کی دغابازیان ہین

فان کثیرا من الناس یظنون انہم من اولیاء اللہ تعالی وھم لیسوا من اولیاء اللہ تعالی بل ھم
بیشک اکثر لوگ یون گمان کرلیتی ہین کہ وہ اولیاء اللہ ہین اور وہ اولیاء اللہ نہین ہوتی بلکہ

من اولیاء الشیطن فان اولیاء اللہ تعالی ھم الذین وصفہم اللہ تعالی فی کتابہ وقال الا ان
شیطان کی دوست ہوتی کیونکہ اولیاء اللہ تو وہ لوگ ہوتی ہین جنکی اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین یہہ تعریف کی ہی فرمایا ہی جو لوگ

اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون الذین امنوا وکانوا یتقون وقال فی اٰیة اخری ان
اللہ کی دوست ہوتی ہین نہ ڈر ہی اونپر نہ وہ غم کہاوین جو لوگ ایمان لائی اور پرہیزگاری کرتی رہی اور ایک اور آیت مین فرمایا نہین ہین

اولیاءہ الا المتقون فبین سبحانہ وتعالی فی ھاتین الاٰیتین ان اولیاءہ ھم المتقون ولیس
دوست اوسکی سوای پرہیزگارون کی سو اللہ سبحانہ تعالی نی ان دونو آیتون مین بیان فرمادیا کہ اوسکی اولیاء پرہیزگار ہوتی ہین اور

لھم فی الظاھر من الامور المباحة شئ یتمیزون بہ عن الناس فلا یتمیزون بلباس دون لباس
ظاہر مین مباح چیزون مین سی کوئی ایسا نشان نہین ہی جس سی فرق کرکر اور لوگون سی الگ پہچان لین نہ کوئی ایسا خاص لباس ہی جب کہ سب لباس

اذا کان کل منہما مباحا بل یوجدون فی جمیع اصناف امة محمد اذا لم یکونوا من اھل البدعة
مباح ہووین بلکہ وہ لوگ یعنی اولیا امت محمدی کی تمام اقسام مین ہوتی ہین اگر بدعتی

واھل الفجور ولیس من شرط الولی ان یکون معصوما بحیث لا یغلط ولا یخطأ ولھذا لا یجوز
اور بدکار نہون اور ولی کی شرط کچھہ معصومیت نہین ہی کہ اوستی کہین نہ غلطی ہو نہ خطا ۔ اور اسیلئی اوسکو یہہ جایز نہین ہی

له ان یعتمد علی ما یلقی الیه فی قلبه ولا علی ما یقع له مما یراه الهاما او خطابا من الحق بل یجب

کہ جو اوسکی دل پر خطرہ گذری یا جو اوسکو بطور الہام کی معلوم ہو یا حق کی طرف سی خطاب ہو دسپر اعتماد کر لیا کری بلکہ

علیه ان یعرض ذلك کله علی ما جاء به النبی علیه الصلوٰة والسلام فان وافقه یقبله

واجب ہی کہ اوس تمام کو احکام شرعی سی مطابق کری پھر جو موافق نکلی اوسکو تسلیم کری

وان خالفه لا یقبله وان لم یعلم انه موافق او مخالف یتوقف فیه والناس فی هذا الباب

اور جو مخالف ہو اوسکو رد کری اور اگر موافق اور مخالف کچھ معلوم نہو تو اوسمین توقف کری انکار نہ کری اوس باب مین اکثر لوگ غلطی کہا جاتی ہین

یغلطون کثیرا ویظنون فی شخص انه ولی ویعتقدون ان الولی یقبل منه کل ما یقول و

بعضی شخصکو ولی قرار دیکر یہہ اعتقاد کر لیتی ہین کہ ولی کا کہا سنا سب مقبول ہی اور کیا کرایا سب

یسلم الیه فی کل ما یفعل وان خالف الکتاب والسنة ویوافقون ذلك الشخص ویخالفون ما

مسلم ہی اگرچہ قرآن وحدیث سی مخالف ہوا کری پھر اوس شخصکی تو مطیع ہوجاتی ہین اور

بعث الله به رسوله الذی فرض علی جمیع الخلق تصدیقه فیما اخبر وطاعته فیما امر فیجزهم

رسول کی ارشادات سی خلاف کرتی ہین جسکی خبر کی تصدیق اور حکم کی اطاعت تمام عالم پر فرض ہوچکی ہی پھر اوسکو

مخالفتهم للرسول وموافقتهم لذلك الشخص اولا الی البدعة والعصیان واخرا الی الکفر والطغیان

رسول کی مخالفت اور اوس ولی موہوم کی موافقت پہلی تو بدعت اور نافرمانی کی طرف کھینچ لیجاتی ہی اور آخر کو نوبت کفر اور سرکشی کی ہوتی ہی

ویکونون من الذین قال الله تعالی فیهم ویوم یعض الظالم علی یدیه یقول یلیتنی اتخذت مع

پھر وہی لوگ ہوجاتی ہین جنکی حق مین اللہ تعالی یہہ ارشاد فرماتا ہی اور جسدن کاٹ کاٹ کہاویگا گنہگار اپنی ہاتہہ کہیگا کسیطرح مین نی پکڑی ہوتی

الرسول سبیلا یویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی وکان

رسول کی ساتہہ راہ ای خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی مین نی فلانی کی دوستی بہکا دیا مجکو نصیحت سی جبکہ مجہہ تک آچکی اور ہی

الشیطن للانسان خذولا بل یکونون مشابهین للنصاری الذین قال الله تعالی فیهم اتخذوا

شیطان آدمی کو دغا دینی والا بلکہ وہ لوگ نصاری کی مثال ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی ٹہرایا

احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله قال عدی بن حاتم للنبی علیه الصلوٰة والسلام ما عبدوهم

اپنی عالمون اور درویشون کو خدا سواء اللہ کی عدی بن حاتم نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی عرض کیا نصاری عبادت تو نہین کرتی

فقال النبی علیه الصلوٰة والسلام اطاعوهم فمن اطاع احدا فیما لم یاذن به الله تعالی فقد عبده

سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی جواب مین فرمایا نصاری نی اونکی اطاعت کی اور جس شخص نی برخلاف حکم الہی کی کسیکی اطاعت کی اوسنی اوسکی عبادت کی

واتخذه ربا فاذن کل من خالف شیئا مما جاء به الرسول مقلدا فی ذلك لمن یظن انه ولی وان الولی

اور اوسکو اپنا رب بنایا سو اب جسنی شرع نبی کا کچھہ بہی خلاف کیا کسیکی پیروی کی لحاظ سی ولی جان کر اس وہم سی کہ ولی کی کہی اور کی کا

لا یخالف فی شیء مما یصدر عنه من الاقوال والافعال فهو ضال وعمدة هؤلاء فی ذلك انهم یرون

خلاف نہین ہوسکتا سو وہ بڑا گمراہ ہی اور بڑا تعجب یہہ ہی کہ یہہ لوگ بعضی اوقات

قد یقع من شخص مکاشفة فی بعض الحالات او شیء من خوارق العادات مثل ان یطیر فی الهواء او یمشی

کسی شخص سی بعضی حالات مکاشفہ یا کوئی خارق عادت دیکہتی ہین جیسی ہوا مین اوڑنا یا

علی الماء ویخبرهم بحال غائبهم او بما سرق لهم او غیر ذلك ویستدلون بهذه الامور علی ولایته

پانی پر چلنا یا غیب کی خبر بتانی یا چور کا بتا دینا اور اور سوا اسکی اور ایسی باتون سی اونکو ولی سمجہہ کر

ولا یجوزون مخالفته مع ان تلك الامور وامثالها قد توجد فی شخص لا یطهر الطهارة الشرعیة

اونکی مخالفت جایز نہین جانتی باوجودیکہ ایسی ایسی باتین کبہی ایسی شخص سی ہوجاتی ہین جسکو استنجا کرنیکا شعور نہین ہوتا

ولا ینظف النظافة الدینیة وقد روی انه علیه السلام قال ان الله نظیف یحب النظافة

اور نہ موافق دین مذہب کی پاک ہوتا ہی اورحال یہہ ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی یہہ روایت ہی کہ اللہ پاکیزہ ہی دوست رکہتا ہی پاکیزگی کو

وفی حدیث اٰخر انه علیه الصلوة والسلام قال ان الله طیب لا یقبل الا طیبا وذلك الشخص

اور دوسری روایت مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ نی فرمایا اللہ پاک ہی سوای پاکی کی قبول نہین کرتا اور وہ شخص ولی موہوم

لا یغتسل ولا یتوضا ولا یصلی الصلوة المکتوبة بل یکون ملابسا للنجاسات ومعاشر الکلاب

نہ توہنائی اور نہ کبہی منہہ دہوئی اور نہ کبہی فرض نماز ادا کری بلکہ نجاست مین لتہڑا ہوا اور کتون مین ملا جلا

ویاوی المزابل والمواضع النجسة التی یحبها الجن والشیاطین فکیف یکون ولیا فان الولی علی ما

اور کوڑی وغیرہ نجس مکانات مین پڑا ہوا جسی سوای جن اور شیاطین کی کوئی پسند نہ کری بہلا وہ شخص کیونکر ولی ہوسکتا ہی ولی تو موافق

ذکر فی الکتب الکلامیة هو العارف بالله وصفاته المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی

مضمون کتب عقائد کی وہ ہی جو خدا کو اور اوسکی صفات کو جانی مدامی عبادت کری اور گناہوں

والمحرمات المعرض عن الانهماك فی اللذات والشهوات لا الملابس للنجاسات ولا المعاشر للکلاب

اور محرمات سی بچتا رہی لذات اور شہوات سی نفرت کری ولی وہ نہین ہی جو نجاسات مین بہرا کتون مین ملا جلا رہی

ولا التارك للصلوة وسائر العبادات ولا المجنون المعدوم العقل المکشوف العورة العاری عن

اور بی نماز اور بی عبادت اور نہ سڑی بیہوش بی ستر ننگ دہڑنگ بدن پر کپڑا

الثیاب وبسبب عدم التمیز بین اولیاء الله تعالی والمتشبهین بهم من اولیاء الشیطن وقع

نہ لتا اور چونکہ اولیاء اللہ اور اولیاء شیطان مین تمیز اور فرق نہین کرتی اسلئی ایک عالم

الناس فی البلاء فحسبوا کل خارق کرامة وولایة ولم یفرقوا بین کرامات الاولیاء وما یشبهها من

اس بلا مین مبتلا ہی کہ ہر خارق کو کرامت اور ولایت سمجہ لیا ہی اور اولیاء کی کرامت اور اوسکی مثل

الاحوال الشیطانیة ولا بد من فرق بینهما لئلا یقع الناس فی البلاء وهو ان کرامات الاولیاء

شیطانی احوال مین فرق نہین سمجہا اور ان دونو مین امتیاز اور فرق کرنا ضرور ہی تاکہ خلق بلا مین نہ آوی اور فرق یہہ ہی کہ اولیاء کی کرامت

سببها الایمان والتقوی علی ما فهم من قوله تعالی الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون

ایمان اور پرہیزگاری سی ظاہر ہوتی ہی چنانچہ اس آیت سی معلوم ہوتا ہی دیکہو جو لوگ اللہ کی دوست ہین نہ ڈر ہی اونپر اور نہ وہ غم کہاوین

الذین اٰمنوا وکانوا یتقون واما الاحوال الشیطانیة فسببها ارتکاب ما نهی الله تعالی ورسوله

جو لوگ ایمان لائی اور پرہیز کرتی رہی اور شیطانی احوال بسبب اختیار کرنی خلاف خدا اور رسول کی ہوتی ہین

فان الخوارق اذا کانت لا تحصل الا بما یحبه الشیطان من امور التی فیها الشرك او الظلم او فعل

کیونکہ خوارق جب بدون عمل امور محبوبہ شیطانی کی جسمین شرک اور ظلم اور

الفواحش فهی من الاحوال الشیطانیة لا من الکرامات الرحمانیة فان اولیاء الله تعالی هم المؤمنون

فحش ہوتا ہی نہوسکی تو وہ بیشک حالات شیطانی ہین کرامات رحمانی نہین ہی اسلئی کہ اولیاء تو مؤمن

المتقون العارفون بالله المقتدون برسوله فیفعلون ما امر وینتهون عما زجر ولهم کرامات و

متقی عارف باللہ رسول مقبول کی امر کی تابع اور نہی سی بیزار ہوتی ہین انہین ہی کرامت ہوتی ہی اور

كراماتهم حجة في الدين حيث يكون حصولها ببركة اتباع رسول رب العلمين وهي في الحقيقة
یہہ ہی کرامت دین کی حجت ہی کیونکہ رسول رب العالمین کی اتباع کی برکت سی حاصل ہوتی ہی اور یہہ ہی کرامت حقیقت میں

يكون من معجزاته عليه الصلوة والسلام بخلاف احوال الشيطانية فانها انما تحصل باتباع
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہی برخلاف شیطانی حالات کی سو یہہ جن اور شیاطین کی اتباع سی

الجن والشياطين كما حصلت لكثير ممن حكيت عنهم هذه الاحوال منهم عبد الله بن صياد
ہوتی ہین چنانچہ یہہ حالات بہت شخصون سی ظاہر ہوئی ہین انہین سی ایک عبد اللہ بن صیاد ہی

الذي ظهر في زمن النبي صلى الله عليه وسلم وظن بعض الصحابة انه الدجال وتوقف النبي
جو نبی صلی اللہ علیہ کی زمانہ مین تہا بعضی صحابہ نی اوسکو دجال خیال کیا تہا اور نبی

عليه الصلوة والسلام في امره حتى تبين له انه ليس الدجال وانما هو من جنس الكهان والكهان يكون
صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکی حال مین توقف فرمایا آخر معلوم ہوا کہ دجال نہین ہی کاہن ہی اور کاہنون مین سی

لاحدهم قرين من الجن يخبره بكثير من المغيبات مما يسترقه من السمع مع خلط الصدق بالكذب
کسیکا یار جن ہوتا ہی اکثر چوری چوری سنکر کچہہ سچ کچہہ جہوٹ ملاکر غیب کی خبرین بتایا کرتا ہی

ومنهم الاسود بن العنسي الذي ادعى النبوة وكان له من الجن من يخبره ببعض الامور الغائبة فلما
اور ایک اسود بن العنسی جسنی نبوت کا دعوی کیا اوسکی پاس بہی ایک جن تہا بعضی خبرین غیب کی اوسکو بتا دیتا تہا جب

قاتله المسلمون ليقتلوه خافوا من الشياطين ان يخبروه بما يقولون فيه حتى اعانت عليه امرأته
مسلمان اوسکی قتل کی لئی مقابلہ پر گئی تو شیاطین سی یہہ خوف ہوا کہ یہان کی گفتگو سی اوسکو مطلع نہ کردین آخر اوسکی جورو کو

حين تبين لها كفره فقتلوه ومنهم مسيلمة الكذاب الذي كان معه من الجن من يخبره من
جب معلوم ہوا کہ یہہ کافر ہی تو اوسنی مدت کی تب اوسکو قتل کیا اور ایک مسیلمۃ الکذاب ہی اسکی پاس بہی ایک جن تہا جو پوشیدہ باتین اوسکو

المخفيات ويعينه على بعض الحاجات ومنهم الحارث الدمشقي الذي خرج بالشام في زمن عبد الملك
جتا دیتا تہا اور اوسکی بعضی حاجات روا کر دیتا تہا اور ایک حارث دمشقی جو شام کی ملک مین عبد الملک بن مروان کی عہد مین ظاہر ہوکر

بن مروان وادعى النبوة وكان شيطانه يخرج رجله من القيد ويمنع السلاح ان ينفذ فيه وكا
نبوت کا دعوی کیا اسکا یار شیطان پانو مین سی زنجیر الگ کر دیتا تہا اور کوئی ہتیار اوسکی بدن پر اثر نکرتا تہا اور

يري الناس اشخاصا ركبانا في الهواء ويقول هي الملئكة وانما هي الجن والشياطين فلما امسكه
ہوا مین سوار دکہا کر کہتا یہہ فرشتی ہین اور حقیقت مین وہ جن اور شیاطین ہوتی تہی جب اوسکو

المسلمون ليقتلوه طعنه رجل بالرمح ولم ينفذ فيه الرمح فقال له عبد الملك انك لم تسم الله تعالى
مسلمانون نی قتل کی لئی گرفتار کیا تو ایک شخص نی اوسکی برچہی ماری ذرہ بہی اثر نکیا تب عبد الملک نی کہا تو نی بسم اللہ پڑہ کر نہ ماری

فسمى الله تعالى فطعنه فقتله ومن غير هؤلاء المذكورين من يحمله شيطانه عشية عرفة الى
پہر اوسنی بسم اللہ پڑہ کر ماری تو ایک کوچہ مین مار ڈالا اور ان طائفہ مذکور کی سوا ایک اور شخص تہا کہ شیطان اوسکو شب عرفہ کو

عرفات ولا يحج الحج الشرعي الذي امر الله ورسوله به حيث لا يحرم عند الميقات ولا يلبي فيها
عرفات پر پہنچا دیتا تہا پہر وہ شخص موافق شرع کی جسطور خدا اور رسول کا حکم ادا نہین کرتا تہا کیونکہ نہ تو میقات پر سی احرام باندہتا اور نہ لبیک پکارتا

ولا يقف بمزدلفة ولا يطوف بالبيت ولا يسعى بين الصفا والمروة ولا يرمي الجمار بل يقف بثيابه ثم
اور نہ مزدلفہ پر وقوف کرتا نہ بیت اللہ کا طواف کرتا اور نہ صفا مروہ کی بیچ مین سعی کرتا اور نہ رمی جمار کرتا بلکہ تہوڑا سا توقف کرکر

يرجع من ليلته وهو بصير كمن يحضر الجمعة ويصلي بلا وضوء ومنهم من يستغيث بالمخلوق
اوسی شب میں پھر کر چلا آتا اوسکا حال ایسا تھا جیسی کوئی جمعہ میں تو جاوی پر نماز بی وضو پڑھی اور بعضی وہ لوگ ہین جو مخلوق سی
سواء كان المخلوق حيا او ميتا او مسلما او غير مسلم ويتصور الشيطان بصورته ويقضي
زندہ ہو یا مردہ مسلمان ہو یا کافر مدد مانگتی ہین پھر شیطان اوسکی صورت بنکر مستغیث کا کام پورا کردیتا ہی
حاجة من يستغيث به فيظن ذلك المسلمين انه من استغاث به وليس كما ظن بل انما هو
اب مسلمانونکو اس شبہ مین ڈالتا ہی کہ یہہ وہ شخص ہی جس سی مین نی حاجت چاہی تھی اوسکا یہہ خیال باطل ہوتا ہی بلکہ وہ
الشيطان اضله لما اشرك بالله فان الشيطان يضل بني ادم بحسب قدرته فانه اذا اعانهم
شیطان گمراہ کرنیوالا ہی جب اوسنی اللہ کا شریک پیدا کیا کیونکہ شیطان تو بنی آدم کو جہان تک بن آوی راہ سی بہکاتا ہی پھر شیطان جب اونکی
على مقاصدهم فهو يضرهم اضعاف ما ينفعهم فان من كان منتسبا الى الاسلام اذا استغاث
مقصد پوری کرتا ہی تو اوسی زیادہ تر نقصان پہنچا دیتا ہی پھر جو شخص مسلمان ہوکر
بمن يحسن به الظن من شيوخ المسلمين يجئ اليه الشيطان في صورة ذلك الشيخ فان الشيطان
اپنی پیر مسلم معتقد فیہ سی فریاد کرتا ہی تو شیطان اوس پیر کی صورت بدل کر اوسکی پاس آتا ہی کیونکہ شیطان تو
كثيرا ما يجئ على صورة الصالحين ولا يقدر ان يتمثل بصورة رسول رب العلمين ثم ان ذلك
اکثر صلحاء کی صورت بدل لیتا ہی ہان پر یہہ قدرت نہین ہی کہ رسول رب العالمین کی صورت بدل سکی پھر وہ
الشيخ المستغاث به ان كان ممن له علم لا يخبره الشيطان باقوال اصحابه المستغيثين به
پیر جسی فریاد کی تھی اگر صاحب علم ہوتا ہی تو شیطان اوسی مرید فریاد کرنیوالی کا حال بیان نہین کرتا
وان كان ممن لا علم له يخبره باقوالهم وينقل اليهم كلامه فيظن اولئك الجهلة ان الشيخ سمع
اور اگر بی علم ہوتا ہی تو اوسی حال کہدیتا ہی اور بعینہ کلام نقل کردیتا ہی وہ جہال مریدیون سمجھتی ہین کہ ہماری پیر نی اتنی دور سی
اصواتهم واجابهم مع بعد المسافة وليس كذلك بل انما هو بتوسط الشيطان وقد روى عن
ہماری بات سنکر جواب دیا اور حقیقت مین یہہ سب غلط ہی بلکہ یہہ بواسطہ شیطان کی ہی چنانچہ
بعض المشائخ الذين قد جرى لهم مثل ذلك بصورة المكاشفة والمخاطبة انه قال يرى لي شي براق
بعضی مشائخ سی کہ اونکو ایسا معاملہ مکاشفہ اور مخاطبہ کی صورت مین پیش آیا روایت ہی وہ کہتی ہین کہ مجکو کوئی چمکتی چیز
مثل الماء والزجاج ويمثل لي فيه ما يطلب مني من الاخبار فاخبر الناس به وبهذا الوجه
جیسی پانی یا شیشہ نظر آتا ہی اوسکی اندر جو چیز مجھی مطلوب ہوتی ہی منقش ہوجاتی ہی سو مین لوگون کو بتا دیتا ہون اور اسی طور
يصل الي كلام من يستغيث بي من اصحابي فاجيبه فيصل اليه جوابي وكثير من هذه
مرید مستغیث کی بات مجھ تک آجاتی ہی اور مین جو جواب دیتا ہون تو اوس مرید کو معلوم ہوجاتا ہی ایسی ایسی
الخوارق يحصل لكثير من الشيوخ الذين لا يعلمون الكتاب والسنة ولا يعملون بهما فان
خوارق اکثر مشائخ کو جو کتاب سنت سی ناواقف ہوتی ہین اور نہ اون پر عمل کرتی ہین پیش آتی ہین کیونکہ
الشيطان كثيرا ما يلعب بالناس ويريهم الاشياء الباطلة في صورة الحق فمن كان بصير الحقائق
شیطان بنی آدم سی اکثر ایسی ہی کہیلا سیان کرتا ہی اور باطل کو حق کی صورت مین بنا کر دکہا دیتا ہی ہر جو شخص حقایق ایمان سی
الايمان وخبيرا بشرائع الاسلام يعلم انه من مكر الشيطان ويستعيذ بالله تعالى عنه
واقف اور اسلامی احکام سی آگاہ ہوتا ہی وہ جانتا ہی کہ یہہ سب شیطان کا مکر ہی اور خدا سی پناہ مانگتا ہی

ومن لم يكن من اهل المعرفة واليقين يغتر به ويكون من الهالكين واعظم ما يقوى به
اور جو شخص صاحب معرفت اور اہل یقین نہیں ہی تو بہک کر ہلاک ہوتا ہی اور جن باتوں سے یہ شیطانی حالات مضبوط اور

الاحوال الشيطانية سماع الغناء اذ هو سماع المشركين الذين قال الله تعالى في حقهم وما
راسخ ہوجاتی ہیں وہ غنا کا مشغلہ ہی کیونکہ سماع اون مشرکین کا کام ہی جنکی حق میں اللہ تعالی فرماتا ہی اور

كان صلاتهم عند البيت الا مكاء وتصدية قال ابن عباس وغيره من السلف التصدية
اونکی نماز کچھہ نہ تھی کعبہ کی پاس مگر سیٹیاں اور تالی بجانی ابن عباس وغیرہ متقدم فرماتی ہیں تصدیہ کی معنی

التصفيق باليد والمكاء الصفير وكان هذا مما اتخذه المشركون عبادة فمن يؤثر سماع
تالی بجانی ہاتھہ سی اور مکاء کی معنی سیٹی مشرکون نی یہہ عبادت مقرر کر رکھی تھی بس ایسی راگ سننا اختیار کیا

الغناء فهذا من علامة كونه من اولياء الشيطان لا من اولياء الرحمن اذ لم يجمع النبي
تو یہہ نشانی اولیاء شیطان کی ہی اولیاء رحمان کی نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ

عليه السلام واصحابه على استماع الغناء قط بل جميع الصحابة والتابعين وسائر اكابر ائمة
وسلم کو اور صحابہ کو کبھی غنا سننی کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ تمام صحابہ اور تابعین اور تمام اکابر ائمہ

الدين لم يجعلوا هذا طريقا الى الله تعالى ولم يعدوه من القرب والطاعات بل عدوه من
دین میں سی کسی نی غنا کو طریق اللہ کا نہیں ٹھہرایا اور اسکو تقرب اور عبادت میں شمار نہیں کیا بلکہ

البدعة والمنكرات حتى قال ابن مسعود الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء البقل فمن
بدعت اور گناہوں میں داخل کیا ہی چنانچہ ابن مسعود نی فرمایا ہی کہ غنا نفاق کو دلکی اندر ایسا اگاتا ہی جیسی پانی ترکاری کو پھر جو شخص

كان من اهل المعرفة التي هي كمال الولاية يعرف ان للشيطان فيه نصيبا وافرا ومن كان من
اہل معرفت کامل ولایت والا ہی وہ جانتا ہی کہ اسمیں شیطان کا بڑا حصہ ہی اور جو شخص

المعرفة ابعد يكون فيه نصيب الشيطان اكثر فانه بمنزلة الخمر يؤثر في النفوس اكثر من
معرفت سی دور ہی اوسمیں اور بہی بڑا حصہ ہی کیونکہ غنا بمنزلہ شراب کی ہی نفوس کی اندر شراب سی زیادہ

تاثير الخمر ولهذا اذا قوى سكر اهله ينزل اليهم الشيطان ويتكلم على السنة بعضهم ويحمل
تاثیر کرتا ہی اسیلئی غنا کسی کر جب لوگ مست ہوجاتی ہیں تو ون پر شیطان آ اترتا ہی بعضی کی زبانی سی بولنی لگتا ہی اور کسیکو

بعضهم في الهواء ويظن الجهال ان هذا من كرامات الاولياء وليس كذلك بل انما هو من
ادہر میں اوٹہائی پہرتا ہی جاہل سمجھتی ہیں کہ یہہ اولیاء کی کرامت ہی یون نہیں بلکہ شیطانی

الاحوال الشيطانية ولذلك اذا قرئ هناك ما يطرد الشيطان مثل اية الكرسي وغيرها
حالات ہیں اسیلئی اگر اوسوقت وہان وہ پڑھو جسی شیطان بہاگ جاتا ہی جیسی آیۃ الکرسی وغیرہ

ينصرف عنه فيسقط كما جرى ذلك لغير واحد فان التوحيد يطرد الشيطان حتى حكي ان بعضهم
تو شیطان بہاگ جاتا ہی اور وہ شخص گر پڑتا ہی چنانچہ بہت لوگون کو ایسا اتفاق ہوا ہی کیونکہ توحید شیطان کو بہگا دیتی ہی کہتی ہیں کہ ایک شخص کو

حمل في الهواء فقال لا اله الا الله فسقط فلما كان الخوارق كثيرا ما ينقص بها درجة الرجل كان
ادہر میں اوٹہا لیا اوسکی زبان سی لا الہ الا اللہ نکلا وہ تڑت گر پڑا اور چونکہ ایسی خوارق سی اکثر درجہ آدمی کا پست ہوجاتا ہی

كثير من الصالحين يفر منها ويستغفر الله ويتوب اليه كما يستغفر من الذنوب ويتوب
تو اکثر صلحاء اس سی گریز اور اللہ سی ایسی استغفار اور توبہ کرتی ہیں جیسی کوئی گناہ سی توبہ اور استغفار کرتا ہی

عنها وقد كان تعرض على بعضهم فيسأل زوالها والمشائخ كلهم كانوا ينفرون المريدين السالكين

اور بعضوں کو جو ایسی حالت پیش آئی تو انہوں نے دعا کی کہ یہہ امر موقوف ہوجاوے اور تمام مشایخ اپنے مریدوں کو ان خوارق سے

غاية التنفير من الميل اليها فان السالك القاصد لرؤية الاشياء وحصول الخوارق واقع في

کمال نفرت دلاتے رہے ہین کیونکہ جو سالک ارادہ غیب دانی وغیرہ خوارق کا رکہتا ہی وہ

شبكة الشيطان فاللازم له ان يخلص نفسه من الميل اليها اذ لا طائل تحتها بل اذا وقعت

شیطان کی جال مین پہنستا ہی پس لازم ہی کہ اس آرزو سی اپنی دلکو بچاوی کیونکہ اسمین کوئی فائدہ نہین ہی بلکہ اوسکو اگر یہہ حاصل ہون

له بلا طلب منه يخاف عليه الاستدراج ولهذا قال بعض الكبار اذا دخل سالك في بستان

بلا طلب پیش آوی تو استدراج کا اندیشہ ہی اور اسیلئی بعضی بزرگون نی فرمایا ہی جب کوئی سالک باغ مین جاوی

وقالت طيور الشجر ذلك البستان بالسنة فصيحة السلام عليك يا ولي الله فان لم يتفطن

اور وہان باغ کی درختون پرسی جانور صاف زبان سی یہہ کہین السلام علیک یا ولی الله پہر وہ اوسکو مکر نہ سمجہی

انه مكر به فقد مكر وهو لا يشعر وهذا التنفير من المشائخ عند ظنهم انها كرامات فكيف اذا تعين كونها من

تو بی خبر فریب مین آگیا اور مشایخ کی یہہ روک ٹوک تب ہی کہ اسکو کرامات جانتی ہون اور اگر یہہ ثابت ہووی

الجن والشياطين وكثير من الناس لا يعرفون انها من الجن والشياطين بل يظنون انها من كرامات الصالحين فيفتتنون بها ويكونون

کہ جن اور شیاطین کی طرف سی ہین تو کیسی روک ہوگی اور بہت لوگ یہہ نہین جانتی کہ جن اور شیطان کی طرف سی ہی بلکہ اوسکو صلحا کی کرامت جان کر فتنہ مین پہنستی ہین اور

من الخاسرين ولا يعلمون ان الكرامة الحقيقية انما هو حصول الاستقامة والوصول الى كمالها

وبال اوٹہاتی ہین اور حقیقی کرامت سی واقف نہین ہوتی کہ وہ استقامت کا حاصل کرنا اور کمال کا پیدا کرنا ہی

ومرجعها الى امرين صحة الايمان بالله تعالى واتباع ما جاء به من رسول ظاهرا وباطنا فالواجب

اور اوسکی بنا دو چیز پر ہی ایک تو صحت ایمان کی الله پر دوسری رسول کا اتباع ظاہر در باطن سی سو آدمی کو لازم ہی

على العبد ان لا يحرص الا عليهما ولا يكون له همة الا في الوصول اليهما واما الكرامة بمعنى ظهور امر

کہ سوای ان دونون چیز کی اور کچہہ خواہش نکری اور اپنی ہمت صرف انہین کی پیدا کرنی مین صرف کری رہی کرامت یعنی خرق عادت

خارق للعادة فلا عبرة لها بل هي حيض الرجال وليس من لا يحصل له شيء منها اقل مرتبة ممن يحصل له شيء منها

سو اوسکا کچہہ اعتبار نہین ہی بلکہ وہ مردون کا حیض ہی اور جسکو ذرہ بہر بہی امر خارق حاصل نہو وہ ہرگز مرتبہ مین کمتر نہین ہی جسکو

بل هو افضل واولى اذ لا يحتاج اليها الا من كان ضعيف اليقين فانه اذا حصل له شيء منها يقوى يقينه واما من كان

بلکہ وہی شخص افضل و اولی ہوتا ہی اس لئی کہ امور خارق کا وہ ہی شخص آرزو مند ہوتا ہی جسکو یقین کامل نہین ہوتا تا کہ اس وسیلہ سی اوسکا یقین قوی ہو جاوی اور جو شخص

كامل اليقين فلا يلتفت اليها لاستغنائه عنها ولذلك كانت الخوارق في التابعين اكثر مما كانت

کامل یقین والی ہین اونکو ادہر توجہ نہین ہوتی اونکو کیا حاجت ہی اسی لئی طبقہ تابعین مین بہ نسبت صحابہ کی خوارق اکثر ہوتی تہی

في الصحابة

المجلس الثالث في فضيلة الايمان ومن امن مطلقا

تیسری مجلس ایمان اور مطلق مؤمن کی فضیلت مین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اهل الجنة يتراءون اهل الغرف من فوقهم كما تتراءون الكوكب الدري

فرمایا رسول الله صلی الله علیه وسلم نی بیشک اہل جنت کو نظر آوینگی غرفہ والی اوپرسی جیسا چمکتا ستارہ

الغابر في الافق من المشرق والمغرب لتفاضل ما بينهم قالوا يا رسول الله تلك منازل الانبياء لا يبلغها

انتہا کنارہ مشرق یا انتہا کنارہ مغرب مین تا کہ فضیلت معلوم ہو جاوی کہ جو اونمین ہی عرض کیا یا رسول الله یہہ درجی سوای انبیا کی اور کون پا سکتا ہی

غیرہم قال بلی والذی نفسی بیدہ رجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین ھذا الحدیث من صحاح

فرمایا کیوں نہیں قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ میں میری جان ہی وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائی اور رسولوں کی تصدیق کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح

المصابیح رواہ ابوسعید ومعناہ ان اھل الجنۃ ینظرون الی اصحاب المنازل الرفیعۃ العالیۃ من

حدیثوں میں ہی ابوسعید کی روایت سی مراد یہہ ہی کہ اہل جنت دیکھیں گی بلند مرتبہ والوں کو

فوقہم کما تنظرون انتم الی الکواکب المضیئۃ الباقی فی الافق من جھۃ المشرق او المغرب بعد انتشار

اوپر سی جیسی تم دیکھتی ہو چمکتا ستارہ انتہا کنارہ مشرق یا مغرب میں جب صبح کھل جاتی ہی

الصبح لتزائد درجاتہم علی غیرہم فانہ علیہ الصلوۃ والسلام لما بین مراتبہم بھذا الوجہ قال

بسبب بلندی مرتبہ کی غیروں پر جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اونکا ایسا مرتبہ بیان فرمایا

الحاضرون من الصحابۃ یا رسول اللہ تلک الغرف منازل الانبیاء لا یبلغہا غیرہم فاجاب بان

تو صحابہ نی جو وہان موجود تھی عرض کیا یا رسول اللہ یہہ مراتب انبیاؤں کی ہوں گی جنکو اور کوئی نہیں پا سکتا سو جواب دیا

تلک المنازل یبلغہا رجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین لان بلی لایجاب النفی وانما قرن

یہہ اون لوگوں کی مراتب ہیں جو اللہ پر ایمان لائی اور رسولوں کی تصدیق کی کیونکہ لفظ بلی نفی کو مثبت کردیتا ہی اور قسم اسلوسطی

بالقسم لاستبعاد السامعین وصول المؤمنین منازل الانبیاء وفیہ اشارۃ الی ان الواصلین

یاد فرمائی کہ وہ لوگ بہت بعید جانتی تھی کہ مؤمنوں کو انبیا کا مرتبہ میسر ہو اور اسمیں یہہ اشارہ ہی کہ

الی منازل الانبیاء ہم المؤمنون من ھذہ الامۃ لان تصدیق جمیع الرسل انما وقع منہم لا ممن

انبیا کا درجہ وہ لوگ پاوینگی جو اس امت کی مؤمن ہیں کیونکہ تمام انبیاء کی تصدیق اسہی امت میں پائی جاتی ہی جو

مضی قبلہم وعلم من ھذا ان الایمان باللہ الذی اتصف بہ المؤمنون من ھذہ الامۃ مرکب من

پہلی گذرگئی اونسی نہیں ہوئی اس سی معلوم ہوا کہ اللہ پر ایمان جو اس امت کی مؤمنین کی صفت ہی

جزئین الاول الایمان باللہ تعالی والثانی الایمان بجمیع الرسل والمراد من الایمان باللہ تعالی العلم

دو جزسی مرکب ہی اول ایمان اللہ پر دوسری ایمان تمام انبیا پر اور اللہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی کہ یقین کری

لوجودہ وقدمہ وکونہ واحدا متصفا بالقدرۃ والارادۃ والعلم والحیوۃ وسائر ما یلیق بہ من

اللہ موجود ہی اور قدیم اور واحد اور قدرت والا اور ارادہ والا اور علیم اور حی اور اور جو جو صفات اوسکو

الصفات فان العلم بوجودہ تعالی وان کان ثابتا فی فطرۃ بنی ادم من مبدا خلقتہم بمقتضی قولہ تعالی

سزاوار ہیں اور علم وجود الہی کا اگرچہ بنی آدم کی طبایع میں ابتداء پیدایش سی ثابت ہوتا ہی جیسی مضمون اس آیت کا

فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لکنہ تعالی قد ارشدہم الی وجودہ بایات منہا قولہ تعالی ان فی خلق

یہہ تراش اللہ کی جسپر تراشا لوگوں کو پر تو بہی اللہ تعالی نی اپنی وجود کی طرف کئی آیتوں میں راہ بتائی ہی ایک یہہ تحقیق

السموت والارض واختلاف الیل والنہار لایت وقولہ تعالی افرایتم ما تمنون ءانتم تخلقونہ ام نحن

آسمانوں اور زمین کا بنانا اور رات اور دن کا بدلتی آنا البتہ نشانیاں ہیں اور ایک یہہ بہلا دیکہو جو پانی ٹپکاتی ہو اب تم اوسکو بناتی ہو یا ہم

الخالقون وقولہ تعالی افرءیتم ما تحرثون ءانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون وقولہ تعالی افرءیتم

بنانیوالی ہیں اور یہہ بہلا دیکہو جو بوتی ہو کیا تم اوسکو کرتی ہو کہیتی یا ہم ہیں کہیتی کرنیوالی اور یہہ بہلا دیکہو تو

الماء الذی تشربون ءانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون وقولہ تعالی افرءیتم النار التی تورون ءانتم انشاتم

پانی جو پیتی ہو کیا تمنی اوتارا اوسکو بادل سی یا ہم ہیں اوتارنیوالی اور یہہ بہلا دیکہو تو جو آگ سلگاتی ہو کیا تمنی اوٹھایا

شجرتها ام نحن المنشؤن وغیرها من الایات التی تدل علی وجوده تعالی فان من یتامل

اوسکا درخت یا ہم اوٹھانیوالی اورسواء انکی اوربہت آیتین ہین جو وجود الٰہی پر دلالت کرتی ہین بیشک جو شخص ان آیات کی

مضمون هذه الایات ویدبر فکره فیما ذکر فیها من خلق السموت والارض وما فیهما من عجائب المخلوقات

مضمون مین یعنی آسمان اورزمین کی پیدایش اورجو جو اوسکی اندر عجیب عجیب مخلوقات ہین غور اور تامل کری وہ خود بخود یقین کریگا

یضطر الی الحکم بان هذه الامور لا یستغنی شیٔ منها عن صانع یوجده ویدبره وعلی هذا الاعتقاد

کہ یہہ تمام اشیا صانع پیدا کرنیوالی اورمدبر سی بی پرواہ نہین ہین بلکہ محتاج ہین کہ پیدا کرکرار سنکری اورتمام بنی آدم کیا مسلم کیا

جمیع الناس کما یدل علیه قوله تعالی ولئن سالتهم من خلق السموت والارض لیقولن الله وانما کفر

یہہ ہی اعتقاد رکہتی ہین چنانچہ اس آیت سی ثابت ہی اورجو تو پوچھی اونسی کسنی بنائی آسمان اورزمین توکہینگی الله نی پہر

من کفر بالاشراک ولذلک کان شان الانبیاء دعوة الخلق الی التوحید لیقولوا لا اله الا الله لا

جو لوگ کافر ہوگئی ہین وہ شرک کی شامت سی ہین اسیلئی تمام انبیاء علیہم السلام توحید کی طرف دعوت کرتی تہی تاکہ لا اله الا الله کی قائل ہون

الی ان یقول للعالم اله فاذن فی فطرة الانسان ودلالة ایات القران ما یغنی عن اقامة البرهان

یہہ نہین سکہاتی تہی کہ یہہ کہا کرو عالم کا معبود ہی اب طبیعت انسانی اور دلالت آیات قرآنی نی وجود الٰہی پر برہان قایم کرنی کی کچہہ ضرورت نہین رکہی

علی وجوده تعالی لکن العلماء بینوا لاثبات وجوده تعالی دلیلا عقلیا وقالوا الدلیل علی وجوده تعالی

لیکن علماء نی توبہی واسطی اثبات وجود الٰہی کی عقلی دلیل بیان کی ہی کہتی ہین کہ دلیل وجود الٰہی کی یہہ ہی

حدوث العالم فبیان حدوثه انه اعیان واعراض والمراد بالاعیان الاجرام القائمة بذواتها

حدوث عالم کا ہی پہر حدوث یون معلوم ہوا کہ عالم یا اعیان ہین یا اعراض اعیان سی مراد اجسام ہین جو بذات خود قایم ہین

والمراد بالاعراض الصفات التی لا تقوم بذواتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا تنفک عنها وکل منهما

اوراعراض سی مراد صفات ہین جو اپنی ذات مین آپ قایم نہین رہ سکتین بلکہ اجسام کی سہارہ سی اوراجسام کو لازم مین کبہی الگ نہین ہوتی اوریہہ سب

حادث اما الاعراض فحدوث بعضها یعلم بالمشاهدة کالحرکة بعد السکون والضوء بعد الظلمة

حادث ہین اعراض مین سی بعضی کا حدوث تو مشاہدہ سی معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اوراوجالا بعد اندہیری کی

والسواد بعد البیاض وحدوث بعضها یعلم بالدلیل وهو طریان العدم کما فی اضداد ما ذکروا واما الاجرام

اورسیاہی بعد سفیدی کی اوربعضی کا حدوث دلیل سی معلوم ہوتا ہی یعنی عدم کا آجانا جیسی ان مذکورات کی ضدون پر اوراجسام کی

فدلیل حدوثها انها لا یخلو عن الحوادث وکل ما لا یخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم خلوها عن

حدوث کی یہہ دلیل ہی کہ اجسام حوادث سی کبہی خالی نہین ہوتی اورجو شی حوادث سی خالی نہووی وہ بہی حادث ہوتی ہی اوراجسام کا حوادث سی خالی ہونا

الحوادث فلانها لا تخلو عن الحرکة والسکون وهو ظاهر مدرک بالبدیهة والاضطرار فلا یحتاج فیه

یون ثابت ہی کہ اجسام حرکت اورسکون سی خالی نہین ہوتی اتنا تو ظاہر ہی خود بخود معلوم ہوتا ہی اوسمین کچہہ تکرار اورتامل کی حاجت نہین

الی تامل وافتکار فان من عقل جسما لا ساکنا ولا متحرکا کان عن نهج العقل ناکبا ولمتن الجهل راکبا

کیونکہ جو شخص ایسا جسم خیال کری کہ نہ متحرک ہو نہ ساکن تو وہ شخص عقل کی رستہ سی گمراہ ہی اورجہالت کی لپشت پر سوار

والحرکة والسکون حادثان یدل علی حدوثهما تعاقبهما وانقضاء کل منهما عند وجود الاخر وذلک

اورحرکت اورسکون دونو حادث ہین انکی حدوث پر انکا آگی پیچہی پیدا ہونا دلالت کرتا ہی اورجب ایک پیدا ہوتا ہی تو دوسرا فنا ہوجاتا ہی

مشاهد فی بعض الاجرام وما لم یشاهد فیه ذلک فما من ساکن الا والعقل یقتضی بجواز حرکته وما من

یعنی حرکت سی سکون اورسکون سی حرکت فنا ہوتی ہی یہہ حال بعضی اجسام مین تو مشاہدہ ہوتا ہی اورجہان نہین ہی تو یہہ کہہ سکتی ہین کہ ہر ساکن باعتبار تجویز عقل کی متحرک ہو

متحرك الا والعقل يقتضي بجواز سكونه فالطاري منهما حادث بطريانه والسابق حادث اذ لو كان
اور ہر متحرک باعتبار تجویز عقل کی ساکن ہو سکتا ہی اب نو پیدا تو حادث ہی کیونکہ اب پیدا ہوا اور موجود سابق بھی حادث ہی کیونکہ اگر

قديما لاستحال عدمه واما كون ما لا يخلو عن الحوادث حادثا فلانه لو لم يكن حادثا لكان قديما
قدیم ہوتا تو اوسپر عدم ہرگز نہ آتا اور جو شی حوادث سی خالی نہو اوسکی حدوث کی یہہ دلیل ہی کہ اگر وہ حادث نہوگا تو بیشک قدیم

ثابتا في الازل فيلزم ثبوت الحادث في الازل وهو محال اذ يلزم ان يكون قبل كل حادث حوادث مرتبة
اور ازل میں ثابت ہوگا اس سی لازم آتا ہی کہ حادث یعنی حرکت اور سکون ازل میں ثابت ہو اور یہہ امر محال ہی کیونکہ اس سی یہہ لازم آتا ہی کہ ہر حادث سی پہلی بی انتہا حوادث

لا اول لها كما يقول الفلاسفة في حركات الافلاك واشخاص الحيوانات وغيرها فانهم ومن تبعهم
جنکا ابتدا نہ پایا جاوی مرتب موجود ہوں جیسی فلاسفہ حرکات فلک اور اشخاص حیوانات وغیرہ میں قائل ہوئی ہیں فلاسفہ اور جو نام کی مسلمان

ممن ينسب نفسه الى الاسلام وليس له منه نصيب قالوا ان العالم العلوي قديم بذاته وصفاته
اونکی تابع ہیں اور اسلام سی بی نصیب وہ کہتی ہیں کہ عالم سماوی اپنی ذات اور صفات میں

الا الحركات فانها حادثة باشخاصها قديمة بانواعها فلا حركة الا وقبلها حركة لا الى اول واما العالم
سواء حرکات کی قدیم ہی حرکات جزئی البتہ حادث ہیں اور کلی قدیم ہیں یعنی ہر حرکت سی پہلی حرکت ہی بی انتہا اور عالم

السفلي الذي هو عالم الكون والفساد وهو ما تحت فلك القمر فقالوا ان هيولاه قديمة وكل ما فيه من
سفلی کہ عالم کون اور فساد کہلاتا ہی اور فلک قمر کی نیچی ہی سو اوسمیں یہہ کہتی ہیں کہ اسکا مادہ اور اصل قدیم ہی اور اسکی

الصور والاعراض حادثة باشخاصها قديمة بانواعها فلا ولد الا من والد ولا بيضة الا من دجاجة
صور اور اعراض جزئی سب حادث ہیں اور کلی نوعی قدیم ہیں پس جو بیٹا ہی سو باپ سی ہی اور جو انڈا ہی سو مرغی سی ہی

ولا دجاجة الا من بيضة ولا زرع الا من بزر وهكذا الى غير النهاية فيلزم على قولهم ان يوجد حوادث
اور جو مرغی ہی سو انڈی سی ہی اور جو نبات ہی سو بیج سی ہی ایسی ہی غیر نہایت تک اب اونکی قول کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ ایسی حوادث موجود

لا اول لها اذ ما من حادث على قولهم الا وقبله حادث لا الى اول وعلى تقدير وجود حوادث لا اول لها
جنکا ابتدا نہو کیونکہ اسکی موافق ہر حادث سی پہلی حادث ہوگا جسکا ابتدا نہ ملی اور جب حوادث غیر متناہی ہوئی

يلزم ان يكون قبل كل حادث من حركات الافلاك واشخاص الحيوانات وغيرها حوادث مرتبة
تو ہر ہر حرکت فلکی سی اور ہر ہر حیوان وغیرہ سی پہلی حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہونگی جنکا

لا اول لها فما لم ينقض تلك الحوادث بجملتها لا تنتهي النوبة الى وجود الحادث الحاضر لان الحركة
ابتدا نہیں پھر جب وہ تمام حوادث بالکل نگذر چکینگی تو نوبت حادث حاضر حال کی وجود کی نہیں آویگی اسواسطی کہ حرکت

اليومية وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وكذلك الحركة التي قبلها وجودها مشروط بمثل ذلك
یومیہ مثلا آج کی جب ہو سکتی ہی کہ اوس سی پہلی کی تمام حرکتیں گذر لیں اور ایسی وہ حرکت جو اوس سی پہلی کی ہی یعنی کل کی جب ہو سکتی ہی کہ اوس سی پہلی کی سب گذر لیں

وهلم جرا وانقضاء ما لا اول له محال بيانه انك اذا لاحظت الحادث الحاضر ثم انتقلت الى ما قبله
اور اسطرح ہر ہر حرکت اور تمام ہو چکنا غیر متناہی کا محال ہی تفصیل یہہ ہی جب تو حادث حاضر کو غور کری پھر اوسکی ما قبل کو

ولاحظته وهلم جرا على الترتيب لا يفضي الى نهاية حتى تجد طريقا الى وجود الحادث الحاضر فيلزم ان
لحاظ کری اور اسی طرح اوس سی پہلی کو ترتیب وار تو ایسی نہایت نہ ملیگی کہ کوئی طور حادث حاضر کی وجود کا ہووی اس سی لازم آتا ہی

يكون وجود الحادث الحاضر محالا لكن وجود الحادث الحاضر ثابت فيبطل وجود حوادث لا اول لها
کہ حادث حاضر کا وجود محال ہی لیکن حادث حاضر کا وجود تو ثابت ہی پس وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہی

فاذا بطل وجود حوادث لا اول لها یبطل کون ما لا یخلو عن الحوادث قدیما ثابتا فی الازل فاذا بطل کونه
پہر جب وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو ان اشیاء کا جو حوادث سی خالی نہین ہین قدیم اور ازلی ہونا بہی باطل ہی پہر جب ان اشیا کا

قدیما ثابتا فی الازل یثبت کونه حادثا فاذا ثبت کون العالم بجمیع اجزائه من
قدیم اور ازلی ہونا باطل ہوا تو حادث ہونا ثابت ہوا پہر جب وہ حادث ہوئی تو یہہ ثابت ہوا کہ عالم کی تمام اجزاء

السموٰت وما فیها ومن الارض وما علیها حادثا محتاجا الی محدث یخرجه من العدم الی الوجود وذلك
آسمان اور جو جو اوسکی اندر ہی اور زمین اور جو جو اوسکی اوپر ہی سب حادث اور پیدا کرنیوالی کی محتاج ہین کہ نیست سی موجود کری اور وہ

المحدث یلزم ان یکون قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لانه لو لم یکن قدیما
پیدا کرنیوالا ضرور ہی کہ قدیم واحد قدیر صاحب ارادہ علم والا حی ہو اس لئی کہ اگر قدیم نہو وی

بل کان حادثا لکان محتاجا الی محدث فیلزم الدور او التسلسل الذی هو وجود حوادث لا اول لها
بلکہ حادث ہو تو وہ اپنی محدث کا محتاج ہوگا پہر دور لازم آویگا یا تسلسل کہ وہ وجود حوادث غیر متناہی کا ہی

وکلاهما محالان ولو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما التمانع المقتضی لعدم وجود العالم
اور یہہ دونو محال ہین اور اگر واحد نہو وی بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہون تو اونمین جہگڑا اور روک ٹوک واقع ہوگی جسسی وجود عالم کا معدوم رہی

ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان عاجزا عن ایجاد شیء من العالم لان
اور اگر قدیر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو بیشک عالم کی پیدا کرنی مین عاجز ہووئیگا کیونکہ

الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شیء من الاشیاء یقتضی ارادة ذلك الشیء وارادة ذلك الشیء یقتضی
ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شی مین جب ہوتا ہی تب اوسکا ارادہ کری اور ارادہ اوس شی کا

العلم به لان القصد الی ایجاد شیء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلثة یقتضی
اوسکی علم پر موقوف ہی کیونکہ ایجاد کرنا کسی شی کا بغیر جانی بوجہی محال ہی اور یہہ تینون صفات بدون حیات کی نہین ہوسکتین

الحیوة لکونها شرطا فیها فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلا قاطعا علی وجوده تعالی
اسلئی کہ حیات انمین شرط ہی اب اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہی وجود الٰہی

وکونه قدیما واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع ولهذا کان بعض اهل النظر یقولون استدلالا
اور قدم اور وحدت پر کہ ان چارون صفات سی موصوف ہی اسیلئی بعضی اہل نظر اثر سی مؤثر پر استدلال جاری کر

بالاثر علی المؤثر ما راینا شیئا الا ورأینا الله بعده فان کل ذرة من ذرات الکائنات من حیث حدوثها
یہہ کہتی ہین کہ ہمنی جب کسی چیز کو دیکہا فورًا اوسکی بعد الله کو دیکہا کیونکہ ہر ہر ذرہ کائنات کا باعتبار حدوث کی

وافتقارها الی من یوجدها لا تزال تتکلم بکلام لا حرف فیه ولا صوت ان لها موجدا قدیما واحدا
موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سی جسمین نہ حرف ہی اور نہ آواز یہہ کہتا ہی کہ میرا موجد ہی قدیم واحد

متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة وسائر ما یلیق به من الصفات یسمع کلامها السامعون
قدرت والا ارادہ والا علیم حی تمام سزاوار صفات والا یہہ کلام سب سماعت والی سمجہتی ہین

ولا یسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع به کلام لیس بحرف ولا
اور وہ نہین سنتی جو سمجہ سی بیکار ہین اور سماعت سی مراد باطنی سماعت ہی جسی وہ کلام سنی جاتی ہی جسمین نہ حرف ہو اور نہ

صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاهر الذی لا یسمع غیر الاصوات وتتشارك فیه البهائم الانسان
آواز عربی ہو نہ عجمی ظاہری سماعت مراد نہین ہی جسسی سواء آواز کی کچہہ نہین معلوم ہوتا اور اسمین بہایم بہی انسان کی شریک ہین

اذ لا قدر لشیء تشارك فیه البهائم الانسان والحاصل ان المکلف لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الا

اسلئی کہ اوس چیز کی کیا عزت ہی جسمین بہایم اور انسان یکسان ہون حاصل یہہ ہی کہ انسان بزور عقل صفات الٰہی مین سی وہ ہی دریافت کرسکتا ہی

مادل علیه افعاله فما لم یدل علیه افعاله کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی

جنپر اسکی افعال دلالت کرتی ہین اور جن صفات پر افعال دلالت نہین کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات

تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها

کبہی دلیل عقلی سی ثابت کرتی ہین اور کبہی دلیل نقلی سی دلیل عقلی اون صفات کی ثبوت کی تو یہہ ہی کہ یہہ یعنی سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفتین ہین اور انکی

صفات نقصان واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب

نقصان کی صفتین ہین اور اللہ تعالی کا صفات کمال سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی بری ہونا واجب ہی پس

اتصافه تعالی بتلك الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالنقل فهو ان الشرع قد

اب موصوف ہونا اللہ تعالی کا ان صفات سی واجب ہوا اور استدلال نقلی انکی ثبوت پر یہہ ہی کہ شرع یعنی کتاب وسنت

ورد بثبوتها له تعالی فوجب القطع بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل

انکی ثبوت پر ناطق ہی سو اب انکا ثابت ماننا واجب ہوا اور اس باب مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی

لان تلك الصفات لا تتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته تعالی

کیونکہ ان صفات پر افعال الٰہی موقوف نہین ہین تاکہ افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اللہ کی ذات

لم یکن معلوما لاحد حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث لو لم یتصف بها یلزم

کسیکو معلوم نہین ہی تاکہ یہہ معلوم ہووی کہ یہہ صفات اوسکی حق مین صفات کمال ہین انکا ثبوت ضروری ہی نہین تو

ان یتصف باضدادها وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشیء بالنسبة

انکی ضدین لازم آوینگی اور یہہ جو کہتی ہین کہ یہہ صفات کمال ہین تو کمال البتہ ہماری حق مین ہی اور ہماری حق مین کمال ہونی سی کیا ضرور ہی یہہ نسبت

الینا کمالا ان یکون کمالا فی حقه تعالی الا تری ان اللذة والالم مع کونهما کمالا بالنسبة الینا ممتنعان

ذات الٰہی کی بہی کمال ہو کیا تجکو معلوم نہین کہ لذت اور الم ہماری حق مین کمال ہین اور اللہ تعالی کی نسبت ممتنع ہین

علی الله تعالی لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات تلك الصفات له تعالی التمسك

کیونکہ یہہ اجسام کی اوصاف ہین اس بیان کی موافق لازم ہی کہ ان صفات کی اثبات کی لئی دستاویز

بالنقل عن الانبیاء الذین تثبت نبوة کل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدی

انبیاء علیہم السلام سی نقل کیجاوی جنکی نبوت ایسی معجزہ سی ثابت ہی جو قایم مقام اس ارشاد الٰہی کی ہو کہ میرا بندہ

فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی

جو میری طرف سی احکام پہنچاتا ہی سب سچ مین برابر ہی کہ وہ تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا سکوت سی ہو کیونکہ معجزہ اللہ تعالی کی طرف سی

لرسوله لکونها فعلا من افعاله خارقا للعادة منزلا منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله فی دعوی

رسول کی حق مین فعلی تصدیق ہی اسلئی کہ معجزہ کوئی فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف اور صریح رسالت کی دعوی مین رسول کی

الرسالة فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی یده عند ادعائه الرسالة صار کانه قال صدق

تصدیق کرتا ہی کیونکہ اللہ تعالی نی جب کوئی امر خارق رسول کی ہاتہ پر بر وقت دعوی رسالت کی پیدا کیا تو یہہ ایسا ہی کہ فرمادیا

رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته قال العلماء مثال ذلك ان رجلا

میرا رسول سچا ہی میری طرف سی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول ہی ہو یا فعل سی ہو یا سکوت سی ہو علماء نی اسکی یہہ مثال بیان کی ہی جیسی کوئی شخص

اذا قام فی مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك یبعثنی الیکم بکذا وکذا من التکالیف
بادشاہ کی دربار مین ایک جماعت کی سامنی یون کہی کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون تمہاری حق مین فلانی فلانی حکم جاری کرنیکو بھیجا ہی

فطلبوا منه الحجة تدل علی صدقه فقال ایة صدقی انی اطلب من الملك ان یخالف عادته ویقوم
پہر اس جماعت نی تصدیق کی لئی اوسی حجت طلب کی اوس شخص نی جواب دیا میری صدق کی یہہ نشانی ہی کہ مین بادشاہ سی کہتا ہون کہ اپنی خلاف عادت

من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا ریب ان ذلك الفعل من الملك
اپنی جگہہ سی تین بار کہڑا ہوجا اور بیٹھ جا پہر بادشاہ نی اوسکی کہنی سی وہ ہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہی

قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری بصدقه لمن شاهد
جیسی زبان سی کہدیا کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری اور بادشاہ سی جسنی یہہ کام مشاہدہ کیا تو اوسکو ایسا یقینی علم

ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شك ان هذا المثال مطابق
حاصل ہو اکہ جسمین دلیل کی کچہہ حاجت نہین ہی جسکو دیکہنی کا تعلق نہین ہوا بلکہ اوسنی بہت آدمیون سی بالتواتر یہہ حال سنا اوسکو بہی اور بیشک یہہ مثال

لحال الرسل علیهم الصلوة والسلام فی افادة معجزتهم العلم الضروری بصدقهم لمن شاهدها ولمن
انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی حال سی مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سی بہی دیکہنی والون کو اور

لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر اذا عرفت هذا فاعلم ان کل من امن بالله وصدق الرسلین
تواتر سی سنی والون کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہی جب تو یہہ سمجہہ چکا تو یاد رکہہ کہ جو شخص اللہ پر ایمان لاکر اور نبیون کی تصدیق کرکر

اذا اراد ان یکون من اهل الغرف لا بد له ان یشتغل بالطاعات ویحترز عن السیات لان الایمان وحده
یہہ آرزو کری کہ اہل غرف مین داخل ہو تو اوسکو ضرور ہی کہ عبادت مین مشغول اور ممنوعات سی بچتا رہی اسلئی کہ نرا ایمان

وان کان ینجیه من العذاب المؤبد لکن لا یکفیه فی الفوز بالدرجات بل لا بد له من ضم العمل
اگرچہ دائمی عذاب سی نجات دیگا پر حصول درجات کی لئی کافی نہین ہی بلکہ اوسکی ساتہہ نیک اعمال بہی چاہیین

الصالح الیه کما یدل علیه ایات القران من جملتها قوله تعالی وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم
چنانچہ کئی آیات قرآنی سی معلوم ہوتا ہی منجملہ اونکی ایک یہہ آیت ہی اور تمہاری مال اور تمہاری اولاد ایسی نہین کہ نزدیک کردی

عندنا زلفی الا من امن وعمل صالحا فاولئك لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم فی الغرفات امنون فدلت الایة
ہماری پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور بہلا کام کیا سو اونکو ہی بدلا دونا اونکی کئی پر اور وہ جہروکون مین بیٹھی ہین خاطر جمع سی اس آیت سی معلوم ہوتا

علی ان العمل الصالح لکونه اقبالا علی الله تعالی واشتغالا بطاعته یقرب العبد الی الله تعالی واما الاموال
کہ عمل صالح کہ اللہ کی طرف متوجہ ہونا اور اوسکی طاعت کا شغل ہی بندہ کو اللہ تعالی سی نزدیک کر دیتا ہی رہی مال

والاولاد فلکون کل منهما یشغل الانسان عن الله تعالی لا یقرب احدا الی الله تعالی الا المؤمنین
اور اولاد کہ انسان کو اللہ تعالی سی غافل کرتی ہین کسیکو خدا سی نزدیک نہین کرتی بجز صلحاء مؤمنین کی

الصالحین الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله ویعلمون اولادهم الخیر ویربونهم علی الصلاح فانهم
جو اپنا مال خدا کی رستہ مین خرچ کرتی ہین اور اپنی اولاد کو نیک عمل سکہاتی ہین اور نیک اطوار پر پرورش کرتی ہین ایسی لوگون کی لئی

باتصافهم بما ذکر یکون لهم جزاء الضعف بان یضاعف حسناتهم ویکون الواحدة عشرا فما فوقها وهم فی غرفات
جو ان اوصاف سی موصوف ہین دونا ثواب ہی اسطور کہ اونکی حسنات بڑہتی ہین ایک سی دس گونہ ہوتی ہین اوس سی بہی زیادہ وہی لوگ

الجنة امنون من جمیع المکاره بما عملوا من الصلحت یسرنا الله تعالی بلطفه وکرمه

المجلس الرابع

اعمال صالح کی سبب غرفات مین تمام مکروہات سی بچی رہینگی الہی اپنی لطف وکرم سی ہمپر آسان کر چوتہی مجلس

فی لزوم محبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادۃ من والدہ وولدہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ تر لازم کرنیمین باپ اور اولاد

والناس اجمعین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ

اور تمام لوگون سی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مؤمن نہین ہووینگا کوئی تم مین سی جبتک ہوونمین اوسکو پیارا

من والدہ وولدہ والناس اجمعین ھذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ انس ولیس المراد بالحب ھھنا

اوسکی باپ اور اولاد اور تمام لوگون سی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی انس کی روایت سی اور محبت سی مراد اسجگہہ

الحب الطبیعی التابع للشہوات النفسانیۃ لانہ خارج عن حد الاختیار فلا یواخذ بہ الانسان

محبت طبعی نہین ہی جو شہوت نفسانی کی تابع ہوا کرتی ہی کیونکہ محبت اختیاری نہین ہوتی سو بی اختیاری مین انسانکی کچھ پکڑ نہین ہی

لقولہ تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا بل المراد بہ الحب العقلی الاختیاری الذی ھو ایثار ما یقتضی

خدا فرماتا ہی تکلیف نہین دیتا اللہ کسیکو مگر جتنا اوس سی ہو سکی بلکہ عقلی اختیاری محبت مرادہی یعنی اختیار کرنا اوس امر کا جسکو

العقل رجحانہ ویستدعی اختیارہ وان کان علی خلاف الطبع الا تری ان المریض یکرہ الدواء المر وینفر

عقل غالب سمجھی اور اوسکی اختیار کو پسند کری اگرچہ طبیعت کی برخلاف ہو تو جانتا نہین کہ بیمار کو کڑوی دوا سی نفرت ہوتی ہی

عنہ طبعہ ومع ذلک یمیل الیہ باختیارہ ویقصد تناولہ بمقتضی عقلہ لعلمہ وظنہ ان صحتہ

اور اوسکی طبیعت کو بری لگتی ہی پہر بہی باختیار خود اپنی عقل سی یہہ سمجھ کر کہ میری صحت اسہی مین ہی خواہش کر کر پیتا ہی

فیہ وکذلک المؤمن اذا علم ان الرسول لا یامر ولا ینھی الا بما فیہ صلاحہ فی الدنیا والاخرۃ

ایسی ہی مؤمن مسلمان جب یہہ جان لیتا ہی کہ رسول وہ ہی فرماتا ہی جسمین دین دنیا کی بہلائی ہی

یرجح جانب الرسول علی جمیع الناس فیمتثل امرہ ویجتنب نہیہ وھذا مما لا یحصل الایمان الا بہ

پہر خواہ مخواہ تمام لوگون پر رسول کی جانب غالب رکہہ کر اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سی نفرت کرتا ہی اور یہہ تو اتنا امر ہی کہ جس بغیر ایمان ثابت نہین ہوتا

لان الایمان وان کان فی اللغۃ بمعنی التصدیق مطلقا لکنہ فی الشریعۃ بمعنی التصدیق مقیدا

اس لئی کہ ایمان اگرچہ لغت مین مطلق تصدیق کو کہتی ہین پر شریعت مین مطلق تصدیق نہین ہی

بامر مخصوص وھو تصدیق الرسول فی جمیع ما علم ضرورۃ انہ من دینہ علیہ الصلوۃ والسلام

بلکہ خاص تصدیق ہی یعنی رسول کی تصدیق تمام دینی ضروریات مین

والمعتبر فی التصدیق الیقین والیقین لفظ مشترک یطلق علی المعنیین احدھما عدم الشک فکل علم

اور تصدیق مین یقین معتبر ہی اور یقین مشترک لفظ ہی اسکی دو معنی ہین ایک تو شک نہونا سو جو علم

یکن فیہ شک فھو یقین وعلی ھذا المعنی لا یوصف الیقین بالقوۃ والضعف لعدم التفاوت

مشکوک نہو وہ یقینی ہوتا ہی اس اعتبار سی یقین قوی اور ضعیف نہین ہوتا کیونکہ شک کی نفی مین کچھ تفاوت نہین

فی نفی الشک فمن کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من الشک فی شیء مما علم ضرورۃ انہ من دینہ علیہ السلام

پہر جس شخصکی دلمین ذرہ بہر بہی شک ہو وی بہ نسبت دینی ضروریات کی ہی

لا یکون مؤمنا البتۃ بل لا بد فیہ من یقین ھذا المعنی لیحصل لہ المحبۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم

وہ ہرگز مؤمن نہین بلکہ ان ضروریات کا یقین ہونا ضرور چاہیی تاکہ اوسکو نبی کی محبت حاصل ہووی

ویمتثل امرہ ویجتنب نہیہ لکن قد یجعل الظن الغالب الذی لا یخطر معہ احتمال النقیض

اور اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سی نفرت کری لیکن بعضی وقت ایسی ظن غالب کو بہی جسکی ساتہہ احتمال نقیض کا دلمین نہ آوی

بالبال فی حکم الیقین فی کونه ایمانا حقیقیا فان ایمان اکثر العوام من هذا القبیل وتحقیقه علی

قایم مقام یقین کا ٹہراکر حقیقی ایمان کا حکم دیتی ہین کیونکہ اکثر عوام کا ایمان ایسا ہی ہوتا ہی اور اس مقام کی تحقیق

ماذکره الامام الغزالی فی الاحیاء ان میل النفس الی التصدیق له اربع مقامات الاول استواء

موافق بیان امام غزالی کی احیا مین یہہ ہی کہ نفس کا میلان تصدیق مین چار درجہ پر ہوتا ہی اول یہہ کہ

الطرفین عندك کما اذا سألت عن شخص مجهول الحال عندك هل یعاقب فی الاخرة املا

تیری رای مین دونو جانب برابر ہون جیسی کسی شخص کا حال جسکو تو نہین جانتا تجہسی پوچہین بتا اوسکو آخرت مین عذاب ہوگا یا نہین

فانك لاتمیل الی الحکم علیه بشیء من نفی او اثبات بل یستوی عندك امکان الامرین ویعبر

اب تو یقینی کچہہ نہین کہہ سکتا نہ انکار نہ اثبات بلکہ تیری عندیہ مین دونو امر ممکن ہین ایسی حالت کو

عنه بالشك والثانی رجحان احد الامرین عندك مع الشعور بامکان نقیضه امکانا لایمنع

شک کہتی ہین دوسرا درجہ یہہ ہی کہ تیری رای مین ایک جانب کا غلبہ ہو پر اوسکی ساتہہ دوسری جانب بہی ایسی ممکن معلوم ہوں سی جانب

ترجیح الاول کما اذا سئلت عن شخص تعرفه بالصلاح انه ان مات علی هذا الحال هل یعاقب

اول کا غلبہ فوت ہوجاوی جیسی تجہسی ایسی شخص کا حال پوچہین جسکو تو پرہیزگار جانتا ہی کہ اگر یہہ شخص اسی حال پر موا تو بتا اسکو آخرت مین عذاب ہوگا

فی الاخرة املا فانك تمیل الی انه لایعاقب اکثر من میلك الی عقابه لظهور علامات صلاحه

یا نہین اب تیری رای ثواب کی طرف زیادہ ہوگی بہ نسبت عذاب کی کیونکہ تیری عندیہ مین صلاح کی نشانیان ظاہر ہین

عندك ومع هذا یجوز اختفاء امر موجب للعقاب فی باطنه وهذا التجویز غیر دافع لرجحانه و

تو بہی یہہ شبہہ ہوتا ہی کہ کوئی بات اسکی دل مین ایسی پوشیدہ نہو جسسی عذاب ہوجاوی لیکن یہہ شبہ اوسکی غلبہ کو نہین اوٹہاتا

یسمی جانب الراجح ظنا وجانب المرجوح وهما والثالث میلك الی الحکم بشیء بحیث یغلب علیك

ایسی وقت جانب غالب کو ظن کہتی ہین اور جانب مغلوب کو وہم تیسرا یہہ درجہ ہی کہ تجکو کسی شی کا ایسا یقین حاصل ہو کہ اوسکی نقیض

ذلك الحکم ولایخطر ببالك نقیضه ولو خطر لنابت عن قبوله لکن لیس ذلك الحکم عن معرفة

تیری دلمین ہرگز نہ آوی اور اگر نقیض کا خیال آوی بہی تو اوسکو تو نہ مانی لیکن یہہ یقین معرفت حقیقی سی نہو

محققة بل عن مجرد السماع ویسمی هذا اعتقادا مقارنا للیقین وهو اعتقاد العوام فی الشرعیات

بلکہ صرف سنی سنای سی پیدا ہوا ہو اس طرح کی حالت اعتقاد مقارن للیقین کہلاتی ہی یعنی یقین سی ملا ہوا عوام کا اعتقاد تمام شرعیات مین

کلها اذا رسخ فی نفوسهم بمجرد السماع حتی ان کل احد یثق بصحة مذهبه واصابة امامه ولو

ایسا ہی ہوتا ہی جب کہ سنتی سنتی اونکی دلمین بیٹہہ جاتا ہی چنانچہ ہریک شخص اپنی مذہب کی صحت اور اپنی امام کا صواب پر ہونا یقینی جانتا ہی اگر

ذکر له امکان خطأ امامه بفر عن قبوله لکنه لو احسن التامل لاتسعت نفسه الی قبوله والرابع

کوئی کہی کہ امام سی بہی غلطی ہوسکتی ہی تو اونگ بہاگ جاوی کبہی نہ مانی لیکن اگر وہ خوب سوچ بچار کرین تو البتہ انکا دل قبول کرسکتا ہی چوتہا درجہ یہہ ہی

میلك الی الحکم بشیء علی طریق الجزم الذی لایوجد معه الشك ولا یتصور فیه التشکیك فکل

کہ تو کسی شی کا ایسا یقین بالجزم کری کہ اصلا اوسکی ساتہہ شک باقی اور کسیکی شک دلانی کا بہی تصور نہ ہی پس جو

علم کان علی هذا الوجه یسمی یقینا لان شرط اطلاق اسم الیقین علی العلم عدم الشك فکل علم

علم اس درجہ کا ہوتا ہی اوسکو یقین کہتی ہین کیونکہ یقینی کہنی کی یہ ہی شرط ہی کہ شک اصلا باقی نہو پس ہر علم مین

انتفی عنه الشك فهو یقین سواء حصل بالحس کالعلم بوجود الاشیاء المحسوسة او بغریزة العقل

شک ہوگا وہ ہی یقین ہی برابر ہی کہ بواسطہ حس کی حاصل ہوا ہو جیسی علم اشیاء محسوسہ کی وجود کا یا بواسطہ طبیعت عقلی کی

علم

كالعلم باستحالة حدوث حادث بلا سبب او بالتواتر كالعلم بوجود مكة او بالتجربة كالعلم بكون
جیسے علم محال ہونا وجود حادث کا بدون محدث کی یا تواتر سے جیسے علم وجود مکہ شریف کا یا بار بار آزمایش سے جیسے علم
المطبوخ مسهلا او بالدليل كالعلم بوجود شئ قديم كما اذا قيل لك هل في الوجود شئ قديم لا يمكنك
مطبوخ کی دست آور ہونیکا یا دلیل سے جیسے علم ایک ذات قدیم کی موجود ہونیکا چنانچہ اگر تجھسے پوچھیں کیا کوئی ذات قدیم موجود ہے تو تجھسے فوراً حکم کرنا
الحكم به بداهة لان القديم ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يمكن الحكم بوجوده بالحس ولا ضروريا مثل
کیونکہ قدیم آفتاب مہتاب کی طرح تو محسوس نہین کہ اوسکو دیکھکر کہدے کہ موجود ہے اور نہ ایسی بدیہی ہے جیسے
كون الواحد نصف الاثنين حتى يمكن الحكم بوجوده بالضرورة بل حق غريزة العقل ان يتوقف عن
ایک کو دو کا آدھا جانتے ہین تا کہ اس بداہت سے اوسکی وجود کا حکم کیا جاوے بلکہ حق طبیعت عقلی کا یہہ ہے کہ
الحكم بوجوده بالبداهة ثم من الناس من يحكم بوجوده بالسماع حكما جزما ويستمر عليه وهذا
ازروے بداہت کی حکم کرنے مین توقف کرے پھر بعضے شخص تو صرف سنکر یقین بالجزم کر لیتے ہین اور اوسہی پر قایم رہتے ہین اوسکو
هو الاعتقاد وهو حال جميع العوام ومن الناس من يحكم بوجوده بالبرهان مثل ان يقول لو لم يكن
اعتقاد کہتے ہین اور تمام عوام کا تو حال اعتقاد مین ایساہی ہوتا ہے اور بعضے شخص برہان سے اوسکی وجود کا یقین کرتے ہین اسطور پر کہ اگر
في الوجود قديم بل كانت الموجودات كلها حادثة لكان حدوثها بلا سبب وهو محال والمؤدي الى
موجودات مین کوئی ذات قدیم نہوے بلکہ تمام موجودات حادث ہوں تو وہ حادث بے سبب پیدا ہونگی یہہ امر محال ہے اور جس بات سے محال
المحال محال بيانه ان الحوادث لا يتصور وجوده بنفسه بل يحتاج في وجوده الى غيره وهو ظاهر
لازم آتا ہے وہ بھی محال ہے اسکی تفصیل یہہ ہے کہ حادث خیال مین نہین آتا کہ خود بخود پیدا ہوجاوے بلکہ غیر کا محتاج ہوتا ہے اتنی بات تو ظاہر ہے
وكذا لا يتصور ايجاده لغيره لانه فرع وجوده فلو انحصر الوجود في الحادث يلزم ان لا يوجد شئ من
اور ایسے ہی ایک حادث کا دوسرے حادث کو پیدا کرنا متصور نہین کیونکہ پہلے وہ آپ تو پیدا ہو لے پس موجودات اگر سب حادث ہی ہوں تو لازم آتا ہے کہ اصلا موجودات پیدا نہوں
الموجودات اصلا فبالضرورة يلزم ان يحكم العقل بوجود شئ قديم موصوف بالقدرة والارادة و
اب عقل صاف یقین کرتی ہے کہ ایک ذات قدیم ہے جو صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور
العلم والحيوة حتى يتاتى منه احداث المحدثات كلها لانه لو لم يكن فيه تلك الصفات لكان
علیم اور حی ہے تا کہ اوس سے تمام محدثات کا پیدا کرنا ہو سکے کیونکہ اوسمین اگر یہہ صفات نہونگی تو
عاجزا عن ايجاد شئ من الكائنات لان الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شئ من الاشياء يتوقف
کائنات مین سے ایک شے بھی پیدا نہ کر سکیگا کیونکہ ایجاد تو قدرت کا اثر ہوتا ہے اور قدرت کا اثر کسی شے مین
على ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ يتوقف على العلم به لان القصد الى ايجاد شئ من غير العلم به
بدون ارادہ اوس شے کی نہین ہوتا اور ارادہ کسی شے کا بدون علم اوس شے کی نہین ہوتا کیونکہ قصد کسی شے کی پیدا کرنیکا بے جانے بوجھے
محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث يتوقف على الحيوة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم
محال ہے اور یہہ تینوں صفتین بدون حیات کے نہین ہو سکتین کیونکہ حیات انمین شرط ہے اب اس بیان کی موافق وجود عالم کا
من السموت وما فيها ومن الارض ومن عليها دليلا قطعيا على وجود شئ قديم موصوف بهذه الصفات
ساری آسمان اور جو اونمین ہے اور زمین اور جو اوسپر ہے یقینی دلیل ہے ایک ایسی ذات قدیم کی وجود پر جس مین یہہ
الاربع وهو الله سبحانه تعالى ولهذا كان بعض اهل اليقين يقولون استدلالا بالاثر على المؤثر ما رأينا
چاروں صفات پائی جاوین وہ ہی اللہ سبحانہ تعالی اسیلئے بعضے اہل یقین اثر سے مؤثر پر استدلال جاری کرتے ہوے کہتے ہین کہ ہمنے

شیئا الا رایٰنا اللہ بعدہ فان کل ذرۃ من ذرات العالم لکونہا حادثۃ مفتقرۃ الی من یجدہا لا تزال
جب کسی چیز کو دیکھا تو فوراً اوسکی بعد اللہ کو دیکھا کیونکہ عالم کا ہر ہر ذرہ باعتبار حدوث کی اپنی موجد کا محتاج ہی ہمیشہ زبان حال سی

تنطق بکلام لا حرف فیہ ولا صوت ان لہا موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرۃ والارادۃ والعلم و
یہہ کلام جسمین نہ حرف ہی نہ آواز بولتاہی کہ ہمارا موجد ہی قدیم یگانہ قدرت والا صاحب ارادہ علیم

الحیوۃ وسائر ما یلیق بہ من الصفات یسمع کلامہا السامعون ولا یسمعہ الذین ہم عن السمع لمعزولون
حی اورتمام سزاوار صفات والا اور اوسکی یہہ کلام سمجھنی والی سب سنتی ہین وہ لوگ نہین سنتی جو سمجھہ سی بیکار ہین

والمراد من السمع الباطن الذی یسمع بہ کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاہر
اور سماعت سی مراد باطنی سماعت ہی جس سی وہ کلام سنی جاتی ہی کہ نہ حرف ہو اور نہ آواز اور نہ عربی ہو نہ عجمی سماعت ظاہری مراد نہین ہی

الذی لا یسمع بہ الا الاصوات وتشارک فیہ البہائم الانسان اذ لا قدر لشیٔ تشارک فیہ البہائم
جسی سوای آواز کی کچھہ نہین معلوم ہوتا اور اوسمین بہایم بہی شریک ہین انسان کی کیونکہ اوس چیز کی کیا عزت ہی جسمین بہایم اور انسان برابر ہون

الانسان والحاصل ان العقل لا یعرف من صفاتہ تعالی الا ما یدل علیہ افعالہ واما ما لا یدل
حاصل یہہ ہی کہ عقل صفات الٰہی مین سی وہ ہی دریافت کر سکتی ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور جس صفت پر

علیہ افعالہ کالسمع والبصر والکلام فیستدل علی ثبوتہا لہ تعالی تارۃ بالعقل وتارۃ بالنقل اما وجہ
اوسکی افعال دلالت نہین کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات کبہی تو عقلی دلیل سی ثابت کرتی ہین اور کبہی نقلی دلیل سی

الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالعقل فہو انہا صفات کمال واضدادہا صفات نقصان
عقلی دلیل اونکی ثبوت پر تو یہہ ہی کہ سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفتین ہین اور انکی ضدین نقصان کی صفتین ہین

واتصافہ تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافہ بصفات النقصان واجب فوجب اتصافہ تعالی
اور اللہ تعالی کا صفات کمال سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی بری ہونا واجب ہی اب اللہ تعالی کا

بتلک الصفات واما وجہ الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالنقل فہو ان الشرع قد صرح بثبوتہا
ان صفات سی موصوف ہونا واجب ہوا اور نقلی دلیل انکی ثبوت پر یہہ ہی کہ شرع یعنی کتاب وسنت سی یہہ صفات صاف ثابت ہین

لہ تعالی فوجب القطع بثبوتہا لہ تعالی ودلیل النقل فی ہذہ المسئلۃ اولی من دلیل العقل لان تلک
اب انکو ثابت ماننا واجب ہی اور اس باب مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی کیونکہ ان

الصفات لا تتوقف علیہا افعالہ تعالی حتی یستدل بہا علی ثبوتہا لہ تعالی وذاتہ لم یکن معلوما
صفات پر افعال تو موقوف نہین ہین تاکہ افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور ذات الٰہی کسیکو معلوم نہین ہی

للبشر حتی یعلم انہا فی حقہ تعالی کمال یجب اتصافہ بہا بحیث لو لم یتصف بہا یلزم ان یتصف
تاکہ یہہ معلوم ہووی کہ یہہ صفات اوسکی حقمین صفات کمال ہین انکا ثبوت واجب ہی نہین تو انکی ضدین لازم آوینگی

باضدادہا وما ذکر من کونہا کمالا انما ہو بالاضافۃ الینا ولا یلزم من کون الشیٔ بالاضافۃ الینا
اور یہہ صفات ہماری حق مین البتہ کمال کی ہین اور ہماری حق مین کمال ہونی سی لازم نہین آتا

کمالا ان یکون فی حقہ تعالی کمالا الا تری ان اللذۃ والالم مع کونہما بالاضافۃ الینا کمالا ممتنعان
کہ اللہ کی واسطی بہی کمال کی ہون کیا تجکو معلوم نہین کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق مین کمال ہین

علی اللہ تعالی لکونہما من عوارض الاجسام فعلی ہذا یلزم فی اثبات تلک الصفات لہ تعالی
اللہ تعالی کی نسبت ممتنع ہین کیونکہ اجسام کی صفات ہین اس بیان کی موافق ضرور ہی کہ ان صفات کی ثبوت کی لئی

التمسك بقول الرسول الذی ثبت رسالته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدی
دست آویز ایسی رسول کی قول سی لیجاوی جسکی رسالت معجزہ سی ثابت ہوئی ہو جو قایم مقام اس ارشاد الٰہی کی ہو میرا بندہ
فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی
جو میری طرف سی احکام بتاتا ہی سب سچہ مین برابر ہی کہ وہ بتانا قول سی ہو یا فعل سی یا چپ رہنی سی کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سی رسول کی حق مین فعلی تصدیق
لرسوله لکونها فعلا من افعاله تعالی خارقا للعادة منزلا منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله
ہوتی ہی اسلئی کہ معجزہ خدا کی طرف سی ایک فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف وصریح رسالت کی دعوی مین رسول کی تصدیق کرتا ہی
فی دعوی الرسالة فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی ید رسوله عند ادعائه الرسالة
کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر خارق رسول کی ہاتھہ پر ہر وقت دعوی رسالت کی پیدا کیا
صار کانه قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته
تو یہہ ایسا ہی کہ فرمادیا میرا رسول سچا ہی میری طرف سی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی یا سکوت سی
قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام فی مجلس الملك بمحضر جماعة وقال انا رسول هذا الملك یعثنی
علماء نی اسکی مثال یہہ بیان کی ہی کہ کوئی شخص بادشاہ کی دربار مین ایک جماعت کی سامنی یہہ بیان کری کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجکو
الیکم بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة تدل علی صدقه فقال اٰیة صدقی انی اطلب
تمہاری حق مین فلانی فلانی حکم جاری کرنیکو بہیجا ہی اوس جماعت نی تصدیق کی لئی اوس سی حجت طلب کی اوسنی جواب دیا میری صدق کی یہہ نشانی ہی کہ مین
من الملك ان یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه
بادشاہ کو کہتا ہون کہ اپنی عادت کی برخلاف اپنی مقام سی تین بار کہڑا ہو جا اور بیٹھہ جا پہر بادشاہ اوسکی کہنی سی اوٹھا بیٹھا
فلا ریب ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید
اب بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہی جیسی زبانسی کہدیا کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری اور بادشاہ
للعلم الضروری بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره
جسنی یہہ حال مشاہدہ کیا اوسکو ایسا علم یقینی حاصل ہو کہ جسمین حاجت دلیل کی نہین اور جسکو دیکہنی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ اوسنی متواتر بہت آدمیون سی
بالتواتر ولا شك ان هذا المثال موافق لحال الرسول فی افادة معجزته العلم الضروری بصدقه لمن
سنا اوسکو بہی اور بیشک یہہ مثال رسول علیہ السلام کی حال سی مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سننی کو دیکہنی والون کو
شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر والمعنی الثانی للیقین ان لا یلتفت
اور تواتر سی سننی والون کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہی اور یقین کی دوسری معنی یہہ ہین کہ شک کی ہونی کا کچہہ دہیان نہو
الی عدم الشك بل الی استیلائه وغلبته علی القلب بحیث یصیر هو المتصرف فیه بالتحریض والمنع و
بلکہ یقین کا غلبہ اور تصرف دل پر اتنا ہو کہ تمام دل کی لگاؤ اور ممانعت مین اوسی کا تصرف ہو
علی هذا المعنی یوصف الیقین بالقوة والضعف حتی یقال لمن لا یستعد للموت فلان ضعیف
ان معنون کی لحاظ سی یقین قوی اور ضعیف ہوسکتا ہی ایسا کہ جو شخص موت کی سامان مین غفلت کری تو اوسکو موت کا ضعیف
الیقین بالموت مع عدم شکه فیه اذ لا ریب فی کون الناس سواء فی القطع بالموت وعدم الشك
الیقین کہتی ہین باوجودیکہ موت مین اصلا شک نہین ہی کیونکہ موت کی یقینی اور بیشک ہونی مین تمام بنی آدم برابر ہین
فیه لکن فیهم من لا یلتفت الیه ولا یستعد له کانه لا یؤمن به ومنهم من یستولی خوفه
پر بعضی اوسکی طرف کچہہ توجہ نہین کرتی اور نہ اوسکا کچہہ سامان کرتی ہین گویا وہ لوگ موت کا یقین نہین کرتی اور بعضی ایسی ہین جنکی دل پر موت کا خوف

على قلبه ويستغرق همه بالاستعداد له ولا يغادر فيه متسعا لغيره كما هو شان من يخاف عن

ایسا غالب ہوتا ہی اور اوسکی ہمت موت کی تیاری مین ایسی لگتی ہی کہ اوسکی دل مین کسی چیز کی اصلا گنجایش نہین رہتی یہہ حال اون لوگون کا ہی جو دوزخ سی

النار ويرجو الدخول في دار القرار فعلى هذا يلزم للعاقل ان يصرف العناية الى تحصيل اليقين بالمعنيين جميعا

ڈرتی ہین اور بہشت مین جانی کی آرزو کرتی ہین اس بیان کی موافق ہر عاقل کو لازم ہی کہ ہمت ادہر لگاوی کہ یقین باعتبار دونو معنون کی حاصل ہو

وهما نفي الشك عن النفس اولا ثم تسليط اليقين عليها ثانيا لكن ينبغي ان يعلم ان نفي الشك

یعنی پہلی نفس مین سی شک جاتا رہی پہر آخر کو یقین غالب آجاوی لیکن سمجہنا چاہی کہ شک کا رفع ہونا

وتسليط اليقين لا يحصل الا بعد معرفة متعلقاته ومجاريه وهي المعلومات التي جاء بها النبي

اور یقین کا غالب آنا بدون معرفت متعلقات اور مجاری کی نہین ہوتا یعنی وہ معلومات جو نبی صلی اللہ

عليه الصلوة والسلام من عند الله تعالى فمن صدق بها فهو مؤمن ومع هذا الايمان ان انتفى

علیہ وسلم خدا کی طرف سی لائی ہین پہر جسنی اونکی تصدیق کی وہ مؤمن ہی اور باوجود اس ایمان کی اگر

عن قلبه امكان الشك فهو موقن بالمعنى الاول وان غلب على قلبه فهو موقن بالمعنى الثاني وبه

اوسکی دل مین سی احتمال شک بہی جاتا رہی تو وہ موقن ہی یعنی پہلی معنی یقین کی حاصل ہوئی اور اگر اوسکی دل پر غلبہ ہوگیا تو موقن باعتبار دوسری معنون کی ہوا

يحصل الامتثال بالاوامر والاجتناب عن النواهي فان من غلب على قلبه ان من يعمل مثقال

اطاعت اوامر کی اور منہیات سی اجتناب اسہی سی ہوتا ہی کیونکہ جسکی دل پر برتوہ اس آیت کا چہاتا ہی سو جسنی ذرہ بہر

ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره وتيقن ان نسبة الطاعات الى الثواب كنسبة الطعام

بہلائی کی وہ دیکہہ لیگا اور جسنی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکہہ لیگا اور اوسکو یہہ مرتبہ یقین کا ملا کہ طاعات بہ نسبت ثواب کی ایسی ہین جیسی کہانا

الى الشبع لاشك انه كما يحرص على تحصيل الطعام للشبع ويحفظ قليله وكثيره كذلك يحرص على

واسطی شکم سیری کی تو بیشک وہ جیسی طعام کی حرص کرتا ہی پیٹ بہرنی کی واسطی اور اوسکا قلیل اور کثیر محفوظ رکہتا ہی ایسی ہی

تحصيل الطاعات للثواب ويحفظ قليلها وكثيرها ومن تحقق له ان نسبة المعاصي الى العقاب

طاعات کو واسطی ثواب کی حاصل کریگا اور قلیل اور کثیر کو نگاہ رکہیگا اور جسکو یہہ ثابت ہوا کہ نا فرمانی بہ نسبت عذاب کی ایسی ہی

كنسبة السموم الى الهلاك لاشك انه كما يجتنب عن قليل السم وكثيره خوفا عن الهلاك كذلك

جیسی زہر واسطی ہلاک کی تو بیشک وہ جیسی زہر کی قلیل اور کثیر سی موت کی ڈر کا مارا بچتا ہی ایسی ہی

يجتنب عن قليل الذنوب وكثيرها وكبيرها وصغيرها خوفا من العقاب فان سبب ارتكاب المعاصي

نا فرمانی کی قلیل اور کثیر سی اور صغیرہ اور کبیرہ سی عذاب کی ڈر کا مارا بچیگا کیونکہ باعث معاصی

والفجور ليس الا بسبب فساد العلم فان من علم ما في المعاصي من المضرة حقيقة العلم لا يوثرها الا ترى

اور فجور کی اختیار کرنی پر سوای فساد علم کی اور کچہہ نہین ہی اسلئی کہ معاصی کی مضرت جسکو حق الیقین کی مرتبہ مین ثابت ہی وہ معاصی کو کبہی نہین اختیار

ان من علم من طعام لذيذ انه مسموم لا يقدم على تناوله فيعلم من هذا ان الايمان الحقيقي هو

کہانا کیسا ہی مزہ دار لذیذ ہو جب معلوم ہو کہ اسمین زہر ملا ہی تو کبہی نہین کہائیگا اب معلوم ہوا کہ حقیقی ایمان وہ

الايمان الذي يحمل صاحبه على فعل ما ينفعه في الاخرة وعلى ترك ما يضر فيها فاذا لم يفعل ما ينفعه

ہوتا ہی جو مؤمن کو اوس کام کی رغبت دی جسنی آخرت مین نفع ہو اور اوس کام سی روکی جو آخرت مین ضرر دی پہر اگر ایسی نافع کو عمل مین نہ لاوی

فيها ولم يترك ما يضره فيها لا يكون ايمانه حقيقيا بل لسانيا لا قلبيا فان المؤمن بالنار حقيقة الايما

اور ایسی مضر کو نہ چہوڑی تو وہ حقیقی مؤمن نہین ہی بلکہ صرف زبانی ہی دلی نہین ہی کیونکہ دوزخ کا ایسا حقیقی مؤمن

حتی کانه یرہا لا یسلك طریقها الموصل الیها فضلا عن السعی فی تحصیل دخولها وان المؤمن بالجنة حقیقة الایمان
گویا دوزخ سامنی نظر آتا ہی اوسکی رستہ بھی دوزخ مین گرادی ۔ کبھی نہین چلیگا چہ جای کہ اوسکی حصول مین کوشش کری الیسی ہی ایسا حقیقی مؤمن جنت کا

حتی کانه یرہا لا یترك طلبها بل یسعی فی تحصیل دخولها وھذا امر یجده الانسان فی نفسه عند سعیه
گویا جنت سامنی نظر آتا ہی اوسکی طلب مین کبھی قصور نکریگا بلکہ اوسکی دخول کی کوشش کریگا اور یہہ بات ہر شخص اپنی دلمین جانتا ہی

فی امور الدنیا فی دفع ما یضره وجلب ما ینفعه یسرنا الله من الاعمال ما یوافق رضاه المجلس الخامس
جب امور دنیاوی مین مضر باتون سی کیسا اجتناب اور مفید باتون مین کیسی کوشش کرتا ہی اللہ تعالی ہیر وہ کام آسان کری جو اوسکی رضا کی موافق ہین پانچوین مجلس

فی لزوم الایمان بما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم ولا یجوز
ایمان کی لازم ہونی مین اون احکام پر جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائی ہین اور اونکی مخالفت

المخالفة فیه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفس محمد بیده لا یسمع بی
جایز نہین فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ مین محمد کی جان ہی جو سنیگا میری

احد من ھذه الامة یھودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بما ارسلت به الا کان من اصحاب
نبوت کو اس امت مین سی کوئی یہودی ہو یا نصرانی پھر وہ مری اس حال پر کہ ایمان نہ لایا ہو میری شریعت پر وہ دوزخی ہوگا

النار ھذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو ھریرة ولیس المراد بالامة ھھنا امة الاجابة بدلیل
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور امت سی مراد اسجگہ امت اجابت یعنی اہل اسلام نہین ہی اسلئی

کون الیھودی والنصاری مذکورا فیه بل المراد بها امة الدعوة فعلی ھذا یدخل فیه جمیع اھل الملل
کہ اس حدیث مین یہودی اور نصرانی کا بہی ذکر ہی بلکہ مراد تمام امت دعوت ہی اس تقریر پر اس امت مین تمام باطل مذاہب والی بہی داخل ہین

الباطلة وتخصیص الیھود والنصاری بالذکر لیعلم انھما مع کونھما اھلی کتاب وصاحبی شریعة
اور یہود اور نصاری کا خاص جو نام لیا تو اسلئی کہ یہہ دونو اہل کتاب اور صاحب شریعت ہوکر

اذا کانا من اھل النار بترك الایمان بما جاء به النبی علیه الصلوة والسلام فغیرھما ممن لم یکن له کتاب
جب شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانی سی دوزخی ہوی تو باقی جن کی پاس نہ کتاب ہی

ولا شریعة اولی بذلك فکانه علیه الصلوة والسلام قال اقسم بالله الذی نفسی بقدرته
ور نہ شریعت بطریق اولی دوزخی ہون گی تو گویا نبی علیہ السلام نی یہہ فرمایا کہ قسم ہی اوسکی جسکی قبضہ مین میری جان ہی

ان کل من یسمع بنبوتی ولا یؤمن بما جئت به من عند الله تعالی حتی یموت یکون من اھل النار
کہ بیشک جو جو میری نبوت کو سنیگا اور میری شریعت پر مرتی دم تک ایمان نہ لائیگا تو وہ دوزخی ہوگا

ویعلم منه ان الایمان وان کان فی اللغة بمعنی التصدیق مطلقا لکنه فی الشریعة تصدیق الرسول
اور اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ایمان اگرچہ لغت مین مطلق تصدیق کو کہتی ہین پر شرع مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو

فی کل ما علم ضرورة انه جاء به من عند الله واشتھر کونه من دینه علیه الصلوة والسلام بحیث
کہتی ہین ہر ایک احکام مین جو صاف معلوم ہوئی ہین کہ یہہ احکام خدا کی طرف سی لائی ہین اور دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین ٹہر چکی ہین ایسا کہ

یعلم کل احد من غیر افتقار فی معرفته الی الاستدلال اصلا لا بدلیل العقل ولا بدلیل النقل وان کان
ہر شخص بدون استدلال کی سمجہلی غایت ظہور سی نہ عقلی دلیل کی حاجت ہو نہ نقلی دلیل کی اگرچہ

فی نفسه یتوقف معرفته علی الاستدلال علیه بدلیل من دلیلی العقل والنقل کوجود الصانع
نفس الامر مین اوسکی معرفت عقلی یا نقلی دلیل پر موقوف ہو جیسی صانع کا وجود

ووجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الاخرة فان کل واحد منها وان کان فی نفسه یتوقف
اور نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال ... مطالب کی معرفت اگرچہ نفس الامر مین

معرفته علی الاستدلال علیه اما بدلیل العقل کوجود الباری تعالی وصفاته او بدلیل النقل
استدلال پر موقوف ہی یا تو عقلی دلیل پر جیسی باری تعالی کا وجود اور اوسکی صفات یا نقلی دلیل پر

کوجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الاخرة لکن کونه من دینه علیه الصلوة والسلام
جیسی نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال لیکن ہریک کو صاف معلوم ہی کہ یہہ دینی احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین

معلوم بالضرورة لکل احد من غیر احتیاج فی معرفته الی الاستدلال علیه بدلیل ویکفی
اسکی معرفت مین اصلا کسی دلیل کی حاجت نہین ہی اور جو احکام

الاجمال فیما یلاحظ اجمالا ویشترط التفصیل فیما یلاحظ تفصیلا حتی ان من لم یصدق بوجوب
مجمل لحاظ کئی جاتی ہین وہان اجمال کفایت کرتا ہی اور جہان ملاحظہ تفصیلی چاہئی وہان تفصیل شرط ہی اتنا کہ سوال کی وقت جو شخص وجوب

الصلوة عند السوال عنها وبحرمة الخمر عند السوال عنها لایکون مؤمنا بل یکون کافرا لکون
نماز اور حرمت شراب کی تصدیق نکری وہ مؤمن نہین ہی بلکہ کافر ہوویگا کیونکہ

کل منهما مما علم بالتواتر انه من دینه علیه الصلوة والسلام والحاصل ان من اراد ان
یہہ دونو حکم تواتر سی معلوم ہوچکی ہین کہ دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سی ہین اور حاصل یہہ ہی کہ جو شخص ایمان لایا چاہئی

یکون مؤمنا وقال بلسانه لا اله الا الله محمد رسول الله وصدق معناه بقلبه یکون مؤمنا
اور اپنی زبان سی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہی اور دلسی اسکی معنون کی تصدیق کری وہ مؤمن ہوجاتا ہی

وان لم یعرف الفرائض والمحرمات ثم اذا قیل له الصلوات الخمس فی کل یوم ولیلة فرض علیک فان
اگرچہ اوسکو فرایض اور محرمات معلوم نہون پہر اگر اوسی کہا جاوی کہ ہررات دن مین پانچ نمازین تجہہ پر فرض ہین پہر اگر

صدقها وقبلها یکون ثابتا علی ایمانه وان انکرها ولم یقبلها یکون خارجا عن الایمان وکذلک
اوسنی اوسکی تصدیق کی اور مان لیا تو وہ اپنی ایمان پر ثابت رہا اور اگر انکار کیا اور نہ مانا تو ایمان سی خارج ہوا اور ایسی ہی

سائر الفرائض والمحرمات الثابتة بدلیل قطعی من الکتاب والسنة واجماع الامة وان اشکل
اور تمام فرایض اور محرمات جو دلیل قطعی کتاب اور سنت اور اجماع امت سی ثابت ہوچکی ہین اور اگر

علیه مسئلة من مسائل الایمان یجب علیه فی الحال ان یعتقد علی الاجمال ما هو الصواب عند الله تعالی
کوئی مسئلہ ایمان کی مسائل مین سی اوسپر مشتبہ ہوجاوی تو اوسپر بالفعل تو یہہ واجب ہی کہ مجمل یہہ اعتقاد کری کہ جو اللہ کی نزدیک

بان یقول اعتقدت ما هو الصواب عند الله تعالی وهذا القدر یکفی الی ان یجد عالما یعلم مسائل
حق ہی مین نی قبول کیا اور زبانسی کہی کہ جو اللہ کی نزدیک حق ہی وہ مین نی مانا مجملا اتنا اعتقاد تجب کفایت کرتا ہی کہ کوئی عالم دینی مسائل کا سیکہا

الایمان فیسأله عما اشکل علیه ولا یجوز له تاخیر الطلب لقوله تعالی فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون
اور سکہاوی پہر اوس سی وہ مسئلہ مشتبہ پوچہہ لی اور جائز نہین کہ اوسکی تلاش مین تاخیر کری کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی پوچہہ لو یاد رکہنی والون سی اگر تم نہین جانتی ہو

ولا یکون معذورا بالتوقف فیما اشکل علیه بل یکون کافرا بالتوقف ان کان ما اشکل علیه من ضروریات
اور اوس مسئلہ مشتبہ مین توقف کی باب مین معذور نہین ہوگا بلکہ اگر وہ مسئلہ ضروریات دینی سی ہی تو محض توقف کرنی سی کافر ہوجاویگا

الدین لان التوقف فی المؤمن به یمنع التصدیق فیکون کفرا مثلا من اشکل علیه وحدانیة الله تعالی
کیونکہ توقف کرنا ایمان کی بات مین تصدیق مین خلل پیدا کرتا ہی سو یہہ کفر ہی مثلا کسی شخصکو اللہ کی وحدانیت مین

او قدرته علی شئ او علمه بکل شئ من الکلیات والجزئیات او حشر الاجساد او حدوث العالم
یا اوسکی قدرت مین کسی شی پر یا اوسکی علم مین تمام کلیات اور جزئیات پر یا ابدان کی پیدایش مین بعد مرنی کی یا عالم کی حادث ہونی مین

او نحو ذلك فقال اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالی یثبت ایمانه الاجمالی لوجود التسلیم والقبول
یا ایسی ہی کسی اور بات مین شبہ واقع ہوا پہر یہہ قایل ہوا جو خدا کی نزدیک حق ہی مین نی مانا تو اوسکا اجمالی ایمان ثابت رہیگا کیونکہ اجمالی قبولیت اور تسلیم موجود ہی

اجمالا لکن ان لم یسئل عما اشکل علیه من هذه المذکورات بل انه اخر الطلب او لم یطلب اصلا
لیکن اگر اوسنی اوس مشتبہ مسئلہ کو ان مذکورات مین سی ڈال رکہا دیر مین پوچہا یا کبہی بہی نہ پوچہا تو اتنی تسلیم

لا یبقی مؤمنا بقوله اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالی بل یکون کافرا بترك السؤال و
اجمالی سی کہ جو خدا کی نزدیک حق ہی وہ مین نی مانا مؤمن نہین رہیگا بلکہ بسبب ترک سوال اور

الطلب لان هذه المذکورات من ضروریات الدین یعلمها کل عاقل نشأ بین المؤمنین والحاصل
تلاش کی کافر ہوجاویگا کیونکہ یہہ تمام مذکورات ضروریات دین سی ہین انکو ہر ایک عاقل جو مسلمانون مین پیدا ہوا ہی جانتا ہی خلاصہ یہہ ہی

ان من اشکل علیه کون اله العالم واحدا او متعددا ولم یمل قلبه الی واحد منهما یجب علیه
کہ جس شخص پر یہہ مسئلہ مشتبہ ہوجاوی کہ پروردگار عالم کا ایک ہی یا کئی ہین اور اوسکی دل مین کوئی ایک جانب راسخ نہو تو اوسپر واجب ہی

ان یقول فی الحال اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالی ثم یجب علیه الطلب والسؤال بلا توقف
کہ فورًا یہہ کہی مین نی مانا جو اللہ کی نزدیک حق ہی پہر اوسپر ترت بلا توقف تلاش اور دریافت کرنا واجب ہی

ولا تأخیر حتی لو اخر الطلب او ترکه ولو یعتقد کون اله العالم واحدا لا یکون مؤمنا بل یکون
اتنا کہ اگر اسنی اس تلاش کو ڈال رکہا یا چہوڑ دیا اور پروردگار عالم کو واحد نہ جانا تو مؤمن نہوگا بلکہ کافر ہوگا

کافرا وکذا من توقف فی یوم القیمة او فی الجنة او فی النار او فی المیزان او فی الحساب او فی الصراط
ایسی ہی جو شخص قیامت کی دن یا بہشت یا دوزخ یا میزان یا حساب یا پل صراط

او فی الصحائف التی کتب فیها اعمال العباد او فی شفاعة الشافعین لا یکون مؤمنا بل یکون کافرا
یا نامۂ اعمال جسمین بندون کی اعمال لکہی جاتی ہین یا شفاعت شافعین مین توقف کری مؤمن نہین ہوتا بلکہ کافر ہوتا ہی

لان التوقف والتردد ینافی التصدیق المفسر به الایمان وتحقیقه ان الایمان فی اللغة التصدیق وهو
اسلئی کہ توقف اور سوچ بچار اوس تصدیق کی برخلاف ہی جسکو ایمان کہتی ہین اسکی تحقیق یہہ ہی کہ ایمان لغت مین تصدیق کو کہتی ہین اور وہ

اذعان حکم المخبر وقبوله وجعله صادقا بعد العلم بصدقه ولم ینقل فی الشرع الی معنی اخر بدلیل
یقین کر کر مان لینا مخبر کی حکم کا اور اوس مخبر کو سچا جان کر سچا ٹہرانا اور شرع مین تصدیق کو اس معنی سی اور معنی کی طرف نقل نہین کیا دلیل یہہ ہی

انه علیه الصلوة والسلام خاطب العرب به وامتثل منهم من امتثل من غیر استفسار ولا
کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی عرب سی گفتگو میں تصدیق طلب کی اور جو اونمین سی مطیع ہوا تو اوسنی تصدیق کی نہ معنی پوچہی نہ

انتقال الی بیان الا بحسب المتعلق وهو ما یجب الایمان به فبینه علیه الصلوة والسلام وفصله
بیان طلب کیا ہان متعلق کا فرق ہوتا ہی یعنی جسپر ایمان لانا چاہی سو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکو بیان فرمایا اور کچہہ تفصیل کی

بعض التفصیل حین جاءه جبرئیل علیه السلام علی صورة رجل غریب وسأله عن الایمان فقال یا محمد اخبرنی
جب کہ جبرئیل علیہ السلام نی ایک مرد مسافر کی صورت مین آکر ایمان کو دریافت کیا عرض کیا یا محمد بتاؤ

عن الایمان فقال علیه الصلوة والسلام الایمان ان تؤمن بالله وملئکته وکتبه ورسله الی اخر الحدیث
ایمان کیا ہی آپ نی فرمایا ایمان یہہ ہی کہ تو یقین کری اللہ کا اور اوسکی فرشتون کا اور کتابون کا اور رسولون کا آخر حدیث تک

فانه علیه الصلوٰة والسلام بیّن فیه معنی الایمان بهذا اللفظ تعویلا علی ظهور معناه عندهم
سو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کو ان الفاظ سے بیان فرمایا اس بہروسے پر کہ اسکی معنون کو وہ خوب جانتے ہیں

ثم قال هذا جبرئیل اتاکم یعلمکم دینکم فلو کان الایمان نقل الی معنی غیر التصدیق تبین نقله
پہر آپ نے فرمایا یہہ جبرئیل تہا تمکو دین سکہانے آیا تہا پس اگر ایمان کے معنی سوای تصدیق کے اور کچہہ منقول ہوتی تو وہ مشہور ہوتی

کما تبین نقل الصلوٰة والزکوٰة ونحوهما والا لکان هذا خطابا لهم بما لم یفهموه ولما صح ان یکون تعلیما لهم
جیسے منقول معنی صلوٰۃ اور زکوٰۃ وغیرہ کی مشہور ہیں اور نہیں تو یہہ ارشاد اوس امر کا ہوتا جسکو وہ نہیں سمجہتے اور یہہ تعلیم کب ہوتی

ولما صح امتثالهم من غیر استفسار فظهر ان الایمان لم یعتبر فیه شرعا الا الخصوص باعتبار
اور وہ لوگ بغیر پوچہے کیونکر مان لیتے اب ظاہر ہو گیا کہ ایمان میں باعتبار شرع کی لغوی معنوں میں یعنی تصدیق میں صرف خصوصیات

متعلقه بعد ما ارید به التصدیق بالمعنی اللغوی وهو ما یعبر عنه فی الفارسیة بگرویدن وفی الترکیة
متعلقات کی ہی معتبر ہے جسکو فارسی میں گرویدن اور ترکی میں

بانانمق ثم التصدیق من ضرورته المعرفة والیقین فعلی هذا لا یتحقق تصدیق الرسول الا بعد
بانانمق کہتے ہیں پہر تصدیق میں معرفت اور یقین ضرور چاہیے اسکے موافق رسول کی تصدیق ثابت نہوگی

اثبات رسالته بالمعجزة الدالة علی صدقه ودلالة المعجزة علی صدقه تتوقف علی العلم بکون المعجزة
جبتک اوسکی رسالت معجزہ سے جو اوسکی صداقت پر دلالت کرتا ہو ثابت نہولے اور معجزہ کی دلالت رسولؐ کی صداقت پر اس علم پر موقوف ہے کہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالی خارق للعادة اظهره علی ید رسوله عند ادعائه الرسالة تصدیقا له فانه تعالی
ایک فعل ہے افعال الٰہی سے عادت کی برخلاف کہ اوسکو اللہ تعالی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہاتہہ پر وقت دعوی رسالت کی تصدیق کی واسطے ظاہر کرتا ہے سو اللہ تعالی

باظهار المعجزة علی یده صار کانه قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله
یہہ معجزہ رسول کی ہاتہہ پر ظاہر کرکر گویا یہہ فرماتا ہے میرا رسول سچا ہے تمام احکام میں جو میری طرف سے پہنچاوے برابر ہے کہ وہ تبلیغ قول سے ہو یا فعل سے

اوسکوته وقد مثل العلماء ذلك بشخص قام فی مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی
یا سکوت سے علماء نے اسکی یہہ مثال بیان کی ہے مثلا ایک شخص بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنے کہڑا ہو کر کہے کہ میں اس بادشاہ کا ایلچی ہوں مجکو

الیکم بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة تدل علی صدقه فقال ایة صدقی انی اطلب من
تمہاری حق میں فلانا فلانا حکم دیا ہے پہر اوس جماعت نے اوسکی صداقت کی سند طلب کی اوسنے کہا میری صداقت کی یہہ نشانی ہے کہ میں بادشاہ سے کہتا ہوں

الملك ان یخالف عادته بقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا شك ان
کہ برخلاف اپنی عادت کی میری کہنے سے تین بار اوٹھے اور بیٹھے پہر بادشاہ نے اوسکی کہنے سے وہ ہی کیا تو بیشک

ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الشخص فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری
بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہے جیسے اوسنے یہہ کہا کہ یہہ شخص جو میری طرف سے بیان کرتا ہے سب سچ ہے اسی اوسکی صداقت کا بدیہی علم حاصل ہوگا

بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولاریب ان
انکو جنہوں نے بادشاہ سے یہہ حرکت اپنی آنکہہ سے دیکہی اور جس شخص نے نہیں دیکہا اوسکو اور لوگوں سے سنتے سنتے حاصل ہوگا اور بیشک

هذا المثال مطابق لحال الرسول علیه الصلوٰة والسلام فی افادة معجزته العلم الضروری بصدقه
یہہ مثال رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حال سے مطابق ہے کہ معجزہ دیکہنے والوں کو صداقت کا یقینی علم حاصل ہوتا ہے

لمن شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر وقد وصل الینا بالتواتر
اور جو نہ دیکہے گا اسکو تواتر سے سنکر حاصل ہوگا اور ہمکو تواتر سے یہہ خبر آچکی ہے

انه علیه الصلوة والسلام ادعی النبوة واظهر المعجزة حتی جری ذلك مجری الشمس فی الظهور فوجب

کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا اور معجزہ ایسا ظاہر کیا کہ آفتاب کی مانند روشن ہی سو

علینا تصدیقه فی جمیع ما جاء به من عند الله تعالی من الاحکام التکلیفیة التی هی وجوب الواجبات

ہمپر اونکی تصدیق تمام احکام تکلیفی میں جو جو خدا کی طرف سے لائی ہیں واجب ہی اور وہ احکام یہہ ہیں واجبات کا واجب ہونا

وندب المندوبات واباحة المباحات وحرمة المحرمات وکراهة المکروهات ومنه امور الاخرة التی اول

اور مندوبات کا ندب اور مباحات کی اباحت اور محرمات کی حرمت اور مکروہات کی کراہت اور بعضی انہیں امور اخروی ہیں جسکی

منزل من منازلها القبر واحیاء المیت فیه وسوال منکر ونکیر ثم کونه اما روضة من ریاض الجنة

منزلوں میں سی پہلی منزل قبر ہی اور اوسمیں مردہ کا جینا اور منکر نکیر کا سوال پہر وہ قبر یا چمن ہے جنت کی باغ کا

او حفرة من حفر النار ثم البعث منه یوم القیمة الی العرصات ثم اعطاء الکتب التی کتب فیها اعمال

یا گڑہا ہی دوزخ میں کا پہر وہاں سی قیامت کی دن محشر کی میدان میں جانا پہر نامۂ اعمال کا دینا جسمیں تمام عمل بندوں کی لکہی ہونگی

العباد فیؤتی کتاب بعضهم بیمینه وکتاب بعضهم بشماله او من وراء ظهره ثم الحساب ثم نصب

ہونگی پہر کسیکو دہنی ہاتہہ میں دیا جاویگا اور کسیکو بائیں ہاتہہ میں یا پیس پشت سی پہر حساب کا ہونا پہر

المیزان لوزن الاعمال فمن ثقلت حسناته وخفت سیاٰته فهو فی عیشة راضیة ومن خفت

ترازو کہڑی کرنی اعمال تولنی کی لئی پہر جسکی نیکیاں بہاری یعنی زیادہ اور گناہ ہلکی یعنی کمتر ہونگی وہ تو اچہی چین میں رہا اور جسکی نیکیاں کمتر

حسناته وثقلت سیاٰته فامه هاویة ثم وضع الصراط علی متن جهنم لمرور الناس علیه فیمر بعضهم

اور گناہ زیادہ ہوئی تو اوسکا ٹہکانا گڑہا ہی پہر دوزخ کی اوپر صراط کا تان دینا آدمیوں کی چلنی کی لئی پہر کوئی تو

کالبرق الخاطف وبعضهم کالریح العاصف وبعضهم کالفرس الجواد وبعضهم یعدو عدوا وبعضهم یمشی

مثال چمکتی بجلی کی اور کوئی مانند تند ہوا کی اور کوئی مثل دوڑنی گہوڑی کی اور کوئی دوڑتا ہوا اور کوئی لپکتا ہوا

مشیا وبعضهم یحبو حبوا وبعضهم یسقط الی النار ویتلقونه الزبانیة بالسلاسل والاغلال نسال الله تعالی

اور کوئی گہسٹتا ہوا جاویگا اور کوئی دوزخ میں گر پڑیگا اور دوزخ کی موکل اوسکو تربت زنجیروں اور طوق میں قید کرینگی الٰہی ہمکو

ان یحفظنا من جمیع هذه الاهوال وقد تبین جمیع ما ذکر ان تصدیق الرسول علیه الصلوة والسلام لم یتحقق

ان تمام ہولوں سی محفوظ رکہیو اس تمام تقریر سی ظاہر ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق

الا بعد اثبات رسالته بالمعجزة الدالة علی صدقه ودلالة المعجزة علی صدقه تتوقف علی العلم بکون تلك المعجزة

بدون ثبوت رسالت کی معجزہ سی جو اوسکی صدق پر دلالت کرتا ہو متحقق نہیں ہوتی اور معجزہ کی دلالت اوسکی صداقت پر اس علم پر موقوف ہی کہ یہہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالی والعلم بکونها فعلا من افعاله تتوقف علی العلم بوجوده تعالی وکونه قدیما واحدا

ایک فعل ہی افعال الٰہی سی اور معجزہ کا فعل ہونا افعال الٰہی سی اس علم پر موقوف ہی کہ اللہ تعالی موجود قدیم واحد

متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لانها لکونها فعلا من افعاله تعالی یتوقف وجودها علی وجوده

قدرت والا ارادہ والا علیم حی ہی کیونکہ معجزہ جب فعل ٹہرا افعال الٰہی سی تو بیشک اوسکا عمل میں آنا وجود الٰہی

وکونه موصوفا بهذه الصفات والعلم بوجوده تعالی لا یمکن ان یحصل بالحس لانه تعالی لیس محسوسا کالشمس

اور ان تمام صفات پر موقوف ہوگا اور علم وجود باری تعالی کا حس کی وسیلہ سی حاصل ہوتا ممکن نہیں ہی کیونکہ اللہ تعالی آفتاب اور مہتاب کی طرح

والقمر حتی یعلم وجوده بالحس ولیس العلم بوجوده ضروریا کالعلم بکون الاثنین اکثر من الواحد حتی یعلم

تو محسوس نہیں ہی جو حواس کی وسیلہ سی معلوم ہو جاویگا اور نہ علم وجود الٰہی کا ایسا بدیہی ہی کہ جیسا ہم دو کو ایک سی بڑہتی جانتی ہیں تا کہ بداہت سی

وجوده بالبداية بل انما يعلم وجوده بالاستدلال من المصنوع الى الصانع ومن الاثر الى المؤثر كما روى ان

معلوم ہوجاوی ــ بلکہ بجز استدلال کی مصنوع سی صانع پر اور اثر سی مؤثر پر کوئی طریق نہیں ہی چنانچہ روایت

اعرابيا سُئل عن الدليل الدال على وجوده تعالى فقال البعرة تدل على البعير والروث على الحمير وآثار الاقدام

کہ ایک اعرابی سی ایسی دلیل پوچھی جس سی وجود الٰہی ثابت ہوجاوی اوسنی جواب دیا کہ مینگنی اونٹ پر اور لید گدہی پر اور پاؤنکا نشان

على المسير افلا تدل سماء ذات ابراج وارض ذات فجاج وبحار ذات امواج على الصانع القدير وروى ان ابا

چلنی والی پر دلالت کرتا ہی پہر کیا برجوں والا آسمان اور رستوں والی زمین اور موج مارتا دریا صانع قدیر پر دلالت نہیں کرتی اور روایت ہی کہ

حنيفة كان سيفا حادا على الدهرية وكانوا ينتهضون الفرصة ليقتلوه فبينما هو قاعد فى المسجد يوما

امام ابوحنیفہ دہریوں کی حق میں مثل تیز تلوار کی تہی اور دہریہ اونکی قتل کی لئی فرصت کی تاک میں رہتی تہی ایک روز امام صاحب تنہا مسجد میں بیٹہی تہی

وحده اذ هجم عليه جماعة منهم بسيوف مسلولة فهموا بقتله فقال لهم اجيبونى عن مسئلة ثم افعلوا

ناگاہ دہریوں کا غول ننگی تلوارین کہینچکر قتل کی لئی چڑہ آیا امام صاحب نی کہا میری ایک بات کا جواب دیدو پہر جو چاہو

ما شئتم فقالوا ما مسئلتك فقال لهم ما تقولون فى رجل يقول انى رايت سفينة مشحونة بالاحمال

سو کرنا بولی وہ کیا بات ہی امام نی کہا کیا کہتی ہو ایسی شخص کو جو یہہ کہتا ہی مین نی ایک کشتی مال اسباب کی بہری ہوئی دیکہی ہی

مملوة بالاثقال قد احتوشتها فى لجة البحر امواج متلاطمة ورياح مختلفة وهى من بينها تجرى مستوية

کہ دریا کی اندر موجوں کا طباچہ اور مختلف ہواؤں کا صدمہ اوسپر پڑتا تہا پر وہ کشتی

من غير ملاح يجريها ولا مدبر يدبر امرها هل يجوز هذا فى العقل قالوا لا هذا شئ لا يقبله العقل فقال

بدون ملاح کی جو تدبیر سی اوسکی خبرداری کری برابر بی کہٹکی چلی جاتی تہی آیا یہہ بات عقل کی نزدیک ہوسکتی ہی وہ بولی اس بات کو عقل قبول نہین کرتی پہر

الامام ابوحنيفة يا سبحان الله اذا لم يجز فى العقل ان تجرى مستوية من غير ملاح

امام صاحب نی کہا سبحان اللہ جب ایک کشتی عقل کی نزدیک بدون ملاح کی

يدبر امرها فى جريانها فكيف يجوز فى العقل قيام هذه الدنيا على اختلاف احوالها وتقدير اعمالها

جو تدبیر سی لی چلی برابر سیدہی درست نہین چل سکتی تو کیونکر عقل یہہ قبول کرتی ہی کہ دنیا جسکی احوال مختلف اور اعمال متفرق

وسعة اطرافها وتباين اكنافها من غير صانع يدبر امرها وحافظ يحفظ حالها فلما سمعوا كلامه

اطراف وسیع کناری الگ الگ بغیر صانع کی جو اوسکی حال کو سنبہالی اور حفاظت کری قایم رہی یہہ کلام سنتی ہی

بكوا جميعا فقالوا صدقت واغمدوا سيوفهم وتابوا واسلموا بين يديه وروى ان بعض الزنادقة انكر الصانع

سب کی سب روئی اور بولی آپ سچ فرماتی ہین اور اپنی تلوارین میان کرلین اور توبہ کرکر اونکی سامنی مسلمان ہوگئی اور روایت ہی کہ کسی زندیق نی

عند جعفر الصادق فقال له جعفر هل ركبت البحر قال نعم قال هل رايت اهواله قال نعم قال هاجت

حضرت جعفر صادق کی آگی خدا کا انکار کیا حضرت جعفر نی فرمایا تو نی دریا کا سفر بہی کیا ہی بولا ہان پہر فرمایا اوس سفر کی سختیان ہی بہگتی ہین بولا ہان

يوما ريح هائلة فكسرت السفينة واغرقت الملاحين فتعلقت بلوح ثم ذهب عنى ذلك

ایکروز ایسی تند آندہی چلی کہ کشتی ٹوٹ گئی اور ملاح ڈوب گئی مین ایک تختہ پر چمٹا رہ گیا پہر وہ تختہ بہی چہوٹ گیا

اللوح وانا مدفوع فى تلاطم الامواج حتى وقعت الى الساحل فقال جعفر كان اعتمادك اولا على السفينة

اور مین موجوں مین غوطہ کہاتا ہوا کنارہ جا لگا حضرت جعفر نی فرمایا تجہکو پہلی تو کشتی

مع الملاح ثم على اللوح بانه ينجيك فلما ذهبت عنك تلك الاشياء هل اسلمت نفسك الى الهلاك

اور ملاح پر بہروسا تہا پہر اوس تختہ پر بہروسا تہا کہ یہہ بچا لیگا پہر جب تیری ہاتہہ سی یہہ سب چیزین چہوٹ گئین تو بول کیا تو نی اپنی جان موت کی حوالہ کی تہی

ام كنت ترجو سلامة بعد قال بل رجوت السلامة قال فممن كنت ترجوها فسكت الرجل فقال جعفر ع
یا پہر بہی نجات کی امید باقی تہی بولا نجات کی امید باقی تہی فرمایا پہر امید کس سی تہی اب وہ زندیق چپ ہورہا پہر امام جعفر نی فرمایا
ان الصانع هو الذي ترجوه في ذلك الوقت من غير شعورك به وهو الذي انجاك من الغرق فلما
وہ ہی ہی خدا جسی تو اوسوقت بہی نجات کی امید رکہتا تہا گو تجکو معلوم نہتا اور اوسہی نی تجکو ڈوبنی سی بچایا جب
سمع ذلك الرجل هذا الكلام منه قبل قلبه فاسلم بين يديه فقد علم من هذا ان طريق معرفة
اوس شخص نی یہہ بات سنی دل سی مان اوٹہا اور اونکی سامنی مسلمان ہوگیا اس سی معلوم ہوا کہ معرفت الہی کا طریق
الله تعالى بالاستدلال الذي هو النظر في الدليل فيكون النظر واجبا لانه تعالى امر به فقال
استدلال ہی ہی یعنی دلیل مین غور کرنا سو نظر کرنا واجب ہی کیونکہ اللہ تعالی کا یہہ حکم ہی
قل انظروا ماذا في السموت والارض فمن تركه يكون اثما لانه تعالى اعطى الانسان نعمة العقل
تو کہہ نظر کرو کیا ہی آسمانون مین اور زمین مین پہر جو شخص استدلال نکری وہ گنہگار ہوگا کیونکہ اللہ تعالی نی انسان کو عقل کی نعمت اسہی لئی دی ہی
ليستدل به على وجوده تعالى وقدمه ووحدته وسائر صفاته التي تدل عليها افعاله وهي القدرة و
کہ وجود الہی پر اور اوسکی قدم اور وحدت اور تمام اوصاف پر جو افعال الہی سی ثابت ہوتی ہین یعنی قدرت اور
الارادة والعلم والحيوة فاذا لم يستدل به لا يكون مؤديا شكر نعمة العقل فيكون اثما فان لم يغفر
ارادہ اور علم اور حیات استدلال کیا کری پہر جب استدلال نکیا تو اوسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا نکیا سو یہہ شخص گنہگار ہوگا اگر اوسکو اللہ نہ بخشی
الله له فانه وان كان عاقبته الجنة لكن بعد ان يعذب بقدر ذنبه فعلى هذا يجب على كل مؤمن
تو اختیار ہی یہہ شخص اگرچہ اوسکا انجام بہشت ہی پر گناہ کی موافق عذاب بہگت کر اب اس تقریر کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی
ان يعتني في معرفة الله تعالى ومعرفة ما يجب عليه اعتقاده بالنظر والاستدلال حتى يخرج
کہ معرفت الہی اور تمام اعتقادی امور مین نظر اور استدلال کیا کری تاکہ اہل تقلید سی
من التقليد ويكون من اهل اليقين لان المقلد لا يقين له اصلا لانه هو الذي لم يتفكر في خلق
نکل کر اہل یقین مین داخل ہوجاوی کیونکہ مقلد کو یقین کا مرتبہ کبہی حاصل نہین ہوتا کیونکہ مقلد تو وہ ہوتا ہی جو
السموت والارض واختلاف الليل والنهار حتى يعرف خالقه وسائر ما يجب عليه اعتقاده بل اخبره
آسمانون اور زمین کی پیدایش اور رات دن کی اختلاف مین غور اور فکر نہین کرتا تاکہ اپنی خالق کو اور تمام اعتقادی امور کو دریافت کری بلکہ اوسکو
احد بها وصدقه فيها ففي صحة ايمانه اختلاف بين العلماء واما الذين نشأوا في دار الاسلام وسمعوا
کسینی کچہہ بتادیا اوسنی تسلیم کرلیا سو ایسی شخص کی ایمان مین علماء اختلاف کرتی ہین کہ صحیح ہی یا نہین اور جو لوگ دار اسلام مین پیدا ہوئی ہین اور
معجزات النبي عليه الصلوة والسلام وتفكروا في خلق السموت والارض واختلاف الليل والنهار فلا خلاف
معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتی ہین اور آسمانون اور زمین کی پیدایش اور رات دن کی اختلاف مین فکر کرتی ہین سو
في صحة ايمانهم لكونهم من اهل النظر والاستدلال ولا يشترط الاقتدار على التقرير والتحرير ومجادلة
انکی ایمان مین اصلا اختلاف نہین ہی کیونکہ وہ لوگ نظر اور استدلال والی ہین اور تقریر اور تحریر اور
الخصوم ودفع شبهاتهم المجلس السادس في بيان من رضي بالله ربا وبالاسلام
بی دینون کی ساتہہ مناظرہ کرنا اور اونکا شبہ دفع کرنا کچہہ شرط نہین ہی چہٹی مجلس اس بیان مین کہ جو خوش ہو اللہ کو رب مان کر اور اسلام کو
دينا وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا ذاق طعم الايمان قال رسول
دین جان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سمجہہ کر اوسنی ایمان کا مزہ چکہا فرمایا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا ھذا

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ایمان کا مزہ اوس شخص نی چکھا جسنی خوشی سی مان لیا اللہ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول یہہ

الحدیث من صحاح المصابیح رواہ العباس بن عبد المطلب ومعناہ ان من اطمئن قلبہ بکون

حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں مین ہی عباس بن عبد المطلب کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ جسکی دل مین طمانیت ہوئی خدا کی

اللہ تعالی ربہ ولم یطلب ربا غیرہ واکتفی بکون الاسلام دینہ ولم یطلب دینا غیرہ وقنع بکون محمد

ربوبیت پر اور سوا اوسکی دوسرا رب تلاش نکری اور اسلام کو دین کافی جان کر دوسرا دین تلاش نکری اور رسالت محمدی

صلی اللہ علیہ وسلم رسولہ ولم یطلب رسولا غیرہ یتحقق فیہ الایمان ومن لم یرض بواحد منہا لا

صلی اللہ علیہ وسلم پر قناعت کرکر دوسرا رسول تلاش نکری ایسی شخص مین ایمان متحقق ہوتا ہی اور جو شخص ان امور مین سی کسیکی ایک پر بہی

یوجد فیہ الایمان لان الایمان فی الشریعۃ ھو التصدیق بالمعنی اللغوی وھو اذعان حکم المخبر وقبولہ

راضی نہوگا اوسمین ایمان کا پتا نہین کیونکہ شریعت مین ایمان سی مراد تصدیق باعتبار معنی لغت کی ہی یعنی مخبر کی حکم کا یقین کرنا اور مان لینا

وجعلہ صادقا بعد العلم بصدقہ لا مجرد العلم بصدقہ اذ یلزم ان یکون کل عالم بصدق النبی علیہ

اور اوسکو سچا جان کر صادق ٹہرانا نرا علم صداقت کا مراد نہین ہی نہین توجکو علم صداقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا کری

الصلوۃ والسلام مؤمنا ولیس کذلک لان کثیرا من الکفار لم یؤمنوا بہ مع کونہم عالمین بصدقہ

وہ مؤمن ہوا کری اور یہہ امر غلط ہی اسلئی کہ اکثر کفار جیسی یہود ایمان نہین لائی اور نبی کو سچا جانتی تہی

کما یدل علیہ قولہ تعالی فی حق بعض الکفرۃ والذین اتینہم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم فدل

چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد جو بعضی کفار کی حق مین نازل ہوا ہی اس دعوی پر دلالت کرتا ہی جنکو دی ہمنی کتاب وہ جانتی ہین اوسکو جیسی جانتی ہین اپنی بیٹون کو

النص علی ان التصدیق لیس مجرد العلم بل ھو اذعان لما علم وقبولہ لہ بترک الجحود والعناد وبناء الاعمال

اس آیت سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ تصدیق صرف علم نہین ہی بلکہ تصدیق کیا ہی یقین کرنا احکام معلومہ کا اور مان لینا انکار اور مخالفت چہوڑ کر اور اسی پر اعمال

علیہ وھذا امر زائد علی العلم لا یحصل فی الغالب الا بعد العلم والعلم ھو الجزم المطابق لما فی نفس الامر

کی بنا ہی اور یہہ امر علم سی جدا ہی اکثر اوقات یہہ امر بعد حصول علم کی ہوتا ہی اور علم کیا ہی یقین کرنا نفس الامر کی مطابق

بشرط ان یحصل ذلک الجزم بسبب واما الجزم الحاصل بغیر سبب فلیس بعلم بل ھو اعتقاد وتحقیق

بشرطیکہ وہ یقین کسی دلیل سی حاصل ہوا ہو اور جو یقین کہ بی دلیل حاصل ہوتا ہی اوسکو علم نہین کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی اسکی تحقیق

ذلک علی ما ذکرہ الامام السنوسی ان الحکم الحادث ینشأ عن امور خمسۃ علم واعتقاد وظن ووھم

موافق تقریر امام سنوسی کی یہہ ہی کہ حکم یعنی کوئی چیز مبتدا کو ثابت کرنی یا خبر مبتدا سی نفی کرنی پانچ طرح پر ہونا ہی علم اور اعتقاد اور ظن اور وہم

وشک لان الحاکم بامر علی امر ثبوتا او نفیا اما ان یجد فی نفسہ جزما بذلک الحکم اولا والاول الذی

اور شک کیونکہ حکم کرنیوالا کسی خبر کا مبتدا پر باعتبار ثبوت کی ہو یا نفی کی یا تو اوسکی دل مین اوس حکم کا یقین جزمی ہی یا نہین ہی پہلی صورت مین

ھو وجود الجزم ان کان بسبب من ضرورۃ او برہان فہو علم ویسمی معرفۃ ویقینا ایضا وان کان بغیر

یعنی اگر یقین کامل ہو اگر وہ اقسام براہت سی حاصل ہوا ہی جیسی محسوسات کا یا دلیل سی حاصل ہوا تو ان دونو صورت مین یہہ حکم علم ہی اور اوسکو معرفت اور یقین بہی کہتی

سبب بل بتقلید محض فہو اعتقاد والثانی الذی ھو عدم وجود الجزم ان کان راجحا علی مقابلہ فہو ظن

دلیل سی حاصل نہین ہوا بلکہ صرف تقلید سی تو وہ اعتقاد کہلاتا ہی اور دوسری صورت مین یعنی اوسکی دل مین یقین کامل نہین تو وہ حکم ثبوت کا یا نفی کا اگر اپنی مقابل پر غالب ہی

وان کان مرجوحا فہو وھم وان کان مساویا فہو شک فالایمان ان حصل من الاقسام الثلثۃ الاخیرۃ

اور اگر مغلوب ہی تو وہم ہی اور اگر برابر ہی تو شک ہی اب ایمان اگر ان تین پچہلی قسم سی حاصل ہوا ہی جو سوا یقین کامل کی ہین

لغیر الجزم وهی الظن والوهم والشك فالاجماع علی بطلانه وان حصل من القسم الاول من قسمی الجزم بقو

یعنی ظن اور وہم اور شک تو یہہ بالاتفاق باطل ہی اور اگر پہلی قسم جزم کی دو نو قسم سی یعنی بہ بداہت یا بدلیل حاصل ہو جو

العلم والمعرفة فالاجماع علی صحته فاما القسم الثانی من القسم الجزم وهو الاعتقاد فینقسم الی قسمین احدهما مطابق لما فی نفس الامر ویسمی اعتقادا صحیحا کاعتقاد

علم اور معرفت ہی تو بالاتفاق صحیح ہی اور جزم کی دوسری قسم جو اعتقاد ہی اوسکی دو قسم ہین ایک تو نفس الامر کی مطابق یہہ تو اعتقاد صحیح کہلاتا ہی جیسی

عامة المؤمنین المقلدین لائمة الدین والثانی غیر مطابق لما فی نفس الامر ویسمی اعتقادا فاسدا وجهلا مرکبا

عام مسلمانوں کا اعتقاد جو ائمہ دین کی مقلد ہین اور دوسرا نفس الامر کی برخلاف اسکو اعتقاد فاسد اور جہل مرکب کہتی ہین

کاعتقاد کافة الکفرة المقلدین لائمة الکفر فالفاسد اجمعوا علی کفر صاحبه وکونه مخلدا فی النار

جیسی تمام کفار کا اعتقاد جو کفر کی پیشواؤں کی مقلد ہین پس فاسد اعتقاد والا بالاتفاق کافر اور قدیم کو دوزخی ہی

واختلفوا فی الاعتقاد الصحیح الذی یحصل بمحض التقلید والصحیح ان صاحبه یکون مؤمنا لکنه یکون

اور اختلاف ہی صحیح اعتقاد مین جو نری تقلید ہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ ایسی اعتقاد والا مؤمن ہوتا ہی پر وہ

عاصیا بترك النظر والاستدلال فیبقی فی مشیة الله تعالی ان شاء یعفو عنه ویدخله الجنة بلا عذاب

نظر اور استدلال کی ترک کرنی سی گنہگار ہوتا ہی پس یہہ اللہ تعالی کی مشیت مین ہی چاہی معاف کر کر بلا عذاب جنت مین داخل کری

وان شاء یعذبه بقدر ذنبه ثم یدخله الجنة فعلی هذا یجب علی کل مؤمن ان یتعلم کل مسئلة من

اور چاہی گناہ کی موافق عذاب دی پہر جنت مین داخل کری اس بیان کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ اعتقادی ہر ہر مسئلہ ایمان کا

مسائل عقائد الایمان بدلیل واحد حتی یکون فی دینه علی بصیرة لان العقائد الحاصلة بالتقلید

ایک ہی دلیل سی سیکہی تا کہ اپنی دین مین صاحب بصیرت ہو کیونکہ جو عقاید تقلید سی حاصل ہوتی ہین

یخشی علی صاحبها الشك عند عروض الشبهات فان التصمیم علی العقائد من غیر تحصیلها بالدلائل

اوسمین یہہ خوف ہی کہ اگر کچہہ شبہات پیش آوین تو مقلد کو شک پیدا نہ ہو جاوی کیونکہ تصمیم عقائد کی بدون دلایل کی جب ذرہ بہر شبہ پیش آوی

لا یامن صاحبها من زوالها عند عروض ادنی شبهة وعلی تقدیر ان یقابل ذلك الشك والزوال

تو یقین نہین ہی کہ زوال سی بچی اور یہہ مانا کہ شک اور زوال کی مقابلہ مین

بالتصمیم اللسانی فانی ینفعه والقلب الذی هو محل الایمان متحیر یقول لا ادری فیدخل فی زمرة

تصمیم زبانی عمل مین آوی پر کیا فائدہ جس حالین کہ دل جو ایمان کا گہر ہی حیران ہو کر یہہ کہی مین کیا جانو پہر تو منافقین کی زمرہ مین داخل

المنافقین الذین یقولون بافواههم ما لیس فی قلوبهم ولذلك قیل النفاق نوعان احدهما نفاق یعرفه

جو منہہ سی ایسی باتین بنایا کرتی ہین جو اونکی دلین نہین ہوتی اسیحالئی کہتی ہین کہ نفاق کی دو قسم ہین ایک تو وہ نفاق جو منافق

صاحبه من نفسه وهو نفاق الذین یظهرون الاسلام بین الناس ویضمرون الکفر فی قلوبهم کنفاق الذین

بہی دلین سمجہتا ہی یہہ نفاق اون شخصوں کا ہی جو ظاہر مین لوگوں کی سامہنی اسلام ظاہر کرتی ہین اور دلین کفر چہپا رکہتی ہین جیسی نفاق اونکا

کانوا فی عهد النبی علیه الصلوة والسلام ومن فی معناهم من الزنادقة والملاحدة والثانی نفاق لا یعرفه

جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مین تہی اور اور زندیق اور ملحد اونکی مثل دوسرا وہ نفاق ہی کہ اوسکو

صاحبه من نفسه وهو نفاق الذین یولدون بین المؤمنین فیسمعون منهم کلمات الایمان فیقولون

منافق دلین تمیز نہین کرتا یہہ اونکا نفاق ہی جو مسلمانوں مین پیدا ہوتی ہین پہر اونسی ایمان کی باتین سن سنا کر جیسی سنی

مثل ما سمعوا اتباعا وتقلیدا حتی انهم لو ولدوا بین الیهود والنصری لقالوا مثل قولهم ولفعلوا مثل

ویسی ہی تقلیدا بولنی لگی اتنا کہ اگر اتفاقا یہود یا نصاری مین پیدا ہوتی تو اونکی سی کہا کرتی اور ویسا ہی کیا کرتی

فعلهم اتباعا وتقليدا من غير ان يلاحظوا من اى شئ خلقوا ولاى شئ خلقوا ليعرفوا خالقهم وما امرهم به
یہہ لحاظ نہین ہوگا کہ ہم کہان سی پیدا ہوئی اور کس لئی پیدا ہوئی تاکہ اپنی خالق کو جانی اور اوسکی امر
وما نهاهم عنه بانزال الكتب وارسال الرسل فيكونون من الذين يقولون اذا ماتوا ووضعوا فى القبر
اور نہی کو جو بواسطہ انزال کتب اور ارسال رسل بہیجی ہین پہچانی پہر وہ اون لوگون مین ہین کہ جب مرکر قبر مین جاوینگی
وسالهم منكر ونكير لا ندرى سمعنا الناس يقولون قولا فقلناه فانهم اذا اتاهم الملكان فى القبر ينطقون
اور منکر نکیر اونسی سوال کرینگی تو جواب دینگی ہم کچہہ نہین جانتی ہم تو جو اور ونسی سنتی تہی وہ ہی ہم بہی کہتی تہی کیونکہ انکی پاس گور مین جب دو فرشتی آوینگی
بما عندهم من غير زيادة ولا نقصان لان الانسان فى ذلك المحل لا يترك كما فى الدنيا ان يتكلم بما ليس فى
تو بی کم و کاست وہی بول اوٹہین گی جو دلمین تہا اسلئی کہ انسان گور مین ایسا مختار نہوگا جیسا دنیا مین تہا کہ زبان پر کچہہ اور اور دلمین کچہہ
قلبه بل ان كان عالما بالحق ينطق به وان كان شاكا فيه غير عالم به يقول لا ادرى كما كان يقول بقلبه
بلکہ اگر حق جانتا تہا تو ویسا ہی کہیگا اور اگر اوسکو شک تہا تو کہیگا مین نہین جانتا جیسی کہ جیتی جی دلمین کہتا تہا
فى حال حيوته لا ادرى وقد روى انه عليه السلام قال اذا كان يوم القيمة ينادى مناد من كان يعبد
مین نہین جانتا اور روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی قیامت کی دن منادی پکاریگا جو شخص جسکو پوجتا تہا
شيئا فليتبعه فمن عبد الشمس اتبعها ومن عبد القمر اتبعه ومن عبد الطواغيت اتبعها فيبقى هذه الامة
اب اوسکی ساتہہ رہی پہر جو آفتاب کی پوجا کرتا تہا اوسکی ساتہہ ہوگا اور جو گور پوجتا تہا گور کی ساتہہ ہوگا اور جو بتون کی پوجا کرتا تہا اونکی ساتہہ ہوگا پہر یہہ امت
وفيهم منافقوهم والمراد بالمنافقين فى هذا الحديث ليس الذين عبدوا الاصنام فى منازلهم سرا واظهروا للناس
معہ اپنی منافقون کی باقی رہ جاویگی منافق سی مراد اسحدیث مین وہ لوگ نہین ہین جو اپنی گہرونکی اندر پوشیدہ بت پرستی کرتی تہی اور مسلمانون کی
الاسلام فانهم يتبعون الطواغيت بمن اتبعها لانهم كانوا يعبدونها فيذهبون فى جهنم معها بل المراد بهم
سامنی اسلام ظاہر کرتی تہی یہہ لوگ تو بتون کی ساتہہ ہونگی کیونکہ یہہ تو بتون کو پوجتی تہی سو اونکی ساتہہ دوزخ مین جاوینگی بلکہ منافق سی مراد
الذين كان الريب فى قلوبهم وهم لا يعرفون ذلك لغلبة التقليد عليهم فان اكثر العوام بل كثير ممن كان
وہ لوگ ہین جنکی دلمین تردد تہا اور تقلید کی غلبہ سی اوسکو نہ سمجہی بیشک اکثر عوام بلکہ اس زمانہ مین اکثر ایسی شخص
فى شكل العلماء فى هذا الزمان لا يعرف حال نفسه فيظن انه فى درجة المعرفة واليقين مع انه لم يتيقن ايمانه
جو علماء کی صورت مین ہین اپنی حال سی خبردار نہین ہین وہ یہہ سمجہتی ہین کہ ہمکو مرتبہ معرفت اور یقین کا حاصل ہورہا ہی اور اصل مین ایمان ہی
ولو بدرجة التقليد بل بعض المقلدين ينطق بكلمتى الايمان من غير ان يعرف معناهما ولا ان يميز بين
اگرچہ تقلید کی درجہ کا ہو بلکہ بعضی مقلدونکو کلمی ایمان کی زبان سی تو پڑہتی ہین پر اونکی معنون سی واقف نہین ہین اور نہ اللہ مین
الله ورسوله لان اكثر الناس فى هذا الزمان ليسوا فى درجة الاعتقاد التقليدى الصحيح المطابق بل هم
اور اوسکی رسول مین تمیز کرتی ہین کیونکہ اس زمانہ کی اکثر لوگون کو درجہ تقلیدی اعتقاد کا جو صحیح اور مطابق ہوئی حاصل نہین ہی بلکہ اونکو
فى درجة الاعتقاد التقليدى الفاسد الغير المطابق لما فى نفس الامر وما ذلك الا لاندراس العلماء الراسخين
تقلیدی فاسد اعتقاد کا درجہ برخلاف نفس الامر کی حاصل ہی اور یہہ تمام خرابی اسکی ہی کہ علماء جنکا علم راسخ تہا
فى العلم وكثرة الضالين المضلين من الدجاجلة الذين ينتمون الى التصوف لقطع طريق الدين على المسلمين
ہو چکی اور خود گمراہ اور گمراہ کرنیوالی دجال صفت متصوف بن کر بہت پہیل گئی شیطانی جال بچہا کر دین کی مسلمانون پر
بنصب حبائل الشياطين لما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال يكون فى اخر الزمان دجالون كذابون
رہزنی کرتی ہین چنانچہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ آخر زمانہ مین دجال کی مانند جہوٹی پیدا ہونگی

یاتونکم

یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباءکم فایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم فانہ
ایسی حدیثیں روایت کرینگی کہ نہ تمنی سنی اور نہ تمہاری باپ دادانی سو تم دور رہو اونسی اور دور کرو اونکو اپنی سی ایسا نہو کہ تمکو گمراہ اور فتنہ مین مبتلا
علیہ السلام بین فی ھذا الحدیث ان جماعۃ من اھل المکر والتلبیس یخرجون فی اخر الزمان
اس حدیث مین رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی یہہ بیان فرمایا کہ آخر زمانہ مین جماعت مکار اور فریب باز
بزیّ العلماء والمشائخ ویقولون للناس نحن علماء ومشایخ نعلمکم دینکم ونرشدکم الی
علماء اور مشایخ کی وضع پر پیدا ہونگی کہینگی کہ ہم عالم اور شیخ وقت ہین ہم تمکو دین سکہاتی ہین اور راہ حق بتاتی ہین
الحق وھم کذابون یحدثونکم بالاحادیث الکاذبۃ یعلمونکم اعتقادات فاسدۃ ویبتدعون
اور اصل مین جہوٹی ہونگی اور وضعی حدیثین روایت کرینگی اور فاسد عقیدی تمکو سکہاوینگی اور نئی باطل
لکم احکاما باطلۃ فاحذروا عنہم ولا تقربوا منہم کیلا یضلونکم ولا یوقعونکم فی الفتنۃ فعلی
احکام تمہاری لئی گڑہ دینگی سو اونسی بچو اونکی پاس نہ جاؤ مبادا تمکو گمراہ کردین اور فتنہ مین نہ پہنسادین اس
ھذا کل من لم یجاھد نفسہ فی ھذا الزمان لتعلم علم الایمان یموت علی انواع البدع والکفریات
مضمون کی موافق جو شخص اس زمانہ مین علم دین کیواسطی جان سی کوشش نہ کریگا تو وہ بیخبر طریق بدعت اور کفریات پر مریگا
وھو لا یشعر بہا ویکون من الذین یقولون یوم القیمۃ ما حکی اللہ تعالی عنہم بقولہ یوم یقول
اور اوس زمرہ مین داخل ہوگا جنکی قول کی قیامت کی دن اللہ جل شانہ حکایت کرتا ہی جسدن کہینگی
الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِکُمْ فانہم یقولون ذلک لکونہم
منافق مرد اور عورتین ایمان والون کو ٹہرو ہم بہی لیلین تمہاری روشنی سی سو یہہ لوگ یہہ ہی کہینگی کیونکہ یہہ
مشاۃ وکون المؤمنین علی رکاب تسرع بہم الی الجنۃ ونورہم بین ایدیھم وبایمانہم کما قال اللہ تعالی
پیادہ پا ہونگی اور مؤمنین گہوڑون پر سوار کہ دوڑی جنت مین لئی جاتی ہونگی اور اونکی سامنی اور داہنی روشنی ہوگی چنانچہ اللہ
یوم تری المؤمنین والمؤمنت یسعی نورہم بین ایدیہم وبایمانہم واختلف فی ذلک النور فقیل
جسدن تو دیکہی ایمان والی مرد اور عورتون کو دوڑی چلتی ہی اونکی روشنی اونکی آگی اور اونکی داہنی اور اختلاف ہی اوس نور مین کوئی کہتا ہی
المراد بہ الضیاء الذی یستضیئون بہ علی الصراط علی ما روی عن ابن مسعود رض انہ قال یؤتون
نور سی مراد روشنی ہی جسّی صراط پر روشنی ہوجاویگی ابن مسعود سی یہہ روایت ہی یہہ کہتی ہین کہ اونکو
نورہم علی قدر اعمالہم فمنہم من یؤتی نورہم کالنخلۃ ومنہم من یؤتی نورہ کالرجل القائم وادناہم
اعمال کی موافق روشنی ملی گی بعضون کو برابر کہجور کی درخت کی اور بعضون کو بمقدار قد آدم اور کم سی کم
نورا من یکون نورہ علی ابہام رجلہ ینطفئ تارۃ ویلمع اخری وقیل المراد بہ معرفۃ اللہ تعالی
نور مین وہ ہوگا کہ اوسکی پاؤن کی انگوٹہی پر روشنی ہوگی کبہی چمکتی کبہی بجہی ہوئی اور کوئی کہتا ہی نور سی مراد اللہ تعالی کی معرفت ہی
فمقادیر الانوار یوم القیمۃ علی حسب مقادیر المعارف الالھیۃ المکتسبۃ فی الدنیا فلا نور
پہر قیامت کی دن روشنی باندازہ معارف الہی کی ہوگی جسقدر دنیا مین حاصل کی ہوگی سو
فی عرصۃ القیمۃ الا نور الایمان والطاعات التی اکتسب فی الدنیا باستعمال الالات البدنیۃ والقوی
قیامت کی میدان مین سوا نور ایمان اور عبادت کی جو دنیا مین بوسیلہ اعضاء بدنی اور قوائی
الجسمانیۃ من الحواس الظاھرۃ والباطنۃ لتحصیل المعارف الربانیۃ فکل احد یعطی من النور یوم
جسمانی یعنی حواس ظاہر و باطن کی معارف ربانی حاصل کی ہون گی کوئی اور نور نہین ہوگا پہر ہر ایک کو قیامت کی دن اتنا نور دیا جاویگا

القیمة مقدار ما اکتسبه فی الدنیا من المعارف الیقینیة ومن لم یکتسب فی الدنیا شیئا من المعارف
جتنی اوسنے دنیا میں یقینی معارف حاصل کیے ہونگے اور جسنے دینی معارف میں سے کچھ حاصل کیا ہو گا

الدینیة یبقی یوم القیمة فی ظلمة بلا نور علی ما روی عن ابی امامة انه قال یغشی الناس یوم القیمة
تو وہ قیامت کے دن اندھیری میں بے نور رہ جاویگا چنانچہ ابوامامہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں قیامت کے روز لوگوں کو

ظلمة شدیدة ثم یقسم النور بینهم فیعطی کل مؤمن نوره بقدر علمه بالله تعالی وعلمه له ویترك
تاریک اندھیرا ڈھانپ لیگا پھر اونمیں نور تقسیم ہوگا سو ہر مؤمن کو بقدر معارف الٰہیہ کے نور ملیگا اور جو اللہ کے علم میں ہوگا اور

الکافر والمنافق فی ظلمة لا یعطیان شیئا من النور بل یحال بینهما وبین المؤمنین بان یضرب بینهم
کافر اور منافق تاریک اندھیری میں رہ جاوینگے کچھ نور نہ ملیگا بلکہ اونکی اور مؤمنین کی بیچ میں

بسور دون جسر جهنم وفی الایة السابقة اشارة الی ان المراد بالمنفقین المذکورین فیها هم الشاکون
ایک دیوار جسر جہنم سے ورے فاصل ہوجاویگی اور پہلی آیت میں یہہ اشارہ ہے کہ منافقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو شک اور تردد میں گرفتار

المرتابون الذین یصلون فی المساجد ویدخلون مع اهل الایمان فی مداخل الاسلام ولذلك قال الله تعالی
اور مسجدوں میں نماز ادا کرتے تھے اور ایمان والوں کے ساتھ اسلامی مکانات میں آتے جاتے تھے اسی لئے اللہ تعالی فرماتا ہے

ینادونهم الم نکن معکم قالوا بلی ولکنکم فتنتم انفسکم وتربصتم وارتبتم وغرتکم الامانی حتی جاء
یہہ اونکو پکارینگے کیا ہم نہ تھے تمہارے ساتھ وہ کہینگے البتہ پر تمنے بچلا دیا آپکو اور راہ دیکھتے رہے اور دہوکے میں پڑے اور بہکے امیدوں پر آخر آگیا

امر الله وغرکم بالله الغرور فدلت الایة علی انهم لم یعبدوا صنما بل کانوا مع المؤمنین لکن لم یکونوا
حکم اللہ کا اور تمکو بہکا دیا اللہ کے نام سے غرور نے سو یہہ آیت دلالت کرتی ہے کہ وہ لوگ بت پرست نہیں تھے بلکہ مؤمنین کے ہمراہ رہتے تھے پر انہوں نے

عارفین بما وجب علیهم معرفته حتی جاءهم امر الله الذی هو الموت فقال لهم یوم القیمة فالیوم
جو اونپر واجب تہا وہ معرفت الٰہی حاصل نکی آخر حکم الٰہی یعنی موت آگئی اونکو قیامت کے دن یہہ حکم ہوگا سو آج

لا یؤخذ منکم فدیة ولا من الذین کفروا ماوٰکم النار هی مولٰکم وبئس المصیر فاذا کان کذلك ینبغی
تمسے نہیں قبول فدیہ اور نہ کافروں سے تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے وہی تمہارا رفیق ہے اور بری بازگشت پس جب مراد یہہ ہوئی تو

للمؤمن المقلد ان لا یغتر ویستدل بقوة تصمیمه وکثرة عبادته انه علی الحق لتوجه النقض علیه
مقلد مؤمن کو لایق ہے کہ ہرگز سستی نکرے اور نہ اپنی تصمیم کی قوت اور کثرت عبادت سے یہہ استدلال کرے کہ میں حق پر ہوں کیونکہ اسپر یہہ اعتراض ہوگا

بتصمیم الیهود والنصاری علی اباطیلهم تقلیدا لاٰبائهم الضالین المضلین فان تصمیم المقلد علی کون
کہ یہود اور نصاری بہی جہوٹھی باتوں پر اپنے باپ دادا ضالین مضلین کی تقلید سے جم رہے ہیں اس لئے کہ مقلد کی تصمیم کسی

شیئ حقا وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمناشیر لا یدل علی کونه فی دینه علی بصیرة لان جزمه
شی کی حقیقت پر اور اوسنے نہ ٹلنا اگرچہ آرہ سے چیرا جاوے یہہ دلالت نہیں کرتی کہ وہ اپنے دین میں بصیرت پر ہے کیونکہ اوسکا جزم

وتصمیمه علی کون شیئ حقا لیس من حیث معرفته بکونه حقا بل من حیث نشاته بین قوم یدینون
اور تصمیم کسی شی کی حقیقت کا باعتبار معرفت یقینے حقیت کی نہیں ہے بلکہ اس سبب سے ہے کہ وہ ایسی قوم میں پیدا ہوا ہے کہ وہ اوس شی کو

به وللنشاة والمخالطة اثر عظیم فی تصمیم کون شیئ حقا سواء کان حقا او لم یکن الا تری ان مثل هذا
اور پیدایش اور ملاپ کو اشیا کی حقیت میں بڑا اثر ہوتا ہے برابر ہے کہ وہ حق ہو یا ناحق دیکھو ایسی ایسی

التصمیم یوجد عامة من ذوی الجهل المرکب کالیهود والنصاری ولهذا قال بعض العلماء من جزم فی
تصمیم تمام جہل مرکبوں میں ہوتی ہے جیسے یہود اور نصاری اسہیلئے بعضے علماء کہتے ہیں جو شخص

قلبه

به یکون شئ حقا ولم یدرلک الجزم سببا خاصا یرجع الیه فلیس له فی دینه بصیرة
مین کسی شئ کو حق یقین کرلی اور اوس یقین کی ایسی خاص دلیل معلوم نہو جسکی طرف رجوع کرین تو اوسکو دین کی اندر بصیرت نہین ہی

لاملازمة بین الجزم الاعتقادی وکون ماجزم به حقا واذالم یکن بینهما ملازمة یجب علیه ان
کیونکہ اس اعتقادی یقین مین اور اوس شئ کی حقیقت مین کوئی علاقہ نہین ہی جب اون دونون مین علاقہ نہوا تو پہر اوسپر واجب ہی کہ

یاتی بما یکون به بینهما ملازمة لیتمیز ماکان علیه من الدین اهو حق ام لاحتی یکون فی دینه علی
اون دونون مین علاقہ پیدا کری تاکہ اوسکو یہہ تمیز ہو کہ آیا میرا دین حق ہی یا نہین تاکہ اوسکو دین کی

بصیرة وانما یحصل ذلك بالنظر الصحیح بالبراهین لابالضرورة اذقد جرت عادة الله تعالی
بصیرت پیدا ہو اور یہہ تمیز بجز نظر صحیح اور برہان کی بداہت سی نہین ہوتی کیونکہ عادت الہی یون جاری ہی

ان یحصل بالبرهان لابالضرورة اذلوکان حصوله بالضرورة لادرکه جمیع العقلاء ویکفی فی
کہ دلایل سی ہو بداہت سی نہو اگر یہہ تمیز بداہت سی حاصل ہوا کرتی تو تمام عقلا حاصل کرلیا کرتی اور مکلف کو

خروج المکلف من التقلید الدلیل الجملی الذی یحصل له به فی الجملة العلم والطمانینة بعقائد
تقلید سی پاک ہونی مین مجمل دلیل بہی کافی ہی جسی کچہہ علم اور طمانیت عقاید ایمان مین حاصل ہوجاوی

الایمان بحیث لایقول بقلبه لاادری سمعت الناس یقولون قولا فقلته ولایشترط القدرة علی
اتنا کہ اپنی دل مین یون نہ کہی کہ مین نہین جانتا لوگونسی جوبات سنتا تہا وہی مین بہی کہتا تہا اور یہہ شرط نہین ہی کہ اوس دلیل کو

ترتیبه علی الوجه الذی یرتبه العلماء ولاالقدرة علی دفع الشبهة الواردة علیه من جهة المبتدعة
علماء کی طور پر موافق قواعد منطقی کی مرتب کری اور نہ یہہ شرط ہی کہ بدعتیونکی شبہات دفع کرنیکی استعداد ہو

ولاالقدرة علی التعبیر عنه بل اذا فهمه بحیث یخرج به عن التقلید فهو عارف وان لم یقدر ان
اور نہ یہہ شرط ہی کہ اوسکو صاف بیان کری بلکہ جب اوسکو اتنا سمجہہ لیا کہ تقلید سی پاک ہوجاوی تو پہر وہ عارف ہی اگرچہ اوس مجمل دلیل کو

یعبر عما فی ضمیره من ذلك الدلیل الجملی ولاان یرد شبهة یوردها مبتدع علیه لان کثیرا من
دل سی زبان پر نہ لاسکی اور نہ یہہ شرط ہی کہ بدعتی جو شبہات وارد کرین رد کیا کری کیونکہ اکثر

العلماء یعجزون عن التعبیر عما فی ضمائرهم من العلوم المحققة عندهم فکیف بالعامة والحاصل
علماء اپنی حقیقی علوم کو بیان کرنی سی عاجز ہوا کرتی ہین پہر عوام کی تو کیا اصل ہی حاصل یہہ ہی

ان من اراد ان یعلم قدر نفسه من عقائد الایمان هل هو فی مرتبة المعرفة ام فی مرتبة التقلید
کہ جو شخص اپنا حال معلوم کیا چاہی کہ عقاید ایمانی مین آیا مجہکو مرتبہ معرفت کا ہی یا ابہی مرتبہ تقلید مین ہون اور آیا مین اپنی عقاید مین

وهل هو مصیب فی عقائده ام غیر مصیب فیها یلزمه ان یسئل عن حقیقة المعرفة وعن حقیقة
صواب پر ہون یا خطا پر تو اوسکو لازم ہی کہ معرفت کی حقیقت اور تقلید کی حقیقت

التقلید لیمیز احدهما عن الاخر ویعلم ایهما حاصل له فالمعرفة هی الجزم الموافق لما عند الله تعالی
دریافت کری تاکہ ایک کو دوسری سی تمیز کری اور جان لی کہ مجکو دونون مین سی کیا حاصل ہی سو معرفت تو یقین کرنا موافق حکم الہی کی

بشرط ان یحصل ذلك الجزم بدلیل واما الجزم الحاصل بغیر دلیل فلا یسمی معرفة بل یسمی اعتقادا
بشرطیکہ وہ یقین دلیل سی حاصل ہوا ہو اور جو یقین بی دلیل حاصل ہوا ہو تو اوسکو معرفت نہین کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی

سواء کان موافقا لما عند الله تعالی اولم یکن والتقلید هو الجزم بقول الغیر من غیر دلیل سواء کان
برابر ہی کہ موافق علم الہی کی ہو یا نہو اور تقلید یقین کرنا غیر کی کہنی سی بلا دلیل برابر ہی

حقا او باطلا فالمقلد لا معرفة عنده وانما عنده الجزم بقول الغير خاصة سواء كان حقا او باطلا

کہ حق ہو یا باطل سو مقلد کو معرفت کبہی نہین ہوتی اوسکو صرف یقین غیر کی کہنی کا ہوتا ہی برابر ہی کہ حق ہو یا باطل

فمن علم هاتين الحقيقتين ثم نظر الى ضميره ايهما حاصل له فيه فانه يعرف ما هو الحاصل له منهما

اب جو شخص ان دونو حقیقت کو سمجہی پہر اپنی دلمین سوچی تو جان لیگا کہ اوسکو دونومین سی کونسا مرتبہ حاصل ہی

فان كان الحاصل له منهما هو التقليد لا المعرفة يجب عليه اولا اقامة البرهان لتحصيل المعرفة

پس اگر اوسکو مرتبہ تقلید کا ہی معرفت کا مرتبہ نہین ہی تو اوسپر واجب ہی کہ پہلی دلیل قایم کری تاکہ معرفت ایمانی

فى عقائد الايمان وثانيا البحث عن العقائد الصحيحة حتى يعلم هل كان مصيبا فى عقائده ام

عقائد کی حاصل ہو پہر صحیح صحیح عقاید کی بحث کری تاکہ معلوم ہو کہ اپنی عقاید مین حق پر تہا یا نہین

لم يكن فان وجد نفسه على الصواب فيها يشكر الله تعالى على هذه النعمة العظيمة التى لا يكافيها

پہر اگر وہ اپنی آپ کو صواب پر پاوی تو اس نعمت عظیمہ پر جسکی برابر کوئی دنیا کی متاع نہین ہی شکر اسد تعالی کا اداکری

من متاع الدنيا وان لم يجدها على الصواب فيها يفترض عليه ان يسعى فى تصحيح اعتقاده بالبرهان

اور اگر صواب پر نہ پاوی تو اوسپر فرض ہی کہ واسطی صحت عقاید کی دلایل مین کوشش کری

حتى يحصل له النجاة من عذاب النار والدخول فى دار القرار يسرنا الله تعالى بفضله المجلس السابع

تاکہ اوسکو دوزخ کی عذاب سی نجات ملی اور بہشت مین جانا میسر ہو الہی اپنی فضل سی ہمپر آسان کر ساتوین مجلس

فى بيان مؤمن به وبيان لزوم الايمان به اجمالا على الاصح وتفصيلا

اون چیزون کی بیان مین جن پر ایمان لانا چاہیئ اور اون پر ایمان مجملا لازم ہی موافق مذہب اصح کی اور تفصیلا

عند البعض قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لجبرئيل عليه السلام حين جاءه على

بعض کی نزدیک رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم نی جبرئیل سی فرمایا جب اوسکی پاس

صورة رجل غريب وسئله عن الايمان الايمان ان تؤمن بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم

ایک مرد مسافر کی صورت مین آئی اور پوچہا ایمان کیا ہی ایمان یہہ ہی کہ تو ایمان لاوی اسد پر اور اوسکی فرشتون اور کتابون اور رسولون پر اور قیامت کی

الاخر وتؤمن بالقدر خيره وشره هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عمر بن الخطاب وهو

دن پر اور تو یقین کری نیک اور بد کی تقدیر کا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی عمر بن الخطاب کی روایت سی اس حدیث مین

جامع لاصول الدين وما يصح الاعتقاد عليه فان الاصل فى الاعتقاد معرفة المبدأ والمعاد وانما

تمام اصول دین کی اور جس جس پر اعتقاد کرنا چاہیئ سب مذکور ہین البتہ اصل تمام اعتقادیات مین مبدا اور معاد کی معرفت ہی اور

ذكرت الملئكة وما عطف عليه ليتوصل الى معرفة المعاد لان معرفة المبدأ تقتضيها العقول

ملائکہ کا جو معہ معطوفات کی ذکر ہی تو واسطی معرفت معاد کی ہی اسلئی کہ مبداء کی معرفت کو تو سلیم عقلین پا لیتی ہین

السليمة لكونها ثابتة فى فطرة بنى ادم من مبدأ خلقتهم بمقتضى قوله تعالى فطرة الله التى

اسلئی کہ بنی آدم کی اصل فطرت مین ابتداء پیدایش سی ثابت ہی موافق قول اسد تعالی کی تراش اسد کی جسپر

فطر الناس عليها واما معرفة المعاد ولا استعداد له فلا سبيل اليها الا بتوفيق من الله تعالى

کہ تراشا آدمیون کو اور رہی معرفت معاد کی اور اوسکا سامان سو اوسکا کوئی راہ نہین ہی بجز توفیق الہی کی

بواسطة الانبياء الذين وصل اليهم علم ذلك بارسال الرسل من الملئكة بانزال الكتب فلذلك

بوسیلہ انبیا علیہم السلام کی جنکو اوسکا علم بواسطہ فرشتون کی اور بوسیلہ کتب منزلہ کی حاصل ہوا ہی اسہی لئی یہہ

دخل جميع ذلك في مفهوم الايمان وذكر كله في هذه الحديث فلابد لطالب معناه من الاستكشاف
یہہ سب ایمان کی مفہوم میں داخل ہیں اور اس حدیث میں سب مذکور ہیں سو جو اسکی معنی کا طالب ہو اوسکو ضرور ہی کہ حقیقت
عن حقيقة معنى الايمان بهذه الاشياء الستة المذكورة فيه ليكون في دينه على بصيرة
ایمان کی تہہ کو ان چہوں اشیاء مذکورہ کی تفصیل سی دریافت کری تاکہ دین میں بصیرت ہو
الاول مما يجب الايمان به الايمان بالله تعالى والمراد من الايمان به تعالى العلم بوجوده وقدمه وكونه
اول ایمان اللہ پر واجب ہی اور اللہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی کہ اسکو موجود اور قدیم اور
واحدا ومتصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما يليق به من الصفات لكن العلم
واحد اور صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی اور تمام صفات لائقہ سی موصوف جانی لیکن اوسکی
بوجوده لا يمكن ان يحصل بالحس لانه تعالى ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يمكن العلم بوجوده
وجود کا علم حواس سی حاصل ہونا ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالی مانند آفتاب اور مہتاب کی نظر نہیں آتا تاکہ اوسکا وجود حواس کی وسیلہ سی
بالحس وليس العلم بوجوده ضروريا كالعلم بكون الاثنين اكثر من الواحد حتى يعلم وجوده بالضرورة
معلوم ہوجاوی اور نہ علم اوسکی وجود کا ایسا بدیہی ظاہر ہی جیسا دو کا عدد ایک سی زیادہ ہی تاکہ اوسکا علم بالبداہت خود بخود آجاوی
بل انما يعلم وجوده تعالى بالدليل وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثا يحتاج الى محدث
بلکہ علم اوسکی وجود کا دلیل سی حاصل ہوتا ہی اور وہ دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ عالم حادث ہونی کی سبب پیدا کرنیوالیکا محتاج ہوکر
يدل على ان له محدثا وذلك المحدث لابد ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم
دلالت کرتا ہی کہ اوسکا کوئی پیدا کرنیوالا ہی اور وہ پیدا کرنیوالا بالضرور قدیم واحد قدرت والا ارادہ والا علیم
والحيوة لانه لو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور او التسلسل وكلاهما
اور حی ہونا چاہئی اسواسطی کہ اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو پہر وہ خود محدث کا محتاج ہو دیگا آخر یا دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہہ دونو
محال ولو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع المقتضي لعدم وجود العالم
محال ہیں اور اگر واحد نہووی بلکہ کئی ہوں تو آپسمین روک ٹوک واقع ہوگی جس سی عالم کا وجود نہو سکی
ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة والحيوة والعلم لكان عاجزا عن ايجاد شئ من العالم لان
اور اگر قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم نہووی تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سی کوئی شی بہی پیدا نہ کرسکی اسلئی
الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شئ من الاشياء يقتضي ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ
کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کی تاثیر کسی شی میں بدون ارادہ اوس شی کی نہیں ہوسکتی اور ارادہ اوس شی کا
يقتضي العلم به لان القصد الى ايجاد شئ مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث
بدون علم کی نہیں ہوسکتا اسلئی کہ پیدا کرنا کسی شی کا بی جانی بوجہی محال ہی اور یہہ تینوں صفتیں بدون
يقتضي الحيوة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعيا
حیات کی نہیں ہوسکتیں اسلئی کہ حیات انمیں شرط ہی اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہی
على وجوده تعالى وقدمه وكونه واحدا ومتصفا بهذه الصفات الاربع اذ لا يعرف من صفاته تعالى
اوسکی وجود اور قدم اور وحدت پر اور ان چاروں صفات سی موصوف ہونی پر اس لئی کہ اوسکی صفات
بالعقل الا ما يتوقف عليه افعاله واما ما لا يتوقف عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فيجوز ان
عقل سی وہی معلوم ہوسکتی ہیں جن پر اللہ کی افعال موقوف ہیں اور جن پر افعال موقوف نہیں جیسی سمع اور بصر اور کلام سو جایز ہی

يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى
کہ انکی ثبوت پر کبھی عقلی دلیل قایم کرین اور کبھی نقلی دلیل عقلی انکی ثبوت کی تو یہہ ہی

بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها صفات النقصان واتصافه تعالى بصفات الكمال
کہ یہہ صفتین کمال کی ہین اور انکی ضدین صفتین نقصان کی ہین اور اسد تعالی کا موصوف ہونا صفات کمال سی

وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى بتلك الصفات واما وجه
اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی اس سی لازم آیا کہ اسد تعالی ان صفات سی موصوف ہو اور

الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالى فوجب القطع بثبوتها
نقلی دلیل انکی ثبوت کی یہہ ہی کہ شرع سی ان صفات کا ثبوت ثابت ہی سو انکی ثبوت کا یقین کرنا واجب ہی

له تعالى ودليل النقل فى هذه المسئلة اولى من دليل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها
اور اس مسئلہ مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی اس لئی کہ ان صفات پر افعال الہی موقوف نہین ہین

افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن معلوما لاحد حتى يعلم
تاکہ اون افعال سی ان صفات کو ثابت کرین اور ذات الہی کسیکو معلوم نہین ہی جس سی یہہ معلوم ہو

انها فى حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم ان يتصف باضدادها
کہ یہہ صفات بہ نسبت ذات الہی کی کمال کی ہین اسد کا موصوف ہونا ضرور ہی ایسا کہ اگر ان صفات سی موصوف نہوگا تو انکی اضداد پیدا ہونگی

وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة الينا كمالا ان يكون
اور ان صفات کو کمال جو کہتی ہو تو یہہ ہماری حق مین ہین اور ہماری حق مین کمال ہوتی سی لازم نہین آتا کہ

فى حقه تعالى كمالا والثانى مما يجب الايمان به الايمان بالملئكة والمراد من الايمان بها العلم
اسد کی ذات مین کمال ہون دوسری جسپر ایمان لانا چاہئی ملائکہ ہین اور ملائکہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی

بوجودها لكن لا سبيل الى اثبات وجودها بدليل العقل بل هو مما انعقد عليه الاجماع ونطق به
کہ ملائکہ کو موجود جانی پر انکا وجود عقلی دلیل سی کسی راہ ثابت نہین ہوتا بلکہ انکی وجود پر اجماع ہو چکا ہی اور

الكتاب والسنة فان ظاهر الكتاب والسنة يدل على وجودهم وكونهم اجساما لطيفة نورانية
کتاب اور سنت سی ثابت ہی بیشک ظاہر معنی کتاب اور سنت کی یہہ ہی دلالت کرتی ہین کہ فرشتی موجود ہین لطیف اور نورانی جسم

كاملة فى العلم قادرة على الافعال الشاقة وعلى التشكل باشكال مختلفة ولا يوصفون بالذكورة
علم مین کامل دشوار سی دشوار کار کر سکتی ہین اور مختلف صورتین بدل سکتی ہین اور نہ نر ہین

ولا انوثة شانهم الطاعات ومسكنهم السموات وهم رسل الله على انبيائه وامناؤه على وحيه
اور نہ مادہ شغل اونکا عبادت اور مکان اونکا آسمان اور وہ ہی اسد کی طرف سی انبیاء کی پاس بہیجی ہوئی آتی ہین اور وحی پر امین ہین

فمن ثبت تعيينه باسمه كجبرئيل وميكائيل واسرافيل وعزرائيل يجب الايمان به تفصيلا ومن
اور جن فرشتون کی تعیین نام سی ثابت ہی جیسی جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اون پر تفصیلی ایمان واجب ہی اور

لم يعرف اسمه يجب الايمان به اجمالا والثالث مما يجب الايمان به الايمان بالكتب والمراد من الايمان
جنکا نام معلوم نہین اون پر اجمالی ایمان واجب ہی اور تیسری شی جسپر ایمان واجب ہی کتابین ہین اور کتابون پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی

بها العلم بكونها كلام الله تعالى انزل على انبيائه وجملتها مائة واربعة كتب انزل منها على آدم عليه السلام
کہ یقین کری کہ خدا کا کلام ہی اپنی انبیاء پر نازل کیا ہی اور تمام کتابین ایک سو چار ہین انمین سی حضرت آدم پر

عشر صحائف وعلی شیث علیه السلام خمسون صحیفة وعلی ادریس ثلثون صحیفة وعلی ابرهیم

دس صحیفہ نازل ہوئی اور حضرت شیث پر پچاس اور حضرت ادریس پر تیس اور حضرت ابراہیم پر

علیه السلام عشر صحائف وعلی موسی علیه السلام التورٰیة وعلی داود علیه السلام الزبور وعلی

علیہ السلام پر دس اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت اور حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور اور

عیسی علیه السلام الانجیل وعلی محمد علیه الصلوة والسلام القران فما ثبت تعینه باسمه یجب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اور جس کتاب کی تعیین نام سے ثابت ہے

الایمان به تفصیلا وما لم یعرف اسمه یجب الایمان به اجمالا والرابع مما یجب الایمان به الایمان

تو اوسپر تفصیلی ایمان واجب ہے اور جسکی تعیین نام سے نہیں ہے اوسپر اجمالی ایمان واجب ہے اور چوتھی جسپر ایمان لانا واجب ہے

بالرسل والمراد من الایمان بهم العلم بکونهم صادقین فیما اخبروا به عن الله فانه تعالی بعثهم

رسول ہیں اور مراد رسولوں پر ایمان لانے سے یہہ ہے کہ یقین کرے کہ وہ اپنی اپنی خبروں میں جو خدا کی طرف سے لائے ہیں سچے ہیں بیشک اونکو اللہ تعالی نے

الی عباده لیبلغوهم امره ونهیه ووعده ووعیده وایدهم بالمعجزات الدالة علی صدقهم اولهم

اپنی بندوں کی پاس بھیجا تاکہ اوسکا امر اور نہی اور وعدہ اور وعید پہنچادیں اور معجزات سے اونکی مدد کی جو اونکی صداقت پر دلالت کرتی ہیں سب سے اول

ادم علیه السلام واخرهم محمد علیه الصلوة والسلام ولم یبین فی القران عددهم کم هم بل المذکور

آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن میں اونکی گنتی نہیں ہے کتنے ہیں بلکہ قرآن میں

فیه منهم باسمه العلم علی ما ذکره بعض المفسرین ثمانیة وعشرون وهم ادم وادریس ونوح وهود

نام معین لیکر بعض مفسرین کی قول کی موافق اٹھائیس کا ذکر ہے وہ یہہ ہیں آدم اور ادریس اور نوح اور ہود

وصالح وابرهیم واسمعیل واسحق ویعقوب ویوسف ولوط وموسی وهرون وشعیب وزکریا

اور صالح اور ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور یوسف اور لوط اور موسیٰ اور ہارون اور شعیب اور زکریا

ویحیی وعیسی وداود وسلیمن والیاس والیسع وذا الکفل وایوب ویونس ومحمد وذو القرنین وعزیر

اور یحیی اور عیسیٰ اور داود اور سلیمان اور الیاس اور الیسع اور ذا الکفل اور ایوب اور یونس اور محمد اور ذو القرنین اور عزیر

ولقمن علی القول بنبوة هذه الثلثة الاخیرة صلوت الله وسلامه علیهم اجمعین قال بعض

اور لقمان بموجب قول ان تینوں کی نبوت کی جو آخر میں ہیں رحمت اللہ کی اور سلام ان سب پر بعضی

العلماء یجب علی المؤمن ان یعلم صبیانه ونسائه وخدمه اسماء الانبیاء الذین ذکرهم الله تعالی فی

علماء کہتے ہیں کہ ہر مؤمن پر واجب ہے کہ اپنی بچوں اور عورتوں اور غلاموں کو ان انبیا کا نام جنکا ذکر اللہ تعالی نے

کتبه حتی یؤمنوا بهم ویصدقوا بجمیعهم ولا یظنوا ان الواجب علیهم الایمان بمحمد علیه الصلوة والسلام

اپنی کتاب میں کیا ہے سکھادے تاکہ وہ ان سب پر ایمان لاویں اور سب کی تصدیق کریں اور یہہ خیال نہ کریں کہ ایمان صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واجب ہے

فقط لا غیر فان الایمان بجمیع الانبیاء سواء ذکر اسمه فی القران او لم یذکر واجب علی المکلف فمن

اور کا نہیں کیونکہ ایمان تمام انبیا پر لانا قرآن میں اونکا نام مذکور ہو یا نہو مکلف پر واجب ہے پھر جسکی

ثبت تعینه باسمه یجب الایمان به تفصیلا ومن لم یعرف اسمه یجب الایمان به اجمالا والخامس

تعیین نام سے ہوگئی ہے اوسپر تفصیلی ایمان لانا چاہیے اور جسکا نام معلوم نہیں اوسپر اجمالی ایمان لانا چاہیے اور پانچویں شی

مما یجب الایمان به الایمان بالیوم الاخر والمراد من الایمان به العلم بما یکون فیه من احوال

جسپر ایمان لانا واجب ہے قیامت کا دن ہے اور قیامت کے دن پر ایمان لانے سے مراد ہے یقین کرنا اون حالات

الاخرة التي اول منزل من منازلها القبر واحياء الميت فيه وسوال منكر ونكير وهما ملكان
آخرت کا جو اوس روز گذریگی جسکی منزلوں میں سی پہلی منزل قبر ہی اور اوسمیں زندہ کرنا مردہ کا اور سوال منکر نکیر کا اور یہہ دونو فرشتی ہیں

مهيبان يقعدان العبد في قبره ويسألانه عن ربه وعن دينه وعن نبيه ويقولان له من
ہیبت ناک صورت قبر میں مردہ کو بٹھا کر اوس سی پوچھتی ہیں پروردگار کو اور دین کو اور نبی کو اور اوس سی کہینگی کون ہی

ربك وما دينك ومن نبيك وسوالهما اول فتنة بعد الموت فمن وفق الى الجواب يكون قبره
تیرا رب اور کیا ہی تیرا دین اور کون ہی تیرا نبی اور اونکا یہہ سوال موت کی بعد پہلا فتنہ ہی سو جسکو جواب کی توفیق ہوئی تو اوسکی گور

روضة من رياض الجنة ومن لم يوفق الى الجواب يكون قبره حفرة من حفر
ایک چمن ہی بہشت میں کا اور جسکو جواب کی توفیق نہوئی تو اوسکی گور ایک گڑہا ہوگا دوزخ میں کا

النار ثم اذا بعث الناس من قبورهم الى الموقف قاموا فيه
پہر جب بنی آدم کو قبروں میں سی اوٹھاکر موقف میں لیجائینگی اور وہ اوسجگہہ کہڑی رہینگی

ماشاء الله حفاة عراة واذا جاء وقت الحساب يؤمر بالكتب التي كتبها الكرام الكاتبون لان
جسقدر مرضی الله کی ہوگی ننگی پانوں ننگی بدن اور جب وقت حساب کا ہوگا تو حکم ہوگا اعمال ناموں کا جو کرام کاتبین نی لکہہ رکہی ہیں اسلئی

الناس اذا بعثوا من قبورهم لا يكونون ذاكرين لاعمالهم فيؤتون كتبهم ليقفوا على اعمالهم فمنهم من
کہ بنی آدم جب اپنی اپنی قبروں میں سی اوٹہائی جاوینگی تو اونکو اپنی اعمال کچہہ یاد نہونگی اسواسطی اونکو نامہ اعمال دئیجاوینگی تاکہ اپنی اعمال سی خبردار ہوجاویں

يؤتى كتابه بيمينه وهو من السعداء لان اخذ الكتاب باليمين علامة دخول الجنة وعدم الخلود
نامہ اعمال داہنی ہاتہہ میں ملیگی وہ تو سعید ہونگی کیونکہ نامہ اعمال کا داہنی ہاتہہ میں لینا بہشت میں جانی کی ... دوزخ میں ہمیشہ کو

في النار ومنهم من يؤتى كتابه بشماله او من وراء ظهره وهو من الاشقياء فاذا وقف الناس
نرہنی کی نشانی ہی اور بعضوں کو نامہ اعمال بائیں ہاتہہ میں ملینگی یا پیٹھ کی طرف سی اور وہ شقی ہونگی جب بنی آدم اپنی احوال سی خبردار

على اعمالهم يحاسبون بها فاذا انقضى الحساب ينصب الميزان لوزن الاعمال اذ بالحساب
ہوجاوینگی تو پہر اون سی حساب ہوگا پہر جب حساب ہوچکیگا تو اعمال تولنی کیواسطی ترازو قایم کی جاویگی اسلئی کہ حساب سی

يعلم العبد ما هو المقبول من الاعمال الصالحة وما هو المردود منها وما هو المغفور من الاعمال
معلوم ہوگا بنی آدم کو کہ نیک عملوں میں سی کونسا مقبول ہی اور کونسا مردود ہی اور کونسا اعمال بد میں سی معاف ہوا

السيئة وما هو المواخذ بها وبالوزن يطلع على ما يتوجه اليه من الثواب والعقاب ويعلم مقدار
اور کونسی پر سزا ہوگی اور تولنی سی معلوم ہوگا کس عمل پر ثواب ملیگا اور کس پر عذاب ہوگا اور معلوم ہوگا اندازہ

ثواب المقبول من الاعمال الصالحة ومقدار عقاب المواخذ من الاعمال السيئة ولذلك يكون
ثواب کا اعمال نیک میں سی مقبول کا اور اندازہ عذاب کا اعمال بد میں سی قابل دارگیر کا اسی لئی

بعد الحساب نصب الميزان وقد ورد في الخبر ان احدى كفتيه من نور والاخرى من ظلمة فالكفة
میزان بعد حساب کی قایم ہوگی اور حدیث میں مذکور ہی کہ ترازو کا ایک پلڑا نور کا ہوگا اور دوسرا اندہیر کا یعنی سیاہ بس وہ

النيرة للحسنات والكفة المظلمة للسيئات والناس في الاخرة على ما قال علماؤنا ثلثة اصناف
روشن پلڑا واسطی نیکیوں کی ہی اور سیاہ پلڑا واسطی بدیوں کی اور بنی آدم آخرت میں موافق قول ہماری علماء کی تین قسم ہونگی

كفار ومتقون ومخلطون اما الكفار فيوضع كفرهم في الكفة المظلمة فلا يوجد لهم حسنة حتى
نری کفار بد اور نری متقی پرہیزگار اور ملی جلی پہر کفار کا کفر سیاہ پلڑی میں رکہا جاویگا اور کوئی عمل نیک اونکا نہوگا

توضع

توضع فی الکفۃ الاخری فتبقی فارغۃ فترفع لفراغہا وخلوّہا عن الخیر فیامر اللہ تعالی بہم الی

پلڑی مین رکہا جاوی تا چاردہ خالی رہ جاویگا پہر ادہر کہڑا ہوگا ہلکا اور عمل نیک سی خالی ہوکر تب حکم ہوگا اللہ تعالی کا

النار واما المتقون فہم الذین لاکبائر لہم فتوضع حسناتہم فی الکفۃ النیرۃ وصغائرہم ان کانت

اونکی حق مین دوزخ کا اور پرہیزگار شخص جس سی گناہ کبیرہ نہین ہوئی اونکی حسنات روشن پلڑہ مین رکہی جاینگی اور اونکی گناہ صغیرہ اگر

لہم الصغائر فی الکفۃ الاخری فلا یجعل اللہ تعالی لتلک الصغائر وزنا وتثقل الکفۃ النیرۃ حتی

بالفرض ہون گی تو دوسری پلڑہ مین سو اللہ تعالی اون صغائر کو ہلکا بی وزن کردیگا اور وہ روشن پلڑہ ایسا بہاری ہوجاوی گا

لا تبرح من مکانہ وترفع الکفۃ المظلمۃ ارتفاع الفارغ الخالی واما المخلطون وہم الذین ارتکبوا

کہ اپنی جگہہ سی نہین اُبہریگا اور سیاہ پلڑہ ایسا بلند ہوجاویگا جیسی ہلکا خالی ہو اور مؤمن گنہگار شخص جو کہ کبیرہ گناہ کرتی رہی

الکبائر ولم یتوبوا عنہا فتوضع حسناتہم فی الکفۃ النیرۃ وسیاتہم فی الکفۃ المظلمۃ فیکون

اور توبہ کی سو اونکی حسنات تو روشن پلڑہ مین رکہی جاوینگی اور اونکی اعمال بد سیاہ پلڑی مین اور

لکبائرہم ثقل فمن کانت حسناتہ اثقل ولو بصوابۃ یدخل الجنۃ ومن کانت سیاتہم اثقل و

اونکی کبائر مین بوجہہ ہوویگا سو جسکی حسنات بوجہل ہون گی۔ اگرچہ لیکہہ کی برابر وہ بہشت مین جاوینگی اور جسکی بدیان بوجہل ہونگی

لو بصوابۃ یدخل النار الا ان یعفو اللہ تعالی لان مذہب اہل الحق ان العبد اذا اتی بطاعات

اگرچہ لیکہہ کی برابر وہ دوزخ مین جاویگا یا اللہ معاف فرماوی کیونکہ مذہب اہل حق کا یہہ ہی کہ بندہ اگر عبادات

کامثال الجبال ثم کانت لہ مخالفۃ واحدۃ فہو فی مشیۃ اللہ تعالی ان شاء یعاقبہ علیہا ثم

پہاڑ کی برابر ادا کری پہر اوسکی اعمال مین کوئی گناہ بہی ہو تو وہ مشیت الٰہی مین ہی اگر چاہی اوس گناہ پر عذاب دیکر پہر

یعطیہ ثواب طاعاتہ وان شاء یغفرہا لہ ولا یعاقبہ علیہا ہذا اذا کانت الکبائر فیما بینہ وبین

اوسکو ثواب عبادات کا عطا کری اور اگر چاہی معاف کردی اور کچہہ عذاب نکری یہہ کیفیت جب ہی کہ وہ کبایر حقوق الٰہی ہون

اللہ تعالی واما اذا کانت علیہ تبعات وکانت لہ حسنات کثیرۃ فبقدر جزاء التبعات ینقص

اور اگر اوسکی ذمہ پر حقوق العباد ہون اور اوسکی حسنات کثرت سی ہون تو پہر موافق مقدار بدلہ حقوق عباد کی

من ثواب حسناتہ فاذا لم یبق لہ حسنۃ لکثرۃ ما علیہ من التبعات یحمل علیہ من اوزار من ظلمہ

ثواب حسنات کا کہٹایا جاویگا پہر جب اوسکی پاس کوئی حسنہ نہ بچیگا بسبب کثرت حقوق عباد کی تو اوسپر مظلومون کا بوجہہ ڈالا جاویگا

ثم یعذب علی الجمیع اذ قیل لو کان لرجل ثواب سبعین نبیا ولہ خصم واحد بنصف دانق لا یدخل

پہر سب کی بدلہ عذاب کہینچیگا اسلئی کہ کہتی ہین اگر ایک شخص کی پاس ستر نبیون کا سا ثواب ہو اور اوسکا ایک مدعی ہو آدہی دانق کا تو وہ بہشت مین

الجنۃ حتی یرضی خصمہ وقیل یوخذ بدانق قسط سبعمائۃ صلوۃ مقبولۃ فتعطی للخصم ذکرہ القشیری

نہین جاسکتا بدون راضی کئی مدعی کی اور کہتی ہین لیا جاویگا بعوض ایک دانق کی ثواب ستر مقبول نمازون کا پہر اوس مدعی کو دیدینگی قشیری نی

فی التحبیر اذا تقرر ہذا فالصنفان الاولان ہما المذکوران فی القرآن لانہ تعالی لم یذکر فی ایات الوزن

تحبیر مین ذکر کیا جب یہہ بات ٹہر چکی تو دونو پہلی قسمین وہ ہی قرآن مین مذکور ہین اسلئی کہ اللہ تعالی نی نہین ذکر کیا وزن کی آیتون مین

الا من ثقلت موازینہ ومن خفت موازینہ وقطع لمن ثقلت موازینہ بکونہ من المفلحین

سوا اوسکی جو بوجہل ہون وزن اوسکی اور جو ہلکی ہون وزن اوسکی اور طی کردیا جسکی وزن بوجہل ہون کہ سعادت مند وہی ہی

وفی العیشۃ الراضیۃ ولمن خفت موازینہ بخلودہ فی النار بعد ان وصفہ بالکفر وبقی الذین

اور آرام پسندیدہ مین ہی اور جسکی وزن ہلکی ہون کہ ہمیشہ کو دوزخی ہی بعد اسکی کہ بیان کیا اوسکا کفر اور باقی رہی وہ لوگ

یوخذ بدانق قسط سبعمائۃ صلوۃ مقبولۃ

خلطوا عملا صالحا واخر سیئا فبینہم النبی علیہ السلام حیثما ذکر انفا ثم ینصب الصراط علی جہنم
جنہوں نی اعمال نیک اور بد کو ملایا سو اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی بیان کیا ابہی ذکر آچکا پہر صراط کو دوزخ کی اوپر تان دینگی

قال بعض العلماء یکون طرفہ الاول فی ارض القیمۃ وطرفہ الاخر فی ارض الجنۃ وارض القیمۃ تکون
بعضی علماء یہہ کہتی ہین کہ اوسکا پہلا سرا قیامت کی میدان مین ہوگا اور دوسرا سرا بہشت کی زمین مین ہوگا اور قیامت کا میدان

علی النار ویکون اجتماع الخلائق باسرہم علیہا وتفور النار حتی تعلو من جوانبہا وتحیط باہل المحشر
دوزخ کی اوپر ہوگا اور انبوہ تمام خلقت کا اوسی جگہہ ہوگا اور جوش مین آویگی آگ اتنا کہ اونچی ہوجاویگی ہرطرف سی اور گہیر لیگی اہل محشر کو

حتی لا یبقی للجنۃ طریق الا الصراط فلا یکون الذہاب الی الجنۃ الا علی الصراط وقد ورد فی الحدیث
اتنا کہ جنت مین جانیکا کوئی راستہ نہ بچیگا سوای صراط کی سو کوئی صورت جنت مین جانیکی نہوگی سوائی صراط پر کو اور حدیث مین آیا ہی

انہ ادق من الشعر واحد من السیف ویجوزہ الناس بقدر اعمالہم یجوز بعضہم کالبرق الخاطف وبعضہم
کہ صراط بال سی زیادہ باریک ہی اور تلوار سی زیادہ تیز اوسپر کو لوگ گذر ینگی اپنی اپنی اعمال کی موافق بعضی ایسی گذر جاوینگی جیسی چمک بجلی کی اور بعضی

کالریح العاصف وبعضہم کالفرس الجواد وبعضہم یعدو عدوا وبعضہم یمشی مشیا حتی یکون اخر
مانند آندہی تند کی اور بعضی مانند تیز رو گہوڑی کی اور بعضی خوب دوڑتی ہوئی اور بعضی چپکی ہوئی جاتی ہون گی ایسا کہ سب سی پچھلا

من یجوزہ یحبو حبوا فیقول یا رب ابطات بی فیقول الرب تعالی لم ابطئ بک انما ابطئ بک عملک وبعضہم
جاویگا گہسٹتا ہوا یہہ عرض کریگا یا رب تو نی مجکو دیر لگادی پہر اللہ تعالی فرماویگا مین نی مجکو دیر نہین لگائی مجکو تیری اعمال نی دیر لگائی اور بعضی

یجر رجلاہ ویتعلق یداہ وبعضہم یسقط علی وجہہ الی جہۃ النار ویتلقونہ الزبانیۃ بالسلاسل
اپنی پانو کہیچتی ہونگی دونو ہاتہون سی پکڑی ہوی اور بعضی منہہ کی بل دوزخ کی اندر گر پڑینگی اور دوزخ کی موکل اوسکو زنجیر

والاغلال ویقولون لہ اما نہیت عن کسب الاوزار اما حذرت من عذاب النار فتفکر یا مسکین اذا
اور طوق مین جکڑ لینگی اور اوسی کہینگی کیا تجکو گناہون سی منع نہین کیا تہا اعمال بد سی کیا تجہکو ڈرایا نہین تہا دوزخ کی عذاب سی اب تصور کر لی او مسکین جب

نظرت الی جہنم وانت علی الصراط مع ضعف حالک وثقل اوزارک علی ظہرک والخلائق بین یدیک
تو نظر کریگا دوزخ کی طرف اور تو صراط کی اوپر ہوگا حالت تیری ناتوان اور بوجہہ گناہون کا تیری کمر پر اور تمام خلق تیری سامنی

کیف یتزلزلون وینکبون فتعلو رجلہم وتسفل رؤسہم الی جہۃ النار ومما یکون فی الیوم الاخر من احوال الاخرۃ
کیونکر اوتریں گی اور گرینگی پہر پانو اوپر کو ہوجاوینگی اور سر نیچی کو دوزخ کی طرف اور منجملہ حالات اخروی کی جو قیامت کی دن پیش آویگا

الشرب من الحوض فان لکل نبی حوضا یشرب منہ مع امتہ وحوض نبینا علیہ الصلوۃ والسلام اکبر
حوض مین سی پانی پیناہی ہر ہر نبی کا ایک ایک حوض ہوگا اوسمین سی پانی پیویگا اپنی امت کی ساتہہ اور ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض سبہ سی بڑا

من غیرہ متسع الجوانب والزوایا مقدار مسیرۃ شہر کما روی عن عبد اللہ عمرو بن العاص انہ علیہ
ہوگا کہلی ہوی کناری اور کونی بمقدار سفر ایک مہینی کی چنانچہ روایت ہی عبد اللہ بن عمرو بن عاص سی کہ فرمایا

الصلوۃ والسلام قال حوضی مسیرۃ شہر وزوایاہ سواء وماءہ ابیض من اللبن واحلی من العسل و
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی میرا حوض برابر سفر ایک مہینہ کی ہی کونی اوسکی برابر یعنی قائم ہین اور اوسکا پانی دودہ سی زیادہ سفید اور شہد سی زیادہ شیرین

ریحہ اطیب من المسک وکیزانہ کنجوم السماء من یشرب منہ فلا یظما ابدا فقد دل ہذا الحدیث
اور اوسکی خوشبو مشک سی زیادہ پاکیزہ اور اوسکی آبخورہ برابر گنتی آسمان کی ستارون کی جسنی اوسمین سی پیا کبہی پیاسا نہوگا یہہ حدیث بہولالت کرتی ہی

علی ان من شرب منہ لا یعذب بالعطش ابدا لکن یزاد عنہ من بدل وغیر لما روی عن سہل بن
کہ جسنی اوسمین سی پانی پیا اوسکو عذاب پیاس کا کبہی نہو دیگا لیکن ہٹا دئی جاوینگی حوض پر سی وہ لوگ جنہوں نی دین کو بدلا او بدعت پیدا کی اسی کہ روایت ہی سہل

سعد انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال انا فرطکم علی الحوض من مر علیّ یشرب ومن شرب لا یظمأ ابدا

سعد سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں تمہارا میر منزل ہوں حوض پر جو شخص میری تک آویگا سو پیویگا اور جو شخص پیویگا کبھی پیاسا نہوگا

لیردن علیّ اقوام اعرفہم ویعرفوننی ثم یحال بینی وبینہم فاقول انہم منی فیقال لا تدری ما احدثوا

البتہ آوینگی مجھہ تک وہ قوم کہ میں اونکو پہچانونگا وہ مجھی پہچانینگی پہر میری اور اونکی بیچ میں پردہ ہوجائیگا میں کہونگا یہہ تو میری ہی ہیں جواب آویگا آپکو خبر نہیں انہوں نی

بعدک فاقول سحقا سحقا لمن غیّر بعدی فانہ علیہ السلام انما یعرف امتہ فی ذلک الیوم لورودہم

بعد آپ کی پہر میں کہونگا دور دور جسنی دین کو بدلا میری بعد پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسطی پہچانینگی اپنی امت کو اوس روز کہ وہ آوینگی آپکی پاس

علیہ غرا محجلین من اثر الوضوء کما روی عن حذیفۃ انہ علیہ السلام قال حوضی لھو اشد بیاضا

ہاتہہ منہہ چمکتی ہوئی وضوء کی اثر سی چنانچہ روایت ہی حذیفہ سی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی میرا حوض البتہ بہت سفید ہی

من الثلج واحلی من العسل وآنیتہ اکثر من عدد النجوم وانی لاصد الناس عنہ کما یصد الرجل ابل

برف سی اور بہت شیرین ہی شہد سی اور اوسکی برتن یعنی کوزہ بہت زیادہ ہیں ستارونکی گنتی سی اور میں البتہ روکونگا غیر لوگون کو جیسی روکتا ہی کوئی شخص

الناس عن حوضہ قالوا یا رسول اللہ انعرفنا یومئذ قال نعم لکم سیماء لیست لاحد من الامم

غیر کی اونٹ کو اپنی حوض پر سی پوچھا یا رسول اللہ کیا تم پہچانوگی ہمکو اوس روز فرمایا ہان تمہاری چہرہ ایسی ہونگی جو کسیکی تمام امتوں میں سی نہونگی

تردون علیّ غرا محجلین من اثر الوضوء فہذہ الاحادیث قد دلت علی کون الحوض یوم القیمۃ حقا لکن

تم میری پاس آوگی ہاتہہ منہہ چمکتی ہوئی وضو کی اثر سی ان حدیثوں سی معلوم یہہ ہوا کہ قیامت کی دن حوض حق ہی لیکن

اختلف فیہ ہل ہو قبل الصراط او بعدہ وہل ہو قبل المیزان او بعدہ فقال بعضہم انہ یکون بعد الصراط

اختلاف اسمیں ہی کہ آیا وہ صراط سی پہلی ہی یا صراط کی بعد اور آیا وہ میزان سی پہلی ہی یا پیچہی سو بعضی کہتی ہیں کہ حوض صراط کی بعد ہوگی

اذ لو کان فی الموقف لما دخل النار من شرب منہ لانہ علیہ السلام قال من شرب منہ لا یظمأ ابدا وقد

کیونکہ اگر وہ موقف میں ہوتی تو دوزخ میں کبھی نہ جاتا جو اوسمیں سی پی لیتا اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی جو اوسمیں سی پیویگا کبھی پیاسا نہوگا اور

ثبت ان بعضا من عصاۃ المؤمنین یدخلون النار ثم یخرجون منہا بسبب الایمان فمتی یکون

بیشک یہہ ثابت ہی کہ بعضی گنہگار مؤمن دوزخ میں ڈالی جاوینگی پہر اوسمیں سی نکلینگی بسبب ایمان کی پہر اونکو پیاس کب میسر ہوگا

شربہم منہ وہذا القول لیس بصحیح بل الصحیح انہ یکون فی الموقف قبل الصراط وقبل المیزان لان

اور یہہ قول صحیح نہیں ہی بلکہ صحیح یہہ ہی کہ حوض موقف میں ہوگا صراط سی پہلی اور میزان سی پہلی اسلئی

الناس یخرجون من قبورہم عطاشا فذلک یقتضی ان یکون الحوض قبلہما وقد روی البخاری عن

کہ بنی آدم قبرون میں سی پیاسی نکلینگی اسی معلوم ہوتا ہی کہ حوض ان دونو سی پہلی ہوگا اور بخاری نی روایت کی ہی

ابی ہریرۃ انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال بینا انا قائم علی الحوض اذا زمرۃ حتی اذا عرفتہم خرج رجل

ابو ہریرہ سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ایک وقت میں حوض پر کہڑا ہونگا ناگہاں ایک گروہ پیدا ہوگا ایسا کہ جب میں اونکو پہچانونگا تو

من بینی وبینہم فقال لہم ہلم فقلت الی این قال الی النار واللہ قلت ما شانہم قال انہم ارتدوا بعدک

میری اور اونکی بیچمیں ایک شخص آجاویگا وہ شخص کہیگا اونسی چلو میں پوچھونگا کدہر کو کہیگا دوزخ میں قسم خدا کی میں کہونگا انکا کیا حال ہی کہیگا یہہ لوگ پہر گئی تہی بعد آپ کی

علی ادبارہم قہقری ثم اذا زمرۃ حتی اذا عرفتہم خرج رجل من بینی وبینہم فقال لہم ہلم فقلت

پیر پشت اولٹی پانوون پہر ناگہاں ایک گروہ ہوگا ایسا کہ جب میں اونکو پہچانونگا پیدا ہویگا ایک شخص بیچمیں میری اور اونکی وہ اونسی کہیگا چلو میں پوچہونگا

الی این قال الی النار واللہ قلت ما شانہم قال انہم ارتدوا علی ادبارہم فلا اری یخلص منہم الا مثل

کدہر کو وہ جواب دیگا دوزخ میں قسم اللہ کی میں کہونگا کیا حال ہی انکا وہ کہیگا یہہ پہر گئی تہی پس پشت اپنی سو معلوم نہیں ہوتا مجھی کہ بچیگا کوئی اونمیں سی مگر مانند

هل النعم یعنی ان من ینجو منهم قلیل قلة النعم الضالة علی ان الهمل بفتحتین جمع هامل وهو الضال
گم گشتہ اونٹ کی مراد یہہ ہی کہ جو بچینگی اونمین سی تہوڑی ہونگی جیسی اونٹ گم گشتہ کیونکہ ہمل ساتہہ زبر ہا اور میم کی ہامل کی جمع ہی اور اوسکی معنی کہوئی ہوئی

من الابل قال القرطبی فی تذکرته نقلا عن شیخه هذا الحدیث مع صحته ادل دلیل علی کون
اونٹ قرطبی اپنی تذکرہ مین اپنی اوستاد سی نقل کرکر کہتا ہی کہ یہہ حدیث صحیح ہی اور بڑی قوی دلیل ہی اسکی

الحوض فی الموقف قبل الصراط لان الصراط ممدود علی جهنم یجاز علیه فمن جازه یسلم من النار فلا یکون
کہ حوض موقف مین صراط سی پہلی ہوگی اسلئی کہ صراط دوزخ کی اوپر بچہایا ہوا ہوگا اوسپر کو گذر کر جاوینگی پہر جو شخص اوسپر سی گذر گیا تو دوزخ سی بچ گیا

له رجوع الیها ابدا فکیف یصح ان یدعی الیها وکذا حیاض الانبیاء تکون فی الموقف لما روی عن ابن عباس
پہر وہ کب ہٹ کر آویگا حوض پہ پہر کیونکر ہوسکتا ہی کہ اوسکو حوض پہ بلادین اور ایسی ہی حوضین اور نبیوں کی موقف ہی مین ہون گی اسلئی کہ ابن عباس

انه علیه الصلوة والسلام سئل عن الوقوف بین یدی الله تعالی هل فیه ماء قال والذی نفسی بیده
روایت کرتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہا حال وقوف کا سامنی اللہ تعالی کی آیا اوسجگہہ پانی ہی فرمایا قسم اوس ذات کی جسکی قبضہ مین

ان فیه الماء وان اولیاء الله لیردون حیاض الانبیاء ویبعث الله تعالی سبعین الف ملك بایدیهم
بیشک وہان پانی ہی اور بیشک دوست خدا کی نبیون کی حوضون پہ پانی پیوینگی اور اللہ تعالی ستر ہزار فرشتی بہیجیگا اونکی ہاتہون مین

عصی من النار یذودون الکفار عن حیاض الانبیاء وهذا الحدیث یدل علی کون حیاض الانبیاء فی
آگ کی لاٹہیان ہونگی کفار کو نبیون کی حوضون پرسی ہٹاوینگی اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ حوض تمام نبیون کی

الموقف فیلزم منه ان یکون حوض نبینا فی الموقف ایضا وما ذکر من انه لو کان فی الموقف لما دخل
موقف مین ہونگی اسی لازم آتا ہی کہ حوض ہماری صلی اللہ علیہ وسلم کا بہی موقف مین ہو اور یہہ جو کہتی ہین کہ اگر حوض موقف مین ہوتا تو ہرگز

النار من شرب منه فالجواب عنه ان من شرب منه من اهل الکبائر ان دخل النار بمشیة الله تعالی
دوزخ مین نجاتا جو شخص اوسمین سی پانی پی چکتا تو اسکا جواب یہہ ہی بیشک جو شخص اوس حوض مین سی پیویگا اہل کبیرہ مین سی اگر وہ دوزخ مین داخل ہوگا مشیت الہی سی

لا یعذب بالعطش ولا یحرق النار جوفه واما الذین بدلوا وغیروا واحدثوا ما لیس فی شریعته علیه السلام
تو اوسکو پیاس کا عذاب نہین ہوگا اور آگ اندر سی پیٹ کو نہ جلادیگی اور وہ لوگ جنہوں نی دین کو بدلا اور پلٹ ڈالا اور بدعتین پیدا کین جو شریعت نبوی مین نہین ہین

فان کان تبدیلهم فی الاعمال ولم یکن فی الاعتقاد فانهم قد یبعدون عن الحوض فی حال ثم یشربون منه
پس اگر وہ تبدیل صرف اعمال ہی مین ہی اور اعتقاد مین نہین ہی تو ایسی لوگ روکی جاوینگی حوض سی ایک وقت پہر پیوینگی اوس حوض سی

بعد المغفرة وان کان تبدیلهم فی الاعتقاد اختلف فی خلودهم فی النار ومن المعلوم قطعا ان المخلد فی
بعد بخشش کی اور اگر وہ تبدیل اونکی اعتقاد مین ہی تو اختلاف ہی اونکی دائمی دوزخی ہونیمین اور یقینی معلوم ہی کہ دائمی دوزخی

النار لیس الا الکافر وقد ثبت ان المطرودین عن الحوض اصناف المنافقون الذین یظهرون الایمان ویضمرون
سوای کافر کی کوئی نہین ہی اور بیشک یہہ ثابت ہوچکا ہی کہ حوض پرسی نکالی ہوئی کئی قسم کی لوگ ہون گی ایک تو منافق جو ظاہر مین ایمان جتلاتی تہی اور دلمین

الکفر واهل الکفر والبدع والاهواء والمعلنون بالکبائر والمستخفون بالمعاصی والظلمة واعوانهم علی ما
کفر چہپاتی تہی اور ظاہر کافر اور بدعتی اور ہوا ہوس پرست اور گناہ کبیرہ ظاہر کر بنوالی اور گناہ کو ہلکا جانتی والی اور ظلم پیشہ اور انکی مددگار اسلئی

روی عن کعب بن عجرة انه علیه الصلوة والسلام قال له یا کعب بن عجرة اعیذك بالله من امراء
کہ روایت ہی کعب بن عجرہ سی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکو فرمایا ای کعب بن عجرہ تجکو خدا کی پناہ اون امیروں سی

یکون من بعدی فمن غشی ابوابهم فصدقهم فی کذبهم واعانهم علی ظلمهم فلیس منی ولست منه
جو میری بعد ہونگی پس جو شخص اونکی دروازہ پر گیا اور اونکی جہوٹہی باتون کو تصدیق کیا اور ظلم مین شامل ہوکر مددگار بنا نہ وہ میرا اور نہ مین اوسکا

ولا یرد علی الحوض ومن لم یغش ابوابهم ولم یصدقهم فی کذبهم ولم یعنهم علی ظلمهم فهو منی وانا منه
اورنہ وہ حوض پر آسکیگا اور جو شخص اونکی دروازہ پر نگیا اور نہ اونکی جہوٹہی باتون کی تصدیق کی اونہ ظلم پر اونکی مدد کی پس وہ شخص میرا اور مین اوسکا

ویرد علی الحوض بیسرنا الله تعالی الورود علیه والنجاة من النار والسادس مما یجب الایمان به الایمان
وہ ہی حوض پر آویگا الہی آسان کر ہمپر حوض پر جانا اور نجات دی آگ سی اور چہٹی شی جسپر ایمان لانا واجب ہی ایمان تقدیر کا ہی

بالقدر والمراد من الایمان به العلم بکون کل ما یجری فی العالم من الخیر والشر والنفع والضر والاسلام
اور تقدیر پر ایمان لانی سی مراد یہہ ہی کہ یقین کرنا تمام حالات کا جو عالم مین گذرتی ہین نیک اور بد اور فائدہ اور نقصان اور اسلام

والکفر والطاعة والعصیان والربح والخسران والارادات والخطرات والحرکات والسکنات بقضاء
اور کفر اور عبادت اور گناہ اور نفع اور ٹوٹا اور ارادہ اور خطرہ دل اور حرکت اور سکون یہہ سب حکم

الله تعالی وقدره فعلی هذا کان الظاهر ان یذکر الایمان بالقضاء ایضا وانما لم یذکر لکون الایمان
الہی سی اور اوسکی اندازہ سی ہین اس تقریر کی موافق ایمان قضا پر بہی ذکر کرنا مناسب تہا پہر جو ذکر نہین کیا تو اس لئی کہ ایمان

بالقدر مستلزما للایمان بالقضاء اذ القضاء وجود الموجودات فی اللوح المحفوظ اجمالا والقدر
تقدیر پر بعینہ ایمان قضا پر ہی اسلئی کہ قضا تو وجود ہی تمام موجودات کا لوح محفوظ مین مجملا اور قدر

تفصیل القضاء السابق بایجاد تلک الموجودات فی المواد الخارجیة واحدا بعد واحد وقیل القضاء
تفصیل اسی پہلی قضا کی ہی باعتبار پیدایش اوسی موجودات کی مادہ خارجی مین ایک کی بعد ایک آگی پیچہی اور بعضی کہتی ہین قضا نام

هو الارادة الازلیة والعنایة الالهیة المقتضیة لنظام الموجودات علی ترتیب خاص والقدر تعلق
ارادہ قدیم کا اور خواہش الہی کا جسی سلسلہ موجودات کا خاص ترتیب سی بنا ہوا ہی اور تقدیر متعلق ہونا

تلک الارادة بالاشیاء فی اوقاتها الخاصة بها قال الامام فخر الدین الرازی فی تفسیر سورة یوسف اعلم
اوسہی ارادہ کا تمام اشیاء سی اونکی وقتون پر جو اونکی لئی مقرر ہوچکی ہین امام فخر الدین رازی سورۂ یوسف کی تفسیر مین کہتی ہین سمجہ لی

ان الانسان مامور بان یراعی الاسباب فی هذا العالم فانه مامور غالبا بان یحذر من الاشیاء المهلکة
کہ انسان کو حکم ہی کہ اسباب ظاہری کو اس عالم مین رعایت یعنی استعمال کیا کری کیونکہ اوسکو حکم ہی اکثر جاکہ بچا رہی مہلک چیزونسی

والاغذیة المضرة بان یسعی فی تحصیل المنافع ودفع المضار بقدر الامکان ثم انه مع ذلک ینبغی له
اور ایسی غذاؤن سی جو ضرر کرین اسطرح کہ اپنی مقدور کی موافق کوشش کرکر منفعت کی اشیاء حاصل اور مضر چیزون کو دفع کری پہر تو بہی انسان کو لائق یہہ ہی

ان یکون جازما بانه لا یصل الیه الا ما قدر الله له ولا یحصل له الا ما اراده الله له فقول یعقوب
کہ یہہ یقین کری کہ مجہکو وہی ملیگا جو الله نی میری واسطی اندازہ کیا ہی اور مجہکو کبہی نہین حاصل ہوگا سواء اوسکی جو اللہ نی ارادہ کیا ہی اب قول حضرت یعقوب

النبی علیه السلام لبنیه لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقة اشارة الی رعایة
علیہ السلام کا جو اپنی بیٹونسی فرمایا تہا تم سب ایک دروازہ مین سی نہ جانا اور الگ الگ دروازون سی جانا اشارہ ہی واسطی

الاسباب المعتبرة فی هذا العالم وقوله وما اغنی عنکم من الله من شیء اشارة الی التوحید المحض
استعمال اسباب ظاہری کی جو اس عالم مین معتبر ہین اور قول اونکا اور مین نہین بچا سکتا تمکو اللہ کی کسی چیز سی اشارہ ہی طرف خالص توحید کی

وعدم الالتفات الی الاسباب وقد ذکر الامام الغزالی فی کتاب الشکر من الاحیاء سوالا وهو ان الله تعالی
اور توجہ نکرنا اسباب پر اور امام غزالی نی احیا کی کتاب الشکر مین یہہ اعتراض ذکر کیا ہی کہ اللہ تعالی نی

قد امرنا ان نعمل له والا فنحن مذمومون ومعاقبون علی العصیان مع کون الکل من الله تعالی
بیشک ہمکو امر فرمایا کہ اوسکی اطاعت کرین اور نہین تو ہم قابل سرزنش اور عذاب کی ہین نافرمانی سی باوجودیکہ یہہ تمام اللہ کی حکم سی ہو سکتا ہی

وليس الينا شئ فكيف نذم وكيف نعاقب ثم اجاب بان هذا الوعيد من الله تعالى سبب لحصول
ہماری اختیار مین کچہہ بہی نہین ہی بہلا کہو ہمکو کیون سرزنش ہی اور کیون عذاب ہوتا ہی پہر اوسنی یہہ جواب دیا کہ اسد تعالی کی اس دہمکی سی ہمکو اعتقاد حاصل ہوتا ہی
الاعتقاد فينا وحصول الاعتقاد سبب لهيجان الخوف وهيجان الخوف سبب لترك الشهوات وترك
اور اعتقاد حاصل ہونی سی دل پر خوف الہی خوب طاری ہوتا ہی اور خوف کی جوش سی شہوات نفسانی چہوٹتی ہی اور
الشهوات سبب للوصول الى جوار الله تعالى والله سبحانه وتعالى مسبب الاسباب ومرتبها
شہوات نفسانی کی چہوٹنی سی قرب الہی حاصل ہوگا اور اسد تعالی ہی تمام اسباب کا بنانیوالا اور آراستہ کرنیوالا ہی
فمن سبق له السعادة في الازل يتيسر له هذه الاسباب حتى يقوده سلسلتها الى الخير ومن لم يسبق
پہر جسکو ازل مین سعادت نی جالیا اوسکو یہہ تمام اسباب میسر ہو جاتی ہین آخرکو وہ سلسلہ اوسکو خیر کی طرف کہینچ لیجاتا ہی اور جسکو
له السعادة يكون بعيدا عن سماع كلام الله تعالى وكلام رسوله وكلام العلماء واذا لم يسمع لا يعلم
سعادت حاصل نہوئی تو وہ کلام الہی سنتی اور نہ کلام اوسکی رسول کی مانی اور نہ کلام علماء کی قبول کری اور جب اوسنی کچہہ نہ سنا تو کیا جانی
واذا لم يعلم لا يخاف واذا لم يخف لا يترك الركون الى الدنيا وشهواتها واذا لم يترك الركون الى الدنيا
اور جب بی علم ہوا تو پہر کیا خوف ہوگا اور جب کچہہ خوف ہی نہوا تو دنیا کی رغبت اور اوسکی ہوا وہوس کب چہوڑیگا اور جب دنیا کی رغبت
وشهواتها يكون من حزب الشيطان وان جهنم لموعدهم اجمعين

اور اوسکی ہوا وہوس دل سی نہ گئیں تو شیطان کی گروہ مین داخل ہوا اور بیشک دوزخ ان سبکا ٹہکانا ہی

المجلس الثامن في بيان من يدخل الجنة ومن لا يدخلها من المطيع للرسول عليه السلام والمخالفة له

مجلس آٹھوین بیان مین اون لوگون کی جو بہشت مین جاوینگی اور جو شخص بہشت مین نہین جاوینگی رسول علیہ السلام کی فرمان بردارون اور مخالفون مین سی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل امتي يدخلون الجنة الا من ابى قالوا
فرمایا رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم نی میری تمام امت جنت مین داخل ہوگی سوای اوس شخص کی جو منکر ہوا
ومن ابى يا رسول الله قال من اطاعني دخل الجنة ومن عصاني فقد ابى هذا الحديث من صحاح
منکر کون ہی یا رسول اسد فرمایا جسنی میرا کہا مانا وہ جنت مین داخل ہوگا اور جسنی میرا کہا نمانا وہ بیشک منکر ہوا یہہ حدیث مصابیح کی
المصابيح رواه ابو هريرة والمراد بالامة فيه يحتمل ان تكون امة الدعوة فعلى هذا فالابى هو الكافر
صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور مراد امت سی اس حدیث مین شاید کہ امت دعوت ہو اس تقدیر پر منکر کافر ہی ہین
فيكون المعنى ان كل من امن بما جئت به من عند الله تعالى يدخل الجنة اما قبل دخول النار
پہر معنی حدیث کی یہہ ہین کہ جو شخص یقین کری گا احکام کا جو مین اسکی طرف سی لایا ہون وہ جنت مین داخل ہوگا یا تو بدون داخل ہونی دوزخ کی
او بعد الخروج منها ومن ابى وامتنع عن الايمان بما جئت به من عند الله تعالى لا يدخل الجنة
یا دوزخ سی نکل کر اور جو شخص منکر ہوا اور باز رہا ایمان سی اون احکام پر جو مین لایا ہون اسد کی طرف سی تو وہ جنت مین ہرگز نہین جاویگا
اصلا بل يبقى في النار ابد الاباد ويحتمل ان يكون المراد بالامة امة الاجابة فعلى هذا فالابى هو
بلکہ ہمیشہ کو دوزخ ہی مین پڑا رہی گا اور شاید مراد اس امت سی امت اجابت یعنی اہل اسلام ہون اس تقدیر پر منکر وہ ہین جو
العاصي من امته عليه الصلوة والسلام فيكون المعنى من اطاعني بعد ما آمن بي وتمسك بسنتي
گناہ مین مبتلا ہین امت نبوی سی صلی اسد علیہ وسلم اب معنی حدیث کی یہہ ہین جسنی میرا کہا مانا یعنی مجہہ پر ایمان لاکر اور میری طریق مسنون پر عمل کیا
وعمل بشريعتي يدخل الجنة ولا يدخل النار اصلا ومن ابى بعد ما آمن بي وامتنع عن تمسك بسنتي
اور میری شریعت کو برتا وہ جنت مین داخل ہوگا اور دوزخ مین ہرگز نہین جاویگا اور جو منکر ہوا ایمان لاکر اور باز رہا میری سنت کی عمل سی

والعمل بشریعتی واتبع هواه وضل عن سواء السبیل یبقی فی مشیة الله تعالی ان شاء یعفو عنه
اور میری شریعت کی برتنی سی اور پیچھی لگا اپنی ہوا ہوس کی اور بہکا سیدہی راہ سی تو وہ خدا کی مشیت مین ہی چاہی اوسکو معاف کر کی
ویدخل الجنة بلا عذاب وان شاء یدخله النار ویعذبه فیها بقدر ذنبه ثم یخرجه منها ویدخله
بلا عذاب جنت مین داخل کری اور چاہی اوسکو دوزخ مین داخل کری اور موافق گناہون کی اوسمین عذاب دیکر پہر اوسمین سی نکال کر جنت مین داخل کری
الجنة والحاصل ان من اطاع مولاه وجاهد نفسه وهواه وخالف شیطانه ودنیاه یکون
اور حاصل یہہ ہی کہ جسنی اپنی مولی کی اطاعت کی اور مجاہدہ کیا اپنی جان سی اور ہوس سی اور مخالفت کی شیطان اور دنیا سی تو
الجنة منزله ومأواه ومن تمادی فی غیه وعصیانه وارخی فی الدنیا زمام طغیانه ووافق
جنت اوسی کا گہر اور ٹہکانا ہی اور جو شخص کہپا رہا اپنی کجی اور نا فرمانی مین اور ڈہیلی ڈالدی دنیا مین باگ سرکشی کی اور پیروی کرتا رہا
هواه فی لذاته وشهواته یکون النار اولی به اذ قال الله تعالی فاما من طغی واثر الحیوة الدنیا فان
اپنی خواہش کی لذت اور شہوات مین تو دوزخ اسہیکی لئی سزاوار ہی اسلئی کہ الله تعالی نی فرمایا ہی سو جسنی شرارت کی اور بہتر سمجہا دنیا کا جینا سو
الجحیم هی المأوی واما من خاف مقام ربه ونهی النفس عن الهوی فان الجنة هی المأوی وروی عن
دوزخ ہی ہی ٹہکانا اور جو کوئی ڈرا اپنی رب کی پاس کہڑی ہونی سی اور روکا جی کو چاؤ سی سو بہشت ہی ٹہکانا اور روایت ہی
ابی هریرة انه علیه السلام قال لا یدخل النار الا شقی قیل ومن الشقی یا رسول الله قال من لم یعمل
ابو ہریرہ سی کہ رسول علیہ السلام نی فرمایا دوزخ مین کوئی داخل نہوگا سوای شقی کی کسینی پوچہا شقی کون ہوتا ہی یا رسول الله فرمایا جسنی
الله بطاعة الله ومن لم یترك له معصیته فهو شقی وروی عن شداد بن اوس انه علیه السلام
خدا کی واسطی طاعت نکی اور جسنی اوسکی خوف سی گناہ کو نچہوڑا وہ شقی ہی اور روایت ہی شداد بن اوس سی کہ رسول علیہ السلام نی فرمایا چالاک عاقل
قال الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله فانه
وہ ہی جسنی خدا کی واسطی اپنی جان جہکادی اور آخرت کی واسطی عمل کیا اور عاجز نادان وہ ہی جو اپنی جان سی ہوا ہوس کی پیچہی پڑا رہا اور الله سی بیجا آرزو کی
علیه الصلوة والسلام بین فی هذا الحدیث ان العاقل من بذل نفسه ویجعلها مطیعة لامر
رسول علیہ الصلوة والسلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ ہوشیار وہ شخص ہی جو خوار کری اپنی جان کو اور اپنی جان کو امر الہی کی تابع بنادی
الله تعالی ویحاسبها فی الدنیا قبل ان یحاسب فی الاخرة فان وجدها عملت خیرا یشکر الله تعالی
اور اوسکا حساب دنیا مین سمجہ لی آخرت مین حساب ہونی سی پہلی پہر اگر معلوم ہو کہ اوسی اعمال خیر عمل مین آئی تو الله کا شکر بجالادی
وان وجدها عملت شرا یستغفر الله تعالی ویتوب الیه ویتأسف علی ما ضیع من عمره ویستعد
اور اگر یہہ معلوم ہو کہ اعمال بد کئی ہین تو الله سی بخشش طلب کری اور اوسکی طرف رجوع کری اور اتنی عمر کی بربادی پر افسوس کری اور اپنی آخرت کی لئی سامان کری
لعاقبة امره بالتوجه الی صالح عمله والتنصل من سالف زلله والاشتغال بعبادة ربه فی جمیع احواله
نیک عمل کی طرف متوجہ ہو اور گذری ہوئی لغزشون سی بیزار ہو اور اپنی پروردگار کی عبادت کا ہر وقت شغل رکہی
فهذا هو الزاد لیوم المعاد والاحمق من یقصر فی امر مولاه ویسعی فی تحصیل هواه وهو مع تقصیره
یہہ ہی توشہ معاد کی دن کا اور احمق وہ ہی جو اپنی مولی کی کہا ماننی مین قصور اور ہی خواہش حاصل کرنیمین کوشش کری اور وہ تسپر بہی کہ
فی طاعة ربه واتباع شهوات نفسه یتمنی علی الله تعالی فهذا هو الغرور لانه تعالی امر ونهی ثم
اپنی رب کی طاعت مین قاصر ہی اور اپنی نفس کی خواہش مین لگا چلا جاتا ہی الله سی آرزوئین مانگتا ہی بس غرور یہہ ہی ہی کیونکہ الله تعالی نی امر بہی کیا اور نہی بہی کی پہر
قال وان لیس للانسان الا ما سعی وروی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال ما من احد یموت
فرمایا اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی جو اوسنی کمایا اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ رسول صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا ایسا کوئی نہین جو مر کر

الاالندم قالوا وما ندامته یارسول الله قال ان کان محسناً ندم ان لایکون ازداد وان کان

پچھتاوی نہین عرض کیا پچھتاوا کیا ہوگا یارسول اللہ فرمایا اگر وہ شخص نیکو کار ہی تو پچھتاویگا کہ مینی کیون نہین زیادہ عمل کیا اور اگر

مسیئاً ندم ان لایکون نزع فیا ایها العاقل لاتضیع عمرك فی الغفلة فاجتهد فی تحصیل امتعة

بدکار ہی تو پچھتاویگا کیون نہین باز رہا پس ای شخص ہوشیار غفلت مین اپنی عمر برباد مت کر سامان آخرت کی پیدا کرنی مین کوشش کر

الاخرة قبل ان یجیٔ یوم لاتقدر علی تحصیلها فی ذلك الیوم فانك عن قریب تعاین ذلك الیوم فتندم

اس سی پہلی کہ وہ دن آپہنچی کہ پھر تجھکو اوس روز حاصل کرنی کی کچھہ طاقت نرہیگی تو ابھی نزدیک اوس دن کو دیکھہ لیگا

علی ما فات من عمرك ولاینفعك الندم قال الامام الغزالی فی رسالته المسماة یا ایها الولد انی رایت

پھر غفلت مین عمر برباد کئی ہوی پچھتایگا اور اس ندامت سی کچھہ فائدہ نہوگا امام غزالی اپنی رسالہ مین ایها الولد جسکا نام ہی کہتی ہین

فی الانجیل ان المیت من ساعة ان یوضع علی الجنازة الی ان یوضع الی شفیر القبر یسئله تعالی

مینی انجیل مین دیکہا ہی کہ مردہ سی اتنی عرصہ مین کہ اوسکو جنازہ پر رکہہ کر قبر کی کنارے پہ لیجا کر رکہین اللہ تعالی اپنی عظمت سی

بعظمته اربعین سوالاً اوله یقول عبدی طهّرت منظر الخلق سنین وما طهّرت منظری

چالیس سوال پوچہتا ہی پہلی یہہ ہی فرماتا ہی ای میری بندی پاکیزہ کیا تونی اپنی تن بدن کو برسون تک اور میری نظر گاہ کو

ساعة فانه ینظر فی قلبك كل یوم ویقول ما تصنع بغیری وانت محفوف بخیری اما انت اصمّ

ایکدم پاک کیا کیونکہ اللہ تعالی ہر روز تیری دلکی طرف دیکہتا ہی اور فرماتا ہی تو کیا کیا کرتا ہی اورون کی واسطی اور تو گہرا ہوا ہی میری انعام سی کیا تو بہرا ہی

لاتسمع وقد قال ابو سلیمان الدارانی لو لم یبك العاقل فیما بقی من عمره علی فوت ما مضی منه

سنتا نہین ابو سلیمان دارانی کہتی ہین اگر عاقل افسوس سی نہ روی اپنی بقیہ عمر مین بی عبادت غفلت مین گذری ہوئی عمر پر

فی غیر الطاعة لکان خلیقاً ان یحزنه ذلك الی الممات قال الامام الغزالی انما قال هذا لان

تو اوسکو لائق ہی کہ مرتی دم تک اسیکی غم مین رہی امام غزالی کہتی ہین ابو سلیمان نی یہہ بات اسلئی کہی ہی کہ

العاقل اذا ملك جوهرة نفیسة وضاعت منه فی غیر فائدة یبکی علیها لامحالة فاذا ضاعت

عاقل کو اگر کوئی نفیس جوہر ہاتہہ آجاتا ہی اور پہر وہ اوسکی ہاتہہ سی بی فائدہ جاتا ہی تو بیشک اوسکی غم مین روتا ہی پہر اگر وہ جوہر

منه وصار ضیاعها سبباً لهلاکه یکون بکاءه اشد فكل ساعة من العمر بل كل نفس منه

بی فائدہ گم ہو کر باعث ہوا اوس شخص کی تباہی کا تو اور بہی زیادہ تر روتا رہیگا پس ہر ہر ساعت عمر کی بلکہ ہر ہر دم عمر کا

جوهرة نفیسة لاخلف لها ولا بدل لها لانها صالحة لان یوصلك الی سعادة الابد وینقذك

ایک نفیس جوہر ہی جسکا نہ کچہہ عوض ہی اور نہ بدلہ کیونکہ وہ عمر اس قابل ہی کہ تجھکو سعادت ابدی مین پہنچادی اور

من شقاوة السرمد وای جوهر انفس من هذه الجوهرة فاذا ضیعتها فی الغفلة فقد خسرت خسراناً

شقاوت دائمی سی بچادی اور کونسا جوہر اس جوہر سی زیادہ نفیس ہوگا جب تونی اسکو غفلت مین برباد کیا تو تو صاف بڑی ہی ٹوٹی مین

مبیناً فاذا صرفتها الی المعصیة فقد هلکت هلاکاً مبیناً فان کنت لاتبکی علی هذه المعصیة

مبتلا ہوا پہر اگر تونی اوسکو گناہون مین صرف کیا پہر تو ظاہر ہی کہ تو خوب تباہ ہوا پہر اگر تو اس خطا پر افسوس کر کی نہین روتا

فذلك لجهلك فمصیبتك لجهلك اعظم من كل مصیبة لكن الجهل مصیبة لایعرف صاحبه

تو یہہ تیری جہالت ہی تیری جہالت کی مصیبت تمام مصیبتون سی بدتر ہی لیکن جہالت ایسی مصیبت ہوتی ہی کہ جاہل اوسکو

کونه مصیبة لان نوم الغفلة یحول بینه وبین معرفته والناس نیام فاذا ماتوا انتبهوا

مصیبت نہین سمجہتا کیونکہ خواب غفلت حایل ہو کر نہین سمجہنی دیتی اور آدمی اب تو سوتی ہین جب مرینگی تو جاگین گی

فعند ذلك ینکشف لکل مفلس افلاسه ولکل مصاب مصیبته فان الناس فی الاخرة ینقسمون الی عدة
اوسوقت ہرمفلس کو اوسکا افلاس کہل جاویگا اور ہر مبتلا کو اوسکی مصیبت معلوم ہوجا ئیگی بیشک بنی آدم آخرت مین کئی قسم پر ہون گی
اقسام القسم الاول قسم الفائزین وهم الذین قال الله تعالی فیهم فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم
پہلی قسم وہ جو اپنی مراد کو پہنچی وی وہ لوگ ہین جنکی حق مین الله تعالی فرماتا ہی سوکسی جیکو معلوم نہین جو چھپا دہرا ہی اونکی
مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ قال النبی علیه السلام حکایة عن الله تعالی انی اعددت لعبادی
ٹہنڈک آنکہون کی بدلہ اوسکا جو عمل کرتی تہی نبی صلی الله علیه وسلم الله تعالی کی طرف سی بطور حکایت کی فرماتی ہین مین نی اپنی نیک کاربندون کی واسطی
الصالحین ما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر والقسم الثانی قسم الهالکین وهم
وہ سامان تیار کیا ہی جو نہ کسی آنکہہ نی دیکہا اور نہ کانون نی سنا اور نہ کسی دل پر خطرہ مین گذرا اور دوسری قسم ہالکین کی ہی وی وہ لوگ ہین
الذین کذبوا بالحق ولم یصدقوا به فان سعادة الاخرة لا تکون الا فی القرب من الله تعالی والنظر الیه
جنہون نی حق کو جہٹلایا اور اوسکی تصدیق نکی بیشک سعادت آخرت کی بجز قرب الہی اور خدا کی دیدار کی نہین ہی
وذلك لا یحصل الا بالمعرفة التی یعبر عنها بالایمان والتصدیق وهم لما کذبوا بالحق ولم یصدقوا به
اور یہہ مرتبہ بدون معرفت کی جسکو ایمان اور تصدیق کہتی ہین حاصل نہین ہوسکتا ان لوگون نی ازبسکہ حق کو جہٹلایا اور تصدیق نکی
کانوا بعیدا عنه وهم عن ربهم یومئذ لمحجوبون وکل محجوب عن ربه یکون هالکا معذبا بنار الفراق
تو اس سعادت سی دور ہونگی اور وہ اپنی رب سی اوس روز البتہ اوٹ مین ہونگی اور جو شخص اپنی رب سی اوٹ مین رہا ہلاک ہو ویگا جدائی کی آگ مین
ونار جهنم ابد الاباد والقسم الثالث فیه قسم المعذبین وهم الذین تحلوا باصل الایمان لکنهم قصروا فی العمل
اور دوزخ کی آگ مین ہمیشہ کو جلتا ریگا اور تیسری قسم اسمین وہ جو عذاب دئی جاوینگی وہ لوگ ہین جنہون نی اصل ایمان تو حاصل کیا پر عمل مین جو سزاوار
بمقتضاه فان راس الایمان التوحید وهو نفی الشرك وهو اعتقاد العبد ان الله تعالی واحد فی ذاته وصفاته
ایمان کی تہا کوتاہی کی کیونکہ جزو اعظم ایمان کا توحید ہی یعنی نفی شرک کی اور وہ یہہ ہی کہ آدمی یہہ اعتقاد کری کہ الله تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات
وافعاله وکل ما یظهر فی العالم لا یظهر الا بعلمه وارادته وخلقه ولا یستحق العبادة الا هو فعلی هذا
اور افعال مین اور عالم مین جو گذرتا ہی ہرگز نہین پیدا ہوسکتا بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کرنی کی اور پرستش کی قابل سوای اوسکی اور کوئی نہین ہی اس تقریر کی موافق
کل من یقول لا اله الا الله یصیر کانه یقول انی اعتقدت انه تعالی واحد فی ذاته وصفاته وافعاله
جو شخص زبان سی کہتا ہی لا اله الا الله گویا وہ کہتا ہی مین نی یقین کیا کہ الله تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین
ولا یظهر فی العالم شئ الا بعلمه وارادته وخلقه ولا یستحق العبادة الا هو وانی التزمت عبادته
اور عالم مین کوئی امر پیدا نہین ہوسکتا بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کرنی کی اور کوئی نہین سزاوار پرستش کا سواء اوسکی اور میری ذمہ ہی اوسکی عبادت
ولا اعبد الا ایاه وبعد هذا الاعتراف کل من اتبع هواه فقد اتخذ الهه هواه وهو موحد بلسانه
اور مین کسیکی عبادت نکرونگا سوای اوسکی اور یہہ اقرار کرکر جو شخص اپنی ہوا ہوس کی پیچہی پڑی تو اوسنی بیشک اپنا معبود ہوا ہوس کو ٹہرالیا اب وہ شخص فقط زبان سی
فقط والتوحید لا یکمل الا بالاستقامة علیه ومن لم یستقم علیه ولو فی امر یسیر بل اتبع هواه
توحید کا قایل ہی اور توحید بدون استقامت کی پوری نہین ہوتی اور جو شخص توحید پر قایم نرہی اگرچہ ادنی کار مین بلکہ وہ اپنی ہوا ہوس کی پیچہی پڑی
ولو فی فعل قلیل یکون خارجا عن سواء السبیل وذلك قادح فی کمال التوحید ولعدم خلو بشر عن
اگرچہ چہوٹی سی کار مین وہ سیدہی رستہ سی بیراہ ہی اور اسی کمال توحید کو بٹا لگتا ہی اور اسلیئی کہ اکثر آدمی اکثر اوقات کمال توحید پر
ذلك فی غالب الامر قال الله تعالی وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا فیکون ورود کل احد علی النار متیقنا وانما
قایم نہین رہتی الله تعالی فرماتا ہی ایسا کوئی نہین جو اوسپر گذری پس یقیناً آگ سب کی گذرگاہ ہی

داسطی

الشك فيمن ينجو منها وقد جاء في بعض الاخبار ما يدل على ان اخر من يخرج منها يخرج بعد سبعة الاف
شک اسمین ہی کہ کون کون نجات پاویگا بعضی حدیثون مین ایسا آیا ہی جسی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ سب سی پیچہی دوزخیون سی نکلنی والا سات ہزار برس کی بعد نکلیگا

سنة وبعضهم يجوز منها كبرق خاطف فلا يكون له فيها لبث وبعضهم يمكث فيها لحظة وبين اللحظة
اور بعضی اوسمین سی ایسی گذر جاویگی جیسی چمکتی بجلی ایسی شخصکو دوزخ مین ذرہ بہر درنگ نہوگی اور بعضی دوزخ مین لحظہ بہر ٹہرینگی ایک لحظہ سی

وسبعة الاف سنة درجات متفاوتة من اليوم والاسبوع والشهر والسنة والسنتين وسائر العدد
سات ہزار برس کی اندر اندر بہت سی درجہ متفاوت ہین جیسی ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ ایک برس دو برس اور باقی تمام گنتی

واما الاختلاف بالشدة فلا نهاية لاعلاه وادناه التعذيب بالمناقشة في الحساب فان اختلاف عذاب
اور رہا حال سختی کا اوسکی اعلی درجہ کا تو کچہہ ٹہکانا نہین اور کم سی کم عذاب حساب کی گرفت ہی سختی سی کیونکہ اختلاف آخرت کی عذاب کا

الاخرة وثوابها بحسب قوة الايمان وضعفه وكثرة الطاعات وقلتها وكثرة الذنوب وقلتها وشواهد
اور ثواب کا موافق ایمان کی قوت اور سستی کی ہی اور باعتبار زیادتی اور کوتاہی عبادت کی اور بلحاظ کثرت اور قلت گناہونکی اور گواہ

هذا في القران قوله تعالى اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم وقوله تعالى وان ليس للانسان الا
اسکی قرآن مین ہین قول اللہ تعالی کا آج بدلا دیا جاویگا ہر جان جو جو اوسنی کیا تہا آج ظلم نہین ہی اور قول اللہ تعالی کا اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی

ما سعى وقوله تعالى فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره وغير ذلك مما ورد في كتاب
جو کمایا اور قول اللہ تعالی کا جسنی ذرہ بہر بہلائی کی وہ دیکہہ لیگا اور جسنی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکہہ لیگا اور سوای اسکی جو اور کتاب مجید مین -

الله تعالى وسنة رسوله من كون الثواب والعقاب جزاء الاعمال فعلى هذا كل من احكم اصل الايمان
اور سنت رسول یعنی حدیث مین وارد ہی کہ ثواب اور عذاب دونو بدلا کئی کا ہی بس اس بیان کی موافق جسنی اصل ایمان کو درست اور محکم کیا

واحسن جميع الفرايض التي هي الاركان الخمسة للاسلام باتيان كلمتي الشهادة واقامة الصلوة وايتاء الزكوة
اور تمام فرایض اچہی طرح ادا کئی یعنی پانچون رکن اسلام دونو کلمی شہادت کی پڑہی اور نماز کو قایم رکہی اور زکوۃ ادا کرتا رہا

وصوم رمضان وحج البيت واجتناب الكبائر ولم يصدر منه الا صغائر متفرقة من غير ان يصر عليها
اور روزی رمضان کی رکہی گیا اور حج بیت اللہ کا کیا اور کبیرہ گناہونسی بچتا رہا اور اوسی سوا متفرق صغیرہ بدون اصرار کی یعنی دہٹہ جانی کی کوئی عمل مین

وادنى معنى ارتكاب الكبائر والاصرار على الصغائر بمعنى الاكثار فيها سواء كانت من نوع واحد ومن
اور کم سی کم کبیرہ عمل کرنی سی اور صغیرہ پر اصرار کرنیسی مراد یہہ ہی کہ اکثر اوقات اوسمین مبتلا رہی برابر ہی کہ وہ گناہ ایک ہی طرح کا ہو یا

انواع مختلفة يشبه ان يكون عذابه بالمناقشة في الحساب فاذا حوسب يرجح حسناته على سيأته
کئی طرح کی ہو تو قریب بہ یقین ہی کہ ایسی شخصکا عذاب حساب مین سخت گیری کا ہو پہر جب حساب ہوچکیگا تو اوسکی حسنات کو برائیون پر غلبہ دیا جاویگا

اذ قد جاء في الحديث ان الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن
اسواسطی کہ حدیث مین آیا ہی کہ بیشک پانچون نمازین اور جمعہ اگلی جمعہ تک اور رمضان اگلی رمضان تک اوتار ڈالتی ہین بیچ صغیرہ کی گناہونکو

سوى الكبائر وكذا اجتناب الكبائر مكفر للصغائر بحكم نص القران وهو قوله تعالى ان تجتنبوا كبائر
سوای کبیرہ گناہون کی اور ایسی ہی کبیرہ گناہ سی بچتی رہنا اوتار ڈالتا ہی صغیرون کو قرآن کی صاف حکم سی وہ یہہ قول اللہ تعالی کا ہی اگر تم بچتی رہوگی بڑی حکمونسی

ما تنهون عنه نكفر عنكم سياتكم واقل درجات التكفير ان يدفع العذاب اذا لم يدفع الحساب
جو تمکو منع ہوئی ہین تو ہم اوتار دینگی تمسی گناہ تمہاری اور کم سی کم درجہ معافی کا یہہ ہی کہ عذاب موقوف ہو اگر حساب موقوف نہو

وكل هذا حاله يكون ممن ثقلت موازينه فهو في عيشة راضية هذا حال من اجتنب جميع الكبائر
اور ایسی ہی لوگ ہونگی جنکی تولین بہاری ہونگی سو وہ نہایت پسندیدہ آرام مین ہین یہہ حال تو اوسکا ہی جو تمام کبایر سی بچتا رہا

وادی جمیع الفرائض واما من ارتکب بعضا من الکبائر او ترك بعضا من الفرائض فانه ان تاب توبة
اور اوسنی تمام فرایض ادا کئی اور جسنی کچھ کچھ کبیرہ گناہ بہی کئی اور کوئی کوئی فرض بہی نہ ادا کیا تو ایسی شخص نی اگر کامل توبہ کی

نصوحا قبل قرب الاجل یلتحق ممن لم یرتکب ذنبا لان التائب من الذنب کمن لا ذنب له والثوب المغسول
حالت نزع سی پہلی تو یہہ اونہیں شامل ہی جسنی کوئی گناہ نہیں کیا اسلئی کہ گناہ سی توبہ کرنیوالا ایسا ہی جیسی بی گناہ اور دہویا ہوا کپڑا ایسا ہوتا ہی

کالثوب الذی لم یتوسخ وان لم یتب بل مات قبل التوبة فامرہ مخطر عند الموت اذ ربما یکون موته علی
جیسی میلا نہیں ہوا اور اگر توبہ نہیں کی بلکہ توبہ سی پہلی مرگیا تو اوسکی حق میں مرتی وقت کا اندیشہ ہی اسواسطی اکثر اوقات ایسی موت

الاصرار سببا لزوال ایمانه فیختم له بسوء الخاتمة ویبقی فی جهنم ابد الاباد وان لم یختم له بسوء الخاتمة
اسرار پر باعث ایمان کی زوال کی ہوجاتی ہی پہر اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ کو دوزخ میں پڑا رہیگا اور اگر اوسکا خاتمہ بد نہوا

بل مات علی الایمان فان لم یعف الله تعالی یعذب عذابا یزید علی عذاب المناقشة فی الحساب ویکون
بلکہ ایمان سی موا پہر اگر اللہ تعالی نی معاف نکیا تو اوسکو ایسا عذاب ہوگا جو حساب میں سختگیری کی عذاب سی زیادہ ہو اور

کثرة العقاب من حیث المدة بحسب کثرة الاصرار ومن حیث الشدة بحسب شدة قبح الکبائر ومن حیث
افزایش عذاب کی درازی مدت سی باعتبار زیادتی اصرار کی ہوگی اور افزایش سختی میں باعتبار سختی گناہ کی ہوگی اور

اختلاف النوع بحسب اختلاف انواع المعاصی وعند انقضاء مدة العقاب ینزل فی درجات اصحاب
تبدیل عذاب کی باعتبار تبدیل گناہ کی یعنی جیسا گناہ ویساہی عذاب ہوگا اور بعد گذرجانی مدت عذاب کی وہ شخص اونکی مرتبہ میں شامل ہوویگا جنکو

الیمین وفی الخبر ان اخر من یخرج من النار یعطی مثل الدنیا کلها عشرة اضعاف ولا یخرج من النار الا موحد
اعمالنامہ داہنی ہاتہہ میں ملینگی اور حدیث میں ہی کہ سب سی پیچہی جو دوزخ سی باہر آویگا اوسکو تمام دنیا سی دس گونہ زیادہ عنایت ہوگا اور دوزخ میں سی سوا موحد کی

ولیس المراد من الموحد من یقول بلسانه لا اله الا الله فقط لان اللسان من هذا العالم الذی یعبر عنه
کوئی خلاص نہوویگا اور موحد سی مراد وہ شخص نہیں ہی جو صرف زبان سی لا اله الا الله کہا کری اسلئی کہ زبان آلہ اس عالم کا ہی جسکو

بعالم الملك والشهادة فلا ینفع النطق به الا فی هذا العالم حیث یدفع سیف المسلمین عن رقبته وایدی
عالم ملک اور شہادت کہتی ہیں سو زبانی کلمہ پڑہنی سی صرف اسی عالم میں فائدہ ہوگا اسواسطی کہ تلوار مسلمانوں کی اوسکی گردن سی دور رہیگی اور ہاتہہ

الغانمین عن ماله ومدة الرقبة والمال مدة الحیوة واذا لم یبق الرقبة والمال لا ینفع النطق به وانما ینفع الصدق
غنیمت کرنیوالوں کا اسکی مال سی الگ رہیگا اور گردن اور مال تو زندگی بہر ہی پہر جب گردن اور مال نرہیگا یعنی بعد موت کی وہ کلمہ پڑہنا کچھ کام نہ آویگا

فی التوحید وکمال التوحید الاستقامة علی فعل المامورات وترك المنهیات ولا یتاتی ذلك الا بغلبة الیقین
توحید میں صرف تصدیق کام آویگی اور کمال توحید کا مامورات کی عمل کرنی پر اور منہیات کی ترک کرنی پر قایم رہنی سی ہی اور یہہ تو تب حاصل نہیں ہوتی

علی القلب بعد نفی الشك عنه فان من غلب علی ظنه ان من یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة
جبتک دل پر یقین غالب نہو اور شک دل میں سی نجاتا رہی کیونکہ جسکی گمان میں یہہ بات جم گئی کہ جو ذرہ بہر بہلائی کو عمل میں لاویگا وہ دیکہیگا اور جو ذرہ بہر برائی کریگا

شرا یره لا شك ان یحرص علی تحصیل الطاعات ویحفظ قلیلها وکثیرها ویترك الذنوب والسیات
سو دیکہیگا تو بیشک وہ شخص جہانتک بنی عبادت کو حاصل کریگا اور عبادت میں سی تمام چہوٹی اور بڑی کی حفاظت کریگی اور تمام گناہ اور برائیوں کو چہوڑیگا

ویجتنب صغیرها وکبیرها وقلیلها وکثیرها وهذا هو الایمان الحقیقی والتوحید الیقینی والناس فی هذا
اور تمام صغیرہ اور کبیرہ سی اور تہوڑی اور بہت سی بچیگا اور یہہ ہی حقیقی ایمان اور یقینی توحید ہی اور آدمی اس توحید کی اندر

التوحید متفاوتون فمنهم من له توحید مثل الجبال ومنهم من له توحید مثل دینار ومنهم من له توحید
مختلف درجہ کی ہیں بعضی وہ ہیں جنکی توحید برابر پہاڑ کی ہی اور بعضی ایسی ہیں جنکی توحید برابر دینار کی ہی اور بعضی ایسی کہ جنکی توحید

مقدار خردلة وذرة فمن فی قلبه مثقال دینار من الایمان فهو اول من یخرج من النار وآخر من یخرج

برابر دانہ رائی اور ذرہ کی ہی پھر جسکی دل مین ایمان برابر دینار کی ہی وہ سب سی پہلی دوزخ کی اندر سی باہر آویگا اور سب سی پیچھی دوزخ کی

منها من فی قلبه مقدار ذرة من الایمان واکثر ما یدخل الموحدین النار مظالم العباد وقد جاء فی الاثر

اندر سی وہ نکلیگا جسکی دل مین ایمان برابر ذرہ کی ہی اور موحد آدمی اکثر دوزخ مین بسبب حق العباد کی جاوینگی اور حدیث اثر مین آیا ہی

ان العبد لیوقف بین یدی الله تعالی وله حسنات امثال الجبال لو سلمت له لکان من اهل الجنة فیقوم

کہ ایک شخص سامنی الله تعالی کی کھڑا ہوگا اور اوسکی حسنات پہاڑ کی برابر ہون گی اگر وہ سب اوسکی لئی بچی رہتین تو بیشک جنتی ہوتا پہر اوکی

اصحاب المظالم فکان قد سب هذا وضرب هذا واستخدم هذا واخذ مال هذا فیقتص من حسناته

مدعی کہڑی ہونگی اوسنی اوسکو گالی دی تہی اور اوسکو مارا تہا ایک سی خدمت لی تہی کسیکا مال چہین لیا تہا اب ان سبکا بدلہ اوسکی حسنات مین سی

حتی لا یبقی له حسنة فیقول الملئکة یا ربنا قد فنیت حسناته وبقی الطالبون کثیر فیقول الله تعالی

آخر اوسکی پاس کچہہ بہی نہین بچیگا پہر فرشتی کہینگی یا الہی اوسکی حسنات تو ہو لیئ اور مدعی بہت موجود ہین الله تعالی فرماویگا

القوا من سیاتهم علی سیاته وصکوا له صکا الی النار وکما یهلک الظالم بسیئة غیره بطریق القصاص

اونکی گناہ اسکی ذمہ پر رکہدو اور اوسکی لئی دروازہ دوزخ کا کہولدو اور جیسی ظالم غیرونکی گناہ سی یعنی بدلہ مین مارا جاتا ہی

فکذلک ینجو المظلوم بحسنة الظالم اذ تنقل حسنته الیه عوضا عما ظلمه به واذا تقرر هذا فالواجب

ایسی ہی مظلوم ظالم کی حسنات سی بچ جاتا ہی جب ظالم کی حسنات مظالم کی بدلہ مین مظلوم کو ملجاتی مین جب یہہ بات ٹہری تو ہر مسلمان پر واجب ہی

علی کل مسلم البدار الی محاسبة نفسه کما روی عن عمر بن الخطاب انه قال حاسبوا انفسکم قبل ان

کہ جلد اپنی ذات کا حساب سمجہہ لی چنانچہ روایت ہی عمر بن الخطاب سی کہ فرماتی ہین اپنا حساب سمجہہ رکہو پہلی

تحاسبوا وزنوا انفسکم قبل ان توزنوا فانکم ان کنتم تحاسبون انفسکم الیوم وتزنونها للعرض الاکبر

حساب دینی سی اور اپنا کیا تول رکہو پہلی تول دینی سی کیونکہ اگر تم آج اپنا حساب سمجہہ لوگی اور بڑی وقت کی واسطی تول رکہوگی

یکون الحساب علیکم غدا اهون وتعرضون یومئذ لا تخفی علیکم خافیة وطریق المحاسبة ان

تو کل کو حساب تم پر بہت آسان ہوگا اوسدن سب سامنی ہوگا کوئی بات چہپی نرہیگی اور حساب سمجہنی کا یہہ ڈہب ہی

ینظر المرء فی احواله هل علیه شئ من حقوق الله تعالی وحقوق الناس ام لا فیقضی ما فاته من فرائض

کہ آدمی اپنی حال مین غور کری آیا مجہپر کوئی حق الله یا حق العباد باقی ہی یا نہین پہر چاہئی کہ ادا کری اگر کوئی فرض

الله تعالی ویرد المظالم حبة حبة ویستحل کل من تعرض له بیده ولسانه وقلبه بان اساء له الظن

الہی رہ گیا ہو اور حق العباد کا دانہ دانہ پہیر دی اور معاف کرالی ہر ایک سی جسکو ستایا ہوا ہاتہہ سی اور زبان سی اور دل سی اسطور کہ اوسکی حق مین بدگمانی کی

ویطیب قلوبهم حتی یموت ولم یبق شئ علیه من حقوق الله تعالی وحقوق العباد ویدخل الجنة بغیر

اور اونکا دل خوش کر دی آخر ایسی حال مین مری کہ اوسکی ذمہ پر کوئی حق الله اور حق العباد باقی نہو اور بہشت مین بی

حساب یسرنا الله بفضله **المجلس التاسع فی لزوم الاتباع للنبی صلی الله علیه**

حساب چلا جا الہی اپنی فضل سی ہمپر آسان کر دی نوین مجلس ضروری ہونی مین اتباع نبوی صلی الله علیه

وسلم فیما جاء به وفیه تحقیق قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یؤمن احدکم

وسلم کی تمام احکام مین جو لای ہین اور اسمین تحقیق ہی فرمایا رسول الله صلی الله علیه سلم نی مؤمن نہین ہوگا کوئی تم مین سی

حتی یکون هواه تبعا لما جئت به هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عبد الله بن عمرو بن العاص

جبتک ہووی خواہش اوسکی مطابق میری لائی ہوئی کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی عبد الله بن عمرو بن العاص کی روایت سی

معناه ان احدكم لا يبلغ درجة كمال الايمان حتى يخالف هواه ويتبع الحق ولا يسلط هواه على الحق
اسکی معنی یہہ ہین کہ البتہ کوئی تم مین سی نہین پاویگا درجہ کمال ایمان کا یہان تک کہ اپنی ہوا ہوس کی خلاف کری اور تابع حق کا ہو اور اپنی ہوا ہوس کو حق پر غالب نکری
بل يكون الحق الذى جئت به مسلطا على الهوى فان من يعمل بهوى نفسه لا يريد نفسه شيئا الا
بلکہ حق ہی جو مین لایا ہون خواہش پر غالب رہی کیونکہ جو شخص مطابق اپنی خواہش نفسانی کی عمل کیا کری تو پہر اسکا نفس جو خواہش کریگا
يرتكبه ويخالف مولاه ويجعل هواه الها لنفسه كانه يعبده ولهذا قال النبى عليه السلام ما عُبِدَ تحت
سو عمل کریگا اور اپنی مولی کا مخالف ہوکر اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بناویگا گویا یہہ اوسکی پرستش کرتا ہی اسیلئی فرمایا ہی نبی صلی اللہ علیہ نی نہین پوجا گیا آسمان کی
السماء اله ابغض الى الله تعالى من الهوى وفى رواية ان ابغض اله عُبِد فى الارض عند الله تعالى
تلی کوئی معبود جو بدتر ہو نزدیک اللہ تعالی کی ہوا سی اور ایک روایت مین یہہ ہی بیشک بدتر معبود جو پوجا جاتا ہی زمین پر نزدیک اللہ کی
هو الهوى وفى الحقيقة ان من تامل يعلم ان من يعبد الصنم لا يعبد الصنم وانما يعبد هواه لكون
ہوا ہی اور حقیقت مین جو شخص غور کرکر دیکہی تو جان لی کہ جو آدمی بت کو پوجتا ہی وہ بت کو نہین پوجتا اپنی ہوا کی پرستش کرتا ہی کیونکہ اوسکا
نفسه مائلة الى دين ابائه فيتبع ذلك الميل الذى يعبر عنه بالهوى اذ من عادة اهل الهوى ان يستحسنوا
دل باپ دادون کی دین پر جہک رہا ہی سو یہہ شخص اوسی توجہ دلی کی پیچہی لگا ہوا ہی اسی کو ہوا کہتی ہین اسلئی کہ اہل ہوا کی یہہ عادت ہی کہ جو بات اونکی خوشی کی
كلما يوافق هواهم وان كان جالبا لكل شر ووبال وان يستقبحوا كل ما يخالف هواهم وان كان جالبا لكل خير
موافق ہو اوسکو اچہا سمجہین اگرچہ اوسی تمام برائی اور وبال آپڑی اور جو بات اونکی خوشی کی خلاف ہو اوسکو برا سمجہین اگرچہ اوسمین تمام بہلائی
ونوال فالسعيد من يخالف هواه ويطيع مولاه والشقى من يتبع هواه ويخالف مولاه ويكون هالكا
اور خوبی ہو سو نیک بخت وہ ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی خلاف اور مولی کی اطاعت کری اور بدبخت وہ ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی پیچہی مولی کا خلاف کرکر ہلاک
لان من يتبع هواه يفعل ما يضره ويهلك حالا ومالا وهو لا يشعر او يشعر لكن لخفة عقله يرجح
اسواسطی جو اپنی ہوای نفسانی کا تابع ہوگا تو وہ ہی عمل کریگا جو اوسکی حق مین مضر و در دنیا اور آخرت مین ہلاک کردی اور وہ خیال نہین کرتا یا خیال تو کرتا ہی پر بیوقوفی کی
اللذة الحاضرة التى لا بقاء لها على العقوبات العظيمة التى لا نهاية لها ويظن لعمى بصيرته وغاية حماقته
حال کی لذت کو جسکو اصلا قیام نہین ہی اون بڑی بڑی عذابونسی جنکی کچہہ انتہا نہین ہی بہتر جانتا ہی اور یہہ کا اندہا اپنی حماقت سی یہہ گمان کرتا ہی
انه ظفر بشئ من اللذائذ ولا يعلم ذلك الاحمق انه يخرج من الدنيا ويرى انه لم يظفر بشئ من اللذائذ
کہ مین نی خوب عیش اوٹہائی اور احمق یہہ نہین سمجہتا کہ دنیا سی نکلتی ہی یعنی مرتی ہی دیکہہ لیگا کہ اوسکو کچہہ بہی مزہ حاصل نہوا
اصلا لا من لذائذ الدنيا ولا من لذائذ الاخرة بل اتبع هواه فيما ليس بشئ لان لذائذ الدنيا عنه تزول
نہ تو دنیا ہی مین مزا اوٹہایا اور نہ آخرت مین کچہہ عیش پایا بلکہ بیکار نفسانی باتون مین لگا رہا کیونکہ دنیا کا عیش تو جاتا رہیگا
ولذائذ الاخرة ليس له اليه الوصول فيبقى فى حسرة وندامة حين لا ينفعه الندم وقد قال ابن عباس
اور آخرت کا عیش کبہی میسر نہوگا اب صرف حسرت اور ندامت مین مبتلا رہیگا سو اب ندامت سی کیا ہوتا ہی ابن عباس کہتی ہین
ما ذكر الله الهوى فى القران الا ذمه فانه تعالى قال بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ وقال وَاِنَّ
کہ اللہ تعالی نی قرآن مین جہان ہوا ہوس کا ذکر کیا ہی سب برائی سی کیا ہی اللہ تعالی نی فرمایا ہی بلکہ چلی ہین یہہ بی انصاف اپنی چاؤ پر بن سمجہی اور کہا اور بہت لوگ
كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ وقال وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ فعلم من
بہکاتی ہین اپنی خیال پر بغیر تحقیق اور کہا اور اوس سی زیادہ بہکا کون جو چلی اپنی چاؤ پر بن راہ بتائی اللہ کی
هذه الايات ان اتباع الهوى لا يكون فى الاكثر الا بغير علم بالحق فلا بد للمؤمن ان يعرف الحق ويميزه عن
ان آیات سی معلوم ہوا کہ ہوا ہوس مین مبتلا ہونا اکثر اوقات بسبب ناواقفی امر حق کی ہوتا ہی سو مرد مؤمن کو لازم ہی کہ امر حق کو دریافت کرکر باطل سی

ما ذكر الله الهوى فى القران الا ذمه

(بیان ہوا و ہوس)

الباطل ويعمل بالحق ويختاره على الباطل لان من لم يعرف الحق فهو ضال ومن عرفه واختار عليه

اوسکی تمیز حاصل کری پہر حق پر عمل کری اور باطل پر اوسکو پسند کری کیونکہ جو شخص حق کو نہیں پہچانتا وہ گمراہ ہوتا ہی اور جو شخص حق کو تو پہچانی پہر غیر حق کو

غيره فهو مغضوب عليه ومن عرفه واتبعه فهو منعم عليه وقد امرنا الله تعالى ان نسئله في كل يوم

پسند کری تو اوسپر خدا کا غضب ہوتا ہی اور جو حق کو پہچان کر اوسکی اطاعت کری اوسپر خدا کی رحمت ہی اور ہمکو اللہ کا حکم ہی کہ ہم اوس سی یہہ دعا مانگا کرین روز

وليلة مرات عديدة ان يهدينا صراط الذين انعم عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين وبين في

رات مین کئی کئی بار کہ دکہا ہمکو رستہ اون لوگون کا جن پر تو نی رحمت کی نہ رستہ اون لوگون کا جن پر تو نی غضب فرمایا اور نہ گمراہ ہونیکا اور

ضمنه ان اهل السعادة هم الذين عرفوا الحق واتبعوه وكانوا مهتدين وان اهل الشقاوة هم الذين

اسہی کی ضمن مین بیان کیا کہ سعادتمند وہ لوگ ہوتی ہین جنہون نی حق کو پہچان کر اطاعت کی اور راہ بہت پایا اور بدبخت وہ لوگ ہین جنہونی

لم يعرفوا الحق بل جهلوه وخرجوا منه وكانوا ضالين او عرفوه وخالفوه ولم يتبعوه بل اتبعوا غيره و

حق کو نہ پہچانا اور جہالت کی مارے حق سی خارج ہوکر گمراہ ہو گئی یا حق کو پہچان کر اوسکا خلاف کیا اور اطاعت نکی بلکہ غیر حق کی اطاعت کی اور

كانوا مغضوبا عليهم وقد ثبت في الحديث ان المغضوب عليهم اليهود وان الضالين النصرى وانما

اونپر غضب نازل ہوا اور حدیث سی ثابت ہی کہ مغضوب علیہم سی مراد یہود ہین اور ضالین سی مراد نصاری ہین اور کیا وجہ ہی

سمى اليهود بالمغضوب والنصرى بالضالين مع كون كل واحد منهما ضالا ومغضوبا عليهم لكون

کہ یہود مغضوب علیہم ٹہری اور نصاری ضالین ٹہری باوجودیکہ یہہ دونو گمراہ اور سزاوار غضب کی ہین اسہی وجہ سی

كل واحد منهما مختصا بما غلب عليه من الجهل والعناد فان اليهود كانوا امة عناد فخصوا بالغضب

کہ دونو فرقون کو خصوصیت ہی غلبۂ جہل اور عناد سی سو یہودیون مین تو عناد زیادہ تہا وہ تو سزاوار غضب کی ہوگئی

والنصرى كانوا امة جهل فخصوا بالضلال ولهذا قال سفيان بن عيينة من فسد من علمائنا

اور نصاری مین جہالت زیادہ تہی وہ گمراہی سی مخصوص ہوئی اسہیلئی سفیان بن عیینہ کہتی ہین کہ ہم مین سی جو عالم ہوکر بگڑ جاوی

ففيه شبه من اليهود لان اليهود عرفوا الحق ولم يتبعوه بل عدلوا عنه وكانوا مغضوبا عليهم

تو وہ یہودیونسی ملتا ہی کیونکہ یہودیون نی حق کو پہچان کر اطاعت نکی بلکہ حق سی الگ ہوگئی پہر قابل غضب الہی کی ہوگئی

ومن فسد من عبادنا ففيه شبه من النصارى لان النصارى لم يعرفوا الحق بل جهلوه وكانوا

اور ہم مین سی جو عابد بگڑ جاوی تو وہ نصرانیونسی ملتا ہی کیونکہ نصرانیون نی حق کو نہین پہچانا بلکہ نادانستہ رہی

ضالين فانه تعالى جعل العبادة سببا للثواب والمعصية سببا للعقاب فمن يرجو الثواب و يخاف

آخر گمراہ ہوئی بیشک اللہ نی عبادۃ کو واسطہ ثواب کا بنایا ہی اور گناہ کو واسطہ عذاب کا بنایا پہر جو شخص آرزو ثواب کی کری اور

العذاب لابد له ان يعرف العبادة والمعصية ليشتغل بالاولى ويصل الى الثواب ويحترز عن الثانية

عذاب سی ڈری تو اوسکو لازم ہی کہ عبادت اور معصیت کی حقیقت دریافت کری تاکہ عبادۃ کی شغل سی ثواب پاوی اور گناہ سی پرہیز کرکر

وينجو من العذاب لان من لم يعرفهما ولم يفرق بينهما يضع احدهما مقام الاخرى فيكون من الخسرين

عذاب سی بچی کیونکہ جو شخص ان دونون سی خوب واقف نہوگا اور دونون مین فرق نہ کریگا ایکو دوسری کی جگہہ برت لیگا پہر اوسکو بڑا ہی خسارہ ہوگا

وذلك لان في قلب الانسان قوتين قوة العلم وقوة الارادة وهما لا يتعطلان ابدا ولا يحصل

اور یہہ بات اسلئی کہ انسان کی دل مین دو قوتین ہین قوت علم کی اور قوت ارادہ کی اور یہہ دونو کبہی بیکار نہین ہوتی اور انکی بدون

عمل الا بهما سواء كان خيرا او شرا لان من يفعل شيئا سواء كان خيرا او شرا لا يفعله ما لم يرد

کوئی عمل نہین ہوسکتا برابر ہی کہ نیک ہو یا بد ہو اسلئی کہ جو شخص کچہہ کام کرتا ہی برابر ہی کہ بہلا ہو یا برا ہو تو بدون ارادہ کی نہین کرسکتا

ولا يريده ما لم يعلمه فكمال الانسان وصلاحه باستعمال هاتين قوتين فيما ينفعه فى الدارين
اور ارادہ اوسکا بدون علم کی نہیں ہوسکتا سو تمام خوبی اور بہلائی آدمی کی ان دونو قوتوں کو دارین کی منفعت مین استعمال کرنیسی ہی

ويعينه فى نيل الدولتين فلا بد له من استعمال قوة العلم فى ادراك الحق وتمييزه عن الباطل
اور ان دونو دولتوں کی حصول مین مددگار بنانی سی سو آدمی کو چاہی کہ قوت علمی کو حق الامر کی دریافت کرنی مین استعمال کرکر حق کو باطل سی جدا کری

واستعمال قوة الارادة فى طلب الحق وايثاره على الباطل لانه اذا لم يستعمل قوته العلمية فى معرفة
اور قوت ارادی کو حق کی تلاش مین استعمال کرکر حق کو باطل پر اختیار کری کیونکہ جب یہہ شخص اپنی قوت علمی کو حق کی پہچان مین استعمال نکریگا

الحق وادراكه فلا جرم انه يستعملها فى معرفة الباطل وما يليق به واذا لم يستعمل قوته الارادية
تو بیشک اوسہی قوت کو باطل کی پہچان مین اور جو اوسکی متعلق ہی استعمال کریگا اور اگر اپنی قوت ارادی کو

فى طلب الحق والعمل به فلا شك انه يستعملها فى طلب الباطل والعمل به ثم ان الانسان مجبول
طلب حق مین اور حق کی عمل مین نہین صرف کریگا تو بیشک اوسکو باطل کی طلب اور اوسکی عمل مین صرف کریگا پہر آدمی کی خلقی عادت ہی

على معرفة صانعه ويقتضى طبعه عبادة خالقه والتقرب اليه بحكم الفطرة التى فطر الناس
کہ اپنی پیدا کرنیوالی کو پہچانی اور اوسکی طبیعت کی خواہش ہی کہ اپنی خالق کی عبادت اور نزدیکی حاصل کری باعتبار اصل پیدایش کی جسپر آدمیون کی پیدایش ہی

عليها لكن لا عبرة بالمعرفة الجبلية والعبادة الطبيعية لانها تكون على مقتضى النفس متابعة
پر عادت کی موافق پہچان کا کچہہ اعتبار نہین ہی اور طبیعی عبادت کی کچہہ اصل نہین کیونکہ ایسی عبادت بطور خواہش نفس اور متابعت

هواها فلا يخلو عن شوب الشرك وانما المعتبر المعرفة والعبادة على وفق الشرع لا على وفق الطبع
ہوا ہوس کی ہوتی ہی سو اسمین ملونی شرک کی ضرور ہوتی ہی معرفت اور عبادۃ وہ ہی معتبر ہی جو شرع کی موافق ہو نہ جو کہ مطابق طبع کی ہوا کری

الا ترى ان ابليس كان فى طبعه السجود لربه حتى عبد الله تعالى فيما يروى ثمانين الف سنة
کیا تجکو معلوم نہین ہی کہ ابلیس بخواہش طبع رب کو سجدہ کرتا تہا ایسا کہ موافق ایک روایت کی اسی ہزار برس خدا کی عبادت کی

وانتظم بكثرة عبادته فى سلك الملئكة المقربين ثم لما امر بالسجود على خلاف طبعه ابى واستكبر وكان
اور اس عبادت کی برکت سی مقرب فرشتوں کی جماعت مین شامل ہوگیا تہا پہر جب اوسکو سجدہ کا حکم اوسکی خلاف طبع ہوا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور

من الكفرين فان من يتبع طبعه وهواه فانه لا يفعل شيئا من المعروفات الا ما يوافق هواه ولا يترك
کافر ہوگیا پس جو شخص اپنی طبیعت اور ہواء نفسانی کا تابع ہوتا ہی تو وہ حسنات مین سی بہی وہ عمل کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی موافق ہو اور

شيئا من المنكرات الا ما يخالف هواه وقد قال بعض السلف من لم يعمل من الحق الا ما يوافق هواه
منکرات مین سی بہی وہ ہی ترک کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی خلاف ہو اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص حق الامر مین سی وہ ہی عمل کری جو اوسکی مرضی کی مطابق

ولم يترك من الباطل الا ما يخالف هواه لا يصل اجر ما عمل من الحق ولا ينجو من وزر ما ترك من الباطل
اور باطل مین سی وہ ہی کام چہوڑی جو اوسکی مرضی کی مخالف ہو تو نہ اوسکو حق پہ عمل کرنیکا ثواب ملی اور نہ باطل کی ترک کرنی پر گناہ سی بچی

بل يكون هذا سببا لسوء خاتمته وشوم عاقبته فان لسوء الخاتمة اسباب يجب على المؤمن
بلکہ اوسکی یہہ عادت باعث ہوگی خاتمہ بد کا اور انجام بد کا کیونکہ خاتمہ بد کی بہت اسباب ہوتی ہین مومن آدمی پہ واجب ہی

ان يحترز عنها منها الفساد فى الاعتقاد وان كان مع كمال الزهد والصلاح فان من كان له فساد
کہ اون سی بچتا رہی اونمین سی ایک اعتقاد کا فساد ہی اگرچہ اوسکی ساتہہ زہد اور صلاح بہی کامل ہوا کری کیونکہ جسکا اعتقاد فاسد ہوتا ہی

فى اعتقاده مع كونه قاطعا متيقنا به ليس غير ظان انه اخطأ فيه قد ينكشف له فى حال سكرات
باوجودیکہ وہ قطعی اور اوسکو یقینی جانتا ہی اوسکو یہہ گمان نہین ہی کہ مین اسباب مین خطا پر ہوں پہر جب نزع کی وقت یہہ ظاہر ہوگا

بطلان ما اعتقده فیظن ان سائر ما اعتقده من الاعتقادات الحقة مثل هذا الاعتقاد باطل

کہ اوسکا یہہ اعتقاد باطل تہا تو اوسکو یہہ خیال ہوگا کہ اوسکی تمام اعتقادات حق ہی مانند اسہی اعتقاد کی باطل ہین

لا اصل له ان لم یکن عنده فرق بین اعتقاد واعتقاد فیکون انکشاف بطلان بعض اعتقاده

انکی کچہہ اصل بنیاد نہین ہی اگر اوسکو ہر ہر اعتقاد مین فرق حاصل نہ تہا سو اوسکو بعض اعتقاد باطل ظاہر ہوتی ہی

سببا لزوال بقیة اعتقاداته فان خرج روحه فی هذه الحالة قبل ان یتدارك ویعود الی اصل

سب اعتقاد زایل ہو جاینگی پہر اگر ایسی حالت مین اوسکی جان نکل گئی پہلی اسکی کہ اوسکا تدارک اور تلافی کر کر اصل

الایمان یختم له بالسوء ویخرج من الدنیا بغیر ایمان فیکون من الذین قال الله تعالی فیهم

ایمان حاصل کرلی تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور دنیا سی بی ایمان جا دیگا پہر اون لوگون مین داخل ہوگا جنکی حق مین اللہ یہہ فرماتا ہی

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ وقال فی آیة اخری قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا

اور نظر آیا اونکو اللہ کی طرف سی جو خیال نہین رکہتی تہی اور فرمایا ایک اور آیت مین کہہ ہم بتا دین تمکو کن کی گئی بہت اکارت کام

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا فان کل من اعتقد

جنکی دوڑ بہٹک رہی ہی دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین کام بیشک جو شخص کسی شی کو برخلاف واقع

شیئا علی خلاف ما هو علیه اما نظرا برایه وعقله او اخذا ممن هذا حاله فهو واقع فی هذا الخطر ولا

یعنی غلط اعتقاد کرلی یا تو صرف اپنی سمجہہ بوجہہ سی یا کسی ایسی ہی شخص سی سن سنا کر تو اوسکی حق مین یہہ ہی اندیشہ ہی اور

یدفعه الزهد والصلاح وانما یدفعه الاعتقاد الصحیح المطابق لکتاب الله تعالی وسنة رسوله

زہد اور صلاح سی یہہ اندیشہ دفع نہین ہو سکتا اس اندیشہ کو وہ ہی اعتقاد دفع کرتا ہی جو صحیح اور کتاب اللہ اور سنت رسول کی مطابق ہو

لان العقائد الدینیة لا یعتد بها الا ما اخذت منهما ومنها الاصرار علی المعاصی فان له اصرار

اسواسطی کہ عقاید دینی وہ ہی معتبر ہین جو کتاب اور سنت کی مطابق ہوتی ہین اور اونہین اسباب مین سی ایک سبب ہی گناہون پر اڑ جانا بیشک جو شخص

علی المعاصی یحصل فی قلبه الفها وجمیع ما الفه الانسان فی عمره یعود ذکره عند موته فان کان

اڑ جاتا ہی تو اوسکی دلمین گناہ کی محبت پیدا ہو جاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزین زندگی بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہین پس اگر اسکو

میله الی الطاعات اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر الطاعات وان کان میله الی المعاصی

رغبت عبادات کی زیادہ ہوگی تو موت کی وقت عبادات بہت یاد آوینگی اور اگر اسکو رغبت گناہون کی

اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر المعاصی فربما یغلب علیه حین نزول الموت به قبل التوبة

بہت ہوگی تو مرتی وقت وہ ہی گناہ بہت یاد آوینگی سو اکثر اوقات مرتی وقت توبہ سی پہلی

شهوة من الشهوات ومعصیة من المعاصی فیتقید قلبه بها ویصیر حجابا بینه وبین ربه وسببا

کوئی شہوت شہوات مین سی اور کوئی گناہ گناہون مین سی اوسپر غالب ہو جاتا ہی پہر اوسکا دل اوسہی مین لگا رہ جاتا ہی وہ ہی اوسمین اور اوسکی رب مین پردہ ہو جاتا ہی

لشقاوته فی آخر حیوته لقوله علیه السلام المعاصی برید الکفر والذی لم یرتکب ذنبا اصلا

آخر دم وہ ہی اوسکی شقاوت کا سبب ہو جاتا ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی کہ گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین اور جسنی کبہی کوئی گناہ نہین کیا یا

او ارتکب وتاب فهو بعید عن هذا الخطر واما الذی ارتکب ذنوبا کثیرة حتی کانت اکثر من طاعاته

گناہ تو کیا پہر توبہ کی سو ایسا شخص اس اندیشہ سی الگ ہی اور جو شخص اکثر گناہ کرتا رہا ایسا کہ اوسکی عبادات سی زیادہ ہوگئی

ولم یتب عنها بل کان مصرا علیها فهذا الخطر فی حقه عظیم جدا اذ قد یکون غلبة الالف بها

اور اونسی توبہ بہی نکی بلکہ گناہ ہی مین مبتلا رہا تو اوسکی حق مین اس خطرہ کا اندیشہ ہی اسلئی کہ بعضی وقت بسبب غلبہ محبت کی

سببا لان یتمثل فی قلبه صورتها ویقع منه میل الیها ویقبض روحه علیها فیکون سببا لسوء
اوسکی دلمین گناہ کی صورت مجسم ہوجاتی ہی اوراس شخصکو اوسکی طرف رغبت آتی ہی اوراسی حالت مین اوسکی جان نکل جاتی ہی یہہ ہی سبب ہوتا ہی اوسکی
خاتمته ویعرف ذلك بمثال وهو ان الانسان لاشك انه یری فی منامه من الاحوال التی الفها طول
خاتمہ بدکا یہہ بات مثال سی خوب سمجہ مین آتی ہی مثال یہہ ہی کہ آدمی بیشک سوکر خواب مین وہ حالات دیکہا کرتا ہی جو عمربہر مجبوب ہوتی ہین
عمره حتی ان الذی قضی عمره فی العلم یری من الاحوال المتعلقة بالعلم والعلماء والذی قضی عمره
اتنا کہ جسنی اپنی عمر پڑہنی لکہنی مین صرف کی ہی تو وہ وہ ہی حالات دیکہتا ہی جو علم اور علما سی متعلق ہین یعنی دوات قلم کتاب اور جسنی اپنی عمر
فی الخیاطة یری من الاحوال المتعلقة بالخیاطة والخیاط اذ لا یظهر فی حال النوم الا ما حصل له
درزی گری مین کہوئی تو وہ وہ ہی حالات دیکہتا ہی جو درزیگری سی متعلق ہین یعنی گز قینچی اسلئی کہ نیند مین وہ سوجہتا ہی جو بسبب کثرت الفت کی
مناسبة مع قلبه بطول الالف والموت وان کان فوق النوم لکن سکراته وما یتقدمه من
اوسکی دلسی مناسبت رکہتا ہی اور موت اگرچہ نیند کی نسبت برتر ہی پر اوسکی سکرات اور حال جو موت سی پہلی گذرتا ہی
الغشیة قریب من النوم فطول الالف بالمعاصی یقتضی تذکرها عند الموت وعودها فی القلب
جیسی غشی یہہ نیند ہی کی مثال ہوتی ہین اور کثرت الفت کی معاصی سی یہہ ہی چاہتی ہی کہ معاصی موت کی وقت دلمین ہٹ کر یاد آئین
وتمثلها فیه ومیل النفس الیها وان قبض روحه فی تلك الحالة یختم له بالسوء ومنها العدول عن
اور دلمین صورت پکڑین اور نفس کو اودہر رغبت ہو ایسی حالت مین اگر اوسکی جان قبض ہوگئی تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور اون اسباب مین سی ایک سبب یہہ ہی
الاستقامة فان من کان مستقیما فی ابتدائه ثم تغیر عن حاله وخرج مما کان علیه فی ابتدائه یکون
کہ استقامت سی تجاوز کری البتہ جو شخص پہلی تو سیدہا راہ پہر اپنا حال پلٹ کر وہ سیدہا راہ چہوڑ دیا جو ابتدا مین تہا یہہ ہی خاتمہ بد کا
سببا لسوء خاتمته کابلیس الذی کان فی ابتدائه رئیس الملئکة ومعلمهم واشدهم اجتهادا فی العبادة
سبب ہوتا ہی جیسی شیطان کہ پہلی تو تمام فرشتون کا سردار اور اونکا استاد تہا اور عبادت پر بہت کوشش کیا کرتا
حتی قیل لم یبق فی سبع سموات وسبع ارضین موضع شبر الا وهو قد سجد فیه ثم لما امر بالسجود
اتنا کہ کہتی ہین کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین مین ایک بالشت بہر جگہہ اسکی سجدہ سی خالی نہین تہی پہر جب اوسکو حکم ہوا آدم علیہ السلام کی
لادم ابی واستکبر وکان من الکفرین وکبلعام بن باعورا الذی اتاه الله ایاته فانسلخ منها بخلوده
سجدہ کا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور کافر ہوگیا اور جیسی بلعام بن باعورا جسکو اللہ تعالی نی اپنی نشانیاں دین پر اوسنی الگ ہوکر ہمیشگی
الی الدنیا واتباع هوٰیه وکان من الغاوین وکبرصیصا العابد الذی قال له الشیطان اکفر فلما کفر
دنیا اور ہوا پرستی کی آرزو کی اور گمراہ ہوگیا اور جیسی برصیصا عابد جب اوسی شیطان نی کہا انکار کر پہر جب وہ منکر ہوا
قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ فان الشیطان اغراه علی الکفر فلما کفر تبرأ منه مخافة ان یشارکه فی العذاب
تو کہا مین الگ ہون تجہسی مین ڈرتا ہون اللہ سی جو رب ہی ساری جہان کا البتہ شیطان نی اوسکو کفر کی رغبت دلائی جب اوسنی کفر کیا تو اوسی الگ ہوا اس خوف سی کہ ایسا نہو کہ مین ہی اسکی ساتہہ
ولم ینفعه ذلك کما قال الله تعالی فَکَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِی النَّارِ خَالِدَیْنِ فِیْهَا وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ومنها ضعف الایمان فان من کان
اگرچہ اسکی کچہہ اوسکو فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر آخر اون دونو کا یہہ ہی کہ وہ دونون آگ مین سدا رہین اوسمین اور یہہ ہی سزا گنہگارون کی اور اونہی اسباب مین سی ایمان کی سستی ہی
فی ایمانه ضعف یضعف حب الله تعالی فیه ویقوی حب الدنیا فی قلبه ویستولی علیه بحیث لا یبقی فیه موضع لحب الله
ایمان مین سستی ہوگی اوسکو محبت الٰہی مین سستی ہوگی اور دنیا کی محبت اوسکی دل مین قوی اور ایسی غالب ہوجائیگی کہ محبت الٰہی کی لئی ذرہ بہر جگہہ باقی نرہیگی
الا من حیث حدیث النفس بحیث لا یظهر له اثر فی مخالفة النفس ولا یؤثر فی الکف عن المعاصی
ہان اگر ہووی تو مثل خیالات نفسانی کی جسکا اثر نفس کی مقابلہ مین کچہہ بہی ظاہر نہو اور نہ گناہون سی باز رہنی مین اثر کریگا

ولا فی الحث علی الطاعات فینهمك فی الشهوات وارتکاب السیأت فیتراکم ظلمات الذنوب

اور نہ طاعات کی رغبت پر پس صرف شہوات میں کہپا رہیگا اور معاصی کرتا رہیگا پہر دل پر تہ بر تہ سیاہی گناہوں کی

علی القلب فلا تزال تطفیٔ ما فیه من نور الایمان مع ضعفه فاذا جاءت سکرات الموت

چڑہتی جاوی گی پہر جسقدر اوسمین نور ایمان کا ہوگا ضعیف ہوکر بجہتا چلا جاویگا پہر نزع کی وقت

یزداد حب الله تعالی ضعفا فی قلبه لما یری انه یفارق الدنیا وهی محبوبة له وحبها غالب علیه

حب الٰہی میں اور بہی زیادہ دل میں سستی پیدا ہوگی کیونکہ یہہ شخص آپ جانتا ہی کہ دنیا مجہسی چہٹی اور دنیا چونکہ اوسکی پیاری اور اوسکی محبت اوسپر غالب ہی

لا یرید ترکها ویتألم من فراقها ویری ذلك من الله تعالی فیخشی ان یحصل فی باطنه بغضه تعالی

تو چہوڑنی نہیں جاتی اوسکی فراق سی رنجیدہ ہوتا ہی اور اس فراق کو خدا کی طرف سی جانتا ہی اب یہہ ڈر ہی کہ اوسکی دل میں بجای حب الٰہی کی بغض نہ پیدا ہوجاوی

بدل الحب وینقلب ذلك الحب الضعیف بغضا فان خرج روحه فی اللحظة التی خطرت فیها هذه

اور وہ تہوڑیسی محبت جو ہی بغض نہو جاوی اگر اوسکی جان ایسی حالت میں کہ جب یہہ خیالات پیش تہی نکل گئی

الخطر یختم له بالسوء ویهلك هلاکا مؤبدا والسبب المفضی الی هذه الخاتمة حب الدنیا والرکون

تو اوسکا خاتمہ بدہی ہوگا اور ہمیشہ کو جاتا رہا اور باعث اسکا جسی یہہ خاتمہ ہوا دنیا کی محبت اور دنیا کی رغبت

الیها والفرح بها مع ضعف الایمان الموجب لضعف حب الله تعالی وهو الداء العضال قد عم

اور دنیا کی خوشی ہی تسپر سستی ایمان کی جسی محبت الٰہی میں سستی آگئی اور یہہ ہی بیماری سخت ہی جو

اکثر الخلق فان من یغلب علی قلبه عند الموت امر من امور الدنیا ویتمثل ذلك الامر فی قلبه ویستغرقه

تمام خلق کو لگ رہی ہی کیونکہ جسکی دل پر مرتی دم کوئی بات دنیا کی چہا جاوی اور وہ ہی بات اوسکی دل میں تصویر کی طرح صورت پکڑ کر اوسکو ایسا

حتی لا یبقی لغیره متسع فان خرج روحه فی تلك الحالة یکون راس قلبه منکوسا الی الدنیا ووجهه

کہ غیر کی لئی کچہہ گنجایش نرہی پہر اگر ایسی حالت میں اوسکی جان نکل گئی تو اوسکا دل دنیا ہی کی طرف جہکا ہوا اور اوسکا منہہ دنیا ہی

مصروفا الیها ویحصل بینه وبین ربه حجاب ولا یمکنه ان یکتسب بعد الموت صفة اخری

کیطرف متوجہ رہی گا اور اوسمیں اور اوسکی رب میں پردہ حایل ہوگا اب یہہ طاقت نہیں کہ موت کی بعد ایسی صفت حاصل کری

تضاد صفة الغالبة علیه اذ لا تصرف فی القلوب الا باعمال الجوارح وبالموت تبطل الجوارح واعمالها

جسی وہ صفت جاتی رہی جو اوسپر غالب تہی اوسلئی کہ دل پر تصرف بدون اعضاء جسمانی کی نہیں ہوسکتا اور مرنی سی اعضاء جسمانی سب باطل اور اونکی اعمال

ولا مطمع فی الرجوع الی الدنیا حتی یمکن التدارك ویبقی فی حسرة وندامة فمن اراد النجاة من هذه

اور اب یہہ بہی توقع نہیں کہ دنیا میں ہٹ کر آویگی تاکہ اوسکا عوض ہوسکی اب سواء حسرت اور ندامت کی کچہہ نہیں ہی پس جو شخص اس ہلاکت سی بچا چاہی

الورطة فعلیه بعد اخراج حب الدنیا من قلبه وحفظ جوارحه عن المعاصی وقلبه عن الفکر

تو اوسکو لازم ہی کہ پہلی دنیا کی محبت دلمیں سی دور کری اور اپنی اعضا کو گناہوں سی اور اپنی دل کو دنیا کی فکر سی بچاوی

فیها والاحتراز عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها لان ذلك ایضا یؤثر فی قلبه ویصرفه فکره الیه

اور دنیا اور اہل دنیا کی دیکہنی سی پرہیز کری کیونکہ یہہ بہی دلمیں اثر کر کر اوسکی فکر کو دنیا کی طرف لگا دیتا ہی

ان یواظب علی الطاعات لکونها ثمرة محبة الله تعالی ولا یتصور محبة الله تعالی الا بعد معرفته تعالی

پہر عباوات پر مداومت کری کیونکہ محبت الٰہی کا یہہ ہی ثمرہ ہی اور محبت الٰہی بدون معرفت الٰہی کی نہیں ہوسکتی

اذ لا یحب الانسان ما لا یعرفه وانما یحب ما یعرفه فمن عرف الله تعالی وعرف ان جمیع النعم الواصلة

اس لئی کہ آدمی نا معلوم چیز کو محبوب نہیں رکہتا محبوب وہ ہی ہوتی ہی جو معلوم ہو پہر جسنی الله کو پہچانا اور یقین کیا کہ تمام نعمتیں جو مجہکو ملیں

اليه والى غيره ليس الا منه تعالى لاجرم يحبه فاذا احبه يسعى فى تحصيل مرضاته بالاحتراز
یا اور دل کو مین سب اللہ ہی کی عنایت ہی تو خواہ مخواہ اوسکو دوست رکہیگا پہر جب اوسکو اپنا محبوب بنایا

عن الافعال القبيحة والاشتغال بالاعمال الحسنة فعلم من هذا ان المقصود من العلوم والاعمال
تو افعال بد سی پرہیز کرکر اور نیک اعمال مین مشغول ہوکر اوسکی رضامندی حاصل کریگا اسی معلوم ہوا کہ مقصود اصلی علوم اور اعمال سی

معرفة الله تعالى حتى يثمر المعرفة المحبة اذ لا ينبغى لاحد ان يفارق الدنيا الا محبا الله تعالى و
اللہ تعالی کے معرفت ہی تاکہ معرفت سی محبت حاصل ہو کیونکہ بہتر یہہ ہی کہ جو کوئی دنیا سی جدا ہو تو خدا کی محبت مین اور

محبا للقائه فان من احب لقاء الله تعالى احب الله لقاءه ومن قدم على محبوبه يعظم سروره
اوسکی ملاقات کی شوق مین جدا ہو اسلئے کہ جو شخص خدا کی ملاقات کا مشتاق ہوگا تو خدا اوسکی ملاقات کا مشتاق ہوگا اور جو شخص اپنی محبوب پاس جاتا ہی

بقدر محبته لا محبا للدنيا لانه يفارقها ومن يفارق محبوبه يشتد المه وعذابه فمهما كان
تو اوسکی بقدر محبت کی عزت ہوتی ہی دنیا کی محبت مین جان ندی اسلئے کہ دنیاسی تو جدا ہوتا ہی اور جو شخص اپنی محبوب سی جدا ہوتا ہی تو اوسکو بڑا ہی رنج ہوتا ہی جبتک

الغالب على القلب حب الولد والمال والمسكن والعقار فهذا رجل جميع محابه فى الدنيا والدنيا
دل پر محبت اولاد اور مال اور گہر باہر کی غالب ہوتی ہی تو یہہ ایسا شخص ہی کہ اسکی تمام محبوب دنیا مین ہین اور دنیا ہی

جنته فموته خروج من الجنة وحيلولة بينه وبين محبوبه ولا يخفى الم من يحال بينه وبين
اسکی لئی بہشت ہی پس موت اسکو جنت سی نکالتی ہی اور اسکو اسکی محبوبون سی دور کرتی ہی اور ظاہر ہی جسکا محبوب چہوٹتا ہی اسکو کیسا رنج والم ہوتا ہی

محبوبه واما اذا لم يكن له محبوب سوى الله تعالى فالدنيا سجنه فموته خروج من السجن ولقى
اور وہ شخص جسکا محبوب سوای ذات الہی کی کوئی نہو تو دنیا اسکی حق مین دوزخ ہی سو اسکی موت گو یا دوزخ سی نکل کر اپنی محبوب سی

محبوبه فهذا اول ما يلقاه كل من يفارق الدنيا عقيب موته من الفرح والالم فضلا عما اعده
ملتا ہی پس یہہ پہلی خوشی اور الم ہی جو دنیاسی مرکر جانی والوں کو حاصل ہونیوالا ہی پہر آگی کیا کہنا ہی جو

الله تعالى من النعيم المقيم لعباده الصالحين ومن العذاب الاليم للذين استحبوا الحيوة الدنيا و
اللہ تعالی نی صلحاء کی واسطی عیش دائمی اور دنیا کی زندگی اور تازگی پسند کرنیوالوں کی واسطی جو

رضوا بها ولم يستعدوا للقاء الله تعالى وحكى ان سليمن بن عبد الملك لما دخل
اللہ تعالی کی ملاقات کا سامان نکرتی تہی عذاب دردناک تیار کر رکہا ہی بیان کرتی ہین کہ سلیمان بن عبد الملک حج کی ارادہ

المدينة حاجا قال هل بها رجل ادرك عدة من الصحابة قالوا نعم ابو حازم فارسل اليه فلما اتاه
مدینہ شریف مین آیا تو پوچہا یہان کوئی ایسا مرد ہی جسنی کئی صحابہ کو پایا ہو جواب دیا ہان ابو حازم ہی آدمی بہیجکر اسکو بلایا جب وہ آئی

قال يا ابا حازم ما لنا نكره الموت قال انكم عمرتم الدنيا وخربتم الاخرة فتكرهون الخروج من
تو کہا ای ابو حازم ہمکو موت کیون بری لگتی ہی جواب دیا تمنی دنیا کو آباد کیا ہی اور آخرت کو اوجاڑا ہی سو تم آبادی سی اوجاڑ زمین

العمران الى الخراب قال صدقت ثم قال ليت شعرى ما لنا عند الله تعالى غدا قال اعرض عملك
جانا برا سمجہتی ہو کہا تونی سچ کہا پہر پوچہا کاشکی ہمکو معلوم ہوتا کہ کل خدا کی ہان ہمارا کیا حال ہونیوالا ہی جواب دیا اپنی اعمال کو

على كتاب الله تعالى قال فاين اجده قال فى قوله تعالى اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِىْ نَعِيْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِىْ جَحِيْمٍ قال
قرآن کی مطابق کرکی معلوم کرلی پوچہا کس جا مقابلہ ہوسکتا ہی جواب دیا اس آیت مین بیشک نیک لوگ عیش مین ہین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین پوچہا

فاين رحمت الله قال ان رحمت الله قريب من المحسنين قال ليت شعرى كيف العرض على الله تعالى
پہر رحمت اللہ کی کہان ہوگی جواب دیا بیشک اللہ کی رحمت قریب ہی نیکی والون سی پوچہا کاشکی معلوم ہوتا کہ کل کو کسطور اللہ کی سامنی جانا ہوگا

غدا قال اما المحسن فكالغائب الذی یقدم علی اهله واما المسیئ فکالابق یقدم علی مولاه فبکی

جواب دیا نیکی والا تو جیسی بچھڑا ہوا اپنی اہل کی پاس آتا ہی اور بدکار جیسی غلام بھاگا ہوا اپنی مولی کی سامنی آتا ہی پھر سلیمان

سلیمٰن حتی علا صوته واشتد بکاؤه ثم قال اوصنی قال ایاک ان یراک الله حیث نهاک

روپڑا اور آواز بلند ہوئی اور بہت ہی رویا پھر کہا مجکو وصیت کر جواب دیا بچارہ کہ تجکو اللہ دیکھی ایسی جگہ جہانسی منع کیا ہی

ویفقدک حیث امرک المجلس العاشر فی بیان الفرق بین المؤمن والمسلم

اور نہ دیکھی جس جگہہ امر فرمایا ہی دسوین مجلس فرق کی بیان مین مؤمن اور مسلم مین

وبین المجاهد والمهاجر قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المؤمن من امنه الناس

اور مجاہد اور مہاجر مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مؤمن وہ ہی جکی ہاتہہ سی لوگ

علی دمائهم واموالهم والمسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده والمجاهد من جاهد نفسه

اپنی جانین اور مال بچالین اور مسلم وہ ہی کہ مسلمان جکی زبان اور ہاتہہ سی سلامت بچ رہین اور مجاہد وہ ہی جسنی اپنی جان کو

فی طاعة الله تعالی والمهاجر من ترک الخطایا والذنوب هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه

اللہ تعالی کی فرمان برداری مین کیا اور مہاجر وہ ہی جو خطا اور گناہون کو ترک کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی

فضالة بن عبید ومعناه ان المؤمن لیس من یدعی الایمان فقط بل المؤمن الکامل فی ایمانه

فضالہ بن عبید کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ مؤمن وہ نہین ہی جو ایمان کا صرف دعوی کیا کری بلکہ کامل مؤمن اپنی ایمان مین وہ ہی

هو الذی ظهر امانته واستقامته بحیث یکون الناس منه امینا لا یخافونه علی سفک دمائهم

جسکی امانت اور استقامت ایسی ظاہر ہووی کہ خلق اللہ اوسکو امین جان کر یہہ خوف نکرین کہ ہمکو ناحق مار ڈالیگا

واخذ اموالهم ظلما والمسلم لیس من یتکلم بکلمتی الشهادة فقط بل المسلم الکامل فی اسلامه

یا لوٹ لیگا اور مسلم وہ نہین ہی کہ صرف دونو کلمہ شہادت کی بڑہا کری بلکہ کامل مسلمان اپنی اسلام مین

هو الذی لا یؤذی احدا من المسلمین لا بلسانه بالشتم والغیبة والنمیمة والبهتان ولا بیده بالضرب

وہ ہی جو کسیکو مسلمانون مین سی ایذا نہ دی نہ تو اپنی زبان سی کالی گلوزدی کرا اور غیبت کر کرا اور سخن چینی کر کرا اور تہمت لینی سی اور نہ اپنی ہاتہہ سی مار کر

والقتل واخذ ماله بغیر حق وانما خص الید واللسان بالذکر من بین سائر الاعضاء مع الایذاء

یا قتل سی اور ناحق مال چہین کر اور تمام اعضا مین سی صرف ہاتہہ اور زبان کو کس لئی خاص کر ذکر کیا ہی باوجودیکہ ایذا

کما یکون بهما یکون بغیرهما من الاعضاء کالعین والاذن والرجل اذا نظر الی بیت الغیر او استمع

جیسی زبان اور ہاتہہ سی ہوتی ہی ایسی ہی اور اعضا سی بھی ہوتی ہی سوا زبان اور ہاتہہ کی جیسی آنکہہ اور کان اور پانو جب جہانکی بیگانہ گہر مین یا کان لگا

قولهما لا برضاه او دخل ملکه بغیر اذنه لان اکثر الایذاء یحصل بهما واما الجمع بینهما فلان

کسی بات پر اوسکی بی مرضی یا جا گہسی اوسکی ملک مین بی اجازت اسلئی ذکر کیا کہ اکثر ایذا انہین دونو سی ہوتی ہی اور دونو کو جمع اسلئی کیا ہی

کف الید یحتمل ان یکون بسبب الضعف وعدم القدرة واذا ضم الیه کف اللسان یتعین

کہ ہاتہہ کا روکنا شاید کہ بسبب ناتوانی کی ہو کہ اتنی طاقت نہین ہی اور جب زبان کو اوسکی ساتہہ روکا تو یہہ مقرر ہو گیا

ان کف الید کان للاسلام والمجاهد لیس من یقاتل الکفار فقط بل المجاهد الکامل من یقاتل

کہ ہاتہہ کا روکنا اسلام ہی کی جہت سی ہی اور مجاہد وہ نہین ہی کہ صرف کفار سی جنگ کیا کری بلکہ مجاہد کامل وہ ہی جو اپنی نفس سی جنگ کری

نفسه ویحملها علی طاعة الله تعالی ویمنعها عن معصیته تعالی لان نفس الانسان اشد عداوة

اللہ تعالی کی فرمان برداری پر لگاری اور اللہ کی نافرمانی سی اوسکو روک دی اس لئی کہ نفس انسانی انسان کا کفار کی نسبت زیادہ تر

معه من الكفار لكون الكفار في ابعد مكان منه لا يتفق تلاحقهم به وتقاتلهم معه الا حيانا

دشمن ہوتا ہی اسلیئی کہ کفار تو اوس سی دور مسافت پر ہوتی ہین اونسی اتفاقا کبہی کبہی مقابلہ اور مقاتلہ پیش آجاتا ہی

بعد حين واما نفسه فانها ابدا تلازمه وتقاتله وتمنعه عن الخيرات والطاعات وتحمله على

رہا یہہ نفس یہہ تو ہروقت اسکی ساتہہ لگا ہوا لڑتا رہتا ہی اور خیرات اور طاعات سی روکی جاتا ہی اور

المعاصي وانواع الفسادات ولاشك ان القتال مع العدو الملازم اهم من القتال مع العدو

گناہ اور طرح طرح کی فساد پر رغبت دیتا ہی اور بیشک جنگ پاس کی دشمن کی دشوار ہوتی ہی جنگ دور کی دشمن سی

البعيد يشهد لهذا قوله يا ايها الذين امنوا قاتلوا الذين يلونكم من الكفار فانه تعالى امر المؤمنين

یہہ قول اسکا شاہد ہی ای ایمان والو لڑتی جاؤ اپنی نزدیک کی کافروں سی کیونکہ اللہ تعالی مؤمنوں کو

ان يبتدوا بقتال الكفار الذين كانوا اقرب منهم فاذا فرغوا من الاقرب فليقاتلوا الابعد والمهاجر

یہہ امر فرماتا ہی کہ پہلی قتال اون کفار سی کرین جو اونسی پاس ہین جب پاس کی کفار سی فارغ ہوجاوین تو دور کی کفار سی لڑین اور مہاجر

ليس من هاجر من مكة الى المدينة قبل فتح مكة فقط حتى تنقطع الهجرة بعد فتح مكة بل الهجرة

وہ ہی نہین ہی جو گہر چہوڑ کر مکہ سی مدینہ کو چلا گیا فتح مکہ سی پہلی پہلی کہ بعد فتح مکہ کی ہجرت ہو چکی بلکہ ہجرت

باقية الى يوم القيمة لانها انتقال من الكفر الى الايمان ومن دار الحرب الى دار الاسلام ومن

قیامت تک ہوتی رہی گی اسواسطی کہ ہجرت تو یہہ ہی کفر کو چہوڑ کر ایمان حاصل کرنا اور کافروں کی ملک سی مسلمانوں کی ملک مین جانا اور

السيات الى الحسنات وهذه الاشياء باقية مادام التكليف باقيا فالمهاجر الكامل هو الذي

گناہوں کو چہوڑ کر حسنات پر عمل کرنا اور یہہ امور تو باقی رہینگی جبتک خطاب الہی باقی ہی پس کامل مہاجر وہ ہی جو

يترك جميع ما نهى الله تعالى من المعاصي ويشتغل بما امر الله تعالى من محاسن الاعمال كما جاء

تمام ممنوعات شرعی کو ترک کری کوئی ہی گناہ ہو اور اللہ تعالی کی امر بجالانی مین مشغول رہی کیسا ہی نیک عمل ہو چنانچہ

في حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال المهاجر من هجر ما نهى الله تعالى عنه فانه عليه الصلوة

ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مہاجر وہ ہی جو ترک کری وہ کار جو منع کیا ہی اللہ تعالی نی پس پیغمبر صلی اللہ علیہ

والسلام بين في هذا الحديث ان الهجرة الكاملة التامة هي هجران الفواحش والمنكرات والجد في

وسلم نی اسحدیث مین بیان فرمایا کہ پوری اور کامل ہجرت فواحش اور منکرات کی چہوڑنی اور

الطاعات والعبادات لكن ينبغي ان يعلم صحة الطاعات والعبادات موقوفة على صحة الاعتقاد

طاعت اور عبادت مین کوشش کرنیسی ہوتی ہی لیکن یہہ سمجہنا ضرور چاہیئی کہ طاعات اور عبادات کبہی صحیح اور درست نہین ہوتی جبتک اعتقاد درست نہو

لان الايمان اصل والعمل فرع والعبد اذا لم يعرف ما الايمان والهداية لا يعرف ما الكفر والضلالة

اسواسطی کہ ایمان جڑ ہی اور عمل شاخ اور آدمی کو جب یہہ ہی خبر نہین کہ ایمان اور ہدایت کیا ہوتا ہی تو وہ کیا جانی کہ کفر کیا اور گمراہی کیا ہی

فتارة تجري على لسانه كلمة التوحيد على طريق الاعتياد لا بالعلم والاعتقاد وتارة يتلفظ

پہر تو کبہی اوسکی زبان پر کلمہ توحید کا آجاویگا عادت کی موافق بدون علم اور اعتقاد کی اور کبہی کلمہ

بالفاظ الكفر ويدخل في حيز الارتداد ومن كان في الاعتقاد بهذه المرتبة لو بقي الف سنة

کفر کا بک دیگا جسمین مرتد ہو جاوی اور جسکا اعتقاد اس درجہ کا ہو تو اگر ہزار برس تک

في الصوم والصلوة لن ينفعه ذلك الاعتقاد يوم العرض الاكبر ومصيره الى النار ومن زعم انه مسلم

روزہ نماز کیا کریگا تو ہرگز ہرگز یہہ اعتقاد پیشی کی دن کچہہ فائدہ نہ دیگا آخر ایسی کا انجام آگ ہی اور جو یہہ گمان کری کہ وہ مسلم ہی

وتقاعد من تعلم قدر ما هو فرض عین علیه من عقائد الایمان لا یوجد فیه من الایمان الا
پھر سستی کری سیکھنی مین عقاید ایمان کی جسقدر اوسپر فرض عین ہی تو اوسمین ایمان کا صرف دعوی ہی دعوی پایا جاتا ہی
مجرد الدعوی وهذا النوع من الایمان انما یظهر فائدته فی الدنیا حیث لا یوخذ منه الجزیة کما
ایسی ایمان کا فائده صرف دنیا ہی مین ہوجاتا ہی اسلئی که اوسی خراج نہین لیا جاویگا جیسی
توخذ من الکفار لکن یبعد له الوصول فی العقبی الی درجة الابرار فان العبد بمجرد الاتیان بکلمتی
اور کفار سی لیا جاتا ہی لیکن اسکو درجه صلحاء کا آخرت مین ملنا بہت دشوار ہی کیونکه آدمی صرف کلمه شہادت کا پڑھ کر
الشهادة وتقریر الفاظ الایمان علی طریق العادة وعد نفسه من المؤمنین من غیر فهم معناها
اور عادت کی موافق الفاظ ایمان کی بول کر اور اپنی آپ کو مؤمنین مین شمار کرکر بدون سمجہنی معنون کی
لا یصیر مؤمنا بینه وبین الله تعالی حتی یصدق بقلبه جمیع شرائعه وینقاد فی جمیع احکامه
خدا کی علم مین مؤمن نہین ہوسکتا یہان تک که اپنی دل سی تمام احکام شرعی کی تصدیق کری اور تمام احکام کا مطیع ہووی
ولا یتشکک ولا یتردد فی شیء منها ولوجود هذا التصدیق والانقیاد فی القلب علامات منها ان
اور کسی بات مین اصلا شک اور تردد نہ لاوی اور بہت نشانیان ہین که جسی یہه تصدیق اور انقیاد دل مین موجود معلوم ہو ایک یہه ہی
لا یفرغ عن امر دینه بل یسعی فی اصلاحه بتعلمه من اهله والعمل به ومنها ان لا یشق علی قلبه
که دین کی معامله سی نکما ہوکر نه ہو بیٹھی بلکه دین کی درستی مین کوشش کرتا رہی اپنی اہل کو سکہاوی اور عمل کرتا رہی اور ایک علامت یہه ہی که اوسکی دلپر دشوار نگذری
اذا اخبر عن شیء من امر دینه ولا یتهاون به ولا یتکبر عنه بل یقبله ویطیعه وان کان ذلک الامر
جب امور دینی مین سی کوئی سا حکم سنی اور اوسکو حقیر نه سمجہی اور اوسی گردن کشی نکری بلکه اوسکو مان لی اور اطاعت کری اگرچه وه حکم کیا ہی
فی غایة الصعوبة والمخبر فی غایة الحقارة ومنها ان لا یکون له هواه امیرا والشرع تابعا له بان
سخت دشوار ہو اور وه حکم سنانیوالا کیسا ہی ذلیل وخوار ہو اور ایک یہه نشانی ہی که اوسکی ہوای نفسانی حاکم نہو جاوی اور شرع اوسکی تابع نبنی اسطور
لا یاخذ من الشرع شیئا الا ما یوافق هواه بل یجب ان یکون له الشرع امیرا وهواه اسیرا له فلا یاخذ
که شرعی احکام مین سی وه ہی اختیار کیا کری جو اوسکی مرضی کی موافق ہو بلکه واجب ہی که شرع ہی اوسکی حاکم اور اوسکی ہوا وہوس مقید ہو باہر
من هواه ومراده شیئا الا باذن الشرع وان کان فیه نقصان المال والجاه والعرض کما اخبر به النبی
اپنی خواہش مین سی بدون اجازت شرع کی کچھہ اختیار نه کرسکی اگرچه اسمین مال اور مرتبه کا نقصان ہوجا اور عزت بگڑ جاوی چنانچه نبی صلی الله
علیه السلام وقال لا یؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به فاذا وجد فی العبد تلک العلامات
علیه وسلم نی خبر دی ہی فرمایا که کوئی تم مین سی مؤمن نہوگا جبتک که اوسکی مرضی تابع میری احکام کی نہوجاوی جب آدمی مین یہه علامات موجود ہو جاوین
کان مؤمنا حقا وهذا هو الایمان المنجی من العذاب الابدی لکن بشرط التحفظ من جمیع ما یهدم هذا
تو وه بیشک مؤمن حقیقی ہی اور یہه ہی ایمان ہی جو عذاب ابدی سی نجات دیتا ہی لیکن بشرطیکه بچا رکہی تمام ایسی حالات سی جو اس تصدیق کو
التصدیق وینافیه مما یجری علی قلبه ولسانه وسائر جوارحه مما یوجب الکفر فان الایمان لا یزول الا
بگاڑ دیں اور کہودین وه خطرات دلی اور زبانی اور تمام اعضا کی بن جن جن سی کفر لازم آجاوی کیونکه ایمان بدون کفر کی نہین گم ہوتا
بالکفر والکفر ثلثة انواع النوع الاول کفر جهلی وسببه عدم الاصغاء وعدم الالتفات وعدم التامل
اور کفر تین قسم کا ہوتا ہی پہلی قسم کفر جہلی ہوتا ہی اوسکا سبب یہه ہی نه سننا اور توجه نکرنی اور غور اور فکر نه کرنا
فی الآیات والدلائل مثل کفر العوام فان اکثرهم لا یعرفون ما وجب علیهم معرفته من عقائد الایمان
آیات مین اور دلائل مین جیسی کفر عام لوگون کا کیونکه اکثر عوام یہه بہی نہین جانتی که اونپر کون کون سی عقاید ایمانی کا سمجہنا واجب ہی

بل بعضهم ينطق بكلمتي الشهادة لكن لا يعرف معناهما ولا يميز بين الله تعالى ورسوله والنوع الثاني
بلکہ بعضی لوگ شہادت کی دونو کلمی تو پڑہتی ہین پر اونکی معنی نہین جانتی اور اللہ مین اور اوسکی رسول مین تمیز نہین کرتی دوسری قسم کفر
كفر جحودي وسببه اما الاستكبار مثل كفر فرعون وملائه او خوف زوال الرياسة وعدم الوصول
انکاری ہوتا ہی اسکا سبب یا تو خود بینی اور تکبر جیسی کفر فرعون اور اوسکی امراؤ کا یا خوف ریاست کی جاتی رہنی کا اور سرداری میسر نہونی کا
اليها مثل كفر هرقل او خوف الذم والتعيير مثل كفر ابي طالب والنوع الثالث كفر حكمي وهو الذي
جیسی کفر ہرقل کا یا خوف بدنامی کا اور شرم جیسی کفر ابو طالب کا اور تیسری قسم کفر حکمی ہوتا ہی یہہ وہ کفر ہی
جعله الشرع من علامات التكذيب كشد الزنار وسجود الصنم او كان عن استخفاف ما يجب تعظيمه
جسکو شرع نی نشانی تکذیب کی مقرر کی ہی جیسی جنیئو کا گلی مین ڈالنا اور بت کو سجدہ کرنا اور حقارت کرنی اون چیزون کی جنکی شرع مین تعظیم ہی
كالقاء المصحف في المزبلة واستهزاء العلم والعلماء وما هو من امور الدين او عن استحلال حرام
نعوذ باللہ جیسی مصحف کو کوڑی مین ڈالدینا اور علم اور علماء اور اور امور دینی کا ٹھٹھا کرنا یا حرام لعینہ کو جسکی
لعينه وثبت حرمته بدليل قطعي كالزنا وشرب الخمر ومن فعل شيئا من ذلك يحبط جميع اعماله
حرمت دلیل یقینی سی ثابت ہوچکی ہو حلال سمجھنا جیسی زنا اور شراب کا پینا اور جسنی اس مذکورات مین سی کوی کام کیا اوسکی تمام عمل سوخت ہوجاتی ہین
الدينية فيلزم تجديد النكاح وتكرار الحج ان كان قادرا بعد التوبة واما غير تلك الذنوب صغيرة
پہر نئی سرسی نکاح کرنا چاہیی اور حج پہر ادا کرنا چاہیی اگر بعد توبہ کی مقدور رکہتا ہو اور سوای ان مذکورات کی باقی کی گناہونسی
كانت او كبيرة فلا يخرج المؤمن بفعلها من الايمان بل يكون فاسقا لكن يخاف عليه امر عظيم
صغیرہ ہون یا کبیرہ تو مرد مؤمن کسی گناہ کی شامت سی ایمان سی خارج نہین ہوتا بلکہ فاسق ہوجاتا ہی لیکن اوسپر مرتی دم بڑا اندیشہ ہی
عند النزع ان كان مصرا عليها ولم يتب عنها لما روي انه عليه السلام قال المعاصي بريد الكفر
اگر وہ شخص گناہ پر جم رہا تہا اور توبہ نہین کی ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین
فعلى هذا يجب على كل مؤمن ان يتوب عن الذنوب كلها في الحال لان التوبة عن الذنوب صغيرة كانت
اس حدیث کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ تمام گناہونسی ابہی فی الحال توبہ کری کیونکہ توبہ کرنا گناہونسی صغیرہ ہون
او كبيرة واجبة على الفور اما وجوبها فلقوله تعالى وَتُوبُوا إِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ ولقوله تعالى
یا کبیرہ فی الفور ترت واجب ہی وجوب توبہ کا اس آیت سی ثابت ہی توبہ کرو اللہ کی آگی سب ملکر ای ایمان والو اور اس آیت سی
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوحًا فانه تعالى قد امر في هاتين الايتين بالتوبة والامر للوجوب
ای ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دلکی توبہ بیشک اللہ تعالی نی ان دونو آیتون مین توبہ کا حکم فرمایا اور امر واسطی وجوب کی ہی
فيكون التوبة واجبة واما وجوبها على الفور فلئلا يلزم بالتاخير الاصرار المحرم الذي يؤدي الى الهلاك
سو توبہ واجب ہوگئی اور توبہ کا ترت واجب ہونا اسلئی ہی ناکہ تاخیر کرنیسی اصرار حرام نہو جاوی جسکا انجام ہلاکت ہوتا ہی
لما روي عن ابن عباس انه عليه السلام قال هلك المسوفون والمسوف من يقول سوف اتوب وفي حديث
اسلئی کہ روایت ہی ابن عباس رض سی کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی ہلاک ہوئی دیر اور تاخیر کرنیوالی اور مسوف اوسکو کہتی ہین جو یہہ کہا کری ابہی توبہ کرونگا اور
اخر انه عليه الصلوة والسلام قال كل بني ادم خطاء وخير الخطائين التوابون فلا بد للمؤمن
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تمام بنی آدم بڑی ہی خطاوار ہین اور خطاوارون مین سی اچہی وہ ہین جو بہت توبہ کرتی ہین پس مؤمن کو
ان يداوم على التوبة ليكون من التوابين فانه تعالى دعا عباده المؤمنين بعدما اذنبوا الى التوبة
لازم ہی کہ ہمیشہ توبہ کرتا رہی تاکہ ثواب مین داخل ہووی کیونکہ اللہ تعالی نی اپنی مؤمن بندون کو بعد گناہ کرنی کی توبہ کی ہدایت کی ہی

وامرهم بها وسمّاهم المؤمنین ثم بیّن ما لهم من الکرامة والمغفرة فقال عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ
اور توبہ کا حکم کیا ہی اور اونکو مؤمن کہکر پکارا ہی پہر بیان فرمایا جو اونکی لئی عزت اور بخشش ہوگی سو فرمایا شاید تمہارا رب اوتاری تمسی تمہاری
سَیِّاٰتِکُمْ وَیُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وقال فی اٰیة اخری وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً
برائیاں اور داخل کری تمکو باغوں میں جنکی نیچی بہتی نہریں اور فرمایا ایک اور آیت میں اور وہ لوگ جب کر بیٹھیں کچھ کہلا گناہ
اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَکَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا
یا برا کریں اپنی حق میں تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگی اپنی گناہوں کی اور کون ہی گناہ بخشتا سوای اللہ کی اور نہ اڑجا دیں اپنی
فَعَلُوْا وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ
کئی پر جانتی ہوئی اونکی جزا ہی بخشش اونکی رب کی اور باغ جنکی نیچی بہتی نہریں رہ پڑی اونمیں
فِیْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ثم اخبر انه یحبهم لتطهرهم بالتوبة عن انجاس الذنوب فقال اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ
اور خوب مزدوری ہی کام کرنیوالوں کی پہر یہہ خبر دی کہ اوسکو پسند ہی کہ اونکو پاک کری توبہ کرا کر گناہوں کی نجاست سی سو فرمایا بیشک اللہ کو خوش آتی ہیں
التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ فاذا کان کذلك فکیف لا یشتغل المؤمن بالتوبة وکیف ینفك عنها لکن
توبہ کرنیوالی اور خوش آتی ہیں ستہرائی والی جب یہہ ٹہرا تو مؤمن ہوکر توبہ کیونکر نکریگا اور توبہ سی کیسی جدا ہوگا لیکن
لها اربعة شروط ان اختل شرط منها لا یتحقق التوبة الاول الندم بالقلب علی فعل من الذنوب فی
توبہ کی چار شرطیں ہیں اگر ایک بہی شرط جاتی رہی گی تو توبہ کا پتا نہیں پہلی دل سی شرمندہ ہونا گناہوں کی کرنی پر
الماضی والثانی ترك المعصیة فی الحال والثالث العزم علی ان لا یعود الی مثلها فی الاستقبال والرابع
زمانہ گذشتہ میں دوسری فورًا گناہ کو ترک کرنا تیسری عزم کرنا کہ آیندہ کو پہر کبہی ایسی حرکت نکروں گا چوتہی
ان یکون ذلك خوفا من الله تعالی لا لامر اخر فان من ندم علی شرب الخمر وترکه لما فیه من الصداع
یہہ کہ تینوں امر اللہ تعالی کی خوف سی ہوں کسی اور سبب سی نہوں کیونکہ اگر کوئی شخص شراب پی کر نادم ہوا اور اوسکو ترک کیا اسلئی کہ اوسی سر درد ہوتا ہی
وزوال العقل والخلل بالمال والعرض لا یکون تائبا شرعا ولا ینال الثواب الموعود للتائبین وکذلك
اور بہکتا ہی اور مال تلف ہوتا ہی اور عزت جاتی ہی تو شرعًا یہہ شخص تائب نہیں ہی اور جو ثواب تائب کی واسطی مقرر ہی یہہ نہیں پاویگا اور ایسی ہی
من قال بلسانه استغفر الله وقلبه مصر علی المعصیة فاستغفاره ذلك یحتاج الی استغفار مقا
جسنی زبان سی کہا استغفر اللہ اور دل اوسکا گناہ پر اڑا رہا تو ایسی توبہ سی شرمندہ ہوکر توبہ کرنی چاہئی
بالندم لما روی ان علیا رای رجلا قد فرغ من صلاته وقال سریعا اللهم انی استغفرك واتوب الیك
کیونکہ روایت ہی کہ حضرت علی نی ایکو دیکہا کہ اوسنی نماز سی فارغ ہوتی جلدی سی یہہ کہا الہی میں بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں
فقال علی یا هذا ان سرعة اللسان بالاستغفار توبة الکذابین وتوبتك تحتاج الی توبة وعن الحسن
پس حضرت علی نی کہا ای شخص جلدی سی زبان توبہ پر چلانی جہوٹہوں کی توبہ ہوتی ہی تیری یہہ توبہ قابل توبہ کی ہی اور حسن
البصری انه قال استغفارنا یحتاج الی استغفار قال القرطبی هذا قوله فی زمانه فکیف فی هذا الزمان
بصری سی روایت ہی کہ کہتی تہی ہماری توبہ قابل توبہ کرنی کی ہی قرطبی کہتی ہیں یہہ قول حسن بصری کا اونکی زمانہ میں ہی پس اس زمانہ کا تو کیا حال ہی
الذی یری الانسان فیه مکبا علی الظلم حریصا علیه ولا یقلع عنه والسبحة فی یده یزعم انه یستغفر
کہ ہم دیکہتی ہیں انسان کو کہ حرص کا مارا ظلم پر دہکا چلا جاتا ہی اور ہرگز باز نہیں آتا اور تسبیح ہاتہ میں لی ہوئی ہی اس خیال پر کہ توبہ کریگا
منه وذلك استهزاء منه واستخفاف لما روی انه علیه السلام قال المستغفر باللسان المصر علی
اب یہہ ٹہٹہا چہل اور حقارت ہی چنانچہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ زبانی توبہ کرنیوالا گناہ پر لگا ہوا

الذنب کالمستہزی بربہ وانما التوبۃ ان یستغفر بلسانہ وینوی بقلبہ ان لا یعود الی الذنب اصلا
گویا اپنی رب سی ٹھٹھول کرتا ہی اور توبہ یہہ ہوتی ہی کہ زبانسی بخشش مانگی اور دل سی یہہ نیت کری کہ پہر کبھی نا فرمانی نکروں گا

فاذا فعل ذلک یغفر اللہ ذنبہ وان کان ذنبہ عظیما اذ لیس ذنبا اعظم من الکفر وقد قال اللہ تعالی
جب ایسی توبہ کرتا ہی تو اللہ تعالی اوسکی خطا معاف کردیتا ہی کیسا ہی گناہ ہو کیونکہ کفر سی بڑا کوئی گناہ نہین ہی اور اللہ کافرون کی حق مین

فی حق اھل الکفر قُلْ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنْ یَّنْتَھُوْا یُغْفَرْ لَھُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ فما ظنک فیما دونہ من المعاصی
یہہ فرماتا ہی تو کہدی کافرون کو اگر باز آوین تو معاف ہو اونکو جو ہو چکا پہر تو کیا سمجھتا ہی کفر سی کمتر گناہون کو

وقد روی انہ علیہ السلام قال لو اخطأ احدکم حتی یملأ ما بین السماء والارض ثم تاب تاب اللہ علیہ
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر تم مین سی کوئی شخص اتنی گناہ کری کہ بہر جاوی میدان آسمان اور زمین کا پہر وہ توبہ کری تو اللہ اوسپر رحمت کرتا ہی

وفی حدیث اٰخر انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب اللہ علیہ یعنی انہ اذا
اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ بندہ جب خطا کا اقرار کرتا ہی پہر توبہ کرتا ہی تو اوسپر اللہ تعالی رحمت کرتا ہی مراد یہہ ہی

اقر بکونہ مذنبا ثم ندم علی ما فعل من الذنوب وعلی ما اکتسب من السیات وعزم ان لا یعود الی مثلہ
کہ اپنی تئین خطا وار کہہ کر پہر گناہ کئی ہوئی پر اور برائی کائی ہوی پر شرمندہ ہووی اور آگی کو یہہ عزم کری کہ پہر ایسی حرکت نکروں گا

یقبل اللہ تعالی توبتہ ویتجاوز عن سیاتہ لکن ینبغی ان یعلم ان الذنب علی نوعین ذنب بینہ و
تو اللہ تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوسکی خطاسی درگذر فرماتا ہی لیکن یہہ سمجھنا چاہی کہ گناہ دو قسم کی ہوتی ہین ایک تو صرف حقوق الٰہی

بین اللہ تعالی وذنب بینہ وبین العباد فالذنب الذی بینہ وبین اللہ تعالی یکفی فیہ الاستغفار
دوسری حقوق العباد پہر جو گناہ صرف حقوق اللہ کی ہین تو اوسمین کفایت کرتی ہی توبہ

باللسان والندم بالقلب والعزم علی ان لا یعود فاذا فعل ذلک لا یبرح من مکانہ حتی یغفر لہ ذنبہ
زبانسی اور ندامت دل سی اور یہہ عزم کرنا کہ پہر کبھی نکروں گا جب ایسی توبہ کرچکا تو فورًا اوسی جگہہ اوسکی خطا معاف ہو جاتی ہی

الا ان یکون علیہ شئ من فرائض اللہ تعالی فان الشرع لا یکتفی فیہ بمجرد التوبۃ بل اضاف الی ذلک
ہان اگر اوسکی ذمہ کچہہ فرائض الٰہی مین سی بہی ہو تو اس صورت مین شرع نی صرف توبہ پر اکتفا نہین کیا بلکہ اوس توبہ کی ساتہہ

فی البعض قضاء کالصلوۃ والصوم وغیرھما وفی البعض کفارۃ واما حقوق الآدمیین فلا بد من ایصالھا
بعضی فرائض کا قضا چاہی جیسی نماز اور روزہ اور بعضی مین کفارہ چاہی رہی حق العباد اسمین ضرور ہی کہ وہ حق مستحق کی پاس

الی مستحقیھا فان لم یوجدوا یلزم ان تصدقھا عنھم بنیہ ان یکون ودیعۃ عند اللہ تعالی یوصلھا
پہنچادی اور اگر وہ مستحق نہ ملین تو لازم ہی کہ اونکو اونکی طرف سی خیرات کردی اس نیت سی کہ اللہ تعالی یہہ امانت قیامت کی دن

الی اصحابھا یوم القیمۃ فمن لم یجد سبیلا لخروجہ عما علیہ من التبعات لاعسارہ فعلیہ ان یکثر
انکی مستحق کو پہنچادی اور جو شخص ماری تنگدستی کی کوئی راہ نپاوی حقوق العباد کی ادا کا تو اوسکو یہہ لازم ہی

من الاعمال الصالحت ویستغفر لمن ظلمہ من المؤمنین والمؤمنت فی اکثر الاوقات فانہ اذا فعل
کہ اعمال صالح بہت کری اور اپنی مظلوموں مؤمن مرد اور مؤمن عورتوں کی لئی اکثر اوقات بخشش کی دعا کیا کری جب یہہ عمل کریگا

کذلک یرجی من فضل اللہ تعالی ان یرضی خصماءہ یوم القیمۃ بلطفہ وکرمہ المجلس الحادی عشر
تو اللہ تعالی کی فضل سی امید ہی کہ قیامت کی دن اسکی مدعیوں کو اپنی لطف اور کرم سی راضی کردی گیارہوین مجلس

فی بیان افضل الذکر وافضل الدعاء قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
افضل ذکر اور افضل دعا کی بیان مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

افضل الذکر لا اله الا الله وافضل الدعاء الحمد لله هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه جابر

سب ذکرون مین سی بہتر ہی لا اله الا الله اور سب دعاؤن مین بہتر ہی الحمد لله یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی جابر کی روایت سی

وانما جعل فیه الحمد لله من افضل الدعاء لان الدعاء عبارة عن ذکر العبد ربه وسواله عنه فضله

اور الحمد لله سب دعاؤن سی افضل اسلئی ٹہری کہ دعا اسکو کہتی ہین کہ بندہ اپنی رب کو یاد کرکر اوس سی فضل کا سوال کری

ففی الحمد لله هذا المعنی موجود اذ فیه ذکر الرب وطلب المزید لانه راس الشکر والعمد فیه لقوله الحمد لله راس الشکر ما شکر الله عبد لم یحمده

سو الحمد لله مین یہہ معنی موجود ہین اسواسطی کہ اسمین رب کی یاد ہی اور ترقی کی طلب اسلئی کہ الحمد لله اصل ہی شکر مین اور عمدہ ہی اسلئی فرمانی رسول الله صلی الله علیه وسلم نی

والشکر یستلزم المزید لقوله تعالی لئن شکرتم لازیدنکم فمن قال الحمد لله یصیر کانه سئله عنه

اور شکر سی ترقی ہوا کرتی ہی واسطی فرمود الله تعالی کی اگر حق مانوگی تو اور دونگا تمکو پہر جسنی الحمد لله کہا گویا اوسنی الله تعالی سی

تعالی زیادة فضله بعد الثناء علیه واما کون لا اله الا الله من افضل الاذکار فلان فیه معنی لا یوجد

ثنا کرکر فضل کی ترقی طلب کی اور لا اله الا الله جو تمام ذکرون مین افضل ہی تو اسلئی کہ اسمین وہ معنی ہین

فی ذکر غیره وبمعرفة ذلک المعنی یحصل للمکلف جمیع ما یجب علیه معرفته فی حقه تعالی وذلک المعنی

جو اور ذکرون مین نہین پائی جاتی اور ان معنون کی دریافت کرنی سی مکلف کو حاصل ہوجاتی ہین جو جو واجب ہی دریافت کرنا بہ نسبت ذات باریتعالی کی اور وہ معنی

اثبات الالوهیة له تعالی ونفیها عما عداه ویندرج فی معنی الالوهیة جمیع ما یجب علی المکلف معرفته

ربوبیت کا ثابت کرنا واسطی الله تعالی کی اور الوہیت کا سلب کرنا ماسوا الله سی اور الوہیت کی معنون مین تمام باتین آگئین جنکا جاننا مکلف کو ضرور ہی

مما یجب فی حقه تعالی وما یستحیل علیه وما یجوز له لان الالوهیة تشتمل علی معنیین احدهما

اوصاف الہی سی جو واجب ہین اور جو محال ہین اور جو جایز ہین الله تعالی کی حق مین اسلئی کہ الوہیت مین دو معنی ہین ایک تو

استغناؤه تعالی عن جمیع ما سواه والثانی افتقار جمیع ما عداه الیه تعالی فعلی هذا یکون معنی کلمة

الله کا بی نیاز ہونا تمام اپنی ماسوا سی اور دوسری تمام ماسوا کا محتاج ہونا الله تعالی کی طرف اس تقریر کی موافق معنی کلمہ

التوحید لا مستغنی عن جمیع ما سواه ولا مفتقر الیه جمیع ما عداه الا الله تعالی اما استغناؤه تعالی

توحید کی یہہ ہین کہ نہین ہی کوئی بی نیاز تمام ماسوا اپنی سی اور نہین ہی کوئی محتاج الیه تمام ماسوا اپنی کا سواء الله تعالی کی الله تعالی کی بی نیازی

عن جمیع ما سواه فیوجب له تعالی الوجود والقدم والبقاء اذ لو لم تجب له تعالی هذه الصفات

تمام ماسوا سی جو ہی اسنی واجب ہوا کہ الله تعالی موجود اور قدیم اور باقی ہی اسلئی کہ یہہ صفتین اگر الله تعالی کو بضرورت ثابت نہوجاوین

لکان محتاجا الی محدث لان انتفاء شئ عن هذه الصفات یستلزم الحدوث وکل حادث مفتقر

تو بیشبہ وہ محدث کا محتاج ہوگا اسواسطی کہ ان صفتون مین سی جونسی نہوگی تب ہی حدوث لازم آویگا اور ہر حادث محدث کا محتاج

الی محدث وکذا یوجب له تعالی التنزه عن النقائص ویدخل فی التنزه عن النقصان وجوب السمع و

ہوتا ہی اور ایسی ہی واجب ہوا الله تعالی کا بری ہونا نقصان سی اور نقصان سی بری ہونی مین آگئی واجب ہونا سمع اور

البصر والکلام اذ لو لم یجب له تعالی هذه الصفات لکان متصفا بالنقائص ومحتاجا الی من یدفع

بصر اور کلام کا اسلئی کہ الله تعالی کو اگر یہہ صفتین واجب نہونگی تو البتہ اوسمین نقصان کی باتین پائی جاوینگی اور محتاج ہوگا ایسی کا جو اوس

عنه تلک النقائص وکذا یوجب له تعالی التنزه عن الاغراض فی افعاله واحکامه اذ لو لم یجب

نقصان کو دور کری اور ایسی ہی واجب ہوا پاک ہونا الله تعالی کا غرض سی افعال اور احکام مین اسلئی کہ اگر واجب نہو

له تعالی التنزه عن الاغراض لکان محتاجا الی ما یحصل به غرضه وکذا یوجب له تعالی ان لا یجب

الله کا پاک ہونا غرض سی تو بیشک محتاج ہوگا ایسی شئی کا جس سی اوسکی غرض حاصل ہو ایسی ہی ضرور ہوا الله تعالی ذمہ پر کچہہ واجب نہوتا

علیه

عليه فعل شئ من الممكنات ولا تركه اذ لو وجب عليه شئ منهما لكان محتاجا الى ذلك الشئ

کسی فعل کا ممکنات میں سی کرنا اور نہ کرنا اسلئی کہ اگر واجب ہو اوسکی ذمہ پر کچہہ ان دونوں میں سی تو البتہ محتاج ہوگا اوس شئ کا

ليكمل به اذ لا يجب له تعالى الا ما هو كمال واما افتقار جميع ما عداه اليه تعالى فيوجب له تعالى

تاکہ اوس شئ کامل بن جاوی اسواسطی کہ اللہ تعالی کو صفات کمال ہی واجب ہوتی ہیں اور تمام ممکنات ماسوی اللہ کی محتاج ہونی سی اللہ کی طرف واجب ہوا

القدرة والارادة والعلم والحيوة اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان عاجزا عن ايجاد شئ

اللہ تعالی کا قدیر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہونا اس لئی کہ یہہ چاروں صفت اگر اللہ تعالی کو واجب نہوں تو وہ تمام ممکنات کی پیدا کرنی سی

من الممكنات وكذا يوجب له الوحدانية اذ لو لم يجب له تعالى الوحدانية بل كان معه غيره في

عاجز ہوگا اور ایسی ہی وحدانیت بہی واجب ہوتی ہی اسلئی کہ اگر وحدانیت نہو بلکہ اوسکی ساتہہ ایک اور اللہ سوای اوسکی ہو

الالوهية لم يفتقر اليه شئ من الممكنات للزوم عجزهما ويوخذ من افتقار جميع ما عداه اليه تعالى

تو پہر کوئی شئ ممکنات میں سی اوسکی محتاج نہوگی کیونکہ بسبب کوک کی دونو عاجز ہوجائینگی اور جب تمام ممکنات ماسوی اللہ کی

حدوث العالم باسره اذ لو كان شئ منه قديما لكان مستغنيا عنه تعالى غير مفتقر اليه ويوخذ منه

اوسکی محتاج ہوئیں تو اسی معلوم ہوا کہ عالم تمام حادث ہی اسلئی کہ عالم میں سی کچہہ بہی اگر قدیم ہو تو وہ اللہ تعالی سی بی پرواہ ہوگا اوکی طرف محتاج نہوگا اور یہہ بہی

ايضا ان لا يوثر شئ من المخلوقات في اثر ما اذ لو كان في شئ من المخلوقات تاثير في اثر ما لكان ذلك الاثر مستغنيا عنه تعالى غير مفتقر

معلوم ہوا کہ کسی چیز کو مخلوقات میں سی کسی امر میں کچہہ اثر نہو اسلئی کہ اگر مخلوقات میں سی کسی شئ کو کچہہ اثر مستقل ہوتا تو البتہ وہ اثر اللہ تعالی کا محتاج نہوتا

اليه فعلى هذا كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول لا واجب الوجود الا الله تعالى ولا واجب

بلکہ بی نیاز ہوتا اس تقریر کی موافق جو شخص لا اله الا الله پڑہتا ہی گویا کہ وہ یہہ کہتا ہی کوئی واجب الوجود نہیں سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی واجب

القدم والبقاء الا الله ولا قادر على ايجاد الممكنات كلها الا الله ولا عالم بما لا يتناهى من المعلومات

القدیم اور باقی سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی قدرت والا تمام ممکنات کی پیدائش پر سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی دانندہ معلومات بی انتہا کا

الا الله ولا منزه عن جميع النقائص ولا عن الاغراض في افعاله واحكامه الا الله ولا موثر في شئ من

سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی بری تمام نقصانوں سی اور نہ غرض سی اپنی افعال اور احکام میں سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی اثر کرنیوالا کسی شئ میں

المخلوقات الا الله وعلى هذا القياس كل ما وجب في حقه تعالى واستحال عليه وجاز له فقد

مخلوقات میں سی سوای اللہ تعالی کی اسیطرح جو جو صفات اللہ تعالی کو واجب ہیں اور جو جو اوسکی حق میں محال ہیں اور جو جو جایز ہیں

ظهر من هذا ان فهم معنى كلمة التوحيد يتوقف على معرفة الله تعالى ومعرفة الله تعالى

اس سی ظاہر ہوا کہ کلمہ توحید کی معنوں کو سمجہنا معرفت الہی پر موقوف ہی اور معرفت الہی

ليست ضرورية حتى يحصل بالبداهة كمعرفة كون الواحد نصف الاثنين بل انما تحصل

بدیہی یعنی ظاہر نہیں ہی تاکہ خود بخود معلوم ہوجاوی جیسی ایک کو دو کا آدہا جانتی ہیں بلکہ استدلال سی

بالاستدلال الذي هو النظر في الدليل فيكون النظر واجبا لانه تعالى امر به وقال انظروا ماذا

معلوم ہوسکتا ہی جسکو نظر فی الدلیل کہتی ہیں پس استدلال کرنا واجب ہوا چنانچہ اللہ تعالی نی بہی ارشاد کیا ہی فرمایا دیکہو کیا کیا

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ فمن تركه يكون اثما لانه اعطى الانسان نعمة العقل فيستدل به على وجوده

موجود ہی آسمانوں اور زمین میں پہر جسنی استدلال کو ترک کیا وہ گنہگار ہوگا اسلئی کہ اللہ تعالی نی آدمی کو عقل کی نعمت اسہی واسطی عطا کی ہی کہ اوسکی وجود ثابت کری

وقدمه ووحدته وسائر صفاته التي تدل عليها افعاله وهي القدرة والارادة والعلم والحيوة

اللہ کا وجود اور قدم اور وحدانیت اور تمام وہ صفات جن پر اوسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور وہ صفات قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات ہی

فاذا لم یستدل به لا یکون مؤدیا شکر نعمة العقل فیکون اثما فیبقی فی مشیة الله تعالی

پہر اگر اسنی اوس عقل سی استدلال نکیا تو اوسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا نکیا پس یہہ گنہگار ہوگا پہر مشیت الٰہی مین رہیگا

ان شاء یعفو عنه و یدخله الجنة بلا عذاب وان شاء یعذبه بقدر ذنبه ثم یدخله الجنة

چاہی اسکو معاف کرکر جنت مین بلا عذاب داخل کری اور اگر چاہی اوسکی خطا کی موافق اوسکو عذاب دیکر جنت مین داخل کری

فعلی هذا یجب علی کل مؤمن ان یعتنی فی معرفة الله تعالی حتی تیسر له فهم معنی کلمة التوحید

اب ہر مؤمن پر واجب ہی کہ معرفت الٰہی مین کوشش کیا کری تاکہ اوسکو سمجھنا کلمہ توحید کی معنون کا سہل ہوجاوی

التی هی ثمن الجنة وسبب الخلاص من العذاب المؤبد وقد نص العلماء علی لزوم فهم معناها

جو کہ جنت کی قیمت اور دائمی عذاب سی رستگاری کا باعث ہی اور علماء صاف کہہ گذری ہین کہ سمجھنا معنون کا لازم ہی

والا لا ینتفع بها متلفظها فی الانقاذ من الخلود فی النار اذ لیست فضیلتها بازاء تحریك اللسان

اور نہین تو زبانی پڑہنی سی اصلا فائدہ نہین ہی کہ دائمی آگ کی عذاب سی بچی اسواسطی کہ اوسکی فضیلت زبان ہلانی سی نہین ہوتی ہی

بها من غیر حصول معناها فی القلب بل فضیلتها بازاء حصول معناها فی القلب بسبب

جبتک کہ اوسکی معنی دلمین نہ حاصل ہون بلکہ اوسکی فضیلت یہہ ہی کہ اوسکی معنی بسبب معرفت الٰہی کی دلمین متیقن ہون

معرفة الله تعالی ولیس المراد من معرفة الله تعالی معرفة ذاته لان ذاته تعالی لیست معلومة

اور معرفت الٰہی سی مراد یہہ نہین ہی کہ اوسکی ذات کو دریافت کری اسلئی کہ اوسکی ذات تو بشر کو معلوم نہین ہوسکتی

للبشر بل المراد بها معرفة ما یجب فی حقه تعالی وما یستحیل علیه وما یجوز له لیعلم من

بلکہ معرفت سی یہہ مراد ہی کہ یہہ دریافت کری کہ الله تعالی کی حق مین کیا تو واجب ہی اور کیا محال ہی اور کیا جایز ہی تاکہ دریافت کرلی

ینطق بها ما نفی عن غیره تعالی وما اثبت له فانها مرکبة من نفی واثبات فالمنفی کل فرد من

کلمہ پڑہنی والا کیا صفت نفی کیا چاہی غیر اللہ سی اور کیا ثابت کیا چاہی الله تعالی کو کیونکہ کلمہ مرکب ہی نفی اور اثبات سی پس نفی کرنا تو ہر ہر فرد

افراد حقیقة الاله سوی الله تعالی والمثبت فرد واحد من تلك الحقیقة وهو الله تعالی ومعنی

معبود حقیقی کا ہی سوای ذات الٰہی کی اور مثبت ایک فرد واحد ہی معبود حقیقی مین سی کہ وہ ذات الٰہی ہی اور معنی

الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکه ان یصدق

الٰہ کی یہہ ہی ہین کہ واجب الوجود ہو سزاوار عبادت کا اور یہہ معنی کلی ہین کہ صرف باعتبار ادراک کی ہوسکتا ہی کہ بہت افراد پر صادق

علی کثیرین لکن الدلیل القطعی یدل علی استحالة التعدد فیه وکونه خاصا بذات الله تعالی و ذلك

آوی پر دلیل قطعی سی معلوم ہوا کہ تعدد اسمین محال ہی اور یہہ صفت خاص ہی ذات الٰہی کو اور وہ

الدلیل وجود العالم فانه لکونه حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له موجدا قدیما واحدا

دلیل عالم کا وجود ہی بیشک یہہ عالم حادث محدث کا محتاج ہوکر دلالت کرتا ہی کہ اوسکا ایک موجد ہی قدیم واحد

متصفا بالقدرة والارادة والحیوة والعلم لانه لو لم یکن قدیما بل کان حادثا لکان محتاجا الی

اور قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم اسلئی کہ اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو البتہ محدث کا محتاج ہوگا

محدث فیلزم الدور او التسلسل وکلاهما محال ولو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما

پہر دور یا تسلسل لازم آویگا اور یہہ دو محال ہین اور اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہون تو بیشک اونکی آپسمین

التمانع المقتضی لعدم وجود العالم ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان

روک ٹوک واقع ہوگی جسی عالم موجود نہوسکی اور اگر قدرت والا اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو بیشک

عاجزا عن ايجاد شئ من العالم لان الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شئ من الاشياء

عالم میں سے ہر ہر ذرہ کی ایجاد سے عاجز ہوگا اسلیے کہ ایجاد کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہے اور تاثیر قدرت کی کسی شئ میں اوس شئ کی ارادہ کرنے پر

يتوقف على ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ يتوقف على العلم به لان القصد الى ايجاد شئ

موقوف ہے اور ارادہ اوس شئ کا بدون علم اوس شئ کی نہیں ہوسکتا اس لیے کہ ارادہ کسی شئ کی ایجاد کا

مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلثة يتوقف على الحيوة لكونها شرطا فيها

بدون علم اوس شئ کی محال ہے اور یہہ تینوں صفتیں کب ہوسکتی ہیں بدون حیات کی کیونکہ حیات شرط ہے

فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل جزء من اجزائه دليلا قطعيا على وجوده تعالى وكونه

اس بیان کی مطابق وجود تمام عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا اوسکی اجزا میں سی یقینی دلیل ہے اللہ تعالی کی وجود پر کہ وہ

قديما واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذكورة وعلى استحالة اضدادها ولهذا كان

قدیم اور واحد ہے اور موصوف ہے ان چاروں صفات مذکورہ سی اور دلیل ہے اسکی کہ ان صفات کا خلاف محال ہے اسیلیے

بعض اهل التوحيد يقولون استدلالا بالاثر على المؤثر ما راينا شيئا الا راينا الله تعالى بعده فان

بعضی اہل توحید اثر سی مؤثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہیں کہ ہمنی جب کسی شئ کو دیکھا تو اوسکی ساتھہ ہی اللہ تعالی کو دیکھا بیشک

كل جزء من اجزاء العالم لكونه حادثا محتاج الى من يوجده ويربيه لا يزال يتكلم بكلام لا حرف فيه

ہر ہر ذرہ عالم کی اجزا کا چونکہ حادث اور محتاج ہے اپنی پیدا اور پرورش کرنیوالی کا ہمیشہ ایسی کلام سی جسمیں نہ حرف ہیں

ولا صوت ان له موجدا قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة يسمع كلامه

اور نہ آواز یہہ کہتا ہے کہ میرا پیدا کرنیوالا قدیم ہے واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ صاحب علم صاحب حیات تمیز والی

السامعون ولا يسمعه الذين هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذي يسمع

اوسکی کلام سنتی ہیں اور بی تمیز جنکی سمجھہ بیکار ہے نہیں سنتی اور سماعت سی مراد سماعت باطنی ہے جسی وہ کلام سنی جاتی ہے

به كلام ليس بحرف ولا صوت ولا عربي ولا عجمي لا السمع الظاهر الذي لا يسمع غير الاصوات وتشارك

جسمیں حرف اور آواز نہو اور نہ عربی ہو اور نہ عجمی یہہ سماعت ظاہری مراد نہیں ہے جسی سوا آواز کی کچھہ معلوم ہو اور چوپایہ

فيه البهائم الانسان اذ لا قدر لشئ تشارك فيه البهائم الانسان والحاصل ان المكلف لا يعرف من

اور انسان اوسمیں شریک ہیں کیونکہ اوس شئ میں کیا خوبی ہے جسمیں چوپایہ اور انسان یکساں ہوں حاصل یہہ ہے کہ آدمی مکلف

صفاته تعالى بالعقل الا ما يتوقف عليه افعاله وما لم يتوقف عليه افعاله تعالى كالسمع والبصر

صفات الہی میں سی بزور عقل وہ ہی جان سکتا ہے جن صفات پر افعال موقوف ہیں اور جن صفات پر افعال موقوف نہیں ہیں جیسی سمع اور بصر

والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما الاستدلال بالعقل فهو

اور کلام ان صفات کی ثبوت پر کبہی تو استدلال عقلی کرتی ہیں اور کبہی استدلال نقلی استدلال عقلی تو یہہ ہے

انها صفات كمال واضدادها صفات نقصان واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه

کہ یہہ صفتیں کمال کی ہیں اور اونکی ضدیں صفتیں نقصان کی ہیں اور اللہ تعالی کا صفات کمالیہ سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی

بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه بتلك الصفات واما الاستدلال بالنقل فهو ان

بری ہونا واجب ہے اس سی لازم آتا ہے کہ اللہ تعالی ان صفات سی موصوف ہو اور استدلال نقلی یہہ ہے کہ

الشرع قد صرح بثبوتها له تعالى فوجب الجزم بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة

شرع سی ان صفات کا ثبوت صاف ظاہر ہے پس یقین کرنا انکی ثبوت کا واجب ہوا اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی

اولی من دلیل العقل لان تلک الصفات لا یتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها
بہتری عقلی دلیل سی اسلئی کہ ان صفات پر افعال الٰہی تو موقوف ہین نہین تاکہ اون افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جائ

له تعالی وذاته لم یکن معلوما لاحد حتی یعلم انها فی حقه تعالی کما یجب اتصافه بها بحیث
اور اوسکی ذات کسیکو معلوم نہین تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ صفات بہ نسبت ذات الٰہی کی بہی کمالیہ ہین انکا ثبوت ہی چاہئی ہونا ایسا

لولم یتصف بها یلزم ان یتصف باضدادها وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم
کہ اگر یہہ صفتین موجود نہون گی تو انکی اضداد موجود ہونگی اور ان صفات کا کمالیہ ہونا جو مذکور ہوا تو وہ ہماری حق مین ہی اور یہہ کچہہ لازم نہین

من کون الشیٔ بالنسبة الینا کمالا ان یکون فی حقه تعالی کمالا الا تری ان اللذة والالم مع کونهما
کہ جو صفت ہماری حق مین باعث کمال کا ہو تو یہہ نسبت ذات الٰہی کی بہی کمالیہ ہو کیا تجھکو معلوم نہین ہی کہ لذت اور الم باوجودیکہ

بالنسبة الینا کمالا یمتنعان علی الله تعالی لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات
ہماری حق مین کمال ہین اللہ تعالی پر ممتنع ہین اسواسطی کہ جسمون کی عوارض سی ہین اس بیان کی موافق لازم یہہ ہی کہ

تلک الصفات له تعالی التمسک بالنقل عن الانبیاء الذین ثبت صدق کل واحد منهم و
ان صفات کی باب مین دست آویز نقلی بیان کی جاوی انبیاء علیہم السلام سی کہ صدق ہر ہر کا اور

امانته ونبوته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء
امانت اور نبوت ایسی معجزہ سی ثابت ہوچکی ہی جو قایم مقام ارشاد الٰہی کی ہی میرا رسول سچا ہی جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی

کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی لرسوله لکونها
کہ تبلیغ بواسطہ قول کی ہو یا فعل کی یا چپ رہنی سی اسلئی کہ معجزہ اللہ تعالی کی طرف سی تصدیق فعلی ہی واسطی رسول کی کیونکہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالی خارقا للعادة قائما مقام صریح القول فی تصدیق رسوله فی دعواه الرسالة
ایک فعل ہی افعال الٰہی سی خلاف عادت کی قایم مقام صاف ارشاد کی ہی رسول کی تصدیق کی لیۓ رسالت کی دعوی مین

فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی یده عند ادعائه الرسالة صار کانه قال صدق رسو
کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر خلاف عادت رسول کی ہاتہہ پر رسالت کی دعوی کرنی کی وقت پیدا کیا تو گویا یہہ ارشاد کیا میرا رسول سچا ہی

لی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته قال العلماء مثال ذلک ان
تمام احکام مین جو میری طرف سی ادا کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ رسول کی قولی ہو یا فعلی ہو یا چپ رہنی سی ہو علماء نی اسکی یہہ مثال بیان کی ہی

رجلا اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملک بعثنی الیکم بکذا وکذا
ایک شخص بادشاہ کی مجلس مین ایک جماعت کی روبرو کہڑا ہو کر کہی مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجھکو تمہاری پاس فلانا فلانا حکم دیکر بہیجا ہی

من التکالیف وطلبوا منه حجة تدل علی صدقه وقال آیة صدقی انی اطلب من الملک ان
اور وہ جماعت اوسی صداقت کی دلیل طلب کری تب وہ شخص کہی نشان میری صداقت کا یہہ ہی کہ مین بادشاہ سی کہتا ہون کہ

یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات وفعل الملک ذلک بطلبه فلا شک
اپنی خلاف عادت اپنی جگہہ سی تین دفعہ کہڑا ہو اور بیٹہہ جاوی پہر وہ بادشاہ اوسکی کہنی سی یہہ کر بیٹہی تو بیشک

ان ذلک الفعل من الملک قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم
یہہ کار بادشاہ کا قایم مقام اس قول کی ہی یہہ شخص سچا ہی جو جو حکم میری طرف سی بیان کری اور اسی علم

الضروری بصدقه لمن شاهد ذلک الفعل من الملک ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره
بدیہی اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی یہہ حرکت بادشاہ کی دیکہیگا اور جو شخص نہ دیکہی گا بلکہ اوسکو تواتر سی یہہ خبر پہنچیگی

بالتواتر

بالتواتر ولا ريب ان هذا المثال مطابق لحال الرسل عليهم الصلوة والسلام في افادة معجزتهم العلم
اور بیشک یہہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سی خوب مطابق ہی کہ اونکی معجزہ کا اونکی

الضروري بصدقهم لمن شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل اليه خبرها بالتواتر فاذا ثبت
صداقت کا علم بدیہی حاصل ہوتا ہی دیکھنی والون کو اور جنہون نی نہین دیکھا تواتر سی سنکر جب اونکا صدق ثابت ہوچکا

صدقهم بدلالة المعجزة وجب تصديقهم في كل ما جاءوا به من عند الله تعالى وافضلهم
معجزہ کی دلالت سی تو واجب ہوئی اونکی تصدیق تمام احکام مین جو اللہ تعالی کی طرف سی لای ہین اور تمام انبیا مین افضل

نبينا ومولانا محمد صلى الله عليه وسلم فانه تعالى قد بعثه الى اهل الارض كلها ليبلغهم امره ونهيه ووعده
اور برتر نبی اور صاحب ہماری محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین بیشک اللہ تعالی نی اونکو تمام اہل روی زمین کی طرف بھیجا تاکہ اونکو اللہ کا حکم اور ممانعت اور جزا

ووعيده وايده بمعجزات كثيرة لا حصر لها ليصدقوه فوجب عليهم تصديقه في كل ما اخبر
اور سزا پہنچاوین اور اونکی تائید کی بہت معجزات سی جنکا انتہا نہین تاکہ اونکی تصدیق کرین سو واجب ہی اون سب پر تصدیق اونکی تمام خبرون مین

وطاعته في كل ما امر والانتهاء عن كل ما زجر فمن لم يصدقه فيما اخبر ولم يطعه فيما امر ولم ينته
اور واجب ہی طاعت اونکی تمام حکمون مین اور باز رہنا جس چیز سی ممانعت کرین پہر جو شخص تصدیق نکری اونکی خبرون مین اور اطاعت نکری اونکی حکم کی اور باز نہ رہی

عما زجر يكون من الذين قال الله تعالى فيهم في القرآن العظيم الذي هو افضل معجزاته اولئك كالانعام
منع کی ہوئی سی تو وہ اون لوگون مین ہی جنکی حق مین اللہ تعالی قرآن شریف مین جو اونکا سب سی بڑا معجزہ ہی فرماتا ہی وہ جیسی چوپایہ

بل هم اضل فانه تعالى شبههم بالبهائم في كون مشاعرهم متوجهة الى اسباب الدنيا ومقصورة
بلکہ اونسی زیادہ بیراہ اللہ تعالی نی انسان کو چوپایون سی مشابہت دی اسباب مین کہ انکی عقلین دنیا کی مال اسباب کی طرف متوجہ ہین اور دنیا ہی پر

عليها وعدم التفكر فيما يقرع اذانهم من الايات القرانية والاحاديث النبوية وعدم الالتفات بها
ٹہر گئین اور ہرگز تامل نہین ہی اوسمین جو سنتی ہین آیات قرآنی اور احادیث نبوی ہم اور اصلا اودہر توجہ نہین ہی

بل جعلهم اضل منها لانها تدرك ما من شانها ان تدرك من المنافع والمضار وتجهد غاية جهدها
بلکہ اللہ تعالی نی انسان کو چوپایہ سی بیراہ زیادہ کہا کیونکہ چوپایہ تو اپنی حیثیت کی موافق نفع اور ضرر کو پہچان لیتی ہین اور خوب کوشش کرتی ہین

في جلب ما ينفعها وسلب ما يضرها وتنقاد لصاحبها وتميز من يحسن اليها ممن يسيء اليها وهؤلاء
اپنی منفعت کی پیدا کرنی مین اور ضرر کی دفع کرنی مین اور اپنی مالک کی اطاعت کرتی ہین اور تمیز کرتی ہین درمیان اونکی جو اونکی ساتہہ احسان کری اور ضرر پہنچاوی

ليسوا كذلك حيث لا يميزون بين المنافع والمضار ويجتهدون غاية جهدهم في جلب ما يضرهم
ایسی نہین ہین اسلئی کہ اصلا نفع اور ضرر مین فرق نہین کرتی اور ضرر رسان چیز مین مرکہپ کر کوشش کرتی ہین اور منفعت سی الگ بچتی ہین

وسلب ما ينفعهم ولا ينقادون لربهم وخالقهم ورازقهم ولا يعرفون احسانه اليهم ويقدمون على
اور اطاعت نہین کرتی اپنی پروردگار اور پیدا کرنیوالی اور روزی دینی والی کی اور نہین سمجھتی کہ اون پر اوسنی کیا کیا احسان کیا اور عذاب

العذاب الاليم ولا يقدمون على النعيم المقيم ويكونون من الذين قال تعالى فيهم يعلمون ظاهرا
دردناک کی طرف دوڑ کر جاتی ہین اور دائمی عیش کی طرف نہین جاتی پہر وہ اون لوگون مین ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی جانتی ہین اوپر اوپر

من الحيوة الدنيا وهم عن الاخرة هم غافلون يعني انهم يعلمون ظاهرا حقيرا خسيسا من الدنيا
دنیا کا جینا اور وہ لوگ آخرت سی خبر نہین رکہتی یعنی یہہ لوگ یہہ ہی ظاہر کی نکمی اور بیکار دنیا کو خوب جانتی ہین

وهو ما يشاهدونه من زخارفها وملاذها وسائر احوالها الموافقة لشهواتهم الملائمة لاهوائهم
اور یہہ جو کہ اونکو نظر آتا ہی دنیا کی رونق اور لذات اور تمام احوال جو اونکی شہوات کی موافق اور اونکی ہواہوس کی مطابق ہین

وهم غافلون عن الآخرة التي هي المطلب الاعلى والمقصد الاقصى ولا يخطرون ببالهم ولا يتفكرون
اور وه آخرت سی جو کہ بڑا مطلب ہی اورعین مدعا ہی بالکل غافل ہیں اور اونکی دلین خطرہ نہین آتا اور نہین سوچتی
من احوال الدنيا ما يؤدي الى معرفتها فان العلم بامور الآخرة موقوف على العلم بوجود الباري تعالى
دنیا کی حالات کو اسطور کہ اوس سی آخرت کی معرفت حاصل ہو کیونکہ علم امورات اخروی کا علم وجود باری تعالی
وقدرته وارادته وعلمه وحيوته وذلك العلم لا يحصل الا بالنظر الى المصنوعات والتفكر فيها
اور اوسکی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہہ علم نہین حاصل ہوتا بدون غور اور تامل کی مصنوعات مین
والاستدلال بتغيراتها على حدوثها واحتياجها الى موجد قديم واحد متصف بالقدرة و
اور بدون استدلال کی کہ حالات دنیا متغیر ہونی سی حادث ہین اور محتاج ہین طرف پیدا کرنیوالی کی جو قدیم اور واحد صاحب قدرت اور
الارادة والعلم والحيوة وهم قصروا النظر على الظواهر الحسية كالبهائم ولم يتفكروا في عجائب
صاحب ارادہ اور علم اور حیات والا ہی اور بنی آدم نی اپنی نگاہ ظاہر دیکھنی پر چوپایہ کی طرح کوتاہ کی اور اوسکی عجیب صنعت کو
صنعه ليستدلوا بها على وجوده وقدمه وقدرته وارادته وعلمه وحيوته فيعلموا ان ما اخبر به
خیال نکیا تاکہ اوسی استدلال ہو اوسکی وجود اور قدم اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر پہر یہہ جانتی کہ جو حدیث مین ہی
من امور الآخرة امور ممكنة يلزم وقوعها وعند وقوعها يكون المكلف فيها بحكم صلاح الاعمال
امورات آخرت مین سی سب ممکن ہین اونکا واقع ہونا ضرور ہی اور جب وہ امور واقع ہونگی تو مکلف باعتبار اعمال نیک
وفسادها فريقين فريق في الجنة وفريق في السعير نسأل الله تعالى ان يجعلنا من اهل الجنة مع
اور اعمال بد کی دو قسم ہونگی ایک قسم بہشت مین اور ایک قسم دوزخ مین ہم اللہ سی دعا مانگتی ہین کہ ہمکو جنتی کری ہمراہ
الابرار لا من اهل النار مع الاشرار المجلس الثاني عشر في بيان اسعد الناس بشفاعة
صلحاء کی دوزخی نکری ہمراہ بدکارون کی بارہوین مجلس اس بیان مین کہ بڑا سعادتمند آدمی
النبي صلى الله عليه وسلم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسعد الناس بشفاعتي
قیامت کے دن بسبب شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی بڑا سعادتمند آدمی میری شفاعت سی
يوم القيمة من قال لا اله الا الله خالصا من قلبه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة
قیامت کی روز وہ ہی جسنی کہا لا الہ الا اللہ صاف دلسی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی روایت سی
وقريب منه ما روي عن زيد بن ارقم انه عليه الصلوة والسلام قال من قال لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة فانه عليه
اور ایسا ہی مضمون ہی جو زید بن ارقم نی روایت کی ہی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی جسنی کہا لا الہ الا اللہ صاف دلسی وہ داخل ہوا جنت مین بیشک
الصلوة والسلام قد شرط لنيل ما وعد في هذين الحديثين ان يكون فيمن قال لا اله الا الله الخلوص
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی شرط کیا ہی واسطی حصول جنت کی جوان دونو حدیثون مین وعدہ کیا ہی کہ لا الہ الا اللہ کہنی والی مین خلوص
والاخلاص ومعنى الخلوص والاخلاص مساعدة الحال للمقال فمن قال لا اله الا الله ولم يساعده
اور اخلاص ہو اور معنی خلوص اور اخلاص کی یہہ ہین کہ اوسکا حال مقال کی مطابق ہو پہر جسنی لا الہ الا اللہ تو کہا اور اوسکا حال مطابق
حاله لمقاله لا يكون فيه شيء من الخلوص والاخلاص وانما يكون فيه من الخلوص والاخلاص
مقال سی نہوا تو اوسمین اخلاص اور خلوص کچھ نہین ہی اور خلوص اور اخلاص جب ہی ہوتا ہی
اذا منعه هذا القول عن الذنوب وحمله على الطاعات وان لم يمنعه من الذنوب ولم يحمله على
کہ اوسکو یہہ قول گناہونسی بازرکہی اور طاعات کی رغبت دلاوی اور اگر اوسکو گناہونسی نہ روکا اور نہ طاعات پر رغبت دلائی

الطاعات لا يكون فيه الخلوص والاخلاص ويخاف ان يكون هذا القول فيه عارية يسترد منه
تو اوسمین خلوص واخلاص کہان ہی اور اندیشہ یہہ ہی کہ یہہ قول اوسمین بطور عاریت کی ہو پہر چہن نجاوی

لان من لم يكن فيه الا اصل الايمان وهو مقصر في الاعمال ومصرّ على الذنوب قريب من ان
کیونکہ جس شخص مین سوای اصل ایمان کی کچہہ نہین ہی اور وہ نیک اعمال مین قصور کرتا رہا اور گناہون پر اڑا رہا کیا بعید ہی کہ

ينقلع شجرة ايمانه اذا صادمته الرياح العاصفة التي هي الوساوس الشيطانية المحركة لها لان
درخت ایمان کا جڑ سی اوکہڑ جاوی جب اوسکو تند ہوائین صدمہ پہنچائین کہ وہ وسوسی شیطانی ہین جو اوسکو حرکت دیتی رہتی ہین کیونکہ

كل ايمان لم يثبت في القلب اصله ولم ينتشر في الاعضاء فروعه ولم يظهر فيها ثمرة لا تثبت
جسکی ایمان کی جڑ دل مین خوب نہین بیٹہی اور اوسکی ٹہنیان تمام اعضا مین نہین پہیلین اور نہ اوسکو بہی کچہہ پہل لگا ہی

عند ظهور ملك الموت ويخاف عليه الزوال وانما يثبت في القلب اصل الايمان وانما ينتشر فروعه
تو وہ جب ملک الموت آویگا قایم نہین رہیگا اور اندیشہ زوال کا ہی ایمان کی جڑ جب خوب بیٹہتی ہی دل کی اندر اور اوسکی ٹہنیان

في الاعضاء وانما يظهر ثمرة فيها اذا سقي بماء الطاعات على توالي الايام والساعات حتى يرسخ
اعضاء کی اندر جب پہیلتی مین اور پہل ایمان کا جب ہی لگتا ہی کہ طاعات کی پانی سی ہمیشہ ہر وقت رات دن سیراب کرتا ہی تاکہ اوسکی جڑ محکم

ويثبت وينتشر فروعه ويظهر ثمره فهذا امر لا يظهر الا عند الخاتمة واصل ذلك على ما ثبت
اور ثابت ہوکر اوسکی شاخین پہیلین اور اوسکو پہل لگی یہہ حال وہی خاتمہ سی معلوم نہین ہو سکتا اور اصل اسکی جیسی کہ

في العلوم العقلية ان تكرار الافعال سبب لحصول الملكة الراسخة في النفس فمن اصرّ على
علوم عقلی مین ثابت ہی یہہ ہی کہ ہر فعل بار بار کرنی کرنی نفس مین خوب کامل ہوجاتا ہی پہر جو شخص گناہون پر

الذنوب يحصل في قلبه الفها وجميع ما الفه الانسان في عمره يعود ذكره عند موته فان كان
اصرار کرتا ہی اوسکی دل مین محبت گناہون کی پیدا ہوجاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزین عمر بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہین پہر اگر اس شخصکو

ميله الى الطاعات اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر الطاعات وان كان ميله الى المعاصي
رغبت طاعات کی زیادہ تہی تو اکثر اسکو موت کی وقت طاعات یاد آویگی اور اگر اسکو رغبت گناہون کی

اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر المعاصي فربما يقبض روحه عند غلبة شهوة من الشهوات
زیادہ تہی تو پہر موت کی وقت اکثر وہ ہی گناہ یاد آوینگی پس بعضی وقت نزدیک غلبہ کسی شہوت کی شہوتون مین سی

او معصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها وتصير سببا لسوء خاتمته فاما الذي غلبت ذنوبه
یا کسی گناہ کی گناہون مین سی اوسکی جان نکل جاتی ہی اور اوسکا دل اسمین لگا رہتا ہی یہہ ہی سبب اوسکی خاتمہ بد کا ہوجاتا ہی اور جس شخصکی گناہ بہت

وكانت اكثر من طاعاته ولم يتب عنها بل كان مصرًا عليها وقلبه فرحا بها فهذا الخطر في حقه
اور طاعات سی زیادہ ہون اور توبہ کی نہو بلکہ گناہون پر اڑا رہا اور اوسکا دل اسہی مین خوش رہا تو ایسی شخص کی حق مین اسکا

عظيم اذ قد يكون غلبة الالف سببا لان يتمثل صورة معصية في قلبه وتميل اليها نفسه
بڑا اندیشہ ہی اسواسطی کہ بعضی وقت مارے غلبۂ محبت کی صورت گناہ کی اوسکی دل مین پیدا ہوجاتی ہی اور اوسکا دل اودہر کو مایل ہوتا ہی

ويقبض عليها روحه فذلك هو سوء الخاتمة واما الذي لم يرتكب ذنبا اصلا او ارتكب لكن
اور وہین جان نکل جاتی ہی سو خاتمہ بد یہی ہی اور جس شخص نی کوئی ہرگز گناہ نہین کیا یا گناہ تو کیا پہر

تاب فهو بعيد عن هذا الخطر فعلى هذا يجب على كل مسلم بعد ما قال لا اله الا الله اداء واجب
توبہ کرلی سو وہ اندیشہ سی محفوظ ہی اس بیان کی موافق ہر ہر مسلم پر جو لا اله الا الله کہتی مین واجب ہی کہ جو طاعات

علیه من الطاعات وحفظ لسانه وسائر اعضائه من السیئات لان کثیرا من الناس یقولون
اونکی ذمہ پر واجب ہی اداکیا کرین اور اپنی زبان کو اورتمام اعضاکو گناہونسی بچاوین اسواسطی کہ اکثر لوگ یہہ قول زبانسی کہتی ہین

هذا القول ثم ینزع عنهم فی اخر اعمارهم بسبب اعمالهم الخبیثة ویخرجون من الدنیا بغیر ایمان
پہر اونسی آخر عمر مین بسبب خبیث عملون کی چہوٹ جاتا ہی اور دنیاسی بی ایمان مرتی ہین

وای مصیبة اعظم من هذا ان یکون اسم الرجل فی جمیع عمره فی الدنیا من المؤمنین ثم یموت
اب کونسی مصیبت اس سی بڑی ہوگی کہ ایک شخص کا نام دنیا مین تو عمر بہر مسلمانون مین درج رہا پہر جب مرا

ویکون اسمه فی الاخرة من الکفرین لیس الحسرة علی الذی یخرج من الکنیسة ویدخل فی جهنم وانما
تو آخرت مین اوسکا نام کافرون مین درج ہوا افسوس کچہہ اوسکی حال پر نہین ہی جو بتخانہ سی نکل کر دوزخ مین گری

الحسرة علی الذی یخرج من المسجد ویطرح فی جهنم بسبب اعماله الخبیثة فان الناس فی الایمان
افسوس تو بڑا اوسکی حال پر ہی جو مسجد مین سی نکل کر بسبب خبیث اعمال کی جہنم مین جا دی بنی آدم باعتبار ایمان کی

علی ضربین منهم من یکون له الایمان عاریة یسترد منه ومنهم من یکون له الایمان عطاء
دو قسم کی ہین بعضی ایسی ہین کہ اونکا ایمان عاریت کا ہی پہر چہن جاویگا اور بعضی ایسی ہین کہ ایمان اونکو بخشا ہوا ہی

لا یسترد منه والعلامة فی ذلک ان الذی یمنعه الایمان من الذنوب ویحمله علی الطاعات
پہر ہرگز نہین چہنیگا اور نشان اسمین یہہ ہی کہ جسکو پاس ایمان کا گناہونسی روکتا ہی اور طاعت کی رغبت دیتا ہی

فالایمان له عطاء لا یسترد منه والذی لا یمنعه الایمان من الذنوب ولا یحمله علی الطاعات
تو اوسکا ایمان بخشا ہوا ہی اوسی پہر نہین چہینا جاویگا اور جسکو پاس ایمان کا گناہونسی نہین روکتا اور نہ طاعات پر رغبت دیتا ہی

فالایمان له عاریة یسترد منه لان ایمانه لو کان صحیحا خالصا لمنعه من الذنوب ولحمله علی
تو اوسکا ایمان عاریت کا ہی وہ چہن جاویگا کیونکہ اگر اوسکا ایمان صحیح اور خالص ہوتا تو بیشک اوسکو گناہونسی روکتا اور طاعت کی رغبت

الطاعات فلما لم یمنعه من الذنوب ولم یحمله علی الطاعات علم ان قلبه الذی هو محل الایمان
دیتا پس جب اوسکو گناہونسی روکا اور نہ طاعت پر رغبت دی تو معلوم ہوا کہ اسکا دل جو ایمان کا گہر ہی

مریض فان القلب قد یمرض ویشتد مرضه لکن لا یعرف صاحبه لغلبة الهوی علیه بل قد
بیمار ہی بیشک دل کبہی بیماری مین سخت مبتلا ہو جاتا ہی لیکن اوس شخصکو بسبب غلبہ ہوا وہوس کی معلوم نہین ہوتا بلکہ بعضی وقت

یموت قلبه وهو لا یشعر بموته وعلامة ذلک ان لا یؤلمه جراحات الذنوب فان القلب اذا کان
اوسکا دل مرجاتا ہی اور اوسکو موت کی خبر نہین ہوتی اسکا نشان یہہ ہی کہ دلمین گناہ کی زخم سی الم نہین ہوتا کیونکہ دل جبتک

فیه حیوة یتألم بقدر حیوته من جراحات الذنوب وقد یشعر بمرضه صاحبه لکن لا یتحمل
زندہ رہتا ہی تو اوسکو جتنی اسمین حیات ہوتی ہی گناہون کی زخمون سی الم پیدا ہوتا ہی اور کبہی اوس شخصکو دل کی بیماری کی خبر ہوتی ہی پر

مرارة الدواء ولا یصبر علیها فیؤثر بقاء الالم علی مشقة الدواء فان دواءه فی مخالفة هواه وذلک
بیمار گی دوا کی برداشت نہین کرتا اور نہ اسپر صبر کرتا ہی پہر وہ الم رہنی دیتی دوا کی مشقت مین شکر کرتا ہی کیونکہ اوسکا علاج تو ہوا وہوس کی مخالفت ہی وہ یہہ

اصعب شیء علی النفس ولیس لها شیء انفع من ذلک قال سهل بن عبد الله هواک داؤک فان خالفته
نفس پر بڑا ہی دشوار ہی اور اوسکی حق مین اس سی زیادہ کچہہ مفید نہین ہی سہل بن عبد اللہ کہتی ہین تیری خواہش تیرا مرض ہی اگر تو نی اوسکا خلاف کیا

فذلک دواءک وقال ایضا ترک الهوی مفتاح الجنة لقوله تعالی وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ
تو یہہ ہی تیرا علاج ہی اور یہہ بہی کہا ہی ہوا وہوس کا ترک کرنا جنت کی کنجی ہی واسطی ارشاد الہی کی اور جو کوئی ڈرا اپنی رب کی پاس کہڑی ہونی سی

دفع

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى فالسعيد من يخالف هوٰيه ويطيع مولاه والشقی
اور روکا جی کو چاؤ سی سو بہشت ہی ہی ٹھکانا پس نیک بخت وہ ہی جو اپنی ہوا ہوس کی مخالفت کرکر اپنی صاحب کی اطاعت کری اور بدبخت

من يتبع هوٰيه ويخالف مولاه فان اتباع الهوى سم قاتل من سموم الدين يفضى الى الهلاك
وہ ہی کہ اپنی ہوا ہوس کی پیچھی لگا ہی اور اپنی صاحب کی مخالفت کری بیشک اطاعت نفس کی زہر قاتل ہی دین کی زہروں میں سی ہمیشہ کی واسطی مار ڈالتا ہی

الابدى يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ فالخائف من الهلاك فى هذه
جس دن نہ کام آوی کوئی مال نہ بیٹی مگر جو کوئی آیا اللہ پاس لیکر دل چنگا پس جو شخص ڈرتا ہی موت سی اس

الدنيا الفانية اذا كان يجب عليه فى كل حال الاحتراز عن السموم وما يضره من المهلكات فالخائف
دنیا فانی میں اوسپر واجب ہی کہ ہر وقت ہمیشہ زہروں سی اور تمام مہلکات سی بچتا رہی سو جسکو ہلاک

من الهلاك الابدى اولى ان يجب عليه فى كل حال الاحتراز عن المعاصى التى هى سموم الدين فان
ابدی کا خوف ہو تو اوسکو تو ضرور بڑا واجب ہی کہ ہر وقت گناہوں سی بچتا رہی کہ وہ دین کی حق میں زہر ہیں بیشک ان زہروں سی

المخوف من هذه السموم فوات الاخرة الباقية التى ليس اضعاف اعمار الدنيا عشر عشير مدتها
یہہ ہی اندیشہ ہی کہ آخرت فوت نہو جاوی جو ہمیشہ کو باقی ہی اور کئی کئی بار دنیا کی عمریں اوسکی سوویں حصہ کو نہیں ملتی

اذ ليس لمدتها اخر وغاية وفيها النعيم المقيم والملك العظيم وفى فواتها نار الجحيم والعذاب الاليم
کیونکہ آخرت کی مدت کا انتہا اور آخر نہیں ہی اور اوسمیں نعمتیں دائمی اور ملک بڑا اور اوسکی فوت ہوتی میں دوزخ کی آگ ہی اور عذاب دردناک

فالبدار البدار الى التوبة والاستغفار قبل ان يعمل سموم الذنوب فى روح الايمان ولا ينفع بعده
پس جلدی کر وجلدی طرف توبہ اور استغفار کی پہلی اس سی کہ گناہوں کا زہر ایمان کی روح میں اثر کری پھر نہ تو پرہیز فائدہ کریگا

الاحتماء ولا تدابير الاطباء ولا نصح الناصحين ولا وعظ الواعظين ويحق عليه القول انه من
بعد اوسکی اور نہ علاج طبیبوں کا اور نہ نصیحت ناصحوں کی اور نہ وعظ واعظوں کا اور اوسپر یہہ ہی قول ثابت ہو جاویگا کہ یہہ

الكافرين ويدخل تحت عموم قوله تعالى اِنَّا جَعَلْنَا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلَالًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ
کافر ہی اور اس قول عام کی بیچ داخل ہو جاویگا ہمنی ڈالی ہیں اونکی گردنوں میں طوق سو وہ ہیں ٹھوڑیوں تک پھر اونکی سر اوپر ہی ہی اب

ولا يغرنك لفظ الايمان وتقول المراد به الكافرون اذ قد جاء فى الحديث ان الزانى لا يزنى وهو مؤمن
اور ایمان کی لفظ سی کہیں دھوکی میں نہ آنا کہ تو کہنی لگی آیت میں مراد کافر ہیں اسواسطی کہ حدیث میں یہہ آیا ہی نہیں ہی کہ زانی زنا کری اور مؤمن بھی ہو

فانه عليه الصلوة والسلام ما اراد به نفى الايمان الذى هو العلم بالله وملئكته وكتبه ورسله
کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہہ مراد نہیں ہی کہ وہ ایمان سر سی ہی اللہ تعالی کا اور اوسکی فرشتوں کا اور اوسکی کتابوں کا اور اوسکی رسولوں کا سلب ہو جاتا ہی

فان هذا الايمان لا ينافيه الزنا وسائر الذنوب بل اراد نفى الايمان الذى هو العلم بكون الزنا و
کیونکہ یہہ ایمان تو نہ منافی زنا کا ہی اور نہ منافی تمام اور گناہوں کا بلکہ مراد یہہ ہی کہ وہ ایمان کہ جس جانتا تھا کہ زنا اور

سائر الذنوب مبعدا عن الله تعالى وموجبا للمقته فالمحجوب عن هذا الايمان الذى هو فرع
تمام گناہ اللہ تعالی کی درگاہ سی دور کرتی ہیں اور باعث بلا کی کا ہیں وہ جاتا رہتا ہی سو جو شخص اس فرعی ایمان سی محجوب ہوا

سيحجب فى الخاتمة عن الايمان الذى هو اصل حتى قال بعض العلماء قول العاصى للمطيع انا
تو کیا بعید ہی کہ خاتمہ کی وقت اصل ایمان سی بھی محجوب ہو جاوی بعضی علماء نی کہا ہی کہ عاصی کا یہہ کہنا مطیع سی کہ میں بھی

مؤمن كما انت مؤمن يشبه قول شجرة القرع لشجرة الصنوبر انا شجرة كما انت شجرة وما احسن
ویسا ہی مؤمن ہوں جیسا تو مؤمن ہی ایسا ہی کہ کدو کی درخت نی صنوبر سی کہا میں بھی ویسا ہی درخت ہوں جیسا تو درخت ہی پھر صنوبر نی

ما قالت شجرة الصنوبر لها في الجواب انك ستعرفين حالك اذا عصفت رياح الخريف و
کیا ہی خوب جواب دیا تو آپ ہی اپنا حال دیکھ لیگا جب آندھیاں خزان کی چلین گی اور

انقلعت اصولك وانتشرت اوراقك فعند ذلك ينكشف غرورك بمجرد مشاركتك اياي في
تیری جڑ اوکھڑ جاوی گی اور تیری پتی جھڑ کر بکھر جاوینگی تب تیرا یہہ گھمنڈ کھل جاویگا کہ نام مین تو بھی میرا شریک ہی

اسم الشجر مع الغفلة عن اسباب ثبات الاشجار فكذا العاصي سيعرف حاله اذا عصفت
درخت کہلاتا ہی یہہ تجھکو خبر ہی نہین کہ درخت کیونکر قایم رہتی ہین سوایسی ہی عاصی گنہگار جلد اپنی حال سی واقف ہوجاگا جب موت کی

رياح الاجل وظهرت سكرات الموت فعند ذلك ينكشف غروره بمجرد مشاركته للمطيع في
آندھی چلی گی اور موت کی سکرات پیدا ہونگی تب کھل جاویگا تمام غرور کہ نام کو مطیع کی طرح

اسم المؤمن مع الغفلة من اسباب ثبات الايمان وهذا امر يظهر عند الخاتمة حتى قال بعض
مؤمن کہلاتا تہا بیخبری مین کہ ایمان کس بات سی قایم اور ثابت رہتا ہی اور یہہ حال خاتمہ کی وقت کہل جاتا ہی اتنا کہ بعضی

العارفين اذا ظهر ملك الموت للعبد يعلم ذلك العبد انه لم يبق من عمره شئ فيبدو له حينئذ
عارف کہتی ہین جب موت کا فرشتہ آدمی کی پاس آتا ہی تو جب وہ آدمی خبردار ہوتا ہی کہ میری عمر کچہہ باقی نہین رہی اب اوسکو اسقدر

من الحسرة والندامة ما لو كانت له من الدنيا بجملتها لكان يبذلها ليضم الى عمره ساعة حتى
حسرت اور ندامت پیدا ہوتی ہی کہ اگر اوسکی قبضہ مین تمام دنیا ہوتی تو بیشک خرچ کر دیتا تاکہ اوسکی عمر مین ایک گہڑی زیادہ ہوجا

يتدارك تفريطه ولا يجد الى ذلك سبيلا فيتجرع غصة الياس عن التدارك وحسرة الندامة
کہ اپنی افراط تفریط کا عوض کر دی سو اوسکا کوئی سبیل نہو سکیگا سو خوف کی گہونٹ گلہ مکرتی ہوئی تدارک سی لاچار ہو کر پچہتا رہیگا

على تضييع العمر في ما يضره ولا ينفعه فيجعل روحه يتغرغر فيغلق عنه باب التوبة فيبقى في
عمر بیکار کہو کر ایسی کار بار مین جو ضرر پہنچاوین اور کچہہ فائدہ ندین پہر اوسکی جان نکلنی کو گلی مین آواز کری گی اور دروازی توبہ کی بند ہو جاوینگی پہر صرف

الحسرة والندامة ولذلك قيل وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ
حسرت اور ندامت ہی رہ جاوی گی اسیلئی کہا گیا ہی اور اونکی توبہ نہین جو کرتی جاتی ہین بری کام جبتک سامنی آئی ایسی کیسکو

الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وإِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن
موت کہنی لگا مین نی اب توبہ کی توبہ قبول کرنی اللہ کو ضرور سو اونکی جو عمل کرتی ہین برا نادانی سی پہر توبہ کرتی ہین

قَرِيبٍ والمراد بالقرب قرب العهد بالمعصية بان يندم عليها ويمحو اثرها بحسنة يردفها بها قبل
شتاب سی اور مراد قرب سی نزدیک زمانہ گناہ کا ہی یعنی گناہ کرتی ہی اوسپر شرمندہ ہو کر اوسکا نشان مٹاوی نکوئی سی کہ اوسکی ساتہہ ہی عمل کری

ان يتراكم ظلمتها على القلب فلا يقبل المحو ولذلك قال النبي عليه الصلوة والسلام اتبع السيئة
اس سی پہلی کہ اوسکی تاریکی دل پر پہیل جاوی کہ پہر وہ تاریکی ہرگز نہ جاسکی اسیلئی فرمایا ہی نبی علیہ الصلوة والسلام نی برائی کی ساتہہ

الحسنة تمحها وقال لقمان لابنه يا بني لا تؤخر التوبة فان الموت تاتي بغتة فمن ترك المبادرة
نکوئی کر کہ وہ نکوئی اوسکو مٹاویگی اور لقمان نی اپنی بیٹی سی کہا ای بچہ توبہ مین دیر نکرنا کیونکہ موت چانچک آجاتی ہی سو جسنی جلدی سی توبہ نکی

الى التوبة بالتسويف قد يعاجله الموت فلا يجد مهلة للاشتغال بالمحو ولذلك ورد في الخبر
اور دیر کرتا رہا کبہی جلد سی موت اوسکو آلیتی ہی پہر اوسکو اتنی فرصت نہین ملتی کہ توبہ کری اسیلئی حدیث مین آیا ہی

عن ابن عباس انه عليه الصلوة والسلام قال هلك المسوفون والمسوف من يقول سوف اتوب
ابن عباس کی روایت سی کہ فرمایا ہی علیہ الصلوة والسلام نی ہلاک ہوئی مسوّف یعنی دیر کرنیوالی اور مسوّف وہ ہوتا ہی جو یہہ کہا کری کہ اب توبہ کرونگا

دہو

وهو هالك لانه بنی الامر علی البقاء الذی لم یفوض الیه ولعله لا یبقی وان بقی فانه کما لا یقدر علی ترك
اور وہ شخص ہلاک ہوتا ہی کیونکہ اوسنے کام کی بنیاد بقا پر رکہتا ہی جوکہ اوسکی سپرد نہین ہی اور شاید کہ وہ باقی نہ رہی اور باقی بہی رہا تو شاید جیسے گناہ اب نہین چہوڑ سکتا
الذنب الیوم لا یقدر علی ترکه غدا لان عجزه عن الترك فی الحال لیس الا لغلبة الشهوة علیه والشهوة لا تفارق
یعنی توبہ نہین کرتا کل بہی نہ چہوڑ سکی کیونکہ اب غلبۂ شہوت کا مارا توبہ نہین کرتا تو شہوت تو اوس سی جدا نہین ہوگی
بل تتضاعف وتتاکد بالاعتیاد فلیست الشهوة التی اکدها الانسان بالاعتیاد کالشهوة التی لم یؤکدها
بلکہ بڑہتی جاویگی اور زیادہ عادت ہوتی جاگی سو وہ شہوت جسکی آدمی نی خوب عادت کرلی ہی ایسی نہین ہوتی جسکی عادت نہین کی
وعن هذا قیل هلك المسوفون فانهم یظنون ان بین المتماثلین فرقا ولا یدرون ان الایام متشابهة فی
اسی لئی کہتی ہین کہ دیر کرنیوالی جاتی رہی کیونکہ یہہ لوگ یہہ خیال کرتی ہین کہ دو نظیروں مین فرق ہی اور یہہ نہین سمجہتی کہ دن تمام ایک سی ہین
کون ترك الشهوات شاقا فیها ابدا فعلی العاقل ان یبادر بالتوبة اذا صدر منه شیء من المنهیات
شہوات کا ترک کرنا ہمیشہ دشوار ہی سو عاقل کو لازم ہی کہ جلد توبہ کری جب اوس سی کوئی گناہ صادر ہو
لان من عصی الله تعالی فی شیء منها ولم یتب عنه علی الفور یکون من الظلمین لقوله تعالی ومن
کیونکہ جو شخص نافرمانی کرتا ہی اللہ تعالی کی کسی بات مین اور تربت توبہ نہین کرتا تو وہ ظالم ہی واسطی ارشاد الہی کی اور جو
لم یتب فاولئك هم الظلمون والتوبة عبارة عن معنی یحصل من امور ثلثة علم وحال و قصد
توبہ نہین کرتا وہ ہی لوگ ہین ظالم اور توبہ ایک کیفیت ہی جو پیدا ہوتی ہی تین چیزونسی علم اور حال اور قصد
اما العلم فهو معرفة عظم ضرر الذنوب وکونه حجابا بینه وبین محبوبه واما الحال فهو الندم ومعنی
علم تو یہہ یقین کرنا کہ معصیت مین بڑا ہی ضرر ہی اور محبوب سی پردہ مین رکہدیتا ہی اور حال سی مراد شرمندگی ہی اور معنی
الندم تألم القلب وتحزنه عند شعوره بفوات محبوبه واما القصد فهو ارادة التدارك وله تعلق
شرمندگی کا یہہ ہی کہ دل کو نہایت الم اور حزن پیدا ہو جب یہہ سمجہی کہ میرا محبوب اب فوت ہوا اور قصد ارادہ کرنا عوض کا ہی اور توبہ متعلق
بالحال والاستقبال والماضی اما تعلقه بالحال فهو ترك کل محظور هو ملابس به واداء کل فرض
زمانہ حال اور استقبال اور ماضی سی پہر توبہ کو حال سی تو یہہ لگاؤ ہی کہ ترک کری ہر گناہ کو جسمین مبتلا ہی اور ادا کری ہر فرض کو
هو متوجه علیه واما تعلقه بالاستقبال فهو دوام فعل الطاعات وترك المنهیات الی اخر
جو اوسکی ذمہ پر ہی اور زمانہ استقبال سی یہہ علاقہ ہی کہ آیندہ کو ہمیشہ تمام عمر طاعات مین مصروف ہی اور منہیات سی بچتا ہی
العمر واما تعلقه بالماضی فهو تدارك ما فرط فیه وطریق التدارك ان ینظر الی الطاعات ما ترك
اور زمانہ ماضی سی یہہ علاقہ ہی کہ تمام قصوروں کا عوض کری جو زمانہ ماضی مین گذری ہین اور طریقہ تدارک کا یہہ ہی کہ طاعات مین غور کرکر دیکہی کیا کیا
منها والی المعاصی ما فعل منها فان کان ترك شیئا من الطاعات یتدارکه بالقضاء فاذا قضی ما علیه
ہوئین ہین اور معاصی مین تامل کری کہ کیا کیا عمل آئین پہر اگر اوسنی کوئی طاعت ترک کی ہی تو اوسکا تدارک قضا کرکر کردی پہر جب تمام فرائض
من الفرائض والواجبات ینظر فی معاصیه فما کان منها بینه وبین الله تعالی یکفی فیه الندم بالقلب
اور واجبات اپنی ذمہ کی ادا کرچکی تو اپنی معاصی مین غور کری معاصی مین جو جو صرف حق اللہ ہین تو اوسمین فقط دلسی ہی شرمندہ ہوتا
والاستغفار باللسان والعزم علی ان لا یعود الیه ابدا واما حقوق الخلق فما علم صاحبه یرده الیه
اور زبان سی استغفار کرلی کافی ہی اس عزم سی کہ پہر کبہی ایسی حرکت ہرگز نکرونگا اور حقوق العباد مین سی جسکا مالک معلوم ہو تو اوسکا حق اوسکو ادا کردی
ان کان من الحقوق المالیة وان کان من الحقوق الغیر المالیة یستحل منه وان لم یجعل فی حل یبقی
اگر حق مالی ہو اور اگر وہ حق مالی نہو تو اوس سی معاف کرادی اور اگر وہ معاف نکریگا تو اوسکی سپرد وبال رہیگا

علیه مظلمته فعلیه ان یحسن الیه ویسعی فی مهماته حتی یستمیل به قلبه الیه ویجعله فی

اب اسکو یہہ لازم ہی کہ اوسکی ساتھہ بہلائی سی پیش آوی اور اوسکی کاروبار مین کوشش کری تاکہ اوسکا دل اوسپر نرم ہوجاے اور معاف

حل فان الانسان عبید الاحسان وقد روی عن ابن مسعود رضی الله عنه انه علیه الصلوة والسلام قال

کردی کیونکہ انسان احسان کا بندہ ہوتا ہی اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا ہی

جبلت القلوب علی حب من احسن الیها وعلی بغض من اساء الیها فکل من نفر قلبه بسیئة

عادت ہی دلوں کی کہ اپنی محسن کی دوست خیرخواہ ہوتی ہین اور اپنی آزار رسان کی بدخواہ ہوتی ہین پہر جسکا دل اوسکی بدی کی سبب سی بیزار ہوگیا ہی

یطیب قلبه بحسنة فاذا طاب قلبه بکثرة الاحسان الیه والسعی فی مهماته یؤمل ان یجعله

تو بہلائی سی خوش ہوجاگا . پہر جب اوسکا دل بسبب کثرت احسان کی اور اپنی کاربار مین ساعی دیکہہ خوش ہوگا تو امید ہی کہ اوسکو

فی حل وان ابی الا الاصرار یکون احسانه الیه وسعیه فی مهماته من جملة حسناته التی یمکن

معاف کردی اور اگر وہ نافی سوای بدلا لینی کی تو اوسکی بہلائیان اوسکی ساتہہ اور اسکی کوشش اوسکی کاربار مین یہہ بہی ایسی حسنات ہین کہ ممکن ہی

ان یجبرها جنایته یوم القیمة فینبغی ان یکون قدر سعیه فی فرحه وسرور قلبه بالاحسان الیه

کہ قیامت کی دن اوسکی خطا کا بدلہ ہوجاوین اب لایق یہہ ہی کہ اوسکی خوشی اور دل راضی کرنی مین احسان سی

والسعی فی مهماته کقدر سعیه فی ایذائه حتی اذا قاوم احدهما الاخر او زاد علیه یاخذ ذلک منه

اور کاربار مین سعی کرنی سی اتنی محنت اوٹہاوی کہ جتنی اوسی تکلیف دی تہی یہان تک کہ اگر دونو برابر کیجاوین تو اوسکی محنت برابر نکلی یا زیادہ بڑہ جاکہ وہ اپنا اوس سی

عوضا یوم القیمة وان غاب صاحب الحق او مات وعجز الظالم عن الاستحلال منه فی الحقوق الغیر

قیامت کی دن بدلہ لیلی اور اگر وہ حق والا غایب ہوا مرگیا ہو اور ظالم اوسی معاف نہین کرا سکتا حقوق غیر مالیہ کو

المالیة او کان فقیرا غیر قادر علی التصدق بمقدار ما علیه من الحقوق المالیة یجب علیه ان

یا ظالم مفلس ہو قدرت نہین ہی کہ جتنا اوسکی ذمہ پر اسکا حق مالی ہی اوسکی بدلہ خیرات کرسکی تو اب اسپر یہہ واجب ہی

یکثر ما قدر علیه من الاعمال الصالحات ویستغفر لمن ظلمه من المؤمنین والمؤمنات فی اکثر

کہ نیک اعمال بہت کیا کری اور ہر وقت مظلوم کی حق مین دعا مغفرت کی کیا کری مؤمن مرد ہو وہ مظلوم یا مؤمن عورت

الاوقات فانه اذا فعل کذلک یرجی من فضل الله تعالی وکرمه ان یرضی خصمه یوم القیمة لما روی

جب اس ظالم نی یہہ عمل کیا تو خدا تعالی کی فضل اور کرم سی امید ہی کہ اوسکی مدعی کو قیامت کی دن راضی کردی کیونکہ روایت ہی

عن ابی هریرة انه قال بینما رسول الله صلی الله علیه وسلم جالس اذ ضحک حتی بدت ثنایاه

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی کہ ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹہی ہوی تہی چنانچہ اتنا ہنسی کہ دندان مبارک نظر آنی لگی

فقیل له مم تضحک یا رسول الله قال رجلان من امتی جثیا بین یدی رب العزة فقال احدهما

کسینی پوچہا کیون ہنستی ہو یا رسول اللہ فرمایا دو شخص میری امت کی سامنی رب العزت کی آبیٹہی ایک نی کہا

یا رب خذ لی مظلمتی من هذا فقال الله تعالی اعط اخاک مظلمته فقال یا رب لم تبق من

یا الہی میرا بدلہ اس سی لیدی اللہ تعالی نی فرمایا کہ اپنی بہائی کا حق ادا کردی اوسنی عرض کیا یا الہی میری حسنات مین سی

حسناتی شیء فقال الله تعالی ما تصنع باخیک لم تبق من حسناته شیء فقال یا رب فلیحمل

تو کچہہ نہین بچا پہر اللہ تعالی نی فرمایا اب تو کیا کریگا اپنی بہائی کی ساتہہ کہ اوسکی حسنات مین سی کچہہ باقی نہین رہا پہر عرض کیا یا الہی تو میری گناہ

عنی من اوزاری ففاضت عینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم قال ان ذلک الیوم لیوم

اوسپر رکہدی پہر بہہ پڑین دونو آنکہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہر فرمایا بیشک یہہ وہ دن ہی کہ وہان

يحتاج الناس فيه الى ان يحمل عنهم وزرهم ثم قال فيقول الله تعالى للطالب حقه ارفع بصرك فانظر

یہہ حاجت ہوگی آدمیوں کو کہ اونکی گناہ اوپر پڑجاویں پھر فرمایا کہ پھر اللہ تعالی یہہ فرماویگا اوسکو جو حق مانگتا تہا اپنی آنکھہ اوٹھاکر

الى الجنان فيرفع بصره فيرى من الخير والنعمة ما يعجبه فيقول لمن هذا يا رب فيقول لمن يعطى ثمنه

بہشت کی طرف تو دیکہہ پہروہ اپنی آنکھہ اوٹھاکر ایسی خیر اور نعمتیں دیکہیگا کہ اوسکو بہت پسند آوینگی پوچہیگا یارب یہہ کسکی لئی ہین اللہ فرماویگا جو شخص اسکی قیمت دی

فيقول من يملك ثمنه فيقول انت تملكه فيقول بماذا يا رب فيقول بعفوك عن اخيك فيقول قد عفوت عنه يا رب

وہ عرض کریگا اسکی قیمت کسکی قدرت ہی فرماویگا تجہکو ہی عرض کریگا کسطرح یارب اللہ تعالی فرماویگا بعوض معاف کرنی کی اپنی بہائی سی پہر وہ عرض کریگا الہی مین نی اوسکو معاف کیا

فيقول الله تعالى خذ بيد اخيك فادخله الجنة هذا اذا لم يكن صاحب الحق كافرا واما اذا

پہر اللہ تعالی فرماویگا اپنی بہائی کا ہاتہہ پکڑکر جنت مین لیجا یہہ کیفیت جب ہی کہ مدعی کافر نہو اور اگر

كان كافرا يكون الامر مشكلا جدا لانه لعدم استحقاقه لدخول الجنة لا يوجد طريق

مدعی کافر ہوگا تو پہر بڑی مشکل کی بات ہی کیونکہ نہ تو وہ کافر قابل دخول جنت کی ہی اوسکی راضی کرنیکا کوئی طریقہ نہین ہی

لارضائه ولا لاعطاء ثواب المؤمن اليه ولا لتحميل اثم الكفر على المؤمن ولا يرجى منه العفو

اور نہ مؤمن کا ثواب اوسکو دی سکتی ہین اور نہ اوسکا کفر کا گناہ مؤمن پر ڈال سکتی ہین اور معافی کی بہی کافر سی امید نہین ہی

فيكون خصومته اشد وكذا اذا كان الحق للبهائم بان ضربها بغير ذنب او ضرب وجهها

سو کافر کی خصومت بڑی سخت ہی اور ایسی ہی جب بہایم کا حق ہوگا کہ اوسکو بی خطا مارا ہو یا خطا ہی پر اوسکی چہرہ پر مارا ہو

بذنب او حملها فوق طاقتها او لم يتعاهد علفها وماءها تكون خصومتها يوم القيمة اشد

یا اوسکی طاقت سی زیادہ لادا ہو یا اوسکی چارہ پانی کی خبر نلی ہو تو اوسکی بہی خصومت قیامت کی دن بڑی سخت ہوگی

اذ لا ذنب لها فيحمل عنها ذنبها وليست اهلا لاخذ الحسنات فتعين العقاب المجلس

اسلئی نہ بہایم خطادار ہوتی ہین کہ اونکی گناہ اسکی ذمہ پر ڈالدین اور نہ وہ اسکی لایق ہی کہ حسنات اوسکو دیدین پہر عذاب ہی قایم رہا

الثالث عشر في بيان اخلاص التوحيد سبب لحرمة النار قال رسول الله

تیرہوین مجلس اس بیان مین کہ توحید اخلاص دلسی دوزخ کی آگ حرام کردیتی ہی فرمایا رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم ما من احد يشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله صدقا من قلبه

صلی اللہ علیہ وسلم نی جو کوئی یہہ گواہی دی کہ نہین کوئی معبود سواء اللہ کی اور بیشک محمد اللہ کی رسول ہین سچی دلسی

الا حرمه الله على النار هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه معاذ بن جبل وظاهره يقتضي

حرام کردیگا اللہ تعالی اوسکو آگ پر یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی معاذ بن جبل کی روایت سی ظاہر معنی اسکی یہہ ہین

ان لا يدخل النار كل من يأتي بكلمتي الشهادة وان لم يمتثل بالاوامر ولم ينته عن النواهي وليس

کہ دوزخ مین نہ جاویگا جو شخص کلمہ شہادت کا پڑہتا ہی اگرچہ اوامر کو بجا نہ لاوی اور مناہی سی باز نرہی اور حقیقت مین

كذلك لان معناه ان كل من يشهد بوحدانية الله تعالى وبرسالة رسوله ويجري على موجب

یہہ نہین کیونکہ اسکی معنی یہہ ہین کہ جو شخص اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کی گواہی دیتا ہی اور اپنی

شهادته بامتثال الاوامر واجتناب النواهي حرمه الله تعالى على النار يشير الى هذا المعنى

شہادت کی ستہ پر چلا جاتا ہی اوامر پر عمل کرکر اور منہیات سی اجتناب کرکر اوسکو اللہ تعالی آگ پر حرام کردیگا ان معنون کا اشارہ ہی

قوله عليه الصلوة والسلام صدقا من قلبه لان الشهادة اذا كانت عن صميم القلب

اس حدیث مین اس لفظ سی کہ سچی دلسی کیونکہ گواہی جب سچی ارادہ دلسی ہوتی ہی

يتوجه العبد الى طلب رضى مولاه بامتثال الاوامر واجتناب النواهي واذا لم يتمثل بالاوامر ولم
تو آدمی اپنی مولی کی رضا مندی تلاش کرتا ہی اوسکی حکم کو بجا لاکر اور منع سی باز رہ کر اور اگر اوسکی نہ حکم پر عمل کیا اور نہ

ينته عن النواهي يكون شهادته بمجرد اللسان لا عن قلب واعتقاد لان اللسان ترجمان القلب
روکنی سی رکا تو اوسکی وہ گواہی صرف زبانی ہی دل اور اعتقاد سی نہین ہی اسلئی کہ زبان دل کا اظہار کرنیوالی ہی

والاعضاء شهود على ما يدعيه الانسان باللسان فمن ادعى بلسانه الايمان اذا استعمل
اور ہاتہ پانو وغیرہ اعضا گواہ ہین انسان کی زبانی دعوی پر پس جو شخص اپنی زبان سی ایمان کا دعوی کری اور وہ اپنی ارکان کو

اركانه على ما يقتضيه الايمان يكون صادقا في دعواه ويثبت ما ادعاه واذا لم يستعمل اركانه
ایمان کی مطابق برتتا ہی تو وہ شخص اپنی دعوی مین سچا ہی اور اوسکا دعوی ثابت ہی اور اگر اوسنی اپنی ارکان ایمان کی

على ما يقتضيه الايمان لا يكون صادقا في دعواه ولا يثبت ما ادعاه وظهر من هذا ان ما يجري
مطابق استعمال نکئی تو وہ اپنی دعوی مین سچا نہین ہی اور نہ اوسکا دعوی ثابت ہی اس سی معلوم ہوا کہ جو زبان سی کہا کرتی ہین

على اللسان قد لا يكون عن قلب واعتقاد وان كان صادقا في الواقع كقول المنافقين لرسول الله
بعضی وقت وہ بات دل اور اعتقاد سی نہین ہوتی اگرچہ واقع مین سچی ہو جیسی قول منافقوں کا رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللّٰهِ فان قولهم هذا كان صدقا في الواقع بدليل قوله
صلی اللہ علیہ وسلم سی ہم گواہی دیتی ہین کہ بیشک تم اللہ کی رسول ہو تو یہہ قول اونکا واقع مین سچا ہی اس دلیل سی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ لكن لما لم يكن عن قلب واعتقاد كذبهم الله تعالى في قوله وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ
اللہ جانتا ہی کہ تو بیشک اللہ کا رسول ہی لیکن چونکہ وہ منافق اپنی دل اور اعتقاد سی نہین کہتی تہی تو اللہ تعالی نی اونکو جھٹلایا اور اللہ گواہی دیتا ہی

الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ وسبب ذلك ان الشهادة على ما ذكر في الصحاح خبر قاطع وهذا شرط في
کہ منافق بیشک جھوٹھی ہین اور اسکا سبب یہہ ہی کہ شہادت موافق قول صاحب صحاح لغت کی خبر یقینی کو کہتی ہین اسلئی گواہوں مین

الشاهد ان يشهد بشيء ثابت عنده بيقين كما قال النبي عليه الصلوة والسلام اذا علمت مثل
یہہ شرط ہی کہ گواہی تب دیا کرین جب وہ شئ اونکی عندیہ مین یقینی ثابت ہو چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا ہی جب تجھکو آفتاب کی مثال

الشمس فاشهد فمن شهد بشئ غير ثابت عنده بيقين يكون كذبا وان كان صدقا في الواقع
ظاہر معلوم ہو تو گواہی دہ پہر جو شخص ایسی مقدمہ کی جو اوسکی نزدیک یقینًا ثابت نہین ہی گواہی دی تو وہ جھوٹہ ہوگی اگرچہ واقع مین سچی ہو

ولذلك اعتبر في الحديث كونه صدقا ناشيا عن مركزه ومنبعه الذي هو القلب ليظهر
اسیہی واسطی حدیث مین یہہ اعتبار کیا ہی کہ وہ خبر سچی اپنی مرکز اور منبع سی پیدا ہوئی ہو کہ وہ دل ہی تاکہ اوسکا اثر

اثره في الاعضاء فعلى هذا كل من ينطق بكلمتي الشهادة يدعي حصول علم اليقين عنده
اعضا مین آوی اس تقریر کی موافق جو شخص کلمی شہادت کی پڑہتا ہی تو وہ دعوی کرتا ہی کہ مجھکو انکی معنی یقینًا معلوم ہین

بمعناهما واذا لم يكن عنده العلم بمعناهما لا يكون صادقا في دعواه ولا يتحقق ما ادعاه فكيف
اور اگر اوسکو اونکی معنی معلوم نہوں تو وہ اپنی دعوی مین سچا نہین ہی اور نہ اوسکا دعوی ثابت ہی پہر

يكون مؤمنا فان النطق بهما من غير فهم معناهما لا يكفي في حصول حقيقة الايمان
وہ مؤمن کیونکر ہوگا اسلئی کہ زبانی پڑہنی سی بدون معلوم کرنی معنوں کی حقیقت ایمان کی کبہی حاصل نہین ہوتی

بل لا بد في حصول حقيقة الايمان ان يكون النطق بهما مع فهم معناهما لان جميع ما يجب
بلکہ ضرور ہی واسطی حاصل کرنی حقیقت ایمان کی کہ دونو کلمی اونکی معنی سمجہہ کر زبان سی پڑہی اسلئی کہ مکلف پر جو جو عقاید

على المكلف معرفته من عقائد الايمان و فى حقه تعالى وحق رسله متدرج فيهما لان الكلمة الاولى

کہ مکلف پر جو جو عقاید ایمانی ہین سی ـ نسبت ذات الٰہی اور نسبت رسولون کی یقین کرنا واجب ہی تمام ان کلمون مین داخل ہی اسلئی

منهما مركبة من نفى واثبات والذى نفى عن غيره تعالى واثبت له تعالى على طريق الحصر انما هو

کہ پہلا کلمہ مرکب ہی نفی اور اثبات سی اور جو چیز کہ غیر اللہ سی سلب اور واسطی اللہ تعالی کی ثابت کی گئی ہی حصر کرکر وہ الوہیت ہی

الالوهية وهى تشتمل على معنيين احدهما استغناؤه تعالى عن جميع ماسواه والثانى افتقار جميع ما عداه

اور الوہیت کی دو معنی ہین ایک تو اسکی بی نیازی تمام ماسوی سی اور دوسری حاجتمند ہونا تمام ماسوا کا

اليه تعالى فعلى هذا يكون معنى قولنا لا اله الا الله لا مستغنى عن جميع ماسواه ولا مفتقر اليه جميع

اللہ تعالی کی طرف اس بیان کی موافق معنی کلمہ کی یہہ ہین نہین ہی کوئی بی نیاز تمام ماسوا سی اور نہ کوئی محتاج الیہ تمام

ما عداه الا الله تعالى اما استغناؤه تعالى عن جميع ماسواه فيوجب له تعالى الوجود والقدم و

ماسوا کا سوا اللہ تعالی کی بی نیازی اللہ تعالی کی تمام ماسوا سی واجب کر دیتی ہی واسطی اللہ تعالی کی وجود اور قدم اور

البقاء اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان محتاجا الى محدث لان انتفاء شئ من هذه

بقا کو اسلئی کہ اگر نہ واجب ہون واسطی اللہ تعالی کی یہہ صفتین تو پہر وہ محتاج ہوگا کسی محدث کا اسواسطی کہ گم ہونا کسی ایک صفت کا ان

الصفات يستلزم الحدوث وكل حادث يحتاج الى محدث وكذا يوجب له تعالى التنزه عن النقائص

صفات مین سی لازم کر دیتا ہی حدوث اور حادث تمام محدث کی محتاج ہوتی ہین اور ایسی ہی واجب ہوجاتا ہی پاک ہونا اللہ تعالی کا تمام نقصانون سی

ويدخل فى التنزه عن النقايص وجوب السمع والبصر والكلام اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان متصفا بالنقائص

اور نقصان سی پاک ہوتی مین یہہ بہی داخل ہی کہ بالضرور سمیع اور بصیر اور صاحب کلام ہو اسواسطی کہ اگر یہہ صفات نہون گی تو پہر اوسمین نقصان پایا جاویگا

ومحتاجا الى من يدفع عنه تلك النقائص وكذا يوجب له تعالى التنزه عن الاغراض فى افعاله واحكامه

اور حاجت مند ہوگا ایسی امر کا کہ جسّی وہ نقایص دفع ہون اور ایسی ہی واجب ہوتا ہی واسطی اللہ تعالی کی بری ہونا اللہ تعالی کا غرض سی افعال اور احکام مین

اذ لو لم يجب له تعالى التنزه عن الاغراض لكان محتاجا الى ما يحصل به غرضه وكذا يوجب له تعالى

اسواسطی کہ اگر نہ واجب ہو واسطی اللہ تعالی کی بری ہونا غرضون سی تو وہ حاجت مند ہوگا ایسی امر کا جسّی وہ غرض حاصل ہو اور ایسی ہی واجب ہی واسطی اللہ تعالی کی

ان لا يجب عليه فعل شئ من الممكنات ولا تركه اذ لو وجب عليه شئ منهما لكان محتاجا الى ذلك

کہ اوسکی ذمہ کوئی امر واجب نہو کرنا کسی امر ممکن کا یا نکرنا اوسکا اسواسطی کہ اگر واجب ہووی اللہ تعالی پہ کوئی کار تو وہ حاجتمند ہوگا اوس کار کا

الشئ ليتكمل به اذ لا يجب له تعالى الا ما هو كمال واما افتقار جميع ما عداه اليه تعالى فيوجب له تعالى

تا کہ کامل ہو جاوی اسلئی کہ اللہ تعالی کو وہ صفات واجب ہوتی ہین جو کمال کی ہین اور جمیع ماسوا کی محتاج الیہ ہونی سی واجب ہوجاتی ہی واسطی اللہ تعالی کی

القدرة والارادة والعلم والحيوة اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان عاجزا عن ايجاد شئ

قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات اسواسطی کہ اگر واجب نہون واسطی اللہ کی یہہ صفتین تو عاجز ہوگا کائنات مین سی ہر شئی کی

من الكائنات وكذا يوجب له تعالى الوحدانية اذ لو لم يجب له تعالى الوحدانية بل كان معه ثان

پیدا کرنی سی اور ایسی ہی واجب ہی واسطی اللہ تعالی کی وحدانیت اسلئی کہ اگر اللہ تعالی واحد نہو بلکہ اوسکی ساتھ ایک اور دوسرا

فى الالوهية لم يفتقر اليه شئ من الكائنات للزوم عجزهما ويوخذ من افتقار جميع ما عداه اليه تعالى

الوہیت مین شریک ہو تو پہر تمام کائنات مین سی کوئی شئی اوسکی محتاج نہو گی اسلئی کہ دونو عاجز ہوجائنگی اور ظاہر ہوتا ہی تمام ماسوا کی احتیاج سی طرف اللہ تعالی کی

حدوث العالم باسره اذ لو كان شئ منه قديما لكان مستغنيا عنه تعالى غير محتاج اليه تعالى

کہ تمام عالم حادث ہی کیونکہ اگر کوئی شئی عالم مین سی قدیم ہوتی تو وہ اللہ تعالی سی بی نیاز ہوتی حاجت مند اللہ کی نہوتی

ویؤخذ منه ایضا ان لا یؤثر شیء من المخلوقات فی اثر ما اذ لو کان فی شیء من المخلوقات تاثیر
اسی سی ظاہر ہوتا ہی کہ مخلوقات میں سی کسی چیز کو کسیطرح کا کچھ اثر نہیں ہی کیونکہ مخلوقات میں سی اگر کسی چیز میں اثر ہوتا

فی اثر ما لکان ذلک الاثر مستغنیا عنه تعالی غیر مفتقر الیه تعالی فعلی هذا کل من یقول لا اله
تو البتہ وہ اثر اللہ تعالی سی بی نیاز ہوتا اللہ تعالی کا حاجت مند نہوتا اس بیان کی موافق جو شخص لا الہ الا اللہ

الا الله یصیر کانه یقول لا واجب الوجود الا الله ولا واجب القدم والبقاء الا الله ولا قادر علی
کہتا ہی وہ شخص گویا یہہ کہتا ہی کوی نہیں واجب الوجود سواء اللہ کی اور نہ کوئی قدم اور بقاوالا سواء اللہ کی اور نہ کوئی تمام

ایجاد الممکنات کلها الا الله ولا عالم بما لا یتناهی من المعلومات الا الله ولا متنزه عن جمیع النقائص
ممکنات کا پیدا کرنیوالا سوائی اللہ کی اور نہ کوئی دانندہ معلومات غیر متناہی کا سوای اللہ کی اور نہ کوئی پاک تمام نقصانوں سی

ولا عن الاغراض فی افعاله واحکامه الا الله ولا مؤثر فی شیء من المخلوقات الا الله وعلی هذا القیاس
اور نہ پاک غرضوں سی افعال اور احکام میں سواء اللہ کی اور نہ کوئی مخلوقات میں اثر کرنیوالا سوای اللہ کی اور اسی قیاس پر

کل ما وجب فی حقه تعالی واستحال علیه وجاز له فقد ظهر من هذا ان فهم معنی کلمة
جو جو صفات اللہ تعالی کی لئی واجب ہیں یا اوسکی نسبت محال ہیں اور جایز ہیں اس سی خوب ظاہر ہوا کہ سمجھنا کلمہ توحید کی معنوں کا

التوحید یتوقف علی معرفة الله تعالی ولیس المراد من معرفة الله تعالی معرفة ذاته لان ذاته تعالی
معرفت الہی پر موقوف ہی اور معرفت الہی سی مراد یہہ نہیں ہی کہ ذات الہی کا ادراک کری اسلئی کہ ذات الہی

لیست معلومة للبشر بل المراد بها معرفة ما یجب فی حقه تعالی وما یستحیل علیه وما یجوز له
کسی بشر کو معلوم نہیں ہی بلکہ مراد معرفت اون صفات کا جو خدا کی لئی واجب ہیں اور جو اوسپر محال ہیں اور جو جایز ہیں

لیعلم الموحد عند التکلم بها ما ینفی عن غیره تعالی وما یثبت له تعالی فالمنفی فیها کل فرد من
تاکہ موحد کو کلمہ پڑھتی ہوئی معلوم ہووی کہ کونسی صفت کو غیر اللہ سی سلب کری اور کیا کیا اللہ تعالی کو ثابت کری سو مسلوب اس کلمہ میں ہر فرد ہی

افراد حقیقة الاله سوی الله تعالی والمثبت فرد واحد من تلک الحقیقة وهو الله تعالی ومعنی
افراد حقیقہ الہ کی سی سوای اللہ تعالی کی اور مثبت ایک فرد ہی اوس حقیقت میں سی یعنی اللہ تعالی اور معنی

الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکه ان یصدق
الہ کی واجب الوجود سزاوار پرستش کا اور یہہ معنی کلی ہیں باعتبار صرف تصور کی بہت افراد پر صادق آسکتی ہیں

علی کثیرین لکن الدلیل العقلی القطعی یدل علی استحالة التعدد فیه وعلی کونه خاصا بذات الله تعالی
پر دلیل عقلی یقینی دلالت کرتی ہی کہ زیادہ ایک سی محال ہی اور خاص ہی ذات پاک الہی سی

وذلک الدلیل وجود العالم فانه لکونه حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له محدثا وذلک المحدث
اور وہ دلیل یہہ ہی عالم کا وجود ہی یہہ عالم حادث ہونی سی محدث کا محتاج ہوکر یہہ دلالت کرتا ہی کہ اس عالم کا کوئی محدث ہی اور وہ محدث

لا بد ان یکون قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والحیوة والعلم لانه لو لم یکن قدیما بل کان
ضرور ہی کہ قدیم اور واحد اور صاحب قدرة اور صاحب ارادہ اور حي اور علیم ہو اسلئی کہ اگر قدیم نہو بلکہ

حادثا لکان محتاجا الی محدث فیلزم الدور او التسلسل وکلاهما محال ولو لم یکن واحدا بل کان
حادث ہو تو خود محتاج محدث کا ہوگا پھر دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہہ دونو محال ہیں اور اگر واحد نہو بلکہ

اکثر من واحد لوقع بینهما التمانع المقتضی لعدم وجود العالم ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة
ایک سی زیادہ ہوں تو اونمیں آپسمیں روک ٹوک واقع ہوگی جسکی وجہ سے وجود عالم کا پیدا نہوسکی اور اگر صاحب قدرت اور ارادہ

والعلم

والعلم والحیوة لکان عاجزا عن ایجاد شئ من العالم لان لا ایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شئ

اور علیم اور حی نہو توسراسر عاجز ہوگا عالم مین سی کچہہ شے پیدا کرسکیگا اسلئے کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور اثر قدرت کا کسی شئے مین

من الاشیاء یتوقف علی ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ تتوقف علی العلم به لان القصد الی

اشیاء مین سی بدون ارادہ اوس شئ کی نہین ہوسکتا اور ارادہ شئ کا بدون علم کی نہین ہوسکتا اسلئے کہ ارادہ کسی شئ کی

ایجاد شئ مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث یتوقف علی الحیوة لکونها

پیدا کرنیکا بے جانے بوجہی محال ہی اور یہہ تینون صفتین بغیر حیات کی نہین ہوسکتین کیونکہ حیات انکی شرط ہی

شرطا فیها فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلا قطعیا علی وجوده تعالی

اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا عالم کی ذرات مین سی یقینی دلیل ہی وجود الٰہی

وقدمه وکونه واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذکورة وعلی استحالة اضدادها ولهذا

اور قدم پر کہ وہ واحد ہی موصوف ہی ان چارون صفات مذکورہ سی اور ان صفات کی ضدین محال ہین اسی لئے

کان بعض اهل التوحید یقولون استدلالا بالاثر علی المؤثر ما رأینا شیئا الا رأینا الله بعده فان

بعضی اہل توحید اثر سی مؤثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہین یعنی جب کسی شئ کو دیکہا تو بعد اوسکی اللہ کو دیکہا بیشک

کل ذرة من ذرات العالم من حیث حدوثها واحتیاجها الی من یوجدها لا تزال تتکلم بکلام لا حرف

ہر ذرہ عالم کی ذرات کا اس سبب سی کہ وہ حادث ہین اور اپنی موجد کی محتاج ہمیشہ زبان حال سی یہہ کلام کرتی ہین جسمین نہ کوئی حرف ہی

فیه ولا صوت ان لها موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة یسمع

اور نہ کچہہ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ علیم حی ہی

کلامها السامعون ولا یسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی

اونکی کلام کو سمجہہ والی سب سنتی ہین اور وہ لوگ نہین سنتی جنکی سماعت بیکار ہی اور سماعت سی مراد وہ سماعت باطنی ہی جسی

یسمع به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاهر الذی لا یسمع به غیر الاصوات

وہ کلام سنی جاتی جسمین نہ کوئی حرف ہو نہ کچہہ آواز اور نہ عربی ہو نہ عجمی ہو سماعت ظاہری مراد نہین ہی جس سی حرف آواز سنی جاوی

وتشارك فیه البهایم الانسان اذ لا قدر لشئ تشارك فیه البهائم الانسان والحاصل ان الانسان

اور اوسمین بہایم بہی انسان کی شریک ہون کیونکہ اوس چیز مین کیا خوبی ہی جسمین آدمی اور چوپایہ یکسان ہون حاصل یہہ ہی کہ انسان

لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الا ما دل علیه افعاله تعالی فما لم یدل علیه افعاله تعالی

صفات الٰہی مین سی عقل کی زور سی وہ ہی جان سکتا ہی جن پر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور جن صفات پر افعال دلالت نہین کرتی

کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه

جیسی سمع اور بصر اور کلام تو ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی کبہی استدلال عقلی کیا جاتا ہی اور کبہی نقلی

الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان

استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ یہہ صفتین کمال کی ہین اور انکی ضدین صفتین نقصان کی

واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی

اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی پس واجب ہوا موصوف ہونا اللہ تعالی کا

بتلك الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالنقل فهو ان الشرع قد صرح بثبوتها

ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ شرع سی ثبوت ان صفات کا صاف ظاہر ہی

له تعالى فوجب العلم بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اولى من دليل العقل لان تلك
واسطی اللہ کی پس واجب ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالی کی اور اس مسئلہ مین دلیل نقلی بہتر ہی دلیل عقلی سی اسلئی
الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن
کہ افعال الہی ان صفات پر موقوف نہین ہین تاکہ اون افعال سی استدلال کیا جاوی اوپر ثبوت ان صفات کی اللہ تعالی کو اور ذات اللہ تعالی کی کسیکو
معلوما لاحد حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم
معلوم نہین تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ صفات اللہ تعالی کی لیے صفات کمالیہ ہین ان صفات سی موصوف ہونا ہی ضرور ہی ایسا کہ اگر ان صفات سی نہو
ان يتصف باضدادها بل كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة
تو انکی ضدین پائی جاوینگی بلکہ یہہ صفات ہماری حق مین کمالیہ ہین اور ہماری حق مین کمالیہ ہونی سی یہہ لازم نہین آتا
الينا كمالا ان يكون في حقه تعالى كمالا الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما كمالا بالنسبة الينا
کہ اللہ تعالی کی واسطی بہی کمالیہ ہون کیا تجھکو معلوم نہین کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق مین کمال ہین اللہ تعالی کی نسبت کرکر محال ہین
في حقه تعالى لكونهما من عوارض الاجسام فقد ظهر من هذا ان الكلمة الاولى من كلمتي الشهادة
کیونکہ یہہ دونو صفات جسمانی ہین اس سی معلوم ہوا کہ پہلی کلمہ مین دونو شہادت کی کلمون مین سی
تضمنت الاقسام الثلثة التي يجب على المكلف معرفتها في حقه تعالى وهي ما يجب في حقه تعالى
تینون قسمین مندرج ہین جنکی معرفت واسطی اللہ تعالی کی مکلف پر واجب ہی یعنی جو واجب ہی واسطی اللہ تعالی کی
وما يستحيل عليه وما يجوز له والمراد بما يجب في حقه تعالى صفاته الثبوتية وبما يستحيل
اور جو اوسپر محال ہی اور جو جایز ہی اور صفات واجبہ سی مراد صفات ثبوتیہ ہین اور محال سی مراد
عليه صفاته السلبية وبما يجوز له صفاته الفعلية واما الكلمة الثانية فقد حكم فيها بكون
صفات سلبیہ ہین اور جایز سی مراد صفات فعلیہ ہین اور دوسری کلمہ مین یہہ حکم ہی کہ
محمد صلى الله عليه وسلم رسولا من عند الله ولا بد في معرفة ذلك من دليل وذلك الدليل ظهور
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی بہیجی ہوئی ہین اور اسکی معرفت کی واسطی کوئی دلیل ضرور چاہیی اور وہ دلیل ظاہر ہونا
المعجزة على يده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعلي من الله تعالى لرسوله لانها فعل
معجزہ کا رسول کی ہاتہہ پر بروقت دعوی رسالت کی کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سی فعلی تصدیق ہی واسطی اپنی رسول کی اسلئی کہ وہ معجزہ ایک فعل ہی
من افعاله تعالى خارق للعادة قائم مقام صريح القول في تصديق رسوله في دعواه الرسالة فانه
اللہ تعالی کی افعال مین سی خلاف عادت کی گویا صاف ارشاد ہی واسطی تصدیق اپنی رسول کی رسالت کی دعوی مین کیونکہ اللہ تعالی نی
لما خلق امرا خارقا للعادة على يد رسوله حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق رسولي في كل
جب ایک امر خلاف عادت اپنی رسول کی ہاتہہ پر رسالت کا دعوی کرتی وقت پیدا کیا تو گویا یہہ فرمایا کہ میرا رسول سچا ہی
ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام
جو جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی کہ وہ بیان قولی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار خاموشی کی ہو علماء کہتی ہین اسکی مثال یہہ ہی کہ ایک شخص
في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا
بادشاہ کی دربار مین ایک جماعت کی سامنی کہڑا ہوکر کہی کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجہکو تمہاری پاس فلانی فلانی حکم دیکر بہیجا ہی اوس جماعت نی
منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقي اني اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم من
اوس سی ایسی حجت طلب کی جس سی اوسکا صدق معلوم ہو اوس شخص نی کہا نشان میری صدق کا یہہ ہی کہ بادشاہ سی مین کہتا ہون کہ اپنی عادت کی خلاف تین دفعہ کہڑا ہوکر

مقامه ويفعل ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله
اور بیٹھ جاوی پہر بادشاہ نی اوسکی کہتی سی یہہ ہی کیا بس تو بادشاہ کی یہہ حرکت قایم مقام اس قول کی ہی

صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني ويفيد العلم الضروري بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من
یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو میری طرف سی بیان کرتا ہی اور اس سی علم ضروری اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جوکوئی بادشاہ کی یہہ حرکت دیکہیگا

الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره بالتواتر ولا شك ان هذا المثال مطابق لحال الرسول
اور اوسکو جو نہین دیکہیگا بلکہ اوسکو بطریق تواتر کی خبر پہنچیگی اور بیشک یہہ مثال مطابق ہی رسول علیہ السلام کی حال سی

عليه السلام في افادة معجزته العلم الضروري بصدقه لمن شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل
کہ معجزہ سی بدیہی علم صداقت کا حاصل ہوا کرتا ہی دیکہنی والی کو اور اوسکو جو نہین دیکہتا بلکہ

اليه خبرها بالتواتر ثم ان المعجزة لما كانت تصديقا فعليا من الله تعالى لرسولنا محمد صلى الله عليه
اوسکو بطور تواتر کی خبر ملتی ہی پہر جب معجزہ تصدیق فعلی ثابت ہوا الله تعالی کی طرف سی واسطی ہماری رسول محمد صلی الله علیہ وسلم کی

سلم لزم ان يكون تصديقا فعليا منه تعالى لغيره من الانبياء لانهم في معناه فيجب في حق جميعهم
تو لازم ہی کہ تصدیق فعلی ہو الله کی طرف سی واسطی اور انبیار کی بہی کیونکہ وہ بہی نبوت مین یکسان ہین پس سبکی حق مین

الصدق والامانة وتبليغ ما امروا بتبليغه للخلق ويستحيل في حقهم اضداد هذه الصفات وهي الكذب
صدق اور امانت اور تبلیغ تمام احکام کی واسطی خلق کی واجب ہی اور اونکی حق مین خلاف ان صفات کا محال ہی یعنی جہوٹہ

والخيانة وكتمان شئ مما امروا بتبليغه للخلق ويجوز في حقهم من الاعراض البشرية ما لا يؤدي الى نقص في مراتبهم
اور خیانت اور چہپا لینا کسی حکم بتلینی کا واسطی خلق کی اور جایز ہی اونکی نسبت حالات بشری جس سی مرتبہ مین کچہہ عیب نہ لگتا ہو

كالمرض ونحوه اما وجوب الصدق لهم واستحالة الكذب عليهم فلانه تعالى يصدقهم بالمعجزة القائمة
جیسی بیماری وغیرہ لیکن واجب ہونا صداقت کا اونکی لئی اور محال ہونا دروغ کا اونپر اسلئی ہی کہ الله تعالی اونکی تصدیق معجزہ سی کرتا ہی جو قایم

مقام صريح القول فلو لم يجب لهم الصدق بل جاز عليهم الكذب لجاز على الله تعالى لان تصديق
مقام صاف ارشاد کی ہی پہر اگر صدق واجب نہو بلکہ اونپر کذب جایز ہو تو پہر الله تعالی پر جایز ہوگا اسلئی کہ

الكاذب كذب والكذب على الله تعالى محال واما وجوب الامانة لهم واستحالة الخيانة عليهم فلانهم
جہوٹہی کی تصدیق بہی جہوٹہ ہی ہوتی ہی اور کذب الله تعالی پر محال ہی اور امانت کا واجب ہونا اونکی لئی اور خیانت کا محال ہونا اونپر اسواسطی ہی

لو خانوا بفعل شئ مما هو محرم او مكروه لانقلب ذلك الفعل طاعة لانه تعالى امر الخلق بالاقتداء
کہ اگر وہ خیانت کرین کسی کام مین کہ وہ حرام ہو یا مکروہ تو البتہ وہ کام پلٹ کر طاعت ہوجاوی اسواسطی کہ الله تعالی نی خلقت کو یہہ حکم فرمایا ہی

بهم في افعالهم واقوالهم وسكوتهم والله تعالى لا يامر بما هو محرم او مكروه فلو علم منهم خيانة لما امر
کہ انبیاء کی افعال اور اقوال اور سکوت مین پیروی کرین اور الله تعالی حرام یا مکروہ کا حکم نہین فرماتا سو اگر علم الہی مین انبیاء سی خیانت سرزد ہوسکتی تو

الخلق بالاقتداء بهم فثبت بذلك انه تعالى عصمهم عن فعل شئ مما هو محرم او مكروه فلا يقع منهم
خلقت کو کبہی اونکی اقتدا کا حکم نہوتا اس سی ثابت ہوا کہ الله تعالی نی اونکو تمام محرمات اور مکروہات سی معصوم پیدا کیا ہی پس اونسی وہ ہی

الا ما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الى نفس الفعل واما بالنظر اليهم فالحق ان افعالهم دائرة
کام عمل مین آتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہہ حال ہی بلحاظ کیفیت اوس کام معمول کی اور اگر خیال کبہی انبیار کی طرف تو حق یہہ ہی کہ اونکی افعال محصور ہین

بين الوجوب والندب لا غير لان المباح لا يقع منهم كما يقع من غيرهم بمقتضى الشهوات بل انما يقع منهم
درمیان فقط وجوب اور مستحب کی مباح بہی اونسی عمل مین نہین آتا جیسی اور عوام سی موافق شہوات کی عمل مین آتا ہی بلکہ اونسی سوای

بنية صالحة يصير بها طاعة واقل ذلك قصد التعليم لغيرهم اذا ثبت هذا يجب على كل مؤمن

نیت نیک کی عمل میں نہیں آتا کہ جس سی وہ مباح طاعت ہوجاتا ہی اور کم سی کم بارادۂ تعلیم غیروں کی جب یہہ ثابت ہوچکا تو ہر مؤمن پر واجب اور لازم ہی

ان يكون على حذر عظيم ووجل شديد على ايمانه ان يسلب منه بان يصغي باذنه او يلتفت

کہ بہت پرہیز کرتا رہی اور خوب ڈرتا رہی اپنی ایمان پر مبادا ایمان اوسکا سلب ہوجاوی اس سی کہ سنی اپنی کانوں سی اور توجہ کری

بعقله الى خرائف ينقلها في حقهم خذلة المورخين ويتبعهم في بعضها بعض الجهلة من المفسرين

اپنی عقل سی طرف بیہودہ نقلوں کی جو بعضی مورخ نابکار اونکی حال میں بیان کرتی ہیں اور اونکی ساتھہ بعضی جاہل مفسر بھی ہوگئی ہیں

فانهم لقلة تحصيلهم وعدم تحقيقهم ربما يفترون في ذلك بظواهر من الكتاب والسنة ولهذا

یہہ لوگ بسبب بی علمی کی بی تحقیق بعضی وقت اس بات میں مطابق ظاہر کتاب اور سنت کی افترا کر بیٹھتی ہیں اسہیلئی

قيل التمسك في معرفة الله تعالى ومعرفة رسوله بمجرد ظواهر الكتاب والسنة اصل من اصول

کہتی ہیں کہ حجت کرنی معرفت الٰہی اور معرفت رسول میں صرف ظاہر کتاب اور سنت سی اصل کفر کی جڑ ہی

الكفر قال الامام السنوسي وكذلك تلقي هذا العلم من مجرد الكتب والمشائخ المصحفين والمتفقهين

امام سنوسی کہتی ہیں اور ایسی ہی اس علم کا حاصل کرنا صرف کتابوں اور مشائخ تصحیف کار اور فقہاء

بلا تحقيق واما وجوب التبليغ لهم واستحالة الكتمان عليهم فلانهم لو كتموا شيئا مما امروا بتبليغه لكان الناس

بی تحقیق سی کفر کی جڑ ہی اور واجب ہونا تبلیغ کا انبیاء پر اور محال ہونا چھپانا کسی امر کا اسلئی ہی کہ اگر انبیاء کوئی مسئلہ تبلیغی چھپالیں تو عوام بھی مامور ہونگی

مامورين بالاقتداء بهم في كتمان بعض ما امروا بتبليغه من العلم النافع لمن اضطر اليه وكيف يتصور

اونکی پیروی کی درباب چھپالینی بعضی مسائل تبلیغی کی جیسی بھلی بات حاجتمند سی اور یہہ کب خیال میں آسکتا ہی

ذلك فان الكتمان حرام ملعون فاعله بشهادة قوله تعالى اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ

کیونکہ چھپانا حرام ہی اور چھپانیوالا مردود موافق مضمون اس آیت کی جو لوگ چھپاتی ہیں جو کچہہ ہمنی اوتارا

الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ

صاف حکم اور راہ کی نشان بعد اسکی کہ ہم اونکو کھول چکی لوگوں کی واسطی کتاب میں اونکو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہیں سب لعنت دینی والی

واما جواز الاعراض البشرية في حقهم فلانها لا تضر في رسالتهم وعلو منزلتهم بل هي مما تزيد في

اور جایز ہونا حالات بشری کا انبیاء کی حق میں اسلئی ہی کہ اسمیں کچہہ رسالت کا ضرر اور بلند مرتبت میں کچہہ خلل نہیں ہی بلکہ اسمیں اور بھی مرتبہ اونکا بڑہتا ہی

مراتبهم باعتبار تعظيم اجرهم من جهة ما يقارنها من طاعة صبرهم فانه تعالى كان قادرا على

باعتبار عظمت ثواب کی کہ اونکو حاصل ہوتا ہی طاعت صبر پر البتہ اللہ تعالی کو قدرت ہی

ايصاله اليهم ذلك الثواب العظيم بلا مشقة تلحقهم لكن بعظيم حكمته اختار ان يوصل اليهم

کہ وہ تمام ثواب عظیم اونکو بدون مشقت مرض کی عنایت کری پر اپنی حکمت کاملہ سی یہہ ہی پسند کیا کہ اونکو

ذلك الثواب مع تلك الاعراض رفقا بضعفاء العقول لئلا يعتقدوا فيهم الالوهية وفيها ايضا اعظم

وہ ثواب بعد عارض ہونی اون عوارض کی عنایت کری واسطی رحمت کی ضعیف عقلوں پر تا کہ ضعیف الاعتقاد انبیاء میں اعتقاد خدائی کا نہ کرلیں اور اسمیں بہی

دليل على صدقهم وكونهم مبعوثين من عند الله تعالى وكون ما ظهرت على ايديهم من الخوارق مخلوقة

اونکی صداقت پر اور مبعوث ہونی پر خدا کی طرف سی بڑی دلیل ہی اور اسپر کہ جو جو خوارق یعنی امور خلاف عادت معجزات اونکی ہاتہہ پر پیدا ہوتی ہیں

لله تعالى من غير ان يكون لهم قدرة على اختراعها اذ لو كان لهم قدرة على اختراعها لدفعوا عن انفسهم

وہ سب خدا کی پیدا کی ہوتی ہیں انبیاء کو کچہہ اوسمیں دخل نہیں ہی کہ پیدا کرلیں اسلئی کہ اگر اونکو قدرت ہوتی معجزہ پیدا کرنی کی تو بیشک اپنی اوپر سی

ماهو

ما هو ايسر منها من المرض والجوع والعطش والم الحر والبرد واذية الخلق ونحو ذلك وفيها ايضا فائدة
آسان کار پہلی دفع کر دیتی بیماری بہوکہ پیاس تکلیف گرمی سردی کی ایذاء خلق کی اور مانند اسکی اور اسمین بہی بہت بڑا فائدہ ہی

عظيمة وهي تشريع الاحكام للخلق المتعلقة بها كما عرف احكام السهو في الصلوة من سهوه عليه السلام
کہ خلقت کی واسطی وہ احکام جو عوارض سی متعلق ہین جاری ہوجاتی ہین جیسی نماز مین سہو کرنی کی مسائل پیغمبر خدا کی سہو کرنی سی معلوم ہوگئی

وكيفية اداء الصلوة في حال المرض والخوف من فعله عليه الصلوة والسلام وهيئة اكل الطعام و
اور کیفیت نماز پڑہنی کی بیماری اور خوف مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا کرنی سی معلوم ہوئی اور طریق کہانا کہانیکا اور

شرب الماء ونحوه من اكله وشربه عليه الصلوة والسلام فقد ظهر من هذا ان كلمتي الشهادة
پانی پینی کا اور مانند اسکی آپ کی کہانی پینی سی معلوم ہوا اس سی معلوم ہوا کہ دونو کلمی شہادت مین

مع اختصارهما متضمنتان لجميع ما يجب على المكلف معرفته في حقه تعالى وحق رسله من عقائد
باوجود اختصار کی جو جو مکلف پر درباب معرفت الہی اور معرفت رسل کی عقاید

الايمان ولذلك جعلهما الشرع دليلا على ما في القلب من عقائد الايمان حتى لا يقبل من احد
ایمانی مین سی واجب ہی سب داخل ہی اسی واسطی شرع نی انکو دلیل ٹہرائی ہی عقاید ایمانی پر جو دل مین ہوتی ہین یہان تک کہ ایمان کسیکا مقبول نہین ہی

الايمان الا بهما فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يستحضر معناهما ثم يشتغل بذكرهما صباحا ومساء حتى
بدون ان کلمون کی اسکی موافق عاقل کو لازم ہی کہ انکی معنی یاد رکہی پہر انکو رات دن پڑہا کری یہان تک

يمتزج معناهما بلحمه ودمه يسرنا الله المداومة على ذكرهما مع فهم معناهما ولا حول ولا قوة
کہ وہ دونو معنی اسکی گوشت اور خون مین ملجاوین الہی ہمپر آسان کر مداومت ذکر کی معہ فہم معانی کی اور نہ پہرنا گناہ سی اور نہ طاقت عبادت کی

الا بالله العلي العظيم المجلس الرابع عشر في بيان ايمان المنجي لصاحبه يوم القيمة
سوا اللہ تعالی برتر اور بزرگ کی چودہوین مجلس بیان مین اوس ایمان کی جو قیامت کی دن نجات دیگا ایماندار کو

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات على ذلك
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی جو بندہ لا الہ الا اللہ کہی پہر مرجاوی اوسہی اعتقاد پر

الا دخل الجنة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابوذر وظاهره يقتضي ان يدخل الجنة
داخل ہوگا جنت مین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوذر کی روایت سی اسکی ظاہر معنی یہہ کہتی ہین کہ

كل من ياتي بالكلمة الاولى من كلمتي الايمان وان لم يات بالكلمة الثانية منهما وليس كذلك لانه
جو شخص پہلا کلمہ دونو کلمون ایمان مین کا پڑہی وہ جنت مین داخل ہو اگرچہ دوسرا کلمہ نہ پڑہی اور حقیقت مین یون نہین ہی کیونکہ رسول

عليه السلام وان لم يذكر فيه احدى كلمتي الايمان لكنها مراده لان قول من يقول لا اله الا الله لا يستلزم
صلی اللہ علیہ وسلم نی اگرچہ اس حدیث مین دوسری کلمہ ایمان کا ذکر نہین فرمایا پر وہ مراد ہی اسواسطی کہ جو شخص صرف لا الہ الا اللہ کہتا ہی کچہ لازم نہین ہی

دخول الجنة ما لم يضم اليه قوله محمد رسول الله اذ لا يتم الايمان الا بهما ثم انه عليه الصلوة والسلام
کہ جنت مین داخل ہو جبتک اوسکی ساتہہ محمد رسول اللہ نہ ملاوی اسواسطی کہ ایمان بدون دونو کلمون کی پورا نہین ہوتا پہر رسول علیہ السلام نی

اشار بقوله ثم مات على ذلك الى لزوم الثبات على الايمان الى الموت لان من لم يثبت على الايمان بل
اشارہ اس لفظ سی پہر اوسی پر مری یہہ ارشاد فرمایا کہ مرتی دم تک بدستور ایمان پر قایم رہی اسواسطی کہ جو شخص ایمان پر ثابت نہ رہیگا بلکہ

مات على الكفر لا ينفعه ايمانه الذي كان قبل ذلك وانما ينفعه الايمان الذي يكون ثابتا الى الموت
وہ کفر پر مری تو اوسکی حق مین پہلا ایمان کچہ فائدہ نہ کریگا ایمان وہ ہی فائدہ کرتا ہی جو دم مرگ تک قایم رہی

حیث یکون سببا لدخول الجنة وان کان له ذنوب کثیرة لم یتب عنها فان من مات علی الایمان
وہی سبب ہوتا ہی واسطی دخول جنت کی اگرچہ وہ بڑا ہی گنہگار ہو اور توبہ بھی نکی ہو کیونکہ جو شخص ایمان سی اوٹھتا ہی

مع کونه مصرا علی الذنوب غیر تائب عنها یکون فی مشیة الله تعالی ان شاء یعفو عنه ویدخله
اگرچہ وہ شخص گناہوں پر جما رہا اور گناہوں سی توبہ بھی نکی وہ خدا کی مرضی میں ہی اگر چاہی اللہ تعالی اوسکو معاف کرکر

الجنة بلا عذاب وان شاء یعذبه بقدر ذنوبه ثم یدخل الجنة ولو بعد حین لکن ینبغی ان یعلم
بلا عذاب جنت میں داخل کری اور چاہی گناہوں کی برابر سزا دیکر پہر جنت میں داخل کری اگرچہ دم بہر کی بعد اب لایق ہی یہہ سمجہنا

ان کلمتی الایمان لتضمنهما اثبات ذات الله وصفاته وافعاله واثبات رسالة الرسول لابد ان
کہ دونو کلمہ ایمان میں چونکہ اثبات ذات الہی کا ہی اور اوسکی صفات کا اور افعال کا اور اثبات رسول کی رسالت کا اسلئی ضرور ہوا

یکون النطق بهما مع معرفة معناهما لان النطق بهما من غیر معرفة معناهما لا یکفی فی حصول
کہ ان کلموں کا پڑہنا انکی معانی سمجہ کر ہونا چاہیئ کیونکہ انکی پڑہنی سی بدون سمجہنی معانی کی واسطی حصول ایمان حقیقی کی کافی نہیں ہی

حقیقة الایمان لان الایمان مبناه علی هذه الارکان الاربعة فاذا لم یتحقق العلم بما تضمنتاه
اسواسطی کہ اصل ایمان کی ان چاروں رکن پر قایم ہی پہر اگر اوسکو علم ہی نہوا اونکی مضمون کا

لا یکون لهما طائل ولا محصول اذ لیست فضیلة هاتین الکلمتین بازاء تحریك اللسان من
پہر زبانی پڑہنی سی کچہہ فائدہ نہ حصول اسلئی کہ ان کلموں میں کچہہ زبان ہلاتی کی بزرگی نہیں ہی جبتک دل میں

غیر حصول معناهما فی القلب بل فضیلتهما بازاء هذه المعرفة التی هی حقیقة الایمان فعلی هذا
انکی معنی نہ آوین بلکہ انکی بزرگی اسی معرفت سی ہوتی ہی کہ وہ ایمان کی حقیقت ہی اس بیان کی موافق

یجب علی کل مؤمن ان یعتنی بشانهما فی معرفة معناهما اذ هما ثمن الجنة وسبب الخلاص من المهالك
ہر ہر مومن پر واجب ہی کہ جہاں تک بن آوی انکی معنی دریافت کرلی اسواسطی کہ قیمت جنت کی اور سبب رستگاری کا

فی الدنیا والاخرة وقد نص العلماء علی لزوم معرفة معناهما والا لا ینفع بهما متلفظهما فی الانقاذ
دنیا اور آخرت کی آفات سی یہہ ہی ہیں اور علماء صاف کہہ چکی ہیں کہ سمجہنا انکی معنوں کا پر ضرور ہی نہیں تو انکا زبان سی پڑہنا دائمی آگ سی

من الخلود فی النار فان کثیرا من الائمة قد سئلوا عن شخص ینطق بکلمتی الایمان ویصلی ویصوم
نجات دینی میں کچہہ فائدہ ندیگا کیونکہ اکثر پیشوا دین سی پوچہا گیا ایسی شخص کی حال سی جو دونو کلمہ ایمان کی پڑہتا ہی اور نماز و روزہ ادا کرتا ہی

ویفعل انواعا من العبادات لکن نطقه وعبادته لیس الا علی الاتیان بمجرد صور الاقوال والافعال
اور اور عبادتیں کرتا ہی پر اوسکا پڑہنا اور عبادت کرنی یہہ ہی بحسب ظاہر ہی تمام قول اور فعل

علی حسب ما یری الناس یفعلون ویقولون حتی انه ینطق بکلمتی الایمان لکن لا یفهم منهما معنی ولا
ویسی ہی عمل میں لاتا ہی جیسی اور لوگوں کو کرتی اور بولتی دیکہتا ہی اتنا کہ دونو کلمہ ایمان کی پڑہتا ہی پر اونکی معنی نہیں سمجہتا اور نہ

یدری معنی الاله ولا معنی الرسول ولا ما نفی ولا ما اثبت وربما یتوهم ان الرسول نظیر الاله وهل
معنی اللہ کی جانتا ہی اور نہ معنی رسول کی سمجہتا ہی اور نہ یہہ جانی کیا نفی کیا ہی اور کیا ثابت کیا کبہی اوسکو یہہ وہم ہوتا ہی کہ رسول مثل اللہ کی ہی آیا

ینتفع هذا الشخص بما صدر عنه من صور الاقوال والافعال وهل یصدق علیه حقیقة الایمان
فائدہ دیگا اس شخصکو جو جو اوسی ظاہر میں اقوال اور افعال عمل میں آتی ہیں اور آیا اوسپر حقیقت ایمان کی صادق ہی

فیما بینه وبین الله تعالی ام لا فاجابوا جمیعا بان مثل هذا الشخص لیس له من الاسلام نصیب
خدا کی نزدیک یا نہیں سو سب نی یہہ ہی جواب دیا کہ ایسی شخصکو اسلام میں سی کچہہ نصیب نہیں ہی

وان صدر عنه من صور اقوال الایمان وافعاله ما ذکر قال الامام السنوسی هذا الذی ذکره

اگرچہ اوسی ظاہری قول اور فعل مذکور ایمان کی سی عمل میں آتی ہیں امام سنوسی کہتی ہیں یہہ جو اس شخص کی

فی حق ذلك الشخص ظاهر ای ظاهر جلی غاية الجلاء لا يمكن ان يختلف فيه احد من العلماء فعلی

حق میں ذکر کیا ہی سب ظاہر ہی یعنے بہت روشن ہی کوئی عالم اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کر سکتا

هذا يجب علی كل من يريد النجاة من العذاب المؤبد والدخول فی الجنة ان يسعی فی معرفة معناهما ثم ينطق

اس جواب کی موافق جو شخص عذاب دائمی سی بچا چاہی اور جنت میں داخل ہونا چاہی اوسپر واجب ہی کہ پہلی کوشش کرکر انکی معنی دریافت کرکی پہر معنی سمجھکر

بهما مع فهم معناهما ليوجد فيه اقرار باللسان وتصديق بالجنان ويحصل له حقيقة الايمان

زبانسی پڑہی تاکہ اوسمیں زبانی اقرار اور دلی تصدیق پائی جاوی اور حقیقت ایمان کی اوسکو حاصل ہو

فالكلمة الاولی من هاتين الكلمتين مركبة من نفی واثبات فالمنفی كل فرد من افراد حقيقة الاله

پس پہلا کلمہ ان دو نوں میں سی نفی اور اثبات سی مرکب ہی سو منفی تو ہر ہر فرد معبود حقیقی کا ہی

سوی الله تعالی والمثبت فرد واحد من تلك الحقيقة وهو الله تعالی ومعنی الاله هو الواجب الوجود

سوا ذات الٰہی سی اور مثبت ایک فرد واحد ہی اس حقیقت میں سی یعنی اللہ تعالی اور معنی اللہ کی واجب الوجود

المستحق للعبادة وهذا المعنی كلی يقبل بحسب مجرد ادراكه ان يصدق علی كثيرين لكن الدليل العقلی القطعی

سزاوار عبادت کا اور یہہ معنی کلی ہیں باعتبار صرف تصور کی بہت افراد پر صادق آسکتی ہیں پر دلیل عقلی یقینی

يدل علی استحالة التعدد فيه وكونه خاصا بذات الله تعالی وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه

دلالت کرتی ہی کہ کئی اللہ محال ہیں اور صرف ذات الٰہی سی خاص ہی اور وہ دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ یہہ عالم

حادثا محتاجا الی محدث يدل علی ان له محدثا وذلك المحدث لا بد ان يكون واحدا قديما متصفا

حادث اور موجد کا محتاج ہوکر دلالت کرتا ہی کہ اسکا ایک پیدا کرنیوالا ہی اور وہ محدث ضرور ہی کہ واحد قدیم صاحب قدرت

بالقدرة والارادة والعلم والحيوة لانه لو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع المقتضی

اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہو اسلئی کہ اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ ہوں تو بیشک اونکی آپسمیں روک ٹوک ایسی واقع ہوگی

لعدم وجود العالم ولو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان مفتقرا الی محدث فيلزم الدور والتسلسل وكلاهما

جس سی وجود عالم کا پیدا نہوسکی اور اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پہر دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہہ دونو

محال ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة لكان عاجزا عن ايجاد شیء من العالم لان

محال ہیں اور اگر صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو یہہ ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سی کوئی شئی نہ پیدا کر سکی اسلئی

الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة فی شیء من الاشياء يقتضی ارادة ذلك وارادة ذلك الشیء تقتضی

کہ پیدا کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہی اور اثر قدرت کا کسی چیز میں جب ہوتا ہی کہ اوسکا ارادہ کیا جاوی اور ارادہ اوس شئی کا بی جانی بوجہی

العلم به لان القصد الی ايجاد شیء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث يقتضی

نہیں ہوسکتا کیونکہ قصد ایسی شئی کی ایجاد کا کہ اوسکو جانتا نہو محال ہی اور موصوف ہونا ان تینوں صفات سی بدون

الحيوة لكونها شرطا فيها فعلی هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قاطعا علی وجوده تعالی

حیات کی نہیں ہوتا کیونکہ حیات انمیں شرط ہی اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا یقینی دلیل ہی اللہ تعالی کی وجود پر

وكونه واحدا قديما متصفا بهذه الصفات الاربع المذكورة ولهذا كان بعض اهل التوحيد يقولون

اور اوسکی وحدت اور قدم پر اور موصوف ہونی پر ان چاروں صفات مذکورہ سی اسی لئی بعضی اہل توحید

استدلالا بالاثر علی المؤثر ما رأینا شیئا الا رأینا الله بعده فان کل ذرة من ذرات العالم من حیث
اثر سی موثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہین ہمنی جب کسی شی کو دیکھا تو دیکھا ہمنی اللہ کو بعد اسکی بیشک ہر ہر ذرہ عالم کی ذرات مین سی
حدوثها وافتقارها الی من یوجدها لا تزال تنطق بکلام لا حرف فیه ولا صوت ان لها موجدا واحدا
حادث اور موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سی یہہ کلام کرتی ہین جسمین نہ کوئی حرف ہی اور نہ آواز کہ ہمارا موجد ہی واحد
قدیما متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة وسایر ما یلیق به من الصفات یسمع کلامها السامعون
قدیم قدرت والا ارادہ والا علم والا حیات والا اور تمام سزاوار صفتون والا اونکی یہہ کلام سمجھہ والی سب سنتی ہین
ولا یسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع به کلام لیس بحرف
وہ لوگ نہین سنتی جنکی سمجھہ بیکار ہی اور مراد سماعت سی سماعت باطنی ہی جسی وہ کلام سنتی ہین جسمین نہ حرف ہون
ولا صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاهر الذی لا یجاوز الاصوات وتشارك فیه البهائم الانسان الحاصل
اور نہ آواز اور نہ عربی ہو اور نہ عجمی سماعت ظاہری مراد نہین ہی جو سوا آواز کی نہ سن سکی اور اوسمین چوپایہ اور انسان یکسان ہون حاصل یہہ ہی
ان المکلف لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الا ما دل علیه افعاله فما لم یدل علیه افعاله کالسمع والبصر
کہ مرد مکلف عقل سی صفات الٰہیہ سی وہ ہی جان سکتا ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور جن صفات پر افعال نہین دلالت کرتی جیسی سمع اور بصر
والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی
اور کلام انکی ثبوت پر کبھی عقلاً استدلال کرتی ہین اور کبھی نقلاً یہہ استدلال عقلی ان صفات پر واسطی اللہ تعالی کی
بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان واتصافه بصفات الکمال وعدم اتصافه
یہہ ہی کہ یہہ صفات کمالیہ ہین اور انکی ضدین صفات نقصان کی اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا
بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی بتلك الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی
صفات نقصان سی واجب ہی سو موصوف ہونا اللہ تعالی کا ان صفات سی واجب ہی اور استدلال نقلی ان کا [illegible]
بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالی فوجب القطع بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة
کہ شرع سی ثبوت ان صفات کا واسطی اللہ تعالی کی ثابت ہی سو یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالی کی واجب ہوا اور نقلی دلیل اس مسئلہ مین
اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا یتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی
عقلی دلیل سی بہتر ہی اسلئی کہ افعال الٰہیہ ان صفات پر موقوف نہین ہین تاکہ اون افعال سی انکی ثبوت پر استدلال کیا جاوی
وذاته تعالی لم یکن معلوما للبشر حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث لو لم یتصف
اور ذات اللہ تعالی کی کسی بشر کو معلوم نہین ہی جس سی معلوم ہو کہ یہ صفات بنسبت ذات باری کی کمالیہ مین ضرور موصوف ہو ناچاہئی ایسا کہ اگر یہہ صفات نہونگی
بها یلزم ان یتصف باضدادها بل کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشئ بالنسبة
تو انکی ضدین موجود ہونگی بلکہ یہہ صفات ہماری حق مین کمالیہ ہین اور یہہ کچھہ لازم نہین ہی کہ جو صفت
الینا کمالا ان یکون کمالا فی حقه تعالی الا تری ان اللذة والالم مع کونهما بالنسبة الینا کمالا ممتنعان فی
ہماری حق مین کمالیہ ہو وہ بنسبت ذات باری تعالی کی بہی کمالیہ ہو کیوں نہین سمجھتا کہ لذت اور علم باوجودیکہ ہماری حق مین کمال ہین بنسبت باری تعالی کی محال
حقه تعالی لکونهما من عوارض الاجسام هذا تحقیق الکلمة الاولی من کلمتی الایمان واما الکلمة الثانیة
ہین کیونکہ یہہ دونو کیفیات جسمانیہ سی ہین یہہ تحقیق ایمان کی پہلی کلمہ کی ہی اور دوسرا کلمہ
من هاتین الکلمتین فقد حکم فیها بکون محمد رسولا من عند الله تعالی ولا بد فی اثبات ذلك من دلیل
ان دونو کلمون مین سی اوسمین یہہ حکم ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہین اللہ تعالی کی طرف سی اور اسکی بہی ثبوت کی کوئی دلیل چاہئی

وذلك

وذلك الدليل ظهور المعجزة على يده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعلى من الله تعالى لرسوله
اور وہ دلیل معجزہ کا ظاہر ہونا رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی ہی کیونکہ معجزہ تصدیق فعلی ہوتی ہی الله تعالی کی طرف سی واسطی رسول کی

لانها فعل من افعاله تعالى خارقا للعادة نازل منزلة صريح القول فى تصديق رسوله فى دعواه
کیونکہ وہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الہی سی برخلاف عادت قایم مقام صاف ارشاد کی درباب تصدیق رسول کی رسالت کی دعوی مین

الرسالة فانه تعالى لما خلق امرا خارقا للعادة على يده حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق
کیونکہ الله تعالی نی جب ایک امر عادت کی خلاف رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا توگویا یہہ فرمایا میرا رسول سچا ہی

رسولى فى كل ما يبلغ عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته مثال ذلك على ما ذكره العلماء ان
جو جو میری طرف سی بیان کری برابر ہی کہ اوسکی تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار سکوت کی ہو اسکی مثال موافق بیان علماء کی یہہ ہی

رجلا اذا قام فى مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنى اليكم بكذا وكذا من التكاليف
کہ ایک شخص بادشاہ کی دربار مین کہڑا ہوکر ایک جماعت کی سامنی کہی کہ مین اس بادشاہ کا سفیر ہون مجھکو تمہاری پاس فلانی فلانی حکم دیکر بہیجا ہی

فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقى انى اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم
اس جماعت نی اوسی سند طلب کی جسسی صداقت معلوم ہو اوس شخص نی جواب دیا کہ نشان میری صداقت کا یہہ ہی کہ مین بادشاہ سی عرض کرتا ہون کہ اپنی عادت کی

من سريرها ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا شك ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام
تین بار اپنی تخت پرسی کہڑا ہوجا اور بیٹھ جاوی پہر بادشاہ نی اوسکی کہنی سی وہ ہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت قایم مقام اس حکم کی ہی

قوله صدق هذا الرجل فى كل ما يبلغ عنى ومفيد للعلم الضرورى بصدقه بلا فرق بين من شاهد ذلك
کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی کہتا ہی اور اس سی علم بدیہی اسکی صداقت کا حاصل ہوگا اسمین کچہہ فرق نہین کہ کسی نی بادشاہ کی اس حرکت کو

الفعل من الملك ولم يشاهده بل بلغه خبره بالتواتر ولا ريب ان هذا المثال مطابق لحال رسول الله
بچشم خود دیکہا اور کسینی نہ دیکہا لیکہ خبر متواتر سی سنا اور بیشک یہہ مثال مطابق ہی رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی حال سی اس باب مین

عليه السلام فى افادة معجزته العلم الضرورى بصدقه بلا فرق بين من شاهدها ومن لم يشاهدها
کہ معجزہ سی علم بدیہی صداقت کا حاصل ہوتا ہی اسمین کچہہ فرق نہین ہی کہ کسینی اوس معجزہ کو بچشم خود دیکہا اور کسینی نہ دیکہا

بل بلغه خبرها بالتواتر فعلى هذا كل من يتكلم بكلمتى الايمان بعد معرفة معناهما بما ذكر من الدلائل يحصل
بلکہ خبر متواتر سی سنا اس بیان کی موافق جو شخص دونو کلمہ ایمان کی دلائل مذکورہ سی معنی سمجہہ کر پڑہتا ہی اوسکو حقیقت ایمان کی

له حقيقة الايمان ويجب عليه ان يحفظه مما يضره بامتثال الاوامر واجتناب النواهى لان الايمان
حاصل ہوئی اور اوسپر واجب ہی کہ ایمان کو مضرات سی بچاوی اوامر کو عمل مین لاکر اور نواہی سی پرہیز کرکر اسواسطی کہ ایمان

يشبه السراج وامتثال الاوامر واجتناب النواهى يشبه المحافظة عليه بجعله فى فانوس ووساوس
چراغ کی مانند ہی اور اوامر کی اطاعت کرنی اور نواہی سی بچنا یہہ اوسکی محافظت ہی جیسی چراغ کا فانوس مین رکہدینا اور شیطانی

الشيطان تشبه الرياح العاصفة فمن اوقد سراج الايمان فى قلبه ولم يحفظه ولم يجعله فى فانوس
وسوسی اور توہمات ایسی ہین جیسی تند آندہیان پہر جسنی ایمان کا چراغ اپنی دل مین روشن کرکر اوسکی حفاظت نکی اور اوسکو طاعات کی فانوس مین نرکہا

الطاعات باتيان المامورات وترك المنهيات يخاف عليه انطفاء سراج ايمانه عند هبوب الرياح العاصفة
مامورات پر عمل کرکر اور منہیات سی بچکر تو اسپر اندیشہ یہہ ہی کہ اوسکی ایمان کا چراغ بروقت چلنی آندہیا

التى هى الوساوس الشيطانية ولذلك قال بعض العلماء اياك والذنب فان الذنب كجرو يوضع على الجنين
وسوسہ شیطانی کی بجہہ جاوی اسہیلئی بعضی علماء کہتی ہین یار بچتی رہنا گناہ سی بیشک گناہ ایسا ہی جیسی بہتر جو گویہہ مین رکہکر

فیضرب به حائط الطاعات ویحصل فیه ثلمة ویدخل منه ریح الهوی ویطفی سراج الایمان فان

طاعات کی دیوار مین مارتا اور اوسی دیوار مین سوراخ پیدا ہوجاتا اوس راستہ سی ہوا ہوس کی باو اندر جاکر ایمان کا چراغ بجہاتی بیشک

زوال الایمان لایکون الا لمن کان له فساد فی قلبه واصرار علی المعاصی یدل علی ذلك قوله علیه السلام

ایمان ایسی ہی شخص کا جاتا رہتا ہی جسکی دل مین کچہ فساد ہوتا ہی اور گناہون پر جما رہتا ہی اس مدعا پر یہہ حدیث دلالت کرتی ہی

المعاصی برید الکفر فان الاصرار علی الصغائر یفضی الی الکبائر والاستمرار علیها یؤدی الی الکفر یشیر الی هذا

کہ گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین کیونکہ گناہ صغیرہ پر اڑجانا کبیرہ ہوتا ہی اور کبیرہ گناہ پہ اڑی رہنا کفر تک پہنچا دیتا ہی اس آیت سی معلوم ہوتا ہی

قوله تعالی فی حق الیهود وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

جو یہود کی حق مین وارد ہی اور ڈالی اونپر ذلت اور محتاجی اور کمالائی غصہ اللہ کا یہہ اوسپر کہ وہ

كَانُوا يَكْفُرُونَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ فانه

تہی نہ مانتی حکم اللہ کی اور خون کرتی نبیون کا ناحق یہہ اس سی کہ بی حکم تہی اور حد پر نہ رہتی تہی اللہ تعالی نی

تعالی بیّن فی هذه الایة ان العصیان والعدوان جرهم الی الکفر وقتل الانبیاء وحکایة مثل ذلك فی

اس آیت مین یہہ بیان فرمایا کہ گناہ اور سرکشی اونکو کفر کی طرف اور قتل انبیاء کی طرف کہینچ لائی اور ایسی حکایت بیان کرنی

کتابه لطف منه بنبیه وامته لیعتبروا ویحترزوا عنه فانه علیه السلام لما کان خیر الخلق وافضلهم

اپنی کتاب مین اللہ کی مہربانی ہی اپنی نبی پر اور اوسکی امت پر تاکہ سنکر ایسی حال سی بچتی رہین کیونکہ نبی علیہ السلام جو تمام بنی آدم سی بہتر اور افضل ہین

کان امته خیر الامم وافضلهم فلا ینبغی لمن کان من خیر الامم وانتسب الی خیر الخلق ان یرضی لنفسه

تو اونکی امت بہی تمام امتون سی بہتر اور افضل ہی ہرگز لایق نہین ہی کہ کوئی شخص افضل امت مین ہوکر اور بہترین خلق کی طرف منسوب ہوکر پہر وہ پسند کری

ان یکون من شر الناس بارتکاب المعاصی بل ینبغی له ان یسعی فی اصلاح نفسه بالایمان والعمل

کہ تمام لوگون مین بدتر ہوجاوی گناہ اختیار کرکر بلکہ اوسکو یہہ لایق ہی کہ کوشش کرکر اپنی حال کو ایمان اور نیک عمل سی درست کری

الصالح حتی یکون من خیر الناس کما قال الله تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ

تاکہ اچہی لوگون مین داخل رہوی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی وہ لوگ جو یقین لائی اور کئی بہلی کام وہ ہی لوگ

خَیْرُ الْبَرِیَّةِ وقال النبی علیه السلام خیر الناس من طال عمره وحسن عمله وشر الناس من طال عمره

بہتر سب خلق کی اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی سب آدمیون سی اچہا وہ شخص جسکی عمر دراز ہو اور اعمال اوسکی نیک ہون اور بد آدمیون مین وہ ہی جسکی عمر بڑی ہو

وساء عمله وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال خیرکم من یرجی خیره ویؤمن شره وشرکم من لا یرجی

اور اعمال بد ہون اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تم مین سی بہتر وہ ہی جس سی بہلائی کی امید ہو اور برائی کا اندیشہ نہو اور تم مین سی بدتر ہی

خیره ولا یؤمن شره وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال شر الناس عند الله منزلة من ترکه الناس

جس سی بہلائی کی امید نہو اور برائی کا اندیشہ ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بدتر آدمیون مین اللہ کی نزدیک مرتبہ مین وہ ہی جسکو چہوڑدین لوگ

اتقاء شره وفی روایة اتقاء فحشه وروی ان اعمال الامة تعرض علی نبیها فی البرزخ فلیستحی العبد ان

بدی سی بچنی کو اور ایک روایت مین بدزبانی سی بچنی کو اور روایت ہی کہ ہر امت کی عمل اوسکی نبی پر عالم برزخ مین پیش ہوتی ہین سو شرم کرنی چاہی آدمی کو

یعرض علی نبیه من عمله ما نهاه عنه وقیل من اذنب ذنبا فجمیع الخلائق من الانس والدواب والوحوش

کہ اوسکی نبی کی سامنی اوسکا وہ عمل پیش ہو جس سی اوسکو منع کیا ہو اور کہتی ہین جب کوئی شخص گناہ کرتا ہی تو تمام خلقت انسان اور چوپایہ اور جنگل کی جانور

والطیور والذر خصماؤه یوم القیمة لانه تعالی یمنع المطر بشوم المعصیة فیتضرر بذلك اهل البر

اور پرندہ اور چیونٹیان قیامت کی روز اوسکی دشمن ہونگی اسلئی کہ اللہ تعالی مینہہ بند کردیتا ہی گناہ کی نحوست سی اس لئی تمام خشکی اور

البحر جميعاً فعلى المؤمن ان يحترز عن جميع المعاصي يسر نا الله الاحتراز عنها المجلس الخامس
تری والوں کو نقصان ہوتا ہی پس مؤمن کو لازم ہی کہ تمام گناہوں سی پرہیز کرتا رہی الٰہی ہمپر آسان کر بچنا گناہوں سی پندھرویں مجلس

عشر في بيان ان كل مولود يولد على فطرة الاسلام قال رسول الله صلى الله عليه
اس بیان میں کہ ہر بچہ پیدا ہوتا ہی اسلام کی طریقہ پر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ما من مولود الا يولد على الفطرة فابواه يهودانه وينصرانه ويمجسانه كما ينتج البهيمة
وسلم نی جو بچہ ہی سو پیدا ہوتا ہی اوپر طریقہ اسلام کی پھر ماباپ اوسکو یہودی کر دیتی ہیں اور نصرانی کر دیتی ہیں اور مجوسی کر دیتی ہیں جیسی چوپایہ پورا بچا

بهيمة جمعاء هل تجدون فيها من جدعاء حتى تكونوا انتم تجدعونها ثم قال فطرة الله التي فطر
جنتا ہی کیا اسمیں کوئی کان ناک کٹا بھی ہوتا ہی آخر تم اوسکی کان ناک کاٹ دیتی ہو پھر فرمایا وہی تراش اللہ کی

الناس عليها هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان كل مولود من البشر لا يولد الا
جسپر تراشا لوگونکو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہیں کہ ہر یک بچہ آدمی کا سرشت نیک اور ایسی ہیئت پر

على الجبلة السليمة والهيئة المستعدة لمعرفة الله تعالى والتميز بين الحق والباطل بما ركب فيه من
پیدا ہوتا ہی کہ استعداد معرفت الٰہی کی اور فرق کرنیکی حق اور باطل میں رکھتا ہو بزور اوس عقل

العقل القويم والوضع المستقيم ولو لم يعترضه من الخارج آفة من فساد التربية وتقليد الابوين و
درست اور وضع راست کی جو اوسمیں پیدا کی ہی اور اگر اوسکو نہ پیش آتا اوپر سی پرورش کا فساد اور اطاعت ماباپ کی اور

الانهماك في الشهوات ونحو ذلك من الآفات لصرف فطرته الى ما نصب لمعرفة الله تعالى من الدلائل
کھپ جانا ہوا ہوس میں اور مانند اسکی اور آفتیں تو البتہ وہ اپنی اصلی طبیعت کو دلایل قایم کرنی میں واسطی معرفت الٰہی کی صرف کرتا

واستدل بها على وجوده تعالى وقدمه وكونه واحداً متصفاً بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما
اور استدلال کرتا اللہ تعالیٰ کی وجود اور قدم پر اور وحدت پر کہ موصوف ہی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات سی اور تمام اور صفات سی

يليق به من الصفات لكن يصده عن ذلك ما ذكر من الآفات كما ان البهيمة تولد سوية الاطراف سليمة من
جو اوسکو سزاوار ہیں پر اوسکو روک دیتی ہیں یہہ آفات مذکورہ جیسی چوپایہ کا بچہ ہاتھ پانو سی سالم پیدا ہوتا ہی

الجدع الذي هو قطع الانف والاذن والشفة فلو لم يتعرض الناس لها بالكي وقطع شئ مما ذكر لبقيت سليمة
اور بچا ہوا جدع سی کہ اوسکی معنی کتر دینا ناک اور کان اور لب کا پس اگر آدمی اوس بچہ کو داغ نہ دیتی اور کچھ ناک کان لب نہ کاٹتی تو اچھا بھلا چنگا

كما كانت فانه عليه السلام شبه ولادة الطفل على الفطرة السليمة بولادة البهيمة سليمة غير ان المراد
رہتا جیسا پیدا ہوا تھا پھر علیہ السلام نی آدمی کی بچہ کی پیدایش کو اوپر طبیعت درست کی مشابہ فرمایا ہی ساتھ پیدایش پوری بچہ چوپایہ کی اتنا ہی فرق ہی کہ مراد

بالسلامة في البهيمة سلامتها عن العيوب الظاهرة وفي الطفل سلامته عن العيوب المعنوية المانعة عن
سلامتی سی چوپایہ کی بچہ میں سلامتی ظاہر کی عیبوں سی ہی اور آدمی کی بچہ میں مراد سلامتی معنوی عیبوں سی ہی جو معرفت الٰہی سی روک دیں

معرفة الله تعالى وقبول امره ونهيه ثم انه عليه السلام بعد ما بين ان الناس كلهم يولدون على الفطرة
اور امر اور نہی قبول کرنی سی باز رکھیں پھر پیغمبر خدا نی بعد اس بیان کی کہ آدمی تمام ساری درست طبیعت پر پیدا ہوتی ہیں

التي هي الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالى والتميز بين الحق والباطل بما ركب فيهم من العقول حثهم
کہ وہ استعداد قابل معرفت الٰہی کی اور تمیز کرمیان حق اور باطل کی ہی عقل کی زور سی جو اونکی اندر رکھی گئی ہی اونکو رغبت دی

عليها فقال على طريق الاقتباس فطرة الله التي فطر الناس عليها فانه في قوة ان يقال الزموا فطرة الله
سو فرمایا بطور صنعت اقتباس کی تراش اللہ کی جسپر تراشا آدمیوں کو پس یہہ قول بمنزلہ اس قول کی ہی اپنی ذمہ پر لازم پکڑو

التي هي الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالى والتميز بين الحق والباطل فعلى هذا كان الواجب على كل

فطرت الله کی استعداد ہی قابل معرفت الٰہی کی اور تمیز کی درمیان حق اور باطل کی اس تقریر کی موافق ہو

مكلف ان لا يضيع تلك الفطرة بل ينبغي له ان يستعملها في تحصيل معرفة الله تعالى والتميز بين الحق

مکلف پر واجب ہی کہ اس فطرت کو ضایع نہ کری بلکہ اوسکو لایق ہی کہ اوس فطرت کو معرفت الٰہی میں اور تمیز کرنے میں درمیان حق

والباطل وليس المراد بمعرفة الله تعالى معرفة ذاته تعالى لان ذاته تعالى ليست معلومة للبشر بل المراد

اور باطل کی استعمال کری اور معرفت الٰہی سی مراد معرفت ذات الٰہی کی نہیں ہی اسلئی کہ ذات الٰہی کسی بشر کو معلوم نہیں ہی بلکہ مراد

بها معرفة صفاته وصفاته نوعان سلبية وثبوتية اما السلبية فتنزيهه تعالى عن جميع ما لا يليق

معرفت صفات الٰہی کی ہی اور صفات الٰہی دو قسم پر ہیں سلبی یعنی نفی کرنی کی اور ثبوتی صفات سلبی تو اللہ تعالیٰ کا بری ہونا تمام ایسی صفات سی جو اوس بارگاہ کی لایق

به مما يشعر بالاحتياج والنقصان واما الثبوتية فهي قسمان القسم الاول الصفات التي يتوقف عليها افعا

لایق نہیں ہیں جن صفات سکی نیاز مندی اور نقصان لازم آوی اور ثبوتی کی دو قسم ہیں پہلی قسم وہ صفات جن پر افعال الٰہی موقوف ہیں یعنی قدرت

وهي القدرة والارادة والعلم والحيوة والقسم الثاني الصفات التي لا يتوقف عليها افعاله وهي السمع والبصر

اور ارادہ اور علم اور حیات اور دوسری قسم وہ صفات ہیں جن پر افعال الٰہی موقوف نہیں ہیں یعنی سمع اور بصر

والكلام وتحقيق ذلك انه تعالى ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يعلم وجوده بالحس وليس العلم بوجوده

اور کلام اور تحقیق اسکی یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی ذات محسوس نہیں ہی جیسی آفتاب اور مہتاب تاکہ اوسکا وجود دیکھہ کر معلوم کرلیں اور نہ اوسکا وجود بدیہی کا

ضروريا كالعلم بكون الواحد نصف الاثنين حتى يعلم وجوده بالضرورة بل انما يعلم وجوده بالدليل

جیسی ہم ایک عدد کو دو کا آدہا جانتی ہیں تاکہ اوسکا وجود بداہت سی معلوم ہو بلکہ اوسکی وجود کا علم دلیل سی حاصل ہوتا ہی

وذلك الدليل حدوث العالم وبيان حدوثه انه اعيان واعراض والمراد بالاعيان الاجرام القائمة

اور وہ دلیل عالم کا حادث ہونا ہی عالم کی حدوث کی دلیل یہہ ہی کہ عالم یا تو اعیان ہیں یا اعراض ہیں اعیان سی مراد اجسام ہیں جو اپنی آپ

بذواتها والمراد بالاعراض الصفات التي لا تقوم بذواتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا ينفك عنها وكل

ہی سہاری قایم ہیں اور اعراض سی مراد وہ صفات ہیں جو اپنی ذات میں ہی سہاری قایم نہیں ہوتی بلکہ اجسام کی ساتہہ قایم ہوتی ہیں اجسام کی ساتہہ رہتی ہیں

منهما حادث اما الاعراض فحدوث بعضها يعلم بالمشاهدة كالحركة بعد السكون والضوء بعد الظلمة

یہہ دونو حادث ہیں اعراض میں سی بعضوں کا حدوث تو مشاہدہ سی معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اور روشنی بعد اندہیری کی

والسواد بعد البياض وحدوث بعضها يعلم بالدليل وهو طريان العدم كما في اضدادها ذكروا اما

اور سیاہی بعد سفیدی کی اور بعضوں کا حدوث دلیل سی معلوم ہوتا ہی اور وہ آجانا عدم کا جیسی اونکی ضدوں میں اور

الاجرام فدليل حدوثها انها لا تخلو عن الحوادث وكل ما لا يخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم

اجسام کی حدوث کی دلیل یہہ ہی کہ اجسام حوادث سی کبہی خالی نہیں ہوتی اور جو چیز حوادث سی خالی نہو سو وہ حادث ہوتی ہی

خلوها عن الحوادث فلانها لا تخلو عن الحركة والسكون وهو ظاهر مدرك بالبديهة والاضطرار

اجسام کا حوادث سی خالی نہونا تو اسلئی ہی کہ حرکت اور سکون سی خالی نہیں ہوتی اور یہہ ظاہر بدیہی بضرورت نظر آتا ہی

فلا يحتاج فيه الى تامل وافتكار والحركة والسكون حادثان يدل على حدوثهما تعاقبهما وانقضاء

اسمین کچہہ تامل اور فکر کی حاجت نہیں ہی اور حرکت اور سکون دونو حادث ہیں انکا حدوث انکی آگی پیچہی پیدا ہونی سی ثابت ہی اور

كل منهما عند وجود الاخر وذلك مشاهد في بعض الاجرام وما لم يشاهد فيه ذلك فما من ساكن الا

ایک گذر جاتا ہی جب دوسرا پیدا ہوتا ہی اور یہہ حال بعض اجسام میں تو نظر آتا ہی اور جن اجسام میں یہہ مشاہدہ نہیں ہوتا تو یہہ دلیل ہی کہ جو ساکن ہی

والعقل یقضی بجواز حرکته وما من متحرک الا والعقل یقضی بجواز سکونه فالطاری منهما حادث

عقل اوسکو متحرک تجویز کرتی ہی اور جو متحرک ہی اوسکو عقل ساکن تجویز کرتی ہی پس جو حرکت اور سکون میں سی اب پیدا ہوگا وہ حادث ہی

بطریانه والسابق حادث اذ لو کان قدیما لاستحال عدمه واما کون ما لا یخلو عن الحوادث حادثا

کہ اب پیدا ہوا اور پہلا بہی حادث ہوگا اسواسطی کہ اگر قدیم ہوتا تو اوسکا عدم محال ہوتا کبہی نہو سکتا اور جو چیز حوادث سی خالی نہو تو وہ اسلئی حادث ہوتی ہی

فلانه لو لم یکن حادثا لکان قدیما ثابتا فی الازل فیلزم ثبوت الحادث فی الازل وهو محال اذ یلزم

کہ اگر وہ حادث نہو تو بہر بیشک قدیم اور ازل میں ثابت ہوگی اس سی لازم آتا ہی ثبوت حوادث کا ازل میں اور یہہ محال ہی کیونکہ لازم آتا ہی

ان یکون قبل کل حادث حوادث مرتبة لا اول لها کما یقول الفلاسفة فی حرکات الافلاک واشخاص

کہ ہر حادث سی پہلی حوادث مرتب موجود ہوں جنکا ابتدا نہ نکلی جیسی فلاسفہ یونان حرکات افلاک اور اشخاص

الحیوانات وغیرها فانهم ومن تبعهم ممن ینسب نفسه الی الاسلام ولیس له منه نصیب قالوا ان العالم

حیوانات وغیرہ میں قائل ہیں تمام فلاسفہ اور جو اونکی تابع ہی کہ اپنی تئیں اسلام کی طرف نسبت کرتا ہی اور اوسکو اسلام سی کچہہ نصیب نہیں کہتی ہیں کہ عالم

العلوی قدیم بذاته وصفاته الا الحرکات فانها حادثة باشخاصها قدیمة بانواعها فلا حرکة الا

علوی یعنی افلاک اپنی ذات اور صفات میں قدیم ہی مگر حرکات فلکی جزئیات البتہ حادث ہیں اور انواع کلیہ قدیم ہیں پس جو حرکت ہی

وقبلها حرکة لا الی اول واما العالم السفلی الذی هو عالم الکون والفساد وهو ما تحت فلک القمر فقالوا

اوس سی پہلی حرکت ہی بی انتہا اور عالم سفلی یعنی ارضی جسکو عالم کون وفساد کہتی ہیں یعنی فلک قمر کی نیچی اسمیں یہہ قول ہی

ان هیولاه قدیمة وکل ما فیه من الصور والاعراض حادثة باشخاصها قدیمة بانواعها فلا ولد الا

کہ اسکا مادہ تو قدیم ہی اور تمام صورتیں اور اعراض جو جو اوسمیں موجود ہیں جزی جزی حادث ہیں اور باعتبار اپنی نوع کی قدیم ہیں یعنی جو بچہ ہی

من والد ولا بیضة الا من دجاجة ولا دجاجة الا من بیضة ولا زرع الا من بزر وهکذا الی غیر النهایة

سو باپ سی اور جو انڈا ہی سو مرغی سی اور جو مرغی ہی سو انڈی سی اور جو کہیتی ہی سو بیج سی اسیطور غیر نہایت تک

فیلزم علی قولهم ان یوجد حوادث لا اول لها اذ ما من حادث علی قولهم الا وقبله حادث لا الی اول و

پس انکی قول پر لازم آتا ہی کہ اتنی حوادث موجود ہوں جنکا ابتدا نہلی اسلئی کہ انکی قول پر جو حادث ہی اوسکی پہلی حادث ہی بی انتہا اور

علی تقدیر وجود الحادث لا اول لها یلزم ان یکون قبل کل حادث من حرکات الافلاک واشخاص الحیوانات

اوپر تقدیر حوادث غیر متناہی کی لازم آتا ہی کہ پہلی ہر ہر حادث حرکات فلکی اور اشخاص حیوانات وغیرہ کی

وغیرها حوادث مرتبة لا اول لها فما لم ینقض تلک الحوادث بجملتها لا تنتهی النوبة الی وجود الحادث

حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہوں اور جبتک وہ سب کی سب حوادث نگذر چکیں گی تو نوبت پیدا ہونی اس حادث کی جو حال میں موجود ہی نہیں

الحاضر لان الحرکة الیومیة وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وکذلک الحرکة التی قبلها وجودها

آویگی اسلئی کہ حرکت آج کی بدون گذر چکنی تمام پہلی حرکات کی نہیں ہوسکتی اور ایسی ہی وہ حرکت جو اس سی پہلی ہی وہ بہی بدون گذر چکنی پہلی

مشروطة بمثل ذلک وهلم جرا وانقضاء ما لا اول لها محال بیانه انک اذا لاحظت الحادث الحاضر

حرکات کی نہیں ہوسکتی اسیطور کہینچ جا اور تمام ہوچکنا غیر متناہی کا محال ہی اسکا بیان یہہ ہی کہ جب تو خیال کری حادث حاضر یعنی موجود کو

ثم انتقلت منه الی ما قبله ولاحظته وهلم جرا علی الترتیب لا تنقضی الی نهایة حتی تجد طریقا

پہر تو خیال کری اوس سی پہلی کو اور اسیطرح ترتیب سی تو کبہی تو انتہا کو نہیں پہنچیگا تا کہ طریقہ پیدایش

الی وجود الحادث الحاضر فیلزم ان یکون وجود الحادث الحاضر محالا لکن وجود الحادث الحاضر ثابت

اس حادث موجود کا ہاتہہ آوی اس سی لازم آتا ہی کہ پیدایش اس حادث موجود کی محال ہو لیکن وجود حادث موجود کا تو ظاہر ثابت ہی

فيبطل وجود حوادث لا اول لها فاذا ابطل وجود حوادث لا اول لها يبطل كون ما لا يخلو عن الحوادث

پس باطل ہوا وجود حوادث غیر متناہی کا پہر جب وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو اون اجسام کا جو حوادث سی خالی نہیں ہین

قديما ثابتا في الازل فاذا ابطل كونه قديما ثابتا في الازل يثبت كونه حادثا فاذا ثبت كونه حادثا

قدیم اور ازل مین ثابت ہونا ہی باطل ہوا پہر جب اوسکا قدیم اور ازل مین ثابت ہونا باطل ہوا تو اوسکا حادث ہونا ثابت ہوا جب اوسکا حادث ہونا ثابت ہوا

لثبت كون العالم بجميع اجزائه من السموات وما فيها ومن الارض وما عليها حادثا محتاجا الى

تو پہر یہہ ثابت ہوا کہ عالم معہ تمام اجزا کی آسمان اور جو اوسکی اندر ہی اور زمین اور جو اوسکی اوپر ہی سب حادث اور محدث یعنی پیدا کرنیوالی کا محتاج

محدث يخرجه من العدم الى الوجود وذلك المحدث يلزم ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة

کہ اوسکو عدم سی پیدا کری اور وہ محدث ضرور ہی کہ قدیم اور واحد اور صاحب قدرت

والارادة والعلم والحيوة لانه لو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور

اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہو اسلئی کہ اگر قدیم نہین ہوگا بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پہر یا تو دور لازم آویگا

او التسلسل الذي هو وجود حوادث لا اول لها وكلاهما محال ولو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد

یا تسلسل جسمین وجود حوادث غیر متناہی کا ہی اور یہہ دونو محال ہین اور اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ ہو

لوقع بينهما التمانع الموجب لعدم وجود العالم ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة

تو بیشک اون دونون مین روک ٹوک واقع ہوگی جس سی وجود عالم کا پیدا نہوسکی اور اگر اوسمین قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات نہو

لكان عاجزا عن ايجاد شئ من العالم لان الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شئ من الاشياء

تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم مین سی کچہہ پیدا نکرسکی اسلئی کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شئ مین

يقتضي ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ يقتضي العلم به لان القصد الى ايجاد شئ مع عدم العلم

بدون ارادہ اوس شئ کی نہین ہوسکتا اور ارادہ اوس شئ کا بدون علم اوس شئ کی نہین ہوسکتا اسلئی کہ قصد کسی شئ کی ایجاد کا بن سمجھی بوجھی

به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث يقتضي الحيوة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود

نہین ہوسکتا اور یہہ تینون صفتین بدون حیات کی نہین ہوسکتین کیونکہ حیات انہین شرط ہی اس بیان کی موافق وجود

العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعيا على وجوده تعالى وكونه قديما واحدا متصفا

عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا یقینی دلیل ہی باری تعالی کی وجود پر اور اوسکی قدامت اور وحدت

بهذه الصفات الاربع ولهذا كان بعض اهل النظر يقولون استدلالا بالاثر على المؤثر ما رأينا شيئا

اور چاروں صفتوں کی اتصاف پر اسہی لئی بعضی صاحب نظر اثر سی مؤثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہین کہ ہمنی جو کوئی شئ دیکہی

الا رأينا الله بعده فان كل ذرة من ذرات العالم من حيث حدوثها وافتقارها الى من يوجدها

اوسکی ساتہہ ہی اللہ کو دیکہا بیشک ہر ہر ذرہ عالم مین سی باعتبار حدوث کی اپنی موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سی

لا تزال تتكلم بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجدا قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة

یہہ کلام کرتا ہی جسمین نہ کوئی حرف ہی اور نہ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت اور صاحب ارادہ ہی

والعلم والحيوة وسائر ما يليق به من الصفات يسمع كلامها السامعون ولا يسمعها الذين هم عن السمع

اور علم اور حیات والا اور تمام صفات والا جو اوسکی لایق ہین اونکی کلام سننی والی سب سنتی ہین ۰۰ ہی نہین سنتی جنکی سماعت بیکار رہی

لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذي يسمع به كلام ليس بحرف ولا صوت ولا عربي ولا عجمي

اور مراد سماعت سی سماعت باطنی ہی جس سی وہ کلام سنی جاتی ہی جسمین نہ حرف ہو نہ آواز نہ عربی ہو نہ عجمی

لا السمع الظاهر الذی لا یسمع غیر الاصوات وتشارک فیه البهائم الانسان اذ لا قدر لشیء تشارک فیه البهائم
ظاہری مراد نہین ہی جس سی سواء آواز کی کچھ نہین معلوم ہوتا اور اسمین جانور اور انسان برابر ہین اس لیئی کہ ایسی شیٔ مین کیا خوبی ہی جسمین جانور

الانسان والحاصل ان المکلف لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الا ما دل علیه افعاله تعالی فالذی
اور انسان یکسان ہون حاصل یہہ ہی کہ آدمی صفات الٰہی مین سی بزور عقل وہی معلوم کر سکتا ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور جن صفات پر

علیه افعاله کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل
اوسکی افعال دلالت نہین کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام تو انکی ثبوت پر کبہی استدلال عقلی کیا جاتا ہی اور کبہی نقلی

اما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان
استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ یہہ صفات کمالیہ ہین اور انکی ضدین صفات نقصان ہین

واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی
اور موصوف ہونا اللہ تعالی کا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی اس سی واجب ہوا موصوف ہونا اللہ تعالی کا

بتلک الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالی
ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ شرع کا انکا وجود واسطی اللہ تعالی کی ثابت ہی

فوجب القطع بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اقوی من دلیل العقل لان تلک الصفات
سو واجب ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالی کی اور نقلی دلیل اس مسئلہ مین دلیل عقلی سی بہت بہتر ہی اسلئی کہ ان صفات پر

لا یتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته تعالی لم یکن معلوما لاحد
افعال الٰہی موقوف نہین ہین تا کہ افعال سی انکی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اوسکی ذات کسیکو معلوم نہین ہی

حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها حتی لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف باضدادها
تا کہ معلوم ہو کہ یہہ صفات اللہ تعالی کی واسطی کمالیہ ہین موصوف ہونا ضرور چاہیی اگر ان صفات سی موصوف نہ ہوگا تو انکی اضداد سی موصوف ہوگا

وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشیء بالنسبة الینا کمالا ان یکون
اور کمالیہ ہونا ان صفات کا البتہ ہماری حق مین ہی اور یہہ کچھ لازم نہین ہی کہ جو شیٔ ہماری حق مین کمالیہ ہو

فی حقه تعالی کمالا الا تری ان اللذة والالم مع کونهما کمالا بالنسبة الینا ممتنعان علی الله تعالی
وہ بہ نسبت ذات باریٔ کی بہی کمالیہ ہو کیا تجہی نظر نہین آتا کہ لذت اور الم ہماری حق مین کمال ہین پر بہ نسبت اللہ تعالی کی محال ہین

لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات تلک الصفات له تعالی التمسک بالنقل
اسواسطی کہ یہہ کیفیت جسمانیہ ہین اس بیان کی موافق ان صفات کی ثبوت کیواسطی تمسک نقلی دلیل کا چاہیی

عن الانبیاء الذین ثبتت نبوة کل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدی فی
انبیا سی جنکی نبوت معجزہ سی ثابت ہی جو قایم مقام ارشاد الٰہی کی ہو کہ میرا بندہ سچ کہتا ہی

کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی
جو جو میری طرف سی حکم بیان کرتا ہی برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی ہو یا خاموشی سی ہو اسلئی کہ معجزہ اللہ تعالی کیطرف سی فعلی تصدیق ہی

لرسوله لکونها فعلا من افعاله تعالی خارقا للعادة منزلا منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله
اپنی رسول کی کیونکہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الٰہی سی برخلاف عادت قایم مقام صاف ارشاد کی اپنی رسول کی تصدیق کی

فی دعوی الرسالة فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی ید رسول عند ادعائه الرسالة صار کانه
واسطی رسالت کی دعوی مین بیشک اللہ تعالی نی جب ایک امر خلاف عادت اپنی رسول کی ہاتہہ پر رسالت کی دعوی کی وقت پیدا کیا تو گویا

قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته مثال ذلک علی ما
یہہ ارشاد کیا میرا رسول سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی پہنچاتا ہی برابر ہی کہ وہ تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا خاموشی سی ہو اسکی مثال موافق
ذکرہ العلماء ان رجلا اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملک بعثنی الیکم
بیان علماء کی یہہ ہی کہ جب ایک شخص بادشاہ کی دربار مین روبرو ایک جماعت کی کہڑا ہوکر یہہ کہی کہ مین اس بادشاہ کا سفیر ہون مجہکو تمہاری پاس
بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة یدل علی صدقه فقال اٰیة صدقی انی اطلب من
فلانا فلانا حکم دیکر بہیجا ہی اس جماعت نی اوس سی سند طلب کی جس سی اوسکی صداقت معلوم ہو اوس شخص نی کہا میری صداقت کا نشان یہہ ہی کہ مین بادشاہ
الملک ان یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملک ذلک بطلبه فلا ریب
کہتا ہوں کہ میری کہنی سی اپنی عادت کی خلاف تین بار کہڑا ہو اور بیٹہہ جاوی پہر بادشاہ اسکی کہنی سی وہ ہی کریگا تو بیشک
ان ذلک الفعل من الملک قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری
یہہ حرکت بادشاہ کی قایم مقام اس بات کی ہی کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی بیان کرتا ہی اس سی علم بدیہی
بصدقه لمن شاهد ذلک الفعل من الملک ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شک
اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو جو یہہ حرکت بادشاہ کی دیکہیگا اور جسکو دیکہنا میسر نہین ہوگا بلکہ اوسکو متواتر خبر اسکی پہنچی گی اور اسمین کچہ شک نہین ہی
ان هذا المثال مطابق لحال الرسل علیهم الصلوٰة والسلام فی افادة معجزتهم العلم الضروری
کہ یہہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سی خوب مطابق ہی اس باب مین کہ اونکی معجزہ سی علم بدیہی اونکی صداقت کا حاصل ہوتا ہی جو جو کہ اونکا معجزہ
بصدقهم لمن شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر فاذا ثبت صدقهم
دیکہتی ہین اور جو نہین دیکہتی بلکہ اونکو متواتر خبر ملتی ہی جب انبیا کا صدق ثابت ہوا
یجب الایمان بهم ولا یحصل الایمان بهم الا بمعرفة ما یجب فی حقهم وما یستحیل علیهم وما یجوز
تو اونپر ایمان لانا واجب ہوا اور اونپر ایمان لانا معتبر نہین ہوتا بدون دریافت کرنی اون احوال کی جو اونکی حق مین واجب ہین اور اونپر محال ہی اور جو اونپر
لهم فما یجب فی حقهم الصدق والامانة وتبلیغ ما امروا بتبلیغه وما یستحیل علیهم اضداد هذه
جایز ہی سو جو اوصاف اونکی حق مین واجب ہین صدق اور امانت اور تبلیغ امر معروف کی اور جو اونپر محال ہی ضدین ان صفتون کی
الصفات وهی الکذب والخیانة وکتمان ما امروا بتبلیغه وما یجوز لهم الاعراض البشریة التی لا تؤدی
یعنی جہوٹہ اور خیانت اور چہپانا امر معروف کا اور جو اونکی حق مین جایز ہی حالات بشری جس سی اونکی بلند مرتبہ مین
الی نقص فی مراتبهم کالمرض ونحوه اما وجوب الصدق فی حقهم واستحالة الکذب علیهم فلان معجزتهم
نقصان عاید نہو جیسی بیماری اور مانند اسکی اور واجب ہونا صدق کا اونکی حق مین اور محال ہونا جہوٹہ کا اسلئی ہی کہ انکا معجزہ
قد دلت علی صدقهم فلو جاز لهم الکذب لادی الی ابطال دلالة المعجزة علی الصدق وهو محال واما
انکی صداقت کی دلیل ہی پس اگر اونکو جہوٹہ بولنا بہی جایز رہی تو اس سی دلالت معجزہ کی جو صدق پر تہی باطل ہو جاویگی اور یہہ محال ہی اور
وجود الامانة فی حقهم واستحالة الخیانة علیهم فلانهم لو خانوا بفعل شیٔ مما هو حرام او مکروه
اور واجب ہونا امانت کا اونکی حق مین اور محال ہونا خیانت کا اونپر اسواسطی کہ انبیاء اگر خیانت کرین کوئی امر حرام یا مکروہ عمل مین لاکر
لکنا مامورین باتباعهم فیه لانه تعالی امر الخلق باتباعهم فی افعالهم واقوالهم وسکوتهم فلو علم الله
تو ہمکو بہی اونکی اطاعت کا اوس باب مین حکم ہوتا اسلئی کہ اللہ تعالی نی تمام امت کو اونکی اتباع کا حکم دیا افعال او اقوال اور سکوت مین پس اگر اللہ تعالی کی علم مین
منهم خیانة لما امر الخلق باتباعهم فثبت بذلک انه تعالی عصمهم ... فعل شیٔ مما هو حرام او مکروه
اونسی خیانت ہوسکتی تو ہرگز خلق کو اونکی اتباع کا حکم نفرماتا اس سی ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نی اونکو معصوم بنایا ہی تمام فعل حرام اور مکروہ سی

فلو

فلا يقع منهم الا ما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الى نفس الفعل واما بالنظر اليهم فالحق
سوا اوسی وہ عمل ہوتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہہ حال باعتبار ذات فعل کی ہی ورنہ بلحاظ ذات علیہم السلام کی حق یہہ ہی

ان افعالهم دائرة بين الوجوب والندب لا غير لان المباح لا يقع منهم كما يقع من غيرهم بمقتضى الشهوة
کہ افعال اونکی صرف واجب ہیں یا مستحب اور کچہہ نہیں اسلئی کہ انبیا سی مباح بہی نہیں واقع ہوتا جیسی اور عوام سی باعتبار شہوت نفس کی

بل انما يقع منهم بنية صالحة يصير بها عبادة واقل ذلك قصد التعليم لغيرهم اذا ثبت هذا
ہوتا ہی بلکہ اونسی اگر ہوتا ہی تو نیک نیت سی ہوتا ہی تا کہ وہ عبادت ہو جاوی اور کم سی کم بارادۂ تعلیم غیر کی واقع ہو جب یہہ بات ثابت ہوئی

فالواجب على كل مؤمن ان يكون على حذر عظيم ووجل شديد على ايمانه ان يسلب منه بان
تو ہر ہر مؤمن پر واجب ہی کہ نہایت پرہیز کرتا رہی اور بہت خوف کرتا رہی اپنی ایمان پر مبادا اسلب ہو جاوی اس سبب سی

يصغى باذنه ويلتفت بذهنه الى خرائف ينقلها فى حقهم كذبة المورخين ويتبعهم فى بعضها بعض
کہ سنی کان لگا کر اور متوجہ ہو اپنی فکر سی اون خرافات کی طرف جو اونکی حقمین جہوٹی مورخ بیان کرتی ہین اور بعضی بات مین جاہل مفسر

الجهلة من المفسرين فانه لقلة تحصيلهم وعدم تحقيقهم ربما يفترون فى ذلك بظواهر من الكتاب
بہی اونکی تابع ہو گئی ہین یہہ لوگ بسبب کم علمی کی بی تحقیق اکثر اوقات اسباب مین کتاب اور سنت کی ظاہر معنی کی اعتبار سی افترا کر بیٹہی ہین

والسنة ولهذا قيل التمسك فى عقائد الايمان بمجرد ظواهر الكتب والسنة من غير تفصيل
اسیلئی کہتی ہین کہ سند کرنی عقاید ایمان مین صرف ظاہر معنی کتاب اور سنت کی سی بدون تفصیل کی

بين ما يستحيل ظاهره منهما وبين ما لا يستحيل فلا خفاء فى كونه اصلا من اصول الكفر
درمیان اون امور کی جو حقیقت مین وہ ظاہر معنی دونو کی محال ہین یا محال نہیں ہین سو بیشک صاف کفر اور بدعت کی جڑ ہی

والبدعة قال الامام السنوسى وكذا تلقى هذا العلم من مجرد الكتب والمشائخ المصحفين والمتفقهين
امام سنوسی کہتی ہین اور ایسی ہی مان لینا اس علم کا صرف مشایخ غلط کاروں کی کتابوں سی اور فقہا سی بی تحقیق

بلا تحقيق واما وجوب التبليغ فى حقهم واستحالة الكتمان عليهم فلانهم لو كتموا شيئا مما امروا بتبليغه
اور امر معروف کی تبلیغ اور محال ہونا چہپانی کا اسلئی واجب ہی کہ اگر انبیا علیہم السلام چہپا لیتی کچہہ بہی امر معروف مین سی

لكان الناس مامورين باتباعهم فى كتمان بعض ما امروا بتبليغه من العلم النافع لمن اضطر اليه وكيف يتصور
تو امت کو بہی اتباع کی لئی حکم ہوتا واسطی چہپا لینی کی بعضی امر معروف کی یعنی جو علم کہ مفید ہو حاجت مند کو اور کب تصور مین آسکتا ہی

ذلك والكتمان حرام ملعون فاعله بشهادة قوله تعالى إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ
حال یہہ کہ چہپانا حرام ہی چہپانیوالا ملعون ہی اس آیت کی گواہی سی جو لوگ چہپاتی ہین جو کچہہ ہمنی اوتارا صاف حکم

وَالْهُدَى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ واما جواز
اور راہ کی نشان بعد اسکی کہ ہم اونکو کہول چکی لوگوں کی واسطی کتاب مین اونکو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہین سب لعنت دینی والی اور

الاعراض البشرية لهم فلانها لا تضر فى رسالتهم وعلو منزلتهم بل هى مما يزيد فى مراتبهم باعتبار تعظيم
حالات بشری اونکی لئی اسواسطی جایز ہین کہ اونکی رسالت اور علو مرتبہ مین اصلا مضر نہیں ہین بلکہ وہ حالات اونکا مرتبہ اور بڑہاتی ہین باعتبار عظمت

اجرهم من جهة ما يقارنها من طاعة صبرهم فانه تعالى كان قادرا على ايصاله اليهم ذلك الثواب
ثواب کی جو اونکو صبر کی عبادت پر ملتا ہی بیشک اللہ تعالی قادر ہی کہ اونکو یہہ ثواب

العظيم بلا مشقة يلحقهم لكن تعظيم حكمته اختار ان يوصل اليهم ذلك الثواب مع تلك الاعراض
عظیم بی مشقت پہنچائی عنایت کرتا پر اپنی حکمت عظیمہ سی یہہ ہی پسند کیا کہ اونکو یہہ ثواب بعد اوس مشقت کی عنایت ہو

رفقا بضعفاء العقول کیلا یعتقدوا فیهم الالوهیة وفیها ایضا اعظم دلیل علی صدقهم وکونهم
واسطی نرمی کی ضعیف عقلوں پر تاکہ انبیا کو معبود نہ سمجھ لین اور اسمین بہی اونکی صداقت کی بڑی دلیل ہی اور اسکی کہ وہ اللہ کی طرف سی بہیجی ہوئی

مبعوثین من عند الله تعالی وکون ما ظهرت علی ایدیهم من الخوارق مخلوقة لله تعالی من غیر
آئی ہین اور جو جو معجزہ اون کی ہاتہہ پر ظاہر ہوئی ہین وہ اللہ تعالی کی پیدا کی ہوئی ہین

ان یکون لهم قدرة علی اختراعها اذ لو کان لهم قدرة علی اختراعها لدفعوا عن انفسهم ما هو یسیر
اونکو اون معجزات کی جاری کرنی مین کچہہ دخل نہین ہی اسواسطی کہ اگر اونکو ان معجزات پر قدرت ہوتی تو وہ اپنی جان پر سی اوس سی آسان کو دور کر دیتی

منها من المرض والجوع والعطش والم الحر والبرد واذیة الخلق ونحو ذلك وفیها ایضا فائدة عظیمة
یعنی بیماری بہوک پیاس تکلیف گرمی جاڑی کی تکلیف دہی خلق کی اور مانند اسکی اور اسمین بہی بڑا فائدہ ہی

وهی تشریع الاحکام للخلق المتعلقة بها کما عرف فی شریعتنا احکام السهو فی الصلوة من سهو
وہ جایز ہونا احکام کا واسطی عوام کی جو ایسی حالات سی متعلق ہین چنانچہ ہماری شریعت مین احکام سہو کی نماز مین معلوم ہوگئی

نبینا علیه السلام فی الصلوة وکیفیة اداء الصلوة فی حال المرض والخوف من فعله علیه السلام
ہماری نبی کی سہو کرنی سی نماز مین اور کیفیت نماز اداکرنی کی بیماری اور خوف مین نبی علیہ السلام کی فعل سی معلوم ہوئی

وهیئة اکل الطعام وشرب الماء ونحو ذلك من اکله وشربه المجلس السادس عشر فی
اور وضع کہانا کہانی اور پانی پینی کی اور مانند اسکی آپ کی کہانی اور پینی سی سولوین مجلس

تحقیق السعید والشقی وبیان اقسام الکفر وغیره قال رسول الله صلی الله علیه
نیکبخت اور بدبخت کی تحقیق مین اور کفر وغیرہ کی قسمین بیان کرنی مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ان العبد یعمل عمل اهل النار وانه من اهل الجنة ویعمل عمل اهل الجنة وانه من اهل النار
وسلم نی بیشک بعضا بندہ عمل کرتا ہی دوزخیوں کی سی اور وہ ہوتا ہی اہل جنت سی اور عمل کرتا ہی بہشتیوں کی سی اور وہ ہوتا ہی دوزخی

وانما الاعمال بالخواتیم هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه سهل بن سعد ولیس فیه دلالة
اعمال خاتمہ کیطرف معتبر ہوتی ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں مین سی ہی سہل بن سعد کی روایت سی اس حدیث مین عمل

علی ترك العمل بل فیه حث للعبد علی مواظبة الطاعات واجتناب السیئات فی کل وقت من
ترک کرنیکی دلیل نہین ہی بلکہ اس حدیث مین بندہ کو واسطی دائمی طاعات کی اور گناہوں سی اجتناب پر رغبت ہی ہر ہر وقت

اوقات العمر خوفا من ان یکون ذلك الوقت اخر عمره وفیه ایضا زجر له عن العجب والفرح بالاعمال
تمام عمر اس خوف سی کہ مبادا عمر کا یہہ ہی آخری وقت ہو اور اسمین زجر بہی ہی اعمال پر تکبر اور خوش ہونی سی

لانه لا یدری ماذا یصیبه فی العاقبة اذ رب شخص یعمل عمل اهل الجنة من الایمان والطاعات وفی
اسلئی کہ اسی کیا خبر ہی کہ عاقبت کو کیا حال ہوگا اسواسطی کہ بعضی شخص عمل بہشتیوں کی سی کرتی ہین ایمان اور عبادات اور

تقدیر الله تعالی انه من اهل النار فیتحول فی اخر عمره من الایمان والطاعات الی الکفر والمعاصی فیموت
تقدیر الہی مین وہ دوزخی ہی سو آخر عمر مین وہ ایمان اور طاعات سی کفر اور معاصی کی طرف متوجہ ہو جاویگا پہر

علی الکفر والمعاصی فیدخل النار ورب شخص یعمل عمل اهل النار من الکفر والمعاصی وفی تقدیر الله تعالی
کفر اور معاصی پر مر کر دوزخ مین داخل ہوگا اور بعضی شخص عمل کرتی ہین دوزخیوں کی سی کفر اور معاصی اور تقدیر الہی مین

انه من اهل الجنة فیتحول فی اخر عمره من الکفر والمعاصی الی الایمان والطاعات فیموت علی الایمان والطاعات
وہ جنتی ہی سو وہ آخر عمر مین کفر اور معاصی سی بچکر ایمان اور طاعات کی طرف متوجہ ہو جاویگا پس ایمان اور طاعات پر مر کر

فيدخل الجنة فلذلك قال النبي عليه السلام انما الاعمال بالخواتيم يعني ان اعمال العبد

جنت میں داخل ہوگا اسی لئی فرمایا نبی علیہ السلام نی کہ اعمال خاتمہ پر معتبر ہیں مراد یہہ ہی کہ اعمال آدمی کی

متعلقة في السعادة والشقاوة باخر العمر وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اعملوا فكل

سعادت اور شقاوت میں آخر عمر سی متعلق ہیں اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا عمل کیا کرو ہر ایک کو وہ ہی عمل

ميسر لما خلق له اما من كان من اهل السعادة فسييسر لعمل اهل السعادة واما من كان من اهل

آسان ہوگا جسکی واسطی وہ شخص پیدا ہوا ہی یعنی جو شخص سعادتمند ہی اوسکو اعمال سعادتمندوں کی میسر ہونگی اور جو شخص

الشقاوة فسييسر لعمل اهل الشقاوة فانه عليه الصلوة والسلام بيّن في هذا الحديث ان كل احد

بدبخت ہی اوسکو بدبختوں کی سی عمل آسان ہونگی پس نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں یہہ بیان فرمایا کہ ہر ایک کا

مهيأ وموقف للذي خلق لاجله من الخير والشر فمن خلق وقدر انه من اهل الجنة يجري الله تعالى

سامان اور ٹھکانا تیار ہی جسکی واسطی وہ پیدا کیا گیا ہی نیک اور بد پس جو پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ جنتی ہو تو اللہ تعالی

على يديه اعمال اهل الجنة وييسرها عليه حتى يموت ويدخل الجنة ومن خلق وقدر انه من اهل النار

اوسکی ہاتھ پر اعمال جنتیوں کی جاری کرکر اوسپر آسان کردیتا ہی آخر مرکر جنت میں چلا جاتا ہی اور جو شخص پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ وہ دوزخی ہی

يجري الله على يديه اعمال اهل النار وييسرها عليه حتى يموت ويدخل النار فالعمل دليل يغلب الظن

تو اللہ اوسکی ہاتھ پر دوزخیوں سی عمل پیدا کرکر آسان کردیتا ہی آخر مرکر دوزخ میں چلا جاتا ہی پس عمل باعتبار ظن غالب کی اوسکی دلیل ہی

ان الشخص من اي الصنفين يكون ومن هذا كان الواجب على ان لا يكون خاليا عن العمل الصالح

کہ آدمی دونو قسم میں سی کونسا ہی اس بیان سی واجب ہی کہ آدمی کبھی کسی وقت تمام عمر میں سی نیک عمل سی خالی نہ رہا کری

في وقت من الاوقات لانه لا يدري متى يأتيه الموت اذ ليس له سن ولا وقت معلوم ولا مرض معلوم خطر لي

کیونکہ کیا معلوم ہی کہ اوسکو موت کب آجاویگی اسلئی کہ موت کا کوئی سال اور وقت معلوم نہیں ہی اور نہ کوئی بیماری مقرر ہی

لمن رزقه الله تعالى الفهم واليقظة من نوم الغفلة والتفكر في امر الخاتمة واسأل الله ان يجعلنا

شخص ہیں جنکو اللہ تعالی نی فہم اور بیداری عنایت کی ہی خواب غفلت سی اور سوچ دی ہی خاتمہ کی حال کی اور دعا مانگتا ہوں اللہ تعالی سی کہ موت

في خير مع البشارة فان المؤمن له بشارة من الله تعالى عند الموت كما قال الله تعالى ان الذين

اچھی وقت بشارت کی ساتھ دی بیشک مؤمن کو اللہ کی طرف سی موت کی وقت بشارت ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تحقیق جنہوں نی

قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ

کہا رب ہمارا اللہ ہی پھر اسی پر ٹہری رہی اوترتی ہیں اون پر فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کہاؤ اور خوشی سنو اوس بہشت کی جسکا تمکو

تُوْعَدُوْنَ فانه تعالى بين في هذه الاية ان الذين اقروا بربوبيته واعترفوا بوحدانيته ثم استقاموا

وعدہ تہا اللہ تعالی نی اس آیت میں بیان فرمایا ہی کہ جس نی اوسکی ربوبیت کا اقرار کیا او وحدانیت کو مان لیا پہر وہ اوسی اقرار

على ذلك الاقرار والاعتراف الى الموت باتيان جميع المامورات واجتناب جميع المنهيات اذ لا يتحقق

اور قبولیت پر موت تک قایم رہا اسطور کہ تمام احکام بجا لاتا رہا اور تمام منہیات سی پرہیز کرتا رہا کیونکہ پوری

الاستقامة بدون ذلك بل يحصل الاعوجاج بترك شئ من المامورات وارتكاب شئ من المنهيات

استقامت بدون اسکی نہیں ہوتی بلکہ استقامت میں جنبش آجاتی ہی مامورات کی ترک اور منہیات کی عمل سی

تتنزل عليهم الملئكة من جهته تعالى عند الموت بالبشارات التي هي قولهم ان لا تخافوا ولا تحزنوا

تو ایسی لوگوں پر اللہ کی طرف سی موت کی وقت فرشتی یہہ بشارت لیکر آتی ہیں کہ اب مت ڈرو اور نہ غم کرو

وابشروا بالجنة التي وعدكم الله تعالى يعني على لسان نبيكم وقال لاعدائه فتمنوا الموت ان كنتم صدقين
اور خبر سنو بہشت کی جو الله تعالی نے تمسے وعدہ کیا تھا تمہارے نبی کی زبان پر اور اوسکے دشمنون کی حق مین یہہ فرمایا تو منا کرو مرنی کو اگر تم سچے ہو
ولا يتمنونه ابدا بما قدمت ايديهم والله عليم بالظلمين فبين سبحانه وتعالى في هذه الاية
اور کبھی نہ منا کرینگے مرنا اسواسطے کہ آگے بھیج چکے ہین اونکے ہاتھ اور الله کو خوب معلوم ہین گنہگار الله تعالی نے اس آیت مین یہہ بیان فرمایا
ان الصدقين في اقرارهم لكونهم مستعدين للموت يتمنونه ولا يفرون منه لكون عملهم حسنا واما
کہ جو سچا اقرار کرنیوالے ہین موت کی سامان جو کرتی رہی ہین تو موت کو منا تی ہین اور اوس سی بہاگتی نہین اسلئے کہ اونکی عمل نیک ہین اور
الظلمون فلعدم كونهم مستعدين للموت لا يتمنونه بل يفرون منه لكون عملهم سوءا فان العمل السوء
ظالم چونکہ سامان موت کا نہین کرتی رہی تو موت کو نہین منا تی بلکہ اوس سی بہاگتی ہین کیونکہ اونکی عمل بد ہین کیونکہ عمل بد
وان لم يخرج المؤمن عن الايمان الا انه سبب لسوء خاتمته وشوم عاقبته فان سوء الخاتمة لا يكون
اگرچہ مؤمن کو بی ایمان تو بالفعل نہین کردیتا پر وہ سبب ہوتا ہی خاتمہ بد کا اور عاقبت منحوس کا اسواسطی کہ بد خاتمہ اوسی کا ہوتا ہی
الا لمن كان له فساد في الاعتقاد او اصرار على المعاصي او عدول عن الاستقامة او ضعف في الايمان
جسکی اعتقاد مین فساد ہوتا ہی اور گناہوں پر اصرار رہتا ہی یا استقامت سی ٹل جاتا ہی یا اوسکا ایمان سست ہوتا ہی
اما الفساد في الاعتقاد فبان يكون في قلبه شيء من انواع الشرك فان انواع الشرك ستة احدها شرك
پہر فساد اعتقاد کا یہہ ہی کہ اوسکی دلمین کسی قسم کا شرک ہو کیونکہ شرک کی قسمین چھہ ہین ایک شرک
استقلال وهو اثبات الهين مستقلين كشرك الثنوية فانهم قالوا نجد في العالم خيرا كثيرا وشرا
بالاستقلال یعنی سخت وہ یہہ ہی کہ دو الله مستقل ثابت کری جیسی ثنویہ کرتی ہین وہ یہہ کہتی ہین کہ ہم عالم مین بہلائی بہت دیکہتی ہین اور برائی بہی
كثيرا والواحد لا يكون خيرا وشريرا بالضرورة فلابد ان يكون لكل منهما فاعل على حدة ثم انهم
بہت دیکہتی ہین اور ظاہر ہی کہ ذات واحد سی خیر اور شر نہین ہوسکتا پس بالضرور دونو کا فاعل الگ الگ ہوگا پہر اس فرقہ کی
انقسموا قسمين القسم الاول المانوية والديصانية فانهم قالوا فاعل الخير النور وفاعل الشر الظلمة والقسم
دو قسم ہوئین پہلی قسم تو مانویہ ہی اور دیصانیہ انکا یہہ قول ہی کہ خیر کا فاعل تو نور ہی اور شر کا فاعل تاریکی ہی دوسری
الثاني المجوس فانهم قالوا فاعل الخير يزدان وفاعل الشر اهرمن يعنون به الشيطان ثم اختلفوا في ان
قسم مجوس ہین یہہ بہی کہتی ہین فاعل خیر کا یزدان ہی اور شر کا فاعل اہرمن ہی یعنی شیطان پہر اہرمن کی حق مین اختلاف کیا ہی
اهرمن قديم كيزدان او حادث منه والثاني من انواع الشرك شرك تبعيض وهو جعل الاله مركبا
آیا وہ یزدان کی مانند قدیم ہی یا اوسکا پیدا کیا ہوا حادث ہی اور دوسری قسم شرک کی شرک تبعیض ہی اور وہ مرکب کرنا الله کا
من الهة كشرك النصارى فانهم اثبتوا الاقانيم الثلثة التي هي الوجود والعلم والحيوة وحكموا
کئی الله سی جیسی شرک نصاری کا نصاری نے تین اصول ثابت کئی ہین وجود اور علم اور حیات پہر ان تینوں پر
عليها بانها الهة ثلثة واعتقدوا ان الاله جوهر فرد مركبة من هذه الثلثة وقالوا مجموع هذه الثلثة
یہہ حکم کیا ہی کہ تینون خدا ہین اور یہہ اعتقاد کرتی ہین کہ الله جوہر فرد ان تینوں سی مرکب ہی اور کہتی ہین کہ مجموعہ ان تینوں کا ملکر
اله واحد وجعلوا الذات الواحدة ثلث صفات وذلك غير معقول العاقل والثالث من انواع
الله واحد ہی ایک ذات واحد کو تین صفات ٹہرائین اور یہہ عاقل کی نزدیک معقول نہین ہی تیسرے قسم شرک کی
الشرك شرك تقريب وهو عبادة غير الله تعالى ليقرب الى الله تعالى كشرك متقدمي عبدة الاصنام
شرک تقریب ہی اور وہ پوجنا غیر کا سوای الله تعالی کی تاکہ الله سی نزدیک کردی جیسی شرک متقدمین بت پرستوں کا

فانهم

فانهم لما راوا ان عبادتهم للمولى العظيم على ما هم عليه من غاية الدناءة ونهاية الحقارة سوء
انکی خیال میں جب یہہ آیا کہ ہمارا عبادت کرنا مولی بزرگ کو اس حال مین کہ ہمکو دناءت حاصل ہی اور ہم بڑی حقیر ہین بری

ادب عظیم يقربوا اليه بعبادة من هو اعلى منهم عنده كالملئكة والشمس والقمر والنجوم و
بی ادبی ہی اسلئے قرب الہی کی واسطے پوجنا اون چیزونکا شروع کیا جو اللہ کی اونکی خیال مین بہتر تہی جیسی فرشتی اور سورج اور چاند اور ستارہ اور

النار ونحوها ثم انهم لما راوا غيبة من اختاروا عبادته عنهم صنعوا الاصنام امثلة لما غاب
آگ اور مانند اسکی پہر انہون نی جب دیکہا کہ جنکی ہم عبادت کرتی ہین وہ ہماری سامنی سی غایب ہوجاتی ہین تو اونکی صورت کی بت بنالی جب کوئی اونکا معبود اونسی

عنهم من معبودهم واشتغلوا بعبادتها ونيتهم في ذلك ان يتقربوا الى ما جعلوه مثالا له
غایب ہوجاتا تو اون بتون کو پوجنی لگتی اور غرض اونکی اس سی یہہ تہی کہ نزدیک ہوجاوین اوس سی جسکا بت بنایا ہی

وقصدهم من جميع ذلك ان يتقربوا الى المولى العظيم لكن تلاعب الشيطان بعقولهم واوقعهم
اور اس سب سی یہہ مراد تہی کہ مولی بزرگ سی قریب ہوجاوین پر شیطان نی اونکی عقلون کو کہلونا بناکر

في الضلال والرابع من انواع الشرك شرك تقليد وهو عبادة غير الله تعالى تقليدا للغير كشرك
گمراہ کردیا اور چوتہی قسم شرک کی شرک تقلید ہی اور وہ پوجنا غیر اللہ کا اوروں کو دیکہہ کر جیسی شرک

متاخري عبدة الاصنام فانهم لما وجدوا اباءهم واجدادهم مشتغلين بعبادتها قلدوهم فيها
پچہلی بت پرستون کا انہون نی اپنی باپ دادون کو جو بت پوجتی دیکہا بت پرستی مین اونکی تابع ہوگئی

وقالوا انا وجدنا اباءنا على امة وانا على اثرهم مقتدون وهم كاباءهم في ضلال مبين والخامس
اور کہنی لگی ہمنی پائی اپنی باپ دادی ایک راہ پر اور ہم اونہی کی قدمون پر چلتی ہین اور وہ اپنی باپ دادا کی مانند صریح گمراہی مین ہین

من انواع الشرك شرك الاسباب وهو اسناد التاثير للاسباب العادية كشرك الفلاسفة والطبائعيين
پانچوین قسم شرک کی شرک اسباب ہی اور وہ نسبت کرنا تاثیرات کا اسباب موافق عادت کی جیسی شرک حکماء یونان اور طبیبون کا

ومن تبعهم على ذلك من جهة المؤمنين فانهم لما راوا ارتباط الشبع باكل الطعام وارتباط الري
اور جو اونکی ساتہہ ہین اس باب مین اسلامیون مین سی انہون نی جب دیکہا کہ ربط شکم سیری کا کہانا کہانی سی اور ربط تازگی کا

بشرب الماء وارتباط ستر العورة بلبس الثياب وارتباط الضوء بالشمس ونحو ذلك مما لا ينحصر فهموا
پانی پینی سی اور ربط ستر پوشی کا کپڑا پہننی سی اور ربط روشنی کا سورج سی ہی اور مانند اسکی بی قیاس تو

بجهلهم ان تلك الاشياء هي المؤثرة فيما ارتبط وجوده معها اما بطبعها او بقوة وضعها الله فيها وهو
اپنی جہالت سی ایسا سمجہی کہ یہہ ہی چیزین مستقل تاثیر رکہتی ہین اپنی اپنی مسببات مین یا تو اپنی طبع کی تاثیر سی یا بزور قوت کی کہ اللہ تعالی نی اونمین پیدا کی ہی اور یہہ

غلط وسبب غلطهم قياسهم ادراك الحس بادراك العقل فان الذي شاهدوه انما هو تاثر شئ
سب غلط ہی اور سبب غلطی کا یہہ ہوا کہ محسوسات پر معقولات کو قیاس کرلیا ہی کیونکہ جو یہہ دیکہتی ہین تو یہہ ہی اثر لینا ایک چیز کا

عند شئ وهذا هو حظ الحس واما تاثيره فيه فلا يدرك بالحس بل انما يدرك بالعقل والسادس من
پاس کی چیز مین سی یہہ ہی محسوس ہوتا ہی اور تاثیر اصلا جو اسمین ہوتی ہی سو وہ صرف عقل سی دریافت ہوسکتی ہی چہٹی قسم

انواع الشرك شرك الاغراض وهو العمل لغير الله تعالى كشرك المرائين فانهم عند عملهم المامور به
شرک کی وہ شرک اغراض ہی اور وہ عمل کرنا واسطی غیر اللہ کی جیسی شرک ریاکارون کا جب یہہ ریاکار کوئی ماموربہ

من واجب ومندوب وعند تركهم المنهي عنه من محرم او مكروه ليس مقصودهم طلب رضاء الله تعالى
واجب یا مستحب ادا کرتی ہین یا کبہی منہی عنہ حرام یا مکروہ سی احتراز کرتی ہین تو اونکو مقصود رضا مندی خدا تعالی کی نہیں ہوتی

بجماله

بل مقصودهم مجرد نيل مدح من بعض عبيده او حب منه له او رياسة من عنده او ظفر

بلکہ انکی مراد صرف تعریف کرانی بعض بندگان الٰہی سے ہوتی ہے یا محبت اپنی اونکی دلین یا بڑائی اونکی نزدیک یا اونسے کچہہ مال حاصل کرنا

من قبله او صرف مذمة يخافها منه ومثله العمل لمجرد الظفر بالحور والقصور ونعيم الجنان

یا دور کرنا بد نامی کا جو اونکی طرف سے خوف ہو اور ایسا ہی ہے عمل کرنا صرف واسطے حاصل کرنے حوروں اور محلوں اور نعمتوں بہشت کی

والسلامة من النيران والسبب الحامل لهم على ذلك نسيانهم توحيده تعالى حتى توهموا امكان

اور واسطے بچنے کی آگ سے اور یہہ سب فساد نیت اسلئے ہے کہ خدا کی توحید کو بہول جاتے ہیں یہانتک کہ اونکو یہہ وہم ہوا کہ

حصول نفع او ضر من غيره تعالى وتوهموا كون الخلق قادرين على النفع والضر حتى راعوهم

نفع اور ضرر سواء اللہ تعالی کی اوروں سے بہی ہو سکتا ہے اور یہہ وہم ہوا کہ خلقت کو نفع اور ضرر کی قدرت ہے کیونکہ

في طاعتهم وتوهموا كون طاعتهم مؤثرة في استجلاب نفع او دفع ضر في الدنيا والاخرة

اپنی طاعت مین اونکی رعایت کرنے لگی اور یہہ وہم ہوا کہ ہماری عبادت کو اثر ہے نفع پیدا کرنے مین اور ضرر دفع کرنے مین دنیا اور آخرت کی

وليس كذلك بل لو انهم احضروا في ذهنهم انفراده تعالى بخلق جميع الكائنات بلا واسطة

اور حقیقت مین یہہ نہین ہے بلکہ اگر یہہ لوگ وحدانیت اللہ تعالی کی اپنی ذہن مین قایم رکہتے کہ پیدا کرنیوالا تمام موجودات کا بلا واسطہ وہ ہی ہے

وعدم تاثير لكل ما سواه في اثر ما ومن جملة ذلك طاعتهم لكانوا لا يقصدون بطاعتهم

اور کسی امر مین کسیکو اصلا کچہہ تاثیر نہین ہے اور اسہی مین اونکی طاعت بہی داخل ہے تو کبہی اپنی طاعت سے جسکی اونکو توفیق ہوئی ہے

التي وفقوا لها الا مجرد الامتثال لامر الله تعالى ثم لطمعوا عندها فيما وعد به الله تعالى من

سواء اطاعت امر الٰہی کی کچہہ غرض نہ رکہتے پہر بعد طاعت کی خواہش کرتے جو اللہ تعالی نے وعدہ فرمایا ہے

الخير معها بمحض فضله من غير وجوب ولا استحقاق وحكم الاربعة الاولى التي هي شرك

نعمت کا اوسکی محض فضل سے کہ نہ اوسپر واجب ہے نہ اسکا کچہہ حق ہے اور حکم شرک کی پہلی چاروں قسم کا کہ وہ شرک

استقلال وشرك تبعيض وشرك تقريب وشرك تقليد الكفر بالاجماع وحكم السادس الذي هو

استقلال ہے اور شرک تبعیض ہے اور شرک تقریب ہے اور شرک تقلید ہے بالاتفاق کفر ہے اور حکم چہٹے قسم کا

شرك الاغراض المعصية بالاجماع وحكم الخامس الذي هو شرك الاسباب التفصيل

جو شرک اغراض ہے بالاتفاق معصیت کا ہے اور حکم پانچوین قسم کا جو شرک اسباب کا ہے اس تفصیل پر ہے

وهو ان اهل هذا الشرك في اعتقادهم التاثير لتلك الاسباب مختلفون فمنهم من يعتقد ان تلك

کہ ایسے مشرک اپنی اعتقاد مین تاثیر ان اسباب کی اسبابات مین کئی طرح پر جانتے ہین بعضے یہہ اعتقاد رکہتے ہین کہ

الاسباب تؤثر بطبعها وحقيقتها في الاشياء التي تقارنها ولا خلاف في كفر من يعتقد هذا ومنهم

تاثیر ان اسباب کی جن اشیاء سے یہہ ملتی ہین طبعی اور حقیقی ہے ایسے اعتقاد والون کی کفر مین کسیکو خلاف نہین ہے اور بعضے

من يعتقد ان تلك الاسباب لا تؤثر بطبعها وحقيقتها بل بقوة اودعها الله فيها ولو نزعها منها

یہہ اعتقاد کرتے ہین کہ یہہ اسباب باعتبار طبیعت اور حقیقت کی اثر نہین کرتے بلکہ بزور ایک قوت کی کہ اللہ تعالی نے ان اسباب مین پیدا کی ہے اور اگر اس قوت کو

لا تؤثر وقد تبعهم في هذا الاعتقاد كثير من عامة المؤمنين ولا خلاف في بدعة من يعتقد هذا

تو اثر باقی نہ رہے اس اعتقاد مین اکثر عوام مسلمان بہی اونکے شامل ہین ایسے اعتقاد والون کی بدعتی ہونے مین خلاف نہین ہے

وانما الخلاف في كفره فمن كان فيه شيء من هذه المذكورات ولم يسع في ازالته عن نفسه واصلاح

خلاف ہے تو کفر مین ہے پس جس شخص مین کوئی سا اعتقاد ہو ان مذکورات مین سے اور وہ اوسکی دور کرنے مین سعی نہ کرے اور اپنا اعتقاد درست نکرے

شانه يختم له بالسوء وان كان مع كمال الزهد والصلاح لان زهده وصلاحه انما ينفعه
تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اگرچہ کمال زہد اور صلاح رکھتا ہو اسواسطے کہ زہد اور صلاح اوسکو جب فائدہ دیگا

اذا كان مع الاعتقاد الصحيح الموافق لكتاب الله وسنة رسوله واما اذا لم يكن مع الاعتقاد
کہ تب ساتھہ اعتقاد صحیح کی موافق کتاب اللہ اور سنت رسول کی ہو اور اگر ساتھہ اعتقاد

الصحيح الموافق لهما بل كان مع الاعتقاد الفاسد المخالف لهما فلا ينفعه واما الاصرار على المعاصي
صحیح کی نہو جو موافق کتاب اور سنت کی ہی بلکہ ساتھہ اعتقاد فاسد کی کتاب اور سنت سی مخالف سو کچھ فائدہ نہ دیگا اور معاصی پر ایسی اڑ کرنی

فبان يحصل في قلبه الفها فان جميع ما الفه الانسان في عمره يعود ذكره عند موته فان كان
کہ اوسکی دل مین معاصی کی محبت پیدا ہو جاوی تو انسان اپنی زندگی بہر مین جو جو محبوب رکہتا ہی مرتی وقت وہ یاد آتی ہین پہر اگر

ميله الى الطاعات اكثر يكون اكثر ما يحضره عند موته ذكر الطاعات وان كان ميله الى
اسکی رغبت طاعات کی طرف زیادہ ہوگی تو مرتی وقت اکثر طاعات یاد آوینگی اور اگر اسکی رغبت

المعاصي اكثر يكون اكثر ما يحضره عند موته ذكر المعاصي فربما يغلب عليه حين نزول الموت به
معاصی کی طرف زیادہ ہوگی تو مرتی وقت معاصی یاد آوینگی پس بعضی وقت نزع کی حال مین

قبل التوبة شهوة من الشهوات او معصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها وتصير حجابا بينه وبين
توبہ سی پہلی کوئی شہوت تمام شہوتون مین سی یا کوئی گناہ گناہون مین سی دل پر غالب آجاتا ہی پہر اوسکا دل اوسی مین اُلجہا رہتا ہی اور وہ اوسمین اور اوسکی

ربه وسبب الشقاوته في اخر حياته لقوله عليه السلام المعاصي بريد الكفر واما الذي لم يرتكب
رب مین پردہ ہوکر آخر وقت مین شقی بنا دیتا ہی واسطی قول علیہ السلام کی کہ گناہ کفر کا ایلچی ہوتی ہین اور جسنی اصلا کوئی گناہ

ذنبا اصلا او ارتكب لكن تاب فهو بعيد عن هذا الخطر واما العدول عن الاستقامة
نہین کیا یا گناہ تو کیا پر توبہ کرلی سو وہ شخص ایسی اندیشہ سی پاک ہی اور استقامت سی ٹل جانا

فبان يظهر فيه الاعوجاج فان من كان مستقيما في ابتدائه ثم تغير عن حاله وخرج عما كان
اسطور پر کہ اوسمین کجی پیدا ہو جاوی اگر یہہ شخص ابتدا مین مستقیم تہا پہر اپنی حال سی بدل گیا اور جس اوپر

عليه في ابتدائه يكون سبب السوء خاتمته وشوم عاقبته كابليس الذي كان في ابتدائه رئيس
ابتدا مین تہا اوس سی الگ ہوگیا تو یہہ سبب خاتمہ بد اور عاقبت منحوس کا ہی جیسی ابلیس کہ ابتدا مین فرشتون کا سردار

الملئكة ومعلمهم واشدهم اجتهادا في العبادة حتى قيل لم يبق في سبع سموت وسبع ارضين
اور اونکا اوستاد اور عبادت مین بڑا ساعی تہا یہان تک کہ کہتی ہین کہ ساتون آسمان اور زمین مین

موضع شبر الا وهو قد سجد فيه ثم لما امر بالسجود لادم النبي عليه السلام ابى واستكبر وكان من
کہین بالشت بہر جگہہ اسکی سجدہ سی خالی نہین رہی تہی پہر جب اوسکو آدم کی لئی سجدہ کا حکم ہوا تو نہ مانا اور تکبر کیا اور وہ تہا

الكفرين وكبلعام بن باعور الذي اتاه الله تعالى اياته فانسلخ منها بخلوده الى الدنيا واتباع هواه و
منکرون مین کا اور جیسی بلعام باعور کا بیٹا جسکو اللہ تعالی نی اپنی نشانیان عنایت کین پر وہ اونسی الگ ہوگیا دائمی دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی خواہش کی

كان من الغوين وكبرصيصا العابد الذي قال له الشيطن اكفر فلما كفر قال اني بريء منك اني اخاف
گمراہ ہوگیا اور جیسی برصیصا عابد جسکو شیطان نی کہا منکر ہوجا جب وہ منکر ہوا تو کہا مین تجہسی الگ ہون مجکو اندیشہ ہی

الله رب العلمين فان الشيطان اغراه على الكفر فلما كفر تبرأ منه مخافة ان يشاركه في العذاب
اللہ کا جو پروردگار ہی عالم کا بیشک شیطان نی اوسکو برانگیختہ کیا جب وہ کافر ہوا تو اوس سی الگ ہوگیا اس خوف کیمارا کہ اوسکی عذاب مین شریک ہوجاوی

ولم ينفعه ذلك كما قال الله تعالى فكان عاقبتهما انهما في النار خالدين فيها وذلك جزاء

اور اس سے شیطان کو کچہہ فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے پہر آخر اون دونوںکا یہہ ہی کہ وہ دونوں ہیں آگ مین سدا رہیں اوسمین اور یہہ ہی سزا

الظالمين واما الضعف في الايمان فبان يكون حب الله تعالى في قلبه ضعيفا فان من كان في

گنہگاروںکی اور ایمان کی سستی اسطور پہ کہ اللہ تعالی کی محبت اسکی دلمین ضعیف ہو جب اسکی

ايمانه ضعف يستولي على قلبه حب الدنيا بحيث لا يبقى فيه لحب الله تعالى شئ الا من حيث

ایمان مین سستی ہوتی ہی تو اوسکی دل پر دنیا کی محبت استقدر چہا جاتی ہی کہ اوسمین محبت الہی کی کچہہ گنجایش نہین رہتی مگر یہہ ہی کچہہ

حديث النفس على وجه لا يظهر له اثر في مخالفة الهوى ولا يؤثر في الكف عن المعاصي ولا في الحث

جیسی وہمی بات ہو ایسی کہ ہوا کی مخالفت مین اوسکا کچہہ اثر ظاہر نہین ہوتا اور نہ کچہہ اثر معاصی سی رکنی مین ہو اور نہ کچہہ اثر

على الطاعات فينهمك في الشهوات وارتكاب السيئات فيتراكم ظلمات الذنوب على قلبه ولا تزال

عبادت کی رغبت مین ہو سو شہوات اور بدیوں کی کرنیمیں ڈوبا رہتا ہی اور تاریکی گناہونکی تہ بر تہ اوسکی دل پر چڑہ جاتی ہی اور ہمیشہ

تطفي ما فيه من نور الايمان مع ضعفه فاذا جاء اليه سكرات الموت وعلم انه يفارق الدنيا وهي

نور ایمان کا جو اوسمین ہوتا ہی بجہتا چلا جاتا ہی باوجودیکہ ضعیف ہی جب اوسکو نزع کی حالت آتی ہی اور جانتا ہی کہ اب دنیا سی چلا اور دنیا

محبوبة له وحبها غالب عليه حتى لا يريد تركها ويتألم من فراقها يرى ذلك من الله تعالى فيخشى

اوسکی محبوبہ تہی اور اوسکی محبت اوسپر ایسی غالب تہی کہ اوسکا چہوڑنا نہین چاہتا اور اوسکی فراق سی رنج اوٹہاتا ہی سمجہتا ہی کہ یہہ فراق اللہ تعالی کی طرف سی ہی اندیشہ

عليه ان يحصل في قلبه بغضه تعالى بدل حبه فان اتفق خروج روحه في تلك اللحظة

یہہ ہی کہ اسکی دلمین خدا کی طرف سی محبت کی جگہہ کینہ پیدا ہوجاوی اگر اتفاقاً اوسہی حالت مین جان نکل گئی

يختم له بالسوء ويهلك هلاكا ابديا والسبب المفضي الى هذه الورطة حب الدنيا والركون

تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ کو گیا گذرا ہوا اور سبب اس بلا کا یہہ ہی دنیا کی محبت اور دنیا کی طرف توجہ

اليها والفرح بها مع ضعف الايمان الموجب لضعف حب الله تعالى وهو الداء العضال الذي

اور دنیا کی خوشی باوجود سستی ایمان کی جس سی محبت الہی سست ہوجاوی اور یہہ بڑی سخت بیماری ہی جسمین

عم اكثر الخلق فمن اراد النجاة من هذه الورطة فعليه بعد اخراج حب الدنيا من قلبه وتصحيح

اکثر خلقت مبتلا ہی سو جو شخص اس بلا سی بچا چاہی اوسکو لازم ہی کہ اول دنیا کی محبت دل سی دور کری پہر اپنا عقیدہ

اعتقاده ان يحترز عن المعاصي عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها وان يواظب على الطاعات

درست کر کر گناہوں سی پرہیز کری کہ نہ گناہوں کی طرف خیال کری اور نہ گناہگاروں کی طرف اور طاعات دائمی اختیار کری

التي هي ثمرة محبة الله تعالى ولا يتصور محبة الله تعالى الا بعد معرفته اذ لا يحب الانسان ما لا يعرفه

کہ وہ محبت الہی کا پہل ہی اور محبت الہی نہین ہوسکتی بدون معرفت الہی کی اسواسطی کہ آدمی نادانستہ چیز کو محبوب نہین کہتا

وانما يحب ما يعرفه فمن عرف الله بما يجب عليه معرفته وعرف ان جميع النعم الواصلة اليه والى

محبوب اوسہی کو رکہتا ہی جسکو جانتا ہی پس جو شخص خدا کو پہنچانیگا اون اوصاف سی جو اوسکو واجب ہین اور یہہ سمجہی کہ جتنی نعمتیں مجکو اور اوروںکو حاصل ہین

غيره ليس الا منه تعالى لا جرم يحبه فاذا احبه يسعى في تحصيل رضائه ويحترز عن موجبات

سب اللہ ہی کی طرف سی ہین تو بیشک اللہ کو دوست رکہیگا پہر جب اوسکو اپنا محبوب کیا تو اوسکی رضامندی مین کوشش کریگا اور اوسکی غصہ سی بچتا رہیگا

سخطه فيكون لائقا لوصول احسانه ودخول جنانه بمقتضى وعده يسرنا الله تعالى

پہر تو یہہ اوسکی احسان کی قابل اور جنت مین جانی کی لایق اوسکی وعدہ کی موافق ہوویگا خدا ہمکو آسان کیجو

المجلس السابع عشر فی بیان عدم جواز الصلوة عند القبور والاستمداد

سترہویں مجلس اس بیان میں کہ قبروں میں نماز ادا کرنی جایز نہیں اور اہل قبور سی مدد مانگنی

من اهلها واتخاذ السروج والشموع علیها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

اور قبروں پر روشنی کرنی اور چراغ جلانی جایز نہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

لعنة الله علی الیهود والنصری اتخذوا قبور انبیاءهم مساجد هذا الحدیث من صحاح المصابیح

لعنت خدا کی یہود اور نصاری پر کہ انہوں نی اپنی نبیوں کی قبریں مسجدیں بنالیں یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی

رواه ام المؤمنین عائشة وسبب دعائه علیه الصلوة والسلام علی الیهود والنصری باللعنة انهم کانوا

ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی اور سبب پیغمبر خدا کی لعنت کرنیکا یہود اور نصاری پر یہہ ہی کہ وہ سب

یصلون فی المواضع التی دفن فیها انبیاءهم اما نظرا منهم بان السجود لقبورهم تعظیم لهم وهذا شرك

نماز پڑہتی تہی ایسی مکانوں میں جہاں انکی انبیا مدفون تہی یا تو اس لحاظ سی کہ قبروں کو سجدہ کرنا انبیا کی تعظیم ہی اور یہہ تو ظاہر شرک ہی

جلی ولهذا قال النبی علیه السلام اللهم لا تجعل قبری وثنا یعبد او ظنا منهم بان التوجه الی قبورهم

اسیلئی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ الہی میری قبر کو بت مت بنائیو کہ اوسکی پرستش ہوا کری یا اس خیال سی کہ وہ سمجہتی تہی کہ قبروں کی طرف

حالة الصلوة اعظم وقعا عند الله تعالی لاشتماله علی امرین عبادة له تعالی وتعظیم انبیائه و

متوجہ ہونا وقت ادا نماز کی بہت بڑا ثواب ہی کیونکہ اسمیں دو باتیں ہیں خدا کی بندگی اور انبیاء کی تعظیم اور

هذا شرك خفی ولهذا نهی النبی علیه السلام امته عن الصلوة فی المقابر احترازا عن مشابهتهم

یہہ شرک خفی یعنی پوشیدہ ہی اور اسیلئی پیغمبر خدا نی اپنی امت کو قبروں میں نماز پڑہنی سی منع کیا تاکہ یہود اور نصاری کی مشابہت سی بچی رہیں

بهم وان کان القصدان مختلفین وقال من کان قبلکم کانوا یتخذون القبور مساجد ولا تتخذوا

اگرچہ نیت دونوں کی الگ الگ ہی اور فرمایا جو امتیں تمسی پہلی تہیں وہ اپنی انبیا کی قبروں کو مسجدیں بناتی تہیں تم قبروں کو

القبور مساجد انی انهکم عن ذلك قال بعض المحققین والصلوة فی المواضع المتبرکة من مقابر

مسجد نہ بنا لینا تمکو اس حرکت سی منع کرتا ہوں بعضی محقق کہتی ہیں کہ نماز پڑہنی متبرک مکان میں جہاں صلحاء کی

الصالحین داخلة فی هذا النهی لاسیما اذا کان الباعث علیها تعظیم هؤلاء لما فی ذلك من الشرك

قبریں ہوں اسی نہی کی بیچ داخل ہی خاصکر ایسی وقت کہ اون صلحاء کی تعظیم کی واسطی پڑہی اسلئی کہ اس نماز میں شرک

الخفی فان مبتدأ عبادة الاصنام کان فی قوم نوح النبی علیه السلام من جهة عکوفهم علی القبور

خفی ہوتا ہی کیونکہ ابتدا بت پرستی کا حضرت نوح کی امت میں سی تہا کہ وہ لوگ قبروں پہ بیٹہی رہتی تہی

کما اخبر الله تعالی فی کتابه بقوله قال نوح رب انهم عصونی واتبعوا من لم یزده ماله وولده

چنانچہ اللہ تعالی اپنی کتاب میں خبر دیتا ہی کہا نوح نی ای رب میری انہوں نی میرا کہا نہ مانا اور مانا ایسی کا جسکو اوسکی مال اور اولاد نی

الا خسارا ومکروا مکرا کبارا وقالوا لا تذرن الهتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق

اور بڑہا ٹوٹا اور داو کیا ہی بڑا داو اور بولی نہ چہوڑیو اپنی ٹہاکروں کو اور نہ چہوڑیو ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو

ونسرا قال ابن عباس وغیره من السلف کان هؤلاء قوما صالحین فی قوم نوح النبی علیه السلام

اور نہ نسر کو ابن عباس وغیرہ متقدمین کہتی ہیں کہ یہہ یعنی ود وغیرہ نیک لوگ تہی حضرت نوح علیہ السلام کی امت میں

فلما ماتوا عکف الناس علی قبورهم ثم صوروا تماثیلهم ثم طال علیهم الامد فعبدوهم وهذا هو مبتداء

جب یہہ مر گئی تو لوگ انکی قبروں پر بیٹہی پہر رفتہ رفتہ انکی صورتوں کی بت بنالئی پہر مدت گذر گئی تو انہی کو پوجنی لگی اور یہہ ہی ابتدا

عبادة الاصنام وقال ابن القیم فی اغاثته نقلا عن شیخه ان هذه العلة التی لاجلها نهی الشارع
بت پرستی کی جاری ہونیکا اور ابن قیم اپنی کتاب اغاثہ میں اپنی استاد سی نقل کرتا ہی جس علت کی سبب سی شارع نی قبروں کو مسجدیں
اتخاذ القبور مساجد هی التی اوقعت کثیرا من الناس اما فی الشرك الاکبر او فیما دونه من الشرك فان الشرك
بنانی سی منع فرمایا ہی اسی نی بہت لوگوں کو یا تو بڑی شرک میں یا کچھ کمتر شرک میں مبتلا کیا بیشک شرک
بقبر الرجل الذی یعتقد صلاحه اقرب الی النفوس من الشرك بشجر او حجر ولهذا تجد کثیرا
صالح مرد کی قبر کا دلوں میں بہت جلد آتا ہی بہ نسبت شرک کسی درخت یا پتھر کی اسی واسطی ہم بہت
من الناس عند القبور یتضرعون ویخشعون ویخضعون ویعبدون بقلوبهم عبادة لا یفعلون
لوگوں کو دیکھتی ہیں کہ قبروں پر جا کر روتی ہیں اور گڑگڑاتی ہیں اور سر جھکاتی ہیں اور دلوں سی ایسی عبادت کرتی ہیں
مثلها فی بیوت الله تعالی ولا فی وقت السحر ویرجون من برکة الصلوٰة عندها والدعاء لدیها ما
کہ ویسی مسجدوں میں کبھی نہیں کرتی اور نہ صبح کی وقت کرتی ہیں اور قبروں کی پاس نماز پڑھ کر اور دعا مانگکر اتنی
لا یرجون فی المساجد فلحسم مادة هذه المفسدة نهی النبی علیه الصلوٰة والسلام عن الصلوٰة فی
امید رکھتی ہیں کہ نہیں رکھتی مسجدوں میں یہہ جو مادہ فساد کا قطع کرنیکو رسول الله صلی الله علیه وسلم نی مطلقا قبروں میں نماز پڑھنی سی منع فرمایا
المقبرة مطلقا وان لم یقصد المصلی بصلوته فیها برکة البقعة کما نهی عن الصلوٰة وقت طلوع
اگرچہ مصلی کو قبروں میں نماز پڑھنی سی برکت اوس جگہ کا مقصود نہو جیسی منع فرمایا نماز سی عین طلوع
الشمس ووقت غروبها ووقت استوائها لانها اوقات یقصد المشرکون الصلوٰة للشمس فیها فنهی
آفتاب پر اور عین غروب اور برابر دوپہر کو کیونکہ یہہ وہ وقت ہیں کہ مشرک اسمیں آفتاب کو پوجتی ہیں سو پیغمبر صلی الله علیه وسلم نی
امته عن الصلوٰة فیها وان لم یقصد ما قصده المشرکون واذا قصد الرجل الصلوٰة عند المقبرة
اپنی امت کو ان وقتوں میں نماز سی منع کیا اگرچہ انکی غرض وہ نہیں ہوتی جو مشرکوں کی نیت ہوتی ہی اور جب آدمی مقبرہ میں نماز پڑھنی سی
تبرکا بالصلوٰة فی تلك البقعة فهذا عین المحادة لله تعالی ولرسوله والمخالفة لدینه وابتداع
برکت اوس جگہ کی حاصل کیا چاہی تو الله اور اوسکی رسول کی عین مخالفت ہی اور اوسکی دین کی برخلاف نیا دین
دین لم یاذن به الله تعالی فان العبادات مبناها علی الاستنان والاتباع لا علی الهواء والابتداع
احداث کرنا ہی جسکا الله نی حکم نہیں فرمایا بیشک عبادات کی بنیاد طریق سنت اور اتباع پر ہی ہوا ہوس اور بدعت پر نہیں
فان المسلمین اجمعوا علی ما علموه من دین نبیهم ان الصلوٰة عند المقبرة منهی عنها لان فتنة
بیشک مسلمانوں نی بالاتفاق اپنی دین نبوی کی علم کی موافق یہہ اجماع کیا ہی کہ نماز قبروں کی پاس ممنوع ہی اسواسطی کہ فساد
الشرك بالصلوٰة فیها ومشابهة عبادة الاصنام اعظم کثیرا من مفسدة الصلوٰة حین طلوع
شرک کا بسبب نماز کی قبروں میں اور مشابہت کا بت پرستوں سی بہت زیادہ ہی فساد نماز کی سی جو وقت طلوع
الشمس وحین غروبها وحین استواءها فانه علیه السلام لما نهی عن تلك المفسدة سدا للذریعة
آفتاب کی اور وقت غروب کی اور وقت برابری کی یعنی زوال پر ہو کیونکہ نبی علیه السلام نی جب اس فساد کی بند کرنیکی واسطی مشابہت کی وسیلہ سی منع فرمایا ہی
التشبیه التی لا تکاد تخطر ببال المصلی فکیف بهذه الذریعة التی کثیرا ما تدعو صاحبها الی الشرك
کہ جسکا خطرہ بھی مصلی کی دلمیں نہیں آتا تو اس وسیلہ سی کیونکر ممانعت نہوگی جو اکثر اوقات اس عمل والیکو شرک کی طرف پہنچا دیتا ہی
بدعاء الموتی وطلب الحوائج منهم واعتقاد ان الصلوٰة عند قبورهم افضل من الصلوٰة فی المساجد
کہ ادنکو پکاری اور دنسی حاجتیں طلب کری اور یہہ اعتقاد کری کہ نماز انکی قبروں کی پاس مسجدوں کی نماز سی بہتر ہی

وغیر ذلک مما هو محادة ظاهرة لله تعالی ولرسوله قال ابن القیم فی اغاثته من جمع بین سنة
اور سوا اسکی اور عقاید کہ صاف مخالفت ہی اللہ کی اور اوسکی رسول کی ابن قیم اپنی اغاثہ میں کہتا ہی جو شخص جمع کرکر دیکھی درمیان طریق
رسول الله علیه السلام فی القبور وما امر به وما نهی عنه وما کان علیه الصحابة والتابعون
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرونکی باب مین اور جو امر فرمایا اور جو منع فرمایا اور جو طریق صحابہ اور تابعین کا تہا
وبین ما کان علیه اکثر الناس الیوم رای احدهما مضادا للاخر ومناقضا له بحیث لا یجتمعان ابدا فانه
اور درمیان اوس طریق کی جسپر اکثر لوگ آج کل چلتی ہین تو ایک کو دوسریکا برخلاف اور اولٹا پاویگا ایسا کہ ہرگز کبہی جمع نہین ہوسکتی کیونکہ پیغمبر
علیه السلام نهی عن الصلوٰة عندها وهم یخالفون ویصلون عندها ونهی عن اتخاذ المساجد
علیہ السلام نی قبرون کی پاس نماز سی منع فرمایا اور یہہ لوگ خلاف کرکر قبرون کی پاس نماز پڑہتی ہین اور قبرون پر مسجدین بنانی سی منع فرمایا
علیها وهم یخالفونه ویبنون علیها مساجد ویسمونها مشاهد ونهی عن ایقاد السرج علیها وهم
اور یہہ خلاف کرکر اون پر مسجدین بناتی ہین اور اونکا نام مشاہد رکہتی ہین اور منع فرمایا قبر پر روشنی کرنی سی اور یہہ
یخالفون ویوقدون علیها القنادیل والشموع بل یقفون لذلک اوقافا ونهی عن تجصیصها والبناء
خلاف اوسکی روشنی کی واسطی قندیلین اور شمعین جلاتی ہین بلکہ اوسکی واسطی وقفی خرچ مقرر کردیتی ہین اور منع فرمایا گچ گیری سی اور عمارت بنانی
علیها وهم یخالفونه ویجصصونها ویعقدون علیها القباب ونهی عن الکتابة علیها وهم
اور یہہ خلاف کرکر قبرون پر چونہ کی عمارت بناکر برج بناتی ہین اور منع فرمایا قبرون کی اوپر لکہنی سی اور یہہ
یخالفونه ویتخذون علیها الالواح ویکتبون علیها القران وغیره ونهی عن الزیادة علیها غیر ترابها
اوسکی برخلاف اونپر تختی لگاکر اوسپر قرآن وغیرہ دعائین شعر لکہتی ہین اور منع فرمایا کہ قبرون مین زیادہ اوپری مٹی مت ڈالو
وهم یخالفونه ویزیدونه علیها سوی التراب الاجر والاحجار والجص ونهی عن اتخاذها عیدا و
اور یہہ مخالفت کرکر سوای اصلی مٹی کی پکی اینٹین اور پہتر اور چونہ زیادہ کرتی ہین اور منع فرمایا کہ قبرون کو عید مت بناؤ
هم یخالفونه ویتخذونها عیدا ویجتمعون لها کما یجتمعون للعید او اکثر والحاصل انهم مناقضون
اور یہہ مخالفت کرکر اونکو عید بناکر اسپر انبوہ عرس کرتی ہین جیسی عید مین جمع ہوتی ہین یا اوس سی بہی زیادہ اور حاصل یہہ ہی کہ یہہ لوگ بالکل
لما امر به النبی علیه السلام ونهی عنه ومحادون لما جاء به وقد آل الامر بهؤلاء الضالین المضلین
نبی علیہ السلام کی حکم سی اور ممانعت سی مخالف ہین اور خلاف کرتی ہین اونکی احکام سی اب یہہ حال ہوگیا ہی اس طائفہ گمراہ اور گمراہ کرنیوالی کا
الی ان شرعوا للقبور حجا ووضعوا له مناسک حتی صنف بعض غلاتهم فی ذلک کتابا وسماه مناسک
کہ قبرون کا حج کرنا شروع کیا ہی اور اوسکی آداب اور طریقی مقرر کئی ہین یہان تک کہ بعضی کٹرون نی اس باب مین کتاب تصنیف کرکر اوسکا نام مناسک
حج المشاهد تشبیها منه للقبور بالبیت الحرام ولا یخفی ان هذا مفارقة لدین الاسلام ودخول
حج المشاہد رکہا ہی اوسنی قبور کو بیت الحرام کی مشابہہ ٹہرایا ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ اعتقاد گویا دین اسلام سی الگ ہوکر بت پرستون کی
فی دین عباد الاصنام فانظر الی ما بین ما شرعه النبی علیه السلام فی القبور من النهی عما تقدم ذکره
دین مین داخل ہونا ہی اب دیکہہ تو سہی کہ درمیان طریقہ نبی علیہ السلام کی قبور کی باب مین کہ منع فرمایا ہی مذکورات بالا سی
وبین ما شرعه هؤلاء وما قصدوه من التباین العظیم ولا ریب ان فی ذلک من المفاسد ما یعجز
اور درمیان طریقہ اس گروہ کی اور جو یہہ ارادہ کرتی ہین کتنا بڑا فرق ہی اور بلا شبہ اسمین اتنی فساد ہین
الانسان عن حصره منها تعظیمها الموقع فی الافتتان بها ومنها تفضیلها علی المساجد التی هی
کہ انسان گنتا ہوا تہکتا ہی ایک یہہ کہ قبرون کی اتنی تعظیم کرنی جس سی لوگ فتنہ مین پڑین ایک یہہ کہ قبرون کی فضیلت مسجدون پر دینی جو

خير البقاع واحبها الى الله فانهم اذا قصدوا القبور يقصدونها مع التعظيم والاحترام والخضوع والخشوع

تمام مکانوں سی بہتر اور اللہ تعالی کی محبوب ہین کیونکہ یہہ لوگ جب قبروں پر جاتی ہین تو نہایت تعظیم اور حرمت اور انکسار اور خوف

ورقة القلب وغير ذلك مما لا يفعلونه في المساجد ولا يحصل لهم فيها نظيره ولا مثله ومنها اتخاذ

اور نرمی دل کی کرتی ہین اتنی کہ مسجدون مین نہین کرتی اور نہین پیدا ہوتا اونکو مساجد مین ایسا نظیر اور نہ مثل اور ایک یہہ کہ قبروں پر

المساجد والسرج عليها ومنها العكوف عندها وتعليق الستور عليها واتخاذ السدنة لها حتى

مسجدین بناتی ہین اور روشنی کرتی ہین اور ایک یہہ کہ قبروں پر چلہ کشی کرتی ہین اور قبروں پر غلاف چڑہاتی ہین اور مجاور بیٹہاتی ہین یہان تک

ان عبادها يرجحون المجاورة عندها على المجاورة عند المسجد الحرام ويرون سدانتها افضل من

کہ گور پرست قبروں کی مجاورت کو مسجد الحرام کی مجاورت سی بہتر سمجھتی ہین وہ جانتی ہین کہ قبروں پر بیٹھی رہنا مسجد کی

خدمة المساجد ومنها النذر لها ولسدنتها ومنها زيارتها لاجل الصلوة عندها والطواف بها

خدمت کرنی سی بہتر ہی اور ایک یہہ کہ قبروں کی اور اونکی مجاوروں کی منتین مانتی ہین اور ایک یہہ کہ قبروں پر جانا واسطی نماز کی اور اونکی گرد پہر کر قربان ہونا

وتقبيلها واستلامها وتعفير الخدود عليها واخذ ترابها ودعاء اصحابها والاستغاثة بهم

اور بوسہ دینا اور چومنا اور قبروں کی مٹی اوٹھا کر منہہ پر ملنی اور اون مردوں کو پکارنا اور اونسی مدد مانگنی

وسوالهم النصر والرزق والعافية والولد وقضاء الديون وتفريج الكربات وغير ذلك من

اور اونسی نصرت اور روزی اور صحت اور اولاد اور قرضہ کا ادا کرنا اور مصیبتوں کی کشادگی اور سوا اسکی

الحاجات التي كان عباد الاوثان يسئلونها من اوثانهم وليس شئ منها مشروعا باتفاق ائمة

اور حاجتین طلب کرنی جو جو کہ بت پرست اپنی بتوں سی مانگتی تہی اور اسمین سی کوئی بات جایز نہین نزدیک کسی امام

المسلمين اذ لم يفعل شيئا رسول رب العالمين ولا احد من الصحابة والتابعين وسائر ائمة الدين

اہل اسلام کی اسلئی کہ اسمین سی رسول رب العالمین نی کچہہ نہین کیا اور نہ کسی نی صحابہ اور تابعین مین سی اور نہ کسی امام دین نی

ومن المحال ان يكون شئ منها مشروعا وعملا صالحا ويصرف عنه القرون الثلثة التي شهد

اور محال ہی کہ ان تمام مذکورات مین سی کوئی امر جایز اور عمل صالح ہو اور تینوں عہد اوس سی خالی گذر جاوین جن عہدوں کی صدق

فيهم النبي عليه السلام بالصدق والعدل ويظفر به الخلوف الذين شهد فيهم النبي عليه السلام

اور عدالت پر نبی علیہ السلام نی گواہی دی ہی اور اوس امر کو متاخر لوگ عمل مین لاوین جنکی لئی نبی علیہ السلام نی

بالكذب والفسق فمن كان في شك من هذا فلينظر هل يمكن بشر على وجه الارض ان ياتي

کذب اور فسق کی گواہی دی ہی جسکو اسمین کچہہ شک ہو تو وہ دیکھہ لی آیا ہوسکتا ہی کہ کوئی آدمی روی زمین پر سی

عن احد منهم بنقل صحيح او ضعيف انهم كانوا اذا بدلهم حاجة قصدوا القبور فدعوا عندها وتمسحوا

کسی ایک کی اونمین سی نقل صحیح یا ضعیف لا سکتا ہی کہ وہ لوگ ایسی تہی کہ جب اونکو کوئی کام پیش آتا تو وہ قبروں پر جاکر دعائین مانگتی اور قبروں کو چہوتی تہی

بها فضلا ان يصلوا عندها او يسئلوا حوائجهم منها كلا لا يمكنهم ذلك بل انما يمكنهم ان ياتوا بكثير

چہ جای کہ قبروں پر وہ نماز پڑہین یا اونسی اپنی حاجتین مانگین ہرگز یہہ نہین ہوسکتا بلکہ یہہ ہوسکتا ہی کہ اکثر

من ذلك عن الخلوف التي خلفت من بعدهم ثم كلما تاخر الزمان وطال العهد كان ذلك اكثر حتى

ان امورات کی سند متاخرین سی لاسکین جو اونکی پیچہی پیدا ہوی ہین پہر جتنا زمانہ بڑہتا گیا اور مدت دراز ہوتی گئی وہ امور بہی بڑہتی گئی یہان تک

وجدت من ذلك عدة مصنفات ليس فيها عن النبي عليه السلام ولا عن خلفائه الراشدين ولا عن

کہ چند کتابین ایسی ملین کہ جنمین نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سی اور نہ اونکی خلفاء راشدین سی اور نہ

الصحابة والتابعين حرف واحد بل فيهما من خلاف ذلك كثير من الاحاديث المرفوعة التي من جملتها
اور نہ اور صحابہ سے اور تابعین سے ایک بھی حرف نہیں بلکہ اون میں اسکی برخلاف بہت حدیثیں مرفوع ہیں جنمیں کی

قوله عليه السلام كنت نهيتكم عن زيارة القبور فمن اراد ان يزور فليزر ولا تقولوا هجرا اي فحشا
ایک یہہ حدیث ہی کہ میں نی تمکو منع کیا تہا قبروں کی زیارت سی اب جسکا دل زیارت کو چاہی تو زیارت کری پر فحش زبان پر مت لاؤ

واي فحش اعظم من الشرك عندها قولا وفعلا واما الآثار من الصحابة فاكثر من ان يحاط بها فمن جملتها
اور کونسا فحش بڑا ہوگا شرک کرنیسی قبروں کی پاس باعتبار قول وفعل کی اور آثار صحابہ کی تو شمار سی زیادہ ہیں منجملہ اونکی

ما في صحيح البخاري ان عمر بن الخطاب رای انس بن مالك يصلي عند قبر فقال القبر القبر قال ابن
ایک وہ جو صحیح البخاری میں ہی کہ عمر بن الخطاب نی انس بن مالک کو دیکھا کہ قبر کی پاس نماز پڑہتے ہیں عمر نی کہا دیکہہ قبر ہی قبر ہی ابن

القيم في اغاثة هذا يدل على انه كان من المستقر عندهم ما نهاهم عنه نبيهم من الصلوٰة عند
قیم کہتا ہی اپنی کتاب اغاثہ میں اس سی معلوم ہوتا ہی کہ اونکی نزدیک وہ ہی مقرر تہا جو کہ اونکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی قبر کی پاس نماز پڑہنی سی منع فرمایا تہا

القبور وفعل انس لا يدل على اعتقاده جوازه اذ يحتمل ان لم يره او لم يعلمه انه قبر او ذهل عنه
اور انس کی نماز پڑہنے سے یہہ نہیں ثابت ہوتا کہ اونکی نزدیک جایز تہا اسواسطی شاید کہ انس نی قبر نہ دیکہی ہو یا اونکو نہ معلوم ہو کہ یہاں قبر ہی یا خیال نہ رہا ہو

فلما نبهه عمر تنبه ومنها اتخاذها عيدا كما اتخذ المشركون من اهل الكتاب قبور انبيائهم
جب عمر نی اونکو جتلایا تو خبردار ہوئی اور ایک یہہ کہ قبروں کو عید بناتی ہیں جیسی اہل کتاب کی مشرکوں نی اپنی انبیاء

وصلحائهم عيدا فانهم كانوا يجتمعون لزيارتها ويشتغلون باللغو والطرب فيها فنهى النبي عليه
اور صلحاء کی قبروں کو عید بنا یا تہا بیشک وہ مشرک زیارت کی واسطی جمع ہوکر لغو اور خوشی میں مشغول رہتی تہی سو نبی علیہ

السلام امته عن ذلك كما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال لا تجعلوا قبري عيدا فصلوا
السلام نی اپنی امت کو اس سی منع کیا چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی میری قبر کو عید مت بنا لینا میری واسطی درود

علي فان صلوتكم تبلغني حيث كنتم فان قبره عليه السلام مع كونه سيد القبور وافضل قبر
پڑہو بیشک تمہاری درود میری پاس پہنچیگی جہاں سی پڑہوگی بیشک قبر علیہ السلام کو باوجودیکہ تمام روی زمین کی قبروں سی بہتر اور افضل ہی

على وجه الارض اذا وقع النهي عن اتخاذه عيدا فقبر غيره كائنا من كان اولى بالنهي ثم انه عليه
جب ممانعت واقع ہوئی عید بنانی سی تو اور قبریں چاہی کسی کی ہو اوکی واسطی ممانعت کی لایق تر ہی پہر پیغمبر علیہ

السلام اشار بقوله فصلوا علي فان صلوتكم تبلغني حيث كنتم الى ان ما يناله من امته من
السلام نی بطور اشارہ کی اس قول سی درود پڑہو میری اوپر پس درود تمہاری مجھکو پہنچتی ہی جہاں سی پڑہوگی یہہ فرمایا کہ امت کی طرف سی

الصلوٰة والسلام عليه يحصل له مع قربهم من قبره وبعدهم عنه فلا حاجة لهم الى اتخاذه
درود اور سلام آپ کو حاصل ہوتا ہی قبر سی نزدیک ہوں یا دور ہوں پہر کیا حاجت ہی کہ آپکی قبر کو

عيدا لان في اتخاذ القبور عيدا من المفاسد ما لم يعلمه الا الله تعالى فان غلاة متخذيها
عید بناویں اسواسطی کہ قبروں کو عید بنانی میں وہ فساد ہیں جسکو خدا کی سوا کوئی نہیں جانتا بیشک کٹی گورپرست جو قبروں کو

عيدا اذا راوها من مكان بعيد ينزلون عن دوابهم ويكشفون رؤسهم ويضعون جباههم على الارض
عید بناتی ہیں جب اوس قبر کو دور سی دیکہتی ہیں تو سواری پرسی پیادہ ہوجاتی ہیں اور ننگی سر ہوکر سجدہ میں گر پڑتی ہیں

ويقبلون الارض ثم انهم اذا وصلوا اليها يصلون عندها ركعتين ثم ينشرون حول القبر
اور زمین چومتی ہیں پہر جب پاس جاتی ہیں تو دو رکعت نفل ادا کرتی ہیں پہر قبر کی گرد قربان ہوتی ہیں

طائفين به تشبيها له بالبيت الحرام الذي جعله تعالى مباركا وهدى للانام ثم يأخذون
قبر کو بیت اللہ کی مانند سمجھکر جسکو اللہ تعالی نی برکت والا اور خلقت کی لئی ہدایت بنایا ہی پہر

في التقبيل والاستلام كما يفعل الحجاج في المسجد الحرام ثم يعفرون جباههم وخدودهم
بوسہ دینا اور چومنا شروع کرتی ہین جیسی حاجی مسجد الحرام مین کرتی ہین پہر ملنا لگی مٹی اپنی چہرون اور گالون کو لگاتی ہین

ثم يكملون مناسك حج القبر بالحلق والتقصير ثم يقربون لذلك الوثن القرابين فلا يكون
پہر تمام اداب حج قبر کی سر منڈاکر اور لٹ کٹواکر پوری کرتی ہین پہر اوس بت پر قربانیان ذبح کرتی ہین پس

صلاتهم ونسكهم وقربانهم وما يراق هناك من العبرات ويرفع من الاصوات ويطلبه من
اونکی نماز ہی اور اداب حج اور قربانیان اور اونکا آنسو بہانا اور چیخ کر رونا اور پکارنا اور حاجتین

الحاجات ويسئل من تفريج الكربات واغناء ذوي الفاقات ومعافات اولي العاهات والبليات
مانگنی اور سوالات کشائش سختیون کی اور غنی کرنا فاقہ کشون کا اور درگذر کرنی صاحب مصیبت اور بلیات سی

لله تعالى بل للشيطان فان الشيطان لبني ادم عدو مبين يصدهم بانواع مكائده عن
واسطی اللہ تعالی کی نہین ہین بلکہ واسطی شیطان کی ہین بیشک شیطان بنی آدم کا کہلا دشمن ہی طرح طرح کی مکرونسی بنی آدم کو

الطريق المستقيم ومن اعظم مكائده ما نصبه للناس من الانصاب التي هي رجس من عمل
سیدہی راہ سی روکتا ہی اور اوسکا بڑا مکر یہہ ہی کہ واسطی بنی آدم کی بت مقرر کیا ہی جو نجس ہی کام

الشيطن وقد امر الله المؤمنين باجتنابها وعلق فلاحهم بذلك الاجتناب فقال يا ايها
شیطان کا اور اللہ تعالی نی حکم کیا ہی مؤمنین کو اوس سی بچنی کا اور مراد ملنی اوس بچنی پر متعلق کی ہی فرمایا ای

الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ
ایمان والو یہہ جو ہی شراب اور جوا اور بت اور پانسی گندی کام ہین شیطان کی سو اونسی بچتی رہو

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ فالانصاب جمع نصب بضمتين او جمع نصب بالفتح والسكون وهو كل ما نصب
شاید تمہارا بھلا ہو انصاب نصب کی جمع ہی ساتہہ پیش نون اور صاد کی یا جمع نصب کی ساتہہ زبر نون اور سکون صاد کی اوسکی معنی جو چیز کہ

وعبد من دون الله تعالى من شجر او حجر او قبر او غير ذلك والواجب هدم ذلك كله ومحو اثره
واسطی عبادت کی سوا اللہ تعالی کی مقرر کیجاوی درخت ہو یا پتھر یا قبر یا سوا انکی اور ان سبکا مسمار کردینا واجب ہی اور اوسکا نشان مٹادینا

كما ان عمر لما بلغه ان الناس ينتابون الشجرة التي بويع تحتها بالنبي عليه السلام ارسل اليها
جیسی حضرت عمر کو جب سنا کہ لوگ ہروقت آتی جاتی ہین اوس درخت پر جسکی نیچی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تہی تو آدمی بہیجکر

فقطعها فاذا كان عمر فعل هذا بالشجرة التي بايع الصحابة رسول الله عليه السلام تحتها و
کٹوا ڈالا پس جب حضرت عمر نی یہہ حال کیا اوس درخت کا جسکی نیچی صحابہ نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیعت کی تہی اور

ذكر الله تعالى في القران حيث قال لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ
اللہ تعالی اوسکو قرآن مین یاد کرتا ہی بیشک اللہ خوش ہوا ایمان والونسی جب ہاتہہ ملانی لگی تجہسی اوس درخت کی نیچی

فماذا يكون حكمه فيما عداها من هذه الانصاب التي قد عظمت الفتنة بها واشتدت البلية
پس کیا حکم ہونا چاہئی سوا اوس درخت کی ان انصاب کی جنکی سبب سی کتنا بڑا فتنہ اور کیسی سخت بلا ہی

بسببها وابلغ من ذلك انه عليه السلام هدم مسجد الضرار ففي هذا دليل على هدم ما هو اعظم
اور اس سی بہی بڑہ کر یہہ بات ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی مسجد ضرار کو گروادیا اسمین دلیل ہی واسطی گرادینی اوسکی جسکا بڑا فساد ہو

فساداً منه كالمساجد المبنية على القبور فان حكم الاسلام فيها ان ينهدم كلها حتى يساوي بالارض

اوسکی جیسکا بڑا فساد ہو جیسی مسجدیں جو قبروں پر بنائی گئی ہیں بیشک حکم اسلام کا اس باب میں یہہ ہی کہ ان سبکو ڈھاکر زمین سی برابر کردین

وكذا القباب التي بنيت على القبور يجب هدمها لانها اسست على معصية الرسول ومخالفته وكل

اور ایسی ہی گنبذ اور برج کہ قبروں پہ بنائی گئی ہیں سبکا ڈھا دینا واجب ہی اسواسطی کہ سبکی بنیاد رسول کی نافرمانی اور مخالفت پر ہی اور جو

بناء اسس على معصية الرسول ومخالفته فهو بالهدم اولى من مسجد الضرار لانه عليه السلام نهى البناء

عمارت کہ بنیاد اوسکی جاوی رسول کی نافرمانی اور مخالفت پر اوسکا گرا دینا بہتر ہی مسجد ضرار کی اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی قبروں پر

على القبور ولعن المتخذين عليها مساجد فيجب المبادرة والمسارعة الى هدم ما نهى عنه رسول الله صلى الله عليه

منع فرمایا ہی اور لعنت کی ہی جو قبروں پر مسجدیں بنا دیں پس واجب ہوا جلدی سی شتاب گرا دینا عمارت کا جس سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی منع فرمایا ہی

وسلم ولعن فاعله وكذلك يجب ازالة كل قنديل وسراج وشمع اوقدت على القبور لان فاعل ذلك ملعون بلعنة رسول

اور اوسکی بنانیوالی کو لعنت کی ہی اور ایسی ہی واجب ہی دور کرنا قندیل اور چراغ اور شمع کا جو قبروں پر روشن کیجاوین اسواسطی کہ روشنی کرنیوالا ملعون ہی رسول اللہ

الله عليه السلام فكل ما لعن فيه رسول الله عليه السلام فهو من الكبائر ولهذا قال العلماء لا يجوز ان ينذر

علیہ السلام کی لعنت سی اور جس امر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی لعنت کی ہی وہ گناہ کبیرہ ہی اسیواسطی علماء کہتی ہیں کہ منت مانتی

للقبور شمع ولا زيت ولا غير ذلك فانه نذر معصية لا يجوز الوفاء به بل يلزم الكفارة مثل كفارة اليمين

قبروں پر روشنی کی اور تیل بتی کی اور مانند اسکی جائز نہیں ہی کیونکہ یہہ منت گناہ کی ہی اسکا پورا کرنا جائز نہیں بلکہ کفارہ مثل کفارہ قسم کی لازم ہی

ولا ان يوقف عليها شيء من ذلك فان هذا الوقف لا يصح ولا يحل اثباته وتنفيذه وقال الامام ابو بكر الطرطوسي

اور نہ وقف کیجاوی قبروں کی واسطی کچھہ انہیں سی بیشک یہہ وقف صحیح نہیں اور نہ ثابت رکھنا حلال اور نہ جاری کرنا اور امام ابو بکر طرطوسی کہتی ہیں

انظروا رحمكم الله تعالى اينما وجدتم شجرة يقصدها الناس ويعظمونها ويرجون البرء والشفاء من

دیکھو تم پر خدا کی رحمت ہو جسجگہ تمکو ایسا درخت معلوم ہو کہ لوگ اوسپر تعظیم کر کی آتی ہیں اور صحت اور شفاء اوسکی وسیلہ سی امید رکھتی ہیں

قبلها ويضربون بها المسامير والخرق فهي ذات انواط فاقطعوها وذات انواط شجرة للمشركين كانوا

اور اوسمیں میخیں گاڑتی ہیں اور چلہ باندھتی ہیں پس وہ ذات انواط ہی اوسکو کاٹ ڈالو اور ذات انواط مشرکوں کا درخت تھا

يعلقون عليها اسلحتهم وامتعتهم ويعكفون حولها كما روى البخاري في صحيحه عن ابي واقد الليثي

اوسپر اپنی ہتیار اور اسباب لٹکا کر اوسکی گرد چلہ کشی کرتی تھی چنانچہ بخاری اپنی صحیح میں ابو واقد لیثی سی روایت کرتا ہی

انه قال خرجنا مع رسول الله صلى الله وسلم قبل حنين ونحن حديث عهد بالاسلام وللمشركين سدرة

کہ وہ کہتا ہی کہ ہم ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حنین کی طرف چلی اور ہم تی نئی مسلمان تھی اور مشرکوں کا ایک درخت بیری کا تھا

يعكفون حولها وينوطون بها اسلحتهم وامتعتهم يقال لها ذات انواط فمررنا بسدرة فقلنا يا رسول الله

اوسکی گرد چلہ کیا کرتی تھی اور اوسپر اپنی ہتیار اور اسباب لٹکا دیتی تھی اوسکا نام ذات انواط تھا جب ہم اوس درخت پر گذری تو عرض کیا یا رسول اللہ

اجعل لنا ذات انواط كما لهم ذات انواط فقال النبي صلى الله عليه وسلم الله اكبر هذا كما قال بنو اسرائيل اجعل لنا الها كما لهم

ہماری واسطی بہی ذات انواط مقرر کرو جیسی انکا ذات انواط ہی پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اللہ اکبر یہہ ایسا قول ہی جیسی بنی اسرائیل نی کہا تھا ہماری واسطی معبود مقرر کرو

الهة ثم قال انكم قوم تجهلون لتركبن سنن من كان قبلكم فاذا كان اتخاذ هذه الشجرة لتعليق الاسلحة

جیسی انکی معبود ہیں پھر یہہ کہا تم جاہل قوم ہو البتہ اختیار کروگی تم دستور اگلی لوگوں کا پس جب مقرر کرنا درخت کا ہتیار لٹکانی کو اور گرد چلہ کشی کرنا برابر معبود مقرر کرنی

والعكوف حولها اتخاذ اله مع الله تعالى مع انهم لا يعبدونها ولا يسئلونها شيئا فما الظن بغيرها مما يقصده الناس

کی ساتہہ اللہ تعالی کی باوجودیکہ یہہ اوس درخت کو پوجتی نہ تہی اور نہ کچھہ حاجت مانگتی تھی پھر تو اور کا کیا حال کہ جو لوگ قصد کرتی ہیں

من شجر او حجر او قبر ویعظمونه ویرجون منه الشفاء ویقولون ان هذا الشجر او هذا الحجر او هذا القبر
درخت ہو یا پتہر یا قبر اور اوسکی تعظیم کرتی ہین اور امید شفاکی رکہتی ہین اور کہتی ہین کہ یہہ درخت یا یہہ پتہر یا یہہ قبر

یقبل النذر الذی ہو عبادة وقربة ویتمسحون بذلك النصب ویستلمونه ولقد انکر السلف التمسح بحجر المقام الذی
منتین قبول کرتی ہین کہ جو عبادت اور قربت ہین اور اوس بت پر ہاتہہ ملتی ہین اور اوسکو ہاتہہ یا لب سی چومتی ہین اور منع کیا ہی سلف نی ہاتہہ ملنی سی مقام ابراہیم کی

امر الله تعالی ان یتخذ منه مصلی کما ذکره الازرقی عن قتادة فی قوله تعالی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ
پتہر پر جسکا الله تعالی یہہ حکم کرتا ہی کہ اوسکو نماز کی جگہ بنائی جاچنانچہ ازرقی قتادہ سی روایت کرتا ہی تفسیر مین اس آیت کی اور پکڑو مقام ابراہیم سی

مُصَلّٰی قال ان الناس امروا ان یصلوا عنده ولم یؤمروا ان یمسحوه بل اتفق العلماء علی انه لا یستلم ولا یقبل الا
نماز کی جگہ کہتا ہی کہ لوگوں کو یہہ حکم ہی کہ اوسکی پاس نماز پڑہین یہہ حکم نہین ہی کہ اوسپر ہاتہہ ملین بلکہ علماء کا اسپر اتفاق ہی کہ نہ ہاتہہ سی چوما جاوی اور نہ بوسہ دیا جاوی سوای

الحجر الاسود واما الرکن الیمانی فالصحیح انه یستلم ولا یقبل وہذا الشیطان فی کل حین وزمان ینصب لهم قبر رجل
حجر اسود کی اور رکن یمانی مین صحیح یہہ ہی کہ ہاتہہ سی چوما جاوی اور بوسہ نہ دیا جاوی اور یہہ شیطان دمبدم اونکی لئی کہ کسی بزرگ شخص کی قبر جسکی لوگ

معظم یعظمه الناس ثم یجعله وثنا یعبد من دون الله تعالی ثم یوحی الی اولیائه ان من نهی عن عبادته
تعظیم کرتی ہون نصب بنا دیتا ہی پہر رفتہ رفتہ اوسکو بت بنا کر پرستش کرتا ہی سوای الله تعالی کی پہر گور پرستوں کی دلین یہہ پیدا کرتا ہی کہ جو شخص گور پرستی سی

وعن اتخاذه عیدا وعن جعله وثنا فقد تنقصه وهضم حقه فیسعی الجاهلون فی قتله وعقوبته ویکفرونه
اور گور کو عید بنانی سی اور بت بنانی سی منع کری وہ بیحرمتی کرتا ہی اور حق تلفی کرتا ہی پہر جاہل لوگ اوسکی قتل اور ایذا مین کوشش کرتی ہین اور اوسکو کافر کہتی ہین

وما ذنبه الا انه امر بما امر به الله تعالی ورسوله ونهی عما نهی الله تعالی ورسوله عنه والذی اوقع عباد القبور فی
اور سوا اسکی اوسکی کیا خطا ہی کہ اوسنی وہ ہی حکم کیا جو الله اور اوسکی رسول نی فرمایا اور اوسہی سی منع کیا جو الله اور اوسکی رسول نی منع فرمایا اور گور پرستوں کی فتنہ مین

الافتتان بها امور منها الجهل بحقیقة ما بعث الله تعالی به رسوله من تحقیق التوحید وقطع اسباب
پڑنی کی کئی سبب ہین ایک تو جہالت حقیقت بعثت کی کہ الله تعالی نی اپنی رسول کو واسطی تحقیق توحید کی اور واسطی قطع کرنی اسباب

الشرك فالذین قل نصیبهم من ذلك اذا دعاهم الشیطان الی الفتنة بها ولم یکن لهم ما یبطل دعوته
شرک کی بہیجا ہی پہر جو لوگ کم نصیب ہین جب اونکو شیطان پکارتا ہی گوروں کی فتنہ کی طرف اور اونکو اتنا علم نہین جس سی شیطانی وسوسہ کو باطل کرین

استجابوا له بحسب ما عندهم من الجهل وعصموا منه بقدر ما معهم من العلم ومنها احادیث مکذوبة
تو اوسکو مان لیتی ہین اپنی اپنی جہالت کی موافق اور بچ جاتی ہین اپنی اپنی علم کی موافق اور ایک یہہ سبب ہی کہ جہوٹہی بہت حدیثین

وضعها علی رسول الله صلی الله علیه وسلم اشباه عباد الاصنام من المقابریة وهی تناقض ما جاء به
رسول الله صلی الله علیه وسلم پر بت پرستوں کی مانند گور پرستوں نی وضع کی ہین اونکا مضمون سراسر دین سی

من دینه کحدیث اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اهل القبور وحدیث اذا اعیتکم الامور فعلیکم
خلاف ہی جیسی یہہ حدیث جب تم حیران ہو جاؤ کسی امر مین تو مدد چاہو اہل قبور سی اور یہہ حدیث جب تہک جاؤ تم کسی امر مین تو لازم پکڑو

باصحاب القبور وحدیث لو حسن احدکم ظنه بحجر نفعه وامثال هذه الاحادیث التی هی مناقضة
اصحاب قبور کو اور یہہ حدیث جو کوئی تم مین سی نیک اعتقاد کری پہتر کی ساتہہ تو فائدہ دیوی اور ایسی ہی اور حدیثین جو دین اسلام سی سراسر خلاف ہین

لدین الاسلام وضعها اشباه عباد الاسلام من المقابریة وراجت علی الجهال والضلال والله تعالی
یہہ سب گور پرستوں بت پرستوں کی مانند نی وضع کین ہین اور جہال اہل ضلال کو ہاتہہ لگین اور حال یہہ ہی کہ الله تعالی نی

انما بعث رسوله لقتل من حسن ظنه بالاحجار والاشجار فانه علیه السلام جنب امته من الفتنة بالقبور
اپنی رسول کو واسطی قتل ایسی لوگوں کی بہیجا ہی جو پہتروں اور درختوں کو پوجا کرین کیونکہ علیه السلام نی اپنی امت کو قبروں کی فتنہ سی ہر طرح سی بچایا ہی

بالی

بكل طريق ومنها حكايات حكيت عن أهل تلك القبور أن فلانا استغاث بالقبر الفلاني في شدة فخلص

اور یہہ سبب ہی کہ کہانیاں گور پرستوں کی مشہور ہیں کہ فلانی نی فلانی کی گور سی مدد مانگی سختی کی وقت سو اوس سختی سی نجات پائی

منها وفلان نزل به ضر فاستدعى صاحب ذلك القبر فكشف ضره وفلان دعاه في حاجة فقضيت حاجته

اور فلانی کو مصیبت پیش آئی تو اوس مصیبت زدہ نی فلانی قبر والی سی استدعا کی سو اوسنی مصیبت رفع کردی اور فلانی کو حاجت کی وقت پکارا سو اوسکی حاجت پوری کی

وعند السدنة والمقابرية بشيء من ذلك يطول ذكره وهم من أكذب خلق الله على الأحياء والأموات و

اور مجاوروں اور گور پرستوں کی پاس ایسی بہت قصی ہیں جنکا ذکر دراز ہی اور تمام خلقت سی بہت بڑے جہوٹھے ہیں زندوں پر بہی اور مردوں پر بہی اور

النفوس مولعة بقضاء حوائجها وإزالة ضرورتها لا سيما من كان مضطرا يتشبث بكل سبب وإن كان

طبائع انسانی واسطی ادائی حاجتوں کی اور دفع مضرت کی حریص ہوتی ہیں خاص کر گہبراہٹ میں تو ہر چیز کا سہارا چاہتا ہی اگرچہ

فيه كراهة ما فإذا سمع أحد أن قبر فلان ترياق مجرب يميل إليه فيذهب فيه ويدعو عنده بحرقة وذلة و

کیسا ہی مکروہ ہو جب کوئی سنتا ہی کہ فلانی کی قبر آزمودہ تریاق ہی تو اوسکی طرف متوجہ ہوگا پہر وہاں جاویگا اور اوسکو ذلت اور خواری اور

انكسار فيجيب الله تعالى دعوته لما قام بقلبه من الذلة والانكسار لا لأجل القبر فإنه لو دعا كذلك في الحانة

انکسار سی پہر اللہ تعالی اوسکی دعا قبول کرلیتا ہی کیونکہ اوسکی دل میں خواری اور انکسار پیدا ہوتا ہی کچہہ قبر کی جہت سی نہیں قبول کرتا کیونکہ اگر یہہ شخص اسی طور دکان

والحمامة والسوق لأجابه فيظن الجاهل أن للقبر تأثيرا في إجابة تلك الدعوة ولا يعلم أن الله تعالى يجيب دعوة

یا حمام یا بازار میں دعا کرتا تو بہی قبول کرلیتا پہر جاہل آدمی خیال کرتا ہی کہ قبر میں تاثیر ہی واسطی قبولیت اس دعا کی اور یہہ نہیں سمجہتا کہ اللہ تعالی بیقرار کی دعا

المضطر ولو كان كافرا فليس كل من أجاب الله تعالى دعاءه يكون راضيا عنه ولا محبا له ولا راضيا لفعله

قبول ہی کرتا ہی اگرچہ وہ کافر ہو یہہ بات نہیں ہی کہ اللہ تعالی جسکی دعا قبول کرتا ہی اوس سی راضی ہی ہوتا ہی بلکہ نہ اوسکا دوست ہوتا ہی اور نہ اوسکی کام سی راضی ہوتا ہی

فإنه يجيب دعاء البر والفاجر والمؤمن والكافر يسرنا الله تعالى من الدعاء والعمل ما يكون موافقا لرضائه

بیشک اللہ تعالی دعا قبول کرتا ہی نیک اور بدکار کی اور مؤمن اور کافر کی خدا تعالی ہمکو آسان کری ایسی دعا اور عمل جو اوسکی رضا کی موافق ہو

بلطفه وكرمه

المجلس الثامن عشر في أقسام البدع وأحكامها

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اپنی لطف اور کرم سی — اٹہارویں مجلس بدعتوں کی اقسام اور اونکی احکام میں — فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

أما بعد فإن خير الحديث كتاب الله وخير الهدي هدي محمد وشر الأمور محدثاتها وكل محدثة بدعة

پہر بعد حمد کی تحقیق تمام باتوں میں اچہی کتاب اللہ کی ہی اور اچہی ہدایت ہدایت محمد کی اور کاموں میں بدتر نو پیدا اتنی نکالی ہوئی یعنی بدعتیں اور ہر محدث بدعت ہی

وكل بدعة ضلالة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه جابر وفي حديث آخر رواه عرباض بن سارية

اور ہر بدعت گمراہی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی اور ایک اور حدیث میں عرباض بن ساریہ کی روایت سی ہی

أنه عليه السلام قال من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء

کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی جو شخص جیتا رہی گا میری بعد سو قریب ہی کہ دیکہیگا بہت اختلاف سو لازم پکڑو اپنی اوپر میری سنت اور سنت خلفاء

الراشدين المهديين من بعده تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة

راشدین مہدیین کی بعد اوسکی سند کرو اور دانتوں سی مضبوط پکڑو اور بچاؤ اپنی تئیں نئی باتوں سی کیونکہ ہر محدث

بدعة وكل بدعة ضلالة والمراد بالبدعة المذكورة في هذين الحديثين البدعة السيئة التي ليس لها من

بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اور مراد بدعت سی جو ان دونو حدیثوں میں مذکور ہی بدعت سیئہ ہی جسکی اصل

الكتاب والسنة أصل وسند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط لا البدعة الغير السيئة التي يكون على

اور سند کتاب اور سنت سی نہیں نکلتی نہ ظاہر نہ خفی نہ لفظوں سی یا مضمون سی سمجہی جاوی بدعت حسنہ مراد نہیں ہی جسکی

اصل وسند ظاهر او خفي فانها لا يكون ضلالة بل هي قد تكون مباحة كاستعمال المنخل والمواظبة

اصل اور سند ظاہر یا خفی نکلتی ہی کیونکہ ایسی بدعت گمرہی نہین ہوتی بلکہ ایسی بدعت کبہی مباح ہوتی ہی جیسی استعمال چہنی آٹی کا اور پیٹ بہر کر

على اكل لب الحنطة والشبع منه وقد تكون مستحبة كبناء المنارة وتصنيف الكتب وقد تكون

روٹی گیہون کی ہمیشہ کہانی اور کبہی مستحب ہوتی ہی جیسی منارہ کا تعمیر کرنا اور کتابین تصنیف کرنی اور کبہی واجب ہوتی ہی

واجبة كنظم الدلائل لرد شبه الملاحدة والفرق الضالة لان البدعة لها معنيان احدهما لغوي

جیسی آراستہ کرنا دلایل کا واسطی دفع کرنی شبہات ملحدون اور گمراہ فرقون کی اسلئے کہ بدعت کی دو معنی ہین ایک تو معنی لغوی عام ہین

عام وهو المحدث مطلقا سواء كان من العادات او من العبادات والثاني شرعي خاص وهو الزيادة في

یعنی محدث مطلق برابر ہی کہ عادات مین ہو یا عبادات مین ہو اور دوسری معنی شرعی خاص ہین یعنی دین مین کچہ بڑہانا

الدين او النقصان منه بعد الصحابة بغير اذن من الشارع لا قولا ولا فعلا لا صريحا ولا اشارة

یا دین مین سی کچہ کہٹانا بعد عہد صحابہ کی بدون اجازت شرعی کی کہ نہ تو قولی ہو اور نہ فعلی اور نہ صریح اور نہ اشارہ

فانها في الحديثين وان كانت عامة تشتمل جميع المحدثات لكن عمومها ليس بحسب معناها اللغوي العام

پس بدعت دونو حدیثون مین اگرچہ عام ہی اور شامل تمام محدثات کو پر عموم اور شمول باعتبار لغوی معنون کی مقصود نہین ہی

بل عمومها بحسب معناها الشرعي الخاص فلا تتناول العادات اصلا بل تقتصر على بعض الاعتقادات

بلکہ عموم باعتبار معنون شرعی خاص کی مراد ہی پہر یہہ عادات کو بالکل شامل نہین ہی بلکہ اسمین بعضی اعتقادات

وبعض صور العبادات لانه عليه السلام لم يبعث لتعليم امر الدنيا وانما بعث لتعليم امر الدين يدل عليه

اور بعضی صورتین عبادات کی داخل ہین کیونکہ نبی علیہ السلام واسطی تعلیم امر دنیا کی نہین آئی وہ صرف واسطی تعلیم امر دین کی آئی ہین اس حدیث سی

قوله عليه السلام انتم اعلم بامور دنياكم اذا امرتكم بشيء من امر دينكم فخذوا به ثم البدعة في الاعتقاد

سمجہا جاتا ہی کہ تم خوب جانتی ہو اپنی دنیا کی کاربار جب مین تمکو دین کی بات بتایا کرون تو لیلیا کرو پہر بدعتین اعتقاد کی

بعضها كفر وبعضها ليس بكفر لكنها اكبر من كل كبيرة حتى القتل والزنا وليس فوقها الا الكفر والبدعة في

بعضی کفر ہین اور بعضی کفر نہین ہین مگر تمام کبایر سی سخت ہین یہان تک کہ قتل اور زنا سی بہی اور اوس سی زیادہ درجہ کفر ہی کا ہی اور بدعت

العبادة وان كانت دونها لكن فعلها عصيان وضلال لا سيما اذا صادمت سنة موكدة واما البدع

عبادات مین اگرچہ اوس سی کمتر ہی پر اوسکا عمل کرنا نافرمانی اور گمراہی ہی خاص کر جب کہ سنت موکدہ کی مقابل ہو اور بدعت

في العادة فليس في فعلها عصيان وضلال بل ترك الاولى فتركها اولى اذا تقرر هذا فالمنارة عون

عادات کی اسکی کرنیمین کچہہ نافرمانی اور گمراہی نہین ہی بلکہ ترک اولی ہی سو اسکا بہی ترک اولی ہی جب یہہ ٹہر چکا تو منارہ سی مدد ہوتی ہی

لاعلام وقت الصلوة وتصنيف الكتب عون للتعليم والتبليغ ونظم الدلائل لرد شبهة الملاحدة

واسطی خبر دینی وقت نماز کی اور کتابون کا تصنیف کرنا مددگار ہی واسطی تعلیم اور تبلیغ امر معروف کی اور آراستہ کرنا دلائل کا واسطی دفع شبہات ملحدون

والفرق الضالة نهي عن المنكر وذب عن الدين فكل منها ماذون فيه بل مامور به لان البدعة الغير السيئة

اور گمراہ فرقون کی باز رکہنا ہی منکر سی اور دفع کرنا ہی شبہات کا دین سی سو ہر ایک انمین سی رخصت ہی بلکہ تعمیل کا حکم ہی اسلئے کہ بدعت حسنہ

ما لم يحتج اليه الاوائل ثم الاحتاج اليه الاواخر وراوه حسنا على سبيل الاجماع بلا خلاف ولا نزاع

وہ ہی کہ متقدمین کو اوسکی حاجت نہوی پہر متاخرو کی حاجتمند ہوی اور سبکو بلا خلاف و نزاع پسند آ ئی و بعد

وعند الاستقراء لا توجد تلك البدعة الغير السيئة في العبادات البدنية المحضة كالصوم والصلوة

تلاش کی بدعت حسنہ عبادات خالص بدنیہ مین نہین پائی جاتی جیسی روزہ اور نماز

وقراءة القرآن واوظاف كل منها بل لا تكون البدعة فيها الا سيئة لان عدم وقوع الفعل في الصدر الاول
اور تلاوت قرآن کی اور وظیفے کی تمام عبادتوں میں بدعت سنیہ سی ہون بلکہ انمین ہمیشہ بدعت سیئہ ہی ہوتی ہی اسلئے کہ نہونا کسی کا کا قرن اول مین

ليس الا لعدم الحاجة اليه او لوجود مانع منه او لعدم التنبيه له او للتكاسل عنه او لكراهة وعدم مشروعية
یا تو بسبب نہونی حاجت کی یا بسبب موجود ہونی مانع کی یا بسبب بی خبری کی یا ماری کاہلی کی یا بسبب مکروہ اور ناجائز ہونی کی ہی

والاولان منتفيان في العبادات البدنية المحضة لان الحاجة الى التقرب الى الله تعالى بالعبادة لا تنقطع
دونو پہلی سبب تو عبادات خالص بدنیہ مین نہین ہوسکتی اسلئی کہ حاجت قربت الہی کی عبادت سی منقطع نہین ہوتی

وبعد ظهور الاسلام وغلبة اهله لم يكن منها مانع وكذا عدم التنبه لها والتكاسل عنها منتف ايضا
اور بعد ظاہر ہونی اسلام او غلبۂ اسلام کی ادس سی کوئی مانع نہین تہا اور ایسی ہی بی خبری اور کاہلی بہی نہین ہوسکتی

اذ لا يجوز ان يظن ذلك للنبي عليه السلام وجميع اصحابه فلم يبق الا كونها بدعة مكروهة غير مشروعة
اسواسطی کہ کہان جایز ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اونکی تمام اصحاب پر ایسا خیال کیا جاوی بہر سوا بدعت مکروہہ اور ناجایز ہونی کی کوئی سبب

وهذا المعنى اراد عبد الله بن مسعود لما اخبر بالجماعة الذين كانوا يجلسون بعد المغرب وفيهم رجل
اور یہہ ہی غرض ہی عبد اللہ بن مسعود رض کی جب اونکو خبر ہوئی ایک جماعت کی جو بعد مغرب کی بیٹہا کرتی تہی اور انمین ایک شخص

يقول كبروا الله كذا وكذا وسبحوا الله كذا وكذا واحمدوا الله كذا وكذا فيفعلون فحضرهم فلما سمع
کہتا جاتا اللہ اکبر کہو اتنی اتنی بار اور سبحان اللہ کہو اتنی اتنی بار اور الحمد للہ کہو اتنی اتنی بار پس وہ لوگ کہتی جاتی سو عبد اللہ ابن مسعود ادنکی پاس آئی جب سنا

ما يقولون قام فقال انا عبد الله بن مسعود فوالله الذي لا اله غيره لقد جئتم ببدعة ظلماء او لقد
جو کہتی تہی کہڑی ہوکر کہا مین عبد اللہ بن مسعود ہون پس قسم ہی اللہ کی جو نہین معبود سوا اوسکی بیشک تم بدعت کرتی ہو نہایت سیاہ یا

فقتم على اصحاب محمد عليه السلام علما يعني ان ما جئتم به اما ان يكون بدعة ظلماء او انكم تداركتم
تم فائق ہوگئی ہو محمد علیہ السلام کی اصحاب پر علم مین مراد اونکی یہہ ہی تم جو یہہ کرتی ہو یا تو یہہ بدعت تاریک ہی یا تمنی ایسی بات پیدا کی

على الصحابة ما فاتهم لعدم تنبههم له او لتكاسلهم عنه فغلبتموهم من حيث العلم بطريق العبادة
جو صحابہ کی ہاتہہ نہ آئی اونکی بی خبری سی یا سستی سی طریق عبادت کی علم مین تم اوسی غالب ہو نکلی

والثاني منتف فتعين الاول وهو كونه بدعة ظلما وهكذا يقال بكل من اتى في العبادة البدنية المحضة
اور دوسری بات نہین ہوسکتی تو پہلی ہی بات یعنی بدعت سیاہ ہونا مقرر رہی یہہ ہی جاری ہوسکتی ہی ہر ایک کی حق مین درباب عبادت خالص بدنیہ کی

بصفة لم تكن في زمن الصحابة اذ لو كان وصف العبادة في الفعل المبتدع يقتضي كونه بدعة حسنة
ایسی طور پر جو صحابہ کی وقت مین نہین تہا اسوسطی کہ اگر عبادت کا وصف افعال محدثہ کو بدعت حسنہ بنادیا کری

لما وجد في العبادات ما هو بدعة مكروهة وقد وجد فيها البدعة المكروهة على ما صرح العلماء
تو عبادات مین بدعت مکروہہ کبہی نہوا کرتی اور حال یہہ ہی کہ عبادات مین بدعت مکروہہ ہوتی ہی چنانچہ علماء نی

في تصانيفهم مثل صلوة الرغائب والجماعة فيها ومثل التصلية والترضية والتأمين في اثناء الخطبة
اپنی تصانیف مین صاف کہا ہی جیسی نماز رغائب کی اور اوسمین جماعت اور جیسی صلی اللہ کہنا اور رضی اللہ کہنا اور آمین کہنا خطبہ پڑہتی مین

وانواع النغمات الواقعة فيها وفي الاذان وقراءة القرآن ومثل الجهر بالذكر امام الجنازة وقدام العروس
اور اقسام ترنم جو خطبہ مین اور آذان مین اور تلاوت قرآن مین کرتی ہین اور ذکر پکار کر جنازی کی آگی اور دلہن کی آگی

في الطرقات وغير ذلك من البدع المنكرة الواقعة في العبادات وليس لاحد ان يقول انها ليست من قبل
راستہ مین اور سوا اسکی اور کئی بدعتین جو عبادات مین ہوتی ہین اور کیا طاقت ہی کسیکی کہ کہی یہہ امور بدعات سیئہ

البدعة السيئة المكروهة بل هي من قبيل البدعة الحسنة المشروعة بدليل كون بعض الاشياء المحدثة

اور مکروہ نہین ہین بلکہ قسم بدعت حسنہ مشروع سی ہی اس دلیل سی کہ بعضی چیزین نواحداث

بعد الصحابة حسنا كبناء المدارس والربط والخانات ونحوها من انواع الخيرات التي لم تعهد في عهد الصحابة

بعد قرن صحابہ کی حسن ہین جیسی مدرسی بنانی اور خانقاہ اور سرای اور مانند اسکی انواع خیرات کی جو صحابہ کی وقت مین اونکی رسم نہ تہی

اذ يقال له ما ثبت حسنة بالادلة الشرعية الصحيحة فهو اما ان لا يكون بدعة فيبقى عموم العام في

اسواسطی کہ جواب یہہ ہی جس کا حُسن دلائل شرعیہ صحیحہ سی ثابت ہو پس وہ یا تو اصلا بدعت نہین ہی اب عام کا عموم

الحديثين على حاله او يكون مخصوصا من هذه العام والعام الذي خص منه البعض دليل فيما عدا المخصوص

دونو حدیثون مین اپنی حال پر باقی ہی یا مخصوص ہوگا اس عام مین سی اور جو عام کہ اوس سی بعض فرد خاص ہوجاوی وہ دلیل ہوتا ہی بجز فرد مخصوص کی

فمن ادعى ثبوت حسن العبادة المحدثة وكونها مخصوصة من هذا العام يحتاج الى دليل يصلح ان يكون

اب جو شخص عبادات نواحداث کی حُسن کا دعوی کری اور اوسکو مخصوص بتادی اس عام مین سی تو حاجت ہوگی ایسی دلیل کی جو قابل

مخصصا لان عادة اكثر البلاد وقوله كثير من الزهاد والعباد ليس مما يصلح ان يكون معارضا

تخصیص کی ہووی اسواسطی کہ چلن اکثر شہرون کا اور اقوال زاہدون اور عابدون کی اس قابل نہین ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سی معارض

لكلام الرسول عليه الصلوة والسلام وكذلك الدليل المخصص هو الدليل الشرعي من الكتاب و

ہوسکین اور ایسی ہی دلیل مخصص وہ دلیل ہوتی ہی جو موافق شرع کی اور ماخوذ کتاب اور

السنة والاجماع الذي هو مختص باهل الاجتهاد ومن ليس من اهل الاجتهاد من الزهاد والعباد فهو في حكم

سنت اور اجماع سی ہو جو خاص اجتہاد والون سی ہو اور جو زاہد اور عابد کہ صاحب اجتہاد نہین ہین وہ عوام لوگونمین

العوام لا يعتد بكلامه الا ان يكون موافقا للاصول والكتب المعتبرة وهذه قاعدة دلت عليه السنة

داخل مین اونکی بات کا اس باب مین اعتبار نہین ہان اگر اونکی کلام اصول اور کتابوں معتبرہ سی مطابق ہو تو معتبر ہی اور یہہ وہ قاعدہ ہی کہ سنت

والاجماع مع ان في كتب الله تعالى ما يدل عليها ايضا وهو انه تعالى قال اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ

اور اجماع سی ثابت ہی باوجودیکہ کتاب اللہ مین بہی اسطرف اشارہ ہی وہ یہہ آیت ہی فرمایا کیا اونکی اور شریک ہین جو راہ ڈالی ہی اونہون نی

الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ فمن احدث شيئا يتقرب به الى الله تعالى من قول او فعل من غير ان يشرع

اونکی واسطی دین کی جسکا حکم نہین دیا اللہ نی پہر جو کوئی نئی بات عبادت کی واسطی تقرب الہی کی پیدا کری قولی ہو یا فعلی بدون مقرر کرنی

الله تعالى فقد شرع في الدين ما لم ياذن به الله تعالى فمن تبعه فقد اتخذه شريكا ومعبودا كما قال

اللہ تعالی کی تو اوسنی دین مین ایسا نیا طریق نکالا کہ جسکا اللہ تعالی نی حکم نہین دیا پہر جو اوسکا تابع ہوا اوسنی گویا شریک اور معبود بنیا لیا چنانچہ

الله تعالى في حق اهل الكتاب اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فقال عدي بن حاتم

اللہ تعالی نی اہل کتاب کی حق مین کہا ہی ٹہرائی ہین اپنی عالم اور درویش خدا اللہ کو چہوڑکر پس عدی بن حاتم نی

للنبي عليه السلام ما عبدوهم فقال عليه السلام اطاعوهم فمن اطاع احدا في دين لم ياذن به الله تعالى

نبی علیہ السلام سی عرض کیا اونہون نی عبادت تو نہین کی آپ نی فرمایا اونکی اطاعت کی اور جو شخص کسیکی اطاعت کری دینی امر مین بدون حکم اللہ تعالی کی

فقد عبده واتخذه ربا فعلم من هذا ان كل بدعة في العبادات البدنية المحضة لا تكون الا سيئة و

تو اوسنی گویا عبادت کی اور اوسکو اپنا رب مقرر کیا اس سی معلوم ہوا کل بدعتین عبادات بدنیہ خالص مین سیئہ ہی ہوتی ہی اور

ربما لا يفرق كثير من الناس بين الحسنة والسيئة فيظنون ان كل ما استحسنه نفوسهم ومال اليه

بعضی وقت اکثر لوگ بدعت حسنہ اور سیئہ مین تمیز نہین کرتی وہ یہہ سمجھ لیتی ہین کہ جو بات دلکو پسند آوی اور طبیعت اوسکی طرف متوجہ ہو

طباعه

طباعهم يكون حسنا فيعدون السيئة من الحسنة فقد خبطوا خبط الخبط عشواء لا يفرق بين الطريق

وہ ہی حسن ہی پہر وہ سیئہ کو بہی حسن تصور کرتی ہین سو وہ رستہ بجلی جیسی اندہی اونٹنی کرایی چلنی مین مہلک رستہ

المهلكة والجادة المنجية في مشيها والضابط في هذا ان يقال الناس لا يحدثون شيئا الا انهم يرونه

اور صاف رستہ بچانی والا نہین پہچانتی اور قاعدہ اسکا یہہ ہی کہ یون کہین کہ بنی آدم نئی بات نہین کرتی جب تک اوسمین کچہہ مصلحت

مصلحة اذ لو اعتقدوا فيه مفسدة لم يحدثوه فما راه الناس مصلحة ينظر في السبب فان كان

نہین دیکہتی کیونکہ اگر اوسمین کچہہ برائی سمجہین توکیون پیدا کرین پہر جس امر مین وہ لوگ مصلحت دیکہتی ہین اوسکی باعث مین تامل کرنا چاہئی پس اگر وہ

السبب امرا قد حدث بعد النبي صلى الله عليه وسلم فيجوز احداث ما تدعو الحاجة اليه كنظم

سبب ایسا امر ہی کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا ہوا ہی تو اب حاجت کی موافق اوسکی اصلاح کی واسطی جو کری جایز ہی جیسی قایم کرنا

الدلائل فان السبب الداعي اليه ظهور الفرق الضالة فانهم لما لم يظهروا في عهده عليه السلام

دلائل کا بیشک سبب باعث ان دلائل کا ظاہر ہونا گمراہ فرقون کا ہی وہ گمراہ فرقی چونکہ نبی علیہ السلام کی زمانہ مین نہین تہی

لم يحتج اليه وان كان المقتضي لفعله موجودا في عصره عليه السلام لكن ترك لعارض زال بموته

تو دلائل کی بہی حاجت نہین تہی اور اگر سبب مقتضی اوس امر لو احداث کا نبی علیہ السلام کی عہد مین موجود تہا مگر کسی عارضہ کی باعث متروک تہا کہ وہ عارضہ بسبب

فكذلك يجوز احداثه كجمع القران فان المانع منه في حياته عليه السلام كون الوحي لا يزال ينزل

تو بہی ایسی امر کا احداث کرنا جایز ہی جیسی قران کا جمع کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایام حیات مین بلا ناغہ وحی آتی رہتی تہی پہر اللہ تعالی

فيغير الله تعالى ما يشاء فزال ذلك المانع بموته عليه السلام واما ما كان المقتضي لفعله في عهده عليه السلام

جو چاہتی تہا سو بدل دیتا تہا پہر بسبب موت حضرت کی یہہ مانع جاتا رہا اور جس امر کا مقتضی یعنی باعث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی

موجودا من غير وجود المانع منه ومع ذلك لم يفعله عليه السلام فاحداثه تغيير لدين الله تعالى

موجود تہا اور مانع اوسکا نہین تہا اور تو بہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی اوس امر کو نہین کیا تو ایسی امر کا کرنا اللہ کی دین کو تغیر کرنا ہی

اذ لو كان فيه مصلحة لفعله عليه السلام او حث عليه ولما لم يفعله عليه السلام ولم يحث عليه

اسواسطی کہ اگر ایسی امر مین کچہہ خوبی ہوتی تو بیشک اوسکو نبی علیہ السلام کرتی یا اوسپر رغبت دیتی اور چونکہ نہ تو اوسکو کیا اور نہ اوسپر رغبت دی

علم انه ليس فيه مصلحة بل هو بدعة قبيحة سيئة مثاله الاذان في العيدين فانه لما احدثه

تو معلوم ہوا کہ اسمین کچہہ خوبی نہین ہی بلکہ وہ سراسر بدعت قبیحہ ہی جیسی عیدین مین اذان کا پڑہنا اس اذان کو جب

بعض السلاطين انكره العلماء وحكموا بكراهته فلو لم يكن كونه بدعة دليلا على كراهته لقيل

بعضی سلاطین نی مقرر کی تو اوسپر علماء نی انکار کرکر اعتراض کیا اور مکروہ ٹہرایا پہر اگر وہ ہی اذان بدعت ہوکر کراہیت کی دلیل نہوتی تو البتہ کوئی جواب دیتا

هذا ذكر الله تعالى ودعاء الخلق الى عبادة الله تعالى فيقاس على اذان الجمعة او يدخل في العمومات

کہتا کہ صاحب یہہ تو خدا کا ذکر ہی اور اسمی خلقت کو عبادت کی واسطی بلاتی ہین یہہ ایسی ہی جیسی جمعہ کی اذان یا داخل ہی تحت عام قاعدہ کی

التي من جملتها قوله تعالى وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وقوله تعالى وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ

کہ انہین سی یہہ آیت ہی اور یاد کرو اللہ کی یاد بہت اور اوس سی بہتر کسکی بات جسنی بلایا اللہ کی طرف

لكن لم يقولوا ذلك بل قالوا كما ان فعل ما فعله عليه السلام كان سنة كذلك ترك ما تركه عليه السلام

لیکن یہہ جواب کسینی نہین دیا بلکہ سب قایل ہوئی کہ جیسی عمل کرنا اوس کار کا جسکو پیغمبر علیہ السلام نی کیا سنت ہی ایسی ہی ترک کرنا ہی اوس کار کا جسکو پیغمبر صلی

مع وجود المقتضي وعدم المانع منه كان سنة ايضا فانه عليه السلام لما امر بالاذان في الجمعة

اللہ علیہ وسلم نی باوجود ہونی مقتضی اور نہونی کسی مانع کی ترک کیا سنت ہی بیشک پیغمبر علیہ السلام نی جب جمعہ کو اذان کا امر فرمایا

دون العيدين كان ترك الاذان فيهما سنة وليس لاحد ان يزيده ويقول هذا زيادة العمل الصالح
اور عيدين ميں ارشاد فرمايا تو عيدين ميں اذان کا ترک کرنا سنت ہوا اور کسيکو طاقت نہيں کہ اسکو زيادہ کا قائل ہوکر يہہ کہوی يہہ عمل صالح کی افزايش ہی
لا يضر زيادته اذ يقال له هكذا تغيرت اديان الرسل وتبدلت شرايعهم فان الزيادة في الدين
ايسی زيادتی کا کيا ڈر ہی اسواسطی کہ اسکا يہہ جواب ہی کہ اسيطرح رسولوں کی دين متغير ہوگئی اور اونکی شريعتيں متبدل ہوگئيں بيشک دين ميں اگر بڑہانا جايز ہوتا
لو جازت لجاز ان يصلي الفجر اربع ركعات والظهر ست ركعات ويقال هذا زيادة عمل صالح لا يضر
تو البتہ جايز ہوتا کہ صبح کی فرض نماز ميں چار رکعتيں ادا کيا کريں اور ظہر کی فرض ميں چھہ رکعتيں پڑہا کريں اور کہا کريں يہہ عمل صالح کی زيادتی ہی
زيادته لكن ليس لاحد ان يقول ذلك لان ما يبديه المبتدع من المصلحة والفضيلة ان كان ثابتا
اسميں کيا نقصان ہی ليکن يہہ بات کوئی نہيں کہہ سکتا اسواسطی کہ جس امر کو بدعتی نيک اور افضل جانتا ہی اگر وہ امر
في عصره عليه السلام ومع هذا لو يفعله عليه السلام فيكون ترك مثل هذا الفعل سنة مقدمة
پيغمبر عليہ السلام کی وقت ميں ثابت تہا اور پہر بہی اوسکو نہيں کيا تو ايسی کام کا چھوڑنا ہی سنت ہی ہر عموم
على كل عموم وقياس فمن عمل به مع اعتقاده انه غير مشروع في الدين يكون فاسقا غير مبتدع وان
او قياس سی سابق ہی پس جو شخص ايسی امر کو عمل ميں لاوی دين کی اندر ناجايز اعتقاد کرکر تو وہ فاسق غير مبتدع ہی اور اگر
عمل به مع اعتقاده انه مشروع في الدين يكون فاسقا ومبتدعا لان الفسق اعم من البدعة فكل
اوسکو عمل ميں لاوی دين کی اندر جايز جان کر تو وہ فاسق اور بدعتی ہوگا اسواسطی کہ فسق بدعت سی عام ہی پس جو
بدعة فسق من غير عكس وكذلك قيل البدعة شر من الفسق فان من يفعل البدعة فهو ينقض
بدعت ہی وہ فسق بہی ہی بدون عکس کی يعنی بعضی فسق بدعت نہيں ہيں اور ايسی ہی کہتی ہيں کہ بدعت فسق سی بدتر ہی کيونکہ جو شخص بدعت کو عمل ميں لاتا ہی تو وہ رسول
الرسول وان كان في زعمه انه يعظمه بالبدعة حيث يزعم انها خير من السنة واولى بالصواب
صلی اللہ عليہ وسلم کی بات کو نقض کرتا ہی اگرچہ اپنی گمان ميں اوس بدعت سی تعظيم سمجھتا ہی کيونکہ اونکا قول ہی کہ يہہ امر سنت سی بہتر ہی اور صواب ميں اولی ہی
فيكون منافيا لله ولرسوله لاستحسانه ما كرهه الشرع ونهى عنه وهو الاحداث في الدين وانه تعالى
پس وہ مقابلہ کرتا ہی اللہ اور اوسکی رسول کا اسوسطی کہ نيک جانتا ہی جسکو شرع نی مکروہ ٹہرايا اور اوس سی منع فرمايا اور يہہ ہی دين ميں نئی بات نکالنا اور بيشک اللہ تعالی
قد شرع لعباده من العبادات ما فيه كفاية لهم واكمل دينهم واتم عليهم نعمته كما اخبر به في كتابه الكريم
اپنی بندوں کی واسطی ايسی عبادات مقرر کرچکا ہی جسميں اونکی لئی کفايت ہی اور دين کامل کر چکا اور اپنی نعمت پوری دی چکا چنانچہ اسکی خبر اپنی کتاب کريم ميں
وقال اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ فالزيادة على الكمال نقصان واختلال
دی ہی فرمايا آج ميں پورا دی چکا تمکو دين تمہارا اور پورا کيا ميں نی تم پر احسان اپنا پس کامل کی اوپر اور بڑہانا ايسا نقصان اور خلل ہوتا ہی
بمنزلة الاصبع الزائدة وقد تقرر في الاصول ان حسن الافعال وقبحها عند اهل الحق انما يعرفا بالشرع
جيسی چھٹی اونگلی اور اصول ميں ثابت ہو چکا ہی کہ اہل حق کی نزديک بہلائی اور برائی صرف شرع سی معلوم ہوتی ہی
لا بالعقل فكل فعل امر به في الشرع فهو حسن وكل فعل نهي عنه في الشرع فهو قبيح وقال الامام الغزالي في
عقل سی نہيں معلوم ہوتی پس جسکام کا شرع نی حکم فرمايا ہی وہ ہی نيک ہی اور جس کام سی شرع ميں منع کيا ہی وہ ہی برا ہی امام غزالی
كتاب الاربعين في اصول الدين اياك ان تتصرف بعقلك ونقول كل ما كان خيرا او نافعا فهو افضل
کتاب اربعين في اصول الدين ميں کہتی ہيں اس سی بچتی رہنا کہ تو عقل کی پيروی کرکر کہنی لگی جو امر خير اور نفع رسان ہی وہ ہی افضل ہی
وكل ما كان اكثر كان انفع فان عقلك لا يهتدي الى اسرار الامور الالهية وانما يتعقلها قوة النبي عليه السلام
اور جو امر اکثر ہوتا ہی وہ نفع رسان ہوتا ہی کيونکہ تيری عقل نہيں جاسکتی ہی طرف بہيد امور الہی کی اوس بہيد کو صرف قوت نبی عليہ السلام کی دريافت کرسکتی ہی

فعليك

فعليك بالاتباع فان خواص الامور لا تدرك بالقياس او ما ترى كيف ندبت الى الصلوة ونهيت عنها
تجکو اتباع ہی لازم ہی بیشک خواص امور قیاس سی نہین معلوم ہوتی دیکھتا نہین کہ نماز کی باب مین کیسی ترغیب ہی اور پہر
فی جميع النهار وامرت بتركها بعد الصبح والعصر وعند الطلوع والغروب والزوال وذلك ينتهي الى قدر
تمام اجزا نہار مین ممانعت ہی اور تجکو حکم ہی نماز نہ پڑہنی کا بعد صبح اور عصر کی اور وقت طلوع اور غروب اور زوال آفتاب کی اور یہہ سب ملکر تخمیناً
ثلث النهار وقال في الاحياء فكما ان العقول تقصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة سبيل
تہائی دن ہوتا ہی اور احیاء مین کہا ہی جیسی عقل قاصر ہی منفعت دواؤن کی دریافت کرنی سی باوجودیکہ اسمین تجربہ کو دخل ہی
اليها كذلك تقصر عن ادراك ما ينفع في الاخرة مع ان التجربة غير متطرق اليها وانما يكون ذلك لو رجع
ایسی ہی عقل قاصر ہی دریافت کرنی اون امور کی سی جو آخرت مین نافع ہون باوجودیکہ تجربہ کو ادہر کوئی راہ نہین ہی یہہ حال جب معلوم ہوسکتا ہی اگر
الينا بعض الاموات واخبرنا عن الاعمال المقربة الى الله تعالى والمبعدة عنه وذلك مما لا مطمع فيه
ہماری پاس کوئی مردہ چلا آوی وہ اگر ہمکو بتاوی کونسا عمل اللہ تعالی سی نزدیک کرتا ہی اور کونسا دور کرتا ہی سو یہہ ہرگز نہین ہوسکتا
وقال صاحب مجمع البحرين في شرحه ان رجلا يوم العيد في الجبانة اراد ان يصلي قبل صلوة العيد
صاحب مجمع البحرین نی اوسکی شرح مین بیان کیا ہی ایک شخص نی عید کی دن مصلی مین ارادہ کیا کہ عید کی دوگانہ سی پہلی نماز پڑہی
فنهاه علي فقال الرجل يا امير المؤمنين اني اعلم ان الله تعالى لا يعذب على الصلوة فقال عليؓ واني اعلم ان
سو علی نی اوسکو منع کیا اوس شخص نی کہا یا امیر المؤمنین مین خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالی نماز پڑہنی پر عذاب نہین کریگا پہر علی نی فرمایا مین جانتا ہون کہ
الله تعالى لا يثيب على فعل حتى يفعله رسول الله عليه السلام او يحث عليه فيكون صلاتك عبثا
اللہ تعالی کسی کام پر ثواب نہین دیتا جبتک اوسکو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرلین یا اوسکو امر فرماوین اب تیری یہہ نماز عبث ہی
والعبث حرام فلعله تعالى يعذبك به بمخالفتك لنبيه وقال صاحب الهداية يكره ان يتنفل بعد
اور عبث حرام ہی پس شاید کہ اسکی بدلے اللہ تعالی تجکو عذاب دی بسبب مخالفت نبی علیہ السلام کی اور صاحب ہدایہ کہتی ہین مکروہ ہین نفلین پڑہنی بعد
الفجر اكثر من ركعتي الفجر لانه عليه السلام لم يزد عليهما مع حرصه على الصلوة فانظر كيف جعل عدم
طلوع صبح صادق کی سوا دو رکعت سنت فجر کی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام نی ان دو سی زیادہ نہین پڑہین باوجود محبوب ہونی نماز کی اب دیکھو نبی علیہ السلام کی
فعله عليه السلام في باب العبادات دليلا على الكراهة وقال ابن الهمام ما تردد من العبادات بين الواجب
نماز نہ پڑہنی کو باب عبادات مین کیسی دلیل کراہت کی ٹہرائی ہی ابن ہمام کہتا ہی جو عبادت کہ واجب
والبدعة ياتي به احتياطا وما تردد بين البدعة والسنة يتركه لان ترك البدعة لازم واداء السنة
اور بدعت کی بیچ مین مشکوک ہو تو اوسکو احتیاطا عمل مین لاوی اور جو عبادت بدعت اور سنت کی بیچمین مشکوک ہو تو ترک کری اسواسطی کہ بدعت کا چہوڑنا
غير لازم وفي الخلاصة مسئلة تدل على ان البدعة اشد ضررا من ترك الواجب حيث قال اذا
کچھ ضرور نہین اور خلاصہ مین ایک مسئلہ ہی جس سی معلوم ہوتا ہی کہ بدعت کا ترک واجب سی بہی بڑا ضرر ہی جس جگہہ کہا ہی اگر
شك في صلاته هل صلاها ام لا ان كان في الوقت فعليه ان يعيدها وان خرج الوقت ثم شك
شک واقع ہو نماز مین آیا ادا کی ہی یا نہین اگر ابہی وقت باقی ہی تو اوسپر اعادہ ہی اور اگر وقت جاتا رہا پہر شک ہوا
لا شئ فيه ولو كان الشك في صلوة العصر يقرأ في الركعة الاولى والثالثة ولا يقرأ في الثانية
تو کچھ نہین اور اگر عصر کی نماز مین شک ہو تو اعادہ مین پہلی رکعت اور تیسری رکعت مین قرات ادا کری اور دوسری رکعت اور
الرابعة فتعين الاوليين للقراءة في الفرض واجب وتداركه بتركه حذرا عن احتمال وقوع النفل بعد العصر
چوتہی مین قرات نہ پڑہی پس پہلی دو رکعتون کا معین کرنا واسطی قرات کی فرضون مین واجب ہی سو حکم ہوا اوسکی ترک کا اسواسطی کہ شاید نماز بعد عصر کی نفلین

وهو بدعة مكروهة وروى عن سفيان الثورى انه كان يقول البدعة احب الى ابليس من كل
کہ یہہ بدعت مکروہ ہی اور سفیان ثوری سی روایت ہی کہ کہتی تہی کہ ابلیس کو بدعت تمام معاصی سی زیادہ تر محبوب ہی

المعاصي لان المعاصي يتاب عنها والبدعة لا يتاب عنها وسبب ذلك ان صاحب المعاصي يعلم
اسواسطی کہ معاصی سی تو توبہ ہوسکتی ہی اور بدعت سی توبہ نہیں ہوتی اسکا سبب یہہ ہی کہ معاصی کرنیوالا تو جانتا ہی

بكونه مرتكب المعاصي فيرجى له التوبة والاستغفار واما صاحب البدعة فيعتقد انه في طاعة وعبادة
کہ مین بڑا خطاوار ہوں تو اوسی توبہ اور استغفار کی امید ہی اور بدعتی تو یہہ جانتا ہی کہ مین عبادت کرتا ہوں اور طاعت مین ہون

ولا يتوب ولا يستغفر وهذا ما حكى عن ابليس انه قال قصمت ظهور بني آدم بالمعاصي والاوزار وقصموا
تو یہہ شخص نہ تو توبہ کریگا نہ استغفار اور ابلیس سی حکایت ہی کہ کہتا ہی مینی پشت بنی آدم کی معاصی اور گناہوں سی توڑدی اور بنی آدم نی

ظهري بالتوبة والاستغفار فاحدثت لهم ذنوبا لا يستغفرون منها ولا يتوبون عنها وهي البدع
میری پشت توبہ اور استغفار سی توڑدی سو مینی اونکی لئی ایسی گناہ نکالی ہین کہ اوس سی نہ استغفار کرین اور نہ توبہ کریں اور وہ بدعتین ہین

في صورة العبادة فان قيل قد اعتاد كثير من الناس ان يستدلوا على عدم كراهة ما اعتادوه
عبادت کی لباس مین اگر کوئی کہی عادت ہی اکثر لوگوں کی کہ استدلال کرتی ہین بدعات کی جواز پر جنکی عادت کرلی ہی

من البدعة بحديث شايع بينهم وهو ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما رآه المسلمون
اس حدیث سی جو اونمین مشہور ہی یہہ کہ جسکو مسلمان نیک جانین تو وہ اللہ کی نزدیک بھی نیک ہی اور جسکو مسلمان

قبيحا فهو عند الله قبيح وهل يصح هذا الاستدلال منهم ام لا يصح فالجواب على ما ذكره بعض الفضلاء
برا جانین سو وہ اللہ کی نزدیک بہی قبیح ہی آیا یہہ استدلال اونکا صحیح ہی یا صحیح نہیں پس اسکا جواب موافق بیان بعضی فضلاء کی

ان هذا الاستدلال لا يصح والحديث حجة عليهم لا لهم لانه بعض حديث موقوف على ابن مسعود
یہہ ہی کہ یہہ استدلال صحیح نہیں ہی اور یہہ حدیث اونکی حق مین مضر ہی مفید نہیں کیونکہ یہہ ٹکڑا ایسی حدیث کا ہی جو موقوف ہی ابن مسعود پر

رواه احمد والبزار والطبراني والطيالسي وابو نعيم هكذا ان الله تعالى نظر في قلوب العباد فاختار
روایت کیا اسکو احمد اور بزار اور طبرانی اور طیالسی اور ابونعیم نی اسطور پر کہ اللہ تعالی نی دیکہا اپنی بندوں کی دلوں کو پہر پسند کیا

محمدا فبعثه برسالته ثم نظر في قلوب العباد فاختار له اصحابا فجعلهم انصار دينه ووزراء نبيه
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سو بہیجا اونکو اپنی رسالت پر پہر دیکہا بندوں کی دلوں کو پہر پسند کئی اونکی لئی اصحاب پہر اونکو مقرر کیا دین کی مددگار اور اپنی نبی کی وزیر

فما رآه المؤمنون حسنا فهو عند الله حسن وما رآه المسلمون قبيحا فهو عند الله قبيح ولا شك ان
پس جس چیز کو دیکہین مومن اچہی تو وہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جو چیز دیکہین اوسکو مسلمان قبیح پس وہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور بیشک

اللام في المسلمين ليس لمطلق الجنس لان الحديث حينئذ يكون مخالفا لقوله عليه السلام ستفترق امتي
لام مسلمین کی لفظ مین مطلق جنس کی لئی نہیں ہی اسلئی کہ یہہ حدیث اب اس حدیث سی مخالف ہوجاویگی قریب ہی کہ میری امت مین

على ثلث وسبعين فرقة كلهم في النار الا واحدة لان كل من فرق الامة مسلم يرى مذهبه حسنا فيلزم
تہتر فرقی ہوجائیں گی وہ سب دوزخی ہین سوای ایک کی اسواسطی کہ تمام فرقی امت کی مسلم ہین اور اپنی اپنی مذہب کو نیک جانتی ہین اس سی یہہ لازم آتی

ان لا يكون فرقة منها في النار وكذا بعض المسلمين يرى شيئا حسنا وبعضهم يراه قبيحا فيلزم ان لا يتميز
کہ کوئی فرقہ بہی دوزخی نہو اور ایسی ہی بعضی مسلمان ایک بات کو نیک جانتی ہین اور بعضی اوسکو قبیح جانتی ہین اب یہہ لازم آتا ہی کہ

الحسن عن القبيح بل هو ما للعهد والمعهود ما ذكر في قوله فاختار له اصحابا فيكون المراد بالمسلمين
حسن اور قبیح مین تمیز نہ ہی بلکہ وہ لام یا تو واسطی عہد کی ہی اور معہود مراد وہ لوگ ہین جو اس قول مین مذکور ہین پسند کئی واسطی اوسکی اصحاب اب مراد مسلمین سی

الصحابة فقط او للاستغراق خصائص الجنس فيراد بالمسلمين اهل الاجتهاد الذين هم الكاملون فى صفة
صحابہ ہیں فقط یا لام واسطی استغراق خصایص جنس کی ہی پہر مراد مسلمین کی اجتہاد والی علماء ہیں جو صفت اسلام میں کامل ہیں
الاسلام صرفا للمطلق الى الكامل لان المطلق عند عدم القرينة ينصرف الى الفرد الكامل وهو المجتهد
واسطی صرف مطلق کی طرف کامل کی اسلئی کہ جب مطلق قرینہ سی خالی ہوتا ہی تو اوسکو فرد کامل کی طرف لیجاتی ہیں فرد کامل مجتہد ہی
فيكون المعنى ما راه الصحابة او اهل الاجتهاد حسنا فهو عند الله حسن وما راه الصحابة او اهل الاجتهاد
اب یہہ معنی ہوئی جسبات کو صحابہ یا علماء مجتہد حسن جانی سووہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جسبات کو صحابہ یا علماء مجتہد
قبيحا فهو عند الله قبيح ويجوز ان يكون للاستغراق الحقيقي فيكون المعنى ما راه جميع المسلمين حسنا
قبیح سمجہیں سووہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور وہ لام استغراق حقیقی کا بہی ہوسکتا ہی اب یہہ معنی ہونگی جسبات کو تمام مسلمان حسن جانی
فهو عند الله حسن وما راه جميع المسلمين قبيحا فهو عند الله قبيح وما اختلف فيه فالعبرة للقرون
سووہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جسبات کو تمام مسلمان قبیح جانی سووہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور جسبات میں اختلاف پڑی پہر اعتبار قرون ثلثہ کا
المشهود لهم بالخير لا للقرون المشهود لهم بالكذب وعدم الاعتماد فى قوله عليه السلام خير القرون قرنى
جسکی حق میں شہادت خیر کی ہی باقی قرون کا اعتبار نہوگا جنکی حق میں شہادت کذب اور بی اعتباری کی ہی اس حدیث میں سب قرنوں میں بہتر میرا قرن ہی
الذى بعثت فيهم ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يفشو الكذب فلا تعتمدوا اقوالهم وافعالهم ولا ريب
جسمیں میں مبعوث ہوں پہر جو اسی متصل ہیں پہر جو اسی متصل ہیں پہر ان میں کذب پہیل جاویگا پہر نہ اونکی اقوال کا اعتماد کرنا نہ افعال کا اور بی شک
ان الصحابة والتابعين والائمة المجتهدين كانوا يرون ما جاوز قدر الضرورة من البدع قبيحا فهو عند الله
صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین جانتی تہی کہ جو بدعت قدر ضرورت سی بڑہ جاوی وہ قبیح ہی پس وہ اللہ کی نزدیک بہی
قبيح ومثل قوله عليه السلام لا تجتمع امتى على الضلالة فان المراد بالامة فى هذا الحديث اهل الاجماع
قبیح ہی اور جیسی یہہ حدیث نہیں متفق ہوگی میری امت گمراہی پر بیشک مراد امت سی اس حدیث میں وہ اہل اجماع ہیں
الذى هو بكل مجتهد ليس فيه فسق ولا بدعة اصلا لان الفسق يورث التهمة ويسقط العدالة وصاحب
جنمیں ہر ایک ایسا مجتہد ملا ہو کہ اصلا اوسمیں نہ فسق ہو نہ بدعت اسواسطی کہ فسق سی تہمت پیدا ہوتی ہی اور عدالت جاتی رہتی ہی اور
البدعة يدعو الناس الى البدعة ولا يكون من الامة على الاطلاق لان المراد بالامة المطلقة اهل
بدعتی لوگوں کو بدعت کی طرف بلاتا ہی اور مطلق امت مراد نہیں ہی اسواسطی کہ امت مطلقہ سی مراد اہل
السنة والجماعة وهم الذين طريقتهم طريق النبى عليه السلام واصحابه دون اهل البدع والضلال
سنت والجماعت ہیں وہ وہ لوگ ہیں جنکا طریقہ بعینہ طریقہ نبی علیہ السلام اور صحابہ کا ہی اہل بدعت اور اہل ضلال مراد نہیں ہیں
كما قال النبى عليه السلام امتى من استن بسنتى ويصح ان يراد بامتى جميع الامة بناء على ان الاضافة
چنانچہ نبی علیہ السلام فرماتی ہیں میری امت وہ ہی جو طریقہ پکڑی میری سنت کو اور ہوسکتا ہی کہ امت سی تمام امت مراد ہو اسواسطی کہ اضافت
كاللام قد تكون للاستغراق فيكون المعنى لا يجتمع جميع امتى فى زمان من الازمنة على الضلالة كما
مانند لام کی کبہی واسطی استغراق کی ہوتی ہی اب یہہ معنی ہوجاوینگی نہیں متفق ہوگی میری تمام امت کبہی کسی زمانہ میں گمراہی پر جیسی
اذا اجتمع اليهود والنصارى بعد نبيهم على الضلالة فيكون هذا الحديث موافقا لقوله عليه السلام
یہود اور نصاری اپنی اپنی نبی کی بعد گمراہی پر متفق ہوگئی ہیں پس یہہ حدیث موافق ہوگی اس حدیث سی
لا يزال طائفة من امتى قائمين بامر الله لا يضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتى ياتى امر الله اذ تقرر
ہمیشہ رہیگی ایک گروہ میری امت کی قایم اوپر امر الٰہی کی نہ ضرر دیگا اونکو جو قطع کری اونکو اور نہ جو اونسی مخالف ہو یہانتک کہ آجاوی کی قیامت جبکہ ثابت ہوچکا

هذا فالواجب على كل مسلم في هذا الزمان ان يحذر من الاغترار والميل الى شئ من البدع والمحدثات

تو اس زمانہ میں ہر ہر مسلمان پر واجب ہے کہ پرہیز کرتا رہے فریب میں آنے اور توجہ سے طرف کسی بدعت اور محدثات کی

ويصون دينه عن العوائد التي استأنس بها وتربى عليها فانها سم قاتل قل من سلم من آفاتها و

اور عوارض سے اپنے دین کو بچا رہے جن سے انس رکھتا ہے اور جن میں پرورش پائی ہے کیونکہ یہ زہر قاتل ہے اسکی آفت سے آدمی کم بچتا ہے اور

ظهر له الحق معها الا ترى ان قريشا لاجل العوائد التي الفتها نفوسهم انكروا على النبي صلى الله عليه وسلم

اسمیں امر حق کم ظاہر ہوتا ہے کیا معلوم نہیں کہ قریش نے فوایدی کی ماری جسمیں اونکی دل لگی ہوئی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احکام سے انکار کیا

ماجاء به من الهدى والبيان وكان ذلك سببا لكفرهم وطغيانهم حتى قالوا في حقه عليه السلام

کہ جو سراسر ہدایت اور بیان تھی اسی سبب سے وہ کافر ہوئی اور طاغی ٹھہری یہاں تک کہ نبی علیہ السلام کی حق میں کہا سو کہا

ماقالوا بسبب ما تربوا عليه ونشئوا فيه ولذلك كان ابن مسعود يقول اياكم وما يحدث من البدع

واسطے اوس امر کی جسمیں پرورش پائی تھی اور جوان ہوئی تھی اسی لئے ابن مسعود کہا کرتی تھی بچو نو احادث بدعات سے

فان الدين لا يذهب من القلوب بمرة ولكن الشيطان يحدث لكم بدعا حتى يذهب الايمان

کیونکہ دین دلوں کی اندر سے ایک ہی دفعہ نہیں جاتا رہیگا لیکن شیطان تمہاری لئے بدعتیں پیدا کریگا یہاں تک کہ ایمان

من قلوبكم فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان لا يغتر ويستدل بقوة تصميمه على شئ وكثرة عبادته به انه

تمہاری دلوں سے نکل جاویگا اس بیان کی موافق مومن کو لازم ہے کہ ... آدمی کہ استدلال کرنی لگی قوت تصمیم سے کسی چیز پر اور کثرت عبادت سے کہ

على الحق وان تصميمه عليه وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمناشير لا يدل على كونه على الحق في دينه

میں حق پر ہوں کیونکہ اوسکی تصمیم اور باز نہ آنا اوس چیز سے اگرچہ ... کاٹ جاوی ... کی حقیت پر دلالت نہیں کرتا

لان جزمه وتصميمه عليه ليس من حيث كونه حقا بل من حيث نشأته بين قوم يدينون به و

اسواسطے کہ اسکا جزم اور تصمیم اوس چیز پر حقیقت کی جہت سے نہیں ہے بلکہ اس جہت سے کہ وہ ایسی قوم میں پیدا ہوا ہے کہ اوسکو دین سے جانتے ہیں اور

للنشاة والمخالطة اثر عظيم في تصميم شئ حقا كان او باطلا الا ترى ان مثل هذا التصميم يوجد

ساتھ اور صحبت ... کو اشیاء کی حقیقت اور ابطال میں بڑا اثر ہوتا ہے کیا معلوم نہیں کہ ایسی تصمیم تمام

عامة من ذوي الجهل المركب كاليهود والنصارى ومن في معناهم فالحذر الحذر من هذا السم القاتل

جہل مرکب والوں میں پائی جاتی ہے جیسے یہود اور نصاری اور جو لوگ انکی طرح کی ہیں بس بچو بچو اس زہر قاتل سے

ولكن همتك [illegible] مستقيما لخلاص مهجتك بالاتباع وترك الابتداع فان الاتباع افضل عمل يعمله

اور ... واسطے خلاصی اپنی جان کی اتباع کی قبض اور بدعت کی چھوڑنی سے بیشک اتباع سنت آدمی کی واسطے

المرء في هذا الزمان لشيوع العمل على خلاف السنة منذ زمان طويل فلا بد لك ان تكون شديد التوقي

اس زمانہ میں تمام اعمال سے بہتر ہے اسواسطے کہ مدت دراز سے عمل بدعت پر خلاف سنت پھیل رہا ہے سو تجھکو ضرور ہے کہ بدعات اور محدثات امور سے بہت ہی

من [illegible] وان اتفق عليه الجمهور فلا يغرنك اتفاقهم على ما احدث بعد الصحابة بل ينبغي

بچتا رہے اگرچہ اوس بدعت پر بہت خلقت نے اتفاق کیا سو سوادونکی اتفاق سے بدعات پر جو بعد صحابہ کی نکلی ہیں فریب نہ کھانا بلکہ تجھکو

[illegible] التفتيش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم الناس واقربهم الى الله تعالى اشبههم بهم

... کہ اونکی حالات اور عملوں ... کیونکہ سب میں بڑا عالم اور مقرب الہی وہ ہی ہے جو اونسی زیادہ مشابہت رکھتا ہے

[illegible] الاصول [illegible] التلقي عن صاحب الشرع وقد جاء في الحديث

... اسواسطے کہ ... اور وہ ہی اصل ہیں شریعت کی نقل میں صاحب شرع سے اور حدیث میں آیا ہے

اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم والمراد به لزوم الحق واتباعه وان كان المتمسك به قليلا والمخالف

کہ جب آدمیوں میں اختلاف پڑے تو لازم پکڑو انبوہ کثیر کو اور اس سے مراد لازم کر لینا حق کا اور اتباع اوسکا ہے اگرچہ متمسک بہ قلیل ہو اور مخالف

له كثيرا لان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة ولا عبرة الى كثرة الباطل بعدهم وقد قال فضيل بن

کثیر ہوں اسواسطے کہ حق وہ ہے جسپر پہلی جماعت یعنی صحابہ تھے اور بعد صحابہ کی انبوہ باطل کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور فضیل بن عیاض نے

عياض ما معناه الزم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين وقال

یہہ مضمون بیان کیا ہے اختیار کر طریقہ ہدایت کا اور تجھکو کچھ نقصان نہیں ہے کوتاہی سالکین سے اور بچیارہ گمراہی کی رستے سے اور فریب میں نہ آ ہلاک ہونیوالوں کی کثرت سے اور

بعض السلف اذا وافقت الشريعة ولاحظت الحقيقة فلا تبال وان خالف رايك جميع الخليقة وقال ابن

بعض متقدمین نے کہا ہے اگر تو شریعت کی موافق ہے اور حقیقت کو دیکھ چکا تو پھر کچھ پرواہ نہیں ہے اگرچہ تیری رائی کا تمام عالم مخالف ہو اور ابن مسعود نے

مسعود انتم فی زمان خيركم المسارع فی الامور وسياتی زمان بعدكم خيرهم فيه المثبت المتوقف لكثرة

کہا ہے تم ایسی زمانہ میں ہو کہ تم میں بہتر وہ ہے جو جلدی کری کاموں میں اور تمہاری بعد زمانہ آتا ہے اوس زمانہ میں بہتر سب سے ثابت رہنے والا توقف کرنیوالا ہے بسبب کثرت

الشبهات قال الامام الغزالی ولقد صدق لان من لو يثبت فی هذا الزمان ووافق الجماهير فيما هم فيه وخاض

شبہات کی امام غزالی کہتے ہیں البتہ سچ کہا ہے اسواسطے کہ جو اس زمانہ میں قایم نہ رہا اور انبوہ کی ساتھ ہوگیا جسمیں وہ لگی ہوئی تھی اور اونکی سی

فيما خاضوا فيه يهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدته وقوامه ليس بكثرة العبادة والتلاوة و

باتیں بنانے لگا تو ہلاک ہوگا جیسے وہ ہلاک ہوئے کیونکہ دین کی اصل اور خوبی اور درستی عبادت اور تلاوت کی کثرت سے اور

المجاهدة بالجوع وغيره وانما هو باحرازه من الآفات والعاهات التی تاتی عليه من البدع والمحدثات

بھوک کی مشقت اوٹھانی سے نہیں ہے بلکہ دین کی خوبی آفات اور صدمات سے بچانی میں ہے جو اوسپر بدعتیں اور نئی نئی مضرات کرتی ہے

فانها لكثرتها وشيوعها صارت كانها من شعائر الدين او من الامور المفروضة علينا فيا ليتنا

البتہ یہہ بدعتیں اس کثرت سے پھیلی ہیں کہ گویا دین کا نشان ہوگئیں یا ایسی کہ گویا ہماری اوپر فرض ہیں کاشکی ہم

كنا نباشرها على انها بدعة اذ لو كان كذلك لرجى من التوبة والاستغفار ولكنا اخذناها طاعة

یہہ بدعات بدعت ہی جان کر عمل میں لاتی اگر ایسا ہوتا تو البتہ ہمسی توبہ اور استغفار کی امید ہوتی پر ہمنی تو بدعات کو طاعت

وعبادة وجعلناها دينا لنا مقتفين فی ذلك اثار من سهى او غلط او غفل من بعض من تقدمنا

اور عبادت اور اپنا دین بنا لیا ہے اسی سبب سے ہمنی پیروی متقدمین میں سے اول لوگوں کی کی ہے جنہوں سہو کیا یا غلطی کہائی یا غفلت کی

وجعلناه قدوة فی ديننا فاذا جاء احد وانكر علينا ما ارتكبناه من تلك الامور فان كان ممن له توقير

اور ہمنی اونکو اپنی دین کا پیشوا ٹھہرالیا اب اگر کوئی آکر ہمپر ان بدعات کی کرنی پر اعتراض کری یا برا بتادی پھر اگر وہ معترض ایسا ہے کہ جسکی ہماری دلمیں

فی قلوبنا نقول له هذا جائز ذهب الى جوازه فلان وتذكر له بعض من تقدمنا ممن سهى او غلط

عزت ہے تو اوسکو یہہ جواب دینگے صاحب یہہ تو جایز ہے فلانا شخص اسکی جواز کا قائل ہوا ہے اور اوسی کا نام لیہ بینگے جو ہم سے پہلی سہو کر چکا ہے یا غلطی کہا چکا ہے

او غفل وان كان ممن لا توقير له فی قلوبنا يسمع منا ما لا يظنه ولا يخطر بباله كل ذلك بسبب الجهل

یا غفلت کی ہے اور اگر وہ معترض ایسا ہے کہ ہمارے دلوں میں اوسکی عزت نہیں تو ہمسی وہ دہتکار سنیگا کہ نہ اوسکی گمان میں تہی نہ دلمیں خیال تہا یہہ سب بسبب ہماری جہل

المركب فينا لانا لو رأينا على انفسنا على ما هی عليه من الجهل لقبلنا جواب من ارشدنا الى الحق وما اقمنا

مرکب ہونے کی ہے اسواسطے کہ ہم اگر اپنی جہل مرکب ہونی کو جانتے سو البتہ ہم جواب اوس شخص کا جسنی ہمکو راہ حق بتلایا مان لیتے اور اوس شخص کی بات کو

من سهى او غلط او غفل حجة فی ديننا اذ لا يجوز ان يقلد الانسان فی دينه الا المعصوم وهو صاحب الشريعة

جس نے سہو کیا یا غلطی کہائی یا غفلت کی اپنی دین میں حجت قایم کرتے اسواسطے کہ جایز نہیں کہ آدمی اپنی دین میں مقلد ہو سوای معصوم کی کہ وہ صاحب شریعت کا ہے

او من شهد له صاحب الشريعة بالخير وهم القرون الثلثة الذين اقتضت حكمة الشارع ان
یا جسکی حق مین صاحب شریعت نی شہادت خیر کی دی ہو اور وہ تینون قرن ہین جنمین سی موافق اقتضا حکمت شارع کی

يختص كل قرن منهم بفضيلة فالقرن الاول خصهم الله بمزية لا سبيل لاحد ان يلحقهم فيها فانه
ہر ہر قرن ایک ایک فضیلت سی مخصوص ہی پس قرن اول کو اللہ تعالی نی خاص کیا ہی ایسی فضیلت سی کہ اوسمین کوئی اونکی برابری نہین کرسکتا کیونکہ اللہ

تعالى خصهم لرؤية نبيه وبمشاهدة نزول القرآن عليه والهمهم حفظه حتى لا يكون حرف واحد منه
تعالی نی انکو خاص کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سی اور نزول قرآن کی مشاہدہ سی اور انکو الہام کیا قرآن کی حفاظت کا یہان تک کہ اوسمین سی ایک حرف

ضايعا فجمعوه ويسروه لمن بعده فحفظوا احاديث نبيهم في صدورهم واثبتوها على ما ينبغي فحصل لهم
ضایع نہین ہوا اور اوسکو جمع کرکر پیچہلون پر آسان کیا پہر یاد کیا فرمودہ اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی دلون مین اور ثابت رکہا چاہئی تہا بایدو شاید سو اونکی واسطی

في اقامة هذا الدين حظ كثير لا يمكن الاحاطة به ولا يصل احد اليه فجزاهم الله تعالى عن امة نبيهم
اس دین کی قایم رکہنی مین بڑا ہی ثواب حاصل ہوا کہ احاطہ سی باہر ہی اور کوئی اونکی مرتبہ کو نہین پاسکتا اونکو اللہ تعالی امت نبی علیہ السلام کی طرف سی

خير جزاء ثم عقبهم التابعون فجمعوا ما كان من الاحاديث ومسائل الدين منفرقا وانقلوا الاحكام
اچہی جزا عنایت کری پہر اونکی بعد تابعین پیدا ہوئی اونہون نی تمام حدیثین اور دینی مسائل متفرقہ جمع کئی اور احکام دین

والتفسير من الصحابة حتى كان احدهم يرتحل في طلب الحديث الواحد والمسئلة الواحدة مسيرة
اور تفسیر صحابہ سی روایت کی یہان تک کہ بعضا واسطی تلاش ایک حدیث اور ایک مسئلہ کی

شهر او شهرين وضبطوا امر الشريعة اتم ضبط فحصل لهم في اقامة هذا الدين ايضا فضل كثير ثم عقبهم
ایک ایک دو دو مہینی کا سفر کرتا تہا اور احکام شریعت کو خوب ہی ضبط کیا انکو بہی دین کی قایم کرنی مین بڑی فضیلت حاصل ہوئی پہر اونکی بعد

تابعوا التابعين الذين ظهر فيهم الفقهاء المرجوع اليهم في النوازل فوجدوا القرآن مجموعا ميسرا و
تابعیون کی تابع پیدا ہوئی جنمین فقہاء ظاہر ہوئی جنکی سامنی حوادثات پیش کی جاوین اونکو قرآن جمع کر دیا آسانی سی ہاتہ آیا اور

وجدوا الاحاديث قد احرزت وضبطت فتفقهوا في القرآن والاحاديث على مقتضى قواعد
احادیث جمع اور ضبط کی ہوئی پائین سو اونہون نی احکام موافق اقتضاء قواعد شریعت کی قرآن اور احادیث سی

الشريعة واستنبطوا منهما احكاما على مقتضى الاصول وعينوا وجوه الدلالات ويسروها على الناس
استنباط کئی اور اصول کی موافق بہت احکام نکالی اور دلالت کی طریقی مقرر کئی اور اوسکو اور لوگون پر آسان کر دیا

وانتظم الحال واستقر دين الامة المحمدية بسببهم فحصل لهم في اقامة هذا الدين خصوصية
اور اونکی سبب سی حال منتظم اور دین امت محمدی کا درست ہو گیا ان صاحبون کو بہی اس دین کی اقامت سی ایک خصوصیت حاصل ہوئی

ايضا فلما مضوا سبيلهم اتى من بعدهم فلم يجدوا وظيفة يقوم بها بل وجد الامر على اكمل الحالات
جب یہہ لوگ بہی گذر چکی تو اونکی بعد کی خلقت پیدا ہوئی تو اونکو ایسا کوئی وظیفہ نہ ملا جسکی درستی مین لگین بلکہ انکو دین کامل تر حالات پر ملا

فلم يبق له الا ان يحفظ ما استنبطوه وبينوه ولا يحصل له خير الا باتباعهم وتقليدهم وبقائه في
انکا اتنا ہی کام رہی کہ جو پہلی لوگ جو احکام وغیرہ نکال گئی ہین اوسکو یاد اور محفوظ رکہین انکی حق مین بہتر یہہ ہی ہی کہ اونکی رستہ پر چلین اور انکی مقلد اور اونکی

ميزانهم فان ظهر لهم فقه غير فقههم فهو مردود عليه الا ان يكون مما لم يفهم بيانه في زمانهم لا بالفعل و
وضع پر قایم رہین اگر کوئی حکم اونکی احکام کی مخالف ظاہر کرین تو سب مردود ہی ہان اگر ایسی حادثہ کا ہو کہ جسکا بیان اونکی زمانہ مین نہین ہوا نہ فعل سی اور

لا بالقول فحينئذ ينبغي له ان ينظر فيه على مقتضى قواعدهم في الاحكام الثابت عنهم فاذا كان على مقتضى
نہ قول سی اب یہہ چاہئی کہ اوس حکم مین اونکی قواعد کی موافق جو احکام مین ثابت کر گئی ہین غور اور تامل کرین پہر اگر وہ حکم اونکی

اصولهم

اصولهم يقبل عنه والا فلا لان كل من اتى بعدهم يقول في بدعة انها مستحبة ثم ياتي على ذلك بدليل

قاعده اور اصل کی موافق ہو تو مقبول اور منظور ہی اور نہین تو نہین اسواسطی جو اونکی بعد پیدا ہوتا گیا ہی بدعت کو مستحسن کہتا رہا ہی پہر اوسپر ایک دلیل لوگی

خارج عن اصولهم فذلك غير مقبول منه لان التقليد والاقتداء بالغير بمجرد حسن الظن انما يجوز

اصول سی مخالف قایم کردیتا ہی سو یہہ دلیل اونکی مقبول نہین ہی اسواسطی کہ تقلید اور پیروی غیر کی صرف نیک گمان سی

لمن كان مجتهدا عدلا لا لمن كان مقلدا لكن لما انقطع الاجتهاد منذ زمان طويل انحصر طريق

مجتہد عادل ہی کی جایز ہی مقلد کی جایز نہین ہی لیکن چونکہ اجتہاد ایک مدت درازسی نہین ہی تو طریقہ

معرفة مذهب المجتهد في نقل كتاب معتبر متداول بين العلماء لمن كان قادرا على استخراجه

مجتہد کی مذہب دریافت کرنیکا بواسطہ نقل معتبر کتاب کی ہی جو علماء مین مستعمل ہوتی رہی ہو ایسی کی لئی جو اوسکی استخراج پر قادر ہو

او اخبار عدل موثوق به في علمه وعمله لمن لم يكن قادرا على استخراجه فلا يجوز العمل بكل كتاب

یا بواسطہ بیان عادل کی ہی جسکی علم اور عمل پر اعتماد ہو پہر ایسی کی واسطی جو قدرت استخراج کی نرکہتا ہو سو ہر کتاب پر عمل جایز نہین ہی

اذ ظهر في هذا الزمان كتب جمعها ضعفاء الرجال من غير معرفة بحقيقة الحال ولا بقول كل عالم

اسلئی کہ اس زمانہ مین بہت کتابین ایسی ہین کہ جو ضعیف لوگون نی بدون دریافت حقیقت حال کی جمع کین ہین اور نہ ہر عالم کی کہنی پر عمل جایز ہی

اذ غلب الفسق في الناس بعد القرون الثلثة فالمستور في حكم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة

اسواسطی کہ بعد قرون ثلثہ کی لوگون مین فسق غالب ہوگیا ہی پس مرد مستور الحال بہی فاسق کی مثال ہی پس ضروری ہی کہ عدالت صدق کو غالب کرنیوالی

لجانب الصدق ثم ههنا قاعدة مقررة لا بد من معرفتها وهي ان المسئلة الفقهية اذا نقلت

موجود ہو پہر یہان ایک قاعدہ ٹہرا ہوا ہی اوسکی دریافت کرنا ضروری ہی وہ یہہ ہی کہ کوئی مسئلہ فقہی اگر نقل کیا جاوی

ينبغي ان ينظر فيها فان كان ماخذها معلوما مشهورا من الكتاب والسنة والاجماع فلا نزاع

تو اوسمین نظر کرنی چاہئی پہر اگر اوسکا اصل اور ماخذ معلوم اور مشہور ہو کتاب اور سنت اور اجماع سی تو اوسمین کسیکو

فيها لاحد وان لم يكن ماخذها معلوما بل كانت اجتهادية فان كان ناقلها مجتهدا يلزم على من

کچہہ خلاف نہین ہی اور اگر اوسکا ماخذ معلوم نہین ہی بلکہ وہ مسئلہ اجتہادی ہو پہر اگر اوسکا ناقل مجتہد ہی تو مقلد پر لازم ہی

كان مقلدا ان يتبعه ولا يلزم عليه ان يطلب منه دليلا لان كلام المجتهد دليل له وان لم يكن

کہ اوسکا اتباع کری اور دلیل طلب کرنی لازم نہین ہی اس لئی کہ مجتہد کا قول ہی اوسکی دلیل ہی اور اگر

ناقلها مجتهدا بل كان مقلدا فان نقلها من المجتهد فاثبت نقله منه يلزم الاتباع فيها ايضا

اوسکا ناقل مجتہد نہین بلکہ مقلد ہی پہر اگر اوسنی کسی مجتہد سی نقل کیا ہی اور نقل بہی ثابت کردی تو اوسمین بہی اتباع لازم ہی

وان لم ينقلها من المجتهد بل نقلها من قبل نفسه او من مقلد آخر او اطلق فان بين فيها دليلا شرعيا

اور اگر مجتہد سی نقل نہین کیا بلکہ اپنی طرف سی نقل کیا ہی یا اور مقلد سی نقل کیا ہی یا نام کسیکا نہین لیا پہر اگر اوسمین کوئی دلیل شرعی

فلا كلام فيها حينئذ وان لم يبين ينظر ان كان كلامه موافقا للاصول والكتب المعتبرة ولم يكن فيها خلاف

بیان کی ہی تو اوسمین اب بہی کچہہ کلام نہین ہی اور اگر دلیل نہین بیان کی تو اوسمین تامل کیا چاہئی اگر اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ سی مطابق ہی اور اوسمین خلاف بہی نہین ہی

يجوز العمل بها لكن ينبغي للعامل بها ان لا يقف في مقام تقليده بل يطلب منه دليلا على ما نقل وان كان

تو اوسپر بہی عمل جایز ہی لیکن عمل کرنیوالی کو چاہئی کہ صرف تقلید پر نہ رہ جاوی بلکہ اوس منقول پر اوس سی دلیل طلب کری اور اگر

كلامه مخالفا للاصول والكتب المعتبرة فلا يلتفت اليه اصلا اذ قد صرح العلماء بان ما لا يعلم

اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ سی مخالف ہو تو اوس طرف کچہہ توجہ نہین ہی اسواسطی کہ علما صاف کہہ چکی ہین جس مسئلہ کی صحت معلوم نہو

صحته لا يصح اتباعه وان لم يعلم بطلانه فضلا عما علم بطلانه المجلس التاسع عشر في

اسکا اتباع صحیح نہیں ہی اگرچہ بطلان بھی نہ معلوم ہو چہ جائیکہ اوسکا بطلان معلوم ہو انیسوین مجلس

بيان بدعية صلوة النوافل بالجماعة كالرغائب وغيرها قال رسول الله صلى

اس بیان مین کہ نفلین جماعت سی ادا کرنی بدعت ہی جیسی صلوۃ رغائب وغیرہ فرمایا رسول اللہ صلی

الله عليه وسلم في خطبة يوم النحر في حجة الوداع ان الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق السموات

اللہ علیہ وسلم نی یوم النحر کو حجۃ الوداع کی خطبہ مین بیشک زمانہ اوس ہیئت پہ گھوم گیا کہ جسدن پیدا کیا اللہ نی آسمانون

والارض السنة اثنا عشر شهرا منها اربعة حرم ثلث متواليات ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب

اور زمین کو سال بارہ مہینہ کا ہی اونمین سی چار مہینی حرام یعنی عزت کی ہین تین تو پی در پی ہین ذیقعد اور ذو الحجہ اور محرم اور رجب

مضر فرد الذي بين جمادى وشعبان هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابوبكرة ومعناه ان الزمان

مضر والا اکیلا ہی جو درمیان جمادی الثانی اور شعبان کی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو بکرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ زمانہ

الذي انقسم الى الشهور والاعوام عاد الى ما كان عليه ورجعت السنة الى اصل الحساب الذي اختاره

جسکی مہینی اور برس مقرر کرکہی ہین جیسی کہ اصل مین تہا پہیر ہوگیا اور سال بہی اوسہی اصلی حساب پہ ہوگیا جو اللہ تعالی نی اختیار کیا ہی

الله تعالى يوم خلق السموات والارض وعاد الحج الى ذي الحجة بعد ما كان اهل الجاهلية ازالوه من محله

جسدن کہ آسمانون اور زمین کو پیدا کیا تہا اور حج بہی ماہ ذیحجہ مین ہوگیا بعد ازان کہ کفار جاہلیت نی اوسکی محل سی بیسر کا دیا تہا

بالنسيء الذي احدثوه وهو النسيء الذي ذكره الله تعالى في كتابه وقال انما النسيء زيادة في الكفر

نسی کا نیا طریقہ نکال کر یہہ وہ ہی نسی ہی جسکو اللہ تعالی اپنی کتاب مین ذکر کرتا ہی اور فرمایا یہہ جو مہینہ ہٹادینا ہی سو بڑہانا ہی کفر مین

ومعناه تاخير تحريم شهر الى شهر آخر فانهم في الجاهلية كانوا يعظمون الاشهر الحرم وراثة من ابرهيم

اسکی معنی ٹلادینا ایک مہینی کی تحریم کا دوسری مہینی پر یہہ کفار جاہلیت مین اشہر حرام کی تعظیم ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام کی عہد سی

واسمعيل عليهما السلام وكانوا يحرمون فيها القتال حتى احدثوا النسيء فغيروا التحريم لانهم بسبب كون

کرتی چلی آتی تہی پشت در پشت اور ان مہینون مین جنگ وجدال کو حرام جانتی تہی یہان تک کہ اون کفار نی نسی کا طریقہ نکالا اور تحریم کو بدل ڈالا کیونکہ اکثر گذران

عامة معاشهم من الغارة كانوا اصحاب حروب وغارات فاذا جاء شهر حرام وهم في حرب كان يشق عليهم

اور معاش اونکی لوٹ پر تہی اس لئی بڑی لڑنی والی اور لٹیری تہی جب مہینہ حرام آجاتا اور وہ لڑائی پر ہوتی تو اونکو اوس لڑائیکا ترک کرنا دشوار ہوتا تہا

ترك الحرب فيحلونه ويحرمون مكانه شهرا آخر حتى رفضوا خصوص الاشهر واعتبروا مجرد العدد وربما

پہر اوس مہینہ کو حلال کر لیتی تہی اور اوسکی جگہہ اور مہینہ کو حرام ٹہرا دیتی تہی یہان تک خصوصیت ان مہینون کی ترک کردی صرف گنتی کا اعتبار رکہا اور بعضی وقت

زادوا في عدد شهور السنة وجعلوها ثلثة عشر واربعة عشر ليتسع لهم الوقت ولذلك ورد التنصيص

گنتی برس دن کی مہینون کی بڑہا کر ایک برس کو تیرہ مہینہ کا اور چودہ مہینہ کا ٹہرا دیتی تاکہ وقت مین گنجایش ہوجا اسہی واسطی حدیث مین کہول کر

على العدد في الحديث فانه عليه السلام بين فيه ان السنة اثنا عشر شهرا وانها في شرعه مقدرة

گنتی کو بیان کیا پس آپ علیہ السلام نی فرمایا کہ برس دن بارہ مہینہ کا ہوتا ہی اور ہماری شرع مین اندازہ

بسير القمر لا بسير الشمس كما يفعله اهل الكتاب ومن هذه الاشهر القمرية اربعة حرم ثلث منها متوالية

چاند کی رفتار کا ہی آفتاب کی رفتار کا نہیں جیسا اہل کتاب کرتی ہین اور انہین قمری مہینون مین سی چار مہینہ حرام ہین تین اونمین سی پی در پی ہین

وهي ذو القعدة وذو الحجة والمحرم وواحد فرد وهو رجب وانما اضيف الى مضر في الحديث لان قبيلة

یعنی خالی ذیقعدہ ذیحجہ اور محرم اور ایک اکیلا ہی یعنی مریم روزہ اور حدیث مین اس مہینہ کو مضر کی طرف اس لئی نسبت کیا ہی کہ قبیلہ مضر

کان

كانت تزيد فی تعظیمه واحترامه ولذلك نسب اليهم وقد كان فيه لاهل الجاهلية احكام منها
اسکی تعظیم اور حرمت بہت کرتا تہا اسہیلئی اونکی طرف منسوب ہوگیا اس مہینہ مین اہل جاہلیت کی بہت احکام تہی ایک یہہ حکم تہا

انهم كانوا يحرمون فيه القتال على ما سبق وكان تحريمه جاريا فی ابتداء الاسلام واختلف
کہ اسمین جنگ وجدال کو حرام جانتی تہی چنانچہ اوپر گذرا اور یہہ تحریم ابتداء اسلام مین بہی جاری تہی اور اسکی قایم رہنی مین علماء کو

العلماء فی بقائه فذهب الجمهور الى نسخه واستدلوا عليه بان الصحابة اشتغلوا بعد النبی عليه السلام
اختلاف ہی جمہور کی نزدیک منسوخ ہی اس دلیل سی کہ صحابہ رضی اللہ عنہ بعد نبی علیہ السلام کی فتح بلاد مین مشغول رہی

بفتح البلاد ومواصلة القتال والجهاد فلم ينقل عن احد منهم انه توقف على القتال فی شیء من الاشهر
اور قتال اور جدال برابر کرتی رہی کسی سی یہہ منقول نہین ہوا کہ اشہر حرام مین سی کسی مہینی مین جنگ مین توقف کیا ہو

الحرام وهذا يدل على اجماعهم على نسخه ومنها انهم كانوا فی الجاهلية يذبحون فيه ذبيحة يسمونها
یہہ دلالت کرتا ہی کہ بالاجماع تحریم منسوخ ہوئی اور ایک یہہ حکم تہا کہ کفار جاہلیت مین اسمین قربانی ذبح کرتی تہی اسکا نام عتیرہ رکہہ چہوڑا تہا

عتيرة واختلف العلماء فی حكمها بعد الاسلام فالاكثرون على ان الاسلام ابطلها لما ثبت فی
اوسکی حکم مین بہی بعد اسلام کی علماء نی اختلاف کیا ہی اکثر علماء کا یہہ قول ہی کہ اسلام نی اسکو باطل کردیا چنانچہ

الصحيحين عن ابی هريرة انه عليه السلام قال لا فرع ولا عتيرة والفرع بفتحتين اول ولد تلده الناقة
صحیحین مین ابوہریرہ کی روایت سی ثابت ہی کہ آپ نی فرمایا نہ فرع ہی اور نہ عتیرہ اور فرع ساتہہ زبر فا اور را کی پہلا بچہ جو اونٹنی جنی

وكان اهل الجاهلية يذبحونه لالهتهم فی الجاهلية ويتبركون به والعتيرة ذبيحة كانت تذبح
اور اہل جاہلیت اوسکو اپنی بتون کی نام پر برکت کی واسطی جاہلیت مین ذبح کیا کرتی تہی اور عتیرہ ایک قربانی تہی

فی العشر الاول من رجب وتسمى رجبية وكان يتقرب بها اهل الجاهلية فی الجاهلية واهل الاسلام
جو رجب کی پہلی دہی مین ذبح کرتی تہی اسکا نام رجبیہ تہا اہل جاہلیۃ جاہلیت مین اسکو ثواب جانتی تہی اور اہل اسلام بہی

فی صدر الاسلام ثم نسخت بحديث لا فرع ولا عتيرة وقد روی عن الحسن انه قال ليس فی الاسلام
ابتداء اسلام میں پہر یہہ اس حدیث سی لا فرع ولا عتیرہ منسوخ ہوگیا اور حسن سی روایت ہی کہ آپ نی فرمایا اسلام مین عتیرہ نہین ہی

عتيرة وانما كانت العتيرة فی الجاهلية كان احدهم يصوم رجب ويعتر فيه وشبه الذبح فيه
عتیرہ جاہلیت ہی کا مین تہا بعضا اونمین سی رجب مین روزہ رکہتا اور عتیرہ ذبح کرتا اور رجب مین ذبح کرنیکو تشبیہ دی ہی

باتخاذه موسما وعيدا وروی عن طاؤس انه قال لا تتخذوا شهرا عيدا ولا يوما عيدا واصل هذا
کہ گویا موسم اور عید بنایا ہی اور طاؤس سی روایت ہی کہ آپ نی فرمایا مت بناؤ کسی مہینہ کو عید اور نہ کسی دن کو عید اور اسکی اصل یہہ ہی

ان المسلمين لا يجوز لهم ان يتخذوا وقتا من الاوقات عيدا الا ما جاءت الشريعة باتخاذه عيدا
کہ مسلمانون کو جایز نہین ہی کہ کسی وقت کو وقتون مین سی عید ٹہرالین سوا اوسکی جو شریعت مین عید ٹہر چکا ہی یعنی ہر ہفتہ مین

وهو فی الاسبوع يوم الجمعة وفی العام يوم الفطر ويوم الاضحى وايام التشريق واما ما عدا ذلك
جمعہ کا دن اور ہر سال مین دن عید الفطر کا اور دن بقرہ عید کا اور ایام تشریق کی اور جو ان دنونسی سوا ہین

فاتخاذه عيدا وموسما بدعة لا اصل له فی الشريعة المحمدية بل من اعياد المشركين وقد كانت لهم
سوا اونکا عید اور موسم ٹہرانا بدعت ہی شریعت محمدی مین اوسکی کچہہ اصل نہین ہی بلکہ مشرکون کی عید ہی اور مشرکون کی

اعياد زمانية واعياد مكانية فلما جاء الاسلام ابطلها الله تعالى وعوض عن اعيادهم الزمانية
بہت عیدین تہین زمانی بہی اور عیدین مکانی بہی پہر جب اسلام آیا تو اللہ تعالی نی سب باطل کردی اور عوض مین اونکی زمانی عید کی

عيد الفطر وعيد النحر وايام التشريق ومن اعيادهم المكانية الكعبة وعرفات والمنى والمزدلفة
عید الفطر اور بقرعید اور ایام تشریق مقرر کردی اور اونکی مکانی عید کی بدلے کعبہ اور عرفات اور منی اور مزدلفہ ٹھرا دیا

وليس من هذه المواسم موسم ولا من هذه الاماكن مكان الا وفيه لله تعالى وظيفة من وظائف
اور ان موسموں میں سی نہ کوئی موسم اور نہ ان مکانوں میں کوئی ایسا مکان کہ جسمیں وظیفہ الہی اور وظیفۂ طاعت مقرر نہو

طاعاته يتقرب بها اليه ولطيفة من لطائف نفحاته يصيب بها من يشاء من عباده بفضله و
کہ سبب ہو تقرب کا طرف اللہ تعالی کی اور لطیفہ نہو لطایف خوشبو سی دیوی جسکو چاہی اپنی بندوں میں سی اپنی فضل اور

رحمته فالسعيد من اغتنم هذه المواسم والاماكن وتقرب فيها الى مولاه بما شرع فيها من وظائف
رحمت سی پس نیک بخت وہ شخص ہی جو غنیمت جانی ان موسموں اور مکانوں کو اور تقرب حاصل کری اپنی مولا سی بوسیلہ اون وظیفوں

الطاعات حتى يصيبه نفحة من تلك النفحات ويامن بها من عذاب النار وما فيها من اللفحات و
طاعات کی جو اون موسم اور مکانوں میں مشروع ہوئی ہیں یہاں تک کہ ایک لپٹ اوس خوشبو کی حاصل ہو اور اوسکی سبب سی آگ کی عذاب سی اور جو اوسکی اندر صدمات ہیں بچی اور

اما الصوم فيه فقد ورد فيه احاديث من جملتها ما رواه البيهقي في شعب الايمان عن انس انه عليه السلام
رجب میں روزہ کی بہت حدیثیں آئی ہیں اونہیں سی ایک حدیث ہی جو بیہقی نی شعب الایمان میں انس سی روایت کی ہی کہ آپ نی فرمایا

قال في الجنة نهر يقال لها رجب اشد بياضا من اللبن واحلى من العسل من صام يوما من رجب
جنت کی اندر ایک نہر ہی اوسکا نام رجب ہی دودھ سی زیادہ سپید اور شہد سی زیادہ شیرین جو شخص ماہ رجب میں کسی دن روزہ رکھیگا

سقاه الله تعالى من ذلك النهر هذا في صيام بعضه واما صيام كله فلم يصح فيه بخصوصه شيء
اوسکو اللہ تعالی اوس نہر میں سی پانی پلاویگا یہہ سند ہی رجب کی تہوڑی روزوں کی اور روزہ تمام کامل مہینی کی سو خاص رجب کی باب میں کوئی سند

عن النبي عليه السلام ولا عن اصحابه وانما ورد في صيام الاشهر الحرم كلها ورجب احدها فيلزم ان يهو
نبی علیہ السلام سی اور اصحاب سی ثابت نہیں ہی اور سند ہی تو تمام اشہر الحرام کی اس میں ہی اونمیں کا ایک رجب بھی ہی اب لازم یہہ تھا کہ رجب کی

[illegible] وقد روى عن ابي قلابة انه قال في الجنة قصر لصوام رجب قال البيهقي ابو قلابة من
[illegible] اور ابی قلابہ سی روایت ہی کہ کہتی تھی جنت میں ایک محل ہی رجب کی روزہ داروں کی لئی بیہقی کہتا ہی ابو قلابہ

[illegible] التابعين لا يقول مثله الا عن بلاغ عمن فوقه ممن سمع عن النبي عليه السلام ثم قد روى عن
[illegible] ایسا شخص ایسی بات بدون سنی اپنی سی عمدہ سی کہ اوسنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہو نہیں کہہ سکتا ہی پھر ابن عباس کی روایت ہی

ابن عباس انه كره ان يصام رجب كله وكرهه امام احمد ايضا وقال يفطر منه يوما او يومين وحكي
[illegible] تہی کہ تمام رجب کی روزہ رکھی جاویں اور مکروہ جانی امام احمد بہی امام احمد کہتی ہیں کہ ایک یا دو دن افطار کردے اور حکایت ہی

[illegible] ابن عباس لكن تزول كراهة صومه بان يصوم معه شهرا آخر وقد قال الماوردي في الاقناع
[illegible] ابن عباس سی لیکن جاتی رہتی ہی کراہت تمام رجب کی روزوں کی اسطور کہ اسکی ساتہہ ایک اور مہینی کی روزی رکھی اور الماوردی اقناع میں کہتا ہی

يستحب صوم رجب وشعبان واما الصلوة فيه فلم يثبت فيه صلوة مخصوصة يختص به فعلى هذا
کہ مستحب ہی روزہ رجب اور شعبان کی اور نماز ماہ رجب کی اندر سو کوئی نماز خاص رجب ہی کی ثابت نہیں ہوئی ہی جو رجب ہی خصوصیت رکھتی ہو اس بیان کی موافق

ينبغي لمن كان له ديانة واذعان ان لا يلتفت الى ما اكب عليه الناس في هذا الزمان ولا يغتر بشيوعه
[illegible] سزاوار ہی جسکو دیانت اور یقین ہی کہ متوجہ نہووی اوس نماز پر کہ اوپر اوسکی پڑی ہیں تمام لوگ اس زمانہ میں اور دہوکی میں نہ آجاوی

في دار الاسلام وكثرة وقوعه في البلاد العظام من صلوة الرغائب في ليلة الجمعة الاولى منه
[illegible] دار الاسلام میں مشہور ہونی سی اور بڑی بڑی شہروں کی اندر عمل کرنی سی یعنی صلوة الرغائب جو رجب میں پہلی جمعہ کی شب میں پڑھتی ہیں

المروی انه علیه الصلوٰة والسلام قال وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدث بدعة وکل بدعة ضلالة
اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی بچتی رہو نئی نئی باتونسی کیونکہ ہر محدث یعنی نوایجاد بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی

وفی حدیث اٰخر انه علیه السلام قال شر الامور محدثاتها وکل محدث بدعة وکل بدعة ضلالة فکل
اور ایک اور حدیث مین ہی کہ آپ نی فرمایا سب کامون مین بدتر نوایجاد ہین اور ہر محدث بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اب

من هذین الحدیثین یدل علی کون تلك الصلوٰة فی هذه اللیلة بدعة وضلالة لکونها من محدثات
یہہ دونو حدیثین دلالت کرتی ہین کہ یہہ نماز اس رات مین بدعت اور گمراہی ہی اسواسطی کہ نوایجاد ہی

الامور لعدم وقوعها فی عصر الصحابة والتابعین ولا فی عهد الائمة المجتهدین بل حدثت بعد
نہ صحابہ کی عہد مین تہی اور نہ تابعین کی زمانہ مین اور نہ ائمہ مجتہدین کی وقت مین بلکہ ہجرت نبوی سی ن

المائة الرابعة من الهجرة النبویة ولذلك لم یعرفها المتقدمون ولم یتکلموا فیها وقد ذمها العلماء من اعیان
چوتہی صدی کی بعد پیدا ہوئی ہی اسہی لئی متقدمین اسکو نہین جانتی تہی اور نہ اسمین کچھہ کلام کی ہی اور عمدہ علماء

المتاخرین وصرحوا بانه بدعة قبیحة مشتملة علی منکرات وقالوا الاحادیث الواردة فیها موضوعة
متاخرین نی اسکی برائی بیان کی اور صاف کہا ہی کہ یہہ نماز بدعت قبیحہ ہی اسمین کئی منکرات ہین اور کہا ہی کہ تمام حدیثین اس باب کی وضعی ہین

والمتهم بوضعها ابن جهضم وبعد هذا التصریح لا اعتداد بکونها مذکورة فی بعض الکتب والرسائل لانا انما نعرف
اور انکا واضع ابن جہضم کو کہتی ہین اور جب علماء یہہ تصریح کر چکی تو پہر اسکا کیا اعتبار ہی کہ بعضی کتابوں اور رسالون مین مذکور ہی اسواسطی کہ ہمکو

الدین وحصول الثواب والعقاب من الشارع لعدم استقلال العقل فیه فتلك الصلوٰة فی هذه اللیلة
دین اور حصول ثواب اور عقاب کا شارع سی معلوم ہوا ہی کیونکہ عقل اسباب مین مستقل نہین ہی پس یہہ نماز اس رات مین

لم یصلها النبی علیه السلام ولا احد من الصحابة ولم یحث علیها فلا یحصل فیها الثواب بل یکون فعلها
نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی پڑہی اور نہ کسی نی اصحاب مین سی اور نہ کسی اور کو تعلیم کی پس اسمین ثواب نہین حاصل ہوگا بلکہ اسکا پڑہنا

عبثا یخشی منه العقاب کما قال صاحب مجمع البحرین فی شرحه ان رجلا یوم العید فی الجبانة اراد
عبث ہوگا اسمین اندیشہ عقاب کا ہی چنانچہ صاحب مجمع البحرین اپنی شرح مین کہتا ہی کہ ایک شخص نی عید کی دن عیدگاہ مین

ان یصلی قبل صلوٰة العید فنهاه علی فقال الرجل یا امیر المؤمنین انی اعلم ان الله تعالی لا یعذب علی الصلوٰة
دوگانہ عید الفطر سی پہلی نماز پڑہنی کا ارادہ کیا سو اوسکو حضرت علی نی منع کیا اوس شخص نی کہا یا امیر المؤمنین مین خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالی نماز پڑہنی پر عذاب

فقال علی وانی اعلم ان الله تعالی لا یثیب علی فعل حتی یفعله رسول الله صلی الله علیه وسلم او یحث علیه
پس علی نی کہا مین یہہ خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالی کسی کام پر ثواب نہین دیتا جبتک کہ اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل مین نہ لاوین یا اور کو تعلیم کرین

فیکون صلاتك عبثا والعبث حرام فلعله تعالی یعذبك به وبمخالفتك لرسوله وقال ابن همام ما
اب تیری نماز عبث ہی اور عبث حرام ہی شاید کہ اللہ تعالی اس نماز پر تجھکو عذاب دی اور تیری اس مخالفت پر اپنی رسول سی ابن الہمام کہتا ہی جو عبادت

تردد من العبادات بین الواجب والبدعة یاتی به احتیاطا وما تردد بین السنة والبدعة یترکه لان ترك
مشکوک ہو درمیان واجب اور بدعت کی تو اوسکو واسطی احتیاط کی ادا کری اور جو عبادت مشکوک ہو درمیان سنت اور بدعت کی تو اوسکو ترک کری اسلئی کہ

البدعة لازم واداء السنة غیر لازم فتلك الصلوٰة مما تردد بین ما دون السنة والبدعة فتعین ترکها ولا
بدعت کا ترک ضروری ہی اور ادا سنت کا ضروری نہین ہی اب یہہ نماز یعنی صلوٰة الرغائب ایسی ہی جو مشکوک ہی درمیان مین کمتر کی سنت اور بدعت کی تو اوسکو چہوڑنا

یحل لاحد فعلها لا منفردا ولا جماعة لان الجماعة فیها بدعة ایضا اذ ادنی مرتبتها ان یکون نفلا وقد تقرر فی
چاہئی کسیکو اسکا پڑہنا حلال نہین ہی نہ اکیلی اور نہ جماعت سی اسواسطی کہ اسمین جماعت بہی بدعت ہی اسلئی کہ انکا ادنی مرتبہ یہہ ہی کہ نفل ہو اور کتب معتبرہ مین

في الكتب المعتبرة كالكافي وغيره ان الفقهاء اتفقوا على كراهة الجماعة في النوافل ما عدا التراويح والكسوف والخسوف

جیسی کافی وغیرہ صاف مذکور ہی کہ فقہاء بالاتفاق قائل ہین کہ سوای تراویح اور صلوۃ کسوف اور خسوف

والاستسقاء اذا كان سوى الامام اربعة وقالوا ان التطوع بالجماعة انما يكره اذا كان على سبيل التداعي بان

اور استسقاء کی نفلون کی جماعت مکروہ ہی اگر سوای امام کی چار آدمی ہوجاوین اور کہتی ہین کہ نوافل جماعت سی جب مکروہ ہین کہ وہ جماعت بطور اجتماع کی ہو ایسا

يجتمع جماعة فوق الثلثة ويقتدوا بواحد واما لو اقتدى واحد او اثنان بواحد لا يكره وفي الثلثة اختلاف و

کہ تین سی زیادہ جمع ہوکر ایک کو امام کرلین اور اگر ایک مقتدی ایک امام ہو یا دو مقتدی ایک امام ہو تو مکروہ نہین ہی اور تین مقتدی ہون تو اسمین اختلاف ہی

في الاربعة يكره اتفاقا وقد ثبت في الاصول ان الاداء بالجماعة فيما شرعت فيه الجماعة كالمكتوبات والجمعة و

اور چار مقتدی ہون تو بالاتفاق مکروہ ہی اور اصول مین ثابت ہوچکا ہی کہ ادا کرنا نماز کا جماعت سی جن نمازون مین جماعت جایز ہی جیسی فرایض پنجگانہ اور نماز جمعہ

العيدين والتراويح والوتر في رمضان اداء كامل وفي غيرها عيب ونقصان بمنزلة الاصبع الزائدة وتلك الصلوة

اور عیدین اور تراویح اور رمضان مین وتر یہہ اداء کامل ہی اور انسی سوا اور نمازین جماعت سی جیسی ادا اور ناقص ہین جیسی چھٹی اونگلی اور یہہ نماز

ليست منها فتكون الجماعة فيها عبثا ونقصانا ولو بعد النذر لان التنفل بالجماعة مكروه ومعصية والنذر

اون نمازون مین داخل نہین ہی پس جماعت اس نماز کی عیب اور نقصان ہی اگرچہ منت مانی ہو اسلئی کہ نفلین جماعت سی مکروہ اور گناہ ہی اور منت کرنی

بالمعصية لا يجوز ولا يلزم الوفاء به لما ثبت في صحيح البخاري عن عائشة انه عليه السلام قال من نذر

گناہ کی جایز نہین ہی اور اوسکا پورا کرنا بھی لازم نہین ہی اسواسطی کہ صحیح بخاری مین حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی طاعت

ان يطيع الله فليطعه ومن نذر ان يعصي الله فلا يعصه فهذا الحديث يدل على ان النذر انما يجب الوفاء به اذا

الٰہی کی منت مانی تو لازم ہی کہ پوری کری اور جسنی معصیت کی منت مانی معصیت ہرگز پوری نکری تو یہہ حدیث اسپر دلالت کرتی ہی کہ نذر جب ہی پوری کرنی واجب ہوتی ہی کہ

كان في طاعة الله تعالى والمراد بطاعة الله ههنا ما ليس بواجب ولا معصية لان النذر مفهوم الشرعي ايجاب

طاعت الٰہی کی ہو اور مراد طاعت سی اسباب مین وہ ہی جو واجب نہو اورنہ معصیت ہو اسواسطی کہ شرع مین نذر کی معنی واجب کرلینا

المباح فلا ينعقد في الواجب ولا في المعصية بل ان وقع في المعصية يحرم الوفاء به ويلزم الكفارة كما في اليمين

مباح کا پس امر واجب اور گناہ مین نذر ذمہ پر نہین آتی بلکہ اگر معصیت کی نذر مانی تو اوسکا پورا کرنا حرام ہی اور کفارہ لازم ہوجاتا ہی جیسی قسم مین

لان حكمه حكم اليمين عند كثير من العلماء منهم ابو حنيفة واصحابه وحجتهم ما روى عن عايشة انه

اسواسطی کہ نذر اور قسم کا اکثر علماء کی نزدیک ایک حکم ہی امام ابو حنیفہ اور انکی یار ون کا یہی مذہب ہی اور دلیل انکی وہ ہی حدیث ہی عائشہ کی روایت سی

عليه السلام قال لا نذر في معصية وكفارته كفارة يمين وفي حديث اخر رواه ابن عباس انه عليه السلام

کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہین ہی نذر معصیت مین اور اوسکا کفارہ مانند کفارہ قسم کی ہی اور ایک اور حدیث مین ابن عباس کی روایت سی ہی کہ آپ نی فرمایا

قال من نذر نذرا في معصية فكفارته كفارة يمين فان قيل صلوة التسبيح اصلها ثابت عن النبي عليه

جسنی کہ کوئی منت گناہ کی مانی تو اوسکا کفارہ کفارہ قسم کا سا ہی اگر کوئی پوچھی صلوۃ التسبیح کی اصل تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت ہی

فهل يجوز اداؤها بالجماعة بعد النذر في هذه الليلة فالجواب ان الجماعة في النوافل لما كانت مكروهة كراهة تحريم

پس اسکا بھی جماعت سی ادا کرنا منت کی بعد اسی رات مین جایز ہی یا نہین اسکا جواب یہہ ہی جب نفلون مین جماعت مکروہ تحریمی ٹھہری

لكونها بدعة كان النذر بها مكروها ايضا فلا يجوز ارتكابه لا سيما مع وجود تخصيص الوقت بل تجب على الخلق

بسبب بدعت ہونی کی تو اسکی نذر بھی مکروہ ہی تو اب اسطور پر ادا کرنا جایز نہین ہی خاص ایسی حال مین کہ وقت بھی خاص کر رکہا ہو بلکہ خلق کی ذمہ

اتباع الحق وان لم يدركوا ما فيه من المصالح والاحتراز عن البدع والمحدثات وان لم يفهموا ما فيها من المفاسد

اتباع حق کا واجب ہی اگرچہ اوسکی خوبیونسی واقف نہون اور بدعت اور محدثات سی احتراز کرنا واجب ہی اگرچہ اوسکی مفاسد کو نہ سمجھتی ہون

فان مفاسدها کثیرة من جملتها ان کل ما احدث من الاعمال فی یوم من الایام او فی لیلة من اللیالی
کیونکہ اسکی مفاسد بہت ہین چنانچہ انہین سی ایک یہہ ہی کہ ہر بدعت عمل مخصوص کسی دن مین تمام ایام مین سی یا کسی رات مین تمام راتون مین سی

لا بد ان یکون من یعمل به معتقدا ان ذلک الیوم افضل من سائر الایام والعمل فیه افضل من العمل فی سائر
ضرور اوسکی عمل کرنیوالیکا یہہ عقیدہ ہوگا کہ یہہ دن تمام دنون مین افضل ہی اور اسدن مین عمل تمام اعمال سی جو اور دنون مین ہو افضل ہی

الایام وان تلک اللیلة افضل من سائر اللیالی والعمل فیها افضل من العمل فی سائر اللیالی اذ لولا هذا الاعتقاد فی قلبه لما اقدم علی تخصیص
اور یہہ رات تمام راتون مین افضل ہی اور اس رات مین عمل اور راتون کی اعمال سی افضل ہی اسوسطی کہ اگر یہہ عقیدہ اوسکی دلمین ہوتا تو کیون روزہ اوسدن کا خاص

ذلک الیوم بصیام وتلک اللیلة بقیام لان النبی علیه السلام نهی عن تخصیص بعض الاوقات بصلوٰة او صیام ورخص فی ذلک اذا لم یکن علی وجه التخصیص
کرتا اور کیون اوس رات کا جاگنا خاص کرتا اسلئی کہ منع کیا ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی خاص کرلینا بعضی وقت کا واسطی نماز کی یا روزہ کی اور اگر روزہ اور نماز کی خصوصیت کی ساتھہ

کما روی عن ابی هریرة انه علیه الصلوٰة والسلام قال لا تخصوا لیلة الجمعة بقیام من بین اللیالی ولا تخصوا
اسواسطی کہ روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ فرمایا نبی علیہ السلام نی کہ جمعہ کی رات کو واسطی جاگنی کی تمام راتون مین سی مت خاص کرو

یوم الجمعة بصیام من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصومه احدکم فعلم من هذا ان الفساد انما نشأ من تخصیص
روز جمعہ کو واسطی روزہ کی تمام دنون مین سی مت خاص کرو مگر یہہ کہ آجاوی دن جمعہ کی وہ روزہ جسکو رکھا کرتا ہو اس سی معلوم ہوا کہ یہہ فساد اسہی سی پیدا ہو کہ خاص کیا

ما لا اختصاص له فی الشرع وهذا المعنی موجود فیما نحن فیه لان الناس انما یخصون تلک اللیلة بما
ایسی وقت کو جسکی شرع مین کچھہ خصوصیت نہین ہی اور یہہ ہی خصوصیت جس نماز مین ہم بحث کرتی ہین موجود ہی یعنی رغائب اسواسطی کہ اوس شب کو اس نماز کی واسطی

یفعلونه فیها لاعتقادهم ان فیما یفعل فیها فضیلة زائدة علی ما یفعله فی غیرها فلما لم یکن فیه فضیلة منعوا
اسہی اعتقاد سی خاص کرتی ہین کہ جو عبادت یا نماز اس رات مین ادا ہو گی اوسکو بڑی فضیلت ہی اوس عبادت پر جو اور راتون مین ادا ہو اور اس سب مین جو کہ فضیلت

عن التخصیص اذ لا ینبعث التخصیص الا عن اعتقاد الاختصاص فمن قال اعتقادی ان الصلوٰة فی تلک
تو خصوصیت سی منع کر دیا اسلئی کہ خصوصیت خصوصیت کی اعتقاد سی پیدا ہوتی ہی اب جو شخص کہی کہ میری اعتقاد مین اس رات مین نماز

اللیلة والصوم فی ذلک الیوم کما فی غیرهما ومع ذلک انی خصهما بالصوم والصلوٰة فلا بد ان یکون باعثه
اور اس دن مین روزہ ایسا ہی ہی جیسی اور رات دنون مین پھر بہی مینی اون دونو رات اور دن کو واسطی روزہ اور نماز کی خاص کر رکھا ہی لیس ضرور ہی کہ اسکا باعث

اما موافقة اهل الدنیا لحاجته عندهم او خوف اللوم او اتباع العادة او نحو ذلک وفساد الکل ظاهر لان کل
یا اہل دنیا کی موافقت ہو گی اونسی کار برائی کی لئی یا اندیشہ طعنہ زنی کا یا پیروی عادت کی یا ایسا ہی کوئی اور امر ہوگا اور ان سب باتون کا فساد ظاہر ہی

ریاء والریاء بالعبادة حرام مع ان من یعمل بما هو بدعة مع اعتقاده انه غیر مشروع فی الدین یکون فاسقا
ریاء کی باتین ہین اور عبادت مین ریا کرنی حرام ہی اور یہہ ہی کہ بدعت کا عمل کرنیوالا اس اعتقاد سی کہ یہہ عبادت دین کی اندر جایز نہین ہی فاسق

غیر مبتدع وان عمل به مع اعتقاده انه مشروع فی الدین یکون فاسقا ومبتدعا فکثیر من اهل الزمان یصلون
غیر بدعتی ہوتا ہی اور اگر عمل کری اس اعتقاد سی کہ یہہ دین کی اندر جایز ہی تو فاسق اور بدعتی ہوتا ہی پس اس زمانہ کی اکثر آدمی یہہ نماز

تلک الصلوٰة فی هذه اللیلة بجمع کثیر مع اعتقادهم انها مشروعة فی الدین فیلزم ان یکونوا بفعلهم هذا فساقا
اس شب مین بڑی بڑی جماعت سی ادا کرتی ہین اس اعتقاد سی کہ دین کی اندر جایز ہی اب لازم آتا ہی کہ وہ لوگ اس نماز پڑھنی سی فاسق

مبتدعین لعملهم البدعة مع اعتقادهم انها عبادة مشروعة فی الدین وقد کان من عادتهم اذا انکر علیهم
اور بدعتی ہوئی اس بدعت کی عمل کرنی پر اس اعتقاد سی کہ یہہ عبادت دین کی اندر جایز ہی اور اونکی یہہ عادت ٹہری ہوئی ہی کہ جب اونکو منع کرین

ان یقولوا هذا خیر من الاشتغال بالمعاصی فی مثل هذه اللیلة فان هؤلاء المساکین لو تاملوا تامل الانصاف
تو کہنی لگتی ہین یہہ عبادت ایسی رات مین گناہ کرنی سی تو بہتر ہی بیشک یہہ مساکین اگر تامل کر کر انصاف کرتی

لو جد واهذا العمل اشد ضررا من فعل المعاصی لان من یفعل المعاصی یعلم حرمة ما فعل فربما یستغفر عنه
تو جانی کہ یہہ عمل معاصی کی ضرر مین سخت تر ہی اسواسطی کہ جو شخص گناہ کرتا ہی تو جانتا ہی کہ جیسی گناہ واقع ہوا تو اکثر اس سی توبہ کر کر مغفرت مانگتا ہی
ویندم علیه ویحصل له الذلة والانکسار بخلاف هؤلاء فانهم باعتقادهم انها قربة وعبادة مشروعة
اور اوسپر شرمندہ ہوتا ہی اور اوسکو ذلت اور انکسار حاصل ہوتا ہی برخلاف اس گروہ کی یہہ گروہ اس اعتقاد کی سبب کہ یہہ ثواب اور عبادت مشروعہ ہی
فی الدین لا یستغفرون منها ولا یندمون علیها بل یحصل لهم المباهاة والافتخار وهذا ما یذکر عن ابلیس
دین مین نہ تو استغفار کرتی ہین اور نہ شرمندہ ہوتی ہین بلکہ اونکو اترانا اور افتخار حاصل ہوتا ہی یہہ ہی ہی جو ابلیس سی حکایت کرتی ہین
انه قال قصمت ظهور بنی آدم بالمعاصی والاوزار وقصموا ظهری بالتوبة والاستغفار فاحدثت لهم
کہ کہتا ہی مینی بنی آدم کی پشت معاصی اور گناہ کی بوجہہ سی توڑدی اور بنی آدم نی میری پشت توبہ اور استغفار سی توڑدی مینی اونکی لئی
ذنوبا لا یستغفرون منها ولا یتوبون عنها وهی البدع فی صورة العبادة ولذلک قیل البدعة شر من الفسوق
ایسی گناہ تجویز کئی ہین کہ نہ اونسی استغفار کرین اور نہ اونسی توبہ کرین یعنی بدعتین ظاہر مین عبادت اسی لئی کہتی ہین کہ بدعت فسق سی بدتر ہی
فان من یفعل البدعة یزعم انه فی طاعة وعبادة فیکون شاقا لله تعالی ولرسوله لاستحسانه ما کرهه
کیونکہ بدعتی اپنی تئیں طاعت اور عبادت مین مصروف جانتا ہی سو یہہ اللہ تعالی پر اور اوسکی رسول پر دشوار گذرتا ہی کیونکہ یہہ نیک سمجھتا ہی جسکو
الشرع ونهی عنه وهو الاحداث فی الدین فانه تعالی قد شرع لعباده من العبادات ما فیه کفایة لهم واکمل
شرع نی برا جانا اور منع کیا یعنی بدعت دین کی باب مین بیشک اللہ تعالی مقرر کرچکا ہی اپنی بندون کی لئی اتنی عبادات جنمین انکو کفایت ہی اور کامل کرچکا ہی
دینهم واتم علیهم نعمته کما اخبر به فی کتابه اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ فالزیادة
اونکا دین اور پوری کرچکا ہی اونپر اپنی نعمت چنانچہ اپنی کتاب مین اسکی خبر دی ہی آج کامل کیا مینی واسطی تمہاری دین تمہارا اور پوری کی تمپر اپنی نعمت پس کامل پر
علی الکمال نقصان واختلال ولیس لاحد ان یقول تلک الصلوة وان کانت بدعة الا ان فیها الاذکار وقراءة
کچھ زیادہ کرنا نقصان ہوتا ہی اور عیب اور نہین ہوسکتا کہ کوئی یہہ کہی یہہ نماز اگرچہ بدعت ہی پر اس نماز مین اللہ کا ذکر ہی اور قرآن کی
القرآن فیرجی الثواب فی مقابلة تلک الاذکار والقراءة اذ یقال له ان تلک الصلوة لما کانت بدعة وضلالة کان الاذکار والقراءة
تلاوت ہی پس امید ہی کہ اس ذکر اور تلاوت قرآن کا تو ثواب ہوا اسواسطی کہ جواب یہہ ہی یہہ نماز جب بدعت اور گمراہی ٹہری تو تمام ذکر اور تلاوت جو
الواقعة فیها من قبیل خلط الطاعات بالمعصیة فهو معصیة اخری اشد استقباحا من الاولی فیجب الاحتراز عنها وکذا لیس لاحد ان یقول لا منع من تلک
اوس نماز مین ہی ایسی ہی گویا طاعات مین معصیت ملا جلا دی اب یہہ ایک اور معصیت ہی پہلی سی بھی بدتر سو اس سی ضرور احتراز ہی کرنا چاہئی ایسی ہی نہیں ہوسکتا جو کوئی یہہ کہی
الصلوة لقوله تعالی اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ولا ان یستدل علی خیریتها بما روی انه علیه السلام
اس نماز سی بنا بر اس آیت کی ممانعت نہین تو نی دیکھا وہ جو منع کرتا ہی بندی کو جب نماز پڑھی اور نہ یہہ مجال کہ کوئی استدلال کری اسکی خوبی پر اس حدیث سی کہ آپ نی
قال الصلوة خیر موضوع اذ یقال له ما قلت انما هو فی صلوة لا یخالف الشرع بوجه من الوجوه وتلک
فرمایا نماز خوب ہی وضع کی ہوئی اسواسطی کہ یہہ جواب ہی کہ یہہ حدیث ایسی نماز کی حق مین ہی جو کسی وجہہ سی شرع کی خلاف نہو اور یہہ
الصلوة مخالفة للشرع من وجوه علی ما ذکره العلماء فی تصانیفهم منها الاعتماد علی الحدیث الموضوع
نماز شرع کی خلاف کئی وجہ سی ہی جنانچہ علماء نی اپنی اپنی تصانیف مین ذکر کیا ہی ایک یہہ کہ وضع حدیث پر اعتماد کیا
فانه اذا ثبت کونه موضوعا یخرج من المشروعیة ویکون مستعملة من خدام الشیطان ومنها فعلها
کیونکہ جب اوسکا وضعی ہونا ثابت ہوا تو مشروعیت سی خارج ہوئی اب اوسپر عمل کرنیوالا شیطان کا خادم ہی اور ایک یہہ کہ
بالجماعة [illegible] ان الجماعة فی النوافل مکروهة فکیف فیها ومنها تخصیصها بلیلة الجمعة وقد ورد النهی عن تخصیص
جماعت سی ادا کرنی [illegible] جماعت مطلق نفلون مین مکروہ ہی انمین کیون نہو اور ایک یہہ کہ خصوصیت شب جمعہ کی اور حال یہہ کہ نہی آچکی خاص کرنی

ليلة الجمعة بقيام ويومها بصيام ومنها اسراج السرج الكثيرة لاجلها وذلك لا يجوز لكونه تبذيرا
شب جمعہ سی واسطی جاگنی کی اور خاص کرنی دن جمعہ کی سی واسطی روزہ کی اور ایک یہہ کہ اسکی لئی روشنی خوب کرتی ہین اور یہہ جایز نہین ہی کہ اسراف ہی

والتبذير حرام بنص القران ومنها اعتقاد العامة انها سنة بل كثير من العوام يعتقدون فرضا
اور اسراف حرام ہی نص قرآن سی ثابت اور ایک یہہ کہ عوام اسکو مسنون سمجھتی ہین بلکہ اکثر عوام فرض جانتی ہین

حتى انهم يتركون الفرائض ولا يتركونها بل يعدونها راس جميع الصلوة المفروضة بسبب فعلها وحضورها
یہان تک کہ وہ لوگ فرض کو تو ترک کردین اور اس نماز کو نہ چھوڑین بلکہ اسکو تمام فرض نمازونسی افضل شمار کرتی ہین کیونکہ اوسکو پڑھتی ہین اور اوسمین

بعض من الاكابر ممن لا يحضر الجماعة في المكتوبات ومنها اتخاذها وظيفة من وظائف الدين وشعيرة من
وہ عمدہ لوگ حاضر ہوتی ہین جو فرائض کی جماعت مین حاضر نہین ہوتی اور ایک یہہ کہ اسکو ایک وظیفہ دین کی وظیفون مین سی اور ایک نشان

شعائر المسلمين حتى ان الحكام ينبهون الائمة والمؤذنين ان لا يغفلوا عنها في هذه الليلة بل يظهرون النداء
مسلمانی کی نشانیون مین سی مقرر کیا ہی یہان تک کہ حاکم وقت امام اور مؤذن کو خبردار کر دیتی ہین کہ ایسا نہو غفلت سی اس رات مین قضا ہو جائی بلکہ منادی کرتی ہین

بان من لا يصليها يضرب ضربا شديدا ويعزلون الامام الذين يتخلف عنها كما جرى كل ذلك في بعض
کہ جو شخص اس نماز کو نہین پڑھیگا تو خوب پٹی گا اور امام کو موقوف کر دیتی ہین جو اتفاقا نہ پڑہی چنانچہ یہہ تمام حال بعضی وقتون مین

الاوقات في بعض البلاد فيا ليتهم فعلوا مثل ذلك في الفرائض والواجبات وهذه هي الفتنة التي قال فيها
بعضی شہرون مین گذرا ہی پس کاشکی ایسی تاکید فرایض اور واجبات مین کرتی اور یہہ وہ ہی فتنہ ہی جسکی باب مین

ابن مسعود كيف انتم اذا لبستكم فتنة يهرم فيها الكبير وينشأ فيها الصغير يجري على الناس يتخذونها سنة
ابن مسعود نی کہا ہی تمہارا کیا حال ہوگا جب تمکو فتنہ گھیر لی کہ بڑہا ہو جاوی اوسمین کبیر اور جوان ہو جاوی اوسمین صغیر عادت ہی لوگون کی کہ اوسکو سنت ٹہرا لیتی ہین

اذا غيرت قيل غيرت السنة او هذا منكر وكان يقول ايضا اياكم وما يحدث من البدع فان الدين لا يذهب
جب تو نی بدلا تو کہین تو نی سنت کو تبدیل کیا یا یہہ بیجا ہی اور ابن مسعود یہہ بہی کہتی تہی بچتی رہو نو احداث بدعتون سی کیونکہ دین ایک بارہی

من القلوب بمرة ولكن الشيطان يحدث لكم بدعا حتى يذهب الايمان من قلوبكم فعلى هذا يجب على
دلون مین سی نہین نکلیجاویگا لیکن شیطان تمہاری لئی بدعتین پیدا کریگا یہان تک کہ ایمان تمہاری دلون مین سی نکل جاویگا اس بیان کی موافق ہر ہر مسلمان پر

كل مسلم ان يحترز من الاغترار والميل الى شيء من البدع والمحدثات ونصون دينه عن العوائد التي استانس
واجب ہی کہ بچتا رہی فریفتگی اور غفلت اور توجہ سی طرف تمام بدعات اور محدثات کی اور اپنی دین کو عادات سی بچاوی جس مین الفت پکڑی

بها وتربى عليها فانها سم قاتل قل من سلم من افاته وظهر له الحق معها لان لها حلاوة في قلوب اهلها
اور پرورش پائی بیشک یہہ زہر قاتل ہی اسکی آفات سی کم بچتی ہین اور اسکی ساتھہ حق کبھی نہین ظاہر ہوتا اسلئی کہ اسکا مزہ بدعتیون کی دل مین ایسا آیا ہی

يستحسنها طباعهم فلا يتركونها ولذلك كان هشام بن عروة يقول لا تسئل الناس عما احدثوه فانهم قد
کہ اونکی دل اسکو پسند کرتی ہین سو کبھی نہ چھوڑین گی اسی لئی ہشام بن عروہ کہتی تہی کہ لوگون سی کیا پوچھتی ہو بدعات کو اسکا تو اونہون نی

اعدوا له جوابا لكن اسئلوهم عن السنة فانهم لا يعرفونها يسرنا الله اليوم العمل بالسنة والاحتراز عن البدعة
جواب تیار کر رکہا ہی لیکن اونسی یہہ پوچھو سنت کیا ہی یہہ سنت کو نہین جانتی اللہ تعالی ہمکو آج سنت پر عمل آسان کری اور بدعت سی بچاوی

المجلس العشرون في بيان فضائل حج المبرور وبيان البدعة فيه قال رسول الله صلى الله عليه
بیسوین مجلس بیانمین فضایل حج مبرور کی اور بیان حج کی بدعتون کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة
وسلم نی جسنی حج کیا واسطی اللہ کی پہر نہ فحش کہا سامنی عورتون کی اور نہ بدکاری کی ایسا پاک ہوجاویگا جیسا جنا اوسکی ماں نی [illegible] یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

ومعناه ان من حج واجتنب جميع ما فيه اثم من القول والفعل غفرت ذنوبه والمراد من الذنوب الصغائر
اسکی معنی یہہ ہین کہ جسنی حج کیا اور بچا تمام گناہون قولی اور فعلی سی اوسکی گناہ معاف ہوجاوینگی اور گناہون سی مراد صغیرہ گناہ ہین
لان الكبيرة لا يكفرها الا التوبة واما الصغيرة فلها مكفرات كثيرة ورد بها السنة كالصلوات الخمس
اسلیے کہ کبیرہ گناہ کا کفارہ سوای توبہ کی کچھ نہین ہی اور گناہ صغیرہ کی چھوڑانیوالی بہت چیزین ہین یہہ حدیث مین آیا ہی جیسی نماز پنجگانہ
والجمعة وصوم رمضان وغيرها فان كل واحد من مباني الاسلام يكفر الذنوب والخطايا فيهدمها
اور نماز جمعہ اور روزی رمضان کی اور سوا اسکی بیشک ہر ہر اصول اسلام مین سی گناہ اور خطا کا کفارہ ہی کہ سب برابر کردیتا ہی
فكلمة لا اله الا الله لا تبقي ذنبا ولا يسبقها عمل والصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى
پس کلمہ لا الہ الا اللہ کوئی گناہ باقی نہین چھوڑتا اور نہ اس سی کوئی عمل فایق ہی اور نمازین پنجگانہ اور روز جمعہ سی جمعہ تک اور رمضان سی
رمضان مكفرات لما بينهن ما اجتنب الكبائر والصدقة تطفئ الخطيئة كما يطفئ الماء النار والحج
رمضان تک کفارہ ہین درمیان کی گناہون کی جبتک کہ کبیرہ سی بچتا رہی اور صدقہ خیرات خطاؤن کو بجھا دیتا ہی جیسی پانی آگ کو بجھا دیتا ہی اور حج
الذي لا رفث فيه ولا فسق يخرج صاحبه من ذنوبه كيوم ولدته امه لما روي انه عليه السلام قال
جسمین نہ فحش ہو سامنی عورتون کی اور نہ بدکاری تو حاجی گناہون سی ایسا پاک ہوجاتا ہی جیسی اوسکی ماں نی جنا تہا کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا
من قضى نسكه وسلم المسلمون من يده ولسانه غفر ما تقدم من ذنبه وما تاخر وفي الصحيحين انه عليه السلام
کہ جسنی تمام لوازم حج کی ادا کئی اور تمام مسلمان اوسکی ہاتہہ اور زبان سی سلامت رہی تو اوسکی تمام گناہ پہلی اور پچھلی معاف ہوئی اور صحیح مسلم اور بخاری مین ہی کہ آپ نی
قال الحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة واختلف العلماء في كون الحج المبرور مكفر الكبائر والصحيح انه لا يكفرها
فرمایا کہ جزاء حج مبرور کی سواء جنت کی اور نہین اور علماء نی اختلاف کیا ہی آیا حج مبرور کبیرہ گناہون کا کفارہ ہوتا ہی یا نہین صحیح یہہ ہی کہ کفارہ نہین ہوتا
ومن قال انه يكفرها ليس مراده انه يسقط عن مرتكبها قضاء ما لزمه من العبادات والديون والمظالم
اور جو قایل ہی کہ کبیرہ کا کفارہ ہوتا ہی تو اوسکی مراد یہہ نہین ہی کہ مرتکب کبیرہ کی ذمہ سی قضا عبادات اور قرضون اور حقوق کی جو اوسپر لازم ہین ساقط ہوجاتی ہی
وانما مراده انه يكفر عنه تاخير قضاء ما لزمه فانه اذا فرغ منه يطالب بفعل ما لزمه فان لم يفعل
اوسکی مراد یہہ ہی کہ جو اوسکی ذمہ ہی اوسکی تاخیر قضا کا کفارہ ہوتا ہی بیشک جب وہ اس سی فارغ ہوجاویگا تو جو اوسکی ذمہ ہی اوسکی ادا کا مطالبہ ہوگا اگر اوسنی
مع قدرته عليه يكون مرتكبا للكبيرة الان والحج المبرور هو الذي لا يخالطه اثم وقيل هو المقبول وهذا
باوجود قدرت کی ادا نکیا تو مرتکب کبیرہ کا اب ہوگا اور حج مبرور وہ ہوتا ہی جسمین کوئی گناہ نہ ملی اور کہتی ہین وہ حج مقبول ہوتا ہی اور یہہ
المعنى قريب من الاول وعلامة كون الحج مبرورا ان يترك صاحبه سيئ ما كان عليه من عمله ويتوجه الى
معنی پہلی ہی سی معنی ہین اور حج مبرور ہونی کی نشانی یہہ ہی کہ حاجی تمام اعمال بد جو جو کرتا تہا سب ترک کردی اور اپنی رب کی طاعت مین
طاعة ربه ويسعى في اصلاح نفسه وقيل علامة كون حج الانسان مقبولا ان يزداد بعد الحج خيرا ولا يعاود
مصروف ہو رہی اور اپنی اصلاح نفس مین سعی کرتا رہی اور کہتی ہین کہ حج کی مقبول ہونی کی علامت یہ ہی کہ حج کی بعد نیکوکاری زیادہ ہوجاوی اور گناہ کو چھوڑ کر
المعاصي بعد الرجوع ويترك قرناء السوء فان من استلم الحجر فقد بايع الله تعالى ان يجتنب معاصيه
پہر کبھی عمل مین نہ لاوی اور بد ہمنشینون کو ترک کردی بیشک جسنی حجر اسود کو بوسہ دیا اوسی اللہ تعالی سی بیعت کی کہ اوسکی نافرمانی نہ کریگا
ويقوم بحقوقه فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا
اور وہ سب اسکی تمام حقوق ادا کریگا پہر جو کوئی قول توڑی سو توڑتا ہی اپنی بری کو اور جو کوئی پورا کری جسپر قرار کیا اللہ سی وہ دیگا اوسکو عوض بڑا
يشير الى هذا ما روي عن ابن عباس انه قال الحجر الاسود يمين الله تعالى في الارض فمن استلمه وصافحه فكانما
سی کی طرف اشارہ کرتی ہی روایت ابن عباس کی کہ فرمایا حجر اسود اللہ تعالی کا زمین مین داہنا ہاتھ ہی جسنی اوسپر بوسہ دیا اور مصافحہ کیا گویا

صافح الله تعالی وقبّل یمینه وقال عکرمة الحجر الاسود یمین الله تعالی فی الارض فمن لم یدرک بیعة
اسد تعالی سی مصافحہ کیا اور اوسکا ہاتہ چوما اور عکرمہ کہتا ہی حجر اسود داہنا ہاتہہ ہی اسد تعالی کا زمین مین جسکو بیعت رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم کی
رسول الله فمسح الرکن فقد بایع الله ورسوله وورد فی الحدیث ان الله تعالی لما استخرج من ظهر آدم
میسر نہین ہوئی پہر اوسنی رکن کو ہاتہہ سی چہوا تو اوسنی بیشک اسد اور اوسکی رسول سی بیعت کی اور حدیث مین آیا ہی کہ اسد تعالی نی جب آدم کی پشت مین سی
ذریته واخذ علیهم المیثاق کتب ذلك فی رق ثم استودعه هذا الحجر الاسود وقیل فمن حج اذا استلم الحجر فانه
اوسکی اولاد کو نکالا اور اونسی عہد لیا الست بربکم کا اوسکو پوست آہو پر لکہہ کر اس حجر اسود مین امانت رکہدیا اور کہتی ہین کہ حاجی جب حجر اسود کو بوسہ دیتا ہی تو گویا
یجدد البیعة ویلتزم الوفاء بالعهد المتقدم فینبغی له اذا رجع من الحج ان یحافظ ما عاهد الله علیه
از سر نو بیعت کرتا ہی اور اگلی عہد کا پورا کرنا اپنی ذمہ پر لیتا ہی اب یہہ ہی لایق ہی کہ جب حج اسود کی پاس سی جدا ہو تو اسد سی جو عہد کیا ہی
عند استلام الحجر اذ یقبح هذا المن کمل مبانی الاسلام ان یشرع فی نقض ما بنی بالمعاصی فان علامة
بوقت بوسہ دینی حجر اسود کی اوسکی حفاظت کری کتنا برا ہی کہ مبانی اسلام کی پورا کرکر اون مبانی کا نقض معصیت سی شروع کری کیونکہ نشانی
قبول الطاعة ان توصله بطاعة اخری بعدها وعلامة ردها ان توصل بمعصیة بعدها وما احسن
اعمال مقبول ہونی کا یہہ ہی کہ اوس طاعت کی بعد اور طاعت کرکر ملا تا جاوی اور نشانی مردود ہونیکا یہہ ہی کہ بعد اوسکی معصیت ہونی لگی اور کیا خوب ہی
الحسنة بعد الحسنة وما اقبح السیئة بعد الحسنة فقد قیل ذنب بعد التوبة اقبح من سبعین ذنبا
طاعت بعد طاعت کی اور کیا برا ہی بدی بعد طاعت کی کیونکہ کہتی ہین ایک گناہ توبہ کی بعد بدتر ہی ستر گناہ سی
قبلها فان النکث صعب من المرض الاول فالحاج اذا کان حجه مبرورا یغفر له ولمن استغفر له
توبہ کی پہلی کیونکہ دوبارہ مرض کا عود کرنا اول مرض سی سخت ہوتا ہی پس حاجی اوسکا حج مبرور ہوتا ہی تو وہ بخشا جاتا ہی اور جسکی واسطی مغفرت مانگی
واذا رجع یرجع وذنبه مغفور ودعائه مستجاب ولذلك یستحب تلقیه والسلام علیه وطلب الاستغفار
اور جب وہ ہٹتا ہی تو اس حال مین کہ اوسکی گناہ معاف اور اوسکی دعا مقبول ہی اسی لئی مستحب ہی اوس سی ملنا اور سلام علیک کرنی اور اوس سی مغفرت کی دعا کرانی
منه لما روی عن ابن عمر انه علیه السلام قال اذا لقیت الحاج سلم علیه وصافحه ومره ان یستغفر
موافق روایت ابن عمر کی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جب تو کسی حاجی سی ملی تو سلام علیک کر اور مصافحہ کر اور عرض کر کہ تیری لئی اپنی گہر مین جانی سی پہلی
لك قبل ان یدخل بیته فانه مغفور له وروی عن الحسن انه قال اذا خرج الحاج فشیعوهم وزودوهم الدعاء
مغفرت مانگی کیونکہ وہ بخشا ہوا ہوتا ہی اور حسن سی روایت ہی کہ کہتی تہی جب حاجی حج کی لئی روانہ ہون تو اونکی ساتہہ جاکر رخصت کرو اور دعا
فاذا قفلوا فالقوهم وصافحوهم قبل ان یخالطوا الذنوب فان البرکة فی ایدیهم لکن من قلیل یکون حجه مبرورا
توشہ دو پہر جب وہ حج کرکر آوین تو اونسی ملو اور مصافحہ کرو پہلی اس سی کہ وہ گناہوں میں مبتلا ہوں کیونکہ اونکی ہاتہون مین برکت ہی پر بہت کم شخص ہین جنکا حج مبرور ہوتا ہو
قیل لابن عمر ما اکثر الحاج فقال وما اقلهم وقال ایضا الرکب کثیر والحاج قلیل وانما قال ذلك لظهور البدع
کسی نی ابن عمر سی کہا حاجی کتنی بہت ہین اونسی جواب دیا کہ حاجی بہت تہوڑی ہین اور یہہ بہی کہا سوار تو بہت ہین پر حاجی تہوڑی ہین یہہ اسی لئی کہا کہ حجاج مین بدعات
والمنکرات الکثیرة بین الحجاج فاعظمها فتنة واکبرها مصیبة واکثرها وقوعا وبلیة ترك اکثرهم الصلوة
اور منکرات بہت ہوتی ہین پس بڑا فتنہ اور بڑی معصیت اور بڑی بلا جو اکثر واقع ہوتی ہی یہہ ہی کہ اکثر حاجیون کی نماز چہوٹتی ہی
ومن لم یترکها یضیع وقتها ویجمعها علی غیر الوجه الشرعی وذلك حرام بالاجماع ومن علم انه اذا خرج
اور جو نماز نہین ترک کرتا تو وقت کو کہو دیتا ہی اور برخلاف وجہ شرعی کی جمع کرکر ادا کرتا ہی اور یہہ بالاتفاق حرام ہی اور جو جانتا ہی کہ جب وہ حج کی لئی جاویگا
الی الحج تفوته صلوة واحدة یحرم علیه الحج رجلا کان او امرأة لان من یترك صلوة واحدة لا یکفرها اقل
تو اوسکی ایک نماز فوت ہوگی تو اوسکو حج کو جانا حرام ہی مرد ہو یا عورت اسواسطی کہ جسکی ایک نماز قضا ہوتی ہی تو اوسکا عوض ستر حج کا کم مین

من سبعین حجة فیکون کمن ضیّع الف دینار فی طلب درهم واحد فاذا کان کذلك فعلی الحاج ان یلازم

نہین ہوتا پھر یہہ شخص ایسا ہی کہ ایک درہم کی واسطی ہزار دینار خراب کئی جب حال یہہ ہی تو حاجیون کو ضرور ہی کہ نماز پڑھین

الصلوة فی وقتها بالجماعة عند التیسیر وبالانفراد عند التعسر مع الاحتیاط عن التیمم حال کفایة

وقت پر آسانی میں جماعت سی اور تنگی کو وقت تنہا ادا کیا کرین پر تیمم سی احتیاط کرین اگر پانی غلبۂ ظن میں

الماء للوضوء والشرب له ولرفیقه باعتبار غلبة الظن وعن الوضوء بماء نجس وعن الصلوة قبل وقتها

واسطی وضوء اور پینی اسکی اور اسکی رفیق کی کافی ہو اور احتیاط وضوء کی ناپاک پانی سی اور احتیاط نماز کی وقت کی پہلی سی

ومع الاجتهاد فی امر القبلة فی موضع الاشتباه ومن منکرات الحاج تزیین الجمل بالحلی من الذهب و

اور کوشش کرین سمت قبلہ مین اشتباہ کی مقام مین اور حاجیوں کی بدعات میں سی ہی اونٹ کا سونی اور چاندی کی گہنی سی

الفضة والقلائد والاساور والباس الحریر وتزیین المشاعل بذلك ایضا یفعلون ذلك عند خروجهم

اور قلادہ اور کنگن سی اور حریر پہناکر سنگار کرنا اور ایسی ہی زیب و زینتون سی مشعلین روشن کرنی ہی اور یہہ سانگ جب اپنی شہر سی رخصت

من بلدهم ورجوعهم الیه وعند دخولهم مکة والمدینة وهم اثمون فی جمیع ذلك ویشارکهم فی الاثم

ہوتی ہین اور جب بشکر پہر اپنی شہر مین داخل ہوتی ہین اور جب مکہ اور مدینہ مین داخل ہوتی ہین تو کیا کرتی ہین اور وہ سب ان بدعات کی کرنی پر گنہگار ہوتی ہین

من یتطاول لرویة ذلك ویستحسنه اویسکت عنه ومن منکراتهم ایضا خروج النساء عند ذهابهم

جو دیکہنی کو جاتی ہین اور اوسکو نیک سمجہتی ہین یا چپ ہوکر منع نہین کرتی اور حاجیون کی بدعات مین سی یہہ ہی کہ عورتین اونکی جاتی وقت

وعند مجیئهم فان الواجب علی المرأة قعودها فی بیتها وعدم خروجها من منزلها وعلی الزوج منعها عن

اور آتی وقت ساتہہ نکلتی ہین کیونکہ عورتون پر اپنی گہر مین بیٹہی رہنا اور اپنی رہنی کی مقام سی باہر نجانا واجب ہی اور شوہر پر اونکا روکنا نکلنی سی

الخروج ولو اذن لها وخرجت کانا عاصیین والاذن قد یکون بالسکوت فهو کالقول لان النهی عن

واجب ہی اور خاوند نی اگر اوسکو اجازت دی اور وہ نکلی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت کبہی چپ رہنی سی بہی ہوتی ہی وہ ایسی ہی جیسی بات سی کہا اسواسطی کہ باز رکہنا

المنکر فرض وان خرجت بغیر اذن زوجها یلعنها کل ملك فی السماء وکل شیء یمر علیه الا الانس والجن وقد

ربدسی فرض ہی اور اگر وہ بغیر اجازت خاوند کی نکلی تو اوسپر تمام فرشتی آسمان کی اور جس جس چیز پر گذرتی ہی بجز انسان اور جن کی سب لعنت کرتی ہین اور

جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال ماترکت بعدی فتنة اضر من النساء فخروج النساء فی هذا الزمان

حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ مینی کوئی فتنہ اپنی بعد بدتر عورتون سی نہین چہوڑا سو نکلنا عورتون کا اپنی گہرون مین سی

من بیوتهن من اکثر الفتن لاسیما الخروج المحرم کخروجهن خلف الجنازة ولزیارة القبور وعند خروج الحجاج

اس زمانہ مین بڑا ہی فتنہ ہی جسپہ حرام وجہ سی نکلنا بدتر ہی جیسا جانا عورتون کا جنازہ کی پیچہی اور قبرون کی زیارت کو اور حاجیون کی رخصت کی وقت

ومجیئهم والخیر لهن قعودهن فی بیوتهن وعدم خروجهن عن منزلهن الا تری انه تعالی امر خیر نساء الدنیا و

وا اونکی آتی وقت اونکی حق مین گہرون کی اندر بیٹہی رہنا ہی اور اپنی منزل سی باہر نہونا ہی بہتر ہی کیا نہین جانتا کہ اللہ تعالی دنیا مین سی بہترین عورتون کو

هن ازواج النبی علیه السلام بعدم الخروج من بیوتهن فقال وَقَرْنَ فِی بُیُوتِکُنَّ وهذا النظم الکریم وان نزل فیهن

کہ وہ ازواج مطہرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین گہرون مین سی نکلنی سی منع کرتا ہی فرمایا اور قرار پکڑو اپنی گہرون مین اور یہہ آیت بزرگ اگرچہ ازواج مطہرات کی حق

الا ان حکمه یعم الجمیع لما تقرر ان خطابات القران تعم الموجودین وقت نزوله ومن سیوجد الی یوم القیمة

پر اسکا حکم سب کی حق مین عام ہی کیونکہ اصول مین ثابت ہوچکا ہی کہ احکام خطابی قرآن شریف کی تمام موجودین کو وقت نزول کی اور اونکو جو قیامت تک پیدا ہونگی

ومن منکراتهم ایضا ان بعض من لایجب علیهم الحج من الفقراء یخرجون معهم بلا زاد ویقولون نحن متوکلون

اور حاجیون کی منکرات مین سی یہہ بہی ہی کہ جن بی مقدورون پر حج فرض نہین ہی وہ بہی اونکی ساتہہ ہوجاتی ہین بی توشہ خالی ہاتہہ اور کہتی ہین کہ ہم توکل پر ہین

جبکی

فیکونون کلا علی الناس وثقلا علیہم غیر منفکین عن ابرامہم بالسؤال والسؤال حرام وہم یرتکبون
سو وہ لوگون پر بہاری پڑتی ہین اور دستو رہوتی ہین اونکی بسبب مانگنی نہین چہوٹتی اورحال یہہ ہی کہ مانگنا حرام ہی اوروہ اس حرام کو مرادا جاتی ہین

ذلک الحرام لاداء ما لا یجب علیہم بل یترکون کثیرا من الصلوات الخمس ویقعون فی انواع المعاصی فیکون
اداکی لئی اختیار کرتی ہین بلکہ اکثر اوقات نمازین پنجگانہ مین سی ترک کرتی ہین اورقسم قسم کی معاصی مین گرفتار ہوتی ہین پہر وہ ہی

سبب کمالہم وزیادتہم سببا لنقصانہم وخسرانہم وقد قال بعض المفسرین یاتی علی الناس زمان یحج اغنیاءہم
سبب جواونکی خوبی اور زیادت کا ہی باعث اونکی نقصان اور خسارہ کا ہوجاتا ہی اور بعضی مفسرون نی کہا ہی لوگون پر ایسا زمانہ آویگا جسمین دولتمند تو

للتنزہ واوساطہم للتجارۃ وقراءہم للریاء والسمعۃ وفقراءہم للمسئلۃ ولا یبعد ان یقال وسراقہم للسرقۃ
حج کرینگی واسطی عیش تن آسانی کی اور درمیانہ لوگ تجارت کی واسطی اور قاری واسطی ریا کی اور دکہلاوی کی اور فقرا واسطی مانگ کہانی کی اور بعید نہین کہ یہہ بہی کہین اور چور واسطی

والحاصل ان الحج قد صار فی ہذا الزمان فتنۃ ومحنۃ لکثیر من الناس حیث لا ینظرون فیما اوجبہ اللہ تعالی
اورحاصل یہہ ہی کہ حج اس زمانہ مین بہت لوگون کی حق مین فتنہ اور محنت ہوگیا ہی اسواسطی کہ وہ ہی نگاہ نہین کرتی کہ اللہ تعالی نی اونپر کیا کیا

علیہم فیہ من حقوقہ وحقوق عبادہ فانہ تعالی اوجب علیہم الحج بشرط الاستطاعۃ وہی تقتضی
اپنی حق اور اپنی بندون کی حق واجب کئی ہین بیشک اللہ تعالی نی اونپر حج اس شرط سی فرض کیا ہی کہ استطاعت ہو یعنی اتنی

القدرۃ علی ما یکفی الانسان مما یحتاج الیہ مدۃ ذہابہ ومجیئہ من ماکول ومشروب ومرکوب
قدرت ہو کہ انسان کو حاجات کی لئی جانی اور آنی کی مدت مین کفایت کرجاوی کہانی کو اور پینی کو اور سواری کو

فمن الناس من یخرج الی الحج بلا زاد وراحلۃ لفقرہ فربما یہلک فی الطریق عند حاجتہ الی الاکل والشرب
پہر بعضی لوگ جو حج کی واسطی ناداری سی خالی ہاتہہ بی توشہ اور سواری روانہ ہوجاتی ہین تو اکثر راستہ کی اندر کہانی اور پینی

والرکوب فیموت عاصیا لان اللہ تعالی نہاہ عن السفر علی تلک الحالۃ ومن خرج الی الحج من غیر ان
اور سواری کی محتاج ہوکر تباہ ہوتی ہین پہر گناہگار ہوکر مرتی ہین اسواسطی کہ اللہ تعالی نی ایسی حالت مین سفر سی منع کیا ہی اور جو شخص حج کو جاوی بدون

یملک ما یکفیہ وقصد فی خروجہ ان یسئل الناس ما یحتاج الیہ فی وقت ضرورتہ من اکل وشرب ورکوب
اتنی مقدور کی کہ اوسکی واسطی کافی ہو اور ارادہ کری کہ یہانسی نکلتی ہی لوگونسی حاجت کی چیز کہانا پینا سواری ضرورت کی وقت مانگ لینی کی

فقد اساء اکبر اساءۃ لان الغالب من حال الحجاج ان یتزود کل واحد منہم قدر کفایتہ لمشقۃ الحمل وبعد
تو اوسنی بہت ہی برا کیا اسواسطی کہ اکثر حاجیون کا حال یہہ ہی کہ توشہ موافق کفایت اپنی باربرداری اور درازی راہ کی لیکر جاتی ہین

الطریق فمن سافر معہم بلا زاد فانہ یضایقہم فی زادہم فیکون سفرہ ہذا اذی لنفسہ ولغیرہ واکثر من
پہر جو خالی ہاتہہ اونکی ساتہہ ہوجاوی تو اونسی اونکی توشہ مین مہمانی مانگی کا پہر اوسکا یہہ سفر وبال ہوگا اوسکو بہی اور اورونکو بہی اور اکثر ایسا کام

یفعل ہذا ہم الذین لا یعرفون شرائط الدین واحکام الاسلام ولا یقصدون طاعۃ اللہ تعالی وطاعۃ
وہ ہی کرتی ہین جو شرائط دین کی اور احکام اسلام کی نہین جانتی اور نہ اونکو طاعت الہی اور اتباع رسول سی کچہہ غرض ہوتی ہی

رسولہ بل یقصدون قضاء ما تشتہیہ نفوسہم من رؤیۃ الاماکن البعیدۃ الغریبۃ ورؤیۃ مکۃ
بلکہ اپنی دل کی ارمان نکالتی ہین دیکہنا عجیب وغریب دور کی شہرون کا اور دیکہنا مکہ

والمدینۃ والتفرج علی الناس فی مجامعہم اذ یاتون من کل فج عمیق وان یقال لہ الحاج لا ہمۃ لہ الا
اور مدینہ کا اور سیر کرنا لوگون کی مجلسون کا اسواسطی کہ وہان دور دور کی لوگ آتی ہین اور حاجی کہلائین اسکی اتنی ہی ہمت تہی

ذلک ومنہم من یزین لہ الشیطان صحبۃ الرکب ولا مقصود لہ الا اخذ اموال الناس من سرقۃ
اور بعضون کی دلمین شیطان ڈالدیتا ہی اونکا مقصود صرف یہہ ہی ہوتا ہی کہ لوگون کا مال چورا کر

او غصب لو کیف یمکن فان الشیطان یجتهد دائما فی ایقاع بنی ادم فی الشر فیفتح له بابا من الخیر لیوقعه
یا چھین کر یا جسطرح بنی بھی کیونکہ شیطان ہمیشہ یہہ کوشش کرتا رہتا ہی کہ بنی آدم کو برائی مین مبتلا کری پہر اونکی لئی ظاہر مین دروازہ خیر کا کہول کر

فی انواع المعاصی والمحرمات فی السر ومن منکراتهم ایضا انهم فی اکثر الاحوال یضیعون حقوق میتهم اذ قد
درپردہ قسم قسم کی معاصی اور حرام اور برائی مین مبتلا کردیتا ہی اور حاجیون کی منکرات مین سی یہہ بہی ہی کہ وہ اکثر حال مین اپنی مردہ کا حق تلف کردیتی ہین

یموت واحد من رفقائهم حین کونهم نازلین فلا یغسلونه ولا یکفنونه ولا یصلون علیه بل یرتحلون
جب کوئی اونکا رفیق منزل مین اوترتی ہوئی مرجاتا ہی پہر اوسکو نہ تو نہلادین اور نہ کفن دین اور نہ اوسپر نماز جنازہ کی پڑہین بلکہ وہانسی کوچ کرتی ہین

ویترکونه هناك ضایعا بلا دفن ویقعون فی الاثام لان کل واحد من هذه الامور من فروض الکفایة التی
اور مردہ کو اوسی جگہہ بی دفن ڈال جاتی ہین اور گناہ مین پہنستی ہین کیونکہ یہہ سب باتین فرض کفایہ ہین اگر کوئی ایک بہی

اذا ترك واحد منها یاثم الکل وقد یموت حین کونهم ذاهبین فی الطریق فیرمونه فی مکان قفر بلا دفن ویاکله
متروک ہو تو سب گنہگار ہوں اور بعضو وقت رستہ مین چلتی ہوئی مرجاتا ہی تو پہر اوسکو یونہین جنگل پتہر مین بی دفن کئی پہینک جاتی ہین اوسکو گیدڑ

السباع وسبب ارتکابهم امثال هذا الجرائم خوفهم ان یاخذ البیت المال ماله ویختارون متاع
بہیڑیی کہاجاتی ہین اور ایسی ایسی یہہ تمام گناہ صرف اس خوف کی ماری کرتی ہین کہ مبادا اوسکا مال بیت المال مین داخل ہوجاسو یہہ لوگ دنیا کی پونجی کو

الدنیا علی الاخرة ویضیعون امثال هذه الفروض ویقعون فی الاثام فکیف یکون حجهم مبرورا والحاصل
آخرت کی مقابلہ مین پسند کرتی ہین اور ایسی ایسی فرض باتون کو ضایع کرکر گنہہ مین مبتلا ہوتی ہین اب کیونکر اونکا حج مبرور ہوگا حاصل یہہ ہی

ان من یرید ان یکون حجه مبرورا یلزمه ان یحج باقامة ارکانه وواجباته وسننه ویحترز فی الاحرام
جو شخص چاہی کہ اوسکا حج مبرور ہووی تو اوسکو لازم ہی کہ حج مین تمام ارکان اور واجبات اور سنن اداکری اور احرام کی مدت مین تمام

عن محظورات الاحرام وعن سائر المعاصی کلها کبائرها وصغائرها ویتوب قبل الاحرام عن الذنوب کلها
منہیات سی جو احرام مین ہین اور تمام اور معاصی کبابر اور صغایر سی احتراز کری اور احرام سی پہلی تمام گناہونسی توبہ کرکر

باداء الفروض والواجبات وارضاء الخصوم فی حقوق العباد ویکون طعامه وشرابه ولباسه ومرکبه من
فرض اور واجبات اداکری اور حقوق العباد مین مدعیون کو راضی کری اور اوسکا کہانا اور پینا اور پہرنا اور سواری

الحلال لا من الحرام اذ قد اختلف الفقهاء فیمن یحج بمال حرام هل یصح حجه ام لا فعند الامام احمد لا یصح ویجب
حلال مال مین سی ہو حرام میں سی نہو اسواسطی کہ فقہا نی اختلاف کیا ہی کہ جو شخص حرام مال سی خرچ کرکر حج کری تو آیا اوسکا حج ادا ہوجاتا ہی یا نہین امام احمد کی نزدیک

علیه ان یحج ثانیا بمال حلال وعند الثلثة یصح حجه ویسقط عنه الفرض ولا یجب علیه الاعادة لکن
اوسکا حج صحیح نہین ہوتا اوسپر واجب ہی کہ حج دوبارہ مال حلال سی کری اور تینون اماموں کی نزدیک اوسکا حج تو صحیح ہی اور اوسکی ذمہ سی فرض ادا ہوگیا اور اوسپر حج دوبارہ بہی واجب نہین لیکن

لا یکون حجه مبرورا لان الشرط فی کون الحج مبرورا الاجتناب عن کل ما نهی الله عنه مع اداء الحج بشروطه
اوسکا حج مبرور نہین اسواسطی کہ حج مبرور کی لئی یہہ شرط ہی کہ اللہ کی تمام منہیات سی اجتناب کری اور حج کو تمام شرائط

وارکانه وواجباته وسننه وادابه فشرائطه نوعان شرائط الاداء وشرائط الوجوب اما شرائط الاداء
اور ارکان اور واجبات اور سنن اور اداب کی ساتہہ اداکری پس اوسکی شرطین دو قسم کی ہین ایک شرط اداکی ہی اور ایک شرط واجب ہونی کی ہی شرط اداکی

فهی الزمان والمکان والاحرام وشرائط الوجوب فهی العقل والبلوغ والحریة والاستطاعة وسلامة
تو وقت ہی اور مکان ہی اور احرام ہی اور شرط وجوب کی عقل اور جوانی اور آزادگی اور قدرت مالی اور صحت

البدن وامن الطریق فلکون امن الطریق من شرائط الوجوب اختلف العلماء فی وجوب الحج فی هذا الزمان
بدنی اور امن رستہ کا پس امن رستہ کا جو شرط وجوب کی ہی اسلئی علماء کو اختلاف پیدا ہوا کہ اس زمانہ مین حج فرض ہی یا نہین

لانتفاع الامن بظهور القرامطة وغيرهم من الفساق والسراق فقال ابو القاسم الصغاري لا شك
کیونکہ امن رستہ کا جاتا رہا بسبب غلبہ قرامطہ وغیرہ فساق اور چور لٹیروں کی ابو القاسم صغاری کہتے ہیں عورتوں کی ذمہ سی
في سقوط الحج على النساء في هذا الزمان وانما اشك في سقوطه عن الرجال وقال ايضا لا ارى الحج فرضا منذ عشرين
حج کی ساقط ہونی میں اس زمانہ کی اندر کچھ شک نہیں ہی شک اسمیں ہی کہ مردوں کی ذمہ سی بھی ساقط ہی یا نہیں اور یہہ بھی کہا ہی کہ میں حج کو فرض نہیں جانتا
سنة منذ خرجت القرامطة والبادية عندي دار الحرب وقال ابو بكر الاسكاف ولا اقول الحج فريضة
بیس برس کی مدت سی جب سی قرامطہ پیدا ہوئی ہیں اور بادیہ میری نزدیک دار الحرب ہی اور ابو بکر اسکاف کہتے ہیں میں نہیں قایل ہوں کہ
في زماننا قاله في سنة ست وعشرين وثلثمائة وافتى ابو بكر الرازي ان الحج قد سقط عن اهل بغداد
اب ہماری وقت میں حج فرض ہی یہہ گفتگو سنہ تین سو چھبیس کی ہی اور ابو بکر رازی نی یہہ فتوی دیا ہی کہ حج اس زمانہ میں اہل بغداد کی ذمہ سی
في هذا الزمان وبه قال جماعة من المتاخرين قيل وانما قالوا ذلك لان الحاج لا يتوصل الى الحج الا بالرشوة
بیشک ساقط ہو گیا اور ایسیہی اور متاخرین کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عدم فرضیت کی اسواسطی قائل ہوئی ہیں کہ حاجی قرامطہ وغیرہ کو رشوت دئی بغیر
الى القرامطة وغيرهم فيكون الطاعة سببا للمعصية فمتى صارت الطاعة سببا للمعصية يرتفع
ہرگز حج نہیں کر سکتی اب طاعت سی معصیت ذمہ آئی جب طاعت معصیت کا سبب بنی تو پھر طاعت نہیں رہتی
الطاعة لكن ذكر في القنية ان من قدر على الحج يجب عليه الحج وان علم انه يؤخذ منه المكس اذ لو سقط
لیکن قنیہ میں یہہ مذکور ہی کہ جسکو حج کی طاقت ہو تو اوسپر حج فرض ہی اگرچہ یہہ جانتا ہو کہ اوس سی خراج لیا جاویگا اسواسطی کہ اگر اتنی خوف سی
الحج به فمتى يعمل بقوله تعالى وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ وسئل ابو الحسن الكرخي عمن لا يخرج الى الحج خوفا
حج ساقط ہو جاوی تو پھر اس آیت پر کب عمل ہوویگا اور واسطی اسکی ہی لوگوں پر حج بیت اللہ کا ابو الحسن کرخی سی پوچھا حال اوسکا جو ماری خوف
من القرامطة فقال ما سلمت البادية عن الآفات يعني ان البادية لا تخلو عن الآفات لقلة الماء وشدة
قرامطہ کی حج کو نہیں جاتا اونی جواب دیا بادیہ آفات سی سالم نہیں ہی یعنی بادیہ آفات سی کبھی خالی نہیں ہی بسبب کوتاہی پانی اور شدت
الحر وهيجان الريح السموم وقال الفقيه ابو الليث ان كان الغالب في الطريق السلامة يجب وان كان
گرمی اور تیزی ہوا لوں کی اور فقیہ ابو اللیث کہتے ہیں اگر راستہ میں احتمال غالب سلامتی کا ہی تو حج فرض ہی اور اگر احتمال
الغالب خلاف ذلك لا يجب وعليه الاعتماد وفرائضه الاحرام والوقوف بعرفة وطواف الزيارة فان فات
غالب تلف کا ہی تو واجب نہیں ہی اسی قول پر اعتماد ہی اور فرایض حج کی یہہ ہیں احرام اور عرفات پر ٹھہرنا اور طواف الزیارة اگر ان تینوں میں سی
واحد منها بطل حجه ويجب قضائه في العام القابل وواجباته السعي بين الصفا والمروة والوقوف
ایک بھی فوت ہوگا تو حج باطل ہو جاویگا پھر سال آیندہ میں اوسکی قضا واجب ہوگی اور واجبات حج کی یہہ ہیں صفا اور مروہ کی بیچ میں دوڑنا اور
بالمزدلفة ورمي الجمار والحلق او التقصير وطواف الصدر للآفاقي فان ترك شيئا منها يجوز حجه و
مزدلفہ میں ٹھہرنا اور جمرات میں کنکر مارنی اور سر منڈانا یا بال کتروانی اور طواف الصدر سوا مکہ والوں کی پس اگر کوئی واجب ان واجبات میں سی ترک کیا تو حج تو جایز
عليه الدم وما عدا ذلك سنن وآداب ووقته شوال وذو القعدة وعشر ذي الحجة ويكره الاحرام للحج
ہوگا پر اوسپر ذبح لازم ہی اور سوا ان فرایض اور واجبات کی سنن اور آداب ہیں اور حج کا وقت ماہ شوال اور ماہ ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کی ہیں اس مدت سی پہلی احرام حج کا باندھنا
قبل ذلك لان الاحرام يطول فربما يقع في الحرام ولا يكون حجه مبرورا فان من احرم للحج والعمرة وارتكب
مکروہ ہی اسلئی کہ مدت احرام کی دراز ہو جاوی گی سو اکثر حرام میں واقع ہو جاتا ہی پھر اوسکا حج مبرور نہوگا کیونکہ جسنی احرام حج کا یا عمرہ کا باندھا پھر کوئی قسم کی
شيئا من محظورات الاحرام بلا عذر يخرج حجه عن ان يكون مبرورا وان تاب الى الفور لان التوبة ترفع
ممنوعات میں سی بی عذر عمل کیا تو اوسکا حج مبرور نہیں رہتا اگرچہ فی الفور توبہ کری اسواسطی کہ توبہ سی گناہ معاف ہو جاتا ہی

الاثم ولا ترفع ما وقع من نقصان ثواب الحج لان الشرط في كون الحج مبرورا ان لا يقع في حال الاحرام ذنب
اور جو نقصان حج کی ثواب مین ہو گیا وہ نہین موقوف ہوتا اسواسطی کہ شرط حج کی مبرور ہونی کی یہہ ہی کہ احرام کی اندر
من الذنوب بلا عذر والاحرام النية والتلبية وهما ركنان في الاحرام لا يصح الاحرام باحدهما دون الآخر
بلا عذر کوئی گناہ کسی طرح کا نہونی پاوی اور احرام کی دو جز ہین نیت اور تلبیہ یہہ دونو احرام کی رکن ہین احرام ایک سی بدون دوسری کی
فمن اراد الاحرام يتوضأ او يغتسل والغسل افضل وينزع المخيط ويلبس ثوبين ازارا ورداء جديدين
صحیح نہین ہوتا جو شخص احرام باندہی پہلی وضو کری یا نہاوی اور نہانا افضل ہی سیئین کپڑی اوتار ڈالی صرف دو کپڑی پہن لی تہمد اور چادر نئی ہون
او غسيلين والجديد افضل ويقص شاربه ويقلم اظفاره ويحلق عانته ثم يصلي ركعتين و
یا دہوئی ہوئی نئی ہون تو بہتر ہی موچہین کترواوی اور ناخون ترشواوی اور موئی زہار مونڈی پہر دو رکعت نماز ادا کری
يقول بعد السلام اللهم اني اريد الحج فيسره لي وتقبله مني ثم يلبي ويقول برفع الصوت لبيك اللهم
پہر بعد سلام کی یہہ پڑہی الہی مین حج کیا چاہتا ہون سو تو مجہہ پر آسان کر دی اور مجہہ سی قبول کر لی پہر یہہ تلبیہ پکار کر بلند آواز سی کہی حاضر ہوتا ہون الہی
لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك ولا ينقص منها وان زاد
حاضر ہوتا ہون حاضر ہوتا ہون تیرا کوئی شریک نہین بیشک حمد اور نعمت تیری ہی اور ملک تیرا تیرا کوئی شریک نہین اس عبارت مین سی کچہہ کم نکری اگر کچہہ بڑہاوی
يجوز فاذا اتى بالنية والتلبية فقد احرم ويتقي محظورات احرامه وهي الرفث والفسوق والجدال
تو جایز ہی پہر نیت کر کی تلبیہ پکارا تو احرام ثابت ہو گیا اب احرام کی ممنوعات سی پرہیز کری اور وہ باتین بیحیائی کی عورتونکی سامنی اور بدکاری اور لڑائی
وتعرض الصيد بالاخذ والاشارة والدلالة والاعانة ولا يلبس المخيط قباء او قميصا او سراويل او
اور شکار کو چھیڑنا پکڑنا یا اشارہ سی بتانا یا ظاہر بتانا یا مدد کرنی اور سیا ہوا کپڑا نہ پہنی قبا یا کرتا یا پاجامہ اور
عمامة وقلنسوة وخفا الا ان يقطع الخف اسفل من الكعبين ولا ياخذ شعرا ولا ظفرا ولا يقتل القمل
پگڑی نہ باندہی ٹوپی نہ پہنی اور موزہ ہان اگر موزہ ٹخنی کی نیچی تک کتر ڈالی تو ڈر نہین پہر نہ بال کتری نہ ناخن کتری نہ جون ماری
ولا يغطي راسه ولا وجهه ولا باس بالاستظلال بالبيت والمحمل ولا يحك راسه الا برفق حتى روي
اور نہ سر ڈہکی اور نہ مونہہ ڈہکی اور اسکا ڈر نہین کہ سایہ مین بیٹہی بیت کی یا کجاوی کی اور سر کو نہ کہجاوی مگر نرمی سی یہان تک
عن ابي حنيفة انه يحكه ببطون الاصابع كيلا يوذي شيئا من هوام راسه ويكثر التلبية برفع
ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ انگلیون کی پیٹ سی کہجاوی تاکہ کوئی جانور سر مین کا جون وغیرہ ایذا نہ پاوی اور تلبیہ بار بار جب نماز پڑہی
الصوت متى صلى او علا شرفا او هبط واديا او لقي ركبا او اسحر واذا دخل مكة يبدأ بالمسجد وحين
یا اونچی پر چڑہی یا نیچی کو اوتری کسی نالہ مین یا سوار ملین یا صبح ہو پکار کر پڑہا کری اور جب مکہ مین داخل ہو تو پہلی مسجد الحرام مین جاوی
راى البيت يكبر ويهلل ثم يستقبل الحجر مكبرا مهللا رافعا يديه كما في الصلوة ويستلمه والاستلام
اور جب بیت کو دیکہی تو الله اکبر کہی اور لا اله الا الله پڑہی پہر حجر اسود کی سامنی الله اکبر اور لا اله الا الله کہتا ہوا ہاتہہ اوٹہاتا ہوئی جاوی جیسی نماز مین اور اسکو چوم لی اور
عند الفقهاء ان يضع كفيه على الحجر ويقبله بفمه ان قدر بلا ايذاء احد لان الاستلام سنة وترك
فقہاء کی نزدیک استلام کی یہہ وضع ہی کہ دونو ہاتہہ حجر اسود پر رکہہ کر منہہ سی چوم لی اگر کسیکو تکلیف دئی بغیر میسر ہو سکی اسواسطی کہ استلام تو سنت ہی اور
الايذاء واجب فالاتيان بالواجب اولى وان لم يقدر على ذلك يمسه شيئا في يده ويقبله وان عجز
ایذا نہ دینی واجب ہی اور واجب کا ادا کرنا اولی ہی اور اگر اسپر قابو نہو تو حجر اسود کو کسی چیز سی چہو کر پہر اوسکو چوم لی اور اگر یہہ دونو
عنهما يستقبله رافعا يديه حذاء منكبيه جاعلا ظاهرهما نحو وجهه وباطنهما نحو الحجر مشيرا
نہو سکین تو حجر اسود کی سامنی کہڑا ہو کر دونو ہاتہہ برابر مونڈہون کی اوٹہاتا ہوئی پشت ہاتہون کی اپنی مونہہ کی طرف اور روانکی حجر اسود کی طرف اشارہ کرتا ہوا

بهما الیه مکبرا مهللا حامدا لله تعالی ومصلیا علی النبی علیه السلام ویطوف للقدوم وراء الحطیم
طرف حجر کی اللہ اکبر کہتا ہوا لا الہ الا اللہ پڑھتا ہوا اللہ کی حمد کرتا ہوا نبی علیہ السلام پر درود پڑھتا ہوا پھر طواف القدوم کری حطیم کو طواف کی اندر لیکر
اخذا عن یمینه مما یلی الباب جاعلا رداءه تحت ابطیه الیمنی ملقیا طرفه علی کتفه الیسری
داہنی طرف سی شروع کرکر جسطرف باب سی متصل ہی چادر کو دہنی بغل تلی لیکر اور اسکی کونی بائین مونڈہی پر ڈال کر
سبعة اشواط یرمل فی الثلثة الاول فقط من الحجر الی الحجر وکلما مر بالحجر یفعل به ما ذکر من الاستلام
سات گردشین اکڑکر صرف پہلی تین گردشون مین حجر سی حجر تک اور جب حجر کی پاس پہنچی وہی استلام کری موافق مذکور بالا کی
ویستلم الرکن الیمانی وهو حسن ولا یستلم غیرهما ویختم الطواف باستلام الحجر ثم یصلی رکعتین
اور استلام کری رکن یمانی کو یہہ بہتر ہی اور سوا ان دونو کی اورکو استلام نہ کری اور طواف کو حجر کی استلام پر ختم کردی پھر مقام کی پاس دو رکعت نفل
عند المقام او غیره من المسجد ان منعه الزحام وهذه الصلوٰة واجبة بعد کل اسبوع ثم
اداکری یا مسجد مین اور جگہ اگر انبوہ کی سبب مقام مین میسر نہ آوی اور یہہ نماز واجب ہی بعد ہر یک پوری طواف یعنی سات گردش کی پھر
یعود ویستلم الحجر ویخرج من المسجد ویصعد الصفا ویستقبل البیت ویکبر ویهلل ویصلی
ہٹ کر حجر کا استلام کری اور مسجد سی باہر آکر صفا پر چڑہ جاوی اور بیت کا طرف منہہ کرکر اللہ اکبر کہی اور لا الہ الا اللہ پڑہی اور نبی علیہ السلام پر
علی النبی علیه السلام ویرفع یدیه ویدعو ما شاء ثم یمشی نحو المروة علی هیئته حتی یصل بطن الوادی
درود پڑہی اور ہاتہہ اوٹہاکر جو چاہی دعا مانگی پھر مروہ کی طرف چلی اپنی چال مین یعنی بی تکلف یہان تک کہ بطن وادی پر پہنچی
ثم یسعی بین المیلین الاخضرین فاذا جاوز بطن الوادی یمشی علی هیئته حتی یاتی المروة فاذا انتهی
پھر درمیان میلین اخضرین کی دوڑکر چلی جب بطن وادی سی نکل جاوی تو اپنی چال پر چلنی لگی یہان تک کہ مروہ پر جا پہنچی وہاں جاکر
یصعد علیها ویفعل ما فعل علی الصفا ثم ینزل عنها ویتوجه الی الصفا یفعل هکذا سبعا یبدأ
اوسکی اوپر چڑہی وہان جاکر وہی عمل کری جو صفا پر کیا تہا پھر مروہ سی اوترکر صفا کی طرف متوجہ ہووی اسی طرح سات دفعہ کری صفا سی شروع کرکر
بالصفا ویختم بالمروة ثم یسکن بمکة محرما ویطوف بالبیت نفلا ما شاء فاذا صلی بمکة فجر ثامن
مروہ پر ختم کردی پھر مکہ مین احرام باندہی ہوی رہنی لگی اور بیت کا طواف نفل کیا کری جسقدر چاہی جب مکہ مین یوم ترویہ یعنی اٹھوین تاریخ
الشهر یخرج الی منی ویمکث بها الی فجر عرفة ثم یروح الی عرفات وکلها موقف الا بطن عرنة فبعد
ذالحجہ کو صبح کی نماز پڑہ چکی منی کو جاوی وہان جاکر نوین تاریخ کی فجر تک ٹہرا رہی پھر عرفات مین جاوی وہ تمام ٹہرنیکی جگہ ہی سوا بطن عرنہ کی جب
ما صلی الظهر والعصر فی وقت الظهر یذهب الی الموقف بغسل سن وبعد الغروب یاتی الی المزدلفة
نماز ظہر اور عصر کی جمع کرکر ظہر کی وقت مین پڑہ چکی تو غسل مسنون کرکر موقف کو جاوی اور دن چھپی مزدلفہ کو چلا جاوی
وکلها موقف الا وادی محسر وینزل عند جبل قزح ویصلی العشائین ههنا باذان واقامة فاذا طلع
وہ تمام ٹہرنی کی جگہ ہی سوا وادی محسر کی اور جبل قزح کی پاس اوتری یہان مغرب اور عشا ملاکر ایک اذان اور تکبیر سی اداکری جب صبح صادق
الفجر یصلی الفجر بغلس وهو ظلمة فی اخر اللیل ثم یقف ویکبر ویهلل ویلبی ویصلی علی النبی علیه السلام
کہل جاوی تو فجر کی نماز اندہیری مین پڑہی غلس اندہیرا ہوتا ہی آخر لیل مین پہر ٹہر کر اللہ اکبر کہی اور لا الہ الا اللہ پڑہی اور تلبیہ پڑہی اور نبی علیہ السلام پر درود بہیجا کری
ویدعو اذا اسفر یاتی منی ویرمی جمرة العقبة من بطن الوادی من اسفله الی اعلاه سبع حصیات
اور دعا مانگی جب خوب روشنی ہوجاوی تو منی مین آکر جمرة العقبہ کو رمی کری بطن وادی کی جانب اسفل سی اعلی کی طرف سات کنکرین انگلی اور انگوٹھی
خذفا ویکبر بکل منها فیقول بسم الله والله اکبر رجما للشیطان وحزبه اللهم اجعل حجی مبرورا وسعیی
اور ہر کنکر پر اللہ اکبر کہتا جاوی اسطور بسم اللہ واللہ اکبر واسطی خاک آلودگی شیطان اور اوسکی گروہ کی الہی تو حج میرا مبرور اور کوشش میری

مشكورا وذنبي مغفورا ويقطع التلبية باولها ثم يذبح ان شاء ثم يقصر والحلق افضل ويحل له كل شيء
مشکور اور گناہ میری معاف کر اور اول رمی پر تلبیہ موقوف کری پھر قربانی کری اگر چاہی پھر بال کترواوی اور سر منڈانا افضل ہی اور اوسکو ممنوعات احرام مین
من محظورات الاحرام الا النساء ثم يطوف للزيارة يوما من ايام النحر سبعة اشواط بلا رمل ولا سعي
سوای جماع کی سب شی حلال ہو جاتی ہین پھر طواف زیارت کسی دن ایام نحر مین سی سات گردشین بدون اکڑ اور سعی کی کری
ان فعل الرمي والسعي قبل والا فيهما وان اخره عن ايام النحر يكره ويجب الدم ثم ياتي منى ويرمي الجمار
اگر رمل اور سعی پہلی کر چکا ہی اور نہین تو اب کری اور اگر طواف زیارت کو ایام نحر سی ٹلادی تو مکروہ ہی اور ذبح کرنا واجب ہو جاتا ہی پھر منی مین آوی اور
الثلث بعد زوال ثاني النحر يبدا بما يلي مسجد الخيف ثم بما يليه ثم بالعقبة سبعا سبعا ويكبر بكل
تینون جمرون کو بعد دن ڈھلنی دوسری دن نحر کی کنکر ماری شروع اوس جمرہ سی کری جو مسجد خیف سی نزدیک ہی پھر جو اوس سی پاس ہی پھر جمرۃ العقبہ کو سات سات ہر کنکر
حصاة ويقف بعد رمي بعده رمي ويدعو ولا يقف بعد الثالثة ولا بعد رمي يوم النحر ثم غدا كذلك
کی ساتھ تکبیر کہتا جاوی اور ٹہری بعد اوس رمی کی کہ پیچھی اوسکی رمی ہو اور دعا مانگی اور بعد تیسری کی نہ ٹہری اور نہ بعد رمی یوم نحر کی پھر اگلی دن اسیطور
وبعد غد كذلك ان مكث ويكره ان لا يبيت بمنى ليالي الرمي واذا اراد الرجوع الى وطنه يطوف للصدر
اور بعد اوسکی اگلی دن بہی اگر ٹہری اور اگر رمی کی شبون مین منی مین شب کو نہ رہی تو مکروہ ہی اور اگر ارادہ مراجعت کا اپنی وطن کو کری تو طواف الصدر
سبعة اشواط بلا رمل ولا سعي ثم يصلي ركعتين ثم يشرب من زمزم ثم ياتي البيت ويقبل العتبة
سات گردشین بدون رمل اور سعی کی کری پھر دو رکعت نماز ادا کری پھر آب زمزم نوش کری پھر بیت کی پاس آوی اور آستانہ بوسی کری
ويضع صدره ووجهه على الملتزم وهو ما بين الحجر والباب ويتشبث بالاستار ساعة ويدعو مجتهدا
اور اپنا سینہ اور چہرہ ملتزم پر رکہی اور ملتزم حجر اور باب کی بیچ بیچ مین ہی اور ایک ساعت بہر پردہ کعبہ کا پکڑی رہی اور خوب تضرع سی دعا مانگی
ويبكي على فراق الكعبة ويرجع قهقرى حتى يخرج من المسجد والمراة كالرجل الا انها تلبس المخيط ولا
اور کعبہ کی جدائی پر روئی اور پس پشت ہٹی یہان تک کہ مسجد مین سی نکل آوی اور عورت کا حال بہی مرد کا سا ہی اتنا فرق ہی کہ عورت سلا کپڑا پہنی
تكشف راسها بل تكشف وجهها ولو اسدلت عليه شيئا وجافته عنه يصح ولا ترفع صوتها بالتلبية
اور اپنا سر نہ کہولی بلکہ منہہ کہولی رکہی اور اگر کسی کپڑی سی گہونگہٹہ رکہی اور منہہ سی کپڑی کو الگ رکہی تو بہی صحیح ہی اور تلبیہ مین پکار کر آواز نہ کری
ولا تقرب الحجر الا عند كونه خاليا ولا ترمل في الطواف ولا تسعى بين الميلين بل تمشي على هيئتها ولا
اور حجر کی پاس انبوہ مین نہ جاوی اگر جای خالی ہو تو جاوی اور طواف مین رمل نہ کری اور میلین کی بیچ مین نہ دوڑی بلکہ اپنی طرح پر چلی جاوی اور سر
يحلق بل تقصر وان حاضت عند الاحرام تغتسل ويكون هذا الغسل للاحرام لا للصلوة ويفيد النظافة
نہ مونڈاوی بلکہ لٹ کترواڈالی اور اگر احرام باندہتی وقت حائض ہو جاوی تو نہاوی اور یہہ غسل احرام کی لئی ہی نماز کی واسطی نہین اس سی سوا طواف کی طہارت
لغير الطواف وهو بعد الركنين اللذين هما الوقوف بعرفة وطواف الزيارة يسقط طواف الصدر ولا يجب عليها شيء
کا فائدہ ہوگا اور حیض بعد دونو رکن کی کہ وہ وقوف عرفات اور طواف الزیارۃ ہی طواف الصدر کو ساقط کر دیتا ہی اور اوسکی ترک سی اوسپر کچھہ لازم
بتركه ولا بتاخير طواف الزيارة عن ايام النحر بسبب الحيض ثم ينبغي ان يعلم ان المراة شابة كانت او عجوزا
نہین آتا اور نہ طواف الزیارت کی تاخیر سی جو ایام نحر سی بسبب حیض کی ہو جا کچھہ لازم آوی پھر جاننی کی بات ہی کہ عورت جوان ہو یا بوڑہی
اذا كان بينها وبين مكة مسيرة سفر لا يثبت لها الاستطاعة الا بمحرم وهو الزوج ومن لا يجوز نكاحها
جب اوسمین اور مکہ مین مسافت سفر کی ہو تو اس عورت کو استطاعت حاصل نہین جسی حج فرض ہوتا ہی بدون محرم کی اور وہ خاوند ہوتا ہی یا وہ جس سی
على التابيد بنسب او رضاع او صهرية وان لم يكن لها محرم لا يجب عليها ان تتزوج ليحج بها وذكر في التجنيس
کبہی کسی حال مین نکاح جایز نہین ہی نسب کی یا دودہ کی یا سمدہانی کی اور اگر اوس عورت کی ساتہہ محرم نہین تو اوسپر یہہ واجب نہین کہ حج کی واسطی خاوند کری اور تجنیس مین مذکور ہی

ان محرمها ان كان فاسقا او مجنونا او صبيا لا يجب عليها الحج ويحرم عليها السفر معه ويشترط لها
كہ اگر اوسكا محرم فاسق ہو يا ديوانہ ہو يا بچہ نابالغ ہو تو اوسپر حج واجب نہيں ہى اور ايسى محرم كى ساتہہ سفر حرام ہى اور عورت كى واسطى
ان تكون خاليا عن العدة عند خروجها الى الحج حتى لو كانت في العدة لا تخرج الى الحج وكذا لو وجب
يہہ بہى شرط ہى كہ جب حج كو چلى تو عدت سى پاک ہو يہاں تک كہ اگر عدت مين ہو تو حج كو نہ جاوى اور ايسى ہى اگر اوسپر
لها العدة في الطريق في مصر من الامصار وبينها وبين مكة مسيرة سفر لا تخرج عن ذلك المصر ما لم تنقض
عدت رستہ مين كسى شہر مين واجب ہوجاوى كہ اوسمين اور مكہ كى بيچمين مسافت سفر كى ہو تو اوس شہر مين سى عدت كى گذرى بغير نجاوى
عدتها يسر الله تعالى اعمالا مطابقا لرضاه بمنه وفضله

المجلس الحادي والعشرون

الہى ہمپر آسان كرده اعمال جو تيرى رضا كى مطابق ہين اپنى احسان اور فضل سى اكيسوين مجلس

في بيان فضائل الزكوة وغوائل تركها

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من
زكوة دينى كى فضائل اور نديتى كى سختيون مين فرمايا رسول الله صلى الله عليه وسلم نى نہين كوئى
صاحب ذهب ولا فضة لا يؤدي منها حقها الا اذا كان يوم القيمة صفحت له صفائح من نار
سونى چاندى والا كہ اوسمين سى اوسكا حق يعنى زكوة نہ ادا كرتا ہو مگر جب دن قيامت كا ہوگا تو اوسكى لئى تختى آگ كى بنائى جاويگى
فاحمي عليها في نار جهنم فتكوى بها جنبيه وجبينه وظهوره وكلما بردت اعيدت له في يوم
پہر اونكو دوزخ كى آگ مين گرم كركر اوسكى دونو كروٹين اور پيشانى اور پشت داغ دى جاوى گى اور جب ٹهنڈى ہونگى پہر گرم كى جاوينگى اوس روز
كان مقداره خمسين الف سنة حتى يقضي بين العباد فيرى سبيله اما الى الجنة واما الى النار
كہ برابر پچاس ہزار برس كى ہوگا يہان تک كہ تمام خلق كا فيصلہ ہوچكى پہر ديكہى اوسكا راه يا جنت كى طرف ہو اور يا دوزخ كى طرف
هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة فانه عليه السلام ذكر فيه جنسين من المال وهما
يہہ حديث مصابيح كى صحيح حديثون مين ہى ابو ہريره كى روايت سى اسمين نبى عليه السلام نى مال كى دو جنس بيان فرمائين
الذهب والفضة ثم افرد الضمير الراجع اليهما فقال لا يؤدي منها حقها نظرا الى المعنى دون اللفظ
سونا اور چاندى پہر ضمير جو اونكى طرف پہرتى ہى وه مفرد بيان كى فرمايا كہ نہ ادا كرى اوسمين سى حق اوسكا تو بلحاظ معنى كى لفظ كا لحاظ نہين كيا
لان المراد بهما دنانير ودراهم وقيل يحتمل ان يراد بهما الاموال لان الحكم عام وتخصيصهما بالذكر لفضلهما
اسواسطى كہ مراد اون دونون سى دنانير اور دراہم ہين اور كوئى كہتا ہى كہ شايد سونى چاندى سى مراد ہر قسم كى مال ہون اسواسطى كہ حكم تو عام ہى اور خصوصيت چاندى سونى كى
على سائر الاموال من حيث انهما اصل التمول وثمن الاشياء وبمثله ورد قوله تعالى وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ
ذكر مين واسطى فضيلت كى تمام مالون پر ہى اسلئى كہ اصل ماليت اور قيمت تمام اشياء كى يہہ ہى دونو ہين اور ايسى ہى قرآن مين وارد ہوا ہى اور جو لوگ گاڑ ركہتى ہين
الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ
سونا اور روپا اور خرچ نہين كرتى الله كى راه مين سو اونكو خوشخبرى سنا دكہ والى مار كى جسدن آگ دہكاوينگى اوسپر دوزخ كى
فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ
پس داغين گى اوس سى اونكى ماتہى اور كروٹين اور پيٹهين يہہ ہى جو تم گاڑتى تہى اپنى واسطى اب چكہو مزه اپنى گاڑنيكا
والمراد بعدم اداء حقها وبعدم انفاقها في سبيل الله عدم اداء زكوتها فان الذين يجمعون الاموال
اور حق نہ دينى سى اور راه الہى مين خرچ نہ كرنى سى نہ دينا زكوة كا مراد ہى پس جو لوگ مال جمع كرتى ہين
ويدخرونها ولا يعطون زكوتها يعذبون يوم القيمة بانواع من العذاب فمن جملتها ما ذكر في هذه الاية
اور اوسكو ذخيره كر ركہتى ہين اور اوسكى زكوة ادا نہين كرتى قيامت كى دن طرح طرح كى عذاب دئى جاوينگى ايک تو يہہ جو اس آيت مين

وهذا الحديث وجه تخصيص هذه الاعضاء بذلك العذاب ان صاحب المال اذا لم يعود نفسه

اور اس حدیث مین مذکور ہی اور وجہ خصوصیت ان اعضا کی ساتھہ اس عذاب کی یہہ ہی کہ مال والی آدمی کو جب زکوۃ دینی کی عادت نہین ہوتی

اعطاء الزكوة بعد وجوبها بمجيء وقتها فهو اذا راى الفقير الطالب للزكوة يعبس وجهه واذا ساله يعرض

اگرچہ زکوۃ واجب ہو اور وقت بہی آپہنچی پس وہ شخص جب فقیر زکوۃ طالب کو دیکہتا ہی تو تیوری چڑہاتا ہی اور وہ اگر مانگتا ہی تو اوس سی منہہ

عنه ويولي اليه جنبه واذا بالغ في السوال يقوم من مقامه ويولي اليه ظهره ويذهب ولا يعطيه

پہیر کر کروٹ موڑ لیتا ہی پہر اگر فقیر نی سوال مین زیادتی کی تو اپنی جگہہ سی اوٹہہ کر اوسکی طرف پشت کر کر چلا جاتا ہی اور زکوۃ مین سی جو

شيئا من حقه الذي هو الزكوة فتاذى الفقير بكل واحد من هذه الافعال فيعذبه الله تعالى

اوسکا حق ہی کچہہ نہین دیتا پس فقیر کو اوسکی اس ہر ہر حرکت سی ایذا ہوتی ہی سوئی الله تعالی اوسکو

بجعل امواله التي هي الدنانير والدراهم الواحا من نار تكوى بها تلك الاعضاء التي اذى بها الفقير

یہہ عذاب دیتا ہی کہ اوسکی تمام مال کو جو دنانیر اور درہم ہین آگ کی تختی بنا کر ان اعضا کو داغ دیگا جن سی انی فقیر کو ایذا دی تہی

وروي عن ابن مسعود انه قال لا يوضع دينار على دينار ولا درهم على درهم ولكن يوسع جلده حتى

اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ دینار پر دینار اور درہم پر درہم نہین رکہا جاویگا ولیکن اوسکی کہال کو فراخ کر کر

يوضع كل دينار ودرهم موضعا على حدة كلما تم ووصل كيها من اولها الى اخرها اعيد ذلك الكي الى

ہر ہر دینار اور درہم الگ الگ جگہہ رکہی جاوینگی جب پوری ہو کر داغ اول کا آخر سی ملجاویگا پہر وہ ہی داغ اول سی آخر تک دوہرا کرینگی

اولها حتى يصل الى اخرها هكذا يستمر هذا النوع من العذاب يوم القيمة حتى يحكم بين العباد

اسیہی طرح اس قسم کا عذاب قیامت کی روز ہوئی چلا جاگا یہان تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہوچکی

فيرى سبيله اما الى الجنة ان لم يكن له ذنب سواه او كان لكن الله تعالى عفى عنه واما الى النار ان كان

پہر دیکہا چاہئی کہ اوسکا راہ جنت کی طرف ہی اگر اوسکا کوئی اور گناہ نہین ہی یا گناہ تو ہی پر اللہ تعالی نی معاف کر دیا اوریا دوزخ کی طرف ہی اگر اوسکا حال

على خلاف ذلك وفي حديث اخر انه عليه السلام قال من اتاه الله مالا فلم يؤد زكوته مثل له ماله

کی خلاف ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسکو اللہ تعالی نی مال دیا اور اوسنی زکوۃ نہ ادا کی تو قیامت کی دن

يوم القيمة شجاعا اقرع له زبيبتان يطوقه ثم ياخذ بلهزمتيه فيقول انا مالك انا كنزك ثم تلا

اوسکا مال گنجا سانپ جسکی دو داغ ہون بن کر اوسکی گلی مین طوق ہو جاویگا پہر اوسکی دونو جبڑی پکڑ کر کہیگا مین تیرا مال ہون مین تیرا خزانہ ہون پہر آپ نی یہہ آیت

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا

پڑہی اور نہ سمجہین جو لوگ بخل کرتی ایک چیز پر کہ اللہ نی اونکو دی ہی اپنی فضل سی کہ یہہ بہتر ہی اونکی حق مین بلکہ یہہ برا ہی اونکی واسطی آگی طوق پڑیگا اونکی جس چیز کا بخل کیا

بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان من اعطاه الله تعالى مالا ولم يؤد زكوة ماله

دن قیامت کی سو پیغمبر علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ جسکو اللہ تعالی نی مال عنایت کیا اور اوسنی اپنی مال کی زکوۃ نہ ادا کی تو اللہ تعالی

يجعل ماله يوم القيمة في صورة الحية التي انحسر شعر راسها من كثرة سمها وطول عمرها ولها فوق

قیامت کی دن ایسی سانپ کی صورت بنا دیگا جسکی سر کی بال ماری زہر کی بسبب درازی عمر کی جہڑ گئی ہون اور اوسکی

عينيها نكتتان سوداوان وهي اوحش ما يكون من الحيات وتجعل في عنقه كالطوق ثم ياخذ بشدقيه

دونو آنکہون کی اوپر دو داغ سیاہ ہون یہہ قسم تمام سانپون مین بدتر ہوتی ہی اور اوسکی گردن مین طوق کی مثال ڈالاجاویگا پہر وہ اوسکی دونو کلی پکڑ کر

وتلدغه وتقول له انا مالك الذي جمعته ولم تؤد زكوته فلما كان في منع الزكوة مثل هذا التشديد

کاٹیگا اور کہیگا مین تیرا وہ ہی مال ہون کہ جمع کر کر زکوۃ نہین دی تہی چونکہ زکوۃ کی ندینی مین اتنی بڑی سختی ہی

التشديد

التشدید لزم بیان وجه الحکمة فی ایجابها وهو الامتحان لان التلفظ بکلمة الشهادة التزام التوحید
تو لازم ہوا بیان کرنا کہ اسکی فرض کرنی مین کیا حکمت ہی اور وہ امتحان ہی اسواسطی کہ کلمہ شہادت کا زبانسی پڑہنا توحید کا ذمہ پر لینا ہی

وشهادة بانفراد المعبود وادعاء المحبة فان من یقول اشهد ان لا اله الا الله یصیر کانه قال انی
اور گواہی ہی معبود کی یگانہ ہونی کی اور محبت کا دعوی ہی اسلئی کہ جو شخص کہتا ہی مین گواہی دیتا ہون کہ سوای اللہ کی کوئی معبود نہین ہی گویا یہہ کہتا ہی

رایت بقلبی وعلمت بعقلی ان لا معبود ولا محبوب الا الله فالتزمت عبادته ومحبته ولا اعبد ولا
مین نی دل سی دریافت کیا اور عقل سی جانا کہ نہ کوئی معبود اور نہ کوئی محبوب سوا اللہ کی سو مینی اوسکی عبادت اور اوسکی محبت اپنی ذمہ لی نہین پرستش کرون

احب الا ایاه فیلزم الوفاء بما ادعاه من التوحید فی المحبة وتمام الوفاء ان لا یبقی للموحد محبوب
اور نہ دوست رکہون سوا اوسکی اب اس دعوی توحید کا پورا کرنا چاہئی یعنی محبت ایک کی اور انجام وفا کا یہہ ہی کہ موحد کی واسطی کوئی محبوب

سوی الفرد الواحد لان المحبة لا تقبل الشرکة والتوحید باللسان قلیل النفع وانما یظهر درجة
سوا ایک ذات کی باقی نہ رہی اسواسطی کہ محبت مین شرکت نہین ہوتی اور زبانی توحید بی فائدہ ہوتی ہی اور درجہ محبت کا جب ہی کہلتا ہی

المحبة بمفارقة المحبوبات والاموال محبوبة للخلق بکونها آلة لتنعمهم وقضاء حاجاتهم فی الدنیا
تب تمام محبوبات چہوٹ جاوین اور مال و دولت خلق کو اسلئی محبوب ہی کہ اوس ہی دنیا مین اونکی لئی عیش عشرت اور کار روائی ہوتی ہی

وبسببها یانسون بهذا العالم وینفرون من الموت مع ان فیه لقاء المحبوب فامتحنوا فی صدق
اور اوسہی کی سبب سی اس عالم کی الفت پکڑ کر موت سی نفرت کرتی ہین باوجودیکہ موت سی محبوب کی ملاقات ہوگی سو اس مال کی خرچ کرنی ہم کہ

دعواهم فی المحبة ببذل المال الذی هو معشوقهم وهم فی بذله ثلثة اقسام القسم [illegible] الذین
اونکا معشوق ہی یہہ امتحان لیا گیا کہ محبت کا دعوی راست ہی یا نہین اور وہ لوگ مال خرچ کرنی مین تین قسم پر ہین پہلی قسم وہ لوگ ہین

صدقوا فی التوحید وادعاء المحبة وبذلوا جمیع اموالهم ولم یدخروا لانفسهم شیئا [illegible] ابوبکر الصدیق
جو توحید مین اور محبت کی دعوی مین خوب سچی ہین اور اپنا تمام مال خرچ کر ڈالا اور اپنی واسطی کچہہ نہ بچایا چنانچہ ابوبکر صدیق نی یہہ ہی کیا

حیث جاء بماله کله الی رسول الله علیه السلام لینفقه فی سبیل الله تعالی وقال له رسول الله صلی
اسلئی کہ اپنا تمام مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس لی آئی تا کہ خدا کی رستہ مین خرچ کردین اور جب اونسی رسول اللہ صلی

الله علیه وسلم فما ذا ابقیت لنفسک فقال الله ورسوله فانه وفی بتمام الصدق فلم یبق عنده سوی
اللہ علیہ وسلم نی پوچہا اپنی واسطی کتنا رکہا تو یہہ عرض کیا اللہ اور اوسکا رسول سو ابوبکر نی اپنا صدق پورا کیا سو اونکی پاس سوا

محبوبه الذی هو الله تعالی ورسوله وهذا جائز لمن کان توکله علی الله تعالی تاما کاملا ولهذا لما
محبوب کی جو اللہ ہی اور اوسکا رسول کچہہ نہین تہا یہہ بذل اوسکی لئی جایز ہی جسکا توکل اللہ تعالی پر پورا اور کامل ہو اور اسہی لئی جب

سئل رسول الله علیه السلام عن افضل الصدقة قال جهد المقل فانه علیه السلام بین فی هذا
کسی نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہا کہ بہتر صدقہ کونسا ہی تو آپ نی فرمایا کوشش مفلس کی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث

الحدیث ان افضل الصدقة ما یتصدقه الفقیر مع احتیاجه الیه واما من لم یکن توکله تاما کاملا
مین بیان فرمایا کہ بہتر صدقہ وہ ہی جو فقیر اپنی حاجت روک کر دیتا ہی اور البتہ جسکا توکل پورا اور کامل نہو

فلا بد له ان یترک قوت نفسه وعیاله ثم یتصدق ما فضل من ذلک لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام
تو ضرور ہی کہ اپنا اور اپنی عیال کا کہانا رکہہ لیا کری پہر جو اس سی بچتا رہی وہ خیرات کردی کیونکہ روایت ہی ابوہریرہ سی کہ نبی علیہ السلام نی

قال خیر الصدقة ما کان عن ظهر غنی ولا مخالفة بین هذا الحدیث والحدیث السابق لان الغنی قسمان
فرمایا اچہا صدقہ وہ ہی جو توانگری کی ساتہہ ہو دی اور اس حدیث مین اور اوپر کی حدیث مین کچہہ مخالفت نہین ہی اسلئی کہ توانگری دو طرح کی ہوتی ہی

غنى المال وغنى النفس وخير الصدقة ما كان عن احد الغنيين اما عن غنى النفس او عن غنى المال اذ

توانگری مال کی اور توانگری دل کی اور اچھا صدقہ وہ ہی جو کسی ایک توانگری سی ہو یا دل کی توانگری سی یا مال کی توانگری سی اسواسطی

لابد للمتصدق فيما يبذله ان يستغني عنه اما بسخاوة نفسه وقوة عزيمته ثقة بالله تعالى كما

کہ ضرور ہی کہ خیرات کرنیوالا جو دیتا ہی اوسی بی نیاز ہو یا تو اپنی دل کی سخاوت اور قوت عزیمت سی خدا تعالی پر بہروسا کر جیسا

فعله ابو بكر الصديق او بماله الذي بقي في يده بعد البذل اذ لا يجوز لاحد ان يصرف قوت عياله

ابوبکر صدیق نی کیا یا اپنی مال کی سبب جو خرچ کر کر اسکی پاس بچا ہی اسواسطی کہ کسیکو جایز نہین ہی کہ اپنی عیال کا کہانا بہی فقرا کو

الى الفقراء ويتركهم جياعا الا اذا رضوا به واذنوا له فيه بل لا يجوز له ان يعطي احدا الا مما يفضل

بانٹ دی اور اونکو بہوکا ماری ہان اگر وہ راضی ہوں اور اسکو اجازت دیدین بلکہ اسکو یہہ جایز نہین کہ سواء بچتی ہوئی کی

عن نفسه وعياله كما جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال خير الصدقة ما ابقت غنى يعني ان

اپنی اور اپنی عیال کی خرچ سی کسیکو دیوی چنانچہ ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بہتر صدقہ وہ ہی جو دینی پر بہی غنا باقی رہی یعنی

المتصدق لا بد له فيما يبذله عن احد الامرين اما ان يستغني عنه بماله او يستغني عنه بحاله وهذا

خیرات کرنیوالی کو چاہی کہ جو خرچ کرتا ہی دو امر مین سی ایک پر ہو یا تو اپنی مال کی باعث سی صدقہ دیکر بی نیاز رہی یا اپنی دل سی مستغنی ہو ان دونو

افضل اليسارين لما روى في الحديث الصحيح انه عم قال ليس الغنى عن كثرة المال وانما الغنى غنى النفس فان الفقير اذا

استغنا مین سی یہہ افضل ہی اسواسطی کہ حدیث صحیح مین روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ توانگری مال کی بہتایت سی نہین ہوتی توانگری وہ ہی کہ جو دل سی ہو بیشک

تصدق ما قدر عليه من قوت يومه وصبر على الجوع يكون صدقته افضل اذ لا شك في كون

خیرات کر دی جو اوسکو قوت ایک روز کا میسر آتا ہی اور آپ بہوک پر صبر کری تو اوسکا صدقہ بہت اچہا ہی اسواسطی کہ بیشک

الصدقة بالشيء مع الحاجة اليه افضل اذا لم يضر ذلك بدينه من ضعفه عن القيام في الصلوة و

صدقہ ایسی چیز کا جسکی حاجت رکہتا ہو افضل ہی اگر یہہ صدقہ اوسکی دین مین نقصان نکری جیسی نماز پڑہنی سی ضعیف ہو جاوی

كشف العورة وقد مدح الله تعالى الانصار على ذلك وقال وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

یا ننگا رہ جاوی اور اللہ تعالی نی اسپر انصار کی تعریف کی ہی اور فرمایا اور اول رکہتی ہین اونکو اپنی جان سی اور اگرچہ ہو اپنی اوپر بہوک

القسم الثاني هم الذين لا يقدرون على هذه المرتبة بل يمسكون اموالهم لمواقيت الحاجة ومواسم الخيرات

دوسری قسم وہ لوگ ہین جو اس مرتبہ تک نہین پہنچتی بلکہ اپنی مالون کو واسطی اوقات حاجت اور مواقع خیرات کی روک رکہتی ہین

وليس قصدهم في الامساك التنعم والتلذذ بل قصدهم فيه الانفاق بقدر الحاجة ثم صرف الفاضل الى

اور اس روکنی سی اونکی غرض عیش وعشرت اور حصول لذت نہین ہوتی بلکہ اونکی یہہ مراد ہوتی ہی کہ بقدر حاجت خرچ کر کر پہر بچتی کو اقسام

وجوه الخيرات مهما ظهرت القسم الثالث هم الذين يقتصرون على اداء ما وجب عليهم فلا يزيدون عليه

خیرات مین جب پیش آدین تو لگا دین تیسری قسم وہ لوگ ہین کہ جو اونپر واجب ہوتا ہی سو ادا کر دیتی ہین نہ اوس سی بڑہتی دین

ولا ينقصون عنه وهذه المرتبة اقل المراتب وعلى هذه المرتبة اقتصر اكثر الناس لبخلهم بالمال وميلهم

نہ اوس سی کچہہ کم دین اور یہہ مرتبہ سب سی کم بخل ہی اور اسہی مرتبہ پر اکثر لوگ ماری بخل اور مال کی محبت کی

اليه وضعف حبهم للاخرة وليس بعد هذه المرتبة شيء من المحبة بل من ينزل من هذه المرتبة ينزل في

اور کمتر ہونی محبت آخرت کی اکتفا کرتی ہین اور اس مرتبہ کی بعد اصلا کوئی محبت نہین ہی بلکہ جو شخص اس مرتبہ سی اوتر کر ہوتا ہی

الكذب في ادعاء المحبة ويظهر من نفسه ان ادعاءه من المحبة كان من لقلقة اللسان فعلى هذا يجب

تو اوسکا دعوی محبت کا جہوٹہا ہی گویا وہ یہہ ظاہر کئی دیتا ہی کہ میرا دعوی محبت کا صرف تیز زبانی سی ہی اس بیان کی موافق واجب ہی

على من لا يقدر على المرتبة الأولى والثانية ان لا ينزل من المرتبة الثالثة بل ينبغي له ان يسعى في اداء
جو اول یا ثانی مرتبہ پر قدرت نہیں رکھتی تو تیسری مرتبہ سی تو نہ گر جاوین بلکہ اونکو لایق ہی کہ کوشش کرکر

ما وجب عليه على الفور اظهارا للرغبة في امتثال الامر وايصالا للسرور الى قلوب الفقراء واحترازا
واجب کو ترت ادا کیا کرین تا کہ رغبت فرمان برداری کی ظاہر ہووی اور فقیرون کی دلون کو خوشی پہنچی اور مخالفت کی

عن شبهة الخلاف اذ عند بعض العلماء وجوبها فوري حتى يأثم بالتاخير وترد شهادته وهي انما تجب اذا
شبہ سی بچ جاوین اسواسطی کہ بعضی علماء کی نزدیک وجوب زکوۃ کا فوری ہی یعنی ترت چاہیئی یہانتک کہ دیر کرنی سی گنہگار رہوتا ہی اور اوسکی شہادت مردود ہی اور زکوۃ جب

تم الحول على النصاب فلكل احد حول يخصه بحسب وقت كونه مالكا للنصاب فاذا تم حوله يجب عليه اخراج
واجب ہوتی ہی کہ نصاب پر برس ان پورا گذر جاوی پہر ہر کسیکا سال جدا جدا ہوتا ہی جسوقت سی وہ نصاب کا مالک ہوتا ہی جب سال پورا ہوجاوی تو اوسپر زکوۃ نکالنی واجب ہوجاتی ہی

زكوته في اي شهر كان وان عجل زكوته قبل حولان الحول يجوز عند جمهور العلماء سواء كان تعجيله لدخول
کوئی سا مہینہ ہو اور اگر جلدی کرکر اپنی زکوۃ برس مدت گذرنی سی پہلی ادا کردی تو سب علماء کی نزدیک جایز ہی برابر ہی کہ اوسکی جلدی واسطی آجانی

الاشرف من الاوقات التي لا يوجد مثلها عند تمام الحول كشهر رمضان وما قبله من شهر رجب وشعبان
اچھی وقت کی ہو اور وقتون سی کہ ایسا وقت برس کی تمامی پر نہ ملیگا جیسی رمضان کا مہینہ اور اوس سی پہلا مریم روزہ کا اور شب برات کا مہینہ

او لوجود الافضل من المصارف بان يكون من الاتقياء المتجردين لتجارة الآخرة فانهم يستعينون بما اعطي لهم
یا اوسکی جلدی واسطی موجود ہونی اچھی مصرف کی ہو کہ کوئی متقی پرہیزگار دنیا سی الگ تاجر آخرت کا موجود ہو کیونکہ ایسی مرد جو اونکو دیا جاتا ہی اوس سی امداد

على الطاعة فيكون المعطي شريكا لهم في طاعتهم باعانته اياهم فيها او بان يكون من العلماء فان لاعطائهم
طاعت کی حاصل کرتی ہیں پس دینی والا بہی اونکی عبادت مین شریک ہوجاتا ہی کیونکہ عبادت مین اونکا مددگار ہی یا کوئی عالم موجود ہو کیونکہ علماء کی خدمت

معاونة لهم على العلم والعلم اشرف العبادات حتى ان بعض السلف لا يصرف زكوته الا الى اهل العلم ويقول اني لا اعرف
کرنی علم کی امداد ہوتی ہی اور علم سب عبادات مین اشرف ہی یہان تک بعضی اگلی بزرگ اپنی زکوۃ صرف علماء ہی کو دیتی تہی اور کہتی تہی کہ

بعد مقام النبوة افضل من مقام العلماء والمراد من اهل العلم هم الذين يطلبون العلم لاجل الآخرة لا لاجل الدنيا فان الذين
مین بعد مرتبہ نبوت کی کوئی مرتبہ علماء کی مرتبہ سی بہتر نہین جانتا اور علما سی مراد وہ عالم ہین کہ علم آخرت کی واسطی پڑہتی ہین دنیا کی واسطی نہین پڑہتی اور جو لوگ

يطلبون العلم لاجل الدنيا لا ينبغي للمتصدق ان يعاونهم بصدقته على عصيانهم حتى لا يكون شريكا
علم کو دنیا کی واسطی پڑہتی ہین تو زکوۃ دینی والی کو نہین چاہیئی کہ اپنی زکوۃ سی اونکی گناہ کا مددگار بنی تا کہ استحقاق عذاب مین

لهم في استحقاق العقاب ومن افضل المصارف من يكون ذا عيال او مديونا او مريضا او قريبا فان الاعطاء
اونکا شریک نہو جاوی اور بہترین مصارف وہ ہی جو کنبہ والا ہو یا قرضدار ہو یا بیمار ہو یا ناتی دار ہو کیونکہ ناتی دار کو

الى القريب يكون صدقة وصلة ولا يخفى على احد ما في صلة الرحم من الثواب والاصدقاء والاخوان
دینا صدقہ اور صلہ دونو ہوتی ہین اور سب کو معلوم ہی کہ صلہ رحم کا کتنا بڑا ثواب ہی اور دوست اور دینی بہائی

في الدين يقدمون على المصارف كما يقدم الاقارب على الاجانب لكن ينبغي ان يعلم ان المتصدق
اور مصارف پر مقدم ہوتی ہین جیسی ناتی دار غیرون پر مقدم ہوتی ہین لیکن یہ بہی سمجہنا چاہیئی کہ زکوۃ دینی والی کو

لا بد له ان يحترز عن ابطال صدقته بالمن والاذى اذ قال الله تعالى لا تبطلوا صدقاتكم بالمن
لازم ہی کہ اپنی صدقہ کو احسان جتا کر اور تکلیف دی کر باطل نہ کردی اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی مت ضایع کردو اپنی خیرات احسان رکہہ

والاذى وحقيقة المن ان يرى نفسه محسنا الى الفقير فمهما راى نفسه محسنا اليه تفرع عنه
اور ستا کر اور حقیقت مین احسان کرنا یون ہوتا ہی کہ اپنی تئین فقیر کا محسن سمجہی پہر جب اوسنی اپنی تئین محسن جانا تو پہر اس سی بظاہر وہ ہی حرکات

الی ظاهره افعال ماحیة للثواب مثل التحدث به واظهاره وطلب المکافاة منه بالدعاء والثناء

صادر ہونگی جس سی ثواب جاتا رہی جیسی کہتی پہرنا اور ظاہر کرنا اور فقیر سی عوض کا طالب ہونا دعا سی اور تعریف سی

والخدمة والتوقیر والتعظیم وکان من حقه ان یری الفقیر محسنا الیه اذ جعل کفه نائبا عن

اور خدمت سی اور توقیر اور تعظیم سی اور حق یہہ تہا کہ فقیر کو اپنا محسن جانتا اسواسطی کہ اوسنی اپنا ہاتہہ واسطی قبض حق اسکی

الله فی قبضه حقه الذی به نجاته من النار اذ روی عن ابن عباس انه علیه السلام قال الصدقة

الله کا نایب بنانا جسمین اوسکی دوزخ سی نجات ہوتی ہی اسواسطی کہ ابن عباس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی الله علیه وسلم نی فرمایا کہ خیرات

تقع بید الله تعالی قبل ان تقع بید السائل فلیتحقق انه مسلم الی الله تعالی حقه والفقیر اخذ من

اسکی ہاتہہ مین اس سی پہلی پہنچتی ہی کہ سائل کی ہاتہہ مین پہنچی سو حقیقت مین خیرات الله کا حق ہی اوسکی حوالہ ہوا ہی اور فقیر نی الله تعالی سی اپنا رزق لیا ہی

الله تعالی رزقه واما الاذی فظاهره التوبیخ والتعییر والتخشین فی الکلام وتقطیب الوجه وهتك الستر

اور ستانا سو ظاہر مین بدمزاجی اور شرمانا اور بدزبانی گفتگو مین اور تیوری چڑہانی او جتا کر بی آبروی کرنی

بالاظهار وفنون الاستخفاف وباطنه الذی هو منبعه امران احدهما کراهیة اخراج المال عن یده و

اور طرح طرح کی استخفاف اور باطن مین جس سی یہہ حالت پیدا ہوتی ہی دو باتین ہین ایک تو اپنی قبضہ مین سی مال نکالنی کا ملال اور دل پر

شدة ذلك علی نفسه والثانی رویته انه خیر من الفقیر وان الفقیر بسبب حاجته اخس منه رتبة

اسکی دشواری دوسری یہہ سمجہنا کہ مین فقیر سی بہتر ہون اور فقیر از بسکہ حاجتمند ہی مجہسی رتبہ مین بہت کمتر ہی

ومنشأ کل منهما الجهل اما کون کراهیة تسلیم المال جهلا فلان من کره بذل درهم فی مقابلة ما یساوی

اور اصل منشا دونو کا جہالت ہی یہہ حالت مال دینی کی اسلئی جہالت کی بات ہی کہ جس شخصکو ایک روپیہ خرچ کرنا ہزار روپیہ کی واسطی دشوار گذری

الفا فهو شدید الحماقة لانه یبذل المال بطلب رضاء الله تعالی والثواب فی الدار الاخرة وهو خیر من الدنیا

اس سی زیادہ احمق جاہل کون ہی اسواسطی کہ زکوۃ واسطی رضامندی الله تعالی کی دی جاتی ہی اور آخرت مین جو اوسکا ثواب حاصل ہوگا وہ تمام دنیا سی

وما فیها واما کون رویة نفسه خیرا منه جهلا فلانه لو عرف فضل الفقر علی الغنی وعرف خطر الاغنیاء

اور جو دنیا مین ہی سب سی بہتر ہی اور اپنی تئین فقیر سی بہتر سمجہنا اسواسطی جہالت کی بات ہی کہ اگر یہہ شخص جانتا کہ فقیر کو غنی پر کتنی فضیلت ہی اور جانتا کہ غنی لوگون کو

فی الاخرة لما استحقره بل یتبرك به وتمنی درجته لان صلحاء الاغنیاء یدخلون الجنة بعد الفقراء بخمسمائة

آخرت مین کیا کیا خوف وخطر ہی تو فقیر کو ہرگز حقیر نہ جانتا بلکہ اوس سی برکت لیتا اور اوسکی درجہ کی آرزو کرتا اسلئی کہ تونگر صلحا فقیرونسی پانسو برس پیچہی جنت مین

عام وکیف یستحقره وقد جعل الله تعالی خادماله اذ یکتسب المال بجهده ویستکثره منه ویجتهد فی حفظه

داخل ہونگی اور کیونکر فقیر کی حقارت کرتا ہی اور حال یہہ ہی کہ الله تعالی نی اسکو فقیر کا خادم بنایا ہی اسواسطی کہ محنت اور کوشش کر کر مال پیدا کرتا ہی اور اوسکو بڑہاتا ہی اور اوسکی محنت سی

وقد کلف ان یسلم الی الفقیر قدر حاجته ویکف عنه الفاضل التی یضره لو سلم الیه فالغنی مستخدم

پہر اوسکو بزور حکم ہی کہ فقیر کو اوسکی حاجت کی موافق حوالہ کردی اور باقی بچتی کو جسکی دینی سی فقیر کا ضرر ہوتا اپنی پاس محفوظ رکہی پس غنی خدمت گذار ہی

للسعی فی رزق الفقیر ومتمیز عنه بالتزام مشاق الاسفار فی البراری والبحار وحراسة الفضلات من الدرهم

کیونکہ فقیر کی رزق کی واسطی سعی کرتا ہی اور فقیر سی ممتاز ہی اسمین کہ جنگلوں اور دریاؤن مین سفر کی مشقت اوٹہاتا ہی اور بچتی درہم

والدنیا الی ان یموت ویأکلها الاعیار مع بقاء ما اکتسبه فی تحصیلها علیه من الاوزار یسر نا الله تعالی

اور دینار کی عمر بہر نگاہبانی کر کر تا مرنا تا ہی پہر اوسکو بار لوگ کہاتی ہین اور اوسکی حاصل کرنیمین جو جو گناہ کئی وہ اپنی سر پر باقی لیجاتا ہی الہی ہمکو آسان کر

اعمالا موافقا لرضائه بلطفه وکرمه ومنته المجلس الثانی والعشرون فی بیان فضائل الصوم مطلقا

وہ اعمال جو تیری مرضی کی موافق ہین اپنی لطف اور کرم اور احسان سی بائیسوین مجلس مطلق روزہ کی فضیلت مین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احصوا هلال شعبان لرمضان هذا الحديث من حسان المصابيح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا گنتی رہو شعبان کی مہینہ کو رمضان کی واسطے یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سے ہے

رواه ابو هريرة فان صوم رمضان لما كان ركنا من اركان الدين وفرضا لازما على المسلمين ولم يعلم مجيئه
ابوہریرہ کی روایت سے کیونکہ روزہ رمضان کا چونکہ دین کی رکنوں میں سے ایک رکن اور مسلمانوں پر فرض لازم ہے اور اوسکا آنا بغیر ضبط کرنی

الا بضبط هلال شعبان امر النبي عليه السلام بضبطه فصار كانه قال اطلبوا هلال شعبان وعدوا ايامه
مہینہ شعبان کی معلوم نہیں ہوتا نبی علیہ السلام نی واسطے ضبط شعبان کی امر فرمایا انجام یہہ ہوا گویا فرمایا تلاش کرو شعبان کی چاند کو اور اوسکی دن گنتی رہو

لتعلموا دخول رمضان ثم ان شعبان لما كان كالمقدمة لرمضان استحب التاهب له فيه بالصوم وقراءة
تاکہ رمضان کا آنا معلوم ہو پھر ماہ شعبان جب رمضان کا مقدمہ ٹھہرا تو شعبان میں رمضان کی تیاری مستحب ہے روزی رکھنی اور قرآن پڑھنی

القرآن حتى ترتاض النفس بذلك على طاعة الله تعالى قبل دخول رمضان فانه عليه السلام كان يصوم
تاکہ نفس کو طاعت الٰہی کی عادت رمضان کی آنی سی پہلی ہوجاوی کیونکہ نبی علیہ السلام شعبان میں اتنی روزی رکھتی تھی

في شعبان مالا يصومه في غيره من الشهور على ما روى عن عائشة انها قالت ما رأيت رسول الله عليه
کہ وہ تنی اور کسی مہینہ میں نہیں رکھتی تھی موافق روایت عائشہ کی کہ وہ کہتی ہیں نہیں دیکھا میںنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

السلام استكمل صيام شهر قط الا رمضان وما رأيته في شهر اكثر منه صياما الا شعبان وفي رواية
وسلم کو کہ کبھی پوری کئی ہوں روزی کسی مہینہ کی سوا رمضان کی اور نہیں دیکھا میںنی اونکو کسی مہینہ میں زیادہ روزی رکھتی ہوئی سوا شعبان کی اور ایک روایت

كان يصوم شعبان كله وهذه الرواية موافقة لما روى عن ام سلمة انها قالت ما رأيت النبي عليه السلام
میں یہہ ہے کہ روزی رکھتی تھی تمام شعبان کی اور یہہ روایت ام سلمہ کی روایت سی موافق ہے کہ وہ کہتی ہیں نہیں دیکھا میںنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

يصوم شهرين متتابعين الا شعبان ورمضان وبهذه الرواية اخذ الفقهاء حتى قال قاضيخان في
کہ روزہ رکھتی ہوں دو مہینی کی لگاتار سوا شعبان اور رمضان کی اور فقہا نی اسی روایت کو اخذ کیا ہے یہاں تک کہ قاضیخان نی

فتاواه من صام شعبان ووصله برمضان فهو حسن وذلك لان الصوم قد يتاكد استحبابه
اپنی فتاوی میں کہا ہے جو شخص شعبان کی روزی رکھے اور اوسکو رمضان سی ملاوی تو یہہ بہتر ہے اور یہہ اسلئی کہ روزہ کبھی استحباب میں

في بعض الاوقات الفاضلة من الشهور والايام ويكون بابا للعبادة كما روى عن ابي الدرداء انه عم
بعضی نیک اوقات میں باعتبار مہینوں اور دنوں کی زیادہ ترغالب اور دروازہ عبادت کا ہوجاتا ہے چنانچہ ابودردا سی روایت ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نی

قال لكل شيء باب وباب العبادة الصوم ثم انه ربع الايمان بمقتضى ما جاء في الحديثين اللذين روى احدهما
فرمایا ہر شی کا دروازہ ہوتا ہے اور دروازہ عبادت کا روزہ ہے پھر روزہ ایمان کی چوتھائی ہوتا ہے موافق مضمون اون دو حدیثوں کی جو ایک

عن ابي هريرة وهو قوله عليه السلام الصوم نصف الصبر وروى الآخر عن ابن مسعود وهو قوله عليه السلام
ابوہریرہ سی روایت ہے یعنی قول علیہ السلام کا روزہ آدھا صبر ہے اور دوسری ابن مسعود سی روایت ہے یعنی قول علیہ السلام کا

الصبر نصف الايمان فلما كان الصوم نصف الصبر كان ثوابه متجاوزا عن قانون التقدير والحساب
صبر آدھا ایمان ہے پھر جب روزہ آدھا صبر ہوا تو اوسکا ثواب بھی اندازہ اور حساب کی قاعدہ سی زیادہ ہوگا

لقوله تعالى انما يوفى الصابرون اجرهم بغير حساب ثم انه متميز من سائر العبادات بخاصية نسبته
واسطے ارشاد الٰہی کی صبر کرنیوالوں ہی کو ملتا ہے نیگ اونکا ان گنت پھر روزہ کو تمام عبادات پر بسبب خصوصیت نسبت کی

الى الله تعالى اذ قال الله تعالى فيما اخبر عنه نبيه بقوله كل حسنة بعشر امثالها الى سبعمائة ضعف الا الصوم
طرف اللہ تعالی کی ایک طرح کی شرافت ہے اسواسطے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے چنانچہ اوسکی خبر دیتا ہے اس قول میں ہر نیکی دس گونہ ہوتی ہے سات سو گونہ تک سوا روزہ

فانه لی وانا اجزی به والکریم اذا اخبر انه یتولی الجزاء بنفسه ولا یکله الی غیره یکون ذلک الجزاء

سو یہ روزہ میرا لئی ہی اور میں ہی اسکی جزا دونگا اور صاحب کرم جب یہہ خبر دی کہ میں آپ اوسکی جزا کا ذمہ دار ہوں اور کی حوالہ نہو گا تو اس جزا کا

فی غایة العظمة ونهایة الکثرة بحیث لا یکون له حد ولا عد وقد روی عن ابی سعید الخدری

کمال انتہا ہی نہایت عظیم اور بہت کثیر ہوگی ایسا کہ شمار اسکی کچہ حد ہی اور نہ کچہ گنتی اور روایت ہی ابو سعید خدری سی

انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله بعد الله وجهه عن النار سبعین خریفا

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایک دن واسطی اسکی روزہ رکہا تو اللہ تعالی اوسکی منہہ کو آگ سی ستر برس دور رکہیگا اور ایک

وفی حدیث آخر رواه ابو امامة الباهلی انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله جعل

اور حدیث میں ہی ابو امامہ باہلی کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایکدن روزہ واسطی اللہ تعالی کی رکہا تو

الله بینه وبین النار خندقا کما بین السماء والارض یعنی ان من صام یوما لوجه الله ومرضاته

اللہ اوسکی اور دوزخ کی بیچ میں ایسی خندق بنادیگا جیسی فرق درمیان آسمان اور زمین کی ہی یعنی بیشک جسنی ایک دن کا روزہ واسطی وجہ اللہ کی اور واسطی اسکی

ینجیه الله من النار عبر عن التنجیة بطریق التمثیل لیکون ابلغ لان من کان بعیدا عن شیء بهذا

رضامندی کی رکہا تو اللہ تعالی اوسکو آگ سی نجات دیگا اس نجات کو بطور تمثیل کی بیان فرمایا تاکہ مبالغہ زیادہ تر ہو واسطی کہ جو شخص ایک شی سی

المقدار لا یصل الیه البتة وروی عن ابی هریرة انه قال علیه السلام للصائم فرحتان فرحة

اتنی دور پر ہو تو وہ شی بیشک اوس تک نہیں پہنچیگی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی

عند فطره وفرحة عند لقاء ربه فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان للصائم سرورا مرتین

جب روزہ کہولتا ہی اور ایک خوشی جب اپنی رب سی ملیگا بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ روزہ دار کو خوشی دو مرتبہ ہوتی ہی

احدهما عند افطاره والاخری عند موته ولقاء ربه اما سروره عند افطاره فیما بیننا ولهن

ایک تو روزہ کہولتی ہوئی اور دوسری موت کی وقت اپنی رب کی ملاقات پر پہر روزہ دار کا سرور روزہ افطار کرتی وقت تو یہہ ہی کہ اوسکو کہانا

الطعام والشراب والجماع لان النفس مجبولة علی المیل الی ما یلائمها من المطعم والمشرب والمنکح فاذا

پینا جماع میسر آیا کیونکہ طبیعت انسان کی عادت ہی کہ اپنی مرغوب چیز پر جہکتی ہی کہانا ہو یا پینا ہو یا جماع ہو اور جب

منعت من ذلک فی وقت ثم اذن لها فی وقت آخر تفرح بذلک طبعا خصوصا عند اشتداد الحاجة

اوسکو ان امور سی ایک وقت ممانعت ہوئی ہو پہر اوسکو دوسری وقت اجازت ملی تو اس سی خود بخود خوش ہوتا ہی خاص کر ایسی وقت کہ ماری ہوک

الیه لتاثیر الجوع والعطش فیها وتقاضیها باحد حاجتها یبین هذا المعنی ما روی عن ابن عمر انه علیه السلام

وپیاس کی نہایت حاجتمند ہو کر اپنی خواہش کا طلبگار ہو یہہ مضمون ابن عمر کی روایت سی معلوم ہوتا ہی کہ نبی علیہ السلام

کان اذا افطر قال ذهب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله تعالی مع ان له عند افطاره

جب روزہ افطار کرتی تو فرماتی پیاس گئی اور رگیں تر و تازہ ہوگئیں اور اجر ثابت ہو چکا ان شاء اللہ تعالی باوجودیکہ روزہ دار کی افطار کی وقت

دعوة مستجابة کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند فطره دعوة مستجابة بل یکون نومه عبادة

دعا مقبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ روزہ دار کی فطار کی وقت دعا مقبول ہوتی ہی بلکہ روزہ دار کا سونا ہی عبادت ہی

کما جاء فی الحدیث نوم الصائم عبادة قال ابو العالیة الصائم فی العبادة ما لم یغتب وان کان

چنانچہ حدیث میں آیا ہی نیند روزہ دار کی عبادت ہی ابو العالیہ کہتی ہی روزہ دار ہر وقت عبادت میں ہوتا ہی جبتک غیبت نکری اگرچہ

نائما علی فراشه فعلی هذا یکون فی لیله ونهاره علی عبادة واما سروره وفرحه عند موته ولقاء ربه

اپنی بستر پر سوتا ہی اسکی موافق تمام رات اور دن عبادت ہی میں رہتا ہی اور روزہ دار کا سرور اور خوشدلی مرتی وقت اپنی رب کی ملاقات پر

فیما یجده مذخرا عند الله تعالی من ثواب صومه فان من ترك لله طعامه وشرابه وشهوته یعوضه
یہہ ہی کہ اللہ کی یہان اپنی روزہ کا ثواب جمع کیا ہوا ایکبار پاویگا کیونکہ جس نی واسطی خدا کی اپنا کہانا اور پینا اور شہوت موقوف کی تو اللہ اوسکو
الله تعالی خیرا من ذلك کما قال الله تعالی وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوه عند الله هو خیرا
عوض اوسکا اوس سی بہت اچہا عنایت کریگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو آگی بہیجوگی اپنی واسطی کوئی نیکی اوسکو پاؤگی اللہ کی پاس بہتر
واعظم اجرا وجاء فی الخبر انه علیه السلام قال لرجل انك لن تدع شیئا اتقاء الله تعالی الا اتاك الله
اور ثواب مین زیادہ اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی ایک شخصکو فرمایا بیشک تو کبہی نہین ترک کریگا کوئی چیز اللہ تعالی کی خوف سی مگر تجہکو اللہ تعالی
خیرا منه وروی ان الصائمین یوضع لهم یوم القیمة مائدة تحت العرش یاکلون علیها والناس فی الحساب
بہتر اوس سی دیگا اور روایت ہی کہ روزہ دارون کی واسطی قیامت کی دن عرش کی تلی دسترخوان چنا جاویگا اوسپر تناول کرینگی اور اور خلقت ابہی حساب مین مبتلا ہوگی
فیقول الناس ما لهؤلاء یاکلون ونحن فی الحساب فیقال لهم انهم کانوا یصومون وانتم تفطرون وفی الصحیحین
پہر کہینگی یہہ کیسی لوگ ہین کہ بیٹہی کہاتی ہین اور ہم حساب ہی مین مبتلا ہین کوئی اونکو جواب دیگا یہہ لوگ روزہ رکہتی تہی اور تم روزہ خور تہی اور صحیح بخاری اور مسلم
انه علیه السلام قال ان فی الجنة بابا یقال له ریان لا یدخل منه الا الصائمون والمراد بالصائمین
ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ریان ہی اوس دروازہ مین سی صرف روزہ دار داخل ہونگی اور روزہ دارون سی مراد یہہ ہی
هم الذین یکثرون الصوم فانهم لما تحملوا تعب العطش خصوا بباب فیه الری والامان من العطش قبل تمکنهم
کہ جو لوگ اکثر روزہ رکہتی تہی کیونکہ ان لوگون نی جو بہوک اور پیاس کی برداشت کی تو ایسی دروازہ سی مخصوص ہوئی جسمین تازگی اور پیاس کا بچاو
من الجنة هذا کله اذا کان صومهم مع الاحتراز عن کل ما یحرم علیهم والا فهم یکونون من الذین
جنت کی اندر جانی سی پہلی ہی یہہ تمام باتین جب ہین کہ اونکا روزہ تمام ایسی اعمال سی جو اونپر حرام ہین محفوظ ہو اور نہین تو وہ روزہ دار ایسی ہین جنکی حق مین
قال فیهم رسول الله علیه السلام فی حدیث رواه ابو هریرة کم من صائم لیس له من صیامه الا الجوع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث مین جو ابو ہریرہ سی روایت ہی فرماتی ہین بہت روزہ دار ایسی ہین کہ اونکی لئی روزہ مین سی سوای بہوک
والعطش وفی حدیث اخر رواه ابو هریرة کم من صائم لیس له من صیامه الا الظمأ وکم من قائم لیس
اور پیاس کی کچہہ نہین ہی اور ایک اور حدیث مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی بہت روزہ دار ایسی ہین کہ اونکی لئی روزہ مین سی بجز سوا پیاس کی کچہہ نہین بہت رات کی عابد ایسی ہین
له من قیامه الا السهر فان التقرب الی الله تعالی بترك المباحات لا یتم الا بعد التقرب الیه بترك المحرمات
کہ اونکی لئی رات کی عبادت مین سی سوا بیداری کی کچہہ نہین کیونکہ قرب الہی مباح چیزون کی چہوڑنی سی پورا نہین ہوتا جبتک محرمات کو چہوڑ کر قرب الہی نہ پیدا کری
کما روی عن ابی هریرة انه ع قال من لم یترك الکذب والعمل بمقتضاه فلیس لله حاجة فی ان یدع طعامه
چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جو شخص کہ جہوٹہ کو اور جہوٹہ کی مناسب کاربار کو نہین ترک کرتا تو اللہ کو اوسکی کچہہ پرواہ نہین ہی کہ اپنا کہانا
وشرابه فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان من لا یترك الکذب والعمل بمقتضاه لا یقبل الله صومه
پینا بند کری بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ جو شخص جہوٹہ کو اور جہوٹہ کی لایق اعمال کو نہین چہوڑتا تو اللہ تعالی اوسکا روزہ
ولا ینظر الیه لانه امسك عما ابیح له ولم یمسك عما حرم علیه والمقصود من الصوم لیس بنفس الجوع و
قبول نہین کریگا اور نہ اوسپر شفقت کریگا اسواسطی کہ وہ شخص مباحات سی تو بچا اور محرمات سی نہ بچا اور روزہ سی غرض صرف بہوک اور پیاس کا مارنا نہین ہی
العطش فقط بل المقصود منه کسرة الشهوة وقهر النفس الامارة بالسوء فاذا لم یحصل شیء من ذلك
بلکہ روزہ سی غرض شہوت کا توڑنا اور نفس امارہ کا جو برائی کی طرف لیجاتا ہی مغلوب کرنا ہی جب یہہ غرض کچہہ نہ حاصل ہوئی
فای فائدة فی ترك الطعام والشراب فعلی هذا اذا اراد العبد ان ینال الثواب والفضائل التی ذکرها
تو پہر کہانا پینا بند کرنی سی کیا فائدہ اسکی موافق جب کوئی شخص یہہ چاہی کہ مجہکو وہ ثواب اور فضیلت حاصل ہو جسکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی

النبی علیه السلام ینبغی له ان یعرف حرمة الوقت وشرفه ویحفظ فیه بطنه عن الحرام ولسانه عن
ذکر فرمایا ہی تو اوسکو لازم ہی کہ وقت کی حرمت کو پہچانی اور وقت کی خوبی کو دریافت کری اور اوسمین اپنی پیٹ کو حرام کہانی سی اور اپنی زبان کو
الکذب والغیبة وقبیح الکلام وجوارحه عن الخطایا والآثام وقلبه عن العجب والکبر وعداوة
جہوٹھ اور غیبت اور بیہودہ کلام سی اور اپنی باقی اعضا کو خطا اور گناہوں سی اور اپنی دل کو خود بینی اور تکبر سی اور خلقت کی دشمنی سی
الانام ثم انه اذا فعل ذلك ینبغی له ان یکون خائفا من الله تعالی هل یقبل منه ام لا یقبل ویدعو
بچاوی پہر وہ شخص جب یہہ سب کر چکا تو اب اوسکو لائق ہی کہ اللہ تعالی سی یہہ خوف کرتا رہی کہ آیا میرا یہہ روزہ قبول کرتا ہی یا نہیں قبول کرتا اور دعا کری
ان یقبل المجلس الثالث والعشرون فی بیان فضیلة صوم شعبان کان رسول الله
کہ قبول کری تیئیسوین مجلس فضیلت روزہ ماہ شعبان کی بیان مین تہی رسول اللہ
صلی الله علیه وسلم یصوم شعبان کله الا قلیلا وفی روایة بل کان یصوم شعبان کله هذا الحدیث
صلی اللہ علیہ وسلم کہ تمام شعبان کی روزی رکہا کرتی تہی مگر کچہہ تہوڑا سا افطار کرتی اور ایک روایت مین ہی بلکہ تمام شعبان کی روزی رکہتی تہی
من صحاح المصابیح رویه ام المؤمنین عائشة وهذه الروایة الاخیرة موافقة لما روی عن ام سلمة
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی حضرت عائشہ ام المؤمنین کی روایت سی یہہ پچہلی روایت اوس روایت کی موافق ہی جو ام سلمہ سی روایت ہی
انها قالت ما رایت النبی علیه السلام یصوم شهرین متتابعین الا شعبان ورمضان فان قیل یلزم
کہ وہ کہتی تہین نہین دیکہا مینی نبی علیہ السلام کو کہ دو مہینی پوری پی در پی روزی رکہی ہون سوای شعبان اور رمضان کی اگر کوئی کہی
علی هذه الروایة ان یکون افضل الصیام بعد صوم رمضان صوم شعبان مع انه علیه السلام
کہ اس روایت سی لازم آتا ہی کہ بعد روزہ رمضان کی شعبان کی روزی افضل ہون اور حال یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام نی
قال افضل الصیام بعد شهر رمضان شهر الله المحرم فالجواب ان جماعة من الناس وان اعتقدوا ان
فرمایا ہی اچہی روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہین سو جواب یہہ ہی کہ بیشک ایک جماعت کا اگرچہ یہہ ہی اعتقاد ہی
صیام المحرم والاشهر الحرم افضل من صیام شعبان لکن الاظهر خلاف ذلك فان صیام شعبان
کہ محرم اور اشہر الحرم کی روزی شعبان کی روزونسی بہتر ہین لیکن اسکی خلاف ظاہر تر ہی بیشک شعبان کی روزی
افضل من صیام الاشهر الحرم یدل علی ذلك ما روی عن انس انه علیه السلام سئل ای الصیام افضل
اشہر الحرام کی روزونسی بہتر ہین دلیل اسکی وہ ہی جو انس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سی کسی نی پوچہا رمضان کی بعد کونسی
بعد رمضان فقال شعبان تعظیما لرمضان وروی عن اسامة انه کان یصوم اشهر الحرم فقال
روزی افضل ہین آپ نی فرمایا شعبان کی رمضان کی تعظیم کی لئی اور اسامہ سی روایت ہی کہ اسامہ اشہر الحرم کی روزی رکہا کرتی تہی سو
له رسول الله علیه السلام صم شوالا فترك صوم اشهر الحرم فکان یصوم شوالا حتی مات فهذا نص
انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا شوال مین روزی کہا کر پہر اسامہ نی اشہر الحرم کی روزی چہوڑ دئی پہر شوال مین روزی رکہا کئی آخر مرگئی سو یہہ روایت
فی تفضیل صیام شوال علی صیام اشهر الحرم فاذا کان صوم شوال افضل من صوم الاشهر الحرم
شوال کی روزون کی فضیلت پر نص ہی اشہر الحرم کی روزونسی پہر جب شوال کی روزی اشہر الحرم کی روزون سی بہتر ہوئی
فیکون صوم شعبان افضل من صیام الاشهر الحرم [illegible] لصیام النبی علیه السلام له دون [illegible]
تو شعبان کی روزی اشہر الحرم کی روزونسی زیادہ تر افضل ہونگی [illegible] کہ نبی علیہ السلام روزی شعبان مین رکہتی تہی شوال مین نہین [illegible]
وانما کان کذلك لانهما یلیان من بعده ومن قبله [illegible] من هذا ان افضل التطوع من الصیام [illegible]
[illegible] یہہ اس لئی ہی کہ یہہ دونو مہینی یعنی شعبان اور شوال متصل ہین رمضان کی بعد اور رمضان سی پہلی اس سی معلوم ہوا کہ نفل روزون مین وہ ہی افضل ہین جو

قريبا من رمضان قبله وبعده فيكون منزلته من الصيام بمنزلة السنن الرواتب مع الفرائض
رمضان سے قریب ہوں پہلے اور پیچھے پھر ایسے روزوں کا درجہ ایسا ہے جیسے مرتبہ سنتوں رواتب یعنی مؤکدہ کا فریضہ نماز سے
قبلها وبعدها فان السنن الرواتب كما يلتحق بالفرائض في الفضل وتكون تكملة لنقص الفرائض فكذلك
فریضہ سے پہلے اور پیچھے بیشک سنن رواتب یعنی مؤکدہ جیسے فضیلت میں فرائض کے ساتھ ہیں اور فرائض کی نقصان کو پورا کرتی ہیں ایسے ہی
صيام ما قبل رمضان وما بعده فانه ملتحق في الفضل بصيام رمضان لقربه منه ويكون قوله عم
نفل روزے رمضان سے پہلے اور پیچھے یہ بھی فضیلت میں رمضان کی روزوں کے ساتھ شامل ہیں کیونکہ رمضان سے متصل ہیں اب معنی اس حدیث کی
افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم محمولا على التطوع المطلق واما ما كان قبل رمضان وبعده
کہ اچھے روزے بعد رمضان کی ماہ الٰہی محرم کی ہیں مطلق نوافل پر محمول ہونگی اور جو روزے رمضان سے پہلے اور پیچھے ہیں
فانه ملتحق به في الفضل كما ان قوله عليه السلام في تمام الحديث وافضل الصلوة بعد المكتوبة
وہ تو فضیلت میں رمضان کی ساتھ شامل ہیں جیسے یہ قول علیہ السلام کا تتمہ حدیث میں اور بہتر نماز بعد فرائض کی
قيام الليل انما يراد به تفضيل قيام الليل على التطوع المطلق دون السنن الرواتب عند جمهور العلماء
رات کی نماز ہے اس سے بھی تمام علماء کی نزدیک فضیلت قیام لیل کی مطلق نوافل پر مراد ہے سنن مؤکدات پر نہیں ہے
وقد ذكر في صيام النبي عليه السلام لشعبان دون غيره من الشهور معنى حسنا وهو ما روي عن اسامة
اور در باب روزہ رکھنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شعبان میں سوا اور مہینوں کی خوب معنی ذکر کئے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اسامہ سے روایت ہے
انه عليه السلام قال ذلك شهر يغفل الناس عنه بين رجب ورمضان فانه عليه السلام اشار الى
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ ایسا مہینہ ہے کہ لوگ اس سے غافل ہیں رجب اور رمضان کی بیچ میں پس نبی علیہ السلام نے یہ اشارہ کیا
انه لما اكتنفه شهران عظيمان الشهر الحرام وشهر الصيام اعرض الناس عنه بالاشتغال بهما فصار
کہ شعبان کو دو بڑی عظمت کی مہینوں نے گھیر رکھا ہے ماہ محرم اور ماہ صیام نے تو شعبان سے لوگ پھر گئے اور دونوں میں مشغول ہوگئے ہیں سو یہ مہینہ
مغفولا عنه حتى ظن كثير من الناس ان صيام رجب افضل من صيام شعبان لانه شهر حرام وليس
بے والا بسر ہو گیا یہاں تک کہ اکثر لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ رجب کی روزے شعبان کی روزوں سے افضل ہیں اسلئے کہ رجب ماہ حرام ہے اور
كذلك لما روي عن عائشة انها قالت ذكر لرسول الله عليه السلام قوم يصومون رجبا فقال واين هم
یہ بات نہیں ہے اس واسطے کہ عائشہ سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنے ایک قوم کا ذکر آیا کہ وہ رجب میں روزے رکھتے تھے آپ نے فرمایا
عن شعبان وفيه اشارة الى ان بعض ما اشتهر فضله من الازمان والاماكن والاشخاص قد يكون غيره
وہ لوگ شعبان کو چھوڑ کر کدھر گئے اور اسمیں یہ اشارہ ہے کہ بعضے دفعہ جو کوئی وقت یا بعضا مکان یا بعضا شخص فضیلت میں مشہور ہو جاتا ہے کبھی اونکا غیر اوس سے
افضل منه اما مطلقا او لخصوصية فيه لا يتفطن بها كثير من الناس فيشتغلون عنه بالمشهور
افضل ہوتا ہے یا تو مطلقا یا کسی خصوصیت سے جو اوسمیں ہوتی ہے کہ اکثر لوگوں کی خیال میں نہیں آتی تو وہ اوسکو چھوڑ کر مشہور کی طرف مشغول ہو جاتے ہیں
ويفوتون تحصيل فضيلة ما ليس بمشهور عندهم وفيه دليل على استحباب عمارة ازمان غفلة الناس
اور اوسکی فضیلت سے جو اونکے نزدیک مشہور نہیں ہے محروم رہجاتے ہیں اور اسمیں دلیل اس مطلب کی ہے کہ عبادت سے معمور کرنا ایسے وقت کا جس میں تمام لوگ غافل
بالطاعة وان ذلك محبوب عند الله تعالى ولذلك كان طائفة من السلف يستحبون احياء ما بين
رہتے ہیں مستحب ہے اور یہ بھی کہ اللہ تعالی کو بہت پسند ہے اسی واسطے ایک جماعت متقدمین سے نماز پڑھتی رہنا درمیان
العشائين بالصلوة ويقولون هي ساعة الغفلة فانه عليه السلام لما خرج على اصحابه وهم ينتظرون
مغرب اور عشا کی بہت پسند کرتی تھی اور کہتی تھی کہ یہ غفلت کا وقت ہے پس نبی علیہ السلام جب صحابہ کی پاس آئے اور صحابہ عشا کا انتظار کر رہے تھے

صلوة العشاء قال ما ينتظرها احد من اهل الارض غيركم وفي هذا اشارة الى فضيلة التفرد بذكر الله
تو فرمایا اس نماز کا سوائے تمہارے روی زمین پر کوئی منتظر نہیں ہی   اسمیں اشارہ ہی کہ تنہا ذکر الٰہی میں مشغول رہنا
في وقت من الاوقات لا يوجد فيها ذاكر ولذلك فضل القيام في وسط الليل لشمول الغفلة عن الذكر فيه
تمام وقتوں میں سی ایسی وقت کہ کوئی اوسوقت ذکر نہ کرتا ہو بہت افضل ہی اسیلئی آدہی رات کی وقت جاگنا بہت افضل ہی اسواسطی کہ اوسوقت اکثر لوگ یاد الٰہی سی
لاكثر الناس وفي احياء الوقت المغفول عنه بالطاعة فوائد منها انه يكون اخفى واخفاء النوافل و
غافل ہوتی ہیں   اور غفلت کی وقت عبادت کرنی میں بہت فائدی ہیں ایک یہہ کہ یہہ وقت پوشیدہ ہی   اور نوافل کا چھپانا اور
اسرارها افضل لا سيما الصيام فانه سر بين العبد وربه لا يطلع عليه غيره تعالى ولهذا قيل لا يكون
پوشیدہ رکہنا افضل ہوتا ہی خاص نفل روزی کیونکہ روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی راز ہوتا ہی اسپر سوای اللہ تعالی کی کسیکو اطلاع نہیں ہوتی اسیواسطی
فيه رياء ومنها انه يكون اشق على النفوس وافضل الاعمال اشقها على النفوس وسبب ذلك ان النفوس
کہتی ہیں کہ روزہ میں ریا نہیں ہوتی اور ایک یہہ کہ روزہ طبیعتوں پر دشوار ہوتا ہی اور اعمال میں افضل وہ ہی ہوتا ہی جو طبیعتوں پر دشوار ہو اور سبب اسکا یہہ کہ طبیعتیں
تتاسى بما تشاهد من احوال ابناء الجنس فاذا كثرت يقظة الناس وطاعتهم يكثر اهل الطاعة لكثرة
ہمجنس کی حالات میں سی جو دیکھتی ہیں وہ ہی عادت اختیار کر لیتی ہیں پس اگر لوگوں کی بیداری اور اونکی عبادت کثرت سی ہونی لگی تو اہل طاعت ہی زیادہ ہونگی
المقتدين بهم فتسهل الطاعات عليهم واذا كثرت الغفلة واهلها يتاسى بهم عموم الناس فيشق على
کیونکہ دیکھا دیکہی بہت پیرو ہونگی پہر اونپر عبادت آسان ہوجاگی اور اگر غفلت اور غفلت والی زیادہ ہونگی تو عام لوگونکی ویسی ہی عادت ہوویگی اب جاگنی والوں پر
نفوس المتيقظين طاعاتهم لقلة من يقتدون بهم فيها ولهذا قال النبي عليه السلام للعامل منهم اجر
عبادت کرنی دشوار ہوگی اسواسطی کہ اسوقت میں ہمراہی کمتر ہیں   اسیہی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ اونمیں سی ایک عمل کرنیوالی کو اجر
خمسين منكم انكم تجدون على الخير اعوانا ولا يجدون وقال عليه السلام العبادة في الهرج كالهجرة
پچاس آدمیوں کا تم میں سی ہی کیونکہ تمکو خیر پر بہت مددگار میسر آتی ہیں اور اونکو نہیں ملتی اور فرمایا علیہ السلام نی فساد کی وقت عبادت کرنی ایسی ہی جیسی
الي فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان ثواب العبادة في وقت الفتنة واختلاف امور الناس
میری طرف ہجرت کی بیشک پیغمبر علیہ السلام نی اسحدیث میں یہہ بیان فرمایا کہ ثواب عبادت کا بروقت آشوب اور ابتری چلن آدمیوں کی اتنا ہی
كثواب الهجرة من مكة الى المدينة في زمانه عليه السلام قبل فتح مكة وسبب ذلك ان الناس في وقت الفتنة
گویا مکہ سی مدینہ کی طرف پیغمبر علیہ السلام کی عہد میں فتح مکہ سی پہلی ہجرت کی   اور اسکا سبب یہہ ہی   کہ آدمی فتنہ اور آشوب کی وقت
يتبعون اهواءهم ولا يتقيدون بدينهم فيكون حالهم شبيها بحال اهل الجاهلية فاذا انفرد من بينهم من
اپنی ہوا ہوس کی تابع ہوجاتی ہیں اور اپنی دین کی قید میں نہیں رہتی پہر اونکا حال اہل جاہلیت کا سا ہوجاتا ہی   پہر اگر اونمیں سی ایک شخص الگ ہوجاوی
يتمسك بدينه ويعبد ربه ويتبع امره ويجتنب نهيه يكون كمن هاجر من بين اهل الجاهلية الى رسول الله عليه السلام
کہ اپنی دین کو تہام لی اور اپنی رب کی عبادت کری اور اوسکی امر کا تابع اور اوسکی نہی سی بچتا رہی تو وہ ایسا ہی کہ اہل جاہلیت میں سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
مؤمنا متبعا للاوامر مجتنبا للنواهي وقال عليه السلام بدأ الاسلام غريبا وسيعود غريبا كما بدأ
مؤمن اور اوامر کا تابع اور منہیات سی مجتنب ہوکر ہجرت کر گیا اور فرمایا علیہ السلام نی شروع ہوا ہی اسلام غریب ہوکر اور پہر غریب ہوجاویگا جیسی شروع ہوا تہا
فطوبى للغرباء يعني ان الاسلام في ابتداء ظهوره كان غريبا لم يوجد الا في احاد من الناس وقلة منهم
سو خوشی ہی غریبوں کو مراد یہہ ہی کہ اسلام ابتداء ظہور میں غربت تہا نہیں پایا جاتا تہا مگر کسی کسی   آدمی میں   بہت کمتر
ثم انتشر وشاع قويا وبعد ذلك سيلحقه نقص واختلال حتى لا يبقى الا في احاد من الناس وقلة منهم وهم
پہر پہیل گیا اور بہت قوی ہوکر منتشر ہوگیا اور بعد اسکی قریب ہی کہ اوسمیں نقصان اور خلل آجاوی یہانتک کہ باقی نہیں رہیگا مگر کسی کسی آدمی میں بہت کمتر یعنی

الغرباء

الغرباء فطوبى لهم وقد جاء تفسيرهم في حديث اخر انهم النزاع من القبائل يعني انهم الذين كانوا قليلا

غربا میں سو اونکو خوشی ہی اور غربا کی تفسیر ایک اور حدیث میں آئی ہی کہ وہ قبائل میں کوئی کوئی ہیں یعنی غربا وہ ہیں جو تہوڑی ہوں

فلا يوجد في كل قبيلة منهم الا الواحد والاثنان بل لا يوجد احد منهم في القبائل والبلدان كما كان كذلك في

ہر ہر قبیلہ میں ایک ایک دو دو سپاہی ہونگی بلکہ قبیلوں اور شہروں میں کوئی نہ ملیگا جیسیکہ ابتداء ظہور اسلام میں

ابتداء ظهور الاسلام وفي حديث اخر انهم الذين يصلحون اذا فسد الناس يعني انهم قوم صالحون عاملون

یہہ ہی حال تہا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ غربا وہ ہیں جو اصلاح پر عمل کرتی ہیں اگر آدمیوں میں فساد پیدا ہو مراد یہہ ہی کہ غربا قوم صالح ہی

بالسنة في زمان فساد الناس ومنها ان المنفرد بالطاعة بين اهل الغفلة والمعاصي يدفع به البلاء

فساد کی زمانہ میں سنت پر عمل کرنیوالی اور ایک فائدہ یہہ ہی کہ جو تنہا عبادت کرنیوالا ہی غفلت اور معاصی والوں میں اوسکی سبب سی لوگوں کی بلا دفع ہوتی ہی

عن الناس فكانه يحميهم ويدافع عنهم والاثار في هذا المعنى كثيرة جدا وقد ذكر لصومه عليه السلام لشعبان

گویا وہ شخص اونکا حامی ہی اونکی بلا کو دفع کرتا ہی اس باب میں آثار بہت آئی ہیں اور واسطی روزی رکہنی پیغمبر علیہ السلام کی ماہ شعبان میں

معنى اخر وهو انه عليه السلام كان يصوم من كل شهر ثلثة ايام وربما اخر ذلك ليقضيه بصوم شعبان

ایک اور وجہ بہی بیان کرتی ہیں وہ یہہ ہی کہ پیغمبر علیہ السلام ہر مہینی میں تین تین روزی رکہتی تہے اور بعضی وقت تاخیر فرما دیتی تاکہ اوسکا عوض شعبان کی روزوں میں

يعني ان صومه عليه السلام ربما كان لا يبلغ ثلثة ايام في بعض الشهور فيكمل ما فاته من ذلك في شعبان اذ

کریں مراد یہہ ہی کہ روزی پیغمبر علیہ السلام کی بعضی دفعہ بعضی مہینوں میں تین تین پوری نہیں ہوتی تہی سو جسقدر روزی فوت ہوجاتی تہی وہ سب شعبان میں پوری کردیتی

كان اعماله عليه السلام دائمة فكان اذا دخل عليه شعبان وكان عليه بقية من صيام تطوع لم يصمه

تہی جن روزونکا رکہنا دایمی ہوتا تہا سو آپکا طریقہ یوں تہا جب اونکو ماہ شعبان شروع ہوتا اور اوپر کچہہ نوافل روزی باقی ہوتی کہ نہ رکہی ہوں

يقضيه في شعبان حتى يكمل نوافله بالصوم قبل دخول رمضان كما كان يقضي ما فاته من سنن الصلوة

تو وہ روزی شعبان میں قضا کردیتی تہی تاکہ تمام نوافل روزی رمضان کی آنی سی پہلی پوری ہوجائیں جیساکہ نماز سنتوں کو جو رہ جاتی تہی قضا کردیتی تہی

وكما كان يقضي بالنهار ما فاته من قيام الليل وقالت عائشة ربما اردت ان اصوم فلم اطق حتى

اور جیساکہ قیام لیل میں سی جو رہ جاتا تہا وہ دنمیں پورا کردیتی تہی اور عایشہ کہتی ہیں بعضی وقت میں روزہ رکہنی کا ارادہ کرتی سو نہو سکتا

اذا صام النبي عليه السلام في شعبان صمت معه فانها كانت تغتنم فتقضي ما عليها من

یہاں تک جب نبی علیہ السلام ماہ شعبان میں روزی رکہتی تو میں بہی اونکی ساتہہ روزی رکہتی پس عایشہ اسوقت کو غنیمت جانکر جو جو اونکی ذمہ پر

صوم رمضان لفطرها فيه بالحيض وكان في غيره من الشهور مشتغلة بالنبي عليه السلام

رمضان کی روزی ہوتی تہی بسبب عارضہ حیض کی سب ادا کردیتی تہیں اور اور باقی کی مہینوں میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں مشغول رہتی تہیں

فان المرأة لا تصوم وبعلها شاهد الا باذنه فمن دخل عليها شعبان وقد بقي عليه شيء من

کیونکہ عورت اپنی خاوند کی سامنی بی اجازت روزہ نہیں رکہہ سکتی پس جس شخصکو ماہ شعبان آجاوی اور اوسپر کچہہ نوافل روزی باقی ہوں

نوافل صيامه يستحب له قضاءه فيه حتى يكمل نوافل صيامه بين رمضان ومن كان عليه شيء

تو اوسکو مستحب ہی کہ شعبان میں ادا کردی تاکہ اوسکی نوافل روزی دونوں رمضان کی بیچ میں ادا ہوجاویں اور جسپر کچہہ

من قضاء رمضان يجب عليه قضاءه قبل رمضان اخر مع القدرة عليه ولا يجوز له تاخيره

قضا رمضان کی باقی ہو تو اوسپر واجب ہی کہ دوسری رمضان سی پہلی اگر قدرت رکہتا ہو تو قضا کردی اور اوسکو یہہ جایز نہیں ہی

الى ما بعد رمضان اخر لغير ضرورة وان كان تاخيره لعذر مستمر بين الرمضانين كان عليه قضاؤه

کہ بی ضرورت دوسری رمضان کی بعد تک تاخیر کری اور اگر یہہ تاخیر بسبب ایسی عذر کی جو دونوں رمضانوں کی بیچ برابر چلا آیا ہی ہوگئی ہو تو اوسپر

بعد رمضان الثاني ولا شيء عليه مع القضاء وان كان ذلك لغير عذر قيل يقضي ويطعم مع قضاء
بعد دوسری رمضان کی قضا لازم ہوگی اور اوسپر سوا قضا کی اور کچھہ نہیں ہی اور اگر یہہ تاخیر بلا عذر ہوئی ہی تو کہتی ہین کہ قضا کری اور ہر ہر روزی کی بدلہ

كل يوم ستين مسكينا وهو قول الشافعي ومالك واحمد اتباعا للآثار وردت بذلك وقيل يقضي ولا اطعام
ساٹھہ مسکین کو کہانا دی یہہ قول شافعی اور مالک اور احمد کا ہی موافق اون آثار کی جو اس باب مین آئی ہین اور بعضی کہتی ہین قضا کری اور اوسپر

عليه وهو قول ابي حنيفة وقيل يطعم ولا يقضي وهو ضعيف وقيل في صوم شعبان معنى آخر وهو
کہانا نہین ہی یہہ قول ابو حنیفہ کا ہی اور بعضی کہتی ہین کہانا کہلاوی اور قضا نہین ہی یہہ قول ضعیف ہی اور کہتی ہین کہ شعبان کی روزون کی ایک وجہہ یہہ

ان صيامه كالتمرين على صيام رمضان لئلا يدخل في صيام رمضان على مشقة وكلفة بل يكون
ہی کہ شعبان کی روزی واسطی مشاق کرنی رمضان کی روزون کی واسطی تا کہ رمضان کی روزون مین کچھہ مشقت اور کلفت نہ معلوم ہو بلکہ یہہ حال ہو

قد تمرن على الصيام واعتاده ووجد بصيام شعبان حلاوة الصيام ولذته فيدخل في صيام رمضان
کہ روزی کی عادت اور خو پکڑ چکا ہو اور شعبان کی روزون سی روزون کی حلاوت اور لذت اوٹھا چکا ہو پہر رمضان کی روزی

برغبة ونشاط يسرنا الله تعالى عمله بلطفه وتوفيقه المجلس الرابع والعشرون في بيان فضيلة
اچھی رغبت اور خوشی سی رکھی الہی ہمپر آسان کر یہہ عمل اپنی لطف اور توفیق سی چوبیسوین مجلس مین بیان

احياء ليلة البراءة على وجه السنة والاحتراز عن البدعة المكروهة قال رسول الله
شب برات کی جاگنی کی فضیلت کا بطور مسنون کی اور احتراز بدعت مکروہہ سی رسول الله

صلى الله عليه وسلم ان الله ينزل ليلة النصف من شعبان الى السماء الدنيا فيغفر لاكثر من عدد شعر
صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا بیشک الله تعالی ماہ شعبان کی پندرہوین شب کو طرف ورلی آسمان کی نزول فرماتا ہی پہر قبیلہ کلب کی بکریون کی بالونسی گنتی مین

غنم كلب هذا الحديث من حسان المصابيح روته ام المؤمنين عائشة رض والمراد بليلة النصف من شعبان
بہت زیادہ بخشدیتا ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی ام المؤمنین عائشہ رضی الله عنہا کی روایت سی اور مراد شعبان کی ادہواڑی کی رات سی

ليلة البراءة وانما خص قبيلة كلب بالذكر لانهم اكثر نفرا وغنما من سائر القبائل والمعنى انه تعالى ينتقل في
شب برات ہی اور خاص قبیلہ کلب کو اسواسطی ذکر کیا ہی کہ وہ بہ نسبت اور قبیلون کی باعتبار آدمیون اور بکریون کی زیادہ ہی اور معنی یہہ ہین کہ الله تعالی

تلك الليلة من صفة الجلال المقتضية لقهر العداوة والانتقام من العصاة الى صفة الجمال المقتضية
اوس رات مین صفت جلالی سی جو سبب ہی گنہگارون کی انتقام اور عداوت کا طرف صفت جمال کی جو باعث ہی

للرحمة والمغفرة وانما حمل لفظ الحديث على هذا المعنى لان النزول والصعود والحركة والسكون لما كانت
رحمت اور بخشش کا نقل فرماتا ہی اور حدیث کی الفاظ کو ان معنون پر اسواسطی حمل کیا ہی کہ اوترنا اور چڑہنا اور حرکت اور سکون چونکہ

من صفات الاجسام المتحيزة وقد ثبت بالقواطع العقلية والنقلية انه تعالى منزه عن الجسمية والتحيز
یہہ سب صفات اجسام متحیزہ کی ہین اور براہین قطعی عقلی اور نقلی سی ثابت ہوچکا ہی کہ الله تعالی جسمیت اور تحیز وغیرہ صفات اجسام کی

امتنع عليه النزول بمعنى الانتقال من موضع اعلى الى ما هو اخفض منه فيكون المعنى ما ذكره اهل الحق وهو
پاک ہی تو اوسپر نزول بمعنی انتقال بمکان بلند سی طرف مکان پست کی محال ہی یہہ معنی حدیث کی وہ ہی ہین جو اہل حق نی ذکر کئی ہین یعنی

نزول رحمته ومزيد لطفه ومغفرته على عباده واجابة دعوتهم وقبول توبتهم كما هو ديدن الملوك الكرماء
رحمت کا اوترنا اور زیادت لطف اور مغفرت اپنی بندون پر فرمانا اور مان لینا اونکی دعا کا اور قبول کرنا اونکی توبہ کا جیسا کہ عادت اور رسم کریم بادشاہون

والسادة الرحماء اذا نزلوا بقرب قوم فقراء محتاجين يحسنون اليهم وهذا المعنى وان كان قد وعد في سائر
اور رحیم سرداروں کی ہوتی ہی کہ جب وہ فقیر محتاجون کی پاس گذرتی ہین تو اونکی ساتہہ احسان کرتی ہین اور اس رات کا اگرچہ اور تمام راتون مین

ماہ شعبان کی پندرہوین اور ادہواڑی کی رات سی شب برات ہی

الليالي

الليالي ايضا لما روي انه عليه السلام قال ينزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث

بہی وعدہ ہی موافق اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ ظہور فرماتا ہی ہمارا رب تبارک وتعالی ہر شب مین طرف دنیا آسمان کی جب پچہلی

الليل الاخير يقول من يدعوني فاستجيب له من يستغفرني فاغفر له من يسئلني فاعطيه الا ان

تہائی رات باقی رہتی ہی فرماتا ہی کوئی ہی دعا کرنیوالا کہ مین اوسکی دعا قبول کرون کوئی ہی مغفرت مانگنی والا کہ مین اوسکو بخشدون کوئی ہی سائل کہ مین اوسکو عطا کرون پر

النزول في سائر الليالي مقيد بوقوعه حين يبقى من كل ليلة ثلثها الاخير وفي ليلة البراءة ليس هذا

اتنا فرق ہی کہ ظہور اور تمام راتون مین اس قید سی ہی کہ جب پچہلی تہائی رات باقی رہی اور شب برات مین یہہ قید نہین ہی

التقييد بل المقصود تخصيص هذه الليلة بمزيد الشرف والفضل لكونها ليلة شريفة عظيمة

بلکہ مقصود یہہ ہی کہ اس رات مین خصوصیت شرافت اور فضیلت کی زیادہ ہی کیونکہ یہہ شب بہت ہی شریف ہی

كما روي عن عطاء بن يسار انه قال ما من ليلة بعد ليلة القدر افضل من ليلة نصف شعبان

چنانچہ روایت ہی عطاء بن یسار سی کہ کہتی تہی بعد شب قدر کی کوئی رات شب برات سی بہتر نہین ہی

وقد ورد في فضلها احاديث اخر متعددة وكان التابعون من اهل الشام كخالد بن معدان ومكحول

اور اس شب کی فضیلت مین اور بہی چند حدیثین آئی ہین اور اہل شام مین سی تابعی جیسی خالد بن معدان اور مکحول

ولقمان بن عامر وغيرهم يعظمونها ويجتهدون بالعبادة فيها فلما اشتهر ذلك عنهم في البلدان

اور لقمان بن عامر وغیرہ اس شب کی بہت تعظیم کرتی تہی اور اس شب مین عبادت مین مبالغہ کرتی تہی جب اونکا یہہ حال ملکون مین مشہور ہوا

اختلف الناس في ذلك فمنهم من قبله منهم ووافقهم على تعظيمها لكن اكثر العلماء من اهل الحجاز

تو لوگون مین اختلاف پیدا ہو بعضون نی اس امر کو مان لیا اور اونکی موافق ہوکر تعظیم کرنی لگی لیکن اکثر علماء اہل حجاز

انكروا ذلك وقالوا كل ذلك بدعة والحق ان المؤمن اذا اشتغل في تلك الليلة الخاصة نفسه بانواع

اسکا انکار کرتی ہین اور کہتی ہین یہہ سب بدعت ہی اور حق یہہ ہی کہ مؤمن تنہا اگر اس شب مین عبادت مین مشغول ہوکر نماز پڑہی

العبادات من الصلوة والتلاوة والذكر والدعاء يجوز ولا يكره واما الاجتماع فيها في المساجد والجوامع

یا تلاوت کری اور اللہ کا نام لی اور دعا مانگی تو جایز ہی مکروہ نہین اور اوس شب مین مسجد محلہ یا مسجد جامع مین

للصلوة النافلة بالجماعة الكثيرة كما هو المعتاد في زماننا فيكره وهذا قول الاوزاعي امام اهل الشام و

جمع ہونا اور نفلین پڑہنی جماعت سی ادا کرنی جیسی ہماری زمانہ مین عادت ہوگئی ہی سو سب مکروہ ہی یہہ قول اوزاعی کا ہی جو اہل شام کا پیشوا اور

عالمهم وفقيههم وكذا اسراج السرج الكثيرة في المساجد وايقاد القناديل الكثيرة في الجوامع في تلك

عالم اور فقیہ ہی اور ایسی ہی مسجدون مین روشنی کرنی اور قندیل متعدد جامع مسجد مین روشن کرنی اس شب مین

الليلة لا يجوز لما ذكر في القنية ان اسراج السرج الكثيرة ليلة البراءة في السكك والاسواق بدعة وكذا

جایز نہین ہی اسواسطی کہ قنیہ مین یہہ مذکور ہی کہ بہت سی چراغ روشن کرنی شب برات کو کوچون اور بازارون مین بدعت ہی اور ایسی ہی

في المساجد ويضمن القيم بل لو ذكره الواقف وشرطه لا يعتبر ذلك الشرط شرعا وان لم يكن من مال الوقف

مسجدون مین اور مہتمم ضامن ہوتا ہی بلکہ وقف کرنیوالا اگر صریح کرکر شرط کردی تو بہی شرعا وہ شرط معتبر نہین ہی اور اگر مال وقفی نہین ہی

بل تبرع به يكون ذلك تبذيرا واضاعة المال والتبذير حرام بنص القران وقد نهى النبي عليه السلام عن

بلکہ تبرع ہی تو یہہ خرچ اسراف مین داخل ہی اور مال کا ضایع کرنا ہی اور اسراف حرام ہی نص قرآن سی اور بیشک نبی علیہ السلام نی مال تلف کرنی سی

اضاعة المال واعتقاد ان ذلك قربة من اعظم البدع واقبح السيات وكذا التنفل في تلك الليلة بالجماعة

منع فرمایا ہی اور یہہ اعتقاد کرنا کہ یہہ ثواب ہی بڑی ہی بدعت اور سخت برائی ہی اور ایسی ہی اس رات کو بڑی جماعتسی نفلین پڑہنی

الکثیرة بدعة قبیحة یجب الاجتناب عنها لان الفقهاء قد اتفقوا علی کراهة الجماعة فی النوافل ما عدا التراویح
بڑی بدعت ہی اس بدعت سی بچنا چاہیئی اسواسطی کہ فقہاء اسپر سب متفق ہین کہ نفلون کی جماعت سوای تراویح
والاستسقاء والکسوف اذا کان سوی الامام اربعة والصلوة التی تصلی فی تلك اللیلة بالجماعة الکثیرة و
اور صلوٰۃ استسقاء اور صلوٰۃ کسوف کی اگر سوا امام کی چار آدمی جمع ہون تو مکروہ ہی اور وہ نماز جو اوس رات کو بڑی جماعت سی پڑہتی ہین اور
تسمی صلوة البراءة بدعة ایضا لعدم وقوعها فی عصر الصحابة والتابعین بل انما ظهرت بعد المائة
صلوٰۃ البرات اوسکا نام رکہہ چہوڑا ہی وہ بہی بدعت ہی اسواسطی کہ صحابہ اور تابعین کی عہد مین نہین تہی بلکہ ہجرت نبوی سی چار سو برس کی بعد
الرابعة من الهجرة النبویة فانها حدثت فی المسجد الاقصی سنة ثمان واربعین واربعمائة واصلها علی ما
پیدا ہوئی ہی کیونکہ یہہ نماز مسجد اقصا مین سنہ چار سو اڑتالیس مین شروع ہوئی ہی اور اسکی اصل موافق بیان
ذکره الامام الطرطوسی ان رجلا نابلسیا قدم بیت المقدس فقام یصلی لیلة النصف من شعبان فی المسجد الاقصی
امام طرطوسی کی یہہ ہی کہ ایک شخص نابلسی بیت المقدس مین آیا اور مسجد اقصا کی اندر شب برات کو نماز نفل پڑہنی شروع کی
فاحرم خلفه واحد ثم ثان ثم ثالث ثم رابع فما ختمها الا وهم جمع کثیر ثم جاء فی العام الثانی فصلی معه خلق
پہر اوسکی پیچہی ایک مقتدی ہوگیا پہر دوسرا ہوا پہر تیسرا پہر چوتہا ابہی نماز پوری نہ کرنی پایا تہا کہ بڑی جماعت ہوگئی پہر وہ شخص اگلی برس مین آیا تب اوسکی ساتہ
کثیر ثم شاعت فی المساجد وانتشرت فی البلاد واستقرت سنة بین العباد وقد ذمها العلماء من
بہت خلق نی نماز پڑہی پہر اور مسجدون مین مشہور ہوگئی اور ملکون مین پہیل گئی اور خلقت نی طریق مسنون ٹہرالیا اور اسکی برائی عمدہ علماء متاخرین نی
اعیان المتأخرین وصرحوا بانها بدعة قبیحة مشتملة علی منکرات فعلی هذا ینبغی للعاجز عن تغییر تلك
بیان کی ہی اور صاف کہا ہی کہ یہہ نماز بڑی بدعت ہی اسمین بہت منکرات ہین اس بیان کی موافق لایق ہی کہ جو شخص ان منکرات کو دور
المنکرات ان لا یحضر الجماعة فی تلك اللیلة بل یصلی فی بیته ان لم یجد مسجدا سالما من هذه البدع
نہین کرسکتا تو اوس شب مین اس نماز مین شامل ہی نہو بلکہ تنہا اپنی کہر مین نماز پڑہ لی اگر کوئی مسجد ان بدعات سی خالی نہ میسر آوی
لان الصلوة فی المسجد بالجماعة سنة وتکثیر سواد اهل البدع منهی عنه وترك المنهی واجب وفعل الواجب متعین
اسلئی کہ مسجد مین جماعت کی نماز تو سنت ہی اور بدعتیون کا انبوہ بڑہانا ممنوع ہی اور امر ممنوع کا ترک کرنا واجب ہی اور واجب پر عمل کرنا متعین ہی
لاسیما لمن کان مشهورا بین الناس بالعلم والزهد فان الواجب علیه ان لا یحضر فی مسجد یشاهد فیه
خاص ایسی شخصکو جسکی علم اور زہد کی دنیا مین شہرت ہو ایسی شخص پر یہہ ہی واجب ہی کہ جس مسجد مین یہہ بدعات منکر دیکہی تو وہان نجاوی
هذه المنکرات لان حضوره مع عدم الانکار یوهم للعامة ان هذه الافعال مباحة او مندوب
اسواسطی کہ اوسکا جانا بخوشی خاطر عام لوگون کو اس وہم مین مبتلا کریگا کہ یہہ افعال مباح ہین یا مستحب ہین
الیها فیکون حضوره شبهة عظیمة فی ظن العوام ان تلك الافعال مستحسنة شرعا فاذا ترك
اوسکا جانا ہی ایسی مقام مین عام لوگون کی گمان مین بڑا شبہ ڈالیگا کہ یہہ افعال از روی شرع مستحسن ہین جب وہ شخص
عادته ولم یجیء فی المسجد تلك اللیلة وانکر بقلبه لعجزه عن تغییره بیده ولسانه یسلم من الاثم
اپنی یہہ عادت چہوڑ دیگا اور اوس شب کو مسجد مین نہین آویگا اور اپنی دلسی انکار کریگا اگر ہاتہہ اور زبان سی نہین روک سکتا تو آپ گناہ سی بچیگا
ولا یغتر به غیره بل یشعر بعض الناس من عدم حضوره ان هذه الافعال غیر مرضیة عند الله تعالی
اور دوسری کو وہم نہین ہوگا بلکہ اوسکی شامل نہونی سی بعضی لوگ یہہ سمجہین گی کہ یہہ افعال خدا تعالی کو پسند نہین ہین
بل هی بدعة لا یسوغها الشرع ولا یرضاها اهل الدین فربما یمتنع بعض الناس عن ذلك فیحصل له الثواب
بلکہ بدعت ہین نہ شرع انکو جایز رکہتی ہی اور نہ اہل دین پسند کرتی ہین پس کیا عجب ہی کہ بعضی لوگ اس سی باز آوین پہر اسکو ثواب حاصل ہو

بعض

بفعل ما يقدر عليه من الانكار بالقلب والامتناع عن الحضور والحاصل ان تلك الليلة وان ورد في
کہ جو اوس سے ہوسکتا ہے یعنی انکار قلبی اور شامل نہونا سو کر چکا خلاصہ یہہ ہے کہ اس رات کی فضیلت میں اگرچہ کئی حدیثیں
فضلها احاديث متعددة لكن ليس لاحد ان يعظمها بما ذمه الشرع ونهي عنه مع ان بعض العلماء
آئی ہیں پر کسیکو اختیار نہیں کہ اوسکی تعظیم ایسی امور میں کری جسکو شرع برا کہتی ہے اور اوس سے ممانعت کرتی ہے باوجودیکہ بعض علماء
قالوا لم يثبت في قيامها شيء عن النبي عليه السلام ولا عن اصحابه فعلى هذا يجب على كل مسلم في هذا
یہہ کہتے ہیں کہ اس رات کی نماز کی بابمیں کچھ ثابت نہیں ہے نہ تو پیغمبر علیہ السلام سے اور نہ اونکے اصحاب سے اس بیان کی موافق اس زمانہ میں ہر مسلم پر واجب ہے
الزمان ان يحذر من الاغترار والميل الى شيء من البدع والمحدثات ويصون دينه من العوائد التي استأنس
کہ بدعات کی بریجہی سے اور محدثات کی توجہ سے پرہیز کری اور اپنی دین کو اون اشتغال سے جسمیں انس پکڑ رکھا ہے
بها وتربي عليها فانها سم قاتل قل من سلم من آفاتها وظهر له الحق معها لان للبدعة لها حلاوة في
اور پرورش پائی ہے سالم بچاوی بیشک یہہ اشتغال زہر قاتل ہیں اسکی آفات سے آدمی کم بچتا ہے اور اوسکی ساتھ حق کم ظاہر ہوتا ہے اسواسطے کہ بدعت کا مزہ
قلوب اهلها يستحسنها طباعهم فلا يتركونها وقد روي عن عكرمة وغيره من المفسرين ان الليلة
بدعتیوں کی دلمیں ایسا رچتا ہے کہ طبیعت اوسکو نیک جانتی ہے سو ہرگز نہیں چھوڑتی اور عکرمہ وغیرہ مفسرین سے روایت ہے کہ وہ مبارک رات
المباركة الواقعة في سورة الدخان قد فسرت بليلة نصف شعبان كما ذهب اليه الاكثرون فانها الليلة
جسکا ذکر سورۂ دخان میں ہے وہ شب برات ہے چنانچہ اکثر مفسرین یہہ ہی کہتے ہیں کیونکہ یہہ ایسی رات ہے
يقدر فيها كل امر يكون في تلك السنة لقوله تعالى فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيمٍ قال عطاء بن يسار
کہ جو کچھ اوس سال میں ہونیوالا ہے سب اوس رات کو اندازہ کیا جاتا ہے اس آیت کی دلیل سے اوسمیں جدا ہوتا ہے ہر کام جانچا ہوا عطاء بن یسار کہتا ہے
اذا كان ليلة النصف من شعبان يدفع الى ملك صحيفة فيقال له اقبض روح من في هذه الصحيفة
کہ جب شب برات ہوتی ہے فرشتہ کو نامہ دیکر کہدیتے ہیں کہ جن جن کا نام اس کاغذ میں ہے اونکی روح قبض کرلینا
فكم من شخص يبني الدور ويشيد القصور ويغرس الاشجار ويحفر الانهار ويتزوج النسوان ويتوغل في
سو بہتیری شخص گھر بناتی ہیں اور محلوں کی گچ گیری کرتی ہیں اور باغ لگاتی ہیں اور نہریں کھودتی ہیں اور عورتوں سے نکاح کرتی ہیں اور عمارت میں کھپتی
البنيان وقد كتب عليهم الموت ودفعت نسخته الى ملك الموت وهو في هواه ولا يعلم منتهاه فيا مغرور
ہیں اور اونکی موت لکھی ہوئی ہوتی ہے اور وہ کاغذ ملک الموت کو مل چکتا ہے اور وہ اپنی ہوا و ہوس میں بھول رہا ہے اور انجام کی خبر نہیں سو ای
بطول الامل ويا مسرور بسوء العمل كن من الموت على الوجل فلا تدري متى ما يهجم عليك الاجل فكم
امیدوں کی دیوانہ اور ای اعمال بد کی متوالی موت سے ڈرتا رہ تو کیا جانے کہ موت تجھکو کسوقت آگھیرے گی سو بہتیری
من مستقبل يوما لا يستكمله وكم من مومل غدا لا يدركه يسر الله تعالى التدارك للموت قبل هجومه
اونی سمجھنیوالی ایک دن کی اوسکو پورا نہیں کرتی اور بہت امیدوار کل دن کی کہ اوسکو نہیں پاتی الٰہی ہمکو موت کا تدارک اوسکی آنی سی پہلی آسان کر

المجلس الخامس والعشرون في لزوم طلب روية هلال رمضان

پچیسویں مجلس میں تلاش رمضان کی چاند کی ضرورت

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تصوموا حتى تروا الهلال ولا تفطروا حتى تروا الهلال فان غم عليكم فاقدروا له
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ مت رکھو بدون دیکھی ہلال کی اور مت افطار کرو بدون دیکھی ہلال کی اور اگر کہا ہو جاوی تو اوسکو اندازہ کرو
له وفي رواية فاكملوا العدة ثلثين هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عمر معناه ان السماء
اور ایک روایت میں ہے تو گنتی تیس پوری کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابن عمر کی روایت سے اسکی معنی یہہ ہیں

اذا كانت مصحية ولم يكن فيها علة فلا تصوموا صوم رمضان حتى تروا هلال رمضان ولا تفطروا
کہ آسمان اگر صاف ہو اور اوسمین کچھہ ابر یا غبار نہو تو روزہ رمضان کا بدون دیکھنے ہلال رمضان کی مت رکھو اور نہ عید الفطر کی دن

يوم الفطر حتى تروا هلال الفطر فان غم عليكم الهلال ولم تروه فقدروا عدد الشهر الذي كنتم فيه
بدون دیکھنے ہلال شوال کی افطار کرو پس اگر ہلال ابر مین آجاوی اور تمہارا نظر نہ آوی تو قدر مہینہ حال کی گنتی جسمین تم موجود ہو

ثلثين يوما ثم صوموا ان كان الشهر المقدر شعبان وافطروا ان كان الشهر المقدر رمضان وذلك
تیس دن کرلو پہر روزہ رکھو اگر وہ ماہ حال جسکا اندازہ کیا ہی شعبان ہو اور افطار کرو اگر وہ ماہ حال جسکو اندازہ کیا ہی ماہ رمضان ہو اور یہہ

لان الاصل في كل ثابت بقاؤه الى ان يوجد دليل على عدم بقائه والشهر كان ثابتا بيقين فوقع الشك
اسلئی کہ قاعدہ یون ہی کہ ہر شی ثابت باقی ہی رہتی ہی جبتک کوئی دلیل اوسکی عدم کی نہ ملی اور ماہ حال تو یقینی ثابت ہی پس شک اسمین ہی

في خروجه فلا يخرج الا برؤية الهلال او اكمال العدة ولم يوجد واحد منهما فيكون باقيا نظرا
کہ تمام ہوچکا یا نہین تو اوسکا تمام ہونا بدون دیکھنے چاند یا پوری کرنی گنتی کی نہین ہوسکتا اور دونو مین سی کچھہ نہو تو وہ ہی مہینا باقی رہیگا موافق

الى ما روي انه عليه السلام اشار باصابع يديه مكشوفة وقال الشهر هكذا وهكذا وهكذا وعقد ابهامه
اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام نی اپنی دونو ہاتہہ کی اونگلیان کہول کر اشارہ کیا فرمایا کہ مہینا اتنا اور اتنا اور اتنا تین بار اور تیسری دفعہ

في الثالث ثم قال الشهر هكذا وهكذا وهكذا من غير عقد ابهامه فعلم منه ان الشهر قد يكون
انگوٹھا موڑلیا یعنی انتیس دن پہر فرمایا مہینا اتنا اور اتنا اور اتنا ایکی بار انگوٹھا بند نکیا یعنی تیس دن اس سی معلوم ہوا کہ مہینا کبہی

تسعة وعشرين يوما وقد يكون ثلثين فيقع الشك في دخول رمضان وخروجه وعلى تقدير عدم
انتیس دن کا ہوتا ہی اور کبہی تیس دن کا اب شبہہ رہتا ہی رمضان کی آنی مین اور تمام ہونی مین اور جس صورت مین کہ رمضان

خروجه يحرم الفطر وعلى تقدير عدم دخوله يكره الصوم على قصد انه صوم رمضان اذ يلزم
تمام نہوا ہو تو افطار کرنا حرام ہی اور جس صورت مین کہ رمضان نہ آیا ہو تو روزہ رمضان کی نیت سی مکروہ ہی کیونکہ لازم آتا ہی

ان يؤدى قبل اوانه فهو حرام ولهذا قال عمار بن ياسر من صام يوم الشك فقد عصى ابا القاسم و
کہ وقت سی پہلی ادا ہوچکا سو یہہ حرام ہی اسی واسطی عمار بن یاسر کہتی ہین جو شخص شک کی دن روزہ رکہی وہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہی

الشك فيه ان يستوى طرفا العلم والجهل بان يقع الغيم في التاسع والعشرين من شعبان ولا يدرى
شک اسمین یہہ ہوتا ہی کہ دونو جانب علم اور جہل کی برابر ہون اسطور کہ شعبان کی انتیسوین تاریخ مین ابر ہوجاوی اور یہہ نہ معلوم ہو

ان الغد من شعبان او من رمضان فعلى هذا ينبغي للناس ان يطلبوا هلال رمضان في التاسع
کہ کل کا دن شعبان ہی کا ہی یا رمضان کا ہی اس صورت مین لایق یہہ ہی کہ لوگ رمضان کا ہلال انتیسوین شعبان کو تلاش کرین

والعشرين من شعبان فان راوه صاموا وان لم يروه اكملوا عدد شعبان ثلثين يوما ثم صاموا
پہر اگر دیکہین تو صبح کو روزہ رکہین اور نہ دیکہین تو گنتی مین شعبان کی تیس دن پورا کردین پہر روزہ رکہین

لقوله عليه السلام صوموا لرويته وافطروا لرويته فان غم عليكم الهلال فاكملوا عدة شعبان ثلثين
موافق قول علیہ السلام کی روزہ رکہو چاند دیکہہ کر اور افطار کرو چاند دیکہہ کر پس اگر تمہاری نظر سی ہلال ابر مین ہو تو گنتی مین شعبان کی تیس دن پوری کرو

واما اليوم الذي يشك فيه انه من شعبان او من رمضان فالصحيح ان الصوم فيه غير مكروه
اور وہ دن جسمین یہہ شک ہی کہ شعبان کا ہی یا رمضان کا ہی صحیح روایت یہہ ہی کہ اوس دن کا روزہ مکروہ نہین

اذا كان تطوعا لكونه مستثنى من النهي بقوله عليه السلام لا يصام اليوم الذي يشك فيه انه
اگر نفل ہو اسلئی کہ نہی مین سی اسکو جدا کردیا ہی اس حدیث مین کہ شک کی دن مین جسمین یہہ شک ہو

من

من رمضان الا تطوعا والمراد بالنهی عن الصوم فیه الصوم بنیه صوم رمضان لانه یلزم ان یؤدی
کہ رمضان کا ہی یا نہین یعنی انتیسوین شعبان کی کوئی روزہ نرکہی مگر نفل اور مراد روزہ کی ممانعت سی وہ روزہ ہی جو رمضان کی نیت سی رکہین اسواسطی کہ یہہ لازم آتا ہی
قبل مجیٔ وقته وقد مر انه حرام لحدیث عمار بن یاسر مع ما فیه من التشبه باهل الکتاب فی زیادتهم
کہ اپنی وقت سی پہلی ادا ہوجا اور گذر چکا ہی کہ موافق حدیث عمار بن یاسر کی حرام ہی باوجودیکہ اسمین اہل کتاب سی تشبیہ لازم آتی ہی کہ وہ مدت اپنی روزونکی زیادہ کرلیا کرتی
فی مدة صومهم فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان یصبح فی ذلك الیوم منتظرا غیر مفطر ولا عازم علی الصوم
اسکی موافق مؤمن کو یون چاہئی کہ اوسدن کی صبح کو منتظر رہی نہ تو کچہہ کہاوی اور نہ روزہ کی نیت کری
فان ثبت قبل الضحوة الکبری انه من رمضان یعزم علی الصوم لان النیة الی الضحوة الکبری جائزة
پہر اگر پہر بہر دن چڑہی سی پہلی ثابت ہو کہ یہہ دن رمضان کا ہی تو اب نیت روزہ کی کرلی اسلئی کہ نیت پہر بہر دن چڑہی تک رمضان کی روزونمین
فی صیام رمضان وفی صیام النفل ایضا وان لم یثبت ان شاء صام تطوعا وان شاء افطر ولکن ان
اور نوافل روزون مین بہی جایز ہی اور اگر نہ ثابت ہو تو پہر اختیار ہی چاہی نفل روزہ رکہی اور چاہی افطار کری لیکن اگر
وافق یوما کان یصومه بان کان بصوم یوم الاثنین والخمیس والجمعة فوافق یوم الشك فالصوم افضل
وہ دن شک کا وہ ہی دن ہو جسمین یہہ شخص روزہ رکہا کرتا تہا اسطور کہ ہمیشہ روزہ پیر کا اور جمعرات اور جمعہ کا رکہا کرتا تہا سو انمین سی ایکدن وہ شک کا دن آپڑا تو اس
لقوله علیه السلام لا یتقدمن احدکم رمضان بصوم یوم ولا بصوم یومین الا ان یوافق صوما کان
اس حدیث کی موافق رمضان سی پہلی کوئی ہرگز روزہ نہ رکہی نہ ایک دن نہ دو دن مگر اس صورت مین کہ موافق ہو جاوی یوم شک اوس
یصومه وکذا ان کان یصوم شعبان کله او نصفه الاخیر او ثلثة ایام من اخر کل شهر وان لم یوافق
دن سی کہ روزہ رکہا کرتا تہا اور ایسا ہی جایز ہی اگر یہہ شخص تمام شعبان کی روزی رکہا کرتا ہی یا اخیر کی آدہی شعبان کی یا ہر مہینہ کی آخر مین تین دن کی اور اگر موافق نہو
یوما کان یصومه فقد قیل الفطر افضل احترازا عن ظاهر النهی وقیل الصوم افضل اقتداء بعائشة
اوس دن سی جو یہہ روزہ رکہا کرتا تہا تو بعضی کہتی ہین افطار افضل ہی واسطی احتراز کی ظاہر نہی سی اور بعضی کہتی ہین روزہ افضل ہی واسطی متابعت عائشہ
وعلی فانهما کانا یصومانه ویقولان لان نصوم یوما من شعبان احب الینا من ان یفطر یوما من رمضان
اور علی کی یہہ دونو اوسدن روزہ رکہا کرتی تہی اور یہہ کہتی تہی شعبان کی ایکدن کا روزہ ہمکو بہت محبوب ہی رمضان مین ایکدن افطار کرنی سی
والمختار ان یصوم الخواص کالمفتی والقاضی تطوعا لانهم یعرفون کیفیة النیة ولا یخلطون الکراهة فکان
اور بات پسندیدہ یہہ ہی کہ خاص لوگ جیسی مفتی اور قاضی نفل روزہ رکہا کرین کیونکہ ان لوگون کو نیت کی کیفیت معلوم ہی یہہ لوگ کراہت کو نہ ملنی دینگی
اللایق بهم ان یصوموا بانفسهم ویامر العامة بالانتظار الی وقت الزوال ثم بالافطار ان لم یثبت الهلال
ان لوگون کو لایق ہی کہ آپ تو روزہ رکہا کرین اور عوام کو حکم زوال تک انتظار کا دیا کرین پہر زوال کی بعد اگر ہلال ثابت نہو تو افطار کا حکم دیا کرین
وکل من یعرف کیفیة النیة فهو من الخواص وکیفیتها ان ینوی التطوع ولا یخطر بباله صوم رمضان او
اور جو جو شخص نیت کی کیفیت سی واقف ہون وہ خواص ہین اور نیت کی کیفیت یہہ ہی کہ نفل کی نیت کری اور اوسکی دلمین رمضان کی روزہ کا یا
صوم واجب اخر ولا یتردد فیها فان النیة معرفته بقلبه انه یصوم وهی فی ذلك الیوم علی وجوه احدها
کسی اور واجب کا خطرہ نہ آوی اور اوسمین کچہہ تردد نہ واقع ہو کیونکہ نیت یہہ ہی کہ دل سی جانی کہ مین روزہ رکہتا ہون اور نیت اس دن کی اندر کئی طرح پر ہی ایک یہہ
ان ینوی صوم رمضان وهو مکروه لما مر من حدیث عمار بن یاسر مع ما فیه من التشبه باهل الکتاب ثم
کہ رمضان کی روزہ کی نیت کری یہہ تو مکروہ ہی چنانچہ عمار بن یاسر کی حدیث مین گذرا ہی باوجودیکہ اسمین اہل کتاب کی تشبیہ ہی پہر
ان ظهر انه من رمضان یجزئه لانه نوی ان یکون صومه عن رمضان وکان ذلك الیوم من رمضان
اگر معلوم ہوجاوی کہ وہ دن رمضان ہی کا ہی تو یہہ ہی روزہ کافی ہی اسواسطی کہ نیت کرچکا تہا کہ میرا روزہ رمضان کا ہی اور وہ دن بہی رمضان ہی کا تہا

فيقع عن المستحق واصل الكراهة لا يمنع الجواز بل يستلزم عدم الاستحباب بلا عكس لان المباحات
سو حق دار ہی کا ہوگا اور اصل کی کراہت جواز کو نہیں منع کرتی بلکہ استحباب کو رفع کرتی ہی بدون عکس کی اسواسطی کہ مباحات
لا يتصف بهما وان ظهر انه من شعبان يكون تطوعا ولو افطر لا قضاء عليه لانه في معنى المظنون حيث
ان دونو سی خالی ہوتی ہیں اور اگر یہہ ظاہر ہو کہ وہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہو ویگا اور اگر افطار کر دی تو اوسپر قضا نہیں ہی اسواسطی کہ حقیقت مین مظنون
ظن ان عليه صوما وتبين ان ليس عليه صوم والمظنون لا يقضى لان القضاء منوط بالالتزام او بالالزام
اس لئی یہہ گمان کیا کہ میری ذمہ پر روزہ ہی پہر ظاہر ہوا کہ اوسپر روزہ نہین تہا اور مظنون کی قضا نہین آتی اسلئی کہ قضا یا تو اپنی ذمہ پر لیلینی سی آتی ہی یا شرع کی لازم کر دینی
والثاني ان ينوي عن واجب آخر وهو مكروه ايضا للحديث السابق الا انه ادون في الكراهة لعدم التشبه
دوسری یہہ کہ ایک اور واجب کی نیت کری اور یہہ بہی مکروہ ہی اوسہی حدیث سابق کی مضمون سی اتنا فرق ہی کہ اسکی کراہت کمتر ہی اسواسطی کہ اسمین
باهل الكتاب لان التشبه بهم انما يكون اذا صام فيه بنية صوم رمضان ثم ان ظهر انه من رمضان
اہل کتاب کی تشبیہ نہین ہی اسلئی کہ اہل کتاب سی تشبیہ تو جب ہو کہ اوسدن رمضان کی نیت سی روزہ رکہی پہر اگر معلوم ہو کہ رمضان کا دن ہی تو وہ روزہ رمضان
يقع عنه لان صوم رمضان يصح من الصحيح المقيم بمطلق النية وبنية النفل وبنية واجب آخر لكون الوقت
ہی کا ہوگا اسواسطی کہ رمضان کا روزہ صحیح اور مقیم سی مطلق روزہ کی نیت سی درست ہو جاتا ہی اور نفل کی نیت سی بہی اور اور واجب کی نیت سی بہی درست ہوتا ہی
متعينا لهذا الصوم فينتفي شرعية غيره فيه والاطلاق في المتعين تعيين ونية النفل وواجب آخر لغو لان
اسہی روزہ کا مقرر ہی سوا اس دن مین اور کوئی روزہ جایز نہین ہی اور متعین مین مطلق نیت بہی متعین کی ہوتی ہی اور نیت نفل کی اور اور واجب کی تمام لغو ہی اسواسطی
الوقت لا يحتملهما لعدم مشروعيتهما فيه فاذا بطل الوصف يبقى نية اصل الصوم فيكون في حكم المطلق
کہ یہہ وقت اون روزون کا نہین ہی کیونکہ وہ روزی اسدن مین جایز نہیں ہین جب وصف باطل ہو تو اصل روزہ کی نیت باقی رہی اب وہ نیت مطلق کی حکم مین ہی
فينصرف الى المشروع في الوقت ونظيره من كان متوحدا في الدار فانه اذا نودي بيا رجل او باسم غير اسمه يراد به
سو اوس روزہ سی متعلق ہوگی جو اوس وقت مین جایز ہی اسکی نظیر یہہ ہی جو کوئی شخص اکیلا گہر مین ہو جب اوسکو کوئی یون پکارے کہ ای شخص یا کسی اور کا نام لیکر پکاری
ذلك وان ظهر انه من شعبان يكون تطوعا ولا يكون عما نوى لان الصوم فيه منهي كيوم العيد فلا يتادى
تو وہی شخص مراد ہوگا اور اگر یہہ معلوم ہو کہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہو جاویگا اور جسکی نیت کی تہی وہ نہ ہوگا اسواسطی کہ اوس دن روزہ ممنوع ہی جیسی عید کی دن بس کیونکر
به ما وجب كاملا والصحيح انه يكون عما نوى لانه ادى في يوم يصح فيه النفل بخلاف يوم العيد وان لم يستبن
ادا ہو ویگا جو کامل واجب ہوا ہی اور روایت صحیح یہہ ہی کہ جو نیت کی ہی وہ ہی ہوتا ہی اسلئی کہ اسنی ایسی دن روزہ رکہا ہی کہ جسمین نفل جایز ہی عید کی دن کا اور حال ہی اور
لا يسقط الواجب عن ذمته لاحتمال كونه من رمضان والثالث ان يتردد في وصف النية بان ينوي
تو واجب اوسکی ذمہ سی ساقط نہین ہوگا کیونکہ احتمال ہی کہ رمضان کا ہو تیسری یہہ کہ نیت کی وصف مین تردد کری یعنی اسطور نیت کری
ان كان الغد من رمضان فانا صائم عنه وان كان من شعبان فمن واجب آخر او عن النفل وهو
اگر کل کا دن رمضان کا ہی تو میرا روزہ بہی رمضان کا ہی اور اگر کل کا دن شعبان کا ہی تو روزہ فلانی واجب سی ہی یا نفل سی ۔ یہہ نیت
مكروه ايضا اما الاول فلتردده بين الامرين المكروهين نية صوم رمضان ونية صوم واجب آخر واما
بہی مکروہ ہی پہلی صورت اسلئی کہ اسکو تردد ہی درمیان دو امرون مکروہ کی نیت رمضان کی روزہ کی اور نیت دوسری واجب روزہ کی اور
الثاني فلكونه ناويا للفرض من وجه ثم ان ظهر انه من رمضان يقع عنه لعدم التردد في اصل النية
دوسری صورت اسلئی کہ ایک وجہ سی فرض کی نیت کی ہی پہر اگر وہ دن رمضان کا ظاہر ہوا تو روزہ رمضان ہی کا ہوگا اسواسطی کہ اصل نیت مین تردد نہین تہا
وهو كاف وان ظهر انه من شعبان لا يكون عن واجب آخر بل يكون تطوعا في كلا الوجهين ولو افطر لا قضاء
اور اتنی ہی کافی ہی اور اگر معلوم ہو کہ وہ دن شعبان کا ہی تو اوس واجب سی نہین ہوگا بلکہ دونو صورت مین نفل ہو جاویگا اور اگر افطار کر ڈالی تو اوسپر قضا

عليه اما في الاول فلانه كالمظنون واما في الثاني فلعدم وجود الالتزام من كل وجه والرابع ان ينوي التطوع

نہیں ہی پہلی صورت میں تو اسلئی کہ مظنون سا ہی اور دوسری صورت میں اسلئی کہ ہر طرح سی التزام نہیں ہی اور چوتہی یہ کہ نفل کی نیت کری

وقد مر انه يصح بنية النفل من غير كراهة في الصحيح ثم ان ظهر انه من رمضان يقع عنه لما مر انه يصح

اور گذر چکا ہی کہ نفل کی نیت موافق صحیح روایت کی بی کراہت صحیح ہی پہر اگر معلوم ہوا کہ وہ دن رمضان کا ہی تو روزہ رمضان ہی کا ہوگا کیونکہ گذر چکا

بنية النفل وان ظهر انه من شعبان يكون تطوعا وان افطر يلزمه القضاء لانه شرع ملتزما بخلاف

نفل کی نیت سی بہی درست ہوجاتا ہی اور اگر معلوم ہوا کہ وہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہوجاوگا اور اگر افطار کریگا تو قضا لازم آویگی اسوسطی کہ اپنی ذمہ پر لیکر شروع کیا تہا

مسئلة المظنون ثم ينبغي ان يعلم ان روية الهلال وان كان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام

بخلاف مسئلہ مظنون کی پہر سمجہنا چاہئی کہ ہلال کا دیکہنا اگرچہ روزہ کی وجوب اور افطار دونو کا سبب ہی موافق اس حدیث کی

صوموا لرويته وافطروا لرويته لكن العمل به لا يلزم الا بقضاء القاضي ولهذا يلزم المراجعة اليه ثم انه اذا

کہ روزہ رکہو ہلال دیکہہ کر اور افطار کرو ہلال دیکہہ کر پر اس حدیث پر بدون حکم قاضی کی عمل نہیں ہوسکتا اسی واسطی قاضی کی سامنی پیش کرنا چاہئی پہر اگر

كان في السماء علة سواء كانت غيما او دخانا او غبارا او بخارا او نحو ذلك يقبل في هلال رمضان خبر عدل

آسمان میں کچہہ علت ہو برابر ہی کہ گہٹا ہو یا دہوان ہو یا غبار ہو یا بخار ہو یا ایسا ہی کچہہ اور ہو تو رمضان کی چاند میں خبر ایک عادل

مسلم عاقل بالغ حرا كان او عبدا ذكرا كان او انثى لانه مخبر بامر ديني وهو وجوب الصوم على الناس فيقبل

مسلمان کی کہ عاقل اور جوان ہو ازاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت مقبول ہی اسواسطی کہ امر دینی کی خبر دیتا ہی یعنی لوگوں پر روزہ واجب ہی سو اوسکی خبر مقبول ہوگی

خبره لكن بشرط ان يفسر ويقول رايته خارج البلد او بين خلال السحاب واما بدون التفسير فلا يقبل لمكان

لیکن بشرطیکہ تفصیل بیان کری کہ میں نی چاند شہر سی باہر یا ابر کی اندر دیکہا ہی اور بدون تفصیل کی معتبر نہو گی کیونکہ

التهمة والفاسق اذا ابصر هلال رمضان ينبغي له ان يشهد عند القاضي لاحتمال قبول شهادته لكن

شبہ کی جگہہ ہی اور اگر فاسق ہلال رمضان کا دیکہی تو اوسکو چاہئی کہ قاضی کی روبرو جاکر گواہی دی شاید کہ اوسکی گواہی مقبول ہوجاوی لیکن

القاضي يرد شهادته لان خبر الفاسق في الديانات مردود غير مقبول ويشترط العدالة وقال الطحاوي لا يشترط

قاضی اوسکی شہادت کو رد کردی کیونکہ فاسق کی خبر دیانات میں مردود ہوتی ہی مقبول نہیں ہوتی عدالت شرط ہی اور طحاوی نی کہا ہی کہ عدالت

العدالة ومن المشائخ من قال اراد به المستور ولا يشترط الدعوى ولا لفظ الشهادة ويقبل في هلال رمضان شهادة

شرط نہیں ہی اور بعضی مشائخ کہتی ہیں کہ اس سی مراد مستور الحال ہی اور دعوی بہی شرط نہیں ہی اور نہ لفظ شہادت کچہہ ضرور ہی اور رمضان کی ہلال میں

الواحد على شهادة الواحد ومن راى هلال رمضان في الرستاق ولم يكن هناك وال ولا قاض فان كان

ایک شخص کی گواہی ایک شخص کی گواہی پر مقبول ہی اور جسنی رمضان کا ہلال ایسی گانو گوین میں دیکہا جہان نہ امیر ہو اور نہ قاضی تو اگر وہ

الرائي ثقة يصوم الناس بقوله ثم اذا قبل القاضي شهادة الواحد في هلال رمضان وصام الناس ثلثين

دیکہنی والا ثقہ ہی تو سب لوگ اوسکی کہنی سی روزہ رکہیں پہر اگر قاضی نی ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال کی قبول کرلی اور اوسکی موافق تیس روزی

يوما ولم يروا هلال الفطر لا يفطرون فيما روي عن ابي حنيفة وابي يوسف لان الفطر لا يثبت بشهادة الواحد

پوری ہوگئی تو بہی عید کا چاند نظر نہیں آیا تو بہی افطار نکریں موافق روایت ابوحنیفہ اور ابو یوسف کی اسواسطی کہ افطار ایک آدمی کی گواہی سی ثابت نہیں ہوتا

وعن محمد انهم يفطرون ويثبت الفطر في ضمن ثبوت الرمضانية بشهادة الواحد وان كان لا يثبت ابتداء

اور محمد سی روایت ہی کہ افطار کریں کیونکہ افطار ثبوت رمضان کی ضمن میں ایک ہی آدمی کی گواہی سی ثابت ہوجاتا ہی اگرچہ ابتداءً ثابت نہیں ہوتا

فان في هلال الفطر اذا كان في السماء علة لا يقبل الا بشهادة حرين او حر وحرتين لتعلق حق العباد به لانهم

بیشک شوال کی چاند دیکہنی میں اگر آسمان میں ابر یا گرد غبار ہو تو مقبول نہیں بدون گواہی دو آزاد مردوں یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتوں کی اسواسطی کہ اسمیں حق عباد

ينتفعون به فيثبت بما يثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فان المتعلق به حق الشرع
اس سی فائدہ مند ہوتی ہین سواوسہی طرز ثابت ہوگا جسطور اونکی تمام حقوق ثابت ہوتی ہین بخلاف ہلال رمضان کی کیونکہ اوس سی صرف حق شرع کا متعلق ہوتا
وهو الصوم فيكتفي بخبر الواحد واما اذا لم يكن في السماء علة فلا يقبل شهادة الواحد في هلال رمضان
یعنی روزہ سوایک آدمی کی گواہی کفایت کرتی ہی اور اگر آسمان صاف ہو تو پہر ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال مین مقبول نہین ہوگی
ولا شهادة الاثنين في هلال الفطر وانما يقبل شهادة جمع كثير يقع العلم بخبرهم واختلفوا في مقدار
اور نہ دو کی گواہی عید الفطر کی ہلال مین پہر تواتنی بڑی جماعت چاہئی جنکی خبر سی یقین حاصل ہوجاوی اور اوس جماعت کی مقدار مین اختلاف ہی
ذلك فقيل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر الخبر من كل جانب
بعضی کہتی ہین ایک محلہ کی آدمی چاہئین اور بعضی کہتی ہین پچاس آدمی ہون ۔ اور امام محمد سی روایت ہی ہر طرف سی پی درپی خبر کا آنا چاہئی
والصحيح انه مفوض الى راى الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم هو العلم الشرعي الموجب للعمل وهو غلبة
اور صحیح یہہ ہی کہ حاکم کی رائی پر حوالہ ہی اسواسطی کہ مراد علم سی جو اونکی خبر سی حاصل ہو وہ علم شرعی ہی جس سی عمل کرنا واجب ہوجا یعنی ظن غالب
الظن لا العلم بمعنى التيقن وان جاء واحد من خارج المصر فشهد برؤية الهلال ثمه ففي ظاهر الرواية
علم بمعنی یقین نہین ہی اور اگر ایک شخص شہر کی باہر سی آکر گواہی دی کہ وہان چاند دیکہا ہی ظاہر روایت مین اوسکی گواہی مقبول نہین ہوگی
لا يقبل شهادته لقيام التهمة وذكر الطحاوي ان شهادته مقبولة لقلة المانع في خارج المصر وكذا لو شهد
کیونکہ شبہ کا مقام ہی اور طحاوی نی ذکر کیا ہی کہ اوسکی شہادت مقبول ہی اسواسطی شہر سی باہر رکاوٹ کم ہوتی ہی اور ایسی ہی اگر چاند
برؤية الهلال في المصر على مكان مرتفع ومن راى هلال رمضان وحده وشهد ولم يقبل شهادته كان عليه
دیکہنی کی شہر کی اندر اونچی مقام پر سی گواہی دی اور جسنی رمضان کا چاند تن تنہا دیکہا اور گواہی دی تو مقبول نہوئی تو بہی اوسکو لازم ہی
ان يصوم لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته فانه قد راه فيلزمه الصوم وان افطر كان عليه القضاء دون
کہ روزہ رکہی اس حدیث کی موافق روزہ رکہو چاند دیکہہ کر کیونکہ اسنی چاند دیکہا ہی سو اسکو روزہ رکہنا لازم ہی اور اگر افطار کریگا تو اوسپر قضا لازم ہوگی
الكفارة وان افطر قبل ان ترد شهادته اختلفوا فيه والصحيح ان لا يجب عليه الكفارة والحاكم اذا راى هلال
کفارہ نہین آویگا اور اگر شہادت رد ہونی سی پہلی افطار کرڈالا تو اس صورت مین اختلاف ہی صحیح یہہ ہی کہ کفارہ واجب نہین اور اگر حاکم تن تنہا رمضان کا
رمضان وحده يصوم ولا يامر الناس بالصوم ولو ان الناس غم عليهم هلال رمضان واكملوا شعبان
چاند دیکہہ لی تو وہ آپ روزہ رکہی اور ون کو روزہ کا حکم نہ دی اور اگر لوگون کو رمضان کا چاند بسبب ابر کی نظر نہ آیا اور اونہون نی شعبان کی
ثلثين يوما ثم صاموا رمضان ثمانية وعشرين يوما ثم راوا هلال شوال فانهم ان كانوا عدوا شعبان
تیس دن پوری کرکی رمضان کی روزی اٹہائیس دن رکہی تہی پہر شوال کا چاند نظر آگیا اب اگر انہون نی گنتی شعبان کی
عن غير رؤية قضوا يومين وان كان عدوه عن رؤية قضوا يوما واحدا فيكون شهر رمضان في تلك
بی چاند دیکہی پوری کی تہی تو دو روزی قضا کرین اور اگر چاند دیکہہ کر گنتی پوری کی تہی تو ایک روزہ قضا کرین اب ماہ رمضان اوس سال مین۔
السنة تسعة وعشرين يوما حتى انهم لو كانوا راوا هلال شوال بعد ما صاموا رمضان تسعة وعشرين
انتیس دن کا ہوا یہان تک کہ انہون نی اگر عید کا چاند رمضان کی انتیس روزی رکہہ کر دیکہا
يوما لا يلزمهم شيء ولو ان اهل بلدة راوا هلال رمضان فصاموا تسعة وعشرين يوما فشهد جماعة
تو اونپر کچہہ لازم نہین آتا اور اگر ایک شہر والون نی رمضان کا چاند دیکہہ کر انتیس روزی رکہی پہر ایک جماعت نی قاضی کی پاس
عند القاضي في اليوم التاسع والعشرين ان اهل بلدة كذا راوا هلال رمضان في ليلة كذا قبلكم بيوم
انتیسوین تاریخ مین یہہ گواہی دی کہ فلانی شہر والون نی رمضان کا چاند فلانی رات مین تمسی ایک دن پہلی دیکہہ کر روزی

فصاموا وهذا اليوم يوم الثلثين من رمضان واهل هذه البلدة لم يروا الهلال في تلك الليلة
رکھی ہین اور یہہ آج رمضان کی تیسوین تاریخ ہی اور اس شہر والون نی اوس رات کو چاند نہین دیکھا
والسماء مُصْحِيَة لا يباح لهم الفطر غدا ولا يترك التراويح في تلك الليلة لان هذه الجماعة لم يشهدوا
اور آسمان صاف تہا تو اونکو اگلی دن افطار کرنا جایز نہین ہی اور نہ اوس رات مین تراویح ترک کرنی جایز اسواسطی کہ اس جماعت نی چاند دیکھنی کی گواہی
بالروية ولا على شهادة غيرهم وانما حكوا روية غيرهم واما لو كانوا شهدوا عند القاضي ان قاضي بلدة
نہین دی اور نہ غیر کی گواہی پر گواہی دی ہی انہون نی اورون کی دیکھنی کی خبر بیان کی ہی اور اگر وہ جماعت قاضی کی سامنی یہہ گواہی دیتی کہ فلانی شہر کی قاضی کی
كذا شهد عنده شاهدان بروية الهلال في ليلة كذا وقضى ذلك القاضي بشهادتهما جاز لهذا القاضي
سامنی دو گواہون نی فلانی رات مین چاند دیکھنی کی گواہی دی تہی اور اوس قاضی نی اونکی گواہی کی موافق حکم دیا ہی تو اب اس قاضی کو جایز ہوتا
ان يقضي بشهادتهما لان قضاء القاضي الاول حجة وهذا على قول من قال لا عبرة باختلاف المطالع
کہ انکی گواہی کی موافق حکم دیتا اسواسطی کہ حکم پہلی قاضی کا حجت ہی اور یہہ حکم اوسکی قول کی موافق ہی جو اختلاف مطالع کا اعتبار نہین کرتا
حتى اذا صام اهل بلدة ثلثين يوما للروية واهل بلدة اخرى تسعة وعشرين يوما للروية ايضا
یہان تک کہ اگر ایک شہر والون نی چاند دیکہہ کر تیس روزی رکہی اور ایک اور شہر والون نی چاند ہی دیکہہ انتیس روزی رکہی
فعلى هذا على من صام تسعة وعشرين يوما قضاء يوم والاشبه على ما ذكره الزيلعي ان يعتبر لان
تو اس صورت مین جنہون نی انتیس روزی رکہی اون پر ایک روزی کی قضا ہی اور موافق بیان زیلعی کی بہتر یہہ ہی کہ اختلاف مطالع معتبر ہو اسلئی
كل قوم يخاطبون بما عندهم والدليل على اعتباره ما روي عن كريب انه قال قدمت الشام واستهل
کہ ہر قوم کو وہ ہی حکم ہی جو اونکی پاس ہی اور یہہ دلیل اختلاف مطالع کی اعتبار کی کریب کی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین شام مین وارد ہوا اور مجہکو
علي شهر رمضان فرايت الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة في اخر الشهر فسئلني عبد الله بن عباس
ماہ رمضان کا چاند آگیا سو مینی شب جمعہ کو چاند دیکہا پہر مین مدینہ شریف مین آخر مہینی مین آیا تو مجہسی عبد اللہ بن عباس نی پوچہا
فقال متى رايتم الهلال فقلت رايناه ليلة الجمعة فقال نحن رايناه ليلة السبت فلا نزال نصوم حتى
تمنی رمضان کا چاند کب دیکہا تہا مین نی کہا ہمنی چاند شب جمعہ کو دیکہا تہا عبد اللہ بن عباس نی کہا ہمنی ہفت کی شب کو دیکہا سو ہم روزی رکہی جاوینگی یہانتک
نكمل ثلثين او نراه فقلت له افلا تكتفي بروية معاوية وصيامه فقال لا هكذا امرنا رسول الله عليه السلام
کہ تیس دن پوری ہو جاوین یا چاند نظر آجاوی پہر مین نی کہا معاویہ کی دیکھنی اور روزہ رکہنی پر کیون نہین اکتفا کرتی پہر کہا نہین ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی یہہ حکم دیا ہی
وذلك لان انفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الاقطار كما ان دخول الوقت وخروجه
اور یہہ اسلئی ہی کہ الگ ہونا ہلال کا آفتاب کی شعاع سی بسبب اختلاف مسافت کی مختلف ہو جاتا ہی جیسی ایک وقت کا آنا اور نکلنا
يختلف باختلاف الاقطار فان الشمس اذا زالت في المشرق لا يلزم منه ان تزول في المغرب بل كلما تحركت
اختلاف مسافتی مختلف ہو جاتا ہی کیونکہ آفتاب کو اگر مشرق مین زوال ہووی تو لازم نہین آتا کہ مغرب مین بہی زوال ہو جا بلکہ آفتاب جب کوئی درجہ
درجة فذلك طلوع لقوم وغروب لاخرين ونصف ليل لبعض وطلوع فجر لغيرهم وروي ان ابا موسى
قطع کریگا تو وہ ایک کی لئی طلوع ہی اور دوسری کی واسطی غروب ہی اور کسیکو آدہی رات ہی اور کسیکو طلوع فجر ہی اور روایت ہی کہ ابو موسی
الضرير الفقيه قدم الاسكندرية فسئل عمن صعد المنارة فراى الشمس بعد غروبها في البلدة بزمان طويل
نابینا فقیہ اسکندریہ مین آئی اونسی کسی نی حال ایسی شخص کا پوچہا کہ اونچی مینار پر چڑہ کر آفتاب کو دیکہا اور شہر مین بہت دیر پہلی غروب ہو چکا ہی
يحل له الافطار فقال لا يحل له الافطار ويحل لاهل البلدة لان كل احد مخاطب بما عنده ومن راى هلال
یا اسکو افطار کرنا درست ہی فقیہ نی جواب دیا اسکو افطار حلال نہین ہی اور شہر والون کو درست ہی اسلئی کہ ہر ایک کو وہ ہی حکم ہی جو اسکی پاس ہی اور جسنی ہلال

الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وافطر قال في المحيط اختلفوا في وجوب الكفارة والاكثر
فطر کا عصر کی وقت دیکہا پہر اس خیال سی کہ مدت روزی کی گذر گئی افطار کر ڈالا محیط مین کہا ہی کہ علماء کو درباب وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثرون کا مذہب

على الوجوب وقد ظن بعض الناس ان النهي عن الصوم قبل رمضان بيوم او يومين لاراده اغتنام
یہہ ہی کہ کفارہ واجب ہی اور بعضی لوگون کو یہہ گمان ہی کہ روزی کی ممانعت رمضان سی ایک یا دو دن پہلی اس لئی ہی کہ

الاكل والشرب واخذ النفوس شهواتها قبل ان تمتنع منها بالصيام وهذا كله خطاء وجهل اذ قد ذكر
کہانا پینا اور نفوس کو اپنی شہوات سی متلذذ ہونا اس سی پہلی کہ روزون کی سبب ممانعت ہوجاوی غنیمت ہی یہہ تمام خیالات خطا اور جہالت ہی اس واسطی کہ ذکر

ان اصل ذلك متلقى من النصارى فانهم عند قرب صومهم يفعلون كذلك فيلزم التشبيه بهم وقد كان
کرتی ہین کہ یہہ اصل مین نصاری سی لیا ہی کیونکہ نصاری کی جب روزی نزدیک آتی تہی تو ایسا ہی کیا کرتی تہی پہر نصاری سی تشبیہ لازم آتی ہی اور

النهي عن الصوم في ذلك الوقت لمنع التشبيه بالكافر فيما امنه بد وهو مذموم شرعا لقوله عليه السلام
نہی روزہ کی اوسوقت مین صرف کفار کی مشابہت کی سبب سی تہی جس جگہہ ایسی مشابہت رفع ہوسکتی ہی اور تشبیہ شرعا مذموم ہی واسطی ارشاد رسول علیہ السلام کی

من تشبه بقوم فهو منهم وربما لا يقتصر بعضهم على الشهوات المباحة بل يتعدى الى المحرمات فمن
جو شخص مشابہ ہوا کسی قوم سی پس وہ انہی مین سی ہی اور کبہی کبہی بعضا شخص شہوات مباح پر حصر نہین کرتا بلکہ محرمات مین داخل ہوتا ہی جسکا

كان هذا حاله فالبهائم اعقل منه وله نصيب وافر من قوله تعالى ولقد ذرأنا لجهنم كثيرا من
ایسا حال ہو تو اوس سی ڈنگر ہوشیار ہین اور اوسکا اس آیت مین بڑا حصہ ہی اور ہمنی پہیلا رکہی ہین دوزخ کی واسطی بہت

الجن والانس لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم آذان لا يسمعون بها اولئك
جن اور آدمی جنکو دل ہین اوس سی سمجہتی نہین اور آنکہین ہین اونسی دیکہتی نہین اور کان ہین اونسی سنتی نہین وہ لوگ

كالانعام بل هم اضل وبعضهم لا يجتنب كبائر الذنوب الا في رمضان فيطول عليه ويكره صيامه ويشق
جیسی چوپائی بلکہ اونسی زیادہ بیراہ ہین اور بعضی شخص گناہ کبیرہ سی سوا رمضان کی کبہی نہین باز آتی سو اونکو رمضان دوبہر ہوجاتا ہی اور روزہ بہی مکروہ معلوم ہوتا ہی

على نفسه مفارقتها لمألوفاتها فيعد الايام والليالي ليعود الى المعاصي وبعضهم لا يصلي الا في رمضان فيستثقل
اور اوسکی دل پر مفارقت کبایر کی دشوار ہوتی ہی جیسی موت ہوگئی پہر دن رات گنتا ہی تاکہ معاصی پہر حاصل کری اور بعضی سوا رمضان کی نماز نہین پڑہتی پہر

رمضان لاستثقال العبادات المشروعة فيه من الصلوة والصيام وبعضهم لا يصبر على المعاصي في اواخر
رمضان اون پہ بہاری پڑ جاتا ہی بسبب گرانی عبادات کی جو رمضان مین ہوتی ہین نماز روزی اور بعضون کو گناہون سی صبر نہین تو پہر وہ رمضان مین

في رمضان وهذا هو الخسران المبين

المجلس السادس والعشرون في بيان فضيلة رمضان

ہی مبتلا رہتا ہی اور یہہ ظاہر ٹوٹا اوٹہانا ہی — چہبیسوین مجلس رمضان کی فضیلت مین

ورعاية حقه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفي
اور اوسکی حق کی رعایت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب رمضان آتا ہی تو آسمان کی دروازی کہل جاتی ہین اور ایک

رواية ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم وصفدت الشياطين هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه
روایت مین جنت کی دروازی اور دوزخ کی دروازی بند کئی جاتی ہین اور سب شیاطین قید ہوجاتی ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی

ابو هريرة وهو ان حمل على معناه الظاهر لا يفيد زيادة فائدة لان الانسان مادام في الدنيا لا يتيسر له الصعود
ابوہریرہ کی روایت سی اس حدیث کی اگر ظاہر معنی مراد لیوین تو کچہ خوب بڑا فائدہ نہین ہی اس لئی کہ انسان جبتک دنیا مین ہی تو اوسکو آسمان پر چڑہنا نہین

الى السماء ولا الدخول في احدى الدارين فاي فائدة في فتح الابواب واغلاقها الا ان يقال من مات من
ہوسکتا اور نہ بہشت اور دوزخ مین داخل ہوسکتا ہی پہر دروازون کی کہلنی اور بند ہونی سی کیا فائدہ ہوا مگر یون کہین کہ جو شخص صلحاء ایمان والون مین سی

صلحاء اهل الایمان اذا فتحت ابواب الجنة یاتیهم من روحها ونسیمها فوق ماکان یاتیهم قبل الفتح و

مرجاتا ہی توجب دروازی جنت کی کہلجاتی ہین تواونکو جنت کی ہوا اور خوشبو زیادہ تر آتی ہی بہ نسبت اوسکی کہ دروازی کہلنی سی پہلی آتی تہی اور

من مات من عصاتهم اذا غلقت ابواب جهنم لا یصیبهم من حرها وسمومها کما کان یصیبهم من حرها

جو گنہگار مرجاتا ہی تو اگر دروازی دوزخ کی بند ہوتی ہین تو اونکو اوسکی گرمی اور لپٹ اوتنی نہین آتی جتنی گرمی

وسمومها قبل التغلیق وهو بعید لانه انما ذکر لترغیب الناس فیما امروا به من صوم شهر رمضان وتحریصهم

اور لپٹ بند ہونی سی پہلی آتی تہی اور یہہ معنی بعید ہین اسواسطی کہ یہہ مضمون صرف واسطی آدمیون کی ترغیب کی ہی جو اونکو حکم ہوا ہی ماہ رمضان کی روزون کا

علیه حتی یستعدوا له وتصیر ابواب الجنان کانها فتحت لهم وابواب النیران کانها اغلقت علیهم فیلزم

تاکہ روزی کی واسطی تیار ہوجاوین اور گویا جنت کی دروازی اونکی لئی کہل گئی اور دوزخ کی دروازی گویا اونکی اوپر بند ہوگئی اب کوئی تاویل

الرجوع الی التاویل بان یقال فتح ابواب السماء کنایة عن تواتر نزول الرحمة وتوالی صعود الطاعات لان الباب اذا

کرنی لازم ہی کہ یون کہین کہ کہلنا آسمان کی دروازون کا اشارہ ہی پی درپی رحمت کی آنیکا اور پی درپی عبادت کی چڑہنی کا اسواسطی کہ جب دروازہ

فتح یخرج ما فی داخله متتابعا ویدخل ما فی خارجه متوالیا ویؤید هذا التاویل ما جاء فی روایة اخری فتحت

کہلجاتا ہی تو جو اوسکی اندر ہی فورًا نکل آتا ہی اور جو باہر ہوتا ہی وہ فورًا داخل ہوجاتا ہی اور اس تاویل کی تائید وہ ہی جو ایک اور روایت مین آیا ہی کہلجاتی ہین

ابواب الرحمة وفتح ابواب الجنة کنایة عن حصول ما یؤدی الی دخولها من انواع العبادات وتغلیق

دروازی رحمت کی اور جنت کی دروازون کا کہلنا اشارہ ہی اون امور کی حاصل ہونیکا جو جنت کی اندر پہنچاوین یعنی ہر قسم کی عبادتین اور بند ہونا

ابواب جهنم کنایة عن انتفاء ما یؤدی الی دخولها من انواع السیات لان الصائم یتنزه عن الکبائر

دوزخ کی دروازون کا اشارہ ہی دور ہونی اون امور کا جو دوزخ مین داخل کردیتی ہین یعنی ہر قسم کی گناہ اسواسطی کہ روزہ دار ایسی کبایر گناہون سی بچتا ہی

التی من جملتها الاصرار علی الصغائر فیغفر له ببرکة الصوم سائر الذنوب کما جاء فی الحدیث الصلوات الخمس

جنکی اندر اڑکرنی صغیرہ گناہون کی بہی داخل ہی سو روزہ کی برکت سی اوسکی تمام گناہ معاف ہوجاتی ہین چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ پانچون نمازین

والجمعة الی الجمعة ورمضان الی رمضان مکفرات لما بینهن ان اجتنبت الکبائر وتصفید الشیاطین

اور جمعہ اگلی جمعہ تک اور رمضان اگلی رمضان تک بیچ کی گناہون کو مٹادیتی ہین اگر کبیرہ گناہونسی پرہیز کی جا اور قید ہونا شیاطین کا

یحتمل ان یکون المراد به ما هو الظاهر من کون الشیاطین مقیدة تعظیما للشهر وعلامة ذلک ان اکثر المنهمکین

احتمال یہہ ہی کہ اس سی مراد وہ ہی معنی ظاہری ہون کہ شیاطین واسطی تعظیم اس مہینی کی قید ہوجاتی ہین اسکی نشانی یہہ ہی کہ اکثر لوگ گناہون مین کہپی ہوئی

فی الطغیان یجتنبون المعاصی ولا یزدادون بعد حرصهم علیها ویشرعون فی اقامة الصلوة بعد ما کانوا

گناہون اور بدی سی بچنی لگتی ہین باوجودیکہ گناہون کی بڑی حریص ہوتی ہین اور نماز پڑہنی شروع کردیتی ہین باوجودیکہ نمازمین

یتهاونون بها ویقبلون علی استماع النصیحة وتلاوة القران واما ما یری من بعض الفسقة انهم لا یمتنعون

کاہل سستی کرتی تہی اور وعظ نصیحت سنی پر اور قرآن کی تلاوت پر متوجہ ہوجاتی ہین اور یہہ جو فاسق معلوم ہوتی ہین کہ اپنی فسق سی ذرہ باز

عن فسقهم بل ان ترکوا نوعا منه یاتون نوعا اخر فذلک من اثر ما بقی فی نفوسهم الخبیثة من تسویلات

نہین آتی بلکہ اگر ایک قسم ترک کرتی ہین تو دوسری قسم کرنی شروع کردیتی ہین سو یہہ اثر اوس خباثت کا ہی جو اونکی دلونمین وسوسہ شیطانی باقی ہین

الشیاطین وقال بعض العلماء لفظ الشیاطین وان کان عاما الا ان المراد به رؤساؤهم ویؤیده ما جاء فی بعض

اور بعضی علماء کہتی ہین لفظ شیاطین کا اگرچہ عام ہی پہ مراد اس سی شیطانون کی گرو کہنٹال ہین اسکی تائید ہی جو اس حدیث کی بعضی

طرق هذا الحدیث وسلسلت مردة الشیاطین فیقع الفساد بتسویلات غیرهم من شیاطین الانس والجن

روایت مین واقع ہوا ہی کہ اور قید ہوجاتی ہین سرکش شیطان پہر فساد اورون کی وسوسہ سی جو شیاطین جن اور انسان کی ہین واقع ہوتا ہی

وقیل هو مجاز عن امتناع نفوس الصائمین عن قبول وساوسهم وذلك لان رمضان اذا دخل یشتغل الناس بالصوم
اور کہتی ہین کہ یہہ مجاز ہی اصل روزہ داروں کی دل شیطانی وسوسہ قبول کرنی سی باز رہتی ہین اسواسطی کہ جب رمضان آتا ہی تو آدمی روزہ مین مشغول ہوجاتا ہی
فتنکسر قوتهم الحیوانیة التی هی مبدء الشهوة والغضب المتداعیین الی انواع الفسوق والفجور وتنبعث قواهم
سو اونکی قوت حیوانی ضعیف ہوجاتی ہی جو باعث شہوت اور غصہ کی ہو کر ہر قسم کی فسق اور فجور کی طرف لیجاتی تہی اور اونکی قوت عقلی
العقلیة داعیة الی الطاعات ناهیة عن المنکرات فتجعلهم مقبلین علی وظائف العبادات معرضین عن
پیدا ہو کر طاعات کی طرف بلاتی ہی اور منکرات سی منع کرتی ہی پہر اونکو روز مرہ کی مقرری عبادات پر متوجہ اور ہر قسم کی منکرات سی
اصناف المنکرات فیصیرون کانهم فتحت لهم ابواب الجنان وغلقت علیهم ابواب النیران ولم یبق
بیزار کردیتی ہی پہر وہ ایسی ہوجاتی ہین کہ اونکی لئی بہشت کی دروازی کہل گئی اور دوزخ کی دروازی اون پر بند ہوگئی اور
علیهم للشیطان سلطان وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال اذا کان اول لیلة من شهر رمضان
اون پر شیطانون کا اصلا تسلط غلبہ باقی نرہا اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہی
صفدت الشیاطین ومردة الجن وغلقت ابواب جهنم فلم یفتح منها باب وفتحت ابواب الجنة فلم
تو شیاطین اور سرکش جن قید ہوجاتی ہین اور دوزخ کی دروازی بند ہو کر کوئی دروازہ کہلا نہین رہتا اور دروازی بہشت کی کہل جاتی ہین سو
یغلق منها باب فینادی منادیا باغی الخیر اقبل ویا باغی الشر اقصر ولله فیه عتقاء من النار وذلك
اونمین سی کوئی دروازہ بند نہین رہتا پہر منادی پکارتا ہی ای طالب خیر کی ادہر آ اور ای حد سی بڑہنی والی شر کی بس کر اور رمضان مین اللہ کی ازاد کئی آگ سی بہت ہین اور یہہ
فی کل لیلة ومعنی هذا الحدیث علم من تاویل الحدیث السابق لکن هنا زیادة لابد من بیان معنی تلك
ہر ہر شب مین ہوتی ہی اور اس حدیث کی معنی پہلی حدیث کی تاویل سی معلوم ہوگئی لیکن اسمین کچہہ لفظ زیادہ ہین اونکی معنون کا بیان کرنا ہی ضرور چاہئی
الزیادة وهو ان منادیا ینادی فی لیالی رمضان ویقول یا طالب الخیر تعال اطلب الثواب فانك تعطی
وہ یہہ ہین کہ منادی رمضان کی راتون مین پکارتا ہی یہہ کہتا ہی ای خیر کی طالب یہان آ ثواب لی یہہ ایسا وقت شریف ہی
ثوابا کثیرا بعمل قلیل لشرف الوقت ویا طالب الشر اترك الشر فان عذاب المعصیة فیه اکثر وتب الی الله تعالی
کہ تہوڑیسی کار پر بہت ہی بڑا ثواب عطا ہوگا اور ای شر کی طالب بدکاری سی باز آ کیونکہ رمضان مین معصیت کا عذاب بڑا سخت ہی اور اللہ تعالی کی طرف
فانه تعالی یعتق کثیرا من عباده الصائمین من النار ویغفر ذنوبهم الماضیة لحرمة الشهر کما جاء فی
رجوع کر کیونکہ اللہ تعالی اپنی بہت بندی روزہ دار آگ سی ازاد کرتا ہی اور اونکی پچہلی گناہ اس مہینی کی برکت سی معاف کرتا ہی چنانچہ ایک اور حدیث مین آیا ہی
حدیث آخر من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه یعنی ان من صامه مصدقا
جسنی رمضان کی روزہ واسطی ایمان اور ثواب کی رکہی تو اوسکی تمام پچہلی گناہ معاف ہوئی مراد یہہ ہی کہ جسنی رمضان کی روزہ اوسکی حقیقت
بحقیته وفرضیته وطالبا رضاء الله تعالی وثوابه لا خوفا من الناس واستحیاء منهم یغفر له ذنوبه
اور فرضیت تصدیق کرکر اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنیکو رکہی نہ کسی شخص کی خوف سی اور نہ کسیکی حیا لاج سی تو اوسکی تمام پچہلی گناہ
المتقدمة وذلك النداء یکون فی کل لیلة من لیالی رمضان وروی عن ابی امامة الباهلی انه علیه السلام
معاف ہونگی اور یہہ ندا رمضان کی راتون مین سی ہر ہر رات کو ہوتی ہی اور ابو امامہ باہلی سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
قال من صام یوما فی سبیل الله جعل الله بینه وبین النار خندقا کما بین السماء والارض وفی حدیث آخر
جسنی ایک روز واسطی خدا کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی دوزخ اور اوس شخص کی بیچ مین ایسی چوڑی خندق کردیگا جیسی بیچ آسمان اور زمین کا اور ایک اور حدیث مین
رواه ابو سعید الخدری انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله بعد الله تعالی وجهه من النار
ابو سعید خدری سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی روزہ ایک دن کا واسطی اللہ کی کہا تو اللہ اوسکی چہرہ کو آگ سی ستر برس کی راہ پر دور کریگا

سبعین خریفا یعنی ان من صام یوما فی سبیل الله ورضائه ینجیه الله تعالی من النار عبر عن التنجیة

مراد یہہ ہی کہ جسنی ایک دن کا روزہ واسطی اللہ کی اوسکی رضامندی کی لئی رکہا اوسکو اللہ تعالی آگ سی نجات بخشیگا دوری کو بطور تمثیل کی

بطریق التمثیل لیکون ابلغ لان من کان بعیدا عن شئ بهذا المقدار لا یصل الیه البتة والمراد بالخریف

بیان فرمایا تاکہ ابلغ ہووی اسواسطی کہ جو شخص ایک چیز سی اسقدر دور مسافت پر ہو تو وہ چیز اوس تک ہرگز نہیں پہنچیگی اور خریف سی مراد

السنة ذکر الجزء وارید الکل وانما عبر عنها به دون غیره من الفصول لکونه وقت بلوغ الثمار وحصول

سال ہی جزو کو ذکر کیا اور کل مراد لیا اور فصول وغیرہ کو چہوڑ کر خریف کی ساتہہ اسواسطی بیان کیا کہ اس وقت مین پہل پکتی ہین اور عیش

سعة العیش وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال کل ابن ادم یضاعف الحسنة بعشر امثالها الی

فراخ ہوتا ہی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تمام بنی آدم کی حسنات دس گونہ بڑہتی ہین اور دس سی

سبعمائة ضعف قال الله تعالی الا الصوم فانه لی وانا اجزی به یدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلی

سات سو گونہ تک اللہ تعالی فرماتا ہی روزہ کی سوا کیونکہ روزہ میری واسطی ہی مین ہی اوسکا بدلہ ہون کیونکہ اپنی شہوت کہانا پینا میری لئی ترک کرتا ہی

یعنی ان کل طاعة وخیرا اذا لم یکن ریاء ونفاقا فاقل ما یعطی لصاحبه من الاجر عشرة لقوله تعالی مَنْ

مراد یہہ کہ ہر ایک عبادت اور خیر اگر بدون ریا اور نفاق کی ہو تو کم سی کم اوسکا اجر عابد کو دس گونہ عطا ہوگا اس آیت کی سند سی جو

جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وقد یزاد الی سبعمائة واکثر لقوله تعالی مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ

لاوی بہلائی اوسکی واسطی ہی اوس سی دس گونہ اور کبہی سات سو تک یا زیادہ تک نوبت بڑہ جاتی ہی اس سند سی مثال اونکی جو خرچ کرتی ہین اپنی مال

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ

اللہ کی راہ مین جیسی ایک دانہ اوس سی اوگین سات خوشہ ہر خوشہ مین سو سو دانی اور اللہ بڑہاتا ہی جسکی واسطی چاہی

واما الصوم فثوابه بغیر حساب لانه لا یتادی الا بالصبر وقد قال الله تعالی اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ

اور روزہ کی ثواب کا تو کچہہ حساب ہی نہین کیونکہ روزہ بدون صبر کی پورا نہین ہوتا اور اللہ تعالی فرماتا ہی صبر کرنیوالون کو ملتا ہی اونکا اجر

بِغَیْرِ حِسَابٍ ثم الصبر وان کان یوجد فی غیر الصوم من العبادات لکن وجوده فیه لیس کوجوده فی غیره

بی گنت پہر صبر اگرچہ سوا روزہ کی اور عبادات مین بہی ہوتا ہی لیکن صبر روزہ کا ایسا نہین ہی جو اور عبادات مین ہوتا ہی

لانه ثلثة انواع صبر علی طاعة الله تعالی وصبر علی محارم الله تعالی وصبر علی الالام والشدائد وکلها

کیونکہ صبر تین طرح پر ہی ایک تو صبر اللہ تعالی کی طاعت پر دوسرا صبر اللہ تعالی کی محارم پر تیسرا صبر تکالیف اور سختیون پر اور روزہ مین

یوجد فی الصوم اذ فیه صبر علی ما وجب علی الصائم من الطاعات وصبر عما حرم علیه من الشهوات

تینون قسم کا صبر موجود ہی اسواسطی کہ روزی مین صبر ہی اوس طاعات پر جو روزہ دار پر واجب ہین اور اون شہوات پر صبر ہی جو اوسپر حرام ہین

وصبر علی ما یصیبه من الم الجوع وحرارة العطش وضعف البدن لان الصائم تعرض بدنه النحول والنقصان

اور اوس الم پر صبر ہی جو بہوک لگتی ہی اور پیاس کی گرمی ہوتی ہی اور بدن ناتوان ہوتا ہی کیونکہ روزہ دار کا بدن دبلا اور کم زور ہو جاتا ہی

والمفضی الی الهلاك طلبا لرضاء الله تعالی اشیر الیه حیث قیل یدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلی

اور واسطی طلبگاری مرضی الہی کی ہلاکت مین پڑتا ہی اسی کی طرف اشارہ ہی جو مذکور ہی کہ اپنی شہوت اور کہانا پینا میری خاطر چہوڑ دیتا ہی

وایضا ان الصائم بسبب منع نفسه عن الاکل والشرب والجماع یصیر متخلقا باخلاق الله تعالی لکونه تعالی

اور سبب بہی ہی کہ روزہ دار اپنی جان کو کہانی اور پینی اور جماع سی روک کر خوگیر صفات الہی کا ہو جاتا ہی کیونکہ اللہ تعالی

منزها عن هذه الاشیاء فلما کان فی الصوم هذه المعانی خصه الله تعالی بذاته وتولی جزاءه بنفسه

ان سب امور سی پاک وصاف ہی اور چونکہ روزہ مین یہہ خوبیان ہوتی ہین تو اللہ تعالی نی روزہ کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور روزہ کی ثواب کا اپنی ذات

ولم يكله الى غيره فاعطى الصائم من عنده اجر البر له حد ولا عد وقيل ان الصوم سر بينه وبين العبد
ذمہ دار ہوا کسی اور پر حوالہ نکیا پہر روزہ دار کو اپنی درگاہ سے اتنا اجر عطا کیا کہ جسکی کچھ انتہا اور شمار نہیں اور بعضی یہہ کہتے ہین کہ روزہ ایک راز ہے اللہ اور بندہ کی
يفعله خالصا لوجهه وطالبا لرضائه لا يطلع عليه غيره لكونه نية وامساكا حتى قيل ان الحفظة
بیچ مین کہ اسکو خالص واسطے اللہ کی اور واسطے اوسکی رضا مندی کی ادا کرتا ہے اوسکی سوا کسیکو معلوم نہین ہوتا کیونکہ روزہ نام نیت اور امساک کا ہے یہان تک کہ کہتے ہین کہ
لا تطلع عليه ولا تكتبه بخلاف سائر الطاعات فانها مما يطلع عليه غيره تعالى فلما كان هو العالم به دون
کرام کاتبین کو بہی معلوم نہین ہوتا اور نہ وہ اوسکو لکہتے ہین بخلاف اور عبادات کی کیونکہ اور عبادات کو اور بہی سوا اللہ تعالی کی جان جاتی ہین اور چونکہ روزہ کی خبر
غيره خصه بذاته وتولى جزاءه بنفسه ولم يوكله الى غيره كانه تعالى قال الصوم لي ولا يطلع عليه
سوای اللہ تعالی کی اورکو نہین ہوتی تو اوسکو اللہ تعالی نے اپنی ذات سے خاص کر کر آپ ہی اوسکی ثواب کا ذمہ دار ہوا اور پر حوالہ نکیا گویا اللہ تعالی نے یہہ ارشاد فرمایا روزہ
غيري وحدي انا اتولى الجزاء عليه ولا اكله الى غيره والكريم اذا اخبر انه يتولى الجزاء بنفسه يقتضي ان يكون
ثواب مین ہی اوسکی ثواب کا ذمہ دار ہون اور پر حوالہ نہین کرتا اور سخی جب یہہ کہے کہ مین آپ اوسکی عوض کا ذمہ دار ہون تو لازم ہے کہ وہ
ذلك الجزاء في غاية العظمة ونهاية الكثرة بحيث لا يكون له احصاء ولا حساب وروى عن ابي هريرة انه
عوض نہایت عظیم اور نہایت کثیر ہو ایسا کہ نہ گنتی مین آوے اور نہ حساب مین اور ابوہریرہ سے روایت ہے
قال للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه يعني ان الصائم له سرور مرتين على الفرحة
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار کو دو خوشیان ہوتی ہین ایک خوشی روزہ کہولتے ہوئے اور ایک خوشی خدا کی دیدار کی وقت مراد یہہ ہے کہ روزہ دار کو دو دفعہ
مرة من الفرح وهو السرور واما سروره عند لقاء ربه فيما يجده من ثواب الصوم مدخرا عند الله تعالى
فرح سے مشتق ہوا ہے اور سرور کو کہتے ہین اور سرور پروردگار کی ملاقات پر اسبات کا ہے کہ ثواب روزہ کا دفعۃً جمع کیا ہوا اللہ تعالی کی پاس پاویگا
فان من ترك طعامه وشرابه وشهوته لله تعالى يعوضه الله تعالى خيرا من ذلك كما قال الله تعالى
اس لئے کہ جسنے اپنا کہانا پینا اور شہوت خدا کی واسطے چہوڑی تو خدا تعالی اوسکا عوض اوس سے بہتر عطا کریگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے
وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا وقال النبي عليه السلام لرجل
اور جو آگے بہیجو گے اپنی واسطے کوئی نیکی اوسکو پاؤگے اللہ کی پاس بہتر اور ثواب مین زیادہ اور فرمایا نبی علیہ السلام نے ایک شخصکو
انك لن تدع شيئا اتقاء لله الا اتاك الله خيرا منه وروى ان الصائمين يوضع لهم يوم القيمة مائدة
تو ہرگز نہین ترک کریگا کوئی گناہ خدا کی خوف سے مگر عطا کریگا تجکو اللہ تعالی بہتر اوس سے اور روایت ہے کہ روزہ دارون کی واسطے قیامت کی دن دسترخوان
تحت العرش ياكلون عليها والناس في الحساب فيقول الناس ما لهؤلاء ياكلون ونحن في الحساب فيقال انهم كانوا
عرش کی تلے چنا جاویگا اوسپر بیٹہے کہاوینگے اور اور لوگ ابہی حساب مین مبتلا ہونگے وہ لوگ دیکہہ کر یہہ کہینگے یہہ کون لوگ ہین کہ کہانا کہاتے ہین اور ہم حساب مین ہین
يصومون وانتم تفطرون وفي الصحيحين انه عليه السلام قال ان في الجنة بابا يقال له ريان لا يدخل منه
روزے رکہتے تہے اور تم روزہ خور تہے اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ریان ہے اوس دروازہ سے
الا الصائمون والمراد بالصائمين هم الذين يكثرون الصوم فانهم تحملوا تعب العطش خصوا بباب فيه الري والامان
صرف روزہ دار ہی داخل ہونگے اور روزہ دارون سے مراد وہ لوگ ہین جو روزے بہت رکہتے ہین کیونکہ انہون نے جو بہوک پیاس کی شدت اوٹہائی تو ایسے دروازہ سے خاص ہوئے
من العطش قبل تمكنهم من الجنة واما سروره عند افطاره فيما يتناوله من الطعام والشراب والجماع لان النفس
کہ جسمین تازگی اور پیاس کا بچاؤ جنت مین داخل ہونے سے پہلے ہے اور افطار کی وقت سرور اسلئے ہوتا ہے کہ کہانا پینا جماع سب حاصل ہوتا ہے کیونکہ آدمی کا جی
مجبولة على الميل الى ما يلائمها من المطعم والمشرب والمنكح فاذا منعت من ذلك في وقت من الاوقات ثم اذن
بطور عادت کی اپنی مناسبات کہانے پینے جماع وغیرہ کی طرف متوجہ رہتا ہے جب اوسکو ان باتون کی کسی وقت مین روک ہوکر پہر دوسرے وقت مین

لها فی وقت آخر یفرح بذلک طبعا خصوصا عند اشتداد الحاجة الیه لتاثیر الجوع والعطش فیها وتقاضی
تو یہہ خود بخود خوش ہوتا ہی خاص کر جب اوسکو اور بہت حاجت ہووی کیونکہ بہوک لگی ہوتی ہی پیاس کا زور ہوتا ہی دلکو

بالحاح حاجتها یشعر بهذا ما روی عن ابن عمر انه علیه السلام کان اذا افطر یقول ذهب الظمأ وابتلت
اپنی حاجت کا تقاضا ہوتا ہی ابن عمر کی روایت سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ نبی علیہ السلام افطار کی وقت فرمایا کرتی تہی پیاس بجہگئی اور رگین تازہ ہوئین

العروق وثبت الاجر ان شاء الله تعالی فان الله تعالی وان حرم علی الصائم فی نهار صیامه ان یتناول هذه
اور ثواب ثابت ہوگیا ان شاء اللہ تعالی کیونکہ اللہ تعالی نی اگرچہ روزہ دار پر روزہ کی دن مین یہہ حرام کردیا ہی کہ ان شہوت کو عمل مین لاوی

الشهوات لکن اذن له ان یتناولها فی اللیل بل احب منه تعجیل الفطر فی اول اللیل وتاخیر السحور الی آخر اللیل
لیکن اوسکو اجازت ہی کہ رات کی وقت عمل مین لاوی بلکہ رات کی آتی ہی جلد ہی افطار کرنا اور سحر تاخیر کرکر آخر شب مین کہانی مستحب ہی

لما روی عن ابی ذر انه علیه السلام قال لا تزال امتی بخیر ما اخروا السحور وعجلوا الفطر وروی ان الله تعالی
ابوذر کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا میری امت ہمیشہ بہلائی پر رہی گی جبتک سحر کہانی مین تاخیر اور افطار کرنی مین جلدی کرین اور روایت ہی کہ اللہ تعالی

وملئکته یصلون علی المتسحرین وان احب عباده الیه اعجلهم فطرا والحاصل ان الصائم یترک شهواته
اور اوسکی فرشتی سحر کہانی والون پر رحمت بہیجتی ہین اور بڑی محبوب بندی اللہ کی وہ ہین جو جلدی افطار کرتی ہین حاصل یہہ ہی کہ روزہ دار اپنی شہوت

بالنهار تقربا الی الله تعالی وطاعة له ویتناولها فی اللیل تقربا الی الله تعالی وطاعة له فلا یترکها الا بامره ولا یعود الیها
دن کی وقت اللہ تعالی کی طاعت اور قربت کی لئی ترک کرتا ہی اور رات کی وقت اپنی شہوت کو واسطی قربت اور طاعت الہی کی عمل مین لاتا ہی سو اللہ تعالی کی حکم ہی سی

الا بامره فهو مطیع فی الحالین فان المؤمن الصائم لما علم ان رضی مولاه فی ترک شهواته قدم رضی مولاه علی هواه فصار الذ تعالی ترک شهوته لله تعالی
ترک کرتا ہی اور اوسی کی حکم سی اختیار کرتا ہی پس وہ دونو حال مین اللہ تعالی کا فرمانبردار ہی کیونکہ مؤمن روزہ دار نی جب دیکہا کہ خوشنودی میری صاحب کی شہوت کی

اعظم من لذته فی تناولها بل یکون کراهة تناولها عنده فی خلوته اشد من کراهته لالم الضرب لعلمه
ترک مین ہی تو خوشنودی اپنی صاحب کی اپنی ہوا ہوس پر مقدم رکہی تو اوسکو واسطی خدا کی شہوت ترک کرنی مین زیادہ لذت ہی بہ نسبت لذت شہوت برتنی کی بلکہ اوسکو شہوت کی

بکراهة مولاه لفطره فیکون لذته فیما یرضی مولاه وان کان مخالفا لهواه ویکون المه فیما یکرهه مولاه وان کان
کہ روزہ کہانا میری صاحب کو ناپسند ہی پہر اوسکو لذت اس بات مین ہوگی جسمین اوسکا صاحب خوش ہو اگرچہ وہ بات اوسکی خواہش کی برخلاف ہو اور اوسکو رنج و تکلیف اوس

موافقا لهواه فاذا کان هذا فیما حرم لعارض الصوم من الطعام والشراب والجماع ینبغی ان یتاکد ذلک فیما
بات مین ہوگی جسکو اوسکا مولی ناپسند کری اگرچہ وہ بات اوسکی مطلب کی ہو جب مؤمن کا یہہ حال اون محرمات مین ہی جو روزہ کی سبب سی ممنوع ہین جیسی کہانا پینا اور جماع

حرم علی الاطلاق کالزنا وشرب الخمر واخذ اموال الناس بغیر حق وکسر اعراضهم فان کل ذلک مما یسخط
تو لایق ہی کہ یہہ حالت زیادہ تر ہووی اون امور مین جو مطلقاً حرام ہین جیسی زنا اور شراب خواری اور کسیکا مال ناحق لینا اوسکی بی آبروئی کرنی کیونکہ یہہ تمام اعمال ایسی ہین کہ

الله تعالی فی کل حین ومکان فاذا کان ایمان المرء کاملا یکره ذلک کله اشد من کراهته لالم الضرب ثم ان
اللہ تعالی انسی ہر وقت اور ہر جگہ بیزار رہتا ہی جب آدمی کا ایمان کامل ہوتا ہی تو ان سبکو چوٹ کہانی کی تکلیف سی بدتر جانتا ہی پہر

المؤمن فی حال صومه لما علم ان له ربا یطلع علیه فی خلوته وقد حرم علیه ان یتناول شهواته التی جبل
مؤمن روزہ دار عین روزہ مین چونکہ یہہ حال جانتا ہی کہ میرا رب میری حال سی خلوت مین بہی خبردار ہی اور میری اوپر تمام شہوت کا عمل کرنا جنکی طرف دل کو رغبت ہی

علی المیل الیها اطاع ربه وامتثل امره واجتنب نهیه خوفا من عقابه ومیلا الی ثوابه ولهذا کان نومه
حرام کردیا ہی تو یہہ اپنی رب کی فرمان برداری کرتا ہی اور اوسکی عذاب کی خوف سی اور ثواب کی رغبت سی حکم پر عمل کرتا ہی ... اسی لئی روزہ دار کا سونا بہی

عبادة کما جاء فی الحدیث نوم الصائم عبادة قال ابو العالیة الصائم فی العبادة ما لم یغتب وان کان نائما
عبادت ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ روزہ دار کا سونا بہی عبادت ہی ابو العالیہ کہتا ہی روزہ دار جب تک کسیکی غیبت نکری عبادت مین ہی اگرچہ اپنی بچہونی پر

علی فراشه فعلی هذا یکون فی لیله ونهاره علی عبادة وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال لخلوف
سوتا ہو اس قول کی موافق روزہ دار رات دن عبادت ہی مین ہوتا ہی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا البتہ

فم الصائم اطیب عند الله تعالی من ریح المسك یعنی ان الخلوف وهو بضم الخاء رائحة حاصلة ؤ
روزہ دار کی منہہ کی بو اللہ تعالی کی نزدیک مشک کی خوشبو سی پسندیدہ تر ہی مراد یہہ ہی کہ خلوف خا کی پیش سی اوس بو کو کہتی ہین جو

فم الصائم من تصاعد الابخرة لخلو المعدة من الطعام والشراب وان کانت عند الناس مستکرهة
روزہ دار کی منہہ مین معدہ مین سی بخارات چڑھ کر پیدا ہوجاتی ہی جب معدہ کہانی پینی سی خالی ہوتا ہی اگرچہ وہ بو آدمیوں کو ناپسند ہو

لکنها عند الله احب من ریح المسك حیث کانت ناشئة عن طاعة الله تعالی فلذلك ذهب الشافعی الی
پر اللہ تعالی کو مشک کی خوشبو سی زیادہ تر پسند ہی کیونکہ اللہ تعالی کی عبادت سی پیدا ہوئی ہی اسہی واسطی امام شافعی کی مذہب مین

استحباب استدامتها وکراهة ازالتها بالسواك بخلاف الخلوف الذی یحدث من غیر الصوم حیث یلزم
اوس بو کا باقی رکہنا مستحب ہی اور مسواک سی اوسکا دور کرنا مکروہ ہی برخلاف اوس بو کی جو فاقہ مین بدون روزہ کی پیدا ہوجاوی اسواسطی کہ اوسکا

ازالته بالسواك فان من عبد الله تعالی واطاعه وطلب رضاه فنشأ من ذلك العمل اثار مستکرهة النفو
دور کرنا مسواک سی لازم ہوتا ہی بیشک جو شخص اللہ تعالی کی عبادت کری اور اطاعت بجالاوی اور اوسکی رضامندی طلب کری اسمین اگرچہ اثار آدمیون کی خلاف طبع

فتلك الاثار غیر مستکرهة عند الله تعالی بل هی محبوبة طیبة عنده ویجعلها فی الاخرة اطیب من
ناپسند پیدا ہوجاوین تو وہ آثار اللہ تعالی کو ناپسند نہین ہین بلکہ وہ اللہ تعالی کی ہان محبوب اور پاکیزہ ہین اور اللہ تعالی اون اثار کو آخرت مین مشک کی زیادہ تر

ریح المسك فان الصوم لکونه سرا بین العبد وربه فی الدنیا یظهره الله تعالی فی الاخرة ویکون علانیة
پاکیزہ کردیگا کیونکہ روزہ جو درمیان بندہ اور پروردگار کی دنیا مین بہید تہا تو اللہ تعالی آخرت مین ظاہر کریگا پہر سب پر ظاہر ہوجائیگا اور

ویشتهر اهل الصیام بذلك بین الناس لما روی عن انس مرفوعا ان الصائمین یخرجون من قبورهم یعرفون بریح
روزہ دار اس ہی تمام خلقت مین مشہور ہوجاوینگی چنانچہ انس سی مرفوعا روایت ہی کہ روزہ دار جب اپنی قبرون مین سی اوٹہین گی تو منہہ کی خوشبو سی پہچانی جاوینگی

افواههم فان ریحا افواههم اطیب من ریح المسك والحاصل انه علیه السلام لما اراد ان یبین فضل الصیام
کیونکہ اونکی منہہ کی بو مشک سی زیادہ تر خوشبو ہوگی خلاصہ یہہ ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی جو ارادہ کیا کہ روزہ کی فضیلت

ودرجة الصائم شبه ما یستکره منه فی الطباع البشریة من الرائحة باطیب ما یرام ویطلب ویستنشق من
اور روزہ دار کا مرتبہ بیان فرماوین تو جو چیز آدمیون کی طبیعت کو ناپسند ہی یعنی منہہ کی بدبو اوسکو اوس پاکیزہ تر خوشبو سی تشبیہ دی جو مقصود اور مطلوب ہوتی ہی اور

الروائح والمقصود من هذا التشبیه الثناء علی الصائم وتطییب قلبه لئلا یمتنع عن المواظبة علی الصوم
سونگہی جاتی ہی اور غرض اس تشبیہ سی روزہ دار کی ثنا اور اوسکا دل خوش کرنا ہی تاکہ روزہ کی مداومت سی جس سی منہہ مین بو پیدا ہوتی ہی بیٹہ نرہی

الجالب للخلوف وحیث فضل ما یستکره منه علی اطیب ما یستلذ من جنس الطیب لیقاس علیه ما فوقه من الاثار
اور جب ایک ناپسند چیز کو پاکیزہ تر خوشبو پر فضیلت ہوئی جس سی لذت حاصل ہوتی ہی تو اب عمدہ اثار کو اوس پر قیاس کرلین باوجودیکہ افطار کی وقت

مع ان له عند الافطار دعوة مستجابة کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة
روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ افطار کی وقت روزہ دار کی دعا مقبول ہی

لکن بشرط ان یکون افطاره علی حلال فان من صام عما احله الله تعالی وافطر علی ما حرمه الله تعالی لا یستجاب
پر اس شرط سی کہ افطار حلال چیز سی ہو کیونکہ جو شخص حلال چیزونسی بند ہوکر روزہ رکہی اور حرام چیز سی افطار کری تو اوسکی دعا قبول نہین ہوتی

دعاءه ولا یقبل صومه لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله تعالی
اور نہ روزہ قبول ہوتا ہی اسواسطی کہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص جہوٹہ بولنا اور اوسپر عمل کرنا ترک نہ کری تو اللہ تعالی

حاجة

حاجة في ان يدع طعامه وشرابه يعني ان من لم يترك الكذب والعمل بمقتضاه لا يقبل الله تعالى
كيا پرواه هي اسكي كه وه اپنا كهانا اور پينا ترك كردے مراد يه هي جو شخص جهوٹ بولنا اور باطل اعمال كو نه چهوڑے تو الله تعالى اوسكا روزه قبول نهين كرتا
صومه ولا ينظر اليه لانه امسك عما يباح له في غير حال الصوم ولم يمسك عما لا يحل له في جميع الاحوال
اور نه اوسكي طرف توجه كرے اسلئے كه جو چيزين اوسكو بدون روزه كے مباح تهين اونسے تو باز رها اور جو چيزين اوسكو هميشه كو حرام تهين اونسے باز نه آيا
لان المقصود من الصوم ليس نفس الجوع والعطش فقط بل المقصود منه ما يتبعه من كسرة الشهوة
كيونكه روزه سے مقصود صرف بهوك پياس نهين هے بلكه روزه سے مقصود وه هے جو اوسكے بعد حاصل هوتي هين شهوت كا توڑنا نفس اماره كا مغلوب
وقهر النفس الامارة بالسوء فاذا لم يحصل شيء من ذلك فاي فائدة في ترك الطعام والشراب فعلى هذا
كرنا جب انمين سے كچهه بهي حاصل نهوا تو پهر كهانا پينا ترك كرنے سے كيا فائده هے اس تقرير كى موافق
يكون نفي الحاجة عبارة عن عدم القبول من قبيل نفي السبب وارادة المسبب وفي حديث اخر انه
حاجت كى نفي سے مقبول نهونا روزه كا مراد هے جيسے سبب كي نفي كركر مسبب كي نفي مراد ليتي هين اور ايك اور حديث مين هے كه پيغمبر صلى الله عليه وسلم نے
قال الصيام جنة فاذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب فان سابه احد او قاتله فليقل
فرمايا روزه ڈهال هے جب كوئي تم مين سے كسي روز روزه دار هو تو فحش نه بكے اور نه چلاوے پهر اگر اوسكو كوئي گالي دے يا لڑائي كرے تو لازم هے كه كهدے
اني امرؤ صائم يعني ان الصوم جنة وهي بضم الجيم الترس وانما جعل الصوم ترسا لان الصائم يستتر به
مين تو روزه دار هون مراد يه هے كه روزه جنة هے اور جنة جيم كي پيش سے ڈهال كو كهتي هين اور روزه كو اسلئے ڈهال ٹهرايا هے كه روزه دار كو بسبب كثرت ثواب كے
عن النار لكثرة ثوابه وينحفظ به عن المعاصي ووسوسة الشيطان لانه يطبق مجاري الدم التي هي
آگ سے بچاليتا هے اور روزه دار روزه كے سبب گناهون اور شيطاني وسوسه سے بچ جاتا هے اسواسطے كه مسامات خون كى جو شيطان كا رسته هوتا هے
مجاري الشيطان فان الشيطان يجري من ابن ادم مجرى الدم فتنكسر الشهوة ويسكن الغضب لكن ينبغي
بند هوجاتي هين كيونكه شيطان ابن آدم كى اندر خون كي مثال پهرتا هے اسواسطے شهوت ضعيف هوجاتي هے اور غصه تهم جاتا هے ليكن
ان يعلم ان الجنة كما لا يكمل الانتفاع بها الا اذا كانت محكمة من غير اختلال كذا الصوم لا يتحقق به
سمجهني كي بات هے كه ڈهال سے جيسے كچهه فائده حاصل نهين هوتا جبتك وه پوري اور مضبوط اور بے خلل نهو ايسي هي روزه سے اوٹ حاصل نهين هوسكتي
التستر الا على حسب كونه محفوظا عن الخطاء والخلل فان وجد فيه شيء من الخلل ينقص بمقداره
جبتك كه وه خطا اور خلل سے صاف محفوظ نهو اگر اوسمين كچهه خلل هوگا تو اوتنا هي ثواب عمل كا كم هوجاويگا
ثواب العمل ولهذا قال النبي عليه السلام في هذا الحديث فاذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب
اسيليئے نبي عليه السلام نے اس حديث مين يه فرمايا هے اگر تم مين كوئي كسي روز روزه دار هو تو فحش نه بكے اور نه چلاوے
والرفث الفحش من القول وما يضاهيه من التصريح مما يجب ان يكنى عنه عن الفاظ الجماع والصخب بالخاء
اور رفث كى معني بيهوده باتين گالي گلوچ وغيره اور جو اوسكا مانند هو يعني جماع كي لفظون مين سے صاف كهنا اوس لفظ كا جو اشارة كها جاوے اور صخب خاء
المعجمة الصياح والخصومة والمعنى ان الصائم عند الخصومة يجب عليه ان لا يتكلم بالفحش ولا يرفع
نقطه دار سے چيخنا چلانا اور جهگڑا كرنا اور مراد يه هے كه روزه دار كو لازم هے كه تكرار كي وقت كلام بيهوده فحش نه بكے اور نه بيهوده پكار كر بولے
صوته بالهذيان بل يلزمه ان يكون ممسكا عن جميع المناهي لا عن الطعام والشراب فقط فان شتمه
بلكه اوسكو لازم هے كه تمام مناهي سے بند رهے نه صرف كهاني اور پيني سے پهر اگر كوئي اوسكو گالي دے
احد فليقل بلسانه صيانة لصيامه ويسمع شاتمه اني صائم ويجعل هذا القول جوابا له وقيل يقول
تو چاهيے كه واسطے حفاظت روزه كي اپني زبان سے گالي دينے والى كو سنادے كه مين روزه دار هون اور اوسكي گالي كا يهي جواب سمجهے اور بعضي كهتي هين

ذلك بغلبه بان يتفكر في كونه صائما فيرتدع نفسه عن سيء القول ويقوى على كظم الغيظ ولا يكافيه

کہ اپنی دلین میں ایسے طور کہ خیال کری کہ میں روزہ دار ہون تاکہ اوسکا نفس سخن بیہودہ سی باز رہی اور غصہ کو پی جاوی اور گالی کی بدلی گالی نہ دی

على شتمه لئلا يحبط ثواب صومه ويكون من الذين قال النبي عليه السلام فيهم كم من صائم ليس من صيامه

تاکہ روزہ کا ثواب سوخت نہ ہو جاوی پھر اون لوگون میں ہوجاویگا جنکی حق میں نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی بہت لوگ ایسی روزہ دار ہین کہ اونکو روزہ میں سی

الا الظمأ وكم من قائم ليس من قيامه الا السهر فان التقرب الى الله تعالى بترك المباحات لا يتم الا بعد التقرب

صرف پیاس ہی ہی بہت رات کی ایسی نمازی ہین کہ اونکو رات کی نماز میں صرف بیداری ہی ہی کیونکہ خدا کی قربت مباحات کی ترک سی پوری نہیں ہوتی

اليه بترك المحرمات فان من امتثل امره تعالى في ترك الطعام والشراب في نهار صيامه فليمتثل امره فيما

جبتک محرمات کو چھوڑکر قربت نہ حاصل کری کیونکہ جو شخص روزہ کی دن کہانا پینا چھوڑکر خدا کا حکم بجا لایا تو اوسکو چاہئی کہ محرمات میں بھی

يحرم عليه في كل وقت ولا يحل له بحال من الاحوال فمن تعجل فيما حرم عليه قبل وفاته يعاقب في الآخرة

جو اوسپر دایمی حرام ہین اور کسی حالت میں حلال نہیں ہین اوسکا حکم مانی سو جو کوئی جلدی کرکر محرمات کو زندگی میں برتیگا تو آخرت میں یہہ عقاب ہوگا کہ اوس شی سی

بحرمانه وفواته وشاهد هذا قوله عليه السلام من شرب الخمر في الدنيا لم يشرب بها في الآخرة ومن لبس

محروم رہیگا اس دعوی کا شاہد یہہ حدیث ہی جس نی دنیا میں شراب پی آخرت میں نہیں پیویگا اور جس نی دنیا میں

الحرير في الدنيا لم يلبسه في الآخرة فاتقوا الله يا عباد الله في اقامة حدود الله اذ كثير من الناس في هذا

حریر پہنا آخرت میں نہیں پہنیگا سو اے بندگان الہی الله سی ڈرو اوسکی حدود کو قایم رکھو کیونکہ اکثر بنی آدم اس زمانہ میں

الزمان يمشي على العوائد الشايعة بين الانام لا على ما يقتضيه الايمان

اوس راہ و رسم پر چلتی ہین جو خلقت میں مشہور اور مستعمل ہین اوسپر نہیں چلتی جو ایمان کی لایق ہی

المجلس السابع والعشرون

ستائیسوین مجلس میں

في بيان كيفية النية يستدعيه الاسلام

بیان نیت کی کیفیت کا مطابق اسلام کی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه ومن قام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما

رسول الله صلی الله علیہ سلم نی فرمایا جسنی رمضان کی روزی واسطی ایمان اور ثواب کی رکہی اوسکی خطائین معاف ہونگی گذری ہوئین اور جسنی رمضان میں واسطی ایمان اور ثواب کی شب بیداری کی اوسکی خطائین

تقدم من ذنبه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة وقد ذكر فيه نوعان من العبادة اختص

گذری ہوئین معاف ہونگی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اس حدیث میں دو قسم کی عبادت کا ذکر ہی کہ

كل منهما بشهر رمضان احدهما صيام النهار والآخر قيام الليالي فلا بد من معرفتهما اما الصوم فهو في

دونو کو ماہ رمضان سی خصوصیت ہی ایک دن کی روزی اور دوسری راتون کا جاگنا اب ان دونو کی معرفت ضرور ہی پس صوم لغت میں

اللغة الامساك مطلقا وفي الشرع الامساك عن المفطرات المعهودة التي هي الاكل والشرب والجماع من

مطلق امساک یعنی روک کو کہتی ہین اور شرع میں کہتی ہین امساک کو مفطرات مقرری سی یعنی کہانی اور پینی اور جماع سی

الصبح الى غروب الشمس مع النية وهو ثلثة اقسام فرض وواجب ونفل اما الفرض فصوم رمضان اداء وقضاء

فجر سی لیکر آفتاب کی ڈوبنی تک نیت کی ساتھ اور روزہ کی تین قسم ہین فرض اور واجب اور نفل جسمین فرض تو رمضان کی روزی ہین ادا ہوں یا قضا

وصوم الكفارة واما الواجب فالنذر معينا كان او مطلقا واما النفل فما عداها ومن شرع فيه قصدا

اور روزہ کفارہ کی اور واجب نذر کی ہوتی ہین نذر معین ہو یا مطلق نذر ہو اور نفل ان دونو کی سوا اور جسنی قصدًا روزہ رکہا یا

يلزمه اتمامه وان افسده فعليه قضاؤه ولا يجوز افطاره بلا عذر لانه ابطال العمل وقد قال الله تعالى

تو اوسکا پورا کرنا لازم ہو جاتا ہی اگر توڑیگا تو اوسپر قضا لازم آویگی اور اوسکا افطار کرنا بلا عذر جایز نہیں ہی اسواسطی کہ یہہ عمل کا باطل کرنا ہی اور الله تعالی فرماتا ہی

ولا تبطلوا

ولا تبطلوا اعمالکم والضیافۃ عذر فی حق الضیف والمضیف ومن ظن انہ علیہ صوم فتسحر ثم
اور نہ باطل کرو تم اپنی اعمال کو اور مہمانی بھی مہمان اور مہماندار کی حق میں ایک عذر ہوتا ہی اور جسنی یہہ خیال کیا کہ مجھپر روزہ ہی پہر اس خیال سی

علم عدمہ فاکل لا یلزمہ شئی لانہ ظان والمظنون لا یقضی لان القضاء منوط بالالتزام او بالالزام
روزہ رکہا پہر معلوم ہوا کہ نہیں ہی پس کہا لیا تو اسپر کچہہ نہیں آتا اسواسطی کہ اسکو یقین نہیں تہا اور شبہہ کی بدلی قضا نہیں آتی اسواسطی کہ قضا یا تو لازم کرنیسی آتی ہی یا لازم

ولم یوجد واحد منہما واشترط لفرضیۃ صوم رمضان الاسلام والعقل والبلوغ ولفرضیۃ ادائہ
سوان دونو میں سی کچہہ نہیں ہی اور رمضان کی روزوں کی فرض ہونی کی شرط اسلام ہی یعنی کافر پر نہیں اور عقل یعنی دیوانہ پہ نہیں اور بلوغ یعنی بچہ پر نہیں اور ادا کی واسطی

الصحۃ والاقامۃ فان المریض والمسافر یجوز لہما الافطار ثم القضاء لکن صوم المسافر افضل ولصحۃ
شرط صحت ہی یعنی بیمار نہو اور اقامت یعنی مسافر نہو کیونکہ بیمار اور مسافر کی لئی جایز ہی کہ افطار کرکی پہر قضا کرین لیکن مسافر کو روزہ رکہنا افضل ہی اور واسطی صحت

ادائہ الطہارۃ عن الحیض والنفاس لا الطہارۃ عن الجنابۃ اذ یجوز صوم من اصبح جنبا او نام واحتلم
ادا کی شرط ہی پاک ہونا حیض اور نفاس سی فقط جنابت سی پاک ہونا شرط نہیں ہی اسواسطی کہ اگر جنابت میں صبح ہو جاوی یا دن کو سو گیا اور احتلام ہو گیا

واما الحائض والنفساء فلا یجوز صومہما بل یلزمہما الافطار ثم القضاء لکن الحائض تفطر سرا لا جہرا وکذا کل
تو روزہ جایز ہی اور حیض اور نفاس والی عورت کا روزہ جایز نہیں ہی بلکہ انکو چاہئی کہ افطار کرکر قضا کرین لیکن حیض والی عورت چہپی ہوئی افطار کری ظاہر نکری اور ایسیہی

من ابیح لہ الافطار لانہ اذا اکل ولم یکن العذر ظاہرا یکون متہما عند الناس بالفسق الذی ہو اکل رمضان
جس جس کو افطار کرنا مباح ہی اسواسطی کہ اگر کوئی شخص کہاوی اور اوسکا عذر ظاہر نہو تو اور لوگوں کی عندیہ میں فسق میں بدنام ہوگا یعنی رمضان میں دن کو کہانا

والاحتراز عن موضع التہم واجب لما روی انہ علیہ السلام قال من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یقفن
اور تہمت کی جگہہ سی پرہیز کرنا واجب ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص اللہ پر اور قیامت کی دن پر ایمان لاوی تو تہمت کی

مواقف التہم وقد ذکر فی البزازیۃ ان من اکل فی شہر رمضان شہرۃ عیانا متعمدا یؤمر بقتلہ لان صنعہ
مقام پر ہرگز نہ کہڑا ہو اور بزازیہ میں مذکور ہی کہ جو شخص ماہ رمضان میں تمام مہینی برملا قصدا کہایا کری تو اوسکو قتل کرین اسواسطی کہ اوسکا یہہ عمل

دلیل لاستحلالہ ویصح اداءہ بنیۃ من اللیل الی الضحوۃ الکبری وبنیۃ مطلقۃ وبنیۃ النفل وبنیۃ واجب آخر
دلیل حلال سمجہنی کی ہی اور رمضان کی روزہ کا رات سی چاشت کی وقت تک نیت کرکر ادا کرنا صحیح ہی اور مطلق نیت سی اور نفل کی نیت سی اور دوسری واجب کی

ثم عندنا لا بد من النیۃ لکل یوم والافضل التبییت وہو النیۃ من اللیل لیقع اول جزء من الصوم مع النیۃ
نیت سی بہی صحیح ہی پہر ہمارے نزدیک ہر دن کی لئی علیحدہ نیت ضرور ہی اور تبییت افضل ہی یعنی رات سی نیت کرنی تاکہ پہلا جزو روزہ کا بہی نیت سی واقع ہو

والنیۃ ان یعرف بقلبہ انہ یصوم ولا عبرۃ بالنیۃ المتقدمۃ علی الغروب وانما الاعتبار للنیۃ المتاخرۃ
اور نیت یہہ ہی کہ دل مین قصد کرلی کہ مین روزہ رکہونگا اور اوس نیت کا اعتبار نہیں ہی جو غروب آفتاب سی پہلی ہو اعتبار اوسی نیت کا ہی جو آفتاب کی ڈوبنی کی

عن الغروب حتی لو نوی قبل ان تغیب الشمس ان یکون صائما غدا ثم غفل الی الزوال من الغد لا یجوز صومہ
پیچہی ہو یہانتک کہ اگر آفتاب کی ڈوبنی سی پہلی یہہ نیت کی کہ مین کل روزہ رکہونگا پہر اگلی دن دوپہر تک بہول گیا تو اوسکا روزہ جایز نہیں ہی

ولو نوی بعد غروب الشمس یجوز والنذر المطلق لا یصح الا بالنیۃ من اللیل واما النذر المعین والنفل فکل
اور اگر آفتاب کی ڈوبنی کی بعد یہہ نیت کی تو روزہ جایز ہی اور نذر مطلق رات سی نیت کئی بغیر جایز نہیں ہی اور نذر معین اور نفل دونو

منہما کاداء صوم رمضان یجوز بالنیۃ من اللیل الی الضحوۃ الکبری لکن النیۃ من اللیل افضل کما مر
مانند ادا روزہ رمضان کی رات سی لیکر دوپہر سی پہلی پہلی نیت کرنی سی جایز ہو جاتی ہین پر رات سی نیت کرنی افضل ہی چنانچہ گذر چکا ہی

فکل صوم لا یتادی الا بالنیۃ من اللیل اذا نواہ مع طلوع الفجر یجوز لان الواجب قران النیۃ بالصوم لا تقدیمہا
پہر جو روزہ بدون رات کی نیت کی ادا نہیں ہوتا اگر صبح صادق کی ساتہہ ہی نیت کرلی تو بہی جایز ہو جاتا ہی اسواسطی کہ نیت کا روزہ کی ساتہہ ہونا واجب ہی نیت کا روزہ کی

علیه ولو نوی بعد طلوع الفجر عن القضاء لا یقع عن القضاء بل یکون تطوعا حتی لو افطر یلزمه القضاء

پہلی ہوا ضرور نہیں ہی اور اگر بعد طلوع صبح صادق کی قضا کی نیت کری تو قضا کا روزہ نہیں ہوتا بلکہ نفل ہوجاتا ہی اگر اب افطار کریگا تو اسکی قضا آویگی

واذا وجب علی احد قضاء یومین من رمضان واحد واراد ان یقضیهما ینبغی له ان ینوی اول یوم

اور اگر کسی شخص پر ایک رمضان کی دو روزی ذمہ پر ہون اور وہ شخص اونکو قضا کرنا چاہی تو اوسکو چاہی کہ پہلی نیت پہلی دن کی کری جو اوسپر اس رمضان مین سی

وجب علیه من هذا الرمضان وان لم یعین الاول یجوز وکذا لو کانا من رمضانین ینبغی له ان ینوی

واجب ہوا ہی اور اگر اول روز کو نہین معین کریگا تو بہی جایز ہی اور اگر دو روزی دو رمضان کی ہون تو اوسکو چاہی کہ اول نیت

قضاء یوم الرمضان الاول وان لم یعین اختلفوا فیه والمختار انه یجوز ومن افطر عمدا فی یوم من رمضان

قضا پہلی رمضان کی روزہ کی کری اور اگر یون معین نکری تو اسمین اختلاف ہی اس اختلاف مین سی مختار یہہ ہی کہ جایز ہی اور جسنی عمدا رمضان کا ایک روزہ

حتی وجب علیه الکفارة وهو فقیر وصام احدی وستین یوما عن القضاء والکفارة ولم یعین

کہا لیا یہان تک کہ اوسپر کفارہ واجب ہوگیا اور مفلس تہا اور اوسنی اکسٹہہ روزی بابت قضا اور کفارہ کی رکہی اور قضا کا روزہ کوئی سا معین نکیا

یوم القضاء یجوز ویصیر کانه نوی القضاء فی الیوم الاول وستین یوما بعده عن الکفارة وتقدیم

تو جایز ہوجاتی ہین اور یون ہوجاتا ہی گویا اوسنی پہلی دن قضا کا روزہ رکہا اور پہر بعد اوسکی ساٹہہ روزی کفارہ کی رکہی اور کفارہ کا مقدم کرنا

الکفارة علی القضاء هل یجوز ام لا قال القاضی الامام یجوز والکفارة انما یجب بافساد اداء رمضان

قضا پر آیا جایز ہی یا نہین قاضی امام کہتی ہین جایز ہی اور کفارہ ادار رمضان کی فاسد کرنی سی واجب ہوتا ہی

لا بافساد قضائه ولا بافساد اداء غیره او قضائه وهی اعتاق رقبة وان عجز عنه فصیام شهرین

قضا کی فاسد کرنی سی اور ادا اوسکی فاسد کرنی سی یا اوسکی قضا کی فاسد کرنی سی واجب نہین ہوتا اور کفارہ یہہ ہی اول غلام ازاد کرنا اگر یہہ نہوسکی تو روزی دو مہینی کی

متتابعین وان عجز عنه فاطعام ستین مسکینا بان یعطی لکل واحد منهم نصف صاع من

پی درپی بی تخلل اور اگر یہہ بہی نہوسکی سو ساٹہہ مسکینون کو کہانا دینا اسطور کہ ہر ہر کو اونمین سی آدہا آدہا صاع

بر او صاعا من شعیر اذا تقرر هذا فلا بد من معرفة ما یفسد الصوم وما لا یفسده وما یوجب الکفارة

گیہون کا یا پورا پورا صاع جو کا دیوی جب یہہ بیان ہوچکا تو جان لینا چاہی کہ روزہ کیونکر فاسد ہوجاتا ہی اور کیونکر فاسد نہین ہوتا اور کس صورت مین کفارہ واجب

وما لا یوجبها فاعلم ان من جامع او جومع فی احد السبیلین فی نهار رمضان عمدا یلزمه القضاء والکفارة

ہوجاتا ہی اور کس صورت مین واجب نہین ہوتا واضح ہو کہ جسنی جماع کیا یا جماع کیا گیا دونون مین سی کسی رستہ مین رمضان مین دن کو قصدا تو اوسپر قضا اور کفارہ دونو لازم ہین

ولا یشترط الانزال فی الجانبین اذا توارت الحشفة وکذا لو اکل او شرب غذاء او دواء عمدا یلزمه القضاء

دونو کی حقین انزال کا ہونا شرط نہین ہی اگر سر ذکر غایب ہوجاوی اور ایسی ہی اگر کہاوی یا پیوی غذا یا دوا قصدا تو قضا اور کفارہ دونو لازم ہین

والکفارة اما لو اکل او شرب او جامع ناسیا لا یفسد صومه سواء کان فرضا او نفلا ولو ظن ان صومه

ہان اگر کہاوی یا پیوی یا جماع کری بہول کر تو روزہ فاسد نہین ہوتا برابر ہی کہ روزہ فرض ہو یا نفل اور اگر اسنی یہہ گمان کیا کہ روزہ

فسد فاکل عمدا فی رمضان یلزمه القضاء دون الکفارة وکذا لو افطر مخطئا بان کان ذاکر الصوم

جاتا رہا پہر اسنی قصدا رمضان مین کہا لیا تو اب قضا لازم ہوگی کفارہ نہین آتا اور ایسی ہی اگر خطا سی بی اختیار افطار ہوگیا اسطور کہ روزہ تو یاد تہا

وتمضمض فوصل الماء فی جوفه یفسد صومه ویلزمه القضاء دون الکفارة ولو ابتلع البزاق الذی

پر غرارہ کرتی ہوئی پانی حلق مین اُتر گیا تو روزہ جاتا رہیگا اور قضا لازم آویگی کفارہ نہین آتا اور اگر تہوک جو اوسکی منہہ مین

اجتمع فی فیه لا یفسد صومه بل یکره وکذا لو ابتلع المخاط الذی ینزل من راسه الی الفم لا یفسد صومه

جمع ہو رہا تہا نگل گیا تو روزہ نہین جاتا پر مکروہ ہی اور ایسی ہی اگر بلغم کو جو سر کی طرف سی منہہ مین آتا ہی نگل جاوی تو روزہ نہین جاتا

وکذا

وكذا لو بقي في فيه بعد المضمضة بلل وابتلعه بالبزاق لا يفسد صومه لتعذر الاحتراز عنه وكذا اذا اخرج
اور ایسی ہی اگر منہہ کی اندر کلی کی بعد تراوت پانی کی باقی رہی اور اوسکو ہمراہ تہوک کی نگل گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ اس سی بچا نہیں جاتا اور ایسی ہی اگر

الدم من بين اسنانه ودخل في حلقه وابتلعه ان كانت الغلبة للبزاق ولم يجد طعمه لا يفسد صو
اوسکی دانتوں میں سی خون نکل کر حلق میں چلا گیا اور وہ شخص اوسکو نگل گیا اگر تہوک زیادہ تہا کہ مزہ خون کا نہ معلوم ہوا تو روزہ فاسد نہیں ہی

وان كانت الغلبة للدم يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وكذا لو استويا يفسد صومه
اور اگر خون زیادہ ہی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر تہوک اور خون دونو برابر ہوں تو

احتياطا ولو كان بين اسنانه شئ فابتلعه لا يفسد صومه ان كان قليلا لانه تبع للريق وان كان
احتیاط کی لئی روزہ جاتا رہتا ہی اور اگر اوسکی دانتوں میں کوئی چیز رہگئی تہی اوسکو نگل گیا تو روزہ نہیں جاتا اگر وہ چیز تہوڑی ہی اسلئی کہ تہوک میں شامل ہی اور اگر کچہہ

كثيرا يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وقدر الحمصة فما فوقها كثير وما دونها قليل و
زیادہ ہی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور چنی کی برابر اور اس سی زیادہ بہت میں داخل ہی اور اس سی کمتر تہوڑا کہلاتا ہی یعنی تہوک میں شامل ہی

الدمع وعرق الوجه اذا دخل فمه وابتلعه ان كان قليلا كالقطرة والقطرتين لا يفسد صومه وان كا
اور آنسو اور چہرہ کا پسینہ اگر منہہ میں چلا جاوی اور یہہ نگل جاوی اگر وہ تہوڑا ہی ایک یا دو قطرہ تو روزہ نہیں جاتا اور اگر بہت ہو

كثيرا حتى يجد ملوحته في جميع فمه يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وكذا لو ادخل الابريسم
یہاں تک کہ اوسکی نمکینی تمام منہہ میں ہوگئی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم ہوتی ہی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر ابریشم رنگین منہہ میں چلا گیا

المصبوغ في فيه فخرج لون الصبغ واختلط بالريق وابتلعه يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة
اور اوسکا رنگ اوترکر تہوک میں مل گیا اور اوسکو نگل گیا تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا

وكذا لو ابتلع شيئا مما لا يتغذى به ولا يتداوى به عادة كالتراب والحجر ونحوهما يفسد صومه ويلزمه
اور ایسی ہی اگر ایسی چیز نگل گیا جو عادت کی موافق نہ غذا ہوتی ہی اور نہ دوا جیسی مٹی اور کنکر اور مانند انکی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم

القضاء دون الكفارة وذكر في القنية نقلا عن الفقيه ابي جعفر ان من افطر في رمضان مرة بعد
آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور قنیہ میں فقیہ ابو جعفر سی نقل کرکر ذکر کرتا ہی کہ جو شخص رمضان میں بار بار

اخرى بتراب او مدر لاجل المعصية فعليه الكفارة زجرا له وكتب غيره نعم والفتوى على ذلك وبه اخذ
مٹی یا کنکر سی روزہ توڑ ڈالی گناہ کی راہ سی تو اوسپر دہمکی کی راہ سی کفارہ ہی اور اوروں نی لکہا ہی کہ ہاں اور اسہی پر فتوی ہی اور تمام ملک کی

ائمة الامصار وذكر فيها ايضا ان المحترف المحتاج اذا علم انه لو اشتغل بحرفته يلحقه ضرر مبيح للفطر
علماء کا یہہ ہی مذہب ہی اور اسہی میں یہہ بہی مذکور ہی کہ کار بگر محتاج اگر یہہ جانی کہ اپنا پیشہ عمل کرنی سی ایسی ماندگی ہوجاوی گی جس سی افطار کرنا مباح ہی

يحرم عليه الفطر قبل ان يمرض وذكر فيها ايضا ان الخباز لا يجوز له ان يخبز خبزا يوصله الى ضعف
تو اوسپر ماندگی سی پہلی افطار کرنا حرام ہی اور یہہ بہی مذکور ہی کہ بہٹیارہ کو جایز نہیں کہ اتنی روٹیاں پکاوی جس سی ضعف ہوکر

مبيح للفطر بل يخبز نصف النهار ويستريح في النصف وذكر فيها ايضا ان من اتعب نفسه في عمل حتى
افطار مباح ہوجاوی بلکہ آدہی دن روٹی پکاوی اور آدہی دن آرام کری اور اسمیں یہہ بہی مذکور ہی جسنی اپنی جان پر کام کرنی میں اتنی محنت لی

اجهدة العطش وافطر يلزمه الكفارة لانه ليس بمسافر ولا مريض بخلاف الامة فانها اذا اصابها ضعف
کہ اوسکو شدت کی پیاس لگ آئی اور افطار کر ڈالا تو اوسپر کفارہ لازم ہی کیونکہ یہہ شخص نہ مسافر ہی اور نہ بیمار ہی بخلاف لونڈی کی کیونکہ لونڈی اگر مولی کا

من عمل السيد من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها وخافت على نفسها وافطرت كان عليه القضاء دون
کاروبار کرتی کرتی تہک جاوی سالن روٹی پکاکر اور کپڑی دہوکر اور اور کاروبار میں اور اپنی جان پر خوف کر کی روزہ افطار کر دی تو اوسپر قضا آویگی

شامل ہی

الكفارة وكذا الزوجة اذا افطرت لذلك كان عليها القضاء دون الكفارة اذ يجب عليها ديانة ان تفعل

کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی بی بی اگر روزہ افطار کردی ایسی ہی کاروبار میں تو اوسپر قضا لازم ہی کفارہ نہیں آتا اسواسطی کہ ازروی دیانت بی بی پر واجب ہی

كل خدمة في داخل البيت من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها حتى لو لم تفعل شيئا منها تكون اثمة

کہ جو کام اندر گہر کی مانند ہوتی ہین پکانا ریندہنا کپڑی دہونی اور سوا اوسکی جہاڑو وغیرہ کیا کری یہان تک کہ اگر بی بی کچھہ بہی کار نکری تو گنہگار ہوگی

وان لم يجبر عليها وكذا الرقيق او الخادم الذي ذهب بسكر النهر او لكريه او لاصلاح المرض وعليه

اگرچہ اوسپر جبر نہین ہوسکتا ایسی ہی غلام یا خادم جو واسطی بند کرنی پانی نہر کی یا واسطی کہودنی نہر کی یا واسطی درستی فصیل شہر کی جاوی اور

موكل من جانب السلطان واشتد الحر وخاف على نفسه الهلاك فانه لو افطر كان عليه القضاء دون

سلطان کی طرف سی اوسپر تعینات ہو اور حرارت کی شدت سی جان پر ہلاکت کا خوف ہو تو اگر یہہ شخص افطار کریگا تو اوسپر قضا لازم ہی

الكفارة ومن اكل عمدا حتى لزمته الكفارة ثم مرض تسقط عنه الكفارة وكذا المرأة اذا افطرت عمدا

کفارہ نہین ہی اور جسنی قصدًا روزہ توڑ دیا ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم آیا پہر اوسی روز بیمار ہوگیا تو اوسپر سی کفارہ ساقط ہوجاتا ہی ایسی ہی اگر عورت قصدًا

حتى لزمتها الكفارة ثم حاضت يسقط عنها الكفارة لان الكفارة تسقط لعروض الحيض او المرض ومن

روزہ توڑ ڈالی ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم ہوجاوی پہر اوسی دن حائضہ ہوگئی تو اوسکی ذمہ سی کفارہ جاتا رہتا ہی اسلئی کہ کفارہ حیض یا بیماری کی عارضہ سی ساقط

افطر في اول النهار عمدا حتى لزمته الكفارة ثم سافر باختياره لا تسقط عنه الكفارة وكذا لو اكرهه السلطان

ہوجاتا ہی اور جس شخص نی اول روز روزہ افطار کیا ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم ہوا پہر اوسنی اپنی اختیار سی سفر کیا تو اوسپر سی کفارہ ساقط نہین ہوگا اور ایسی ہی اگر

على السفر لا تسقط عنه الكفارة في ظاهر الرواية ومن سافر في نهار رمضان لا يحل له ان يفطر في ذلك

بادشاہ نی زبردستی سفر پر روانہ کیا تو ظاہر روایت مین کفارہ ساقط نہوگا اور جس نی رمضان مین دن کو سفر کیا تو اوس روز اوسکو افطار کرنا حلال نہین ہی

اليوم لان الوجوب قد ثبت عليه فلا يسقط بفعل باشره باختياره ولو افطر كان عليه القضاء لا الكفارة

اسواسطی کہ وجوب اوسپر ثابت ہوچکا ہی تو اب وہ وجوب ایسی کار سی جو اپنی اختیار سی کرتا ہی ساقط نہین ہوگا اور اگر افطار کردیگا تو اوسپر قضا لازم آویگی

ولو لم يفطر حتى تذكر شيئا نسيه في منزله فرجع الى منزله فاكل شيئا ثم خرج من منزله كان عليه القضاء

کفارہ نہین ہوگا اور اگر ابہی افطار نہین کیا تہا جو اوسکو کوئی چیز گہر مین بہولی ہوئی یاد آئی یہہ ہنگر گہر مین آیا اب کچھہ کہا لیا پہر گہر سی روانہ ہوا تو اوسپر قضا

والكفارة لكونه مقيما عند الاكل حيث رفض سفره بالعود الى منزله واذا علم المسافر انه يدخل في

اور کفارہ دونو لازم ہین کیونکہ کہاتی وقت مقیم تہا اسواسطی کہ سفر گہر مین آنی سی قطع ہوگیا تہا اور اگر مسافر کو معلوم ہو کہ آج اپنی شہر مین جا پہنچونگا

يومه مصره يكره له الفطر لاجتماع حكم الاقامة والسفر في هذا اليوم فيترجح جهة الاقامة ومن

تو اوسکو افطار کرنا مکروہ ہی اسواسطی کہ اوس روز حکم سفر اور اقامت کا جمع ہوگیا ہی تو اب اقامت کی جانب غالب ہوگی اور جسکو

غلبه القيء وقاء سواء كان ملأ الفم او دونه لا يفسد صومه سواء كان فرضا او نفلا لقوله عليه السلام

خودبخود قی ہوگئی برابر ہی کہ پر دہن ہو یا کمتر ہو تو روزہ نہین جاتا برابر ہی کہ فرض ہو یا نفل ہو واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

من قاء لا قضاء عليه وان تقيأ فان كان ملأ الفم يفسد صومه لقوله عليه السلام من تقيأ فعليه القضاء

جسنی قی کی تو قضا نہین ہی اور اگر آپ سی قی کی تو اگر پر دہن ہوگی تو روزہ جاتا رہیگا واسطی فرمود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جس نی آپسی قی کی تو اوسپر قضا ہی

وان لم يكن ملأ الفم يفسد صومه ايضا عند محمد لظاهر الحديث ولا يفسد عند ابي يوسف وينبغي للصائم

اور اگر قی پر دہن نہو تو امام محمد کی نزدیک روزہ جاتا رہیگا واسطی ظاہر معنی حدیث کی اور امام ابو یوسف کی نزدیک روزہ نہین جاتا اور روزہ دار کو چاہی

ان لا يبالغ في الاستنجاء ولا يتنفس ولا يقوم من مقامه حتى ينشف ذلك الموضع بخرقة لئلا يصل

کہ استنجا کرتی ہوئی مبالغہ نکری کہل کر نہ بیٹہی نہ اوپر کو دم بہری اور اپنی جگہہ سی جبتک موضع استنجا کو کپڑی سی نہ پونچہی کہڑا نہ ہوجا تاکہ پانی اندر

الماء الی باطنه فیفسد صومه فان من بالغ فی الاستنجاء حتی یبلغ موضع الحقنة یفسد صومه

منہ چلا جاوی پہر روزہ جاتا رہیگا کیونکہ جو استنجا مین مبالغہ کری یہان تک کہ حقنہ کی جگہہ پہنچ جاوی تو روزہ جاتا رہیگا

لکن لا یلزم الکفارة هذا حکم الصوم

پر کفارہ نہین آتا یہہ ہین روزہ کی احکام

المجلس الثامن والعشرون فی بیان کیفیة التراویح وفضیلتها

اٹھائیسوین مجلس تراویح کی کیفیت اور فضیلت کی بیان مین

واما القیام فی لیالی رمضان فالمراد به احیاء لیالیه واحیاء بعض من کل لیلة

اور قایم رہنا رمضان کی راتون مین اس سی تمام تمام راتون کو جاگنا یا ہر یک رات مین سی تہوڑا تہوڑا جاگنا

باداء التراویح فانه علیه السلام کان یرغب الناس فی قیام رمضان من غیر ان یامرهم فیه بعزیمة

واسطی ادار تراویح کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو واسطی قیام رمضان کی رغبت دلاتی تہی لیکن حکم عزیمت کا نہین فرماتی تہی

فیقول من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه یعنی ان من قام الی الصلوة فی

یون ارشاد کرتی جو شخص رمضان بہت واسطی ایمان اور ثواب کی جاگتا رہی تو اوسکی تمام گناہ گذری ہوئی معاف ہونگی مراد یہہ ہی جو شخص رمضان کی راتون مین

لیالی رمضان تصدیقا بحقیته وسنیته وطلبا لرضاء الله تعالی وثوابه لا خوفا من مذمة الناس

اوسکو حق اور مسنون سمجہہ کر واسطی رضامندی اللہ تعالی کی اور ثواب کی نماز پڑہتا ہی کچہہ خوف لوگون کی برا کہنی کا

واستحیاء منه یغفر له ذنوبه المتقدمة وهذان الشرطان لا ینفك عنهما عمل سواء کان فرضا او

اور لوگون کی شرم نہو تو اوسکی تمام پہلی گناہ معاف ہونگی اور یہہ دونو شرطین تمام اعمال مین معتبر ہین کوئی عمل خالی نہین برابر ہی کہ فرض ہو یا

نفلا اذهما شرطان لقبول کل عمل والله تعالی لا یقبل عملا الا بهما وبعدهما شرط اخر لا بد منه وهو ان

نفل ہو اسواسطی کہ ہر عمل کی مقبول ہونی کی یہہ ہی شرط ہی اور اللہ تعالی کوئی عمل بدون ان شرطون کی قبول نہین کرتا اور بعد انکی ایک اور بہی شرط ضروری ہی یعنی

یکون العمل موافقا للسنة لان العمل متی کان علی خلاف السنة لا یقبله الله تعالی والسنة فیها الجماعة

عمل سنت کی مطابق ہو اسواسطی کہ عمل اگر سنت کی برخلاف ہوگا تو اوسکو اللہ تعالی قبول نہین فرماتا اور تراویح مسجد مین جماعت سی

فی المسجد لکن علی طریق الکفایة حتی لو ترکها اهل مسجد اساءوا وکانوا تارکین للسنة ولو اقامها

ادا کرنی مسنون ہی لیکن بطور فرض کفایہ کی ہی یہان تک کہ اگر کسی مسجد والی تمام جماعت ترک کرین تو سب گنہگار اور تارک سنت ہونگی اور اگر بعضون نی

البعض فی المسجد بالجماعة وتخلف البعض وصلاها فی بیته فالمتخلف یکون تارکا للفضیلة ولا یکون

مسجد مین جماعت سی ادا کی اور بعض جو نہ شامل ہوئی اپنی گہر مین پڑہلین سو جو جماعت مین شامل نہوا وہ فضیلت سی محروم رہا گنہگار

مسیئا ولا تارکا للسنة لان بعض الصحابة قد روی عنهم التخلف وعن ابی یوسف ان من قدر

اور سنت کا تارک نہین ہوگا اسلئی کہ بعضی اصحاب سی روایت ہی کہ جماعت مین شریک نہین ہوتی تہی اور ابو یوسف رح سی روایت ہی کہ جو شخص

علی ادائها بالجماعة فی بیته مع مراعاة السنة فالصلوة فی بیته افضل والصحیح ان للجماعة

تراویح کو جماعت سی اپنی گہر مین ادا کر سکتا ہی سنت کی رعایت کر کر تو اوسکو گہر مین پڑہنا افضل ہی اور صحیح یہہ ہی کہ گہر کی اندر

فی بیته فضیلة وللجماعة فی المسجد فضیلة اخری فهو حاز احدی الفضیلتین وترك الفضیلة

جماعت کرنی مین ایک فضیلت ہی اور مسجد مین جماعت کرنی مین اور ہی فضیلت ہی سو اوسنی دونو فضیلت مین سی ایک حاصل کی اور فضیلت زائدہ

الزائدة لترك الجماعة فی المسجد وقال صاحب الخلاصة وهکذا الجواب فی المکتوبات واما نفس التراویح

اسلئی نہ ملی کہ مسجد کی جماعت ترک کی اور خلاصہ والا کہتا ہی یہہ ہی جواب فرایض مین ہی اور لیکن صرف تراویح

فهو سنة مؤکدة علی الاعیان للرجال والنساء توارثها الخلف عن السلف من لدن تاریخ رسول الله علیه السلام

ہر ہر مرد اور عورت پر سنت موکدہ ہین پچہلی پہلون سی سنتی چلی آئی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سی آج تک

الی یومنا هذا فلا ینبغی ترکها والدلیل علی هذا ما روی ان النبی علیه السلام اتخذ فی المسجد حجرة

سو تراویح کا ترک کرنا سزاوار نہین اور دلیل اسکی یہہ روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی مسجد مین حصیر یعنی بوریہ کا حجرہ بنایا تہا

من حصیر لیصلی فیها السنن وکان یخرج من الحجرة ویصلی التراویح للناس بالجماعة فعل هکذا ثلث

تاکہ اوسکی اندر سنتین پڑہا کرین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مین سی باہر آکر تراویح لوگون کی ساتہہ جماعت سی پڑہا کرتی تہی تین رات تک ایسا ہی

لیال فلما کانت اللیلة الرابعة اجتمع ناس کثیر حتی عجز المسجد من اهله فلما رای رغبة الناس دخل الحجرة

اتفاق ہوا جب چوتہی رات آئی تو خلقت بہت جمع ہوگئی کہ مسجد مین تنگی سی جگہ نہ ملی جب آپنی یہہ انبوہ دیکہا تو فرض پڑہتی ہی حجرہ مین تشریف لیگئی

بعد ما صلی الفریضة ولم یخرج الیهم فمازالوا ینتظرون خروجه وظنوا انه نام فجعل بعضهم یتنحنح لیخرج الیهم

پہر باہر نہ آئی اور یہہ لوگ تشریف لانی کی منتظر بیٹہی رہی آخر یہہ خیال کیا کہ آپ سوگئی پہر کسینی تو کہنکارنا شروع کیا تاکہ جاگ کر باہر تشریف لاوین

وبعضهم یقول الصلوة فخرج الیهم فقال ما زال بکم الذی رایت من صنیعکم حتی خشیت ان یکتب

اور کوئی کہتا تہا نماز تیار ہی پہر آپ باہر تشریف لائی فرمانی لگی کہ مین تمہارا یہہ شوق ہمیشہ دیکہی جاتا ہون یہان تک کہ مجہکو یہہ خوف ہوا کہ تمپر فرض ہوجاوین

علیکم ولو کتب علیکم ما قمتم به فصلوا ایها الناس فی بیوتکم فان افضل صلوة المرء فی بیته الا

اور اگر تمپر فرض ہوجاویگی تو ادا نہ کروگی سو تم ای صاحبو اپنی اپنی گہر مین پڑہ لو کیونکہ آدمی کی نماز سوا فرایض کی گہر مین افضل ہوتی ہی

الصلوة المکتوبة فتوفی رسول الله علیه السلام والامر علی ذلک ثم کان الامر علی ذلک فی خلافة

پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی وفات کی اور حال یہہ ہی رہا پہر حضرت ابوبکر کی خلافت مین بہی حال یون ہی رہا

ابی بکر وصدرا من خلافة عمر ثم ان عمر فی ایام خلافته رای الناس یصلون التراویح فی المسجد

اور ابتداء خلافت مین حضرت عمر کی بہی پہر حضرت عمر نی اپنی ایام خلافت مین لوگون کو دیکہا کہ تراویح مسجد مین الگ الگ پڑہتی ہین

منفردین فامرهم ان یصلوها جماعة وامر ابی بن کعب وتمیم الداری لیصلیانها بالناس امامة فصلیاها

تو اونکو یہہ حکم کیا کہ جماعت سی پڑہا کرو اور ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم کیا کہ امام ہوکر اور لوگون کو نماز پڑہاوین سو اون دونونی

بالجماعة والصحابة متوافرون منهم عثمان وعلی وابن مسعود والعباس وابنه وطلحة والزبیر ومعاذ

جماعت کرائی اور اصحاب اوسوقت بہت موجود تہی یعنی عثمان اور علی اور ابن مسعود اور عباس اور عبداللہ بن عباس اور طلحہ اور زبیر اور معاذ

وغیرهم من المهاجرین والانصار وما رد علیه واحد منهم بل ساعدوه ووافقوه وامروه بذلک

اور سوا اونکی اور بہت مہاجر اور انصار موجود تہی سو انہین سی کسینی کچہہ اعتراض نکیا بلکہ اونکی مددگار اور شریک ہوئی اور اسکی صلاح دی

وواظبوا علیها حتی ان علیا اثنی علیه ودعا له بالخیر وقال نور الله مضجع عمر کما نور مساجدنا

اور آپ پڑہتی رہی یہان تک کہ حضرت علی نی عمر کی تعریف کی اور نیک دعا دی اور دعا مین فرمایا اللہ عمر کی گور روشن کری جیسی اونہی ہماری مسجدین روشن کرین

وقد قال النبی علیه السلام علیکم بسنتی وسنة خلفاء الراشدین من بعدی وهی عشرون رکعة

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا میری سنت اپنی ذمہ پر لازم کرلو اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور تراویح بیس رکعت ہین

یسمی کل اربع رکعات منها ترویحة مجازا لما فی آخرها من الترویحة التی هی اسم للجلسة وانما سمی بها

ہر چار رکعت کا نام مجازًا ترویحہ ہی کیونکہ اوسکی آخر مین ترویحہ ہوتا ہی یعنی آرام کی لئی ٹہرجاتی ہین ترویحہ نام جلسہ کا ہی اور جلسہ کو ترویحہ ن

لان الصحابة کانوا یستریحون بین کل اربع رکعات من اجل طول قیامهم فی الصلوة ولکل ترویحة تسلیمتان

اسوسطی کہتی ہین کہ صحابہ ہر چار رکعت کی بعد بیٹہہ کر آرام کیا کرتی تہی کیونکہ نماز مین قیام بہت طویل دراز کرتی تہی اور ہر ہر ترویحہ مین دو دو سلام ہین

فتکون التسلیمات عشرا والترویحات خمسا والامام والجماعة یاتون بالثناء فی کل تکبیرة الافتتاح ویجلسون

اس لئی سلام دس ہوئی اور ترویحہ پانچ ہوئی اور امام اور مقتدی تکبیر تحریمہ کی بعد سبحانک اللہم آخر تک پڑہا کرین اور ہر دو ترویحہ کی

بین

بین کل الترویحتین قدر ترویحة واحدة وکذا بین الخامسة والوتر لانه المتوارث من زمن الصحابة
بیچمین بقدر ایک ترویحہ کی بیٹہتی رہا کرین اور ایسی ہی پانچوین ترویحہ اور وترون کی بیچمین کیونکہ صحابہ کی وقت سی آج تک یہہ ہی چلا آتا ہی

الی یومنا هذا وهم فی الانتظار مخیرون ان شاءوا سبحوا وان شاءوا هللوا وان شاءوا سکتوا ای
اور مصلیون کو استراحت کی وقت مین اختیار ہی چاہین سبحان اللہ پڑہین اور چاہین لا الہ الا اللہ پڑہین اور چاہین چپکی بیٹہی رہین

ذلك فعلوا فهو حسن لقوله علیه السلام المنتظر للصلوة کانه فی الصلوة واهل مکة کانوا یطوفون
جو کرین سو ہی بہتر ہی واسطی قول علیہ السلام کی نماز کا منتظر گویا نماز مین ہی اور مکہ والی ہر دو ترویحہ کی

بالبیت بین کل ترویحتین اسبوعا ویصلون رکعتین للطواف واهل المدینة کانوا یصلون
بیچمین بیت اللہ کا طواف سات سات بار کرتی تہی اور دو رکعت طواف کی پڑہتی تہی اور مدینہ والی اوسوقت مین

فی ذلك اربع رکعات ثم الافضل فیها استیعاب اکثر اللیل بالصلوة والاستراحة ویستحب
چار رکعت پڑہا کرتی تہی پہر افضل تراویح مین یہہ ہی کہ آدہی سی زیادہ رات استراحت اور نماز مین صرف کری اور نماز کی تاخیر

تاخیرها الی انتهاء ثلث اللیل ثم الاصح ان وقتها بعد العشاء الی اخر اللیل قبل الوتر وبعده لانها
تہائی رات کی تمامی تک مستحب ہی پہر صحیح یہہ ہی کہ وقت تراویح کا عشاء کی بعد ہی آخر رات تک وتر سی پہلی اور پیچہی کیونکہ تراویح

نوافل سنة بعد العشاء وهل یحتاج فی کل شفع ان ینوی التراویح قال بعضهم یحتاج لان کل شفع
نوافل بعد عشا کی سنت ہین اور آیا یہہ حاجت ہی کہ تراویح کی ہر ہر شفع مین جدا جدا نیت کری بعضی کہتی ہین ہان حاجت ہی کیونکہ ہر ہر شفع

صلوة علیحدة والاصح انه لا یحتاج لان الکل بمنزلة صلوة واحدة فان فاتت لا تقضی اصلا
جداگانہ نماز ہی اور صحیح یہہ ہی کہ حاجت نہین ہی اسواسطی کہ سب کی سب گویا ایک نماز ہی اگر فوت ہو جاوین تو اصلا قضا نہین ہی

لا بالجماعة ولا بدونها لان القضاء من خواص الفرض ومن صلی العشاء وحده فله ان یصلی
نہ جماعت سی اور نہ بدون جماعت کی اسوسطی قضا کرنا خاصہ فرض ہی کا ہی اور جسنی عشا کی نماز علیحدہ پڑہی تو اوسکو جایز ہی کہ تراویح

التراویح بالامام ولو ترکوا الجماعة فی الفرض لم یصلوا التراویح بالجماعة ومن لم یصل التراویح بالامام
جماعت سی پڑہ لی اور اگر سب نی فرض کی جماعت ترک کی تو پہر تراویح کی لئی جماعت نکرین اور جس نی تراویح جماعت سی نہین پڑہین

یجوز له ان یصلی الوتر به ولو اقاموا التراویح بامامین فصلی کل امام تسلیمة قال بعضهم یجوز
تو اوسکو جایز ہی کہ وتر جماعت سی پڑہی اور اگر تراویح مین باری باری دو امام کئی پہر ہر امام نی ایک ایک شفعہ پڑہایا تو بعضی کہتی ہین کہ جایز ہی

والصحیح انه لا یستحب والمستحب ان یصلی کل امام ترویحة فاذا جاز اقامة التراویح بامامین
اور صحیح یہہ ہی کہ مستحب نہین مستحب یہہ ہی کہ ہر امام ایک ایک ترویحہ پڑہی اور جب کہ تراویح کا پڑہنا دو اماموں کی ساتہہ

علی هذا الوجه یجوز ان یصلی احدهما الفرض والاخر التراویح ویکره للامام فی هذا الزمان التطویل
اسطور پر جایز ہوا تو جایز ہی کہ ایک امام فرض پڑہا دی اور دوسرا امام تراویح اور امام کو اس زمانہ مین قرارت کو

الزائد عن حد اقل السنة فی القراءة والاذکار علی وجه یحصل للجماعة ملل لان ذلك سبب للتنفیر
ادنی حد سنت سی زیادہ دراز کرنا اور ذکر اس طور پر کرنا جس سی جماعت کو ملال پیدا ہو مکروہ ہی کیونکہ اسمین لوگ جماعت سی بہاگین گی

عن الجماعة والتنفیر عن الجماعة مکروه ولکن لا ینبغی له ان ینقص عن قدر اقل السنة فی القراءة و
اور جماعت سی بہگانا مکروہ ہی لیکن یہہ بہی نہ چاہی کہ سنت کی ادنی مقدار سی قرارت اور

التسبیحات لملالهم لانهم غیر معذورین فیه وادنی ما یحصل به السنة فی تسبیحات الرکوع والسجود
تسبیحات مین اونکی ملالت کی خوف سی کوتاہی کری کیونکہ اونکو اسمین کچہہ عذر نہین ہی اور کم سی کم جسمین سنت تسبیحات رکوع اور سجود کی حاصل ہو جاوی

ثلث لقوله علیه السلام اذا رکع احدکم فلیقل ثلث مرات سبحان ربی العظیم وذلك ادناه و

تین بار ہین واسطی ارشاد علیہ السلام کی جسوقت رکوع کری کوئی تمہارا توچاہئی کہ سبحان ربی العظیم تین بار کہی اور یہہ ادنی عدد ہی اور

اذا سجد فلیقل سبحان ربی الاعلی ثلث مرات وذلك ادناه والمراد به ادنی ما یحصل به السنة

جب سجدہ کری توچاہئی کہ سبحان ربی الاعلی تین بار کہی اور یہہ ادنی عدد ہی اور مراد اس سی ادنی مرتبہ ہی جسمین سنت حاصل ہوجاوی

ولذلك یکره النقص عن الثلث وکذا یکره للامام التعجیل علی وجه یعجز الجماعة عن اکمال اقل

اسیہی لئی تین بار سی کم کہنا مکروہ ہی اور ایسی ہی امام کو اتنی جلدی مکروہ ہی کہ جماعت کی لوگ کم سی کم عدد مسنون کی پورا کرنی سی رکوع

السنة فی تسبیحات الرکوع والسجود وعن اکمال قراءة التشهد بل یزید الامام علی التشهد ویاتی

اور سجود کی تسبیحات مین اور قرارت تشہد کی پورا کرنی سی عاجز ہوجاوین بلکہ امام تشہد پر کچھہ زیادہ کری اور

بالصلوة علی النبی علیه السلام ان علم انها لا تثقل علی الجماعة وان علم انها تثقل علیهم لا یاتی بها

نبی علیہ السلام پر درود پڑہی اگر جانی کہ جماعت کی لوگون پر اتنی دیر دشوار نہین ہی اور اگر یہہ جانی کہ یہہ اونپر دشوار ہی تو نہ پڑہی

بل یترکها لکن لا جمیعها بل یقتصر فیها علی قوله اللهم صل علی محمد وعلی ال محمد لانها وان کانت

ترک کردی لیکن بتمام ترک نکری بلکہ اسمین اختصار کرکر اتنا پڑہی اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد اسواسطی کہ درود اگرچہ

سنة عندنا الا انها فرض عند الشافعی وبهذا القدر یتاتی القولان ویکره للمقتدی ان یقعد

ہماری مذہب مین سنت ہی پر شافعی کی نزدیک فرض ہی اور اتنی کلمات مین دونو قول ادا ہوجاتی ہین اور مقتدی کو مکروہ ہی کہ تراویح کی وقت بیٹہا رہی

فی التراویح حتی اذا اراد الامام ان یرکع یقوم ویقتدی لان فیه اظهار التکاسل فی الصلوة والتشبه

یہان تک کہ جب امام رکوع مین جاوی توکہڑا ہوکر نیت کرلی کیونکہ اسمین نماز کی سستی ظاہر ہوتی ہی اور منافقون سی

بالمنافقین الذین قال الله تعالی فیهم واذا قاموا الی الصلوة قاموا کسالی یراءون الناس وکذا اذا

مشابہت آتی ہی جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی اور جب کہڑی ہون نماز کو توکہڑی ہون جی ہاری دکہانی کو لوگون کی ایسی ہی اگر

غلب النوم یکره له ان یصلی بالنوم بل ینبغی له ان ینصرف وینام ولا یصلی حتی یستیقظ لان

نیند غالب ہوجاوی تو مکروہ ہی کہ اونگہتا ہوا نماز پڑہی بلکہ اوسکو یون چاہئی کہ جاکر سورہی اور نماز نہ پڑہی جبتک ہوشیار ہو کیونکہ

فی الصلوة مع النوم تهاونا وغفلة وترك التدبر ثم انه ان نام فی القعدة کلها فانه اذا انتبه یفرض

اونگہتی ہوئی نماز پڑہنی مین اہانت اور غفلت اور ترک تدبیر ہی پہر اگر مصلی تمام قعدہ مین سوتا رہا توجب ہوشیار ہو اوسپر فرض ہی

علیه ان یقعد قدر التشهد وان لم یقعد تفسد صلوته لان ما حصل من افعال الصلوة حالة

کہ تشہد کی مقدار بیٹہا رہی اور اگر اتنی قدر قعود نہین کریگا تو اوسکی نماز فاسد ہوجاتیگی اسواسطی کہ جتنی ارکان نماز کی نیند کی حالت مین

النوم لا تعتبر لصدورها بلا اختیار فیکون وجودها کعدمها وهذه المسئلة یکثر وقوعها لا سیما

ہوئی ہین اونکا کچھہ اعتبار نہین ہی کیونکہ بی اختیار عمل مین آئی ہین تو اونکا ہونا نہونا برابر ہی اور یہہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہی خاص کر

فی لیالی الصیف والناس عنها غافلون ثم اختلف المشائخ فی مقدار القراءة فقال بعضهم یقرأ

گرمی کی راتونمین اور لوگ اس مسئلہ سی غافل ہین پہر مشائخ مین اختلاف ہی مقدار قرارت مین سو بعضی یہہ کہتی ہین

فی کل شفع مقدار ما یقرأ فی المغرب یعنی انه یقرأ من قصار المفصل وهی من سور لم یکن الذین کفروا

کہ ہر شفع مین اتنا پڑہی جتنا مغرب کی نماز مین پڑہتی ہین مراد یہہ ہی کہ قصار مفصل مین سی اور وہ سورہ لم یکن سی

الی اخر القران لان التطوع اخف من المکتوبة فیعتبر باخف المکتوبات وهی المغرب وهذا القول

آخر قرآن تک ہی اسواسطی کہ نفل فرایض کی نسبت خفیف ہوتی ہین سو اب فرایض مین سی خفیف کا اعتبار ہوگا سو وہی مغرب ہی اور یہہ قول

ليس بصحيح لان بهذا القدر لا يحصل الختم والختم فيها مرة واحدة سنة ولا يترك لكسل الجماعة

صحیح نہین ہی اس لیئے کہ اتنی قرارت سی ختم قرآن نہین ہوسکتا اور ایک دفعہ ختم کرنا مسنون ہی جماعت والون کی کسالت کی مارے ترک نہ کرین

حتی لو قرء الامام بعض القران فی سائر الصلوات لئلا یمل الجماعة من طول القراءة فی التراویح یکون

یہان تک کہ اگر امام نے کچھہ کچھہ قرآن تمام نمازون مین اسلیئے پڑھا کہ جماعت والی تراویح کی اندر طول قرارت سی ملول نہون

له ثواب الصلوة ولا یکون لهم ثواب الختم وقیل الافضل فی زماننا ان یقرء الامام علی حسب

تو اونکو نماز کا ثواب ہوگا ختم کا ثواب نہین ہوگا اور کہتی ہین کہ ہماری زمانہ مین یہہ افضل ہی کہ امام جماعت کی

حال الجماعة من الرغبة والنفرة فیقرء قدر ما لا یوجب التنفیر عن الجماعة لان تکثیر الجماعة

حال کی موافق رغبت اور نفرت کی لحاظ سی پڑہا کری سو اسقدر پڑہی جسمین جماعت سی نفرت نکرین اسواسطی کہ جماعت کا زیادہ ہونا

افضل من تطویل القراءة لکن لا یقتصر بعد الفاتحة علی ایة قصیرة او ایتین قصیرتین

تطویل قرارت سی بہتر ہی پہر بہی بعد فاتحہ کی ایک یا دو آیتون چھوٹی چھوٹی پر اقتصار نکری

لان قراءة ثلث ایات او ایة طویلة مع الفاتحة واجبة وذکر فی التجنیس ان بعض الناس اعتادوا

اسواسطی کہ تین آیت چھوٹی یا ایک آیت دراز ہمراہ فاتحہ کی پڑہنی واجب ہی اور تجنیس مین مذکور ہی کہ بعضی لوگونکی عادت ہی

قراءة سورة الفیل الی اخر القران مرتین وهو حسن فی هذا الزمان اذ روی عن بعض المشائخ

کہ سورۂ فیل سی آخر قرآن تک دو بار پڑہتی ہین اس زمانہ مین یہہ بہت خوب ہی اسواسطی کہ بعضی مشایخ سی روایت ہی

علی ما ذکر فی فتاوی قاضیخان ان لم یکن عارفا باهل زمانه فهو جاهل لان اکثر الناس فی هذا الزمان

چنانچہ فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی کہ جو شخص اپنی عہد کی لوگون کا حال نہ پہچانی تو وہ جاہل ہی اسلیئے کہ اس زمانہ کی اکثر لوگون کی

طبایعهم جامدة صعبة الانقیاد ان یروا سبیل الرشد لا یتخذوه سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوه

طبیعتین ایسی بستہ ہین کہ مطیع ہونا دشوار ہی اگر دیکھین راہ ہدایت کی تو وہ نہ ٹہراوین راہ اور اگر دیکھین راہ الٹی ٹہراوین اوسکو

سبیلا فانهم قد جعلوا التراویح عادة لا عبادة یتقرب بها الی الله تعالی علی ما شرطه رسول الله عم

راہ سو ان لوگون نی تراویح کو عادت کرلی ہی عبادت نہین جانتی جسمین قرب الہی ہو جیسی رسول الله صلی الله علیه وسلم نی

فیها من القراءة وغیرها فیتخذون صلوتها خلف امام لا یتم الرکوع والسجود والقومة والجلسة

تراویح مین قرارت وغیرہ کی شرط کی ہی سو ایسی امام کی پیچھی نماز شروع کرتی ہین جو نہ رکوع پورا کری اور نہ سجدہ پورا کری اور نہ قومہ اور نہ جلسہ

ولا یرتل القران کما امر الله به بل هو من غایة السرعة یقع فی اللحن الجلی یترك بعض حروف الکلمة او

اور نہ جیسی حکم الہی ہی قرآن ترتیل کی ساتھہ پڑہی بلکہ وہ جلدی کا مارا صاف راگنی مین پڑہنی لگتا ہی بعضی کلمات کی حرف یا حرکات رہ جاتی ہین

حرکاتها وقد ذکر فی البزازیة ان اللحن حرام بلا خلاف وذکر فی الفتاوی ان الامام اذا کان لحانا لا باس

اور بزازیہ مین مذکور ہی کہ راگنی مین قرآن کا پڑہنا بالاتفاق حرام ہی اور فتاوی مین مذکور ہی کہ امام اگر راگنی مین پڑہتا ہو تو اگر کوئی شخص

للرجل ان یترك مسجده ویتحول الی مسجد اخر فانه لا یاثم بذلك لانه قصد الصلوة خلف تقی

اوس مسجد کو چھوڑکر اور مسجد مین جانی لگی تو کچھہ مضائقہ نہین اس سی گنہگار نہین ہوتا اسواسطی کہ یہہ شخص پرہیزگار کی پیچھی نماز پڑہا چاہتا ہی

وقد قال النبی علیه السلام من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی من الانبیاء وفیه اشارة

اور نبی علیه السلام نی فرمایا کہ جسنی نماز عالم پرہیزگار کی پیچھی پڑہی تو گویا نبیون مین سی کسی نبی کی پیچھی پڑہی اسمین یہہ اشارہ ہی

الی انه لو ترك مسجده بلا عذر یکون اثما فکیف یکون حال الذین یترکون مسجدهم بلا عذر ویسرعون

کہ اگر کوئی بلا عذر اپنی مسجد مین جانا چھوڑدی تو گنہگار رہوتا ہی اب اونکا کیا حال ہوگا جو اپنی مسجد کو بلا عذر چھوڑدیتی ہین اور جلدی سی

الى مسجد يكون فيه انواع من الانغام والالحان ويطلبون اماما لا يتم الركوع والسجود ولا يرتل القران
ایسی مسجد مین جاتی ہین جہان طرح طرح کی نغمی اور راگ ہوتی ہین اور ایسا امام تلاش کرتی ہین جو نہ رکوع تمام کری اور نہ سجدہ پورا کری اور نہ قرآن کو ترتیل سی پڑہی

بل ربما ينكرون على من يتم الركوع والسجود ويرتل القران وينفرون عنه ويكونون من الذين اتخذوا
بلکہ بعضی وقت ایسی امام پر اعتراض کرتی ہین جو رکوع اور سجدہ پورا کری اور قرآن کو اچہی طرح پڑہی اور اوس سی نفرت کرتی ہین پہر وہ اون لوگون مین ہین جنہون نی اپنی

دينهم لعبا ولهوا وغرتهم الحيوة الدنيا وهم عن الاخرة غفلون فان من صلى التراويح بترك القومة
دین کو ہنسی کہیل ٹہرایا اور فریب کہایا دنیا کی زندگی کا اور وہ آخرت سی غافل ہین بیشک جسنی تراویح ایسی طور پر پڑہین کہ نہ قومہ پورا کیا

والجلسة والطمانية المقدرة بمقدار تسبيحة فيها يكون عاصيا مستحقا للعذاب بالنار لان هذه
اور نہ جلسہ کیا اور نہ اونمین کی ایک تسبیح کی برابر طمانیت کی تو گنہگار ہوتا ہی اور مستحق آگ کی عذاب کا کیونکہ یہہ

الاشياء فرض عند ابي يوسف والشافعي حتى تبطل الصلوة بتركها وواجب عند ابي حنيفة ومحمد في
سب چیزین امام ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہین انکی ترک سی نماز باطل ہوجاتی ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی نزدیک ایک روایت مین

رواية حتى يجب اعادة الصلوة بتركها وفي رواية اخرى سنة وعلى هذه الرواية يكون تاركها مستحقا
واجب ہین یہان تک کہ انکی ترک سی اعادہ نماز کا واجب ہی اور ایک دوسری روایت مین سنت ہین اور اس روایت کی موافق انکا تارک عتاب کا مستحق ہوتا ہی

للعتاب وحرمان الشفاعة فيكون من الذين ضل سعيهم في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون
اور شفاعت سی محروم پہر اون لوگون مین ہی جنکی دوڑ بہٹک رہی ہی دنیا کی زندگانی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین

صنعا ومن الذين بدا لهم من الله ما لم يكونوا يحتسبون وهذا هو الخسران المبين والغبن العظيم ثم
کام اور اون لوگون مین سی کہ نظر آیا اونکو اللہ کی طرف سی جو خیال نرکہتی تہی اور یہہ صاف ٹوٹا اور بڑا ہی خسارہ ہی پہر

ان ههنا نكتة لا بد من التنبيه عليها حتى يتنصح من كان فيه انصاف وميل الى الحق وهي ان التراويح عشرون
یہان ایک نکتہ ہی اوسکا بیان بہی ضروری ہی تاکہ جسمین انصاف اور حق کی طرف رغبت ہی پند پذیر ہو وہ نکتہ یہہ ہی کہ تراویح بیس رکعتین ہین

ركعة وفي كل ركعة قومة وجلسة وطمانينتهما وفي ترك كل منهما ذنب فلو تركت طمانينة احدهما يكون
اور ہر ہر رکعت مین ایک قومہ اور ایک جلسہ ہی اور دو اونمین اطمینان اور دونون مین سی ہر یک کا ترک کرنا گناہ ہی پس اگر ایک کی طمانیت ترک ہوئی

عدد الذنوب عشرين ولو تركت طمانينتهما يصير عدد الذنوب اربعين ولو تركت انفسهما ايضا يصير
تو گنتی مین بیس گناہ ہوئی اور اگر دونو کی طمانینت ترک ہوئی تو گنتی مین چالیس گناہ ہوئی اور اگر وہ دونو خود بہی ترک ہوئی تو

مجموع الذنوب ثمانين واذا ضم اليه معصية الاظهار يصير مجموعها مائة وستين ذنبا واذا ضم
تمام گناہ اسی ہو جاوینگی اور اگر اسکی ساتہ معصیت ظاہر کرنی کی ملاوین تو تمام گناہ ایک سو ساٹہ ہوجاوینگی اور اگر اسکی ساتہ

اليه عدم الاعادة الواجبة يصير المجموع مائة وثمانين ذنبا مع ان ترك هذه المذكورات يكون سببا
اعادہ نکرنا جو واجب تہا ملا یا جاوی تو سب ملکر ایک سو اسی گناہ ہو جاوینگی باوجودیکہ ان مذکورات کی ترک کرنی سی جو جو ذکر انتقالات کی اندر

لاتيان الاذكار المشروعة في الانتقالات وفي اتيان الاذكار المشروعة في الانتقالات
مشروع ہین وہ سب ذکر بعد تمامی انتقالات کی ہوجاتی ہین اور جو ذکر انتقالات کی اندر مشروع ہین اونکو

بعد تمام الانتقال كراهتان تركها عن موضعها وتحصيلها في غير موضعها فيقع في كل ركعة اربع مكروهات
بعد تمامی انتقال کی لانی مین دو کراہتین ہین ایک تو اپنی مقام سی ٹلا دینا اور غیر جگہ رکہدینا اب ہر ہر رکعت مین چار چار مکروہ ہونگی

فيلزم منه ترك اربع سنن فان من ترك القومة او الطمانينة فيها يقع سمع الله لمن حمده والتكبير حين الانخفاض
اور اس سی ترک کرنا چار سنتون کا لازم آتا ہی کیونکہ جسنی قومہ یا قومہ کی اندر طمانینت کو ترک کیا تو سمع اللہ لمن حمدہ اور اللہ اکبر جہکتی ہوئی کہنی مین آوینگی

بل یقع التکبیر بعد السجدۃ والسنۃ ان یقع سمع اللہ لمن حمدہ حین رفع الراس من الرکوع والتکبیر حین الانخفاض وکذا

بلکہ اللہ اکبر بعد سجدی کی کہنی مین آویگا اور طریق مسنون یہہ ہی کہ سمع اللہ لمن حمدہ رکوع سی سر اوٹہاتی ہوئی کہی اور اللہ اکبر سجدہ کی طرف جہکتی ہوئی کہی اور ایسی ہی

اذا ترک الجلسۃ والطمانینۃ فیہا یقع بعض التکبیر الاول حین الانخفاض بل یقع بعض التکبیر الثانی بعد السجود والسنۃ ان یاتی

اگر جلسہ کو ترک کری یا جلسہ مین طمانیت کو ترک کری تو کچہہ لفظ پہلی تکبیر کی جہکتی ہوی کہنی مین آوینگی بلکہ کچہہ لفظ دوسری تکبیر کی سجدہ کی بعد کہنی مین آوینگی اور طریق مسنون یہہ ہی کہ

التکبیر الاول حین الرفع والثانی حین الانخفاض فیصیر عدد المکروہات فی جمیع الرکعات ثمانین فیلزم منہ ترک ثمانین سنۃ فاذا ضم

پہلی تکبیر سجدہ سی اوٹہتی ہوئی کہی اور دوسری تکبیر جہکتی ہوئی سو اب مکروہات کی گنتی تمام رکعتوں مین اسی ہو جاویگی اور اس سی اسی سنتین چہوٹ جاتی ہین اور جب ان مکروہات کو

الی ذلک اظہار کل منہما فان اظہار المکروہ مکروہ ایضا یصیر المجموع مائۃ وستین مکروہا ومائۃ وستین ترک سنۃ وھل یعد من العقلاء

اظہار سمین شامل کرین کیونکہ مکروہات کا ظاہر کرنا بہی مکروہ ہی تو تمام مکروہات بہی ایک سو ساٹہہ ہو جاویگی اور ایک سو ساٹہہ سنتین ترک ہونگی پہر کیا وہ شخص عاقل گنا جاویگا

بفعل فی کل لیلۃ من لیالی رمضان فی اداء التراویح مائۃ وثمانین ذنبا فقط ومائۃ وستین مکروہا ومائۃ وستین ترک سنۃ فان فی ترک کل

جو رمضان کی راتوں مین سی ہر رات کو صرف تراویح کی ادا کرتی ہوئی ایک سو اسی گناہ کری اور ایک سو ساٹہہ مکروہ کری اور ایک سو ساٹہہ سنت ترک کری کیونکہ ہر سنت کی ترک

سنۃ عتابا وحرمان الشفاعۃ فہل یرضی العاقل ان یجعل نفسہ محروما من شفاعۃ رسول رب

کرنیمین عتاب ہوتا ہی اور شفاعت سی محرومی پہر مرد عاقل کب پسند کرتا ہی کہ اپنی تئین رسول رب العالمین کی شفاعت سی محروم کری

العالمین التی یرجوھا ویطلبہا کل الخلائق حتی الانبیاء والاولیاء والصالحین نسال اللہ تعالی ان لا

جسکی تمام خلق امیدوار اور تلاش رکہتی ہی یہانتک کہ انبیا اور اولیا اور صلحا، ہم اللہ سی چاہتی ہین کہ ہمکو

یجعلنا من المحرومین المجلس التاسع والعشرون فی بیان فضیلۃ تاخیر السحور وتعجیل

محروم نکری — اونتیسوین مجلس مین بیان سحر کہانی مین تاخیر اور فطار مین تعجیل کی فضیلت کا

الافطار قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسحروا فان فی السحور برکۃ ھذا الحدیث من صحاح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا سحر کہایا کرو کیونکہ سحر مین برکت ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح

المصابیح رواہ انس والمحفوظ فیہ عند اصحاب الحدیث فتح السین فی السحور وھو اسم لما یوکل فی وقت

حدیثوں مین ہی انس کی روایت ہی اور اس حدیث مین محدثین کی نزدیک سحور کی لفظ مین سین کا زبر محفوظ ہی اور طعام کا نام ہی جو سحر کی وقت کہاتی ہین

السحر الذی ھو اخر اللیل ای سدسہ الاخیر فیحتاج الی مضاف محذوف تقدیرہ ان فی اکل السحور برکۃ

اور سحر آخر شب یعنی چہٹا حصہ پچہلا سو اس کلام مین ایک مضاف محذوف ہی واقع مین یون ہی کہ سحور کہانی مین برکت ہی

لان البرکۃ لیست فیما یوکل من الطعام بل فی استعمال السنۃ ویجوز فیہ ضم السین فعلی ھذا یکون مصدرا

کیونکہ برکت طعام مین جو کہایا جاتا ہی نہین ہی بلکہ سنت کی استعمال مین ہی اور اس لفظ مین سین کا پیش بہی جایز ہی اسکی موافق سحور صیغہ مصدر کا ہی

فلا یحتاج الی تقدیر المضاف والمعنی ان فی الاکل وقت السحر برکۃ والمراد بالبرکۃ ھھنا زیادۃ القوۃ علی

اب مضاف پیدا کرنی کی کچہہ حاجت نہین اور معنی یہہ ہین کہ سحر کی وقت کہانا کہانی مین برکت ہی اور یہان برکت سی مراد زیادتی قوت روزہ رہنی کی

اداء الصوم بدلیل قولہ علیہ السلام استعینوا بقائلۃ النہار علی قیام اللیل وباکل السحور علی صیام

اس دلیل سی کہ حدیث مین آیا ہی دن کی سونی سی نماز کی لئی رات کی جاگنی پر مدد لیلو اور سحر کہانی سی دن کی روزہ پر

النہار ویجوز ان یراد بہا زیادۃ الثواب فی الاخرۃ وقولہ علیہ السلام تسحروا امر واقل مرتبتہ الاستحباب

اور یہہ بہی جایز ہی کہ برکت سی مراد آخرت مین زیادتی ثواب کی ہو اور حدیث کا لفظ تسحروا امر کا صیغہ ہی اور کم سی کم مرتبہ سمین استحباب کا ہی

فیکون السحر وھو الاکل فی وقت السحر مستحبا وقد روی عن عمرو بن العاص انہ علیہ السلام قال فصل ما بین

اب سحر یعنی سحر کی وقت طعام کہانا مستحب ہوگا اور روایت ہی عمرو بن عاص سی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ ہماری روزہ مین

صيامنا وصيام اهل الكتاب اكلة السحر الاكلة بالضمة اللقمة والمعنى ان اللقمة التي تؤكل في وقت
اور اہل کتاب کی روزہ مین فرق سحر کہانی کا ہی اور اکلہ ہمزہ کی پیش سی لقمہ کو کہتی ہین اور معنی حدیث کی یہہ ہین وہ لقمہ جو سحر کی وقت کہایا جاتا ہی
السحر هو الفارق بين صيامنا وصيام اهل الكتاب لان الله تعالى اباح لنا في ليلة الصيام ما حرم عليهم
یہہ ہی فرق ہی ہماری روزی مین اور اہل کتاب کی روزہ مین کیونکہ اللہ تعالی نی ہماری لئی رمضان کی راتون مین مباح کر دیا ہی جو جو اونپر حرام کر دیا تہا
فان بني اسرائيل قبل تغير دينهم وتبدل شريعتهم كانوا ليلة صيامهم اذا ناموا كان الطعام والشراب
کیونکہ بنی اسرائیل اپنی دین کی تغیر اور اپنی شریعت کی تبدیل سی پہلی اگر روزون کی راتون مین سوجاتی تو اونپر کہانا پینا
والجماع حراما عليهم كما كان الحكم كذلك في ابتداء الاسلام ثم نسخ ذلك الحكم ورخص لنا في هذه الاشياء
جماع سب حرام ہو جاتا تہا چنانچہ ابتداء اسلام مین بہی یہہ ہی حکم تہا پہر یہہ حکم منسوخ ہوگیا اور جب تک صبح صادق نہو ان اشیا کی ہمکو اجازت ہوگئی
ما لم يطلع الفجر وكان سبب ذلك امران احدهما ما روى عن عمر رض انه جامع امراته بعد النوم ثم ندم على
اور اسکا سبب دو چیز ہوئین ایک تو یہہ جو عمر رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ انہون نی اپنی بی بی سی سونی کی بعد جماع کیا پہر اس حرکت سی نادم ہوکر
ما فعل واتى النبي عليه السلام واعتذر اليه فنزل قوله اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ وصارت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئی اور عذر کیا پہر یہہ آیت نازل ہوئی حلال ہوا تمکو روزی کی رات مین بی پردہ ہونا اپنی عورتون سی اور اونکی لغزش
زلته رحمة في حق جميع الامة والثاني ما روى عن قيس بن حرمة انه صام ولم يجد وقت الافطار شيئا
تمام امت کی حق مین رحمت ہوگئی اور دوسری وہ جو قیس بن حرمہ سی روایت ہی کہ اونسی روزہ رکہا پہر افطار کی وقت کچہہ ایسا نہ ملا جس سی روزہ افطار
يفطر به فذهبت امراته في طلب شئ فغلب عليه النوم فنام وجاءت امراته بطعام بعد ما كان الطعام
کرتا پہر اونکی بی بی کچہہ کہانی کی تلاش مین گئی اس عرصہ مین انپر نیند کا غلبہ جو ہوا تو سوگئی اور اونکی بی بی کہانا اوسوقت لائی کہ
عليه حراما فانتبه بعد ما مضى وقت الاكل ولم ياكل شيئا فلما كان نصف النهار من الغد غشي عليه
اونپر حرام ہوچکا تہا پہر ایسی وقت جاگی کہ کہانی کا وقت گذر چکا تہا سو اسنی کچہہ نہ کہایا جب اگلی دن کا دو پہر ہوا تو اونکو غش آگیا
فقال النبي عليه السلام مالك فقص عليه القصة فنزل قوله تعالى وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ
نبی علیہ السلام نی پوچہا تیرا کیا حال ہی اونسی تمام قصہ بیان کیا پہر یہہ آیت اوتری اور کہاؤ اور پیو جبتک کہ صاف نظر آوی تمکو دہاری
الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ فانه تعالى لما احل لنا في ليلة الصيام هذه الاشياء بعد النوم رغب النبي عم
سفید جدی دہاری سیاہ سی فجر کی پس اللہ تعالی نی جب یہہ چیزین رمضان کی راتون مین سونی کی بعد حلال کر دین تو نبی علیہ السلام کو
في اكل السحور فقال تسحروا فان في السحور بركة وبين انه فصل بين صيامنا وصيام اهل الكتاب ولهذا
سحور کی کہانی مین رغبت ہوئی فرمایا سحر کہایا کرو کیونکہ سحور مین برکت ہی اور بیان کیا کہ ہماری روزہ مین اور اہل کتاب کی روزہ مین سحر کا فرق ہی اور اسہی لئی
كان مستحبا ومن كان غير محتاج اليه يستحب له ان ياكل شيئا يسيرا ولو تمرة او تينة او شربة ماء
مستحب ہوگئی اور جسکو سحر کہانی کی حاجت نہو تو اوسکو بہی مستحب ہی کہ کچہہ تہوڑا سا کہا لیا کری اگرچہ ایک چہوارہ ہو یا ایک انجیر یا ایک گہونٹ پانی
عملا بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم واغتناما لبركة السحور ويستحب تاخيره ايضا لما روى انه
تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل ہو اور سحور کی برکت غنیمت ہو اور تاخیر سحور کی مستحب ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی
قال ثلث من اخلاق المرسلين تعجيل الافطار وتاخير السحور والسواك فان قيل كيف يكون تاخير السحور
فرمایا کہ تین امر مرسلین کی عادات مین سی ہین افطار مین تعجیل اور سحور مین تاخیر اور مسواک اگر کوئی کہی تاخیر سحور مرسلین کی
من اخلاق المرسلين وهو مخصوص باهل ملتنا فالجواب ان المراد به الاكلة الثانية فانها كانت تجري
اخلاق مین سی کیونکر ہوسکتی ہی حال یہہ ہی کہ سحور صرف اسہی امت کی واسطی ہی تو جواب یہہ ہی کہ سحور سی مراد دوبارہ کہانا ہی کیونکہ یہہ اونکی حق مین قایم

مجرى السحور في حقهم وفي حديث اخر انه عليه السلام قال لا يزال امتي بخير ما اخروا السحور وعجلوا

مقام سحور کی تہا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ آپ نی فرمایا کہ میری امت ہمیشہ بہلائی پر رہیگی جبتک سحر مین تاخیر اور افطار مین

الفطر لكن ينبغي ان لا يؤخر على وجه يقع الشك في طلوع الفجر فان من شك في طلوع الفجر فالافضل له

جلدی کرتی رہینگی لیکن لایق یہہ ہی کہ اتنی تاخیر نکری کہ صبح صادق کی کہلنی مین شک پیدا ہوجاوی کیونکہ جسکو صبح صادق مین شک ہو تو اوسکو یہہ ہی افضل ہی

ان يترك الاكل تحرزا عن الوقوع في المحرم ولو اكل فصومه تام لان الاصل بقاء الليل ولا يخرج بالشك وروي

کہ نہ کہاوی ایسا نہو کہ حرام فعل مین واقع ہوجاوی اور اگر اس حال مین کہا لیا تو روزہ پورا ہی اسواسطی کہ اصل تو رات کا باقی رہنا ہی شک سی خارج نہین ہوتی

عن ابي حنيفة انه لو كان في موضع يتبين له الفجر لا يلتفت الى الشك ولو كان في موضع لا يتبين فيه

اور ابوحنیفہ سی روایت ہی کہ سحر کہانیوالا اگر ایسی مقام مین ہو کہ فجر منکشف ہوجاتی ہی تو شک کا کچہہ اعتبار نہین اور اگر ایسی مقام مین ہی جہان فجر ظاہر

الفجر او كانت الليلة مقمرة او متغيمة او كان ببصره علة تكون مسيئا في الاكل مع الشك لقوله عم

نہین ہوتی یا وہ رات چاندنی ہو یا کہنا ہو یا یہہ شخص کم سوجہہ ہو تو اب حالت شک مین کہانا اچہا نہین واسطی ارشاد نبی صلی الله علیہ وسلم کی

دع ما يريبك الى ما لا يريبك وان كان اكبر رأيه انه اكل والفجر طالع فالاحتياط فيه ان يقضي ذلك

چہوڑ اوسکو جسمین شک ہی طرف اوسکی جسمین تجہکو شک نہین اور اگر اسکی رای مین احتمال غالب یہہ ہو کہ کہانا کہاتی ہوئی صبح صادق ہوگئی تو احتیاط اسمین یہہ ہی ہی

اليوم عملا بغالب الرأي لان اكبر الرأي كاليقين فيما يبنى على الاحتياط وعلى ظاهر الرواية لا قضاء عليه

غالب احتمال پر عمل کرنی کو اسواسطی کہ احتمال غالب یقین کی مانند ہوتا ہی جہان احتیاط کرنی ہوتی ہی اور ظاہر روایت پر اوسپر قضا نہین ہی

لان اليقين لا يزول الا بمثله والاصل بقاء الليل ولو ظهر ان الفجر قد كان طالعا يلزمه القضاء

اسواسطی کہ یقین بدون یقین کی نہین جاتا اور اصل یہہ ہی کہ رات باقی ہو اور اگر یہہ معلوم ہوجاوی کہ فجر بیشک ہوگئی تہی تو اوسپر قضا لازم ہی

ولا كفارة عليه لانه بنى الامر على الاصل الذي هو بقاء الليل هذا كله حكم التسحر واما الافطار

اور کفارہ نہین ہی اسواسطی کہ بنا اوسنی اصل پر کی کہ رات باقی تہی یہہ سب احکام سحر کی تہی اور رہا افطار

فيستحب تعجيله قبل طلوع النجوم لما روي عن سهل بن سعد انه عليه السلام قال لا يزال الناس

سو اوسکی تعجیل مستحب ہی ایسا کہ ستاری نکلنی نہ پاوین اسواسطی کہ سہل بن سعد سی روایت ہی کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا ہمیشہ خلقت

بخير ما عجلوا الفطر يعني ان الناس ما داموا يحفظون هذه الخصلة يكونون على خير واذا تركوها

بہلائی پر رہی گی جبتک افطار مین تعجیل کرینگی مراد یہہ ہی کہ خلقت جبتک اس طریقہ کو نگہ رکہینگی تو بہلائی پر رہینگی اور جب اسکو چہوڑدینگی

ينقص خيرهم فان السنة ان يعجل الصائم الافطار قبل الصلوة اذا تحقق غروب الشمس لان اهل الكتاب

تو اونکی بہلائی مین نقصان آویگا کیونکہ طریق مسنون یہہ ہی کہ روزہ دار افطار مین جلدی کری نماز سی پہلی جبکہ آفتاب کا ڈوبنا معلوم ہوچکی اسواسطی کہ اہل کتاب

كانوا يؤخرون الافطار الى اشتباك النجوم ثم صار في ملتنا شعارا لاهل البدعة وسمة لهم وندب

افطار مین اتنی دیر کیا کرتی تہی کہ ستاری خوب روشن ہوجاوین پہر یہہ ہی ہماری امت مین بدعتیون کی عادت ہوگئی اور طریق ٹہر گیا اور افطار مین تعجیل

تعجيله مخالفة لهم وقد روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال قال الله تعالى احب عبادي الي اعجلهم

اونکی مخالفت کی لئی مستحب ہی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا کہ الله تعالی فرماتا ہی مجکو محبوب تر وہ بندی ہین جو افطار مین

فطرا فان من كان اكثر تعجيلا في الافطار فهو احب الى الله تعالى لكونه متمسكا بشريعة نبيه ومعرضا

جلدی کرتی ہین سو جو شخص افطار مین جلدی کریگا وہ ہی الله تعالی کا زیادہ محبوب ہوگا کیونکہ اوسکی نبی کی شریعت کو خوب پکڑا اور شریعت کی مخالفت

عن مخالفها مع انه اذا افطر قبل الصلوة يؤدي الصلوة عن حضور القلب وطمانينة النفس فمن كان

وجہ نکی اور یہہ بہی ہی کہ اگر نماز سی پہلی افطار کریگا تو پہر نماز خوب دلکی حضور اور طبیعت کی قرار سی ادا ہوگی پہر ایسا شخص

بهذه الصفة فهو احب الى الله تعالى ممن لم يكن كذلك ويستحب ان يفطر على تمر او ما يقوم مقامه
اللہ تعالی کا محبوب سب کیون نہین ہوگا بہ نسبت ایسی شخص کی جو ایسا نہو اور لایق ہی کہ چھوہارے سی افطار کری یا جو شیرینی ہین اوسکی قایم

في الحلاوة كالتين والزبيب وان لم يجده فعلى ماء لما روى عن انس انه عليه السلام كان يفطر قبل
مقام ہو جیسی انجیر یا مویز اور اگر نہ میسر آوی تو پانی اسواسطی کہ انس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نماز سی پہلی

الصلوة على رطبات وان لم يكن فتميرات فان لم يكن حسا حسوات من الماء وقال عليه السلام اذا
تازہ چھوہاری سی افطار کرتی اگر نہوتا تو خشک چھوہاری اگر یہ بھی نہوتا تو کئی گھونٹ پانی اور فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نی جب

افطر احدكم فليفطر على تمر فانه بركة فان لم يجد فليفطر على ماء فانه طهور ويدعوا عند الافطار
کوئی افطار کری تو تمر سی افطار کری کیونکہ یہہ برکت ہی اگر نہ پاوی تو پانی سی افطار کری کیونکہ نہایت پاک ہی اور افطار کی وقت

باهم مهماته فانه من مظان الاجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة
اپنی بڑی سی بڑی مطلب کی دعا مانگی کیونکہ اوسوقت ظن قبولیت کا ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ روزہ دار کی لئی افطار کی وقت دعا مقبول ہی

وروى عن ابن عباس انه عليه السلام كان اذا افطر قال اللهم لك صمت وبك امنت وعلى رزقك
اور عبد اللہ بن عباس سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم افطار کرتی ہوئی یہہ فرماتی اللہم لک صمت الی آخرہ الٰہی تیری واسطی مین نی روزہ رکھا اور تیری اوپر ایمان لایا

افطرت ووقت الافطار ما روى عن عمر بن الخطاب انه عليه السلام قال اذا اقبل الليل من ههنا
مینی روزہ کھولا اور وقت افطار کا وہی وقت ہی جو عمر بن الخطاب سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب یہاںسی رات سامنی آوی

وادبر النهار من ههنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم فانه عليه السلام اتى باسم الاشارة ههنا في
اور یہاںسی دن چلا جاوی اور آفتاب ڈوب جاوی تو روزہ دار نزت افطار کری اس حدیث مین دونو جگہہ لفظ ہہنا اسم اشارة کا بیان فرمایا ہی

الموضعين واشار بالاول الى جانب المشرق لان ظلمة الليل تظهر اولا من ذلك الجانب والليل عبارة
دول مقام مین اشارہ مشرق کی طرف ہی اسواسطی کہ رات کی تاریکی پہلی اوسی طرف سی ظاہر ہوتی ہی اور رات اوس

عن ظهور ظلمة الليل من جانب المشرق واشار بالثاني الى جانب المغرب لان ضوء النهار الحاصل
تاریکی کا نام ہی جو مشرق کی طرف سی پیدا ہوتی ہی اور دوسری مقام مین مغرب کی طرف اشارہ فرمایا اسلئی کہ دن کی روشنی جو

من الشمس يذهب الى ذلك الجانب والنهار عبارة عن بقاء الشمس واذا غربت يذهب النهار وعلى
آفتاب سی ہوتی ہی اوسی طرف کو جاتی ہی اور آفتاب کی باقی رہنی کو دن کہتی ہین جب آفتاب ڈوب جاتا ہی تو دن جاتا رہتا ہی

هذا يكون غروب الشمس معلوما من قوله وادبر النهار لان الادبار بمعنى الذهاب ولا حاجة الى قوله
اس حال کی موافق آفتاب کا چھپ جانا تو لفظ ادبر النہار سی معلوم ہوچکا تہا اسواسطی کہ ادبار چلی جانی کو کہتی ہین اب اس لفظ کی

وغربت الشمس لكن اتى به لبيان كمال الغروب حتى لا يظن ان بغروب بعض الشمس يجوز الافطار
وغربت الشمس کیا حاجت تہی لیکن پہر بہی یہہ لفظ واسطی بیان کمال غروب کی فرمایا کوئی یہہ خیال نکری کہ آفتاب کی آدہی تہائی ڈوبنی پر بہی افطار جایز ہی

والمعنى ان غروب الشمس اذا تم وكمل فقد دخل الصائم في وقت الافطار فيجوز له الافطار بل يستحب
مراد یہہ ہی کہ آفتاب کا غروب جب خوب پورا ہوچکی تو روزہ دار کو وقت افطار کا آگیا پہر اوسکو افطار جایز ہی بلکہ تعجیل مستحب ہی

تعجيله لكن في يوم الغيم لا يستحب تعجيله ولا يفطر حتى يغلب على ظنه غروب الشمس وان اذن
لیکن ابر کی دن تعجیل مستحب نہین ہی اور افطار ہرگز نہ کری جبتک کہ اسکی گمان غالب مین آفتاب غروب نہولی اگرچہ مغرب کی

للمغرب وان شك في غروب الشمس لا يحل له الافطار لان الاصل بقاء النهار ولو افطر فعليه القضاء
اذان ہوچکی اور اگر آفتاب کی غروب مین شک ہو تو افطار حلال نہین ہی اسواسطی کہ اصل دن کا باقی رہنا ہی اور اگر افطار کریگا تو اوسپر قضا ہی

مادیم

لا سیما اذا افطر واکبر رایه انه افطر قبل الغروب یجب علیه القضاء عملا بالاصل الذی هو بقاء
خاص ایسی وقت که افطار کری اور اوسکی رای مین احتمال غالب ہو کہ غروب سی پہلی افطار کیا تو اوسپر قضا واجب ہی تاکہ اصل پر ہوجاوی کہ وہ دن کا
النهار بخلاف ما تقدم فی اکل السحور لان الاصل فیه بقاء اللیل ولو تبین ان الشمس لم تغرب ینبغی ان
باقی رہنا ہی بخلاف گذشتہ کی جو سحور کی حال مین گذرا کیونکہ وہان اصل رات کا باقی رہنا ہی اور اگر ظاہر ہوجاوی کہ آفتاب نہین چھپا تو لایق ہی کہ
یجب الکفارة نظرا الی الاصل الذی هو بقاء النهار وکل من افطر خطأ او بنی علی ظن یفسد صومه
بلحاظ اوس اصل کی جو دنکا باقی رہنا ہی کفارہ واجب ہوجاوی اور جسنی روزہ چوک کر یا گمان سی افطار کیا تو روزہ فاسد ہوجاتا ہی
ویلزمه امساك بقیة یومه ویجب علیه القضاء ولا یجب علیه الکفارة ولا یأثم اما فساد صومه
اور باقی دن بہر امساک لازم ہوتا ہی اور قضا اوسپر واجب ہی اور اوسپر کفارہ نہین آتا اور نہ گنہگار ہوتا ہی روزہ تو اسلئی فاسد
فلانتفاء رکنه بغلط یمکن الاحتراز عنه واما لزوم امساك بقیة یومه فلقضاء حق الوقت بالقدر
کہ غلطی سی اوسکا رکن فوت ہوا جس سی احتراز ہوسکتا تہا اور امساک باقی دن کا اسلئی لازم ہی کہ وقت کا حق جتنا ہوسکی ادا کرنا چاہئی
الممکن ولنفی التهمة عن نفسه لانه اذا اکل ولا عذر به یصیر متهما عند الناس بالفسق والتحرز
اور تاکہ ذمہ پر تہمت نرہی اسلئی کہ اگر بی عذر کہاوی پیویگا تو خلقت کی نزدیک فسق کی تہمت لگی گی اور تہمت کی جگہ سی
عن مواضع التهم واجب لقوله علیه السلام من کان یؤمن بالله والیوم الاخر فلا یقفن مواقف التهم
بچتی رہنا واجب ہی واسطی ارشاد نبی صلی الله علیه وسلم کی جو شخص اللہ پر اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہو تو تہمت کی جگہ ہرگز نہ کہڑا ہو
واما وجوب القضاء فلانه حق مضمون بالمثل شرعا فاذا فات یجب قضاؤه واما عدم وجوب الکفارة
اور قضا اسواسطی واجب ہی کہ روزہ ایک حق ہی شرع مین اوسکا بدلہ لیا ہی چاہی اگر وہ فوت ہوا تو قضا واجب ہی اور کفارہ اسواسطی واجب نہین ہی
فلکون الجنایة قاصرة غیر کاملة لعدم القصد واذا لم یوجد القصد ینتفی الاثم ایضا لما روی عن
کہ خطا کمتر ہی پوری نہین کیونکہ بلا قصد صادر ہوگئی ہی اور جب قصد نہین ہوتا تو گناہ بہی نہین ہوتا اسواسطی کہ روایت ہی
عمر انه کان جالسا مع اصحابه فی رحبة مسجد الکوفة عند غروب الشمس فی رمضان فاتی کاس
عمر سی کہ وہ اپنی یارون کی ہمراہ مسجد کوفہ کی صحن مین رمضان مین شام کی وقت بیٹھی تہی سو کوئی شخص
من اللبن فشرب هو واصحابه فامر المؤذن ان یؤذن فلما صعد المؤذن المئذنة رای الشمس فقال
پیالہ دودہ کا لایا پہر عمر نی اور اونکی اصحاب نی پیا پہر مؤذن کو اذان کا حکم دیا جب مؤذن مینارہ پر چڑہا تو دیکہتا کیا ہی کہ آفتاب موجود ہی بولا
الشمس یا امیر المؤمنین فقال له عمر بعثناك داعیا لا راعیا ما تجانفنا لاثم نقضی یوما مکانه
یا امیر المؤمنین آفتاب ہی عمر نی جواب دیا تجہکو اذان پڑہنی کو بہیجا ہی یا آفتاب دیکہنی کو ہمنی گناہ کی طرف رغبت نہین کی ایکدن اسکی بدلی
فقضاء یوم علینا یسیر فان هذا الحدیث یدل علی لزوم القضاء وعدم لزوم الکفارة والاثم
قضا کردینگی ہمپر ایکدن کی قضا آسان ہی بیشک اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ قضا لازم ہی کفارہ اور گناہ کچہ نہین ہی
لان قوله ما تجانفنا لاثم معناه لم نمل الی الاثم وما تعمدنا فی ذلك ارتکاب المعصیة وکذا کل من
اسواسطی کہ اونکا قول ما تجانفنا لاثم اسکی معنی یہہ ہین کہ ہمنی گناہ کی رغبت نہین کی اور ہمنی اس افطار مین عزم معصیت کا نہین کیا اور ایسی ہی جو شخص
کان اهلا للصوم فی اثناء النهار ولم یکن فی اوله کذلك یلزم امساك بقیة یومه کما اذا اسلم الکافر
آخر روز مین روزہ کی اہل ہو اور اول روز مین روزہ کا اہل نہو تو اوسکو امساک باقی دن کا لازم ہی جیسی کہ آخر روز مین کافر مسلمان
وبلغ الصبی وافاق المجنون وقدم المسافر وبرئ المریض وطهرت الحائض والنفساء فان کل واحد منهم
یا بچہ بالغ یا دیوانہ ہوشیار یا مسافر مقیم یا بیمار چنگا یا حیض نفاس والی عورت پاک ہوجاوی تو ہر یک کو اونمین سی

يلزمه امساك بقية يومه تشبها بالصائمين والاصل في هذا ان من كان في اثناء النهار على صفة
باقي روز كا امساك روزه دارون كي طرح لازم هي اور قاعده اسمين يهه هي كه جو شخص درميانه روز ايسي حالت پر هو

لو كان عليها في اوله يلزمه الصوم فعليه الامساك ومن لم يكن كذلك لا يجب عليه الامساك
كه اگر اول روز مين ايسا هوتا تو اوسپر روزه واجب هوتا تو ايسي شخص پر امساك لازم هي اور جو ايسا نهو تو اوسپر امساك واجب نهين هي

كمن كان مريضا او مسافرا او حائضا او نفساء فان الامساك لا يجب عليهم لتحقق المانع عنه وهو قيام
جيسي كوئي بيمار هو يا مسافر هو يا عورت حيض يا نفاس والي هو ان لوگون پر امساك واجب نهين هي اسواسطي كه روزه كا مانع موجود هي يعني

هذه الاعذار فيهم فانها كما تمنع عن الصوم تمنع عن التشبه اما في الحائض والنفساء فلان الصوم عليهما
اونمين يهه عذرات باقي هين ان لوگون پر جيسي روزه نهين هي ايسا هي روزه دارونكي مشابهت بهي نهين حايضه اور نفاس والي عورت كو تو اسليے كه انپر روزه

حرام والتشبه بالحرام حرام واما المريض والمسافر فلان الرخصة في حقهما باعتبار الحرج ولو الزمناهما
حرام هي اور حرام كي ساتهه مشابهت بهي حرام هي اور مريض اور مسافر كو اسليے كه انكي حقمين باعتبار حرج كي اجازت هي اور اگر ان پر مشابهت لگا دين

التشبه عاد الحرج ثم الحائض تاكل سرا لا جهرا وكذا كل من ابيح له الافطار ياكل سرا لا جهرا الا ان يكون
تو وهي حرج كا حرج موجود رهي پهر حايضه عورت پوشيده كهاوي ظاهر نكهاوي اور ايسي هي جس جس كو افطار كرنا مباح هي پوشيده كهاوي ظاهر نكهاوي مگر جسكا

العذر ظاهرا كالمرض والسفر والنفاس لانه اذا اكل ولم يكن العذر ظاهرا يصير عند الناس متهما بالفسق
عذر ظاهر معلوم هو وه ظاهر كهاوي جيسي بيماري اور سفر اور نفاس اسواسطي كه اگر يهه كها ويگا اور عذر ظاهر نهين هوگا تو خلقت كي نزديك فسق كي تهمت

الذي هو اكل رمضان والاحتراز عن مواضع التهم واجب كما مر ثم ينبغي ان يعلم ان المريض نوعان نوع
لگي كي يعني رمضان مين دن كو كهاتا هي اور تهمت كي جگه سي احتراز كرنا واجب هي چنانچه گذر چكا پهر جانني كي بات هي كه بيمار دو طرح كا هوتا هي ايك تو ايسا

لا يضره الصوم بل ينفعه ونوع يضره الصوم وهذا هو الذي يبيح الافطار لان الرخصة لا تتعلق بنفس
جسكو روزه ضرر نهين كرتا بلكه فائده كرتا هي اور ايك ايسا كه روزه ضرر كرتا هي ايسي بيمار كو روزه افطار كرنا مباح هي اسواسطي كه اجازت افطار كي مطلق نفس

المرض بل بوجود المشقة فلا بد من معرفته وطريق معرفته قد يكون باجتهاد المريض بان يعلم بنفسه
مرض سي نهين هي بلكه مشقت كا هونا چاهيي اب مشقت كو سمجهنا چاهيي اور طريقه اوسكي پهچان كا بعضي دفعه بيمار كي سمجهه پر هي كه وه اپني آپ تجربه سي

بالتجربة انه ان صام يزداد المه ووجعه بالصوم وقد يكون باخبار طبيب حاذق مسلم عدل
جان لي كه اگر مين روزه ركهونگا تو روزه ركهني سي ميرا دكهه اور مرض بڑه جاويگا اور بعضي دفعه طبيب كي كهني پر موقوف هي ليكن طبيب دانا مسلمان عادل هو

لا فاسق لان خبر الفاسق في الديانات مردود غير مقبول بخلاف السفر فان الرخصة تتعلق بنفسه
فاسق نهو اسواسطي كه فاسق كي خبر ديانات مين مقبول نهين هي مردود هي بخلاف سفر كي كيونكه سفر مين اجازت صرف سفر هي سي متعلق هي

لانه لا يخلو عن المشقة فاقيم مقامها وادير الحكم عليه المجلس الثلثون في بيان غائلة من افطر
كيونكه سفر مشقت سي كبهي خالي نهين هوتا سو سفر كو قايم مقام مشقت كي ٹهراكر حكم لگا ديا تيسوين مجلس سنركي بيان مين اوس شخص كي جو ايكدن رمضان مين سي

يوما من رمضان فيما يجب فيه الكفارة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من افطر
روزه توڑ دي جسمين كفاره واجب هوتا هي رسول الله صلى الله عليه وسلم ني فرمايا جسني رمضان كا ايك روزه

يوما من رمضان من غير رخصة ولا مرض لم يقض عنه صوم الدهر كله هذا الحديث من حسان
بي اجازت شرعي اور بدون بيماري كي توڑ ڈالا تو اوسكا عوض تمام عمر كي روزي نهين هوسكتي يهه حديث مصابيح كي حسن حديثون مين

المصابيح رواه ابو هريرة وهو وارد على طريق الانذار والتخويف بما يلحقه من الاثم ويفوته من الاجر
هي ابو هريره كي روايت سي اور يهه حديث بر سبيل ڈراني اور خوف دلاني كي وارد هوئي هي كه روزه توڑني مين كتنا گناه هي اور كتنا ثواب جاتا رهتا هي

فانه لا يجد فضيلة الصوم المفروض بصوم الدهر كله نافلة وليس معناه انه لو صام الدهر كله بنية قضاء

کیونکہ فضیلت فرض روزہ کی ساری عمر کی نفل روزوں سے نہیں حاصل ہوتی اور یہہ مراد نہیں ہی کہ اگر تمام عمر رمضان کی ایک روزہ کی بدلے

يوم من رمضان لا يسقط قضاء ذلك فان الاجماع على انه يجزيه قضاء يوم مكانه اما امر الكفارة

قضا کی نیت سے روزہ رکہا کری تو اوسکی ذمہ سے قضا اوس دن کی ساقط نہین ہوتی کیونکہ سبکا اتفاق ہوچکاہی کہ اوسکی بدلہ ایک دن کی قضا کافی ہی باقی رہا

ان كان افطاره بما يوجب الكفارة بما هو غذاء او دواء او بغير الكفارة ان كان افطاره بما لا يوجب الكفارة

کفارہ کی اگر اوسنی افطار ایسی چیز سے کیا جسمین کفارہ واجب ہوتا ہی جیسی غذا او دوا یا بغیر کفارہ کی اگر ایسی چیز سے افطار کیا جسمین کفارہ واجب نہین ہوتا

مما ليس غذاء ولا دواء من المفسدات للصوم فعلى هذا فالدخان الذي ظهر في هذا الزمان من قبل الكفرة

جیسی نہ غذا ہو اور نہ دوا بروزہ فاسد کرنیوالی چیزوں مین سے اس بیان پر دہوان یعنی حقہ جو اس زمانہ مین کفار کی طرف سے

العدوة لاهل الايمان وابتلى به كافة الانام من الخواص والعوام هل يفسد الصوم ام لا فالجواب فيه ان قول

جو اہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہی اور اسمین تمام خلقت خاص وعام مبتلا ہورہی ہین آیا روزہ فاسد کرتا ہی یا نہین سو اسکا جواب یہہ ہی کہ

الفقهاء في عامة الكتب وان كان نصا على ان مطلق الدخان اذا دخل الحلق لا يفسد الصوم لكنهم قالوا في تعليله

فقہا کا صریح قول عام کتابوں مین اگرچہ یہہ ہی کہ مطلق دہوان اگر حلق مین داخل ہوجاوی تو روزہ نہین ٹوٹتا لیکن اوسکی علت یہہ بیان کی ہی

لانه لا يمكن الاحتراز عنه فان الصائم لا يجد بدا من فتح فمه عند التكلم فيدخل الدخان حلقه والقياس

کہ روزہ اوسلیے فاسد نہین ہوتا کہ دہوئین سے بچاؤ نہین ہوسکتا کیونکہ روزہ دار کو اوسکا کیا علاج کہ بات کرنی مین منہہ کہولی اور دہواں حلق مین چلا جاوی اور قیاس

ان يفسد صومه لوصول المفطر الى جوفه بفعله وكونه مما لا يتغذى لا ينافي الفساد كالتراب والحصاة وهذا

مین یہہ آتا ہی کہ روزہ جاتا رہی اوسلیے کہ مفطر پیٹ مین اوسکی اختیار سے گیا اور غذا نہونا فساد کی منافی نہین ہی جیسی مٹی اور کنکری سے روزہ فاسد ہوجاتا ہی اور یہہ

التعليل يقتضي ان يكون ذلك الدخان مفسد للصوم لانه يصل الى جوفه بفعله ويدل عليه ما قال قاضيخان

تعلیل چاہتی ہی کہ حقہ کا دہواں روزہ توڑنیوالا ہو کیونکہ یہہ دہوان اختیار سے پیٹ مین جاتا ہی اور قول قاضی خان کا فتاوی مین اسی پر دلالت کرتا ہی

في فتاواه وان صب الماء في اذنه اختلفوا فيه والصحيح انه هو الفساد لانه وصل الى جوفه بفعله فانظر

اور اگر اوسکی کان مین پانی ڈالین تو اسمین اختلاف ہی صحیح یہہ ہی کہ روزہ جاتا رہتا ہی اوسلیے کہ اوسکی اختیار سے اندر جاتا ہی اب دیکہہ لو

كيف اعتبر الوصول الى جوفه بفعله في فساد صومه فانه لو اغتسل فدخل الماء في اذنه لا يفسد صومه فعلم

اختیار سے اندر جانی کا روزہ ٹوٹنی مین کیسی اعتبار کیا ہی کیونکہ اگر نہانی ہوئی پانی کان مین چلا جاوی تو روزہ نہین ٹوٹتا اس سے معلوم ہوا

من هذا ان لفعله دخلا في فساد صومه بل لو نظر الى ادعاء مستعمليه من انه دواء يلزم ان يجب الكفارة

کہ روزہ ٹوٹنی مین اختیار کو دخل ہی بلکہ اگر حقہ نوشونکی دعوی کو خیال کرو کہ حقہ دوا ہی تو لازم آتا ہی کہ کفارہ بہی واجب ہو

لان الاصل في وجوبها وصول الغذاء او الدواء الى الجوف من المسلك المعتاد في نهار رمضان على وجه التعمد

اوسلیے کہ قاعدہ کفارہ واجب ہونیکا یہہ ہی کہ غذا یا دوا اندر کیطرف عادت کی راہ سے رمضان مین دن کو قصدًا داخل ہو

وهذا المعنى على تقدير صدق دعواهم يكون موجودا فيه ثم انه في غير حال الصوم حل استعماله ام لا قد كثر

اور یہہ امر اگر انکا دعوی سچا ہی تو حقہ مین موجود ہی پہر یہہ بات کہ حقہ خالی دنون مین بی روزہ آیا پینا حلال ہی یا نہین تو

فيه الاقاويل والحق الذي عليه التعويل ان الفعل الاختياري الصادر عن المكلف ان لم يترتب عليه فائدة

اسمین بہت گفتگو ہی اور حق بات جسپر اعتماد ہی یہہ ہی کہ اختیاری کار جو مکلف کی قصد سے صادر ہو تو اگر اوسمین کوئی فائدہ دین کا

دينية او دنيوية فهو دائر بين العبث واللعب واللهو ولم يفرق بين هذه الثلثة في كتب اللغة ولا بد من الفرق

یا دنیا کا نہو تو وہ کار یا عبث یا لعب اور لہو ہوتا ہی اور لغت کی کتابوں کی اندر انمین کچہہ فرق نہین لکہا اور فرق ضرور چاہئی

لعطف بعضها علی بعض فی القرآن وهو علی ما ذکره بعض الفحول وکان حقیقا بالقبول ان العبث الفعل الذی
اسواسطی کہ قرآن میں ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق بیان بعضی علماء کی جو لایق قبول کرنی کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ کار ہوتا ہی

لیس فیه لذة ولا فائدة واما الذی فیه لذة بلا فائدة فهو لعب ومثله اللهو الا ان فیه زیادة حظ النفس
جسمیں نہ کچھ لذت اور نہ کوئی فائدہ اور جس کار میں لذت ہو پر بیفائدہ وہ لعب ہوتا ہی اور ایسی ہی لہو ہی پر لہو میں حظ نفس زیادہ ہوتا ہی

بحیث یشتغل به عما یهمها والکل حرام لانها لم تذکر فی القرآن الا علی طریق الذم فلما علم حرمة اللعب واللهو
اسقدر کہ اوسکی شغل میں اور ضرورت کو بہول جاتا ہی اور یہہ سب حرام ہیں اسواسطی کہ قرآن میں جہاں انکا ذکر ہی سو ہجو کی طور پر ہی جب لعب اور لہو

والعبث علم حرمة استعمال ذلك الدخان لدخوله اما فی اللعب واللهو او فی العبث بل هو بالعبث انسب
اور عبث کی حرمت معلوم ہوئی تو حرمت حقہ پینی کی بہی معلوم ہوئی کیونکہ حقہ یا تو لعب ہوگا یا لہو ہوگا یا عبث ہوگا بلکہ حقہ کو عبث سی زیادہ مناسبت ہی

لخلوه عن اللذة التی فی اللعب واللهو اللهم الا ان یستلذه نفوس بعض المستعملین له بتسویل شیطانی فیدخل
کیونکہ لذت سی خالی ہی جو لعب اور لہو میں معتبر ہی ان شا ید بعضی حقہ نوشوں کو شیطانی آراستگی سی لذت حاصل ہوگی سوئی اب

فی اللعب او اللهو لکن لا یکون فیه شیء من الفائدة اصلا لا من الفائدة الدینیة وهو ظاهر ولا من الفائدة
لعب اور لہو میں داخل ہوگا لیکن حقہ میں کوئی فائدہ ہرگز نہیں ہی نہ تو دین کا یہہ تو ظاہر ہی اور نہ کوئی فائدہ

الدنیویة لانه لا یصلح لشیء من الغذاء او الدواء اصلا بل هو مضر لاطباق الاطباء علی ان مطلق الدخان
دنیا کا کیونکہ نہ اسمیں ہرگز امکان غذا کا ہی نہ دوا کا بلکہ وہ ضرر رسان ہی کیونکہ تمام طبیب اسپر متفق ہیں کہ مطلق دہوان

مضر قال ابن سینا لولا الدخان والقتام لعاش ابن آدم الف عام وقال جالینوس اجتنبوا ثلثة وعلیکم باربعة
ضرر کرتا ہی شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہوان اور غبار نہوتا تو ابن آدم ہزار برس جیا کرتا اور جالینوس کہتا ہی تین چیز سی بچنا چاہئی اور چار چیز کا استعمال چاہئی

ولا حاجة لکم الی الطبیب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعلیکم بالدسم والحلوی والطیب والحمام
پہر طبیب کی کچہ حاجت نہیں بچتی رہو دہوئیں اور غبار اور بدبوسی اور استعمال کیا کرو چکنائی اور مٹہائی اور خوشبو اور حمام

وذکر فی القانون ان جمیع اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضی وفیه ناریة یسیرة قال بعض الفضلاء
اور قانون میں مذکور ہی کہ دہوئیں کی تمام قسمیں باعتبار اپنی جوہر ارضی کی مجفف ہیں اور اسمیں کچہ ناریت ہوتی ہی بعضی فاضل کہتی ہیں

فاذا کان مجففا یکون مجففا للرطوبات البدنیة فیؤدی الی حصول امراض کثیرة فلا یجوز استعماله لوجوب
جب دہوان مجفف ہوا تو بدن کی رطوبت کو خشک کریگا پہر اس سی بہت سی بیماریاں پیدا ہونگی تو اسکا برتنا جایز نہیں ہی اسواسطی کہ

صیانة النفس عن لحوق الضرر وقد ذکر فی نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قیل بعض الاطباء
ضرر سی جان کا بچانا واجب ہی اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ مضر کا استعمال کرنا حرام ہی اگر کوئی اعتراض کری کہ بعضی دفعہ

قد یعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ویشاهد نفعه فکیف یصح المنع عن استعمال جمیع اصنافه
طبیب بعضی بیماریوں کا علاج بعضی قسم کی دہوئیں سی کرتی ہیں پہر اوسکا فائدہ ظاہر معلوم ہوتا ہی تمام قسم کی دہوں سی ممانعت کرنی کیونکر صحیح ہی

فالجواب انهم یعالجون به لحظة یسیرة لا علی الدوام حتی یحصل ما ذکر من التخفیف فان قیل ما ذکر من التجفیف
تو جواب یہہ ہی کہ طبیب دہوئیں سی تہوڑی دیر کی واسطی علاج کرتی ہیں ہمیشہ کی واسطی نہیں کرتی تاکہ خشکی پیدا ہو پہر اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ خشکی جو

لا یضر فی البلغمی لکثرة رطوباته وانتفاعه بتخفیفها فما وجه المنع فالجواب ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد
کہتی ہو سو بلغمی مزاج کو ضرر نہیں کرتی کیونکہ بلغمی میں رطوبات بہت ہوتی ہیں اور خشکی سی بلغمی کو فائدہ ہوتا ہی پہر ممانعت کیوں ہی تو جواب یہہ ہی کہ دہوئیں سی فائدہ لینی کی حد نامعلوم ہی

فی معرفة ذلك من طبیب حاذق عارف بالامزجة والقدر الذی ینتفع به والا فالاقدام علیه غیر جائز
اب اسکی دریافت کی واسطی بڑا حاذق طبیب چاہئی جو آدمی کی مزاجوں سی واقف ہو اور اس مقدار کو جانی جسمیں نفع ہوتا ہو اور نہیں تو عمل کرنا ہرگز جایز نہیں ہی

اصلا

اصلا لوقوع التردد بین السلامة وعدمها فان العدول ممن کانوا استعملوه قد اختلفوا فیه فمنهم
اسواسطی کہ سلامتی اور عدم سلامتی مین شک ہی کیونکہ منصف عادل حقہ نوشون کو اسمین اختلاف ہی بعضی اونمین سی
من یقول بضرره ومنهم من یقول بعدم ضرره ومنهم من یشك فیه لکن الفریق الاغلب الذی جانب الحق
ضرر کی قائل ہین اور بعضی کہتی ہین ضرر نہین ہی اور بعضون کو ضرر مین شک ہی لیکن اکثر اشخاص کہ حق بات اونکی طرف
الیه اقرب یقول انه فی ابتدائه یجد ث قوة فی الجسم وحدة فی البصر وهضما فی الطعام ونشاطا فی الاعضاء
قریب تر معلوم ہوتی ہی یہہ کہتی ہین کہ حقہ پہلی تو جسم مین قوت پیدا کرتا ہی اور نگاہ مین تیزی اور کہانی کا ہاضمہ اور اعضا مین سرور
فاذا حصلت المداومة یورث غشاوة فی البصر وثقلا فی الاعضاء وامساکا فی الهاضمة وضعفا فی البدن
پہر جب مداومت ہوجاتی ہی تو بینائی پر پردہ کرتا ہی اور اعضا مین گرانی اور ہاضمہ مین امساک اور بدن مین سستی
وذلك لانه کما قال الاطباء مجفف مع نوع حرارة فیفعل فی ابتدائه ما ذکره اولا وفی انتهائه ما ذکره ثانیا علی انه
اور یہہ اسلئی کہ جیسا طبیب کہتی ہین کہ دہوان خشکی کرتا ہی کچہہ حرارت سی سوئی پہلی پہلی وہ ہی اثر کرتا ہی جو پہلی بیان کیا اور آخر کو وہ کرتا ہی جو پہر بیان کیا علاوہ یہہ ہی
لو تحقق نفعه فبعد النفع یمنع من استعماله لانه ح یکون دواء ولا یجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا
لہ اگر فائدہ ثابت بہی ہو تو بعد فائدہ کی استعمال کی ممانعت اسلئی ہی کہ حقہ اب دوا ہوا اور دوا کا استعمال بیماری جانی کی بعد جایز نہین ہی کیونکہ دوا
لم یجد مرضا یزیله یاخذ من البدن فیؤدی الی الضرر وما یؤدی الی الضرر یمنع من استعماله وان کان فیه
اگر بیماری کو نہین پاتی کہ جسکو دفع کری تو پہر بدن مین اثر کرتی ہی پہر اوس سی ضرر ہوتا ہی اور جس چیز مین ضرر ہوتا ہو اوسکا استعمال کرنا منع ہی اگرچہ اوسمین
نفع الا تری ان الخمر المحرمة بالنص قد خبر القران بنفعها کما قال الله تعالی یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ
فائدہ بہی ہو کیا معلوم نہین کہ شراب جو صریح آیت سی حرام ہی قرآن مین اوسکی فائدہ کی خبر مذکور ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تجہسی پوچہتی ہین حکم شراب اور جوئی کا
قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ لکن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر یحیی جانب الضرر حتی قال الفقهاء
تو کہہ انمین گناہ بڑا ہی اور فائدی بہی ہین لوگون کو لیکن نفع کی جانب سی اگر ضرر کی جانب مقابل ہوجاتی ہی تو ضرر کی جانب ملحوظ ہوتی ہی یہان تک کہ فقہا کہتی ہین
لو کان فی شئ وجوه شتی توجب الحل والجواز ووجه واحد یوجب الحرمة وعدم الجواز یرجح جانب الحرمة
اگر ایک چیز مین کئی وجوہ ہون جس سی حلت اور جواز لازم آتا ہو اور ایک وجہ ایسی ہو جس سی حرمت اور عدم جواز لازم آتا ہو تو اب واسطی احتیاط کی
احتیاطا فان قیل ان المستعملین له یدعون انهم یجدون عقیب استعماله خفة فی البدن فکیف یصح القول
حرمت کی جانب کو غالب کہینگی اگر کوئی اعتراض کری کہ حقہ نوش دعوی کرتی ہین کہ حقہ پینی کی بعد بدن مین خفت پیدا ہوتی ہی پہر کیونکر کہتی ہو
بعدم النفع فیه فالجواب علی ما ذکره بعض المتناولین لتجربة نفعه وضرره ان المستعملین له یحصل لهم
اسمین فائدہ نہین ہی پس جواب موافق بیان بعضی حقہ نوشون کی جنہون نی اوسکی نفع ضرر کا تجربہ کیا ہی یہہ ہی کہ حقہ نوشونکو حقہ پینی ہوئی
حال استعماله الم شدید فعند فراغهم عنه ینجون من ذلك الالم ویحصل لهم راحة فیظن هؤلاء المساکین
ایک سخت الم ہوتا ہی جب وہ پی چکتی ہین تو تب اوس الم سی نجات ہوتی ہی اور ایک طرح کی راحت ملتی ہی سو یہہ بیچاری یہہ جانتی ہین
ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا یدرون انها انما حصلت من خلاصهم عن استعماله ثم ان
کہ یہہ راحت حقہ پینی سی حاصل ہوئی ہی یہہ نہین سمجہتی کہ یہہ راحت حقہ موقوف کرنی سی ہوئی ہی پہر
لنا فی معرفة حرمة الاشیاء واباحتها وجها حسنا یرجع الی الاصول وهو ان الحق فی الاشیاء قبل البعثة
ہماری پاس واسطی دریافت اشیاء کی حرمت اور اباحت کی ایک خوب وجہ ہی اصول سی متعلق ہی وہ یہہ ہی کہ حق یون ہی کہ بعثت سی پہلی
ان لا یکون فیها حکم وبعد البعثة اختلف العلماء فیها علی ثلثة اقوال الاول انها متصفة بالحرمة الا
اشیاء مین کوئی حکم حلت اور حرمت کا نہین تہا اور بعثت کی بعد علماء کی تین قول اختلافی ہین اول یہہ کہ تمام اشیاء حرام مگر

مادل دلیل الشرع علی اباحته والثانی انها متصفة بالاباحة الامادل دلیل الشرع علی حرمته والثالث
جسکو دلیل شرعی نی مباح کردیا اور دوسرا قول تمام اشیاء مباح مگر جسکو دلیل شرعی نی حرام کردیا اور تیسرا قول

وهو الصحیح ان یکون فیها تفصیل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنی ان الاصل فیها الحرمة وان المنافع
جو صحیح ہی کہ اشیاء مین تفصیل ہی کہ تمام اشیاء ضرر رسان تو حرام یعنی اصل اونمین حرمت ہی اور اشیاء نفع مند

متصفة بالاباحة لقوله تعالی هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فانه تعالی ذکره فی معرض الامتنان
مباح ہین واسطی اس آیت کی وہی ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچہہ زمین مین ہی سب کیونکہ اللہ تعالی نی یہہ آیت منت دہی کی جگہ پر نازل فرمائی ہی

ولا یکون الامتنان الا بالمنافع المباح فکانه قیل هو الذی خلق لاجل نفعکم جمیع ما فی الارض من المنافع لتنتفعوا
اور منت دہی بدون منفعت مباح کی نہین ہوسکتی گویا یہہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالی وہ ہی جسنی تمہاری فائدہ کی واسطی تمام منفعت کی چیزین جو زمین مین ہین پیدا کین

بها وعلی هذا القول الثالث الصحیح یخرج حکم هذا الدخان ایضا فانه لو کان نافعا لکان الاصل فیه الاباحة
تاکہ اوس سی منفعت لو اسی تیسری قول سی جو صحیح ہی حقہ کا حکم بہی نکلتا ہی بیشک حقہ اگر مفید ہوتا تو البتہ اصل مین مباح ہوتا

لکن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو فی الاٰجل فیکون الاصل فیه الحرمة بل لو وقع فیه الشك
لیکن حاذق طبیبون کی خبر دینی سی ثابت ہوچکا ہی کہ حقہ مضر ہوتا ہی اگرچہ انجام مین پہر اصل حقہ مین حرمت ہی بلکہ اگر ضرر کرنی مین شک ہوتا

لغلب جانب الحرمة کما هو القاعدة الشرعیة فانه علیه السلام قال الحلال بیّن والحرام بیّن وبینهما مشتبهات
تو بہی حرمت کی جانب غالب ہوتی چنانچہ یہی قاعدہ شرعی ہی کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا حلال ظاہر ہی اور حرام ظاہر ہی ان دونوں کی بیچمین مشتبہات ہین

لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات فقد استبرأ لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات وقع
جنکو اکثر آدمی نہین جانتی پہر جو شخص شبہات سی بچتا رہا تو اوسنی اپنا دین اور آبرو بچالی اور جو شبہات مین کہس گیا تو حرام مین واقع ہوا

فی الحرام کالراعی یرعی حول الحمی یوشك ان یقع فیه واختلف العلماء فی حکم هذه الشبهات فذهب بعضهم
جیسی چوپایہ بیڑ کی گرد چرتا چرتا بیڑ کی اندر کہس جاتا ہی اور علماء نی اختلاف کیا ہی ان مشتبہات کی حکم مین بعضی تو

الی حرمتها لانه علیه السلام قد اخبر فی هذا الحدیث بان من ترك ما اشتبه علیه حکمه ولم ینکشف
اوسکی حرمت کی قائل ہوئی ہین اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث مین فرمایا ہی جس شخص نی ترک کیا ایسی چیز کو جسکا حکم اوسکو معلوم نہوا اور اوسکا حال

امره یکون دینه سالما مما یفسده اوینقصه ونفسه ناجیا مما یعیبه ویلام علیه ومن لم یترکه بل فعل یقع
نکہلا ہو تو اوسکا دین مفسدات اور نقصان سی بچا اور اوسکی جان عیب سی اور ملامت سی بچی اور جس نی ترک نکیا بلکہ عمل مین لایا

فی الحرام وهذا الدخان مما اشتبه علیه حکمه ولم ینکشف حقیقة امره فمن ترکه ولم یستعمله یکون دینه
تو حرام مین پہنسا اور حقہ کا بہی حکم صاف معلوم نہین ہی اور اوسکا حال کہلا ہوا نہین ہی پہر جسنی اوسکو ترک کیا نہ پیا تو اوسکا دین

سالما من الفساد والنقصان ناجیا من العیب واللوم بین الانام ومن لم یترکه بل استعمله یقع فی الحرام وذهب
فساد اور نقصان سی بچا ہوا ہی خلقت کی طرف سی نہ اوسکو کچہہ عیب ہی نہ ملامت اور جسنی ترک نکیا بلکہ پیا حرام مین پہنسا اور

بعضهم الی کراهتها لما جاء فی حدیث اٰخر انه علیه السلام قال الامور ثلثة امر تبین لك رشده فاتبعه وامر تبین
بعضی علماء مشتبہات کی کراہت کی قائل ہوئی ہین اسواسطی کہ اور حدیث مین آیا ہی کہ آپ نی فرمایا تین چیزین ہین ایک وہ جسکی خوبی تجہکو معلوم ہوگئی اوسکی پیروی کر

لك غیه فاجتنبه وامر اختلف فیه فدع ما یریبك الی ما لا یریبك ولا شك ان امر الدخان مما ارتاب واوقع فی الاضطراب
عیب تجہکو معلوم ہوگیا تو اوس سی پرہیز کر ایک وہ ہی جسمین اختلاف ہی سو اب چہوڑ مشکوک کو طرف غیر مشکوک کی اور بیشک نہین کہ حقہ کا حال ایسا ہی جسمین شک اور اضطراب واقع

واقل مراتبه الکراهة ولا یظن انه ینتهی الی درجة الاباحة بتعلل کثیر ممن یتعاطاه انه نافع لکل داء وانهم
اوسکا مرتبہ کم سی کم کراہت کا ہی یہہ خیال مین نہین آتا کہ اباحت کی درجہ کو پہنچ جاوی اکثر حقہ نوشون نی علت بیان کرلی سی کہ حقہ ہر مرض کی دوا ہی

وجدوا فی استعماله دواء لامراضهم لان ذلک من تلبیس ابلیس علیهم وتزیینه لهم حتی یتولد من تکاثفه فی
ہمنی اوسکو پی کر اپنی بیماریون سی شفا پائی اسواسطی کہ اونپر یہہ شیطانی دہوکہا اور ابلیس کی آراستگی دی ہوئی ہی تاکہ دہوان جتنی جتنی آخر کو
عاقبة امره داء لادواء فان تکراره یسود مایقابله فیتولد منه الحرارة فیکون فی عاقبة امره داء لادواء ثم یلزم
ایسی بیماری پیدا ہو جسکی کچہہ دوا نہین ہی کیونکہ حقہ کا بار بار پینا سامنی کی جگہ کو سیاہ کر دیتا ہی پہر اوس سی گرمی پیدا ہوتی ہی پہر آخر کو ایسا مرض ہوجاتا ہی
علی دعواهم ان یکون الناس کلهم مرضی وان یکون مرضهم فی جمیع الفصول الاربعة من نوع واحد وان یکون
جسکی دوا نہین ہی پہر انکی دعوی کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ تمام آدمی بیمار ہون اور اونکی بیماری تمام سال چارون فصلون مین ایک ہی قسم کی ہو اور
معالجتهم فیها بشیء واحد علی کیفیة واحدة وبطلانه غیر خفی علی احد من العقلاء ثم فیه اضاعة المال
اونکا علاج بہی ایک ہی دوا سی ایک ہی طریقہ پر ہو اور اسکا بطلان ہر یک عاقل پر ظاہر ہی پہر اسمین مال کا تلف کرنا ہی
لانه یشتری بثمن غال فیدخل فی الاسراف المحرم مع نتن ریحه واذیته بشامة الذین لایستعملونه وقد
کیونکہ مہنگی دام سی خریدتا ہی اب اسراف مین جو حرام ہی داخل ہوا اور اوسمین بدبو کہ اون لوگون کی دماغ کو جو نہین پیتی ہین بہت تکلیف دیتی ہی اور
روی انه علیه السلام قال کل موذ فی النار وقال الکناسی الرائحة المنتنة تحرق الخیاشیم وتصل الی الدماغ
روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ایذا دینی والی سب دوزخی ہین اور کناسی کہتا ہی بدبو ناک کی نتہنون کو جلا دیتی ہی اور دماغ مین جاکر
وتؤذی الانسان ولذلک قال النبی صلی الله علیه وسلم من اکل من هذه الشجرة فلا یقرب مسجدنا یؤذینا بریحه والمراد من هذه
آدمی کو ایذا دیتی ہی اسی واسطی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جس نی اس درخت مین سی کہایا ہو تو ہماری مسجد کی پاس نہ آوی کہ ہمکو اوسکی بو سی ایذا دیوی اور مقصود اس
الشجرة کل ماله رائحة کریهة یتاذی منها الانسان بدلیل تعلیله علیه السلام والمعنی ان من اکل شیئا ماله
علت بیان فرمانی سی ثابت ہی کہ مراد اس درخت سی وہ ہی جسمین ایسی بدبو موجود ہو کہ اوس سی انسان کو تکلیف ہو اور مراد یہہ ہی کہ جو شخص ایسی چیز کہاوی
رائحة کریهة یتاذی منها الانسان فلا یقربن مسجدنا لانه یؤذینا برائحة الکریهة وقد ثبت فی صحیح مسلم
جسمین بدبو ہو کہ انسان کو اوس سی ایذا ہوتی ہو تو ہماری مسجد کی پاس ہرگز نہ آوی اسلیئی کہ ہمکو بدبو سی ایذا دیگا اور صحیح مسلم مین ثابت ہوچکا ہی
انه علیه السلام کان اذا وجد من رجل فی المسجد ریح البصل او الثوم امر به فاخرج الی البقیع ولهذا قال الفقهاء
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی شخص مین مسجد کی اندر بوی پیاز یا لہسن کی پاتی تو بقیع کی طرف نکلوا دیتی اسی واسطی فقہاء کہتی ہین
کل من وجد فیه رائحة کریهة یتاذی بها الانسان یلزم اخراجه من المسجد ولو بجره من یده ورجله دون
جسمین ایسی بدبو آتی ہو کہ اوس سی انسان کو تکلیف ہووی تو اوسکا مسجد سی نکالدینا لازم ہی اگرچہ ہاتہہ سی اور پانو سی کہینچکر
لحیته وشعر راسه فعلی هذا یلزم اخراج کثیر من الائمة والمؤذنین من المسجد فی هذا الزمان لوجود رائحة
ڈاڑہی اور سر کی بال پکڑکر نہین اس روایت کی موافق اس زمانہ مین اکثر اماموں اور موذنون کا مسجد مین سی نکالدینا لازم آتا ہی کیونکہ اونمین یہہ
الکریهة فیهم بسبب مداومتهم علی استعمال الدخان الکریهة الرائحة بل هم قد یستعملونه فی داخل المسجد الجامع
بدبو موجود ہوتی ہی کیونکہ ہمیشہ حقہ بودار پیا کرتی ہین بلکہ بعضی دفعہ جامع مسجد کی اندر پیتی ہین
فیکون الکراهة فی حقهم اشد واکثر وقد کتب بعض المالکیة فی الدیار الحجازیة جوابا عن سوال یتعلق بالدخان
انکی حق مین کراہت بہت سخت اور بدتر ہی اور بعضی علماء مالکی مذہب نی ملک حجاز مین ایک سوال کا جو حقہ کی باب مین تہا یہہ جواب لکہا ہی
وهو ان استعمال الدخان حرام کاصله لان اصله الخشبة والنار لکونه اجزاء من الخشب ممزوجة باجزاء
کہ دہوئین کو استعمال کرنا حرام ہی جیسی اوسکی اصل اسواسطی کہ اوسکی اصل لکڑی ہی اور آگ کیونکہ دہوان لکڑی کا جز ہوتا ہی کچہہ آگ ملی ہوئی سو دہوان
من النار فهو من حیث اجزائه الناریة التی فیه یحرم استعماله لقوله تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی
اسلیئی کہ اوسمین کچہہ آگ ہوتی ہی استعمال کرنا حرام ہی واسطی قول اللہ تعالی کی جو لوگ کہاتی ہین مال یتیمون کی

ظلماً انما یاکلون فی بطونهم نارا فدل النص علی حرمة النار فیحرم الدخان الحاصل منها وایضا انه تعالی جعله
ناحق وہ یہی کہاتی ہین اپنی پیٹ مین آگ یہہ آیت آگ کی حرمت پر دلالت کرتی ہی سو دہوان بہی جو اس سی پیدا ہوتا ہی حرام ہی اور یہہ بہی ہی کہ اللہ تعالی نی

مما یعذب به حیث قال فی حق قوم یونس النبی علیه السلام لما امنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا
دہوئین کو عذاب کی چیزون مین مقرر کیا ہی چنانچہ قوم یونس کی حق مین فرماتا ہی جب یقین لائی کہول دیا ہمنی اونپر سی ذلت کا عذاب دنیا کی جیتی

فالعذاب المکشوف عنهم کان دخانا وقال فی ایة اخری فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس
سو عذاب جو اونسی موقوف ہوا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت مین فرماتا ہی سو تو راہ دیکہہ جسدن کہ لاوی آسمان دہوان صریح جو گہیر لی لوگون کو

هذا عذاب الیم والمراد بالدخان المذکور فی هذه الایة معناه الحقیقی علی قول وعلی هذا القول یکون النظم
یہہ ہی دکہہ کی مار اور مراد دخان سی اس آیت مین ایک قول کی موافق حقیقی معنی ہین اور اس قول کی موافق آیت کی عبارت سی

الکریم صریحا فی کون الدخان عذابا الیما وما به التعذیب یحرم استعماله فان الفقهاء قد اتفقوا علی وجوب
صاف معلوم ہوتا ہی کہ دہوان دردناک عذاب ہی اور جس چیز سی عذاب واقع ہوتا ہو اوسکا استعمال حرام ہی کیونکہ تمام فقہاء کا اتفاق ہی کہ

الفرار من محل العذاب کبطن محسر فانه علی لفظه اسم الفاعل من التحسیر اسم واد اهلك الله تعالی فیه
جس جگہ کسی امت کو عذاب ہوا ہو اوس جگہ سی بہاگنا واجب ہی جیسی بطن محسر کیونکہ اسم فاعل کی وزن پر تحسیر مین سی نام ایک وادی کا ہی جہان اللہ تعالی نی

اصحب الفیل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجب الفرار مما به العذاب اولی ثم ان المستعملین له ترى انهم
اصحاب فیل کو ہلاک کیا تہا پہر جب عذاب کی جگہ سی بہاگنا واجب ہوا تو عذاب کی چیز سی بہاگنا بہت ضرور ہی پہر حقہ پینی والون کو تو دیکہتا ہی

انه یخرج من حلوقهم وانوفهم وفیه تشبیه باهل النار وبالذی یهلکون فی اخر الزمان من الاشرار کما جاء فی الحدیث
کہ دہوان اونکی حلق میں سی اور ناک مین سی نکلتا ہی اور اس حال مین دوزخیون کی موافق اور اونکی برابر ہین جو آخر زمانہ مین شریر لوگ ہلاک ہونگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی

انه یکون فی اخر الزمان دخان یملأ الارض یقیم علی الناس اربعین یوما اما المؤمن فیصیبه کهیئة الزکام واما
کہ آخر زمانہ مین ایسا دہوان پیدا ہوگا کہ تمام روی زمین کو ڈہانپ لیگا لوگون پر چالیس دن تک قایم رہیگا پہر مؤمن شخصون کو تو ایسا ہوگا جیسی زکام ہوتا ہی اور

الکافر فیخرج من منخریه واذنیه وعینیه حتی یصیر راس احدهم کالراس الحنیذ ای المشوی فلا ینبغی للمؤمن
کافر کی دونو نتہنون مین سی اور دونو کانون مین سی اور دونو آنکہون مین سی دہوان نکلیگا ایسا کہ ہر ایک کا سر ایسا ہو جاییگا جیسی سر بہنا ہوا یعنی سوختہ سو ایسا والون کو

ان یتشبه باهل العذاب ولا ان یستعمل ما هو من نوع العذاب ولا هو من ملابسات اهل العذاب وقد کره جمیع
نہین چاہیئی کہ عذاب والون کا سا حال بنالین اور نہ یہہ چاہی کہ عذاب کی چیزون کو استعمال کرین اور نہ عذاب والون کی سی صورت بنا وین اور تمام علماء نی

من العلماء التختم بالحدید والنحاس لما ثبت فی الحدیث انهما حلیة اهل النار وصح علی ما ذکره الهلالی فی مختصر الاحیاء
لوہی اور تانبی کی انگہوٹہی برتنی کو مکروہ کیا ہی کیونکہ حدیث سی ثابت ہو چکا ہی کہ لوہا اور تانبا زیور دوزخیون کا ہی اور موافق بیان ہلالی کی مختصر الاحیاء مین

انه علیه السلام کان یکره الطعام السخن ویقول ان الله تعالی لم یطعمنا نارا فهذا الدخان اولی بالکراهة لانه مختلط
صحیح ہوا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گرم کہانی کو مکروہ جانتی اور فرماتی کہ اللہ تعالی نی ہمکو آگ کہانی کو نہین دی سو اب یہہ دہوان کراہت مین زیادہ تر ہی اسواسطی کہ اسمین

باجزاء ناریة کما مر فلو لم یکن فی استعماله الا تسوید الثیاب والابدان وکراهة الرائحة والانتان یکفی زاجر للعاقل عن
اجزاء ناری ملی ہوئی ہین چنانچہ گذر چکا ہی پہر اگر حقہ پینی مین سوای سیاہی کپڑون اور جسم اور بدبو اور تعفن کی کچہہ نہوتا تو بہی عاقل کی واسطی یہی سی روکنی کو کافی تہا

استعماله بل لو لم یکن فی استعماله الا احیاء سنة الکفار الذین اخرجوه واظهروه فی بلاد الاسلام توصلا الی اضرار اهل
بلکہ اگر اسکی پینی مین کچہہ نہوتا سوای رواج دینی طریق کفار کی جنہون نی اسکو نکال کر بلاد اسلام مین پہیلایا ہی اہل اسلام کی ضرر رسانی کی لئی

الاسلام لکان باعثا للعاقل علی اجتنابه ومانعا عن ارتکابه لکن اکثر اهل الزمان طبایعهم خامدة صعبة
تو بہی عاقل کی لئی باعث اجتناب کا تہا اور اسکی اختیار کرنی سی مانع آتا لیکن اس زمانہ کی لوگون کی طبیعتین ایسی بجہی ہوئی ہین کہ اصلا مطیع نہین ہوتین

الانقیاد مائلة دائما الی ما لا یعنیهم ان نصحوا لم یقبلوا وان علموا لم یتعلموا وان فهموا لم یتفهموا

ہمیشہ بیفائدہ امور کی طرف جھکی رہتی ہیں اگر نصیحت کرو تو نہیں مانتی اگر سکہاؤ تو نہیں سیکہتی اگر سمجہاؤ نہیں سمجہتی

وان فهموا ترکوا ما فهموا وهم من الذین ان یروا سبیل الرشد لا یتخذوه سبیلا وان یروا سبیل الغی

اور اگر سمجہیں تو سمجہہ کر ترک کریں اور وہ ایسی لوگ ہیں کہ اگر دیکہیں راہ سنوار کی تو نہ ٹہراویں راہ اور اگر دیکہیں راہ اولٹی

یتخذوه سبیلا نسئل الله تعالی ان یوفقنا سبیل الرشد ویبعدنا عن سبیل الغی المجلس الحادی والثلثون

اوسکو ٹہراویں راہ ہم اللہ تعالی سی سوال کرتی ہیں کہ ہمکو نیک رستہ کی توفیق دی اور ہمکو کجی کی راہ سی دور رکہی اکتیسویں مجلس

فی بیان سنة الاعتکاف وطلب لیلة القدر فیه وفضیلته قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

بیان میں سنت ہونی اعتکاف کی اور لیلة القدر کی تلاش اور اوسکی فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

انی اعتکفت العشر الاول بطلب هذه اللیلة ثم اعتکفت العشر الاوسط ثم اتیت فقیل لی التمسها فی العشر

میں نی رمضان کی پہلی دہہ میں لیلة القدر کی تلاش میں اعتکاف کیا پہر بعد اوسکی بیچ کی دہہ میں اعتکاف کیا پہر میں تیار ہوا یا تو مجہسی کہا کہ لیلة القدر کو پچہلی عشرہ

الاواخر فمن کان اعتکف معی فلیعتکف فی العشر الاواخر فقد اریت هذه اللیلة ثم انسیتها هذا الحدیث من صحاح

میں تلاش کرو جسنی میری ساتہہ اعتکاف کیا ہو تو وہ پچہلی عشرہ میں پہر اعتکاف کری میں نی لیلة القدر کو بیشک دیکہا پہر میری تئیں بہلا دی یہہ حدیث مصابیح کی

المصابیح رواه ابو سعید الخدری واصله علی ما فی الصحیحین انه علیه السلام اعتکف العشر الاول من

صحیح حدیثوں میں ہی ابو سعید خدری کی روایت سی اور اصل اس حدیث کی جیسی کہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہی یوں ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی رمضان کی پہلی عشرہ میں

رمضان ثم اعتکف العشر الاوسط فی قبة ترکیة ثم اطلع راسه فقال انی اعتکفت العشر الاول لطلب

اعتکاف کیا پہر بیچ کی دہہ میں ترکی خیمہ کی اندر اعتکاف کیا پہر سر مبارک باہر نکال کر فرمایا کہ میں نی پہلی دہہ میں اس شب کی تلاش میں اعتکاف کیا

هذه اللیلة الی اخر الحدیث وفیه دلیل علی ان المقصود من شرعیة الاعتکاف طلب لیلة القدر فانها

آخر حدیث تک اور اسمیں یہہ دلیل ہی کہ مقصود اعتکاف کی مشروع ہونی سی شب قدر کی تلاش ہی کیونکہ یہہ شب موافق مضمون نص

لکونها خیرا من الف شهر بالنص یلزم احیاءها باشرف الاعمال اذ فیه تفریغ القلب عن امور الدنیا وتسلیم

کی ہزار مہینوں سی بہتر ہی تو اوس شب میں نیک اعمال کی شغل میں جاگتی رہنا لازم ہی کیونکہ اسمیں امور دنیا سی دل کا خالی کرنا اور

النفس الی المولی والتحصن بحصن حصین وملازمة بیت رب العالمین فیکون کمن احتاج الی عظیم

مولی کو جان کا حوالہ کرنا اور پناہ لینی قلعہ مضبوط سی اور ملازمت پروردگار عالم کی گہر کی ہی پہر یہہ ایسا ہی جیسی کوئی ایک تو انگر محتاج ہو کر ویسی کی

فلازمه حتی قضی مآربه فان قیل اذا کان شرعیة الاعتکاف لطلب لیلة القدر فلم لم یختص باللیل قلنا

دروازی پر یہاں تک پڑا رہا کہ اوسکا مطلب روا کردی اگر کوئی اعتراض کری جب مشروعیت اعتکاف کی واسطی تلاش لیلة القدر کی ہی تو پہر اعتکاف ضرورت ہی کا خاص کیوں

ان الشافعی قد نص علی کون الاجتهاد فی یومها کالاجتهاد فی لیلتها فی الاستحباب ذکره النووی فی الاذکار

کہ امام شافعی نی صاف کہا ہی کہ سعی دن کی اندر ایسی ہی مستحب ہی جیسی رات کو مستحب ہی یہہ نووی نی اذکار میں بیان کیا ہی

وهذا الحدیث یقتضیه ایضا لانه علیه السلام اعتکف العشر الاول من رمضان لطلب تلک اللیلة

اور اس حدیث سی بہی یہہ ہی لازم آتا ہی اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی رمضان کی پہلی عشرہ میں لیلة القدر کی تلاش کی لئی اعتکاف کیا

ثم اعتکف العشر الاوسط فلما اتمه اتی ات من الملئکة فقال انها فی العشر الاواخر لا فی العشر الاول ولا فی

پہر بیچ کی عشرہ میں اعتکاف کیا پہر جب اوسکو پورا کر چکی تو ایک فرشتہ نی آکر کہا کہ لیلة القدر پچہلی عشرہ میں ہی نہ تو پہلی عشرہ میں ہی اور نہ

العشر الاوسط فعزم علیه السلام علی الاعتکاف فی العشر الاواخر وحث علی اعتکافها فانه علیه السلام کان

بیچ کی عشرہ میں تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی پچہلی عشرہ میں اعتکاف کا عزم کیا اور اور لوگوں کو رغبت دی سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی یتوفاه الله تعالی ثم اعتکف ازواجه من بعده قال الزهری
رمضان کی پچھلی عشرہ میں ہمیشہ اعتکاف کرتی رہی یہاں تک کہ اللہ تعالی نی اونکو وفات دی پہر اونکی بعد ازواج مطہرات کرتی رہیں زہری کہتا ہی
عجبا من الناس کیف یترکون الاعتکاف ورسول الله علیه السلام کان یفعل الشئ ویترکه ولم یترک الاعتکاف
لوگونسی تعجب آتا ہی کہ اعتکاف کیسا چہوڑ رکہا ہی اور حال یہہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کام کرتی بہی اور چہوڑ بہی دیتی اور اعتکاف کو
حتی قبض ثم الاعتکاف فی اللغة الاقامة علی الشئ وحبس النفس علیه وفی الشریعة الاقامة فی المسجد واللبث
اخیر دم تک نہیں چہوڑا پہر اعتکاف کی معنی لغت میں ایک شی پر قایم رہنا اور اوس شی پر نفس کو روکنا اور شریعت میں نیت کی ساتہہ مسجد میں دیر تک ٹہری
فیه مع النیة اما اللبث فرکنه واما المسجد والنیة فشرطه والمعنی اللغوی موجود فیه مع زیادة وصف
رہنا درنگ کرنی یعنی ٹہری رہنا تو اعتکاف کا رکن ہی اور مسجد اور نیت اعتکاف کی شرط ہیں اور لغوی معنی بہی شرعی معنوں میں زیادتی وصف کی ساتہہ
وهو سنة مؤکدة فی العشر الاخیر من رمضان لانه علیه السلام واظب علیه بعد ما قدم المدینة الی
پائی جاتی ہیں اور اعتکاف سنت مؤکدہ ہی رمضان کی پچھلی عشرہ میں اسواسطی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سی مدینہ شریف میں تشریف لائی تو اعتکاف ہمیشہ کرتی رہی
ان توفاه الله تعالی فان قیل المواظبة من غیر ترک دلیل الوجوب فلم لم یجب الاعتکاف فالجواب انه علیه السلام
یہاں تک کہ اللہ نی اونکو وفات دی اگر کوئی اعتراض کری ہمیشگی ایک عمل کی بدون ترک کی وجوب کی دلیل ہوتی ہی پہر اعتکاف واجب کیوں نہیں ہوا تو جواب یہہ ہی
کان فی حق الواجب بعد المواظبة علیه ینکر علی تارکه ولم ینکر علی من ترک الاعتکاف فعلم انه لیس بواجب
کہ نبی علیہ السلام عمل واجب کی باب میں بعد مواظبت کی اوس عمل کی تارک کو برا جانتی تہی اور اعتکاف کی تارک پر کبہی انکار نہیں کیا اس سی معلوم ہوا کہ اعتکاف
بل هو سنة مؤکدة علی طریق الکفایة فی العشر الاخیر من رمضان وفی غیره من الازمنة نفل وانما یجب
واجب نہیں ہی بلکہ سنت مؤکدہ رمضان کی پچہلی عشرہ میں بطور کفایہ کی ہی اور رمضان کی پچہلی عشرہ کی سوا اور وقتوں میں نفل ہی اور واجب تب ہوتا ہی
بالنذر والتعلیق بالشرط واما ما کان بالشروع فهو تطوع ثم ان اقل الواجب یوم حتی لو نذر اعتکاف یوم
کہ نذر مانو یا کسی شرط سی متعلق کرو لیکن جو اعتکاف شروع کرنی سی لازم ہوجاتا ہی سو وہ تطوع ہی پہر کم سی کم مدت اعتکاف واجب کی ایکدن ہی یہاں تک کہ اگر اعتکاف
یدخل المسجد قبل طلوع الفجر ولا تخرج الا بعد غروب الشمس فان قطعه قبل ذلک او افسده یقضیه
ایکدن کا نذر مانا تو مسجد میں صبح صادق سی پہلی داخل ہو اور بعد غروب آفتاب کی مسجد سی نکلی سو اگر غروب آفتاب سی پہلی اعتکاف کو قطع کیا یا فاسد کرد یا تو اوسکو
ولو نذر اعتکاف یومین او اکثر یدخل المسجد فی ابتداء شروعه قبل غروب الشمس
اور اگر دو دن یا کئی دن کی اعتکاف کی نذر کری تو اعتکاف شروع کرنیکو مسجد میں غروب آفتاب سی پہلی داخل ہو
ولا یخرج عند تمامه الا بعد غروبها ولو مات قبل ان یعتکف یلزمه ان یوصی بان یطعم
اور پورا ہونی کی بعد مسجد سی بعد غروب آفتاب کی نکلی اور اگر اعتکاف کرنی سی پہلی مرجاوی تو لازم ہی کہ وصیت کردی
عنه لکل یوم نصف صاع من الحنطة ولا یصح ما وجب من الاعتکاف الا بالصوم
کہ ہر ہر دن کی بدلہ آدہا آدہا صاع گیہوں کا مساکین کو دیدیں اور اعتکاف واجب بدون روزہ کی ادا نہیں ہوتا
حتی لو نذر اعتکاف یوم قد اکل فیه لا یصح نذره ولا یلزمه شئ وکذا
یہاں تک کہ اگر کسی نی ایکدن کا اعتکاف نذر مانا کہ اوسمیں کہا چکا تہا تو اوسکی نذر صحیح نہیں ہی اور اوسکی ذمہ کچہہ لازم نہیں ہی اور ایسی ہی
لو نذر اعتکاف لیلة لا یصح لان اللیل لیس محلا للصوم واما النفل فالصوم
اگر رات کی اعتکاف کی نذر کی تو صحیح نہیں ہی اسلئے کہ رات کو روزہ نہیں ہوتا اور اعتکاف نفلی میں ظاہر روایت کی موافق روزہ
لیس شرطا فیه فی ظاهر الروایة وهو قولهما ایضا فعلی هذه الروایة لیس لاقله تقدیر حتی ان من
شرط نہیں ہی اور صاحبین کا بہی یہی قول ہی اب اس روایت کی موافق کم سی کم مدت اعتکاف کی مقرر نہیں ہی یہاں تک کہ جو شخص

دخل المسجد ونوی الاعتکاف الی ان یخرج یکون معتکفا مادام فیه ویحصل له ثواب المعتکفین فاذا خرج
مسجد مین آوی اور نکلنی تک کی وقت مین اعتکاف کی نیت کری تو معتکف ہوجاویگا جبتک مسجد مین رہیگا اور اوسکو اعتکاف والون کا سا ثواب ملیگا اور جب
منه ینتهی اعتکافه وروی الحسن عن ابی حنیفة ان الصوم شرط الصحة فعلی هذه الروایة اقله یوم ثم الاعتکاف
مسجد سی نکلیگا تو اوسکا اعتکاف پورا ہوجاویگا اور حسن امام ابو حنیفہ سی روایت کرتا ہی کہ روزہ صحت اعتکاف کی شرط ہی اس روایت کی موافق کم سی کم مدت ایک دن
لا یصح الا فی مسجد الجماعة له امام ومؤذن یصلی فیه الصلوات الخمس بالجماعة لانه عبادة انتظار الصلوة
سوا مسجد جماعت کی جسکا امام اور مؤذن معین ہو اور اوسمین پانچون نمازین جماعت سی ہوتی ہون درست نہین ہوتا اسواسطی کہ نماز کی انتظاری عبادت ہی
فیختص بمکان یصلی فیه ذلك والمرأة تعتکف فی مسجد بیتها ای فی موضع صلوتها فی بیتها ولا یخرج منه
سو ایسی جگہ ہونا چاہئی جہان وہ نمازین ہوتی ہون اور عورت اپنی گھر کی مسجد مین اعتکاف کری یعنی جس جگہ اپنی گھر مین نماز پڑہتی ہی پہر اوس جگہ سی
اذا اعتکفت فیه ولیس لها ان تعتکف فی غیر موضع صلوتها فی بیتها وان لم یکن فی بیتها موضع الصلوة
اگر اعتکاف کیا تو نہ ٹلی اور عورت کو جایز نہین ہی کہ اپنی گھر مین سوا نماز کی جگہ کی اور کہین اعتکاف کری اور اگر اوسکی گھر مین نماز کی جگہ کوئی معین نہو
لا یجوز لها الاعتکاف فیه ولا یخرج المعتکف من المسجد الا لحاجة شرعیة کالجمعة او طبیعیة کالبول و
تو اوسکو گھر مین اعتکاف کرنا جایز نہین ہی اور معتکف مسجد سی بدون حاجت شرعی کی باہر نہ نکلی جیسی نماز جمعہ یا بدون حاجت طبیعی کی جیسی پیشاب اور
الغائط واذا خرج لبول او غائط لا یمکث فی منزله بعد الفراغ من الطهور ویخرج الی الجمعة حین زوال الشمس
پاخانہ اور اگر واسطی پیشاب یا پاخانہ کی مسجد سی باہر آیا تو طہارت سی فارغ ہوکر گہر مین دیر نہ لگاوی اور نماز جمعہ کی واسطی آفتاب ڈہلنی کی وقت روانہ ہو
ان کان معتکفا قریبا من الجامع بحیث لو انتظر زوال الشمس لا یفوته الخطبة وان کان تفوته الخطبة
اگر مسجد جامع سی نزدیک معتکف ہو ایسا کہ اگر آفتاب ڈہلنی کا انتظار کری تو خطبہ نہ فوت ہوجاوی اور اگر جانی کہ خطبہ ہوچکیگا
لا ینتظر زوال الشمس بل یخرج فی وقت یمکنه ان یاتی الجامع ویصلی اربع رکعات قبل الاذان الذی بین یدی
تو آفتاب ڈہلنی کا انتظار نکری بلکہ ایسی وقت روانہ ہوکی مسجد جامع مین جاکر چار رکعتین نماز کی اوس اذان سی پہلی پڑہ لی جو منبر کی سامنی ہوتی ہی
المنبر وفی روایة ست رکعات رکعتان تحیة المسجد واربع سنة وبعد الجمعة یمکث بقدر ما یصلی اربع
اور ایک روایت مین یہ ہی کہ چہہ رکعتین پڑہ لی دو رکعت تحیة المسجد کی اور چار سنتین اور بعد نماز جمعہ کی اتنا ٹہری کہ چار رکعتین
رکعات او ست رکعات علی حسب اختلاف الاخبار الواردة فی النافلة بعد الجمعة ولا یمکث اکثر من ذلك
یا چہہ رکعتین پڑہ لی موافق اختلاف حدیثون کی کہ جمعہ کی بعد کی نفلون مین وارد ہوئی ہین اور اسقدر سی زیادہ دیر نہ لگاوی
وان مکث لا یضره ولو یوما ولیلة لکن لا یستحب له ذلك ولا یخرج لعیادة المریض ولا لصلوة الجنازة ولا
اور اگر دیر لگاویگا تو کچہہ نقصان نہین ہی اگرچہ ایک دن رات تک لیکن یہہ خلاف مستحب ہی اور بیمار پرسی کی واسطی نہ جاوی اور نہ واسطی نماز جنازہ کی جاوی اور نہ
لاداء الشهادة وهذا کله قول ابی حنیفة لان الخروج من المسجد بلا عذر ولو ساعة یفسد الاعتکاف عنده
گواہی دینی جاوی یہہ تمام قول امام ابو حنیفہ کا ہی اسواسطی کہ مسجد مین سی بلا عذر نکلنا اگرچہ ایک ساعت کی لئی ہو اونکی نزدیک اعتکاف کو فاسد کردیتا ہی
وهو القیاس لان الخروج ینافی اللبث وما ینافی فی الشئ یستوی فیه القلیل والکثیر کالاکل فی الصوم والحدث
اور یہہ ہی قابل قیاس کی ہی اسواسطی کہ باہر نکلنا اندر ٹہرنی کی خلاف ہی اور جو شی کسی شی کی خلاف ہوتی ہی اسمین تہوڑا بہت سب برابر ہی جیسی روزہ مین کہانا
فی الطهارة وکذا اذا خرج ساعة بعذر المرض یبطل لان الخروج بعذر المرض من حیث انه لا یغلب وقوعه لم یکن
اور وضو مین حدث اور ایسی ہی اگر ایک ساعت کی واسطی بیماری کی عذر سی نکلی تو اعتکاف باطل ہوجاتا ہی اسواسطی کہ بیماری کی عذر سی نکلنا باین اعتبار کہ نادر الوقوع ہی
مستثنی عن الایجاب فصار کانه خرج من غیر عذر الا انه لا یاثم بالخروج بعذر المرض وکذا اذا خرج بغیر عذر
کبہی کبہی ہوتی ہی ایجاب سی مستثنی نہین ہوا ہی سو اب گویا بلا عذر باہر نکل آیا ہان اتنا ہی کہ بیماری کی عذر سی نکلنی مین گنہگار نہین ہوتا اور ایسی ہی اگر بلا عذر

ناسيا يبطل اعتكافه وكذا اذا انهدم المسجد وانتقل الى مسجد آخر او اخرجه السلطان كرها او اخرجه
بہولکر نکل آوی تو اعتکاف باطل ہوتا ہی اور ایسی ہی اگر مسجد ڈہ جاوی اور معتکف دوسری مسجد میں چلا جاوی یا اوسکو حاکم زبردستی نکال دی یا قرض خواہ نکال دی

الغريم او خرج هو وحبسه الغريم ساعة يبطل اعتكافه وقالا لا يفسد ما لم يخرج اكثر من نصف يوم وهو
یا وہ آپ نکلی اور قرض خواہ ایک ساعت بہر پکڑ رکہی اعتکاف باطل ہوجاتا ہی اور صاحبین کہتی ہیں اعتکاف باطل نہیں ہوتا جبتک آدہی دن سی زیادہ نکلا نہ رہی

اوسع للناس اذ لا بد لهم من الخروج لاقامة حوائجهم فلو لم يبح القليل منه لوقعوا في الحرج ولا حرج في الكثير
اس قول میں لوگوں کو بہت گنجایش ہی کیونکہ واسطی اپنی کاروبار ضروریکی نکلنا پڑتا ہی پس اگر تہوڑی مدت مباح نہووی تو البتہ حرج ہوویگا اور اس زیادہ مدت یعنی آدہی

الذي هو اكثر من نصف يوم ويجوز للمعتكف ان ياكل ويشرب وينام ويبيع ويشتري في المسجد من غير
دن سی زیادہ میں کچہہ حرج نہیں ہی اور معتکف کو جائز ہی کہ مسجد کی اندر کہاوی اور پیوی اور سووی اور بیچی اور خریدی بغیر لائی اسباب کا مسجد میں

احضار السلعة فيه قال بعض العلماء المراد به ما لا بد منه كالطعام ونحوه واما اذا اراد ان يتخذه متجرا
نہ لا رکہی بعضی علماء کہتی ہیں کہ اس سی مراد ضروری کار ہیں جیسی کہانا وغیرہ اور اگر معتکف چاہی کہ مسجد کو دکان تجارت کی بنالی

يكره له ذلك قال الزيلعي وهذا اصح لانه منقطع الى الله تعالى فلا ينبغي له ان يشتغل فيه بامور
تو یہہ مکروہ ہی زیلعی کہتا ہی کہ یہہ قول صحیح ہی کیونکہ خدا کی واسطی الگ ہو بیٹہا ہی تو اب اچہا نہیں ہی کہ مسجد میں امور دنیا میں مشغول ہو

الدنيا ويكره له الصمت والمراد صمت يعتقده عبادة وهو منهي عنه لكونه شريعة منسوخة ويلازم
اور معتکف کو مکروہ ہی چپکی رہنا اور مراد چپکی رہنا عبادت سمجہہ کر اور یہہ ممنوع ہی اسواسطی کہ یہہ طریق منسوخ ہی قرآن کی تلاوت

قراءة القران والحديث وعلم الدين وسير النبي وقصص الانبياء وحكايات الصالحين وكتابة امور الدين و
کیجاوی اور حدیث اور علم دین فقہ وغیرہ اور تاریخ نبی اور احوال انبیا کی اور حکایات صالحین کی پڑہا کری امور دینی لکہا کری اور رہی

اما التكلم بالليس بخير فانه مكروه لغير المعتكف في غير المسجد فما ظنك للمعتكف في المسجد ويحرم عليه
گفتگو بیجا بیہودہ تو بدون اعتکاف کی مسجد سی باہر بہی مکروہ ہی پہر معتکف کی واسطی مسجد کی اندر تجہکو کیا خیال ہی اور معتکف پر

الوطي بقوله تعالى ولا تباشروهن وانتم عاكفون في المساجد وكذا دواعيه كاللمس والقبلة ويبطل الاعتكاف
وطی حرام ہی موافق اس آیت کی اور نہ لگو اونسی جب اعتکاف بیٹہی ہو مسجدوں میں اور ایسی ہی وطی کی سامان جیسی چہونا اور بوسہ لینا اور وطی سی مطلقا اعتکاف

بالوطي مطلقا وبالدواعي ان انزل والا فلا ولو اراد ايجاب الاعتكاف على نفسه ينبغي ان يذكر بلسانه ولا
باطل ہوجاتا ہی اور وطی کی سامان سی اگر انزال ہوگیا تو باطل ہوجاتا ہی اور نہیں تو نہیں باطل ہوتا اور اگر کسی نی اپنی اوپر اعتکاف واجب کرنیکا ارادہ کیا تو چاہئی کہ زبان سی کہی

يكتفي بنية القلب لان النذر عمل اللسان فلا يكون الا به بخلاف النية فانها عمل القلب ولو اعتكف رجل
صرف دل کی نیت پر اکتفا نہ کری اسواسطی کہ نذر کرنا زبان کا کام ہی سو زبان ہی سی پورا ہوتا ہی بخلاف نیت کی کیونکہ یہہ دل ہی کا کام ہی اور اگر کسی شخص نی

من غير ان يوجبه على نفسه ثم خرج لا شئ عليه في ظاهر الرواية المجلس الثاني والثلثون في بيان
بلا وجوب اعتکاف شروع کیا پہر اعتکاف سی خارج ہوا تو ظاہر روایت میں اوسپر کچہہ نہیں آتا بتیسوین مجلس

صدقة الفطر واحكام العيدين وبيان البدع فيه فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم
صدقۃ الفطر کی بیان اور دونو عیدکی احکام میں اور بیان عید کی بدعتوں کا رسول الله صلی الله علیه وسلم نی زکوۃ فطر کو

زكوة الفطر طهرة للصائم من اللهو واللغو ايضا فعلى هذا للمساكين هذا الحديث من حسان المصابيح
فرض کری ہی روزہ دار کی طہارت کی واسطی لہو اور لغو اور [illegible] کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی

رواه ابن عباس وهو يدل على وجوب صدقة الفطر لان الفرض في اللغة بمعنى التقدير وفي الشرع بمعنى
ابن عباس کی روایت سی اس حدیث سی صدقہ فطر کا واجب معلوم ہوتا ہی اسواسطی کہ لغت میں معنی فرض کی اندازہ کرنیکی ہیں اور شرع میں ایجاب کی

الايجاب۔ ولفظ الشارع اذا دار بين المعنى الشرعي والمعنى اللغوي يتعين حمله على المعنى الشرعي ما امكن لان

معنی ہین اور شارع کی کلام اگر درمیان معنون شرعی اور معنون لغوی کی دایر ہوتی ہی تو وہ حتی جہان تک ہو سکی شرعی معنون پر حمل کی جاتی ہین اسواسطی

الغالب من حال النبي عليه السلام تعريف الاحكام دون اللغات فعلى هذا يكون المعنى ان وجوب صدقة الفطر

کہ اکثر اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم احکام شرعی کو بیان فرماتی تہی لغات نہین بیان کرتی تہی اس تقریر کی موافق معنی حدیث کی یہہ ہوئی کہ صدقہ فطر کا

على الانسان لفائدتين احدهما كونها كفارة لخطاياه وتطهيرا له مما صدر عنه في حال الصوم من اللهو واللغو

انسان پر دو فائدہ کی واسطی واجب ہوا ہی ایک تو کفارہ ہی اوسکی خطاؤن کا اور اوسکی پاکیزگی ہی اوس بیجا عمل سی جو روزہ کی حالت مین ہوا ہو لہو اور لغو

الذي ليس في واحد منهما فائدة دينية او دنيوية ومن الرفث الذي هو الكلام القبيح وما يضاهيه من الفاظ الجماع

جنمین کوئی فائدہ نہیں ہی نہ تو فائدہ دین کا اور نہ فائدہ دنیا کا اور طہارت ہی رفث سی یعنی کلام بد اور جو اوسکی مانند ہی الفاظ جماع کی

لان الحسنات يذهبن السيئات والثانية كونها قوتا للمساكين حتى يكون الفقير في هذا اليوم كالغني في

البتہ نیکیان دور کرتی ہین برائیون کو اور دوسرا فائدہ مساکین کی روزی ہی یہان تک کہ فقیر اوس روز قوت حاصل کرکر غنی کی مانند ہو جاتا ہی

وجدان القوة وعدم الاحتياج الى السوال لانه عليه السلام قال اغنوهم عن المسئلة في مثل هذا اليوم واشار

اور حاجت سوال کی نہیں رہتی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا انکو سوال کرنی سی آج کی روز غنی کردو اور یہہ اشارہ ہو

الى ان هذا اليوم انما يكون عيد الفقراء اذا استغنوا فيه عن السوال بوصول صدقة الاغنياء اليهم

کہ یہہ دن فقیرون کی حق مین عید جب ہی ہی کہ توانگرون سی صدقہ لیکر سوال کرنی کی حاجت نرہی

لان الاغنياء مكلفون بانفاق المال في سبيل الخير وسر ذلك التكليف ان المال محبوب الخلق وهم مامورون

اسواسطی کہ توانگرون کو حکم ہی کہ راہ خیر مین مال خرچ کرین اس حکم مین بہید یہہ ہی کہ مال تمام خلقت کو محبوب ہوتا ہی اور انکو محبت الہی کا حکم ہی

بحب الله تعالى وقد ادعوا ذلك بنفس الايمان لان قولهم لا اله الا الله معناه انا قد علمنا واعتقدنا ان

اور وہ بہی صرف ایمان کی راہ سی محبت کا دعوی کرتی ہین اسلئی کہ انکا قول لا الہ الا اللہ اسکی یہہ معنی ہین ہمنی جان لیا اور اعتقاد کیا کہ

لا معبود ولا محبوب الا الله فالتزمنا عبادته ومحبته ولا نعبد ولا نحب الا اياه فجعل بذل المال معيارا

نہ کوئی معبود ہی اور نہ کوئی محبوب ہی سواء اللہ کی سو ہمنی اوسکی عبادت اور محبت اپنی ذمہ پر لی نہ ہم اوسکی سوای کسیکی عبادت کرین نہ کسیکو محبوب رکہین سوال کا خرچ کرنا

لحبهم ومصداقا لصدقهم من حيث ان جميع المحبوبات تبذل في سبيل المحبوب الذي غلب حبه في قلبهم

اونکی محبت کا نشان مقرر ہوی اور اونکی سچی دعوی کی تصدیق ہی اس لحاظ سی کہ تمام محبوب چیزین ایسی محبوب کی واسطی کہ اوسکی محبت دل مین زیادہ تر ہو خرچ کرڈالی

فمن بذل فهو من الذين صدقوا ما عاهدوا الله عليه ومن لم يبذل يكون من الذين يقولون بافواههم

سو جسنی مال خرچ کیا وہ اون لوگون مین ہی کہ اللہ سی جو عہد کیا تہا وہ سچ کر دیکہایا اور جسنی مال نہ خرچ کیا وہ اون لوگون مین ہی جو زبانی وہ باتین بناتی ہین

ما ليس في قلوبهم بل ممن اتبع هواه وجعله الها لنفسه حتى كانه يعبده فان من يعمل بهوى نفسه لا

جو اونکی دلون نہین ہین بلکہ وہ تو نہین ہین جو اپنی ہوا کی تابع ہین اور ہوا کو اپنا معبود بنایا ہی گویا اوسہی کی عبادت کرتا ہی کیونکہ جو ہوا نفسانی پر عمل کرتا ہی

يهوى نفسه شيئا الا يرتكبه ويخالف مولاه ولهذا قال النبي عليه السلام ابغض اله عبد في الارض عند

تو پہر اوسکا نفس جو تمنا کرتا ہی سو بہی کرتا ہی اور مولی کی مخالفت کرتا ہی اسہی واسطی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بدتر معبود کہ زمین کی اوپر پوجا گیا ہی

الله تعالى هو الهوى فعلى هذا يجب على المكلف في هذا العيد ستة الاشياء الاول ترك المعاصي فان المعصية

خدا کی نزدیک ہوا ہوس ہی اسکی موافق مکلف [illegible] عید مین کئی چیزین واجب ہین اول [illegible] ترک کرنا کیونکہ معصیۃ کا ترک کرنا

وان كان تركها لازما [illegible] الازمان الزم واوجب لقوله تعالى ان [illegible]

گرچہ ہمیشہ ہر وقت مین لازم اور [illegible] واجب ہوتا ہی اس لیے ہی [illegible] کی

الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ
الله کی پاس بارہ مہینی ہین الله کی حکم مین جسدن پیدا کئی آسمان وزمین اونمین چار ہین ادب کی یہہ ہی سیدہا

الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ يعني ان عدة الشهور القمرية التي عليها يدور كثير من الاحكام الشرعية
دین سو اونمین ظلم نکرو اپنی اوپر یعنی گنتی قمری مہینون کی جس سی بہت سی احکام شرعی موافق حکم الٰہی کی متعلق ہو رہی ہین

في حكمه تعالى اثنا عشر شهرا مثبتا في اللوح المحفوظ منذ خلق السموٰت والارض من تلك الشهور الاثني عشر
وہ تمام بارہ مہینی ہین لوح محفوظ مین ثابت جب سی الله تعالى نی آسمان وزمین کو پیدا کیا ہی اون بارہ مہینون مین سی۔

اربعة حرم وهي ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب وكون هذه الشهور الاربعة المعينة حرما هو الدين
چار معزز ہین یعنی ذیقعد خالی اور ذالحج بقرعید اور محرم دہا اور رجب مریم روزہ اور یہہ چارون معین مہینی جو معزز اور حرم ٹہری ہین یہہ طریق

المستقيم دين ابراهيم واسمعيل عليهما السلام فلا تظلموا فيهن انفسكم بهتك حرمتها وارتكاب المعاصي
راست دین ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کا ہی سوتم لوگ ان مہینون کی حرمت توڑکر اور انکی اندر عمل بد کرکر اپنی جان پر ظلم مت اتارو

فيها فان العمل الصالح كما انها اعظم اجرا فيهن كذلك المعصية فيهن اعظم وزرا من المعصية في غيرهن
کیونکہ نیک کار جیسی ان مہینون کی اندر ثواب مین زیادہ ہوتا ہی ایسی ہی گناہ ان مہینون کی اندر سزا مین بہ نسبت اور مہینون کی سخت ہوتا ہی

وكذا المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر وايام العيدين ولياليهما
اور ایسی ہی گناہ ماہ رمضان مین اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور انکی راتون مین اور شب قدر مین اور دونو عیدکی دن اور انکی راتونکو

اكثر وزرا لانه تعالى فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل فيها وجعل ثواب العبادات ونزول
سزا مین زیادہ ہی اسواسطی کہ الله تعالى نی ان اوقات کو یہہ فضیلت بخشی ہی کہ ان وقتون مین خاص خاص عبادتین مقرر فرمائین جو اونمین عمل مین آتی ہین اور ثواب عبادات کا

الرحمة ووصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة لهذه الامة فمن لم يعرف هذه النعمة التي كانت عليه فيها
اور رحمت کا نازل کرنا اور مغفرت کا دینا ان وقتون مین بہ نسبت اور وقت کی واسطی رحمت اس امت کی زیادہ مقرر فرمایا ہی پہر جو شخص اس نعمت کی قدر نہ سمجہی جو اسکو ان وقتون

بل هتك حرمتها بارتكاب انواع الذنوب فيها فقد استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى
حاصل ہی بلکہ ان مہینون کی حرمت طرح طرح کی گناہ عمل کرکر خراب کری تو بیشک وہ شخص سخت تر عذاب کا مستحق ہی اور اوسکا عذاب زیادہ تر ہی سو

المؤمن ان يعرف ما انعم عليه ويعظم ما عظمه الله تعالى حتى يكون عند الله عظيما وتعظيم هذه الاوقات
مومن کو لازم ہی کہ جو اوسکو الله نی انعام دیا ہی اوسکو پہچانی اور جسکو الله نی عظمت دی ہی اوسکی تعظیم کری تاکہ الله کی نزدیک اوسکو بہی عظمت ملی اور ان اوقات کی تعظیم

انما يكون بزيادة الاعمال الصٰلحٰت فيها فمن عجز عنها فاقل حاله في التعظيم ان يحترز عما يحرم عليه ويكره له
یہی ہی کہ ان وقتون مین صالح اعمال زیادہ تر کیا کری جس سی یہہ نہو سکی تو پہر کم سی کم تعظیم اسکی حق مین یہہ ہی کہ محرمات اور مکروہات سی کنارہ کری سو تمام بدعات

فيترك البدع والمنكرات وما لا ينبغي له فيها من المنهيات وكثير من الناس في بعض هذه الازمان فقد
اور منکرات اور جو جو بیہودہ کار اسکو ان اوقات مین لایق نہین ہین سب ترک کری اور اس زمانہ کی اکثر لوگون نی ان امور کی برخلاف اختیار کر لیا ہی

اخذ واضد هذا المعنى حيث كانوا يسارعون في ايام العيدين ولياليهما الى اللهو واللعب وغيرهما من انواع
چنانچہ ایام عیدین مین رات ہو یا دن لہو ولعب وغیرہ طرح طرح کی بیجا امور مین

السيات بعضهم بالمباشرة وبعضهم بالمشاهدة مع ان للسيئة الواحدة عشر اشياء من الضرر على ما
چالاکی اور چستی کرتی ہین بعضی تو اپنی ہاتہہ سی کرتی ہین اور بعضی تماشا دیکہتی ہین اور حال یہہ ہی کہ ایک گناہ مین موافق بیان

ذكره الفقيه ابو الليث في تنبيه الغافلين الاول اسخاطه خالقه بمخالفة امره والثاني تفريح ابليس الذي
فقیہ ابو اللیث کی تنبیہ الغافلین مین دس ضرر پیدا ہوتی ہین اول آزردگی اپنی خالق کی حکم کی نافرمانی کرنی سی دوسری ابلیس کا خوش کرنا

هو

هو عدوه وعدو الله تعالى والثالث بعده من الجنة والرابع قربه من جهنم والخامس جفاء من
جو اسکا ہی اوخدا کا دشمن ہی تیسری جنت سی دوری چوتھی دوزخ سی نزدیکی پانچوین اپنی جان پر ظلم کرنا

هو احب اليه وهو نفسه والسادس تنجيس نفسه التي جعلها الله تعالى طاهرة والسابع ايذا الحفظة
جسکو سب سی زیادہ محبوب رکہتا ہی چھٹی اپنی جان کا ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالی نی پاک پیدا کیا ہی ساتوین کرام کاتبین کو ایذا دینی

الذين لا يؤذونه والثامن احزان النبي عليه السلام في قبره والتاسع اشهاد الارض والليل والنهار على نفسه
جو کہ اسکو نہین ستاتی آٹھوین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کی اندر غمگین کرنا نوین زمین اور رات دن کو اپنی برائی پر گواہ کرنا

والعاشر خيانته لجميع الخلائق لان المطر يقل بالذنب فاذا كان حال من فعل سيئة واحدة هذا فماذا
دسوین تمام عالم کی بدخواہی اسواسطی کہ گناہون کی شامت سی مینہ برسنا بند ہوجاتا ہی جب ایک گناہ مین یہہ حال ہو تو پہر دیکہو

يكون حال من يفعل فنونا من السيئات لا سيما في هذه الايام المباركات مع ان الخطباء ينادون على
اوس شخص کا جو طرح طرح کی گناہ کرتا ہی کیا حال ہوگا خاص کر ان مبارک دنون مین باوجودیکہ وعاظ نصیحت کرنیوالی منبرون پر پکار پکار کر

المنابر ويقولون ليس العيد لمن لبس الجديد انما العيد لمن امن الوعيد ليس العيد لمن تبخر بالعود انما
کہی جاتی ہین کہ عید اوسکی لئی نہین ہی جو نئی کپڑی پہن لی عید اوسی کی ہی جو وعید سی پناہ مین رہی عید اوسکی لئی نہین ہی جو خوشبو مین بسی

العيد للتائب الذي لا يعود ليس العيد لمن تزين بزينة الدنيا انما العيد لمن تزود بزاد التقوى ليس العيد
عید اوسی کی ہی کہ توبہ کرکر پہر نہ پہنسی عید اوسکی نہین ہی جو دنیا کی زینت سی آرایش کری عید اوسی کی ہی جو توشہ تقوی سی آسایش کری عید اوسکی نہین ہی

لمن ركب المطايا انما العيد لمن ترك الخطايا ليس العيد لمن بسط البساط انما العيد لمن جاوز الصراط وقال
جو اونٹنیون پر سوار ہو عید اوسی کی ہی جو خطا سی بیزار ہو عید اوسکی نہین ہی جو فرش فروش بچھاوی عید اوسی کی ہی جو صراط پر سی سلامت گذر جاوی اور

النبي عليه السلام استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر وروي انه عليه السلام
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکی ہین کہ ملاہی کا سننا تو معصیت ہی اور اوسکی عادت کرنا فسق ہی اور اوس سی مزہ لینا کفر ہی اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی

ادخل اصبعيه في اذنيه عند سماعه وهم يسمعون امثال تلك الكلمات ولا يلتفتون اليها بل يدعون
ملاہی کی آواز سنکر کانون مین اونگلیان دیلین تہین اب یہہ لوگ ایسی ایسی کلمی سنتی ہین اور اوس روایت کی طرف توجہ نہین کرتی بلکہ لتپر اسلام کا دعوی

الاسلام ومحبة الله ورسوله ومع ذلك يخالفونهما في الاوامر والنواهي فيكون الحال مشكلا والحكام
کرتی ہین اور اللہ اور رسول کی محبت جتلاتی ہین اور تمام امر و نواہی مین اللہ رسول کی مخالفت کئی جاتی ہین اب کیا مشکل کی بات ہی کہ حاکم وقت

يشاهدون امثال تلك المنهيات ولا يمنعون شيئا منها بل يساعدون فيها فمن كان باكيا فليبك على
ان تمام منہیات کو دیکہتی ہین اور اسمین سی ذرہ منع نہین کرتی بلکہ اوسمین اور مدد دیتی ہین اب جو کوئی روئی تو چاہئی کہ اسلام کی

الاسلام وغربته اذ قد عاد الاسلام غريبا كما بدأ غريبا نعم ان هذه الايام ايام فرح وسرور لكن ينبغي ان
غربت پر روئی کیونکہ اسلام اب ویساہی غریب ہوگیا جیسی غریب شروع ہوا تہا ہان یہہ دن فرح اور سرور کی ہین پر یون چاہئی

يكون اظهار الفرح والسرور فيها بما كان مباحا او مستحبا كالاغتسال والتطيب ولبس احسن الثياب
کہ خوشی اور سرور ایسی اسباب سامان سی ظاہر کری جو مباح یا مستحب ہووی جیسی نہانا اور خوشبو لگانی اور اچھی اچھی مباح کپڑی پہنی

المباحة التي تكون جديدة او غسيلة على ما سيجيء لا بما كان حراما كلبس الحرير والخوض في الباطل لان العيد
کہ وہ یا نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہون چنانچہ آگی آتا ہی حرام سامان سی نہ کری جیسی حریر کا پہنا اور باطل باتون مین گہسنا کیونکہ عید کو

انما سمي عيدا لانه تعالى يعود فيه على المؤمنين بالمغفرة والاحسان فيجب عليهم ان يجتنبوا المعصية والطغيان
اسی لئی عید کہتی ہین کہ اللہ تعالی مؤمنون پر ... مغفرت اور احسان کرتا ہی پہر اون پر یہی واجب ہی کہ معصیت اور سرکشی سی کنارہ کرین

حتى يكونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان وقد حكى عن بعض العارفين انه
تاکہ سعادت مند اور لایق رضامندی خدا کی ہوں بدبخت اور ٹوٹی والوں میں نہوں اور بعضی عارفوں سی حکایت کرتی ہیں کہ وہ

مر يوم العيد بقوم يلعبون ويضحكون فقال ان كان قد تقبل من هؤلاء لزمهم ان يشكروا وليس هذا
عید کی دن ایک قوم پر پہنچی کہ کھیل رہی تھی اور ہنستی تھی فرمایا اگر ان لوگوں کی عید مقبول ہوئی ہی تو اونکو لازم ہی کہ شکر کریں اور یہہ شکرگذاروں کی

فعل الشاكرين وان كان لم تقبل منهم لزمهم ان يخافوا وليس هذا فعل الخائفين ثم ينبغي ان يعلم ان بعض
کام نہیں ہیں اور اگر مقبول نہیں ہوئی تو لازم ہی کہ خدا کا خوف کریں اور یہہ ڈرنیوالوں کی کام نہیں ہیں پہر سمجھنی کی بات ہی کہ بعضی لوگ

الناس قد زعموا ان ضرب الدف والغناء يوم العيد جائز لما روى عن عائشة ان ابا بكر رض دخل عليها يوم
کہتی ہیں کہ دف دائرہ بجانا اور گانا عید کی دن جایز ہی اسلئی کہ روایت ہی حضرت عائشہ رضہ سی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اونکی یہاں عید کی

العيد وعندها جاريتان تغنيان بالدف ورسول الله عليه السلام متغش بثوبه فزجرهما ابو بكر فكشف النبي عم
دن آئی اسوقت اونکی پاس دو لڑکیاں گاتی تہیں اور دف بجاتی تہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑہی ہوئی تہی اون لڑکیوں کو ابوبکر نی منع کیا تو نبی صلی اللہ علیہ

وجهه فقال دعهما يا ابا بكر فان لكل قوم عيدا فهذا عيدنا فان هذا الحديث وان كان يدل على ما زعموا
وسلم نی منہہ کہولکر فرمایا ابوبکر جانی دی کیونکہ ہر ہر قوم کی عید ہوتی ہی آج ہماری عید ہی اب یہہ حدیث اگرچہ اونکی قول پر جو جایز بتاتی ہیں دلالت کرتی ہی

لكن ليس كما زعموا اذ قد ذكر في نصاب الاحتساب ان هذا الحديث متروك غير معمول به لقوله تعالى ومن الناس
پر یوں نہیں ہی جو وہ کہتی ہیں کیونکہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ یہہ حدیث متروک ہی اس حدیث پر عمل نہیں ہی واسطی اس آیت کی ایک لوگ ہیں

من يشتري لهو الحديث فان المراد من لهو الحديث على ما ذكر في معالم التنزيل عن ابن مسعود وابن عباس
کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کی کیونکہ مراد لہو الحدیث سی جو آیت میں ہی موافق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس

وعكرمة وسعيد بن جبير الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير والمراد من اشتراه اختياره والمعنى ان بعضا
اور عکرمہ اور سعید بن جبیر سی غنا ہی اور جو اسکی مثل ہی گانا اور مزمار بجانی اور اشترا سی مراد ہی پسند کرنا یعنی بعضی ایسی لوگ ہیں

من الناس يختار الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوا
جو غنا کو پسند کرتی ہیں اور اوسکی مثل کو سرود اور مزمار تا بچلاویں اللہ کی راہ سی بن سمجھی اور ٹہراویں اوسکو ہنسی

اولئك لهم عذاب مهين فدلت الاية على تحريم الغناء وما في معناه من الملاهي ويدل على هذا ايضا ان عائشة
وہ جو ہیں اونکو ذلت کی مار ہی یہہ آیت غنا کی حرمت پر دلالت کرتی ہی اور جو اوسکی مثل لہو کی چیزیں ہیں اور حرمت اس سی بہی معلوم ہوتی ہی کہ

بعد بلوغها لم ينقل عنها الا ذم الغناء والمعازف والثاني مما يجب على المكلف في هذا العيد صدقة الفطر
حضرت عائشہ رضہ سی بالغ ہو کر غنا اور معازف کی سوای برائی کی کچہہ منقول نہیں ہی اور دوسری جو اس عید میں انسان مکلف پر واجب ہی صدقۃ الفطر ہی

فانها تجب على كل مسلم حر غني والغنى الذي هو شرط لوجوبها ان يملك نصابا او ما يكون قيمته نصابا فاضلا
صدقۃ الفطر ہر ہر مسلم آزاد تو انگر پر واجب ہی اور مقدور جو واسطی وجوب صدقہ فطر کی چاہئی اتنی ہی کہ نصاب کا مالک ہو یا ایسی شی کا مالک کہ اوسکی قیمت فاضل کی

عن حاجته الاصلية ولا يعتبر فيه وصف النماء فمن كانت له دار لا يسكنها فيواجرها او لا يواجرها تعتبر قيمتها
برابر ہو حاجت اصلی سی زیادہ ہو اور نامی ہونا یعنی بڑہنی والی چیز ہونا کچہہ ضرور نہیں یہہ زکوۃ میں معتبر ہی سو جسکی پاس ایک گہر ہو کہ جسمیں رہا نہیں کرتا پہر کرایہ دیتا ہو

في الغنى وكذا اذا سكنها وفضل عن سكناه شيء يعتبر قيمة الفاضل في الغنى لان ما كان من حاجته الاصلية
اوسکی قیمت معتبر ہوگی اور ایسی ہی اگر اوسمیں رہتا ہو اور رہنی سی کوئی طبقہ فاضل ہو تو اب اوس فاضل کی قیمت اس غنا میں معتبر ہوگی کیونکہ جتنا اوسکی حاجت میں ہی

لا بد ان يكون مشغولا بها لا بما سيحتاج اليه اذ ما من مال الا وقد يقع الحاجة اليه في وقت من الاوقات حتى
چاہئی کہ اب اوسکی برتاؤ میں ہو وہ نہیں ہی جسکی آگی کو حاجت پیدا ہوگی اسواسطی کہ جو مال ہوتا ہی سو اوسکی حاجت کبہی نہ کبہی آہی لگتی ہی یہاں تک

لوكان في دار بكراء فاشترى قطعة ارض بمائتي درهم وبنى فيها دارا ليسكنها فهو غني بها لانها فاضلة

سو اگر کرایہ کی گہر مین رہتا ہو اور ایک اور قطعہ زمین کا دوسو روپیہ کو مول لیکر رہنی کی لئی گہر بنایا تو اب اس گہر کی ملکیت سی غنی ہو جائیگا اسلئی کہ یہ گہر اسوقت اوسکی حاجت سی

عن حاجته الحالية وانما يحتاج اليها في المستقبل ومن كان له دار فيها بيتان صيفي وشتوي

فاضل ہی اگر حاجت ہوگی تو شاید آیندہ مین ہوگی اور جسکی مکان مین دو مقام ہون گرمی کا اور جاڑی کا

لا يكون بها غنيا ولو كان فيها ثلثة بيوت يعتبر قيمة الثالث في الغني وصاحب الثياب لا يكون

تو اس سی غنی نہین ہوتا اور اگر اوس مکان مین تین مقام ہون تو تیسری مقام کی قیمت غنا کی لئی معتبر کی جائیگی اور کپڑون کا مالک

غنيا بثلث دستجات احدها للبذلة والثانية للمهنة والثالثة للجمع والاعياد وكذا بالفراشين

تین جوڑی کپڑی سی غنی نہین ہوتا ایک روزمرہ کی پہننی کا اور دوسرا کاروبار کی وقت کا تیسرا جمعہ اور عید کی دنون کا اور ایسی ہی دو بچہونون سی غنی نہین

وما زاد على الدستجات الثلث من الثياب وعلى الفراشين يعتبر قيمته في الغني والغازي بفرسين

اور جسقدر تین جوڑہ اور دو بچہونون سی زیادہ ہوگا تو غنی ہونی مین اوسکی قیمت حساب مین لیجاوی گی اور غازی مجاہد دو گہوڑون سی

لا يكون غنيا وان كان له ثلثة افراس يعتبر قيمة احدها في الغني وما زاد على الواحد من الدواب

غنی نہین ہوتا اور اگر تین گہوڑی ہونگی تو ایک گہوڑی کی قیمت غنی ہونی مین حساب کیجاوی گی اور جسقدر ایک چوپایہ سی زیادہ ہوگا

لغير الغازي فرسا كان او حمار الدهقان او غيره او الخادم الواحد يعتبر قيمته في الغني وكذا كتب

سوای غازی کی اور شخص کی پاس گہوڑا ہو یا گدہا رئیس گانو کی لئی یا اور کسیکی یا ایک خادم سی زیادہ تو غنی ہونی کی لئی اوس زاید کی قیمت حساب مین لیجاویگی اور ایسی ہی

التفسير والحديث والفقه لاهله ما زاد على نسخة واحدة من رواية واحدة يعتبر قيمته في الغني

تفسیر حدیث فقہ کی کتابین علماء کی لئی جو ایک ایک نسخہ سی زیادہ ہونگی تو ایک روایت مین غنی ہونیکی لئی قیمت اوسکی حساب لیجاویگی

وكذا ما زاد على الواحد من المصاحف لمن يحسن القراءة يعتبر قيمته في الغني والمزارع بثورين والة الحراثة

اور ایسی ہی جو ایک قرآن سی زیادہ قاری کی پاس ہو تو غنا کی باب مین اوسکی قیمت معتبر ہی اور کسان دو بیلون سی اور کہیتی کی اوجہر ہل ہاتہی کا

لا يكون غنيا وان كان له ثلثة ثيران يعتبر قيمة احدها في الغني والبقرة الواحدة يعتبر قيمته في الغني

غنی نہین ہوتا اور اگر تین بیل ہونگی تو ایک کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی اور ایک ہی بیل ہو تو غنا مین اوسکی قیمت لیجاویگی

والخباز اذا كان له حنطة او ملح يعتبر قيمتها في الغني وكذا القصار اذا كان له اشنان او صابون يعتبر

اور نان پز کی پاس اگر گیہون اور نمک ہو تو انکی قیمت واسطی غنا کی معتبر ہوگی اور ایسی ہی دہوبی اگر اوسکی پاس اشنان یا صابون ہوگا تو غنا کی لئی

قيمته في الغني ومن كان له قوت سنة يساوي نصابا ففيه كلام والظاهر انه لا يعد من الغني ذكره قاضيخان

قیمت انکی لیجاوی گی اور جسکی پاس ایک سال کا کہانا جسکی قیمت نصاب کی برابر ہو تو اسمین اختلاف ہی اور ظاہر یہہ ہی کہ وہ غنی نہین شمار کیا جاتا یہہ قول قاضیخان نی

في فتاواه والمراة اذا كانت لها جواهر ولالي تلبسها في الاعياد وتتزين بها للزوج يعتبر قيمتها في الغني وكذا

اپنی فتاوی مین ذکر کیا ہی اور جس عورت کی پاس جواہر اور موتی ہون کہ عید کی روز پہنتی ہو اور خاوند کی لبہانی کو سنگار کرتی ہو تو غنا کی بابت اسکی قیمت معتبر ہوگی اور

ان كانت لها دار تسكن فيها مع زوجها يعتبر قيمتها في الغني ان قدر الزوج على الاسكان ويتعلق بهذا النصاب

ایسی ہی اگر عورت کی ملک مین گہر ہو جسمین خاوند کی ساتہہ رہتی ہی تو اس گہر کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی پر اس شرط پر کہ اوسکا خاوند گہر دینی کا مقدور رکہتا ہو اور اسی نصاب کی

حرمة اخذ الزكوة ووجوب صدقة الفطر والاضحية لان الغني على ثلث مراتب غني يحرم عليه السوال

زکوۃ لینی حرام ہوتی ہی اور صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوجاتی ہین کیونکہ غنی تین قسم پر ہوتی ہین ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا

واخذ الصدقة ويجب عليه صدقة الفطر والاضحية والزكوة وهو من يملك نصابا كاملا ناميا وغني

اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور اوسپر صدقہ فطر اور قربانی اور زکوۃ واجب ہوتی ہی ایسا غنی وہ ہی جسکی ملک مین پورا نصاب کامل نامی بڑہتا ہوا ہو اور ایک غنی

یحرم علیه السؤال واخذ الصدقة ویجب علیه صدقة الفطر والاضحیة دون الزکوٰة وهو من
ایسا ہوتا ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہی اور زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی وہ ایسا شخص ہی

یملك ما قیمته نصاب من غیر ان یکون فیه نماء وغنی یحرم علیه السؤال لا اخذ الصدقة ولا یجب
جسکی پاس ایسی چیز ہو جسکی قیمت نصاب کی برابر ہو پر وہ چیز نامی نہو اور ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا حرام اور صدقہ لینا جایز اور

علیه شئ مما ذکر من صدقة الفطر والاضحیة والزکوٰة وهو من یملك قوت یومه وما یستر عورته ثم
اوسپر جو جو اوپر مذکور ہوا کچھہ واجب نہیں ہوتا نہ تو صدقہ فطر اور نہ قربانی اور نہ زکوٰۃ وہ ایسا شخص ہوتا ہی جسکی پاس ایک دنکا کہانا ہو اور بدن ڈہکنی کو کپڑا ہو

الواجب عندنا نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعیر والصاع ما یسع فیه الف واربعون درهما
پہر ہماری نزدیک گیہوں کا آدہا صاع واجب ہوتا ہی اور پورا صاع چہوارے اور جو کا اور صاع وہ ہوتا ہی جسمین ایک ہزار چالیس درہم آجاوین

وهو صاع عمر رض وکان قد فقد واخرجه الحجاج ولذلك سمی حجاجیا والظاهر انه کان صاع رسول الله صلی الله علیه وسلم
یہہ صاع حضرت عمر والا ہی پہر یہہ گم ہوگیا تہا اور حجاج نی نکالا اسیلئی صاع حجاجی کہلاتا ہی اور ظاہر یوں ہی کہ یہہ صاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہا

اذ کان عمر لا یخالفه فی شئ هذا اذا اعطی صدقة الفطر بالصاع ولو اعطاها بالوزن یجوز ایضا
اسلئی کہ حضرت عمر کسی باب میں اصلا مخالفت نہیں کرتی تہی یہہ صاع جب چاہی کہ صدقہ فطر صاع سی ناپ کر ادا کری اور اگر صدقہ فطر تول کردی تو بہی جایز ہی

لان تقدیر الصاع لما کان بالوزن جاز الاعطاء بالوزن والزبیب عند ابی حنیفة کالبر وعندهما کالشعیر
اسلئی کہ اندازہ کرنا صاع کا جب وزن سی جایز ہوا تو ادا کرنا بہی وزن سی جایز ہی اور مویز امام ابو حنیفہ کی نزدیک گیہوں مین داخل ہین یعنی آدہا صاع دینا چاہی اور

وذکر فی الجامع الصغیر ان دقیق البر وسویقه کالبر الا ان العلماء قالوا الاولی ان یراعی فیهما القدر والقیمة
اور جامع صغیر مین مذکور ہی کہ گیہوں کا آٹا اور گیہوں کا ستو گیہوں کی مثال ہی یعنی آدہا صاع دینا چاہی پر علما یوں کہتی ہین کہ بہتر یہہ ہی کہ آٹی اور ستو مین احتیاطا

احتیاطا لضعف الآثار الواردة فیهما والمعتبر فی الخبز القیمة ولا یراعی فیه القدر اذ لم یرد فیه اثر والاصل
دونو کا لحاظ کرنا چاہی کیونکہ جو آثار انکی باب مین آئی ہین سب ضعیف ہین اور روٹی مین قیمت ہی کا اعتبار ہی اسمین اندازہ کی رعایت نہین ہی اسواسطی کہ اسمین کوئی اثر نہین آیا ہی اور اصل

فی هذا الباب ان ما هو منصوص علیه لا یعتبر فیه القیمة وانما یعتبر فیه القدر حتی لو ادی مکان نصف
صدقہ فطر مین وہ ہی جو منصوص علیہ ہی یعنی جسکا صاف ذکر ہی اوسمین قیمت کا اصلا اعتبار نہین ہی اوسمین صرف اندازہ ہی کا اعتبار ہی یہان تک کہ اگر کسی نی گیہوں کی آدہی

صاع من بر نصف صاع من تمر لا یجوز وان کان قیمة التمر اکثر من قیمة البر واما ما لیس بمنصوص علیه فانما
صاع کی جگہ آدہا صاع چہوارے کا ادا کردیا تو جایز نہین ہی اگرچہ چہواروں کی قیمت گیہوں سی بہت زیادہ ہی اور جو اناج صاف مذکور نہین ہین تو وہ

یلحق بالمنصوص علیه باعتبار القیمة لا بالقدر وعن ابی یوسف ان الدقیق اولی من البر لکونه اقرب الی
اوسمین جنکا ذکر آیا ہی قیمت کرکر ملا دینی ہین اندازہ کی رو سی نہین ملاتی اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ آٹا گیہوں سی بہتر ہی کیونکہ کہانی مین جلد آسکتا ہی

المقصود والدراهم اولی من الکل لکونها ادفع للحاجة وعلی المکلف الغنی ان یودی ما ذکر من القدر او القیمة
اور نقد سب سی بہتر ہی کیونکہ نقد سی بہت خوب حاجتین پوری ہوتی ہین اور مکلف غنی پر لازم ہی کہ فطرہ باعتبار اندازہ یا قیمت کی

عن نفسه وعن ولده الصغیر ذکرا کان او انثی ان لم یکن للصغیر مال حتی لو کان للصغیر مال یؤدی
اپنی طرف سی اور اپنی اولاد نابالغ کی طرف سی لڑکا ہو یا لڑکی جس صورت مین نابالغ کی ملک مین مال نہو ادا کری یہانتک کہ اگر صغیر نابالغ کی پاس مال ہو تو اوسکا

عنه ابوه او وصیه من ماله ولا یجب علیه صدقة ولده الکبیر وان کان فی عیاله ولا صدقة زوجته
باپ یا وصی اوسکی مال مین سی ادا کردی اور اولاد بالغ کی طرف سی صدقہ فطر باپ پر واجب نہین ہوتا اگرچہ اوسکی عیال مین داخل ہی اور نہ صدقہ جورو کا واجب ہی

ولو ادی عنهما بغیر امرهما یجوز استحسانا لانه ماذون فیه عادة ویعطی عن مملوکه للخدمة ولو مدبرا
اور اگر اونکی طرف سی اونکی بی کہی ادا کردی تو استحسانا جایز ہی کیونکہ عادت کی موافق اسمین اجازت ہوتی ہی اور اپنی غلام کی طرف سی بہی ادا کری جو خدمت کی واسطی

اوام ولد او كافرا ولا يعطي عن عبده للتجارة وعن مملوكه الآبق فان عاد مملوكه عن الاباق بعد ما مضى

یا ام ولد ہو یا کافر ہو اور سوداگری کی غلام کی طرف سی دینا لازم نہیں ہی اور نہ بھاگی ہوئی غلام کی طرف سی پہر اگر غلام بھاگا ہوا ایسی وقت حاضر ہو کہ روز فطر کا گذر گیا

يوم الفطر حتى ان من مات من مماليكه واولاده قبله لا يجب صدقته وكذا لو ولد له ولدا وملك عبدا

یہاں تک کہ اگر کوئی غلاموں میں سی یا اولاد میں سی صبح صادق سی پہلی مرجاوی تو اوسکا صدقہ واجب نہیں رہتا اور ایسی ہی اگر بعد صبح صادق کی بچہ پیدا ہوا

بعده لا يجب عليه صدقته ولو ولد له او ملك عبدا قبله كان عليه صدقته وكذا لو صار غنيا قبله

یا کسی غلام کا مالک ہوگیا تو صدقہ واجب نہیں ہوتا اور اگر صبح صادق سی پہلی بچہ پیدا ہوا یا غلام کا مالک ہوا تو اوسکا صدقہ واجب ہوگا اور ایسی ہی اگر پہلی غنی ہوگیا

وبعده لا والمستحب اداءها قبل صلوة العيد ولا تسقط بتاخيرها وان افتقر وطال المدة لانها

تو واجب ہی اور بعد ہوا تو نہیں اور صدقہ عید کی نماز سی پہلی ادا کرنا مستحب ہی اور دیر کرنی سی ساقط نہیں ہوتا اگرچہ فقیر ہوجاوی اور اسپر مدت دراز گذر جاوی

متعلقة بالذمة دون المال ويجوز تقديمها عن وقت وجوبها بلا تفصيل فيه بين مدة ومدة في الصحيح

کیونکہ صدقہ فطر ذمہ پر لازم ہوتا ہی کچھ مال پر نہیں ہی اور صدقہ فطر وقت وجوب سی پہلی دیدینا صحیح مذہب میں جایز ہی کچھ مدت کم زیادہ کا فرق نہیں ہی

ويجب دفع فطرة كل شخص الى فقير واحد حتى لو فرقت الى فقيرين لا يجوز لان المنصوص عليه الاغناء

اور ایک شخص کا فطرہ ایک ہی فقیر کو دینا واجب ہی یعنی گیہوں کی آدہی صاع سی کم نہ دی اگر دو فقیروں کو پاو پاو صاع تقسیم کر دیگا تو جایز نہیں ہی اسواسطی کہ حدیث کا مطلب

لقوله عليه السلام اغنوهم عن المسئلة في مثل هذا اليوم ولا يستغني بما دون ذلك وقيل يجوز دفعها

غنی کر دینا ہی اس حدیث میں کہ ان فقیروں کو سوال کرنی سی آج کی دن غنی کردو اور اس سی کمتر میں غنی نہیں ہوتا اور بعضی کہتی ہیں ایک فطرہ

الى فقيرين لكن الاول اولى ويجوز دفع ما وجب على جماعة الى فقير لكن الاولى ان يكون الدفع بدفعات

دو فقیروں کو بھی دینا جایز ہی پر اول مذہب بہتر ہی اور کئی شخصوں کا فطرہ ایک فقیر کو دینا جایز ہی پر اولی یہہ ہی کہ کئی بار ایک ایک فطرہ علیحدہ کر کی دی

لا دفعة واحدة لان نصف الصاع من ادنى المقادير يمنع النقصان لا الزيادة فاذا وقع التفريق في

ایک دفعہ ہی نہ دیوی اسواسطی کہ آدہی صاع کم سی کم مقدار ہی سو کمتی سی روکتا ہی زیادت سی نہیں منع کرتا سو جب دینی میں علیحدہ علیحدہ کر دیا

الدفع يكون الفقير في الدفعة الثانية في حكم مسكين اخر ولا يجوز دفعها الى اصوله وفروعه ومماليكه

تو گویا وہ ہی فقیر دوسری دفعہ میں نیا اور مسکین ہی اور صدقہ فطر کا دینا اپنی اصل یعنی ما باپ وغیرہ کو اور اپنی فرع کو یعنی بیٹا بیٹی کو اور اپنی غلاموں وغیرہ کو

وغيرهم ممن لا يجوز دفع الزكوة اليهم ويجوز صرفها الى فقراء اهل الذمة لكن يكره بخلاف الزكوة حيث لا يجوز

دینا جایز نہیں ہی جن جن کو زکوۃ کا دینا جایز نہیں ہی اور صدقہ فطر ذمی فقیروں کو دینا جایز ہی پر مکروہ برخلاف زکوۃ کی کیونکہ زکوۃ کا دینا

دفع الزكوة اليهم الثالث مما يجب على المكلف في هذا العيد الصلوة وقبل الصلوة يستحب للرجل السواك

ذمیوں کو ہرگز جایز نہیں ہی تیسری اس عید میں جو مکلف پر واجب ہی نماز ہی اور نماز سی پہلی مرد کو مستحب ہی مسواک کرنی

والاغتسال والتطيب ولبس احسن الثياب المباحة بان يكون جديدا او غسيلا لا حريرا فانه حرام

اور نہانا اور خوشبو لگانی اور اچھی کپڑی پہنی جو مباح ہوں یعنی نئی ہوں یا دہوئی ہوئی ہوں حریر نہو کیونکہ حریر

على الرجال حتى الصبيان لكن الاثم على من البسهم والافطار بالحلو واداء صدقة الفطر وصلوة الغداة

مردوں پر بچوں تک حرام ہی پر گناہ اونپر ہی جو اونکو پہنادیں فقط اور میٹھا کہانا اور صدقہ فطر ادا کرنی اور اشراق کی

في مسجد حيه والتبكير وهو سرعة الانتباه والابتكار وهو المسارعة الى المصلى عينا او وقتا والتوجه اليه ماشيا

محلہ کی مسجد میں اور تبکیر یعنی جلد تیار ہونا اور ابتکار کی معنی یہاں عیدگاہ کی طرف جلد روانہ ہونا اسواسطی کہ عید کی نماز کو اور پیادہ پا جانا

والرجوع من طريق اخر ثم الخروج الى الجبانة سنة وان وسعهم الجامع لكن يستخلف الامام من

اور دوسری رستہ سی آنا پہر جنگل میں جانا مسنون ہی اگرچہ مسجد جامع میں تمام نمازی آسکتی ہوں لیکن امام کسیکو اپنا خلیفہ کردی

يصلي في المصر بالضعفاء والمرضى بناء على ان صلوة العيد في الموضعين جائزة بالاتفاق بخلاف

جو شہر کی اندر ناتوانون اور بیمارون کو نماز پڑہادی کیونکہ عید کی نماز ایک شہر مین دو جگہ بالاتفاق جائز ہی بخلاف

الجمعة فانها جامعة للجماعات والتفرق ينافيه ويستحب التكبير في طريق المصلى لكن عند ابي حنيفة لا يجهر به

جمعہ کی جو دو جگہ جائز نہین ہی کیونکہ جمعہ جماعتونکو جمع کردیتا ہی اور تفرقہ اسکی خلاف ہی اور عیدگاہ کی رستہ مین تکبیر پڑہتی ہوئی جانا مستحب ہی یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر

في هذا العيد وعندهما يجهر به وهو رواية عنه ايضا وعن ابي جعفر انه قال لا ينبغي ان يمنع

عید الفطر مین آہستہ آہستہ پڑہی اور صاحبین کی نزدیک پکار کر پڑہی یہہ بہی امام ابو حنیفہ سی روایت ہی اور ابو جعفر سی روایت ہی کہ عام کو تکبیر سی منع کرنا

العامة عن ذلك لقلة رغبتهم في الخيرات فعلى هذا كان الاولى بهم ان يكبروا لكن لا على هيئة

اچہا نہین ہی کیونکہ خیرات کی طرف پہلی ہی اونکو توجہ کمتر ہی اس روایت کی موافق یہہ ہی بہتر ہی کہ تکبیر پڑہا کرین پر سبکو ملکر

الاجتماع والاتفاق في الصوت ومراعات الانغام فان ذلك كله حرام بل يكبر كل واحد بنفسه واذا

اور ایک آواز بنا کر راگنی کی تال سم پر نہین چاہی کیونکہ یہہ تمام طریقی حرام ہین بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑہی اور جب

بلغ المصلى قطع التكبير وروى عن ابي موسى الرضا انه يكبر في كل عشر خطوات مرة حتى بلغ الجبانة

عیدگاہ مین جا پہنچی تو تکبیر موقوف کری اور ابو موسی رضا سی روایت ہی کہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایک بار تکبیر پڑہتی ہوئی عیدگاہ تک پہنچ جاتی تہی

ولو توجه الرستاقي الى المصلى ليلا من فرسخ ونحوه يبدأ بالتكبير اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة

اور اگر کوئی گردنواح کا رہنی والا رات کو عیدگاہ مین کوس بہر یا کم زیادہ فاصلہ سی آجاوی تو صبح صادق ہوتی ہی تکبیر پڑہنی شروع کری پہر جب نماز کا وقت

وخرج وقت الكراهة بارتفاع الشمس يصلي الامام بالناس ركعتين بلا اذان ولا اقامة يكبر اولا للافتتاح

آجاوی اور وقت مکروہ آفتاب بلند ہونی سی گذر جاوی تو امام لوگون کی ساتہہ دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑہی پہلی تکبیر تحریمہ کہی

ثم يضع يديه تحت سرته ثم يثني ثم يكبر ثلث تكبيرات يفصل بين كل تكبيرة بقدر ثلث تسبيحات

پہر دونو ہاتہہ ناف کی نیچی باندہ لی پہر سبحانک اللہم پڑہی پہر تین دفعہ تکبیر کہی ہر ہر تکبیر کی بیچ مین بقدر تین تین تسبیح کی فرق رکہی

لانها تقام بجمع عظيم وبالموالاة يشتبه على من كان بعيدا ويرفع يديه عند كل واحدة من ثلث

اسواسطی کہ بڑی انبوہ مین اتفاق ہوتا ہی پی درپی بی فاصلہ کہنی مین دور کی آدمیون کو شاید سنائی نہ دی اور اپنی دونو ہاتہہ ہر ہر تکبیر کی ساتہہ

التكبيرات الثلث ويرسلهما في اثنائهن ثم يضعهما تحت سرته بعد الثالثة ويتعوذ ويسمي ثم يقرأ

تینون دفعہ کان تک اٹہاوی اور بیچ مین دونو ہاتہہ چہوڑی رکہی پہر بعد تین بار کی ناف کی تلی دستور کی موافق باندہ لی اور اعوذ باللہ آخر تک پڑہی اور بسم اللہ پڑہ کر

الفاتحة وسورة ثم يكبر ويركع فاذا قام الى الركعة الثانية يبدأ بالقراءة ثم يكبر بعدها ثلثا يفصل

سورہ فاتحہ اور ایک اور کوئی سورة پڑہی پہر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کری پہر جب دوسری رکعت کی واسطی کہڑا ہو تو قرارت قرآن کی شروع کری پہر بعد قرارت کی تین بار تکبیر کہی

بينهن بقدر ما ذكرنا ويرفع يديه ويرسلهما عند كل تكبيرة وليس هنا وضع ثم يكبر ويركع فيكون

اونکی بیچ بہی اسیقدر فاصلہ رکہی جو اب ذکر کیا ہی اور دونو ہاتہہ اوٹہاوی اور ہر تکبیر پر چہوڑی رکہی اسوقت مین ہاتہہ کا باندہنا ثابت نہین پہر تکبیر کہکر رکوع کری

الركعتين تسعا ثلث منها اصليات تكبيرة الافتتاح وتكبيرتان للركوع وستة منها زوائد ثلث في الركعة

اب تکبیرین دونو رکعت کی نو ہوگئیں تین تو انمین سی اصلی ہین یعنی تکبیر تحریمہ اور دو تکبیرین دونو رکوع کی اور انمین سی چہہ تکبیرین زائد ہین تین پہلی رکعت مین

الاولى قبل القراءة صبه من بالغ ة الثانية بعد القراءة ولو نسي التكبير في الركعة الاولى حتى قرا بعض

قرارت سی پہلی اور دوسری ... قرارت کی پیچہی اور اگر پہلی رکعت مین تکبیر کہنی بہول گیا اتنا کہ تہوڑی سی

الفاتحة او كلها ثم تذكر يكبر ويعيد الفاتحة وان تذكر بعد قراءة الفاتحة والسورة يكبر ولا يعيد القراءة

یا ساری سورہ فاتحہ پڑہ لی پہر تب یاد آئی تو اب تکبیر کہہ کر فاتحہ کو دوبارہ پڑہی اور فاتحہ اور دوسری سورة پڑہ کر یاد آئی تو صرف تکبیریں کہی قرارت کو دوبارہ

لانها تمت وبعد التمام لا یقبل النقض بالاعادة بخلاف الاول والثانی فانها لم تتم فیهما فصار کانه لم یشرع
اسواسطی کہ قرارت پوری ہوگئی اور پوری ہونی کی بعد ثانی سی نقض نہین ہوسکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قرارت دونو صورتون مین پوری نہین

فیها فیعیدها رعایة للترتیب ثم یخطب بعد الصلوة خطبتین یبدأ فیهما بالتکبیر ویفصل بینهما
شروع نہین کی سو قرارت کو ترتیب کی واسطی ہٹادی پہر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑہی دونو خطبہ تکبیر سی شروع کری اور دونو خطبون مین اتنی دیر

بجلسة خفیفة مقدارها ان یستقر کل عضو منه فی موضعه ویسنّ فیهما ما یسنّ فی خطبة الجمعة
جلسہ خفیف کری کہ جوڑ توڑ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہوجاوین اور اس خطبہ مین وہ ہی امر مسنون ہی جو جمعہ کی خطبہ مین مسنون ہی

ویکره فیهما ما یکره فیها وفی هذه العید یعلّم فیها احکام صدقة الفطر ومن لم یدرک صلوة العید مع الامام
اور وہ ہی امر مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ مین مکروہ ہی اور اس عید یعنی عید الفطر مین خطبہ کی اندر فطرہ کی احکام لوگون کو سناوی اور جسکو عید کی نماز امام کی ساتھ نہ ملی

لا یقضیها ومن ادرک الامام فی الرکوع کبّر للافتتاح قائما لان تکبیرة الافتتاح شرع فی القیام المحض ثم
تو اوسپر قضا نہین ہی اور جسنی امام کو رکوع مین پایا تو اول حالت قیام مین تکبیر تحریمہ کہی اسواسطی کہ تکبیر تحریمہ صرف حالت قیام ہی مین جایز ہی

للعید ان ظن انه یدرک الامام فی الرکوع لان المحل الاصلی لتکبیرات العید القیام المحض وان خاف فوت
پہر عید کی تکبیرین کہی اگر یہہ معلوم ہو کہ تکبیرین عید کی کہہ کر بہی رکوع مین امام کی ساتھ شامل ہوجاویگا اسلئی کہ اصلی جگہ عید کی تکبیرون کی صرف قیام ہی ہی اور اگر یہہ خوف

الرکوع مع الامام یکبر للرکوع ویرکع ثم یکبر تکبیرات العید فی الرکوع لانها واجبة والاشتغال بها اولی
ہو کہ تکبیرین کہنی مین امام کی ساتھ رکوع ہاتھ نہین آویگا تو بعد تکبیر تحریمہ کی تکبیر رکوع کی کہہ کر رکوع مین چلا جاوی پہر رکوع مین جاکر تکبیرین عید کی ادا کری اسلئی کہ عید کی

ویترک تسبیحات الرکوع لکونها سنة ولا یرفع یدیه فی الرکوع لان الرفع سنة ووضع الکف علی الرکبة سنة
اور تسبیحات رکوع کی ترک کردی اسواسطی کہ سنت ہین اور رکوع مین رفع یدین بہی موقوف رکہی اسواسطی کہ رفع یدین سنت ہی اور ہاتہون کا گہٹنون پر رکہنا بہی سنت

ایضا ولا وجه لاشتغال سنة فیه ترک سنة اخری واذا رفع الامام راسه فیسقط عنه ما بقی من التکبیرات
ہی اسکی کوئی وجہ نہین کہ ایک سنت کو اپنی موقع سی چہوڑ کر دوسری سنت ادا کری اور جب امام کہڑا ہوجاوی تو پہر اوسکی ذمہ سی جو تکبیر عید کی رہ گئی ہو ساقط ہوجاتی

فلا یتمها فی الرکوع ولا فی القومة بل یسارع فی متابعة الامام لانها فرض فلا یترک للواجب ولو ادرک الامام
اب اوس تکبیر کو نہ تو رکوع مین پوری کری اور نہ قومہ مین بلکہ امام کی متابعت کی لئی جلد رکوع سی کہڑا ہوجاوی کیونکہ متابعت فرض ہی واجب کی واسطی ترک نہین ہوسکتی اور اگر

فی القومة لا یکبر فیها لانه یقضی تلک الرکعة مع التکبیرات ومن فاتته رکعة اذا قام الی قضاء ما سبق یبدأ
امام کو قومہ مین پایا تو قومہ مین تکبیر عید کی نہ کہی کیونکہ اس رکعت کو معہ تکبیرات قضا کریگا اور جسکی ایک رکعت فوت ہوجاوی تو جب فائتہ کو قضا کرنی کو کہڑا ہو تو اول قرات

بالقراءة ثم یکبر بعدها تکبیرات العید ویرکع ولو ادرک الامام فی التشهد او بعد السلام فی سجدة السهو فانه یقوم
شروع کری پہر بعد قرارت کی تکبیرین عید کی ادا کری پہر رکوع مین جاوی اور اگر امام کو التحیات مین پایا یا سلام کی بعد سہو کی سجدہ مین پایا تو اب یہہ کہڑا ہوکر

ویصلی باتیان التکبیر فی محلها ویستحب تاخیر الصلوة فی هذا العید وتعجیلها فی عید الاضحی وفی
نماز پڑہی اور تکبیرین عید کی اپنی ٹہکانی سر کہی اور اس عید کی نماز مین کچہہ تاخیر کرنی مستحب ہی اور عید الاضحی مین شتابی کرنی مستحب ہی اور

القنیة تقدم صلوة العید علی صلوة الجنازة اذا اجتمعا وصلوة الجنازة علی الخطبة وفی البزازیة اذا اجتمع
قنیہ مین ہی کہ جنازہ اور عید کی نماز اگر جمع ہوجاوین تو عید کی نماز پہلی پڑہین پہر جنازہ کی پڑہین پہر خطبہ عید کا پڑہین اور بزازیہ مین ہی اگر عید

العید والکسوف یقدم العید لانه واجب کما یقدم علی الجنازة لکون وجوبه عینا ووجوب الجنازة کفایة
اور نماز کسوف جمع ہوجاوین تو عید کی نماز پہلی پڑہین کیونکہ عید کی نماز واجب ہی چنانچہ جنازہ کی نماز پر مقدم ہی اسواسطی کہ عید کی نماز واجب عینی ہی اور جنازہ کی نماز

ویکره التنفل فی المصلی قبل صلوة العید وبعدها للامام وغیره وان غم هلال الفطر وشهد الشهود بعد الزوال
واجب کفایہ ہی اور عیدگاہ مین جاکر عید کی نماز سی پہلی نفلین پڑہنی مکروہ ہین اور بعد نماز عید کی امام وغیرہ خواص کو مکروہ ہین اور اگر انتیسوین کو چاند چہپ جاوی اور گواہ آکر

عند الامام برؤية الهلال فانه يصلي بالناس صلوة العيد من الغد لان هذا تاخير بعذر وقد روى
امام کی پاس چاند کی گواہی دین تو اب امام عید کی نماز لوگون کو اگلی دن یعنی دوسری تاریخ پڑہاوی کیونکہ لاچاری مین تاخیر ہوئی اور روایت ہی

ان قوما شهدوا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد الزوال برؤية الهلال فامر النبي عليه السلام
کہ ایک قوم نی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آکر دوپہر ڈہلی چاند کی گواہی دی تہی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی حکم فرمایا تہا

بالخروج الى المصلى من الغد واما التاخير بغير عذر فلا يجوز وان حدث عذر يمنع من الصلوة بعد
کہ کل یعنی دوسری تاریخ عیدگاہ مین چلین اور بی عذر تاخیر کرنی جایز نہین ہی اور اگر ایسا عذر پیش آوی کہ جسمین اگلی دن بہی نماز نہو سکی

الغد لا يصلي بعده لان الاصل فيها ان لا يصلي في اليوم الثاني ايضا لكون يوم الفطر واحدا لكن قد ورد
تو پہر نماز نہین ہی کیونکہ اصل اسمین یہہ ہی کہ اگلی روز بہی نماز نہ پڑہین کیونکہ یوم فطر ایک ہی ہی لیکن حدیث شریف مین

الحديث بالتاخير الى اليوم الثاني عند العذر فبقي ماوراءه على قضية القياس ثم ينبغي ان يعلم
اگلی دن تک کی تاخیر عذر کی حالت مین آگئی ہی سواوسکی بعد قیاس کی مطابق ممنوع ہی پہر سمجہنی کی بات ہی

ان رؤية الهلال وان كان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته وافطروا
کہ چاند کی دیکہنی سی اگرچہ روزہ رکہنا ہی اور روزہ افطار کرنا ہی واجب ہوجاتا ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی روزہ رکہو چاند دیکہ کر اور افطار

لرؤيته لكن العمل به لا يلزم الا بعد قضاء القاضي ولهذا يلزم المراجعة اليه ثم انه اذا كان في السماء
کرو چاند دیکہہ کر پر عمل اس حدیث کی موافق بدون حکم قاضی کی نہین ہوتا اسیواسطی قاضی کی پاس مراجعت کرنی چاہی پہر اگر آسمان مین کچہہ

علة سواء كان غيما او دخانا او بخارا او غبارا او نحو ذلك لا يقبل في هلال الفطر الا شهادة رجلين
رکاوٹ ہو برابر ہی کہ ابر ہو یا دہوان ہو یا بخار ہو یا گرد غبار ہو یا مانند اسکی تو ہلال فطر مین گواہی مقبول نہین ہوگی بدون دو مردون

او رجل وامراتين وكما يشترط فيه العدد يشترط الحرية والعدالة ولفظ الشهادة لتعلق حق العباد به لانهم
یا ایک مرد اور دو عورتون کی اور جیسی یہہ عدد شرط ہی ایسی ہی یہہ شرط ہی کہ گواہ ازاد عادل ہون اور لفظ شہادت کا ہو کیونکہ اس سی حق العباد متعلق ہین

ينتفعون به فيثبت بما يثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فانه المتعلق به حق الشرع وهو
اسلئی کہ اونکا اسمین نفع ہی سو عید کا چاند اسی طور پر ثابت ہوگا جسطور اونکی تمام حقوق ثابت ہوتی ہین برخلاف چاند رمضان کی کیونکہ اس چاند سی صرف حق شرع کا متعلق ہی

الصوم فيكتفى فيه بخبر الواحد العدل حرا كان او عبدا ذكرا كان او انثى واما اذا لم يكن في السماء علة فلا يقبل
یعنی روزہ سو اسمین ایک شخص عادل کی خبر بہی کافی ہی ازاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت ہان اگر آسمان صاف ہو کچہہ روک نہو تو اب

شهادة الواحد في هلال رمضان ولا شهادة الاثنين في هلال الفطر وانما تقبل شهادة جمع كثير يقع العلم بخبرهم
گواہی ایک شخص کی رمضان کی چاند مین اور گواہی دو شخصون کی عید الفطر کی چاند مین مقبول نہین ہوگی اب گواہی بہت انبوہ کی مقبول ہو گی جنکی خبر سی یقین آجاوی

واختلفوا في مقدار ذلك فقيل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر
اور اس انبوہ کی مقدار مین اختلاف ہی بعضی کہتی ہین ایک محلہ والی چاہیین اور بعضی کہتی ہین پچاس مرد چاہیین اور امام محمد سی روایت ہی کہ ہر طرف سی

الخبر من كل جانب والصحيح انه مفوض الى راي الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعي الموجب
خبر کا پی در پی آنا چاہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ حاکم کی رای پر حوالہ ہی اسواسطی کہ جو علم اونکی خبر سی حاصل ہوتا ہی تو اوس سی علم شرعی مراد ہی جس سی عمل

للعمل وهو غلبة الظن لا العلم بمعنى التيقن ومن راي هلال الفطر وحده وشهد عند القاضي ولم يقبل
کرنا واجب ہوجاوی یعنی ظن غالب ہوجاوی علم یقین کی درجہ کا مراد نہین ہی اور اگر کسی نی عید کا چاند اکیلی نی دیکہا اور قاضی کی روبرو جاکر گواہی دی پر اوسکی گواہی

شهادته فانه يصوم ولا يفطر وان افطر يقضي ولا كفارة عليه ولو راي الامام هلال الفطر وحده لا يفطر
مقبول نہوئی تو اسکو چاہی کہ روزہ رکہی افطار نکری اور اگر افطار کیا تو قضا کری اور اوسپر کفارہ نہین ہی اور اکیلی امام نی اگر عید کا چاند دیکہا تو افطار نکری

ولا یخرج لصلوة العید ومن رای هلال الفطر وقت العصر فظن بانقضاء مدة الصوم وافطر قال فی المحیط اختلفوا
اور عید کی نماز کو بہی نجاوی اور اگر کسی نی عید کا چاند عصر کی وقت دیکہکر اس خیال سی کہ مدت روزون کی تمام ہوئی روزہ افطار کرڈالا محیط مین لکہا ہی
فی وجوب الکفارة والاکثر علی الوجوب ولو ان اهل بلدة راوا هلال رمضان صاموا تسعة وعشرین
کہ بابت وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثر فقیہ کفارہ واجب بتاتی ہین اور اگر ایک شہر والون نی رمضان کا چاند دیکہکر انتیس روزی رکہی تہی
یوما فشهد جماعة عند القاضی فی الیوم التاسع والعشرین ان اهل بلدة کذا راوا هلال رمضان فی
کہ اسمین ایک گروہ نی قاضی کی پاس انتیسوین تاریخ آکر گواہی دی کہ فلانی شہر والون نی رمضان کا چاند فلانی شب مین تمسی ایک دن پہلی
لیلة کذا قبلکم بیوم فصاموا وهذا الیوم یوم الثلثین من رمضان واهل هذه البلدة لم یروا الهلال
دیکہکر روزی رکہی ہین اور آج رمضان کی تیسوین تاریخ ہی فقط اور حال یہہ ہی کہ اس شہر والون کو اوس شب مین چاند نہین نظر آیا تہا
فی تلك اللیلة والسماء مصحیة لا یباح لهم الفطر غدا ولا یترك التراویح لان هذه الجماعة لم یشهدوا بالرویة
باوجودیکہ آسمان صاف تہا تو اب ان لوگون کو اگلی دن افطار کرنا مباح نہین اور نہ تراویح ترک کرین اسلئی کہ اس گروہ نی نہ چاند دیکہنی کی گواہی دی ہی
ولا علی شهادة غیرهم وانما حکوا رویة غیرهم واما لو کان شهدوا عند القاضی ان قاضی بلدة کذا
اور نہ اورونکی گواہی پر گواہی دی ہی صرف اورون کی رویت کا حال بیان کیا ہی ان اگر قاضی کی سامنی یہہ گواہی دیتی کہ فلانی شہر کی قاضی کی سامنی
شهد عنده شاهدان برویة الهلال فی لیلة کذا وقضی ذلك القاضی بشادتهما جاز لهذا القاضی ان
دو گواہون نی فلانی شب مین چاند دیکہنی کی گواہی دی تہی اور اوس قاضی نی اونکی گواہی کی موافق حکم جاری کیا تو اب اس قاضی کو بہی جایز ہوتا کہ انکی گواہی کی موافق
یقضی بشهادتهم لان قضاء القاضی الاول حجة فیجوز العمل به یسرنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه
حکم کردیتا اسواسطی کہ پہلی قاضی کا حکم حجت ہی اوسپر عمل کرنا جایز ہی الہی ہمپر آسان کر اعمال اپنی موافق رضا کی اپنی لطف اور
وکرمه امین یا معین

المجلس الثالث والثلثون فی بیان فضیلة صوم شوال

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
کرم سی قبول کر یا مددگار تینتیسوین مجلس مین بیان روزہ ماہ شوال کی فضیلت کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال کان کصیام الدهر هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه
جس نی رمضان کی روزہ رکہی پہر اوسکی پیچہی چہہ روزہ شوال کی رکہی تو ایساہی جیسی تمام سال کی روزی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ اور
ابو هریرة وابو ایوب الانصاری وانما کان ذلك کصیام الدهر لان الحسنة تضاعف بعشر امثالها
ابو ایوب انصاری کی روایت سی اور یہہ روزی مانند روزون سال کی اسلئی ہین کہ حسنات دس گونہ زیادہ ہوتی ہین
فمن صام رمضان بصیر کانه صام عشرة اشهر ثم اذا صام بعده ستة ایام من شوال بصیر
پہر جسنی رمضان کی روزی رکہی تو گویا دس مہینی کی روزی رکہی پہر اگر بعد اوسکی شوال مین چہہ روزی رکہی تو
کانه صام شهرین فیکون المجموع کاثنی عشر شهرا فان قیل یفهم من هذا الکلام ان المراد من الدهر
گویا دو مہینی کی روزی رکہی پہر سب ملکر گویا بارہ مہینی کی روزی ہوئی اگر اعتراض کرین کہ اس کلام سی یہہ سمجہا جاتا ہی کہ دہر سی مراد
السنة لکن استعمال الدهر بمعنی السنة غیر متعارف فی کلامهم بل هو عند اهل اللغة یطلق علی الابد
ایک سال ہی پر دہر کا استعمال سال کی معنون مین عرب کی کلام مین پایا نہین جاتا بلکہ دہر کی لفظ کو لغت والی زمانہ ابدی پر بولتی ہین
وقد اتفق ابو حنیفة وصاحباه علی ان الدهر المعرف باللام یکون للعمر فالظاهر ان یحمل علی مدة العمر
اور امام ابو حنیفہ اور صاحبین اس بات پر متفق ہین کہ دہر کا لفظ الف لام کی ساتہہ یعنی الدہر تمام عمر کی معنون مین ہی تو اب ظاہر یون معلوم ہوتا ہی کہ تمام عمر کی
ولا وجه لحمله علی السنة فالجواب ان الحمل علی السنة هو الحمل علی مدة العمر لان المکلف لا بد له ان یصوم
معنی ہین ایک سال کی معنون کی کوئی وجہ نہین ہی تو جواب یہہ ہی کہ سال کی معنی لینی یہہ ہی معنی مدت عمر کی ہین اسواسطی کہ مکلف آدمی کو ضرور ہی کہ رمضان کی روزی

رمضان ثم اذا اعتاد ان يصوم بعده ستة ايام من شوال يكون كمن صام مدة عمره فان قيل
رکہی پہر جب یہہ عادت ہوئی کہ بعد اوسکی شوال مین چہہ روزی رکہا کری تو ایسا ہی کہ اپنی تمام عمر روزی رکہی اگر کوئی اعتراض کری

من صام شهرا كاملا اي شهر كان ثم صام بعده ستة ايام يكون كصيام سنة بمقتضى قوله تعالى
جب کوئی کسی ایک پوری مہینی کی روزی رکہی پہر اوسکی بعد چہہ روزی اور رکہی تو یہہ بہی برابر ایک سال کی ہونگی موافق مضمون اس آیت کی

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا فما وجه تخصيص رمضان وشوال بالذكر فالجواب ان شهر
جو کوئی لایا نیکی اوسکو ہی اوس سی دس گونہ پہر خاص رمضان اور شوال کی ذکر کرنی کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی کہ رمضان کا

رمضان متعين للصوم وشهر شوال لوقوعه عقيبه كان صيامه كصيامه في الفضل وملحقا به في الشرف
مہینہ روزون کی لئی متعین چلا آتا ہی اور شوال کا مہینا چونکہ اوسکی بعد اوس سی متصل ہی تو شوال کی روزی بہی فضیلت مین رمضان کی مانند ہین اور شرافت مین

حتى قيل صيام ستة ايام من شوال يلتحق بصيام رمضان ويكون لمن صامها مع رمضان كصيام
اوسکی ساتہہ ملی ہوئی ہین یہان تک کہ کہتی ہین چہہ روزی عید کی چاند کی رمضان کی روزون مین داخل ہین اور جو کوئی شوال کی چہہ روزی ہمراہ رمضان کی اداکری اوسکو ایسا ثواب

الدهر فرضا فلذلك خص ايامها بالذكر من بين سائر الشهور ثم الافضل ان يكون صومها بعد يوم الفطر
ہی گویا تمام سال کی فرض روزی اداکئی اس لئی خاص ان دونو مہینون کا تمام مہینون مین سی ذکر کیا پہر افضل یہہ ہی کہ روزی شوال مین بعد عید الفطر کی

متوالية وحكى عن بعض العلماء كراهة صومها متصلا به حزرا عن التشبيه باهل الكتاب في زيادتهم
پی در پی ہون اور بعضی علما سی مذکور ہی کہ متصل روزی مکروہ ہین تا کہ اہل کتاب کی مشابہت سی بچی اس باب مین کہ ادنہون نی فرض پر بڑہالئی ہین

على الفرض لكن لا كراهة فيه في المختار لان الكراهة انما تكون فيما لا يؤمن ان يعد ذلك من رمضان
لیکن مختار مذہب مین کچہہ کراہت نہین ہی کیونکہ کراہت تب ہی کہ یہہ خوف ہو کہ یہہ روزی رمضان مین شمار کئی جائینگی

ويكون تشبيها بالنصارى في زيادتهم على الفرض وقد زال هذا المعنى لانتفاء الاتصال بفصل يوم
اور مشابہت نصاری کی فرض پہ بڑہالینی مین ہو جائنگی اور یہہ بات کہان رہی جب کہ عید کا روز بیچمین آجانی سی اتصال جاتا رہا

الفطر مع ان كلامهم يشير الى ان الكراهة في حق العوام لا في حق اهل العلم وروى عن ابي حنيفة انه
باوجود یکہ فقہا کی کلام مین یہہ اشارہ ہی کہ عوام کی حق مین مکروہ ہی اہل علم کی حق مین مکروہ نہین ہی اور روایت ہی ابو حنیفہ سی کہ

كرهه متتابعا ومتفرقا والمتاخرون من علماء مذهبه لم يروا به باسا لكنهم اختلفوا في ان الافضل
مکروہ جانتی تہی پی در پی کو اور جدا جدا کو اور متاخر علما حنفی مذہب اسمین کچہہ باک نہین جانتی پر اسمین اختلاف کرتی ہین کہ آیا افضل پی در پی ہین

التتابع او التفرق فان فرقها او اخرها عن اوائل الشهر يحصل له فضيلة الاتباع ويكون ابعد من شبهة
یا جدا جدا اگر جدا جدا رکہی یا اول ماہ سی گذر کر آخر مہینی مین رکہی تو اوسکو فضیلت اتباع کی ملجاتی ہی اور اختلاف کی شبہ سی بہی الگ رہتا ہی

الاختلاف واما ما قيل هذا شيء وضعه الجهال وكل حديث يروى فيه فهو موضوع فلا ينبغي ان يسمع هذا
اور یہہ جو کہتی ہین کہ یہہ بات جاہلون کی گہرٹ ہی اور جو جو حدیث اس باب مین مروی ہی وہ سب موضوع ہین تو یہہ طعن سننی کی لایق

الطعن لان هذا الحديث ثابت في صحيح مسلم وكل حديث ثبت في احدى الصحيحين لا يسمع طعن الوضع فيه
نہین ہی کیونکہ یہہ حدیث صحیح مسلم مین موجود ہی اور جو حدیث صحیح مسلم یا صحیح بخاری مین موجود ہو اوسمین عیب وضعی ہونیکا مسموع نہین ہی

ثم ينبغي ان يعلم ان بعض الناس كانوا لا يرون يمنا في التزوج في شوال ويتطيرون به وهذا من امر الجاهلية
پہر سمجہنی کی بات ہی کہ بعضی آدمی شوال مین نکاح کرنیکو مبارک نہین جانتی اسمین بدفالی لیتی ہین سو یہہ بات جاہلیت کی ہی

فانهم كانوا يتشامون بشوال من النكاح فيه وسبب ذلك على ما قيل ان طاعونا وقع في شوال في سنة
جاہلیت والی شوال مین نکاح کرنیکو نحس جانتی تہی اسکا سبب یہہ کہتی ہین کہ ایک سال مین ماہ شوال کی اندر وباء طاعون پیدا ہوئی تہی

من السنين ومات فيه كثير من العرايس فتشام به اهل الجاهلية وقد ورد فی الشرع بابطاله
اوسمین بہت سی دلہنین مرگئی تہین سواہل جاہلیت نی اسکو نحس ٹہرالیا اور شرع مین اسکا بطلان ظاہر موجود ہی

كما روى عن عائشة انها قالت تزوجنی رسول الله صلی الله وسلم فی شوال وبنی بی فی شوال فای
چنانچہ عائشہ سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مجہسی ماہ شوال مین نکاح کیا اورماہ شوال مین مجہسی مجامعت کی پہر کونسی

نساء رسول الله صلی الله علیه وسلم كان احظی عنده منی قال النووی انها قصدت بهذا ردما كان عليه
بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجہسی زیادہ بہرہ مند تہی نووی کہتا ہی کہ عائشہ کا مقصود اس بیان سی رد کرنا اعتقاد

اهل الجاهلية من تطير التزوج فی شوال فانهم كانوا تتشامون بشهر شوال فی النكاح فيه خاصة كما كانوا يتشمون
اہل جاہلیت کا ہی یعنی ماہ شوال مین نکاح کرنیکی بدشگونی کیونکہ اہل جاہلیت ماہ شوال مین صرف نکاح کرنیکو نحس جانتی تہی جیسی ماہ صفر کو

بشهر صفر مطلقا ويقولون انه شهر مشئوم وكثير من الناس فی هذا الزمان يوافقونهم ويتشامون
مطلق سب باب مین منحوس جانتی تہی اور کہتی تہی کہ یہہ مہینہ منحوس ہی اور بہت لوگ اس زمانہ مین بہی اونکی ساتہی بنکر ماہ صفر کو منحوس سمجہتی ہین

بشهر صفر ويمتنعون فيه عن السفر والتزوج وغيرهما فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان كشهر شوال
اور اس مہینی مین سفر اور نکاح وغیرہ نہین کرتی بیشک خصوصیت نحوست کی کہ کسی وقت ہو اور کسی وقت نہو جیسی ماہ شوال

وغيره غير صحيح فان الزمان كله من خلق الله تعالی ويقع فيه افعال العباد فكل زمان شغله العبد بطاعة
وغیرہ مین صحیح نہین ہی کیونکہ تمام زمانہ اللہ تعالی کا پیدا کیا ہوا ہی جسمین تمام عباد اللہ کاروبار کرتی ہین سو جس زمانہ کو آدمی عبادت مین صرف کری

فهو زمان مبارك عليه وكل زمان شغله العبد بمعصية فهو زمان مشئوم عليه والشوم واليمن
وہ زمانہ اوسپر مبارک ہی اور جس زمانہ کو آدمی معصیت مین صرف کری وہ زمانہ اوسکی حق مین نحس ہی اور نحس اور مبارک

فی الحقيقة هو المعصية والطاعة كما قال عدی بن حاتم يمن المرء وشومه بين لحييه يعنی لسانه
حقیقت مین معصیت اور طاعت ہی چنانچہ عدی ابن حاتم کہتا ہی آدمی کی برکت اور نحوست دونو جبڑون مین ہی مراد زبان ہی

وقال ابن مسعود ان كان الشوم فی الشئ ففيما بين اللحيين يعنی اللسان وما شئ احوج الی طول السجن
اور ابن مسعود کہتی ہین اگر کسی چیز مین نحوست ہوا کرتی تو اسمین ہوتی جو دونو کلون مین ہی یعنی زبان اور کوئی چیز سوا زبان کی ایسی نہین جو قید کی زیادہ محتاج

من اللسان وروی عن عائشة انه عليه السلام قال الشوم سوء الخلق فلا شوم فی الحقيقة الا المعاصی و
ہو اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا نحوست بدخلقی ہوتی ہی سواب حقیقت مین نحوست سوای معاصی اور

الذنوب فانه تسخط الله تعالی فانه تعالی اذا سخط علی عبد يكون ذلك شقيا فی الدنيا والاخرة واذا
گناہون کی کوئی چیز نہین ہی کیونکہ گناہ سی اللہ تعالی بیزار ہوتا ہی اور اللہ تعالی اگر کسی بندہ سی بیزار ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت مین بدبخت ہی اور اگر

رضی عن عبد يكون ذلك العبد سعيدا فی الدنيا والاخرة وبعض الصالحين قد شكی اليه عن
کسی بندہ سی راضی ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت مین نیکبخت ہی اور بعضی صلحاء کی پاس عام مصیبت کی جسمین

بلاء وقع الناس فيه فقال ما اری ما انتم فيه من البلاء الا بشوم الذنوب فعلی هذا يكون
تمام خلق گرفتار تہی شکایت کی جواب دیا جس بلا مین تم گرفتار ہو مجہکو سوا نحوست گناہونکی معلوم نہین ہوتی اس حکایت کی موافق

المعاصی مشوما علی نفسه وعلی غيره فانه لا يؤمن ان ينزل عليه عذاب فيعم الناس
نافرمان بندہ آپ اپنی جان پر اور سب پر منحوس ہی کیا بعید ہی کہ اوسپر عذاب نازل ہو پہر سبکو پکڑلی

خصوصا من لم ينكر عمله فالبعد عنه لازم وكذلك الاماكن التی يفعل فيها المعاصی
خاص اون لوگون کو جو اوسکی عمل سی انکار نہین کرتی سو اوس سی دور رہنا لازم ہی ایسی ہی اون مکانون سی جہان معاصی عمل مین آتی ہین

يلزم البعد عنها والهرب منها خشية نزول العذاب على من كان فيها كما قال النبي صلى الله عليه وسلم لاصحابه
دور رہنا اور بہاگنا چاہیئی اس خوف کی مارے کہ مبادا جو جو اوس مکان میں ہیں سب پر عذاب نازل ہو چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اپنی یاروں کو
حين مر على ديار ثمود بالحجر لا تدخلوا اماكن هؤلاء المعتدين الا ان تكونوا باكين خشية ان يصيبكم ما اصابهم
منع فرمایا جب وہ حجر میں دیار قوم ثمود پر گذری کہ ان لوگوں حد سی بڑہی ہوونکی مکانوں میں داخل نہو مگر روتی ہوئی اس خوف کی مارے مبادا تمپر بہی وہ عذاب
فان هجران اهل العصيان من جملة الهجرة المامور بها التي سبب لمغفرة الذنوب والخطايا الا ترى ان الذي
جو اونپر آیا تہا آجاوی بیشک اہل عصیان سی ملاپ ترک کرنا ہجرت میں داخل ہی جسکا حکم ہی اور باعث بخشش ذنوب اور خطا کا ہی کیا تجکو معلوم نہیں کہ جسنی
قتل مائة نفس من بني اسرائيل سئل عالما من علمائهم هل له توبة فقال له العالم نعم وامره ان ينتقل من
سو آدمی بنی اسرائیل کی قتل کر کر اپنی عالموں میں سی ایک سی پوچہا کیا میری کوئی توبہ ہی عالم نی اوسکو جواب دیا ہاں اور اوسکو بتایا کہ مفسد
قرية الفساد الى قرية الصلاح وادركه الموت بينهما واختصم فيه ملئكة الرحمة وملئكة العذاب واوحى
گانوں میں سی صالح گانوں میں چلا جا پہر وہ دو نو گانوں کی بیچمیں جاتا ہوا مر گیا اب رحمت اور عذاب کی فرشتوں میں جہگڑا ہوا کہ دونوں میں سی اسکو کون لی
الله اليهم ان قيسوا بينهما والى ايهما كان اقرب الحقوه بها فوجدوه الى القرية الصالحة اقرب برمية الحجر فالقوه
جاوا اللہ تعالی نی اونکو وحی بہیجی کہ پیمایش کر کر دیکہو جدہر نزدیک ہو ادہر ملا دو پہر اوسکو صالح گانوں کی طرف اتنا نزدیک پایا جتنا ڈہیلا پہینکتی ہیں

بها برحمة الله تعالى ومغفرته المجلس الرابع والثلثون في بيان فضيلة العشر الاول من ذي
سو اللہ کی رحمت اور مغفرت سی ادہر ہی ملا دیا چونتیسویں مجلس ماہ ذی الحجہ کی پہلی عشرہ کی فضیلت کی بیان میں
الحجة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من ايام العمل الصالح فيهن احب الى الله تعالى من هذه الايام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کوئی دن ایسی نہیں ہیں جنمیں عبادت اللہ تعالی کو محبوب تر ہو بہ نسبت ان دنوں کی
هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عباس والمراد من هذه الايام العشر الاول من ذي الحجة بدليل قوله عم
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابن عباس کی روایت سی اور مراد ہذہ الایام سی ذالحجہ کا پہلا دہا ہی اسواسطی کہ اور حدیث میں ارشاد ہی
في حديث اخر ما من ايام احب الى الله تعالى ان يتعبد له فيها من عشر ذي الحجة يعدل صيام كل يوم منها
کوئی دن نہیں ہیں کہ اللہ تعالی کو اپنی عبادت اونمیں محبوب تر ہو بہ نسبت عشرہ ذالحجہ کی کہ اسمیں سی ہر روز کا روزہ برس دن کی روزوں کی برابر
بصيام سنة وقيام كل ليلة منها بقيام ليلة القدر وانما كان العمل الصالح في هذه الايام افضل لانها ايام
اور ہر شب کا قیام قیام لیلۃ القدر کی برابر ہوتا ہی اور ان دنوں میں عمل صالح اسلئی افضل ہی کہ یہہ دن بیت اللہ
زيارة بيت الله تعالى والمسجد الحرام والبلد الحرام والوقت اذا كان افضل يكون العمل الصالح فيه افضل
اور مسجد حرام اور مکہ کی زیارت کی ہیں اور وقت جب افضل ہوتا ہی تو اسمیں عمل صالح بہی افضل ہوتا ہی
وروي عن ابي الدرداء انه قال عليكم بصوم ايام العشر واكثار الدعاء والاستغفار والصدقة فيها فاني
اور ابو درداء سی روایت ہی کہ کہتی تہی اپنی اوپر روزی ان دس دن کی اور بہت دعا اور استغفار اور خیرات لازم کر لو کیونکہ میں نی
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم الويل لمن حرم خير ايام العشر وعليكم بصوم اليوم التاسع خاصة فان فيه
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی افسوس ہی اوس شخص پر جو ان دس دن کی خوبی سی محروم رہا اور اپنی اوپر خاص کر نویں تاریخ کا روزہ لازم کر لو کیونکہ اسمیں
من الخيرات اكثر من ان يحصيها العادون وروي انه عليه السلام قال يوم عرفة احتسب على الله تعالى ان يكفر السنة
اسقدر خوبی ہی کہ شمار کرنیوالوں کی اندازہ سی بڑہتی ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا میں ایسا گمان کرتا ہوں کہ عرفہ کا دن ایک سال گذشتہ
التي قبلها والسنة التي بعدها يعني ان من صام يوم عرفة ارجو من الله تعالى ان يغفر ذنوبه الصغائر
اور ایک سال آیندہ کا کفارہ ہو جاوی مراد یہہ ہی کہ جسنی نویں تاریخ ذی حجہ کو روزہ رکہا تو امید ہی اللہ تعالی سی کہ اوسکی تمام صغیرہ گناہ

للواقعة فی السنة الماضیة ویکون فی حفظ الله تعالی وکنفه من اقتراف الذنوب فی السنة بیان فضیلة
جو سال گذشتہ میں ہوئی ہیں معاف ہو جاوینگے اور سال آیندہ میں اللہ تعالی کی حفاظت میں رہیگی کہ گناہ اوس سے تمام سال

فی فتاواه ولا باس بصوم یوم عرفة سواء کان فی الحضر او السفر اذا کان یقوی علیه ویکره صوم عرفة وسلمها
بیچ فتاوی میں کہتا ہے عرفہ کے دن کی روزہ میں کچھ مضائقہ نہیں ہے برابر ہے مقیم ہو یا مسافر ہو اگر روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہے اور عرفات میں عرفہ کی دن کا

یوم الترویة لانه یعجز عن اداء افعال الحج فاذا اراد العبد ان ینال الثواب والفضائل التی ذکرها النبی علیه السلام فانه
ذیحجہ کی آٹھویں تاریخ کا روزہ اسلیئے کہ ارکان حج کی ادا کرنے سے تھک رہیگا اگر آدمی یہہ آرزو کرے کہ وہ ثواب اور فضیلت جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمائی ہے رہیگی

ینبغی له ان یعرف حرمة الوقت وشرفه ویحفظ فیه لسانه عن الکذب والغیبة وقبیح الکلام وجوارحه عن الخطا
تو اون چاہیئے کہ وقت کی عزت اور شرافت کا لحاظ رکھے اوس میں اپنی زبان کو جھوٹھ اور غیبت اور بیہودہ کلام سے بند رکھے اور اپنی اعضا آنکھ وغیرہ کو خطا سے بچاوے

والاثام وقلبه عن العجب والکبر وعداوة الانام هذا ما بینه النبی علیه السلام من العبادة فی یوم عرفة واما الاجتماع
اور اپنے دل کو غرور اور تکبر اور خلقت کی دشمنی سے نگاہ رکھے عرفہ کے دن میں یہہ عبادت ہے جو نبی علیہ السلام نے فرمائی ہے اور اوس دن میں جمع ہوکر

فی ذلک الیوم فی الجامع او فی مکان خارج المصر تشبیها بالواقفین فلیس بشیء لان الوقوف عبادة مخصوصة بعرفات
مسجد جامع میں یا جنگل میں کسی مکان کی اندر انبوہ کرنا عرفات والوں کی مشابہت کی لیئے صرف بے اصل ہے اسواسطے کہ وقوف بعرفات عبادت مخصوصہ عرفات پر ہے

فلا یکون عبادة فی غیرها کسائر المناسک حتی ان احدا طاف حول المسجد سوی الکعبة یخشی علیه الکفر وروی عن
سو وہ اور کسی جگہ عبادت نہیں ہوسکتی جیسے حج کی اور احکام یہان تک کہ اگر کوئی شخص کسی مسجد کی گرد طواف کرے سوای کعبہ کی تو کفر کا خوف ہے اور ام سلمہ سے

ام سلمة انه علیه السلام قال اذا دخل العشر واراد ان یضحی فلا یمس من شعره وبشرته شیئا وفی روایة من رای هلال
روایت ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا جب عشرہ ذی الحجہ کا شروع ہوئے اور قربانی کرنیکا ارادہ ہو تو اپنے بال اور بدن کو کچھ نہ چھوئے اور ایک روایت میں یوں ہے جسنے ذی الحجہ کا چاند دیکھا

ذی الحجة واراد ان یضحی فلا یاخذ من شعره واظفاره قال فی شرح السنة اختلف العلماء فی العمل بظاهر هذا الحدیث
اور قربانی کرنیکا ارادہ ہوا تو بال اور ناخن نہ تراشے شرح السنہ میں مذکور ہے علما اس حدیث کی ظاہر پر عمل کرنے میں اختلاف کرتے ہیں

فذهب قوم الی ان من یرید التضحیة لا یجوز له بعد دخول العشر ان یاخذ من شعره وظفره ما لم یذبح وقالوا النهی
سو ایک گروہ کا یہہ مذہب ہے کہ جو شخص قربانی کا ارادہ کرے تو اوسکو ماہ ذی الحجہ شروع ہونے کی بعد قربانی ذبح کرنے سے پہلے اپنے بال یا ناخن تراشنے جائز نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ ممانعت

فیه للتحریم وکان ابو حنیفة ومالک والشافعی یرون ذلک علی الندب والاستحباب قال فی شرح المنیة یندب لمن
واسطے حرمت کے ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی اسکو مندوب اور مستحب سمجھتے تھے منیہ کی شرح میں کہتا ہے قربانی کرنیوالے کو مستحب ہے

اراد ان یضحی تاخیر تقلیم الاظفار وحلق الراس الی ان یضحی ولا یجب وان استلزم التاخیر الکراهة لا یؤخر وهو ما
کہ قربانی ذبح کرنے تک ناخن تراشنے اور سر مونڈانے میں تاخیر کرے اور واجب نہیں ہے اور اتنی تاخیر کرنے میں اگر کراہت لازم آتی ہو تو تاخیر نہ کرے اور کراہت یہہ ہے

زاد علی الاربعین اذ قد ذکر فی القنیة ان الافضل للعبد ان یقلم اظفاره ویقص شاربه ویحلق عانته وینظف بدنه
کہ چالیس دن سے زیادہ ہو جاوے اسلیئے کہ قنیہ میں مذکور ہے کہ آدمی کو افضل یہہ ہے کہ ہر ہفتہ میں ناخن تراشے اور لبین کترواوے اور زیر ناف مونڈے اور بدن دھو کر ملکر

بالاغتسال فی کل اسبوع فان لم یفعل ففی کل خمسة عشر یوما ولا عذر فی ترکه وراء الاربعین فالاسبوع هو الافضل
پاک صاف کرے پھر اگر ہر ہفتے میں نہو سکے تو ہر پندرہ دن کی بعد اور چالیس دن کی بعد دیر کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے پس ہفتہ تو افضل مدت ہے

والخمسة عشر الاوسط والاربعون الابعد ولا عذر له فیما وراء الاربعین ویستحق الوعید ثم ان النهی لیس للتشبه
اور پندرہ دن مدت درمیانہ ہے اور چالیس دن انتہا کی مدت ہے پھر چالیس دن کی بعد کوئی عذر نہیں ہے پھر سزاوار وعید کا ہے پھر یہہ ممانعت بال مونڈانے کی اس لیئے نہیں کہ

بالحجاج المحرمین کما ذهب الیه بعض العلماء اذ لو کان للتشبه لشاع فی سائر محظورات الاحرام ولم یختص بالاخذ من اجزاء
کہ حجاج احرام والوں سے مشابہت ہوجاوے چنانچہ بعض علما کا یہہ مذہب ہے کیونکہ اگر ممانعت مشابہت کی لیئے ہوتی تو احرام کی تمام ممنوعات میں جاری ہوتی جیسے شکار قتل حیوان وغیرہ

البدن بل حلة النـ ...هي على ما ذكره التوربشتي ان المضحي يجعل ضحيته فدية يفتدي بها نفسه من عذاب

خاص نہوتی بلکہ نہی کی عا... ت ملوقوف بیان تورپشتی کی یہہ ہی کہ قربانی کرنیوالا اپنی قربانی کو قیامت کی عذاب سی اپنی جان کا عوض دیتا ہی اور اس سی قربت آلہی

يوم القيمة ويزداد بها قربة الى الله تعالى فكان بما اكتسب من السيئات ربما اتى به في حقوق الله تعالى من

زیادہ حاصل ہوتی ہی سو گویا کہ برائیاں کرکر اور حقوق اللہ میں کوتاہی برت کر

التقصير ... يرات راى نفسه مستوجبة لاعظم العقوبات وهو القتل غير انه احجم عن الاقدام عليه لانه لم ياذن

اپنی جان کو بڑی سی بڑی عذاب یعنی قتل کا سزاوار جانتا ہی پر اپنی جان کی قتل کرنی سی باز رہا کہ شرع میں اسکی اجازت نہیں ہی

...له فيه فيجعل قربانه فداء لنفسه فصار كل جزء من قربانه فداء لكل جزء من بدنه فعمت بركة القربان

اب قربانی کو اپنی جان کا بدلہ دیا سو ہر ہر جز قربانی کا اسکی بدن کی ہر ہر جز کا بدلہ ہی اب قربانی کی برکت تمام اجزا بدن کو شامل ہو جاتی ہی

جميع اجزاء البدن فلم يخل منها ذرة ولم يحرم منها شعرة فلما كانت هذه الفضيلة ملحقة بالاجزاء المتصلة

کوئی ذرہ بدن کا خالی اور کوئی بال تمام بدن میں سی محروم نہیں رہتا اور یہہ فضیلت جنھیں اجزا سی خاص تھی جو قربانی کرنیوالی کی بدن سی متصل ہیں

بالمضحي دون المنفصلة عنه راى النبي عليه السلام ان لا يمس شيئا من شعره وبشرته لئلا يفقد من ذلك

اجزاء منفصل سی نہیں ہوتی تو پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ اپنی بال اور بدن کو نہ چھوئی تا کہ کوئی فضیلت بوقت اترنی رحمت

شيء ما عند نزول الرحمة وفيضان النور الالهي فيتم له الفضائل وينزع عنه النقائص فعلى هذا ينبغي

اور فیضان نور الٰہی کی گم نہو پھر فضائل تمام پوری ہوں اور نقصان کچھ باقی نہ رہی اب لوگوں کو چاہئی

للناس ان يطلبوا هلال ذي الحجة ويعدوا ايامه ليعلموا وقت ذبح الاضحية ويستعدوا لها لكن ثبوت

کہ ماہ ذی حجہ کا چاند تلاش کیا کریں اور اسکی دن گنتی رہیں تا کہ قربانی کی ذبح کا وقت ٹھیک معلوم ہو اور اسکی تیاری کریں لیکن تقرر

روية الهلال لما توقف على حكم القاضي لزم المراجعة اليه ثم انه اذا كان في السماء علة سواء كان غيما

چاند کا قاضی کی حکم پر جو موقوف ہی تو قاضی کی پاس رجوع کرنا لازم ہی پھر اگر آسمان میں کچھ رکاوٹ ہو برابر ہی کہ ابر ہو

او دخانا او بخارا او غبارا او نحو ذلك لا يقبل الا شهادة رجلين او رجل وامراتين في ظاهر الرواية وهو الاصح

یا دھواں یا بخار یا غبار یا ایسا ہی اور کچھ تو ظاہر روایت میں گواہی جب قبول ہوگی کہ دو مرد ہوں یا ایک مرد دو عورتیں اور یہہ ہی صحیح ہی

لتعلق حق العباد به بالتوسعة بلحوم الاضاحي ويثبت بما يثبت به سائر حقوقهم وكما يشترط فيه العدد

کیونکہ اسمیں حق العباد علاقہ رکھتی ہیں قربانیوں کی گوشت کی فراخی ہوتی ہی چاند اوسی طور پر ثابت ہوگا جسطور تمام حقوق ثابت ہوتی ہیں اور جیسی اسمیں عدد کی شرط ہی

يشترط الحرية والعدالة ولفظ الشهادة وان لم يكن في السماء علة لا يقبل الا شهادة جمع كثير يقع العلم بخبرهم

ویسی ہی آزادگی اور عدالت اور شہادت کا لفظ چاہئی اور اگر آسمان میں کوئی روک نہو تو پھر اتنی انبوہ کثیر کی گواہی مقبول ہوگی جنکی خبر دینی سی یقین آجاوی

واختلفوا في مقدار ذلك فقيل لا بد من اهل المحلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر الخبر

اور اوس انبوہ کی مقدار میں اختلاف ہی بعضی کہتی ہیں ایک محلہ کی لوگ چاہئیں اور بعضی کہتی ہیں پچاس مرد چاہئیں اور امام محمد سی روایت ہی کہ پی در پی ہر طرف سی

من كل جانب والصحيح انه مفوض الى راي الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعي الموجب للعمل وهو غلبة

خبر کا آنا چاہئی اور صحیح یہہ بات ہی کہ حاکم کی رای پر حوالہ ہی اسلئی کہ مراد اوس علم سی جو اونکی خبر سی حاصل ہوتا ہی وہ علم شرعی ہی جس سی عمل واجب ہو جاوی یعنی ظن غالب

الظن لا العلم بمعنى التيقن ولو وقع الشك ان هذا اليوم كان من عاشر ذي الحجة او تاسع ذي الحجة فالاحوط

علم یقینی کی معنوں میں نہیں ہی اور اگر یہہ شبہ پڑ جاوی کہ آجکا دن ذی الحجہ کی دسویں تاریخ ہی یا نویں تاریخ ہی تو اب احتیاط اسمیں ہی

ان يضحي في الغد بعد الزوال ولا يؤخر الذبح بعده الى يوم الثالث لاحتمال ان يقع في غير وقته وان اخر كان

کہ قربانی اگلی روز دو پہر ڈھلی ذبح کری اور اسکی بعد ذبح میں تیسری دن تک تاخیر نہ کری کیونکہ شاید کہ بی وقت ذبح ہو جاوی اور اگر تیسری دن تک تاخیر کری

المستحب ان یتصدق بجمیع لحمه ولا یاکل منه

تو بہتر یوں مستحب ہی کہ گوشت سارا صدقہ کرکر بانٹ دی اوسمین سی کہاوی نہین

المجلس الخامس والثلثون فی بیان فضیلة هراقة دم القربان فی ایام النحر ونوعه وکیفیته

پینتیسوین مجلس مین بیان فضیلت قربانی ذبح کرنیکا ایام نحر مین اور اوسکی اقسام اور کیفیت

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما عمل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کوئی عمل ابن آدم کا

ابن ادم من عمل یوم النحر احب الی الله تعالی من هراقة الدم وانه لیاتی یوم القیمة بقرونها واشعارها واظلافها

یوم نحر مین ایسا نہین ہی کہ اللہ تعالی کو محبوب ہو بجز ریختہ کرنی خون کی اور وہ قربانی قیامت کی روز صحیح سالم مع سینگون اور بالون اور سمون کی موجود ہوگی

وان الدم لیقع من الله تعالی بمکان قبل ان یقع علی الارض فطیبوا بها نفسا هذا الحدیث من حسان المصابیح

اور البتہ وہ خون اس سی پہلی کہ زمین پر گری اللہ تعالی کی ہان قبول ہوجاتا ہی سو اس سی بدل خوش رہو یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی

رویته ام المؤمنین عائشة رض ومعناه ان افضل العبادات یوم النحر اراقة دم القربان وانها لیاتی یوم القیمة

حضرت ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین کہ عمدہ سی عمدہ عبادت یوم نحر مین قربانی کا ذبح کرنا ہی اور وہ قربانی البتہ قیامت کی دن

کما کان فی الدنیا من غیر ان ینقص منه شیء لیکون لکل عضو منه اجر ویصیر مرکبه علی الصراط وکل وقت یختص

جیسی دنیا مین تہی بعینہ موجود ہوگی کچہہ اسمین سی کم نہوگا تاکہ اوسکی ہر ہر عضو کی بدلہ اجر حاصل ہو اور پلصراط پہ سواری بن جاوی اور ہر ہر وقت مین ایک ایک

بعبادة وهذا الیوم اختص بعبادة فعلها ابرهیم النبی علیه السلام ولو کان شیء افضل منه لما فدی به اسمعیل النبی عم

عبادت ہوتی ہی اور اس دن مین خاص وہ عبادت ہی جسکو ابراہیم نبی علیہ السلام نے کی تہی اور اگر اس سی کوئی اور عبادت افضل ہوتی تو حضرت اسماعیل نبی علیہ السلام کو کیون فدیہ دیتی

ولهذا قال صاحب الخلاصة شراء الاضحیة بعشرة وذبحها افضل من التصدق بالف لان القربة التی تحصل

اسیواسطی صاحب خلاصہ کہتا ہی قربانی دس درہم کو خرید کر ذبح کرنا ہزار درہم خیرات کرنی سی بہتر ہی کیونکہ جو ثواب خون بہانی سی حاصل ہوتا ہی

باراقة الدم لا تحصل بالصدقة لکن ینبغی ان یعلم ان اراقة الدم فی هذا الیوم وان کانت افضل العبادات

وہ صدقہ دینی سی نہین حاصل ہوتا لیکن سمجہنا چاہئی کہ خون کا بہانا اس دن مین اگرچہ سب عبادات سی افضل ہی

الا ان قوله تعالی لَن يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِن يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنكُمْ یشیر الی ان المعتبر لیس مجرد اراقة

پر اس آیت مین اللہ کو نہین پہنچتی اونکی گوشت نہ لہو لیکن اوسکو پہنچتا ہی تمہاری دل کا ادب یہہ اشارہ ہی کہ صرف خون کا بہانا

الدم واطعام اللحوم بل المعتبر تحصیل التقوی التی هی شرط لقبول الطاعات کلها کما قال الله تعالی اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ

اور گوشت کا کہلانا معتبر نہین ہی بلکہ اصل معتبر تقوی ہی جو تمام عبادات کی مقبول ہونی کی شرط ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ قبول کرتا ہی

مِنَ الْمُتَّقِيْنَ والتقوی لا تحصل الا بالاجتناب عن جمیع المنهیات والاتیان بجمیع المامورات واذا لم یحصل ذلک لا یغنی

ادب والون سی اور تقوی جبہی حاصل ہوتا ہی کہ تمام منہیات سی بچی اور تمام مامورات کو بجا لاوی اور اگر یہہ بات نہین ہی

عنهم اراقة الدم والتصدق باللحم وان کثر منهم ذلک فعلی هذا یجب علی المکلف فی هذا العید عدة اشیاء الاول

تو خون بہانا اور گوشت کا خیرات کرنا کچہہ کام نہ آویگا کتنا ہی بہت کیا کرو سو اس بیان کی موافق اس عید مین مکلف پر کئی چیزین واجب ہین اول

ترک المعاصی فان المعصیة وان کانت قبیحة فی جمیع الازمنة الا انها فی بعض الازمان یکون اکثر قبحا واکثر جرما

معاصی کا ترک کرنا کیونکہ گناہ کرنا اگرچہ ہر وقت مین بد ہی پر بعضی وقت زیادہ تر بد اور سخت تر جرم ہوتا ہی

لشرف الزمان فیکون ترکها الزم واوجب لقوله تعالی اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ

واسطی شرافت اوس وقت کی اوسوقت مین گناہ کا ترک کرنا بہت لازم اور واجب تر ہی اس دلیل سی مہینون کی گنتی اللہ کی پاس سی بارہ مہینی ہین اللہ کی حکم مین جدن

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ یعنی ان عدد الشهور القمریة

پیدا کئی آسمان و زمین اونمین چار ہین ادب کی یہی ہی سیدہا دین سو اونمین ظلم نہ کرو اپنی اوپر یعنی قمری مہینون کی گنتی

التی علیها یدور کثیر من الاحکام الشرعیة فی حکمه تعالی اثنا عشر مثبتا فی اللوح المحفوظ منذ خلق السموت

جن پر اکثر شرعی احکام کا مدار ہی حکم الہی مین بارہ مہینی لوح محفوظ مین ثابت ہین جب سی اللہ تعالی نی آسمان

والارض من تلك الشهور الاثنی عشر اربعة حرم هی ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب وکون هذه الاشهر

اور زمین پیدا کئی اون بارہ مین سی چار ادب اور عزت کی ہین ذیقعد اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب یعنی خالی بقر عید داہریم روزہ اور ان چارون

الاربعة المعینة حرما هو الدین المستقیم دین ابراهیم النبی علیه السلام فلا تظلموا فیهن انفسکم بهتك

معین کا ادب عزت والا ہونا یہہ ہی دین درست دین ابراہیم علیہ السلام کا سوانہین تم اپنی جانون پر ان اوقات کی حرمت کہو کر

حرمها وارتکاب المعاصی فیها فان العمل الصالح کما انه اعظم اجرا فیهن کذلك المعصیة فیهن اعظم من

اور انہین معاصی اختیار کرکر ظلم مت اوتارو کیونکہ نیک عمل کا ان مہینون مین جیسی ثواب زیادہ ہوتا ہی ایسی ہی معصیت ان مہینون مین

المعصیة فی غیرهن وکذلك المعصیة فی شهر رمضان ویوم الجمعة ویوم عرفة ولیالیها ولیلة القدر

اور وقت کی معصیت سی بدتر ہی اور ایسی ہی معصیت ماہ رمضان مین اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور انکی راتون مین اور شب قدر مین

وایام العیدین ولیالیها اکثر وزرا لانه تعالی فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التی تفعل

اور دونو عید کی دن اور انکی راتون مین سزا مین زیادہ تر ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی ان اوقات کو خاص خاص عبادات سی جو ان اوقات مین عمل کی جاتی ہین فضیلت دی ہی

فیها وجعل ثواب العبادات ونزول الرحمة ووصول المغفرة فیها اکثر من غیرها رحمة لهذه الامة

اور عبادات کا ثواب اور رحمت کا نازل فرمانا اور مغفرت کرنی ان اوقات مین بہ نسبت اور اوقات کی زیادہ مقرر فرمایا ہی صرف واسطی رحمت کی

المرحومة فمن لم یعرف النعمة التی کانت علیه فیها بل هتك حرمتها بارتکاب انواع الذنوب فیها فقد

مرحومہ پر اب جو شخص اس نعمت کی قدر جو اسوقت مین اسپر مبذول ہوتی ہی نجانی بلکہ اسوقت کی حرمت اوٹھا کر طرح طرح کی گناہ عمل کرکر تو بیشک

استحق ان یکون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلی المسلم ان یعرف النعمة التی کانت علیه ویعظم ما

یہہ شخص سزاوار ہی کہ اسکو سخت عذاب اور بڑا ہی عقاب ہو سو مسلمان کو لازم ہی کہ اس نعمت کی قدر جو اسپر مبذول ہی سمجھی اور جسکو اللہ نی

عظمه الله حتی یکون عند الله تعالی عظیما وتعظیم هذه الازمنة انما یکون بزیادة الاعمال الصالحات

عظمت دی ہی اوسکی تعظیم کری تاکہ اللہ کی نزدیک عزت پاوی اور تعظیم ان اوقات کی یہہ ہی صالح اعمال کی کثرت سی ہوتی ہی

فیها فمن عجز عن ذلك فاقل احواله فی التعظیم ان یجتنب عما یحرم علیه ویکره له فیترك البدع والمنکرات

پہر جو شخص اعمال صالح سی عاجز ہو تو کم سی کم اوسکی تعظیم یہہ ہی کہ ان اوقات مین تمام محرمات اور مکروہات سی کنارہ کری پہر تمام بدعات اور منکرات

وما لا ینبغی له فیها من المنهیات وکثیر من الناس فی بعض هذه الازمنة قد ارتکبوا ضد هذا المعنی حیث

اور جو جو بیہودہ کار اور ممنوع ہین ترک کری اور بعضی لوگ کبہی کبہی ان اوقات مین اسکی خلاف کر بیٹہتی ہین چنانچہ ایام

کانوا یسارعون فی ایام العیدین ولیالیهما الی اللهو واللعب وغیرها من انواع السیئات بعضهم بالمباشرة وبعضهم

عیدین مین شب و روز لہو و لعب وغیرہ اقسام منہیات مین مصروف رہتی ہین بعضی خود عمل کرتی ہین اور بعضی

بالمشاهدة مع ان للسیئة الواحدة عشرة من الضرر علی ما ذکره الفقیه ابو اللیث فی تنبیه الغافلین الاول اسخاط

تماشا دیکہتی ہین باوجودیکہ ایک گناہ مین موافق بیان فقیہ ابو اللیث کی کتاب تنبیہ الغافلین مین دس ضرر مقرر ہین اول اپنی خالق کو

خالقه علیه بمخالفة امره والثانی تفریح ابلیس الذی هو عدوه وعدو الله تعالی والثالث بعده من الجنة والرابع

اپنی حال پر اوسکی حکم کی مخالفت کرکر آزردہ کرنا دوسری ابلیس کا خوش کرنا کہ وہ اسکا اور اللہ کا بہی دشمن ہی تیسری جنت سی دوری چوتہی

قربه من جهنم والخامس جفاء من هو احب الیه وهو نفسه والسادس تنجیس نفسه التی قد خلقها الله تعالی

دوزخ سی نزدیکی پانچوین اپنی جان پر جفا کرنا جو سب سی زیادہ محبوب ہی چہٹی اپنی جان کو ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالی نی پاکیزہ پیدا کیا ہی

طاهرة

طاهرة والسابع ایذاء الحفظة الذین لا یؤذونه والثامن احزان النبی علیه السلام فی قبره والتاسع اشهاد الارض

ساتوین کرام کاتبین کو ستانا اور وہ اسکو نہین ستاتی آٹھوین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کی اندر غمناک کرنا نوین زمین

واللیل والنهار علی نفسه والعاشر خیانة لجمیع الخلائق لان المطر یقل بالذنب فاذا کان حال من فعل سیئة واحدة

اور رات اور دن کو اپنی گناہ پر گواہ مقرر کرنا دسوین تمام خلق اللہ کی بدخواہی کیونکہ گناہون کی شامت سی منہہ کم برستا ہی یہہ حال اوسکا ہی جسنی ایک گناہ کیا

هذا فما ذا یکون حال من یفعل فنونا من السیئات سیما فی هذه الایام المبارکة مع ان الخطباء ینادون علی المنابر

اب قیاس کیا چاہیی اوسکا حال جو قسم قسم کی گناہ کرتا ہی خاص ایسی مبارک ایام مین کیا ہوگا باوجودیکہ نصیحت گر منبرون پر پکار پکار کہتی ہین

ویقولون لیس العید لمن لبس الجدید انما العید لمن امن الوعید لیس العید لمن تبخر بالعود انما العید للتائب الذی

کہ عید اوسکی نہین ہی جو نئی کپڑی پہن لی عید اوسی کی ہی جو وعید سی محفوظ رہی عید اوسکی نہین جو خوشبو مین بس جاوی عید اوسی کی ہی جو توبہ کر کر

لا یعود لیس العید لمن تزین بزینة الدنیا انما العید لمن تزود بزاد التقوی لیس العید لمن رکب المطایا انما العید لمن

پھر نہ پھری عید اوسکی نہین ہی جو دنیا کی زیب وزینت کری عید اوسی کی ہی جو تقوی کا توشہ پیدا کری عید اوسکی نہین جو اونٹنی پر سوار ہو عید اوسی کی ہی

ترك الخطایا لیس العید لمن جلس علی البساط انما العید لمن جاوز الصراط وقال النبی علیه السلام استماع الملاهی معصیة

جو خطا سی باز رہی عید اوسکی نہین جو فرش پر بیٹھی عید اوسی کی ہی جو صراط پر کو سلامت گذر جاوی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی ملاہی سننا تو معصیت ہی

والجلوس علیها فسق والتلذذ بها کفر وروی انه علیه السلام ادخل اصبعیه فی اذنیه عند سماعه وهم یسمعون

اور اوسکی پھر بیٹھی رہنا یا پیشہ کرنا فسق ہی اور اوس سی مزا اوٹھانا کفر ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی سماع کی آواز سی اپنی دونون کانون مین اونگلیان دلین تھین اور یہہ لوگ ایسی ایسی

امثال تلك الکلمات ولا یلتفتون الیها بل یدعون الاسلام ومحبة الله تعالی ورسوله ومع هذا یخالفونهما

کلمات سنتی ہین اور ادہر اصلا توجہ نہین کرتی بلکہ اسلام کا اور خدا اور رسول کی محبت کا دعوی کرتی ہین اور پھر بہی اوامر اور نواہی مین

فی الاوامر والنواهی فیکون الحال مشکلا والحکام یشاهدون امثال تلك المنهیات ولا یمنعون شیئا منها بل

خدا رسول کی مخالفت کئی جاتی ہین اب کیا مشکل کی بات ہی کہ حاکم وقت بہی ایسی ایسی حرکات ممنوعہ کو دیکھتی ہین اور ذرہ منع نہین کرتی بلکہ

یساعدون فیها فمن کان باکیا فلیبك علی الاسلام وغربته اذ قد عاد الاسلام غریبا کما بدأ غریبا نعم ان هذا

اسمین اور امداد کرتی ہین اب جو روی تو چاہیی کہ اسلام اور اوسکی غربت پر روی کیونکہ اب اسلام غریب ہو گیا ہی جیسی کہ شروع ہوا تہا ہان یہہ دن

الایام ایام فرح وسرور لکن ینبغی ان یکون الفرح والسرور فیها بما کان مستحبا او مباحا کالاغتسال والتطیب

خوشیان کرنی کی دن ہین پر یون چاہیی کہ خوشیان ایسی وقت مین یا مستحب ہون یا مباح جیسی نہانا خوشبو لگانی

ولبس احسن الثیاب التی تکون جدیدة او غسیلة لا بما کان حراما او مکروها کلبس الحریر والخوض فی الباطل

اچھی کپڑی بدلنی یعنی نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہون حرام یا مکروہ نہون جیسی حریر کا پہنا اور باطل امور مین کہنا

لان العید انما سمی عیدا لان الله تعالی یعود فیه علی المؤمنین بالمغفرة والاحسان فیجب علیهم ان یجتنبوا المعصیة

کیونکہ عید کو اسہی لئی عید کہتی ہین کہ اللہ تعالی مؤمنین پر دوبارہ مغفرت اور احسان فرماتا ہی سو مؤمنین پر واجب ہی کہ معصیت اور سرکشی سی

والطغیان حتی یکونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان ثم ینبغی ان یعلم ان بعض الناس

اجتناب کرین تاکہ سعادتمند اور اہل رضوان ہو جاوین بد بخت نہون اور ملامت نہ اوٹھاوین پھر سمجھنی کی بات ہی کہ بعضی لوگ کہتی ہین

قد زعموا ان ضرب الدف والغناء به فی یوم العید جائز لما روی عن عائشة ان ابا بکر دخل علیها یوم العید وعندها

کہ دف کا بجانا اور گانا عید کی روز جایز ہی کیونکہ عائشہ سی روایت ہی کہ ابو بکر عید کی روز اونکی ہان آئی اونکی پاس

جاریتان تغنیان بالدف ورسول الله صلی الله علیه وسلم متغش بثوبه فزجرهما ابو بکر فکشف النبی علیه السلام وجهه

دو لڑکیان دف لئی گاتی بجاتی تہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑہی ہوئی تہی سو اون لڑکیون کو ابو بکر نی ڈانٹا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی منہہ کہول کر

فقال دعهما یا ابابکر فان لکل قوم عید فهذا عیدنا فان هذا الحدیث وان کان یدل علی ما زعموا لکن لیس کما زعموا
فرمایا ابوبکر جانی دی ہر قوم کی لئی عید ہوتی ہی سو یہہ ہماری عید ہی کیونکہ یہہ حدیث اگرچہ اونکی مطلب پر دلالت کرتی ہی لیکن ویسی نہیں ہی جو وہ کہتی ہیں
اذ قد ذکر فی نصاب الاحتساب ان هذا الحدیث متروک غیر معمول به لقوله تعالی ومن الناس من یشتری لهو
اسواسطی کہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ یہہ حدیث متروک العمل ہی اسپر عمل نہیں کرتی اس آیت کی موافق اور ایک لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کہیل کی
الحدیث فان المراد من لهو الحدیث علی ما ذکر فی معالم التنزیل عن ابن مسعود وابن عباس وعکرمة وسعید بن
کیونکہ موافق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس اور عکرمہ اور سعید بن جبیر سی لہو الحدیث سی غنا اور جو اوسکی مثل ہی معازف
جبیر الغناء وما فی معناه من المعازف والمزامیر والمراد من اشتراه اختیاره والمعنی ان بعضا من الناس یختار
اور مزامیر وغیرہ مراد ہی اور اشترا سی مراد اختیار اور پسند کرنا اور معنی آیت کی یہہ ہیں کہ بعضی لوگ
الغناء وما فی معناه من المعازف والمزامیر لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ
غناکو پسند کرتی ہیں اور جو اوسکی مثل ہی معازف اور مزامیر وغیرہ تا بہکاویں اللہ کی راہ سی بن سمجھی اور ٹہراویں اوسکو ہنسی وہ جو ہیں اونکو ذلت کی مار ہی
فدلت الایة علی تحریم الغناء وما فی معناه من الملاهی ویدل علی هذا ایضا ان عائشة بعد بلوغها لم ینقل عنها الا
سو یہہ آیت غنا کی اور اوسکی مثل ملاہی وغیرہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہی اور حرمت اسکی اس سی بہی ثابت ہوتی ہی کہ حضرت عائشہ سی بعد بلوغ کی غنا
ذم الغناء والمعازف والثانی مما یجب علی المکلف فی هذا العید الاضحیة فانها تجب علی مسلم حر مقیم موسر
اور معازف میں سوا برائی کی اور کچہہ منقول نہیں ہی دوسرا امر جو اس عید میں مکلف پر واجب ہی قربانی ہی سو قربانی مسلم آزاد مقیم تو انگر پر واجب ہی
والیسار فیها ان یملک نصابا او ما یکون قیمته نصابا فاضلا عن حاجته الاصلیة ولا یعتبر فیه وصف النماء فمن
اسمین مقدور اتنا ہی چاہئی کہ نصاب کا مالک ہو یا ایسی چیز کا کہ اوسکی قیمت حاجت اصلی سی بڑہتی برابر نصاب کی ہو اسمین نامی ہونا کچہہ ضرور نہیں ہی جسکی ملک میں
کانت له دار لا یسکنها فیؤجرها یعتبر قیمتها فی الغنی وکذا اذا سکنها وفضل عن سکناه شیء یعتبر قیمة الفاضل
ایک گہر ہو جسمین رہتا نہیں کرایہ دیتا ہی تو مقدور کی لئی اوسکی قیمت کا اعتبار کیا جاویگا اور ایسی ہی اگر اوسمین رہنی لگی لیکن اوسکی رہنی سی کچہہ باقی رہجاوی تو اوس باقی کی قیمت
فی الغنی لان ما کان من حاجته الاصلیة لا بد ان یکون مشغولا بها لا بما یحتاج الیه اذ ما من مال الا ویقع الحاجة
مقدور کی باب میں لیجاویگی اسواسطی کہ جسقدر اوسکی حاجت اصلی کی لئی ہی تو ضرور ہی کہ اب اوسکی برتاو میں ہو یہہ نہیں کہ آئندہ کو برتاو میں آویگا اسواسطی کہ ایسا مال کوئی نہیں ہوتا جسکی
الیه فی وقت من الاوقات حتی لو کان فی دار بکراء فاشتری قطعة ارض بمائتی درهم فبنی فیها دارا یسکنها فهو غنی
کبہی نہ کبہی حاجت پیش نہ آجاوی یہانتک کہ اگر ایک شخص کرایہ کی گہر میں رہتا ہو پہر ایک قطعہ زمین کا دوسو درہم کو خریدے کہ رہنی کی لئی گہر تیار کیا تو اب یہہ شخص اس گہر کی سبب غنی ہی
لانها فاضلة عن حاجته الحالیة وانما یحتاج الیها فیما سیجیء ومن کان له دار فیها بیتان صیفی وشتوی لا یکون
کیونکہ بالفعل اوسکی حاجت سی فاضل ہی اگر حاجت ہوگی تو پہر کبہی ہوگی اور جسکی پاس ایک مکان ہو اور اسکی اندر دو گہر گرمی اور جاڑی کی ہوں تو غنی
غنیا وان کان فیها ثلث بیوت یعتبر قیمة الثالث فی الغنی وصاحب الثیاب لا یکون غنیا بثلثة دستجات
نہیں ہی اور اگر اوس مکان میں تیسرا گہر ہو تو اوس تیسری گہر کی قیمت غنا کی لئی لی جاویگی اور کپڑوں کا مالک تین جوڑی کپڑی سی غنی نہیں ہوتا
احدها للبذلیة والثانیة للمهنة والثالثة للجمعة والاعیاد وکذا بالفراشین وما زاد علی الدستجات الثلث
ایک روزمرہ کی پہنی کا دوسرا کارگری کی وقت کا تیسرا جمعہ کی دن اور عید کی دن کا اور ایسی دو بچہونی سی غنی نہیں ہوتا اور جسقدر تین جوڑی کپڑی
من الثیاب وعلی الفراشین یعتبر قیمته فی الغنی والغازی لا یکون غنیا بفرسین وان کان له ثلثة افراس یعتبر
اور دو بچہونی سی زیادہ ہوگا تو غنی ہونی کی لئی اسکی قیمت حساب میں لیجاویگی اور غازی دو گہوڑوں سی غنی نہیں ہوتا اور اگر تین گہوڑی ہونگی تو ایک
قیمة احدها فی الغنی وما زاد ... (...) فی ... کان وحمار للدهقان وغیره وعلی الخادم
[illegible] گہوڑی کی قیمت غنی ہونی میں حساب کیجاویگی ... [illegible] ... ایک خادم سی زیادہ

الواحد یعتبر قیمتہ فی الغنی وکذا کتب التفسیر والحدیث لاھلہ مازاد علی نسخۃ واحدۃ من روایۃ واحدۃ

ہو تو غنی ہونیکی لئی اوسکی قیمت حساب مین لیجاوی گی اور ایسی ہی تفسیر حدیث فقہ کی کتابین علماء کی لئی جو ایک ایک نسخہ سی زیادہ ہونگی ایک روایت سی

یعتبر قیمتہ فی الغنی وکذا مازاد علی الواحد من المصاحف لمن یحسن القراءۃ یعتبر قیمتہ فی الغنی والزارع لا یکون

غنا کی بابت اوسکی قیمت حساب مین لیجاویگی اور ایسی ہی جو ایک قرآن سی زیادہ قاری کی پاس ہو تو غنا کی باب مین اوسکی قیمت معتبر ہوگی اور کسان دو بیلون

غنیا بثورین وآلۃ الحراثین وان کان لہ ثلث ثیران یعتبر قیمۃ احدھما فی الغنی والبقرۃ الواحدۃ یعتبر قیمتہا فی

اور کہیتی کی راچہ ہل پاتہی سی غنی نہین ہوتا اور اگر تین بیل ہونگی تو ایک بیل کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی اور ایک ہی بیل ہو تو غنا مین اوسکی قیمت لیجاویگی

الغنی ومن کان لہ قوت سنۃ یساوی نصابا ففیہ کلام والظاھر انہ لا یعد من الغنی ذکرہ قاضیخان فی فتاوئہ

اور جسکی پاس ایک سال کا کہانا برابر قیمت نصاب کی ہو تو اوسمین اختلاف ہی اور ظاہر یہہ ہی کہ وہ غنی نہین ہی یہہ قول قاضیخان نی اپنی فتاوی مین ذکر کیا ہی

والمرأۃ ان کانت لہ جواھر ولآلی تلبسہا للاعیاد وتتزین للزوج یعتبر قیمتہا فی الغنی وکذا اذا کان لہا دار تسکن فیہا

اور جس عورت کی پاس جواہر اور موتی ہون کہ عید کی روز پہنتی ہو اور خاوند کی واسطی سنگار کرتی ہو تو غنا کی بابت اسکی قیمت معتبر ہوگی اور ایسی ہی اگر عورت کی ملک مین

مع زوجہا یعتبر قیمتہا فی الغنی اذا کان الزوج قادرا علی الاسکان ویتعلق بھذا النصاب حرمۃ اخذ الزکوۃ ووجوب

گہر ہو جسمین خاوند کی ساتہہ رہتی ہی تو اس گہر کی قیمت غنا کی لئی معتبر ہوگی پر اس شرط پر کہ اوسکا خاوند گہر دینی کی مقدور رکہتا ہو اور اسی نصاب کی زکوۃ لینی حرام ہوتی ہی اور

صدقۃ الفطر والاضحیۃ لان الغنی علی ثلث مراتب غنی یحرم علیہ السوال واخذ الصدقۃ ویجب علیہ

صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوجاتی ہی اسواسطی کہ غنا کی تین درجہ ہین ایک وہ غنی ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور اوسپر صدقہ

صدقۃ الفطر والاضحیۃ والزکوۃ وھو من یملک نصابا کاملا نامیا وغنی یحرم علیہ السوال واخذ الصدقۃ

فطر اور قربانی اور زکوۃ واجب ہوتی ہی یہہ وہ غنی ہی جسکی ملک مین نصاب کامل نامی یعنی بڑہتا ہوا ہو ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا

ویجب علیہ صدقۃ الفطر والاضحیۃ دون الزکوۃ وھو من یملک ما قیمتہ نصاب من غیر ان یکون فیہ نماء

اور اوسپر صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہی اور زکوۃ واجب نہین ہوتی وہ ایسا شخص ہی جسکی ملک مین ایسی شئی ہو کہ اوسکی قیمت نصاب کی برابر ہو پر وہ چیز نامی نہو

وغنی یحرم علیہ السوال لا اخذ الصدقۃ ولا یجب علیہ شئ مما ذکر من صدقۃ الفطر والاضحیۃ والزکوۃ

اور ایک غنی ایسا ہوتا ہی جسکو سوال کرنا حرام اور صدقہ لینا جائز اور اوسپر جو چیزین مذکور ہوئی کچہہ واجب نہین ہوتا نہ صدقہ فطر نہ قربانی نہ زکوۃ

وھو من یملک قوت یومہ وما یستر عورتہ ثم المعتبر فی الفقر والغنی اخر ایام النحر فاذا جاء یوم النحر ولا مال لہ

وہ ایسا شخص ہوتا ہی جسکی پاس ایک دن کا کہانا ہو اور بدن ڈہکنی کو کپڑا ہو پہر مفلسی اور توانگری مین آخر ایام نحر یعنی بارہوین تاریخ کا اعتبار ہی جب ایام نحر پیش آوین

ثم استفاد قدر النصاب قبل مضی ایام النحر ولا دین علیہ تجب علیہ الاضحیۃ وان جاء یوم النحر وھو غنی فھلک

پہر اسکو نصاب کی برابر فائدہ ہوگیا اور ابہی ایام نحر تمام نہین ہوئی اور اوسکی ذمہ کچہہ قرض بہی نہین ہی تو اوسپر قربانی واجب ہی اور اگر ایام نحر توانگری کی حالت مین آگئی پہر اسکا

مالہ او نقص من النصاب قبل مضی ایام النحر لا تجب علیہ الاضحیۃ ومن کان لہ علی الناس دیون مؤجلۃ ولم یکن

مال بالکل جاتا رہا یا نصاب سی کمتی رہ گیا اور ایام نحر ابہی باقی ہین تو اسپر قربانی واجب نہین ہی اور جسکا قرض لوگون پر کبہی کی وعدہ پر آتا ہو اور

فی یدہ ایام الاضحیۃ ما یشتری بہ الاضحیۃ لا یجب علیہ الاضحیۃ وکذا لو کان لہ دین علی مفلس مقر لا یجب

ایام نحر مین اوسکی ہاتہہ مین اتنا نہو کہ قربانی خرید لی تو اوسپر قربانی واجب نہین ہی اور ایسی ہی اگر اسکا قرض کسی مفلس پر آتا ہو اگرچہ وہ اقرار کرتا ہو تو قربانی

علیہ الاضحیۃ ما لم یصل الیہ الدین وکذا لو کان لہ دین علی مقر ملی ولیس فی یدہ ما یمکنہ شری الاضحیۃ لا یلزمہ

واجب نہین ہی جبتک وہ قرض وصول نہو جاوی اور ایسی ہی اگر اسکا قرض [illegible] کہ برآتا ہو کہ اقرار بہی کرتا ہی اور اسکی ہاتہہ مین اتنا نہین کہ قربانی خرید لی تو اسکو ضرور نہین

ان یستقرض فیضحی ولا قیمتہا اداؤہ [illegible]

کہ قرض لیکر قربانی کری اور نہ قیمت قربانی کی [illegible]

یعطیه ولو کان له مال کثیر غائب فی ید شریکه او مضاربه ومعه ما یشتری به الاضحیة من الحجرین

دیدیگا اور اگر بہت سا مال اسکی قبضہ سی باہر ہو شریک یا مضارب کی قبضہ میں اور اوسکی قبضہ میں سونا یا چاندی اتنی ہی کہ قربانی خرید کرلی

او متاع البیت یلزمه الاضحیة واول وقتها بعد طلوع الفجر من یوم النحر لکن یشترط تقدیم صلوة

یا گہر کا اسباب ہی تو ایسی حال میں قربانی واجب ہی اور اول وقت قربانیکا دسویں تاریخ جسکو یوم نحر کہتی ہیں بعد طلوع فجر کی ہی لیکن شہر کی رہنی والونکی حق میں

العید علیها فی حق اهل الامصار حتی لا یجوز الذبح لمن کان فی المصر الا بعد فراغ الامام من الصلوة ولو

عید کا ادا کرلین یہانتک کہ شہر میں رہنی والی کو قربانی ذبح کنی جایز نہیں ہی جبتک امام دوگانہ سی فارغ نہولی اور اگر امام کی نماز سی پہلی ذبح کردی تو درست نہیں

ضحی قبل صلوة الامام لا یصح ولو خرج الامام بطائفة الی الجبانة وامر رجلا ان یصلی بالضعفاء فی

یعنی قربانی اوسکی ذمہ رہتی ہی اور اگر امام ایک جماعت کی عیدگاہ کی طرف روانہ ہوا اور کسی شخص کو نایب کیا کہ ناتوانوں کو شہر میں نماز پڑہاویگا

المصر وضحی البعض بعد ما صلی احد الفریقین یجوز استحسانا وان کانت بلدة لا یصلی فیها صلوة

اور بعضی جلد بازون نی قربانی ذبح کردی بعد فراغت نماز ایک شخص امام یا نایب کی تو استحسانا جایز ہی اور اگر ایسا شہر ہی کہ اوسمین عید کی نماز نہیں ہوتی

العید اما لعدم الامام او لغلبة اهل الفتنة یجوز التضحیة فی الیوم الاول بعد الزوال وفی الیوم الثانی و

یا تو اسلیئی کہ امام نہیں ہی یا اہل فتنہ کی غلبہ سی تو قربانی پہلی دن یعنی دسویں تاریخ دوپہر ڈہلی جایز ہی اور گیارہوین اور

الثالث یجوز قبل الزوال وبعده وقال بعضهم فی ذلک المکان یجوز التضحیة فی ای وقت کان لوقوع الیاس

بارہوین میں دوپہر ڈہلنی سی پہلی بہی اور بعد دوپہر کی بہی جایز ہی اور بعضی کہتی ہیں کہ ایسی جگہہ قربانی جسوقت کردی ہر وقت جایز ہی کیونکہ نماز کی توقع تو ہی نہیں

عن الصلوة وان اخر الامام الصلوة یوم العید ینبغی للناس ان یؤخروا التضحیة الی وقت الزوال ولو اخر

اور اگر امام عید کی روز نماز میں دیر لگاوی تو لوگوں کو بہی چاہی کہ قربانی میں دوپہر ڈہلی تک تاخیر کریں اور اگر امام نماز کی لئی

الامام الی الصلوة فی الغد او بعد الغد وقد ضحی بعض الناس قبل ان یصلی الامام یجوز لانه فات وقت الصلوة

اگلی دن یا اگلی سی اگلی دن روانہ ہوا اور بعضی لوگوں نی امام کی نماز سی پہلی قربانی ذبح کردیا تو جایز ہی اسواسطی کہ مسنون وقت نماز کا

علی وجه السنة ثم المعتبر مکان المذبوح لا مکان المالک حتی لو کانت الاضحیة فی المصر وصاحبها فی السواد

تو جاتا رہا پہر جواز ذبح میں قربانی کی مکان کا اعتبار ہی مالک کی مکان کا اعتبار نہیں ہی یہانتک کہ اگر قربانی شہر میں ہو اور اوسکا مالک شہر سی دور ہو

فامر رجلا بالذبح فذبح الوکیل قبل الصلوة لا یجوز ولو کانت الاضحیة فی السواد وصاحبها فی المصر وامر

پہر اوس مالک نی کسی شخص کو کہدیا کہ میری قربانی ذبح کردینا اوس شخص نی نماز سی پہلی ذبح کردی تو جایز نہوگی اور اگر قربانی شہر سی دور ہو اور مالک شہر میں ہو اور اوسنی

اهله بالذبح فذبح الاهل قبل الصلوة یجوز وکذا لو کان رجل فی مصر واهله فی مصر اخر وکتب الیهم ان یضحوا عنه

اپنی اہل کو کہدیا کہ ذبح کردینا اور اوسکی اہل نی نماز سی پہلی ذبح کرادی تو جایز ہی اور ایسی ہی اگر ایک شخص ایک شہر میں ہو اور اوسکی اہل اور شہر میں ہوں اور اوس شخص نی اپنی اہل کو لکہا

یلزمهم ان یذبحوا عنه بعد صلوة الامام فی البلد الذی هم فیه اعتبار المکان الذبیحة ومن اراد ان یتعجل

تو اونکی ذمہ پر لازم ہی کہ اوسکی طرف سی وہ انکی امام کی نماز کی بعد جسمیں وہ آپ رہتی ہیں ذبح کریں کیونکہ اعتبار قربانی کی مکان کا ہی اور جسنی جلد ہی گوشت کہانا چاہا

له اللحم واخرج اضحیته من المصر فذبحها قبل الصلوة قالوا ان اخرجها مقدار ما یباح للمسافر قصر الصلوة

اور قربانی کو شہر سی باہر لیجا کر نماز سی پہلی ذبح کرلی تو علماء کہتی ہیں اگر اوسنی قربانی کو اتنی دور لیجا کر ذبح کی جس مسافت پر مسافر کو قصر نماز مباح

فیه یجوز والا فلا هذا کله فی حق اهل الامصار واما اهل السواد والقری فیجوز لهم الذبح بعد الفجر الثانی من

ہی تو جایز ہی اور نہیں تو جایز نہیں ہی یہہ سب بیان شہر والوں کا تہا اور گرد نواح اور گانوں کی لوگوں کو دسویں تاریخ ذیحجہ کی صبح صادق کی بعد

الیوم العاشر من ذی الحجة واما اهل البوادی وهم لا یذبحون الا بعد صلوة اقرب الائمة الیهم واخر وقتها

ذبح کرنا جایز ہی اور جنگل کی رہنی والی بدون فراغت نماز اپنی سی نزدیک سی نزدیک امام کی ذبح نہ کریں اور آخر وقت قربانی کا

فی حق الکل قبیل غروب الشمس من الیوم الثالث من ایام النحر وافضل اوقات التضحیة الیوم الاول وادونها
سب کی حق مین آفتاب ڈوبنی سی کچہہ پہلی تک تیسری دن ایام نحر سی یعنی بارہوین کی اخیر عصر تک ہی اور قربانی کا افضل وقت پہلا روز ہی یعنی دسوین تاریخ اور کمتر وقت

الیوم الاخر ویکره الذبح لیلا وان جاز لاحتمال الغلط فی ظلمة اللیل ولو وقع الشك ان هذا الیوم کان من
سب سی پچھلا دن اور رات کو ذبح کرنا مکروہ ہی اگرچہ جایز ہی شاید کہ رات کی اندہیری مین ٹہیک جگہ ذبح نہو اگر یہہ شبہہ آپڑی کہ آج ذیحجہ کی

عاشر ذی الحجة او تاسع ذی الحجة فالاحوط ان یضحی فی الغد بعد الزوال قال قاضیخان فی فتاویه فی کتاب
دسوین تاریخ ہی یا ذیحجہ کی نوین ہی تو اب احتیاط یون ہی کہ اگلی دن دوپہر ڈہلی ذبح کری قاضی خان اپنی فتاوی کی کتاب الصوم مین کہتا ہی

الصوم شهر رمضان اذا جاء یوم الخمیس ویوم عرفة جاء یوم الخمیس ایضا کان ذلك الیوم یوم عرفة لا
کہ ماہ رمضان کا چاند اگر جمعرات کی دن ہووی پہر عرفہ بہی جمعرات کی روز کا آپڑی تو وہ روز بیشک عرفہ کا ہی یوم النحر یعنی دسوین تاریخ

یوم النحر حتی لا یجوز التضحیة فی هذا الیوم اعتمادا علی قول علی رض یوم نحرکم یوم صومکم لان ذلك محتمل
نہین ہی اوسدن قربانی ذبح کرنی جایز نہین ہی کیونکہ قول حضرت علی کا اسمین معتمد ہی دسوین ذیحجہ کی پہلی رمضان کی ہتی اسواسطی احتیاط کرنی چاہئی

یحتمل انه اراد به ذلك العام دون الابد ثم الاضحیة انما تجوز من اربعة اصناف من الحیوان الابل والبقر
کہ اس قول مین یہہ بہی احتمال ہی کہ آپنی اوسہی سال کا حال ارشاد کیا ہو ہمیشہ کی لئی قاعدہ فرمایا ہو پہر قربانی چار قسم کی حیوان کی جایز ہی اونٹ اور گای

والغنم والمعز ذکورها واناثها الا ان الانثی من الابل والبقر افضل والذکر من الغنم والمعز افضل ثم المعتبر من
اور بکری اور دنبہ نر اور مادہ دونون پر اتنا ہی کہ اونٹنی اور گای کا مادہ افضل ہی اور بکری اور دنبہ سی نر افضل ہی پہر معتبر

هذه الاصناف الاربعة الثنی وهو من الغنم والمعز ما تمت له سنة وطعن فی الثانیة ومن البقر ما تمت له سنتان
ان چارون قسم مین ثنیہ ہی یعنی نوجوان اور نوجوان بکری اور دنبہ مین وہ ہی جسکو ایک سال پورا ہو کر دوسرا سال شروع ہوا ہو اور گای مین وہ ہی جسکو دو برس

وطعن فی الثالثة ومن الابل ما تمت له خمس سنین وطعن فی السادسة ولا یجوز ما دون ذلك من هذه الاصناف
پوری ہو کر تیسرا سال شروع ہوا ہو اور اونٹ مین وہ ہی جسکو پانچ برس پورے ہو کر چہٹا شروع ہوا ہو اور اس عمر سی چھوٹا ان قسمون مین سی کوئی جایز نہین ہی

الا الجذع من الضأن اذا کان عظیما بحیث لو اختلط بالثنیات لم یتمیز من بعید وهو ما کان له الیة وانی
مگر جذع مینڈہی کا اگر کلان راس ہو ایسا کہ اگر ایک برس کی عمر والون مین ملجاوی تو دور سی پہچانا نہ جاوی اور جذعہ وہ ہوتا ہی کہ جسکی چکتی ظاہر ہو

علیه ستة اشهر وشیء من الشهر السابع وذکر فی الخلاصة ان التضحیة بالدیك والدجاجة فی ایام النحر ممن
چھہ مہینی پوری ہو کر کچھہ دن ساتوین مہینہ کی گذری ہون اور خلاصہ مین مذکور ہی کہ مرغ اور مرغی کی ایام نحر مین قربانی کرنی جسکو

لا اضحیة علیه بعساره تشبها بالمضحین مکروه لانه من رسوم المجوس ولو اشتری فقیر شاة الاضحیة
افلاس کی سبب سی قربانی واجب نہین ہی قربانی کرنیوالون کی مشابہت حاصل کرنیکو مکروہ ہی اسواسطی کہ یہہ مجوسیون کی رسم ہی اور اگر کسی فقیر نی قربانی کی واسطی بکری مول لی

ولم یضح حتی مضت ایام النحر کان علیه ان یتصدق بتلك الشاة حیة او بقیمتها ولو انه ذبحها بعد ایام
پہر ذبح نکی یہان تک کہ ایام نحر نکل گئی اب اوسپر لازم ہی کہ وہ بکری جیتی خیرات کر دی یا اوسکی قیمت دیدی اور اگر بعد ایام نحر کی ذبح کر کر

النحر وتصدق بلحمها یجوز لکن ان کان قیمتها حیة اکثر یلزمه ان یتصدق بالفضل فان اکل منها یغرم
گوشت خیرات کر دیا تو بہی جایز ہی لیکن اگر جیتی کی قیمت گوشت سی زیادہ ہو تو وتنی بڑہتی قیمت بہی خیرات کری اور اگر اوسمین سی آپ کہالی

قیمته وان لم یفعل شیئا من ذلك حتی جاء یوم النحر من القابل فضحی بها عن العام الاول لا یجوز لان کون اراقة
تو اوسی کی قیمت ادا کری اور اگر اوسی ان امور مین سی کچھہ بہی نکیا یہان تک کہ اگلی سال کا یوم نحر آگیا اب اوسنی پہلی سال کی قضا کی نیت سی ذبح کی تو جایز نہین ہی

الدم قربة عرف اداء لا قضاء ویجوز الابل والبقر من احد الی سبعة اذا اراد کلهم القربة اتفقت جهة القربة او
جو عبادت ہی تو ادا یعنی اپنی وقت پر عبادت ہی بطور قضا نہین ہی اور اونٹ اور گای ایک سی لیکر سات آدمیون تک جایز ہی اگر اون سبکا ارادہ قربت کا ہو ایک ہی طرح کی عبادت ہویا

اختلفت كالاضحية والقران والمتعة والعقيقة والتقدير بالسبعة يمنع الزيادة لا النقصان حتى يجوز
کئی طرح کی ہو جیسی قربانی اور قران اور متعہ اور عقیقہ اور سات تک کی حد باندہنی سی زیادہ کی ممانعت ہو گئی ہی کمتی کی ممانعت نہین ہی یہان تک

عن ستة وخمسة واربعة وثلثة واثنين ان لم يكن لاحدهم اقل من السبع كما اذا مات رجل وترك ابنا وامرأة
کہ چھہ یا پانچ یا چار یا تین یا دو آدمیون کی طرف سی بہی جایز ہی اگر کسیکا حصہ ساتوین حصہ سی کمتر نہو جیسی ایک شخص موا اور دو بنی ایک بیٹا اور بیوی وارث

وبقرة وضحيا بها لا يجوز وكذا لو اشترى ثلثة نفر ودفع احدهم اربعة دنانير والاخر ثلثة دنانير والثالث
اور ایک گای ترکہ مین چھوڑی اونہون نی وہ گای قربانی کی تو جایز نہین اور ایسی ہی اگر تین آدمیون نی ملکر قربانی خریدی ایک نی چار دینار دئی اور دوسری نی تین دینار اور تیسری نی

دينارا واشتروا بقرة على ان يكون البقرة بينهم بقدر اموالهم وضحوا بها لا يجوز ولو اشترك سبعة في بقرة
ایک دینار دیا پہر گای مول لی اسطور پر کہ دیناروں کی حساب پر شرکت ہی اور ذبح کی تو قربانی جایز نہین ہی اور اگر سات آدمی ایک گای مین شریک ہوی

ونوى بعض الشركاء التطوع وبعضهم الاضحية لهذه السنة وبعضهم قضاء عن السنة الماضية يجوز
اور کسی نی نیت نفل کی کی اور کسی نی اوسی سال کی قربانی کی نیت کی اور کسینی پچہلی سال کی قضا کی نیت کی تو سب جایز ہی

الكل لكن يكون تطوعا عمن نوى القضاء عن السنة الماضية فلا يقع عن قضاءه بل يلزمه ان يتصدق
لیکن جسنی پچہلی سال کی قربانی سی قضا کی نیت کی تہی اوسکی نفل ہو جائی گی اوسکی قضا ذمہ سی ساقط نہو گی بلکہ اوسکو لازم ہی کہ قیمت درمیانہ

بقيمته شاة وسط لما مضى ولو مات احد السبعة وقال ورثته اذبحوها عنه وعنكم يجوز استحسانا
بکری کی بعوض سال گذشتہ کی خیرات کر دی اور اگر ساتون شریک مین سی ایک مر گیا اور اوسکی وارثون نی کہا کہ اوسکی طرف سی اور اپنی طرف سی ذبح کر لو تو استحسانا جایز ہی

ولو اشترك سبعة وضحوا بقرة واقتسموا اللحم وزنا يجوز ولو اقتسموه جزافا لا يجوز الا ان يضم الى اللحم شيء
اور اگر سات آدمیون نی ملکر گای قربانی کی اور گوشت تول کر بانٹا تو جایز ہی اور اگر انکل سی بانٹا تو جایز نہین ہی ہان اگر گوشت کی ساتہہ کچہہ کچہہ

من الاكارع او الجلد سواء كان في كل جانب شيء من اللحم وشيء من الاكارع او كان في كل جانب شيء من اللحم و
پایہ یا چمڑا ملالین تو جایز ہی برابر ہی کہ ہر حصہ پہ کچہہ گوشت اور کچہہ پایہ یا ہر حصہ پر کچہہ گوشت اور

شيء من الجلد او كان في جانب لحم واكارع وفي اخر لحم وجلد وانما يجوز جزافا للجنس الى خلاف الجنس ولو
کچہہ چمڑا یا ایک حصہ پہ گوشت اور پایہ اور دوسری حصہ پہ گوشت اور چمڑا اس صورت مین انکل کی تقسیم اسلئی جایز ہی کہ ہر جنس کا خلاف جنس سی

لم يضموا الى اللحم شيئا وحلل كل واحد منهم لصاحبه الفضل لا يجوز لان تحليل الفضل هبة وهبة المشاع
گوشت کی ساتہہ بدون ملانی پایہ یا چمڑی کی تقسیم کر کی ہر ایک شخص دوسری کو کمتی بڑہتی کی اجازت دی کر حلال کر دی تو جایز نہین اسلئی کہ بڑہتی کا حلال کرنا ہبہ ہوتا ہی اور ہبہ مشاع

فيما يحتمل القسمة لا يجوز وان اقتسموا اللحم وزنا وتصدقوا بالجلد على فقير او وهبوا الغني يجوز ولو جعلوا
تقسیم ہونیوالی چیز مین جایز نہین ہی اور اگر گوشت تول کر بانٹ لیا اور چمڑا سب نی ملکر ایک فقیر کو دیدیا یا کسی غنی کو بخشدیا تو جایز ہی اور اگر

اللحم والشحم سبعة اسهم وقسموه بينهم جزافا يجوز ويجوز الخصي والجماء التي لا قرن لها والثولاء اي المجنونة
گوشت اور چربی کی سات حصہ یعنی ملا کر کئی آپسمین انکل سی تقسیم کر لیا تو جایز ہی اور بدہیا اور منڈا جسکی سینگہہ پیدایشی نہون اور باولی جایز ہی

ولا يجوز العمياء التي ليس لها عينان ولا العوراء التي ليس لها عين واحد ولا العجفاء التي لا مخ في عظمها
اندہی جسکی دونو انکہین نہون اور کانی جسکی ایک انکہہ نہو اور ایسی دبلی جسکی ہڈی کی اندر مغز باقی نہو

ولا العرجاء التي تمشي بثلث قوائم ويجاف الرابعة عن الارض وان كانت تضع الرابعة على الارض وضعا
اور لنگڑی جو تین پاؤن پر چلتی ہو اور چوتہی پاؤن کو زمین پر نہ لگاتی ہو جایز نہین ہی اور اگر چوتہا پانو بہی زمین پہ ہولی سی رکہہ کر

خفيفا وتستعين بها الا انها تتمايل عند المشي يجوز ولا يجوز ما ذهب اكثر من ثلث اذنها او اليتها او عينها
مدد لیتی ہی پر اتنا ہی کہ چلتی وقت جہکتی ہی تو جایز ہی اور جسکا تہائی سی زیادہ کان یا خصیہ یا انکہہ جاتی رہی ہو تو جایز نہین ہی

وطريق

وطریق معرفة ذهاب الثلث من العین ان یشد عینها المفقوءة بعد کونها جائعة فیقرب الیها العلف

اور طریقہ دریافت تہائی آنکھ جانیکا یہہ ہی کہ اول پہوٹی ہوئی آنکھ بند کرکر بحالت بہوک کی حالت مین اوسکو گہاس دکہاوین

فینظر من ای مکان تری العلف ثم یشد عینها الصحیحة ویقرب الیها العلف فینظر من ای مکان تری العلف

پہر خیال رکہین کتنی دور سی گہاس دیکہہ لیتی ہی پہر اچہی آنکہہ بند کرکر گہاس دکہاوین اب یہہ خیال کرین کہ کتنی دور سی گہاس دیکہہ لیتی ہی

ثم ینظر تفاوت ما بین المکانین فان کان نصفا فالذاهب نصف وان کان ثلثا فالذاهب ثلث وهکذا

اب دونو مکان مین فرق دیکہین کتنا ہی اگر آدہوں آدہ کا فرق ہی تو آدہی آنکہہ نہین ہی اور اگر تہائی ہی تو تہائی آنکہہ نہین ہی اور ایسی ہی عاب پر

وشق الاذن والکی لا یمنع جواز الاضحیة وکذا کسر القرن الا اذا بلغ المخ ولو ذهب عینها او کسرت رجلها فی

اور چری ہوئی کان اور داغدار ہونی سی قربانی منع نہین ہوتی اور ایسی ہی سینگ ٹوٹنی سی ان اگر مغز تک جا پہنچی تو جایز نہین اور اگر ذبح کرنیکی لئی پچہاڑتی ہوئی آنکہ

معالجة الذبح فانه ان لم یرسلها یجوز وان ارسلها وضحی بها فی وقت آخر فی ذلک الیوم او فی یوم آخر

اگر اوسکو نہ چہوڑا اوسیوقت ذبح کر دیا تو جایز ہی اور اگر اوسوقت چہوڑ دیا اور اور وقت اسی دن مین یا ایام نحر کی روز اور دن مین

من ایام النحر اختلفوا فیه وعن ابی یوسف انه یجوز وبه اخذ الزعفرانی ولو ولدت الاضحیة کان

ذبح کیا تو اسمین اختلاف ہی امام ابو یوسف کی نزدیک جایز ہی اور یہہ ہی مذہب زعفرانی کا ہی اور اگر قربانی بیا پڑی تو

علیه ان یذبح الولد ایضا وان لم یذبحه حتی مضت ایام النحر فعلیه ان یتصدق به حیا والافضل ان

لازم ہی کہ بچہ کو بہی ذبح کردی اور اگر بچہ کو ذبح نکیا اور ایام نحر گذر گئی تو لازم ہی کہ وہ بچہ جیتا خیرات کردی اور افضل یہہ ہی

یذبح اضحیته بیده ان قدر لانه عبادة فالاولی ان یفعلها بنفسه وان لم یقدر یامر غیره ولا یامر

کہ اپنی قربانی اگر ہوسکی تو اپنی ہاتہہ سی ذبح کری کیونکہ ذبح کرنا عبادت ہی تو اولی یہہ ہی کہ اپنی ذات سی ادا کری اور اگر نہین ہوسکتا تو اور کو کہدی اور

الکتابی لانه قربة وهو لیس من اهلها ولو امره فذبح یجوز لانه من اهل الذکوة والقربة یحصل بانابته و

کتابی شخص کو نہ کہی اسواسطی کہ عبادت ہی اور وہ اس کام کا نہین ہی اور اگر کتابی ہی کو کہدیا اور اوسنی ذبح کردی تو جایز ہی اسلئی کہ ذبیحہ کتابی کا درست ہی اور عبادت

نیته لکن یکره ویستحب احداد شفرته قبل الاضجاع ویکره بعده لما روی انه علیه السلام مر علی رجل

ہو جائیگی پر مکروہ ہی اور چہری کا تیز کرنا پچہاڑنی کی پہلی مستحب ہی اور بعد پچہاڑنی کی مکروہ ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام ایک شخص کی پاس جا پہنچی

اضجع شاته وهو یحد شفرته وهی تلحظ الیه ببصرها فقال اترید ان تمیتها موتات هلا احددت

کہ وہ بکری پچہاڑ کر چہری تیز کرتا تہا اور بکری اپنی آنکہون سی اودہر دیکہتی تہی سو آپ نی فرمایا تو چاہتا ہی اسکو کئی موت سی مارے پچہاڑنی سی پہلی چہری کا تیز

شفرتک قبل ان تضجعها ویکره جرها برجلها الی المذبح وترک التوجه الی القبلة ویکره النخع وهو الذبح

کیوں نہ کرلی اور قربانی کو ٹانگ پکڑکر مذبح تک کہینچتی ہوئی لی جانا اور قبلہ کی طرف منہہ نکرنا مکروہ ہی اور نخع ہی مکروہ ہی یعنی ایسا سخت ذبح کرنا

الشدید حتی یبلغ النخاع ویکره السلخ قبل ان یسکن عن الاضطراب ویستحب ان یحضر الانسان اضحیته

کہ نخاع تک نوبت جا پہنچی اور چمڑا اچہیلنا ٹہنڈی ہونی سی پہلی مکروہ ہی اور مستحب ہی کہ آدمی اپنی قربانی کی ذبح ہوتی ہوئی

عند الذبح ولو وضع صاحب الشاة یده مع ید القصاب فی المذبح حتی یکون ذا لجامع القصاب قال الشیخ الامام

پاس حاضر رہی اور اگر قربانی کی مالک نی ہی اپنا ہاتہہ قصائی کی ساتہہ چہری پر رکہہ لیا تاکہ قصائی کی ہمراہ ذبح مین شریک ہو جاوی تو شیخ امام محمد

محمد بن الفضل تجب علی کل واحد منهما التسمیة حتی لو ترک احدهما لا یحل المذبوح لان شرط حلة التسمیة علیه

بن الفضل کہتی ہین کہ اون دونو پر تکبیر ذبح کی کہنی واجب ہی یہان تک کہ اگر دونو مین سی کوئی ایک تکبیر ترک کریگا تو مذبوح مردار ہوگا اسواسطی کہ شرط حلال ہونی کی

لقوله تعالی وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فالذابح اذا ترکها عمدا یکون الذبیحة میتة لا یحل اکلها ولو

موافق اس آیت کی اور اوسمین سی نہ کہاؤ جسپر نام نہ لیا اللہ کا پہر ذبح کرنیوالا اگر تکبیر عمدا ترک کریگا تو ذبیحہ مردار ہی اوسکا کہانا حلال نہین ہی اور اگر

ذکر مع اسم الله تعالی غیره ان کان بالعطف مثل ان یقول بسم الله ومحمد رسول الله یحرم وان کان بغیر
الله تعالی کی نام کی ساتھہ اورکچھہ بھی کہدیا اگر عطف کی ساتھہ کہا اسطور کہا کہ بسم الله ومحمد رسول الله تو ذبیحہ مردار ہی اور اگر بغیر

العطف لا یحرم بل یکره ویکره ایضا ان یدعو بشیء بعد التسمیة قبل الذبح مثل ان یقول بسم الله اللهم
عطف کی کہا تو حرام نہین ہی بلکہ مکروہ ہی اور یہہ مکروہ ہی کہ تسمیہ کی بعد ذبح سی پہلی کچھہ اور بات زبان پر لاوی مثلا یون کہی کہ بسم الله الٰہی

تقبل منی او من فلان واما بعد الذبح فلا باس به لما روی انه علیه السلام قال بعد الذبح اللهم تقبل هذه
مجھسی اور فلانی سی قبول کرلی پھر ذبح کری ان ذبح کی بعد اسکا کچھہ مضائقہ نہین کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیه السلام نی بعد ذبح کی فرمایا الٰہی یہہ قربانی قبول کرلی

عن امة محمد ممن شهد لك بالواحدانیة ولی بالبلاغ وما تداولته الالسن عند الذبح بسم الله والله اکبر
محمد کی تمام امت کی طرف سی جو جو تیری وحدانیت کی اور میری تبلیغ کی گواہی دیتی ہین اور ذبح کرتی ہوئی جو زبانون پر حسب رواج آتا ہی بسم الله والله اکبر

لکن ذکر فی القنیة ان المستحب ان یقول بسم الله الله اکبر بدون الواو ومع الواو یکره ولو ذبح رجل ضحیة
قنیہ مین مذکور ہی کہ مستحب یہہ ہی کہ بسم الله الله اکبر بدون واو کی کہی اور واو کی ساتھہ مکروہ ہی اور اگر کسی شخص نی غیر کی قربانی

غیره بغیر اذنه یجوز استحسانا ولو کان بین الاثنین شاتان فذبحهما عن نسکهما یجوز ویاکل من لحمها
بی اجازت ذبح کردی تو استحسانا جایز ہی اور اگر دو آدمیون مین دو بکریان مشترک ہون پھر دونون نی بلا تعین اپنی اپنی طرف سی ذبح کردین تو جایز ہی اور اوسکا

ویوکل غیره من الاغنیاء والفقراء ویهب لمن یشاء ولا یعطی اجر الجزار منها وندب التصدق بثلثها وندب ترك
اور اور کو کہلاوی غنی ہو یا فقیر اور جسکو چاہی عطا کری اور مزدوری مین قصائی کو اوسمین سی ندی اور تہائی کا خیرات کردینا مستحب ہی اور

التصدق ایضا لذی عیال توسعة علیهم ویجوز الانتفاع بجلدها بان یتخذه جرابا او غربالا او بساطا او
صاحب عیال کنبہ والی کو خیرات نکرنا بھی مستحب ہی تاکہ عیال پر فراغت ہوجاوی اور اوسکی چمڑی بھی فائدہ اوٹھانا جایز ہی کہ تھیلا یا توبرہ یا ڈول یا بچھونا

غیرها وله ان یبدله بما ینتفع به مع بقاء عینه کالخف ونحوه لا بما ینتفع به الا باستهلاك عینه کالخل
وغیرہ بنالی اور اوسکو جایز ہی کہ اوسکی بدلہ مین ایسی چیز لیلی جس سی نفع ہووی پر ذات باقی رہی جیسی موزہ اور مانند اسکی ایسی چیز بدلہ مین نلیوی جسی بدون ہلاک ذات کی فائدہ

ونحوه ولا باس ببیعه بالدراهم لیتصدق بها علی الفقراء ولیس له ان یبیعه بالدراهم لینفقها علی نفسه وعیاله
وغیرہ اور اسکا ڈر نہین کہ چمڑہ بیچ کر فقیرون کو خیرات دیدی اور یہہ جایز نہین کہ چمڑا بدلہ دراہم کی بیچ کر اپنی اوپر یا اپنی عیال پر خرچ کری

وان فعل ذلك یتصدق بثمنه ولو اراد ان یبیع لحمها لیتصدق بثمنه لیس له فی اللحم الا الاکل والاطعام و
اور اگر ایسا کیا تو اوسکا ثمن خیرات کردی اور اگر چاہی کہ گوشت بیچ کر اوسکا ثمن خیرات کردی تو اوسکو گوشت مین اتنا ہی تصرف ہی کہ کہالی اور کسیکو دیدی

لیس علی الرجل ان یضحی عن ولده الصغیر فی ظاهر الروایة وان کان للصغیر مال قال بعض مشائخنا یضحی عنه
اور ظاہر روایت مین کسیکا یہہ ذمہ نہین ہی کہ نابالغ اولاد کی طرف سی قربانی کری اگرچہ نابالغ اولاد مالدار ہو ہماری بعضی علما صدقہ فطر پہ قیاس کرکہتی ہین

ابوه او وصیه من مال الصغیر عند ابی حنیفة قیاسا علی صدقة الفطر وقال الامام السرخسی زعم بعض المشائخ
کہ بچہ کا باپ یا وصی صغیر کی مال مین سی امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری اور امام سرخسی کہتی ہین کہ بعضی مشایخ یہہ کہتی ہین

ان علی الاب او الوصی ان یضحی من مال الصغیر عند ابی حنیفة علی قیاس صدقة الفطر والاصح انه لیس له
کہ باپ یا وصی کا ذمہ ہی کہ صغیر کی مال مین سی امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری جیسی صدقہ فطر کا حال ہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ اوسکو

ان یفعل ذلك وان فعل اخذا بقول بعض المشائخ لا یتصدق بشیء منه بل یاکل منه الصغیر وما بقی یبدل
قربانی کرنیکا اختیار نہین ہی اور اگر موافق قول بعضی مشایخ کی قربانی کردی تو اوسمین سی کچھہ خیرات نکری بلکہ اوسمین سی وہی صغیر کہاوی اور بچتی کی بدلہ مین

بما ینتفع به الصغیر مع بقاء عینه کالثوب ونحوه لا بما لا ینتفع به الصغیر الا باستهلاك عینه کالخبز
صغیر کی واسطی ایسی چیز نفع رسان لیدی کہ جسکی ذات باقی رہی جیسی کپڑا وغیرہ ایسی چیز نہ لیدی جیسی صغیر کو بدون ہلاک ذات کی فائدہ حاصل نہو جیسی روٹی

ونحوه وذلك لان الواجب اراقة الدم واما التصدق فتبرع ومال الصبی لا یحتمل التبرع وانما جاز التبدیل قیاساً

وغیرہ اسلئی کہ واجب تو صرف ذبح کرنا ہی سو خیرات کرنا سو وہ احسان ہی اور صغیر کا مال قابل احسان کی نہین ہی اور تبدیل اسلئی جایز ہی کہ چمڑہ کو آخر تبدیل کرنا درست ہی

علی الجلد فان الجلد یجوز ان ینتفع به وان یبدل بما ینتفع به مع بقاء عینه لان البدل یکون فی حکم المبدل فیکون

کیونکہ چمڑی سی فائدہ لینا بھی جایز ہی اور بدلہ لینا نفع رسان چیز کا بھی جایز ہی پر اوسکی ذات باقی رہی کیونکہ بدلہ کی چیز تو بس اصل مبدل کی حکم مین ہی ایسا ہی

کالانتفاع بعینه فلما کان الحکم فی الجلد هذا قاسوا علیه اللحم اذا کان للصبی ضرورة والثالث مما یجب علی المکلف

گو یا اصل ہی سی نفع پایا چمڑہ کا جو یہہ حکم تہا اسی پر گوشت کو قیاس کر لیا ہی اگر صغیر کو کچھہ ضرورت ہو اور تیسری شی جو مکلف پہ

فی هذا العید تکبیر التشریق فانه عند ابی حنیفة یجب علی الاحرار المقیمین فی الامصار عقیب کل فریضة اذیت

اس عید مین واجب ہی وہ تکبیرات تشریق ہین سو یہہ تکبیرین امام ابو حنیفہ کی نزدیک ازادون شہر مین موجود ہونیوالون پر یعنی جو مسافر نہون پیچھی ہر فرض نماز کی جو

بجماعة فلا یجب علی اهل القری ولا علی المسافر ولا علی العبد ولا علی المنفرد ولا علی المراة الا اذا اقتدی هؤلاء بمن یجب

جماعت سی ادا ہو واجب ہین گانوکوین والون پر واجب نہین اور نہ مسافر پر اور نہ غلام پر اور نہ منفرد پر جو اکیلا نماز پڑہی اور نہ عورت پر ان اگر یہہ لوگ جنکی ذمہ پر

علیه التکبیر فح یکبرون معه تبعاً له الا ان المراة لا ترفع صوتها لان صوتها عورة وغیرها یجهرون به لان

تکبیرین واجب نہین ہین مقتدی ہو جاوین جسپر واجب ہین تو اب اوسکی ساتہہ تکبیر کہین امام کی تبعیت مین مگر عورت پکار کر نہ پڑہی اوسکو آواز کا بھی چھپانا چاہیی اور دوسرا آدمی

السنة فیه الجهر ولا مانع ولا یجب عقیب صلوة العید ولا عقیب الوتر ولا عقیب النوافل لان تلك الصلوات لیست بفریضة ویجب

کو اسمین آواز کا بلند کرنا مسنون ہی اور کوئی مانع ہی نہین اور عید کی نماز کی پیچھی واجب نہین ہی اور نہ پیچھی وتر کی اور نہ پیچھی نفلون کی کیونکہ یہہ سب نمازین فرض نہین ہین اور نماز

عقیب صلوة الجمعة لانها فریضة وعندهما یجب علی کل من یصلی المکتوبة ولو کان قرویاً او مسافراً او عبداً او منفرداً

جمعہ کی پیچھی واجب ہی کیونکہ جمعہ کی نماز فرض ہی اور صاحبین کی نزدیک ہر شخص پر جو نماز فرض ادا کری واجب ہی اگرچہ گانو مین ہو یا مسافر ہو یا غلام ہو یا اکیلا نماز پڑہتا ہو

او امراة وابتداؤه من فجر یوم عرفة الی عصر یوم النحر عند ابی حنیفة فیکون التکبیر عقیب ثمان صلوات

یا عورت ہو اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک شروع تکبیر نوین تاریخ کی فجر سی ہی دسوین کی عصر تک سو تمام تکبیرین آٹہہ نمازون کی بعد ہوئین

وعندهما الی عصر اخر ایام التشریق وهو الثالث عشر من ذی الحجة فیکون التکبیر عقیب ثلثة وعشرین

اور صاحبین کی نزدیک آخر ایام تشریق کی عصر تک واجب ہین یعنی ذی الحجہ کی تیرہوین تاریخ تک اب تکبیرین تیئیس نمازون کی بعد ہوئین

صلوة والعمل فی هذا الزمان علی قولهما احتیاطاً فی باب العبادات وکیفیته ان یقول مرة واحدة بعد السلام

اس زمانہ مین واسطی احتیاط کی باب عبادات مین صاحبین کی قول پر عمل ہی اور اوسکی کیفیت یہہ ہی کہ ایک دفعہ سلام کی بعد

قبل الکلام الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد واصله ان ابرهیم النبی علیه السلام

بولنی سی پہلی کہی اور اوسکی اصل یون ہی کہ ابراہیم نبی علیہ السلام نی

لما اضجع ولده اسمعیل النبی علیه السلام للذبح امر الله تعالی جبریل علیه السلام ان یذهب بالفداء فلما جاء

جب اسماعیل نبی علیہ السلام کو واسطی ذبح کرنی کی لٹایا تو اللہ تعالی نی جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ فدیہ لیجا جب جبریل علیہ السلام

جبریل علیه السلام بالقربان خاف ان یعجل ابرهیم علیه السلام فقال الله اکبر الله اکبر فلما سمع ابرهیم النبی علیه السلام

قربانی لیکر آئی تو خوف کیا ایسا نہو کہ ابراہیم علیہ السلام ذبح مین جلدی کر بیٹہین تو جبریل نی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جب ابراہیم علیہ السلام نی

صوت جبریل علیه السلام وقع فی قلبه انه یاتیه بالبشارة فهلل وذکر الله تعالی بالوحدانیة والکبریاء فقال

جبریل کی آواز سنی تو اونکی دل مین یہہ خیال آیا کہ جبریل کوئی خوشخبری لاتی ہین سو انہون نی لا اله الا الله پڑہا اور اللہ کو وحدانیت اور بڑائی سی یاد کیا یہہ

لا اله الا الله والله اکبر فلما سمع اسمعیل النبی علیه السلام کلامهما اذ فطن بالفداء فحمد الله تعالی وشکره وقال

کلمات کہی، لا اله الا الله والله اکبر جب اسماعیل علیہ السلام نی دونون کی کلام سنی تو سمجہہ گئی کہ فدیہ آیا سو اللہ تعالی کی حمد کی اور شکر بجا لائی اور کہا

الله اکبر ولله الحمد فصار ذلك منهم میراثا لنا فی هذه الایام وان نسی الامام التکبیر وقام وذهب فما لم یخرج

الله اکبر ولله الحمد اب یہ تکبیر انکی میراث ہمارے واسطے آج تک چلی آتی ہی اور اگر امام تکبیر کہنی بہول کر کہڑا ہو کر روانہ ہو تو جبتک مسجد مین سی باہر نہین نکلا

من المسجد یعود ویکبر وان خرج لا یعود ولا یکبر بل یکبر القوم وحدهم ومن ترك صلوة فی هذه الایام فقضاها

تو ہٹ کر تکبیر کہی اور اگر مسجد سی باہر ہو گیا تو نہ ہٹی اور نہ تکبیر کہی بلکہ مقتدی تنہا کہلین اور اگر کوئی شخص ان دنوں مین نماز ترک کر کر پہر انہین دنونمین

فیها یکبر ولو ترکها فی غیرها وقضاها فیها او ترکها فیها وقضاها فی غیرها لا یکبر وکذا لو ترکها فیها وقضاها فیها فی

تو تکبیر کہی اور اگر کبہی کی نماز رہی ہوئی ان دنونمین قضا کری یا ان دنون کی نماز رہی ہوئی اور دنون مین قضا کری تو تکبیر نہ کہی اور ایسی ہی اگر ان دنون کی نماز رہی ہوئی اگلی سال کی

عام اخر لا یکبر ومن احدث عمدا یسقط عنه التکبیر ومن سبقه الحدث یکبر بلا وضوء ولو اجتمع سجود

ایام تشریق میں قضا کری تو تکبیر نہ کہی اور جسنی قصدًا وضو توڑ دیا تو تکبیر اوسپر نہین رہتی اور جسکا وضو بے اختیار ٹوٹ گیا تو وہ بے وضو تکبیر کہی اور اگر سجدہ سہو کا

السهو والتکبیر والتلبیة یبدا بسجود السهو لانه یودی فی تحریمة الصلوة ثم بالتکبیر لانه یؤدی بعد الصلوة

اور تکبیر تشریق اور تلبیہ جمع ہو جاوین تو پہلی سجدہ سہو کا ادا کری کیونکہ سجدہ سہو نماز کی اندر ادا ہوتا ہی پہر تکبیر کہی کیونکہ تکبیر نماز کی بعد متصلا ادا ہوتی ہی

متصلا بها ثم بالتلبیة لانها یؤدی خارج الصلوة من کل وجه ولو قدم التکبیر یسجد لانه لا ینافی الصلوة ولو

پہر تلبیہ کہی کیونکہ تلبیہ بہر صورت نماز سی باہر ادا ہوتا ہی اور اگر اسنی تکبیر پہلی ادا کردی تو سجدہ کرلی کیونکہ تکبیر نماز کی منافی نہین ہی اور اگر

قدم التلبیة یسقط التکبیر والسجود لانها کلام فیقطع الوصل والمسبوق یکبر عقیب قضاء مافاته لا مع الامام

تلبیہ مقدم کیا تو تکبیر اور سجدہ دونو ساقط ہو جاتی ہین کیونکہ تلبیہ کلام ہی نماز تمام ہو جاتی ہی وصل کو قطع کر دیتا ہی اور مسبوق اپنی نماز فوت کی ہوئی پوری کر کر تکبیر کہی امام کی ساتھ

فانه وان کان یتابع الامام فی سجود السهو لانه لا یتابعه فی التکبیر والمتطوع اذا اقتدی بالمفترض فی ایام

کیونکہ مسبوق اگرچہ سجدہ سہو مین امام کا تابع ہی پر تکبیر مین امام کا تابع نہین ہی اور نفلین پڑہنی والا اگر تکبیر کی دنونمین فرض پڑہنی والی کا مقتدی ہو جاوی

التکبیر یکبر معه تبعا له والرابع ما یجب علی المکلف فی هذا العید الصلوة وقبل الصلوة یستحب للرجل السواك

تو امام کا تابع ہو کر تکبیر کہی چوتہی جو امر اس عید مین مکلف پر واجب ہی وہ نماز دوگانہ ہی اور نماز سی پہلی مرد کو مستحب ہی مسواک کرنے

والاغتسال والتطیب ولبس احسن الثیاب المباحة بان یکون جدیدا او غسیلا لا حریرا فانه حرام علی الرجال

نہانا خوشبو لگانی اچہی کپڑی مباح پہنی نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہون حریر نہو کیونکہ حریر مردون کو

حتی الصبیان لان الاثم علی من البسهم وصلوة الغداة فی مسجد حیه والتبکیر وهو سرعة الانتباه والابتکار

بچون تک حرام ہی پر گناہ اوسکو ہوتا ہی جو بچون کو حریر پہنادی اور اشراق کی نماز محلہ کی مسجد مین اور تبکیر یعنی صبح دم جلد تیار ہو جانا اور معنی ابتکار کی

وهو المسارعة الی المصلی والتوجه الیه ماشیا والرجوع من طریق اخر ثم الخروج الی المصلی سنة وان وسعهم

جلدی عیدگاہ کی طرف متوجہ ہو کر پیادہ پا جانا اور دوسری رستہ سی ہٹکر آنا پہر عیدگاہ مین جانا مسنون ہی اگرچہ جامع مسجد مین

الجامع لکن الامام یستخلف من یصلی فی المصر بالضعفاء والمرضی بناء علی ان صلوة العید فی الموضعین جائزة

اتنی گنجایش ہو لیکن امام کسیکو اپنا خلیفہ کردی جو شہر کی اندر ناتوانون اور بیمارون کو نماز پڑہادی اسلئی کہ عید کی نماز دو جگہ بالاتفاق جایز ہی۔

بالاتفاق بخلاف الجمعة فانها جامعة للجماعات والتفرق ینافیه ویستحب فی هذا العید تاخیر الاکل حتی

برخلاف جمعہ کی کیونکہ جمعہ جماعات کو جمع کرتا ہی اور تفریق اسکی منافی ہی اور اس عید مین کہانی مین اتنی تاخیر کرنی کہ عید کی نماز پڑہ لین

یصلی صلوة العید قیل هذا فی حق من یضحی لیاکل من اضحیته اولا لان السنة ان یاکل من کبدها اولا واما

مستحب ہی بعضی کہتی ہین یہہ تاخیر قربانی کرنیوالی کی لئی ہی تاکہ پہلی اپنی قربانی مین سی کہاوی کیونکہ مسنون ہی کہ پہلی قربانی کی کلیجی کہاوی اور اورون کی

فی حق غیره فلا والاول اصح لما روی ان الصحابة کانوا یمنعون صبیانهم عن الاکل واطفالهم عن الرضاع الی ان یصلوا

حق مین نہین ہی لیکن اول روایت صحیح ہی کیونکہ روایت ہی کہ صحابہ اپنی بچون کو کہانی سی منع کیا کرتی تہی اور چہوٹی بچون کو نماز ادا کرنی تک دودہ پینی سی روکتی

ویستحب

ویستحب فی هذا العید ایضا التکبیر جهرا فی طریق المصلی بالاتفاق لا علی هیئۃ الاجتماع والاتفاق فی الصوت
اور اس عید میں یہہ بہی بالاتفاق مستحب ہی کہ عیدگاہ کی رستہ میں تکبیر بلند آواز سی کہتا جاوی پر سبکو ملکر اور ایک آواز بنا کر راگنی کی

ومراعاۃ الانغام فان ذلک کلہ حرام بل یکبر کل احد بنفسہ واذا بلغ الی المصلی یقطع التکبیر وروی عن ابی
تال سم پر نہیں چاہی کیونکہ یہہ سب حرام ہی بلکہ ہر یک جدا جدا تکبیر پڑہی اور جب عیدگاہ میں جا پہنچی تو تکبیر موقوف کری اور ابو موسی

موسی الرضا انہ کان یکبر فی کل عشر خطوات مرۃ حتی یبلغ الجبانۃ ولو توجہ الرستاقی الی المصلی لیلا
رضا سی روایت ہی کہ وہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایکبار تکبیر پڑہتی ہوئی عیدگاہ تک چلی جاتی تہی اور اگر کوئی گردنواح کا رہنی والا رات کو

من فرسخ ونحوہ یبدأ بالتکبیر اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوۃ وخرج وقت الکراهۃ بارتفاع الشمس
کوس بہر کی فاصلہ سی عیدگاہ میں آجاوی تو صبح ہوتی ہی تکبیر پڑہنی شروع کری پہر جب نماز کا وقت آجاوی اور آفتاب بلند ہونی سی وقت مکروہ گذر جاوی

یصلی الامام بالناس رکعتین بلا اذان ولا اقامۃ یکبر اولا للافتتاح ثم یضع یدیہ تحت سرتہ ویثنی ثم یکبر
تو امام لوگوں کی ساتہہ دو رکعت بدون اذان اور اقامت کی پڑہی پہلی تکبیر تحریمہ کہی پہر دونو ہاتہہ ناف کی نیچی باندہ لی پہر سبحانک اللہم پڑہی پہر تین بار

ثلث تکبیرات یفصل بین کل تکبیرتین بقدر ثلث تسبیحات لانها تقام بجمع عظیم بالموالاۃ یشتبہ علی من کان
تکبیر کہی ہر ہر تکبیر کا بیچمیں بقدر تین تین تسبیح کی فرق رکہی اسواسطی کہ بڑی انبوہ میں اتفاق ہوتا ہی پی در پی بی فاصلہ کہنی میں دور کی آدمیوں کو شاید سنائی

بعیدا ویرفع یدیہ عند کل واحدۃ من تلک التکبیرات الثلث ویرسلهما فی اثنائهن ثم یضعهما تحت سرتہ
ندی اور اپنی دونو ہاتہہ ہر ہر تکبیر کی ساتہہ تینوں دفعہ کان تک اوٹہاوی اور بیچمیں دونو ہاتہہ چہوڑی رکہی پہر دونو ہاتہہ بعد تین بار کی ناف کی نیچی

بعد الثالثۃ ویتعوذ ویسمی ثم یقرأ الفاتحۃ وسورۃ ثم یکبر ویرکع واذا قام الی الرکعۃ الثانیۃ یبدأ بالقراءۃ ثم
اور اعوذ باللہ پڑہی اور بسم اللہ پڑہ کر سورہ فاتحہ اور ایک اور کوئی سورۃ پڑہی پہر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کری پہر جب دوسری رکعت کی واسطی کہڑا ہو تو قرارت قرآن

یکبر بعدها ثلثا یفصل بینهن بقدر ما ذکر انفا ویرفع یدیہ ویرسلهما عند کل تکبیرۃ ولیس هناک وضع ثم
بعد قرارت کی تین بار تکبیر کہی اور انکی بیچمیں اسیقدر فاصلہ رکہی جو اب ذکر کیا ہی اور دونو ہاتہہ اوٹہاوی اور ہر تکبیر پہ چہوڑی رکہی اسوقت ہاتہہ کا باندہنا ثابت نہیں ہی پہر

یکبر ویرکع فیکون تکبیرات الرکعتین تسعا ثلث منها اصلیات تکبیرۃ الافتتاح والتکبیرتان للرکوع وست
تکبیر کہہ کر رکوع کری اب تکبیریں دونو رکعت کی نو ہوگئیں تین تو اونمیں سی اصلی ہیں یعنی تکبیر تحریمہ اور دونو تکبیریں دونو رکوع کی اور چہہ تکبیریں زاید ہیں

زوائد ثلث فی الرکعۃ الاولی قبل القراءۃ وثلث فی الرکعۃ الثانیۃ بعد القراءۃ ولو نسیت التکبیر فی الرکعۃ
تین پہلی رکعت میں قرارت سی پہلی اور تین دوسری رکعت میں قرارت کی پیچہی اور اگر پہلی رکعت میں تکبیر کہنی بہول گیا اتنا کہ

الاولی حتی قرأ بعض الفاتحۃ او کلها ثم یکبر ویعید الفاتحۃ وان تذکر بعد قراءۃ الفاتحۃ والسورۃ
تہوڑی سی یا تمام سورہ فاتحہ پڑہ لی تو اب تکبیر کہہ کر سورہ فاتحہ کو دوبارہ پڑہی اور سورہ فاتحہ اور دوسری سورۃ پڑہ کر یاد آوی تو صرف تکبیر کہی

یکبر ولا یعید القراءۃ لانها تمت وبعد التمام لا تقبل النقض بالاعادۃ بخلاف الوجہ الاول والثانی فانها لم تتم
قرارت کو نہ ہٹاوی اسواسطی کہ قرارت پوری ہوگئی اور پوری ہونی کی بعد ہٹانی سی نقض نہیں ہوسکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قرارت

فیها فصار کانہ لم یشرع فیها فیعیدها رعایۃ للترتیب ثم یخطب بعد الصلوۃ خطبتین یبدأ فیهما بالتکبیر ویفصل
سو یہہ ایسا ہی گویا قرارت ابہی شروع نہیں ہوئی اب واسطی رعایت ترتیب کی قرارت کو ہٹاوی پہر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑہی دونو خطبہ تکبیر سی شروع کری اور دونو

بینهما بجلسۃ خفیفۃ مقدارها ان یستقر کل عضو منہ فی موضعہ والخطبۃ فی العیدین سنۃ ویسن
خطبوں میں اتنی دیر جلسہ خفیف کری کہ تمام جوڑ توڑ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہوجاویں اور خطبہ دونو عیدوں میں سنت ہی اور اس خطبہ میں

فیها ما یسن فی خطبۃ الجمعۃ ویکرہ فیها ما یکرہ فیها ویعلم فی هذا العید احکام الاضحیۃ وتکبیر التشریق ومن
وہ ہی امر مسنون ہی جو جمعہ کی خطبہ میں مسنون ہی اور اسمیں وہ ہی امر مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ میں مکروہ ہی اس عید میں احکام اور مسائل قربانی اور تکبیرات تشریق کی

لا یدرك صلوٰة العید مع الامام لا یقضیها ومن ادرك الامام فی الرکوع یکبر للافتتاح قائما لان تکبیرة الافتتاح

عید کی نماز امام کی ساتھہ ہاتھہ نہ آوی تو اسپر قضا نہیں ہی اور جسنی امام کو رکوع میں پایا تو اول کہڑی ہوئی تکبیر تحریمہ کہی اسواسطی کہ تکبیر تحریمہ

شرع فی القیام المحض ثم للعید ان ظن انه یدرك الامام فی الرکوع لان المحل الاصلی لتکبیرات العید القیام

صرف حالت قیام میں جایز ہی پہر عید کی تکبیریں کہی اگر یہہ معلوم ہوتا ہو کہ تکبیریں عید کی کہہ کر امام کو رکوع میں جا لونگا اسلئی کہ اصلی جگہہ عید کی تکبیروں کی صرف

المحض وان خاف فوت الرکوع یکبر للرکوع ویرکع ثم یکبر تکبیرات العید فی الرکوع لانها واجبة والاشتغال

قیام ہی ہی اور اگر یہہ خوف ہو کہ تکبیریں کہنی میں رکوع امام کی ساتھہ فوت ہوگا تو بعد تکبیر تحریمہ کی تکبیر رکوع کی کہہ کر رکوع میں چلا جاوی پہر رکوع میں تکبیریں عید کی اداکری

بها اولی ویترك تسبیحات الرکوع لکونها سنة ولا یرفع یدیه فی الرکوع لان الرفع سنة ووضع الکف علی الرکبة

اولی ہی اور تسبیح رکوع کی ترک کردی اسواسطی کہ سنت ہیں اور رکوع میں رفع یدین بہی موقوف رکہی اسواسطی کہ رفع یدین سنت ہی اور ہاتہوں کا کہٹنوں پر رکہنا ہی

سنة ایضا ولا وجه لاتیان سنة فیه ترك سنة اخری واذا رفع الامام راسه یسقط ما بقی من التکبیرات

سنت ہی اسکی کوئی وجہ نہیں کہ ایک سنت کو اپنی موقع سی چہوڑکر دوسری سنت اداکری اور جب امام رکوع سی سر اوٹہاوی تو پہر اوسکی ذمہ سی جو تکبیر عید کی باقی ہو ساقط

فلا یتمها فی الرکوع ولا فی القومة بل یسارع فی متابعة الامام لانها فرض فلا یترك للواجب ولو ادرك الامام

اب اوس تکبیر کو نہ رکوع میں پوری کری اور نہ قومہ میں بلکہ امام کی متابعت میں جلد رکوع سی کہڑا ہو جاوی کیونکہ متابعت فرض ہی سو واجب کی واسطی ترک نہیں ہو سکتی اور امام کو

فی القومة لا یکبر فیها لانه یقضی تلك الرکعة مع التکبیرات ومن فاتته رکعة واحدة اذا قام الی قضاء

قومہ میں پایا تو قومہ میں تکبیر عید کی نہ کہی کیونکہ رکعت معہ تکبیرات قضا کرنی ذمہ پہی اور جسکی ایک رکعت فوت ہو جاوی تو جب فائتہ کو قضا کرنی کہڑا ہو

ما سبق یبدأ بالقراءة ثم یکبر بعدها تکبیرات العید ویرکع ولو ادرك الامام فی التشهد او بعد السلام فی

تو اول قراءت شروع کری پہر بعد قراءت کی تکبیریں عید کی اداکری پہر رکوع کری اور اگر امام کو التحیات میں پایا یا سلام کی بعد

سجود السهو فانه یقوم ویصلی ویاتی بالتکبیرات فی محلها ویستحب تعجیل الصلوٰة فی هذا العید وتاخیرها

سہو کی سجدہ میں پایا تو اب یہہ کہڑا ہوکر نماز بدستور پڑہی اور تکبیریں عید کی اپنی ٹہکانی سر کہی اور اس عید میں نماز کی تعجیل اور عید الفطر میں تاخیر مستحب ہی

فی عید الفطر وفی القنیة تقدم صلوٰة العید علی صلوٰة الجنازة اذا اجتمعتا وصلوٰة الجنازة علی الخطبة

اور قنیہ میں ہی کہ عید کی نماز جنازہ کی نماز سی پہلی اداکریں اگر دونو جمع ہو جاویں اور نماز جنازہ خطبہ سی پہلی اداکریں

وفی البزازیة ان اجتمع العید والکسوف یقدم العید لانه واجب کما تقدم علی الجنازة لکون وجوبه

اور بزازیہ میں ہی اگر نماز عید اور نماز کسوف جمع ہو جاویں تو عید کی نماز پہلی پڑہیں کیونکہ واجب ہی جیسی نماز جنازہ پر مقدم ہی اسواسطی کہ عید کی نماز واجب

عینا ووجوب الجنازة کفایة ویکره التنفل فی المصلی قبل صلوٰة العید وبعدها للامام وغیره وان وقع

عینی ہی اور جنازہ کی نماز واجب کفایہ ہی اور عیدگاہ میں جاکر عید کی نماز سی پہلی نفلیں پڑہنی مکروہ ہیں اور بعد نماز عید کی امام وغیرہ خواص کو مکروہ ہی اور اگر

فی هذا العید عذر یمنع من صلوٰة العید تصلی من الغد وبعد الغد ولا تصلی بعد ذلك لانها موقتة

اس عید میں کوئی عذر عید کی نماز سی روک دی تو اگلی دن گیارہویں کو پڑہیں اور اوس دن سی اگلی دن بارہویں کو پہر بارہویں کی بعد نہ پڑہیں کیونکہ اسکا وقت

بوقت الاضحیة فتجوز ما دام وقتها باقیا ولا تجوز بعد خروج وقتها ثم العذر ههنا لیس لنفی الجواز بل لنفی الکراهة

وہ ہی اضحیہ کا وقت ہی سو جب تک ہی جایز ہی کہ قربانی کا وقت باقی ہو پہر قربانیکا وقت نکلی پیچہی جایز نہیں پہر اس عید میں عذر کا ہونا واسطی نفی جواز کی نہیں ہی بلکہ واسطی

حتی لو کان تاخیرها الی الغد او بعد الغد بغیر عذر یجوز الصلوٰة لکن یلزم الاساءة بخلاف الفطر فان العذر

یہانتک کہ اگر تاخیر اگلی دن تک اور اگلی سی اگلی دن تک بی عذر ہو تو بہی جایز ہی لیکن برائی لازم آتی ہی برخلاف عید الفطر کی کیونکہ اوسمیں عذر

فیه لنفی الجواز حتی لو کان تاخیرها الی الغد بغیر عذر لا یصح یسر نا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه و

واسطی نفی جواز کی ہی یہانتک کہ اگر اس نماز میں تاخیر اگلی دن تک [illegible] صحیح نہیں ہی آتی ہکو آسان کری اعمال [illegible] اپنی رضا کی اپنی لطف اور

کرم

وکرمه المجلس السادس والثلثون فی بیان فضیلة شهر الله المحرم وصوم یوم عاشوراء

اور کرم سی چھتیسوین مجلس ماہ آلہی محرم اور صوم عاشورا کی روزہ کی فضیلت مین

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم هذا الحدیث من صحاح المصابیح

رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا افضل روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ آلہی محرم کی ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

رواه ابو هریرة واضاف الشهر الی الله تعالی لتعظیم شان الشهر والمضاف محذوف وتقدیره ان افضل الصیام بعد صیام رمضان صیام

ابوهریرہ کی روایت سی اور شہر کی اضافت الله کی طرف واسطی تعظیم مرتبہ مہینی کی ہی اور مضاف محذوف ہی اصل مین عبارت یون ہی افضل روزی بعد روزون رمضان

شهر الله المحرم وهو صریح فی ان افضل ما تطوع به من الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم لکن یحتمل ان یراد به انه افضل

کی روزی ماہ آلہی محرم کی ہین اس عبارت سی صاف یہہ معلوم ہوتا ہی کہ افضل نوافل روزی بعد رمضان کی ماہ آلہی محرم کی ہین لیکن یہہ بہی احتمال ہی کہ اس سی یہہ مراد ہو افضل

شهر تطوع بصیامه کاملا بعد رمضان واما التطوع ببعض الشهر فقد یکون غیره افضل منه کصیام یوم عرفة او عشر

مہینا جسکی پوری روزی رکہی جاوین بعد رمضان کی محرم ہی اور نفل روزی تہوڑی تہوڑی بعضی اور مہینی کی محرم سی افضل ہوتی ہین جیسی روزہ روز عرفہ کا یا دس روزی

ذی الحجة او ستة شوال او نحو ذلك ویشهد لهذا ما روی عن علی ان رجلا اتی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله

ذی الحجہ کی یا چہہ روزی شوال کی اور مانند اسکی اور اسکی سند وہ روایت علی رض سی ہی کہ ایک شخص نی نبی علیه السلام کی خدمت مین حاضر ہوکر پوچہا یا رسول الله

اخبرنی بشهر اصومه بعد رمضان فقال له النبی علیه السلام ان کنت صائما شهرا بعد رمضان فصم المحرم فانه

بتلا ئی بعد رمضان کی کس مہینہ مین روزی رکہون آپ نی فرمایا اگر تو تمام مہینی کی روزی بعد رمضان کی رکہا چاہتا ہی تو محرم مین رکہہ کیونکہ

شهر الله وفیه یوم تاب الله فیه علی قوم ویتوب علی اخرین لکن قد کان النبی علیه السلام یصوم شهر شعبان

مہینا الله کا ہی اور اس مہینی مین ایک ایسا دن ہی الله تعالی نی ایک قوم کی خطا معاف کی اور اورونکی خطا معاف کریگا لیکن نبی صلی الله علیه وسلم ماہ شعبان مین روزی رکہتی تہی

ولم ینقل عنه انه کان یصوم المحرم وانما کان یصوم منه یوم عاشوراء وقوله علیه السلام فی حدیث ابن عباس

اور یہہ کسینی بیان نہین کیا کہ محرم مین روزی رکہتی تہی محرم مین صرف یوم عاشوراء کا روزہ رکہتی تہی اور آپ کا ارشاد ابن عباس کی حدیث مین

ان بقیت الی قابل لاصومن التاسع یدل علی انه علیه السلام کان لا یصوم التاسع لکن روی انه علیه السلام امر

اگر مین اگلی سال تک جیتا رہا تو البتہ نوین تاریخ روزہ رکہونگا اس سی یہہ ثابت ہی کہ نوین تاریخ مین روزہ نہین رکہتی تہی لیکن روایت ہی کہ آپ نی ایک شخص کو فرمایا

رجلا ان یصوم الاشهر الحرم وافضل صیام الاشهر الحرم صیام شهر الله المحرم وافضل شهر الله المحرم عشرة الاول

کہ اشہر حرم مین روزی رکہی اور اشہر حرم میں کی افضل روزی ماہ آلہی محرم کی ہین اور ماہ آلہی محرم مین سی افضل روزی پہلی دہی کی ہین

فلما کان هذا الشهر من بین الشهور مضافا الی الله تعالی ناسب ان یختص بعمل مضاف الی الله تعالی وهو الصوم

اور یہہ مہینا تمام مہینون مین سی جو الله کی طرف مضاف ہی تو مناسب یون ہی کہ اس مہینہ مین عمل بہی ایسا ہو جو الله کی طرف مضاف ہو سو وہ عمل روزہ ہی

فان الصوم سر بین العبد وربه یفعله خالصا لوجهه طالبا لرضائه ولا یطلع علیه غیره لکونه نیة وامساکا

کیونکہ روزہ بندی مین اور اوسکی رب مین بہید ہوتا ہی کہ صرف واسطی خدا کی اسکی رضامندی کی لئی رکہتا ہی اور سوا الله تعالی کی کوئی اوس سی خبر نہین ہوتا کیونکہ روزہ نیت

حتی قیل ان الحفظة لا یطلع علیه ولا تکتبه بخلاف سائر العبادات فانها مما یطلع علیه غیره تعالی فلکونه هو العالم به

یہان تک کہ کہتی ہین کرام کاتبین کو خبر نہین ہوتی اور نہ وہ لکہتی ہین برخلاف تمام اور عبادات کی کہ وہ سوای الله تعالی اوروں کو بہی معلوم ہوتی ہین اور اسلئی کہ روزہ کا الله ہی

دون غیره خصه بذاته وتولی جزاءه بنفسه ولم یکله الی غیره کما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال کل عمل ابن

اور کو نہین ہوتا تو الله تعالی نی اوسکو اپنی ذات سی خاص کیا اور ذمہ دار اوسکی ثواب کا بذات خود ہوا اور پر حوالہ نکیا چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی الله علیه وسلم نی فرمایا کہ ابن آدم کا

ادم یضاعف الحسنة بعشر امثالها الی سبعمائة ضعف قال الله تعالی الا الصوم فانه لی وانا اجزی به

ہر ایک عمل کا ثواب دس گونہ بڑہتا ہی سات سو گونہ تک الله تعالی فرماتا ہی سوا روزہ کی کہ روزہ میری لئی ہی مین ہی اوسکی جزا دونگا

ای سرّ

علم نحوه

یدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلی والمعنی ان کل طاعة وخیر اذا لم یکن ریاء فاقل ما یعطی لصاحبه من الاجر
میری لئی اپنی شہوت کہانا پینا سب چہوڑ دیتا ہی یعنی ہر طاعت اور نیک عمل جسمین ریا نہو توکم سی کم عابد کو اوسکا ثواب دس گونہ ہی

عشرة لقوله تعالی مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وقد یزداد الی سبعمائة واکثر لقوله تعالی مَثَلُ الَّذِينَ
واسطی فرمانی اللہ تعالی کی جو کوئی لایا نیکی اوسکو ہی اوسکی دس برابر اور کبہی سات سو گونہ اور اس سی زیادہ ہوجاتا ہی واسطی قول اللہ تعالی کی مثال

يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ
جو خرچ کرتی ہین اپنی مال اللہ کی راہ مین جیسی ایک دانہ اوس سی اوگین سات بالین ہر بال مین سو سو دانہ اور اللہ بڑہاتا ہی

لِمَنْ يَشَاءُ واما الصوم فثوابه بغیر حساب لانه لا یتاتی الا بالصبر وقد قال الله تعالی إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ
جکی واسطی چاہی اور روزہ کا ثواب تو بی حساب ہی کیونکہ بدون صبر کی ادا نہین ہوسکتا اور اللہ تعالی فرماتا ہی صبر کرنیوالون ہی کو ملتا ہی اونکا نیگ

بِغَيْرِ حِسَابٍ ثم الصبر وان کان یوجد فی غیر الصوم من العبادات لکن وجوده فی غیره لیس کوجوده فیه لانه ثلثة
آن گنت پہر صبر اگرچہ سوا روزہ کی تمام عبادات مین بہی ہوتا ہی پر صبر اور عبادات مین اتنا نہین ہوتا جتنا روزہ مین ہوتا ہی

انواع صبر علی طاعة الله تعالی وصبر عن محارم الله تعالی وصبر علی الآلام والشدائد وکلها یوجد فی الصوم اذ
قسم پر ہوتا ہی صبر طاعت الہی پر اور صبر اللہ تعالی کی محرمات سی اور صبر رنج اور سختیون پر اور یہہ تینون صبر روزہ مین موجود ہوتی ہین

فیه صبر علی ما وجب علی الصائم من الطاعات وصبر عما حرم علیه من الشهوات وصبر عما یصیبه من الم الجوع
کیونکہ روزہ مین طاعت پر صبر ہی جو روزہ دار پر واجب ہوتی ہی اور شہوات سی صبر ہی جو روزہ دار پر حرام ہوگئی ہین اور بہوک کی تکلیف پر

وحرارة العطش وضعف البدن فانه یعرض بدنه النحول والنقصان الذی یفضی الی الهلاك طلبا لرضائه تم
اور پیاس کی گرمی پر صبر ہی اور بدن کی سستی پر کیونکہ روزہ دار کی بدن مین لاغری اور نقصان ایسا آجاتا ہی کہ جسمین ہلاک ہوجاوی یہہ سب اللہ تعالی کی رضامندی کی واسطی

اشیر الیه حیث قیل یدع شهوته وطعامه وشرابه لاجلی بخلاف سائر الطاعات ثم انه بسبب منع نفسه عن
اسی طرف اشارہ ہی یہہ جو کہا ہی کہ روزہ دار اپنی شہوت کہانا پینا میری لئی چہوڑ دیتا ہی برخلاف اور طاعات کی پہر روزہ دار اپنی نفس کو کہانی

الاکل والشرب والجماع یصیر متخلقا باخلاق الله تعالی لکونه منزها عن هذه الاشیاء فلما کان فی الصوم
اور پینی اور جماع سی بند کرکر گویا صفات الہی پیدا کرلیتا ہی کیونکہ اللہ تعالی ہی ان تمام صفات سی پاک وصاف ہی یہہ ہی اوصاف جو روزی مین ہوتی

هذه المعانی خصه الله تعالی بذاته وتولی جزاءه بنفسه ولم یکله الی غیره والکریم اذا اخبر انه یتولی الجزاء
اسی نظر سی اللہ تعالی نی روزہ دار کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور ذمہ دار اوسکی ثواب کا آپ ہوا اور پر حوالہ نہین کیا اور ذات کریم جو یہہ خبر دی کہ مین آپ اوسکی عوض کا

بنفسه یقتضی ان یکون ذلك الجزاء فی غایة العظمة ونهایة الکثرة بحیث یکون له حد ولا عدد وقد روی
تو ضرور ہی کہ وہ عوض بہت ہی بڑا اور اتنی کثرت سی ہو کہ اوسکی نہ کچہہ حد ہو اور نہ کچہہ شمار اور

عن ابی امامة الباهلی انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله جعل الله بینه وبین النار خندقا کما بین السماء
ابو امامہ باہلی سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایکروز روزہ واسطی اللہ کی رکہا تو اللہ تعالی درمیان اوسکی اور دوزخ کی ایک خندق اس فاصلہ پر بنائیگا

والارض وفی حدیث اخر رواه ابو سعید الخدری انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله بعد الله وجهه
اور زمین کی ہی اور ایک اور حدیث مین ہی ابو سعید خدری کی روایت کی ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایک روز واسطی اللہ کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی اوسکا منہہ

عن النار سبعین خریفا ومعنی الحدیث ان من صام یوما لوجهه ورضائه ینجیه الله تعالی من النار عبر عن التنجیة
دوزخ سی ستر خریف دور رکہیگا اور معنی حدیث کی یہہ ہین کہ جسنی ایکروز صرف واسطی رضامندی الہی کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی اوسکو دوزخ سی نجات دیگا نجات کو

بطریق التمثیل لیکون ابلغ لان من کان بعیدا عن شیء بهذا المقدار لا یصل الیه البتة والمراد بالخریف السنة
بطور تمثیل واسطی مبالغہ کی اس عبارت مین بیان کیا اسواسطی کہ جو شخص کسی شی سی اتنی دور ہوجاوی تو وہ شی اوس تک ہرگز نہ پہنچی گی اور خریف سی مراد سال ہی

ذكر الجزء واريد الكل وانما عبر به عنها دون غيره من الفصول لكونه وقت بلوغ الثمار وسعة العيش وروى عن

جز کا ذکر کر کی کل مراد لیا ہی اور تعریف خاص کر کی بدون اور فصول کی اسواسطی ذکر کیا کہ بسبب وقت میوون کی پختگی اور عیش کی فراخی کا ہی اور ابو ہریرہ

ابي هريرة انه عليه السلام قال للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه ومعنى هذا الحديث

سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیان ہوتی ہین ایک خوشی روزہ افطار کرنی کی ہوئی اور ایک خوشی رب کی ملاقات کی وقت اور اس حدیث کی معنی یہ ہین

ان للصائم سرورا مرتين على ان الفرحة مرة من الفرح وهو السرور والمسرور به عند لقاء ربه فيما يجده من ثواب الصوم

کہ روزہ دار کو دو بار سرور ہوتا ہی اسواسطی کہ فرحۃ کا لفظ مرت کی واسطی فرح سی مشتق ہوا ہی اور فرح کی معنی سرور کی ہین اور سرور روزہ دار کا رب کی ملاقات کی وقت یعنی روزہ کا ثواب

مدخرا عند الله تعالى فان من ترك لله تعالى طعامه وشرابه وشهوته يعوضه الله تعالى خيرا من ذلك كما قال الله تعالى

اللہ تعالی کی پاس یکبار ذخیرہ کیا ہوا پاویگا کیونکہ جو شخص اللہ کی واسطی اپنا کھانا پینا شہوت بند رکھیگا تو اللہ تعالی اوسکو عوض اوس سی بہتر عطا فرماویگا جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی

وما تقدموا لانفسكم من خير تجدوه عند الله هو خيرا واعظم اجرا وقال النبي عليه السلام لرجل انك

اور جو آگی بھیجو گی اپنی واسطی کوئی نیکی اوسکو پاؤگی اللہ کی پاس بہتر اور ثواب مین زیادہ اور نبی علیہ السلام نی کسی شخص سی فرمایا

لن تدع شيئا اتقاء لله تعالى الا اتاك الله خيرا منه وروى ان الصائمين يوضع لهم يوم القيمة مائدة تحت العرش

تو جب کسی منکر کو خدا کی خوف کا مارا ترک کریگا تب ہی اللہ تعالی تجھکو اوس سی بہتر دیگا اور یہ روایت ہی کہ روزہ دارون کی واسطی قیامت کی روز عرش کی سایہ مین

ياكلون عليها والناس في الحساب فيقول الناس هؤلاء ياكلون ونحن في الحساب فيقال لهم انهم كانوا يصومون وانتم تفطرون

اور سپر بیٹھی کھا دینگی باقی لوگ ابھی حساب مین ہونگی سو وہ لوگ کہینگی یہہ کون لوگ ہین کہ بیٹھی کھاتی ہین اور ہم حساب مین گرفتار ہین سو جواب ملیگا یہہ لوگ روزی رکھتی تھی اور تم روزہ خور تھی

وفي الصحيحين انه عليه السلام قال ان في الجنة بابا يقال له الريان لا يدخل منه الا الصائمون والمراد بالصائمين

اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ جنت کا ایک دروازہ ہی اوسکو ریان کہتی ہین اوسمین سی صرف روزہ دار داخل ہونگی اور مراد روزہ دارون سی

هم الذين يكثرون الصوم فانهم لما تحملوا تعب العطش خصوا بباب فيه الري والامان من العطش قبل تمكنهم من الجنة

وہ لوگ ہین جو اکثر روزہ دار رہتی ہین کیونکہ ان لوگون نی جو پیاس کی شدت اوٹھائی تو انکی لئی ایسا دروازہ خاص کیا گیا جسمین جنت مین جانی سی پہلی سیرابی اور پیاس کی بچاو ہو

واما سروره عند افطاره فيما يتناوله من الطعام والشراب لان النفس مجبولة على الميل الى ما يلائمها من المطعم والمشرب

اور روزی کی کھولتی وقت اسواسطی خوشی ہوتی ہی کہ کھانا اور پینی کا احتیاج ملتا ہی سو اسطی کہ نفس کی عادت ہی کہ اپنی لائق اشیا کھانی اور پینی

والمنكح فاذا منعت من ذلك في وقت من الاوقات ثم اذن لها في وقت اخر تفرح بذلك طبعا خصوصا عند اشتداد

اور نکاح کی طرف متوجہ ہوتا ہی نفس کو اگر کسی وقت ممانعت ہووی پھر اوسکو اور وقت مین اجازت ہوجاویگا تو خود بخود خوش ہوتا ہی خاص ایسی وقت کہ دو سکو مارے بھوک

الحاجة اليه لتاثير الجوع والعطش فيها وتقاضيها باخذ حاجتها يشعر بهذا ما روى عن ابن عمر انه عليه السلام

اور پیاس کی نہایت حاجتمند ہو اور اپنی حاجت کا تقاضا لگ رہا ہو ابن عمر کی روایت سی یہ مضمون ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

كان اذا افطر يقول ذهب الظما وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله تعالى مع ان له عند افطاره دعوة

افطار کی وقت یہہ فرمایا کرتی تھی جاتی رہی پیاس اور تر ہوئیں رگین اور ثابت ہوگیا ثواب ان شاء اللہ تعالی یہہ بھی ہی کہ افطار کی وقت دعا

مستجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة بل يكون نومه عبادة قال ابو العالية

مقبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ روزہ دار کی لئی افطار کی وقت دعا مقبول ہوتی ہی بلکہ اوسکی خواب بھی عبادت ہی ابو العالیہ کہتا ہی

الصائم في العبادة ما لم يغتب وان كان نائما على فراشه فعلى هذا يكون في ليله ونهاره على العبادة ثم في صوم المحرم

کہ روزہ دار ہر وقت عبادت مین ہی جبتک غیبت نکری اگرچہ اپنی بستر پر سوتا رہی اس قول کی موافق روزہ دار شب و روز عبادت مین ہی پھر ماہ محرم کی روزہ مین

معنى اخر وهو ان الاشهر الحرم لما كانت افضل الشهور بعد رمضان وكان صوم كلها مندوبا بامر النبي عليه السلام

ایک اور بات ہی یعنی اشہر الحرم چونکہ بعد رمضان کی تمام مہینون مین افضل ہین اور ان سب مہینون کی روزی مستحب ہین موافق ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

به وكان بعضها ختام السنة الهلالية وبعضها مفتاحها لزم ان يكون من صام ذي الحجة سوى ايام المحرم فيها

اور اونمین سی بعضا مہینا قمری سال کی تمامی ہی اور بعضا مہینا قمری سال کا ابتدا ہی تو لازم ہی کہ جسنی ذی الحجہ مین سوا چار دن کی جنمین روزی حرام ہین

الصيام وصام المحرم قد ختم السنة بالطاعة وافتتحها بالطاعة فيرجى ان يكتب سنة كلها طاعة وعبادة يسر الله تعالى

روزی رکہی پہر محرم کی روزی رکہی تو اوسنی سال عبادت ہی مین تمام کیا اور عبادت ہی مین شروع کیا اب امید یہہ ہی کہ سارا سال کا سال عبادت اور طاعت مین لکہا جاوی اللہ تعالی

عمله بلطفه وكرمه

المجلس السابع والثلثون في بيان فضيلة يوم عاشوراء وبيان ما يفعل فيه

اعمال اپنی لطف اور کرم سی آسان کری سینتیسوین مجلس یوم عاشورا کی فضیلت مین اور اس روز کیا کیا عمل مین آوی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صيام يوم عاشوراء احتسب على الله تعالى ان يكفر السنة التي قبلها هذا الحديث من

رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا یوم عاشورا کی روزی گمان غالب ہی کہ الله تعالی ایک سال گذشتہ کا کفارہ کردی یہہ حدیث مصابیح کی

صحاح المصابيح رواه ابو قتادة ومعناه ان من صام يوم عاشوراء ارجو من الله تعالى ان يغفر ذنوبه التي وقعت في

صحیح حدیثون مین ہی ابو قتادہ کی روایت سی اور معنی اس حدیث کی یہہ ہین جسنی یوم عاشورا مین روزہ رکہا تو مین الله تعالی سی امید کرتا ہون کہ اسکی گناہ جو کہ

السنة الماضية والمراد من الذنوب الصغائر لان الكبيرة لا يكفرها الا التوبة وفي حديث اخر رواه ابو هريرة انه عم

سال گذشتہ مین ہوئی ہون معاف کردی اور گناہون سی مراد صغیرہ گناہ ہین اسواسطی کہ گناہ کبیرہ بدون توبہ کی معاف نہین ہوتی اور ایک اور حدیث مین ابو ہریرہ کی روایت سی

قال افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم يعني ان افضل الصيام بعد رمضان صيام شهر الله المحرم وهو و

کہ پیغمبر صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا افضل روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہین مراد یہہ ہی کہ افضل روزی بعد رمضان کی روزی ماہ الہی محرم کی ہین اور یہہ حدیث

ان كان ظاهرا في فضيلة صيام شهر الله المحرم بعد صيام رمضان لكن قيل المراد به صيام يوم عاشوراء وانما كان صيام

اگرچہ بظاہر تمام ماہ الہی محرم کی روزون کی فضیلت مین ہی بعد روزون ماہ رمضان کی لیکن کہتی ہین کہ مراد اس سی روزہ یوم عاشورا کا ہی اور اوس دن کا روزہ

ذلك اليوم افضل لكونه فرضا في اوائل الاسلام ثم نسخت فرضيته بوجوب صوم رمضان والعبادة التي نسخت

اسلئی افضل ہی کہ اوائل اسلام مین فرض تہا پہر جب رمضان کی روزی فرض ہوئی تو اوسکی فرضیت منسوخ ہوگئی اور جس عبادت کی فرضیت منسوخ

فرضيتها افضل من العبادة التي لم تكن فرضا اصلا فان قيل قد ذكر في الاصول ان الجواز يزول بنسخ الوجوب فكيف

ہوجاتی ہی تو وہ ایسی عبادت سی جو کبہی فرض نہ ہوئی ہو افضل ہوتی ہی اگر کوئی کہی کہ اصول مین مذکور ہی کہ وجوب کی نسخ سی جواز بہی زائل ہوجاتا ہی پہر

يكون الصيام فيه افضل فالجواب ان ذلك اليوم لما نسخ وجوب الصيام فيه صار كسائر الايام في جواز الصيام فيه

یہہ روزی اوس دن کی افضل کیونکر ہو سکتی ہین سو جواب یہہ ہی کہ اس دن کی اندر وجوب صیام جب منسوخ ہوا تو وہ اور روزون کی واسطی ایسا ہوگیا جیسی اور ساری دن ہین

فيكون افضل قال ابن عباس ما رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتحرى صيام يوم فضله على غيره الا هذا

سو افضل ہی ہوگا ابن عباس کہتی ہین مینی رسول الله صلی الله علیہ وسلم کو نہین دیکہا کہ تلاش کرتی ہون روزہ کسی روز کا جسکو اوسپر فضیلت دی ہو سوا اس

اليوم يعني عاشوراء فانه عليه الصلوة والسلام كان يبالغ في تفضيل صومه ما لم يبالغ في تفضيل صوم غيره وقال ابن

دن یعنی یوم عاشورا کی کیونکہ پیغمبر علیہ السلام یوم عاشورا کی فضیلت مین جتنا مبالغہ فرماتی تہی جو اور روزی کی فضیلت مین نہین فرماتی تہی اور ابن

عباس ايضا حين صام رسول الله عليه السلام يوم عاشوراء وامر بصيامه قالوا يا رسول الله انه يوم يعظمه اليهود والنصارى

عباس یہہ بہی کہتی تہی کہ جب رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی یوم عاشورا کا روزہ رکہا اور اور صحابہ کو اوس روزہ کا ارشاد کیا تو عرض کیا یا رسول الله یہہ دن ہی کہ اسکی یہود اور نصاری

فقال النبي عليه السلام ان بقيت الى قابل لاصومن التاسع قيل انما اراد ان يضم اليها يوما اخر ليكون هديه مخالفا

سو نبی صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا اگر مین اگلی سال تک جیتا رہا تو بالضرور نوین تاریخ کا بہی روزہ رکہونگا کہتی ہین عاشورا کی ساتہہ ایک اور دن کی ملانی کا اسلئی ارادہ کیا تہا تا کہ

لهدي اهل الكتاب فلم يات العام القابل الا توفي رسول الله عليه السلام فعلم من هذه الاخبار ان يوم عاشوراء

اہل کتاب کی طریق سی الگ رہی سو اگلا سال آنی نہ پایا جو رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اب ان حدیثون سی معلوم ہوا کہ یوم عاشورا

يوم مبارك ينبغي للمؤمن ان يصومه لكن المستحب ان يصوم معه التاسع او الحادي عشر مخالفة لليهود والنصارى
روز مبارک ہی مومن کو چاہیئے کہ اوس روز روزہ رکہا کری پر مستحب یہہ ہی کہ اوسکی ساتہہ یہود ونصاری کی مخالفت کی لئی نوین تاریخ یا گیارہوین تاریخ کا بہی روزہ رکہی

ويتصدق على الفقراء بما قدر واما الصلوة في هذا اليوم لارضاء الخصوم على ما وقع في بعض الكتب فقد ذكر في البزازية
اور اپنی مقدور کی موافق فقرا کو خیرات دی اور اوس روز کی نماز مدعیون کی پرچانی کی لئی جو بعضی کتابون مین آئی ہی تو بزازیہ مین مذکور ہی

انها لا تفيد لان خصمه ان كان عافيا فهو لا يؤاخذ بما عليه يوم القيمة فما الفائدة وان كان لم يعف ياخذ من
کہ اس نماز کا کچہہ فائدہ نہین ہی اسواسطی کہ مدعی اگر معاف کر چکا ہی تو اوس سی قیامت کی دن کچہہ مواخذہ نکریگا پہر اب کیا فائدہ ہوا اور اگر معاف نہین کیا

حسناته يوم القيمة ان كان له حسنات وان لم يكن له حسنات يوخذ من سيات خصمه ويحمل عليه ثم يطرح
تو قیامت کی دن اوسکی حسنات لیلیگا اگر اوسکی پاس حسنات ہونگی اور اگر اوسکی پاس حسنات نہونگی تو اوس مدعی کی گناہ لیکر اوسکی سر رکہدینگی پہر آگ مین پہینک دینگی

في النار كما جاء في حديث رواه ابو هريرة انه عليه السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فينا من لا درهم معه
چنانچہ حدیث مین ابو ہریرہ کی روایت سی آیا ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی پوچہا تم جانتی ہو مفلس کون ہوتا ہی عرض کیا ہم مین مفلس وہ ہی جسکی پاس نہ درہم ہو

ولا متاع قال المفلس من امتي من ياتي يوم القيمة بصلوة وزكوة وصيام وياتي قد شتم هذا وقذف هذا وضرب
اور نہ کچہہ اسباب ہو آپ نی فرمایا مفلس میری امت مین وہ ہی جو قیامت کی دن معہ نماز اور زکوۃ اور روزون کی آویگا اور آویگا کہ اوسکو گالی دی تہی اور اسکو تہمت لگائی تہی اور اسکو مارا تہا

هذا واكل مال هذا فيعطى هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنيت حسناته قبل ان يقضي ما عليه
اور اسکا مال کہا لیا تہا پہر اوسکی کچہہ حسنات اسکو دی جاوینگی اور کچہہ حسنات اوسکو دی جاوینگی پہر اگر اوسکی حسنات اس سی پہلی کہ حقوق ادا ہون ہوچکی تو اونکی گناہ لیکر

اخذ من خطاياهم فطرحت عليه ثم طرح في النار وفي حديث اخر رواه ابو هريرة ايضا انه عليه السلام قال من
اسکی ذمہ رکہہ کر آگ مین ڈالا جاویگا اور ایک اور حدیث مین بہی ابو ہریرہ ہی کی روایت سی ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسکی

كانت عنده مظلمة لاخيه من عرض او مال فليتحلل منه اليوم قبل ان يوخذ منه يوم لا دينار فيه ولا درهم ان
ذمہ کوئی حق کسی بندہ کا ہو آبرو کا یا مال کا تو آج اوس سی معاف کرالی اس سی پہلی کہ وہ ایسی روز مواخذہ کری کہ وہان نہ دینار ہوگا اور نہ درہم اگر

كان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمته وان لم يكن له حسنات يوخذ من سيات صاحبه فحمل عليه قيل يوخذ
اسکی پاس عمل صالح ہوگا تو اوس حق کی موافق لیلیا جاویگا اور اگر حسنات کچہہ نہون گی تو اوس مدعی کی گناہ اسکی ذمہ رکہی جاوینگی کہتی ہین

بقدر دانق وهو سدس درهم سبعمائة صلوة مقبولة اديت بجماعة فيعطى للخصم واما خلط الجوائج في هذا اليوم فقد
کہ ایک دانق کی بدلہ کہ چہٹا حصہ درہم کا ہوتا ہی سات سو نمازین مقبول جو جماعت سی ادا کین ہون لیکر مدعی کو دیدینگی اور کرنا سختیون کا یعنی غمگین ہونا اس دن مین

ذكر في القنية انه لم يرد فيه اثر قوي لكن لا باس به بل ربما يثاب عليه وكان الاكتحال فيه سنة لكن لما صار علامة
سو قنیہ مین مذکور ہی کہ اس باب مین کوئی روایت قوی وارد نہین ہی پر اسکا کچہہ مضائقہ نہین بلکہ کبہی اسپر ثواب ہوتا ہی اور سرمہ لگانا اس دن مین سنت تہا لیکن جب سی یہہ نشانی

لمبغضي اهل البيت وجب تركه وكره فعله حتى قيل لبعض السلف اهو سنة من غير ذلك يوم عاشوراء فقال انه
دشمنان اہل بیت کی ٹہر گئی ہی تو اسکا ترک واجب ہی اور اسکا کرنا مکروہ ہی یہان تک کہ کسینی اہل سلف سی پوچہا کیا سرمہ لگانا بغیر بغض اہل بیت کی روز عاشورا مین سنت ہی

سنة المخنثين واما اتخاذه ماتما لاجل قتل الحسين بن علي رض كما يفعله الروافض فهو من عمل الذين ضل سعيهم
یہہ سنت زنانون کی ہی اور اس دن مین ماتم کرنا واسطی شہادت امام حسین بن علی رض کی جیسی رافضی کرتی ہین سو یہہ اون لوگون کا عمل ہی جنکی جاتی رہی کمائی

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا اذ لم يامر الله ولا رسوله باتخاذ ايام مصائب الانبياء وموتهم
دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین کام اسواسطی کہ نہ اللہ نی امر کیا اور نہ اوسکی رسول نی کہ انبیا علیہم السلام کی ایام مصیبت اور ایام موت کو

ماتما فكيف بمادونهم والقاص الذي يذكر الناس قصة القتل يوم عاشوراء ويخرق ثوبه ويكشف راسه ويامرهم
ماتم کیا کرو پہر جو انبیاء سی کمتر ہی اوسکا تو ماتم کہان اور قصہ خوان جو لوگون کی سامنی قصہ شہادت کا یوم عاشورا مین سناتی ہین اور اپنی کپڑی پہاڑتی ہین اور ننگی سر ہوتی ہین

بالقیام والتسبیح تاسفا علی المصیبۃ یجب علی ولات الدین ان یمنعوہم والمستمعون لا یعذرون فی الاستماع

کہڑا کرکر تاسف کی حالت مین مصیبت پر کلمات بیہودہ بکتی ہین دین کی حاکمون پر واجب ہی کہ انکو منع کردین اور سننی والی بہی معذور نہین ہین کہ سنا کرین

قال الامام الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ وغیرہ روایۃ مقتل حسین وحکایۃ ما جری بین الصحابیین

امام غزالی وغیرہ فرماتی ہین کہ واعظون پر حرام ہی بیان کرنا امام حسین کی شہادت کا اور بیان کرنا اون حالات کا جو صحابہ رض مین

التشاجر والتخاصم فانہ مہیج علی بغض الصحابۃ والطعن فیہم وہم اعلام الدین تلقی ائمۃ الدین عنہم وتلقینا

جہگڑا اور خصومت واقع ہوئی ہین کیونکہ ایسی کہانیون سی صحابہ کا بغض پیدا ہوتا ہی اور اون پر طعنہ ہونی لگتا ہی اور حال یہہ ہی کہ صحابہ دین کی پیشوا ہین بزرگان دین نی

من الائمۃ فالطاعن فیہ طاعن فی نفسہ ودینہ وقال الشافعی وغیرہ من السلف تلک دماء طہر اللہ تعالی عنہا

اون بزرگون سی سیکہا سو جو اونکی عیب جوئی کری وہ اپنی آپ اور اپنی دین کو عیب لگاتا ہی اور امام شافعی اور سوا اونکی اور بزرگ سلف کی کہتی ہین کہ اس خون سی اللہ تعالی نی ہماری ہاتہہ پاک رکہی

ایدینا فلنطہر عنہا السنتنا وقد روی عن عبد اللہ بن مغفل انہ علیہ السلام قال اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا

تو چاہیی کہ ہماری زبان بہی پاک رہین اور عبد اللہ بن مغفل سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا خدا سی ڈرو میری یارون کی حق مین میری بعد انکو

من بعدی ومن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن اذاہم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی

نشانہ نہ بناؤ اور جو شخص انکو محبوب رکہیگا سو میری محبت سی محبوب رکہیگا اور جو انکو دشمن رکہیگا سو میری بغض کا مارا دشمن رکہیگا اور جسنی اونکو ستایا تو اوسنی مجہکو ستایا اور جسنی مجہکو

اللہ تعالی ومن اذی اللہ تعالی فیوشک ان یاخذہ وفی حدیث اخر رواہ ابو سعید الخدری انہ علیہ السلام قال لا تسبوا

اللہ کو ستایا اور جسنی اللہ کو ستایا تو قریب ہی کہ اللہ اوسکو پکڑلی اور ایک اور حدیث مین آیا ہی ابو سعید خدری کی روایت سی کہ آپ نی فرمایا میری یارون کو برا مت کہو اگر

اصحابی فلو ان احدکم لو انفق مثل احد ذہبا ما بلغ مد احدہم ولا نصیفہ فعلی ہذا یجب علی المؤمن تعظیمہم وذکرہم

کوئی تم مین سی کوہ احد کی برابر سونا خرچ کری تو صحابہ مین سی کسیکی مد کی برابر نہوگا اور نہ آدہی مد کی برابر اب موافق اس حدیث کی ہر مومن پر اونکی تعظیم اور خوبی کا

بالخیر وکف اللسان عن الطعن فیہم اذ بسبب قتل عثمان وقتل حسین جرت فتن کبیرۃ واکاذیب کثیرۃ وظہرت

یاد کرنا اور اون پر طعن و طنز سی زبان بند رکہنا واجب ہی اسواسطی کہ بسبب شہادت حضرت عثمان اور شہادت امام حسین کی بڑی بڑی فتنہ کہڑی ہوگئی اور بہت جہوٹی باتین مشہور ہوگئین

اہواء وبدع وقع فیہا طوائف من المتقدمین والمتاخرین وصارت الاکاذیب والاہواء والبدع لا تزال تزداد حتی

اور بہت مذاہب باطل اور بدعتین پیدا ہوگئین جنمین بہتیری متقدم اور بہتیری متاخر مبتلا ہوگئی اور صدہا جہوٹی قصی اور باطل مذہب اور بدعتین بڑہتی چلی جاتی ہین یہانتک

حدثت امور یطول شرحہا فمن جملتہا ما ابتدعہ کثیر من الناس یوم عاشوراء فجعلوہ ماتما یظہرون فیہ النیاحۃ

کہ ایسی امور پیدا ہوگئی ہین جنکا بیان دراز ہی چنانچہ اونمین سی ایک یہہ بدعت ہی جو بہت لوگون نی یوم عاشورا کو ماتم ٹہرا رکہا ہی اوس روز نوحہ کرتی ہین

والجزع وتعذیب النفوس وسب من مات من اولیاء اللہ تعالی والکذب علی اہل البیت وغیر ذلک من المنکرات المنہی عنہا

اور رونا پیٹنا اور تکلیف اوٹہانی اور اولیاء اللہ کو جو مرچکی ہین برا کہنا اور اہل بیت پر جہوٹ بولنا اور سوا اسکی بہت منکرات جو موافق

بکتاب اللہ تعالی وسنۃ رسولہ واتفاق المسلمین فان الحسین قد اکرمہ اللہ تعالی بالشہادۃ فی ذلک الیوم وہو واخوہ الحسن سیدا

کتاب اللہ اور سنت رسول کی ممنوع اور باتفاق مسلمانون کی ناجائز ہین بیشک حضرت امام حسین رض کو اوس روز اللہ تعالی نی شہادت سی مشرف فرمایا وہ اور اونکی بہائی حسن سردار

شبان اہل الجنۃ وقتلہما وان کانت مصیبۃ عظیمۃ الا انہ تعالی شرع للمسلمین عند المصیبۃ الاسترجاع

جوانان بہشت کی ہین اور اونکا قتل اگرچہ بڑی مصیبت تہی پر اللہ تعالی نی مسلمانون کی لئی مصیبت کی وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا شروع کیا ہی

بقولہ تعالی وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْہُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ

اور خوشی سنا ثابت رہنی والون کو کہ جب اونکو پہنچی کچہہ مصیبت کہین ہم اللہ کا مال ہین اور ہمکو اوسکی طرف پہر جانا ایسی لوگ ونہین شاباشیان اپنی رب کی

وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُہْتَدُوْنَ وروی عن سعید بن جبیر انہ قال لم یعط الاسترجاع لامۃ من الامم الا لہذہ الامۃ ولو اعطی

اور مہربانی اور وہ ہی ہین راہ پر اور سعید بن جبیر سی روایت ہی کہ کہتی ہین کہ استرجاع تمام امتون مین سی سوا اس امت کی کسیکو عطا نہیں ہوا ہی اگر عطا ہوتا

بعقوب

یعقوب النبی الا تری انه قال فی مقام الاسترجاع یا اسفی وفی الصحیحین انه علیه السلام قال ما من مسلم یصاب مصیبة
تو حضرت یعقوب علیه السلام کو عطا ہوتا کیا تو نہیں جانتا کہ حضرت یعقوب نے مقام استرجاع میں یا اسفی یا افسوس کہا اور صحیحین میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی
فیقول انا للہ وانا الیہ راجعون اللہم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہا الا اجرہ اللہ فی مصیبته واخلف له خیرا منہا وقد روی
پس وہ کہے ہم ملک اللہ کی ہیں اور ہم طرف اوسکی جانے والے ہیں الٰہی مجکو میری مصیبت کا اجر دے اور اوس سے بہتر بدلا دے مگر اللہ تعالیٰ اوسکی مصیبت کا اجر اور دیگا اوس سے بہتر بدلا دیتا ہے اور
الامام احمد وابن ماجة عن فاطمة بنت الحسین عن ابیہا الحسین انه علیه السلام قال ما من مسلم یصاب بمصیبة فیذکرہا وان
امام احمد اور ابن ماجہ فاطمہ بنت حسین سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے باپ حسین سے کہ فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے جس مسلمان کو کچھ مصیبت پہنچے پھر وہ اوس مصیبت کو اگرچہ بعد مدت
قدم عہدہا فیحدث لہا الاسترجاع الا کتب اللہ له من الاجر مثلہا یوم اصیب وہذا الحدیث رواہ عن النبی علیه السلام
دراز کے یاد کر کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے تو اللہ تعالیٰ اوسکے واسطے وتنا ہی اجر لکھتا ہے کہ جتنا مصیبت کے دن دیا تھا اور یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
الحسین وعنه بنته فاطمة التی شہدت مصرعه وقد ثبت فی علم اللہ تعالیٰ ان المصیبة بالحسین یذکر مع تقدم
امام حسین رضی نے روایت کی ہے اور اونسے اونکی بیٹی فاطمہ نے جو کہ اونکی مقتل میں ہمراہ موجود تھیں روایت کی ہے اور علم الٰہی میں ثابت ہو چکا تھا کہ مصیبت حسین کی ہمیشہ کو مدت تک یاد رہیگی
العہد فکان من محاسن الاسلام ان یجری ہذہ السنة کلما ذکرت تلک المصیبة بان یسترجع لہا فیکون للانسان
سو یہ اسلام کی خوبیوں میں سے ہے کہ یہہ طریقہ جاری رہا کہ جب وہ مصیبت یاد آوے تو اوسکے لیے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا جاوے تو انسان کو اب بھی
من الاجر الذی کان لمن استرجع یوم اصیب المسلمون بہا واما من یفعل من تقادم العہد بہا ما نہی عنه النبی علیه السلام عن حدثان
وتنا ہی اجر ملے جتنا اوسکو ملتا تھا جسنے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا تھا جب وہ مصیبت مسلمانوں پر پڑی تھی اب جو شخص بہت مدت دراز تک وہ منکر بات کرتا ہے جو پیغمبر علیہ السلام نے
العہد بہا فعقوبته اشد مثل لطم الخدود وشق الجیوب ودعوی بدعوی الجاہلیة فکیف اذا انضم الی ذلک ظلم المؤمنین
عہد میں سو اوسکے لیے عقوبت بہت سخت ہے جیسے منہ پیٹنا اور گریبان پھاڑنا اور جاہلیت کے عہد کی طرح پکارنا پھر کیا حال ہوگا اگر اوسپر یہہ زیادہ کرے مومنین کو ظلم
ولعنہم وسبہم واعانة اہل الشقاق والالحاد علی ما یقصدونه للدین من الفساد وغیر ذلک مما لا یحصیه الا اللہ تعالیٰ
اور مومنین کو لعنت کرے اور برا کہنا اور اہل شقاق اور ملحدوں کی جو دین میں فساد کا قصد کرتے ہیں مدد کرے اور سوا اسکے اور منکرات جنکو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے
فالواجب علی کل مسلم ان یجتنب عن حضور ہذہ المواضع التی یفعل فیہا امثال ہذہ المعاصی والمحرمات والانکار علی مرتکبیہا
سو ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ایسی مقام میں جہاں ایسی ایسی معاصی اور محرمات عمل میں آتی ہوں جانے سے کنارہ کرے اور
بقدر الاستطاعة یسر نا اللہ تعالیٰ الاجتناب عنہا

المجلس الثامن والثلثون فی بیان عدم سرایة

بقدر طاقت کے اس کام والوں کو منع کرے اللہ تعالیٰ ہمپر ان معاصی سے بچنا آسان کرے اڑتیسویں مجلس بیچ بیان اثر نکرنے ایک کی

المرض وعدم جواز الطیرة قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا عدوی ولا صفر ولا غول ہذا الحدیث
بیماری کی دوسرے میں اور نہ جایز ہونے شگون کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بیماری لگتی ہے اور نہ صفر کی نحوست ورنہ غول ہے یہہ حدیث
من صحاح المصابیح رواہ جابر والمراد بالعدوی سرایة العلة من صاحبہا الی من یقارنه من الاصحاء واختلف العلماء ان المنفی
مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے جابر کی روایت سے اور عدوی سے بیماری کا بیمار میں سے بھلے چنگے ہمنشین میں اثر کرنا مراد ہے اور علماء کو اختلاف ہے کہ منفی آیا
ہل ہو عین السرایة او اضافتہا الی العلة فذہب بعضہم الی ان المنفی نفس السرایة فانه علیه السلام اراد نفیہا وابطالہا
عین سرایت ہے یا سرایت بیماری کی ہے سو بعضوں کا یہہ مذہب ہے کہ منفی عین سرایت ہے کیونکہ پیغمبر علیہ السلام نے سرایت کی نفی کی اور باطل کیا
لتخلفہا وجودا وعدما فالتخلف وجودا فلان کثیرا ما یقارن الشخص من ہو مجذوم او اجرب ولا یتعدی الیه مرضه کما اشیر
اسلیے کہ ہونی اثر کی وجود میں اور عدم میں نہیں ہوتی اثر نہ کرنا تو اس سے ثابت ہے کہ اکثر اوقات کوئی شخص جذامی یا خارشتی کے نزدیک آتا ہے یعنی ساتھ کھاتا ہے اور وہ مرض اوسمیں
الیه فیما روی عن جابر انه علیه السلام اخذ بید مجذوم فوضعہا معه فی القصعة واما تخلفہا عدما فلان کثیرا ما
جابر کی روایت میں یہ اشارہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ایک مجذوم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالہ میں رکھدیا اور اوسکا اثر نکرنا عدم میں اس سے ثابت ہے کہ اکثر اوقات

يمرض هذه الامراض فيما لا احتمال فيه للسراية كما اشير اليه فيما روي عن ابي هريرة ان اعرابيا قال للنبي عليه السلام

يهہ بیماریان ایسی جگہہ پیدا ہوجاتی ہین جہان اصلا احتمال سرایت کا نہین ہی چنانچہ ابی ہریرہ کی روایت مین یہہ ہی اشارہ ہی کہ ایک اعرابی نی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

ما بال الابل تكون في الرمل كانها الظباء فيخالطها البعير الاجرب فيجربها فقال النبي عم فمن اعدى الاول فانه عم اشار بهذا

کیا حال ہی اونٹ کا کہ دوڑتا ہی جیسی ہرن پہر اوس سی خارشتی اونٹ ملجاتا ہی اوسکو بہی خارشتی کردیتا ہی نبی علیہ السلام نی فرمایا پہلی اونٹ کو کسنی خارشتی کردیا پس نبی علیہ السلام نی

القول الى ان الجرب في البعير الاول ان حصل من بعير اخر اجرب يلزم التسلسل الى ما لا نهاية له وهو محال وان لم

فرمایا کہ اگر پہلی اونٹ مین بہی خارش دوسری خارشتی اونٹ سی ہوئی ہی تو تسلسل لازم آویگا جو کہین جاکر نہ ٹوٹی یہہ تو محال ہی اور اگر

يحصل عنه بل بسبب اخر فالذي اوصله الى البعير الاول هو الذي يوصل الى غيره من الاصحاء وهو الله الخالق

دوسری خارشتی اونٹ سی نہین ہوئی بلکہ کسی اور سبب سی ہوئی تو پہر جسنی پہلی اونٹ مین پیدا کردی ہی وہی پہلی چنگی اچہی بچہی اونٹون مین پیدا کرسکتا ہی وہ اللہ ہر شی کا پیدا کرنیوالا

لكل شيء القادر على كل شيء وذهب بعضهم الى ان المنفي ليس نفس السراية لما روي انه عليه السلام قال لا يورد ممرض

اور تمام اشیا پر قدرت رکہنی والا ہی اور بعضون کا یہہ مذہب ہی کہ منفی عین سرایت نہین ہی کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بیمار اونٹون والا اپنی اونٹ اچہی بچہی

على مصح والممرض صاحب الابل المريضة والمصح صاحب الابل الصحيحة والمراد النهي عن ايراد الابل المريضة على الصحيحة

اونٹون مین نہ کہساوی اور ممرض کہتی ہین بیمار اونٹون والی کو اور مصح کہتی ہین بہلی چنگی اونٹون والی کو اور مقصود بیمار اونٹون کو اچہی بچہی اونٹون مین ملانی سی منع کرنا ہی

وفي حديث اخر انه عليه السلام قال فر من المجذوم فرارك عن الاسد فعلم من هذين الحديثين ان المنفي ليس نفس

اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بہاگ مجذوم سی جیسی تو شیر سی بہاگتا ہی اب ان دونو حدیثون سی معلوم ہوا کہ منفی عین سرایت نہین ہی

السراية بل المنفي اضافتها الى العلة وهذا القول الثاني اولى لما فيه من التوفيق بين الاحاديث الواردة فيه مع ما فيه

بلکہ منفی سرایت بنسبت بیماری کی ہی اور یہہ دوسرا مذہب اعلی ہی کیونکہ اسمین تمام حدیثین جو اس باب مین وارد ہین موافق ہوجاتی ہین

من صيانة الاصول الطبية عن التعطيل بخلاف القول الاول فانه يفضي الى تعطيلها ولم يرد الشرع بتعطيلها بل ورد

اور طبی قاعدی بہی بیکار ہونی سی بچ جاتی ہین برخلاف پہلی مذہب کی کہ اسمین قاعدی طبی بیکار ہوئی جاتی ہین اور شرع نی طب کو بیکار نہین ٹہرایا بلکہ

باثباتها واعتبارها على وجه لا يناقض اصول التوحيد فانه عليه السلام اراد ابطال ما كان اهل الجاهلية يعتقدونه

قواعد طبی کو ایسی طرح پر ثابت کرکر اعتبار کیا ہی کہ اصول توحید کی برخلاف نہو سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض اہل جاہلیت کی عقاید کا باطل کرنا ہی وہ یون جانتی تہی

من ان العلة تسري بطبعها فقال لا عدوى وبين بقوله هذا ان الامر ليس كما زعموا بل العلة تحصل بقضاء الله تعالى

کہ بیماری خود بخود اثر کرجاتی ہی سو آپ نی فرمایا کہ عدوی نہین ہی اور شرح کردی کہ یون نہین ہی جیسی اہل جاہلیت کہتی ہین بلکہ بیماری حکم الہی سی اور اوسکی تقدیر سی ہوتی ہی

وقدره لكن قد تكون المداناة من الاسباب المقدرة لحصول العلة بالنسبة الى بعض الاشخاص ولذلك نهى النبي

پر کبہی نزدیک ہونا یعنی ملنا ملانا ہی بیماری پیدا ہونی کی لئی بعضی شخصون مین سبب تقدیری ہوجاتا ہی اور اسہی لئی نبی علیہ السلام نی

عن ايراد ممرض على مصح وامر بالفرار عن المجذوم فان ذلك من باب الاجتناب عن الاسباب التي خلقها الله تعالى و

بیمار اونٹون کو اچہی اونٹون مین ملانی سی منع کردیا اور مجذوم سی دور رہنی کو امر فرمایا کیونکہ اسمین اون اسباب سی جو کہ اللہ تعالی نی پیدا کرکر سبب بلا کا مقرر کیا ہی بچاوی اور

جعلها اسبابا للبلايا والعبد المامور بالاجتناب عن اسباب البلايا اذا كان في عافية منها فانه كما يؤمر بعدم

بندہ کو حکم ہی کہ بلا کی اسباب سی جب کہ وہ بندہ اوس بلا سی آرام مین ہی بچا کری جیسی کہ یہہ حکم ہی

القاء نفسه في الماء او في النار وبعدم دخوله تحت الهدم ونحوه مما هو من اسباب الهلاك كذلك يؤمر

کہ ڈوب کر نہ مرو یا آگ مین مت جلو یا گرتی ہوئی مکان تلی مت کہسو اور ایسی اور امر جو موت کا سبب ہوسکی ایسی ہی یہہ حکم ہی

بالاجتناب عن مقاربة الاجرب والمجذوم ونحوهما مما هو من العلل المتعدية باذن الله تعالى فان هذه الاسباب

کہ خارشتی اور مجذوم سی اور مانند اسکی اور بیماریونسی جو اللہ تعالی کی حکم سی دوسری مین اثر کرجاتی ہین الگ ہو کیونکہ یہہ امور

اسباب للمرض والتلف والله تعالی یخلق المسببات عندها لا بها فانه تعالی هو خالق الاسباب ومسبباتها لا خالق

اور ہلاک کی اسباب ہین اور اللہ تعالی ایسی وقت پر مرض کو جو سبب ہی پیدا کر دیتا ہی کچھ اسکی سبب سی نہین ہوتا کیونکہ اللہ تعالی ہی اسباب اور مسبب دونو کا خالق ہی

سواه لکن الاسباب نوعان النوع الاول اسباب الخیر فان النعم لا تضاف الی الاسباب بل انما تضاف الی مسببها و

اوسکی سوا کوئی خالق نہین ہی لیکن اسباب دو قسم پر ہین پہلا قسم تو اسباب خیر کی ہین سو نعیم کو اسباب سی کچھ علاقہ نہین ہی بلکہ نعیم صرف مسبب اور مقدر کی عنایت ہی

مقدرها فما ظهر منها ینبغی ان یفرح بها ویستبشر عند ظهورها ولا یسکن الیها بل الی خالقها ومسببها کما قال الله تعالی

سو جو بہتری پیش آوی تو لایق ہی کہ اوس سی خوش ہو اور دل بشاشت حاصل کری اور اوسکی طرف متوجہ نہ ہی بلکہ خالق اور مسبب کی طرف متوجہ ہو چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی

فی امداد المؤمنین بالملئکة وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُکُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ واکثر الناس

جب فرشتون سی مؤمنین کی امداد کی اور یہہ تو دی اللہ نی خوشخبری اور تا چین پکڑین دل تمہاری اور مدد نہین مگر اللہ سی اور اس زمانی کی اکثر لوگ

فی هذا الزمان یرکنون بقلوبهم الی الاسباب وینسون مسببها فمن اضاف شیئا من النعم الی غیر الله تعالی ان کان مع

اسباب کی طرف تو بدل متوجہ ہوتی ہین اور اصل مسبب کو بہول جاتی ہین سو جو شخص نعیم کو سوا اللہ کی اور جہت سی سمجہی اگر یہہ ہی

اعتقاده انه لیس من الله تعالی فهو شرك حقیقی وان کان مع اعتقاده انه من الله تعالی فهو نوع من شرك خفی والنوع

اعتقاد ہی کہ اللہ تعالی کی طرف سی نہین ہی تو یہہ حقیقی شرک ہی اور اگر اسباب کو لحاظ کرتا ہی بہا عتقاد یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی طرف سی ہی تو یہہ ایک نوع شرک خفی ہی اور دوسری

الثانی اسباب الشر فان المصائب لا تضاف الا الی الذنوب کما قال الله تعالی وَمَا اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ

قسم اسباب شر سو مصائب صرف گناہون ہی سی علاقہ رکہتی ہین چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو پڑی تم پر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہارے ہاتہون نی

وما ظهر منها ینبغی ان یتقی عنها بقدر ما ورد به الشرع مثل اتقاء مقاربة الاجرب والمجذوم والقدوم علی مکان الطاعون

اور جو اسباب یا مصائب ظاہر ہون تو اوس سی اتنا پرہیز کرنا چاہی کہ جتنا شرع نی اجازت دی ہی جیسی خارشتی اور مجذوم کی ہمنشینی سی اور وبا کی مکان مین داخل ہونی سی

واما ما خفی منها فلا یشرع اتقاؤها واجتنابها لان ذلك من الطیرة المنهی عنها التی من اعمال الشرك والکفر کما حکاها

اور جو اسباب یا مصائب پوشیدہ ہین تو اوس سی پرہیز کرنا شرع مین نہین آیا کیونکہ یہہ بدشگونی مین داخل ہی جو نہایت ممنوع اور شرک اور کفر کا عمل ہی چنانچہ

الله تعالی عنهم فی مواضع من کتابه فانهم کانوا یتطیرون ویتشاءمون بالرسل واتباعهم وسبب تشاؤمهم بهم

اللہ تعالی اسکو اپنی کتاب مین کئی جگہہ بیان فرماتا ہی کیونکہ وہ لوگ رسل علیہم السلام اور اونکی اصحاب سی بدشگونی کرکر نحوست سمجہا کرتی تہی اور سبب منحوس سمجہنی کا یہہ تہا

ان الرسل لما دعوهم الی دین غیر مالوفهم استغربوه واستقبحوه ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة العوام ان

کہ رسل علیہم السلام نی جب اول لوگون کو نئی دین کی دعوت کی تو وہ لوگ عجیب سمجہہ کر قبیح سمجہنی لگی اور اونکی طبیعتین نفرت کرنی لگین کیونکہ عوام کی یہہ عادت ہی

یتیمنوا بکل ما یوافق هواهم وان کان جالبا لکل شر ووبال وان یتشاءموا بکل ما یخالف هواهم وان کان جازبا لکل خیر

کہ اپنی ہوس کی موافق آرزو کیا کرتی ہین اگرچہ اوسمین سراسر بدی اور وبال ہو اور جو اونکی مرضی کی مخالف ہو اوسکو نحس جانتی ہین اگرچہ اوسمین سراسر خیر اور برکت ہو

ونوال وقد ثبت انه علیه السلام قال لا طیرة وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال الطیرة من الشرك والبحث عن

اور ثابت ہو چکا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بدشگونی بالکل نہین ہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ آپ نی فرمایا بدشگونی شرک ہی اور گفتگو کرنی

اسباب الستر بالرمل والنظر فی النجوم وضرب الحصی والشعیر وغیر ذلك هو الطیرة المنهی عنها والباحثون عنها لا

غیب کی باتون مین بوسیلہ رمل کی اور ستارون کی تاثیر دیکہہ کر اور کنکر پہینکنی اور جو کی دانی وغیرہ سی یہہ ہی طیرہ ہی جسکی ممانعت ہوئی ہی اور جو اسمین گفتگو کرنیوالی

یشتغلون لما یدفع البلاء من الطاعات بل یشتغلون بلزوم البیت وعدم الحرکة وهذا لا یمنع نزول القضاء والقدر

وہ کام نہین کرتی جس سی بلا دفع ہو یعنی عبادات بلکہ گہر مین بیٹہہ کر بیٹہہ رہتی ہین اور چلنا پہرنا موقوف کر دیتی ہین اس سی قضا اور قدر بند نہین ہوتی

ومنهم من یشتغل بالمعاصی وهذا مما یقوی وقوع البلاء ونفوذه والذی جاءت به الشریعة هو ترك البحث عن

اور بعضی لوگ گناہون مین مشغول ہو جاتی ہین یہہ ایسا کام ہی جسمین خواہ مخواہ بلا آوی اور اثر کری جو علاج واسطی دفع بلا کی شرع مین آیا ہی وہ یہہ ہی کہ اسمین کچہہ گفتگو

ذلك والاعراض عنه والاشتغال بما يدفع البلاء من الدعاء والذكر والصدقة والتوكل على الله تعالى والايمان

اور نہ اودہر توجہ کری اور وہ شغل اختیار کری جسمین بلا دفع ہو یعنی دعا اور یاد الٰہی اور خیرات اور خدا تعالی پر بہروسہ اور قضا

بقضائه وقدره فانه عليه السلام عند ظهور اسباب العقوبات السماوية المخوفة كالكسوف والخسوف كان يامر و

اور قدر کو تسلیم کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بروقت ظاہر ہوتی سامان خوفناک عذاب آسمانی کی جیسی سورج گہن اور چاند گہن اوروں کو بہی حکم فرماتی

يشتغل باعمال البر من الصلوة والدعاء حتى ينكشف ذلك عن الناس وهذا كله مما يدل على ان اسباب العذاب اذا

اور آپ بہی نیک اعمال مین معروف ہوتی جیسی نماز نفل اور دعا یہان تک کہ وہ سامان لوگون پر سی دور ہوجاتا ان تمام روایات سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ جب عذاب کی سامان

ظهرت فالمشروع الاشتغال بما يرجى ان يدفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوى فان هذه الاشياء

ظاہر ہون تو موافق شرع کی ایسی عبادت مین مشغول ہو جسمین امید ہی کہ عذاب خوفناک موقوف ہوجاوی یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری بیشک یہہ تمام اشیاء

كلها من اعظم ما يستدفع به البلاء فانه تعالى يخلق اسبابا للعذاب واسبابا للرحمة اما اسباب العذاب فيخوف

بلا کی دفع کرنی مین بڑی ہی تاثیر رکہتی ہین بیشک اللہ تعالی سامان عذاب کا اور رحمت کا دونو پیدا کرتا ہی عذاب کی سامان سی تو اللہ تعالی اپنی بندون کو ڈراتا ہی

الله تعالى بها عباده ليتوبوا اليه ويتضرعوا اليه كالريح الشديدة فان الريح من روح الله تعالى تاتي بالرحمة

تاکہ اوسکی طرف رجوع لاوین اور خوار ہوکر رووین جیسی تند اندہیان بیشک ہوا اللہ تعالی کا فیض ہی کبہی رحمت لاتی ہی

وتاتي بالعذاب وعند اشتدادها امر النبي عليه السلام ان يسئل الله تعالى خيرها وخير ما ارسلت به ويستعيذ

اور کبہی عذاب اور تندی کی وقت نبی علیہ السلام کا حکم ہی کہ اللہ تعالی سی خیر کی دعا کرین اور جو اوس سی آوی اوسکی خیر مانگین اور اوسکی

به تعالى من شرها وشر ما ارسلت به فانه عليه السلام قد كان اذا راى ريحا او غيما تغير وجهه واقبل وادبر فاذا

شر سی اور اوسکی شر سی جو وہ لاتی ہی پناہ مانگین پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب آندہی یا ابر دیکہتی تو چہرہ کی حالت بدل جاتی اور کبہی آتی اور کبہی جاتی پہر اگر

امطر سر عنه ويقول قد عذب قوم بالريح وراى قوم السحاب فقالوا هذا عارض ممطرنا فنزل منه العذاب واما اسباب

مینہہ برس جاتا تو خوش ہوجاتی اور فرماتی کہ ایک قوم کو عذاب آندہی کا ہوا تہا اور ایک قوم ابر کو دیکہہ کر کہنی لگی یہہ ابر ہی ہمپر برسیگا سو اوسمین سی عذاب نازل ہوا اور رحمت کی

الرحمة فيرجي الله تعالى بها عباده كالريح الطيبة والمطر المعتاد عند الحاجة اليه ولهذا يقال عند نزوله اللهم

سامان سی اللہ تعالی اپنی بندون کو امیدوار کرتا ہی جیسی ہوا نرم ٹہنڈی اور مینہہ عادت کی موافق حاجت کی وقت اور اسیواسطی مینہہ برستی وقت یہہ دعا کرتی ہین اے اللہ

سقيا رحمة لا سقيا عذاب واما من اتقى عن اسباب الضرر بعد ظهورها بالاسباب المنهي عنها فلا ينفعه بل

پلانا رحمت کا نہ پلانا عذاب کا اور جو شخص اسباب ضرر سی بعد ظاہر ہونی کی بطور ممنوع کی بچنا چاہی تو اوسکو کچہہ فائدہ نہین بلکہ

كثيرا ما يقع فيما يخاف منها واما قوله عليه السلام ولا صفر فقد اختلف في تفسيره والقول الاشبه ان المراد به شهر

اکثر اوقات خوفناک بلا مین آجاتا ہی اور یہہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صفر نہین ہی سو اسکی تفصیل مین اختلاف ہی ظاہرا حق یون معلوم ہوتا ہی کہ مراد ماہ صفر ہی

صفر فان اهل الجاهلية كانوا يتشاءمون ويقولون انه شهر مشئوم فابطل النبي عليه السلام ذلك وكثير من الناس

کیونکہ ایام جاہلیت مین اسکو منحوس جانتی تہی اور یون کہا کرتی تہی کہ صفر برا منحوس ہی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اسکو باطل کردیا اور بہتیری لوگ

في هذا الزمان يتشاءمون به وربما يمتنعون فيه من السفر والتزوج وغيرهما والتشاءم به من جنس الطيرة المنهي عنها وكذلك

اب بہی اوسکو منحوس بتاتی ہین اور بعضی دفعہ اس مہینہ مین سفر نہین کرتی اور نہ بیاہ کرین اور نہ اور کوئی کام اسکی نحوست ماننی بہی بدشگونی کی قسم ہی جسکی ممانعت ہوچکی ہی اور

التشاءم بيوم من الايام فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان كشهر صفر وغيره غير صحيح لان الزمان عبارة عن مدة

نحوست کسی اور دن کی تمام ایام مین سی بدشگونی ہی کیونکہ نحوست کی خصوصیت کسی کسی وقت کی جیسی ماہ صفر وغیرہ کی جائز نہین ہی اسواسطی کہ زمانہ تو ایک مدت دراز کا نام ہی

ممتدة يعرف مقدارها بحركة الافلاك والكواكب وهو في ذاته امر واحد متشابه الاجزاء لا يحصل الا بخلق الله تعالى

جسکا اندازہ افلاک کی حرکت اور ستارون سی معلوم ہوتا ہی اور وہ اپنی ذات مین ایک متصل چیز ہی اوسکی سب اجزا ایک سی ہین صرف خدا تعالی کی پیدایش ہی

ويقع

ویقع فیه افعال العباد فلا یکون فیه یمن ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فکل زمان شغله العبد بالطاعة فهو
اوسی کی اندر افعال عباد ہوتی ہین سو اوسمین نہ برکت نہ کچہہ نحوست ہان باعتبار کار بار بندون کی ہی سو جس زمانہ کو انسان نی عبادت مین مشغول رکہا تو وہ
زمان مبارک علیه وکل زمان شغله العبد بالمعصیة فهو زمان مشؤم علیه والیمن والشوم فی الحقیقة هو الطاعة
زمانہ اوسپر مبارک ہی اور جس زمانہ کو انسان نی گناہون مین لگا دیا تو وہ زمانہ اوسپر منحوس ہی حقیقت مین مبارک اور منحوس عبادت
والمعصیة کما قال عدی بن حاتم یمن المرء وشومه بین لحییه یعنی لسانه وقال ابن مسعود ان کان الشوم فی شیء
اور معصیت ہوتی ہی چنانچہ عدی بن حاتم کہتا ہی ادمی کی برکت اور نحوست دونو جبڑون مین ہی مراد اوسکی زبان ہی اور ابن مسعود کہتی ہین اگر بالفرض کسی شی مین نحوست ہوتی
ففیما بین اللحیین یعنی اللسان وقال ایضا ما شیء احوج الی طول السجن من اللسان وروی عن عائشة انه علیه السلام
تو دونو جبڑون مین یعنی زبان مین ہوتی اور یہہ بہی کہا زبان سی زیادہ کوئی شی نہین جو قید کی زیادہ حاجتمند ہو اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی
قال الشوم سوء الخلق فعلی هذا لا الشوم الا المعاصی والذنوب فانها تسخط الله تعالی فانه اذا سخط علی عبد یکون ذلك
فرمایا نحوست بدخلقی ہی اس روایت کی موافق بجز معاصی اور ذنوب کی نحوست کچہہ اور نہین ہی کیونکہ اسی سی اللہ تعالی بیزار ہوتا ہی سو جس بندی سی اللہ بیزار ہوا تو وہ ہی بندہ
العبد شقیا فی الدنیا والاخرة واذا رضی عن عبد یکون ذلك العبد سعیدا فی الدنیا والاخرة وبعض الصالحین قد شکی الیه
دنیا اور آخرت مین بدبخت ہی اور جس بندی سی اللہ تعالی راضی ہوا وہ ہی بندہ دنیا و آخرت مین نیکبخت ہی کسی صالح مرد کی سامنی ایسی مصیبت کا شکوہ ہوا
عن بلاء وقع الناس فیه فقال ما اری ما انتم فیه من البلاء الا بشوم الذنوب فالعاصی مشوم علی نفسه وعلی غیره اذ لا
جسمین تمام خلق مبتلا تہی سو اونہون نی کہا مجکو تمہارا یہہ مصیبت بجز نحوست ذنوب کی معلوم نہین ہوتی تو گنہگار آدمی اپنی حق مین ہی اور غیر کی حق مین ہی منحوس ہوتا ہی اسلئی
یؤمن ان ینزل علیه العذاب فیعم الناس خصوصا من لم ینکر علیه والبعد عنه لازم وکذلك الاماکن التی یفعل فیها المعاصی
کہ اگر اوسپر عذاب نازل ہووی پہر سب خلق پہ پہیل جاوی تو کہان بچ سکتی ہین خاص کر اون لوگون پر جو اوسکی عمل کو برا نجانتی ہون اور اوس سی دور رہنا ضرور چاہئی اور ایسی ہی اون مکانات
یلزم البعد عنها والهرب منها خشیة نزول العذاب علی من یوجد فیها کما روی انه علیه السلام حین مر علی دیار ثمود بالحجر
بہاگ کر دور رہنا چاہئی اس خوف سی کہ مبادا جو جو وہان موجود رہتا سب پر عذاب نازل ہو جاویگا چنانچہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جبوقت یامہ مین دیار ثمود پر پہنچی
قال لاصحابه لا تدخلوا اماکن هؤلاء المعذبین الا ان تکونوا باکین خشیة ان یصیبکم ما اصابهم فان هجران اهل
تو اپنی اصحاب سی فرمایا اس دم عذاب کی مارے ہوونکی مکانات مین نہ جانا مگر روتی ہوئی اس خوف سی مبادا کہ تمپر ہی آجاویگا جو عذاب اونپر آیا تہا بیشک ترک کرنا اہل
العصیان واماکنهم من جملة الهجرة المامور بها بل العدوی عند التحقیق فی مخالطة من ترتکب المعاصی ویحسنها ویزینها
عصیان اور اونکی مکانات کا ہجرت مین داخل ہی جو کہ مامور بہا ہی بلکہ عدوی یعنی ڈکہ کا لگنا حقیقت مین اوس شخص کی ملاپ مین ہی جو معاصی مین مبتلا ہی اور معاصی کو خوبی کی ساتہہ سب
ویدعوا الیها من شیاطین الانس الذین هم اضر من شیاطین الجن فان شیاطین الجن یستعاذ منه بالله تعالی فینصرف
اور لوگون کو رجہاتا ہی یعنی آدمی کی صورت کا شیطان کہ وہ جنی شیطانون سی زیادہ تر ضرر کرتا ہی کیونکہ جنی شیاطین تو اللہ تعالی کی پناہ لینی سی دور ہو جاتی ہین
واما شیاطین الانس فلا یبرح حتی یوقعك فی المعصیة وقد جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال یحشر المرء علی دین خلیله
اور آدمی کی صورت کا شیاطین کبہی نہین جاتی آخر تجکو معصیت مین گرفتار کر چہوڑتی ہین اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی آدمی اپنی اپنی دوستون کی دین پر اوٹہینگی
فلینظر احدکم من یخالل وفی الحدیث الاخر انه علیه السلام قال لا تصحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامك الا تقی واما الغول بالضم
اب تمکو خیال کرنا چاہئی کس کا دوستی کرتی ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ نی فرمایا ہی مؤمن کی سوا کسیکا ہمنشین مت ہو اور سوا پرہیزگار کی کسیکو کہانا مت کہلا اور غول
فهو من زعمات الجاهلیة فانهم کانوا یقولون انه نوع من الجن یتراءی للناس فی الفلوات باشکال مختلفة ویضلهم
جاہلیت کی اقوال مین اہل جاہلیت کہا کرتی تہی کہ غول ایک قسم جن کی ہی آدمیون کو جنگل مین طرح طرح کی شکلین بنا کر دکہایا کرتی ہین اور رستی سی بہٹکا کر
عن الطریق ویهلکهم وقوله علیه السلام لا غول یحتمل ان یکون المراد منه نفی وجوده کما هو ظاهر من لفظه لان المتبادر
ہلاک کر دیتی ہین اور یہہ ارشاد نبی علیہ السلام کا کہ غول نہین ہی اسمین یہہ ہی احتمال ہی کہ اس سی مراد نفی اوسکی وجود کی ہو چنانچہ لفظون سی یہہ ہی ظاہر ہی کیونکہ

زینت دیگر

من نفی الشیٔ نفی وجوده لکن قال بعض العلماء لیس المراد به نفی وجوده بل المراد به نفی ما کان یعتقده اهل الجاهلیة
کسی شی کی نفی سی یہہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہ چیز موجود نہیں ہی لیکن بعضی علما یہہ کہتی ہین کہ نفی اوسکی وجود کی مراد نہیں ہی بلکہ اہل جاہلیت کی ان اعتقادات کی نفی مراد ہی

من التشکل باشکال مختلفة والاضلال عن الطریق والاهلاک فیکون المعنی انه لا یستطیع ان یضل احدا عن الطریق
کہ وہ طرح طرح کی شکل بناتی ہین اور رستی سی بہکاتی ہین اور ہلاک کردیتی ہین اب حدیث کی یہہ معنی ہوئی کہ غول کسیکو رستی سی نہین بہکا سکتی

ولا ان یفعل شیئا مما ذکر وهذا الوجه اولی الوجهین لورود اخبار تدل علی وجوده من جملتها ما روی انه علیه السلام
اور نہ کچہہ اور اونہ مذکورات مین سی کرسکتی ہین یہہ معنی دونون مین اولی ہین کیونکہ ایسی حدیثین بہی آئی ہین جو غول کی وجود پر دلالت کرتی ہین اونمین سی ایک یہہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام

قال اذا تغولت الغیلان فبادروا بالاذان فانه علیه السلام بین ان شرها یدفع بذکر الله تعالی فعلی المؤمن ان یشتغل
فرمایا جسوقت غیلان شرارت کرین تو جلدی اذان کہو سو پیغمبر صلی الله علیہ وسلم نی بیان کردیا کہ انکی شرارت ذکر الہی سی دفع ہوجاتی ہی سو مؤمن کو لازم ہی کہ الله تعالی کی عبادت مین مشغول

بطاعة الله تعالی ویتوکل علیه ویترک کل ما شاع بین الانام مما کان مخالف الدین الاسلام ونهی عنه النبی علیه السلام
اور اوسہی پر بہروسا کری اور جو خلقت مین خلاف شرع پہیل رہا ہی سب ترک کری یعنی جو دین کی مخالف ہو اور نبی علیہ السلام نی منع فرمایا ہو

یسر نا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وکرمه المجلس التاسع والثلثون فی ذم الطیرة والفال
الہی ہمپر آسان کر عمل اپنی رضا کی موافق اپنی لطف اور کرم سی انتالیسوین مجلس شگون بد اور فال بد کی برائی مین

المذموم ومدح فال المسنون وانواعه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا طیرة وخیرها
اور مسنون فال کی مدح اور اوسکی اقسام مین فرمایا رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی طیرہ کی کچہہ اصل نہین ہی اوسمین سی بہتر

الفال قالوا وما الفال یا رسول الله قال الکلمة الصالحة یسمعها احدکم هذا الحدیث من صحاح المصابیح
فال ہی پوچہا یا رسول الله فال کیا ہوتی ہی فرمایا اچہی بات جو کوئی سن لی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

رواه ابو هریرة ومعناه ان الطیرة لا یجوز العمل بها لعدم الخیر فیها وانما الخیر فی الفال الذی هو الکلمة الصالحة
ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین کہ بد سگونی پر عمل کرنا جایز نہین ہی کیونکہ اسمین خیر نہین ہوتی خیر صرف فال ہی مین ہی جو کہ نیک بات ہوتی ہی جو

یسمعها احدکم ولیس معناه ان فی الطیرة خیرا والفال خیر منها اذ لا خیر فی الطیرة اصلا وهی مصدر بمعنی
کوئی سن پاوی اور یہہ معنی نہین ہین کہ بد شگونی مین خیر ہی بر فال اوس سی بہتر ہی اسوسطی کہ بد شگونی مین اصلا خیر نہین ہی اور طیرہ مصدر ہی

التطیر ماخوذة من الطیر لان العرب فی الجاهلیة کانوا یتبرکون بسنوحها ای بمرورها من میاسرک الی میامنک
تطیر کی معنونمین طیر سی مشتق ہوا ہی اسلئی کہ عرب کی لوگ جاہلیت مین سنوح کو مبارک جانتی تہی یعنی جو کہ بائین ہاتہہ کی طرف سی داہنی طرف چلا جاوی

ویتشاءمون ببروحها ای بمرورها من میامنک الی میاسرک اذ کان من عادتهم اذا خرجوا لحاجة فان راوا الطیر
اور بروح کو منحوس سمجہتی تہی یعنی جو کہ داہنی ہاتہہ کی طرف سی بائین طرف چلا جاوی کیونکہ عرب کی یہہ عادت تہی جب کسی کار کو نکلتی پہر اگر کسی پرندہ

او الوحش یمر بیمینه یتبرکون به ویذهبون فی حاجتهم وان راوا الطیر او الوحش بیسرة یتشاءمون به ویرجعون
یا وحشی کو دیکہہ کہ داہنی طرف کو گیا تو اسی مبارک جان کر اپنی کار کو چلی جاتی اور اگر دیکہتی کہ پرندہ یا وحشی جانور بائین طرف کو گیا تو منحوس جانکر راہ مین سی اپنی گہر ہٹ آتی

الی بیوتهم وربما کانوا ینفرون الطیور والوحوش فینظرون انها ان اخذت ذات الیمین یتبرکون به ویمضون فی سفرهم
اور بعضی دفعہ پرندہ کو اوڑا کر اور وحشی کو بہڑکا کر دیکہتی کہ کدہر کو جاتا ہی اگر وہ داہنی طرف کو گیا تو مبارک جان کر سفر کار بار کو چلی جاتی

وحاجتهم وان اخذت ذات الشمال یتشاءمون بها ویرجعون عن سفرهم وحاجتهم والحاصل انهم کانوا یتبرکون
اور اگر اوسنی بائین طرف لی تو اوسکو منحوس سمجہکر اپنی سفر سی اور کار بار کی ہٹ آتی حاصل یہہ ہی کہ سوانح کو

بالسوانح ویتشاءمون بالبوارح والسانح ما یمر من الطیر والوحش بین یدیک من جهة یسارک الی یمینک والعرب
نیک برکت والا جانتی اور بوارح کو منحوس سمجہتی سانح وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی جو سامنی سی بائین طرف سی داہنی طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ

کانوا

كانوا يتيمنون به لامكان رميه وصيده من غير الانحراف والبارح مايمر من الطير او الوحش من جهة يمينك
اسکو مبارک جانتی تھی کیونکہ اوسکو تیر مارنا اور شکار کرنا بدون گردش کی سہل ہوتا ہی اور بارح وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی کہ داہنی طرف سی
الی یسارك والعرب كانوا يتشاءمون به لعدم امكان رميه وصيده من غير الانحراف فنفى النبي عليه السلام ذلك
بائین طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اوسکو منحوس جانتی ہین کیونکہ اسکا تیر مارنا اور شکار کرنا بدون گردش کی ممکن نہین ہوتا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اسکو منع کیا
وابطل واخبر انه ليس له تاثير بنفع ولا ضر فهذا معنى قوله لا طيرة فان الطيرة على ما مر مصدر بمعنى التطير واصل
اور مٹا دیا اور خبر سنا دی کہ اسمین نہ کچھ نیک تاثیر فائدہ مندی اور نہ کچھ ضرر ہی سو معنی حدیث لا طیرة کی یہی ہین کیونکہ طیرہ چنانچہ گذر چکا ہی مصدر تطیر کی معنون مین ہی
التطير التفاؤل بالطير ثم استعمل في كل ما يتفاءل به ويعد شوما سواء كان طيرا او غيره وقد روي انه عليه السلام
تطیر طیر سی فال لینی کو کہتی ہین پہر اسکی استعمال ہر ایک چیز مین جو منحوس ہو گئی برابر ہی کہ طیر سی ہو یا سوا اسکی اور کچھ ہو اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
قال الطيرة من الشرك يعني انها من اعمال اهل الشرك والكفر كما حكاها الله تعالى عنهم في مواضع من كتابه فانهم كانوا
فرمایا بدشگونی شرک ہی مراد یہ ہی کہ طیرہ مشرکین اور کفار کا اعمال مین سی ہی چنانچہ اللہ تعالی نی اونکی حال کئی جگہ اپنی کتاب مین حکایت کی ہی کیونکہ وہ کفار
يتشاءمون بالرسل واتباعهم وسبب تشاؤمهم بهم ان الرسل لما دعوهم الى دين غير مالوفهم استغربوه واستبعدوه
رسولون اور اونکی ساتھیون کو منحوس جانتی تھی اور اونکی منحوس سمجھنی کا سبب یہ تہا کہ رسول جو اونکو نیا دین خلاف طبع سکہاتی تھی تو اوسکو عجیب و غریب جانتی تہی
ونفرت عنهم طباعهم اذ من عادة الجهلة ان يتيمنوا بكل ما يوافق هواهم وان كان جالبا لكل شر ووبال وان يتشاءموا
اور اونسی کفار کو بالطبع نفرت تہی کیونکہ جاہلون کی یہ عادت ہی کہ جو اونکی دل لگتی بات مرضی کی موافق ہو اوسکو مبارک سمجہین اگرچہ اوسمین تمام خرابیان موجود ہون اور جو بات
ما يخالف هواهم وان كان جاذبا بكل خير ونوال ومن عادتهم ايضا التشاؤم ببعض الايام والشهور كشهر صفر فان كثيرا
اونکی مرضی کی خلاف ہو تو اوسکو منحوس سمجہین اگرچہ اوسمین ہر طرح کی خیر اور خوبی حاصل ہو اور اونکی یہ بہی عادت ہی کہ بعضی تاریخون اور بعضی مہینون کو منحوس جانتی ہین جیسی صفر کا

مہینا بابت

من الناس في هذا الزمان يتشاءمون به وربما يمتنعون فيه من السفر والتزوج ونحوهما والتشاؤم به من جنس الطيرة
لوگ اس زمانہ کی بہی اوسکو منحوس گنتی ہین اکثر اوقات اس مہینہ مین سفر اور بیاہ وغیرہ نہین کرتی یہ بدشگونی بہی ایسی ہی ممنوع ہی جیسی طیرہ
المنهي عنها فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان غير صحيح لان الزمان عبارة عن مدة ممتدة يعرف مقدارها
کیونکہ نحوست کی خصوصیت بعضی بعضی وقت سی ہرگز نہین ہو سکتی اسلیئی کہ زمانہ ایک مدت متصل دراز کو کہتی ہین جسکی مقدار افلاک
بحركة الافلاك والنجوم وهو ذات امر واحد متشابه الاجزاء يحصل بخلق الله تعالى ويقع فيه افعال العباد فلا يكون
اور ستارون کی حرکت سی معلوم ہوتی ہی اور زمانہ اصل مین ایک چیز ہی اوسکی ایک طرح کی اجزا ہین خدا کی پیدایش سی موجود ہی بندون کی افعال اوسمین واقع ہوتی ہین
فيه يمن ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فكل زمان شغله العبد بالعبادة فهو زمان مبارك عليه وكل زمان
سو اوسمین نہ کچھ برکت ہی نہ کوئی نحوست مگر باعتبار کردار بندون کی سو جس وقت کو بندہ نی عبادت مین صرف کیا وہ زمانہ اوسکی حق مین مبارک ہی اور جو وقت
شغله العبد بالمعصية فهو زمان مشوم عليه وفي الحقيقة اليمن هو الطاعة والشوم هو المعصية كما قال عدي
معصیت مین صرف ہوا وہ زمانہ اوسکی حق مین منحوس ہی اور حقیقت مین برکت عبادت مین ہی اور نحوست گناہ مین چنانچہ عدی
بن حاتم يمن المرء وشومه بين لحييه يعني لسانه وقال ابن مسعود ان كان الشوم في شيء ففيما بين اللحيين يعني
بن حاتم کہتی ہین کہ انسان کی برکت اور نحوست دونو جبڑون مین ہی یعنی زبان مین اور ابن مسعود کہتی ہین اگر کسی چیز مین نحوست ہو تو اوسمین ہی جو دونو جبڑون مین ہی
اللسان وروي عن عائشة رضي الله عنها انه عليه السلام قال الشوم سوء الخلق فعلى هذا ليس الشوم الا المعاصي
یعنی زبان مین اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نحوست بدخلقی ہی سو اس حدیث کی موافق منحوس صرف معاصی اور ذنوب ہوتی ہین
والذنوب فانها تسخط الله تعالى فانه تعالى اذا سخط على عبد يكون ذلك العبد
یہہ ہی خدا تعالی کو غصہ دلاتی ہین کیونکہ جب اللہ تعالی کسی بندہ پر غضبناک ہوا تو وہ شخص

شقیا فی الدنیا والاخرة واذا رضی عن عبد یکون ذلك العبد سعیدا فی الدنیا والاخرة وبعض الصالحین
دنیا اور آخرت میں شقی بدبخت ہوا اور جس بندہ سی اللہ تعالی راضی ہوا تو وہ شخص دنیا اور آخرت میں نیک بخت ہوا کسی نیک بخت کی پاس

قد شکی الیه عن بلاء وقع فیه الناس فقال ما اری ما انتم فیه من البلاء الا بشوم الذنوب والمعاصی فالعاصی مشوم
لوگوں نی ایک بلا میں مبتلا ہو کر شکایت کی اونہوں نی جواب دیا کہ مجھکو یہہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ تمپر یہہ بلا صرف گناہ اور معاصی کی نحوست سی نازل ہوئی ہی گنہگار

علی نفسه وعلی غیره اذ لا یؤمن ان ینزل علیه العذاب فیعم الناس خصوصا من لم ینکر عمله فالبعد عنه لازم و
اوسپر اور غیروں پر بہی ہوتی ہی اسواسطی کہ کہاں پناہ ہی کہ اوس گنہگار پر عذاب نازل ہو پہر سب خلق پر پہیل جاوی خاص اون لوگوں پر جو اوسکی عمل کو برا نہیں جانتی

کذا الاماکن التی یفعل فیها المعاصی یلزم البعد عنها والهرب منها خشیة نزول العذاب علی من یوجد فیها فان
ایسی ہی اون مکانات سی الگ رہنا ضرور ہی جہاں معاصی عمل میں آتی ہوں اس ڈرسی کہ مبادا عذاب اون سب پر نازل ہو جو جو وہاں موجود ہوں کیونکہ

هجران اهل العصیان واماکنهم من جملة الهجرة المامور بها ومن عادتهم ایضا البحث عن اسباب الشر بالرمل وضرب
ترک کرنا نافرمانوں کا اور اونکی مکانات کا ہجرت میں داخل ہی جسکا حکم ہی اور اونکی عادت میں یہہ بہی ہی کہ لوگ بسبب رمل اور

الحصی والشعیر والنظر فی النجوم وغیر ذلك وذلك کله من قبیل الطیرة المنهی عنها ومن قبیل الاستقسام بالازلام
کنکریوں اور دانہ جو کی اور ستاروں میں نظر کرکی اور سوا اسکی غیب کی حالات میں بحث کرتی ہیں یہہ تمام بدشگونی میں داخل ہی جسکی ممانعت ہوئی ہی اور استقسام بالازلام

ومعنی الاستقسام طلب معرفة ما قسم مما لم یقسم والازلام القداح التی کان اهل الجاهلیة یکتبون علیها الامر و
اور معنی استقسام کی یہہ ہیں کہ طلب کرنا علم شدنی اور ناشدنی کا اور ازلام تیروں کو کہتی ہیں جن پر اہل جاہلیت امر اور نہی یعنی ہاں یا نہیں لکہتی تہی

والنهی یکتبون علی بعضها افعل وامرنی ربی وعلی بعضها لا تفعل ونهانی ربی ویضعونها فی وعاء فاذا اراد احدهم امرا
بعضی پر افعل یعنی کر یا امرنی ربی یعنی اسکا حکم آیا ہی لکہتی تہی اور بعضی پر لا تفعل یعنی مت کر یا نہانی ربی یعنی اللہ کا حکم نہیں لکہتی پہر اونکو ایک باسن میں رکہتی پہر جب کوئی

ادخل یده فی ذلك الوعاء واخرج قدحا فان خرج ما فیه الامر مضی لما قصده وان خرج ما فیه النهی کف عما قصده وقال
تو اوس برتن میں ہاتہہ ڈالکر ایک تیر نکال لیتا اگر ایسا تیر نکلا جسمیں حکم تہا تو وہ اپنی کار کو چلا جاتا اور اگر ایسا تیر نکلتا کہ جسمیں ممانعت تہی تو اپنا کار موقوف کرتا اور

سعید بن جبیر کان لاهل الجاهلیة حصیات قدام اصنامهم اذا اراد احدهم امرا من السفر وغیره استقسم بها ای
سعید بن جبیر کہتی ہیں کہ اہل جاہلیت بتوں کی سامنی کنکر رکہتی تہی جب کوئی سفر وغیرہ کا ارادہ کرتا تو استقسام کرتا یعنی علم شدنی اور ناشدنی کا حاصل کرتا کہ یہہ کار کروں

طلب بها علم ما قسم له من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجاج وغیره الاستقسام بالازلام حرام لانه دخول فی
یا نہ کروں اور ابو اسحاق زجاج وغیرہ کہتی ہیں استقسام الازلام حرام ہی اسلئی کہ یہہ علم الہی میں

علمه تعالی وهو غیب عنا ویدخل فیه ما یفعل فی زماننا ویسمونه فال القران وفال دانیال ونحوها فانها لیست من
مداخلت ہوتی ہی حالانکہ وہ ہمسی پوشیدہ ہی اور اسہی میں داخل ہی جو اس زمانہ میں کرتی ہیں اور اوسکا نام قرآن کی فال اور دانیال کی فال اور مانند اسکی رکہہ چہوڑا ہی کیونکہ یہہ

الفال المحمود فی الشرع بل هی من قبیل الاستقسام بالازلام فلا یجوز استعمالها ولا اعتقادها حقا لان فیها الخبر عن
طریقہ وہ فال نہیں ہی جو شرع میں محمود ہو بلکہ یہہ بہی استقسام بالازلام کی جنس سی ہی سو اسکا عمل کرنا اور حق اعتقاد کرنا جایز نہیں ہی کیونکہ اسمیں غیب کی خبر

الغیب والتطیر بالقران العظیم وانما الفال المحمود فی الشرع التیمن والتبرك بالکلمة الموافقة للمراد کالراشد والنجیح علی ما
اور قرآن کی ساتہہ تطیر ہی اور فال جو شرع میں محمود ہی وہ یہہ ہی کہ یمن اور برکت کسی کلمہ سی لینی جو مراد کی موافق ہو جیسی راشد یعنی راہ یابندہ اور نجیح

روی عن انس انه علیه السلام کان یعجبه اذا خرج لحاجة ان یسمع یا راشد یا نجیح وفی حدیث اخر انه علیه السلام
چنانچہ انس کا روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آتا تہا کسی کار کو جاتی ہوئی کہ سن پاویں یا راشد یا یا نجیح اور ایک اور حدیث میں ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

کان یتفاءل ولا یتطیر وفی حدیث اخر انه علیه السلام کان یحب الفال ویکره الطیرة قال العلماء انما کان النبی علیه الصلوة والسلام
فال لیا کرتی تہی اور تطیر نہیں کیا کرتی تہی اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فال کو محبوب رکہتی تہی اور تطیر کو مکروہ جانتی تہی علما کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بعج

يحب التفاول ويكره الطيرة لان الطيرة فيها الحكم على الغيب وسوء الظن بالله تعالى وتوقع البلاء واما الفال فليس فيه الحكم

فال کو محبوب — اور تطیر کو مکروہ جانتی تہی کہ تطیر مین غیب کی خبر اور اللہ تعالی کی جناب مین بدگمانی اور توقع بلا کی ہوتی ہی رہی فال سو اوسمین غیب کی

على الغيب بل فيه مجرد طلب الخير وحسن الظن بالله تعالى ورجاء حصول المراد فان الانسان عند ظهور سبب اذا رجى و

خبر نہین ہوتی بلکہ اوسمین صرف خیر کی طلب اور اللہ تعالی کی جناب مین نیک گمانی اور امیدواری حصول مراد کی ہی بیشک انسان بروقت ظاہر ہونی سبب قوی یا ضعیف کی اگر اللہ سی امید

امل من الله تعالى خيرا ونعمة عند سبب قوي وضعيف فهو خير له واذا قطع رجاءه واملا من الله تعالى فهو شر له لقوله تعالى

خیر کی اور آرزو نعمت کی کری تو اوسکی حق مین بہتر ہی اور اگر اللہ تعالی سی اپنی امید منقطع کری تو اوسکی حق مین بہی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی

إِنَّهُ لَا يَايْئَسُ مِن رَّوْحِ اللهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ وقد ذكر في نصاب الاحتساب ان الرجل اذا خرج الى السفر فصاح العقعق

ناامید نہین ہوتا اللہ کی فیض سی — مگر قوم منکر — اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ آدمی جب سفر کی لئی روانہ ہو — اور کوا بول پڑا

ورجع من سفره يكفر عند بعض المشائخ وذكر في المحيط ان الهامة اذا صاحت فقال رجل يموت المريض يكفر القائل

اور یہہ شخص — سفر موقوف رکہی تو بعضی مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور محیط مین مذکور ہی کہ چغد کی آواز پر اگر کوئی شخص کہی بیمار مر جاوی گا تو وہ شخص

عند بعض المشائخ ومثال التفاول ان يكون له حاجة فيسمع من يقول يا واجد فيقع في قلبه رجاء الوجدان او يكون

بعضی مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور فال کی یہہ مثال ہی کہ کسی شخصکو کچہہ مطلب پیش آوی وہ یہہ سنی کہ کوئی کہتا ہی یا واجد یعنی ای پانیوالی پہر اسکی دلمین توقع اوس مطلب

له مرض فيسمع من يقول يا سالم فيقع في قلبه رجاء السلامة والفرق بين الفال والطيرة مع كون كل واحد منهما

شخص کچہہ بیمار ہو اور سنی کہ کوئی کہتا ہی یا سالم یعنی ای سلامت رہنی والی اب اوسکی دلمین امید سلامتی کی پیدا ہو اور فرق فال اور طیرہ مین باوجودیکہ دونون مین

استدلالا بالعلامة على عاقبة الامر ومآله ان الكلمة الحسنة التي تجري على لسان الانسان لدلالتها على المعنى الموافق

کار کی انجام اور مآل پر نشانیون سی استدلال کرتی ہین یہہ ہی کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر گزرتا ہی اسلئی کہ مراد کی موافق معنون پر دلالت کرتا ہی تو اسکا مراد پر

للمراد يمكن الاستدلال بها على المراد بخلاف طيران الطير وحركات البهائم واصواتها فانها لعدم دلالتها على معنى لا يمكن

استدلال کرنا ہوسکتا ہی — یہہ بات جانور کی پرواز مین — اور وحشیون کی حرکات اور آوازمین نہین ہی وہ کسی معنی پر دلالت نہین کرتی تو اوس سی

الاستدلال بها على شئ وان كان اهل الجاهلية جعلوا العبرة فيها تارة بحركاتها وتارة باصواتها وتارة بالوانها وتارة

کسی بات پر استدلال نہین ہوسکتا اگرچہ اہل جاہلیت نی اوسمین کئی اعتبار ٹہرائی ہین کبہی اونکی حرکات سی — اور کبہی آوازون سی — اور کبہی رنگون سی اور کبہی

باسمائها ويتشاءمون ببعضها ويتيمنون ببعضها فانهم كانوا يتشاءمون بالعقاب على العقوبة وبالغراب على الغربة ويتيمنون بالهدهد على الهدى وكذلك كانوا يتبركون

نامونسی اور بعضی کو منحوس لیتی ہین اور بعضی کو برکت سمجہتی ہین اہل جاہلیت عقاب سی عقوبت یعنی عذاب کی نحوست لیتی تہی اور غراب سی غربت یعنی مسافری کی اور ہدہد سی ہدایت کی برکت لیتی تہی اور

بالسانح ويتشاءمون بالبارح والسانح ما يمر من الطير او الوحش من جهة يسارك الى جهة يمينك والعرب كانوا يتيمنون به لامكان رميه وصيده

اور بارح سی نحوست لیتی تہی اور سانح وہ پرندہ یا وحشی ہی کہ بائین طرف سی داہنی طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ اسی جانورکو مبارک سمجہتی تہی کیونکہ اوسکی تیر مارنا اور شکار کرنا

من غير انحراف والبارح ما يمر من الطير او الوحش من جهة يمينك الى جهة يسارك والعرب كانوا يتشاءمون لعدم

بدون گردش کی ممکن ہی اور بارح وہ پرندہ یا وحشی ہوتا ہی جو داہنی طرف سی بائین طرف چلا جاوی — عرب کی لوگ اسکو نحس جانتی تہی

امكان رميه وصيده من غير الانحراف اذ كان من عادتهم انهم اذا خرجوا للحاجة وراوا الطير او الوحش يمر بيمنة

کیونکہ اسکو تیر مارنا یا شکار کرنا بدون گردش کی نہین ہوسکتا قدیم عرب کی یہہ عادت تہی کہ جب وہ کسی کار کی لئی باہر نکلتی اور کسی پرندہ یا وحشی کو دیکہتی کہ داہنی طرف کو

يتبركون به ويذهبون في حاجتهم وان راوا الطير او الوحش يمر بيسرة يتشاءمون به ويرجعون الى بيوتهم وربما كانوا

چلا گیا تو اوسکو مبارک جان کر اپنی کام کو چلی جاتی اور اگر کسی پرندہ یا وحشی کو دیکہتی کہ بائین طرف چلا گیا تو اوسکو منحوس جان کر اپنی گہر ہٹ آتی — اور بعضی وقت

ينفرون الطيور والوحوش فينظرون انها ان اخذت ذات اليمين يتبركون بها ويذهبون في حاجتهم وان اخذت ذات الشمال

پرندہ کو اوڑا کر اور وحشی کو بدکا کر دیکہتی رہتی کہ اگر وہ داہنی طرف کو چلا گیا تو اوسکو — مبارک سمجہکر اپنی کاروبار کو چلی جاتی اور اگر بائین طرف کو چلا گیا

يتشاءمون بها ويرجعون عن حاجتهم فنهى النبي عليه الصلوة والسلام عن ذلك بقوله اقروا الطير على وكناتها

تو منحوس جانکر کاروبار سی رکی رہتی تہی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس عادت سی روکدیا فرمایا جانور کو کہونسلی میں بیٹہا رہنی دو

وروى عن معاوية بن حكم انه قال قلت يا رسول الله كنا نتطير قال ذلك شئ يجده احدكم في نفسه فلا يصدنكم

اور معاویہ بن حکم سی روایت ہی کہتا ہی کہ مینی عرض کیا یا رسول اللہ ہم تطیر کیا کرتی تہی آپ نی فرمایا یہہ تمہاری دل کی وہمی اعتقاد ہین سو اتنی اپنی کاروبار بند کرو

يعني ان ذلك شئ يوجد في النفوس من قبل الظنون التي تقربكم بحكم البشرية من غير ان يكون له تاثير في شئ

مراد یہہ ہی کہ یہہ ایسی بات جو دلون میں آتی ہی تو وہمی بشریت کی جہت سی پیدا ہوتی ہی صرف بی تاثیر ہی اسمین نہ کچہہ

من النفع والضر فلا يصدنكم عما تتوجهون اليه من مقاصدكم وقد جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال

نفع نہ کچہہ ضرر سو یہہ تمکو کار بار مقصود کی آمد رفت سی نہ روک دی اور ایک اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

من ردته الطيرة عن حاجة فقد اشرك فقيل وما كفارته يا رسول الله فقال ان يقول اللهم لا طير الا طيرك

جسکو کام سی بدشگونی روک رکہی وہ مشرک ہی کسی نی پوچہا یا رسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہی آپ نی فرمایا یہہ کہنا چاہئی اللهم الی آخرہ نہین کوئی فال بجز تیری

ولا خير الا خيرك ولا اله غيرك ثم يمضي الى حاجته يعني ان كل ما يصيب الانسان من الخير والشر والنفع والضر

فال کی اور سکوئی خیر سوای تیری خیر کی اور نہین کوئی معبود سواء تیری پہر اپنی کام کو چلا جاوی مراد یہہ ہی کہ انسان کو جو بہلائی اور برائی اور نفع اور ضرر

واليمن والشوم لا يصيبه الا بقضائك وتقديرك وحكمك ومشيتك وفي حديث اخر رواه ابن مسعود انه عليه السلام قال

اور برکت اور نحوست پیش آتی ہی بدون تیری قضا اور تقدیر اور تیری حکم اور مرضی کی نہین ہی اور ایک اور حدیث میں ابن مسعود کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ السلام

الطيرة شرك الطيرة شرك قال ثلثا وما منا الا ولكن الله تعالى يذهبه بالتوكل وقيل قول ما منا الا ليس من كلام النبي عم

قال بد شرک ہی فال بد شرک ہی تین بار فرمایا اور کوئی ایسا نہین جو دل مین خیال نہ لاوی لیکن اللہ تعالی اوسکو توکل کی برکت سی دفع کردیتا ہی اور کہتی ہین کہ اتنا کلمہ ما منا الا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بل هو من كلام ابن مسعود وفيه حذف اختصار ومعناه ليس منا الا من يقع في قلبه عند ذلك شئ من ذلك على ما جرت

بلکہ یہہ کلمہ ابن مسعود کا کلام ہی اسمین ہی واسطی اختصار کی حذف ہوا ہی اسکی یہہ معنی ہین کہ آدمیون سی جو ہی سو اوسکی دل مین اوسوقت کچہہ نہ کچہہ اس قسم کا خیال آجاتا ہی

به العادة لكن لا يستقر فيه بل يحسن اعتقاده بان لا مؤثر الا الله فيسأله الخير ويستعيذ به من الشر ويمضي على

چنانچہ یہہ عادت جاری ہی پر وہ خیال جم نہین جاتا بلکہ اوسکا اعتقاد درست ہوتا ہی کہ سوای اللہ تعالی کی کوئی موثر نہین سو اوسی بہلائی طلب کرتا ہی اور اوسی کی پناہ مانگتا

مقصوده متوكلا عليه يسر الله تعالى علما موافقا لرضائه بلطفه وفضله وكرمه المجلس الاربعون في

اور اوسپر بہروسا کر اپنی مقصود کی لئی چلا جاتا ہی اللہ تعالی اپنی لطف اور فضل اور کرم سی ایسا عمل آسان کردی جو اوسکی مرضی کی موافق ہی چالیسوین مجلس بیچ

بيان استحسان التأني في عمل الدنيا دون الاخرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التؤدة

بیان خوبی درنگ کی دنیا کی کار بار مین سوای اعمال آخرت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا درنگ

في كل شئ الا في عمل الاخرة هذا الحديث من حسان المصابيح رواه مصعب بن سعد عن ابيه ومعناه ان

ہر شی میں چاہئی مگر آخرت کی عمل میں یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون میں ہی مصعب بن سعد اپنی باپ سی روایت کرتا ہی اور اوسکی معنی یہہ ہین کہ

التأني مستحسن في جميع الامور الا في عمل الاخرة فان التأني فيه غير مستحسن اذ لا شك في كونه خيرا فلا خير في تأخيره

درنگ اور تامل تمام امور مین بہتر ہی سوای اعمال آخرت کی سو اسمین درنگ اور تامل خوب نہین ہی اسلئی کہ اسکی خوبی مین شک نہین ہی سو اسکی تاخیر مین خوبی نہین

بل المستحسن فيه المسارعة اليه بقوله تعالى وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ

بلکہ اسمین جلدی خوب ہوتی ہی اس آیت سی اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہیلاؤ ہی آسمان اور زمین طیار ہوئی ہی

لِلْمُتَّقِينَ واما امور الدنيا فلا يعلم انها خير فيعمل بها او شر فيحترز عنها فلذلك شرعت المسارعة فيها فان همّ بامر

واسطی پرہیزگارون کی اور رہی دنیا کی کاروبار سو یہہ معلوم نہین ہوتا کہ نیک ہی کیا چاہئی یا برا ہی اس سی بچا چاہئی سو اسلئی اوسمین جلدی شروع ہوئی ہی اگر کسی

يستحب له ان يشاور فيه لما روى انه عليه السلام كان يشاور اصحابه فى جميع الامور حتى حوايج بيته وروى

تو مستحب ہی کہ اوسمین مشورہ کرلی باعتبار اس روایت کی کہ نبی علیہ السلام اپنی اصحاب سی تمام کاروبار مین مشورہ کیا کرتی یہان تک کہ گہر کی کاروبار مین اور نقل ہی

على انه قال ما هلك امرء عن المشاورة وقيل لو شاور آدم عليه السلام الملئكة فى اكله من الشجرة المنهية لما وقع فيما

روایت ہی کہ آپ نی فرمایا مشورہ کرنی سی کوئی خراب نہین ہوا اور کہتی ہین کہ اگر آدم علیہ السلام فرشتون سی مشورہ کرلیتی گیہون کہانی مین تو اونپر یہہ مصیبت نہ آتی

وقع وقيل افراد الانسان ثلثة اقسام رجل ونصف رجل ولا شئ فالرجل من له راى صائب يشاور ونصف الرجل

جو آئی اور کہتی ہین بنی آدم تین قسم کی ہین پورا مرد اور آدہا مرد اور نکما سو پورا مرد وہ ہی جو خود دانا ہو پہر مشورہ کریگا اور آدہا مرد وہ ہی

من له راى صائب لكن لا يشاور او يشاور لكن ليس له راى صائب ولا شئ من ليس له براى صائب ولا يشاور فباجتماع

جو دانا تو ہو پر مشورہ نکری یا مشورہ تو کری پر خود دانا نہو اور نکما وہ ہی جو نہ خود دانا ہو اور نہ مشورہ کری پس دونو بات کی

الامرين الرجل تام وبانتصافهما نصف وبانتفائهما لا شئ والاحاديث الصحيحة الواردة فى المشاورة كثيرة

جمع ہونی سی مرد پورا ہوتا ہی اور ایک بات سی آدہا ہوتا ہی اور جب دونو بات کم ہون تو نکما ہی اور صحیح حدیثین جو مشورہ کی باب مین آئی ہین بہت ہین اون سبکی

ويغنى عن جميعها وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ فانه عليه السلام مع كونه اكمل الخلق ولم يكن احد افطن منه امر

بدلی یہہ آیت کافی ہی اور مشورہ لی اونسی سو نبی علیہ السلام کو باوجودیکہ سب سی زیادہ کامل اور اونکی برابر کوئی فہمیدہ نہین ہی جب مشورہ کرنی کا حکم ہی

بالمشاورة فى هذه الاية فما الظن لغيره لكن من يريد المشاورة لامر يستحب له ان يشاور فيه جماعة من اهل

اس آیت مین پہر اورون پر نسبت کیا خیال ہی لیکن جو شخص کسی کار مین مشورہ کا ارادہ کری تو اوسکو مستحب ہی کہ مشورہ ایک جماعت اہل بصیرت داناسی کری

البصيرة يكون اقلهم عشرة ويعلم من حالهم النصيحة والشفقة ويثق بدينهم وصدقهم وورعهم وعلمهم

کم سی کم دس تو ہون اور اونکی حال عادت سی خیرخواہی اور شفقت معلوم ہوتی ہو اور اونکی دین اور راستی اور پرہیزگاری اور علم پر اعتماد ہو

ويعرفهم مقصوده من ذلك الامر ويبين لهم ما فيه من المصلحة والمفسدة ان علم شيئا من ذلك وان

اور اوس کام مین سی اپنا مقصود اونکو جتلادی اور جو جو اوسمین خوبی اور برائی ہو اگر کچھ جانتا ہو تو سب اونکی سامنی بیان کردی اور اگر

لم يجد منهم الا واحدا يشاور ذلك الواحد عشر مرات وان لم يجد واحدا يرجع الى امراته والى امرأة اخرى يجوز

سوا ایک شخص کی کہ جس سی مشورہ کری کوئی نہ ملی تو اوسی ایک شخص سی دس مرتبہ مشورہ کرلی اور اگر ایک بہی نہ میسر ہو تو اپنی بی بی سی رجوع کری یا کسی اور عورت سی

مكالمته ويشاورها وبعد المشاورة يخالفها وفى مخالفتها خير وبركة وقد روى انه عليه السلام قال

جس سی بات چیت کرنی جایز ہو اور بعد مشورہ کی اوسکا خلاف کری اوسکی خلاف مین خیر او ربرکت ہوتی ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

شاورهن وخالفهن وحكى ان واحدا من اهل الشام شاور امراته فى ايام فتنة يزيد ان يطرح نفسه من

کہ عورتون سی مشورہ کر اور خلاف کر اور حکایت ہی کہ اہل شام مین سی کسینی اپنی بی بی سی جن دنون یزید کا فتنہ برپا تہا یہہ مشورہ کیا کہ مین چہت پر سی نیچی گر پڑون

السطح فقالت لا تطرح فخالفها وطرح نفسه من السطح فانكسر رجله فلما اصبح جاء اعوان يزيد ليرسلوه

سو بی بی کہا مت گرنا پر وہ شخص اوسکا خلاف کرکر چہت پر سی نیچی گر پڑا اور اوسکی ٹانگ ٹوٹ گئی جب صبح ہوئی تو یزید کی نوکر چاکر آئی تاکہ اوسکو

الى محاربة الحسين فلما راوا حاله تركوه فنجى من شقاوة الدنيا والاخرة ببركة عمله بالحديث لان من اكره

حضرت حسین رض کی مقابلہ پر روانہ کرین جب اوسکا یہہ حال دیکہا تو معاف کیا سو وہ شخص دنیا اور دین کی بدبختی سی بچ گیا اس برکت سی کہ حدیث پر عمل کیا تہا کیونکہ جس پر

بقتل او قطع عضو على قتل مسلم لا يجوز له ان يقتله بل يلزمه ان يصبر حتى يقتل فان قتله يكون اثما [illegible]

قتل کی یا قطع اعضا کی زبردستی کیجاوی واسطی قتل مسلم کی تو اوسکو جایز نہیں کہ مسلم کو قتل کری [illegible] کہ صبر کری [illegible] جان دی اور اگر اوس مسلم کو قتل کریگا تو گنہگار [illegible]

لا يستباح قتل مسلم بضرورة ما ثم يجب على المستشار [illegible] وعمل [illegible] فى النصيحة وترك [illegible]

کسی ضرورت مین بہی قتل مسلم کا مباح نہین ہی پس مشورہ دینی والی پر واجب ہی [illegible] اور مشورہ مین ہرگز خیانت نکری

للمشاورة لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال المستشار مؤتمن وفی حدیث اخر انه علیه السلام
کیونکہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے اور ایک اور حدیث میں ہے

قال لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه وفی حدیث اخر قال من اشار الی اخیه بامر یعلم ان
کہ آپ نے فرمایا مؤمن نہیں ہوتا کوئی تم میں سے جب تک نہ بہتر سمجھے اپنے بھائی کے لئے جو بہتر جانتا ہے اپنے لئے اور ایک اور حدیث میں ہے کہ فرمایا جسنے کسی بھائی کو ایک کام بتایا

الرشد فی غیره فقد خانه فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان من استشار اخاه المسلم فی امر فقال المستشا
یہہ جان کر کہ خوبی دوسری کام میں ہے سو اوسنے اوسکی خیانت کی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں صاف فرمایا کہ جسنے کسی بھائی مسلمان سے کسی باب میں مشورہ کیا اور مشورہ دینے والے

ان المصلحة فی فعله وهو یعلم او یظن ان المصلحة فی عدم فعله فقد خانه واذا اشار وظهر کونه مصلحة
کہا اسکے عمل بہتری پر وہ یقین جانتا ہے یا گمان غالب کرتا ہے کہ خوبی اسکے نہ کرنے میں ہے تو اوسنے خیانت کی اور جب اوسنے مشورہ کیا اور اوسکی خوبی معلوم ہوئی

یلزمه ان یقبل ذلك من المستشار لکن بعد ان یستخیر الله تعالی فی ذلك بالاستخارة التی رواه البخاری فی صحیح
تو لازم ہے کہ مشورہ دینے والے کا مشورہ مان لے پر اول اس باب میں اللہ تعالی سے استخارہ کرے جو کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں

عن جابر انه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلمنا الاستخارة فی الامور کلها کما یعلمنا السورة من القران فیقول
جابر سے روایت کیا ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تمام امور میں استخارہ سکھاتے تھے جیسے قرآن کی سورت سکھاتے تھے فرماتے تھے

اذا هم احدکم بالامر فلیرکع رکعتین من غیر الفریضة ثم لیقل اللهم انی استخیرك بعلمك واستقدرك بقدرتك و
کہ جب کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر یہہ دعا پڑھے الہی میں تجھسے خیر طلب کرتا ہوں موافق تیرے علم کی اور قدرت طلب کرتا ہوں تیری قدرت سے اور

اسألك من فضلك العظیم فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللهم ان کنت
تجھسے مانگتا ہوں تیرا فضل بڑا کیونکہ تو قدرت والا ہے اور میں ناتوان ہوں اور تو جانتا ہے اور میں بیخبر ہوں اور تو تمام غیب سے آگاہ ہے الہی اگر

تعلم ان هذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبة امری وعاجله واجله فاقدره لی ویسره لی ثم
تیرے علم میں یہہ کام میری حق میں بہتر ہے میری دین میں اور دنیا میں اور انجام کار میں اب بھی اور آگے کو تو اس کام کو میری لئے ٹہرا دے اور آسان کر دے پھر

بارك لی فیه وان کنت تعلم ان هذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبة امری وعاجله واجله فاصرفه
اوس میں مجکو برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہہ کام میری حق میں بد ہے میری دین میں اور دنیا میں اور انجام کار میں اب بھی اور آگے کو تو پھیر دے

عنی واصرفنی عنه واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی به قال العلماء یستحب الاستخارة بالصلوة
اوسکو مجھسے اور مجکو اوس سے اور خیر پیدا کر میری لئے جہاں ہو اور اوس پر مجھکو راضی کر دے علما کہتے ہیں کہ استخارہ نماز

والدعاء المذکور فی جمیع الامور کما صرح به فی الحدیث المذکور ویکون الصلوة رکعتین من النافلة والظاهر انها
اور دعا مذکور سے تمام امور میں مستحب ہے چنانچہ حدیث مذکور میں تصریح ہے اور نماز نفل کی دو رکعت ہیں اور ظاہر یوں ہے

تحصل برکعتین من السنن الرواتب وتحیة المسجد وغیرها من النوافل ولو تعذرت الصلوة یستخیر بالدعاء المذکور
کہ سنت رواتب کی دو رکعت اور تحیة المسجد وغیرہ نوافل میں سے بھی کافی ہیں اور اگر نماز متعذر ہو تو صرف دعا مذکور سے استخارہ کرے

واذا استخار یستخیر سبع مرات ثم یمضی بعدها لما ینشرح له صدره لما روی عن انس انه علیه السلام قال له
اور اگر استخارہ کرے تو سات مرتبہ کرے پھر بعد اوسکے وہی عمل میں لاوے جو اوسکے دل کو پسند آوے کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے اونسے فرمایا

یا انس اذا هممت بامر فاستخر ربك فیه سبع مرات ثم انظر الی الذی سبق الی قلبك فانه الخیر فیه هکذا یکون فعل
اے انس جب تو کسی کام کا قصد کرے تو اوسمیں اپنے رب سے سات مرتبہ استخارہ کر پھر خیال کر جو تیرے دل میں آ ٹھرا ہے اسی اوس ہی میں خیر ہے

عباد الله المؤمنین اذا عرض لهم امر من امور الدین والدنیا فیکون الاستخارة فی امور الدین کالحج والجهاد وسائر
اللہ کی مؤمن بندوں کی عمل جب اونکو کوئی کام دین یا دنیا کا پیش آتا ہے تو ایسے ہوتے ہیں سو استخارہ امور دینی میں سے جیسے حج اور جہاد اور تمام

الخیرات علی تعیین الوقت لا علی نفس الفعل وفی امور الدنیا علی نفس الفعل واما الجهلة والفسقة الذین
خیرات واسطی ٹہرانی وقت کی ہوتا ہی نفس فعل کی نہیں ہوتا اور امور دنیاوی مین صرف فعل پر ہوتا ہی یعنی کرون یا کرون اور وقت کا ٹہرانا الگ ہی اور جاہل اور فاسق

ضلوا عن طریق الحق وخرجوا عن سواء السبیل اذا عزم احدهم علی امر یذهب الی صاحب الرمل والحصی والشعیر
جو راہ حق سی بہکی ہین اور سیدہی راہ سی خارج ہین جب وہ کسی کار بار کا عزم کرتی ہین تو رمال اور کنکریون والہ اور جو والہ

والباقلاء فیلعبون بعقله ویزداد بسوالهم جهلا وخسارة بصدقهم فیما یقولون له ویعطیهم علی ذلك اجرة
اور باقلا والہ پاس جاتا ہی سو وہ لوگ اوسکو باؤلا بنا دیتی ہین اور اونسی پوچہ کر اور بہی جہل اور خسارت زیادہ ہو جاتی ہی کیونکہ اونکی قول کی تصدیق کرتا ہی اور اوسپر اونکو مزدوری دیتا ہی

ولا یعلم ذلك المسكین انه بذلك ینهدم دینه ودنیاه لما ذكر فی شرح العقائد ان تصدیق الكاهن بما یخبره
اور بیچارہ کو یہہ خبر ہی نہین کہ اسمین دین اور دنیا سب تباہ ہوئی اسلئی کہ شرح عقاید مین مذکور ہی کہ غیب کی خبرون مین کاہن کو سچا سمجہنا کفر ہی

عن الغیب كفر لقوله علیه السلام من اتی كاهنا فصدقه بما یقول فقد كفر بما انزل علی محمد والكاهن هو المخبر
کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ جو شخص کاہن کی پاس آ کر اوسکی قول کو سچا مانی بیشک کافر ہوا اون آیات سی جو محمدؐ پر نازل ہوئی ہین اور کاہن وہ ہی ہوتا ہی جو غیب کی

عن الغیب سواء كان بالرمل او الحصی او الشعیر او غیر ذلك فذلك كله حرام لكونه من قبیل الطیرة المنهی عنها ومن قبیل
خبر بتاتا ہی برابر ہی کہ رمل سی ہو یا کنکریون سی یا جو سی یا سوا اسکی اور سی یہہ سب حرام ہی کیونکہ یہہ طیرہ کی طرح کا ہی جسکی نہی ہو گئی ہی اور

الاستقسام بالازلام والطیرة مصدر بمعنی التطیر واصل التطیر التفاؤل بالطیر ثم استعمل فی كل ما یتفاول به ویعد
استقسام بالازلام کی مانند ہی اور طیرہ مصدر ہی تطیر کی معنون مین اصل مین تطیر کی معنی ہین طیر سی فال لینی پہر ہر ایک فال مین جو منحوس ہوتی ہو مستعمل ہو گیا

شوما سواء كان طیرا او غیره وقد روی انه علیه السلام قال الطیرة شرك یعنی انها من اعمال الشرك كما حكاها
برابر ہی کہ طیر ہو یا کچہہ اور ہو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا طیرہ شرک ہی مراد یہہ ہی کہ طیرہ شرک کی اعمال مین داخل ہی چنانچہ اللہ تعالی

الله تعالی عنهم فی مواضع من كتابه فانهم كانوا یتشاءمون بالانبیاء واتباعهم وسبب تشاؤمهم بهم ان الانبیاء
اونکی طرف سی اپنی کتاب مین کئی جگہہ حکایت کرتا ہی وہ لوگ انبیاء علیہم السلام اور اونکی اتباع کو منحوس سمجہتی تہی اور سبب منحوس سمجہنی کا یہہ تہا کہ انبیا جو اونکو

لما دعوا الی دین غیر مالوف لهم استغربوه واستقبحوه ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة الجهلة والفسقة
نیا دین سکہاتی تہی تو اوسکو غریب دیکہہ کر قبیح جانتی تہی اور اونکی طبیعت اوس سی نفرت کرتی تہی کیونکہ جاہلون اور فاسقون کی یہہ عادت ہوتی ہی کہ جو اونکی خواہش کی

ان یتیمنوا بكل ما یوافق هواهم وان كان جالبا لكل شر ووبال وان یتشاءموا بكل ما یخالف هواهم وان كان
موافق ہو اوسکو مبارک جانتی ہین اگرچہ سراسر بد اور وبال ہو اور جو اونکی خواہش کی خلاف ہو اوسکو منحوس سمجہتی ہین اگرچہ

جاذبا لكل خیر ونوال والاستقسام طلب معرفة ما قسم مما لم یقسم والازلام القداح التی كان اهل الجاهلیة
سراسر خیر برکت ہو اور استقسام کی معنی طلب گاری معلوم کرنی مقسوم کی غیر مقسوم مین سی اور ازلام قمار کی تیر ہوتی ہین جن پر جاہلیت کی لوگ

یكتبون علیها الامر والنهی او یكتبون علی بعضها افعل او امرنی ربی وعلی بعضها لا تفعل او نهانی ربی ویضعونها فی وعاء
امر اور نہی لکہہ دیتی تہی یا امرنی ربی یعنی یہہ حکم رب کا ہی اور کسی پر افعل یعنی کر اور کسی پر لاتفعل یعنی مت کر یا نہانی ربی یعنی حکم رب کا نہین لکہدیتی تہی

فاذا اراد احدهم امرا ادخل یده فی ذلك الوعاء واخرج قدحا فان خرج ما فیه الامر مضی لما قصد وان خرج ما فیه
اور لکہہ کر اونکو ایک برتن مین رکہدیتی تہی پہر جب کوئی کچہہ کام کرنیکو ہوتا تو اوس برتن مین ہاتہہ ڈالکر ایک تیر نکالتا اگر ایسا تیر نکلتا جسپر اجازت تہی تو اپنا کار شروع کرتا اور اگر ایسا نکلتا

النهی كف عما قصده وقال سعید بن جبیر كان لاهل الجاهلیة حصیات قدام اصنامهم اذا اراد احدهم امرا من السفر
جسمین ممانعت تہی تو اپنی کار سی بند رہتا اور سعید بن جبیر کہتی ہین اہل جاہلیت بتون کی سامنی کنکرین رکہا کرتی تہی جب کوئی شخص سفر وغیرہ کسی کار کا ارادہ کرتا

وغیره استقسم بها ای طلب بها علم ما قسم له من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجاج وغیره الاستقسام
تو استقسام کرتا یعنی اوس سی اپنی قسمت کا لکہا خیر اور شر اوس کار کی کرنی اور نکرنی مین دریافت کرتا اور ابو اسحاق زجاج وغیرہ کہتی ہین کہ ازلام سی

بالازلام حرام لانه دخول فی علمه تعالی وهو غیب عنا ویدخل فیه ما یفعل فی زماننا ویسمونه فال دانیال ونحوها
خیراور شر دریافت کرنا حرام ہی کیونکہ علم الٰہی مین مداخلت ہوتی ہی اور وہ ہمسی پوشیدہ ہی اور اسی مین داخل ہی جواب ہمارے زمانہ مین کرتی ہین اور اوسکا نام فال دانیال رکہہ چہوڑا ہی

فانها لیست من الفال المحمود فی الشرع بل هی من قبیل الاستقسام بالازلام فلا یجوز استعمالها ولا اعتقادها
اور اوسکی مانند تو ایسی فال شرع مین محمود نہین ہی بلکہ یہہ ایسی ہی ہی جیسی تیر ولن سی قسمت کا دریافت کرنا سو نہ اسکا استعمال جایز ہی اور نہ اسکی حقیقت کا اعتقاد

حقا لان فیها الخبر عن الغیب والتطیر بالقران العظیم وانما الفال المحمود فی الشرع التیمن والتبرک بالکلمة
کیونکہ اسمین غیب کی خبر بتاتی ہین اور قرآن عظیم سی تطیر کرتی ہین شرع مین فال محمود وہ ہی ہی جو خیر اور برکت کسی کلمہ سی لیوی کہ مراد کی موافق ہو

الموافقة للمراد کالراشد والنجیح علی ما روی عن انس انه علیه السلام کان یعجبه اذا خرج لحاجة ان یسمع یاراشد
جیسی راشد اور نجیح موافق روایت انس کی کہ نبی علیہ السلام کو پسند آتا تہا جب کسی کار کو تشریف لیجاتی سنتا یا راشد یا نجیح کا

یا نجیح وفی حدیث اخر انه علیه السلام کان یتفاءل ولا یتطیر وفی حدیث اخر انه علیه السلام کان یحب الفال
اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام فال لیا کرتی تہی اور تطیر نہین کرتی تہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام فال کو محبوب رکہتی تہی

ویکره الطیرة قال العلماء انما کان النبی علیه السلام یحب التفاؤل ویکره الطیرة لان الطیرة فیها الحکم علی الغیب
اور تطیر کو مکروہ علماء کہتی ہین کہ نبی علیہ السلام اسلئی فال کو محبوب اور طیرہ کو مکروہ جانتی تہی کہ طیرہ مین غیب پر حکم ہوتا ہی

وسوء الظن بالله وتوقع البلاء واما الفال فلیس فیه الحکم علی الغیب بل فیه مجرد طلب الخیر وحسن الظن بالله تعالی
اور اللہ کی نسبت بدگمانی اور مصیبت کی توقع ہوتی ہی اور فال مین غیب پر حکم نہین ہوتا بلکہ فال مین صرف خیر کی طلب اور اللہ تعالی کی نسبت گمان نیک

ورجاء حصول المراد فان الانسان عند ظهور سبب اذا رجی واملُ من الله تعالی خیرا ونعمة فهو خیر له واذا
اور مراد حاصل ہونی کی آرزو ہوتی ہی پس انسان کسی سبب سی اگر اللہ تعالی سی خیر اور نعمت کی آرزو کری اور امیدوار ہو تو یہہ اسکی حق مین بہتر ہی اور اگر

قطع رجاءه وامله من الله تعالی فهو شر له لقوله تعالی وَلَا تَايْئَسُوا مِن رَّوْحِ اللهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُونَ وقد
اللہ تعالی سی اپنی امید قطع کی اور ناامید ہوا تو یہہ برا ہی بدلیل اس آیت کی ناامید نہین ہوتا اللہ کی فیض سی مگر قوم منکر اور

ذکر فی نصاب الاحتساب ان الرجل اذا خرج الی سفر فصاح العقعق ورجع من سفره یکفر عند بعض المشائخ وذکر
نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ کوئی شخص اگر سفر کی لئی روانہ ہوا اسمین ناگاہ کوا بول پڑا اور اوسنی سفر موقوف رکہا تو بعض مشایخ کی نزدیک کافر ہو جاتا ہی اور

فی المحیط ان الهامة اذا صاحت فقال رجل یموت المریض یکفر القائل عند بعض المشائخ ومثال التفاؤل ان
محیط مین مذکور ہی کہ چغد یا بوم کی بولنی پر اگر کوئی کہی بیمار مرجاویگا تو یہہ کہنی والا بعض مشایخ کی نزدیک کافر ہو جاتا ہی اور فال کی یہہ مثال ہی

یکون له حاجة فیسمع من یقول یا واجد فیقع فی قلبه رجاء الوجدان او یکون له مرض فیسمع من یقول
کسیکو کچہہ کار درپیش ہو تو وہ اتفاقاً یہہ سنی کہ کوئی کہتا ہی یا واجد تو اسکی دلمین توقع اسلوبی کار کی پیدا ہو جاوی یا کوئی بیمار ہو وہ یہہ سنی کوئی کہتا ہی

یا سالم فیقع فی قلبه رجاء السلامة والفرق بین الفال والطیرة مع کون کل واحد منهما استدلالا بالعلامة
یا سالم اب اوسکی دلمین توقع صحت سلامتی کی پیدا ہو جاوی اور فرق فال اور طیرہ مین باوجودیکہ دونو مین علامت اور نشانی سی

علی عاقبة الامر وحاله ان الکلمة الحسنة التی تجری علی لسان الانسان تدل لدلالتها علی المعنی الموافق للمراد یمکن
انجام اور مآل کار پر استدلال کرتی ہین یہہ ہی کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر آجاتا ہی چونکہ وہ مراد کی موافق معنون پر دلالت کرتا ہی تو اوس سی مراد پر

الاستدلال بها علی المراد بخلاف طیران الطیر وحرکات البهایم واصواتها فانها لعدم دلالتها علی معنی لا یمکن
استدلال ہوسکتا ہی برخلاف جانور کی پرواز اور چارپایون کی حرکات اور آوازون کی کیونکہ اسمین کسیطرح کی دلالت نہین ہی تو اوس سی کسی شی پہ

الاستدلال بها علی شیء وان کان اهل الجاهلیة جعلوا العبرة فیها تارة بحرکاتها وتارة باصواتها وتارة بالوانها
استدلال نہین ہوسکتا اگرچہ اہل جاہلیت نی اسمین سی معنی مقرر کر رکہی ہین کبہی حرکات سی کبہی آوازونسی کبہی رنگون سی

وتارة باسمائها ويتشاءمون ببعضها ويتيمنون ببعضها فانهم كانوا يتشاءمون بالغراب على الغربة وبالعقاب
کبھی ناموں سے اور بعضوں کو منحوس جانتے ہیں اور بعضوں کو مبارک سمجھتے ہیں جاہلیت والے غراب سے غربت کی نحوست مانتے تھے اور عقاب سے

على العقوبة ويتيمنون بالهدهد على الهدى وكذلك كانوا يتبركون بالسانح ويتشاءمون بالبارح والسانح
عقوبت کی نحوست سمجھتے تھے اور ہدہد سے ہدایت کی برکت کے قائل تھے اور ایسے ہی سانح کو مبارک اور بارح کو منحوس جانتے تھے اور سانح

ما يمر من الطير او الوحش من جهة يسارك الى جهة يمينك والعرب كانوا يتيمنون به لامكان رميه
وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہے جو تیری بائیں طرف سے داہنی طرف کو چلا جاوے اور عرب اسکو بہت مبارک مانتے تھے کیونکہ اسکا شکار

وصيده من غير انحراف والبارح ما يمر من الطير او الوحش من جهة يمينك الى جهة يسارك والعرب كانوا يتشاءمون
تیر سے بغیر گردش کی ہو سکتا ہے اور بارح وہ جانور اور وحشی ہوتا ہے جو تیری داہنی طرف سے بائیں طرف کو چلا جاوے اور عرب ایسے کو منحوس شمار کرتے تھے

به لعدم امكان رميه وصيده من غير الانحراف اذ كان من عادتهم انهم كانوا اذا خرجوا الحاجة ورأوا الطير
کیونکہ اسکا شکار تیر سے بدون گردش کی ممکن نہیں ہے کیونکہ انکی یہہ عادت تھی کہ جب وہ کسی کام کو نکلتے اور دیکھتے کہ پرندہ

او الوحش يمر بيمينه يتبركون به ويذهبون في حاجتهم وان رأوا الطير او الوحش يمر بيسره يتشاءمون به ويرجعون
یا چوپایہ داہنی طرف کو جاتا ہے تو اوسکو مبارک جانتے اور اپنے کام کو چلے جاتے اور اگر دیکھتے کہ پرندہ یا وحشی بائیں طرف کو جاتا ہے اوسکو منحوس گنتے اور الٹے اپنے

الى بيوتهم وربما كانوا ينفرون الطيور او الوحش فينظرون انها ان اخذت ذات اليمين فيتبركون بها ويذهبون في
گھر کو آتے اور بعضے وقت جانوروں کو اوڑا کر اور چارپایوں کو بھگا کر دیکھتے کہ وہ اگر داہنی طرف کو چلا تو اوسکو مبارک سمجھ کر اپنی کار بار کو نکلتے

حاجتهم وان اخذت ذات الشمال يتشاءمون بها ويرجعون عن حاجتهم فنهى النبي عليه السلام عن ذلك بقوله
اور اگر وہ بائیں طرف کو روانہ ہوا تو منحوس مانکر اپنی کار سے الٹے چلے آتے سو نبی علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا

اقروا الطير على وكناتها وروي عن معاوية بن حكم انه قال قلت يا رسول الله كنا نتطير قال ذلك شئ يجده احدكم
کہ جانوروں کو گھونسلے میں بیٹھا رہنے دو اور معاویہ بن حکم سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تطیر کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا یہہ ایک بات ہے جو تمہارے

في نفسه فلا يصدنكم يعني ان ذلك شئ يوجد في النفوس من قبل الظنون التي تقربكم بحكم البشرية من غير
دل میں پیدا ہوتی ہے سو یہہ تمکو کار سے بند نکرے مطلب یہہ ہے کہ یہہ وہمی بات ہے دلوں میں پیدا ہوتی ہے جیسے خیالات بشریت کی جہت سے آجاتے ہیں کسی باب میں

ان يكون له تاثير في شئ من النفع والضر فلا يصدنكم عما تتوجهون اليه من مقاصدكم وقد جاء في حديث
نفع ضرر کی اسمیں اصلا تاثیر نہیں ہے سو اس خیال کی مارے اپنی مقصود کی توجہ سے بند نہونا چاہیئے اور ایک اور حدیث میں آیا ہے

آخر انه عليه السلام قال من ردته الطيرة عن حاجته فقد اشرك فقيل وما كفارته يا رسول الله فقال ان يقول اللهم
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص طیرہ کو مانکر اپنی کار بار سے باز رہے سو وہ مشرک ہے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہے فرمایا یہہ دعا کہے

لا طير الا طيرك ولا خير الا خيرك ولا اله غيرك ثم يمضي الى حاجته يعني ان كل ما يصيب الانسان من الخير
نہیں کوئی طیر بجز تیری طیر کی اور نہیں کچھہ خیر سوای تیری خیر کی اور نہیں کوئی معبود سوائی تیری پھر پڑھ کر اپنی کار کو چلا جاوے مراد یہہ ہے کہ انسان کو جو پیش آتا ہے خیر اور

والشر والنفع والضر واليمن والشوم لا يصيبه الا بقضائك وتقديرك وحكمك ومشيتك وفي حديث
شر اور نفع اور نقصان اور برکت اور نحوست وہ بدون تیری قضا اور تیری تقدیر اور تیری حکم اور تیری مرضی کی نہیں اور ایک اور حدیث

آخر رواه ابن مسعود انه عليه السلام قال الطيرة شرك الطيرة شرك قاله ثلثا وما منا الا ولكن الله
میں ابن مسعود کی روایت سے ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا طیرہ شرک ہے طیرہ شرک ہے اسکو تین بار فرمایا اور ہم میں کوئی ایسا نہیں جو خیال نکرے پر اللہ تعالی

يذهبه بالتوكل وقيل قوله وما منا الا ليس من كلام النبي صلى الله عليه وسلم بل هو من كلام ابن مسعود
اسکو توکل سے دفع کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہہ لفظ وما منا الا حدیث میں کا نہیں ہے بلکہ یہہ کلام ابن مسعود کا ہے

حذف واختصار ومعناه لیس منا الا من یقع فی قلبه عند ذلک شیٔ من ذلک علی ما جرت به العادة
کچھ محذوف اور مختصر ہی اسکی یہہ معنی ہین کہ ہم مین سی ایسا کوئی نہین کہ اوسوقت اوسکی دلمین کچھ وہم وخطرہ نہ آ وی کیونکہ یہہ ہی عادت پڑی ہوئی ہی

لکن لا یستقر فیه بل یحسن اعتقاده بان لا موثر الا الله فیسأله الخیر ویستعیذ به من الشر ویمضی
پہر وہ دلمین نہین ٹہرتا بلکہ اعتقاد درست ہوجاتا ہی کہ سوای اللہ تعالی کی کوئی کچھہ اثر نہین کرتا پہر وہ اللہ سے خیر مانگتا ہی اور برائی سے پناہ

علی مقصوده متوکلا علیه یسرنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وکرمه وفضله المجلس
اور خدا پر بہروسا کرکر اپنی کار لگتا ہی الٰہی عمل اپنی مرضی کی موافق اپنی لطف اور کرم اور فضل سے ہمپر آسان کر دی

الحادی والاربعون فی سبب نزول البلیات وسبب دفعها من التوبة والدعوات
اکتالیسوین مجلس ہی نزول بلا کی اسباب کا اور اوسکی دفع کی اسباب کا بیان جو توبہ اور استغفار ہی اور دعا

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا فعلت امتی خمس عشرة خصلة حل بها البلاء هذا الحدیث
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب میری امت پندرہ عادتین اختیار کر لیگی تو اونپر بلا نازل ہوگی یہہ حدیث

من صحاح المصابیح رواه علی بن ابی طالب وعد هذه الخصال وقال اذا اتخذ الفیٔ دولا والامانة مغنما
مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی علی بن ابی طالب کی روایت سی اور وہ عادتین گن دین اور فرمایا جب فی یعنی غنیمت کو دولت سمجہین اور امانت کو لوٹ

والزکوة مغرما واطاع الرجل امرأته وعق امه وبر صدیقه وجفا اباه وظهر الاصوات فی المسجد وساد
اور زکوٰة کو ڈنڈہ اور مرد جورو کا فرمان بردار ہو جاوی اور ماسی سرکشی کری اور دوست سی احسان کری اور باپ پر جفا کری اور مسجد مین پکار کر بولین اور قوم کا سردار

القبیلة فاسقهم وکان زعیم القوم ارذلهم واکرم الرجل مخافة شره وظهرت المغنیات والمعازف و
دشمن سی بد کار ہو اور رئیس قوم کا لوگون کا ذلیل تر ہو اور مرد کی عزت اوسکی بدی کی خوف سی کرین اور گانی والیان اور ستار طنبورہ ظاہر ہو جاوین

شرب الخمر ولبس الحریر ولعن اخر هذه الامة اولها فعند ذلک یکون الناس مستحقین لنزول البلاء علیهم فعلی
اور شراب پینی لگیں اور حریر پہنا شروع کریں اور پچھلی امت پہلی امت پر لعنت کرنی لگی تو اب یہہ لوگ سزاوار ہونگی کہ اونپر بلا نازل ہو دی

هذا ما توجه علی قوم من البلاء فلیس ذلک البلاء الا بسبب ذنوبهم کما قال الله تعالی وَمَا اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ
اس حدیث کی موافق جو جو بلا ومطیبت کسی قوم پر آتی ہی سو صرف وبال اونکی گناہون کا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جب پڑی تمپر کوئی سختی

فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وفی ایة اخری انه تعالی قال وَمَا کُنَّا مُهْلِکِی الْقُرٰی اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ فیلزمهم ان یترکوا ما
سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اور ایک آیت مین ہی کہ اللہ تعالی نی فرمایا اور ہم نہین کھپانیوالی بستیون کو مگر جبکہ وہان کی لوگ گنہگار ہون اب اونکو لازم ہی کہ جو گناہ اختیار کرکی

ارتکبوه من الاوزار ویشتغلوا بالتوبة والاستغفار لیرفع عنهم ما توجه علیهم من البلاء لما روی عن عبد الله
ہین وہ سب ترک کرین اور توبہ اور استغفار مین مشغول ہون تاکہ اونکی سرسی وہ بلا جو اونپر متوجہ ہوئی ہی رفع ہو جاوی اسلئی کہ عبد اللہ

بن عمر انه علیه السلام قال من لزم الاستغفار جعل الله له من کل ضیق مخرجا ومن کل هم فرجا ورزقه من حیث لا
بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو شخص استغفار کو اپنا خاصہ بنالی تو اللہ اوسکی واسطی ہر تنگی سی چھٹکارہ اور ہر غم سی کشائش پیدا کر دیگا اور اوسکو رزق دیگا

یحتسب بل یلزمهم ان یقوموا الی الصلوة فی الاوقات الاسحار التی هی اوقات استجابة الدعا لما روی انه علیه السلام
جہان سی گمان نہو بلکہ اونکو یہہ لازم ہی کہ ہر صبح اوٹہکر نماز پڑہا کرین کہ وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہی اس لئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو

کان اذا احزنه امر فزع الی الصلوة ثم اشتغل بالدعاء لما روی عن عبد الله بن عمر انه علیه السلام قال الدعاء ینفع
اگر کسی کار سی غم پیش آیا تو نماز شروع کر دیتی پہر دعا مین مشغول ہوتی اسلئی کہ عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ دعا بچا دیتی ہی

مما نزل ومما لم ینزل فعلیکم عباد الله تعالی بالدعاء فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان الدعاء یرفع
اوس بلا سی جو نازل ہو چکی اور جو ابہی نازل نہین ہوئی سو تم اللہ کی بندو اپنی اوپر دعا لازم کرو کیونکہ اس حدیث مین بیان ہو چکا کہ دعا اوس بلا کو رفع کرتی ہی

البلاء

البلاء النازل ويدفع البلاء الذي في صدد النزول فداوموا يا عباد الله بالدعاء فلا تتركوه فان البلاء ينزل فيلقاه

جو نازل ہوچکی اور اوس بلا کو دفع کرتی ہی جو نازل ہونی کو ہی سوای بندہ اللہ کی ہمیشہ دعا کرتی رہو دعا کو ہرگز نہ چھوڑو کیونکہ بلا جب نازل ہوتی ہی تو اوس سے

الدعاء فيعتلجان الى يوم القيمة كما جاء في الحديث ان الدعاء والبلاء ليلتقيان بين السماء والارض فيعتلجان الى يوم

دعا ملتی ہی پہر قیامت تک دونوں لڑتی جاتی ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ دعا اور بلا زمین اور آسمان کی وسط میں ملجاتی ہیں پہر قیامت تک دونو لڑتی جاتی ہیں

القيمة وفي حديث آخر رواه سلمان الفارسي انه عم قال لا يرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان كان لا مرد له ولكن

اور ایک اور حدیث میں سلمان فارسی کی روایت سی آیا ہی کہ قضا کو سوا دعا کی کوئی نہیں رد کر سکتا بیشک قضا کا اگرچہ کوئی ہٹانیوالا نہیں ہی لیکن یہہ بھی

من جملة القضاء رد البلاء بالدعاء فكل بلاء قدر ان يندفع بالدعاء يكون الدعاء سببا لرد ذلك البلاء كالترس الذي

حکم قضا کا ہی کہ دعا سی بلا رد ہوجاتی ہی پہر جو بلا بالفرض دعا سی دفع ہوسکتی ہی تو دعا اوس بلا کی رد ہونیکا سبب ہی جیسی ڈہال کہ

يكون سببا لرد السهم فكما ان الترس يدفع السهم كذلك الدعاء يدفع البلاء وكذا الصدقة تدفع البلاء لما روي عن

واسطی روک جانی تیر کی سبب ہوتی ہی پہر جیسی ڈہال تیر کو روک دیتی ہی اسیطرح دعا بلا کو دفع کردیتی ہی اور ایسی ہی خیرات کرنا بلا کو دفع کرتا ہی اسواسطی کہ

علي انه عليه السلام قال باكروا بالصدقة فان البلاء لا يتخطاها وفي حديث آخر انه عليه السلام قال لكل يوم نحس

علی رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا صبح ہوتی ہی صدقہ دو کیونکہ بلا اوس سی آگی قدم نہیں بڑہاتی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہر دن میں نحوست ہوتی ہی

فادفعوا نحس ذلك اليوم بالصدقة فان الصدقة تمنع وقوع البلاء بعد انعقاد اسبابه وكذا التسبيح يمنع وقوع البلاء

سو نحوست اوس دن کی صدقہ سی دور کرو بیشک صدقہ آتی بلا کو بعد تیار ہوجانی اسباب کی روک دیتا ہی اور ایسی ہی تسبیح بلا کو بند کردیتی ہی

لما روي عن كعب انه قال سبحان الله يمنع العذاب ويدل عليه قوله تعالى في حق يونس النبي عليه السلام فلولا

اسلئی کہ کعب سی روایت ہی کہ فرمایا سبحان اللہ عذاب کو روک دیتا ہی اور قول اللہ تعالی کا یونس نبی علیہ السلام کی حق میں بہی ہی دلالت کرتا کہ پہر اگر نہ

انه كان من المسبحين للبث في بطنه الى يوم يبعثون وكان تسبيحه ما حكاه الله تعالى بقوله فنادى في الظلمات ان لا اله الا

ہوتا کہ وہ تسبیح کرتا پاک ذات کو تو رہتا اوسکی پیٹ میں جس دن تک مردی جیوین اور تسبیح یونس کی یہہ ہی جسکو اللہ تعالی بیان فرماتا اس آیت میں پہر پکارا اون اندھیروں میں کہ کوئی

انت سبحانك اني كنت من الظلمين ثم انه تعالى عقيب ذلك قال فاستجبنا له ونجيناه من الغم وكذلك

سوا تیری تو پاک عیب سی ہی میں تہا گنہگاروں میں سی پہر اللہ تعالی نی اوسکی بعد یہہ فرمایا پہر سن لی ہمنی اوسکی پکار اور بچا دیا اوسکو گہٹنی سی اور یوں ہی ہم

ننجي المؤمنين وروي انه عليه السلام قال ما من مكروب يدعو بهذا الدعاء الا استجيب له وفي رواية اخرى انه

بچادیتی ہیں ایمان والوں کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو مصیبت زدہ یہہ پڑھ کر دعا مانگی تو قبول ہی ہوتی ہی اور ایک اور روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال الا اخبركم بشيء اذا نزل باحدكم كرب او بلاء فدعا به فرج الله عنه قيل بلى يا رسول الله قال دعاء ذي النون

فرمایا کہ تمکو ایک دعا بتادوں اگر کسی پر تم میں کچھ سختی یا بلا نازل ہووی پہر اوسکی وسیلہ سی دعا مانگی تو اوسکو اللہ دفع کری عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپ نی فرمایا وہ دعا ذی النون

لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظلمين وذكر عن بعض الصالحين ان من اعظم الاشياء الدافعة للبلاء كثرة

کی ہی نہیں کوئی حاکم سوا تیری تو پاک عیب سی ہی میں تہا گنہگاروں میں سی اور بعضی صلحا ذکر کرتی ہیں کہ تمام اشیا میں سی بلا کی بڑی دفع کرنیوالی درود کی کثرت ہی

الصلوة على النبي عليه السلام فان كثرة الصلوة على النبي عليه السلام من الوسائل للامن من المخوفات والفوز باعلى الدرجات يدل على ذلك حديث ابي

نبی علیہ الصلوة والسلام پر بیشک درود کی کثرت نبی علیہ السلام پر واسطی امن کی خوفناک چیزوں سی اور واسطی ترقی بلند درجوں کی ایک بڑا وسیلہ ہی اس مطلب پر حدیث ابی

بن كعب ان رجلا التزم ان يجعل صلوته كلها للنبي عليه السلام فقال له النبي عليه السلام اذا تكفى همك ويغفر ذنوبك والحاصل ان البلاء

بن کعب کی دلالت کرتی ہی کہ ایک شخص عہد کیا تہا کہ اپنی تمام وظیفی صرف نبی علیہ السلام پر درود بہیجا کرونگا سو نبی علیہ السلام نی اوسکو فرمایا بس تیری اندوہ کو کافی ہی اور تیری گناہ بخشی جائینگی حاصل یہہ ہی

اذا توجه فالمشروع الاشتغال بالتوبة والاستغفار وبما يرجى ان [illegible] البلاء من اعمال البر والتقوى [illegible]

کہ جب کوئی بلا سامنی آوی تو مشروع یہہ ہی کہ توبہ اور استغفار میں مشغول ہو اور اون اعمال [illegible]

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ فانه تعالی بیّن فی هذه الآیة ان من یتق الله تع
اور جو کوئی ڈرتا رہی اللہ سی وہ کر دیگا اوسکا گذارا اور روزی دیگا اوسکو جہاں سی اوسکو نہ خیال ہو اب اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالی سی ڈرتا رہی گا

فی کل ما یاتی ویذر یجعل الله تعالی له مخرجا ومخلصا من غموم الدنیا والآخرة وروی انه علیه السلام قال
ہر کام کی کرنی اور نہ کرنی مین تو اللہ تعالی اوسکو گذر کی راہ اور رستگاری دنیا اور آخرت کی غمون سی دیگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

انی لاعلم آیة لو اخذ الناس بها لکفتهم ومن یتق الله فما زال یقرأها ویعیدها وروی ان عوف بن مالک الاشجعی اسر
مجکو البتہ ایسی آیت معلوم ہی اگر خلقت اوسکو اپنا وسیلہ کرلین تو وہ اونکو کافی ہی ومن یتق اللہ پہر دیر تک اوسکو پڑہتی رہی اور روایت ہی کہ عوف بن مالک اشجعی کا بیٹا

المشرکون ابنا له یقال له سالم فاتی النبی عم فقال اسر ابنی یا رسول الله وشکی الیه الفاقة فقال له النبی علیه السلام
سالم نام مشرکون نی گرفتار کرلیا سو اوسنی نبی علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میرا بیٹا پکڑا گیا اور فاقہ کی شکایت کی سو نبی علیہ السلام نی اوسکو فرمایا

اتق الله واکثر لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم ففعل فبینا هو فی بیته اذ قرع ابنه الباب و معه مائة من الابل
خدا سی ڈرتا رہ اور لا حول ولا قوۃ آخر تک کثرت سی پڑہا کر سو اوسنی یہی کیا ایکدن وہ اپنی گہر مین تہا کہ ناگاہ اوسکی بیٹی نی دروازہ کہٹکہٹایا اور اوسکی ساتہہ سو اونٹ تہی

غفل عنها العدو فاستاقها وعلم من هذا کله ان کل خیر وطاعة من اعظم ما یستدفع به البلاء واما الاشتغال
کہ دشمن اونسی غافل ہوگیا تہا تب اونکو ہہ لڑکا ہانک لایا اور تمام حالات سی صاف معلوم ہوا کہ تمام خیر اور طاعت بلا کی بڑی دفع کرنیوالی ہین اور گناہون

بالمعاصی والمناهی فلا یمنع نزول البلاء بل یقوی وقوعه لما روی انه علیه السلام قال لا یصیب العبد نکبة فما فوقها
اور منہیات مین مصروف ہونی سی آنی بلا ہرگز نہین ٹلتی بلکہ بلا کا آنا زور پکڑ جاتا ہی اسواسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو درد انسان کو حاصل ہوتا ہی بہت یا

وما دونها الا بذنب وما یعفو الله عنه اکثر ثم قرأ قوله تعالی وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْ عَنْ
تہوڑا ہو وہ گناہ کی نہین ہوتا اور جو اللہ تعالی معاف کردیتا ہی وہ بہت ہی پہر آپ نی یہہ آیت پڑہی اور جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہارے ہاتہون نی اور معاف کردیتا

کَثِیْرٍ فانه علیه السلام بیّن فی هذا الحدیث ان العبد لا یصیبه مشقة فی الدنیا الا بسبب ذنب صدر عنه وتکون تلک المصیبة
بہت کو پس نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ انسان کو دنیا مین کوئی مشقت بدون گناہ کی پیش نہین آتی جو وہ انسان کر بیٹہتا ہی اور وہ مصیبت

التی لحقته فی الدنیا کفارة لذنبه والذی یعفو الله تعالی عنه من الذنوب من غیر ان یجازیه فی الدنیا ولا فی الآخرة اکثر
جو اوسکو دنیا مین پیش آتی ہی اوس کی گناہ کا عوض ہوجاتا ہی اور وہ گناہ جو اللہ تعالی اونسی درگذر فرماتا ہی بدون سزا کی نہ دنیا مین اور نہ آخرت مین اس سی زیادہ

من ذلک وقال علی کرم الله وجهه للمؤمن عند الله خمس عقوبات اولها المرض ثم المصائب وان کانت ذنوبه اکثر من ذلک یعذب فی قبره فان کانت
ہین اور علی کرم اللہ وجہہ کہتی ہین مومن کی واسطی اللہ کی ہان پانچ قسم کی عقوبت ہی پہلی تو بیماری پہر مصیبتین پہر اگر اوسکی گناہ اوس سی بہی زیادہ ہین تو گور مین عذاب دیا جاتا ہی پہر اگر

اکثر من ذلک یحبس علی الصراط فان کانت اکثر من ذلک یعذب فی جهنم علی قدر ذنوبه ثم یخرج منها بالتوحید ان کا
زیادہ ہین تو صراط پر روکا جاویگا پہر اگر اس سی بہی زیادہ ہین تو بقدر گناہون کی دوزخ مین عذاب دیا جاویگا پہر اوسمین سی توحید کی برکت سی نکلیگا اگر

توحیده صحیحا وان لم یکن توحیده صحیحا لا یخرج منها بل یبقی فیها ابدا الآبدا لان الناس فی الآخرة ینقسم الی عدة
اوسکی توحید صحیح اور درست ہوگی اور اگر اوسکی توحید صحیح نہین ہی تو دوزخ سی نہین نکلیگا بلکہ ہمیشہ کو اوسی مین رہیگا اسواسطی کہ آدمیون کی آخرت مین کئی قسمین ہونگی

اقسام القسم الاول قسم الفائزین وهم الذین قال الله تعالی فیهم فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ
پہلی قسم تو قسم کامیاب ہوگی وہی وہ لوگ ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی سو کسی جی کو معلوم نہین جو چہپا دہرا ہی اونکی واسطی جو ٹہنڈک ہی آنکہون کی

جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ وقال النبی علیه السلام اخبارا عن الله تعالی انی اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت
بدلہ اوسکا جو کرتی تہی اور نبی علیہ السلام اللہ تعالی کی طرف سی خبر دیتی ہین یعنی اپنی نیک کار بندون کی واسطی تیار کی ہی وہ راحت کہ نہ کسی آنکہہ نی دیکہی

ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر والقسم الثانی قسم الهالکین وهم الذین کذبوا بالحق ولم یصدقوا به فان
اور نہ کسی کان نی سنی اور نہ گذری کسی بشر کی دل پر اور دوسری قسم تباہ کارون کی قسم ہی وہی وہ لوگ ہین جنہون نی حق کی تکذیب کی اور اوسکو سچ سمجہا بیشک

سعادة الآخرة لا تكون الا في القرب من الله تعالى والنظر الى وجهه الكريم وذلك لا يحصل الا بالمعرفة التي يعبر عنها
آخرت کی سعادت بدون قرب الٰہی اور مشاہدہ وجہ کریم کی کبھی نہیں ہوتی اور یہہ قرب اور مشاہدہ بدون معرفت کی حاصل نہیں ہوتا

بالايمان والتصديق وهم لما كذبوا بالحق ولم يصدقوا به كانوا بعيدا عنه وَهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ وكل محجوب
جسکا نام ایمان اور تصدیق ہی اور انہوں لوگوں نی جو حق کی تکذیب کی اور اوسکو کچہہ نہ مانا تو اوسی دور ہوگئی وہ اپنی رب سی اوسدن روکی جاوینگی اور جو شخص اپنی

عن ربه يكون هالكا محترقا بنار الفراق ونار جهنم ابد الآباد والقسم الثالث قسم المعذبين وهم الذين تحلوا باصل
رب سی محجوب ہوا وہ ہلاک ہوا فراق اور دوزخ کی آگ میں قدیم کو جلتا رہیگا اور تیسری قسم عذاب کی لوگ ہیں وہ لوگ ہیں جنمین اصل ایمان تو موجود ہی

الايمان لكنهم قصروا في العمل بمقتضاه فان راس الايمان هو التوحيد والتوحيد نفي الشرك باعتقاد العبد ان الله تعالى
پر اونہوں نی مطابق ایمان کی اعمال میں قصور کیا کیونکہ اصل ایمان تو توحید ہی اور توحید دور کرنا شرک کا ہی جب آدمی یہہ اعتقاد کری کہ اللہ تعالی

واحد في ذاته وصفاته وافعاله فما يظهر شئ في العالم الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو
ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال میں اور کوئی شی عالم کی اندر بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدائش کی پیدا نہیں ہوسکتی اور نہ کوئی سزاوار عبادت کا ہی

فعلى هذا كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول اني اعتقد ان الله تعالى واحد في ذاته وصفاته وافعاله
سو اوسکی اس اعتقاد کی موافق جو شخص یہہ اقرار کرتا ہی کہ نہیں کوئی معبود سوا اللہ کی تو ایسا ہی کہ یوں کہتا ہی مجھکو یقین ہی کہ اللہ تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال میں

ولا يظهر في العالم شئ الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو فاني التزمت عبادته ولا اعبد الا اياه
اور عالم میں کوئی شی بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدائش کی پیدا نہیں ہوسکتی اور سوا اوسکی کوئی سزاوار پرستش کا نہیں سو میں اوسکی عبادت اپنی ذمہ لیچکا ہوں اور سوا اوسکی

وبعد هذا الاعتراف كل من اتبع هواه فقد اتخذ الهه هواه فهو موحد بلسانه فقط والتوحيد لا يكمل الا بالاستقامة
کسیکی عبادت نکرونگا اور بعد اس اقرار کی جو شخص اپنی ہوا ہوس کا تابع ہوا تو اوسنی اپنی ہوا ہوس کو معبود بنالیا پس وہ شخص صرف زبانی موحد ہی اور توحید بغیر قایم رہنی کامل نہیں ہوتی

عليه ومن لم يستقم عليه ولو في امر يسير بل اتبع هواه ولو في فعل قليل يكون خارجا عن سواء السبيل وذلك قادح
اور جو شخص توحید پر قایم نرہا اگرچہ ادنی بات میں بلکہ اپنی ہوس کا تابع ہوا اگرچہ چھوٹی سی کار میں تو وہ سیدہی راہ سی الگ ہی اور اس ہی کمال توحید میں

في كمال التوحيد ولعدم خلو بشر عن ذلك قال الله تعالى وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا فيكون الورود على النار لكل احد
نقصان آتا ہی اور چونکہ اس سی کوئی بشر خالی نہیں ہی اسواسطی اللہ تعالی فرماتا ہی اور کوئی نہیں تم میں جو نہ پہنچیگا اوسپر پس ہر ایک کا گذر یقینا آگ پر ہوگا

متيقنا وانما الشك فيمن ينجو منها وفي اي وقت يخرج منها وقد جاء في بعض الاخبار ما يدل على ان آخر من يخرج بعد
شک اونہی میں ہی جو اوس سی نجات پاوینگی اور کس وقت اوسمیں سی باہر آوینگی اور بیشک بعضی احادیث کی مضمون سی معلوم ہوتا ہی کہ سب سی آخر کا بعد سات ہزار برس کی

سبعة الاف سنة وبعضهم يجوز عنها كبرق خاطف ولا يوجد له فيها لبث نرجو الله تعالى ان يجعلنا منهم بلطفه
نکلیگا اور بعضی اوسپر سی چمکتی بجلی کی طرح جلد جاوینگی اونکی لئی اوسمین ذرا درنگ نہوگی ہمکو امید ہی کہ اللہ تعالی اپنی لطف اور فضل

وفضله وكرمه

المجلس الثاني والاربعون في بيان دفع الدعاء البلاء حين نزول البلاء

اور کرم سی ہمکو اونہی گروہ میں داخل کری بیالیسویں مجلس اس بیان میں کہ دعا اوترتی بلا کو اور اوترنی سی پہلی بلا کو دفع کردیتی ہی

وبعد النزول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الدعاء ينفع مما نزل ومما لم ينزل فعليكم عباد الله بالدعاء
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک دعا نفع کرتی ہی اوس بلا کو جو اوتر چکی اور جو نہیں اتری سو اپنی اوپر اے بندو اللہ کی دعا کو لازم کرلو

هذا الحديث من حسان المصابيح رواه عبد الله بن عمر ومعناه ان الدعاء يدفع البلاء النازل ويدفع البلاء الذي
یہہ حدیث مصابیح کی حسان حدیثوں میں ہی عبد اللہ بن عمر کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہیں کہ دعا آئی ہوئی بلا کو دفع کردیتی ہی اور اوس بلا کو بہی

كان في صدد النزول فداوموا يا عباد الله بالدعاء [illegible] فان البلاء ينزل فيلتقاه الدعاء فيعتلجان الى يوم القيامة
[illegible] تیار ہو دفع کردیتی ہی سو تم اے بندو اللہ کی ہمیشہ دعا کرتی رہا کرو [illegible] بیشک بلا آتی ہی اور دعا اوسکی آگی آتی ہی قیامت تک دونو لڑتی رہتی ہیں

کما جاء فی الحدیث ان الدعاء والبلاء یلتقیان بین السماء والارض فیعتلجان الی یوم القیمة وقد روی عن سلمان الفارسی
چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ دعا اور بلا آسمان اور زمین کی بیچ میں ملتی ہین پہر قیامت تک لڑی جاتی ہین اور سلمان فارسی سی روایت ہی

انه علیه السلام قال لا یرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان کان مما لا مرد له لکن من جملة القضاء رد البلاء
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قضا کو دعا کی سوا کوئی نہین رد کرتا کیونکہ قضا کا اگرچہ کوئی ہٹانی والا نہین پر یہہ بہی حکم قضا کا ہی کہ دعا سی بلا رد ہو جاوی

بالدعاء فکل بلاء قدر ان یندفع بالدعاء یکون الدعاء سببا لرد ذلك البلاء کالترس الذی یکون سببا لرد السهم فکما
پہر جو بلا بالفرض دعا سی دفع ہو جاوی تو دعا اسکی دفع ہونی اوس بلا کی سبب ہوویگی مانند ڈہال کی سو جیسی ڈہال

ان الترس یدفع السهم کذلك الدعاء یدفع البلاء وقد روی عن ابن مسعود انه علیه السلام قال سلوا الله من فضله
تیر کو روک دیتی ہی ایسی ہی دعا بلا کو دفع کر دیتی ہی اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ سی اللہ کا فضل مانگا کرو

فان الله یحب ان یسال یعنی ان الله تعالی کریم قادر علی قضاء الحوائج یحب ان یطلب منه قضاء الحوائج فاطلبوا
کیونکہ اللہ تعالی سوال کرنیکو محبوب رکہتا ہی مراد یہہ ہی کہ اللہ تعالی کریم ہی اور حاجات روا کرنی پر قادر ہی یہہ محبوب رکہتا ہی کہ مجہسی حاجات طلب کیا کریں سوای ایمان والو

منه قضاء حوائجکم ایها المؤمنون وفی حدیث اخر رواه ابو هریرة انه علیه السلام قال من لم یسال الله یغضب علیه
اوس ہی اپنی اپنی حاجتین طلب کرو اور ایک اور حدیث مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اللہ سی سوال نہین کرتا تو اللہ اوسپر غصہ کرتا ہی

لان من لم یطلب منه تعالی حاجة یکون فی صورة الاستغناء عنه تعالی ولا یجوز للعبد ان لا یعرض حاجة علی الله تعالی
اسلئی کہ جو اللہ تعالی سی حاجت طلب نہین کرتا تو وہ ظاہر مین اللہ تعالی سی بی نیاز ہوتا ہی اور بندہ کو یہہ جایز نہین ہی کہ اللہ تعالی سی کوئی حاجت پیش نکری بلکہ چاہیی کہ اپنی تمام

لیکون هذا اعترافا بعبودیته وفقره وعجزه واحتیاجه الی الله تعالی فی قضاء حوائجه فان احب العباد الی الله تعالی
تاکہ یہہ ہی اپنی عبودیت کا اور فقر کا اور عجز کا اور اللہ تعالی کی طرف حاجتمندی کا تمام حاجات کی روا کرنی مین اقرار ہو جاوی کیونکہ محبوب تر بندہ اللہ تعالی کا

من یساله وابغض العباد الیه من یستغنی عنه واحب العباد الی الناس من یستغنی عنهم ولا یسالهم شیئا وابغض
وہ ہی ہی جو اوس سی مانگتا رہی اور بدتر بندہ اللہ کا وہ ہی جو اوس سی بی پروائی کری اور محبوب یعنی پسندیدہ آدمی انسین وہ ہوتا ہی جو اونسی بی پروا رہی اور اونسی کچہہ نہ مانگی اور ناکارہ

العباد الیهم من یسالهم وقد روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال لیس شیء اکرم علی الله تعالی من الدعاء یعنی ان اکرم
آدمی انسین وہ ہی جو اونسی سوال کیا کری اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کوئی شی اللہ تعالی پر دعا سی زیادہ تر مکرم نہین مراد یہہ ہی

العبادات علی الله تعالی الدعاء بل جاء فی حدیث اخر انه علیه السلام قال الدعاء هو العبادة ثم قرأ قوله تعالی ادعونی
کہ عبادات مین بڑی معزز اللہ تعالی پر دعا ہی بلکہ ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا دعا ہی عبادت ہی پہر آیت پڑہی مجکو پکارو

استجب لکم فانه علیه السلام لما حکم فی هذا الحدیث ان الدعاء هو العبادة استدل علیه بالایة لان فی الایة
کہ مین تمہاری پکار سونی علیہ السلام نی جب اس حدیث مین یہہ ارشاد کیا کہ دعا ہی عبادت ہی تو اوسپر اس آیت سی استدلال کیا اسلئی کہ آیت مین دعا کرنیکا

امر بالدعاء وامتثال الامر عبادة یحصل للداعی فی مقابلتها ثواب وان لم یحصل مراده لکن ظاهر عبارته علیه السلام
امر ہوا ہی اور فرمان برداری امر کی عبادت ہوتی ہی اسکی مقابلہ مین دعا کرنی والی کو ثواب ملتا ہی اگرچہ اوسکا مطلب نہ ملی لیکن حدیث کی ظاہر عبارت سی یہہ

یدل علی ان لا عبادة الا الدعاء ولیس کذلك بل معنی الحدیث ان الدعاء معظم العبادة لان فی الدعاء اظهار العجز والاعتراف
معلوم ہوتا ہی کہ سوای دعا کی اور کچہہ عبادت ہی نہین اور واقع مین یون نہین ہی بلکہ حدیث کی معنی یہہ ہین کہ دعا عمدہ عبادت ہی اسلئی کہ دعا مین عجز کا اظہار اور فقر کا اقرار ہوتا ہی

بالفقر والاقبال علی الله تعالی والرجاء منه والاعراض عما سواه وهذه الاشیاء عین العبادة ویقرب من هذا المعنی
اور اللہ تعالی کی طرف توجہ اور اسہی سی امیدواری اور ما سوا سی بیزاری ہوتی ہی اور یہہ سب باتین عبادت کی ہین اور اسہی مضمون سی ملتا ہوا ہی

ما روی عن انس انه علیه السلام قال الدعاء مخ العبادة فان مخ الشیء خالصه وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام
جو انس روایت کرتی ہین کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا دعا عبادت کا مغز ہی کیونکہ مغز ہر شی مین سی خالص ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال من سره ان يستجيب الله دعاءه عند الشدائد فليكثر الدعاء عند الرخاء فعلى هذا ينبغي للعبد ان يواظب على

فرمایا جسکو یہہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالی اوسکی دعا سختی مصیبت مین قبول کری تو چاہیی کہ عیش اور آسانی مین خوب دعا کیا کری اس بیان کی موافق بندہ کو لائق ہی کہ ہمیشہ بلا ناغہ

الدعاء ويكثره في حالة النعمة والرخاء لينال النجاح في حال الضيق والبلاء فان من يداوم على الدعاء في الرخاء يصير

اور نعمت اور عیش کی حالت مین زیادہ تر دعا کیا کری تا کہ تنگی اور بلا کی وقت مخلصی حاصل ہو بیشک جو شخص عیش مین دعا کی مداومت کریگا تو وہ

من حزب الله تعالى ومن عادة العظماء ان ينصروا حزبهم عند الشدائد ثم انه اذا دعى ينبغي له ان يكون موقنا

اللہ والون مین داخل ہوجاویگا اور عظماء کی عادت ہی کہ سختی مین اپنی وابستون کی مدد کرتی ہین پہر جب یہہ دعا مانگی تو اوسکو لائق ہی کہ قبولیت کا یقین کری اسواسطی

بالاجابة لانه تعالى وعد بالاجابة قال ادعوني استجب لكم وروى عن ابي هريرة رض انه عليه السلام قال ادعوا الله وانتم

کہ اللہ تعالی قبول کرنی کا وعدہ کرچکا ہی فرمایا مجکو پکارو کہ پہنچون تمہاری پکار اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ تعالی سی قبولیت کا یقین کرکی

موقنون بالاجابة فان الداعي اذا لم يكن موقنا بالاجابة لا يكون مستحقا في الرجاء فلا يكون رجاؤه صادقا ولا دعاؤه

دعا مانگو اسلئی کہ دعا مانگنی والا اگر قبولیت کا یقین نہین کرتا تو مستحق امید برانی کا نہین ہوتا پہر اوسکی امید صادق نہین ہوتی اور نہ اوسکی دعا

خالصا لان الرجاء هو الباعث على الطلب فاذا لم يتحقق الرجاء لا يتحقق الطلب فان قيل كيف يمكن للداعي ان يكون موقنا

خالص ہوتی ہی اسواسطی کہ امیدواری ہی طلب کی باعث ہوتی ہی پہر جب امیدواری ہی نہین تو طلب ہی نہین ہوگی اگر کوئی اعتراض کری کیونکر ہوسکتا ہی کہ دعا مانگنی والا اپنی

باجابة دعائه مع وقوع التخلف في الاجابة حيث يرى ان بعض الدعاء يستجاب وبعضه لا يستجاب فالجواب ان الداعي

دعا کی قبولیت کا یقین کرلی باوجودیکہ قبولیت مین خلاف واقع ہوتا ہی اسلئی کہ یہہ دیکہتا ہی کہ کوئی دعا تو قبول ہوجاتی ہی اور کوئی دعا قبول نہین ہوتی تو اوسکا یہہ جواب ہی کہ دعا

لا يكون محروما عن الاجابة البتة فان الاجابة المطلقة حاصلة له حيث ما ورد الوعد الصدق لكن امرها الى الله تعالى

مانگنی والا ہرگز قبولیت سی محروم نہین رہتا مطلق اجابت اوسکی لئی بیشک حاصل ہوتی ہی اسواسطی کہ سچا وعدہ ہوچکا ہی لیکن اوسکا حال قبضہ الٰہی مین ہی

ان يجعلها ما يشاء في اي وقت شاء فان ما سال الداعي ان كان حصوله مقدرا في الحال يحصل في الحال وان كان

اوسکو جو چاہی اور جسوقت چاہی کردی کیونکہ سوال دعا مانگنی والی کا اگر تقدیر مین ابہی ہونیوالا ہی تو فورًا ہوجاتا ہی اور اگر اوس سوال کا ہونا

حصوله مقدرا في وقت اخر يحصل في ذلك وان لم يكن مقدرا يدفع عنه من البلاء مثل ما ساله عوضا عما سال او

اور وقت پر منحصر ہی تو اوسوقت ہوویگا اور اگر مقدر یعنی ہونیوالا ہی نہین تو اوسپیری کوئی بلا اوسکی بدلہ مین سوال کی برابر رفع ہوجاتی ہی یا اوسکو آخرت مین اوس سوال کا بدلی

يحصل له في الاخرة من الثواب عوض ما سال لان الدعاء عبادة والعبادة لا يكون فاعلها محروما من الثواب وقد

ثواب ملیگا اسلئی کہ دعا تو عبادت ہی اور عبادت کرنیوالا یعنی عابد ثواب سی محروم نہین ہوتا

روى عن يزيد الرقاشي انه قال اذا كان يوم القيمة عرض الله تعالى للعبد دعوات دعى بها في الدنيا ولم يستجب له فيقول

اور یزید رقاشی سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی بندہ کو اوسکی دعائین دنیا مین مانگی ہوئی جو قبول نہین ہوئی تہی دکہلاویگا فرماویگا

عبدي دعوتني يوم كذا وكذا فامسكت عليك دعاءك فخذ مكان دعائك ما ادخرت لك من الثواب فلا يزال العبد

ای بندہ تونی مجسی فلانی فلانی دن یہہ دعا مانگی تہی سو مینی تیری لئی وہ دعائین جمع کر رکہی ہین اب تو اپنی دعا کا عوض یہہ لی لی جو مینی تیری لئی ثواب جمع کر رکہا ہی پہر

يعطي من الثواب حتى يتمنى ليته تعالى لم يقض له حاجة قط فاذا كان كذلك يلزم للداعي ان يكون موقنا في اجابة ما

اوسکو ثواب ملی جائیگا آخر کو یہہ آرزو کریگا کاشکی اللہ تعالی میری کوئی حاجت کبھی نہ روا کرتا جب دعا کا یہہ حال ہی تو دعا مانگنی والی کو لازم ہی کہ بعینہ دعا کی قبولیت کا یقین کری

ادعى به او بعوضه اما في الدنيا او في الاخرة لما روى انه عليه السلام قال ما من مسلم يدعو بدعوة ليس فيها اثم ولا

یا اوسکی بدلہ کا یا دنیا مین یا آخرت مین کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی مسلم جو ایسی دعائین مانگی جسمین نہ کچھ گناہ ہو اور نہ

قطيعة رحم الا اعطاه الله بها احدى ثلث اما ان يعجل له دعوته واما ان يؤخرها في الآخرة واما ان يصرف عنه من السوء

قطع رحم مگر عطا فرماویگا اوسکو اللہ تعالی ایک بات تین مین سی یا تو اوسکی دعا بعینہ فورًا ہوگی یا اوسکو پیچہی پر رکہیگا آخرت مین اور یا اوس سی کوئی مصیبت اوسکی برابر دفع کردیگا

مثلها وفي لفظ اخر اما ان يكفر عنه من ذنوبه بقدر ما دعاه وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ما من مسلم

اور دوسری عبارت مین اوس سی دعا کی برابر گناه معاف ہوجاوینگی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی مسلم

يدعو بدعاء الا اعطاه الله ما سال او كف عنه من السوء مثله ما لم يدع باثم او قطيعة رحم فالدعاء بالاثم مثل

جو کچہہ دعا مانگی مگر اوسکو اللہ تعالی جو طلب کری عطا فرماتا ہی یا اوس سی کوئی مصیبت اوسکی برابر دفع کرتا ہی جبتک کہ گناه کی یا قطع رحم کی دعا نہ کری پہر گناه کی دعا تو ایسی ہی

ان يقول اللهم ارزقني شرب الخمر او قتل انسان او وطي غلام او غير ذلك ما يحرم عليه فعله والدعاء بقطيعة الرحم

ہی مثلاً کہی الہی مجکو پینا شراب کا یا قتل انسان کا یا وطی غلام کی میسر کر یا اور کچہہ سوا اسکی جسکا عمل اوسپر حرام ہی اور دعا قطع رحم کی مثلا

مثل ان يقول اللهم باعد بيني وبين ابي وامي او الاخ او غير ذلك فان الدعاء بهذين الوجهين لا يقبل ثم انه اذا اراد

یون کہی الہی دور رکہہ مجکو اور میری باپ کو اور ما کو یا بہائی کو یا اور سوا اوسکی بیشک یہہ دو طرح کی دعا قبول نہین ہوتی پہر یہہ شخص جب دعا مانگنی کا قصد کری

ان يدعو ينبغي له ان يتوب اولا عن خطايا والاثام ويرد المظالم وحقوق الانام ثم يتوضأ ويستقبل القبلة ويجثو على

تو لایق ہی کہ پہلی اپنی گناہون اور معصیت سی توبہ کری اور مظالم اور خلقت کی حقوق ادا کری پہر وضو کر کی قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر دوزانو بیٹہی

ركبتيه ثم يرفع يديه ويدعو بالخضوع والخشوع ويساله ما دعا به ثلثا لما روي عن ابن مسعود انه عليه السلام

پہر دونو ہاتہہ اوٹہا کر نہایت انکسار اور فروتنی سی دعا مانگی اور جو کہی تین تین بار سوال کری اسواسطی کہ ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

كان اذا دعى دعا ثلثا واذا سال سال ثلاثا ويختار في الدعاء الجوامع والمراد بالجوامع ما كان لفظه قليلا ومعناه كثيرا

جب دعا مانگتی تو تین تین بار مانگتی اور جب سوال کرتی تین بار سوال کرتی اور دعا مین عبارت جوامع کو پسند فرماتی اور مراد جوامع سی وہ عبارت ہی جسمین لفظ تہوڑی ہون

قد جمع به خير الدنيا والاخرة كما في قوله تعالى رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ويجتنب

اور معانی بہت ہون جسمین تمام خوبی دنیا اور آخرت کی آجاوی چنانچہ اس آیت مین ہی ای رب ہماری دی ہمکو دنیا مین خوبی اور آخرت مین خوبی اور بچا ہمکو دوزخ کی عذاب سی اور دعا مین

الاعتداء فيه والتجاوز عن الحد المشروع فالاولى ان لا يتجاوز الدعوات المأثورة كيلا [illegible] ليس [illegible] لا يليق به

تعدی سی بچی اور [illegible] یہہ ہی کہ شرع کی حد سی باہر ہوجاوی اب اولی یہہ ہی کہ دعوات ماثورہ سی جو حدیثون مین ہین تجاوز نکری [illegible] ایسا

اذ ليس كل احد يحسن الدعاء وقيل ان العلماء كانوا لا يزيدون في الدعاء على سبع كلمات ويشهد هذا اخر سورة البقرة فانه تعالى

اسواسطی کہ ہر یک شخص اچہی دعا نہین جان سکتا اور کہتی ہین کہ اگلی علما دعا کی اندر سات کلمات سی زیادہ نہین بڑہاتی تہی اور اسکا گواہ آخر سورہ بقرہ کا ہی سو اللہ تعالی نی

لم يخبر في موضع من ادعية عباده اكثر من ذلك حيث بين فيه انهم قالوا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا

کسی مقام مین بندون کی دعاؤن مین اس سی زیادہ نہین بڑہایا جہان یہہ بیان فرمایا ہی کہ اونہون نی یہہ کہا ای رب ہماری مت پکڑ ہمکو اگر ہم بہولین یا چوکین ای رب ہماری

وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا

اور نہ رکہہ ہمپر بوجہہ جیسا رکہا تہا ہمسی اگلون پر ای رب ہماری اور نہ اوٹہوا ہمسی جسکی طاقت نہین ہمکو اور درگذر کر ہمسی اور بخش ہمکو اور رحم کر ہمپر

اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ يسر الله تعالى علينا افعال رضائه بلطفه المجلس الثالث والاربعون

تو ہمارا صاحب ہی تو مدد کر ہماری قوم کافر پر ہمپر آسان کری اللہ تعالی عمل اپنی رضا کی موافق اپنی لطف سی تینتالیسوین مجلس میں

في بيان مسنونية الصلوة عند ظهور الاية المخوفة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا

بیان نماز مسنون ہونیکا وقت ظاہر ہونی نشان خوفناک کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ نی فرمایا جب تم کوئی

رايتم اية فاسجدوا هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابن عباس والمراد بالاية العلامة التي يخوف الله تعالى

خوفناک نشان دیکہو تو نماز پڑہو یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت ہی اور مراد آیت سی وہ علامت ہی جسمین اللہ تعالی اپنی بندونکو

بها عباده والمراد بالسجود الصلوة كانه عليه السلام قال ايها الناس اذا رايتم علامة من العلامات التي يخوف الله تعالى

[illegible] ہی اور سجود سی مراد نماز ہی گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا ای لوگو جب تم کوئی سی علامت دیکہو علامات میں سی جس سی اللہ تعالی اپنی بندونکو ڈراتا ہی

بها عباده فقوموا الی الصلوٰة فعلی هذا اذا ظهر علامة من العلامات المخوفة کالکسوف والخسوف والزلازل والصواعق
اپنی بندون کو ڈراتا ہی تو تم نماز مین مصروف ہو جاؤ اس مضمون کی موافق جب کوئی علامت خوفناک پیدا ہووی جیسی سورج گہن اور چاند گہن اور بھونچال اور بجلی کا گرنا

والامطار الدائمة والریاح الشدیدة والظلمة الهائلة بالنهار والضوء الهائل باللیل وعموم الامراض والخوف الغالب
اور متصل بارش اور سخت اندھیان اور دن مین اندھیرا ہولناک اور رات کو روشنی ہولناک اور وبائی بیماریان اور دشمن کا قوی

من العدو ونحو ذلك من الاهوال والافزاع ینبغی للناس ان یقوموا الی الصلوٰة ویصلون ان شاؤا رکعتین
خوف اور مانند اسکی اور ہول اور خوف تو لوگون کو یہہ چاہیی کہ نماز مین مشغول ہو جاوین اور چاہین تو دو رکعت پڑھین

وان شاؤا اربعا لان کل ذلك من الآیات المخوفة التی یخوف الله تعالی به عباده کما قال تعالی وَمَا نُرْسِلُ
اور چاہین چار رکعت پڑھین کیونکہ یہہ تمام نشان خوفناک ہین جن سی اللہ تعالی اپنی بندون کو ڈراتا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور نشانیان جو ہم

بِالْآیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا وقد روی انه علیه السلام قال اذا رأیتم شیئا من هذه الافزاع فافزعوا الی الصلوٰة فانه
بھیجتی ہین سو ڈرانی کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب تم انمین سی کوئی شئ خوفناک کی دیکھو تو نماز پڑھنی لگو اسلئی کہ

علیه السلام کان اذا حزنه امر فزع الی الصلوٰة وعند ظهور علامة من علامات العقوبات کان یامر
نبی علیہ السلام کو جب کسی باب مین حزن پیدا ہوتا تو نماز شروع کر دیتی اور ہر وقت پیدا ہونی کسی نشان کی عذاب کی نشانیون مین سی نماز پڑھنی

بالصلوٰة والدعاء والاستغفار ویشتغل بها حتی ینکشف ذلك عن الناس لانه تعالی قد یرسل علامة من علامات
اور دعا مانگنی اور توبہ کرنیکا امر فرماتی اور آپ بھی اوسمین مشغول رہتی یہان تک کہ لوگون کی سر پر سی وہ نشان ٹل جاتا اسواسطی کہ اللہ تعالی بعضی دفعہ علامات عذاب مین سی

العذاب ویخوف بها عباده لیتوبوا الیه ویتضرعوا الیه وعلم من هذا کله ان علامة من علامات العذاب اذا
کوئی نشانی پیدا کرتا ہی اور اپنی بندون کو اوس سی ڈراتا ہی تاکہ اوسکی طرف رجوع کر کر انکسار کرین اس تمام بیان سی معلوم ہوا کہ علامات عذاب مین سی جب کوئی علامت پیدا ہوئی

ظهرت فالمشروع الاشتغال بالتوبة والاستغفار وبما یرجی ان یرفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوی
تو توبہ اور استغفار مین اور اون اعمال مین مشغول ہونا مشروع ہی جسمین توقع عذاب ہولناک کی دفع ہونیکی ہو یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری

فان کل ذلك من اعظم ما یستدفع به البلاء واما الاشتغال بالمعاصی والملاهی فلا یمنع زوال البلاء بل
بیشک یہہ تمام واسطی دفع کرنی بلا کی بڑا ہی علاج ہی اور اشتغال معاصی اور لہو لعب کا سو اس سی بلا ہرگز نہین ٹلتی بلکہ بلا کی

یقوی وقوعه کما یدل علیه قوله تعالی وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وقد روی ان بعض
آمدنی اور زور پکڑتی ہی چنانچہ اس آیت سی ثابت ہی اور جو پڑی تمپر کوئی مصیبت سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتھون نی اور روایت ہی کہ کسی

الصالحین قد شکی الیه عن بلاء وقع فیه الناس فقال ما اری ما انتم فیه من البلاء الا بشوم المعاصی فالعاصی
صالح مرد کی پاس عام بلا کی شکایت گذری جسمین تمام خلقت مبتلا تھی سو اوس صالح مرد نی فرمایا مین اس بلا کو بجز نحوست تمہاری گناہون کی نہین جانتا پس گناہگار آدمی

مشوم علی نفسه وعلی غیره اذ لا یؤمن ان ینزل علیه العذاب فیعم الناس خصوصا من لم ینکر عمله لان النهی
منحوس ہوتا ہی اپنی جان پر اور غیرون پر اسلئی کہ یہہ بچاؤ کہان ہی کہ اوسپر عذاب نازل ہو کر سب خلقت پہ پھیل جاوی خاص اون لوگون پر جو اوسکی عمل کو ناپسند نہین کرتی

عن المنکر واجب فاذا ترکه الناس یکون جمیعهم مستحقین للعذاب کما روی عن جریر بن عبد الله رض انه علیه السلام
اسواسطی کہ بدبات کی ممانعت واجب ہی جب اس وجوب کو لوگون نی ترک کیا تو سب ہی سزاوار عذاب کی ہونگی چنانچہ جریر بن عبد اللہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال ما من رجل یکون فی قوم یعمل فیهم بالمعاصی وهم یقدرون علی ان یغیروا علیه ولا یغیرون الا اصابهم
فرمایا نہین کوئی شخص کہ ایک قوم مین رہ کر معاصی کیا کری اور حال یہہ ہی کہ اونکو یہہ قدرت ہی کہ منع کر دین پر منع نہین کرتی مگر او ان سب پر

منه بعقاب قبل ان یموتوا وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال ان الله تعالی لا یعذب العامة بذنوب الخاصة
جیتی جی عذاب آویگا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک اللہ تعالی بعض بعض کی گناہون سی تمام خلقت کو عذاب نہین کرتا

حتى يروا المنكر بين اظهرهم وهم قادرون على ان ينكروه فلا ينكرونه فاذا فعلوا ذلك عذب الله العامة

جبتک وہ خلقت امر بد کو اپنی سامنی دیکہیں اور وہ یہہ قدرت رکہتی ہیں کہ منع کریں پہر منع نکریں جب وہ ایسا کرتی ہیں تو پہر اسد تعالی عوام

والخاصة فان المنكر اذا ظهر بين الناس يجب على كل من يراه ان يغيروه فان لم يغيروا فكلهم عاص بعضهم

و خواص کو عذاب کرتا ہی اسلئی کہ کار بد جب سب کی سامنی ہونی لگی تو جو دیکہی سب پر واجب ہی کہ منع کری اگر منع نہ کرینگی تو پہر سب کی سب گنہگار ہیں

بفعله وبعضهم برضاه وقد جعل الله تعالى بحكمه وحكمته الراضي بمنزلة العاصي ولهذا قال الله تعالى واتقوا

بعضی تو عمل کر کر اور بعضی پسند کر کر اور اسد تعالی نی اپنی حکم اور حکمت سی پسند کرنیوالیکو برابر گنہگار کی ٹہرایا ہی اسی لئی اسد تعالی نی فرمایا ہی اور بچتی رہو

فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً قال ابن عباس رض في تفسير هذه الاية قد امر الله المؤمنين ان لا يقروا

اوس فساد سی کہ نہ پڑیگا تم میں سی ظالموں پر چنکر ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں کہتی ہیں بیشک اسد تعالی مؤمنوں کو امر کرتا ہی کہ امر منکر کو

منكرا بين اظهرهم فيعمهم العذاب فانظر ايها العاقل ان عاقر الناقة كان واحدا من قوم صالح النبي عليه السلام

اپنی سامنی نہ ہونی دیں پہر سب پر عذاب آویگا سواے عقلمند دیکہہ تو حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام کی اونٹنی کا کاٹنیوالا تمام قوم میں سی ایک ہی تہا

كما اخبر الله به حيث قال فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَى فَعَقَرَ فتبعه ثمانية فكانوا تسعة كما بينه الله حيث قال

چنانچہ اسد تعالی اوسکی خبر اس آیت میں دیتا ہی پہر پکاری اپنی رفیق کو پہر ہاتہہ چلایا اور کاٹا پہر اوسکی ساتہہ آٹہہ آدمی ہوگئی تو وہ کل نو ہوگئی چنانچہ اسد تعالی فرماتا ہی

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ فانزل الله تعالى العذاب على قوم صالح النبي عليه السلام

اور تہی اوس شہر میں نو شخص خرابی کرتی ملک میں اور سنوار نکرتی پہر اسد تعالی نی حضرت صالح نبی علیہ السلام کی قوم پر عذاب اوتار کر

واهلكهم وشمل الاصاغر والبهائم من العذاب شمل الاكابر حين لم ينهوا عاقر الناقة عن عقرها وكذلك سائر الامم

سبکو ہلاک کیا اور بچوں اور جانوروں پر وہ ہی عذاب آیا جو بڑوں پر آیا تہا جب اونہوں نی اونٹنی کی قاتل کو قتل سی منع نکیا اور ایسی ہی تمام امتیں معذب

المهلك شمل العذاب صغارهم وكبارهم ونسائهم وحيواناتهم ولهذا كان الله تعالى يامر الانبياء عليهم السلام ان يخرجوا

کہ اونکی بچوں اور بڑوں اور عورتوں اور جانوروں پر عذاب آگیا اور اسیلئی اسد تعالی انبیا علیہم السلام کو امر فرما دیتا تہا کہ مسلمانوں کو ساتہہ لیکر

مع المؤمنين من بين قومهم قبل نزول العذاب مع كون القدرة صالحة لانجائهم وان قعدوا في اماكنهم لكن لا تبديل

اپنی قوم میں سی عذاب کی آنی سی پہلی باہر چلی جاویں باوجودیکہ اونکی بچا لینی کی قدرت ہی اگرچہ وہ اپنی مکانوں میں بیٹہی رہیں پر عادات الہی میں تبدیل نہیں ہوتی

لسنة الله تعالى وقد كان من قاعدة العذاب انه اذا نزل بقوم يعم المستحق وغيرهم ثم يبعثون على نياتهم كما جاء

اور قاعدہ عذاب کا یوں ہی جاری تہا کہ جب کسی قوم پر نازل ہوتا تو مستحق وغیرہ سب پر عام ہوجاتا تہا پہر اپنی اپنی نیت پر اوٹہینگی چنانچہ

في الصحيحين عن عبد الله بن عمر رض انه عليه السلام قال اذا انزل الله بقوم عذابا اصاب من كان فيهم ثم يبعثون

صحیح بخاری اور مسلم میں عبد اسد بن عمر رض کی روایت سی آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب اسد تعالی کسی قوم پر عذاب بہیجتا ہی تو جو اونمیں ہوتی ہیں

على نياتهم وروى عن مالك بن دينار رح انه قرأ هذه الاية وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ

سب پر آتا ہی پہر اپنی اپنی نیتوں پر اوٹہائی جاتی ہیں اور مالک بن دینار سی روایت ہی کہ اونہوں نی یہہ آیت پڑہی اور تہی اوس شہر میں نو شخص خرابی کرتی ملک میں

وَلَا يُصْلِحُونَ قال فكم اليوم في كل محلة وكل جماعة من يفسد في الارض ولا يصلح مع انه تعالى فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ

اور اصلاح نہ کرتی فرمایا آج ہر ہر محلہ اور ہر ہر جماعت میں کتنی ہیں جو ملک میں خرابی کرتی ہیں اور اصلاح نہیں کرتی باوجودیکہ اسد تعالی فرماتا ہی سو ڈرتی

عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وقد روى عن ام سلمة رض انها قالت سمعت رسول الله صلى

رہیں جو لوگ خلاف کرتی ہیں اوسکی حکم کا کہ پڑی اونپر کچہہ خرابی یا پہنچی اونکو دکہہ کی مار اور ام سلمہ رض سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہیں کہ سنی رسول اسد صلی اسد علیہ

الله عليه وسلم يقول اذا ظهرت المعاصي في امتي عمهم الله بعذاب من عنده فقلت يا رسول الله اما فيهم

وسلم سی سنا کہ فرماتی تہی جب میری امت میں معاصی ظاہر ہونی لگی تو اسد تعالی کی پاس سی سب پر عذاب آویگا میں نی عرض کیا یا رسول اسد کیا اوس امت میں

الناس صالحون قال بلى قلت كيف يصنع اولئك قال يصيبهم ما اصاب الناس ثم يصيرون الى

نیکوکار نہیں گے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اونکا کیا حال ہوگا فرمایا اونہیں وہی مصیبت ہوگی جو سب لوگوں پر پڑیگی پھر جائینگے طرف

مغفرة الله ورضوانه فالظاهر من هذا الحديث ان المؤمن اذا انكر بقدر استطاعته ولم يغير

مغفرت اور رضامندی کے ہیں اب اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مرد مومن اگر بمقدور بیسر اپنے بدلدے منکر کو بند نکرے

المنكر يعمه العقاب في الدنيا دون الآخرة ويدل عليه ايضا ما روى عن عائشة رضي انها قالت يا رسول الله

تو اوسکو عذاب دنیا میں عام ہوگا آخرت میں نہ ہوگا اور یہی مضمون عائشہ رضی کی روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ

ان الله تعالى اذا انزل سطوته باهل الارض وفيهم صالحون فيهلكون بهلاكهم فقال يا عائشة ان

اللہ تعالی جب اپنا قہر زمین کے باشندوں پر اوتارتا ہے تو اون میں نیکوکار بھی ہوتے ہیں کیا وہ بھی اونکے ساتھ ہلاک ہوتے ہیں فرمایا یا عائشہ

الله تعالى اذا انزل سطوته باهل نقمة وفيهم صالحون فيصيبون معهم ثم يبعثون على نياتهم والمرء

اللہ تعالی جب اپنا قہر عذاب والوں پر نازل کرتا ہے اور اون میں صلحا بھی ہوتے ہیں تو وہ بھی اونکے ساتھ مصیبت میں پڑتے ہیں پھر اپنی اپنی نیتوں پر اوٹھینگے اور آدمی

لا يبقى صالحا الا اذا انكر بقدر وسعه واما من داهن ولم ينكر مع استطاعته فانه يصير من الفاسقين

صالح جب ہی ہوتا ہے کہ اپنی مقدور تک برائی سے بیزار رہے اور جسنے سستی کی اور باوجود طاقت کے بند نکیا تو وہ فاسقوں میں داخل ہوتا ہے

لا من الصالحين وقد ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم للمداهن في حدود الله والواقع فيها مثلا

صلحا میں نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال بیان فرمائی ہے حدود الہی میں سستی کرنیوالے کی اور جو حدود الہی میں مبتلا ہے

فقال عليه السلام مثل المداهن في حدود الله تعالى والواقع فيها مثل قوم استهموا سفينة فصار بعضهم

سو فرمایا مثال حدود الہی میں سستی کرنیوالے کی اور جو حدود میں مبتلا ہے ایسی ہے گویا ایک قوم نے کشتی حصہ ڈالکر بانٹ لی پھر کوئی تو

في اسفلها وجاء بعضهم في اعلاها فكان الذي في اسفلها يمر بالماء على الذين في اعلاها فتاذوا به فاخذ فاسا

نیچے کے درجہ میں آیا اور کوئی اوپر کے درجہ میں آیا اور جو کہ نیچے کے درجہ میں تہا وہ اوپر والوں کے پاس پانی لیکر آتا جاتا اونکو اس سے ایذا ہوئی اب اوسنے کلہاڑا لیکر

فجعل ينقر السفينة فاتوه فقالوا ما لك فقال تاذيتم بي ولا بد لي من الماء فان اخذوا على يديه انجوه ونجوا انفسهم

کشتی میں چھید کرنا شروع کیا اونہوں نے اوسکے پاس آکر پوچھا تو کیا کرتا ہے کہا تمکو مجھسے ایذا ہوتی ہے اور مجھکو پانی کی ضرورت ہے اب اگر اونہوں نے اوسکا ہاتھ پکڑ لیا تو اوسکو بچا لیا اور اپنی

وان تركوه اهلكوه واهلكوا انفسهم فانه عليه السلام قد ادرج في تمثيله هذا جملة من الفوائد منها ان الدين

جانیں بھی بچائیں اور اگر اوسکو چہوڑ دیا تو اوسکو مارا اور آپ بھی مری بیشک نبی علیہ السلام نے اس تمثیل میں بہت فائدے درج کئے ہیں ایک یہ ہے کہ دین

كالسفينة فان السفينة كما تكون سبب النجاة في الدنيا كذلك الدين يكون سبب النجاة في الآخرة ومنها ان

مثل جہاز کے ہے سو جہاز جیسے دنیا میں ڈوبنے سے بچاتا ہے ایسے ہی دین آخرت میں بچاتا ہے اور ایک یہ ہے

سكوت اهل السفينة عمن يريد ان ينقرها كما يكون سبب هلاكهم في الدنيا كذلك سكوت المسلمين عن الفاسق

کہ کشتی والوں کا چپ رہنا اوسکی حال سے جو کشتی میں چھید کیا چاہتا ہے جیسے دنیا میں اونکی ہلاکت کا سبب ہے ایسے ہی چپ رہنا مسلمانوں کا فاسق کے حال سے

وعدم الانكار عليه يكون سبب هلاكهم في الدنيا والآخرة ومنها ان قول الناقر انما انقر فيما يختص بي كما لا ينجي

اور اوسپر انکار نکرنا دنیا اور آخرت میں اونکی ہلاکت کا سبب ہے اور ایک یہ ہے کہ سوراخ کرنیوالے کا یہ کہنا کہ میں تو اپنے حصہ میں چھید کرتا ہوں جیسے

من كان في السفينة من الهلاك كذلك لا ينجي المؤمنين من الاثم والعقوبة قول الجاني انما اجني على ديني لا على

اون لوگونکو جو کشتی میں ہیں ہلاکت سے نہیں بچاتا ایسے ہی اور مومنوں کو گنہگار کا یہ کہنا گناہ اور عقوبت سے نہیں بچاتا کہ میں اپنے دین پر گناہ کرتا ہوں تمہارے دین پر نہیں

دينكم عليكم انفسكم ما تريدون مني لي عملي ولكم عملكم كل شاة تعلق بعرقوبها ونحو هذه الكلمات التي تجري

کرتا تم اپنی سنبھالو تم مجھسے کیا غرض میری فعل میرے لیے تمہارا تمہارے لیے ہر ایک بکری اپنی پانوں سے لٹکتی ہے اور ایسی ایسی باتیں جو عوام

على السنة العوام الذين لا يعلمون ان شوم فعله وسوء عاقبته فساده يشمل الجميع ومنها ان قيام اهل السفينة
کی زبان پر گذرتی ہیں جو یہہ نہیں جانتی کہ نحوست اونکی عمل کی اور انجام بد اونکی فساد کا سب پر آتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ اہل سفینہ کا کہڑی ہوکر

ومنع من يريد خرقها كما يكون سبب النجاة جميع اهل السفينة من الغرق كذلك قيام اهل الدين ومنع المنكر
کشتی توڑنیوالی کو منع کرنا جیسا تمام اہل سفینہ کو ڈوبنی سی بچاتا ہی ایسی ہی دینداروں کا مستعد ہوکر کہڑا ہونا اور منکر سی روکنا

يكون سبب النجاة جميع المسلمين من الاثم والعقوبة ومنها ان خرق السفينة كما لا يقدم عليه الا من هو احمق
گناہ اور عقوبت سی تمام مسلمانوں کی نجات کا سبب ہوتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ کشتی کا توڑنا جیسی وہ ہی شخص اختیار کرتا ہی جو اتنا احمق ہو

يستحسن ما هو قبيح في الحقيقة ولا يعلم هلاكه كذلك لا يقدم على المعصية الا من يستحسنها ولا يعلم ما فيها
کہ اچہا بد امور کو نیک سمجہی اور ڈوبنی سی واقف نہو ایسی ہی معصیت کو وہ ہی شخص اختیار کرتا ہی جو اوسکو نیک سمجہی اور یہہ نجانی کہ اسمین

من عظيم الاثم واليم العقاب اذ لو علم يقينا انه بمعصيته يفعل في دينه من الضرر ما يفعله خارق السفينة لما
کتنا بڑا گناہ اور کیسا سخت عذاب ہی کیونکہ اگر یقینا یہہ جانتا کہ معصیت میری دین کو ایسا نقصان کرتی ہی جیسی کشتی کا توڑنیوالا کرتا ہی تو معصیت کو کبہی

اقدم عليها ابدا ومنها ان واحدا من اهل السفينة اذ انكر على الذي يريد خرقها واعترض عليه واحد منهم
اختیار نکرتا اور ایک یہہ ہی کہ کوئی اہل سفینہ میں سی جب اوس کشتی توڑنیوالیکو تنبیہ کری اب اگر کوئی اور شخص اونمین سی اوسپر یہہ اعتراض کری کہ تجہی کیا کام

فان ذلك المعترض كما ينسب الى الحمق وقلة العقل وعدم العلم بعاقبة هذا الفعل من جهة كون المانع من
تو بیشک یہہ اعتراض کرنیوالا جیسی احمق اور بیوقوف اور اس حرکت کی انجام سی نادان کہلاویگا اسواسطی کہ روکنی والا

الخرق ساعيا في نجاة المعترض وغيره من الهلاك كذلك من يعترض على من يغير المنكر لا يعترض عليه الا
کشتی کی توڑنی سی معترض وغیرہ کو ہلاک ہونی سی بچاتا ہی ایسی ہی جو شخص اوسپر اعتراض کری جو منکرات سی منع کرتا ہی تو وہ اعتراض

من عظيم حمقه وقلة عقله وعدم علمه بعاقبة المعصية وشومها فان من يغير المنكر يكون قائما باسقاط الفرض
بڑی حماقت اور بی وقوفی اور معصیت کی انجام اور نحوست کی نادانی سی ہی بیشک جو شخص منکرات کو روکتا ہی تو وہ واسطی اداکرنی فرض کی

المتوجه على المعترض وغيره وساعيا في نجاتهم من الاثم وخلاصهم من العقوبة ومنها ان اهل السفينة اذا سكتوا
جو معترض وغیرہ پر آئی کوشش کرتا ہی اور اونکو خطا سی بچانی اور عقاب سی چہوڑانی میں سعی کرتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ کشتی والی اگر توڑنیوالی سی

عمن يريد خرقها ولم يمنعوه فانهم كما يكونون سواء في الهلاك معه ولا يميز الخارق من غيره ولا الصالح من الطالح كذلك
چشم پوشی کرینگی اور اوسکو منع نہ کرینگی تو یہہ سب جس حال میں ہونگی اوسکی ساتہہ ڈوبنی میں برابر ہونگی اور یہہ نہ معلوم ہوگا انمیں توڑنیوالا کونسا ہی اور نہ یہہ کہ نیکوکار کونسا

اهل الاسلام اذا سكتوا عن تغيير المنكر يعمهم العذاب ولا يميز بين مرتكبه الاثم وغيره ولا بين الصالح منهم وغيره
ہی اور بدکار کونسا ایسی ہی اہل اسلام جب منکرات کی روکنی میں چشم پوشی کرینگی تو سب پر عذاب آویگا یہہ پہچان ہوگی منکر کا عمل کرنیوالا کونسا ہی اور صاف کونسا ہی اور نہ

ولذلك قال النبي عليه السلام لا تزال لا اله الا الله ينفع من قالها وترد عنهم العذاب والنقمة ما لم يستخفوا بحقها
پہچان نیکو کا اور بدکار کی اسیواسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا کلمہ لا الہ الا اللہ جو اسی پڑہیگا ہمیشہ فائدہ دیتا رہیگا اور اوسپر سی عذاب اور قہر کو ہٹاتا رہیگا جبتک اوسکی حق کو ضعیف کری

قالوا يا رسول الله وما الاستخفاف بحقها قال يظهر العمل بمعاصي الله تعالى فلا ينكر ولا يغير فانه عليه الصلوة والسلام
عرض کیا یا رسول اللہ اوسکا حق کیونکر ضعیف ہوتا ہی فرمایا جب اعمال بد ظاہر ہونی لگیں پہر نہ کوئی اوسکو ناپسند کری اور نہ کوئی بند کری بیشک نبی علیہ السلام نی

اخبر في هذا الحديث ان ترك الانكار والتغيير يكون استخفافا بكلمة التوحيد فلا يرد العذاب عن الناطقين بها
اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ انکار اور تغیر کی ترک کرنی میں کلمہ توحید کی خفت ہوتی ہی سو کلمہ پڑہنی والوں پر سی عذاب کو دفع نہیں کریگا

لكن ينبغي ان يعلم ان الفعل الذي يجب انكاره يشترط ان يكون منكرا سواء كان من الصغائر او من الكبائر لان وجوب
پر یہہ بہی یاد رکہنا چاہئی کہ جس کام کی انکار کرنا واجب ہی اوسمین شرط یہہ ہی کہ وہ مذموم ہو پہر برابر ہی صغیرہ ہو یا کبیرہ اسواسطی کہ وجوب

الانکار لا یختص بالکبائر بل یعم الصغائر ایضا ولا یشترط فی کونه منکرا ان یکون معصیة فان من رای صبیا او

انکار کا کچھ کبایر ہی سی خاص نہیں ہی بلکہ صغایر سی بہی چاہیئی اور منکر ہونی میں یہہ شرط نہیں ہی کہ معصیت ہو اگر کی کیونکہ جو شخص نابالغ لڑکی یا

مجنونا یشرب الخمر فعلیه ان یریق خمره ویمنعه من الشرب وکذا لو رای واحدا منهما یفعل شیئا من المنکرات

باولی کو شراب پیتا دیکہی تو اوسکو لازم ہی کہ شراب کبندلا دی اور پینی سی منع کردی اور ایسی ہی اگر کسیکو اونہیں سی کوئی اور منکر عمل کرتی ہوئی دیکہی

یجب علیه ان یمنعه ولیس هذا المنع لکون فعلهما معصیة اذ لا یسمی فعلهما معصیة بل لکونه منکرا ومما

تو اوسکو جب ہی کہ منع کری اور یہہ ممانعت اسلئی نہیں ہی کہ وہ اونکی حق میں معصیت ہی اسواسطی کہ نابالغ اور باولی کی اعمال معصیت نہیں ہوتی بلکہ اسلئی کہ منکر ہی اور

ینبغی ان یعلم ایضا ان تغییر المنکر لا یختص بالحاکم ولا یتوقف علی اذنهم بل یجب علی کل احد بحسب استطاعته

یہہ بہی یاد رکہنی کی بات ہی کہ منہیات سی روکنا صرف حاکموں سی خصوصیت نہیں رکہتا اور نہ اونکی اجازت پر موقوف ہی بلکہ ہر ایک پر اوسکی طاقت کی موافق واجب ہی

وان لم یکن مأذونا من جهتهم سواء کان رجلا او امراة او حرا وعبدا کما علیه الاجماع لما روی عن ابی سعید الخدری رض

اگرچہ حاکموں کی طرف سی مامور نہو برابر ہی کہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام چنانچہ اسی پر امت کا اجماع ہوا ہی اسواسطی کہ ابو سعید خدری سی روایت ہی

انه علیه السلام قال من رای منکم منکرا فلیغیره بیده وان لم یستطع فبلسانه وان لم یستطع فبقلبه

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو کوئی تم میں سی منکر کو دیکہی تو چاہیئی کہ ہاتہہ سی روک دی اور اگر یہہ طاقت نہو تو زبان سی روکی اور اگر یہہ بہی طاقت نہو تو دل سی بیزار رہی

وذلك اضعف الایمان فقوله علیه السلام فلیغیره امر ایجاب بالاجماع وقوله من رای منکم عام یشمل الوجوب

اور یہہ ادنی ایمان ہی پس ارشاد علیہ السلام کا چاہیئی کہ روک دی بالاجماع امر ایجاب کی لئی ہی اور آپ کا قول جو کوئی تم میں سی دیکہی عام ہی تمام امت پر واجب ہوتا ہی کہ

جمیع الامة لکن قوله تعالی وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ یدل علی

پر یہہ آیت اور چاہیئی کہ رہی تم میں ایک جماعت بلاتی نیک کام پر اور حکم کرتی پسند بات کو اور منع کرتی ناپسند کو یہہ دلالت کرتی ہی کہ

انه فرض کفایة وفرض الکفایة اهم من فرض العین والاشتغال به افضل من الاشتغال بفرض العین لان

فرض کفایہ ہی اور فرض کفایہ کا اہتمام فرض عین سی زیادہ ہوتا ہی اور فرض کفایہ میں مشغول رہنا فرض عین کی شغل سی افضل ہوتا ہی اسواسطی

من یترك فرض العین یختص هو بالاثم ومن یفعله یختص هو باسقاط الفرض عن نفسه واما فرض الکفایة

کہ جو شخص فرض عین کو ترک کریگا تو وہی ایک گنہگار ہوگا اور جو شخص فرض عین کو ادا کریگا تو وہ صرف اپنی ذمہ کا فرض ادا کریگا اور فرض کفایہ

فلو ترك یاثم الجمیع ولو فعل یسقط الاثم عن الجمیع ففاعله ساع فی صیانة جمیع الامة عن الاثم ولا شك ان من قام

اگر ترک کریگا تو تمام امت گنہگار ہوگی اور اگر فرض کفایہ ادا کریگا تو تمام امت گنہ سی بچیگی پس فرض کفایہ بجالانیوالا تمام امت کو گناہ سی بچانی میں سعی کرتا ہی اور بیشک جو شخص

مقام جمیع المسلمین فی اقامة مهم من مهمات الدین یکون افضل ولذلك قال النبی علیه السلام من امر بالمعروف

ضروری امر دینی کی قایم کرنی میں تمام مسلمانوں کا قایم مقام ہووی وہ بہت بہتر ہی اسی واسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص نیک کار سکہاوی اور

ونهی عن المنکر فهو خلیفة الله تعالی فی ارضه وخلیفة کتابه ورسوله وانما کان کذلك لان الانبیاء ما بعثوا

بدکار سی روکی پس وہ زمین میں اللہ تعالی کا اور اوسکی کتاب اور رسول کا خلیفہ ہی اور یہہ خلافت اسلئی ہی کہ انبیاء علیہم السلام اسی واسطی مبعوث ہوئی ہیں

الا للامر بالمعروف والنهی عن المنکر وذلك وظیفتهم التی جاءوا بها فمن تبعهم فیها وامر ونهی یکون نائبا عنهم فی هذا

کہ نیک کار سکہاویں اور بدکار سی روکیں اور یہہ ہی اونکا وظیفہ ہی جو لائی ہیں اس باب میں جو اونکا پیرو ہو کر نیک کار سکہاوی اور بدکار سی روکی وہ ہی

الامر العظیم وتلی منزلته منزلتهم فی هذا الخطب الجسیم سواء کان حاکما او مأذونا من جهته او غیر مأذون نعم من

اس امر عظیم میں اونکا نائب ہوویگا اور اسکا مرتبہ اس کار معظم میں اونکی مرتبہ سی نزدیک جا ملیگا برابر ہی کہ وہ حاکم ہو یا حاکم کی طرف سی متعین ہو یا غیر متعین ہاں جو شخص

کان حاکما او مأذونا من جهته یتعین علیه ذلك ویکون له من اقامة الحدود والتعزیر ما لیس لغیره من المسلمین

حاکم ہو یا حاکم کی طرف سی متعین ہو تو اوسکا یہہ ذمہ ہی اور اوسکو بسبب انتظام حدود اور تعزیر کی اتنا ثواب ہوگا جو اور کسی مسلم کو نہوگا

واذا اهمل فعلی کل مسلم ان یامر بالمعروف وینهی عن المنکر بمقدار طاقته ثم ان کان الوالی راضیا به فبها وان لم
اور جب وہ سستی کری تو پہر ہریک مسلمان کو لازم ہی کہ امر بالمعروف اور منکر سی ممانعت اپنی مقدور موافق کیا کری پہر اگر حاکم اسپر خوش ہو تو کیا بات ہی اور اگر
یکن راضیا بل کان ساخطا فسخطه منکر یجب الانکار علیه لان العلماء قد فهموا من العمومات الواردة فی الامر
راضی نہو بلکہ ناخوش ہو تو اوسکی ناخوشی بہی منکر ہی اس سی بہی انکار چاہیی اسواسطی کہ علماء اون عمومات سی جو در باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وارد ہین
بالمعروف والنهی عن المنکر دخول الامراء والسلاطین تحت تلك العمومات فکیف یحتاج الی اذنهم فی الانکار علیهم
یہہ ہی سمجہتی ہین کہ امراء اور سلاطین ان عمومات کی تلی داخل ہین پہر اونکی اجازت اونکی عمل کی بند کرنی ہین کیا حاجت ہی اور سلف کی عادت ہین
وقد کان من عادات السلف الانکار علی الامراء والسلاطین کما روی ان المامون بن هارون الرشید بلغه ان رجلا
تنبیہ کرنا امراء اور سلاطین کا مقرر تہا چنانچہ روایت ہی کہ مامون بن ہارون رشید نی یہہ سنا کہ ایک شخص
یمشی فی الناس ویامرهم بالمعروف وینهاهم عن المنکر ولم یکن مامورا بذلك من عنده فامر ان یدخل علیه فلما قام بین
لوگون مین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا پہرتا ہی اور مامون کی طرف سی اوسکو یہہ حکم نہتا سو مامون نی اوسکو طلب کیا جب وہ سامنی آکر کہڑا ہوا
یدیه قال بلغنی انك رایت نفسك اهلا للامر بالمعروف والنهی عن المنکر وکان المامون جالسا علی کرسیه ینظر
تو مامون نی کہا مینی سنا ہی تو اپنی تئین لایق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی سمجہتا ہی اور مامون کرسی پر بیٹہا ہوا کتاب کا مطالعہ کرتا تہا
فی کتاب فغفل فوقع منه الکتاب فصار تحت قدمه من حیث لا یشعر فقال له الرجل ارفع قدمك عن اسماء الله ثم
سو الیسا بہول اس ہوا کہ کتاب اوسکی ہاتہہ سی گرکر پانون کی تلی آگئی ایسا کہ مطلق اوسکو خبر نہوئی تو اوس شخص نی کہا اللہ کی نام پرسی اپنا پانو اوٹہالی پہر
قل ما شئت ولم یفهم المامون مراده فقال ماذا تقول حتی اعاده ثلثا ولم یفهم فقال هل ترفع ام تاذن لی حتی ارفع
جو چاہی سو کہنا مامون اوسکی مراد کو نہ سمجہا کہا تو کیا کہتا ہی آخر اوس شخص نی تین بار یہہ ہی کہا پر وہ نہ سمجہا پہر اوس شخص نی کہا کہ کیا تو اوٹہاتا ہی یا مجہی اجازت دیتا ہی کہ مین
فقال ذنت فلما توجه الرجل الی الرفع نظر المامون فرای الکتاب تحت قدمه واخذه وقبله ثم عاد وقال لم تامر بالمعروف
اوٹہا دون مامون نی کہا مینی اجازت دی جب وہ شخص اوٹہانی کو جہکا تو مامون نی دیکہا کہ کتاب پانون تلی آگئی ہی پہر اوسی اوٹہا کر چوم لی پہر وہی کہنی لگا تو کیون امر بالمعروف
وتنهی عن المنکر وقد جعل الله ذلك الینا ونحن من الذین قال الله تعالی فیهم اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ
اور نہی عن المنکر کرتا ہی یہہ کار تو اللہ تعالی نی ہمکو دیا ہی اور ہم لوگ ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی وہ کہ اگر ہم اونکو مقدور دین ملک مین کہڑی کرین نماز
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ فقال رجل صدقت یا امیر انت کما وصفت نفسك من السلطان والتمکن
اور دین زکوۃ اور حکم کرین بہلی کام کا اور منع کرین بری سی تب اوس شخص نی کہا امیر المؤمنین تو سچا ہی جیسا اپنا وصف بیان کرتا ہی صاحب سلطنت اور صاحب مکنت پر
غیر انا اعوانك واولیاءك فیه لا ینکر ذلك الا من لا یعرف کتاب الله تعالی وسنة رسوله اما الکتاب فقوله تعالی
ہم تمہاری اس باب مین مددگار اور ساتہی ہین اس امر کا وہ ہی انکار کرتا ہی جو اللہ تعالی کی کتاب اور اوسکی رسول کی حدیث کو نہین جانتا قرآن مین یہہ آیت ہی
وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ واما السنة فقوله علیه السلام
اور ایمان والی مرد اور عورتین ایک دوسری کی مددگار ہین سکہاتی ہین نیک بات اور منع کرتی ہین بری سی اور حدیث علیه السلام کا یہہ ارشاد ہی
المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضه بعضا وهذا کتاب الله وسنة رسوله فان انقدت لهما شکرت لمن اعانك بحزمنهما
مسلمان ملکر مثال عمارت کی ایک دوسری مین گتہی ہوئی ہین یہہ سی کتاب اللہ کی اور حدیث اللہ کی رسول کی پس اگر تو ان دونو کا مطیع ہی تو اپنی مددگار کا شکرگذار ہوگا انہین سی جنہین
وان لم تنقد لهما لزمك منهما فان الذی الیه امرك وبیده عزك قد شرط ان لا یضیع اجر من احسن عملا فقل الان ما
اور اگر تو ان دونون کا مطیع نہین ہی تو ان دونون کا وبال تیری سر ہی بیشک جسکی طرف تیرا مآل ہی اور جسکی ہاتہہ مین تیری عزت ہی اوسنی شرط کی ہی کہ نیکو کار کا اجر ضایع نہین کرتا اب جو
شئت فتعجب المامون من کلامه وسر به وقال مثلك یلیق ان یامر بالمعروف وینهی عن المنکر فامض علی ما کنت علیه
چاہو سو کہو پہر مامون کو اوسکی کلام سی تعجب آیا اور اوس سی خوش ہو کر کہا تجہسی شخص کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لایق ہی جا اپنا وہ ہی کام کئی جا

فاعلم

فاستمر الرجل علی ذلک وقد جری کثیر من ذلک الجماعۃ من السلف وقالوا لیس من مقتضی رحمۃ اهل المعاصی ترک
سو وہ شخص اوسی حال پر رہا اور ایسی بہت لوگ سلف مین گذری ہین وہ یہہ کہتی ہین گنہگارون پر رحمت کا مقتضی یہہ نہین کہ اونکو منع نہ کری
الانکار علیهم وعدم التعرض لهم بل من کمال الرحمۃ لهم الانکار علیهم وردهم الی منهج القویم والصراط المستقیم فان المؤمن
اور اونکی حال سی متعرض نہو بلکہ اونکی حال پر بڑی رحمت یہہ ہی کہ اونکو منع کرتا ہی اور اونکو روککر شاہ راہ استوار اور طریق راست پر لادی کیونکہ ایمان والا
اذا سمع باسیر من اساری المسلمین فی ارض العدو یرحمه ویبذل ماله ونفسه فی تخلیصه فکیف لا یجتهد فی تخلیص
جب سنتا ہی کہ کوئی شخص مسلمان دشمن کی ملک مین قید ہوگیا ہی تو اوسپر رحمت کرتا ہی اور اپنا مال اور جان اوسکی چھڑانی مین لگاتا ہی پھر اپنی بھائی مسلمان کی چھڑانی اور بچانی مین
اخیه المسلم وانقاذه اذا راٰه اسیر نفسه وشیطانه وهما اعدی عدوه فان اعرض عنه وترک اسیرهما
کیونکر سعی نہ کریگا جب اوسکو نفس اور شیطان کا قیدی دیکھتا ہی اور یہہ دونو سب سی بڑی دشمن ہین اب جو اس سی بی پروائی کری اور مسلم کو نفس اور شیطان کی قید مین
فذلک من جهله فان المؤمن بانقاذ اسیر من ید عدوه الاصغر یکون ثوابه ما ذکره الله تعالی فی کتابه بقوله
قید رہنی دی یہہ اوسکی جہالت ہی کیونکہ مؤمن کو چھوٹی سی دشمن کی ہاتہ سی قیدی کی چھڑانی مین تو یہہ ثواب ہوتا ہی جسکا اللہ تعالی اپنی کتاب مین یہہ ذکر کرتا ہی
وَمَنْ اَحْیَاهَا فَکَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا فما ظنک بمن انقذ اسیر المعاصی من ید عدوه الاکبر وقد اقام العلماء
اور جسنی جلائی ایک جان تو گویا جلایا سب لوگون کو پھر تیرا خیال کدھر ہی اوسکی حق مین جو معاصی کی قیدی کو بڑی دشمن کی ہاتہ سی خلاصی دی اور بیشک علمائی
الامر بالمعروف والنهی عن المنکر مقام جهاد لان منع المسلمین من المعاصی التی تفضی الی دخول النار افضل
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو قایم مقام جہاد کا ٹھرایا ہی اسواسطی کہ مسلمانون کا معاصی سی روکنا جو دوزخ مین کھینچ لیجاوی کفار کی قتال سی
من قتال الکفار فکما لا یجوز فی الجهاد ان یفر واحد من اثنین کذلک فی الامر بالمعروف والنهی عن المنکر من رای
بہت بہتر ہی اب جیسی جہاد مین یہہ جایز نہین کہ ایک شخص دو کی مقابلہ سی بہاگ جاوی ایسی ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین جو کوئی دو شخصون کو
رجلین علی منکر لا یجوز له ان یترکهما علی منکر بل یجب علیه ان یامر وینهی وان کانوا اکثر وخاف علی نفسه
کسی کار منکر پر دیکہی تو اوسکو جایز نہین کہ اونکو منکر پر متوجہ رہنی دی بلکہ اوسکو واجب ہی کہ مواخذہ کری اور اگر زیادہ ہون اور یہہ اپنی جان کا خوف کری
فهو فی سعۃ من ترکهم لکن الانکار اولی وافضل اذ قد قیل من قدر علی انکار المعاصی مع الخوف علی نفسه کان
تو اوسکو گنجایش ہی کہ چپ ہو رہی پر منع کرنا تو بھی اولی اور افضل ہی اسواسطی کہ کہتی ہین جسکو معاصی کی بند کرنیکی طاقت ہو پر جان کا خوف ہو
انکارها مندوبا الیه ومحثوثا علیه لان المخاطرۃ بالنفوس فی اعزاز الدین ماموربها کما فی قتل الکفار والبغاۃ
تو اوسکی ممانعت محبوب ہی اور نہایت مرغوب کیونکہ واسطی عزت دین کی جان کو خطرہ مین ڈالنا بھی فرمان برداری ہی جیسی کفار اور باغیون کی قتل مین
وقد روی ان رجلا سال النبی علیه السلام ای الجهاد افضل فقال کلمۃ حق عند سلطان جابر فانه علیه السلام
اور روایت ہی کہ کسی شخص نی نبی علیہ السلام سی پوچھا کونسا جہاد افضل ہی فرمایا حق بات زبردست حاکم کی سامنی بیشک نبی علیہ السلام نی
جعل کلمۃ حق عند سلطان جابر افضل الجهاد لان قائلها یجود نفسه لاعلاء کلمۃ الحق ونصرۃ الدین مع کف
حق بات کو زبردست حاکم کی سامنی جہاد سی افضل ٹھرایا اسواسطی کہ حق بیان کرنیوالا واسطی بلندی کلمہ حق اور امداد دین کی اپنی جان تک درگذر نہین کرتا باوجود یکہ اوسکا ہاتہ
یده عنه بخلاف من یلاقی عدوه فی القتال فانه یبسط یده الیه ویرجوان یغلبه ویقتله فلا یکون بذله
بند ہی برخلاف اوسکی جو صف جنگ مین دشمن کا مقابلہ کرتا ہی کیونکہ یہہ تو دشمن پر ہاتہ چلاتا ہی اور امید کرتا ہی کہ غالب ہوکر اوسکو مار ڈالی سو اس حالت مین
لنفسه مع رجاء سلامتها کمن یبذلها مع یاسه من سلامتها لکن ینبغی ان یراعی فیه التدریج فیبدا فی الانکار
جان کا آگی کردینا باوجود امید سلامتی کی اوسکی برابر نہین جو باوجود خوف سلامتی کی جان آگی کردیتا ہی لیکن لایق یون ہی کہ اس باب مین آہستگی اور سہولت کی رعایت رکھی پہلی پہل
اولا بالاسهل والارفق فانه یبدا اولا بالوعظ والنصیحۃ والتخویف بالله تعالی وینظر الی العاصی بنظر الرحمۃ
ممانعت بطور سہل نرمی کی ساتہ شروع کری پہلی وعظ اور نصیحت کرنی شروع کری اور اللہ تعالی سی ڈراوی اور عاصی کی حق مین رحمت کی نظر کری

ويرى اقدامه على المعصية مصيبة على نفسه لكون المسلمين كنفس واحدة فان امرته بالمعروف ونهيته عن المنكر

اور معصیت مین اوسکا مبتلا ہونا اپنی مصیبت سمجھی کیونکہ مسلمان تمام مانند ایکجان کی ہین اب جسکو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی

فهو على شفير جهنم فاياك ان تدفعه فترمى به في قعر جهنم اذ قد يتعلق بك فتقع معه فيها وذلك انك ان امرته

ویسا وہ دوزخ کی کنارہ پر لگا ہوا ہی سو بچارہ ایسا نہو کہ اوسکو دھکا دیکر دوزخ کی تہ مین پہینکدی اسواسطی کہ شاید تجہسی لپٹ جاوی پہر تو بہی اوسکی ساتھ جاوی یہ اسلئی

بالغلظة والعنف اول مرة فلعله يتعدى عليك بالاذى باليد واللسان فتكون قد زدته شرا على شره فتهلك

کہ اگر تو نی پہلی ہی اوسکو سختی اور شدت سی کہا تو شاید وہ تجہپر جور کری ہاتہ سی اور زبان سی ایذا دی اب تو نی خرابی پر خرابی زیادہ کی اب تو نی اپنی جان ہلاک کر

بعد اهلاك نفسك واما اذا لم يرجع بالوعظ والنصيحة وعلم منه الاصرار على المعصية فلابد ان يغلظ له

اوسکو ہلاک کیا ہان اگر وعظ اور نصیحت سی باز نہ آوی اور معلوم ہو کہ معصیت پر جم رہا ہی اب لاچار ضروری کہ سختی سی کہا جاوی

الكلام ويسب من غير فحش مثل ان يقال يا فاسق يا جاهل يا احمق يا ظالم نفسه يا من لا يخاف الله تعالى و

اور ستایا جاوی جسمین فحش نہو مثلا یہ الفاظ کہی ای فاسق ای جاہل ای بی وقوف ای اپنی جان کی دشمن ای وہ شخص جو خدا سی نہین ڈرتا

نحو هذا الكلام ويراعي فيه الصدق فان مثل هذا الكلام صدق في الحقيقة اذ كل من يرتكب المنكر فاسق جاهل

ایسی ہی اور لفظ اور اسمین سچ کی رعایت کرتا ہی بیشک یہ الفاظ حقیقت مین سچی ہین اسواسطی کہ جو شخص گناہ کو اختیار کرتا ہی فاسق جاہل

احمق لان الاحمق من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله تعالى كما ورد في الحديث وليحترز من استرسال الغضب

احمق ہوتا ہی کیونکہ احمق وہ ہی جو اپنی جان کو ہوا کی تابع کردی اور خدا سی آرزوئین مانگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی اور لازم ہی کہ غصہ کی ماری کلام ناجایز نہ کہنی لگی

وخروج الكلام الى ما لا يجوز مما هو كذب صريح وفحش قبيح ومن لم يتمكن من ازالة المنكر الا بضرب مرتكبه

جو کہ صاف جہوٹہ ہو اور فحش قبیح اور جس سی دور کرنا منکر کا بدون زدوکوب گنہگار کی نہین ہوسکتا

فليضرب بيده ورجله ونحو ذلك فاذا اندفع المنكر يجب ان يكف وليحذر مما يفعل كثير من الناس من الاسترسال

تو چاہیی کہ مکہ لات وغیرہ ماری پہر جب وہ منکر چہوٹ جاوی تو واجب ہی کہ باز رہی اور اس سی بچتا رہی جو اکثر لوگ بعد دور ہونی منکر کی مارپیٹ مین

في الضرب بعد زوال المنكر فان ذلك ليس الا للحاكم ومن لم يستطع ان يغير المنكر بيده ولا بلسانه يكره له تحريما

زیادتی کرتی ہین یہہ مرتبہ حاکم کا ہی اور جو شخص منکر کو دور نہین کرسکتا نہ ہاتہ سی اور نہ زبان سی تو اوسکو مکروہ تحریمی ہی

ان يذكر مساوي اخيه المسلم لاحد سوى اهل القوة يقدر على منعه لانه اذا لم يطع الله تعالى بازالة المنكر فلا يعصيه

کہ اپنی بہائی مسلمان کی عیوب کسیکی سامنی کہتا پہری سوای ایسی صاحب طاقت کی جو اوسکی روکنی کی طاقت رکہتا ہو اسلئی کہ جب اللہ تعالی کی فرمان برداری منکر کی دور کرنی

بغيبة المسلم

سی نہوسکی تو مسلمان کی غیبت کرکر نافرمانی بہی نہ کری

المجلس الرابع والاربعون في بيان صلوة الكسوف والخسوف في ظهور الامور المخوفة

چوالیسوین مجلس سورج گہن اور چاند گہن کی نماز کا بیان بروقت ظاہر ہونی امور ہولناک کی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشمس والقمر ايتان من ايات الله تعالى لا ينخسفان بموت احد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ تعالی کی دو نشانیان ہین نشانیون مین سی کسیکی موت

ولا لحيوته فاذا رايتم ذلك فاذكروا الله تعالى هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عبد الله بن عباس

اور حیات کی سبب سی نہین گہتی جب تم ایسا نشان دیکہو تو اللہ کی یاد کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی عبد اللہ بن عباس کی روایت سی

وسبب وروده على ما جاء في حديث اخر رواه ابو مسعود الانصاري ان الشمس انكسفت يوم مات ابراهيم ابن رسول

اور سبب ارشاد اس حکم کا موافق اوس مضمون کی جو اور حدیث مین ابو مسعود انصاری کی روایت سی آیا ہی یہہ ہی کہ جس روز ابراہیم ابن رسول اللہ موا سورج گہن ہوا

الله صلى الله عليه وسلم فقال الناس انكسفت لموته فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشمس والقمر ايتان فمن ايات الله تعالى

سو لوگ کہنی لگی ابراہیم کی موت سی سورج گہن ہوا ہی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک آفتاب اور مہتاب اللہ تعالی کی نشانیون مین سی دو نشانیان ہین

لا ينكسفان لموت احد ولا لحيوته فاذا رأيتم شيئا من هذه الافزاع فافزعوا الى الصلوٰة فانه عليه
کسیکی موت اور حیات پر نہین گہنتی جب تم کچھ ایسی ہول اور خوف دیکھو تو نماز پڑہنی شروع کرو پس نبی علیہ السلام نی
السلام قد امر في هذا الحديث بالصلوٰة عند ظهور شيء من هذه الاهوال التي من جملتها كسوف الشمس
اس حدیث مین بروقت ظاہر ہونی ایسی ایسی اہوال کی جنمین سورج گہن بہی داخل ہی نماز کا حکم فرمایا
وعلم من هذا ان المراد من الامر بذكر الله تعالى في الحديث السابق الامر بالصلوٰة فانه عليه السلام
اور اس سی یہ معلوم ہوا کہ مراد یاد الٰہی سی جو پہلی حدیث مین مذکور ہی نماز کا حکم ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی
قد صلاها بالجماعة وكان القياس ان تكون صلوٰة الكسوف واجبة كما ذهب اليه بعض العلماء
صلوٰۃ کسوف جماعت سی پڑہی ہی اور قیاس یہی چاہتا ہی کہ صلوٰۃ کسوف واجب ہو چنانچہ بعضی علماء کا یہی مذہب ہی
واختاره صاحب الاسرار لكون الامر للوجوب لكن الجمهور قالوا انها سنة لانها ليست من شعائر
اور صاحب اسرار نی بہی اختیار کیا ہی اسواسطی کہ امر وجوب کی لئی ہوتا ہی پر جمہور علما سنت کہتی ہین کیونکہ یہہ نماز اسلام کی نشانیون مین سی نہین ہی
الاسلام وانما توجد بعروض الكسوف الا انه عليه السلام لما صلاها بالجماعة كانت سنة مشروعة
یہہ جب ہی ہوتی ہی کہ عارضہ گہن کا ہو مگر ان نبی علیہ السلام نی جو یہہ نماز جماعت سی پڑہی ہی تو سنت ہی جماعت سی بلا کراہت
بالجماعة من غير كراهة وحملوا الامر على الندب فعلى هذا ينبغي لامام الجمعة اذا انكسفت الشمس ان يصلي
درست ہی اور علماء نی اس امر کو استحباب کی لئی رکہا اس بیان کی موافق امام جمعہ کو لازم ہی کہ جب سورج گہن ہووی تو ہمراہ لوگون کی
بالناس في الجامع او في المصلى ركعتين كل ركعة بركوع واحد كهيئة النافلة بلا اذان ولا اقامة ولا
مسجد جامع مین یا عیدگاہ مین دو رکعت پڑہی ہر یک رکعت مین ایک ایک رکوع کری جیسی نفلین ہوتی ہین نہ اذان پڑہی اور نہ تکبیر کہی اور نہ
خطبة ويقرأ فيهما ما شاء من القرآن ويخفي القراءة عند ابي حنيفة وعندهما يجهر والافضل تطويل
خطبہ اور ان دونون رکعت مین جتنا چاہی قرآن پڑہی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک قرارت چپکی سی پڑہی اور صاحبین کی نزدیک پکار کر پڑہی اور دونو رکعت مین
القراءة فيهما لان فيه متابعة النبي عليه السلام اذ قد ثبت ان قيامه عليه السلام كان في الركعة الاولى
تطویل قرارت افضل ہی اسلئی کہ اسمین نبی علیہ السلام کی متابعت ہی اسواسطی کہ ثابت ہو چکا ہی کہ نبی علیہ السلام کا قیام پہلی رکعت مین
بقدر قراءة سورة البقرة وفي الثانية بقدر سورة آل عمران ويجوز تخفيفها لان السنة استيعاب
بقدر قرارت سورۂ بقرہ کی تہا اور دوسری رکعت مین بقدر قرارت سورۂ آل عمران کی تہا اور اسمین تخفیف بہی جایز ہی اسلئی کہ مسنون نماز
الوقت بالصلوٰة والدعاء لما روي عن مغيرة بن شعبة انه عليه السلام قال ان الشمس والقمر آيتان
اور دعا مین وقت کا پورا کر دینا ہی اسواسطی کہ مغیرہ بن شعبہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیون مین سی
من آيات الله تعالى لا ينكسفان لموت احد ولا لحيوته فاذا رأيتموها فادعوا الله تعالى وصلوا حتى
دو نشانیاں ہین نہ کسیکی موت پر گہنتی ہین اور نہ کسیکی حیات پر جب تم اسکو دیکہو تو اللہ تعالی سی دعا مانگو اور اتنی نماز پڑہو
تنجلي الشمس وهذا الحديث يفيد استيعاب الوقت بالصلوٰة والدعاء فان خفف احدهما يطول الآخر
کہ سورج صاف ہو جاوی اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ نماز اور دعا مین وقت کا پورا کرنا چاہئی اگر ایک رکعت چہوٹی کر دی تو دوسری کو بڑہا دی
وبعد الصلوٰة يدعو حتى تنجلي الشمس لان السنة في الادعية تاخيرها عن الصلوٰة ثم هو في الدعاء
اور نماز کی بعد اتنی دعا مانگی کہ سورج صاف ہو جاوی اسواسطی کہ طریق مسنون دعاؤن مین دعا نماز کی پیچہی کا پہر امام کو دعا مانگنی مین
مخير ان شاء دعا جالسا مستقبل القبلة وان شاء دعا قائما مستقبل الناس بوجهه او مستقبل القبلة
اختیار ہی چاہی بیٹہ کر رو بقبلہ دعا مانگی اور چاہی کہڑا ہو کر لوگون کی طرف منہ کر کر یا رو بقبلہ ہو کر دعا مانگی

والناس قاعدون مستقبلوا القبلة على كل حال وان لم يوجد امام الجمعة يصلي الناس فرادى ان شاءوا

اور لوگ بہرحال رو بقبلہ بیٹھے رہیں اور اگر امام جمعہ موجود نہو تو سب لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھیں چاہیں دو رکعت

ركعتين وان شاءوا اربعا لان هذه الصلوة تطوع والاصل في التطوعات ذلك وكذا في خسوف القمر

اور چاہیں چار رکعت کیونکہ یہہ نماز نفل ہے اور نوافل میں یہی قاعدہ ہے اور ایسے ہی چاندگہن میں

يصلي الناس فرادى وليس فيه جماعة لتعذر الاجتماع بالليل وربما يكون سببا للفتنة بل يصلي كل واحد

تو لوگ جدا جدا نماز پڑھیں چاندگہن کی نماز میں جماعت نہیں ہے اسلئے کہ رات کی وقت آدمیوں کا جمع ہونا دشوار ہے اور بعضی وقت اسمین فساد ہو سکتا ہے

بنفسه وكذا الحال في انتثار الكواكب والضوء الهائل بالليل والظلمة الهائلة بالنهار والرياح الشديدة والامطار

بلکہ ہر ایک اپنی نماز پڑھ لے اور ایسے ہی ستارے ٹوٹنے میں اور خوفناک روشنی میں رات کو اور خوفناک اندھیرے میں دن کو اور تند آندھیوں میں

الدائمة والصواعق والزلازل وعموم الامراض والخوف الغالب من العدو ونحو ذلك من الافزاع و

اور مینہ ہمیشہ برسنے میں اور بجلی گرنے میں اور بھونچال میں اور وبا پھیلنے میں اور دشمن کی سخت خوف میں اور سوا اسکی اور خوفناک امور اور

الاهوال يصلي كل واحد بنفسه لعموم قوله عليه السلام فاذا رايتم شيئا من هذه الافزاع فافزعوا

خوفناک وقتوں میں ہر ایک اپنی اپنی نماز پڑھ لے واسطے عموم ارشاد نبی علیہ السلام کی جب تم دیکھو ایسا خوفناک امر تو دوڑ کر نماز شروع کرو

الى الصلوة فان كل ذلك من الآيات المخوفة التي يخوف الله تعالى بها عباده كما قال الله تعالى وما نرسل بالآيات

کیونکہ یہہ سب نشانیاں خوف کی ہیں جس سے اللہ تعالی اپنے بندوں کو ڈراتا ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور نشانیاں جو ہم بھیجتے ہیں

الا تخويفا وجاء في الحديث انه عليه السلام قال هذه الآيات التي يرسل الله تعالى بها لا تكون لموت

سو ڈرانے کو اور حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہہ وہ نشانیاں ہیں جو اللہ تعالی پیدا کرتا ہے یہہ کسیکی موت

احد ولا لحيوته ولكن يخوف بها عباده فاذا رايتم شيئا من ذلك فافزعوا الى ذكر الله تعالى ودعائه

اور کسیکی حیات سے نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالی اپنے بندوں کو ڈراتا ہے جب تم انمیں سے کوئی بات دیکھو تو دوڑ کر خدا کی یاد اور دعا اور استغفار کرو

واستغفاره وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله تعالى

اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں

لا يخسفان لموت احد ولا لحيوته فاذا رايتم ذلك فادعوا الله وكبروا وصلوا وتصدقوا فان كل خير

کسیکی موت اور کسیکی حیات سے نہیں گہنتے جب تم یہہ حال دیکھو تو اللہ سے دعا مانگو اور بڑائی اسکی یاد کرو اور نماز پڑھو اور خیرات کرو کیونکہ ہر طرح کی خیر خیرات

في مثل هذه الاهوال والافزاع مامور به لكون الخيرات دافعة للبليات وروى عن ابن عمر انه عليه السلام

ایسے خوف و ہول کی وقت موافق حکم کی ہے اسلئے کہ خیرات بلیات کو دفع کرتی ہے اور ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام

كان اذا سمع صوت الرعد والصواعق يقول اللهم لا تقتلنا بغضبك ولا تهلكنا بعذابك وعافنا قبل ذلك

جب رعد اور بجلی کی آواز سنتے تو کہتے الہی ہمکو اپنے غضب سے مت قتل کر اور اپنے عذاب سے مت ہلاک کر اور ہمکو اس سے پہلے معاف کر

وروى عن عائشة رضي الله عنها انه كان اذا ابصر سحابا ترك عمله واستقبله وقال اللهم اني اعوذ بك من

اور عائشہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام جب ابر دیکھتے تو کام چھوڑ کر اوس کی طرف متوجہ ہوتے اور یہہ کہتے الہی میں تیری پناہ لیتا ہوں

شر ما ارسل به فان كشفه الله تعالى حمد الله تعالى وان مطر قال اللهم سقيا نافعا وروى عن عائشة ايضا

اوس کی برائی سے جو اسمین ہے پھر اگر اللہ تعالی اوسکو کھول دیتا تو اللہ کی حمد کرتے اور اگر برستا تو یہہ کہتے الہی بارش فائدہ مند اور حضرت عائشہ سے یہہ بھی روایت ہے

انه عليه السلام كان اذا عصفت الريح قال اللهم اني اسالك خيرها وخير ما فيها وخير ما ارسلت به واعوذ

کہ جب تیز ہوا چلتی تو نبی علیہ السلام کہتے الہی میں تجھسے اسکی بھلائی مانگتا ہوں اور اوسکی بھلائی جو اسمین ہے اور اوسکی بھلائی جو اسکے ساتھ بھیجی گئی

بك من شرها وشر ما فيها وشر ما ارسلت به وروى عن ابن عباس ان رجلا لعن الريح عند النبى عليه السلام

اوسکی برائی سے تیری پناہ لیتا ہوں اور اوسکی برائی سے جو اسکی اندر ہے اور اوسکی برائی سے جو اوسکی ساتھ تونے بھیجا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی علیہ السلام کی

فقال له النبى عليه السلام لا تلعن الريح فانها مامورة وانه من لعن شيئا ليس له باهل رجعت اللعنة عليه

سامنے ہوا پر لعنت کی تب نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ لعنت مت کر یہہ تو مامور ہے اور حال یہہ ہے کہ جو شخص کسی شئ پر لعنت کرے کہ وہ قابل لعنت کی نہو تو وہ لعنت اوسی پر پڑتی ہے

وروى عن ابى هريرة انه قال الريح من روح الله تاتى بالرحمة وبالعذاب فلا تسبوها واسئلوا الله خيرها

اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہوا ایک حکم الٰہی ہے کبھی رحمت لاتی ہے اور کبھی عذاب سو اسکو برا نکہو اور خدا تعالیٰ سے اسکی بھلائی مانگو

وعوذوا من شرها يعنى ان الريح من الاشياء التى تجئ من عند الله تعالى كالمطر والبرودة والحرارة وغير

اور اسکی شر سے خدا کی پناہ لو مراد یہہ ہے کہ ہوا وہ شئ ہے جو خدا کی طرف سے آتی ہے جیسے مینہہ اور سردی اور گرمی اور سوای

ذلك تجئ تارة للرحمة وتارة للعذاب فاذا كان مجيئها بامر الله تعالى فلا يجوز سبها بحصول ضرر منها

اسکی کبھی رحمت کی واسطی اور کبھی عذاب کی واسطی جب اسکا آنا خدا تعالیٰ کی حکم سے ہوا تو اسکو برا کہنا جائز نہیں اگرچہ اوسی ضرر حاصل ہو

بل سبيل العباد فيما يتوهم منها الالتجاء الى الله والاعتصام بحبله والاستعاذة به من شرها ومن شر

بلکہ بندہ کو جب اسمین کچھ وہم پیدا ہو تو لازم ہے اللہ تعالیٰ کی طرف التجا کرنا اور اوسکی رسی کو مضبوط پکڑنا اور اوسکی شر سے اور جو اوسکی اندر ہے اوسکی شر سے

ما فيها كما روى عن ابى بن كعب انه عليه السلام قال لا تسبوا الريح فاذا رايتم ما تكرهون فقولوا اللهم

پناہ لینی چنانچہ ابی بن کعب سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہوا کو برا مت کہو جب تمکو کچھ مکروہ معلوم ہو تو یہہ کہا کرو الٰہی

انا نسألك خير هذه الريح وخير ما فيها وخير ما امرت به ونعوذ بك من هذه الريح وشر ما فيها وشر

ہم تجہسے اس ہوا کی خوبی مانگتے ہیں اور خوبی اوسکی جو اوسکی اندر ہے اور خوبی اوسکی جو تو نے اوسکو حکم دیا اور اس ہوا سے تیری پناہ لیتے ہیں اور برائی سے جو اسکی اندر ہے اور برائی

ما امرت به وكذا من نزل منزلا يستعيذ بالله تعالى لما روى انه عليه السلام قال من نزل منزلا فقال

جو تو نے اوسکو حکم دیا اور ایسا ہی جو کوئی کسی مکان میں داخل ہو اللہ سے پناہ لے اسواسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص مکان کی اندر جا کر یہہ پڑہے

اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق لم يضره شئ حتى يرتحل منه منزلا وروى عن ابن عباس انه عليه السلام

کہ پناہ لیتا ہوں بوسیلہ اللہ تعالیٰ کی کلمات پوری کی مخلوق کی برائی سے تو اوسکو کوئی ضرر نہیں ہوتا جبتک کہ وہاں سے دوسرا مکان نہ بدلی اور ابن عباس کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام

كان يقول عند الكرب لا اله الا الله العظيم الحليم لا اله الا الله رب العرش العظيم لا اله الا الله رب

سختی کی وقت فرمایا کرتے تہی نہیں کوئی معبود سوا اللہ عظیم بردبار کی نہیں کوئی معبود سوای اللہ رب عرش بزرگ کی نہیں کوئی معبود سوای اللہ پروردگار

السموات السبع ورب الارض ورب العرش الكريم وفهم من هذا الحديث ان ذكر الله تعالى واوصافه العظام

ساتوں آسمان کی اور پروردگار زمین اور پروردگار عرش بزرگ کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا اور اوسکی بزرگ اوصاف کا یاد کرنا

سبب لزوال النقم وقد روى انه عليه السلام قال الا اخبركم بشئ اذا نزل بكم كرب او بلاء فدعا به فرج الله عنه

عقوبت کو دور کرتا ہے اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا سنو میں تمکو ایسی دعا بتاؤں کہ جب تم پر کوئی سختی یا بلا آوی پہر وہ دعا پڑہو تو اللہ تعالیٰ اوسکی

قيل بلى يا رسول الله قال دعاء ذى النون لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَ

کشائش کرے لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا دعا یونس علیہ السلام کی کوئی حاکم نہیں سوای تیری تو پاک ہے میں تہا گنہگار پس ہم نے سن لی اسکی پکار اور

نَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ وروى انه عليه السلام قال ما من مكروب يدعو بهذا الدعاء

بچا دیا اوس گہٹنے سے اور یوں ہی ہم بچا دیتے ہیں ایمان والوں کو اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں کوئی مصیبت والا کہ یہہ دعا پڑہے

الا استجيب له يسرنا الله تعالى دعوة مستجابة بلطفه وكرمه

مگر قبول ہی ہو گی الٰہی ہمپر دعا مستجاب اپنی لطف اور کرم سے سہل کیجو

المجلس الخامس والاربعون

بیچ بیان بسم اللہ کے مجلس میں

فی بیان مسنونیۃ صلوۃ الاستسقاء عند امساک المطر قال رسول اللہ صلی اللہ

بیان مسنون ہونی نماز استسقا کا بوقت خشکی بارش کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

علیہ وسلم لیست السنۃ بان لا تمطروا ولکن السنۃ ان تمطروا ولا تنبت الارض شیئا ھذا الحدیث من صحاح

فرمایا کال اس سی نہین پڑتا کہ مینہہ نہ برسی بلکہ کال اس سی پڑتا ہی کہ مینہہ تو برسی پر زمین سی کچھہ پیدا ہو یہہ حدیث مصابیح کی

المصابیح رواہا ابو ھریرۃ ومعناہ ان القحط لیس بان لا ینزل علیکم المطر بل القحط ان ینزل علیکم المطر

صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسکی معنی یہہ ہین کہ کال یون نہین ہوتا کہ تمپر مینہہ نہ برسی بلکہ کال یون پڑتا ہی کہ تمپر مینہہ تو برسی

لکن لا ینبت من الارض شیئا او ینبت ولکن یھلک ولا یدخل فی ایدیکم شیء فان وقوع الشدۃ بعد توقع

پر زمین مین سی کچھہ نہ پیدا ہو یا اوگی تو سہی پر ایسا تباہ ہو جاوی کہ تمہارے ہاتہہ کچھہ نہ آوی بیشک سختی کا آنا بعد امید فراخی

السعۃ وحصول اسبابھا اقطع مما کان الیاس حاصلا من اول الامر ولیس ھذا نھی عن الاستمطار و

اور حاصل ہونی اسباب فراخی کی بہت ناگوار ہوتا ہی بہ نسبت نا امیدی کی جو پہلی ہی سی حاصل ہو اور یہہ ممانعت نہین ہی کہ مینہہ نہ مانگو اور

الاستسقاء بل ھو نھی عن اعتقاد حصول الرزق بالمطر وعدم حصولہ بعدم المطر فاللازم علی العبد ان

استسقا کی دعا نکرو بلکہ اس اعتقاد کی ممانعت ہی کہ رزق کا ملنا مینہہ پر موقوف ہی اور رزق نہ ملنا مینہہ نہ برسنی پر ہی اب بندہ کو لازم یہہ ہی

یسلم نفسہ الی مولاہ ویعتقد ان الخیر لہ فی جمیع ما یجئ الیہ من مولاہ وان کان مخالفا لمرادہ وھواہ فعلی

کہ اپنی جان اپنی صاحب کی حوالہ کردی اور یہہ جانی کہ جو مجہہ پر گذرتا ہی مولا کی طرف سی ہی سو سب بہتر اور خیر ہی اگرچہ مراد اور خواہش کی موافق نہو اب اس مضمون کی

ھذا ینبغی للعبد ان یستمطر ویستسقی ویعلم ان الرزق من اللہ تعالی فان الاستمطار والاستسقاء سنۃ

موافق آدمی کو چاہئی کہ مینہہ کی دعا مانگی اور استسقا کی دعا کری اور یہہ سمجہی کہ رزق اللہ کا دیا ملتا ہی اسلئی کہ مینہہ مانگنی اور استسقا کی دعا کرنی مسنون ہی

لورود الاخبار والآثار الکثیرۃ فیہ فیستحب للحاکم ان یامر الناس اولا بصیام ثلثۃ ایام ثم یخرج بھم فی الیوم

کیونکہ اس باب مین خبرین اور آثار بہت وارد ہین سو حاکم کو مستحب ہی کہ پہلی تمام لوگون سی تین دن کی روزی رکہوادی پہر چوتہی روز سبکو جنگل مین لیجاوی

الرابع الی الصحراء قیل ینبغی لھم ان یخرجوا ثلثۃ ایام متوالیات لانھا مدۃ ضربت لارباب الاعذار ولم ینقل

کہتی ہین کہ بہتر یون ہی کہ تین روز برابر استسقا کی لئی جاوین اسواسطی کہ عذر والون کی لئی یہہ ہی مدت مقرر ہی اس سی زیادہ

اکثر من ذلک ویخرجون مشاۃ فی ثیاب البذلۃ التی تلبس کل یوم لا بثیاب الزینۃ کالعید بل یخرجون

مدت منقول نہین ہی اور پیادہ پا پہنی پرانی میلی کچیلی کپڑی جو روزمرہ پہنتی ہون پہن کر جاوین عزت کی کپڑی عید کی دن کی سی پہن کر نہ جاوین

متذللین متواضعین خاشعین للہ تعالی ناکسین رءوسھم ویقدمون الصدقۃ فی کل یوم قبل خروجھم

بلکہ ذلیل بحالت انکسار رقت ہوئی خدا کا خوف مانی ہوئی سر جہکائی ہوئی جاوین اور ہر روز عیدگاہ کی طرف چلنی سی پہلی خیرات کیا کرین

الی المصلی فان کل خیر فی مثل ھذہ الاوقات مامور بہ لکون الخیرات دافعۃ للعقوبات ویردون المظالم

کیونکہ ایسی ایسی وقتون مین خیرات کرنیکا حکم ہی اسواسطی کہ خیرات کرنا عقوبات کو دفع کرتا ہی اور حق حقوق لوگون کی ادا کردین

ویجددون التوبۃ فان ذلک ھو السبب القریب فی الاجابۃ ادمروی عن کعب الاحبار انہ قال اصاب

اور از سر نو خطا سی توبہ کرین کیونکہ بڑا سبب دعا کی جلد قبولیت کا یہہ ہی ہی اسلئی کہ کعب احبار سی روایت ہی وہ کہتی ہین کہ حضرت موسی نبی

الناس قحط شدید علی عھد موسی النبی علیہ السلام فخرج موسی النبی علیہ السلام ببنی اسرائیل الی الاستسقاء

علیہ السلام کی عہد مین لوگون پر بڑا ہی سخت کال پڑا پس موسی علیہ السلام استسقا کی واسطی بنی اسرائیل کو لیکر

ثلثۃ ایام فلم یسقوا فاوحی اللہ تعالی الی موسی النبی علیہ السلام انی لا استجیب لکم وفیکم نمام فقال موسی

تین دن تک باہر گئی پر مینہہ نہ برسا پہر اللہ تعالی نی موسی نبی کو وحی بہیجی کہ مین تمہاری دعا اسلئی قبول نہین کرتا کہ تم مین ایک چغل خور ہی پہر موسی

نبی

النبی علیه السلام یا رب من هو حتی نخرجه من بیننا فاوحی الله تعالیٰ یا موسیٰ انی انهٰکم عن النمیمة فاکون

یا الٰہی وہ کون ہے تاکہ ہم اوسکو اپنی میں سے نکال دیں پھر اللہ تعالیٰ نے یہہ وحی بھیجی ای موسیٰ میں تمکو چغل خوری سے منع کرتا ہوں پھر میں خود

نماماً فقال موسیٰ النبی علیه السلام لبنی اسرائیل توبوا باجمعکم من النمیمة فتابوا فارسل الله تعالیٰ علیهم

چغلخوری کرنے لگوں پھر موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا تم سب نمیمہ سے توبہ کرو سو اونہوں نے توبہ کی پھر اللہ تعالیٰ نے اونپر

الغیث وروی عن سفیان انه قال بلغنی ان بنی اسرائیل قحطوا سبع سنین حتی اکلوا الجیف والاطفال

مینہہ برسایا اور سفیان سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے سنا ہے کہ بنی اسرائیل پر سات برس کا قحط پڑا یہاں تک کہ مردار اور بچوں کو کھا گئے

وکانوا یخرجون الی الجبال ویتضرعون الی الله تعالیٰ فاوحی الله الی انبیائهم انی لا اجیب لکم داعیاً ولا ارحم

اور وہ پہاڑوں میں جاکر نہایت انکسار سے دعا کیا کرتے پھر اللہ تعالیٰ نے اونکے نبیوں پر وحی بھیجی میں نہ تمہاری دعا قبول کروں اور نہ

لکم باکیاً حتی تردوا المظالم الی اهلها ففعلوا فمطروا وروی ان عیسیٰ النبی علیه السلام خرج مع قومه

تمہاری رونے پر رحم کروں جبتک کہ تم حقداروں کی حقوق نہ ادا کرو سو اونہوں نے حق ادا کئے تو پھر مینہہ برسا اور روایت ہے کہ عیسیٰ نبی علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر

لیستسقی فلما ضجروا قال لهم عیسیٰ النبی علیه السلام من اصاب منکم ذنب فلیرجع فرجعوا کلهم

دعاء استسقا کی لئے باہر گئے جب مینہہ نہ برسا تو اونسے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تم میں سے جو گنہگار ہو وہ ہٹ جاوے تب سب کی سب ہٹ گئے

ولم یبق معه الا رجل واحد فقال له عیسیٰ النبی علیه السلام امالك ذنب فقال والله لا اعلم لی من ذنب

اونکی ساتھہ سوای ایک شخص کی کوئی باقی نرہا پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اوس سے پوچھا تونے کوئی گناہ نہیں کیا کہا اللہ کی قسم مجکو اپنا کوئی گناہ معلوم نہیں

غیر انی کنت ذات یوم اصلی فمرت بی امراة فنظرت الیها بعینی هذه فلما جاوزت ادخلت اصبعی

سوای اسکی کہ میں ایکدن نماز پڑہتا تہا میری پاس کو ایک عورت آگئی سو میںنے اوسکی طرف اس آنکہہ سے دیکہا جب وہ چلی گئی تو میں نے اپنی اونگلی آنکہہ

فی عینی فانتزعتها فاتبعت المراة بها فقال له عیسیٰ علیه السلام فادع حتی اؤمن علی دعائك فدعا

میں ڈال کر آنکہہ نکال لی اور اوس عورت کی پیچھے پہینک دی پھر اوس سے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تو دعا مانگ تو میں تیری دعا پر آمین کہوں پھر اوسنے دعا کی

فتجللت السماء سحاباً فسقوا وروی عن عطاء السلمی انه قال منعنا الغیث فخرجنا نستسقی

پھر تر ہوت آسمان میں گہٹا گہر گئی اور مینہہ برسا اور عطاء سلمی سے روایت ہے کہتا ہے کہ ہمپر مینہہ برسنا بند ہوگیا سو ہم استسقا کی واسطی نکلی

فاذا نحن بسعدون المجنون فی المقابر فنظر الیّ فقال یا عطاء هذا یوم النشور او بعث من فی القبور

ناگاہ گورستان میں سعدون دیوانہ مل گیا میری طرف دیکہہ کر کہنے لگا ای عطا یہہ دن نشر کا ہے یا قبروں سے مردوں کی اوٹہنے کا

فقلت لا لکنا منعنا الغیث فخرجنا نستسقی فقال یا عطاء بقلوب سماویة او بقلوب

میں نے کہا نہیں تو پر ہم پر سے مینہہ برسنا بند ہوگیا اسلئے استسقا کی واسطی باہر آئے ہیں پھر کہا ای عطا آسمانی دل لیکر آئے ہو یا زمینی دل

ارضیة فقلت بل بقلوب سماویة فقال هیهات یا عطاء قل للمبهرجین لا یبهرجوا فان الناقد

میں نے کہا نہیں بلکہ آسمانی دل لیکر آئے ہیں پھر کہا افسوس ہے ای عطا کہوٹے شخصوں سے کہدے کہوٹ نہ بنیں کیونکہ پرکہنے والا

بصیر ثم نظر الی السماء فقال الٰهی وسیدی لا تهلك بلادك بذنوب عبادك ولکن بالمکنون

بینا ہے پھر آسمان کی طرف دیکہہ کر کہا الٰہی وسیدی اپنی شہروں کو گنہگار بندوں کی بدلی میں ہلاک مت کر لیکن اپنی پوشیدہ

من اسمائك وما وارت الحجب من آلائك اسقنا ماءً غدقاً تحیی به البلاد وتروی به العباد یا من هو علی

ناموں کی برکت سے اور جو کہ تیری نعمتیں پس پردہ ہیں ہمکو پانی بہ انتہا پلا جسمیں تمام شہر زندہ اور بندی سیراب ہوجاویں اے وہ

کل شئ قدیر قال العطاء فما استتم الکلام حتی ارعدت السماء وابرقت وجاءت بمطر کافواه القرب

جو ہر شی پر قدرت رکہتا ہے عطا بیان کرتا ہے کہ اوسنے ابہی دعا پوری نکی تہی کہ آسمان گرجا اور بجلی چمکی اور مینہہ برسنے لگا جیسے مشک منہہ کہل جاتا ہے

وروی عن ابن المبارك انه قال قدمت المدينة في عام شديد القحط فخرج الناس يستسقون وخرجت
اور ابن مبارک سی روایت ہی وہ کہتا ہی کہ میں مدینہ میں ایسی سال میں آیا کہ بڑا سخت کال پڑ رہا تہا سو تمام لوگ واسطی دعاء استسقا کی نکلی اور میں بہی
معهم اذ اقبل غلام اسود عليه قطعتي الحلس قد اتزر باحدهما والقى الاخرى على عاتقه فجلس الى جنبي فسمعته
انکی ساتہہ چلا ناگاہ ایک حبشی لڑکا موٹی کملی کی چینتہڑی لئی ہوئی کہ ایک کا اوسنی سی تہبند کر رکہا تہا اور دوسرا اپنی مونڈہی پر ڈال رکہا تہا آکر میری برابر بیٹھ گیا پس میں نی سنا
يقول الهي اخلقت الوجوه عند كثرة الذنوب ومساوي الاعمال وقد احتبس عنا غيث السماء
کہ وہ کہتا تہا الہی گناہوں کی کثرت اور اعمال کی برائی سی چہری بگڑ گئی اور ہمپر آسمان سی مینہہ برسنا موقوف ہوا
لتودب بذلك عبادك فاسئلك يا حليما ذا اناة يا من لا يعرف عباده عنه الا الجميل ان يسقيهم
تاکہ تیری بندی ادب پذیر ہوں سو میں تجہسی سوال کرتا ہوں ای حلیم سخاوت والی ای وہ ذات جسکی بندہ سوائی رحمت کی کچہہ نہیں جانتی تو انکو ابہی سیراب
الساعة فلم يزل يقول الساعة الساعة حتى اكتسب السماء بالغمام واقبل المطر من كل مكان
کردی پہر وہ یہہ ہی کہی جاتا تہا ابہی ابہی یہاں تک کہ آسمان میں گہٹا گہر گئی اور ہر طرف سی مینہہ برسنا شروع ہوا
فعلى هذا ينبغي للحاكم ان يستسقي بصلحاء الناس وضعفائهم وفقرائهم لاجل الدواب الهائمة
اس بیان کی موافق حاکم کو لازم ہی کہ استسقا کی دعا صلحا اور ضعیفوں اور فقیروں سی واسطی پیاسی چوپاؤں
والانعام السائمة والاطفال المجلة لما روي انه عليه السلام قال لولا صبيان رضع وبهائم رتع
اور چرندہ مویشی اور بچوں جلد ہانپنی والوں کی واسطی کرائی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر دودہ پیتی بچی اور چرتی ہوئی جانور
وعباد ركع لصب عليكم العذاب صبا ويقول في دعائه كما قال النبي عليه السلام اللهم اسق عبادك
اور عابد بندی نہوتی تو تم پر عذاب ٹوٹ پڑتا اور دعا ویسی طرح کری جیسی نبی علیہ السلام نی کی ہی الہی پانی دی اپنی بندوں کو
وبهائمك وانشر رحمتك واحي بلدك الميت ويستقبل القبلة بالدعاء قائما والناس قاعدون
اور اپنی بہایم کو پانی پلا اور اپنی رحمت پہنچا اور اپنی مردہ شہر زندہ کر اور رو بقبلہ کہڑا ہو کر دعا مانگی اور باقی لوگ رو بقبلہ بیٹہی رہیں
مستقبلين القبلة لما روي انه عليه السلام استقبل القبلة ودعا فاذا دعى يوقن بالاجابة
سو اسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی رو بقبلہ ہو کر دعا کی تہی اور جب دعا مانگی تو قبولیت کا یقین کری
ويصدق رجاءه لما روي انه عليه السلام قال ادعوا الله وانتم موقنون بالاجابة وقد قال الله تعالى
اور اپنی امید قوی ہوئی جانی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ سی قبولیت کا یقین کرکی دعا مانگو اور اللہ تعالی بہی فرماتا ہی
ادْعُونِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ وقال في اية اخرى وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَاِنِّي قَرِيبٌ اُجِيبُ دَعْوَةَ
مجہکو پکارو کہ پہنچوں تمہاری پکار کو اور ایک اور آیت میں فرمایا ہی اور جب تجہسی پوچہیں بندی میری مجہکو تو میں نزدیک ہوں پہنچتا ہوں پکارنی کی پکار کو
الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ويجتهد في الدعاء سرا ويقول اللهم انك امرتنا بدعائك ووعدتنا اجابتك
جسوقت مجہکو پکارتا ہی اور دعا میں خوب مبالغہ کری پوشیدہ یوں کہی الہی تو نی ہمکو اپنی سی دعا کرنیکا حکم کیا اور قبولیت کا وعدہ کیا
فقد دعوناك كما امرتنا فاجبنا كما وعدتنا اللهم فامنن علينا بمغفرة ما فرطنا واجابتك في سقيانا
سو ہمنی تو تیری حکم کی موافق دعا مانگی اب تو اپنی وعدہ کی موافق قبول کر الہی ہماری زیادتیاں بخش کر اور اپنی قبولیت سی پانی برسا کر
وسعة رزقنا ويستحب للناس اذا كان فيهم رجل مشهود بالصلاح ان يستسقوا به ويقولوا
اور فراخی رزق کی دی کر ہمپر منت کر اور لوگوں کو مستحب ہی کہ اگر کوئی شخص ویسا نیکبخت مشہور ہو تو وس سی استسقا کی دعا کرائیں اور یوں کہیں
اللهم انا نستسقي ونستشفع اليك بعبدك فلان اذ روي في صحيح البخاري ان عمر بن الخطاب كان
الہی ہم تجہسی مینہہ مانگتی ہیں اور تیری سامنی تیری فلانی بندہ سی شفاعت کراتی ہیں اسلئی کہ صحیح بخاری میں روایت ہی کہ عمر بن الخطاب

اذا قحطوا یستسقی بالعباس ویقول اللهم انا کنا نتوسل الیک بنبینا محمد علیه السلام فتسقینا وانا

جب قحط پڑتا تو حضرت عباس کی وسیلہ سی دعا استسقا کرتی یون کہتی الہی ہم تیری سامنی اپنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کیا کرتی تہی سو تو مینہ برساتا تہا اب ہم

نتوسل الیک بعم نبینا محمد علیه السلام فاسقنا فیسقون ولیس فی الاستسقاء عند ابی حنیفة رح

تیری سامنی اپنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا کو وسیلہ کرتی ہین سو ہمکو پانی دی پس مینہ برستا تہا اور استسقا مین امام ابوحنیفہ کی نزدیک کوئی

صلوة مسنونة بالجماعة فان صلی الناس وحدانا جاز وانما الاستسقاء عنده دعاء واستغفار

نماز مسنون جماعت سی ثابت نہین ہی اگر لوگ جدا جدا نماز پڑہ لین تو جائز ہی امام کی نزدیک استسقا صرف دعا و استغفار ہی

لقوله تعالی فقلت استغفروا ربکم انه کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا ویمددکم باموال

اس دلیل سی تو مین کہا گناہ بخشواؤ اپنی رب سی بیشک وہ ہی بخشنی والا چہوڑ دی آسمان کی تیز دہارین اور بڑہتی دی تمکو مالون اور

وبنین ویجعل لکم جنت ویجعل لکم انهرا فهذه الایة وان کانت حکایة لما قال نوح النبی علیه السلام لقومه

بیٹون سی اور بنادی تمکو باغ اور بنادی تمکو نہرین پس یہہ آیت اگرچہ نوح نبی علیہ السلام کی قول کی حکایت ہی جو اپنی قوم کو فرمایا تہا

لکن یصح الاستدلال بها لان شریعة من قبلنا شریعة لنا اذا قصها الله تعالی فی کتابه ولم ینکرها ولم یرد

پر اس آیت سی استدلال صحیح ہی اس لئی کہ ہم سی پہلی شریعتین بہی ہماری لئی شریعت ہین جب اونکو اللہ تعالی اپنی کتاب مین بیان فرماوی اور اونکا انکار نکری اور نہ

فیها النسخ کما فی هذه الایة فانه تعالی بین فیها ان الاستغفار سبب لارسال السماء وهو المطر اذ روی ان

اونکا نسخ وارد ہو جیسی اس آیت مین ہی پس اللہ تعالی اس آیت مین یہہ بیان فرمایا کہ استغفار کی سبب سی مینہ برستا ہی اس واسطی کہ روایت ہی

نوح النبی علیه السلام کذبه قومه بعد تکریر الدعوة دهرا طویلا فحبس الله تعالی علیهم المطر واعقم

کہ نوح نبی علیہ السلام کو اونکی قوم نی بعد تکرار دعوت کی مدت دراز تک تکذیب کی سو اللہ تعالی نی چالیس برس تک اور بعضی کہتی ہین

ارحام نسائهم اربعین سنة وقیل سبعین سنة فوعدهم نوح النبی علیه السلام انهم ان استغفروا من

ستر برس تک اونپر مینہ برسانا بند کیا اور عورتون کو بانجہ کر دیا پہر نوح نبی علیہ السلام نی وعدہ کیا کہ اگر وہ اپنی گناہون سی توبہ کرین تو آخر کو

ذنوبهم یرحمهم الله تعالی بالخصب ویرفع عنهم ما کانوا فیه فعلم منه ان المسنون فی الاستسقاء الدعاء والاستغفار

اللہ تعالی نازل کی اور رزق کی فراخی دی اور جس مصیبت مین مبتلا ہین وہ دور کردی اس سی معلوم ہوا کہ استسقاء مین دعا اور استغفار سی مسنون ہی

وروی عن انس ان رجلا دخل المسجد یوم الجمعة ورسول الله صلی الله علیه وسلم یخطب فقال یا رسول

اور انس سی روایت ہی کہ ایک شخص جمعہ کی دن مسجد مین آیا اوسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تہی اوسنی عرض کیا یا رسول اللہ

الله صلی الله علیه وسلم هلک المواشی وخشینا الهلاک علی انفسنا فادع الله تعالی ان یسقینا ورفع رسول

صلی اللہ علیہ وسلم مواشی تو مرگئی اب ہمکو اپنی جانون کا خوف ہی سو تم اللہ تعالی سی دعا کرو کہ ہمکو پانی عنایت کری پہر رسول

الله صلی الله علیه وسلم یدیه قال اللهم اسقنا غیثا مغیثا مریئا غدقا مغدقا عاجلا غیر اجل قال الراوی

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی دونو ہاتہہ اوٹہاکر دعا کی الہی ہمپر مینہ برسا اچہا مینہ تازہ کرنیوالا بہت فائدہ مند الہی دیر نہو راوی کہتا ہی

فما کان فی السماء قزعة فارتفع السحاب من ههنا وههنا حتی صار رکاما ثم مطرت سبعا من الجمعة الی الجمعة

کہ آسمان مین کچہہ ابر نہ تہا پہر ادہر ادہر سی ابر نمودار ہونی لگا یہانتک کہ گہٹا گہر گئی پہر سات دن تک اوس جمعہ سی اگلی جمعہ تک برسی گیا

ودخل ذلک الرجل المسجد فی الجمعة القابلة ورسول الله علیه السلام یخطب والسماء تسکب فقال یا رسول

پہر وہی شخص اگلی جمعہ کو مسجد مین آیا اوسوقت بہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تہی اور مینہ برستا تہا عرض کیا یا رسول

الله تهدم البنیان وانقطعت السبل فادع الله تعالی ان یمسکه فتبسم رسول الله صلی الله علیه وسلم

اللہ گہر گر گئی اور رستی بند ہوگئی سو دعا کرو کہ اللہ تعالی مینہ کہول دی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

بملالة بنی ادم ثم رفع یدیه فقال اللهم حوالینا لا علینا اللهم علی الآکام والظراب وبطون الاودیة ومنابت
بنی آدم کی ملالت سی تبسم کیا پہر دونو ہاتہہ اوٹہا کر یہہ دعا کی الٰہی ہماری گرد نواح پر ہم پر نہیں الٰہی ٹیلون اور زمین کی پشتون پر اور پہاڑون پر اور نالون کی اندر اور جہان

الشجر قال الراوی فما کان فی السماء خرقا فانجابت السحاب عن المدینة حتی صارت حولها کالاکلیل فالراوی
درخت پیدا ہوتی ہون راوی کہتا ہی آسمان میں کہیں ذرہ کہلا ہوا نہ تہا سو مدینہ کی اوپر سی ابر کہل گیا یہان تک کہ اوسکی گرد تاج کی مثال ہوگیا پس راوی نی اس خبر مین

لم یذکر فی هذا الخبر غیر الدعاء فعلم منه ان الصلوٰة فی الاستسقاء غیر مسنونة وقد ثبت ان عمر
سوا دعا کی اور کچہہ بیان نہین کیا اس سی معلوم ہوا کہ استسقاء مین نماز مسنون نہین ہی اور بیشک ثابت ہوا ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نی

استسقی ولم یصل ولو کانت الصلوٰة سنة لما ترکها لانه کان اشد الناس اتباعا السنة رسول الله علیه السلام
استسقاء کی دعا کی اور نماز نہین پڑہی اوس اگر نماز مسنون ہوتی تو عمر رضی اللہ عنہ ہرگز نچہوڑتی اسلئی کہ عمر کی برابر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع کوئی نہین تہا

صلی فیه رکعتین کصلوٰة العید فذلك انما یدل علی الجواز ولیس الکلام فیه بل الکلام فی کونها سنة والسنة
استسقاء مین دو رکعت عید کی سی نماز پڑہی سو اس سی جواز معلوم ہوتا ہی اور اسمین کلام نہین ہی بلکہ کلام مسنون ہونی مین ہی اور سنت ہونا ایسی حکایات سی

لا تثبت بمثله بل انما تثبت بالمواظبة ولم یوجد المواظبة لانه علیه السلام فعلها مرة وترکها اخری ولم یکن
ثابت نہین ہوتا سنت ہونا مواظبت سی ثابت ہوتا ہی اور مواظبت نہین پائی جاتی اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی کبہی اسکو کیا اور کبہی ترک کیا اور عمل کرنا

فعله اکثر من ترکه حتی یکون مواظبة وقالا یصلی الامام بالناس رکعتین کصلوٰة العید بلا اذان ولا اقامة
ترک کرنی سی زیادہ نہین تہا جسکو مواظبت کہہ سکین اور صاحبین کہتی ہین کہ امام لوگون کو ہمراہ لیکر عید کی طرح دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑہی

مع التکبیرات الزوائد والجهر بالقراءة ثم یخطب خطبتین یفصل بینهما بجلسة خفیفة ویکون الاستغفار
اور تکبیرات زوائد ادا کری اور قراءت پکار کر پڑہی پہر دو خطبہ پڑہی دونو کی بیچمین ہلکاسا جلسہ کری اور استغفار دونو خطبون کا عمدہ مضمون ہو

معظم الخطبتین فاذا فرغ من الخطبة یستقبل القبلة ویحول رداءه فی هذه الساعة تفاولا بتحویل الحال
جب خطبہ پڑہ چکی تو روبقبلہ ہوکر اب چادر کو واسطی تفاول بدل جانی حالت کی اولٹی

فیجعل ما علی الیمین علی الشمال وما علی الشمال علی الیمین ثم یدعو ویقول فی دعائه اللهم اسق عبادك وبهائمك
پس داہنی طرف کا پلہ بائین طرف کرلی اور بائین طرف کا پلہ داہنی طرف کرلی پہر دعا مانگی اور دعا کی اندر یہہ مضمون اداکری الٰہی اپنی بندون اور اپنی حیوانات کو پانی دی

وانشر رحمتك واحی بلادك المیت اللهم انك امرتنا بدعائك ووعدتنا اجابتك فقد دعوناك کما امرتنا
اور اپنی رحمت کو وسیع کر اور اپنی مردہ شہر زندہ کر الٰہی تو نی ہمکو دعا کرنیکا حکم دیا اور قبول کرنیکا وعدہ فرمایا سو ہم تو بیشک تیری حکم کی موافق دعا مانگ چکی

فاجبنا کما وعدتنا اللهم فامنن علینا بمغفرة ما قرفنا واجابتك فی سقیانا وسعة رزقنا اللهم لا تهلك بلادك بذنوب
اب تو اپنی وعدی کی موافق قبول کر الٰہی ہماری زیادتیان بخش کر اور اپنی قبولیت سی ہمکو پانی دیکر اور رزق کی فراخی کرکر ہمپر منت کر الٰہی گنہگار بندون کی بدلہ اپنی شہرون کو

عبادك ولکن برحمتك الشاملة ونعمتك الکاملة اسقنا ماء غدقا یحیی به البلاد ترتوی به العباد انك
ولیکن اپنی رحمت شامل اور نعمت کامل سی ہمکو اتنا بہت پانی دی جس سی شہر زندہ اور تمام بندی سیراب ہوجاوین تو بیشک

علی کل شیء قدیر رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ
ہر شی پر قادر ہی ای رب ہماری ہمکو دنیا مین خوبی اور آخرت مین خوبی دی اور ہمکو دوزخ کی عذاب سی بچا

المجلس السادس والاربعون فی بیان وجوب تعلیم الفرائض والقرآن ولحن الخفی والجلی

چہیالیسوین مجلس مین بیان وجوب تعلیم فرایض کا اور قرآن کا اور لحن پوشیدہ اور ظاہر کا

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تعلموا الفرائض والقرآن فانی مقبوض هذا الحدیث من حسان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا سیکہو فرایض اور قرآن کو کیونکہ مین قبض ہونیوالا ہون یہہ حدیث مصابیح کی

المصابيح رواه ابو هريرة وفيه تحريض للامة على تعلم النوعين من العلم لانهما لا يتلقفان التلقف بمعنى
حسن حدیثون میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسمین امت کی لئی واسطی سیکہنی دو قسم علم کی ترغیب ہی کیونکہ یہہ دونو سوای نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور سی

الاخذ الا منه عليه السلام فانه عليه السلام اذا قبض لا يحصل للناس منهما شئ بعده الا ما تعلموا منه
نہیں حاصل ہوتی تلقف کا معنی لینی کی ہین کیونکہ نبی علیہ السلام نی جب وفات کی تو پہر بعد اونکی لوگون کو دونو مین سی کوئی علم نہین حاصل ہوسکتا مگر وتنا ہی جو سیکہہ چکی

وهما الفرائض والقرآن اما الفرائض فقد ذهب بعض الناس الى ان المراد بها قسمة المواريث ولا دليل له
اور وہ دونو علم فرائض اور قرآن ہی جسمین فرائض سی مراد تو بعضی لوگ وراثت کا تقسیم کرنا بتاتی ہین اور موافق ذکر توربشتی کی اس خصوصیت کی دلیل نہین معلوم ہوتی

في هذا التخصيص على ما ذكره التوربشتي بل الصحيح ان المراد بها الفرائض التي فرضها الله تعالى على عباده
بلکہ صحیح یہہ ہی کہ مراد اس سی وہ امور ضروری ہین جو اللہ تعالی نی اپنی بندون پہ فرض کردی ہین

واما القرآن على ما ذكر في الاصول فهو ما كان منقولا بالتواتر كالقراءة السبع المعروفة التي اختارها الائمة
اور رہا قرآن علم اصول کی مضمون کی موافق وہ ہی جو تواتر سی منقول ہی جیسی ساتون قراءتین مشہور جسکو قراءت کی ساتون اماموں نی اختیار کرکہا ہی

السبعة من القراء لا ما كان منقولا بلا تواتر فانه ليس بقرآن بل هو من القراءة الشاذة سواء نقلت بطريق الشهرة
وہ نہیں ہی جو بلا تواتر منقول ہی سو یہہ قرآن کی احکام میں داخل نہین ہی بلکہ وہ قراءت شاذہ ہی برابر ہی کہ بطریق شہرت منقول ہو

او بطريق الاحاد والنقل بالتواتر شرط في كون المنقول قرآنا سواء كان في جوهر اللفظ او في هيئته والمراد من
یا بطریق آحاد اور نقل بالتواتر منقول کی لئی قرآن ہونمین شرط ہی برابر ہی کہ جوہر لفظ مین ہو یا اوسکی صورت مین اور جوہر لفظ سی یہہ مراد ہی

جوهر اللفظ ان يختلف خطوط المصاحف في القراءات السبع نحو مالك يوم الدين وملك يوم الدين والمراد من
کہ خطوط مصاحف کی قراءت سبعہ میں بدل جاوین جیسی مالک یوم الدین اور ملک یوم الدین اور مراد لفظ کی

هيئة اللفظ ان لا يختلف خطوط المصاحف في القراءة السبع كالتفخيم والامالة ونحوها فاذا كان
ہیئت سی یہہ ہی کہ مصاحف کی خطوط قراءت سبعہ مین نہ بدلین جیسی امالہ نہ کرنا اور امالہ کرنا اور مانند اسکی اور جب

النقل بالتواتر شرطا في كون المنقول قرآنا ظهر ان الشاذ سواء نقل بطريق الشهرة او بطريق الاحاد لا يكون له
نقل بالتواتر منقول کی قرآن ہونی مین شرط ہوئی تو ظاہر ہوا کہ قراءت شاذ برابر ہی کہ نقل بطریق مشہور ہو یا بطریق احاد ہو اسکو

حكم القرآن حتى لا يجوز قراءته في الصلوة والحاصل ان المشهورين من ائمة القراء هم السبعة المذكورون في
حکم قرآن کا نہیں ہوگا یہان تک کہ اوسکو نماز کی اندر پڑہنا جایز نہین خلاصہ یہہ ہی کہ قراءت کی مشہور امام وہ ہی ساتون ہین جو

التيسير والشاطبي وهم عاصم وحمزة والكسائي هذه الثلثة من الكوفة وابن كثير من مكة ونافع من المدينة
تیسیر اور شاطبی مین مذکور ہین اور وہ یہہ ہین عاصم اور حمزہ اور کسائی یہہ تینون تو کوفہ کی ہین اور ابن کثیر مکہ کا اور نافع مدینہ کا

وابو عمرو من البصرة وابن عامر من الشام وقد ثبت شيوخ ثلثة آخرون وهم يعقوب بن اسحق ويزيد بن
اور ابو عمرو بصرہ کا اور ابن عامر شام کا اور تین شیخ اور بہی ثابت ہین وہ یہہ ہین یعقوب بن اسحاق اور یزید بن

القعقاع وخلف بن هشام والصحيح ان احكام القرآن من جواز الصلوة وغيره جارية في هذه الثلثة ايضا
قعقاع اور خلف بن ہشام اور صحیح یہہ ہی کہ احکام قرآن کی یعنی نماز کا جایز ہونا اور سوا اسکی ان تینون مین بہی

كالسبعة واما وراءها من القراءة الشاذة مشهورا كان او غير مشهور فلا خلاف في عدم جواز قراءته في
اون ساتون کی مانند جاری ہیں اور جو ہی سوا انکی اور شاذ قراءتین مشہور ہون یا غیر مشہور اسمین خلاف نہیں ہی کہ وہ نماز مین پڑہنی جایز نہیں ہین

الصلوة وانما الخلاف في فسادها قال الاصفهاني ما لم يتواتر من القراءات الشاذة فحكمها في الصلوة حكم كلام البشر
اور خلاف ہی تو نماز کی فاسد کرنی مین ہی اصفہانی کہتا ہی کہ قراءت شاذہ جبتک متواتر نہو تو اوسکا حکم نماز کی اندر حکم آدمی کی کلام کا سا ہی

واذا لم یکن الشاذ فیه حکم القران ولم یجز قراءته فی الصلوة فما ظنك بالقراءة التی لیست من القراءة المتواترة

اور جب قرارت شاذہ میں حکم قرآن کا نہیں ہی اور نہ اوسکا نماز میں پڑہنا جایز ہی تو پہر تیرا کیا خیال ہی اوس قراءت میں جو نہ قرارت متواترہ سی ہی

ولا من القراءة الشاذة بل هی لحن محض هل یکون له حکم القران وهل یجوز قراءته فی الصلوة التی هی فرض علی الناس

اور نہ قرارت شاذہ سی بلکہ وہ صرف ترنم ہی تو کیا اوسکو حکم قرآن کا ہوسکتا ہی اور کیا اوسکا پڑہنا نماز میں جایز ہوسکتا ہی جو کہ لوگون کی ذمہ پر

بعد الایمان واحد ارکانها قراءة القران الذی انزل بافصح اللغات فلا بد ان یقرأ بافصح اللغات ولا یتحقق ذلك

بعد ایمان کی فرض ہی اور اوسکی ارکان میں سی قرارت قرآن کی ہی جو بڑی فصیح زبان میں نازل ہوا ہی اب ضرور ہی کہ اوسکو فصیح زبان سی پڑہیں اور فصاحت

الا بالتجوید فعلی هذا یکون العمل بالتجوید فرضا لازما لانه تعالی انزل القران بالتجوید حیث قال ورتله ترتیلا

بدون تجوید کی نہیں ہوسکتی اس بیان کی موافق تجوید فرض لازم ہوئی اس لئی کہ اللہ تعالی نی قرآن کو تجوید کی ساتھ اوتارا ہی اسلئی کہ کہتا ہی اور پڑہ سایا ہمنی اوسکو ٹہر ٹہر کر

فقال الترتیل تجوید الحروف ومعرفة الوقوف ولیس المراد بالتجوید قراءة تمضیغ اللسان وتصغیر الفم وتعویج الفك

سو علی رض نی فرمایا ترتیل حروف کی تجوید ہی اور وقفون کا معلوم کرنا اور تجوید سی مراد ایسی قرارت نہیں ہی کہ زبان کو چباوی اور منہہ کو دباوی اور جبڑی کو خم دی

وتردید الصوت اذ هی قراءة تنفر عنها الطباع ولا یقبلها القلوب والاسماع بل هو قراءة سهلة لطیفة للمضغ

اور آواز کو گردش دی اسواسطی کہ ایسی قرارت سی طبیعتون کو نفرت آتی ہی اور نہ دل اور کان پسند کرتی ہیں بلکہ تجوید ایسی قرارت سہل لطیف ہی نہ اوسمین زبان کا

فیها ولا تعسف ولا تکلف فاذا کان التجوید فرضا یکون ما ینافیه حراما لان القران انما کان معجزا بفصاحة

چبانا ہی اور نہ بی راہی آواز کی ہی اور نہ کچہ تکلف ہی جب تجوید فرض ہوئی تو اوسکی برخلاف حرام ہوا اسلئی کہ قرآن تو اپنی فصاحت الفاظ اور بلاغت معنی سی معجز ہی

نظمه وبلاغة معناه ... بالتجوید قراءة له بالفصاحة واذا لم یقرأ بالفصاحة یکون لحنا واللحن

سو اوسکا تجوید ... پڑہنا فصیح ہی اور جب فصاحت کی ساتھ نہ پڑہا تو پہر لحن ہوجاتا ہی اور لحن

فی لغة العرب یجیء علی معان والمراد به ههنا الخطاء والمیل عن الصواب وهو جلی وخفی اما الجلی فهو خطأ یطرأ

لغت عرب میں کئی معنون میں آتا ہی اور لحن سی مراد یہان خطا اور راہ صواب سی الگ ہوجانا ہی اور لحن ایک جلی ہی اور ایک خفی لحن جلی جو الفاظ پر آتا ہی

الالفاظ ویخل بالمعنی فی بعض المواضع فیفسد الصلوة وهذا اللحن یشترك فی معرفته علماء القراءة وغیرهم

تو صرف خطا ہی اور بعضی جگہ معنی بگاڑ دیتا ہی پہر نماز بہی فاسد ہوجاتی ہی یہہ لحن سب علماء کو معلوم ہوتا ہی یعنی علماء قرارت اور اور علماء سب پہچانتی ہیں

اذ هو قد یکون بتغییر الحرکات والسکنات الاعرابیة والبنائیة وقد یکون بنقص حرف وزیادته وابداله الی حرف

اسواسطی کہ یہہ لحن کبہی تو حرکات اور سکنات اعرابی اور بنائی کی بدلنی سی ہوتا ہی اور کبہی حرف کی کم وبیشی اور ایک حرف سی دوسرا حرف بدلنی سی ہوتا ہی

اخر واما الخفی فهو خلل یطرء الالفاظ لکن لا یخل بالمعنی ولا یفسد الصلوة بل یخل بالفصاحة ویورث القباحة

اور لحن خفی سو وہ الفاظ کو بگاڑتا ہی پر معنی نہیں بگاڑتا اور نماز بہی نہیں جاتی بلکہ فصاحت میں خلل اور قباحت پیدا کرتا ہی

ولذا حرم فی القران کما ذکر فی البزازیة ان اللحن فیه حرام بلا خلاف اذ قال الله تعالی قرانا عربیا غیر ذی عوج

اسہی لئی قرآن کی اندر حرام ہی چنانچہ بزازیہ میں مذکور ہی کہ قرآن میں لحن بلا خلاف حرام ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی قرآن ہی عربی زبان کا جسمین کجی نہین

وهذا اللحن یختص بمعرفة علماء القراءة اذ هو انما یکون بتکریر الراءات وتطنین النونات وتغلیظ اللامات وتشقیق

اس لحن کو صرف علماء قرارت ہی پہچانتی ہیں اسلئی کہ یہہ لحن یہہ ہی حرف را کی بڑہانی سی اور نون کی گنگناٹ سی اور لام کی بہر کرنی سی اور غنہ کو ناک میں

الغنة وغیر ذلك من ترك الادغام فی محل الادغام وترك الاخفاء فی محل الاخفاء وترك الاظهار فی محل الاظهار وترك الاقلاب

پہنچانی سی ہوتا ہی اور سوا اسکی جیسی ادغام کی جگہہ فك ادغام اور اخفا کی جگہ ترك اخفا اور اظہار کی مقام پر ترک اظہار اور ترک کرنا بدلنی کا

فی محل الاقلاب وترك التفخیم فی محل التفخیم وترك الترقیق فی محل الترقیق فان ذلك کله وان لم یخل بالمعنی

جگہ بدلنی کی اور ترک کرنا پر کرنیکو جگہ پر کر نیکی اور ترک کرنا باریک کرنیکا جگہ باریک کرنیکی بیشک یہہ تمام باتین اگرچہ معنی نہیں بگاڑتی

بل انما يخل باللفظ لفساد رونقه وذهاب حسنه لكن يخل بالفصاحة ولا قائل من اهل الايمان
مگر تھوڑا بگڑ جاتا ہی کیونکہ لفظ کی رونق اور حسن جاتا رہتا ہی پر فصاحت مین خلل پڑتا ہی اور اہل ایمان مین سی یہہ کوئی قایل نہین ہی

بعدم فصاحة القران ولذلك حرمت هذه التغييرات كلها فى الصلوة وغيرها بيان ذلك ان القران
کہ قرآن فصیح نہین ہی اور اسہی لئی ایسی ایسی تمام تغیرات نماز کی اندر اور سوا نماز کی حرام ہین اسکا بیان یہہ ہی

انما انزل بافصح اللغات التى هى لغة العرب العرباء وهى لغة قريش وهذيل وهوازن وطى وثقيف واليمن وبنو تميم
کہ قرآن افصح لغات مین نازل ہوا ہی جو خالص عربون کی بولی ہی اور وہ بولی قریش اور ہذیل اور ہوازن اور طی اور ثقیف اور یمن اور بنو تمیم کی

فلابد ان يراعى فيه قواعد لغتهم من اخراج الحروف من مخارجها ومحافظة صفاتها من ترقيق المرقق وتفخيم
اب ضرور یہی کہ انکی بولی کی قاعدی رعایت کئی جاوین یعنی حرفون کو اونکی مخرج سی نکالنا اور نگہبانی اونکی صفات کی نرمی کی جگہ نرمی پر کی جگہ

المفخم ومد الممدود وقصر المقصور وادغام المدغم واظهار المظهر واخفاء المخفى وغير ذلك مما هو لازم فى كلامهم
پر مد کی جگہ مد قصر کی جگہ قصر ادغام کی جگہ ادغام اور اظہار کی جگہ اظہار اور اخفا کی جگہ اخفا اور سوا اسکی جو جو اونکی کلام مین ضروری ہی

الذى هو سليقتهم لا يحسنون غيره فالقارى اذا لم يراع ذلك يصير كانه قرء القران بغير لغة العرب وهو
اور جو اونکا طریقہ ہی کہ سوائی اوسکی پسند نہین کرتی پس قاری اگر ان تمام امور کی رعایت نکری تو اوسنی قرآن کو گویا سوا عربی کی اور زبان مین پڑھا اب وہ

ان كان قاريا صورة لكنه ليس بقارئ حقيقة بل هو هازئ وعدم قراءته اولى من قراءته لانه بهذه القراءة
اگرچہ ظاہر مین قاری ہی پر وہ حقیقت مین قاری نہین ہو بلکہ وہ ٹھٹھہ باز ہی ایسی قرات سی نہ پڑھنا ہی بہتر ہی اسلئی کہ ایسی قرات سی

يصير من الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ولهذا قال الامام ابن الجوزى
اون لوگون مین داخل ہوگا جسکی دوڑ بہٹکتی ہی دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجھتی ہین کہ خوب بناتی ہین کام اسہی لئی امام ابن الجوزی

فى كتابه المسمى بالنشر لاشك ان الامة كما هم متعبدون بتصحيح الفاظه واقامة حروفه على الصفة المتلقية
اپنی کتاب مین جسکا نام نشر ہی کہتی ہین بیشک امت کو جیسی کہ قرآن کی فہم معانی کا حکم اور صحت اور حروف کی قایم رکہنی کا حکم ہی اسطور پر جو قرات کی

من ائمة القراءة المتصلة بالحضرة النبوية الافصحية العربية التى لا تجوز مخالفتها ولا العدول عنها الى
اماموں سی منقول اور حضرت نبوی سی فصیح عربیۃ کی وضع پر متصل ہوا ہی جسکی مخالفت جایز نہین اور نہ اوسکو چہوڑکر اور وضع اختیار کرنی

غيرها والناس فى ذلك بين محسن ماجور ومسئ اثم ومعذور فمن قدر على تصحيح كلام الله تعالى باللفظ
اور اسی باب مین لوگ کئی وضع کی ہین بعضی محسن قابل ثواب کی اور بعضی ناکارہ گنہگار اور بعضی معذور لاچار اب جس سی یہہ ہوسکتا ہی کہ کلام اللہ کو صحت الفاظ

الصحيح العربى الفصيح وعدل عنه الى اللفظ الفاسد العجمى القبيح فانه مقصر بلا شك واثم بلا ريب و
اور فصاحت عربیہ کی وضع پر درست کرسکتا ہو پہر اوس وضع کو چہوڑکر لفظ فاسد عجمی قبیح اختیار کری تو بیشک قصوروار اور بی شبہ گنہگار ہی اور

عاص كان لا يطاوعه لسانه او لا يجد من يرشده الى الصواب فان الله تعالى قال لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا
جس شخصکی زبان قابو مین نہین ہی یا کوئی تجوید سکہانیوالا نہین ملتا تو اللہ تعالی خود فرماتا ہی اللہ تکلیف نہین دیتا کسی شخص کو مگر

وُسْعَهَا لكن يجب عليه ان يجتهد جهده لعل الله يحدث بعد ذلك امرا وقد ذكر فى فتاوى قاضيخان ان
جو اوسکی گنجایش ہی لیکن ایسی شخصکو واجب ہی کہ خوب محنت کئی جای شاید کہ اللہ تعالی بعد اسکی قدرت عنایت کری اور فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی

الرجل اذا كان لا يحسن بعض الحروف ينبغى له ان يجتهد ولا يعذر فى ذلك وان كان لا ينطلق لسانه فى
کہ ایسا شخص کہ بعضی حروف کو ٹہیک طور نہین پڑہسکتا ہی تو اوسکو لازم ہی کہ خوب محنت کری سمین وہ معذور نہین ہی اور اگر اوسکی زبان بعضی حرف مین چل نہ سکتی

تلك الحروف ان وجد اية ليس فيها تلك الحروف تراها فى صلوته تجوز عند الكل وان قرأ الاية التى فيها
تو اگر ایسی آیت پاوی جسمین وہ حروف نہین ہین اور وہ ہی آیت اپنی نماز مین پڑہی تو بالاتفاق جایز ہی اور اگر ایسی آیت پڑہی جسمین وہ حروف

بفهم معانى القران واقامة حدوده كذلك هم متعبدون
اور اوسکی حدود قایم رکہنی کی تاکید ہی ایسی ہی امت کو الفاظ کی درستی

تلك الحروف تجوز صلوته لكن لا یؤم غیره وكذا اذا كان الرجل لا یقف موضع الوقف او كان یتنحنح عند القراءة

موجود ہین تو ویسی کی نماز تو جایز ہی پر اور کی امامت نکری اور ایسی ہی جو شخص وقف کی جگہ وقف نکرے یا قراءت مین کھنکھار کری

لا یؤم غیره

المجلس السابع والاربعون فی جواز التغنی فی القرآن وما لا یجوز فیه

تو اور کی امامت نکری سینتالیسوین مجلس قرآن مین تغنی وغیرہ جایز ہونی اور نہ جایز ہونی مین

وغیره قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس منا من لم یتغن بالقرآن هذا الحدیث من صحاح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہم مین سی نہین ہی جو قرآن مین تغنی نکری یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون

المصابیح رواه سعد بن ابی وقاص والمراد بالتغنی المذكور فیه لیس هو المشهور المعروف بوجوه الاول

مین سی ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت سی اور تغنی سی مراد جو اس حدیث مین مذکور ہی وہ تغنی مشہور و معروف نہین ہی کئی وجہ سی پہلی وجہ یہہ ہی

ان اول الحدیث وهو قوله علیه السلام لیس منا یمنع عنه لكون معناه لیس من اهل ملتنا ومن یتبعنا

کہ اول حدیث قول علیہ السلام کا لیس منا اس مراد سی روکتا ہی اسواسطی کہ اسکی معنی یہہ ہین کہ ہماری دین مین اور ہماری فرمان برداروں مین نہین ہی

فی امرنا وهو من قبیل الوعید ولا خلاف بین الامة ان قارئ القرآن من غیر التغنی یثاب وماجور فكیف یستحق

اور ایک وعید ہی اور تمام امت مین کسیکو خلاف نہین ہی کہ بغیر تغنی قرآن پڑھنی والا ثواب دیا جاتا ہی اور ماجور ہی پہر وہ کیونکر سزاوار

الوعید والثانی ان الفقهاء صرحوا بكون قراءة القرآن بالتغنی معصیة ویكون التالی والسامع اثمان

وعید کا ہوا دوسری وجہ یہہ ہی کہ فقہا نی صاف کہدیا ہی کہ تغنی کی ساتھہ قرآن کا پڑہنا گناہ ہی اور پڑہنی والا اور سننی والا دونو گنہگار ہوتی ہین

بل یكون المستحل كافرا وذلك لان التغنی حرام فی جمیع الادیان وكذا اللحن حرام بالاجماع قال البزازی

بلکہ اوسکو حلال سمجھنی والا کافر ہوتا ہی اور یہہ اسلئی کہ تغنی تمام دینون مین حرام ہی اور ایسی ہی لحن بالاتفاق حرام ہی بزازی کہتا ہی

اللحن حرام بلا خلاف وذكر ابو البركات فی شرح النافع ان التغنی حرام فی جمیع الادیان وحكی عن ظهیر الدین

لحن بالاتفاق بلا خلاف حرام ہی اور ابو البرکات نی نافع کی شرح مین یہہ ذکر کیا ہی کہ تغنی تمام دینون مین حرام ہی اور ظہیر الدین مرغینانی سی

المرغینانی ان من قال لمقرئ زماننا عند قراءته حسنت یكفر ووجه كون التحسین كفرا ان قراء هذا

حکایت کرتی ہین کہ جسنی ہماری وقت کی قاری کو قراءت پڑہتی ہوئی کہا احسنت واہ کیا خوب کافر ہوجاتا ہی اور اچہا کہنا کفر اسلئی ہی کہ قراءت اس

الزمان قلما یخلو قراءتهم فی المجالس والمحافل عن التغنی والتغنی للناس لما كان حراما بالاجماع كان قطعیا

زمانی کی قاریون کی مجلسون اور محفلون مین تغنی سی خالی نہین ہی اور تغنی لوگون کی حق مین جو بالاتفاق حرام ہی تو قطعی ہوئی

ولذلك سماه صاحب الذخیرة كبیرة وكذا صاحب الهدایة حیث قال فیها ولا یقبل شهادة من یغنی للناس

اور اسیلئی صاحب ذخیرہ اسکو کبیرہ نام لیتا ہی اور ایسی ہی صاحب ہدایہ جس جگہ تغنی کی باب مین کہا ہی کہ اوسکی گواہی مقبول نہین جو لوگون کی لئی تغنی کری

لانه یجمعهم علی ارتكاب كبیرة فدل كلامه هذا علی ان استماع التغنی كبیرة فاذا كان استماع التغنی كبیرة

اسواسطی کہ اونکو گناہ کبیرہ پر جمع کرتا ہی اس تقریر سی معلوم ہوا کہ تغنی کا سننا گناہ کبیرہ ہی پس جب تغنی کا سننا گناہ کبیرہ ہوا

فكون التغنی كبیرة اولی فالمغنی مرتكب لهذه الكبیرة فتحسینه تحلیل للحرام القطعی وهو كفر فظهر من هذا

تو تغنی بطریق اولی کبیرہ ہوگی پس مغنی اس کبیرہ کو اختیار کرتا ہی اب اوسکا اچہا کہنا حرام قطعی کو حلال کرنا ہی یہہ کفر ہی اب اس سی معلوم ہوا

ان من یحضر الجمعة والجماعة فی هذا الزمان قلما ینجو عن ارتكاب كبیرة لان كثیرا من الخطباء والقراء

کہ جو شخص جمعہ اور جماعت مین آتی ہین اس زمانہ مین ارتکاب کبیرہ سی بہت کم خالی ہوتی ہیں اسلئی کہ اکثر خطیب اور قاریون کی جیسی

قلما یخلو خطبتهم وقراءتهم عن التغنی بل هم یاخذون فی الخطبة والقرآن ماخذهم فی الشعر والغزل

اور قراءت تغنی سی بہت کم خالی ہین بلکہ وہ خطبہ اور قرآن مین شعر اور غزل کا ردیہ برتتی ہین

حتى لا يكاد يفهم ما يقولون وما يقرءون من كثرة النغمات والتقطيعات وكذا حال المؤذنين في التصلية والترضية

یہاں تک کہ لمبا اوقات کثرت نغمات اور تقطیعات سے سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہتے ہیں اور کیا پڑھتے ہیں اور ایسے ہی صلی اللہ علیہ وسلم اور رضی اللہ عنہ

والتامين وتكبيرات الانتقالات والسامعون الحاضرون مرتكبون لهذه الكبيرة وربما يستحسنه بعضهم

اور آمین کہنے میں اور تکبیرات انتقالات میں موذنوں کا حال ہے اور سننے والے جو موجود ہوتے ہیں یہ کبیرہ اختیار کرتے ہیں اور بعض وقت کوئی کوئی اچھا بھی کہنے لگتا ہے

بل هو الاكثر في اكثرهم لغلبة الهوى وعدم مبالاتهم في امر الدين فيلزم ان يكفروا على ما حكي عن ظهير الدين المرغيناني

بلکہ اکثر اشخاص میں اکثر یہ ہی ہوتا ہے کیونکہ ہوائے نفسانی کا غلبہ اور امر دینی میں بے پروائی بہت ہوگئی ہے سو لازم یہ آتا ہے کہ موافق حکایت ظہیر الدین مرغینانی کی

وكذا من يحضر التراويح في ليالي رمضان لاستماع تسبيحات المؤذنين في الجوامع والمساجد فان اسماء الله

کافر ہو جاویں اور ایسے ہی جو تراویح میں ماہ رمضان کی راتوں کو جوامع اور مساجد میں موذنوں کی تسبیحات سننے کی واسطے جمع ہوتے ہیں کیونکہ خدا کی

الواقعة فيها مثل يا حنان يا منان يا ذا الجود والاحسان ونحو سبحان ذي الملك والملكوت سبحان ذي

نام ان میں جو تسبیحات کی اندر آتے ہیں جیسے یا حنان یا منان یا ذا الجود والاحسان اور جیسے سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی

العزة والجبروت وغير ذلك من الاسماء الحسنى والصفات العليا بكثرة الابغاء والالحان يغيرونها ويحرفونها و

العزت والجبروت اور اور سوا اسکی اسماء حسنی اور صفات علیا انہیں کثرت سے نغمی اور الحان کر کر اسقدر تبدیل اور تغیر اور تحریف اور اخفا کر دیتے ہیں

يخفونها الى مرتبة لا يمكن تمييزها وتشخيصها مثل قولهم سوبحان المالكي الحانان سوبحان المالوكي المانان

کہ ممکن نہیں کہ ذرہ تمیز اور تعین ہو سکے چنانچہ سبحان الملک الحنان کو یوں پڑھتے ہیں سوبحان المالیکی الحانان سوبحان المالیکی المانان

بافراط المد في ضمة السين وفتحة النون والميم وفي كسرة اللام والكاف وغير ذلك وكذا الحان الصوفية مثل

سین کی ضمہ میں اور نون اور میم کی فتحہ میں اور لام اور کاف کی کسرہ میں خوب مد کھینچ کر اور سوا اسکی اور ایسا ہی صوفیوں کا الحان ہے جیسی

قولهم عقب الطعام بزعم الشكر الحمد لله الشكر لله بمد الدال والراء واللام ونحوها فينبغي للمسلم ان يحترز

کھانا کھا کر شکر کی خیال پر کہا کرتے ہیں الحمد للہ والشکر للہ دال اور را اور لام کو خوب کھینچکر اور مانند اسکی سو مسلم کو لائق ہے کہ ایسی مجالس میں

عن حضورها وسماعها ويطلب مسجدا خاليا عنها اذ صورتها عبادة وحقيقتها معصية وكبيرة فلعله

نہ جاوے اور ایسی کلمات نہ سنے اور مسجد جو ان مفاسد سے خالی ہو تلاش کرلے سو اسطے کہ یہ ظاہر میں تو عبادت ہے اور حقیقت میں معصیت کبیرہ ہے شاید ہو

يستحسنها ويهدم دينه وهو لا يشعر والحال ان الجهل لا يكون عذرا ولا يظن احد ان المراد بالتغني للناس قراءة

کہ اسکو اچھا کہنے لگے اور دین کی بے خبری میں برباد ہو جاوے اور حال یوں ہے کہ نادانی کوئی عذر نہیں ہے اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ تغنی لوگوں کی سامنے یہ ہے

الابيات والاشعار بالاصوات الموزونة دون قراءة القرآن والاذكار فانه ظن فاسد بل هو يعم التغني بالقرآن

کہ بیتیں اور شعر آواز موزون بنا کر سناوے قرآن اور ذکر میں تغنی نہیں ہوتی یہ خیال فاسد ہے بلکہ تغنی قرآن وغیرہ سب میں ہوتی ہے

وغيره لان الفقهاء صرحوا بكون قراءة القرآن بالالحان معصية وبكون التالي والسامع اثمين قال البزازي

اسلئے کہ فقہاء نے صاف کہا ہے کہ قرآن کو الحان سے پڑھنا گناہ ہے اور پڑھنے والا اور سننے والا دونو گنہگار ہوتے ہیں بزازی کہتا ہے

القرآن بالالحان معصية والتالي والسامع اثمان والوجه الثالث من تلك الوجوه المذكورة ان الحديث المذكور

قرآن الحان سے پڑھنا گناہ ہے اور پڑھنے والا اور سننے والا دونو گنہگار ہوتے ہیں اور تیسری وجہ وجوہات مذکورہ میں سے یہ ہے کہ یہ حدیث مذکور

يكون معارضا لما اخرجه الترمذي عن حذيفة انه عليه السلام قال اقرؤا القرآن بلحون العرب واصواتها واياكم

اس حدیث سے معارض ہے جو ترمذی نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن کو عرب کی لہجہ اور آواز پر پڑھا کرو اور فاسقوں کی

ولحون اهل الفسق ولحون اهل الكتابين فانه سيجيء بعدي قوم يرجعون القرآن في ترجيع الغناء والرهبانية والنوح

لحن سے اور یہود اور نصاری کی لحن سے بچو البتہ قریب ہے میرے بعد ایک قوم ہوگی کہ قرآن میں مانند ترجیع غنا اور راہبوں اور نوحہ گری کی ترجیع کرینگی

ولا یجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب من یعجبهم شانهم ذکر هذا الحدیث الامام الجعبری
اور قرآن اونکی گلونسی نیچی نہ اوتریگا اونکی دل اور اونکی دل جو اونکی وضع پسند کرتی ہین فتنہ مین ہین اس حدیث کو امام جعبری نی

فی شرح الشاطبی وهو اصل عظیم فی هذا الباب الذی هو جواز التغنی بالقرآن وعدم جوازه وعلیه
شاطبیہ کی شرح مین ذکر کیا ہی اس باب مین یہہ بڑی اصل ہی یعنی قرآن مین تغنی جایز ہونی کی اور نہ جایز ہونی کی اور

یتفرع مسائل هذا الباب ومن لم یقف علی هذا الاصل یغلط کثیرا اذ جعل بعضهم التغنی حراما
اس باب کی مسائل اسہی پر مبنی ہین اور جو شخص اس اصل سی واقف نہین ہی بہت غلطی کرتا ہی اسواسطی کہ بعضی تغنی کو جمیع

فی جمیع الادیان فیلزم اکفار مستحله وبعضهم اجازه فی الشریعة المحمدیة وکذا اللحن فتحیر
ادیان مین حرام کہتی ہین اب لازم آتا ہی کہ حلال سمجھنی والا کافر ہووی اور بعضون نی شریعت محمدیہ مین جایز رکہا ہی اور ایسی ہی لحن کا حال ہی

الناظر الی هذه الاقوال فلا بد من معرفة معنی التغنی واللحن وما هو المراد منهما عند القائلین
سو جو کہ ان اقوال کو دیکہتا ہی حیران ہوتا ہی، اب تغنی اور لحن کی معنون کا سمجہنا ضرور ہی اور جو ان دونون سی مراد ہی اونکی جو جواز کی قائل ہین

بالجواز والقائلین بعدم الجواز حتی یتخلص من ورطة التحیر والهلاك اما التغنی فهو اما من الغنی بالکسر
اور اونکی جو ناجایز بتاتی ہین تاکہ وہ حیرانی اور ہلاکت کی بہنور سی خلاص ہووی اب تغنی یا تو مشتق ہی غنی سی جو غین کی زیر سی ہی

والقصر او من الغناء بالکسر والمد فان کان من الاول فهو بمعنی الاستغناء وان کان من الثانی فهو
بدون مد کی اور یا غنا سی مشتق ہی غین کی زیر اور مد سی پہر اگر تغنی اول سی مشتق ہی تو اوسکی معنی استغنا، بی نیازی کی ہین اور اگر دوسری سی مشتق ہی تو

بمعنی الترنم والترجیع والتطریب اذ الغناء هو الصوت الموزون الرقیق الحزین والتغنی والترنم والترجیع
اوسکی معنی سرود اور آواز کا بلند اور پست کرنا اور رجہانا اسواسطی کہ غنا یہہ ہی آواز موزون بنی ہووی نرم دلین چبہتی ہووی کو کہتی ہین اور تغنی اور ترنم اور ترجیع

والتطریب استعمال ذلك الصوت الموزون وتردیده فی الحلق بادخاله داخل الحلق مرة واخراجه
اور تطریب اوس آواز موزون کا برتنا اور استعمال کرنا اور اوسکا حلق مین پہرانا کہ ایک بار حلق کی اندر لیجانا اور پہر اوسکا باہر لانا

اخری علی الطریقة المستفادة من الموسیقی وهذا هو المشهور المعروف المراد بالتغنی المحرم فی جمیع
اوس طرز پر جو گویّی کرتی ہین اور یہہ ہی مشہور معروف تغنی سی مراد ہی جو کہ تمام دینون مین حرام ہی

الادیان سواء اقترن بالقرآن او بالاذان او بالخطبة او بالاذکار او بالاشعار او لم یقترن بشیء منها
برابر ہی کہ قرآن مین جاری ہو یا اذان مین یا خطبہ مین یا ذکرون مین یا شعرون مین یا انہین سی کسی مین بہی نہو

ولذلك لما بین صاحب مجمع الفتاوی ان استماع صوت الملاهی کالضرب بالقصب وغیر ذلك
اوسہی لئی چونکہ صاحب مجمع الفتاوی نی بیان کیا کہ بیشک ملاہی کی آواز کا سننا جیسی ڈنکی وغیرہ سی بجانا

هی حرام ومعصیة لقوله استماع الملاهی معصیة والجلوس علیها فسق والتلذذ بها من الکفر ومن سمع
یہہ سب حرام اور معصیت ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی کہ سننا ملاہی کا معصیت ہی اور اوسکو پیشہ کرنا فسق ہی اور اوسی مزہ اوٹہانا کفر ہی اور جسکی کان مین

بغتة فلا اثم علیه لکن یجب ان یجتهد کل الجهد حتی لا یسمع لما روی انه علیه السلام ادخل اصبعیه
ناگاہ آواز آگئی تو اوسپر گناہ نہین لیکن واجب ہی کہ تمام تر کوشش کری کہ وہ آواز کان مین نہ آوی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی آواز سنکر اپنی کانون مین

فی اذنیه عند سماعه قال دلت المسئلة علی ان مجرد الغناء والاستماع الیه معصیة وان لم یقترن
اونگلیان دی لین نہین کہا ہی کہ اس مسئلہ سی معلوم ہوتا ہی کہ مطلق غنا اور اوسکا سننا معصیت ہی اگرچہ کسی شئی مین

بشیء من القرآن وغیره ووجه الدلالة ان الحاصل من الملاهی مجرد الصوت الموزون لا غیر فیکون مجرد
قرآن وغیرہ سی جاری نہو اور وجہ دلالت کی یہہ ہی کہ حاصل ملاہی سی نری آواز موزون ہوتی ہی اور کچہ نہین ہوتا تو اب صرف

رفع الصوت الموزون وخفضه وترديده في الحلق من غير اقتران بشيء من القرآن وغيره كما يفعله المغنون مستقلا

آواز موزون کا بلند کرنا اور پست کرنا اور حلق کی اندر پھرانا بدون اسکی کہ قرآن وغیرہ میں جاری ہو جیسی کہ خوشخوان پڑھتی ہیں سب گناہ ہی

ولكن اذا اقترن بالقرآن او الاذان او الخطبة او غيرها من الاذكار بل هو اسوء واشنع لانه خلط المعصية بالعبادة

اور ایسی ہی جب قرآن اور اذان اور خطبہ اور اور اذکار میں جاری ہو بلکہ یہہ بدتر اور شنیع تر ہی اسلئی کہ معصیت کو عبادت میں ملا دیا

وتلعب بالدين وان اعتقد هذا الصنيع الشنيع عبادة فهو معصية اخرى اشد استقباحا من الاولى واما اللحن

اور دین میں کہیل شروع کیا اور اگر اعتقاد کرتا ہی کہ یہہ عمل بد عبادت ہی تو یہہ الگ بڑا ہی گناہ پہلی گناہ سی سخت تر ہی اور رہا لحن

فهو على ما فهم من كلام صدر الشريعة في باب الاذان انه قد يكون بتحريف الكلمات بان ينقص حرفا من

سو وہ موافق اوس مضمون کی جو صدر الشریعۃ کی کلام سی باب اذان میں معلوم ہوتا ہی یہہ ہی کہ لحن کبہی کلمات کی تغیر سی ہوتا ہی اسطور کہ کوئی حرف اونکی حرفون

حروفها سواء كان حرف مد او غيره او بان يزيد فيها حرفا من حروف المد وغيرها وقد يكون بتغيير صفات

میں سی کم کردی برابر ہی کہ حرف مد ہو یا کوئی اور ہو یا اسطور ہوتاہی کہ اوسمین کوئی حرف حروف مد وغیرہ میں سی بڑہا دی اور کبہی حروف کی صفات کی بدلنی سی

حروفها بان ينقص شيئا من كيفيات الحروف او يزيد كالحركات والسكنات والمدات وغير ذلك من الادغام والاخفاء

ہوتاہی اسطور کہ کچہہ کیفیات حروف کی کم کردی یا زیادہ کردی جیسی حرکات اور سکنات اور مدات اور سوا اوسکی ادغام اور خفی کرنا

واشباع الحركات وتوفير الغنات ونحوها مما يطول تعدادها على ما ذكر في كتب التجويد وقد يستعمل اللحن بمعنى التغني

اور حرکت کا بڑہانا اور غنہ کا پورا کرنا اور مانند اسکی جنکی گنتی بہت ہی چنانچہ کتب تجوید میں مذکور ہی اور کبہی لحن کو تغنی کی معنوں میں لیتی ہیں

وقد يطلق كل من هذه الالفاظ ويراد به مجرد حسن الصوت من غير تغيير لفظ فعلى هذا متى قيل يجوز قراءة القرآن

اور کبہی ان تمام لفظوں سی نری خوش آوازی بدون تغیر لفظ کی مراد ہوتی ہی پس اس اختلاف کی موافق جب کوئی یوں کہی کہ قرآن کا

بالالحان يراد به حسن الصوت ولحون العرب كما في قوله عم اقرؤا القرآن بلحون العرب والمراد بلحون العرب صواتهم الطبيعية التي

پڑہنا الحان سی جایز ہی تو خوش آوازی اور عرب کا لہجہ مراد ہوگا چنانچہ اس حدیث میں ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑہو اور مراد عرب کی لہجہ سی عربوں کی اصلی طبیعی

هي مد الممدود وقصر المقصور وترقيق المرقق وتفخيم المفخم وادغام المدغم واظهار المظهر واخفاء المخفي وغير ذلك مما هو لازم في

آوازیں ہیں یعنی دراز کرنا ممدود کا اور قصر کرنا مقصور کا اور ہلکا کرنا ہلکی کا اور پر کرنا پر کا اور ادغام کرنا قابل ادغام کا اور ظاہر کرنا قابل اظہار کا اور خفی کرنا قابل خفا کا اور سوا اوسکی جو جو عربوں

كلامهم الذي هو سليقة لهم لا يحسنون غيره ومتى قيل قراءة القرآن بالالحان حرام يراد به لحون اهل الفسق كما في قوله عم اياكم ولحون

کی کلام میں لوازمات ہیں جو اونکا اصل طریقہ ہی کہ اوسکی خلاف کو اچہا نہیں سمجہتی اور جب کوئی یہہ کہی کہ قرآن کا پڑہنا الحان سی حرام ہی تو اب لحن فاسقوں کی مراد ہیں جیسی اس حدیث میں ہی

اهل الفسق والمراد بلحون اهل الفسق الانغام المستفادة من الموسيقي اذ من يفعلها يكون من اهل الفسق لارتكابه كبيرة

فاسقوں کی لحن سی بچتی رہو اور فاسقوں کی لحن سی وہ نغمات مراد ہیں جو گویوں کی طرز پر ہوتی ہیں اسلئی کہ جو شخص یہہ تغنی کرتا ہی وہ فاسق ہی کیونکہ کبیرہ اختیار کرتا ہی

الا ترى ان ابا حنيفة وغيره من المشائخ يبيحون قراءة القرآن بالالحان على ما ذكر في بعض الفتاوى وعلى تقدير كون المراد بها الانغام

دیکہتا نہیں کہ امام ابوحنیفہ وغیرہ مشائخ الحان سی قرآن کا پڑہنا مباح کہتی ہیں چنانچہ بعضی فتاووں میں مذکور ہی اور جس صورت میں کہ مراد اس سی وہ نغمات ہوں

المستفادة من الموسيقي كيف يبيحونها مع صريح النهي عنها بقوله عليه السلام اياكم ولحون اهل الفسق وعلى تقدير كون المراد بها حسن

جو علم موسیقی کی طرز پر ہوتی ہیں تو کیونکر مباح کہہ سکتی باوجودیکہ اس حدیث میں صاف منع فرمایا ہی فاسقوں کی لحن سی بچتی رہو اور اگر مراد اوس سی خوش آوازی

الصوت ولحون العرب كيف لا يبيحونها وقد امر بها النبي عم بقوله اقرؤا القرآن بلحون العرب وقد يقع الغلط على اوهام بعض الناس فيظنون المراد بحسن الصوت المطلوب

اور لہجہ عرب کا ہو تو کیونکر منع کر سکتی باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں ارشاد کیا ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑہا کرو اور بیشک بعضی لوگوں کی سمجہہ پر غلطی پڑتی ہی کہ وہ یہہ

في قراءة القرآن في الخطبة والاذان هي التغني المعروف المشهور بينهم تاهيهات لما يزعمون كلا انهم عن هذا المعنى لمعزولون ثم انهم لا يكتفون بما ارتكبوا

جو قرآن کی پڑہنی اور خطبہ اور اذان میں درکار ہی وہ یہی تغنی مشہور و معروف ہی افسوس افسوس اونکی سمجہہ پر حق تو یہہ ہی کہ وہ ان معنوں سی بہت دور ہیں پہر یہہ بہی تو نہیں کہ جو اختیار کر رکہا ہی

ولا بل یقعون فی طعن السلف الصالحین وینسبون الیهم الفعل المحرم فی جمیع الادیان حیث یعتقدون ان الغناء
بلکہ علما سلف کو طعن دیتے ہیں اور ادنپر ایسی فعل کی جو تمام مذہبوں میں حرام ہی تہمت لیتے ہیں اسواسطے کہ یہہ اعتقاد کرتی ہیں کہ بیشک یہہ غنا
الذی یفعلونه الیوم هذا الذی کان السلف یفعلونه ومعاذ الله ان یظن بهم هذا ومن وقع له ذلک یتعین
کہ جواب عمل میں آتی ہی یہہ وہی غنا ہی جو سلف بزرگ استعمال کرتی تہی خدا کی پناہ اونکی طرف ایسی گمان سی اورجسکی خیال میں یہہ وسوسہ گذرتا
علیه ان یتوب عنه ویرجع الی الله تعالی والا فهو من الهالکین الا تری ان حسن الصوت فی الاذان مندوب
تو اوسکو یہہ ہی چاہی کہ اس عقیدہ سی توبہ کری اور خدا کی طرف رجوع کری نہیں تو وہ ہلاک ہوا دیکہتا نہیں کہ حسن صوت اذان میں مستحب
ومطلوب مع ان التغنی فیه حرام ومکروه منصوص کراهته فی عامة الکتب من المتون والشروح والفتاوی
اور مقصود ہی باوجودیکہ تغنی اذان میں حرام اور مکروہ ہی اوسکی کراہت صاف صاف تمام متونوں اور شرحوں اور فتاووں میں
مع ضرب من التاکید والتهدید وقد صدر الانکار علی فاعله عن النبی علیه السلام وعن الصحابة والتابعین وغیرهم
بتاکید اور تہدید مذکور ہی اور بیشک برائی تغنی کرنیوالی کی نبی علیہ السلام سی اور صحابہ اور تابعین وغیرہ
من السلف والخلف اذ روی عن ابن عباس رض انه علیه السلام کان له مؤذن یطرب ونهاه عن ذلک وروی ان
اگلی اور پچہلوں سی ثابت ہوتی ہی اسواسطے کہ ابن عباس رض سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کی ہاں ایک موذن مطرب تہا اوس موذن کو اس سی باز رکہا اور روایت ہی
رجلا قال لابن عمر انی احبک فی الله فقال له ابن عمر انی ابغضک فی الله لانک تغنی فی اذانک فظهر من
کہ ایک شخص نی ابن عمر سی کہا میں تمکو اللہ کی واسطی محبوب رکہتا ہوں پس ابن عمر نی جواب دیا میں تجکو خدا کی واسطی برا جانتا ہوں اسلئی کہ تو اذان میں تغنی کرتا ہی
هذه الوجوه کلها ان المراد بالتغنی فی الحدیث المذکور سابقا لیس ما هو المعروف والمشهور بل المراد به الاعلان
اب ان تمام وجوہات سی ظاہر ہوتا ہی کہ تغنی سی جو پہلی حدیث میں آیا ہی وہ ہی تغنی معروف ومشہور مراد نہیں ہی بلکہ تغنی سی قرآن کا ظاہر پڑہنا
بالقران والافصاح به کانه علیه السلام جعل الجهر به تبعا للاقرار بتوحید الله تعالی ونبوة انبیاءه فی کونه
اور فصیح زبان سی پڑہنا مراد ہی گویا نبی علیہ السلام نی قرآن بلند آواز سی پڑہنی کو بمنزلہ اقرار کی ٹہرایا ہی واسطی توحید اللہ تعالی کی اور انبیاء کی نبوت کی اس باب میں
من شعائر الاسلام کالاعلام بالشهادتین فی صحة الایمان او المراد به الاستغناء بالقران عن الاشعار و
کہ نشان اسلام کا ہی جیسی دونوں کلمی شہادت کا ظاہر کرنا واسطی درستی ایمان کی نشان ہی یا تغنی سی مراد نسبت قرآن کی شعروں سی اور
احادیث الناس فقد ورد التغنی بهذا المعنی وان کان مجیء تفعل بمعنی استفعل قلیلا لکن قلة الاستعمال لا یمنع
جہان کی قصی کہانیوں سی بی نیاز ہونا بیشک تغنی کی یہہ ہی معنی میں اگرچہ وزن تفعل کا استفعل کی معنوں میں کمتر آتا ہی لیکن قلت استعمال سی احتمال
لسمة الارادة والمراد به التجوید والترتیل فانه زین للقران لا سیما مع حسن الصوت فان التغنی بمعنی حسن
ارادہ کا نہیں موقوف ہوتا اور مراد اس سی تجوید یا ترتیل ہی کیونکہ اس سی قرآن کو زینت ہوتی ہی خاص کر خوش آوازیسی تو بیشک تغنی بمعنی خوش آوازی
الصوت مندوب علی ما ذکر فی التاتارخانیة ان التغنی بالقران ان لم یغیر الکلمة عن وضعها بل یحسنه تحسین
مستحب ہی چنانچہ تاتارخانیہ میں یہہ مذکور ہی کہ تغنی قرآن میں اگر کلمات کو اپنی وضع سی نہ بدل دی بلکہ اوسکو آراستہ کردی
الصوت وتزیین القراءة فذلک مستحب عندنا فی الصلوة وخارجها وان کان یغیر الکلمة عن وضعها یوجب
اور قرارت کو زینت دی تو یہہ تغنی ہماری نزدیک نماز میں اور نماز سی باہر بہی مستحب ہی اور اگر تغنی کلمات کو اپنی وضع سی بدل ڈالی تو نماز کو
فساد الصلوة لان ذلک منهی عنه وقال التوربشتی القراءة علی الوجه الذی یهیج الوجد فی قلوب السامعین
بگاڑتی ہی اس لئی کہ یہہ تغنی ممنوع ہی اور توربشتی کہتا ہی کہ اس وضع کی قرارت جو سننی والوں کی دلوں میں شور محبت بہڑکا دی
ویورث الحزن ویجلب الدموع مستحبة ما لم یخرجه التغنی عن التجوید ولم یصرفه عن مراعات النظم فی الکلمات
اور اندوہ پیدا کری اور آنسو بہا دی مستحب ہی جبتک کہ تغنی تجوید سی نہ نکالدی اور اوس نظم سی جو کلمات اور حروف میں رعایت کی جاتی ہی دور نہ کردی

بالنزدہ

والحرمة فاذا انتهى الى ذلك عاد الاستحباب كراهة اذا تقرر هذا ينبغى ان تعلم ان الفقهاء لما صرحوا بكون التغنى
پہر اگر اس نوبت کو پہنچی تو مستحب نہین مکروہ ہی جب یہہ معلوم ہوچکا تو یہہ بات بہی لایق سمجہنی کی ہی کہ فقہا رجب تغنی کو

فى القران حراما وشددوا فيه مع ظواهر بعض الاحاديث الذى توهم جوازه فيه فكونه حراما فى غير القران من الاذان
قرآن مین قسم حرام کہہ چکی اور اسباب مین تشدد کرچکی با وجود دیکہ بعض احادیث کی ظاہر معنون سی جواز کا وہم پڑتا تہا پہر ایسا تغنی سوا قرآن کی اذان

والخطبة والاذكار وغيرها مع عدم ورود شئ مما يوهم جوازه فيها اصلا من ظواهر الاحاديث واقوال العلماء اولى
اور خطبہ اور اذکار وغیرہ مین باوجودیکہ ہرگز کوئی ایسی روایت بہی نہین جس سی جواز تغنی کا اذان وغیرہ مین وہم پڑتا ہی نہ کوئی ظاہر حدیث نہ قول کسی عالم کا بطریق اولی حرام ہی

لانه بقى على الخطر الاصلى المستفاد من قولهم التغنى حرام فى جميع الاديان المجلس الثامن والاربعون
اسواسطی کہ وہ خطر اصلی پر باقی ہی جو اونکی اس قول سی مفہوم ہوتا ہی کہ تغنی تمام دینون مین حرام ہی اڑتالیسوین مجلس مین

فى بيان فضيلة المؤذن وبيان سبب وضع الاذان

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يسمع
بیان مؤذن کی فضیلت کا اور بیان سبب اذان کی مقرر ہونیکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہین سنیگا

مدى صوت المؤذن جن ولا انس ولا شئ الا شهد له يوم القيمة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو سعيد
انتہا آواز موذن کی جن اور نہ انسان اور نہ کوئی اور شئی مگر واسطی مؤذن کی قیامت کی روز گواہی دیگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو سعید خدری کی روایت

الخدرى وفيه حث على استفراغ الجهد فى رفع الصوت بالاذان ليكثر شهوده من الجن والانس وغيرهما من
سی اور اسمین یہہ ترغیب ہی کہ جہان تک ہوسکی بتمام قوت اذان مین آواز بلند کری تا کہ گواہ جن وانس وغیرہ حیوانات

الحيوانات والجمادات يوم القيمة فان المؤذن كلما اجعل صوته اجهر يكون شهوده يوم القيمة اكثر وانما
اور جمادات قیامت کی روز زیادہ ہوجاوین کیونکہ مؤذن جتنی آواز بلند کریگا وتنی ہی اوسکی گواہ قیامت کی دن زیادہ ہونگی اور نہین سنیگا

قال لا يسمع صوته لان مدى الصوت غايته وغاية الصوت تكون اخفى لا محالة فاذا شهد له من بعد عنه
آواز اوسکی اس لئی فرمایا کہ مدی صوت انتہا آواز کا ہوتا ہی اور انتہا آواز کا بالضرور بہت خفی ہوجاتا ہی پہر جب اوسکی گواہ وہ چیزین دیوینگی جو اوس سی دور

ووصل اليه همس صوته فاولى ان يشهد له من قرب منه وسمع مناد صوته والمراد من شهادة الشهود له
اور اوسکی کسکساہٹ ہی سنی ہو تو جو پاس کی چیزین مین اور اوس آواز سنتی ہین بطریق اولی گواہی دیگی اور اوسکی حق مین قیامت کی دن گواہون کی گواہی سی مراد یہہ ہی کہ اوس روز اہل حشر کی سامنی

يوم القيمة اشهاده فى ذلك اليوم فيما بين اهل المحشر بالفضل وعلو الدرجة فانه تعالى كما يهين قوما
بزرگی اور بلند مرتبہ کی گواہی ہوگی بیشک اللہ تعالی جیسی کسی قوم کو قیامت کی دن اوسکی حق مین گواہ ہونکی بری گواہی سنکر ذلیل کرتا ہی تاکہ سبکی سامنی خوار و ذلیل

يوم القيمة بشهادة الشهود عليهم تحقيقا لفضوحهم على رءوس الاشهاد وتسويدا لوجوههم فكذلك يكرم
اور کالا منہہ ہووی سوایسا ہی بعضی قوم کو

قوما فى ذلك اليوم بشهادة الشهود لهم تكميدا لسرورهم تطييبا لقلوبهم ثم انهم بكثرة شهادة الشهود لهم يزداد
اوس روز گواہون کی اچہی گواہی سی اونکی خوشی پوری اور دل خوش کرینگی لئی عزت کرتا ہی پہر اوس قوم کی فرح اور سرور بسبب بہتایت اچہی گواہون کی بڑہتی جاتی ہی

سرورهم وفرحهم فان قيل الاذان ذكر والاصل فى الاذكار الاخفاء لقوله تعالى وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِى نَفْسِكَ تَضَرُّعًا
پہر اگر کوئی یہہ کہی کہ اذان تو ذکر ہی اور تمام ذکرون مین اصل اخفا ہی یعنی چپکی سی بدلیل اس آیت کی اور یاد کرتا رہ اپنی رب کو دلمین گڑگڑاتا

وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ ولقوله عليه السلام للذى رفع صوته بالذكر لن تدعوا اصم ولا غائبا
اور ڈرتا اور پکارسی کم آواز بولنی مین اور اس لئی کہ نبی علیہ السلام نی اوس شخص کو جو پکار کر ذکر کرتا تہا فرمایا تو ہرگز نہین پکارتا بہری کو اور غائب کو

فما وجه الجهر فيه فالجواب ان الاذان وان كان ذكرا وكان الاصل فى الاذكار الاخفاء الا ان فيه معنى زايد
پہر اذان مین پکارنی کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی کہ اذان اگرچہ ذکر ہی اور اصل ہی ذکرون مین اخفا ہی پر اذان مین ایک اور بات بڑہتی ہی

یوجب الجهر علی خلاف الاصل وهو کونه اعلاما بالاوقات الصلوة وهذا المعنی الزائد اوجب فیه حکما عارضا علی

جسمی سی پکار کر کہنا اصل کی برخلاف ہوگیا اور وہ بات یہی کہ نماز کی وقتوں کی خبر دیتی ہیں اس ہی بڑہتی بات نی اوسمین ایک حکم عارضی اصل سی الگ واجب کردیا ہی

الاصل وهو الجهر لانه لا یصلح ان یکون اعلاما الا بصفة الجهر بیان ان الاذان وان کان ذکرا یوجب الاخفاء

یعنی پکار کر کہنا اسواسطی کہ اذان سی بدون پکار کر کہنی کی اعلام نہیں ہوسکتا اسکا بیان یہہ ہی کہ اذان اگرچہ ذکر ہی جسمین اخفا واجب ہی

الا ان الاخفاء امتنع فیه لمانع قوی هو کونه اعلاما لان الاعلام لا یمکن حصوله الا بصفة الجهر ووجود

پر بیشک اسمین اخفا ایک قوی مانع کی سبب سی ممنوع ہی وہ مانع یہہ ہی کہ وہ اعلام ہی اسواسطی کہ اعلام بدون پکار کر کہنی کی حاصل ہونا ممکن نہین ہی اور ایک

علة توجب حکما علی وجه لا یمنع وجود علة اخری توجب حکما اخر مخالفا للاول بل اسمه ایضا یدل علی

علت سی اوسکا حکم اس طور پر واجب ہوتا ہی کہ اوس سی دوسری ایسی علت کا پیدا ہونا ممنوع نہین ہوتا جس سی دوسرا حکم اول کی برخلاف واجب ہوجاوی بلکہ اوسکا نام ہی یعنی اذان دلالت

وجوب الجهر فیه لانه فی اللغة الاعلام مطلقا وفی الشریعة اعلام مخصوص علی وجه مخصوص بالفاظ

کرتا ہی کہ اسمین جہر واجب ہی اسلئی کہ اذان کی معنی مطلق اعلام کی ہین اور شریعت مین خاص اعلام کو کہتی ہین بطور خاص الفاظ مخصوصہ سی

مخصوصة وقد سبق ان الاعلام یمتنع حصوله بدون الجهر بل سببه ایضا یدل علی لزوم الجهر فیه وهو انه

اور اوپر گذر چکا ہی کہ اعلام بدون جہر کی ہرگز نہین ہوسکتا بلکہ اذان کی ایجاد کا سبب بھی دلالت کرتا ہی کہ اوسمین جہر لازم ہی وہ سبب یہہ ہی

علیه السلام لما قدم المدینة وبنی المسجد شاور اصحابه فیما یجعل علامة لمعرفة وقت الصلوة وحضور الجماعة

کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ مین تشریف لای اور مسجد تیار کی تو صحابہ سی مشورہ کیا کہ اوقات نماز کی پہچان اور جماعت مین آنی کی لئی کیا علامت مقرر کرین

فذکر له ضرب الناقوس فقال هو من شعائر النصاری فذکر له النفخ فی القرن فقال هو من شعائر الیهود فذکر

کسی نی ناقوس کا بجانا ذکر کیا تو آپ نی فرمایا وہ طریقہ نصاری کا ہی پہر صور پہونکنی کا ذکر کیا پہر آپ نی فرمایا یہہ یہود کا طریق ہی پہر کسی نی

له ایقاد النار فقال هو من شعائر المجوس فتفرقوا من غیر ان یتفقوا علی شئ وکان فیهم عبد الله بن زید الانصاری

آگ جلانی کا ذکر کیا پہر آپ نی فرمایا یہہ طریقہ مجوسیون کا ہی پہر یہہ ہی اختلاف رہا کسی ایک بات پر متفق نہوئی اور اوس مجمع مین عبد اللہ بن زید انصاری بہی تہی

فاهتم هما شدیدا لهم رسول الله علیه السلام فلم یاکل الطعام تلك اللیلة فبات مهتما فلما اصبح اتی رسول

سو اونکو بسبب فکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑا سخت فکر لگا کہ اوسنی اوس رات کو کہانا نہ کہایا اسی فکر مین سوگیا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ

الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله انی کنت بین النوم والیقظة اذ رایت نازلا من السماء علیه

صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ مین کچہہ سوتا کچہہ جاگتا تہا ناگاہ مجہکو ایک شخص آسمان سی اوترتا نظر آیا

بردان اخضران فقام علی جرم حائط واستقبل القبلة وقال الله اکبر الله اکبر الی تمام کلمات الاذان فقال

دو چادر سبز اوڑہی ہوئی پہر وہ گہر کی دیوار پر رو بقبلہ کہڑا ہوکر کہنی لگا اللہ اکبر اللہ اکبر اذان کی آخر عبارت تک پس رسول

رسول الله صلی الله علیه وسلم هذا الرؤیا حق فالق ما رایته علی بلال فانه امد منك صوتا فالقینه

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا یہہ خواب حق ہی سو جو تو نی دیکہا ہی بلال کو سکہا دی کیونکہ بلال تجہسی بلند آواز ہی سو مینی اوسکو سکہا دی

علیه فقام علی رفیع سطح فاذن فسمعه عمر بن الخطاب وکان فی بیته فخرج یجر رداءه حتی اتی رسول الله

پہر بلال نی ایک اونچی جگہہ پر کہڑی ہوکر اذان پڑہی پس وہ اذان عمر بن الخطاب نی اپنی گہر مین سنی سو چادر کہینچتی ہوئی گہر سی نکل کر رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله والذی بعثك بالحق لقد رایت مثل ما قال فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہی اوس اللہ کی جسنی تمکو برحق بہیجا ہی مین نی بہی یہی دیکہا ہی جیسی بلال کہتا ہی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

فلله الحمد وروی انه رای فی المنام تلك اللیلة احد عشر رجلا من الصحابة ما رواه عبد الله بن زید فلما

فرمایا للہ الحمد اور روایت ہی کہ اوس رات کو گیارہ مرد صحابیون نی خواب مین یہہ ہی دیکہا تہا جو عبد اللہ بن زید نی روایت کی پہر جب

ثبت شرعية الاذان بهذه الروية التي شهد بحقيتها النبي عليه السلام كان من شعائر الاسلام حتى لو
اذان کا مشروع ہونا اوس خواب سے ثابت ہوچکا جسکی حقیت میں نبی علیہ السلام نے گواہی دی تو اذان نشان اسلام کا مقرر ہوئی یہان تک کہ اگر

اصر على تركه اهل مصر او اهل قرية او اهل محلة اجبرهم الامام على الاتيان به وان لم
کسی شہر یا گانو والے یا اہل محلہ والے اذان سراسر چھوڑ دین تو امام وقت اوسپر زور دیکر پہرہ لادے اور اگر

يفعلوا قاتلهم لانه لما كان من اعلام الدين كان الاصرار على تركه استخفافا بالدين فيلزم القتال وقد
مانین تو اون پر جہاد کرے اسواسطے کہ جب اذان اعلام دین سے ہوئی تو اوسکا سراسر ترک کردینا دین کا استخفاف ہے اسلئے جہاد کرنا لازم ہو اور

روى عن انس انه عليه السلام كان اذا طلع الفجر وكان يسمع الاذان فان سمع الاذان امسك والا اغار
انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کا سفر جہاد مین یہہ رویہ تہا جب صبح ہوتی تو اذان کی طرف کان لگاتی اگر اذان کی آواز سنتی تو رک جاتی اور نہین تو غارت کرتی

يعني انه عليه السلام اذا اراد ان يغير الكفار كان من عادته ان يسير بالليل فاذا وصل الى بلدة لا يعرف
مراد یہہ ہے کہ نبی علیہ السلام کفار پر غارت گری کا ارادہ کرتی تو یہہ عادت تہی کہ رات کو روانہ ہوتی جب کسی اینسی شہر پہ پہنچتی کہ اوسکا حال معلوم نہوتا

حالها ينتظر الصبح ويستمع الاذان ليعلم ان تلك البلدة بلدة المسلمين او بلدة الكفار فان سمع الاذان امسك
تو صبح تک منتظر رہتی اور اذان کی طرف کان لگاتی تاکہ یہہ امر معلوم ہوجاوی کہ یہہ شہر مسلمانو کا ہے یا شہر کفار کا ہے پہر اگر اذان سن پاتی تو غارت گری کی

عن الاغارة وتركها وان لم يسمع الاذان اغار فهذا الحديث دل على كون الاذان من اعلام الدين ومع هذا
باز رہتی اور اوس شہر کو چہوڑ دیتی اور اگر اذان نہ سنتی تو غارت کرتی پس یہہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ اذان اعلام دین سے ہے اور باوجود اسکی

يفهم منه كونه واجبا لكن عند عامة المشائخ وهو الصحيح انه سنة مؤكدة وكذا الاقامة سنة مؤكدة للصلوات
اسہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان واجب ہے پر عام مشائخ کی نزدیک اذان سنت مؤکدہ ہے اور یہہ صحیح ہے اور ایسی ہی تکبیر پانچون نماز کی واسطے سنت مؤکدہ ہے

الخمس اذا صليت بالجماعة اداء وقضاء وللجمعة لانها فرض لا للواجبات كصلوة الوتر والعيدين ولا للسنن
بشرطیکہ باجماعت ہون وقت پر ادا ہون یا قضا اور جمعہ کی لئے ہے اسواسطے کہ جمعہ فرض ہے اور نماز واجب کی واسطے نہین ہے جیسے نماز وتر اور دو نو عید اور نہ سنتون کی واسطے

كالتراويح ولا للنوافل كصلوة الكسوف والاستسقاء اذا صليت بالجماعة كل واحد من تلك الصلوات ويزيد المؤذن
جیسے تراویح اور نہ نفلون کی واسطے جیسے نماز سورج گہن اور استسقا کی اگرچہ یہہ سب نمازین باجماعت پڑہین اور مؤذن فجر کی اذان مین

بعد فلاح الاذان في الفجر قوله الصلوة خير من النوم مرتين لما روي ان بلالا جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم
بعد حی علی الفلاح کی الصلوة خیر من النوم دو بار زیادہ کہی اسواسطے کہ روایت ہے کہ بلال نبی علیہ السلام کی پاس آیا

فوجده نائما فقال الصلوة خير من النوم فقال النبي عليه السلام ما احسن هذا اجعله في اذانك وانما خص
تو آپکو سوتی پایا پس بلال نے کہا الصلوة خیر من النوم پس نبی علیہ السلام نے فرمایا کیا خوب بات ہے اسکو اپنی اذان مین داخل کرلے اور خصوصیت

الفجر به لانه وقت نوم وغفلة فاحتيج الى زيادة الاعلام والاقامة مثل الاذان الا انه يزيد بعد فلاحها قوله
فجر کی اسلئے ہے کہ نیند اور غفلت کا وقت ہوتا ہے سواسطے اوس وقت تنبیہ کی حاجت زیادہ ہے اور تکبیر مانند اذان کی ہے پر اتنا فرق ہے کہ تکبیر مین بعد حی علی الفلاح کی اتنا لفظ

قد قامت الصلوة مرتين ويترسل في الاذان ويحدر في الاقامة لما روي انه عليه السلام قال لبلال اذا اذنت
قد قامت الصلوة یعنی قایم ہوئی نماز دو بار کہی اور اذان مین ٹہر ٹہر کر کہی اور تکبیر مین شتاب شتاب کہی کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے بلال سے فرمایا جب تو اذان پڑہے

فترسل واذا اقمت فاحدر والترسيل ان يفصل بين كلمات الاذان بسكتة والحدر ان يوصل بين كلمات
تو ٹہر ٹہر کر اور جب تو تکبیر کہے تو جلدی کر اور ترسیل یہہ ہے کہ اذان کی کلمات مین ایک ایک سکتہ کا فرق کرتا جاوے اور حدر یہہ ہے کہ تکبیر کی کلمات کو جلد جلد ملاتا جاوے

الاقامة بسرعة ويترك الاعراب فيهما لما روي عن ابرهيم النخعي انه قال شيئان مجزومان كانوا لا يعربونهما الاذان
اور اعراب یعنی حرکات کو دونو مین ترک کرے اسواسطے کہ ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ کہتا تہا دو چیزین جزم سے ہین پہلے لوگ اونکو اعراب نہین دیتے تہے اذان

والاقامة قال الزیلعی یعنی علی الوقف لکن فی الاذان حقیقة وفی الاقامة ینوی الوقف قاله الهروی وعوام الناس

اور تکبیر زیلعی کہتا ہی یعنی وقف پر لیکن اذان میں وقف حقیقی ہی اور تکبیر میں وقف کی نیت کری یہہ قول ہروی کا ہی اور عوام لوگ یون

یقولون الله اکبر الله اکبر بضم الراء الاولی وکان ابو العباس المبرد یفتحها بنقل فتحة همزة اسم الله تعالی الیها

کہتی ہین الله اکبر الله اکبر پہلی راء کی ضمہ سی اور ابو العباس مبرد اوس راء پر زبر پڑھتا ہی الله کی الف کا زبر نقل کرکر اوس راء کو دیتا ہی

لالتقاء الساکنین کما یفتح المیم فی قوله تعالی الم الله لا اله الا هو مع ان الاصل فی الحروف المقطعة الاسکان ویرتب بین

واسطی جمع ہونی دو ساکن کی جیسی میم اس آیت مین مفتوح ہوجاتا ہی باوجودیکہ اصل حروف مقطعات مین سکون ہی اور اوسکی کلمات کو ویسی ہی مرتب کری

کلماتها کما شرع حتی لو قدم بعضا واخر بعضا فالافضل الاعادة مراعاة للترتیب ولا یتکلم فیهما ویستقبل بهما

جیسی مشروع ہوئی ہین یہان تک کہ اگر کسیکو آگی اور کسیکو پیچھی کردی تو واسطی رعایت ترتیب کی دوہرانا بہتر ہی اور دونو کو پڑھتی ہوئی بیچ مین نہ بولی اور دونو کو روبقبلہ ہوکر

القبلة ویلتفت فی الاذان مع ثبات قدمیه فی مکانه یمینا عند قوله حی علی الصلوة وشمالا عند قوله حی

پڑھی اور اذان مین دونو پاؤن جمائی ہوئی اپنی جگہ مین حی علی الصلوة کہتی ہوئی دہنی طرف منہہ پہیری اور حی علی الفلاح کہتی ہوئی بائین طرف

علی الفلاح لان طرفی الاذان مناجاة ووسطه مناداة ففی المناجاة یستقبل القبلة لان احسن احوال

اسواسطی کہ اذان کی اول اور آخر مین مناجات ہی اور اوسکی بیچ مین منادات یعنی لوگون کو پکارنا ہی سو مناجات مین روبقبلہ رہی اسواسطی کہ بہتر حال

الذاکرین استقبال القبلة وفی المنادات یلتفت الی من ینادیهم لانه خطابهم فیتوجه الیهم واذا کان فی

یاد الہی کرنیوالون کا روبقبلہ رہنا ہی اور پکارتی وقت اوس طرف منہہ پہیری جسکو پکارتا ہی اسلئی کہ اونہی کو خطاب ہی سو اودہری کو منہہ پہیری اور اگر مؤذن

المنارة ولم یحصل تمام الفائدة بتحویل وجهه مع ثبات قدمیه فی مکانه یستدیر فیها ویجعل اصبعیه فی اذنیه

منارہ کی اندر ہووی اور منہہ پہرانی سی دونو پاؤن اپنی جگہہ پر جمی ہوئی مین پورا فائدہ نہو تو اوسکی اندر گردش کری اور اپنی دونو اونگلیان اپنی کانون مین کرلی

لما روی انه علیه السلام قال لبلال اجعل اصبعیک فی اذنیک فانه ارفع لصوتک وان لم یجعل اصبعیه

اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی بلال کو فرمایا اپنی دونو کانون مین اونگلیان دی لی اس سی تیری آواز بلند ہووی گی اور اگر وہ اونگلیان کانون مین نہ دی

فی اذنیه بل جعل یدیه علی اذنیه فحسن لما روی ان ابا محذورة ضم اصابعه

بلکہ دونو ہاتہہ کانون پر رکہہ لی تو بہی بہتر ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ ابو محذورہ نی اپنی چارون اونگلیان ملاکر

الاربع ووضعها علی اذنیه وعن ابی حنیفة انه قال ان جعل احدی یدیه علی اذنه فحسن ولا یؤذن لصلوة

کانون پر رکہہ لین تہین اور ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ فرمایا اگر کوئی سا ایک ہاتہہ اپنی کان پر رکہہ لی تو بہی اچہا ہی اور کسی نماز کی واسطی

قبل دخول وقتها ویعید فی الوقت ان اذن قبله لان الاذان للاعلام بدخول الوقت فالاذان قبله یکون تجهیلا

وقت آنی سی پہلی اذان نکہی اور وقت ہونی کی بعد دہرائی جاوی اگر اذان پہلی کہدی ہو اسواسطی کہ اذان وقت کی آنی کی خبر دینی کی واسطی ہی پس اذان وقت سی پہلی بہلا وا دینا ہی

لا اعلاما وعند ابی یوسف وهو قول الشافعی یجوز للفجر فی النصف الاخیر من اللیل لتوارث اهل الحرمین اهل مکة و

اعلام نہین ہی اور ابو یوسف کی نزدیک اور یہی قول شافعی کا ہی فجر کی لئی آدہی رات گذرنی کی بعد اذان جایز ہی بسبب عمل در آمد اہل حرمین اہل مکہ اور

اهل المدینة والحجة علی الکل قوله علیه السلام لبلال لا تؤذن حتی یستبین لک الفجر هکذا ومد یدیه عرضا و

اہل مدینہ کی اور سب کی دلیل یہہ حدیث ہی جو آپ نی بلال سی فرمایا اذان مت دینا جبتک تجھکو فجر اسطور پر ظاہر نہوجاوی پہر اپنا ہاتہہ عرض مین کہینچا اور

لظهور التوانی فی الامور الدینیة استحسن المتاخرون التثویب بین الاذان والاقامة فی الصلوات کلها سوی المغرب

امور دینی مین سستی جو ظاہر ہونی لگی ہی تو متاخرین علماء نی تثویب کو درمیان اذان اور تکبیر کی بجز مغرب کی تمام نمازون مین پسند کیا ہی

وهو العود الی الاعلام بعد الاعلام بحسب ما تعارفه کل قوم لانه مبالغة فی الاعلام فلا یحصل ذلک الا بما یتعارفونه

اور تثویب دوبارہ آگاہ کرنا ایکدفعہ آگاہ کرکی موافق تعارف ہریک قوم کی اسواسطی کہ تثویب اعلام مین مبالغہ ہوتا ہی بغیر تعارف قوم کی نہین ہوسکتا

وابو یوسف خص به من له زیادة اشتغال بامور المسلمین کالامیر والقاضی والمفتی لانهم لا یعرفون وقت

اور امام ابو یوسف تثویب کو خاص کرتے ہیں اوس شخص کے واسطے جسکو مشغولی کاروبار مسلمانوں کا لگا رہتا ہو جیسے امیر حاکم اور قاضی اور مفتی اسلئے کہ ان حضرات کو وقت

الحضور ولو حضروا کما سمعوا الاذان ولم یحضر الجماعة یحتاجون الی انتظار فیتعطل مصالح المسلمین وینبغی

حضور کا دھیان نہیں ہوتا اور اگر یہہ لوگ اذان سنتے ہی چلے آیا کریں اور جماعت جمع نہو تو انتظار کرنا پڑیگا پھر مسلمانوں کی کاروبار معطل ملتوی رہینگے اور مؤذن کو یون چاہیے

للمؤذن ان یفصل بین الاذان والاقامة ویکره وصلهما لان المقصود من الاذان اعلام الناس بدخول

کہ اذان اور اقامت کے بیچمین کچھہ درنگ کیا کرے دونوں کا متصل بدون فاصلے کے کہنا مکروہ ہے اسلئے کہ غرض تو اذان سے لوگوں کا آگاہ کرنا ہے کہ وقت نماز کا آگیا ہے

وقت الصلوة لیتهیؤا لها بالطهارة فیحضروا المسجد لاقامتها وبالوصل ینتفی هذا المقصود وطریق الفصل

تاکہ وہ نماز کی تیاری کریں وضوء غسل کرکر مسجد میں نماز کے لئے آئیں اور دونو کی ملادینے میں یہہ غرض فوت ہوتی ہے اور طریق فاصلے کا یہہ ہے

ان الصلوة ان کانت مما یتطوع قبلها یفصل بینهما بصلوة سنة کانت او غیرها لما روی عن عبد الله

کہ اگر نماز ایسی ہے کہ اوس سے پہلے نفلین پڑہی جاتی ہیں تو اونکے بیچ میں نماز پڑہنی لگی خواہ سنت ہو خواہ اور کچھ اسپہ اسلئے کہ روایت ہے عبد اللہ

بن مغفل انه علیه السلام قال بین کل اذانین صلوة ثم قال فی الثالثة لمن شاء والمراد

بن مغفل سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہر وقت درمیان دونو اذان کی نماز ہے ہر وقت درمیان دو اذان کی نماز ہے پھر تیسری دفعہ میں فرمایا جو شخص پڑہا چاہے اور مراد

بالاذانین الاذان والاقامة علی طریق التغلیب والمراد بالصلوة التطوع سواء کان سنة او غیرها من النوافل

دو اذان سے اذان اور تکبیر ہے بطور تغلیب کے اور نماز سے مراد نماز نفل ہے برابر ہے خواہ سنت ہو یا اور کوئی نفل

لا الفرض بدلیل تخییره علیه السلام فی المرة الثالثة بقوله لمن شاء وهو حث علی التنفل بین الاذان

فرض مراد نہیں ہے اس دلیل سے کہ نبی علیہ السلام نے تیسری بار میں اختیار دیدیا اس لفظ سے لمن شاء اور اسمیں اذان اور تکبیر کے بیچمین نفل پڑہنے کی ترغیب ہے

والاقامة لان الدعاء لا یرد بینهما علی ما روی عن انس انه علیه السلام قال لا یرد الدعاء بین الاذان والاقامة

اسواسطے کہ دعا اذان اور تکبیر کے بیچ کی رد نہیں ہوتی موافق روایت انس کی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ دعا درمیان اذان اور تکبیر کی رد نہیں ہے

فاذا کان الدعاء غیر مردود بینهما یکون العبادة بینهما افضل وان لم یفصل بینهما بصلوة یفصل

جب اذان اور تکبیر کے بیچمین دعا مردود نہیں ہوتی تو عبادت اونکے بیچ میں افضل ہے اور اگر انکے بیچ میں نماز پڑہکر درنگ نکرے تو اتنی دیر تک

بینهما بجلسة مقدارها ما یتمکن فیه قراءة عشرین آیة او مقدار ما یصلی اربع رکعات لحصول المقصود

بیٹھا ہی رہے جتنی دیر میں بیس آیتیں پڑہ سکے یا اتنی دیر تک جسمین چار رکعت نماز پڑہ سکے کیونکہ اسمین مقصود پورا ہوتا ہے

وان کانت الصلوة مما لا یتطوع قبلها کصلوة المغرب فعند ابی حنیفة یفصل بینهما قائما بسکتة

اور اگر وہ نماز ایسی ہے جسمین اوس سے پہلے نفلین نہیں ہیں جیسے مغرب کی نماز سو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اذان اور تکبیر میں اتنی دیر چپکا کھڑا رہے

مقدار ما یتمکن فیه من قراءة ثلث آیات قصار او آیة طویلة وفی روایة عنه مقدار ما یخطو ثلث

جسمین تین آیتین چھوٹی یا ایک آیت طویل پڑہ سکے اور ایک روایت میں امام سے اتنی دیر جسمین تین قدم پھر لے

خطوات ثم یقیم لان التعجیل مامور به والتاخیر مکروه فیکتفی بادنی الفصل لیکون اقرب الی التعجیل

پھر تکبیر کہے اسواسطے کہ تعجیل کا حکم ہے اور دیر لگانی مکروہ ہے سو ادنی فاصلہ کفایت کرتا ہے تاکہ تعجیل سے قریب رہے

وعندهما یفصل بینهما بجلسة خفیفة لان الفصل مکروه ولا یحصل الفصل بالسکتة لوجودها

اور صاحبین کے نزدیک اون دونو میں تھوڑی سی نشست کا فاصلہ کرے اسلئے کہ ملادینا مکروہ ہے اور سکتہ کا کچھہ فاصلہ نہیں ہے کیونکہ سکتہ تو

بین کلمات الاذان فیجلس مقدار ما یجلس الخطیب فی الخطبتین وتقضی الفائتة باذان واقامة لانها

اذان کی کلمات میں بھی موجود ہے سو اتنی دیر بیٹھہ جاوے جتنی دیر خطیب دونو خطبوں میں بیٹھتا ہے اور نماز فائتہ کی قضا کے لئے اذان اور اقامت دونو چاہئیں اسلئے

من سنن الصلوة لا من سنن الوقت فان کانت الفائتة واحدة تقضی بهما لیکون القضاء علی

کیونکہ وہ دونو نماز کی سنتیں ہیں کچھ وقت کی سنتیں نہیں ہیں پھر اگر نماز فائتہ ایک ہی ہو تو اذان اور تکبیر دونو چاہئیں تاکہ قضا ادا کی وضع پر

سنن الاداء وقد روی انه علیه السلام قضی صلوة الفجر غداة لیلة التعریس مع الجماعة باذان واقامة

ہو جاوی اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے لیلۃ التعریس کی صبح کو فجر کی نماز جماعت کی ساتھ اذان اور تکبیر سے قضا کی

وان کانت متعددة واراد قضاءها متوالیة یؤذن ویقیم للاولی منها ویکون مخیرا فی الباقی ان شاء

اور اگر وہ نمازیں کئی ہوں اور ایک دفعہ ہی پے درپے قضا کیا چاہے تو پہلی نماز کی لیے اذان اور تکبیر دونو کہے اور باقی نمازوں میں مختار ہے چاہے

اذن واقام لیکون القضاء علی حسب الاداء وان شاء اقتصر علی الاقامة لما روی انه علیه السلام شغله

اذان اور تکبیر دونو کہے تاکہ قضا ادا کی صورت پر ہو جاوے اور اگر چاہے تو اقامت ہی پر اکتفا کرے اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کو مشرکوں نے

المشرکون یوم الخندق عن اربع صلوات سوی الفجر فقضی الاولی مع الجماعة باذان واقامة وما سواها باقامة

جنگ خندق میں سوا نماز فجر کی چار نمازوں کی فرصت نہ دی سو آپ نے پہلی نماز مع الجماعت اذان اور تکبیر سے قضا کی اور باقی نری تکبیر ہی سے

فقط واهل السفر فی المفازة یصلون بهما ویکره لهم ترکهما لانهما من سنن الجماعة والسفر لا یسقط الجماعة ولا یسقط

اور مسافر جنگل میں اذان اور تکبیر دونو سے نماز پڑھا کریں اور انکو دونو کو ترک کرنا مکروہ ہے اسلئے کہ اذان اور تکبیر متعلقات جماعت سے ہیں اور سفر سے جماعت

ما هو من سننها ولو اکتفوا بالاقامة وترکوا الاذان لا یکره لان الاذان للاعلام بدخول الوقت لیحضر الغائبون

نہیں ساقط ہوتی اور نہ وہ جو جماعت سے متعلق ہے اور اگر مسافر نری تکبیر ہی پر اکتفا کریں اور اذان نہ پڑھا کریں تو مکروہ نہیں ہے اسلئے کہ اذان وقت آجانے کی خبر دینی کی واسطے ہے تاکہ جو لوگ

والذین هم فی اشغالهم متفرقون والرفقة حاضرون وفی محل نزولهم مجتمعون ولا حاجة الی جمعهم واحضارهم

غائب ہیں اور جو اپنی کار بار میں جابجا لگی ہوئی ہیں وہ سب آجاویں اور رفیق سفر کی حاضر رہتے ہیں اور اپنی فرودگاہ میں جمع ہوتے ہیں تو انکی جمع کرنے کی حاجت اور بلانے کی ضرورت نہیں ہے

واما الاقامة فهی للاعلام بالشروع فی الصلوة وهم الیه محتاجون ویکره اداء المکتوبة مع الجماعة فی

رہی تکبیر سو اس خبر کی واسطے ہے کہ نماز شروع ہو گئی اور اونکو اسکی حاجت ہوتی ہے اور فرضوں کا جماعت سے مسجد میں ادا کرنا

المسجد بغیر اذان واقامة ولا یکره فی البیوت والکروم وضیاع القریة لان ما کان فی المصر والقریة من الاذان

بدون اذان اور تکبیر کی مکروہ ہے اور گھروں کی اندر اور باغوں میں اور باہر متصل قریہ کی مکروہ نہیں ہے اسلئے کہ شہر اور قریہ کی اذان اور تکبیر انکو کافی ہے

والاقامة یکفیهم والمقیم فی المصر اذا صلی فی بیته وحده ینبغی له ان یصلی باذان واقامة لیکون الاداء

اور مقیم شہر کی اندر اگر تنہا اپنی گھر میں نماز پڑھے تو بہتر اوسکو یہ ہے کہ اذان اور تکبیر کہے تاکہ نماز جماعت کی وضع پر ادا ہو جاوے

علی هیئة الجماعة وان ترکهما معا لا یکره ان وجدا فی مسجد محلته لانه وان کان مصلیا بغیر اذان واقامة

اور اگر اوسنے دونو کو ترک کیا تو مکروہ نہیں ہے جس صورت میں کہ محلہ کی مسجد میں ہوتی ہوں اسواسطے کہ یہ مصلی اگرچہ حقیقت میں بدون اذان اور تکبیر

حقیقة لکنه مصل بهما حکما لان المؤذن فی المحلة نائب عن اهل المحلة فی الاذان والاقامة لنصبهم ایاه

کی نماز پڑھتا ہے پر وہ حکما اذان اور تکبیر سے پڑھتا ہے کیونکہ محلہ کا مؤذن اذان اور تکبیر میں اہل محلہ کا نائب ہوتا ہے کیونکہ اہل محلہ نے اوسکو اسی لئے مقرر کیا ہے

لذلک فیکون اذانه واقامته کاذان الکل واقامتهم ولهذا حین اراد ابن مسعود ان یصلی فی بیته بعلقمة

تو اب اوسکی اذان اور تکبیر ایسی ہے جیسے سب کی اذان اور تکبیر اسی واسطے جب ابن مسعود نے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تھا ہمراہ علقمہ

والاسود فقیل له الا تؤذن وتقیم قال اذان الحی یکفینا واما المسافر اذا صلی فی المفازة وحده بغیر اذان و

اور اسود کی تو کسی نے اونسے کہا اذان اور تکبیر کیوں نہیں کہتے تو ابن مسعود نے جواب دیا محلہ کی اذان ہماری لئے کافی ہے اور مسافر اگر جنگل میں اکیلا بدون اذان اور

اقامة یکره له ذلک لکونه مصلیا بغیر اذان واقامة حقیقة وحکما لان المکان الذی هو فیه لیس فیه

تکبیر کی نماز پڑھے تو اوسکو مکروہ ہے اسواسطے کہ وہ حقیقۃ اور حکما بدون اذان اور تکبیر کی نماز پڑھتا ہے اسلئے کہ اوس جگہ جہاں وہ ہے ہرگز کوئی اور نہیں ہے

احد

احد يؤذن ويقيم لتلك الصلوة اصلا والمصلي في المسجد ان صلى جماعة يصلي باذان واقامة ويكره له

جس کی پاس نماز کی لئی اذان اور اقامت کہی سو اور مصلی مسجد میں اگر جماعت سی نماز پڑھتا ہی تو اذان اور تکبیر کہکر نماز پڑھی اور اوسکو

ترك كل منهما وان صلى منفردا فحكمه حكم المصلي في بيته واما القرى فان كان فيها مسجد وكان في ذلك

دونو کا ترک کرنا مکروہ ہی اور اگر تنہا نماز پڑھتا ہی تو اوسکا حال ایسا ہی جیسی اپنی گہر میں نماز پڑھتا ہی اور گاؤں گاؤں میں اگر اون میں مسجد ہی اور اوس مسجد میں

المسجد اذان واقامة فحكم من يصلي فيه او في بيته كما مر وان لم يكن فيها مسجد كذلك فحكم المصلي فيها

اذان اور تکبیر بہی ہوتی ہی تو اوسکا حال ویسا ہی ہی جو مسجد میں نماز پڑہی یا اپنی گہر میں چنانچہ گذر چکا اور اگر اوسمین ایسی مسجد نہین ہی تو اوسکا حال ایسا ہی

حكم المسافر ثم ينبغي ان يعلم ان السنة في الاذان ان يكون بلا لحن ولا تغن لان المقصود منه دعوة الخلق

جیسی حال مسافر کا پہر سمجہنا چاہی کہ طریق مسنون اذان میں یوں ہی کہ بدون لحن اور تغنی کی ہو اوکری اسلئی کہ غرض اذان سی نماز کی لئی خلقت کا بلانا ہی

الى الصلوة باعلام دخول وقتها فلا بد ان يكون على وجه يفهم السامع الفاظه حتى يظهر فائدة معنى قوله

یہہ خبر جتلاکر کہ وقت ہوگیا ہی اب ضرور ہی کہ اس وضع پر ہووی کہ الفاظ کا سننی والا سمجہ لی تاکہ اس قول کی معنوں کا فائدہ ظاہر ہووی کہ

حي على الصلوة حي على الفلاح فان معناهما اسرعوا الى الصلوة اسرعوا الى ما فيه نجاتكم من النار وبقاؤكم في الجنة

حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کیونکہ معنی انکی یہہ ہین جلد آؤ واسطی نماز کی جلد آؤ اودہر جسمین آگ سی تمہاری نجات ہی اور جنت میں ہمیشہ کو رہنا ہی

لكن قد غيرت هذه السنة في هذا الزمان في اكثر البلدان لان اهلها يؤذنون بانواع النغمات والالحان بحيث

لیکن اس طریق مسنون کو اس زمانہ میں اکثر شہروں میں بدل ڈالا ہی کیونکہ اکثر شہری اذان ایسی ایسی نغمات اور الحان سی پڑہتی ہین کہ

لا يفهم ما يقولون من الفاظ الاذان ولا يسمع منهم الا اصوات ترفع وتنخفض كصوت المزمار وهي على ما ذكر في المدخل

یہہ نہین سمجہہ میں آتا کہ الفاظ اذان بموجب کیا کہتی ہین اور کچہ سنی میں نہین آتا سواے آواز کی کہ کبہی بلند ہوتی ہی اور کبہی پست جیسی آواز مزمار کی اور یہہ طرز موافق بیان مدخل کی

بدعة قبيحة احدثها بعض الامراء في مدرسة بناها ثم سرى ذلك منها الى غيرها ثم انهم لحرصهم على التغني لم يكتفوا

بدعت قبیحہ ہی اسکو بعضی امیروں نی اپنی مدرسہ میں جاری کی تہی پہر یہہ دوسری ساری میں پہیل گئی پہر اونہوں نی تغنی کی حرص کی مارے اذان کی الفاظ پر بس نکیا

بكلمات الاذان بل زادوا عليها بعض الكلمات من الصلوة والتسليم على النبي عليه السلام فان الصلوة والتسليم

بلکہ اذان پر اونہوں نی بعضی اور کلمات درود اور تسلیم نبی علیہ السلام کی بڑہا لئی بیشک درود اور تسلیم کا

وان كان مشروعا بنص الكتاب والسنة وكان من اكبر العبادات واجلها لكن اتخاذها عادة في الاذان على المنارة

مشروع ہونا اگرچہ صاف کتاب اور حدیث سی ثابت ہی اور بڑی اور بہتر عبادت میں سی ہی پر اسکا اذان کی اندر منارہ کی اوپر عادت کرنا

لم يكن مشروعا اذ لم يفعلها احد من الصحابة والتابعين ولا غيرهم من ائمة الدين وليس لاحد ان يضع العبادات

مشروع نہین ہی اسواسطی کہ یہہ کسینی نہین کیا نہ صحابہ نی اور نہ تابعین نی اور نہ کسی اور پیشوایان دین نی اور کسیکو یہہ اختیار نہین ہی کہ عبادت کو اور جگہ ٹہراوی

الا في مواضعها التي وضعها فيها الشرع ومضى عليها السلف الا ترى ان قراءة القران مع كونها من اعظم العبادات

سوا اوس مواضع کی جہاں اوسکو شرع نی وضع کیا ہی اور بزرگ متقدم اوسکو کرتی چلی آئی ہین کیا نظر نہین آتا کہ تلاوت قرآن کی باوجود بڑا عمدہ ترین عبادت ہی

لا يجوز للمكلف ان يقراها في الركوع ولا في السجود ولا في القعدة لان كلا منها ليس محلا للتلاوة ثم انظر الى هذه

مکلف کو جایز نہین کہ رکوع میں قرآن پڑہا کری اور نہ سجدہ میں اور نہ قعدہ میں اسواسطی کہ یہہ تینوں مقام تلاوت کی محل نہین ہین پہر اس بدعت کو دیکہو تو

البدعة التي احدثوها في الاذان من النغمات والالحان كيف تعدت الى محرم اخر وهو انهم جعلوها في الصلوة

جو ان لوگوں نی اذان کی اندر نغمات اور الحان پیدا کئی ہین ایک اور حرام کی طرف کیسی بڑہ گئی وہ یہہ ہی کہ ان لوگوں نی نغمات کو نماز کی اندر تکبیرات انتقالات میں

حال التبليغ في الانتقالات وذلك كلام في الصلوة على طريق العمد فيبطل صلوتهم فاذا بطلت صلوتهم يسري

داخل کیا ہی اور یہہ طرز نماز کی اندر گویا عمدہ کلام ہی سو اونکی نماز باطل ہوجاتی ہی اور جب اونکی نماز باطل ہوئی تو اب یہہ فساد

ذلك الفساد الى من يقتدي بالامام بتسميعهم التكبير في الافتتاح والانتقالات لان المأموم لا يجوز له الاقتداء

اونسے یہہ مفسدہ اون میں آیا جو انکی تکبیر پہ امام کی تکبیر انتقالات سنکر اقتدا کرتی ہیں اسواسطے کہ مقتدی کا اقتدا بدون کسی ایک کی

الا باحد اربعة اشياء فان لم يوجد لا يوجد الاقتداء في تلك الصلوة اولها وهو اعلاها ان يرى افعال

چار چیزوں میں سے صحیح نہیں ہے سو اگر ان میں سے کوئی نہو گی تو اوس نماز میں اقتدا ہی ہوگا اول سب سے افضل یہہ ہے کہ مقتدی امام کی افعال کو دیکھتا ہو

الامام فان تعذر فسماع اقواله فان تعذر فروية افعال المأموم فان تعذر فسماع اقواله فهؤلاء لبطلان

پہر اگر یہہ میسر نہو تو اوسکی آواز سنتا ہو پہر اگر یہہ بہی دشوار ہو تو افعال اور مقتدیوں کی دیکہتا ہو پہر اگر یہہ بہی نہو تو مقتدی کی آواز سنتا ہو سو یہہ لوگ جو انکی

صلاتهم بالنغمات والالحان لا يكونوا من المأمومين وانتقال المأموم من ركن الى ركن بسماع اصواتهم من غير

نماز بسبب نغمات اور الحان کی باطل ہوگئی ہے تو مقتدی نہیں ہیں اور انتقال کرنا مقتدی کا ایک رکن سے دوسرے رکن پر انکی آواز سنکر بدون

روية افعال الامام وسماع اقواله لا يصح صلوته وههنا مفسدة اخرى وهي ان الامام اذا كبر للصلوة ودخل

دیکہنے افعال اور سننے اقوال امام کی اوسکی نماز کو فاسد کرتا ہے اور یہاں ایک اور مفسدہ ہے وہ یہہ ہے کہ امام جب تکبیر کہہ کر نماز میں داخل ہو جاتا ہے

فيها يكبرون خلفه قبل ان يدخلوا في الصلوة ليسمع الناس تكبيرهم ويدخلوا في الصلوة فمن احرم من الناس بتكبيرهم

تو امام کی پیچھے تکبیر کہہ دیتے ہیں اس سے پہلے کہ آپ نماز میں داخل ہوں تاکہ اور لوگ اونکی تکبیر سنکر نماز میں داخل ہو جاویں پہر جو کوئی انکی تکبیر سنکر بدون

من غير سماع تكبير الامام يدخل في صلوته خلل من هذه الوجه ايضا لما تقدم ان الاقتداء لا يصح الا باحد

سننے امام کی تکبیر کی تکبیر تحریمہ کہیگا اوسکی نماز میں یہہ بہی خلل داخل ہیگا اسواسطے کہ اوپر گذر چکا ہے کہ اقتدا بدون ایک کی

اربعة اشياء وهذا ليس بواحدة منها يسرنا الله تعالى العمل بالسنة والاجتناب عن البدعة المجلس

چار چیزوں میں سے صحیح نہیں ہوتا اور یہہ اون چاروں میں سے کچہہ بہی نہیں ہے آپ ہمپر آسان کرے سنت پر عمل کرنا اور بدعت سے اجتناب کرنا انچاسواں مجلس

التاسع والاربعون في بيان فضيلة الجمعة وفي تفضيل يومها على سائر الايام

میں بیان جمعہ کی فضیلت کا اور جمعہ کی روز کی تفضیل تمام ایام پر

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير يوم طلعت عليه الشمس يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه ادخل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچہا دن جسپر آفتاب چمکا ہے جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم پیدا ہوا اور اسی دن میں

الجنة وفيه اخرج منها ولا تقوم الساعة الا في يوم الجمعة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة

جنت میں داخل ہوا اور اسی روز میں جنت سے نکلا اور قیامت نہ ہوگی مگر دن جمعہ کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سے

وقد بين فيه ان يوم الجمعة خير الايام اذ فيه خلق آدم النبي عليه السلام وفيه ادخل الجنة وفيه اخرج

بیشک اسمیں یہہ بیان فرمایا کہ جمعہ کا دن سب دنوں سے بہتر ہے اسواسطے کہ اسی میں آدم نبی علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسیمیں جنت میں داخل ہوئے اور اسی میں جنت سے نکلے

منها فان قيل دخول آدم النبي عليه السلام الجنة خير وحسن لكن خروجه منها كيف يكون خيرا وحسنا

پہر اگر کوئی کہے آدم نبی علیہ السلام کا جنت میں داخل ہونا تو بہتر ہے اور نیک ہے پر اونکا جنت میں سے نکلنا کیا اچہا اور خوب ہے

فالجواب ان خروجه منها المتضمنة للفوائد الكثيرة والمصالح يكون خيرا وحسنا لانه بواسطة خروجه

تو جواب یہہ ہے کہ اونکا جنت میں سے نکلنا جسمیں بہت سی فائدی اور خوبیاں ہونی کو تہیں بہت خوب اور بہتر ہے اسواسطے کہ وہ جنت میں سے نکلی

منها حصل منه عليه السلام اولاد كثيرة وتناسلوا وبعث الله تعالى من نسله على ذريته الانبياء وانزل فيهم

تو اونسے بہت سی اولاد پیدا ہوئی اور آگی کو نسل چلی اور اللہ تعالی نے اونکی نسل میں سے اونکی اولاد پر نبی بہیجی اور انمیں نازل

الكتب وجعل منهم الاخيار والابرار وظهر منهم عبادات مرضية وطاعات مرعية وهذا كله خير

اور اونمیں سے صلحاء اور ابرار پیدا کئی اور اونسے عبادات پسندیدہ اور طاعات مرغوب عمل میں آئیں یہہ تمام خیر ہی خیر ہے

بالنسبة الى خروجه من الجنة فعلى هذا يكون يوم الجمعة خير الايام وقد عظم الله تعالى به دين الاسلام
جو بہشت کی نکلنی سی ہوئین اس بیان کی موافق جمعہ کا دن سب دنوں میں بہتر ہی اور بیشک اللہ تعالی نی اس دن سی دین اسلام کو عظمت دی

وخصه بالمسلمين من بين الانام لما روى عن ابى هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال هذا يومهم الذى
اور تمام خلق میں سی مسلمانوں کی ہی خاص کیا کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا یہہ وہ دن ہی

فرض عليهم واختلفوا فيه فهدنا الله له والناس لنا تبع اليهود غدا والنصرى بعد غد يعنى انه تعالى
جو اللہ تعالی اونپر فرض کیا تہا اور اونہوں نی اسمین اختلاف کیا سو اللہ تعالی نی اسکی ہمکو ہدایت کی اور اور لوگ ہمارا پیرو ہین یہود تو اگلی دن اور نصاری اوس سی اگلی ان مراد یہہ کی

امر عباده ان يجتمعوا فى يوم الجمعة ويعظموه بالطاعة ولم يعينه لهم بل امرهم ان يعينوه باجتهادهم
کہ اللہ تعالی نی اپنی بندوں کو یہہ امر فرمایا کہ جمعہ کی دن جمع ہوا کرین اور طاعت سی اوسکی تعظیم کرین اور دن نہین مقرر کر دیا تہا بلکہ یون حکم تہا کہ آپ اپنی اٹکل سی معین کر لین

فاختلفوا فيه فقالت اليهود هو يوم السبت لانه تعالى فرغ فى هذا اليوم من خلق المخلوقات ونحن نفرغ
سو اونہوں نی اسمین اختلاف کیا یہود تو کہنی لگی وہ شنبہ کا روز ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی شنبہ کی روز تمام مخلوقات کو پیدا کر چکا ہم بہی

فيه من الاشغال الدنيوية ونشتغل بالعبادة وقالت النصرى هو يوم الاحد لانه تعالى ابتدأ فى
اس روز مین دنیا کی کاروبار چہوڑ کر عبادت مین مشغول رہین اور نصاری کہنی لگی وہ یکشنبہ کا دن ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی اس دن مین

هذا اليوم بخلق المخلوقات فهو اولى بالتعظيم فهدى الله تعالى هذه الامة ووفقهم باصابة حتى
مخلوقات کا پیدا کرنا شروع کیا تہا تو اسہی دن کی تعظیم اولی ہی آخر اللہ تعالی نی اس امت کو ہدایت کیا اور توفیق صواب کی دی یہان تک

عينوه وقالوا ان الله تعالى اوجد فى سائر الايام ما ينتفع به الانسان وفى يوم الجمعة اوجد نفس الانسان
کہ جمعہ مقرر کر لیا اس دلیل سی کہ اللہ تعالی نی تمام ایام مین تو وہ چیزین پیدا کین جسمین انسان کی منفعت ہی اور جمعہ کی دن مین انسان کی ذات کو پیدا کیا

والشكر على نعمة الوجود اهم واقدم وقد بين الله تعالى كيفية الشكر فى هذا اليوم فقال اذا نودى للصلوة
اور شکر گذاری نعمت وجود کی بہت ضرور اور بہت مقدم ہی اور اللہ تعالی نی اس دن مین شکر کی کیفیت یون بیان کی فرمایا جب اذان ہو

مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ فانه تعالى امر اولا بالسعى الى الجمعة ثم امر بترك الاشتغال
دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چہوڑو بیچنا سو اللہ تعالی نی اول واسطی سعی کی طرف جمعہ کی امر فرمایا پہر واسطی ترک شغل کاروبار

بالامور الدنيوية الصارفة عن السعى الى الجمعة وقد روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام
دنیا کی جو جمعہ کی طرف جانی سی روکتی ہون امر کیا اور عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال لينتهين اقوام عن تركهم الجمعة او ليختمن الله على قلوبهم ثم ليكونن من الغفلين فانه عليه السلام
البتہ باز آوین لوگ جمعہ ترک کرنی سی یا بیشک اللہ تعالی اونکی دلون پر مہر لگاویگا پہر وہ سراسر غافل ہو جاوینگی اب نبی علیہ السلام نی

بين فى هذا الحديث ان احد الامرين كائن لا محالة اما الانتهاء عن تركهم الجمعة او ختم الله على قلوبهم
اس حدیث مین بیان فرمایا کہ دو نو بات مین سی ایک بالضرور ہونیوالی ہی یا باز آنا جمعہ ترک کرنی سی یا اونکی دلون پر اللہ کا مہر لگانا

ثم ليكونن من الغفلين لان العبد اذا ترك امرا من اوامر الله تعالى مرة يحصل فى قلبه نكتة سوداء
پہر ہو جاوینگی وہ غفلت والی اسواسطی کہ آدمی جب کوئی حکم اللہ کی حکمون مین سی ایک بار ترک کرتا ہی تو اوسکی دل مین ایک داغ سیاہ پیدا ہو جاتا ہی

واذا ترك مرة اخرى يحصل فى قلبه نكتة سوداء اخرى ثم كذلك حتى يسود قلبه فاذا اسود قلبه يغلب
اور جب اوسنی دوبارہ ترک کیا تو اوسمین دوسرا داغ سیاہ بڑہ جاتا ہی پہر اسی طور آخر سارا دل سیاہ ہو جاتا ہی پہر جب دل تمام سیاہ ہو گیا

عليه الغفلة وينسى الموت وكونه من اهل القبور وينهمك فى الفسوق والفجور فان تاب وانتهى عن ترك
تو اوسپر غفلت چہا جاتی ہی اور موت کو بہول جاتا ہی اور گور مین جانا یاد نہین رہتا اور فسق و فجور مین کہب رہتا ہی پہر اگر اوسنی توبہ کی اور فرمان ترک کرنی سی باز آیا

ما امر به تزول تلك النكتة عن قلبه نكتة نكتة فيعرض عن ارتكاب المنهيات ويشتغل باداء المامورات
تو وہ داغ اوسکی دل پرسی ایک ایک دور ہونی لگتا ہی پہر گناہ کرنی سی پرہیز کرتا ہی اور ادا ماموارت مین مشغول ہوتا ہی

التي من جملتها صلوة الجمعة فانها فرض ثبت فرضيتها بالكتاب والسنة واجماع الامة اما الكتاب
جنمین جمعہ کی نماز بہی داخل ہی بیشک یہہ فرض ہی اسکی فرضیت قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی ثابت ہی قرآن تو

فقوله تعالى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ فانه تعالى
یہہ آیت ہی ای ایمان والو جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو بیشک اللہ تعالی نی

امر في هذه الاية بالسعي الى ذكر الله تعالى والامر للوجوب والمراد بذكر الله تعالى الخطبة وهي شرط لجواز
اس آیت مین یہہ امر کیا کہ طرف ذکر الہی کی جلد جاؤ اور امر واسطی وجوب کی ہوتا ہی اور ذکر الہی سی مراد خطبہ ہی اور خطبہ نماز جمعہ کی لئی

صلوة الجمعة فاذا كان السعي الى الخطبة التي هي شرط لجواز صلوة الجمعة واجبا فيكون السعي الى ما هو
صحت کی شرط ہی پہر جب سعی خطبہ کی لئی جو نماز جمعہ کی صحت کی واسطی شرط ہی واجب ہوئی تو سعی واسطی مقصود اصلی کی

المقصود الاصلي وهو صلوة اولى واحرى ثم انه تعالى لتاكيد هذا الجواز امر بترك البيع المباح فقال
کہ وہ نماز جمعہ ہی بطریق اولی واجب اور سزاوار تر ہوگی پہر اللہ تعالی نی واسطی تاکید اس جواز کی واسطی ترک بیع مباح کی امر کیا فرمایا

وذروا البيع لان ذلك لا يكون الا لامر واجب واما السنة فقوله عليه الصلوة والسلام اعلموا ان الله تعالى
اور ترک کرو بیع کو اسواسطی کہ ایسا حکم بدون امر واجب کی نہین ہوسکتا اور حدیث یہہ ہی قول علیہ الصلوۃ والسلام کا جان لو کہ اللہ تعالی نی

كتب عليكم الجمعة في يومي هذا في شهري هذا في مقامي هذا فمن تركها تهاونا بها واستخفافا
تمپر جمعہ فرض کیا ہی آج اس مہینہ مین اس مقام مین پہر جسنی اسکو ترک کیا حقیر جان کر اور اسکا حق ہلکا سمجھ کر

بحقها وله امام جائر او عادل الا فلا جمع الله شمله الا فلا صلوة له الا فلا زكوة له الا فلا صوم له الا
در حال یہہ ہی کہ اوسکا امام بہی جائر یا عادل ہو خبردار جمع نہ کریو اللہ اوسکی پریشانی خبردار نہین اوسکی نماز خبردار نہین ہی اوسکی زکوۃ خبردار نہین ہی اوسکا روزہ الا

ان يتوب فمن تاب تاب الله عليه واما الاجماع فلان الامة قد اجتمعت من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم
اگر توبہ کرلی پہر جسنی توبہ کی اللہ تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اجماع امت یہہ ہی کہ تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سی

الى يومنا هذا على فرضيتها ولم يختلفوا فيها وانما اختلفوا في اصل الفرض هل هو الظهر ام الجمعة واياما
آج تک جمعہ کی فرضیت پر متفق ہی کسیکو اسمین اختلاف نہین ہی اور اختلاف ہی تو اصل فرض مین ہی کہ آیا ظہر ہی یا جمعہ ہی اور ہر صورت

كان يسقط الفرض باداء احدهما ولها شروط زائدة على شروط سائر الصلوات وهي اثنا عشر شرطا ستة منها
دونو مین سی ہر ایک کی ادا کرنی سی فرض ذمہ سی ساقط ہوجاتا ہی اور اوسکی لئی شرطین تمام نمازوں کی شرطوں سی زیادہ ہین اور وہ بارہ شرطین ہین چھہ اونمین سی

في المصلي وهي شروط لوجوب صلوة الجمعة لا لادائها ولا لصحتها الاول الذكورة فلا تجب على المراة والثاني
مصلی مین ہین یہہ شرطین تو نماز جمعہ کی وجوب کی ہین یہہ شرطین ادا اور صحت کی نہین ہین پہلی مصلی کا مرد ہونا سو عورت پر واجب نہین ہی دوسری

الاقامة فلا تجب على المسافر وكل من وجد يوم الجمعة خارج المصر فهو في حكم المسافر والثالث الحرية
مقیم ہونا پس مسافر پر واجب نہین ہی اور جسکو جمعہ کا دن مصر سی باہر ہوجاوی پس وہ مسافر کی حکم مین ہی تیسری ازادی

فلا تجب على العبد اتفاقا واختلف في المكاتب والماذون والعبد الذي حضر باب الجامع ليحفظ دابة مولاه في
سو غلام پر کسیکی نزدیک واجب نہین ہی اور مکاتب اور ماذون کی باب مین اور اوس غلام کی حق مین جو جامع مسجد کی دروازہ پہ میاں کا گہوڑا پکڑی کہڑا ہو اختلاف

والرابع الصحة فلا تجب على المريض اذا خاف زيادة المرض او بطوء البرء بالذهاب اليها ومثله الشيخ الكبير
چوتہی صحیح وسالم ہونا پس بیمار پر واجب نہین اگر جمعہ مین جانی سی بیماری بڑہیگا یا دیر مین چہا ہونیکا خوف ہو اور ایسی ہی پیر فرتوت

الضعيف

الضعیف عن السعی والخامس سلامة العینین فلا تجب علی الاعمی عند ابی حنیفة وعندهما تجب ان وجد
چلنے میں ناتوان پانچویں آنکھوں والا ہونا پس اندھے پر امام ابو حنیفہ کے نزدیک واجب نہیں اور صاحبین کے نزدیک واجب ہے اگر

قائدا والسادس سلامة الرجلین فلا تجب علی المقعد وان وجد من یحمله الی الجمعة والممرض کالمریض علی الاصح
البتہ پکڑ نیوالا میسر آوے چھٹے دونوں پانوں کی سلامتی پس لنگڑے پر واجب نہیں اگرچہ ایسا شخص میسر آوے کہ جو اسے چڑھا کر جمعہ میں لیجاوے اور بیمار دار اصح قول پر مانند بیمار کے ہے

ان بقی المریض ضایعا والتمریض من جملة الاعذار المبیحة للتخلف عن الجمعة وکذا الخوف من ظالم ونحوه و
اگر مریض حیران رہ جاوے اور بیمار داری اون عذرات میں ہے جس سے جمعہ میں نجانا مباح ہوجاتا ہے ایسے ہی ظالم وغیرہ کا خوف اور

المطر والثلج والوحل ونحوها فهؤلاء الذین لم یستکملوا الشرائط لا تجب علیهم الجمعة لکنهم لو حضروها
بارش اور اولے اور کیچڑ وغیرہ پس یہہ لوگ جنمیں یہہ شرطیں پوری نہیں ہیں ان پر جمعہ واجب نہیں ہے لیکن یہہ لوگ اگر جمعہ میں چلے جاویں

وصلوها یجزیهم عن فرض الوقت وستة منها فی غیر المصلی وهی شروط لادائها وصحتها الاول
اور پڑھ لیں تو وقتی فرض نماز سے بدلا ہو جاتا ہے اور چھہ شرطیں سوای مصلی کے ہیں اور یہہ شرطیں ادا کی اور صحت کی ہیں پہلی

المصر فلا یجوز ادائها فی المفازة والقری لکن ان صلیت فی القریة وکنت فیها یلزمك ان تحضرها وتعمل لقول
شہر کا ہونا پس جمعہ کا ادا کرنا جنگل اور گانوں میں جائز نہیں ہے لیکن اگر گانوں کے اندر جمعہ پڑھنے لگیں اور تو وہاں موجود ہو تو تجھکو جمعہ میں جانا اور علی رضی کے

علی ایاك وما یسبق الی القلوب انكاره وان كان عندك اعتذار فلیس كل سامع تكن تطیق ان تسمعه عذرا
قول پر عمل کرنا لازم ہے بچتا رہ ایسی بات سے جسمیں لوگوں کے دلوں میں شبہ انکار کا پیدا ہو اگرچہ تجھکو عذر حاصل ہو کیونکہ ہر یک سامع منکر ایسا نہیں ہے کہ تو اوسکو اپنا عذر سنا سکے

قد جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال من كان یؤمن بالله والیوم الاخر فلا یقعد مواقع التهم واختلفوا
اور ضرور حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہے وہ تہمت کی جگہہ نہ بیٹھا کرے اور مصر کی

فی تفسیر المصر والصحیح انه الموضع الذی یكون فیه بیوت وسكك واسواق وامیر وقاض ینفذ الاحكام
تعریف میں اختلاف ہے اور صحیح یہہ ہے کہ مصر ایسا موضع ہے جسمیں گہر ہوں اور کوچے اور بازار ہیں اور حاکم اور قاضی جو احکام جاری

ویقیم الحدود ولیس من شرط ادائها المسجد الجامع لجواز ادائها فی فناء المصر وهو ما اتصل به معدا لمصلحته
اور حدود قایم کرے اور شروط ادا میں مسجد جامع کا ہونا داخل نہیں ہے اسواسطے کہ فناء مصر میں بھی جمعہ جایز ہے اور فناء وہ ہے جو میدان مصر کے قریب مصالح کے

کربض الخیل وجمع العسكر ودفن الموتی وصلوة الجنازة ونحوها ویجوز للخلیفة وامیر الحجاج اقامتها بمنی
دیکھہ چھوڑا ہو جیسے گہوڑوں کا باندہنا اور لشکر کا جمع کرنا اور مردوں کا دابنا اور جنازہ کی نماز پڑھنی اور مانند اسکے اور خلیفہ اور امیر حاج کو جمعہ قایم کرنا منی میں موسم کے

فی الموسم لانها تكون مصرا فی ایام الموسم لاجتماع شرائط المصر فیها من الامیر والقاضی والابنیة والاسواق
دنوں میں جایز ہے اسلئے کہ منی موسم کے دنوں میں بمنزلہ مصر کے ہو جاتی ہے اسواسطے کہ تمام شرطیں مصر کی اوسمیں جمع ہو جاتی ہیں امیر قاضی اور مکانات اور بازار ہیں

الا انها لا تبقی مصرا بعد انقضاء الموسم وبقاءها مصرا لیس بشرط ولا یجوز اقامتها بعرفات لانها لیست
الا اتنا ہے کہ موسم کی گذرنے کی بعد مصر باقی نہیں رہتی اور باقی رہنا مصر کا کچھہ شرط نہیں ہے اور عرفات میں جمعہ قایم کرنا جایز نہیں اسواسطے کہ عرفات نہ تو

بمصر ولا من فنائه بل هو فضاء ومفازة وفی ظاهر الروایة عن ابی حنیفة لا یجوز اقامتها فی المصر الا فی موضع
مصر ہے اور نہ فناء مصر بلکہ وہ ایک میدان اور جنگل ہے اور ظاہر روایت میں امام ابو حنیفہ سے ہے کہ جمعہ قایم کرنا مصر میں سوا ایک مسجد کے

واحد فان ادیت فی موضعین او اكثر فالجمعة للاولین تحریمة وقیل فراغا وقیل فیهما جمیعا وان لم یعلم
جایز نہیں ہے پہر اگر دو جگہہ یا دو جگہہ سے زیادہ پڑھا جاوے تو جمعہ اونکا ہے جنہوں نے پہلے نیت باندہی اور بعضے کہتے ہیں جو پہلے پڑھ چکے اور بعضے کہتے ہیں دونوں میں اور اگر یہہ

ایهما الاول تبطل صلوة الكل وفی روایة عنه وهو قول محمد یجوز اقامته فی مواضع متعددة وفی روایة
معلوم ہو اول کون ہیں تو سب کی نماز باطل ہے اور ایک روایت میں ابو حنیفہ سے اور یہہ ہی قول امام محمد کا ہے کہ قایم کرنا جمعہ کا کئی جگہہ جایز ہے اور ابو یوسف کی روایت

ابي يوسف لا يجوز اقامتها في موضعين الا اذا كان بينهما نهر عظيم كدجلة في بغداد وفي رواية عنه لا يجوز
مین قایم کرنا جمعہ کا دو جگہ جایز نہین مگر ایسی دو جگہ شہر کی بیچ مین بڑی نہر حایل ہو جیسی بغداد مین دجلہ اور ایک روایت مین ابو یوسف سی

اقامتها اذا كان عليه جسر حتى روي عنه انه كان يامر يوم الجمعة برفع الجسر وقت الصلوة ليكون
قایم کرنا جمعہ کا یعنی دو جگہ جایز نہین اگر اوس نہر پر پل ہو یہان تک کہ روایت ہی کہ امام ابو یوسف جمعہ کی دن نماز کی وقت پل اٹھوا دیتی تھی تاکہ وہ جگہہ

كمصرين وفي كل موضع وقع الاشتباه في صحة الجمعة لتعددها او لوقوع الشك في المصر قام اهله ببعضهم
مانند دو شہرون کی ہو جاوی اور جس جگہہ صحت جمعہ مین بسبب تعدد کی یا بسبب مصر کی مشکوک ہونی کی یہہ شبہہ پڑی کہ ادا ہوا یا نہین تو جب وہان کی لوگ جمعہ پڑھ چکین

ان يصلوا بعدها في ذي اربع ركعات قائلا كل واحد منهم نويت ان اصلي اخر ظهر ادركت وقته ولم اصله
تو اونکو سزاوار ہی کہ بعد اوسکی چار رکعت اور الگ الگ پڑھ لین ہر ایک نیت کی وقت یہہ کہی نیت کرتا ہون کہ ادا کرون پچھلی ظہر جسکا مین نی وقت پایا پر اب تک پڑھی

بعد واصل هذا على ما ذكر في القنية ان اهل مرو لما ابتلوا باقامة الجمعتين فيها مع اختلاف العلماء في
نہین اور اسکی اصل موافق بیان قنیہ کی یہہ ہی کہ مرو کی لوگ جب مرو مین دو جگہہ جمعہ پڑھنی لگی باوجودیکہ علما مین دو جمعہ کی جواز مین اختلاف تہا

جوازهما امرهم ائمتهم باداء كل واحد منهم اربع ركعات بهذه النية حتما احتياطا لان الجمعة التي صلاها
تو اونکو اونکی پیشواؤن نی فتوی دیا کہ ہر ایک احتیاط کی واسطی چار چار رکعت اس نیت سی ضرور پڑھا کری کیونکہ یہہ جمعہ جو اوسنی ادا کیا

ان لم تجز يخرج عن عهدة فرض الوقت بيقين وان جازت فان كان عليها ظهر فائتة يسقط عنه ذلك
اگر جایز نہین ہوا تو فرض وقتی کی ذمہ سی یقینا پاک ہو جاویگا اور اگر جمعہ جایز ہو گیا تو پہر اگر اوسکی ذمہ کوئی ظہر فائتہ ہو گی تو اب وہ فائتہ ادا ہو جاویگی

الفائتة وان لم يكن عليه ظهر فائتة تكون تلك الاربع نفلا فلاحتمال كونها نفلا لا بد ان يقرأ في الاخريين
او اگر اوسکی ذمہ ظہر فائتہ نہین ہی تو یہہ چارون رکعت نفل ہو جاوینگی سو اس احتمال کی لئی کہ شاید نفل ہون ضرور ہی کہ پچھلی دونون رکعت مین

بعد الفاتحة سورة لانها ان وقعت فرضا فقراءة السورة لا تضر وان وقعت نفلا فقراءة السورة واجبة والثاني
بعد سورہ فاتحہ کی کوئی سورۃ پڑھی اسواسطی کہ اگر وہ فرض ہوئین تو سورۃ کی پڑھنی مین کچھ نقصان نہین ہی اور اگر وہ رکعتین نفل ہوئین تو سورۃ کا پڑھنا واجب ہی اور دوسری

من الشروط التي في غير المصلي السلطان او نائبه والمتغلب الذي لا منشور له من السلطان يجوز له اقامة
شرط جو غیر مصلی مین ہو سلطان کا یا اوسکی نائب کا ہونا اور جو متغلب کہ سند سلطانی نہین رکھتا اوسکو قایم کرنا جمعہ کا جایز ہی

الجمعة اذا كان سيرته في رعيته سيرة الامراء وكان يحكم بينهم بحكم الولاية اذ بذلك يثبت السلطنة
اگر اوسکا معاملہ رعیت سی بطور امرا کی ہو اور رعیت پر حکومت حاکمون کی طور پر کرتا ہو اسواسطی کہ اسی سی سلطنت ثابت ہو جاتی ہی

فيتحقق الشرط وللمامور بالجمعة ان يستخلف وان لم يؤذن له في الاستخلاف ولا فرق في ذلك بين وجود
پہر شرط موجود ہو جاتی ہی اور جو شخص جمعہ کی لئی مامور ہین جیسی قاضی وغیرہ اختیار رکہتی ہین کہ اپنا خلیفہ کر دین اگرچہ اونکو خلیفہ کرنی کی اجازت نہو اور اس بات مین کچھ فرق

العذر وعدم وجوده ولا بين الخطبة والصلوة والاذن في الخطبة اذن في الصلوة وبالعكس وليس
نہین خواہ کچھ عذر ہو یا عذر نہو اور نہ کچھ فرق خطبہ کا ہی اور نہ نماز کا اور خطبہ کی اذان بعینہ نماز کی اذان ہی اور بالعکس اور

للقاضي ان يصلي الجمعة بالناس اذا لم يؤمر بها وكذا صاحب الشرطة ليس له ان يصليها بهم فان مات
قاضی کو اختیار نہین کہ لوگون کو جمعہ پڑھا دی اگر اوسکو سلطان کا حکم نہین ہی اور ایسا ہی محتسب کو جایز نہین کہ لوگون کو جمعہ پڑھا دی اور اگر حاکم شہر کا مر جاوی

والي المصر فقبل اتيان وال اخر لو صلى بهم خليفته او القاضي او صاحب الشرط يجوز لان امر العامة فوض
تو دوسری حاکم کی مقرر ہونی سی پہلی اگر لوگون کو خلیفہ یعنی نائب یا قاضی یا محتسب جمعہ پڑھا دی تو جایز ہی اسلئی کہ انتظام عوام کا اونکو سپرد ہی

اليهم وان لم يكن احد من هؤلاء فاجتمع الناس على احد فصلى بهم يجوز ومع وجود احد منهم لا يجوز
اور اگر انہین سی کوئی موجود نہو اور لوگون نی جمع ہو کر ایک کو امام کر لیا اور اوسنی جمعہ پڑھا دیا تو بھی جایز ہی اور اگر انہین سی کوئی موجود ہو تو بدون اوسکی

الا باذنه ولو شرع المامون بها فیها ثم حضر اخر کانه مضی علیها ولو حضر قبل شروعه لا یصح شروعه
بدون اوسکی اذن کی جایز نہین اور اگر قاضی وغیرہ جسکو جمعہ پڑہانیکی اجازت تہی نماز شروع کر چکا سو پہر اوسکی جگہہ پر دوسرا مقرر ہو کر آگیا تو نماز کو توڑے نہین اور اگر نماز شروع کرنی سی
والثالث من تلك الشروط الوقت وهو وقت الظهر فلا یجوز قبل الزوال ولا بعد دخول وقت العصر ولو
پہلی آگیا تو شروع کرنا صحیح نہین اور تیسری شرط اون شرطون مین سی وقت کا ہونا اور وہ وقت ظہر کا ہی سو دوپہر ڈہلنی سی پہلی جایز نہین اور نہ بعد جانی وقت عصر کی اور اگر
خرج الوقت وهو فیها یستانف الظهر ولا یبنیه علیها لاختلافهما کمیة وشروطا والرابع من تلك
نماز ہی کی اندر وقت ہو چکا تو از سر نو ظہر کو پڑہی اور اسیکو بڑہا کر ظہر نہ کر لی کیونکہ جمعہ اور ظہر مقدار اور شرطون مین مختلف ہین اور چوتہی شرط اون
الشروط الخطبة ولها شرط ورکن وواجب وسنة اما شرطها فکونها فی الوقت حتی لو خطب
شرطون مین سی خطبہ ہی اور خطبہ کی بہی شرط اور رکن اور واجب او سنت ہین خطبہ کی شرط تو یہہ ہی کہ وقت کی اندر ہو وی یہان تک کہ اگر پیش از وقت
قبله لا تصح وکونها بحضرة الجماعة حتی لو خطب وحده ثم حضر الجماعة لا تصح وکونها جهرا
خطبہ پڑہیگا تو صحیح نہین اور جماعت کی سامنی چاہی یہان تک کہ اگر خطبہ تنہا پڑہیگا اور پہر جماعت جمع ہو گی تو صحیح نہین ہی اور اتنا پکار کر پڑہنا چاہی
بحیث یسمعها من یکون عنده اذا لم یکن مانع واما رکنها فمطلق ذکر الله تعالی بنیتها حتی لو قال
کہ جو اوسکی پاس موجود ہون سب سنلین اگر کچہہ مانع نہو اور خطبہ کا رکن مطلق ذکر اللہ تعالی کا خطبہ کی نیت سی ہی یہان تک کہ اگر خطیب نی
الحمد لله او سبحان الله او لا اله الا الله علی قصد الخطبة یجزئ عند ابی حنیفة اما لو قال لعطاس
الحمد للہ یا سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ خطبہ کی نیت سی کہا تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافی ہی ہان اگر چہینک کر
او تعجب فلا یجزئ وعندهما لا بد من ذکر طویل یسمی خطبة وهو مقدار ثلث ایات وقیل مقدار التشهد
یا تعجب سی کہیگا تو کافی نہین ہی اور صاحبین کی نزدیک اتنا ذکر دراز ضرور ہی جسکو خطبہ کہہ سکین اور وہ تین آیتون کی برابر ہو اور کوئی کہتا ہی کہ تشہد کی برابر ہو
من قوله التحیات لله الی قوله عبده ورسوله لان الخطبة واجبة بالاجماع والتحمیدة الواحدة
لفظ التحیات للہ سی عبدہ ورسولہ تک اسواسطی کہ خطبہ متفق علیہ واجب ہی اور الحمد للہ ایکبار
والتسبیحة الواحدة والتهلیلة الواحدة لا تسمی خطبة واما واجبها فالطهارة والقیام وستر
اور سبحان اللہ ایک بار اور لا الہ الا اللہ ایک بار خطبہ نہین کہلاتا اور خطبہ کی واجبات باوضو ہونا اور کہڑی رہنا اور عورت کا
العورة واما سننها فکونها خطبتین بجلسة بینهما یشتمل کل منهما علی الحمد والتشهد والصلوة علی
ڈہانپنا اور خطبہ کی سنت دو خطبون کا ہونا بیچ مین ایک جلسہ کی فرق سی ۔ اور دونو مین حمد اور تشہد اور درود
النبی صلی الله علیه وسلم والاولی علی تلاوة اية والوعظ والثانیه علی الدعاء للمؤمنین والمؤمنات
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو اور پہلی خطبہ مین تلاوت آیت کی اور پند ہو اور دوسری مین مسلمان مرد اور عورتون کی حق مین
بدل الوعظ والخامس من تلك الشروط الجماعة واقلهم ثلثة سوی الامام ویشترط کونهم رجالا عاقلین
بدلہ پند کی دعا ہو پانچوین شرط اون شرطون مین سی جماعت ہی کم سی کم تین آدمی سواء امام کی ہون بشرطیکہ تینوں مرد عاقل بالغ ہون
بالغین فلا تنعقد بالنساء والصبیان والمجانین ولا یشترط کونهم احرارا ومقیمین فتنعقد بالعبید
پس جماعت نری عورتون اور بچون اور دیوانون سی نہین ہو گی اور یہہ شرط نہین ہی کہ ازاد یا مقیم ہون پس جماعت نری غلامون
والمسافرین ویشترط بقاؤهم الی السجدة الاولی عند ابی حنیفة فلو نفروا قبلها او نقصوا عن ثلث تم
اور مسافرون سی ہو جاویگی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک یہہ شرط ہی کہ پہلی سجدہ تک سب موجود رہین پس اگر پہلی سجدہ سی پہلی بہاگ گئی یا تین سی کم رہ گئی
یستقبل الظهر وعندهما لو نفروا بعد التحریمة یتم الجمعة والسادس من تلك الشروط الاذن العام
تو ظہر ادا کری اور صاحبین کی نزدیک اگر بعد تکبیر تحریمہ کی چلی جاوین تو جمعہ پورا کر لی اور چہٹی شرط اون شرطون مین سی اذن عام ہی

وهو ان یفتح باب الجامع ویؤذن للناس حتی لو اجتمع فی الجامع واغلقوا بابه وصلوا فیه الجمعة لا
اسطور پر کہ مسجد جامع کا دروازہ کہل جاوی اور لوگون کو آنی کی اجازت ملی یہان تک کہ اگر مسجد مین جمع ہوکر پہر دروازہ اوسکا بند کردین اور جمعہ کی نماز مسجد مین پڑہلین
یجوز وکذا السلطان لو اغلق باب قصره وصلی فیه بحشمه لا یجوز لانها من شعائر الاسلام وخصائص
تو جایز نہین ہی اور ایسی ہی سلطان اگر اپنی محل کا دروازہ بند کرکر اپنی فوج کی ہمراہ جمعہ کی نماز پڑہ لی تو جایز نہین ہی اسواسطی کہ جمعہ اسلام کی نشانیون اور دین کی خاص
الدین فلا بد من اقامتها علی طریق الاشتهار وان فتح باب قصره واذن للناس بالدخول فیه یجوز سواء
امرون مین سی ہی سو اوسکو خواہ مخواہ بطور اشتہار کی قایم کرنا چاہئی اور اگر بادشاہ اپنی محل کا دروازہ کہول کر لوگون کو اجازت آنی کی دیدیوی تو جایز ہی پہر برابر ہی
دخلوا اولا لکن یکره لعدم قضاء حق المسجد الجامع فاذا وجدت هذه الشروط کلها یجب السعی و
کہ کوئی جاوی یا نہ جاوی پر مکروہ ہی اسواسطی کہ مسجد جامع کا حق ادا نہوا اور جب یہہ تمام شرطین پوری پائی جاوین تو اصح قول پر سعی اور
ترك البیع بالاذان الاول وهو الذی یکون علی المنارة بعد دخول الوقت فی الاصح لانه المعتبر فی
بیع کا ترک کرنا پہلی اذان پر واجب ہی یعنی وہ اذان جو منارہ پر وقت ہوجانی کی بعد ہوتی ہی موافق اصح قول کی اسواسطی کہ یہی اذان
هذا الزمان وان کان حادثا غیر واقع فی عهد النبی صلی الله علیه وسلم لما روی انه علیه السلام
اس زمانہ مین معتبر ہی اگرچہ نواحداث ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مین نہ تہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
والاماماین بعده کانوا یصعدون المنبر بعد الزوال قبل النداء فیؤذن المؤذن بین ایدیهم فلما کان زمن
اور بعد حضرت کی دو نو امام زوال کی بعد اذان سی پہلی منبر پر جاتی تہی پہر مؤذن اونکی سامنی اذان پڑہتا تہا پہر جب زمانہ
خلافة عثمان وکثر الناس رای ان یؤذن المؤذن قبل صعود الامام المنبر لینتهی الصوت الیهم فیحضروا
عثمان کی خلافت کا آیا اور لوگون کی کثرت ہوگئی تو اونکی رای مین یہہ آیا کہ مؤذن امام کی منبر پر جانی سی پہلی اذان کہا کری تاکہ اونکو آواز جاوی اور سنکر آجاوین
وزاد اذانا ثانیا علی دار فی سوق المدینة بقرب المسجد یقال له زوراء وکان هذا الاذان سنة ایضا
اور دوسری اور اذان بڑہا دی ایک گہر پر جو مدینہ کی بازار مین مسجد کی پاس تہا اوسکا نام زوراء ہی اور یہہ اذان بہی مسنون ہی
لقوله علیه السلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین من بعدی واما النداء الذی یکون فی وقت
اس حدیث کی موافق لازم کرلو اپنی اوپر میری سنت اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور وہ اذان جو چاشت کی وقت ہوتی ہی
الضحی للتنبیه علی ان هذا الیوم یوم الجمعة فبدعة احدثه الحجاج کذا ذکر فی مجمع الفوائد والحاصل ان کل
اطلاع دینی کو کہ یہہ دن جمعہ کا ہی سو یہہ بدعت ہی اسکو حجاج نی جاری کیا تہا کتاب مجمع الفوائد مین یہہ ذکر کیا ہی مطلب یہہ ہی کہ جو
اذان یکون قبل الزوال فهو غیر معتبر بل المعتبر الاذان الاول الذی یکون بعد الزوال اذ به یحصل الاعلام
اذان دوپہر ڈہلی سی پہلی ہووی سو اوسکا کچہہ اعتبار نہین ہی بلکہ معتبر پہلی اذان ہی جو دوپہر ڈہلی کی بعد ہوتی ہی اسلئی کہ اس سی اعلام حاصل ہوتا ہی
فان کل من یجب علیه الجمعة اذا اذن هذا الاذان یلزمه السعی الی الجمعة فاذا حضر المسجد الجامع یصلی
بیشک جسپر جمعہ واجب ہی جب یہہ اذان ہوگی اوسکو جلد جمعہ مین دوڑ جانا چاہئی پہر جب وہ مسجد جامع مین پہنچی تو بیٹہنی سی پہلی
قبل القعود رکعتین تحیة المسجد ثم اربع رکعات سنة الجمعة واذا توجه الامام الی صعود المنبر یحرم
دو رکعت تحیة المسجد کی پہر چار رکعت سنتین جمعہ کی پڑہی پہر جب امام منبر پر جانی کو متوجہ ہو تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک
الصلوة والکلام عند ابی حنیفة حتی یتم الخطبة وعندهما لا باس بالکلام قبل الشروع فی الخطبة واذا
نماز اور بات چیت سب حرام ہی جبتک خطبہ تمام ہوجاوی اور صاحبین کی نزدیک خطبہ شروع کرنی سی پہلی بولنی کا کچہہ مضایقہ نہین اور جب
جلس علی المنبر یؤذن المؤذن بین یدیه الاذان الثانی واذا تم الاذان یقوم ویخطب خطبتین یفصل بینهما بجلسة
امام منبر پر جا بیٹہی تو مؤذن اوسکی سامنی دوسری اذان پڑہی اور جب یہہ اذان ہوچکی تو امام کہڑا ہوکر دو خطبی پڑہی دونون کی بیچمین

حنيفة رحمه الله ان يستقر كل عضو منه في موضعه ويستحب للقوم ان يستقبلوا الامام عند

ہلکی ہی جلسہ کا فاصلہ کری اسقدر کہ بیٹہنا ہر ہر جوڑ اپنی اپنی جگہہ پر راست ہو جاوی اور قوم کو مستحب یون ہی کہ خطبہ کی وقت امام کی طرف منہہ کریں

الخطبة لكن الرسم الآن انهم يستقبلون القبلة للحرج في تسوية الصفوف لكثرة الزحام كذا ذكر في

پر اب رسم یہہ ہو رہی ہی کہ رو بقبلہ بیٹہی رہتی ہیں اسواسطی کہ صفین سیدہی کرنی مین بسبب کثرت انبوہ کی حرج ہوتا ہی ہدایہ کی شرح مین یہہ ہی مذکور ہی

شرح الهداية للسروجي واذا فرغ من الخطبة وشرع المؤذن في الاقامة ينزل من المنبر ويصلي

جو سروجی کی ہی اور جب خطبہ پڑہ چکی اور مؤذن تکبیر کہنی لگی تو امام منبر پر سی اوترکر قوم کو دو رکعت نماز جمعہ کی پڑہائی

بالناس ركعتين صلوة الجمعة ولو وقع الاشتباه في صحتها بتعددها ووقوع الشك في المصر

اور اگر جمعہ کی صحت مین کچہہ شبہہ پیدا ہووی کئی جگہہ ہونی کی سبب یا مصر مشکوک ہونی سی

يصلي بعدها كل واحد منهم فرادى اربع ركعات اخر ظهر كما سبق ثم اربع ركعات بنية السنة

تو ہر ایک بعد اوسکی الگ الگ چار چار رکعت پچہلی ظہر کی پڑہین جیسی کہ اوپر مذکور ہو چکا پہر چار چار رکعت سنتون کی نیت سی

عند ابي حنيفة وعندهما ست ركعات ومن ادرك الامام فيها ولو في التشهد او في سجود السهو يصلي

امام ابو حنیفہ کی نزدیک اور پڑہین اور صاحبین کی موافق چہہ رکعت پڑہین اور جسنی امام کو نماز جمعہ مین پایا اگرچہ تشہد مین یا سجدہ سہو مین تو امام کی ساتہہ

معه ما ادرك ويبني عليه الجمعة وقال محمد ان ادرك في الركوع في الركعة الثانية يبني عليه الجمعة

پڑہ لی جو ہاتہہ آوی اور نماز جمعہ پوری کرلی اور امام محمد کہتی ہین اگر دوسری رکعت کی رکوع مین جا ملا تو نماز جمعہ کی پوری کرلی

وان ادرك بعدما رفع راسه من الركوع في الركعة الثانية يبني عليه الظهر ومن لا عذر له اذا صلى

اور اگر بعد اسکی ملا کہ امام دوسری رکعت کا رکوع پورا کرکر کہڑا ہو گیا تو اب ظہر کی نماز پوری کرلی اور جسکو کوئی عذر نہین ہی اگر وہ ظہر

الظهر قبل ان يصلي الامام الجمعة يصح ظهره لكن يكون عاصيا لترك الجمعة ويكره للمعذورين

پہلی اس سی پڑہ لی کہ امام نماز جمعہ کی پڑہ چکی تو اوسکی ظہر صحیح ہی پر گنہگار ہوگا کیونکہ اوسنی جمعہ ترک کیا اور معذور لوگون کو

والمسجونين اداء الظهر في المصر بالجماعة سواء كان قبل فراغ الامام من الجمعة او بعده لان الجمعة

اور قیدیون کو مصر مین ظہر کی نماز جماعت سی پڑہنی مکروہ ہی برابر ہی کہ امام نماز جمعہ سی فارغ نہوا ہو یا فارغ ہو لیا ہو اسواسطی کہ جمعہ جمع کرنیوالا

للجماعات وفي اداء الظهر بالجماعة تفريق الجماعة عن الجمعة وتقليلها فيها بخلاف اهل القرى اذ لا جمعة

جماعتونکا ہی اور ظہر کو جماعت سی پڑہنی مین جمعہ کی جماعت کی تفریق ہوتی ہی اور اوسمین کمی پڑتی ہی برخلاف گانون والون کی اسواسطی کہ اونپر

عليهم ولا يفضي اداء الظهر بالجماعة الى تفريق الجمعة وتقليلها فيكون ذلك في حقهم كسائر الايام

جمعہ نہین ہی وہان ظہر کو جماعت سی پڑہنی مین نہ تفریق جماعت جمعہ کی ہوتی ہی اور نہ کمی پڑتی ہی سو جمعہ کا دن بلا کراہت ظہر جماعت سی پڑہنی کو اونکی حق مین ایسا ہی

في جواز اداء الظهر بالجماعة من غير كراهة ويستحب للمريض ان لا يصلي الظهر قبل فراغ الامام من الجمعة

جیسی تمام اور دن ہین اور بیمار کو مستحب ہی کہ جبتک امام نماز جمعہ سی فارغ نہو ظہر نہ پڑہی

لرجاء البرء في كل ساعة ومن جاء الى الجمعة ووجد المسجد ملآن واراد ان يتخطى الناس ان كان يؤذيهم

اسواسطی کہ ہر ہر آن مین صحت کی امید ہی اور جو شخص جمعہ مین جا کر دیکہی کہ مسجد بہر چکی اور اوسنی ارادہ کیا کہ صفون مین کو گذر جاوی اگر اس طور پر جانی سی ایذا ہو لوگون کو

بالتخطي لا يتخطى وان كان لا يؤذي احدا بان لا يطأ ثوبا ولا جسدا لا باس بان يتخطى ويدنو من الامام

تو نہ جاوی اور اگر کسیکو کچہہ ایذا انہین ہونی اسطور کہ نہ پانون تلی کسیکا کپڑا دبائی اور نہ کسیکا کچہہ بدن تو چلی جانی کا کچہہ مضائقہ نہین کہ امام سی نزدیک ہو جاوی

وذكر الفقيه ابو جعفر عن اصحابنا ان التخطي لا باس به ما لم ياخذ الامام في الخطبة ويكره اذا اخذ

اور فقیہ ابو جعفر ہماری اصحاب سی نقل کرتا ہی کہ تخطی کا کچہہ مضائقہ نہین جب تک امام نی خطبہ نہین شروع کیا اور اگر خطبہ شروع کرلیا تو مکروہ ہی

فعلی هذا یکون جواز التخطی مشروطا بشرطین احدهما ان لا یؤذی احدا والثانی ان لا یکون الامام فی
اس روایت کی موافق تخطی جایز ہونی کی لئی دو شرطین ہین ایک تو یہہ کہ کسیکو ایذا نہو اور دوسری یہہ کہ امام خطبہ نہ پڑھتا ہو

الخطبة یسرنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وکرمه المجلس الخمسون فی بیان
الہی ہمکو آسان کر موافق اپنی رضا کی عمل کو اپنی لطف اور کرم سی بچاسوین مجلس مصافحہ کی بیان مین

المصافحة وبیان کیفیتها وفوائدها وبدعیتها فی غیر محلها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
اور اوسکی کیفیت اور طرز اور فائدی اور اوسکا بدعت ہونا بی محل رسول الله صلی الله علیه نی فرمایا

ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لهما قبل ان یتفرقا وفی روایة اذا التقی المسلمان
نہین کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کرین مگر دونو جدا ہونی سی پہلی بخشی جاینگی اور ایک روایت مین ہی جب دو مسلمان ملین

فتصافحا وحمدا الله واستغفرا الله غفر لهما هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه البراء بن عازب
اور مصافحہ کرین اور الله تعالی کی حمد کرین اور الله تعالی سی مغفرت مانگین تو الله اون دونون کو بخش دیگا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی براء بن عازب کی روایت سی

والفاء فیه لفظ خاص للتعقیب موجبه تعقیب التصافح الالتقاء والتصافح علی ما ذکر فی صحاح الجوهری
اور فا اسمین لفظ خاص تعقیب کی واسطی ہی جس سی مصافحہ ملاقات سی پیچھی واجب ہوتا ہی اور تصافح موافق مضمون صحاح جوہری کی مصافحہ ہی

المصافحة فیثبت شرعیة المصافحة عند لقاء المسلم لاخیه وتکون من تمام التحیة بینهما لما
مصافحہ کا مشروع ہونا بوقت ملاقات ایک مسلم کی بھائی مسلمان سی ثابت ہوتا ہی اور اون دونو مین سلام کی تمامی ہی اسواسطی کہ

روی عن ابی امامة انه علیه الصلوة والسلام قال تمام تحیاتکم بینکم المصافحة وهذا الحدیث ایضا
ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیه الصلوة والسلام نی فرمایا تمامی تمہاری آپکی سلامون کی مصافحہ ہی یہہ حدیث بھی دلالت کرتی ہی

یدل علی کون شرعیة المصافحة عند الملاقاة لانه علیه السلام جعلها من تمام التحیات والتحیات
کہ مصافحہ ملاقات کی وقت مشروع ہی اسواسطی کہ نبی علیه السلام نی مصافحہ کو تمامی تحیات کا ٹہرایا اور تحیات

جمع التحیة وهی السلام والسلام انما یکون عند الملاقات وکذا ما هو من تمامه فینبغی ان توضع
جمع تحیہ کی ہی سلام کو کہتی ہین اور سلام سوا وقت ملاقات کی نہین ہوتا اور ایسی ہی جو چیز سلام کی تمامی ہی اب سزاوار یہہ ہی کہ

حیث وضعها الشرع ویراعی سننها والسنة فیها ان تکون بکلتا الیدین واما فی غیر حال الملاقات
مصافحہ اوسی جگہ ہوا کری جہان اوسکو شرع نی قایم کیا ہی اور اوسکی طریقہ مسنون کی رعایت ہو اور مسنون اسطور پر ہی کہ دونو ہاتہون سی ہو اور بدون وقت ملاقات کی

مثل کونها عقیب صلوة الجمعة والعیدین کما هو العادة فی زماننا فالحدیث ساکت عنه فیبقی
جیسی بعد نماز جمعہ اور عیدین کی جو اس زمانہ مین عادت جاری ہی سو حدیث سی ثابت نہین ہی پس یہہ

بلا دلیل وقد تقرر فی موضعه ان ما لا دلیل علیه فهو مردود لا یجوز التقلید فیه بل یرده ما روی عن
بلا دلیل ہی اور اپنی جگہ مین یہہ ثابت ہی کہ جس امر کی کچھہ دلیل نہین ہوتی تو وہ مردود ہوتا ہی اوسمین تقلید جایز نہین بلکہ یہہ عایشہ رض کی روایت سی رد ہوتا ہی

عائشة انه علیه السلام قال من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد ای مردود فان الاقتداء
کہ نبی علیه السلام نی فرمایا جسنی کچھہ نیا پیدا کیا ہماری اس دین مین جو دین مین سی نہین ہی سو وہ سب رد ہی یعنی مردود ہی کیونکہ پیروی

لا یکون الا بالنبی علیه السلام اذ قال الله تعالی وما آتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا
سزاوار نبی علیه السلام کی کسیکی نہین ہی اسواسطی کہ الله تعالی فرماتا ہی اور جو دی تمکو رسول سو لی لو اور جس سی منع کری سو چھوڑ دو

وقال فی آیة اخری فلیحذر الذین یخالفون عن امره ان تصیبهم فتنة او یصیبهم عذاب الیم
اور ایک اور آیت مین فرمایا سو ڈرتی رہین جو لوگ خلاف کرتی ہین اوسکی حکم کا کہ پڑی اون پر کچھہ خرابی یا پہنچی اونکو دکھہ کی مار

علی ان الفقهاء من الحنفیة والشافعیة والمالکیة صرحوا بکراهتها وکونها بدعة قال فی الملتقط یکره المصافحة

علاوہ یہہ ہی کہ فقہاء حنفی اور شافعی اور مالکی مذہبون نی اس مصافحہ کو صاف مکروہ کہا ہی اور بدعت بتایا ہی ملتقط مین کہتا ہی مصافحہ بہرحال

بعد الصلوة بکل حال لان الصحابة ما صافحوا بعد الصلوة ولانها من سنن الروافض وقال ابن حجر من الشافعیة ما

بعد نماز کی مکروہ ہی اسواسطی کہ صحابہ رضنی بعد نماز کی مصافحہ نہین کیا اور اسلئی کہ یہہ طریقہ رافضیون کا ہی اور ابن حجر شافعی مذہب کہتا ہی یہہ

یفعله الناس من المصافحة عقیب الصلوات الخمس بدعة مکروهة لا اصل لها فی الشریعة المحمدیة بینیّه فاعلها اولا

جو لوگ پنجگانہ نمازون کی پیچہی مصافحہ کیا کرتی ہین بدعت مکروہہ ہی شریعت محمدی مین اسکی کچہہ اصل نہین مصافحہ کرنیوالی کو پہلی جتلانا چاہیی

بانها بدعة مکروهة ویعزر ثانیا ان فعلها وقال ابن الحاج من المالکیة فی المدخل ینبغی ان یمنع الامام ما احدثوه

کہ یہہ بدعت مکروہہ ہی اور اگر ترک نکرین تو پہر تعزیر دینی چاہیی اور ابن الحاج مالکی مذہب مدخل مین کہتا ہی امام کو لازم ہی کہ مصافحہ سی جو بعد نماز صبح کی

من المصافحة بعد صلوة الصبح وبعد صلوة الجمعة وبعد صلوة العصر بل زاد بعضهم فعل ذلك بعد الصلوات الخمس

اور بعد نماز جمعہ کی اور بعد نماز عصر کی نیا نکال کر شروع کیا ہی منع کردی بلکہ بعضی بڑہا کر پنجگانہ نماز کی بعد کرنی لگی ہین

وذلك کله من البدع وموضع المصافحة فی الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخیه لا فی ادبار الصلوات فحیث وضعها الشرع

یہہ تمام بدعت ہی اور شرع مین مقام مصافحہ کا صرف وقت ملاقات مسلم کا ہی بہائی مسلمان سی نمازون کی بعد نہین ہی پہر جسجگہہ شرع نی مقرر کیا ہی

یضعها وینهی عنها ویزجر فاعلها لما اتی من خلاف السنة وهذا التصریح منهم یشعر بالاجماع فلا یجوز المخالفة بل یلزم الاتباع

وہی جگہہ قایم رکہنا چاہیی اور مصافحہ سی منع کرنا چاہیی اور مصافحہ کرنیوالیکو زجر کرنا چاہیی جبکہ خلاف سنت کرنی لگی اور اونکی اس تصریح سی اجماع معلوم ہوتا ہی سو مخالفت جایز نہین ہی بلکہ اتباع

لقوله تعالی وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ

لازم ہی واسطی قول اللہ تعالی کی اور جکوئی مخالفت کری رسول کی جب کہل چکی اوسپر راہ کی بات اور چلی خلاف سب مسلمانون کی راہ سی سو ہم اوسکو حوالہ کرین جو اوسنی پکڑی اور ڈالین اوسکو

وَسَآءَتْ مَصِیْرًا وما ذکره النووی فی الاذکار وان کان مشعرا باباحة المصافحة بعد صلوة الصبح والعصر الا انه یفصح عن

دوزخ مین اور بہت بری جگہہ پہنچا اور وہ جو نووی نی اذکار مین ذکر کیا ہی اگرچہ اوس سی اباحت مصافحہ کی بعد نماز صبح اور عصر کی معلوم ہوتی ہی پر اوس سی مصافحہ کا

عدم مشروعیتها لانه بعد بیان کون المصافحة سنة ومستحبة عند الملاقاة قال واما ما اعتاده الناس من المصافحة

غیر مشروع ہونا نکلتا ہی اسلئی کہ مصافحہ کو وقت ملاقات کی سنت اور مستحب بیان کرکر پہر یہہ کہتا ہی اور وہ جو لوگون نی بعد نماز صبح اور

بعد صلوة الصبح والعصر فلا اصل له فی الشرع علی هذا الوجه لکن لا باس به فانظر کیف اعترف بان لا اصل له فی الشرع وبعد

عصر کی مصافحہ کی عادت کرلی ہی سو شرع مین اس طور پر اسکی کچہہ اصل نہین ہی لیکن اسکا کچہہ مضایقہ نہین اب دیکہہ تو کیسی اقرار کیا کہ شرع مین اسکی کچہہ اصل نہین ہی

هذه الاعتراف لا یفیده ما ذکر بعده من قوله ولکن لا باس به الی اخر ما قال ولو لم یصرح الفقهاء بکراهتها بل کانت مباحة

پہر اس اقرار کی بعد کیا فائدہ کرتا ہی آگی جاکر یہہ کہنا پر اسکا کچہہ مضایقہ نہین ہی آخر تک جو کہا ہی اور اگر فقہاء اس مصافحہ کو صاف مکروہ نہ کہتی بلکہ فی نفسہ مباح

فی نفسها لحکمنا فی هذا الزمان بکراهتها اذ واظب علیها الناس واعتقدوها سنة لازمة بحیث لا یجیزون ترکها حتی وصل

ہوتا تو بہی ہم اس زمانہ مین کراہت کا حکم کرتی اسلئی کہ لوگ اسپر جم گئی ہین اور ایسی سنت لازم جانتی ہین کہ اسکا ترک کرنا جایز نہین رکہتی یہان تک کہ ہمکو

الینا من بعض من اشتهر بالعلم انه قال هی من شعائر الاسلام فکیف یترکها من کان من اهل الایمان فانظروا یا اهل الانصاف

یہہ خبر پہنچی ہی ایک شخص سی جو صاحب علم مشہور ہی کہ وہ کہتا ہی یہہ مصافحہ اسلام کی نشانیون مین سی ہی جو ایمان والا ہی اسکو کیسے نکر چہوڑ سکتا ہی اب ای انصاف والو دیکہو تو

اذا کان اعتقاد الخواص هکذا فاعتقاد العوام ماذا یکون وکل مباح ادی الی هذا فهو مکروه حتی افتی بعض الفقهاء حین

جب خواص کا یہہ اعتقاد ہو تو عوام کا اعتقاد کیا ہوگا اور جو امر مباح اس نوبت کو پہنچ جاوی پہر وہ بہی مکروہ ہی یہان تک کہ بعضی فقہاء نی جب

شاع صوم ایام البیض فی زمانه بکراهیته لئلا یؤدی الی اعتقاد الواجب مع ان صوم ایام البیض مستحب ورد فیه اخبار

اوسکی زمانہ مین ایام بیض کی روزون کا دستور پڑگیا تو فتوی دیا ہی کہ مکروہ ہین تاکہ ہوتی ہوتی واجب نہ سمجہہ لین باوجودیکہ روزی ایام بیض کی مستحب ہین اسمین بہت حدیثین

كثيرة فما ظنك بالمباح وما ظنك بالمكروه وليس هذا الا الفتنة التى قال فيها عبد الله بن مسعود كيف انتم اذا البستكم فتنة

رستی ہین اب تیرا کیا خیال ہی مباح مین اور کیا گمان ہی مکروہ مین اور یہہ وہی فتنہ ہی جسمین عبد اللہ بن مسعود کہتی ہین تمہارا کیا حال ہوگا جب تمپر ایسا فتنہ آویگا

يهرم فيها الكبير وينشأ فيها الصغير تجرى على الناس بدعة يتخذونها سنة اذا غيرت قيل غيرت السنة او هذا منكر

جسمین بڑہا اور صغیر جوان ہوجاویگا لوگون مین ایسی بدعت پہیل جاویگی کہ اسکو سنت سمجہہ لین گی اگر تغیر دی جاوی وہ بدعت تو کہین سنت بدلڈالی یا کہین یہہ برا ہی

قال ابن القيم فى اغاثته هذا يدل على ان العمل اذا جرى على خلاف السنة فلا اعتبار به ولا التفات اليه وقد جرى العمل على

ابن القیم اپنی کتاب اغاثہ مین کہتا ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ عمل جب خلاف سنت ہونی لگتا ہی تو اوسکا کچہہ اعتبار نہین اور نہ اوسکی طرف کچہہ التفات ہی اور بیشک عمل

خلاف السنة منذ زمن طويل فاذن لابد لك ان تكون شديد التوقى من محدثات الامور وان اتفق عليها الجمهور

برخلاف سنت مدت دراز سی جاری ہورہا ہی سو اب تجہکو ضرور ہی کہ محدثات یعنی نئی نئی باتون سی بہت ہی ڈرتا رہی اگرچہ اوسپر جمہور متفق ہوگئی ہون

فلا يغرنك اطباقهم على ما احدث بعد الصحابة بل ينبغى لك ان تكون حريصا على التفتيش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم

سو تجہکو اونکا اتفاق نئی امور پر جو بعد صحابہ کی ہوگئی ہین فریب نہ دیوی بلکہ تجہکو یہہ لایق ہی کہ بحرص تمام اونکی احوال اور اعمال کو ڈہونڈتا رہی کیونکہ تمام

الناس واقربهم الى الله تعالى اشبههم بهم واعرفهم بطريقهم اذ منهم اخذ الدين وهم اصول فى نقل الشريعة عن صاحب الشرع

لوگون مین بڑا عالم اور مقرب بخدا تعالی کا وہ ہی جو صحابہ سی بہت مشابہہ اور اونکی طریقہ سی خوب واقف ہی کیونکہ دین اون ہی سی حاصل ہوا ہی اور نقل شریعت مین

ينبغى لك ان لا تكترث بمخالفتك لاهل عصرك فى موافقتك لاهل عصر النبى عليه الصلوة والسلام اذ قد جاء فى الحديث

وہی اصل ہین سو تجہکو لایق ہی کہ اسکی کچہہ پروا نکری کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موافقت کرنی مین اپنی زمانہ کی لوگون سی مخالفت ہوگا اسواسطی کہ حدیث مین آیا ہی

اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم قال عبد الرحمن بن اسمعيل المعروف بابى شامة وحيث جاء الامر بلزوم الجماعة

جب لوگون مین اختلاف پڑجاوی تو بڑی گروہ کی ساتہہ رہو عبد الرحمن بن اسماعیل جو ابو شامہ مشہور ہین کہتی ہین جسجگہہ لزوم جماعت کا حکم ہی

فالمراد به لزوم الحق واتباعه وان كان المتمسك به قليلا والمخالف له كثيرا لان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة

تو مراد یہہ ہی کہ حق کا اتباع لازم کرو اگرچہ بجانب حق تہوڑی لوگ ہون اور مخالف حق کی بہت ہون اسواسطی کہ حق وہ ہی جسپر پہلی جماعت یعنی صحابہ رض تہی

ولا عبرة الى كثرة اهل الباطل بعدهم وقد قال الفضل بن عياض ما معناه الزم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك

اور اونکی بعد اہل باطل کی کثرت کا کچہہ اعتبار نہین ہی اور فضل بن عیاض نی کہا ہی جسکی یہہ معنی ہین ہدایت کی جانب لی رہ اور کمی سالکین کی تجہکو کچہہ ضرر نکری گی اور

وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين وقال ابن مسعود انتم فى زمان خيركم فيه المسارع فى الامور وسياتى زمان

گمراہی کی راہ سی بچتا رہ اور ہالکین کی کثرت سی دہوکا نکہانا اور ابن مسعود کہتی ہین تم ایسی زمانہ مین ہو کہ تم مین بہتر وہ ہی جو کامون مین جلدی کرنیوالا ہی اور اب قریب

بعدكم خيرهم فيه المتثبت المتوقف لكثرة الشبهات قال الامام الغزالى لقد صدق لان من لم يتثبت فى هذا الزمان ووافق الجماهير

تمہاری پیچہی زمانہ آتا ہی اون مین بہتر وہ ہوگا جو ثابت رہی اور توقف کری بسبب کثرت شبہات کی امام غزالی کہتی ہین یہہ قول سچا ہی اسواسطی کہ جو شخص اس زمانہ مین ثابت نرہی اور

فيما هم فيه وخاض فيما خاضوا فيه فيهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدته وقوامه ليس بكثرة العبادة والتلاوة والمجاهدة

بلا مین مبتلا ہوجاوی اور اونکی سی بحث کرنی لگی تو ہلاک ہوجاویگا جیسی وہ ہلاک ہوئی ہین کیونکہ دین کی اصل اور اوسکی خوبی اور ثبات عبادت کی کثرت اور تلاوت کی زیادت اور

بالجوع وغيره وانما هو بالاحتراز من الآفات والعاهات التى تاتى عليه من البدع والمحدثات التى تؤدى الى تبدله وتغيره فانها

بہوک وغیرہ کی مشقت سی نہین ہی بلکہ یہہ سبب ہی کہ دین کو اون تمام آفات اور صدمات سی بچاوی کہ دین پر بدعتین اور نئی نئی اختراع آتی ہین جس سی دین مین تبدل اور تغیر

لكثرتها وشيوعها صارت كانها من شعائر الدين ومن الامور المفروضة علينا فيا ليتنا كنا نباشرها على انها بدعة ولو كان

پیدا ہوتا ہی کیونکہ یہہ بدعات اسقدر کثرت سی پہیل گئی ہین گویا دین کی نشانیان ہین یا ہماری اوپر اونکا عمل فرض ہی سو کاشکی ہم اون بدعات کو بدعات ہی جانکر عمل مین لاتی

لكن للعبد يرجى من التوبة والاستغفار ولكنا اخذناها طاعة وعبادة وجعلناها دينا مقتفين فى ذلك اثار من سهى او

اسواسطی کہ اگر ایسا ہوتا تو توبہ اور استغفار کی امید رہتی پر ہمنی تو اون بدعات کو طاعت اور عبادت مان لی ہی اور دین ٹہرالیا ہی اسمین ہمنی پیروی اسلاف مین سی ایسی شخص کی کی ہی

جمہو

غفل او غلط من بعض من تقدمنا وجعلناه قدوة فی دیننا فاذا جاء احد وانکر علینا ما ارتکبنا من تلک الامور

جس سی سہو ہوا یا اوسنی غفلت کی یا غلطی کی اور ہمنی اوسکو اپنی دین کا پیشوا ٹہرا لیا ہی پہر اگر کوئی آکر ہمکو اوس بدعت سی جو ہمنی اختیار کرکہی ہی منع کری اور روکی

فان کان له توقیر فی قلوبنا نقول له هذا جائز ذهب الی جوازه فلان ونذکر له بعض من تقدمنا ممن سهی او غفل او

تو وہ شخص مانع ہماری دلمیں عزت والا ہی تو ہم اتنا ہی جواب دینگی کہ صاحب یہہ تو جایز ہی فلانا اسکا قائل ہی اور اوسکی روبرو ہم اوسی سہو یا غفلت یا

غلط وان کان ممن لا نوقر له فی قلوبنا یسمع منا من الکلمات المنکرة ما لا یظنه ولا یخطر باله کل ذلک سبب جهل المرکب

غلطی کرنیوالی کا نام بیان کر دینگی اور اگر وہ مانع ایسا ہی کہ ہماری دلمیں اوسکی کچہہ عزت نہیں تو ہم سی ایسی دہشکار سنیگا کہ اوسکو نہ گمان ہوگا اور نہ اوسکی دلمیں گذرا ہوگا یہہ تمام ہمارے جہل

فینا لانا لو رأینا انفسنا علی ما هی علیه من الجهل لقبلنا جواب من ارشدنا الی الحق وما اقمنا من سهی او غلط حجة فی دیننا

مرکب ہونی کی خرابی ہی کیونکہ اگر ہم اپنی تئیں اپنی جہالت کا خیال کرتی تو اوسکا جواب جو حق کا راستہ بتاتا ہی بیشک مانتی اور اوس سہو اور غفلت اور غلطی کرنیوالی کو اپنی دین کی حجت

اذ لا یجوز ان یقلد الانسان فی دینه الا من هو صاحب الشریعة او من شهد له صاحب الشریعة بالخیر لا من شهد له بالکذب

نہ قایم کرتی اسواسطی کہ انسان کو اپنی دین مین صرف صاحب شریعت کی یا اوسکی جسکی حق مین صاحب شریعت نی بہلائی کی گواہی دی ہی پیروی چاہئی اوسکی پیروی نہین ہی

ونهی عن الاعتماد له بقوله علیه السلام خیر القرون قرنی الذین بعثت فیهم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یفشوا الکذب

جسکی حق مین صاحب شریعت نی کذب کی گواہی دی ہی اور اوسپر بہروسا کرنی سی منع کیا اسحدیث مین بہتر لوگ میری عہد کی ہین جنمین میں مبعوث ہوا ہون پہر وہ لوگ جو اونسی متصل ہین ثانی

فلا تعتمدوا فوالهم دافعالهم فلن کل من اتی بعدهم یقول فی بدعة انها مستحبة ثم یاتی علی ذلک بدلیل خادم عن اصولهم

سو بہروسہ نکرو نہ اونکی کہی پر نہ کئی پر کیونکہ بعد ہونگی جو آیا ہی بدعت کو یہہ ہی کہتا ہی یہہ مستحب ہی پہر اوسپر ایک دلیل اونکی اصول سی مخالف قایم کر دیتا ہی

فذلک غیر مقبول منه لان التقلید والاقتداء بالغیر بمجرد حسن الظن انما یجوز لمن کان مجتهدا عدلا لا لمن کان مقلدا

سو اسکو کون مانتا ہی اسواسطی کہ غیر کی تقلید اور پیروی صرف حسن ظن سی اوسہی کی جایز ہی جو مجتہد اور عادل ہو اوسکی نہین ہی جو خود مقلد ہو

لکن لما انقطع الاجتهاد منذ زمان طویل انحصر طریق معرفة مذهب المجتهد فی نقل کتاب معتبر متداول بین العلماء واخبار

لیکن مدت دراز ہوئی کہ اجتہاد منقطع ہوگیا طریقہ مذہب مجتہد کی معرفت کا صرف یہہ ہی ہی کہ ایسی کتاب معتبر سی منقول ہو جو علماء کی درس مین رہتی ہو

عدل موثوق به فی علمه وعمله فلا یجوز العمل بکل کتاب اذ ظهر فی هذا الزمان کتب جمعها ضعفاء الرجال ولا بقول کل عالم

اور ایسی عادل کی خبر سی جسکی علم اور عمل کا اعتبار ہو سو ہر کتاب پر عمل کرنا جایز نہین اسواسطی کہ اس زمانہ مین ایسی کتابین بہت مشہور ہو رہی ہین جنکو ضعیف لوگون نی جمع کیا

اذ غلب الفسق فی الناس بعد القرون الثلثة والمستور فی حکم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة لجانب الصدق حتی

اور نہ ہر عالم کی قول پر عمل جایز ہی اسواسطی کہ لوگون مین بعد قرون ثلثہ کی فسق غالب ہوگیا ہی اور شخص مستور فاسق کی حکم مین ہوتا ہی سو ایسی عدالت کا ہونا ضرور چاہئی جس سی صدق کا

یقبل قوله فی الدیانات یسرنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وکرمه المجلس الحادی والخمسون فی بیان

غلبہ ہووی تا کہ اوسکا قول دیانات مین مقبول ہو اللہ تعالی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور کرم سی آسان کری مجلس اکیاون بیان مین

فرضیة الصلوة بالکتاب والسنة واجماع الامة والوعید فی حق تارکها قال رسول الله

فرضیت نماز کی کتاب اور حدیث اور اجماع امت سی اور وعید تارک الصلوة کی حق مین رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم بین العبد والکفر ترک الصلوة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه جابر بن عبد الله ومعناه

صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا فرق درمیان بندہ اور کفر کی نماز چہوڑنی کا ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی جابر بن عبد اللہ کی روایت سی اسکی یہہ معنی

ان بین العبد وبین ان یصل الی الکفر ان یترک الصلوة وعلم من هذا ان الصلوة اهم ارکان الاسلام واقوی الذرایع فی

ہین کہ فرق درمیان بندہ کی اور اسمین کہ وہ کافر ہوجاوی یہہ ہی کہ نماز کو ترک کر دی اس سی معلوم ہوا کہ نماز بڑا ضروری رکن اسلام کا اور بڑا قوی ذریعہ

دخول دار السلام وهی فریضة علی کل مسلم عاقل بالغ سواء کان رجلا وامرأة لا علی کافر ولا علی مجنون ولا علی صبی لا

بہشت مین جانی کا ہی اور وہ نماز ہر یک مسلمان صاحب عقل جوان پر فرض ہی برابر ہی کہ مرد ہو یا عورت کافر پر نہین اور نہ دیوانہ پر اور نہ بچی پر لیکن

ان الصبی اذا بلغ سبع سنین یؤمر بها واذا بلغ عشر سنین ولم یصلها یضرب علیها لما روی انه علیه السلام قال

بچہ جب سات برس کا ہو جاوے تو اسکو نماز پڑھنی سکھاویں اور جب دس برس کا ہو کر نماز نہ پڑھے تو مار کر پڑھانا چاہیے اسلیے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

مروا اولادکم بالصلوٰة وهم ابناء سبع سنین واضربوهم علیها وهم ابناء عشر سنین فانهم وان لم یکن الصلوٰة فرضا

کہا کرو اپنی اولاد کو واسطے نماز کے جب سات برس کی ہوں اور انکو مار کر نماز پڑھاؤ جب وہ دس برس کے ہوں کیونکہ اس عمر میں اگرچہ انپر نماز فرض نہیں ہے

علیهم الا انهم عند بلوغهم عشر سنین یستحقون بترکها عقوبة الشرع فی الدنیا لیعتادوها ویستانسوا بها فی صغرهم

پر جب وہ دس برس کے ہوئیں تو نماز چھوڑنے پر دنیا میں سزا اور شرعی سزا کے ہیں ، تاکہ نماز کی خوگر ہو جاویں اور لڑکپن میں اوس سے دل لگا رہے

حتی لا یترکوها فی کبرهم وقد ثبت فرضیتها بالکتاب والسنة واجماع الامة اما الکتاب فقوله تعالیٰ اِنَّ الصَّلوٰةَ كَانَتْ عَلَى

تاکہ پھر جوان ہو کر ترک نکریں اور بیشک فرضیت نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے قرآن تو یہہ آیت ہے یہہ نماز ہے مسلمانوں پر

الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ای فرضا موقتا فدل النص علی ان الصلوٰة فرض موقت محدود باوقات لا یجوز اخراجها عنها

وقت باندھا حکم ای فرض وقت بندھی ہوئی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہے کہ نماز فرض وقت بندھی ہوئی حد مقرر کی ہوئی وقتوں کی ہے بلا عذر وقت سے ادھر ادھر کرنا

بلا عذر لما روی انه علیه السلام قال من ترك الصلوٰة حتی مضی وقتها ثم قضی عذب فی النار حقبا والحقب ثمانون سنة

ہرگز جایز نہیں اسواسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے نماز نہ پڑھی اتنی کہ اوسکا وقت نکل گیا پھر قضا کی تو دوزخ میں کئی حقبہ عذاب کیا جاویگا اور حقبہ اسی برس کا ہوتا ہے

والسنة ثلثمائة وستون یوما کل یوم کان مقداره الف سنة والعذر الشرعی المبیح لتاخیر الصلوٰة عن وقتها ستة

اور برس تین سو ساٹھ دن کا ہر ہر دن کی مقدار ہزار ہزار برس کی اور عذر شرعی جس سے نماز کی وقت کا ٹلانا مباح ہوتا ہے چھہ

اشیاء احدها النسیان والثانی النوم والثالث الاغماء والرابع الجنون والخامس الحیض والسادس النفاس وفیما عدا هذه الاعذار

چیزیں ہیں ایک تو بھول جانا دوسری سو جانا تیسری بیہوش ہو جانا چوتھی دیوانگی پانچویں حیض چھٹی نفاس اور سوای ان عذرات

المذکورة لا یجوز تاخیرها عن وقتها حتی ذکر فی الذخیرة ان امراة اذا خرج راس ولدها وخافت وقت الصلوٰة تتوضأ

مذکورہ کی نماز میں وقت سے دیر کرنی جایز نہیں ہے یہانتک کہ ذخیرہ میں یہہ مذکور ہے کہ حاملہ عورت اگر جنتی ہوئے بچہ کا نکل چکا ہو اوسوقت نماز کا وقت گذرنے لگے

ان قدرت والا تیمم وتجعل راس ولدها فی قدر او حفرة وتصلی قاعدة برکوع وسجود فان لم تستطعهما تومی ایماء یعنی

تو وضو کرے اگر کرسکے نہیں تو تیمم کرے اور اوس بچہ کا سر ہنڈیا میں یا گڑہے میں رکھدے اور نماز بیٹھکر رکوع اور سجدہ سے ادا کرے اور اگر یہہ نہو سکے تو اشارہ سے مراد یہہ ہے

انها تصلی بحسب طاقتها ولا تترك الصلوٰة لان الصلوٰة لا تسقط عنها ما لم تصر نفساء وذلك بخروج اکثر الولد والدم وکذا

کہ اوسوقت میں عورت اپنی قدرت کے موافق نماز ادا کرے اور نماز کو نہ چھوڑے اسواسطے کہ نماز اوسکے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی جبتک وہ صاحب نفاس نہیں ہوتی اور نفاس جب ہوتا ہے

من وقع فی البحر علی لوح وخاف خروج وقت الصلوٰة یدخل اعضاء الوضوء فی الماء بنیة الوضوء ثم یصلی بالایماء ولا یترك

جو دریا کے اندر تختہ پر بیٹھا رہ جاوے اور نماز کا وقت جانے لگے تو اعضاء وضو کی وضو کی نیت سے پانی میں داخل کرے پھر اشارہ سے نماز پڑھلے اور نماز کو ترک

الصلوٰة وکذا من شلت یداه ولم یکن معه احد یوضیه او یتیممه یمسح وجهه وذراعیه علی الحائط بنیة التیمم

نہ کرے اور ایسے ہی جسکے دونوں ہاتھ سن رہ جاویں اور اوسکے ساتھ کوئی ایسا نہو جو وضو یا تیمم کرا دے تو اپنا منہہ اور ہاتھ کہنیوں تک تیمم کی نیت سے دیوار پر مل لے

ویصلی ولا یجوز له ترك الصلوٰة ولا تاخیرها عن وقتها فانظر ایها العاقل وتامل فی هذه المسائل التی بینها الفقهاء هل

اور نماز پڑھ لے اور اوسکو نماز کا ترک کرنا جایز نہیں اور نہ دیر کرنا وقت سے جایز ہے اب دیکھ تو اے عاقل اور سوچ تو ان مسائل میں جو فقہا نے بیان کئے ہیں کیا

تجد فیها عذرا غیر العجز التام لتاخیر الصلوٰة عن وقتها فضلا عن ترکها والحاصل ان المکلف لا وسعة له فی ترك الصلوٰة

تجھکو تاخیر نماز کا بھی وقت سے سوا عجز تمام کے کوئی عذر ملتا ہے چہ جای کہ ترک کرنا نماز کا حاصل یہہ ہے مکلف کو نماز ترک کرنے کی اور نہ وقت سے

ولا فی تاخیرها عن وقتها مع امکان ادائها فی وقتها بای وجه کان هذا بیان کونها فرضا موقتا واما کونها خمسا فلقوله تعالی

تاخیر کرنے کی باوجود طاقت ادا کی ہرگز گنجایش نہیں ہے کوئی بھی عذر ہو اگرچہ یہہ تو استدلال فرض موقت ہونے کا ہے اور رہا پنجگانہ ہونا سو اس آیت سے ثابت ہے

حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی وهذه الاية قاطعة الدلالة علی کون الصلوات المفروضات خمسا

خبردار رہو نمازوں سی اور بیچ والی نماز سی اور یہہ آیت قطعی دلیل ہی اسکی کہ نماز مفروضہ پانچ ہیں

لانه تعالی فرض جمعا من الصلوة التی معها وسطی واقل جمع صحیح معه وسطی هو الاربع لا الثلث فکان الامر

اسواسطی کہ اللہ تعالی نی نمازکا ایسا مجموعہ فرض کیا ہی جسکی ساتھہ نماز درمیانہ ہو اور کم سی کم جمع سالم جسکی ساتھہ درمیانہ ہو چار ہیں تین نہیں ہیں سو امر

بمحافظة الصلوة التی معها وسطی امر بالصلوات الخمس ضرورة وقد قال الله تعالی فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ

واسطی محافظت نمازوں کی جسکی ساتھہ درمیانہ بھی ہو درحقیقت امر ہی پانچ نماز کا بالضرور اور بیشک اللہ تعالی فرماتاہی سو پاک اللہ کی یاد ہی جب شام کرو

وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ والمراد من الامر بالتسبیح فی هذه

اور جب صبح کرو اور اسیکی خوبی ہی آسمان اور زمین میں اور پچھلی وقت اور جب دوپہر ہو اور مراد تسبیح سی جو ان

الاوقات الامر بالصلوة فیها علی طریق ذکر الجزو وارادة الکل کانه قیل صلوا لله فی هذه الاوقات وروی عن

اوقات میں حکم ہوا ہی ان اوقات میں نمازیں ہیں جیسی جزو کو ذکر کر کی کل مراد لیتی ہیں گویا یہہ امر ہوا خدا کی نماز ان اوقات میں ادا کرو اور ابن عباس رض

ابن عباس رض انه قیل له هل تجد ذکر الصلوات الخمس فی القرآن قال نعم وتلا هذه الایة فالمراد بقوله تعالی

سی روایت ہی کہ اونسی کسینی پوچھا تمکو معلوم ہی ذکر پانچوں نماز کا قرآن میں جواب دیا ہاں اور یہہ آیت پڑھی سو مراد آیت میں

حِیْنَ تُمْسُوْنَ صلوة المغرب والعشاء وبقوله حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ صلوة الفجر وبقوله عَشِیًّا صلوة العصر وبقوله

حین تمسون سی نماز مغرب اور عشا کی ہی اور حین تصبحون سی نماز فجر کی اور عشیا سی نماز عصر کی ہی اور

حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ صلوة الظهر واما السنة فقوله علیه السلام ان الله تعالی فرض علی کل مسلم ومسلمة فی کل یوم

حین تظہرون سی نماز ظہر کی ہی اور حدیث میں پنجگانہ ہونا نماز کا اس سی ثابت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک اللہ تعالی نی ہر مسلم اور

ولیلة خمس صلوات وهذا الحدیث من جملة الاحادیث المشهورة التی ثبت بها الاحکام واما اجماع الامة فقد

پانچ نمازیں فرض کیت ہیں اور یہہ حدیث احادیث مشہورہ میں سی ہی جس سی احکام فقہی ثابت ہوا کرتی ہیں اور اجماع سی یوں ثابت ہی کہ

اجمع الامة من لدن رسول الله صلی الله علیه وسلم الی یومنا هذا علی فرضیة الصلوات الخمس فاذا ثبت

تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سی آج کی دن تک پنجگانہ نماز کی فرضیت پر بلا خلاف متفق ہی جب فرضیت

فرضیتها بهذه الادلة القطعیة لا یجوز ترکها وقد وردت وعیدات شدیدة وتهدیدات غلیظة لتارکها من جملتها

نماز کی ان دلایل قطعیہ سی ثابت ہو چکی تو اب اوسکا ترک جایز نہیں ہی اور بیشک وعید سخت اور دہمکیاں غلیظ بی نماز کی حق میں آئی ہیں ایک یہہ

ماروی انه علیه السلام قال من ترک الصلوة متعمدا فقد کفر جهارا وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال

روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جس شخص نی نماز قصدا ترک کی تو وہ ظاہر کافر ہی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

لا تترکوا الصلوة متعمدا فمن ترکها فقد خرج من الملة وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال الصلوة عماد الدین فمن

قصدا نماز نہ چھوڑو سو جسنی نماز ترک کی تو وہ دین سی باہر ہوا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نماز دین کا ستون ہی جس نی

اقامها فقد اقام الدین ومن ترکها فقد هدم الدین فلورود امثال هذه الوعیدات اختلف العلماء فی کفر تارکها

نماز قایم رکھی تو دین کو قایم رکھا اور جس نی نماز کو ترک کیا تو دین کو گرا دیا ایسی ایسی وعید جو وارد ہوئی ہیں اسہی لئی علماء میں اختلاف ہی قصدا بی نماز کی تکفیر

عمدا فذهب جماعة من الصحابة ومن بعدهم الی الکفر اما الصحابة فمنهم عمر وعبد الله بن مسعود وعبد الله

میں سو ایک جماعت صحابہ رض ہی اور اونکی بعد کی لوگ کفر کی قایل ہوئی ہیں صحابہ میں سی یہ حضرت عمر اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ

بن عباس ومعاذ بن جبل وجابر بن عبد الله وابو الدرداء وابو هریرة وعبد الرحمن بن عوف واما غیر الصحابة فمنهم

بن عباس اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبد اللہ اور ابو الدرداء اور ابو ہریرہ اور عبد الرحمن بن عوف اور سوای صحابہ کی یہ ہیں

احمد بن حنبل واسحق بن راهويه وعبد الله بن المبارك والنخعي والحكم بن عتبة وابو ايوب السختياني وابو داود
احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور عبد اللہ بن المبارک اور نخعی اور حکم بن عتبہ اور ابو ایوب سختیانی اور ابو داود

الطيالسي وابو بكر بن ابي شيبة وغيرهم وذهب آخرون الى انه لا يكفر وحملوا الاحاديث التي تدل على كفر تاركها
طیالسی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور سوا انکے اور اور لوگ بہہ کہتے ہیں کہ کافر نہیں ہوتا اور ان احادیث کو جو بی نمازی کے کفر پر دلالت کرتی ہیں بہہ تاویل

على تركها جاحدا او على الزجر والوعيد بمعنى ان المؤمن لا يتركها ومن ادلتهم على عدم كفره قوله عليه الصلوة والسلام
کرتے ہیں کہ بطور انکار کے ترک کرے یا زجر اور وعید پر حمل کرتے ہیں یعنی مومن شخص نماز نہیں ترک کرتا اور انکی دلیلوں میں سے ایک دلیل بی نماز کی کافر نہونی پر یہہ قول نبی علیہ السلام

خمس صلوات افترضهن الله تعالى من احسن وضوءهن وصلاهن لوقتهن واتم ركوعهن وسجودهن وخشوعهن
کا ہے پانچ نمازیں اللہ تعالی نے فرض کی ہیں جسنے خوب طرح وضو کیا اور وقت پر ادا کیں اور رکوع اور سجود پوری پوری کئی اور خوب انکسار کیا

كان له على الله عهدا ان يغفر له ومن لم يفعل فليس له على الله عهد ان شاء غفر له وان شاء عذبه فقوله
تو اوسکا یہہ ذمہ ہے اللہ پر کہ اوسکو بخشیگا اور جسنے یہہ نکیا تو اوسکا اللہ پر کچہہ ذمہ نہیں چاہے اوسکو بخشدے اور چاہے عذاب کرے سو اب یہہ قول

عليه السلام ان شاء غفر له دليل على عدم كفره للاجماع على ان الكافر لا مغفرة له وقد قال الله تعالى ان الله لا
حضرت کا اگر چاہے اوسکو بخشے کافر نہونے کی دلیل ہے کیونکہ اسپر متفق ہیں کہ کافر کی مغفرت نہیں ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے البتہ اللہ نہیں

يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وايضا قد اختلف الفقهاء في حد تاركها عمدا بلا عذر فقال حماد
بخشتا کہ اوسکا شریک ٹہرایئے اور اوس سے نیچے بخشتا ہے جسکو چاہے اور یہہ بہی کہ فقہاء نے اختلاف کیا ہے بی نماز کی سزا میں جو عمدًا بلا عذر ترک کرے سو حماد

بن زيد ومكحول والشافعي ومالك واحمد بن حنبل تاركها عمدا بلا عذر يقتل الا انه عند احمد يقتل كفرا وعند غيره
بن زید اور مکحول اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ بی نماز عمدًا بلا عذر کو قتل کریں اتنا فرق ہے کہ احمد کی نزدیک کافر سمجہہ کر قتل کریں اور اوروں کی

من هؤلاء يقتل حدا لا كفرا وحملوا الاحاديث الدالة على كفر تاركها على استحقاق جزاء الكفر وليس للكفر في الدنيا
نزدیک حد میں قتل کریں کفر کی سبب سے نہیں اور اون احادیث کو جو بی نماز کی کفر پر دلالت کرتی ہیں حمل کیا ہے ان معنوں پر کہ وہ مستحق کفر کی سزا کا ہے اور کفر کا بدلہ دنیا

جزاء غير القتل وعند ابي حنيفة لا يكفر ولا يقتل بل يحبس ابدا وقيل يضرب ضربا شديدا حتى يسيل منه الدم مبالغة
میں سوا قتل کی اور کچہہ نہیں ہے اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافر نہیں ہوتا اور نہ اوسکو قتل کریں بلکہ دایم الحبس کیا جاوے اور کوئی کہتا ہے اوسکو اتنا ماریں کہ خون بہنے لگے تاکہ خوب

في الزجر وقيل يضرب ضربا حتى يصلي او يموت وقيل يعزر باخذ المال لو راى الحاكم فيه مصلحة لا طمعا اذ قيل في كيفية
زجر ہووے اور کوئی کہتا ہے اوسکو ماریں جاویں آخر یا نماز پڑہے یا مرجاوے بعضے کہتے ہیں مال کا ڈنڈ ڈالیں اگر حاکم کو اسمیں مصلحت معلوم ہو کچہہ طمع کی راہ سے نہیں اسواسطے کہ کیفیت

انه ياخذه فيمسكه حتى يتوب فاذا تاب يرد عليه كما في اموال البغاة وان ايس من توبته يصرفه الى ما يرى فعلى هذا
اسکی یہہ بیان کرتے ہیں کہ اوسکا مال لیکر دبا رکہے یہانتک کہ وہ توبہ کرے تو وہ مال پہیر دے جیسے باغیوں کا مال پہیر دیتے ہیں اور اگر توبہ کی امید منقطع ہو تو مناسب جگہہ خرچ کردے

يجب على المؤمن ان يحافظ على اداء الصلوات الخمس فيصليها كما امر باحسان وضوءها ورعاية وقتها واتمام ركوعها
اب اس بیان کی موافق مومن پر واجب ہے کہ پانچوں نماز کی محافظت رکہے پہر اونکو اوسیطرح ادا کرے جیسے حکم فرمایا اچہی طرح وضو کرے اور وقتوں کی رعایت رکہے رکوع

وسجودها وخشوعها وان غفل عن شيء منها فليجتهد في سننه ونوافله ولا تساهل فيها حتى يكمل بها فرضه
اور سجود پوری پوری کرے نہایت فروتنی سے اور اگر انمیں سے کسیطرح کی غفلت ہوجاوے تو چاہیے کہ اوسکی سنن اور نوافل میں خوب کوشش کرے سستی نکرے تاکہ اوسکی فرض کامل ہوجاویں

لما روي انه عليه السلام قال اول ما يحاسب به العبد يوم القيمة صلوته فان وجدت تامة كتبت تامة
اسواسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا پہلی پہل کہ بندہ سے قیامت کے دن حساب لیا جاویگا تو نماز کا اور اگر وہ پوری نکلی تو پوری لکہی جاویگی

وان نقص منها شيء قال الله تعالى انظروا هل لعبدي من تطوع فان كان له تطوع يكمل له ما ضيع من فرضه
اور اگر اوسمیں کچہہ نقصان نکلا تو اللہ فرماویگا دیکہو تو اس بندے کی نفلیں بہی ہیں پہر اگر اوسکی نفلیں ہونگی تو اوسکی فرض میں جو نقصان تہا

من تطوعه یعنی ان من صلی صلوته المفروضة ووقع فیها نقصان یکمل ذلك النقصان بالتطوع ان کان تطوعه ولکن من

نفلوں سی پورا ہوجائیگا مراد یہہ ہی کہ جسنی فرض نماز پڑہی اور اوسمین کچہہ نقصان ہوگیا تو وہ نقصان نفلوں سی عوض ہوکر نکل جاویگا اگر نفلین ہونگی پر حال تو یہہ ہی جو

لایحسن الفرض کیف یحسن النفل بل هو فی النقصان اشد لخفة النفل عند الناس وعدم مبالاتهم له اذ نشاهد کثیرا ممن یظن

شخص فرضوں کو درست نہین کرتا وہ نفلوں کو کب درست کریگا بلکہ وہ زیادہ تر خراب ہونگی کیونکہ نفلین لوگوں کی نظروں مین بہت خفیف ہوتی ہین انکی کچہہ پروا نہین کرتی اور بیشک اکثر دیکہی

به العلم انه فی نفله بل فی فرضه یترك تعدیل الارکان وینقر نقر الدیك فکیف العوام الذین هم کالهوام لا یعلمون الدین والاسلام

پڑہی لکہی ہین کہ وہ نفلوں بلکہ فرضوں مین ارکان کی تعدیل نہین کرتی اور مرغ کی سی ٹہونگ مار دیتی ہین اب عوام کا جو جانور کی مثال ہین نہ دین کو جانتی ہین نہ اسلام کو کیا حال ہوگا

فان تعدیل الارکان عند ابی یوسف والشافعی فرض یبطل الصلوٰة بترکه وعند ابی حنیفة ومحمد واجب وفی روایة الکرخی

بیشک تعدیل ارکان کی ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہی تعدیل ترک کرنی سی نماز باطل ہوجاتی ہی اور امام ابو حنیفہ اور محمد کی نزدیک واجب ہی اور امام کرخی کی

لایبطل الصلوٰة بترکه بل ان ترك سهوا یلزم سجدة السهو وان ترك عمدا یلزم الاثم ویجب الاعادة کما هو الحکم فی کل صلوٰة

روایت مین ہی کہ تعدیل ترک کرنی سی نماز باطل نہین ہوتی بلکہ اگر سہوًا ترک کیا تو سجدہ سہو کا لازم آتا ہی اور اگر عمدًا ترک کیا تو گنہگار ہوتا ہی اور اعادہ واجب ہی جیسا حکم تمام نمازون

ادیت مع الکراهة التحریمیة وسنة فی روایة الجرجانی فعلی هذه الروایة لایلزم سجدة السهو بترکه سهوا ولا یجب الاعادة

کا ہی جو مکروہ تحریمی ہوجاتی ہین اور تعدیل جرجانی کی روایت مین سنت ہی پس اس روایت کی موافق نہ سجدہ سہو کا لازم آتا ہی سہوًا چہوڑنی سی اور نہ اعادہ لازم آتا ہی

بترکه عمدا بل یستحب مع استحقاق العتاب وحرمان الشفاعة فاذا کان کذلك فمن یصلی النوافل بغیر تعدیل الارکان

عمدًا ترک سی بلکہ مستحب ہی لیکن سزاوار عتاب اور محرومی شفاعت کا ہی پس جب حال یہہ ہی تو جو شخص نفلین بدون تعدیل ارکان کی پڑہتا ہی

فعلی روایة الوجوب یکون عاصیا مستحقا للعذاب بالنار ویجب علیه اعادتها وان لم یعدها یکون معصیة اخری مثل

تو موافق روایت وجوب اعادہ کی گنہگار مستحق عذاب دوزخ کا ہی اور اوسپر اعادہ واجب ہوتا ہی اور اگر اعادہ نکریگا تو یہہ دوسرا گناہ ہوویگا جیسا

الاولی ولو تنزلنا الی السنة یکون مستحقا للعتاب وحرمان الشفاعة فاذا کان الحال هذا فکیف یکمل امثال هذه

پہلا ہوا ہی اور اگر ہمنی مانا کہ تعدیل سنت ہی تو بہی مستحق عتاب اور محرومی شفاعت کا ہی پہر جب نفلوں کا یہہ حال ہی تو ایسی نفلین فرضوں کی نقصان کو کیا پورا

النوافل ما نقص من الفرض هیهات هیهات بل لو لم یصل تلك النوافل لم یکن مستحقا للعذاب ولا للعتاب ولا لحرمان

کرینگی ہای ہای بلکہ اگر ایسی نفلین نہ پڑہتا تو نہ مستحق عذاب کا ہوتا اور نہ عتاب کا اور نہ شفاعت سی

الشفاعة وقد روی انه علیه الصلوٰة والسلام رای رجلا یصلی وهو لا یتم رکوعه وینقر فی سجوده فقال لو مات هذا

محروم ہوتا اور روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوٰة والسلام نی ایک شخص کو نماز پڑہتی ہوئی دیکہا کہ وہ رکوع پورا نکرتا تہا اور سجدہ مین ٹہونگ سی مار دیتا تہا سو آپ نی فرمایا اگر یہہ شخص

علی حالته هذا مات علی غیر ملة محمد وقد اغتر بعض الغافلین بکلمة الجواز الواقع فی کتب الائمة لمن ترك القومة والجلسة

اس حالت مین مرجاتا تو برخلاف ملت محمدی کی مرتا اور بعضی غافل لوگ بہول رہی ہین جواز کی لفظ پر جو ائمہ کی کتابوں مین واقع ہوا ہی اوسکی حق مین جو قومہ اور جلسہ

والطمانینة فیهما ولم یعرفوا ما ذکر فی اصول الفقه من ان الجواز فی العبادات بمعنی سقوط فرضیة القضاء لا انه یحل ولا

اور اونکی بیچمین طمانینت کو ترک کری اور یہہ نہین خبر کہ اصول فقہ مین کیا مذکور ہی یعنی عبادات مین جواز سی یہہ مقصود ہی کہ فرضیت قضا کی ذمہ سی ساقط ہوجاتی ہی یہہ مراد نہین ہی کہ

یحصل الاثم کیف وقد صرحوا بکراهة ترك القومة والجلسة والطمانینة فیهما وقال القرطبی فی تذکرته نقلا عن شیخه

گناہ نہین ہوتا بہلا یہہ کب ہوسکتا ہی حالانکہ صاف کہہ رکہا ہی کہ قومہ اور جلسہ اور اوسکی بیچ کی طمانینت ترک کرنی مکروہ ہی اور قرطبی تذکرہ مین اپنی اوستاد سی نقل کرتا ہی

فلا اعتبار بقول من قال الواجب من ارکان الصلوٰة اقل ما یطلق علیه الاسم لان من اقتصر علی ذلك یصدق علیه ان

کہ کوئی کہی اس قول کا کچہہ اعتبار نہین ہی کہ ارکان نماز مین کم سی کم اتنا واجب ہی کہ اوسکو رکن کہہ سکین فقط اسواسطی کہ جو نمازی اتنی ہی پر اکتفا کریگا تو اوسکو کہہ سکتی ہین کہ

ینقر فی الصلوٰة ویدخل فی الذم المرتب علی ذلك بقوله علیه السلام تلك صلوٰة المنافق یجلس یرقب الشمس حتی اذا کانت بین

نماز مین ٹہونگ مارتا ہی اور اوس گناہ مین جو اس فعل پر اس حدیث مین ثابت ہوا ہی داخل ہوگا یہہ نماز منافق کی ہی کہ بیٹہا ہوا آفتاب کا منتظر رہتا ہی یہانتک کہ جب وہ

قرنی الشیطان قام فنقرفاذا کانت الصلوٰۃ بھذہ الصفۃ یدخل صاحبھا تحت قولہ تعالیٰ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ
شیطان کی سینگون مین جا پہنچا اوٹھا پہر ٹھونگ لگالی جب نماز کا یہہ حال ہی تو نمازی اس آیت کی مضمون مین داخل ہی پہر اونکی جگہہ ناخلف آئی جنہون نی
اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا فان جماعۃ من العلماء قالوا لیس المراد باضاعۃ الصلوٰۃ ترکھا
گنوائی نماز اور پیچہی پڑی مزون کی سو آگی ملیگی گمراہی بیشک بہت سی علماء کا یہہ قول ہی کہ نماز ضایع کرنی سی یہہ مراد نہین ہی کہ نماز ترک کردی
بل ھو ان لا یقیم حدودھا بعدم رعایۃ وقتھا وطھارتھا وعدم اتمام رکوعھا وسجودھا ونحوھا وقد روی عن ابن مسعود
بلکہ یہہ مراد ہی کہ نماز کی حدود کو قایم نرکہی یعنی نہ رعایت وقت اور طہارت کی کری اور نہ رکوع اور سجود وغیرہ کو پورا پورا کری اور ابن مسعود انصاری سی
الانصاری انہ علیہ السلام قال لا تجزیٔ صلوٰۃ لا یقیم الرجل فیھا صلبہ فی الرکوع والسجود والاخبار فی ھذا المعنی کثیرۃ
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا وہ نماز کافی نہین ہی جسمین نمازی رکوع اور سجود مین کمر سیدہی نہ کری اور اس باب مین ایسی بہت حدیثین آئی ہین
وھی تبین المراد من قولہ تعالیٰ وَاَضَاعُوا الصَّلٰوةَ فان من لم یحافظ علی اوقات الصلوٰۃ وطھارتھا ورکوعھا وسجودھا
کہ وہ اس آیت سی واضاعوا الصلوٰۃ معنی مراد کی تفسیر کرتی ہین کیونکہ جو شخص نماز کی اوقات اور وضو اور رکوع اور سجود کی محافظت نہین
لا یحافظ علیھا ومن لم یحافظ فقد ضیعھا فھو لما سواھا اضیع وقد روی انہ علیہ السلام قال اذا احسن الرجل الصلوٰۃ
کرتا تو وہ نماز کی محافظت نہین کرتا اور جسنی حدود کی محافظت نکی تو بیشک نماز کو ضایع کیا سو اور کو زیادہ ترکہونی والا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی
فاتم رکوعھا وسجودھا قالت الصلوٰۃ حفظک اللہ کما حفظتنی فترفع واذا اساء الصلوٰۃ فلم یتم رکوعھا وسجودھا
اوسکا رکوع اور سجود پورا کرتا ہی تو نماز یہہ دعا دیتی ہی خدا تیری حفاظت کری جیسی تو نی میری حفاظت کی پہر نماز مقبول ہوتی ہی اور اگر نماز بری طرح پڑہی کہ رکوع اور سجود پورا نہ کیا
قالت الصلوٰۃ ضیعک اللہ کما ضیعتنی فتلف کما یلف الثوب الخلق فیضرب بھا وجھہ وروی عن ابی ھریرۃ انہ علیہ السلام
تو نماز کہتی ہی اللہ تجہکو ضایع کری جیسا تو نی مجہکو ضایع کیا پہر اوس نماز کو پرانی کپڑی کی طرح لپیٹ کر اوسکی منہ پر مارتی ہین اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
قال ان الرجل لیصلی ستین سنۃ ولا یقبل لہ صلوٰۃ لعلہ یتم الرکوع ولا یتم السجود او یتم السجود ولا یتم الرکوع فمن اراد
کہ بعضا آدمی ساٹہہ برس تک نماز پڑہتا ہی اور اوسکی نماز ایک ہی مقبول نہین ہوتی اسلئی کہ کبہی رکوع پورا کرتا ہی تو سجود پورا نہین کرتا اور کبہی سجود پورا کرتا ہی تو رکوع پورا نہین
ان یعرف صلوٰتہ مقبولۃ ام لا فلینظر الی قولہ تعالیٰ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ فانہ ان کان یصلی الصلوات
معلوم کیا چاہی کہ اوسکی نمازین مقبول ہین یا نہین تو اس آیت مین غور کری بیشک نماز روکتی ہی بحیائی سی اور بری بات سی کیونکہ یہہ شخص اگرچہ پنجگانہ نماز پڑہتا ہی
الخمس ولم یکن بعد ذلک حسن حال مع ربہ بل یقع منہ بعض من الفواحش والمنکرات فلیعلم ان صلوٰتہ غیر
اور پہر بہی اوسکا حال رب کی ساتہہ درست نہین ہی بلکہ اوس سی کچہہ کچہہ فواحش اور منکرات عمل مین آتی ہین تو جاننا چاہی کہ اوسکی نمازین
مقبولۃ بل ھی وبال علیہ وھو بعید من اللہ تعالیٰ کما قال ابن مسعود وابن عباس من لم تامرہ صلوٰتہ بالمعروف ولم تنھہ
مقبول نہین ہین بلکہ وہ نمازین اوسپر وبال ہین اور خدا سی دور کرتی ہین چنانچہ ابن مسعود اور ابن عباس کہتی ہین کہ جسکو نماز نی بالمعروف پر شوق ندی اور منکرات سی
عن المنکر لم یزدد بصلوٰتہ من اللہ الا بعدا وقال الحسن وقتادۃ من لم تنھہ صلوٰتہ عن الفحشاء والمنکر فصلوٰتہ وبال
منع نکری وہ نماز اللہ سی سوا دوری کی کچہہ نہ بڑہاوی گی اور حسن اور قتادہ کہتی ہین جسکو نماز فحش اور منکر سی بند نکری تو وہ نماز اوسپر وبال ہی
علیہ فان من یصلی الصلوات برعایۃ شرائطھا وارکانھا وواجباتھا وسننھا وادابھا یعصمہ اللہ تعالیٰ عن الفحشاء والمنکر
بیشک جو شخص تمام نمازین شرایط اور ارکان اور واجبات و سنن اور اداب کی رعایت کرکی پڑہی گا تو اللہ اوسکو فحش اور منکرات سی محفوظ رکہیگا
کما روی عن انس انہ قال کان فتی من الانصار یصلی الصلوات الخمس مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم لم یدع شیئا
چنانچہ انس رضی سی روایت ہی کہ ایک جوان انصاری پنجگانہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتہہ ادا کرتا تہا پہر بہی جو فواحش ہوتا تہا
من الفواحش الا رکبہ فوصف ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیہ السلام ان صلوٰتہ تنھاہ یوما فلم یلبث
سو کر بیٹہتا تہا پہر کسینی یہہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیان کیا آپ نی فرمایا بیشک اوسکی نماز کسی دن اوسکو روک دیگی پہر کچہہ دیر نلگی

حتی تاب وحسن حاله اللهم حول حالنا الی حسن المآل المجلس الثانی والخمسون فی بیان فرضیة
کہ اوسنی توبہ کی اور اوسکا حال سنور گیا الٰہی ہمارا حال نیک انجام کا بدل دی مجلس باونمین بیان فرضیت نماز

الصلوٰة المفروضة وارکانها تفصیلا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من امرء مسلم یحضره
مفروضہ کا اور اوسکی ارکان کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہین کوئی شخص مسلمان جو آوی اوسکو وقت

صلوٰة مکتوبة فیحسن وضوءها وخشوعها ورکوعها الا کانت کفارة لما قبلها من الذنوب ما لم یأت
نماز مفروضہ کا پہر وہ اوسکی وضو اور خشوع اور رکوع کو خوب پورا کری مگر وہ پہلی گناہوں کا بدلہ ہوجاویگی جب تک

کبیرة وذلك الدهر کله هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عثمان بن عفان وقد بین فیه ان من یصلی الصلوٰة
کبیرہ گناہ نکیا ہوگا اور یہہ کفارہ ہمیشہ کو ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں مین ہی عثمان بن عفان کی روایت سی اس حدیث مین یہہ بیان کیا کہ جو شخص

المفروضة عند دخول وقتها باحسان وضوءها وخشوعها ورکوعها وسائر ارکانها تکون کفارة لذنوبه
فرض نماز مین اول وقت پر اچھی طرح وضو کر کی اور اوسکا خشوع اور رکوع اور تمام ارکان پوری پوری کر کی ادا کریگا تو وہ نماز گذشتہ گناہونکا

الماضیة ما لم یعمل بکبیرة وذلك التکفیر یکون فی جمیع الزمان وانما اکتفی بذکر الرکوع دون سائر الارکان لان
کفارہ ہوجاویگی جبتک کبیرہ گناہ نکیا ہو اور یہہ کفارہ ہمیشہ کو تمام زمانہ مین ہوتا رہیگا اور اکتفا صرف رکوع کی ذکر پر بدون ذکر تمام اور ارکان کی اسلئی ہی

الشارع اذا امر باحسان رکن واحد من ارکان الصلوٰة یفهم منه احسان سائر ارکانها فانها وان وقعت
کہ شارع نی واسطی درستی کسی ایک رکن کی نماز کی تمام ارکان مین سی امر کیا تو اوسی تمام ارکان کی درستی سمجھی جاتی ہی کیونکہ تمام ارکان اگرچہ قرآن مین

فی کتاب الله تعالی متفرقة حیث تثبت فرضیة تکبیرة الافتتاح بقوله تعالی فی سورة المدثر وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ
متفرق جگہہ مذکور ہین اسواسطی کہ فرضیت تکبیر تحریمہ کی سورہ مدثر کی اس آیت سی ثابت ہی اور اپنی رب کی بڑائی بول

وفرضیة القیام بقوله تعالی فی سورة البقرة وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ وفرضیة القراءة بقوله تعالی فی سورة المزمل فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ
اور فرضیت قیام کی سورہ بقرہ مین اس آیت سی اور کہڑی رہو اللہ کی آگی ادب سی اور فرضیت قرأت کی سورہ مزمل مین اس آیت سی سو پڑہو جتنا

مِنَ الْقُرْاٰنِ وفرضیة الرکوع والسجود بقوله تعالی فی سورة الحج يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا لکن علم الترتیب
آسان ہو قرآن سی اور فرضیت رکوع اور سجود کی سورہ حج مین اس آیت سی ای ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو پر ترتیب ارکان کی

بتعلیم النبی علیه الصلوٰة والسلام تارة بفعله وتارة بقوله علی ما بینه العلماء فی کتبهم فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان
نبی علیہ السلام کی تعلیم سی معلوم ہوئی کبہی فعل سی اور کبہی ارشاد کرنی سی چنانچہ اسکو علماء نی اپنی اپنی کتابوں مین بیان کیا ہی اب اس بیان کی موافق مؤمن کو

یداوم علیها فی اوقاتها باتمام جمیع فرائضها وهو ست الاولی تکبیرة الافتتاح ولا دخول فی الصلوٰة الا بها وهی ان
چاہئی کہ نماز کو ہمیشہ وقت پر تمام فرایض پوری کر کر ادا کرتا رہی اور فرایض چہہ ہین اول تکبیر تحریمہ جسکو تکبیر افتتاح بہی کہتی ہین اور بدون اسکی نماز شروع نہین ہوتی اور وہ

یقول من یرید الدخول فی الصلوٰة الله اکبر بلا ادخال مد فی همزة الله وهمزة اکبر وبائه اذ لو حصل المد فی
اس طور پر ہی کہ جو شخص نماز شروع کری تو کہی اللہ اکبر اللہ کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ پر اور با پر مد نکری اسواسطی کہ اگر دو نو ہمزہ مین سی

احدی الهمزتین لا یصیر داخلا فی الصلوٰة بل تفسد لو وقع فی اثنائها ولو تعمده یکفر لانه یصیر استفهاما ومقتضاه
کسی پر مد واقع ہوگا تو نماز مین داخل نہوگا بلکہ نماز فاسد ہوجاویگی اگر مد نماز مین بیچکی تکبیروں مین آجاویگا اور اگر قصداً مد کہیچیگا تو کافر ہوگا اسواسطی کہ اب معنی

الشك فی کبریاء الله وقال محمد بن مقاتل ان کان لا یمیز بین المد وعدمه یکون داخلا فی الصلوٰة ولا تفسد لو وقع
شک ہی ہوتا ہی اللہ کی بڑائی مین اور محمد بن مقاتل کہتا ہی اگر وہ شخص مد اور بی مد مین کچہہ تمیز نہین کرتا تو نماز مین داخل ہوجاتا ہی اور نماز بہی فاسد نہین ہوتی اگر مد

فی اثنائها والاستفهام یحتمل ان یکون للتقریر والاول اصح لان مثل هذا الجهل لا یصلح ان یکون عذرا والتقریر المستفاد
نماز میں بیچ کی تکبیروں مین آجاوی اور استفہام مین یہہ احتمال ہی کہ واسطی تقریر کی ہو اور روایت اول صحیح تر ہی اسلئی کہ ایسی جہالت قابل عذر کی نہین ہی اور استفہام جو تقریر کی

استفہام [illegible]

من الاستفهام معناه حمل المخاطب علی الاقرار بما یعرف والانسان لا یصلح ان یحمل نفسه علی الاقرار بان الله تعالی

تو اوس سی یہہ مراد ہی کہ مخاطب کو اپنی معلومات کا مقر کردی • اور انسان اس کام کا نہین ہی کہ اپنی آپ کو اس اقرار پر برانگیختہ کری کہ الله

اکبر ولو وقع المد فی باء اکبر بان یقول اکبار بزیادة الالف الممال بین الباء والراء لا یصیر داخلا فی الصلوٰة وتفسد

بڑا ہی اور اگر مد اکبر کی با پر واقع ہو یعنی لفظ اکبار بار اور راء کی بیچ مین الف بڑہا کر کہی تو نماز مین داخل نہین ہوتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہی

لو وقع فی اثنائها اذ قیل انه اسم من اسماء الشیطان وقیل لانه جمع کبر بفتحتین وهو الطبل وقیل یصیر داخلا فی

اگر مد نماز میں بیچ تکبیروں کی آجاوی اسواسطی کہ کہتی ہین کہ یہہ نام شیطان کی ناموں مین سی ہی اور کوئی کہتا ہی اسلئی کہ اکبار جمع کبر کی ہی دو زبر سی طبل کو کہتی ہین اور بعضی کہتی ہین

الصلوٰة ولا تفسد لو وقع فی اثنائها لانه اشباع والاول اصح لان الاشباع انما یکون فی الاخر لا الوسط ومحل التکبیر

نماز مین داخل ہو جاتا ہی اور نماز فاسد نہین ہوتی اگر مد نماز کی بیچ آجاوی اسواسطی کہ یہہ اشباع ہی اور روایت اول صحیح تر ہی اسواسطی کہ اشباع آخر مین ہوتا ہی بیچمین نہین ہوتا اور موقع تکبیر کا

القیام المحض حتی لو ادرک الامام فی الرکوع وکبر حال الانحطاط لا یصیر داخلا فی الصلوٰة لان شرط الدخول فیها وقوع

صرف قیام ہی یہان تک کہ اگر امام کو رکوع مین پایا اور جھکتی ہوئی تکبیر کہتا ہوا رکوع مین شامل ہو گیا تو نماز مین داخل نہین ہوتا اسواسطی کہ نماز مین داخل ہونی کی شرط یہہ ہی

التکبیر فی محض القیام ولو قال فی القیام الله وفی الرکوع اکبر لا یصیر داخلا فیها ایضا والثانیة من فرائض الصلوٰة القیام

کہ تکبیر خالص قیام مین واقع ہو اور اگر قیام مین الله کہا اور رکوع مین اکبر تو بھی نماز مین داخل نہین ہوتا اور دوسرا فرض نماز کا قیام ہی

وهو رکن فی الفرض والواجب دون النفل ومطلق عن التقدیر نظرا الی الدلیل وهو قوله تعالی وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ حتی لو کبر

اور قیام فرض اور واجب مین رکن ہی نفل مین نہین اور اسکی مقدار باعتبار دلیل کی کچھ معین نہین ہی دلیل یہہ ہی اور کہڑی رہو الله کی آگی ادب سی یہان تک کہ اگر تکبیر کہڑی

قائما ولم یقف یصیر مؤدیا فرضی التکبیر والقیام جمیعا ولا یلزمه التوقف بعده قائما لان قدر ما وجد من القیام یکفیه

ہوئی کہی اور پہر توقف نکیا تو فرض تکبیر اور قیام دونو ادا کر چکا اوسپر بعد اوسکی توقف کرنا قیام مین کچھ ضرور نہین ہی اسلئی کہ جسقدر اس سی قیام عمل مین آیا سو کافی ہی

ویظهر نفعه فی الامی والاخرس ومدرک الامام فی الرکوع الا ان المتعارف فی حق القاری تقدیره فی الاولیین بالقراءة

اور اسکا فائدہ ناخواندہ اور گونگی مین اور جو شخص کہ امام کو رکوع مین پاوی ظاہر ہوتا ہی اتنا ہی کہ قاری کی حق مین مقدار قیام کی پہلی دو رکعت مین برابر قرارت کی ٹہری ہی اور

وفی الاخریین قول المتقدمین ان شاء قرأ وان شاء سبح وان شاء سکت یشیر الی عدم التقدیر فیهما

پچھلی دو رکعت مین متقدمین کا جو یہہ قول ہی چاہی کچھ قرآن پڑہی چاہی سبحان الله کہی اور چاہی چپکا رہی اشارہ ہی کہ ان دونون مین بھی اندازہ قیام کا

ایضا لکن ذکر فی القنیة انه مقدر بمقدار ثلث تسبیحات سواء سبح او سکت هذا کله عند القدرة علی القیام فان

مقرر نہین ہی لیکن قنیہ مین یون مذکور ہی کہ قیام کم سی کم برابر تین تسبیحات کی ہی برابر ہی کہ تسبیح کہی یا چپ رہی یہہ تمام جب ہی کہ قیام پر قادر ہو کیونکہ

المریض اذا قدر علی القیام لو صلی قاعدا لا یجوز ولو قدر علی بعض قیامه دون کله یلزمه ذلک حتی لو قدر علی التکبیر

بیمار اگر باوجود طاقت قیام کی بیٹہ کر نماز پڑہ لی تو جایز نہین ہی اور اگر کچھ تہوڑا کہڑی ہونی کی طاقت ہو پوری قیام کی نہو تو وتنا ہی اوسپر لازم ہی یہان تک کہ اگر کہڑی

یکبر قائما ثم یقعد واما المریض الذی عجز عن القیام حقیقة بحیث لو قام لسقط او خاف زیادة مرضه او بطوء برئه

رہکر تکبیر کہنی کی طاقت ہو تو تکبیر کہڑا ہو کر کہی پہر بیٹہ جاوی اور وہ بیمار جو حقیقت مین قیام سی عاجز ہو ایسا کہ اگر کہڑا ہووی تو گر پڑی یا خوف مرض کی بڑہنی کا یا دیر تک اچہا نہ ہونی کا ہو

او کان یجد الما شدیدا فان استطاع القعود یقعد کما یقعد فی التشهد وهو قول زفر وعلیه الفتوی بانه المعهود فی

یا سخت تکلیف ہوتی ہو پہر اگر بیٹہنی کی طاقت ہو تو بیٹہ جاوی جیسی تشہد مین بیٹہتی ہین یہہ ہی قول زفر کا ہی اور اسیپر فتوی ہی کہ نماز مین یہہ طور ٹہرا ہوا ہی

الصلوٰة وفی روایة محمد عن ابی حنیفة یقعد کما یشاء من التربع وغیره وقیل یقعد فیما عدا التشهد کما یشاء وفی التشهد

اور امام محمد کی روایت مین ابو حنیفہ سی یہہ ہی کہ بیٹہ جاوی جیسی چاہی مربع وغیرہ سی اور بعضی کہتی ہین کہ سوا تشہد کی جسطرح چاہی بیٹہا رہی اور تشہد مین

کسائر الصلوات والظاهر هو الاول عند الاستطاعة وعند عدم الاستطاعة یقعد بحسب قدرته ویصلی قاعدا

موافق تمام نمازوں کی بیٹہی اور طاقت ہوتی ہوئی ظاہر اول روایت ہی اور جب طاقت نہو تو پہر جیسی بن آوی ویسی بیٹہ کر نماز پڑہی

وکیف

بركوع وسجود لان الطاعة بحسب الطاقة لقوله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها وان لم يستطع الركوع والسجود

رکوع کری اور سجدہ کری اسوسطی کہ طاعت طاقت کی موافق ہی اس دلیل سی اللہ تکلیف نہین دیتا کسی شخصکو مگر جو اوسکی گنجایش ہی اور اگر رکوع اور سجدہ کی طاقت نہین

يومي برأسه قاعدا ويجعل سجوده اخفض من ركوعه ليتحقق الفرق بينهما ولا يرفع اليه شئ ليسجد عليه اذ لو رفع اليه

تو بیٹہا ہوا سر سی اشارہ کری اور سجدہ کو رکوع کی بہ نسبت زیادہ پست کری تاکہ دونو مین فرق ہوجاوی اور یہہ نہین چاہئی کہ کوئی چیز اونچی کردین تاکہ اوسپر سجدہ کری اسوسطی کہ اگر

فسجد عليه ان كان خفض رأسه يصح ويكون صلاته بالايماء والا فلا وان لم يستطع القعود يستلقي على ظهره و

اوسپر سجدہ کیا پہر اگر اوسنی سر کو نیچا کیا ہی تو درست ہی اوسکی نماز اشارہ سی ہوگئی اور نہین تو نہین ہوئی اور اگر طاقت بیٹہنی کی نہین تو چت لٹا یا جاوی اور

يجعل رجليه نحو القبلة ويومي برأسه للركوع والسجود لكن ينبغي ان يوضع تحت رأسه وسادة ليمكنه الايماء بالراس

اوسکی پانو قبلہ کی طرف کردین اور وہ رکوع اور سجود کی لئی سر سی اشارہ کری پر یہہ چاہئی کہ اوسکی سر تلی تکیہ رکہدین تاکہ اوس سی سر کا اشارہ ہوسکی

لان حقيقة الاستلقاء يمنع الايماء للصحيح فكيف للمريض وان لم يستطع الايماء بالراس لا يومي بعينه ولا بحاجبه

اسلئی کہ حقیقت مین چت پڑی ہوئی اچہی بہلی سی بہی اشارہ نہین ہوسکتا پہر بیمار سی تو کہان اور اگر سر سی اشارہ کرنی کی بہی طاقت نہین تو آنکہہ کا اشارہ یا ابرو کا

ولا بقلبه بل ان كان يعقل الصلوٰة في تلك الحالة تؤخر عنه الى زمان القدرة ولا تسقط هو الصحيح على ما ذكر في الهداية لانه

یا دل کا اشارہ نکری بلکہ اگر نماز کی سمجہہ باقی ہی اوس حالت مین تو قدرت کی وقت تک ملتوی رکہی جاوی گی اور ذمہ سی ساقط نہین ہی موافق بیان ہدایہ کی یہہ ہی صحیح ہی

يفهم مضمون الخطاب وان كان لا يعقلها اكثر من يوم وليلة تسقط ان لم يفق في المدة وان افاق وكان للافاقة وقت

کہ مضمون حکم کا سمجہتا ہی اور اگر ایک رات دن سی زیادہ غفلت مین رہا تو نماز ساقط ہوجاتی ہی اگر اس مدت کی اندر افاقہ نہوا اور اگر افاقہ ہوا اور کسی ایک وقت

معلوم مثل ان يفيق عند الصبح قليلا ثم يعود الاغماء فهو افاقة معتبرة في بطلان حكم ما قبلها من الاغماء وان لم يكن

معین پر جیسی مثلا صبح کی وقت کچہہ افاقہ ہوکر پہر بیہوش ہوجاتا ہی تو اتنا افاقہ ہی واسطی باطل کرنی حکم پہلی بیہوشی کی معتبر ہی اور اگر افاقہ کسی وقت معین پر

الافاقة وقت معلوم بل يفيق بغتة ثم يعود الاغماء فلا اعتبار لهذه الافاقة ومن كان في السفينة الجارية اذا

نہین ہوتا بلکہ ناگاہ کبہی افاقہ ہوکر پہر بیہوش ہوجاتا ہی تو ایسی افاقہ کا اعتبار نہین ہی اور جو شخص چلتی کشتی مین ہو اگر

صلى الفرض قاعدا بركوع وسجود مع القدرة على القيام لا يجوز عندهما لان القيام ركن فلا يسقط الا بعذر محقق وعند

فرض نماز بیٹہ کر رکوع اور سجود کی ساتہہ باوجود طاقت قیام کی پڑہلی تو صاحبین کی نزدیک جایز نہین ہی اسلئی کہ قیام نماز کا رکن ہی سو یہہ بدون عذر واقعی کی ساقط

ابي حنيفة يجوز لان دوران الراس فيها غالب والغالب كالمحقق لكن الافضل القيام واما في المربوطة في الشط فلا يجوز

اور امام ابوحنیفہ کی نزدیک جایز ہی اسلئی کہ اسمین دوران سر اکثر ہوتا ہی اور اکثری بات بہی مانند ثابت کی ہی لیکن افضل قیام ہی ہی اور رہی کشتی کنارہ پر بندہی ہوئی سو اوسمین

بالاجماع والثالثة من فرائض الصلوٰة القراءة وهي فرض في جميع ركعات النفل والوتر والفرض من ذوات الركعتين وليست

بالاجماع جایز نہین اور تیسرا فرض نماز کی فرایض مین سی قرارت ہی اور قرارت تمام رکعات نفل اور وتر مین اور فرض دوگانہ مین فرض ہی اور ادن

بفرض في جميع ركعات الفرض من ذوات الاربع والثلث بل في الركعتين من غير تعيين وانما عينت في الاولين لقوله عليه الصلوٰة

فرضون کی تمام رکعات مین فرض نہین ہی جو چار رکعت یا تین رکعت کی ہین بلکہ دو دو رکعت مین بلا تعیین فرض ہی اور پہلی دو رکعت مین اسلئی معین ہوگئی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام القراءة في الاولين قراءة في الاخرين وادنى ما يجزي منها عند ابي حنيفة اية وان كانت من الفاتحة او كانت

والسلام نی فرمایا پہلی دو رکعت مین قرارت بعینہ پچہلی دو رکعت مین ہی اور کم سی کم قرارت جو کافی ہی تو ابوحنیفہ کی نزدیک ایک آیت ہی اگرچہ سورہ فاتحہ کی ہو یا

قصيرة مركبة من كلمتين كقوله تعالى ثم نظر او من كلمات كقوله تعالى فقتل كيف قدر والمكتفي بها مسيئ لان قراءة

چہوٹی دو کلمونسی مرکب ہو جیسی یہہ آیت ثم نظر یا کئی کلمات سی جیسی یہہ آیت فقتل کیف قدر لیکن اسیقدر ہو اکتفا کرنا اچہا نہین ہو اسطی کہ

الفاتحة وضم سورة او ثلث ايات اليها واجب وفي الاكتفاء بها ترك الواجب واما لو كانت كلمة واحدة كمدهامتان او حرفا

الحمد کا پڑہنا اور کسی اور سورۃ کا یا تین آیت کا اوسکی ساتہہ ملانا واجب ہی اور اوسپر اکتفا کرلی مین ترک واجب ہوتا ہی اور جو آیت ایک کلمہ کی ہی جیسی مدہامتان یا ایک حرف کی ہی

كص وق ون نقد اختلف فيه والاصح انه لا يجوز عنده ولو قرأ نصف اية طويلة كاية الكرسي واية المداينة
جیسی ص اور ق اور ن سو اسمین اختلاف ہی اصح یہہ ہی کہ ابو حنیفہ کی نزدیک جایز نہین اور اگر بڑی آیت مین سی جیسی آیۃ الکرسی اور آیۃ مداینہ

في ركعة ونصفها في ركعة اخرى اختلفوا فيه قال بعضهم لا تجوز لانه لم يقرأ اية تامة في كل ركعة وقال عامتهم
آدہی ایک رکعت مین پڑہی اور آدہی دوسری رکعت مین تو اسمین اختلاف ہی بعضی کہتی ہین جایز نہین اسواسطی کہ اسنی ہر رکعت مین پوری آیت نہین پڑہی اور عام فقہاء

تجوز لان بعض هذه الايات يزيد على ثلث ايات قصار او تعدلها فلا تكون ادنى من اية وعندهما ادنى ما يجزي
کہتی ہین جایز ہی اسواسطی کہ ان آیتون کا ٹکڑا چہوٹی چہوٹی تین آیت سی بڑہتی ہی یا برابر ہی بہرصورت ایک سی کم نہین ہی اور صاحبین کی نزدیک کم سی کم قراءت جو کافی ہو

منها ثلث ايات قصار او اية طويلة تقوم مقامها لان القران معجز وادنى ما يقع به الاعجاز سورة لقوله تعالى
تین آیتین چہوٹی یا ایک آیت بڑی جو اونکی برابر ہو اسواسطی کہ قرآن معجز ہی اور کم سی کم جسمین اعجاز واقع ہو وہ سورۃ ہی واسطی قول استعالی کی

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ واقل السورة سورة الكوثر وهي ثلث ايات ومن كان اُمِّيًّا ولم يطاوعه لسانه على تعلم
لاؤ کوئی سورۃ ایسی اور سورتون مین سب سی چہوٹی سورۃ کوثر ہی سو اسکی تین آیتین ہین اور جو شخص امی ہو کہ اوسکی زبان قرآن سیکہنی مین قابو مین نہو

القران ان كان يجتهد اناء الليل واطراف النهار تجوز صلوته وفي او ان ترك الاجتهاد لا تجوز صلوته فعلى هذا
اگر وہ رات دن قرآن پر محنت کرتا ہی تو اوسکی نماز جایز ہی اور جو وہ محنت چہوڑ دیگا نماز جایز نہوگی اس روایت کی موافق

كل من كان في دار الاسلام وترك التعلم وبقي اميًّا واعتاد ان يصلي صلوة امي لا تجوز صلوته لان الامي انما تجوز
جو شخص دار الاسلام مین ہو کر قرآن نہ سیکہی اور امی رہجاوی اور امیون کیسی نماز کی عادت کرلی تو اوسکی نماز جایز نہین ہی اسواسطی کہ امی کی نماز جب ہی جایز ہی

صلوته اذا بلغ او زال جنونه او اسلم وهجم الوقت ولم يتمكن من التعلم واما اذا تمكن من التعلم ولم يتقيد به
کہ جب وہ بالغ ہو یا جنون سی ہوش مین آوی یا مسلمان ہو اور ترت وقت نماز کا آجاوی اور فرصت قرآن سیکہنی کی نہ ملی اور جس صورت مین سیکہنی کی فرصت ہو اور محنت نہ کی

فلا تجوز صلوته والرابع من فرائض الصلوة الركوع وهو طأطأة الراس مع انحناء الظهر فمن طأطأ راسه مع
تو اوسکی نماز جایز نہین اور چوتہا فرض نماز کی فرضون مین سی رکوع ہی اور وہ سر جہکانا کمر ٹیڑہی کرکر پہر جسنی سر کو جہکایا

انحناء الظهر قليلا ان كان الى الركوع اقرب تجوز وان كان الى القيام اقرب بان يوجد طأطأة راسه مع
اور کچہہ تہوڑی کمر ٹیڑہی کی اور وہ رکوع کی طرف قریب ہی تو جایز ہی اور اگر قیام سی قریب ہی اسطور کہ سر جہکایا کچہہ مونڈہون کی میلان سی

الميلان في منكبيه ولا يوجد انحناء ظهره لا تجوز لانه يعد قائما لا راكعا ومن كان احدب وبلغت حدوبته
بہر کمر کبہڑی نہین ہوئی تو جایز نہین ہی اسلئی کہ اسکو قایم کہتی ہین راکع نہین کہلاتا اور جو شخص کبڑا ہووی اور اوسکا کوب رکوع کی

حد الركوع يخفض راسه في الركوع تحقيقا للانتقال من القيام الى الركوع والخامسة من فرائض الصلوة
نوبت کو جا پہنچی تو وہ رکوع مین سر کو جہکادی تاکہ قیام سی رکوع کی طرف انتقال پایا جاوی پانچوان نماز کی فرایض مین سی

السجدة وهي وضع الجبهة على الارض او ما يتصل بها والكمال فيها وضع الجبهة والانف واليدين والركبتين
سجدہ ہی اور وہ رکہنا پیشانی کا زمین پر یا جو زمین کی قایم مقام ہو اور کامل سجدہ مین رکہنا پیشانی کا اور ناک کا اور دونو ہاتہون کا اور دونو گہٹنون کا

واطراف القدمين لقوله عليه السلام امرت ان اسجد على سبعة عظائم على الجبهة واليدين والركبتين واطراف
اور دونو پانو کی انگلیون کا واسطی قول علیہ السلام کی مجہکو حکم ہی کہ سات ہڈیون پر سجدہ کرون پیشانی پر اور دونو ہاتہون پر اور دونو گہٹنون پر اور دونو

القدمين والانف داخل في الجبهة لكون عظمها واحدا ولو وضع جبهته دون انفه يجوز لكن يكره ان كان من
پانو کی انگلیون پر اور ناک پیشانی مین آگئی اسلئی کہ ہڈی دونو کی ایک ہی اور اگر پیشانی تو رکہدی اور ناک نہ رکہی تو جایز ہی پر مکروہ اگر بیعذر ہی

غير عذر وكذلك لو وضع انفه دون جبهته يجوز عند ابي حنيفة لكن يكره ان كان من غير عذر وعندهما
اور ایسی ہی اگر ناک رکہدی اور پیشانی نہ رکہی تو ابو حنیفہ کی نزدیک جایز ہی پر مکروہ اگر بی عذر ہی اور صاحبین کی نزدیک

لا یجوز الا ان یکون فی جبهته عذر یمنع السجود بها ووضع الیدین والرکبتین لیس بفرض بل هو سنة واما وضع
جایز نہین مگر اوس صورت مین کہ اوسکی پیشانی مین ایسا عذر ہو کہ سجدہ نکر سکی اور دونو ہاتھہ اور دونو گھٹنون کا رکہنا فرض نہین ہی بلکہ سنت ہی اور رہا دونو
القدمین فقد ذکر القدوری والکرخی والخصاف انه فرض حتی لو سجد ولم یضع قدمیه او احدهما علی الارض بل
قدم کا رکہنا سو قدوری اور کرخی اور خصاف کہتی ہین کہ فرض ہی یہان تک کہ اگر سجدہ کیا اور دونو پانو یا ایک پانو زمین پر نہ رکہا بلکہ
رفعهما عن الارض لا یجوز سجوده ولو وضع احدهما یجوز ولکن یکره وذکر التمرتاشی ان وضع الیدین والقدمین
دونو زمین سی اوٹہالی تو اوسکا سجدہ جایز نہین ہی اور اگر ایک پانو ہی لگا دیا تو جایز ہی پر مکروہ اور تمرتاشی کہتا ہی کہ لگانا دونو ہاتہون اور دونو پانو کا
سواء فی عدم الفرضیة وقال اکمل الدین فی شرح الهدایة انه الحق وذکر فی شرح المنیة انه بعید عن الحق والمراد بوضع
عدم فرضیت مین برابر ہی اور اکمل الدین شرح ہدایہ مین کہتا ہی کہ حق یہہ ہی ہی اور شرح منیہ مین یون مذکور ہی کہ یہہ حق سی بعید ہی اور مراد دونو پانو کی
القدمین علی ما ذکر فی الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجیهها نحو القبلة لیکون الاعتماد علیها
رکہنی سی موافق اوس بیان کی جو خلاصہ مین ہی دونو پانو کی اونگلیون کا رکہنا ہی اور اونگلیون کی لگانی سی اونکا قبلہ کی طرف متوجہ کرنا مراد ہی تاکہ اونہی پر زور پڑی
حتی لو وضع ظهر القدمین ولم یوجه اصابعهما او اصابع احدهما نحو القبلة لا یصح سجوده وهذا مما یجب حفظه
یہان تک کہ اگر دونو پانو کی پشت رکہدی اور دونو پانو کی یا ایک پانو کی ہی اونگلیان قبلہ کی طرف متوجہ نکری تو سجدہ درست نہین ہی اور اسکا لحاظ واجب ہی
واکثر الناس عنه غافلون ولو کان موضع السجود ارفع من موضع القدمین مقدار نصف ذراع یجوز وان کان اکثر منه
اور اکثر لوگ اس سی غافل ہین اور اگر سجدہ کی جگہ پانو کی جگہہ سی آدہ ہاتہہ اونچی ہو تو سجدہ جایز ہی اور اگر اس سی زیادہ بلند ہو
لا یجوز ولو سجد علی کور عمامة ان کان کورها متصلا بالجبهة ولم یکن غلیظا بحیث یوجد حجم الارض یجوز لکن یکره
تو جایز نہین ہی اور اگر پگڑی کی پیچ پر سجدہ کیا تو اگر وہ پیچ پیشانی سی متصل ہی اور موٹا نہین ہی ایسا کہ زمین کی سختی معلوم ہوتی ہی تو جایز ہی پر مکروہ
ولو لم یکن متصلا بالجبهة بل کان فوق الجبهة او کان غلیظا لا یوجد حجم الارض لا یجوز وکذلک لا یجوز السجدة علی
اور اگر پیشانی سی متصل نہین ہی بلکہ پیشانی سی اوپر ہو یا ایسا موٹا ہو کہ سختی زمین کی معلوم نہین ہوتی تو جایز نہین ہی اور ایسی ہی سجدہ
کل شیء لا یوجد فیه حجم الارض کالقطن المحلوج والثلج والدخن ونحو ذلك لعدم استقرار الجبهة علی الارض او ما
ایسی شی پر جایز نہین ہی جسمین سختی زمین کی معلوم نہووی جیسی دہنی ہوئی روئی اور برف اور چینا وغیرہ اسواسطی کہ پیشانی زمین پر یا جو
یتصل بها ولو سجد علی فاضل ثوبه او بسط خرقة علی الارض وسجد علیها فلا کلام فی الجواز وانما الکلام فی الکراهة
قایم مقام زمین کی ہی نہین ٹہرتی اور اگر کسنتی کپڑی پر سجدہ کیا یا زمین پر کپڑی بچہا کر اوسپر سجدہ کیا تو اوسکی جواز مین کوئی تکرار نہین ہی اور اگر تکرار ہی تو کراہت مین
والصحیح عدم الکراهة لما روی عن ابی حنیفة انه صلی فی المسجد الحرام وسجد علی خرقة فقال له رجل لا یجوز هذا
اور صحیح یہہ ہی کہ مکروہ نہین ہی اسلئی کہ ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ اونہون نی کعبہ مین نماز پڑہی اور سجدہ خرقہ پر کیا کسی شخص نی کہا یہہ جایز نہین ہی
فقال له الامام من این انت فقال من خوارزم فقال جاء التکبیر من وراء یعنی انکم تتعلمون منا ثم تعلموننا اهل
امام نی پوچہا تو کہان کا رہنی والا ہی اوسنی کہا خوارزم کا پہر امام نی کہا پیچہی تکبیر ہوئی یعنی مقتدی تکبیر کہنی لگی مراد یہہ ہی کہ تم ہم سی سیکہہ کر پہر ہمکو سکہاتی ہو کیونکہ
تصلون علی البردی فی دیارکم قال نعم فقال تجوزون الصلوة علی الحشیش ولا تجوزونها علی الخرقة والسادس من
اپنی ملک مین بردی گہاس پر نماز پڑہتی ہو کہا ہان پہر امام نی کہا تم گہاس پر نماز جایز رکہتی ہو اور خرقہ پر جایز نہین رکہتی اور چہٹا فرض
فرائض الصلوة القعدة الاخیرة سواء تقدمها قعدة اخری او لم تتقدم کما فی الثنائیة وقدر الفرض فیها مقدار
نماز کی فرایض مین سی قعدہ اخیرہ ہی برابر ہی کہ اوس سی پہلی بہی قعدہ ہو جیسی رباعی نماز مین یا نہو جیسی ثنائی نماز مین اور اسمین مقدار فرض کی اتنی ہی
ما یتمکن فیه من قراءة التشهد الی قوله عبده ورسوله لقوله علیه الصلوة والسلام لابن مسعود حین علمه
جسمین عبدہ ورسولہ تک تشہد پڑہ لی اسواسطی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی ابن مسعود سی

التشهد اذا قلت هذا او فعلت هذا فقد تمت صلوتك فانه عليه الصلوة والسلام علق التمام بالفعل قرا اولم

تشہد سکہاتی ہوئی یہہ فرمایا جب تو یہہ پڑہ چکا یا یہہ کرچکا تو نماز تیری بیشک پوری ہوگئی کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی تمامی نماز کو فعل پر موقوف رکہا تشہد پڑہی یا نہ

يقرا لان معنى قوله اذا قلت هذا اى قرات التشهد وانت قاعد اذ لم يشرع قراءة التشهد الا في القعود ومعنى قوله

پڑہی اسواسطی کہ معنی اذا قلت ہذا کی یہہ ہین پڑہا تو نی تشہد کو بیٹہ کر اسلئی کہ تشہد کا پڑہنا بجز قعود کی مشروع نہین ہی اور معنی

او فعلت هذا اى قعدت ولم تقرأ شيئا فصار التخيير في القول لا الفعل لان الفعل ثابت في الحالين والمعلق بالشرط

او فعلت ہذا کی یہہ ہین کہ تو بیٹہ گیا اور پڑہا کچہہ نہین پس اب اختیار قول مین ہی فعل مین نہین ہی اسواسطی کہ فعل دونو حالتون مین ثابت ہی اور جو امر شرط پر موقوف

تناہی

لا يوجد قبل وجود الشرط ووجه اخر ان الصلوة متناهية والتناهي لا يكون الا بالتمام والتمام لا يكون الا بالاتمام

وہ شرط سی پہلی موجود نہین ہوتا اور ایک اور وجہ ہی کہ نماز متناہی ہی اور تناہی بدون تمامی کی نہین ہوتی اور تمامی تمام کئی بدون نہین ہوتی

والاتمام لا يعلم ما لم يبينه الشارع فقد بينه به فيكون فرضا فان قيل الفرضية لا تثبت بخبر الواحد فما وجه ثبوتها

اور تمام کرنا بدون بتانی شارع کی معلوم نہین ہوتا سو شارع نی قعدہ بتادیا سو فرض ہوگیا اگر کوئی کہی فرضیت خبر واحد سی ثابت نہین ہوتی پہر یہان خبر واحد سی ثبوت

فرضیت

به ههنا فالجواب عدم ثبوتها به ليس على اطلاقه بل اذا ثبت به ابتداء واما اذا لم يثبت به ابتداء بل بين به المجمل فتثبت

کی کیا وجہ ہی سو جواب یہہ ہی کہ عدم ثبوت فرضیت کا خبر واحد سی یون نہین ہی کہ فرضیت کبہی نہین ثابت ہوتی بلکہ جب خبر واحد سی ابتداءً ثابت کرین اور وہ صورت جو ابتداءً ثابت

بيانه ان نفس الصلوة ثابتة بالكتاب وتمامها منها فيلزم كون تمامها ثابتا به ايضا وهذا الخبر بين كيفيته

اسکی تفصیل یہہ ہی کہ عین نماز تو قرآن سی ثابت ہی اور تمامی نماز کی اسمین داخل ہی پس اتمام کا بہی ثبوت قرآن سی لازم آیا اور اس خبر نی کیفیت اتمام کی بیان کردی

فيكون فرضا ويظهر ثمرة كونها فرضا في مسائل الاولى من تلك المسائل ان من صلى الظهر او نحوها خمسا بان قيد

سو فرض ہوا اور قعدہ کی فرضیت کا فائدہ کئی مسائل مین ظاہر ہوتا ہی اول اون مسائل مین سی یہہ ہی کہ جسنی ظہر کی نماز مین پانچ رکعت پڑہین اور پانچوین رکعت کا سجدہ

الخامسة بالسجدة ولم يقعد على راس الرابعة تبطل فرضية صلوته وتتحول نفلا عند ابي حنيفة وابي يوسف و

کرلیا اور چوتہی رکعت پر قعدہ نکیا تو اوسکی نماز فرضیت باطل ہوکر امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی نزدیک نفل ہوجاتی ہی

عند محمد تبطل فرضيتها وتخرج من كونها صلوة وكذا لو لم يقعد على ثالثة المغرب او ثانية الفجر والثانية من

امام محمد کی نزدیک فرضیت باطل ہوکر نماز ہی نرہی اور ایسی ہی اگر نماز مغرب مین تیسری رکعت پر یا فجر کی دوسری رکعت پر قعدہ نکری اور دوسرا اون مسائل

تلك المسائل ان المسافر اذا اقتدى بمقيم في فائتة غير ثنائية لا يصح اقتداؤه لان القعدة الاولى فرض في حق المسافر

مین سی یہہ ہی کہ مسافر اگر مقیم کا مقتدی بنی قضا نماز مین تو اوسکا اقتدا صحیح نہین ہی اسواسطی کہ پہلا قعدہ مسافر کی حق مین تو فرض ہی اور

دون المقيم فيكون اقتداؤه به من قبيل اقتداء المفترض بالمتنفل وهو غير جائز عندنا وانما يجوز اقتداؤه به في الوقت

مقیم کی حق مین فرض نہین اب اوسکا اقتدا ایسا ہوگیا جیسی فرض پڑہنی والا نفل پڑہنی والیکا مقتدی ہوجاوی اور یہہ اقتدا ہماری مذہب مین جایز نہین ہی مسافر کو

لان صلوته يصير اربعا باقتدائه به في الوقت لا بعده والثالثة من تلك المسائل ان المصلي بعد القعود قدر التشهد

اسلئی کہ مسافر کی نماز ہی بسبب اقتدا کی وقت مین رباعی ہوجاتی ہی وقت بعد نہین ہوتی تیسرا اون مسائل مین سی یہہ ہی کہ مصلی کو بعد قعدہ بقدر تشہد کی

في اخر الصلوة لو تذكر سجدة التلاوة وسجدها ترتفع القعدة حتى لو لم يقعد قدر التشهد بعد ما سجد سجدة التلاوة

آخر نماز مین اگر سجدہ تلاوت کا یاد آیا اور اوسنی وہ سجدہ کیا تو وہ قعدہ باطل ہوگیا یہان تک کہ اگر بعد سجدہ تلاوت کی بقدر تشہد قعدہ نکریگا

تفسد صلوته لفوات ما هو فرض منها وهو القعدة الاخيرة والرابعة من تلك المسائل ان المصلي اذا نام في القعدة

تو اوسکی نماز بسبب فوت ہونی ایک رکن نماز یعنی قعدہ اخیرہ کی فاسد ہوجاویگی اور چوتہا اون مسائل مین سی یہہ ہی کہ اگر مصلی تمام قعدہ اخیر مین سوتا رہا

الاخيرة كلها فحين انتباهه يفرض عليه ان يقعد قدر التشهد وان لم يقعد تفسد صلوته لان ما حصل من

تو جب وہ جاگی اوسپر فرض ہی کہ بقدر تشہد کی قعدہ کری اگر نہین کریگا تو نماز فاسد ہوجاویگی اسواسطی کہ جو

الافعال

الافعال فی الصلوة حالة النوم لاتعتبر لصدورها من غیر اختیار فیکون وجودها کعدمها وهذه المسئلة یکثر

افعال نماز میں سوتی ہوئی ادا ہوئے ہیں اونکا اعتبار نہیں ہی کیونکہ وہ بلا اختیار ہوئی ہیں اونکا ہونا نہونا برابر ہی اور یہہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہی خاص کر

وقوعها لاسیما فی التراویح وخصوصا فی لیالی الصیف لکن الناس عنها غافلون یسّر الله تعالی علما موافقا لرضائه

تراویح میں اور وہ بھی علی الخصوص جو گرمیوں کی شب میں ہوتی ہیں لیکن لوگ اس سی غافل ہیں الٰہی ہمپر آسان کر عمل اپنی رضا مندی کی موافق

بلطفه وکرمه

المجلس الثالث والخمسون فی بیان فضیلة الصلوة الخمس وکونها کفارة للذنوب

اپنی لطف اور کرم سی — ترپنویں مجلس — پنجگانہ نماز کی فضیلت میں اور نماز کا کفارہ ہونا واسطی گناہوں کی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ارایتم لوان نهرا بباب احدکم یغتسل فیه کل یوم

رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا بتاؤ تو اگر تم میں سی کسیکی دروازہ آگی نہر بہتی ہو وہ ہر روز اوسمیں

خمسا هل یبقی من درنه شئ قالوا لا قال فذلك مثل الصلوات الخمس یمحو الله بهذه الخطایا هذا الحدیث من

پانچ دفعہ نہایا کری کیا اوسپر کچہہ میل باقی رہی گا عرض کیا نہیں آپ نی فرمایا پس نہر مثل پنجگانہ نمازوں کی ہی الله تعالی ان نمازوں سی خطایا کو مٹا دیتا ہی یہہ حدیث

صحاح المصابیح رواه ابوهریرة وقد بیّن فیه ان من صلی الصلوات الخمس یغفر الله تعالی ذنوبه ببرکات تلك الصلوات

مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسمیں یہہ بیان ہی جسنی پنجگانہ نمازیں پڑہیں تو الله تعالی اوسکی تمام گناہ ان نمازوں کی برکت سی بخشدیتا ہی

فلا بد للمؤمن ان یداوم علیها فی اوقاتها باتمام رکوعها وسجودها وسائر ما یفعل فیها فانه تعالی وان امر

سو مؤمن کو لازم ہی کہ نمازوں کو وقتوں پر رکوع اور سجود کو اور تمام ارکان کو جو نماز کی اندر ہیں پورا پورا اگر کر مداومت رکہی کیونکہ الله تعالی نی اپنی کتاب میں اگرچہ نماز کا

بها فی مواضع من کتابه لکن ذکر ارکانها فیها متفرقة حیث بیّن فرضیة تکبیرة الافتتاح بقوله تعالی فی سورة المدثر

کئی جگہ امر فرمایا پر اوسکی ارکان کو متفرق ذکر کیا ہی چنانچہ تکبیر تحریمہ کی فرضیت سورہ مدثر کی اس آیت میں

وربك فکبّر وفرضیة القیام بقوله تعالی فی سورة البقرة وقوموا لله قانتین وفرضیة القراءة بقوله تعالی فی

اور اپنی رب کی بڑائی بول اور قیام کی فرضیت سورہ بقرہ کی اس آیت میں اور کہڑی رہو الله کی آگی ادب سی اور قرارت کی فرضیت سورہ

سورة المزمل فاقرءوا ما تیسر من القرآن وفرضیة الرکوع والسجود بقوله تعالی فی سورة الحج یا ایها الذین آمنوا

مزمل کی اس آیت میں پس پڑہو جتنا آسان ہو قرآن سی اور رکوع اور سجود کی فرضیت سورہ حج کی اس آیت میں ہی اے ایمان والو

ارکعوا واسجدوا وانما عرف الترتیب بتعلیم النبی علیه السلام تارة بفعله وتارة بقوله علی ما بینه العلماء

رکوع کرو اور سجدہ کرو اور ترتیب صرف نبی علیه السلام کی تعلیم سے معلوم ہوئی ہی کبہی تو آپ کو کرنی سی اور کبہی آپ کی بتانی سی چنانچہ علما نی

فی کتبهم وقالوا من یرید الدخول فی الصلوة یکبر ویقول الله اکبر من غیر ادخال المد فی همزة الله وهمزة اکبر

اپنی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہی اور علماء کہتی ہیں جو شخص نماز شروع کیا چاہی تکبیر اس طور کہی الله اکبر الله کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ اور بار پر مد نہ کہینچی

وبائه اذ لو حصل المد فی احدی الهمزتین لا یصیر شارعا فی الصلوة بل لو وقع فی اثنائها تفسد صلوته ولو تعمده

اسواسطی کہ اگر دونو ہمزوں میں سی کسی پر مد پیدا ہوگا تو نماز شروع نہوگی بلکہ اگر مد نماز کی بیچ کسی تکبیر پر آجاویگا تو نماز فاسد ہوجاوی گی اور اگر جان

یکفر لانه یصیر استفهاما ومقتضاه الشك فی کبریاء الله تعالی وقیل ان کان لا یمیز بین المد وغیره یکون شارعا

تو کافر ہوجاویگا اسواسطی کہ کلام استفہامی ہوجاتی اور اسکا مضمون الله تعالی کی بڑائی میں شک پیدا کریگا اور کوئی کہتا ہی اگر وہ شخص مد اور بی مد میں تمیز نہیں ہی تو نماز شروع ہوجاتی ہی

فی الصلوة ولا تفسد ولو وقع فی اثنائها والاستفهام یحتمل ان یکون للتقریر لکن الاول اصح لان مثل هذا الجهل لا یصح

اور فاسد نہیں ہوتی اگرچہ مد بیچ میں آجاوی اور استفہام میں احتمال ہی کہ تقریر کی واسطی ہو لیکن روایت اول اصح ہی اسواسطی کہ ایسی جہالت کا عذر ہونا صحیح نہیں

ان یکون عذرا والتقریر المستفاد من الاستفهام معناه حمل المخاطب علی الاقرار بما یعرفه والانسان لا یصلح ان یحمل

ہی اور تقریر جو استفہام سی حاصل ہوتی ہی اوس سی یہہ مراد ہی کہ مخاطب کو اپنی معلوم کی اقرار پر برانگیختہ کری اور انسان میں یہہ صلاحیت نہیں کہ

نفسه على الاقرار بان الله تعالى اكبر ولو وقع المد في باء اكبر بان يقول اكبار بزيادة الالف الممال بين الباء والراء

اپنی ذات کو اس اقرار پر برانگیختہ کرے کہ اللہ بڑا ہے اور اگر مد اکبر کی با پر پیدا ہوگا کہ وہ اکبار کہدے الف کو امالہ کرکر درمیان با اور راء کی بڑھاکر

لا يصير شارعا في الصلوٰة ايضا ولو وقع في اثنائها تفسد اذ قيل انه اسم من اسماء الشيطٰن وقيل انه جمع كبر

تو بھی نماز شروع نہوگی اور اگر بیچمیں آجاویگا تو نماز فاسد ہوجاویگی اسلئے کہ کہتے ہیں کہ یہہ نام شیطان کی ناموں میں سے ہے اور کوئی کہتا ہے کہ یہہ جمع کبر کی ہے

بفتحتين وهو الطبل وقيل يصير شارعا في الصلوٰة ولا تفسد لو وقع في اثنائها لانه اشباع والاول اصح لان

دونو زبر سے نقارہ کو کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں نماز شروع ہوجاتی ہے اور فاسد نہیں ہوتی اگرچہ بیچ میں آجاوے اسواسطے کہ یہہ اشباع ہے اور روایت اول اصح ہے

الاشباع انما يكون في الاخر لا في الوسط ومحل التكبير القيام المحض حتى لو ادرك الامام في الركوع وكبر حال الانحطاط

اسواسطے کہ اشباع آخر کلمہ میں ہوتا ہے بیچمیں نہیں ہوتا اور تکبیر کہنے کا محل خالص قیام ہے یہان تک کہ اگر امام کو رکوع میں پایا اور جھکتے ہوئے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں چلا گیا

لا يصير شارعا في الصلوٰة لان شرط الشروع فيها وقوع التكبير في محض القيام ولو قال في القيام الله وفي الركوع

تو نماز شروع نہوگی اسواسطے کہ شرط نماز شروع ہونے کی یہہ ہے کہ تکبیر خالص قیام میں واقع ہو اور اگر کھڑے ہوئے تو اللہ کہا اور رکوع میں اکبر کہا

اكبر لا يصير شارعا ايضا ورفع اليدين عند التكبير سنة حتى لو ترك رفعهما دائما من غير عذر ياثم ولا ياثم

تو بھی نماز شروع نہوگی اور تکبیر کے وقت دونو ہاتھ اوٹھانی سنت ہیں یہان تک کہ اگر ہاتھ اوٹھانی بلا عذر ہمیشہ کو چھوڑدے تو گنہگار ہوگا اور گاہے گاہے

ان تركه احيانا فعلى هذا ينبغي لمن يريد الشروع في الصلوٰة ان يرفع يديه حتى يحاذي بابهاميه شحمتي

ترک کرے تو گنہگار نہیں ہوتا اس بیان کی موافق لایق ہے کہ جو نماز شروع کرے اپنی دونو ہاتھ اتنی اوٹھاوے کہ دونو انگوٹھی کانون کی لو کی برابر ہوجاویں

اذنيه بلا ضم اصابعه ولا تفريجها بل تركها على حالها قال قاضيخان ويمس بطرف ابهاميه شحمتي اذنيه

اور انگلیان کو آپسمیں نہ ملاوے اور نہ کشادہ کرے بلکہ اپنی حال پر چھوڑدے قاضیخان کہتا ہے کہ سری انگوٹھون کی کانون کی لو سے لگادے

ويجعل بطن كفيه نحو القبلة اكمالا للاقبال عليها وقال بعضهم يجعل بطن كل كف الى الكف الاخرى ثم يكبر وهو

اور ہتھیلیان دونو ہاتھ کی قبلہ کی طرف رکھے تا مواجہ قبلہ کا خوب پورا ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ ہتھیلی ہر ایک ہاتھ کی دوسری ہتھیلی کی طرف رکھے پھر اللہ اکبر کہے اور یہہ

الاصح لان في فعله معنى النفي وفي قوله الله اكبر معنى الاثبات وهو بفعله الذي هو رفع اليدين ينفي الكبرياء

اصح ہے اسواسطے کہ اسکی عمل میں معنی نفی کی ہیں اور اس قول میں اللہ اکبر معنی اثبات کی ہیں سو مصلی اپنی عمل سے یعنی ہاتھ اوٹھانے سے غیر اللہ سے بڑائی کی نفی کرتا ہے

عن غيره تعالى وبقوله اكبر يثبتها له تعالى والنفي مقدم على الاثبات كما في كلمة التوحيد ولو كبر ولم يرفع يديه

اور اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی واسطے بڑائی ثابت کرتا ہے اور نفی اثبات پر مقدم ہوتی ہے چنانچہ کلمۂ توحید میں اور اگر اللہ اکبر کہا اور ہاتھ نہ اوٹھائے

حتى فرغ من التكبير لا يرفعهما لفوات محله وان ذكره في اثناء التكبير يرفعهما لعدم فوات محله وان لم يمكنه رفعهما

اتنی کہ تکبیر کہہ چکا تو پھر نہ اوٹھاوے اسواسطے کہ اوسکا محل ہوچکا اور اگر اثناء میں تکبیر کہتے ہوئے یاد آگیا تو اوٹھاوے اسلئے کہ محل باقی ہے اور اگر موضع مسنون تک نہ اوٹھاسکے

الى الموضع المسنون يرفعهما قدر ما يمكنه وان امكنه رفع احدهما دون الاخرى يرفعها وحدها لما روي انه عليه السلام

تو جہان تک ہوسکے اوٹھاوے اور اگر ایک ہاتھ اوٹھاسکتا ہے دوسرا نہیں اوٹھاسکتا تو ایک ہی کو اوٹھاوے اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

قال اذا امرتكم بامر فأتوا منه ما استطعتم وان لم يمكنه رفعهما الا بالزيادة على المسنون يرفعهما لانه يأتي بالمسنون

جب میں تمکو کوئی کام کہوں تو اوسکو اپنی مقدور بھر بجالاؤ اور اگر اوس سے دونو ہاتھ نہیں اوٹھ سکتے بدون زیادت کی مقدار مسنون پر تو بھی اوٹھاوے اسواسطے کہ سنت پر عمل

ولا يستطيع ان يمتنع عن الزيادة والمراة ترفعهما الى منكبيها هو الصحيح لكونه استر لها واذا فرغ من التكبير يضع

کرتا ہے اور یہہ طاقت نہیں کہ زیادت سے رک رہے اور عورت اپنی دونو ہاتھ مونڈھون تک اوٹھاوے یہہ ہی صحیح ہے اسواسطے کہ عورت کی واسطے یہہ ہی حال زیادہ پردہ پوش ہے

بطن كفه اليمنى على ظاهر كفه اليسرى ويحلق بالخنصر والابهام على الرسغ تحت سرته وهذا الوضع سنة في كل

تو پھر دہنی ہتیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ کر چھوٹنگلی اور انگوٹھی سے پہنچے پر ناف سے نیچی حلقہ باندہ لے اور یہہ ہی وضع مسنون ہے جس جس

قيام

قیام فیه ذکر مسنون واما الذی لیس کذلك فالسنة فیه الارسال کما فی قومة الرکوع وتکبیرات العیدین و
قیام مین کہ ذکر مسنون ہوتا ہی اورجو قیام ایسا نہین ہی سواوسمین ہاتہہ چھوڑ دینا مسنون ہی جیسی کہ رکوع کی بعد قومہ مین اورعیدین کی تکبیرات مین اور

المرأة تضعهما علی صدرها لانه استر لها ثم یقول سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالی جدك ولا اله
عورت دونو ہاتہہ اپنی سینہ پر رکھی کیونکہ یہہ ہی پردہ پوش ہی پہر یہہ پڑہی پاکی یاد کرتا ہون تیری یا الٰہی اور تیری حمد کرتا ہون بابرکت ہی تیرا نام اور برتر ہی تیری بڑائی اور نہین کوئی معبود

غیرك ولا یقول وجل ثناءك لانه لم یذکر فی الاحادیث المشهورة وذکر فی الکافی انه لو سکت عنه لا یؤمر به
سوا تیری اور نہ کہی جل ثناءک اسواسطی کہ احادیث مشہورہ مین وارد نہین ہوا اور کافی مین یہہ مذکور ہی کہ اس کو اگر کوئی نہ کہی تو امر نہ کرین

ولو اتی به لا یمنع عنه ثم یقول اعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم وهو تبع للقراءة دون الثناء عند ابی حنیفة ومحمد
اور اگر کہی تو منع بھی نہ کرین پہر یہہ پڑہی پناہ مانگتا ہون اللہ کی شیطان راندہ سی اور یہہ عبارت ہمراہ قرارت کی ہی ثنا کی ساتہہ نہین ہی نزدیک ابوحنیفہ اور محمد کی

حتی یاتی به المسبوق دون المؤتم ثم یقول بسم الله الرحمٰن الرحیم وهو سنة فی اول کل رکعة فی روایة ابی یوسف عن ابی حنیفة
یہان تک کہ مسبوق تو پڑہی موتم نہ پڑہی پہر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑہی اور بسم اللہ ہر ایک رکعت کی اول مین مسنون ہی ابو یوسف کی روایت مین ابوحنیفہ سی اور اوسکو

ثم یقرء الفاتحة ویقول فی اخرها امین ثم یضم الیها سورة او ثلث ایات من ای سورة شاء فان قرأ معها ایة قصیرة
مقتدی نہ پڑہی پہر سورۂ فاتحہ پڑہی اور اوسکی آخر مین آمین کہی پہر اوسکی ساتہہ کوئی سورہ ضم کری یا تین آیتین جس سورت مین سی چاہی پس اگر سورۂ فاتحہ کی ساتہہ

او ایتین قصیرتین لا یخرج عن الکراهة التحریمیة لترکه الواجب لان الواجب فی الرکعتین الاولیین بعد قراءة
ایک آیت چھوٹی یا دو آیتین چھوٹی پڑہی تو کراہت تحریمی سی خالی نہین ہی اسلئی کہ واجب ترک کیا اسواسطی کہ واجب دونو پہلی رکعت مین بعد پڑہنی

الفاتحة ان یضم الیها سورة او ثلث ایات قصار او ایة طویلة تعدل ثلث ایات قصار فهذا یخرج عن الکراهة
سورۂ فاتحہ کی یہہ ہی کہ اوسکی ساتہہ کوئی سورۃ یا تین آیتین چھوٹی یا ایک آیت اتنی بڑی جو چھوٹی تین آیت کی برابر ہو ملادی سو اتنی مقدار سی کراہت تحریمی سی تو

التحریمیة لکن لا یدخل فی حد السنة بل یدخل فی الکراهة التنزیهیة لانه لا یخلو اما ان یکون فی السفر او الحضر
بچ جاتا ہی پر حد مسنون پر نہین پہنچتا بلکہ کراہت تنزیہی مین آجاتا ہی اسلئی کہ اس حال سی باہر نہین کہ وہ مسافر ہوگا یا مقیم

فان کان فی السفر ففی حال الضرورة من خوف او عجلة یقرء بفاتحة الکتاب وای سورة شاء او مقدار سورة
اگر مسافر ہی تو ضرورت کی وقت خوف سی یا شتابی سی سورۂ فاتحہ پڑہی اور ایک اور سورۃ جونسی چاہی یا برابر کسی سورۃ کی

من ای محل تیسر و فی حال الاختیار وعدم الضرورة یقرأ فی صلوٰة الفجر مع الفاتحة سورة البروج ونحوها وفی الظهر
جس جگہہ سی آسان ہو اور اختیار کی وقت جب ضرورت نہو تو فجر کی نماز مین بعد سورۂ فاتحہ کی سورۂ بروج اور اسکی مانند اور ظہر مین بہی

کذلك وفی العصر والعشاء دون ذلك وفی المغرب یقرأ بالقصار جدا کالعصر والکوثر وان کان فی الحضر وخاف
ایسی ہی اور عصر اور عشاء مین اس سی کچھہ کم اور مغرب مین بہت چھوٹی سورتین جیسی سورۂ عصر اور کوثر پڑہی اور اگر مقیم ہی اور وقت کی

فوت الوقت یقرأ قدر ما لا یفوته الصلوٰة وان لم یخف فوت الوقت یقرأ فی صلوٰة الفجر فی الرکعتین اربعین ایة
گذرجانی کا خوف ہو تو اتنا پڑہی کہ اوسکی نماز فوت نہوجاوی اور اگر وقت کی جانی کا خوف نہین تو فجر کی نماز کی دونو رکعت مین چالیس آیتین پڑہی

وهو ادنی السنة او ستین ایة وهو اوسطها او مائة وهو اعلاها لما روی انه علیه الصلوٰة والسلام کان یقرأ
اور یہہ ادنی درجہ سنت کا ہی یا ساٹہہ آیتین اور یہہ بیچکا درجہ سنت کا ہی یا سو آیتین اور یہہ اعلی درجہ سنت کا ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

فی صلوٰة الفجر اربعین ایة او ستین ایة او مائة ایة واحیانا کان یقرأ والصّٰفّٰت واحیانا کان یقرء سورة
فجر کی نماز مین چالیس آیتین یا ساٹہہ آیتین یا سو آیتین پڑہا کرتی تہی اور بعضی دفعہ سورۂ والصافات اور بعضی دفعہ سورۂ ق پڑہتی

قٓ وقد کان ابن عمر قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یامرنا بالتخفیف ویؤمنا بالصافات فعلم من هذا ان
اور ثابت ہوچکا ہی کہ ابن عمر کہتی تہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو قرارت مین تخفیف کی امر فرماتی اور امامت کی وقت والصافات پڑہتی تو اس سی معلوم ہوا

قرأة الصافات من باب التخفيف فاذا فرغ من القراءة يكبر للركوع مع الانحطاط فلو لم يكبر حال الانحطاط

کہ والصافات کا پڑہنا تخفیف مین داخل ہی پہر جب مصلی قراءت سی فارغ ہوچکا تو رکوع کی لئی جہکتی ہوئی تکبیر کہی اگر جہکتی ہوئی تکبیر رہ گئی

لا يكبر في الركوع لفوات محله وقد ذكر في المنية ان في اتيان اذكار المشروعة في الانتقالات بعد تمام الانتقال

تو رکوع مین جاکر تکبیر نہ کہی اسواسطی کہ اوسکا محل فوت ہوگیا اور منیہ مین مذکور ہی کہ جو اذکار انتقالات کی اندر مشروع ہین اونکو بعد انتقالات کی ادا کرنی مین

كراهتين تركها عن موضعها وتحصيلها في غير موضعها وبعد التكبير يضع يديه على ركبتيه مع تفريج اصابعه

دو کراہت ہین ایک تو اونکو اپنی جگہہ سی ٹلا دینا اور دوسری بی جگہہ ادا کرنا اور تکبیر کی بعد دونو ہاتہہ دونو گہٹنون پر اونگلیان کشادہ کرکی رکہی

ولا يندب تفريج الاصابع الا في هذه الحالة ويبسط ظهره بحيث لو وضع على ظهره قدح مملو بالماء لاستقر

اور اونگلیون کا کشادہ کرنا سوا اس جگہہ کی کہین مستحب نہین ہی اور کمر کو ایسی ہموار کردی کہ اگر اوسکی پیٹہہ پر پیالہ پانی کا بہرا ہوا رکہدین تو ٹہر ا رکہا رہی

ويستوي راسه بظهره ولا يرفعه كالحية ولا ينكسه كالخنزير ويقول في ركوعه سبحان ربي العظيم ثلث

اور سر کو کمر کی برابر کردی نہ اونچا کری سانپ کی مانند اور نہ تلی جہکادی سور کی مثال اور رکوع کی اندر سبحان ربی العظیم تین بار کہی

مرات وذلك ادنى كمال السنة ويكره ان ينقص منها وان زاد عليها فهو افضل ان كان منفردا وكان

اور یہہ کمال سنت کا ادنی درجہ ہی اس سی کم کرنا مکروہ ہی اور اگر تین بار سی زیادہ کہی تو افضل ہی اگر منفرد یعنی تنہا پڑہتا ہو اور

اتمامه على وتر ثم يرفع راسه قائلا سمع الله لمن حمده واذا استوى قائما يقول في القيام ربنا لك الحمد

عدد طاق پہ پورا کری پہر سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا سر اوٹہاوی اور جب سیدہا کہڑا ہوجاوی تو قیام مین ربنا لک الحمد کہی

ان كان منفردا ثم يكبر للسجود مع الانحطاط وان لم يكبر حال الانحطاط لا يكبر في السجدة لفوات محله ثم

اگر مصلی منفرد ہو پہر سجدہ کی لئی جہکتا ہوا تکبیر کہی اور اگر اتفاقا جہکتی وقت تکبیر رہ گئی تو سجدہ مین جاکر نہ کہی اسواسطی کہ اوسکا محل ہولیا پہر

يضع يديه على الارض مع ضم اصابعه ولا يندب ضم الاصابع الا في هذه الحالة ثم يضع وجهه بين كفيه

اپنی دونو ہاتہہ اونگلیان ملاکر زمین پر رکہی اور اونگلیون کا ملانا سوا اس محل کی کہین مستحب نہین ہی پہر اپنی پیشانی دو ہاتہون کی بیچ مین

بحيث يكون ابهاماه حذاء اذنيه ويبدي ضبعيه الا في الازدحام ويجافي بطنه عن فخذيه ويوجه اصابع

اسطور پر رکہی کہ اوسکی دونو انگوٹہی کانون کی برابر رہین اور دونو بہلو کو ظاہر کردی اگر انبوہ نہو اور اپنی پیٹ کو دونو ران سی الگ رکہی اور پانو کی اونگلیان

رجليه نحو القبلة ويقول في سجوده سبحان ربي الاعلى ثلث مرات وذلك ادنى كمال السنة حتى يكره

قبلہ کی طرف رکہی اور سجدہ کی اندر سبحان ربی الاعلی تین مرتبہ کہی اور یہہ کمال سنت کا ادنی درجہ ہی یہان تک کہ اس سی کم کرنا مکروہ ہی

ان ينقص منها وان زاد عليها فهو افضل ان كان منفردا وكان اتمامه على وتر والمرأة في السجود كالرجل الا انها

اور اگر اس سی زیادہ کہی تو افضل ہی اگر مصلی منفرد ہو اور اتمام اسکا عدد طاق پہ ہو اور عورت سجدہ کرنی مین مثل مرد کی ہی پر اتنا فرق ہی

لا تبدي ضبعيها ولا تجافي بطنها عن فخذيها بل تلزق بطنها بفخذيها لكونه استر لها وتمام السجدة يكون

کہ عورت اپنی پہلو کو ظاہر نکری اور نہ پیٹ کو ران سی جدا رکہی بلکہ اپنی پیٹ کو ران سی ملا رکہی کیونکہ یہہ زیادہ پردہ پوش ہی اور پورا ہونا سجدہ کا

بوضع الجبهة والانف ويكره باحدهما وكذا يكره السجود على كور عمامته ان كان كورها متصلا بالجبهة

پیشانی اور ناک دونو کی ٹکانی پر ہی ایک پر مکروہ ہی اور ایسا ہی سجدہ پگڑی کی پیچ پر مکروہ ہی اگر پیچ پگڑی کا پیشانی پر آیا ہوا ہو

ولم يكن غليظا بحيث يوجد حجم الارض ولو لم يكن متصلا بجبهته بل كان فوق الجبهة او كان غليظا لا يوجد

اور موٹا نہو ایسا کہ زمین کی سختی محسوس ہوتی ہو اور اگر وہ پیچ پیشانی پر نہو بلکہ پیشانی سی اوپر ہو یا اتنا موٹا ہو کہ زمین کی

فيه حجم الارض لا يجوز وكذا لا يجوز السجود على كل شئ لا يوجد فيه حجم الارض كالقطن المحلوج والثلج والدخن

سختی اسمین معلوم نہوتی ہو تو سجدہ جائز نہین ہی اور ایسی ہی سجدہ ایسی ہر شئ پر جائز نہین ہی جسمین سختی زمین کی محسوس نہو جیسی دہنی ہوئی روئی اور برف اور چینا

ونحو ذلك لعدم استقرار الجبهة على الارض او ما يتصل بها ووضع اليدين والركبتين على الارض في السجدة ليس

اور مانند اسکی کیونکہ پیشانی زمین پر یا جو زمین کی مثل ہی نہین ٹہیرتی اور دونو ہاتہہ اور دونو گہٹنون کا زمین پہ رکہنا سجدہ مین فرض نہین

بفرض بل هو سنة واما وضع القدمين فقد ذكر القدوری والكرخی والخصاف انه فرض حتى لو سجد ولم يضع قدميه

ہی بلکہ سنت ہی اور رہا دونو پانو کا رکہنا سو قدوری اور کرخی اور خصاف کہتی ہین کہ فرض ہی یہان تک کہ اگر سجدہ کو کیا اور دونو پانو

او احدهما على الارض بل رفعهما عن الارض لا يجوز ولو وضع احدهما يجوز لكن يكره وذكر التمرتاشی ان وضع اليدين

یا ایک پانو زمین پہ نہ لگایا بلکہ دونو کو زمین سی اوٹہائی رہا تو جایز نہین ہی اور اگر ایک پانو بہی لگائی رکہا تو جایز ہی پر مکروہ اور تمرتاشی کہتا ہی رکہنا دونو ہاتہہ کا

والقدمين سواء في عدم الفرضية وقال اكمل الدين في شرح الهداية هو الحق وذكر في شرح المنية انه بعيد عن الحق

اور دونو پانو کا فرض نہونی مین برابر ہین اور اکمل الدین شرح ہدایہ مین کہتا ہی یہہ ہی حق ہی اور شرح منیہ مین یون مذکور ہی کہ یہہ حق سی بعید ہی

والمراد بوضع القدمين على ما ذكر في الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجيهها نحو القبلة ليكون الاعتماد

اور دونو پانو رکہنی سی موافق بیان خلاصہ کی پانو کی اونگلیون کا لگانا مراد ہی اور مراد اونگلیون کی رکہنی سی اونگلیون کا متوجہ رکہنا قبلہ کی طرف ہی تاکہ اونپر زور رہی

عليها حتى لو وضع ظهر القدمين ولم يوجه اصابعهما او احدهما نحو القبلة لا يصح سجوده وهذا مما يجب حفظه

یہان تک کہ اگر پشت دونو پانو کی زمین پر رکہی اور اونگلیان دونو پانو کی یا ایک پانو کی قبلہ کی طرف نہ رکہی تو اوسکا سجدہ صحیح نہین ہی اسکا لحاظ واجب ہی

واكثر الناس عنه غافلون ثم يرفع راسه مكبرا ويقعد ويضع يديه على فخذيه فاذا اطمأن جالسا وسكن

اور اکثر لوگ اس امر سی غفلت کرتی ہین پہر تکبیر کہتی ہوئی سر اوٹہا کر بیٹہہ جاوی اور دونو ہاتہہ رانون پر رکہی جب بیٹہی ہوئی اطمینان ہوجاوی اور حرکت اعضا کی

اضطراب اعضاءه بان يمكث مقدار تسبيحة يكبر ويسجد سجدة ثانية كالسجدة الاولى واختلفوا في مقدار

باقی نرہی اسطور کہ باندازہ ایک تسبیح کی زمانہ گذرجاوی تو تکبیر کہہ کر دوسرا سجدہ پہلی سجدہ کی طرح پر کری اور اسمین اختلاف ہی

الرفع من السجدة الاولى للسجدة الثانية والاصح على ما ذكر في الهداية ان كان الى السجدة اقرب لا يجوز لانه لا يعد

کہ پہلی سجدہ سی دوسری سجدہ کی واسطی کتنا اونہی اور اصح روایت موافق بیان ہدایہ کی یہہ ہی کہ اگر سجدہ سی قریب ہی تو سجدہ ثانی جایز نہین ہی اسلئی کہ جالس

جالسا فلا يتحقق السجدة الثانية بل يصير كانه سجد سجدة واحدة وان كان الى الجلوس اقرب يجوز لانه يعد

نہین شمار کیا جاتا سو سجدہ دوسرا ثابت نہین ہوتا بلکہ ایسا ہی گویا ایک ہی سجدہ کیا ہی اور اگر جلوس سی قریب ہی تو جایز ہی اسلئی کہ اب بیٹہا ہوا

جالسا فيتحقق السجدة الثانية وقيل اذا رفع راسه مقدار ما يمر الريح بين جبهته والارض يجوز لكن الاقتصار عليه

شمار کیا جاتا ہی سو دوسرا سجدہ ثابت ہوجاتا ہی اور کوئی کہتا ہی اگر مصلی نی اتنا سر اوٹہایا کہ ہوا اوسکی پیشانی اور زمین کی بیچمین کو گذرجاوی تو جایز ہی پر اسی پر کفایت کرلینا

يكره اشد الكراهة لمخالفته ما واظب النبي عليه الصلوة والسلام مدة حيوته واذا فرغ من السجدة الثانية يكبر

سخت مکروہ ہی اسواسطی کہ ایسی امر کی مخالفت ہی جسکو نبی علیہ الصلوة والسلام زندگی بہر کرتی رہی اور جب دوسری سجدہ سی فارغ ہوچکی تو تکبیر کہی

ويقوم مستويا ولا يعتمد بيديه على الارض من غير عذر بل يعتمد على ركبتيه ويفعل في الركعة الثانية كما فعل في

اور سیدہا کہڑا ہوجاوی اور بدون عذر کی اپنی ہاتہون کا زمین پر سہارا نہ دی بلکہ اپنی گہٹنون پر سہارا کر کر کہڑا ہوجاوی اور دوسری رکعت مین وہ ہی عمل کری جو اول

الركعة الاولى الا انه لا يفتتح ولا يتعوذ ولا يرفع يديه فاذا اتمها ورفع راسه من سجدتها الثانية يفترش رجله اليسرى

رکعت مین کرچکا ہی اتنا فرق ہی کہ تکبیر تحریمہ نکہی اور اعوذ باللہ نہ پڑہی اور نہ ہاتہہ اوٹہاوی جب دوسری رکعت پوری کرچکی اور اوسکی دوسری سجدہ سی اوٹہی تو بائیں پانو بچہا کر

ويجلس عليها وينصب رجله اليمنى ويوجه اصابعه نحو القبلة ويضع يديه على فخذيه ويبسط اصابعه ويوجهها

اوسپر بیٹہہ جاوی اور داہنا پانو کہڑا رکہی اور اسکی اونگلیان قبلہ کی طرف رکہی اور دونو ہاتہہ رانون پر رکہدی اور ہاتہون کی اونگلیون کو پہیلا کر قبلہ کی طرف کردی

نحو القبلة لان السنة توجيه الاعضاء الى القبلة ما استطاع والمراة تتورك بان تخرج رجليها من جانب الايمن

اسلئی کہ تمام اعضا کا قبلہ کی طرف جہان تک ہوسکی متوجہ کرنا طریق مسنون ہی اور عورت سرین پہ اسطور بیٹہی کہ دونو پانو داہنی طرف کو نکال کر

وتجلس على اليتها اليسرى لانه استر لها ثم يتشهد ويقول التحيات لله والصلوت والطيبت السلام عليك ايها

بائیں سرین پر بیٹھ جاوے کیونکہ اوسکے لیے اسمیں خوب پردہ ہے پھر تشہد پڑھے یہہ کہے سلام ہے واسطے اللہ کے اور رحمت اور پاکیزگی اور سلام تمپر اے

النبي ورحمة الله وبركته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان

نبی اور رحمت اللہ کی اور برکتیں اوسکی اور سلام ہمپر اور صلحاء بندگان الٰہی پر میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود سوا اللہ کی اور گواہی دیتا ہوں

محمدا عبده ورسوله ثم ان كان ما يصلي فرضا زائدا على الركعتين لا يزيد على هذا القدر من التشهد

کہ محمد بندہ اوسکا ہے اور رسول اوسکا پھر اگر وہ نماز فرض دو رکعت سے بڑھتی ہے تو اتنی تشہد سے زیادہ قعدۂ اولی میں کچھ نہ پڑھے

في القعدة الاولى بل يكبر ويقوم الى الركعة الثالثة بلا اعتماد بيديه على الارض ان لم يكن له عذر ثم

بلکہ تکبیر کہکر تیسری رکعت کی لیے کھڑا ہو جاوے بے عذر ہاتھ کا سہارا زمین پر نہ کرے پھر

انه في ما بعد الاوليين متخير ان شاء قرء الفاتحة فقط وهو افضل لكون قراءتها فيما بعد الاوليين

اسکو پچھلی رکعتوں میں اختیار ہے اگر چاہے فقط سورۂ فاتحہ پڑھے یہہ تو افضل ہے اسواسطے کہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا پچھلی رکعتوں میں

سنة في ظاهر الرواية حتى لو تركها او ضم اليها سورة سهوا لا يلزمه سجود السهو وان شاء سبح ثلث

سنت ہے ظاہر الروایت میں یہانتک کہ اگر سورۂ فاتحہ کو ترک کرے یا اوسکے ساتھ سہو سے کوئی سورت ملادے تو سجدہ سہو کا نہیں آتا اور اگر چاہے تین بار تسبیح کہے

مرات وان شاء سكت مقدارها الا انه ان سكت عمدا يكون مسيئا لترك السنة وان لم يكن ما يصلي

اور اگر چاہے اتنی دیر چپکا کھڑا رہے پر اتنا ہے کہ اگر عمدا چپکا کھڑا رہیگا تو اچھا نہیں اسلیے کہ ترک سنت ہوتا ہے اور اگر وہ نماز فرض نہیں ہے

فرضا بل كان نفلا او سنة مؤكدة مثل سنة الظهر والجمعة لا يكون مخيرا بين هذه الثلثة بل يتعين عليه

بلکہ نفل ہو یا سنت مؤکدہ ہو جیسے ظہر کی اور جمعہ کی سنتیں تو اب ان تینوں امر میں اختیار نہیں ہے بلکہ اوسپر پڑھنا

قراءة الفاتحة مع ضم سورة اليها لكون القراءة فرضا في جميع ركعات النفل والسنة ثم انه في النفل يزيد على

سورۂ فاتحہ کا معہ ملانی کسی سورت کی مقرر ہے اسلیے کہ نفل اور سنتوں کی تمام رکعتوں میں قراءت فرض ہے پھر مصلی نفلوں کی قعدۂ اولی میں تشہد پر

التشهد ان يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم في القعدة الاولى ويأتي بالثناء والتعوذ اذا قام الى الثالثة لكون

درود زیادہ کردے اور سبحانک اللہم اور اعوذ باللہ بہی پڑھے جب تیسری رکعت پر کھڑا ہو اسواسطے

كل شفع صلوة على حدة واما سنة الظهر والجمعة فلكون كل منهما صلوة عليحدة لا يأتي فيها بالثناء والتعوذ

کہ ہر دو دو رکعت الگ الگ نماز ہے اور ظہر اور جمعہ کی سنتیں اسلیے کہ دونو نماز علیحدہ مستقل ہیں تو سبحانک اللہم اور اعوذ باللہ

اذا قام الى الثالثة ولا يزيد على التشهد في القعدة الاولى حتى ذكر في القنية انه لو صلى على النبي صلى الله عليه وسلم

جب تیسری رکعت پر کھڑا ہو تو نہ پڑھے اور پہلی قعدہ میں تشہد پر کچھ زیادہ نہ کرے یہانتک کہ قنیہ میں مذکور ہے کہ مصلی ظہر کی سنتوں کی پہلی

في القعدة الاولى من سنة الظهر ففي وجوب سجود السهو قولان ثم انه يقعد في القعدة الاخيرة كما يقعد في القعدة

قعدہ میں اگر درود پڑھدے تو سجدہ سہو کی واجب ہونی میں دو قول ہیں پھر مصلی قعدۂ اخیرہ میں اسطرح بیٹھ جاوے جیسے پہلی قعدہ میں

الاولى ويتشهد وبعد التشهد يصلي على النبي عليه الصلوة والسلام بقول اللهم صل على محمد وعلى ال محمد كما صليت

بیٹھا تہا اور تشہد پڑھے اور بعد تشہد کے درود پڑھے اسطور اللہم صل آخر تک الٰہی رحمت نازل کر اوپر محمد اور آل محمد کی جیسے رحمت نازل کی

على ابرهيم وعلى ال ابرهيم انك حميد مجيد ثم يستغفر لنفسه ولوالديه ان كانا مؤمنين ولجميع المؤمنين والمؤمنت

اوپر ابراہیم اور آل ابراہیم کی مقرر تو صاحب حمد اور بزرگی ہے پھر استغفار کرے اپنی اور اپنی ماں باپ کی واسطے اگر وہ دونو مؤمن ہوں اور تمام مؤمن مرد اور مؤمن عورتوں کی

ويقول اللهم اغفر لي ولوالدي ولجميع المؤمنين والمؤمنت يوم يقوم الحساب ويدعو بالدعوات المأثورة عن

واسطے اور یوں کہے الٰہی بخشدے مجکو اور میری ماں باپ کو اور تمام مؤمن مرد اور مؤمن عورتوں کو جس روز حساب قائم ہو اور وہ دعائیں پڑہے جو حضرت علیہ السلام سے

النبی علیه الصلوٰة والسلام ومایشبه الفاظ القرآن مثل ان یقول رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ
مروی ہین اور جوکہ قرآن کی الفاظ سی ملتی ہون جیسی یہہ دعا ای رب ہماری دی ہمکو دنیا مین خوبی اور آخرت مین
حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ
خوبی اور بچا ہمکو دوزخکی عذاب سی ای رب ہماری دل نہ پہیر جب ہمکو ہدایت دی چکا اور دی ہمکو اپنی پاس سی مہربانی توہی سب دینی والا
الْوَهَّابُ ونحو ذلك فانه اذا قصد بها الدعاء لا القراءة تکون الفاظا مشبهة بالفاظ القرآن ولا یکون
اور مانند اسکی کیونکہ مصلی اگر ان آیات کو دعا کی نیت سی پڑہیگا اور قرأت کا ارادہ نہو تو یہہ الفاظ مشابہ قرآن کی ہونگی قرآن نہونگی
قرآنا حتی یجوز الدعاء بها مع الجنابة والحیض ولا یدعو بما یشبه کلام الناس وهو ما لا یستحیل طلبه منهم
یہان تک کہ ان الفاظ سی جنابت اور حیض مین دعا مانگنی درست ہی اور ایسی دعا نہ مانگی جو آدمیون کی گفتگو سی ملتی ہو یعنی جسکا طلب کرنا آدمیو نسی محال نہو
مثل ان یقول اللهم اعطنی مالا اللهم ارزقنی جاریة اللهم زوجنی امرأة فانه اذا دعی بها تکون صلوته ناقصة
جیسی یہہ کہنی لگی الٰہی مجکو مال دی الٰہی مجکو لونڈی دی الٰہی عورت سی میرا بیاہ کردی پس مصلی اگر ایسی دعا مانگیگا تو اوسکی نماز ناقص ہوگی
لخروجه منها بدون السلام الذی هو واجب فاذا فرغ من الادعیة التی بعد التشهد یسلم اولا عن یمینه وثانیا عن
اسلئی کہ نماز سی بدون سلام کی جوکہ واجب تہا باہر آیا پہر جب اون دعاؤنسی جو تشہد کی بعد ہین فارغ ہوا تو سلام پہیری پہلی داہنی طرف اور دوسری بار
یساره ویقول فی کل واحد منهما السلام علیکم ورحمة الله ولا یقول فی واحد منهما وبرکاته فانه من عادة الجهال
بائین طرف اور ہر یک مین یہہ کہی السلام علیکم ورحمة الله اور برکاته دونونمین سی کسی مین نہ کہی کیونکہ یہہ جاہلون کی عادت ہی
ولو سلم عن یساره اولا یسلم عن یمینه ما لم یتکلم ولا یعید السلام عن یساره ولو سلم تلقاء وجهه یسلم عن یساره
اور اگر بائین طرف پہلی سلام پہیر دیا تو داہنی طرف بولنی سی پہلی سلام پہیری اور بائین طرف دوبارہ نہ پہیری اور اگر سلام سامنی چہرہ کی کیا توفقط بائین طرف پہیری
وهو مروی عن علی کذا ذکره الزیلعی فی شرح الکنز وینوی المنفرد فی خطاب علیکم جمیع من معه من الملئکة ولا
یہہ روایت حضرت علی سی ہی زیلعی نی شرح کنز مین مذکور کیا ہی اور منفرد مصلی علیکم کی خطاب مین اپنی ساتہہ کی تمام فرشتون کی نیت کرلی اور
ینوی عددا محصورا فیهم لاختلاف الاخبار فی عددهم فقیل مع کل مؤمن خمسة من الملئکة وقیل ستون
کسی عدد معین کی نیت نہ کری اسلئی کہ فرشتون کی عدد مین مختلف خبرین آئی ہین کوئی کہتا ہی ہر مومن کی ساتہہ پانچ فرشتی ہین کوئی کہتا ہی ساٹہہ ہین
وقیل مائة وستون وقیل اثنان وقیل غیر ذلك واصح الاقاویل انهم خمسة واحد عن یمینه یکتب الحسنات
اور کوئی کہتا ہی ایک سو ساٹہہ ہین کوئی کہتا ہی دو ہین کوئی کچہہ اور کہتا ہی سب مین صحیح قول یہہ ہی کہ پانچ ہین ایک داہنی طرف جو حسنات لکہتا ہی
وواحد عن یساره یکتب السیئات وواحد امامه یلقنه الخیرات وواحد وراءه یرفع عنه المکاره وواحد عند
اور ایک بائین طرف جو برائیان لکہتا ہی ایک سامنی جو خیرات کی تلقین کرتا ہی اور ایک پیچھی جو ایذا کو دور کرتا ہی اور ایک
ناصیته یکتب ما یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ویبلغه ومما ینبغی للمصلی بطریق الادب ان یکون نظره فی حال
پیشانی کی پاس جو درود کو لکہتا ہی اور نبی علیه السلام کی روبرو پہنچاتا ہی اور مصلی کو بقاعدہ آداب کی لایق یہہ ہی کہ قیام کی حالت مین اپنی نگاہ
قیامه الی موضع سجوده وفی رکوعه الی ظهر قدمیه وفی حال سجوده الی ارنبة انفه وفی حالة قعوده الی حجره وهو
سجدہ کی جگہہ پر رکہی اور رکوع کی حالت مین پاؤں کی پشت پر اور سجدہ کی اندر ناک کی نتہنون پر اور حالت قعود مین اپنی گود پر جہان
ما یکون علی مجمع فخذیه من ثوبه وعند التسلیمة الاولی الی منکبه الایمن وعند التسلیمة الثانیة الی منکبه
دونو زانو کی جوڑ پر کپڑا رہتا ہی اور پہلا سلام پہرتی ہوئی داہنی مونڈہی پر اور دوسرا سلام پہیرتی ہوئی بائین مونڈہی پر
الایسر لان المقصود الخشوع وترك التکلف وذلك کله مقتضی الخشوع لان المصلی اذا ترك التکلف یقع بصره فی هذه
اسلئی کہ غرض انکسار ہی اور تکلف کا ترک کرنا اور یہہ تمام باتین انکساری کی ہین اسواسطی کہ مصلی جب تکلف کو دور کرتا ہی تو اوسکی نگاہ ایسی ہی جگہہ

المواضع سواء قصدا ولم یقصد ومما ینبغی له ایضا ان یکون ما بین قدمیه فی حال القیام قدر اربع اصابع مضمومة
پڑتی ہی برابر ہی قصد کری یا نہ کری اور مصلی کو یہہ ہی چاہئی کہ دونو پانوکی بیچمین قیام کی وقت برابر چار ملی ہوئی انگلیون کی فرق رکھی
ویکره له التمایل علی یمناه مرة وعلی یسراه اخری لانه من العبث المنافی للخشوع یسرنا الله عمل الخاشعین
اور مکروہ ہی کہ کبھی داہنی پانو پر جھکجاوی اور کبھی بائین پر اسواسطی کہ یہہ سبب عبث انکسار کی خلاف ہی آلہی ہمپر آسان کر عمل خاشعین کا سا

المجلس الرابع والخمسون فی بیان فضیلة الجماعة وذکر الوعید فی ترکها

قال رسول الله
مجلس چوّن جماعت کی فضیلت مین اور جماعت ترک کرنی کی وعید مین رسول اللہ
صلی الله علیه وسلم صلوة الجماعة تفضل صلوة الفذ بسبع وعشرین درجة هذا الحدیث من صحاح
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جماعت کی نماز منفرد کی نماز پر ستائیس درجہ بڑہتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی
المصابیح رواه ابن عمر ومعناه ان الصلوة مع الجماعة تزید فی الثواب علی صلوة المنفرد بسبع وعشرین درجة
صحیح حدیثون مین ہی ابن عمر کی روایت سی اور اسکی یہہ معنی ہین کہ جماعت کی نماز ثواب مین منفرد کی نماز پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتی ہی
فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان یداوم علی اداء الصلوات الخمس بالجماعة لینال الثواب الموعود فان الجماعة فیها
اس روایت کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ ہمیشہ پانچون نمازین جماعت کی ساتہہ ادا کیا کری تاکہ ثواب وعدہ کیا ہوا پاوی کیونکہ نماز مین جماعت
سنة مؤکدة غایة التاکید فی قوة الواجب حتی لو ترکها اهل بلدة یجب قتالهم بالسلاح لکونها من شعایر
سنت مؤکدہ بہت تاکید سی قریب واجب کی ہی یہان تک کہ اگر کسی شہر والی جماعت چھوڑ دین تو اونکو ہتیار سی قتل کرنا واجب ہی اسواسطی کہ جماعت اسلام کی
الاسلام وخصائصه التی لم تکن فی سائر الادیان وان ترکها بعض منهم بغیر عذر یجب تعزیره ولا یقبل
نشانی اور ایسی خاص عبادت ہی کہ تمام دینون مین نہین ہی اور اگر جماعت کو کوئی شخص بلا عذر ترک کردی تو اوسکو تعزیر دینی واجب ہی اور اوسکی گواہی
شهادته ویاثم الجیران بالسکوت عنه والمطر والطین والبرد الشدید والظلمة الشدیدة عذر وتکرار الفقه
معتبر نہین اور اوسکی ہمسایہ گنہگار ہوتی ہین اگر چپ کر رہین اور مینہہ اور کیچڑ کی کثرت اور جاڑی کی شدت اور اندہیری کی زیادت عذر ہی اور فقہ کی بحث
ومطالعة کتبه لیس بعذر وقیل عذر اذا لم یکن عن تکاسل وقلة مبالاة بها ولم یواظب علی ترکها واختلف العلماء
اور فقہ کی کتابون کا مطالعہ عذر نہین ہی اور کوئی کہتا ہی عذر ہی اگر سستی کی ماری اور جماعت کی بی پروائی سی نہو اور ترک جماعت کی عادت نکرلی اور علماء گہر کی
فی اقامتها فی البیت والاصح انها کاقامتها فی المسجد الا فی الفضیلة ومن فاتته فی مسجده لا یجب علیه الطلب
اندر جماعت کرنی مین اختلاف کرتی ہین اصح مذہب یہہ ہی کہ گہر کی اندر جماعت تو ایسی ہی جیسی مسجد مین پر اتنی فضیلت نہین ہی اور جسکو جماعت اوسکی مسجد مین نہ ملی تو اوسپر واجب نہین کہ
فی مسجد اخر بل ان جاء الی مسجد اخر وصلی مع الجماعة فهو حسن وان صلی فی مسجده فهو حسن وان دخل منزله
اور مسجد مین تلاش کری بلکہ اگر اور مسجد مین گیا اور جماعت کی نماز پڑہی تو بہتر ہی اور اگر اپنی مسجد مین پڑہ لی تو بہی بہتر ہی اور اگر اپنی گہر مین جاکر اپنی
وصلی فیه باهله جماعة فهو حسن واولی الناس بالامامة اعلمهم باحکام الصلوة وان تساووا فی العلم فاقرءهم
اہل کی ساتہہ جماعت سی پڑہی تو بہتر ہی اور امامت کی واسطی وہ شخص اولی ہی جو مسایل نماز کی زیادہ جانتا ہو اور اگر علم مسائل مین سب برابر ہون تو اچہا قاری
وان تساووا فی العلم والقراءة فاورعهم وان تساووا فی هذه الاوصاف الثلثة فاکبرهم سنا وان تساووا فی هذه الاربعة
اور اگر علم اور قرارت مین برابر ہون تو بڑا پرہیزگار اور اگر ان تینون اوصاف مین برابر ہون تو جو عمر مین بڑا ہو اور اگر ان چارون اوصاف مین برابر ہون
فاحسنهم خلقا وان تساووا فی هذه الخمسة فاحسنهم وجها وان تساووا فی هذه الستة فاشرفهم نسبا وان
تو جسکا خلق نیک ہو اور اگر ان پانچون مین برابر ہون تو جو خوب صورت ہو اور اگر ان چہون وصف مین برابر ہون تو جو نسب مین شریف ہو اور اگر
تساووا فی هذه السبعة فانظفهم ثوبا وان تساووا فی هذه الصفات کلها یقرع او یکون الخیار الی الجماعة ویکره تقدیم
ان ساتون وصف مین برابر ہون تو جسکی پوشاک اچہی ہو اور اگر ان تمام اوصاف مین برابر ہون تو قرعہ ڈالین یا جماعت والون کو اختیار ہی اور فاسق کو امام کرنا

الفاسق

الفاسق کراھۃ تحریم لانہ لایھتم لامر دینہ مع ان تقدیمہ للامامۃ تعظیم لہ وقد وجب اھانتہ شرعا وکذا

مکروہ تحریمی ہی کیونکہ وہ اپنی دین کا اہتمام نہین کرتا باوجودیکہ اوسکا آگی بڑہنا امامت کی لئی اسمین اوسکی تعظیم ہوتی ہی اور شرع مین اوسکی اہانت واجب ہی اور ایسا ہی

یکرہ تقدیم المبتدع وھذا اذا لم یؤد بدعتہ الی حد الکفر واما اذا ادت الیہ فلا کلام فی عدم جواز تقدیمہ

بدعتی کا امام کرنا مکروہ ہی یہہ جبتک ہی کہ اوسکی بدعت حد کفر تک نہ پہنچی ہو اور اگر کفر تک پہنچی تو پہر اوسکی امامت کی ناجایز ہونی مین کچہہ کلام نہین ہی

ومن دخل المسجد ورای ان الجماعۃ قد قامت فانہ یقوم بانقص الجانبین من الصف حتی یصیر الامام بحذاء وسط

اور جو شخص مسجد مین آیا دیکہا کہ جماعت کہڑی ہوگئی تو پہر یہہ شخص صف میں اودہر جاکہڑا ہو جدہر آدمی کم ہون تا کہ امام صف کی بیچمین ہو جاوی

الصف فان استویا یقوم فی الجانب الایمن والقیام فی الصف الاول افضل من الثانی وفی الثانی افضل من الثالث

اور اگر دونو جانب برابر ہون تو دہنی طرف جاکہڑا ہو اور پہلی صف مین کہڑا ہونا دوسری صف سی افضل ہی اور دوسری مین تیسری صف سی

ھکذا الی اخر الصفوف لما روی فی الاخبار ان اللہ تعالی اذا انزل الرحمۃ علی الجماعۃ ینزلھا اولا علی الامام ثم یتجاوز عنہ

ایسی ہی آخر صفوف تک اسواسطی کہ حدیثون مین روایت ہی کہ اللہ تعالی جب جماعت پر رحمت نازل کرتا ہی تو پہلی امام پر پہر اوسی بڑہ کر اوسپر

الی من بحذائہ فی الصف الاول ثم الی الیامن ثم الی المیاسر ثم الی الصف الثانی وروی انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال یکتب

جو اوسکی سیدہ پر پہلی صف مین ہی پہر اوسکی دہنی طرف پہر بائین طرف پہر دوسری صف پر اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اوسکی واسطی

للذی خلف الامام بحذائہ مائۃ صلوۃ وللذی فی الجانب الایمن خمس وسبعون وللذی فی الجانب الایسر خمسون وللذی

جو امام کی پیچہی سیدہ پر ہوتا ہی سو نمازین لکہی جاتی ہین اور اوسکی لئی جو دہنی طرف ہوتا ہی پچہتر نمازین اور اوسکی لئی جو بائین طرف ہی پچاس نمازین اور اوسکی لئی

فی سائر الصفوف خمس وعشرون ومن دخل المسجد ورای ان الصف الاول قد تکامل فانہ لایزاحم فیہ لانہ ایذاء والقیام

جو اور تمام صفون مین ہی پچیس نمازین اور جو شخص مسجد مین آیا دیکہا کہ پہلی صف پوری ہوچکی تو یہہ شخص اوسمین نہ دہسی کیونکہ ایذا رسانی ہی اور

فی الصف الثانی خیر من الایذاء وان وجد فی الصف الاول فرجۃ دون الثانی یخرق الثانی اذ لاحرمۃ لھم لتقصیرھم وارتکا

دوسری صف مین کہڑا ہونا ایذا دینی سی بہتر ہی اور اگر پہلی صف مین جگہ باقی پاوی اور دوسری مین نہین تو دوسری کو چیر کر چلا جاوی اسواسطی کہ اب اونکی کچہہ عزت نہین

الاثم حیث لم یسدوا الصف الاول فان السنۃ اتمام الصف الاول ثم الذی یلیہ فما کان من نقص فلیکن فی الصف

ختیار کیا کہ صف اول کو پوری نکی کیونکہ طریق مسنون یہہ ہی کہ پہلی صف اول کو پوری بہرلین پہر اوسکی پاس کیکو پہر اگر کچہہ نقصان رہی تو سب سی پچہلی

الاخیر لما روی انہ علیہ السلام قال اتموا الصف المقدم ثم الذی یلیہ فما کان من نقص فلیکن فی الصف المؤخر وروی

صف مین اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا پوری کرو اگلی صف کو پہر اوسکی پاس کیکو پہر اگر نقصان باقی رہی تو چاہئی پچہلی صف مین ہو اور

عن عائشۃ انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال لایزال قوم یتاخرون عن الصف الاول حتی یوخرھم اللہ فی النار یعنی ان

عائشہ رضی سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا ہمیشہ آدمی صف اول سی پیچہی ہٹتی جاتی ہین یہان تک کہ اونکو ہٹا کر اللہ آگ مین ڈالدیتا ہی مراد یہہ ہی

التاخر عن الصف الاول تاخر عن الخیر والثواب فمن تاخر عن الخیر والثواب یتاخر عن رحمۃ اللہ تعالی وعن دخول

کہ صف اول سی ہٹ رہنا خیر اور ثواب سی ہٹ رہنا ہی پہر جو شخص خیر اور ثواب سی ہٹ رہا وہ رحمت آلہی اور دخول جنت سی

الجنۃ فیلزم دخولہ فی النار الا ان یغفر اللہ تعالی لہ والسنۃ ایضا تسویۃ الصفوف والتراص فیھا والمقاربۃ بینھا

ہٹ رہا اب اوسکا دوزخ مین داخل ہونا لازم آیا یا اللہ اوسکو بخشدی اور صفون کا سیدہا کرنا اور استوار کرنا اور خوب ملکر کہڑا ہونا طریق مسنون ہی

لما روی عن انس انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال سووا صفوفکم فان تسویۃ الصفوف من تمام الصلوۃ وفی روایۃ

اسواسطی کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا برابر کرو اپنی صفون کو بیشک صفون کا سیدہا کرنا تمامی نماز سی ہی اور ایک روایت مین

من اقامۃ الصلوۃ وعن النعمان بن بشیر انہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسوی صفوفنا حتی کانما یسوی

ہی نماز کی درستی مین سی ہی اور نعمان بن بشیر سی روایت ہی کہ کہتا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفون کو سیدہا کیا کرتی تہی یہان تک کہ جیسی

القداح فرای رجلا بادیا صدرہ من الصف فقال عباد الله تسوّوا صفوفکم او لیخالفن الله بین وجوهکم قیل المراد
تیر سیدہ کرتی ہین پہر ایک شخص کو دیکہا کہ سینہ صف سی باہر نکالی ہوئی تہا فرمایا ای بندگان الٰہی اپنی صفین سیدہی کرو نہین تو اللہ تعالی تمہاری چہری بگاڑ دیگا بعضی کہتی
بالوجوہ القلوب بدلیل قوله علیه السلام فی حدیث اخر لا تختلفوا فتختلف قلوبکم فان اختلاف القلوب یفضی
چہرون سی مراد دل ہین اس دلیل سی کہ ایک اور حدیث مین آیا ہی آگی پیچہی نہونا پہر تمہاری دل مختلف ہوجاوینگی بیشک دلون کی اختلاف سی
الی اختلاف الوجوہ باعراض بعضهم عن بعض لان تقدم الخارج عن الصف تفوق علی الداخل فیه وتاخر الخارج عنه
چہری مختلف ہوجاتی ہین کیونکہ ہر ایک دوسری سی منہ پہیرتا ہی اسواسطی کہ صف سی آگی بڑہنی والا صف کی برابر والی سی باہر ہوجاتا ہی اور پیچہی کو ہٹنی والا
ایذاء لمن خلفه وکلاهما سبب للبغض والعداوۃ فکانه علیه الصلوۃ والسلام قال ان لم تتفقوا فی الظاهر عند اقامة
اپنی سی پیچہلی کو ایذا دیتا ہی اور یہہ دونو باتین باعث بغض اور عداوت کی ہین پس گویا نبی علیه الصلوۃ والسلام نی یہہ ارشاد کیا اگر تم ظاہر مین بروقت قایم ہونی
الصلوۃ بالجماعة ولم تطیعوا امر الله تعالی ورسوله فیما یقع بینکم العداوۃ والبغضاء وروی عن انس انه علیه الصلوۃ
جماعت نماز کی اتفاق نہ کروگی اور اسمین اللہ اور رسول کی حکم کی اطاعت نکروگی تو تمہاری بیچمین عداوت اور دشمنی پیدا ہوجائیگی اور انس سی روایت ہی کہ نبی علیه الصلوۃ
والسلام قال رصّوا صفوفکم وقاربوا بینها وحاذوا بالاعناق فو الذی نفسی بیدہ انی لاری الشیطان یدخل فی خلل الصف
فرمایا اپنی صفین استوار کرو اور مل کر کہڑا ہو اکرو اور گردنین برابر رکہا کرو قسم ہی اوسکی جسکی قبضہ مین میری جان ہی بیشک شیطان کو مین دیکہتا ہون کہ وہ صف کی چہدا دین گہس جاتا ہی
کانها الحذف والحذف بفتحة الحاء المهملة والذال المعجمة غنم سود صغار من غنم الحجاز کان الشیطان تبصر لیدخل
گویا سیاہ بکری کا بچہ ہی اور حذف حا بی نقطہ اور ذال بانقطہ کی زبر سی سیاہ بکریان چہوٹی چہوٹی حجاز کی بکریون مین سی گویا شیطان یہہ تاکتا رہتا ہی کہ صف کی
فی خلل الصف ویشوش علی المصلین ویقطع علیهم صلوتهم ومن اتی الجماعة یکرہ له القیام خلف الصف وحدہ متی وجد
چہدا دین گہسکر نمازیون کی دل پریشان اور اونکی نماز خراب کردی اور جو شخص جماعت مین ملی تو اوسکو صف کی پیچہی اکیلا کہڑا ہونا مکروہ ہی جبتک صف مین
فی الصف فرجة وان لم یوجد فی الصف فرجة ینتظر الی الرکوع فان جاء واحد یقوم احدهما فی جنب الاخر بحذاء الامام
جگہ ملی اور اگر صف مین جگہ نملی تو رکوع تک منتظر کہڑا رہی اگر کوئی اور آگیا تو دونو برابر برابر امام کی سیدہ پر کہڑی ہوجادین
والا یجذب واحدا من الصف الی نفسه فیقف فی جنبه لکن الاولی فی زماننا القیام وحدہ بحذاء الامام لغلبة الجهل
اور نہین تو صف مین سی ایک کو اپنی پاس کہینچکر اوسکی برابر کہڑا ہوجاوی پر اس زمانہ مین اولی یہہ ہی کہ تنہا امام کی سیدہ پر کہڑا ہوجاوی کیونکہ لوگون پر جہالت غالب ہی
علی الناس فلو جر احدا یفسد الصلوۃ ومن یصلی مع واحد یقیمه عن یمینه ولا یجوز للمقتدی ان یتقدم علی الامام
اگر کسیکو پیچہی کہینچیگا تو وہ نماز فاسد کردیگا اور جو شخص ایک کی ساتہہ نماز پڑہی تو اوسکو اپنی داہنی طرف کہڑا کری اور مقتدی کو جایز نہین ہی کہ امام سی آگی بڑہ کر کہڑا ہو
والمعتبر موضع القدم حتی لو کان المقتدی اطول من امامه بحیث یقع سجودہ قدام الامام لکن قدمه غیر متقدمة
اور اسمین اعتبار قدم کی جگہ کا ہی یہان تک کہ اگر مقتدی امام سی اتنا لنبا ہووی کہ اوسکا سجدہ امام سی آگی واقع ہوتا ہو پر اوسکا قدم امام کی قدم سی آگی بڑہا ہوا نہین ہی
علی قدم الامام یجوز والمعتبر فی القدم العقب حتی لو کان عقب المقتدی غیر متقدم علی عقب الامام لکن قدمه
تو جایز ہی اور قدم مین ایڑیکا اعتبار ہی یہان تک کہ اگر مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سی آگی بڑہی ہوئی نہووی پر قدم مقتدی کا
اطول من قدم الامام بحیث یقع اصابعه قدام اصابع الامام یجوز وعن محمد یجعل المقتدی الواحد اصابعه
امام کی قدم سی اتنا دراز ہو کہ اوسکی اونگلیان امام کی اونگلیون سی بڑہ جاتی ہین تو جایز ہی اور امام محمد سی روایت ہی کہ اکیلا مقتدی اپنی اونگلیان
عند عقب الامام ومن یصلی مع الاثنین یتقدم علیهما وعن ابی یوسف انه یتوسطهما فلو اقام الواحد خلفه او عن
امام کی ایڑی کی پاس رکہی اور جو شخص دو مقتدیون کی ساتہہ نماز پڑہی تو اون سی آگی بڑہ کر کہڑا ہو اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ دونو کی بیچ مین کہڑا ہو پس اگر ایک مقتدی کو پیچہی کہڑا کیا
یسارہ یکرہ ولو توسط الاثنین لا یکرہ ولو توسط الاکثر یکرہ ومن دخل المسجد ووجد الامام فی الجهر بالقراءۃ یقتدی
یا بائین طرف تو مکروہ ہی اور امام دو کی بیچمین کہڑا ہو جاوی تو مکروہ نہین ہی اور اگر دو سی زیادہ کی بیچمین کہڑا ہو تو مکروہ ہی اور جو شخص مسجد مین آکر امام کو قراءت جہری پڑہتا پاوی تو جماعت

به ولا یأتی بالثناء بل یسمع وینصت وان وجده فی الرکوع یکبر للافتتاح قائما ثم یرکع لکن ان وقع رکوعه مع رفع الامام
اور سبحانک اللہم نہ پڑہی بلکہ چپ رہ کر سنا کری اور اگر امام کو رکوع مین پاوی تو تکبیر تحریمہ کہڑی ہوئی کہہ کر پہر رکوع مین جہکی پر رکوع اگر امام کی سر اوٹہاتی ہوئی واقع ہوگا
راسه لا یکون مدرکا لتلك الرکعة بل یکون مسبوقا لان ادراك الرکعة انما یتحقق اذا وجد المشارکة مع الامام
تو اوسکو وہ رکعت حاصل نہوگی بلکہ باعتبار اس رکعت کی مسبوق ہوگا اسواسطی کہ رکعت کا حاصل ہونا جب ہی ہوتا ہی کہ امام کی ساتھ ساجھی رکوع مین
فی الرکوع کله او فی مقدار تسبیحة ولم توجد وان کبر حال کونه الی الرکوع اقرب لا یصیر شارعا فی الصلوة لان الشرط وقوع
یا برابر ایک بار سبحان ربی العظیم کی شرکت پائی جاوی اور شرکت پائی نہین گئی اور اگر اسنی تکبیر تحریمہ ایسی حال مین کہی کہ رکوع کا نزدیک تہا تو اس صورت مین نماز ہی مین شامل
تکبیرة الافتتاح فی محض القیام ولم یوجد ومن اتی المسجد ووجد الامام فی السجدة او القعدة یلزم ان یکبر للافتتاح
یہہ ہی کہ تکبیر تحریمہ خالص قیام مین ہو سو ہوئی نہین اور جو شخص مسجد مین آیا دیکہا کہ امام سجدہ مین ہی یا قعدہ مین ہی تو لازم ہی کہ تکبیر تحریمہ قیام خالص مین کہہ کر
قائما ثم یبادر الی متابعة الامام فی السجدة او القعدة وان لم یکن تلك السجدة وتلك القعدة محسوبة من صلاته
پہر جلدی ہی واسطی متابعت امام کی سجدہ مین یا قعدہ مین شریک ہوجاوی اگرچہ وہ سجدہ اور وہ قعدہ اسکی نماز مین مجرا نہوگا
لکن یلزمه ان یکبر للافتتاح قائما ثم بادر الی متابعة الامام فی السجدة والقعدة وکثیر من الناس لا یفعلون کذلك
پر اسکو لازم یہہ ہی کہ تکبیر تحریمہ قیام مین کہہ کر جلدی سی سجدہ مین اور قعدہ مین امام کی متابعت کری اور اکثر لوگ ایسا نہین کرتی
بل یجیٔ احدهم المسجد ویجد الامام فی السجدة او فی القعدة فیقف منتظرا ایاه حتی یفرغ من السجدة او القعدة ویعود
بلکہ بعضا شخص مسجد مین آکر امام کو سجدہ یا قعدہ مین پاتا ہی تو اتنی دیر امام کا منتظر کہڑا رہتا ہی کہ سجدہ یا قعدہ سی فارغ ہوکر کہڑا ہو
الی القیام ثم یقتدی به فمن یفعل کذلك فانه یضیع علی نفسه اجرا کبیرا وثوابا کثیرا فاللازم له ان یکبر للافتتاح
پہر اوسکا اقتدا کرتا ہی سو جو شخص ایسا کرتا ہی تو اپنا بڑا ہی ثواب اور اجر عظیم کہوتا ہی اوسکو لازم یہہ ہی کہ کہڑی ہوئی تکبیر تحریمہ کہہ کر
قائما ثم یسارع الی متابعة الامام فی ای حال کان لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال اذا جئتم الی الصلوة
جلدی سی امام کی متابعت کری امام کسی ہی حال مین ہو اسواسطی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جب تم نماز کی لئی آو
ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوها شیئا وروی عن ابن مسعود انه قال فی المسبوق المذکور لعله لا یرفع راسه حتی یغفر
اور ہم سجدہ مین ہون تم ہی سجدہ کرو اور اوسکو کچہہ مجرا نہ سمجہو اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ ایسی مسبوق کی حق مین کہتی تہی شاید کہ ابہی سر نہ اوٹہاویگا جو اللہ اسکو بخشنے لگا
له ویکره للمقتدی ان یسارع الی الرکوع والسجود قبل الامام وان یرفع راسه من الرکوع والسجود قبل الامام لما روی عن
اور مقتدی کو مکروہ ہی کہ امام سی پہلی رکوع اور سجدہ مین جلدی سی چلا جاوی اور امام سی پہلی رکوع اور سجدہ مین سی سر اوٹہا لی اسلئی کہ ابو ہریرہ سی
ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال انما جعل الامام لیؤتم به فلا تختلفوا علیه فاذا رکع فارکعوا واذا قال سمع الله لمن حمده
روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی فرمایا امام اسی واسطی مقرر ہوا ہی کہ اوسکی اطاعت کرین سو اوسکی خلاف نہ کرو جب وہ رکوع کری تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ
فقولوا ربنا لك الحمد واذا سجد فاسجدوا وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال ما یؤمن احدکم اذا رفع راسه
تو تم ربنا لک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کری تو تم سجدہ کرو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی فرمایا اگر کوئی تم مین سی امام سی پہلی رکوع اور سجدہ مین سی
من الرکوع والسجود قبل الامام ان یجعل الله راسه راس حمار ویجعل صورته صورة حمار وفی هذین الحدیثین وعید شدید
سر اوٹہالی تو اس عذاب سی اوسکو کیا بچاؤ ہی کہ اللہ تعالی اوسکا سر گدہی کا سا بنا دی اور اوسکی صورت گدہی کیسی پلٹ دی اور ان دو حدیثون مین موافق بیان کرمانی کی
علی ما ذکره الکرمانی لان المسخ عقوبة لا تشبه سائر العقوبات فلذلك ضرب بها المثل لیتقی هذا الصنع ویحذر ومن
بڑا سخت وعید ہی اسلئی کہ صورت کا بدل دینا تمام عقوبات سی بڑہ کر ہی سو اسیلئی اسکو ضرب المثل کیا تاکہ اس کردار سی بچین اور باز رہین اور جو شخص
دخل المسجد ووجد القوم قد شرعوا فی الصلوة یکره له ان یدخل فی خلال الصف ویصلی السنة مخالطا للصف فیخالفهم
مسجد مین آکر دیکہی کہ جماعت قوم کی شروع ہوگئی ہی اب اسکو مکروہ ہی کہ صف کی اندر کہسکر صف مین ملی ہوئی سنتین پڑہنی لگی

فی القیام والقعود والرکوع والسجود بل السنة ان یصلی السنة فی بیته وهو افضل او فی خارج المسجد او خلف اسطوانة

بعد قیام اور قعود اور رکوع اور سجود مین اونکی مخالفت کی جا بلکہ طریق مسنون یہی ہی کہ سنتین اپنی گہر مین پڑہی یہہ تو سب سی بہتر ہی یا مسجد سی باہر پڑہی یا ستونوں کی اوٹ مین

او ما اشبه ذلک فی کونه حائلا لان الاتیان بها خلف الصف من غیر حائل مکروه وفی خلال الصف اشد کراهة ویکره

یا اسکی مانند کسی اور چیز کی اوٹ مین پڑہی اسلئی کہ سنتوں کا پڑہنا صف کی پیچہی بدون حایل ہونی کسی چیز کی مکروہ ہی اور صف کی اندر ملکر تو بہت ہی مکروہ ہی اور امام کو مکروہ ہی

للامام ان یثقل علی القوم بالتطویل الزائد عن حد اقل السنة فی القراءة والاذکار علی وجه یحصل الملل للقوم لان

کہ قوم پر قراءت اور اذکار مین کم درجہ مسنون سی زیادہ بڑہا کر اتنا بوجہ ڈالی کہ قوم کو ملالت آنی لگی اسواسطی کہ اس صورت میں جماعت سی نفرت کرنی لگین گی

ذلک سبب للتنفیر عن الجماعة والتنفیر عن الجماعة یؤدی الی الحرمان لثواب الزائد علی صلوة الفرد بسبع وعشرین درجة و

اور جماعت سی نفرت کرنی مین اوس ثواب سی محروم ہو جاوینگی جو اکیلی کی نماز پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتا ہی اور

یکون مکروها لکن لا ینبغی ان ینقص عن قدر اقل السنة فی القراءة والتسبیحات اللهم لانهم غیر معذورین فیه وسنة القراءة

مکروہ ہو وینگا لیکن یہہ نہین چاہئی کہ قراءت اور تسبیحات مین کم درجہ مسنون سی کہٹا دوی یا الہی شاید اسواسطی کہ اونکو اسمین کوئی عذر نہین ہی اور فجر کی

فی صلوة الفجر فی الرکعتین ادناها بعد الفاتحة اربعون اية واوسطها ستون اية واعلاها مائة اية لما روی انه علیه السلام

نماز میں دونو رکعت کی اندر قراءت مسنون ادنی درجہ بعد سورۂ فاتحہ کی چالیس آیتین اور بیچکا درجہ ساٹہہ آیتین اور اعلی درجہ سو آیتین ہین اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی

کان یقرأ فی صلوة الصبح بعد الفاتحة مقدار اربعین اية او ستین اية او مائة اية واحیانا کان یقرأ سورة ق واحیانا

صبح کی نماز مین بعد سورہ فاتحہ کی تخمینا چالیس آیتین یا ساٹہہ آیتین یا سو آیتین پڑہا کرتی تہی اور بعضی دفعہ سورہ ق پڑہتی تہی اور کبہی

کان یقرأ سورة الروم وقد ثبت علی ما ذکر فی سفر السعادة ان ابن عمر قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یامرنا بالتخفیف

سورۂ روم پڑہتی تہی اور ثابت ہو چکا ہی چنانچہ سفر السعادت مین مذکور ہی کہ ابن عمر کہتا ہی کہ رسول الله صلی الله علیه وسلم ہمکو تخفیف کی لئی فرمایا کرتی تہی

ویؤمنا بالصافات ویعلم من هذا ان قراءة والصافات من باب التخفیف الذی امر به النبی صلی الله علیه وسلم وادنی ما

اور آپ امامت مین والصافات پڑہتی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ والصافات کا پڑہنا تخفیف مین داخل ہی جسکی لئی نبی صلی الله علیه وسلم فرماتی ہی اور رکوع

یحصل به السنة فی تسبیحات الرکوع والسجود ثلث لما روی انه علیه الصلوة والسلام قال اذا رکع احدکم فلیقل

اور سجود کی تسبیحات مین ادنی درجہ سنت کا تین بار ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیه السلام فرماتی تہی جب کوئی رکوع کری

ثلث مرات سبحان ربی العظیم وذلک ادناه واذا سجد فلیقل سبحان ربی الاعلی ثلث مرات وذلک ادناه والمراد ادنی ما

تو تین بار سبحان ربی العظیم کہی اور یہہ ادنی مرتبہ ہی اور جب سجدہ کری تو تین بار سبحان ربی الاعلی کہی اور یہہ ادنی مرتبہ ہی اور مراد یہہ ہی کہ ادنی درجہ

یحصل به السنة ولذلک یکره النقص عن الثلث وان زاد علی الثلث فهو افضل لان الثلث اذا کان الادنی فلا شک

جسمین سنت ادا ہو جاوی اور اسی لئی تین بار سی کم کہنا مکروہ ہی اور اگر تین بار سی زیادہ کہی تو افضل ہی اسلئی کہ تین مرتبہ جب ادنی درجہ ٹہرا تو بیشک

ان الزیادة علی الادنی تکون افضل لکن الامام لا یزید علی الثلث الا برضی الجماعة فاذا زاد برضاهم فالسنة ان یختم

ادنی مرتبہ پر زیادہ کہنا افضل ہو وینگا پر امام تین بار سی زیادہ بدون مرضی جماعت کی نہ بڑہاوی پہر جب اونکی مرضی سی زیادہ بڑہاوی تو پہر مسنون یہہ ہی کہ طاق پر

علی وتر وهو اما خمس او سبع لان الثلث لما کان الادنی وکان المستحب الایثار ناسب ان یکون الاوسط خمسا والاکمل

ختم کری اور وہ یا تو پانچ ہی یا سات اسلئی کہ تین مرتبہ جب ادنی ٹہرا اور ایثار بہر حال مستحب ہی تو مناسب ہوا کہ بیچکا درجہ پانچ دفعہ ہو اور کامل مرتبہ

سبعا ویکره للامام ان یعجلهم عن اکمال اقل السنة فی تسبیحات الرکوع والسجود وقراءة التشهد لکن لو رفع الامام راسه

سات دفعہ اور امام کو مکروہ ہی کہ جلدی کرکر قوم کو ادنی مرتبہ سنت کا رکوع اور سجود کی تسبیحات مین اور تشہد کی پڑہنی مین پورا نکرنی دی لیکن اگر امام رکوع اور سجود مین سی

من الرکوع والسجود قبل ان یسبح المقتدی ثلثا فانه یتابع واما لو قام الامام من القعدة الاولی الی الرکعة الثالثة قبل ان

اس سی پہلی سر اوٹہاوی کہ مقتدی تین بار تسبیح کہی تو مقتدی متابعت ہی کری ہان اگر امام قعدۂ اولی سی تیسری رکعت کی لئی اس سی پہلی کہڑا ہو جاوی

یتم المقتدی التشہد فانہ یتمہ ثم یقوم وان قام قبل ان یتمہ یجوز وکذا لو سلم الامام فی القعدۃ الاخیرۃ قبل ان
کہ مقتدی تشہد پورا کری تو اب مقتدی تشہد پورا کری پہر کہڑا ہو اور اگر پورا کرنی سی پہلی کہڑا ہوجاوی تو بہی جایز ہی اور ایسی ہی اگر امام قعدۂ اخیرہ مین اس سی پہلی

یتم المقتدے التشہد فانہ یتمہ ثم یسلم وان سلم قبل ان یتمہ یجوز ولو سلم الامام قبل اتیان المقتدی بالصلوۃ
سلام پہیر دی کہ مقتدی تشہد پورا کری تو اب مقتدی تشہد پورا کری پہر سلام پہیری اور اگر تشہد پورا کرنی سی پہلی سلام پہیر دی تو بہی جایز ہی اور اگر امام نی سلام اس سی پہلی پہیرا

والدعاء یتابعہ لانہا سنۃ بخلاف التشہد فانہ واجب

المجلس الخامس والخمسون فی بیان صلوۃ الجنازۃ وکیفیتہا

اور دعا پڑہی تو اب امام کی متابعت ہی کری اسواسطی کہ یہ سنت ہی برخلاف تشہد کی کہ یہہ واجب ہی مجلس پچپن نماز جنازہ اور اوسکی کیفیت کی بیان مین

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا لہ الدعاء ہذا الحدیث من حسان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب تم مردہ پر نماز پڑہو تو اوسکی لئی خالص دعا کرو یہہ حدیث مصابیح کی حسن

المصابیح رواہ ابوہریرۃ وقد ذکر فیہ الصلوۃ علی المیت مع اخلاص الدعاء لہ فیہا فلابد من معرفتہا وہی فرض کفایۃ لقولہ تعالی
حدیثوں مین سی ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور بیشک اسمین نماز جنازہ کا ذکر ہی کہ اوسمین مردہ کی واسطی خالص دعا ہو سو اوسکی معرفت ضرور ہی اور وہ بدلیل اس آیت کی فرض کفایہ ہی

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ فانہ تعالی امر بہا فی ہذہ الایۃ فتکون فرضا وانما کانت فرضیتہا علی الکفایۃ
اور نماز پڑہ اون پر بیشک تیری نماز اونکی لئی آسودگی ہی کیونکہ اللہ تعالی نی اوس نماز کا اس آیت مین امر فرمایا تو فرض ہوگئی اور اوسکی فرضیت علی الکفایہ اس لئی ہی

لان فی ایجابہا علی الجمیع استحالۃ اوحرجا فاکتفی بالبعض ولو کان واحدا لکن الافضل ان تکون بالجماعۃ ویقصد
کہ تمام خلق پر واجب کرنی مین تو بہت دشواری اور حرج ہی لاچار بعض پر اکتفا کیا گیا اگرچہ ایک ہی شخص ہو پر افضل یہہ ہی کہ نماز جنازہ جماعت سی ہو اور جتنی

کثرتہم لما روی عن ابن عباس انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال ما من رجل یموت فیقوم علی جنازتہ اربعون رجلا
زیادہ ہو سو بہتر اسواسطی کہ ابن عباس کی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص مرجاوی پہر اوسکی جنازہ پر چالیس مرد مؤمن جو

لا یشرکون باللہ شیئا الا شفعہم اللہ فیہ وفی حدیث اخر روایۃ ام المؤمنین عائشۃ انہ علیہ الصلوۃ والسلام
کچہہ شرک نہیں کرتی ہین کہڑی ہوں پہر اللہ اونکی شفاعت اوسکی حق مین مان ہی لیتا ہی اور ایک اور حدیث مین ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی

قال ما من میت یصلی علیہ امۃ من المسلمین یبلغون مائۃ کلہم یشفعون لہ الا شفعہم اللہ فیہ وسبب
فرمایا جو مردہ کہ اوسپر ایک جماعت مسلمانوں کی جو سو تک پہنچ جاوی نماز پڑہی وہ سب اوسکی شفاعت کریں تو اونکی شفاعت اوسکی حق مین اللہ قبول کرتا ہی اور وجوب

وجوبہا للمیت لاضافتہا الیہ اذ یقال صلوۃ الجنازۃ وشرط صحتہا شرائط الصلوۃ واسلام المیت وطہارتہ
اس نماز کا میت کی لئی اسواسطی ہی کہ میت کی طرف منسوب ہی کیونکہ صلوۃ الجنازہ کہلاتی ہی اور اسکی صحت کی لئی نماز کی سی شرطیں ہیں اور مردہ کا مسلمان اور پاک

وکونہ امام المصلی ورکنہا القیام عند عدم العذر واربع تکبیرات والدعاء الا ان الامام یتحمل عن المسبوق
اور نمازیوں کی سامنی ہونا اور اس نماز کا رکن قیام ہی اگر کوئی عذر نہو اور چار تکبیریں اور دعا اتنا ہی کہ امام مسبوق کی طرف سی کافی ہوجاتا ہی

فانہ اذا خشی ان ترفع الجنازۃ یترک الدعاء ویکتفی بالتکبیرات ولو ترک واحدۃ من ہذہ التکبیرات لا یجوز
جب یہہ خوف ہو کہ جنازہ اوٹہالینگی تو دعا موقوف رکہی اور تکبیرات ہی پر اکتفا کری اور اگر کوئی ان چاروں تکبیرات میں سی ایک کو بہی ترک کر دیگا تو اوسکی نماز

صلوتہ لکون کل تکبیرۃ منہا قائمۃ مقام رکعۃ ولہذا قیل اربع کاربع الظہر ومحل الدعاء ینبغی ان یکون بعد
جایز نہوگی اسواسطی کہ اسمین ہر ایک تکبیر قایم مقام ایک ایک رکعت کی ہی اور اسیلئی کہا کرتی ہیں یہہ چاروں جیسی ظہر کی چاروں اور دعا کا محل مناسب یہہ ہی کہ تین تکبیروں

ثلث تکبیرات لکون البدایۃ بالثناء علی اللہ تعالی ثم بالصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سنۃ الدعاء وارجی
کی بعد ہو اسواسطی کہ اول اللہ تعالی کی ثنا پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود دعا کا طریقہ اور بڑا بہروسا

للقبول فیلزم ان یکون بعد التکبیرۃ الاولی الثناء علی اللہ تعالی کما فی سائر الصلوات وبعد التکبیرۃ الثانیۃ الصلوۃ
قبولیت کا ہی اس لئی لازم یہہ ہی کہ پہلی تکبیر کی بعد اللہ کی ثنا ہو وی چنانچہ تمام نمازوں میں ہوتی ہی اور دوسری تکبیر کی بعد نبی صلی اللہ علیہ پر

على النبي صلى الله عليه وسلم كما في ما بعد التشهد وبعد التكبيرة الثالثة الدعاء لنفسه وللميت ولسائر المؤمنين

درود ہووی جیسی تشہد کی بعد پڑہتی ہین اور تیسری تکبیر کی بعد دعا اپنی حق مین اور مردہ کی لئی اور تمام مؤمنین کی واسطی

وبعد التكبيرة الرابعة التسليم وليس بعدها دعاء سوى السلام لانه اوان التحلل وذلك بالسلام لا غير وينوي

اور چوتہی تکبیر کی بعد سلام اور اسکی بعد سوا سلام کی کوئی دعا نہین ہی اسلئی کہ اب وقت نماز سی فارغ ہونیکا ہی سوئی فقط سلام سی فارغ ہوتی ہین اور

به الميت مع القوم وصفة الدعاء ان يقول اللهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا وغائبنا وصغيرنا وكبيرنا

سلام مین قوم سمیت مردہ کی نیت کری اور دعا یہہ پڑہی الہی بخشدی ہماری جیتی کو اور مردہ کو اور ہماری حاضر اور غائب کو اور چہوٹی اور بڑی کو

وذكرنا وانثانا اللهم من احييته منا فاحيه على الاسلام ومن توفيته منا فتوفه على الايمان وخص هذا

اور مرد اور عورت کو الہی ہم مین سی جسکو تو زندہ رکہی تو اوسکو اسلام پر زندہ رکہہ اور ہم مین سی جسکو تو موت دیوی تو اوسکو ایمان پر موت دی اور اس مردہ کو

الميت بالروح والراحة والرضوان اللهم ان كان محسنًا فزد في احسانه وان كان مسيئًا فتجاوز عنه

ساتہہ آرام اور راحت اور پسندیدگی کی خاص کر الہی اگر یہہ نیکوکار ہی تو اسکی بہلائی زیادہ کردی اور اگر گنہگار ہی تو اسکو معاف کر

ولقنه الامن والبشرى والكرامة والزلفى برحمتك يا ارحم الراحمين ويجوز غيره من الادعية اذ ليس له دعاء

اور اسکو امن اور بشارت اور بزرگی اور قربت اپنی رحمت سی عنایت کر اي سب سی زیادہ مہربان اور سوا اس دعا کی اور بہی دعائین جائز ہین اسلئی کہ اسمین کوئی دعا

معين وان كان الميت صبيا او مجنونا لا يستغفر لهما اذ لا ذنب لهما بل يقول بعد قوله ومن توفيته منا

معین نہین ہی اور اگر وہ میت بچہ ہو یا دیوانہ ہو تو انکی لئی آمرزش کی دعا نہین چاہئی اسواسطی کہ انکی حق مین کوئی گناہ نہین ہی بلکہ اس قول کی بعد من توفیتہ منا

فتوفه على الايمان اللهم اجعله لنا فرطًا اللهم اجعله اجرًا وذخرًا اللهم اجعله لنا شافعًا ومشفعًا برحمتك

فتوفہ علی الایمان یہہ دعا پڑہی الہی اسکو ہماری لئی میر منزل بنادی الہی ہماری لئی محنت کا پہل اور سامان بنادی الہی اسکو ہماری لئی سفارشی اور سفارش قبول کیا ہوا بنادی اپنی

يا ارحم الراحمين ومن جاء بعد ما كبر الامام للافتتاح لا يكبر بل يمكث حتى يكبر الامام الثانية فيكبر معه ويكون

رحمت سی اي سب سی زیادہ مہربان اور جو شخص ایسی وقت آوی کہ امام تکبیر تحریمہ کہہ چکا ہو تو یہہ ابہی تکبیر شروع کری بلکہ اتنی ٹہرا رہی کہ امام دوسری تکبیر کہی پس امام کی ساتہہ تکبیر کہی

هذا التكبير في حقه تكبيرة الافتتاح فيصير مسبوقا بتكبيرة فاذا سلم الامام يقضيها قبل ان ترفع الجنازة و

یہہ تکبیر اسکی حق مین بجای تکبیر تحریمہ کی ہوگی سو یہہ شخص بلحاظ اس تکبیر کی مسبوق ہوگا جب امام سلام پہیری تو اوسکو جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کرلی اور

ان جاء بعد ما كبر الامام تكبيرتين لا يكبر حتى يكبر الامام الثالثة فيكبر معه فيصير مسبوقا بتكبيرتين فاذا سلم

اگر ایسی وقت آیا کہ امام دو تکبیر کہہ چکا ہی تو بہی اتنی تکبیر نہ کہی کہ امام تیسری تکبیر کہی اب اوسکی ساتہہ تکبیر کہی اب دو تکبیروں کا مسبوق ہوویگا پہر جب امام سلام پہیری

الامام يقضيهما قبل ان ترفع الجنازة وان جاء بعد ما كبر الامام ثلثا لا يكبر حتى كبر الامام الرابعة فيكبر معه فيصير

تو دونو تکبیرین جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کرلی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام تین تکبیر سی فارغ ہو چکا تو بہی تکبیر نہ کہی اتنی کہ امام ابہی تکبیر کہی اب اوسکی ساتہہ تکبیر کہی سو یہہ شخص

مسبوقا بثلث تكبيرات فاذا سلم الامام يقضيهن متوالية بلا دعاء قبل ان ترفع الجنازة اذ لو رفعت قبل

تین تکبیروں کا مسبوق ہوگا پہر جب امام سلام پہیری تو تکبیرین پی در پی بغیر دعا کی جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کرلی اسواسطی کہ اگر جنازہ تکبیرین پوری ہونی سی پہلی

تمامهن تبطل صلاته وان جاء بعد ما كبر الامام الرابعة فقد فاته صلوة الجنازة بخلاف من كان حاضر

اوٹہالین گی تو اوسکی نماز باطل ہوجاویگی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام چوتہی تکبیر کہہ چکا تو اوسکی لئی جنازہ کی نماز فوت ہوئی برخلاف اوسکی جو حاضر صف مین

فانما بالصف ولم يكبر مع الامام لغفلته او لكونه مشغولا بالنية فانه يكبر ولا ينتظر تكبير الامام لانه

کہڑا ہو اور امام کی ساتہہ بسبب غفلت کی یا نیت کی مشغولی سی تکبیر نہ کہنی پایا سو یہہ شخص تکبیر کہی امام کی تکبیر کہنی کا منتظر نرہی کیونکہ یہہ شخص

بمنزلة المدرك لتلك التكبيرة اذ لا يمكنه ان يكبر معه الا بحرج وان لم يكبر الاولى حتى يكبر الامام الثانية

گویا اس تکبیر کا مدرک ہی اسواسطی کہ یہہ امام کی ساتہہ بدون حرج کی تکبیر نہین کہہ سکتا اور اگر اسنی تکبیر اولی نہ کہی اتنی کہ امام نی دوسری تکبیر کہدی

يكبر

يكبر مع الامام ولا يكبر للاولى حتى يسلم الامام لانه لو كبر للاولى يكون قضاء والمسبوق لا يشتغل بقضاء ما قد سبق

ثواب امام کی شامل تکبیر کہی اور تکبیر اولی نہ کہی جبتک کے امام سلام پہیری اسلئی کہ اگر اب تکبیر اولی کہیگا تو قضا ہووی کی اور مسبوق کو گذشتہ کی قضا میں الامام کی فراغت سی

قبل فراغ الامام وان لم يكبر حتى يكبر الامام اربعا يكبر هو للافتتاح قبل ان يسلم الامام واذا سلم الامام يكبر ثلاثا

پہلی نہ لگنا چاہیی اور اگر تکبیر اولی نہ کہی تہی کہ امام نی چاروں پوری کردین تو اب یہہ شخص امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کہی اور جب امام سلام پہیری تو تینوں تکبیرین

متتابعا بلا دعاء قبل ان ترفع الجنازة وان كبر مع الامام التكبيرة الاولى ولم يكبر الثانية والثالثة يكبرهما ثم يكبر

پی در پی بدون دعا کی جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی کہوی اور اگر امام کی ساتہہ تکبیر اولی تو کہی دوسری اور تیسری تکبیر نہ کہی تو پہلی یہہ دونو تکبیرین کہی پہر امام کی ساتہہ

مع الامام الرابعة وقال ابو يوسف من جاء بعد ما كبر الامام تكبيرة الافتتاح يكبر كما جاء ولا ينتظر التكبيرة الثانية

چوتہی تکبیر کہی اور امام ابو یوسف کہتی ہین جو شخص ایسی وقت آیا کہ امام تکبیر کہہ چکا تو آتی ہی تکبیر کہہ کر شامل ہوجاوی دوسری تکبیر کا منتظر نرہی

قال ابراهيم الحلبي في شرح المنية وبقوله ناخذ وان جاء بعد ما كبر الامام الرابعة يكبر للافتتاح قبل ان يسلم

ابراہیم حلبی منیہ کی شرح میں کہتا ہی اور ہمنی انکا ہی قول لیا ہی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام چوتہی تکبیر کہہ چکا تو امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کہی

الامام واذا سلم يقضي ثلث تكبيرات عنده قال ابرهيم الحلبي وعليه الفتوى ومن دفن قبل ان يصلى عليه يصلى

اور جب امام سلام پہیری تو تینوں تکبیرین قضا کری امام ابو یوسف کی نزدیک ابراہیم حلبی کہتا ہی اور اسی پر فتوی ہی اور جو مردہ نماز جنازہ سی پہلی دفن ہوگیا ہو تو اوسکی

على قبره ما لم يتفسخ اقامة للواجب بقدر الامكان والمعتبر في معرفة عدم تفسخه اكبر الراى على الصحيح لانه

قبر پر نماز پڑہین جبتک یکسا نہو تا بقدر امکان واجب ادا ہوجاوی اور یکسنی اور نہ یکسنی کی باب میں صحیح مذہب پر غالب رای معتبر ہی اسلئی کہ یہہ حالت

يختلف باختلاف الازمان من الحر والبرد وباختلاف حال الميت من السمن والهزال واولى الناس بالامامة في الصلوة

باعتبار اختلاف زمانہ گرمی اور جاڑی کی اور باعتبار اختلاف حال مردہ کی موٹاپی اور دُبلی پن مین یکسان نہین ہوتی اور نماز جنازہ کی امامت کی

عليه السلطان ان حضر ثم القاضي ثم امام الحي ثم الولي على ترتيب العصبات في الارث فان سبب العصوبة فيه

سلطان ہی اگر بروقت موجود ہو پہر قاضی پہر امام قوم کا پہر ولی ترتیب عصبات وراثت کی اعتبار سی بیشک سبب عصوبت کا ارث مین

اولا البنوة ثم الابوة ثم الاخوة ثم العمومة واذا انتهى الحق اليه يجوز له ان ياذن لغيره ان يصلي عليه وليس لغيره

اول بنوت ہی پہر ابوت پہر اخوت پہر عمومت اور جب امامت کسیکا حق ٹہر چکی تو اوسکو اختیار ہی کہ امامت کی لئی اور کسیکو اجازت دیدی اور اور کسیکو

ان يصلي بغير اذنه وان صلى غيره بغير اذنه فله ان يعيد ان شاء وبعد ما صلى عليه هو او من كان مقدما عليه من

یہہ اختیار نہین ہی کہ اوسکی بی اجازت نماز پڑہاوی اور اگر غیر شخص نی بی اجازت نماز پڑہادی تو ولی کو اختیار ہی اگر چاہی تو آپ پہر پڑہ لی اور اگر ولی یا جو ولی سی

السلطان اوغيره لا يصلي عليه غيره اذ بصلوة من هو اولى يتادى حق الميت ويسقط فرض صلوة الجنازة فلو صلى عليه غيره

سلطان وغیرہ نماز پڑہ چکا ہو تو اب کسیکو اختیار اعادہ کا باقی نہین ہی اسواسطی کہ بسبب نماز پڑہنی ایسی کی جو واسطی ادا حق میت کی اولی ہی فرضیت نماز جنازہ کی ادا ہوچکی اب جو

بعده يكون نفلا والتنفل بها غير مشروع ولهذا من صلى عليه مرة قبل اذن الولي لا يصلي عليه مرة اخرى مع الولي ولو

بعد اسکی اور کوئی نماز پڑہیگا تو نفل ہوگی اور نفل نماز جنازہ کی شرع سی ثابت نہین ہی اور اسی لئی جو شخص ایک بار بدون اجازت ولی کی نماز جنازہ پڑہ چکا ہو تو دوسری دفعہ ولی کی

اوصى بان يصلي عليه فلان فالوصية باطلة وليس له ان يصلي عليه الا برضى وليه وان لم يكن له ولي فالجيران اولى

اور اگر مردہ نی وصیت کی ہو کہ میری نماز جنازہ فلانا شخص پڑہادی تو یہہ وصیت باطل ہی اوس فلانی کو بدون رضامندی ولی کی اختیار نہین ہی اور اگر میت کا کوئی ولی نہین ہی تو ہمسایہ اولی ہین

ويقوم الامام بحذاء صدر الميت ذكرا كان الميت او انثى لان الصدر اشرف الاعضاء في البدن لكونه معدن القلب الذي

اور امام میت کی سینہ کی مقابل کہڑا ہو مردہ مرد ہو یا عورت ہو اسلئی کہ سینہ بدن مین سب اعضاء سی اشرف ہی اسواسطی کہ سینہ مین دل ہی

فيه نور الايمان فيكون القيام بازائه اشارة الى ان الشفاعة له انما يكون لاجل ايمانه ليعفو ربه عن عصيانه

جسمین ایمان کا نور ہوتا ہی اب اوسکی مقابل کہڑی ہونی مین یہہ اشارہ ہی کہ شفاعت اس مردہ کی اس ایمان کی واسطی ہی تاکہ اوسکی خطاؤن سی پروردگار درگذر کری

ولو وضعوا راس المیت ممّا یلی یسار الامام یجوز لکن لو تعمدوه یکونون مسیئین ویستحب ان یصفوا ثلثة صفوف
اور اگر قوم نے میت کا سر امام کی بائیں ہاتھ کی متصل کر دیا تو جائز ہے پر اگر سب نے قصدا ایسا کیا تو سب خطاوار ہیں اور مستحب ہی کہ تین صفیں بنا دیں
حتی لو کانوا سبعة یتقدم احدهم للامامة ویقف ثلثة وراءه واثنان وراءهم وواحد وراءهما وافضل
یہاں تک کہ اگر ہمراہی لوگ سات ہوں تو ایک شخص امامت کے لئے آگے بڑھے اور تین آدمی اوسکی پیچھے کھڑے ہوں اور دو اونکی پیچھے اور ایک اون دو کی پیچھے اور
الصفوف فی صلوٰة الجنازة اخرها وفی سائر الصلوات اولها ولو جهز المیت صبیحة یوم الجمعة یکره تاخیره الی
نماز جنازہ کی تمام صفوں میں افضل پچھلی صف ہوتی ہی اور اور تمام نمازوں میں اول صف افضل ہی اور اگر جنازہ جمعہ کے دن صبح کی وقت تیار ہو گیا تو پھر جمعہ کی وقت تک تاخیر کرنی
وقت الجمعة لیصلی علیه جمع عظیم بعد الجمعة ولا یجوز الصلوٰة علیه عند طلوع الشمس وعند استوائها
تاکہ اوسپر جمعہ کی بعد انبوہ کثیر نماز پڑہی مکروہ ہے اور نماز جنازہ طلوع آفتاب کے وقت اور زوال کے وقت
وعند غروبها ان حضر قبل هذه الاوقات وان حضر فیها یجوز من غیر کراهة لانها تودی کما وجبت لان
اور غروب کی وقت جائز نہیں ہی اگر جنازہ اون اوقات سی پہلی موجود ہو چکا ہو اور اگر ان ہی اوقات میں آیا ہو تو بلا کراہت جائز ہی اسلئی کہ جیسی واجب ہوئی ویسی ہی ادا ہوئی اسواسطے
الوجوب بالحضور وهو افضل والتاخیر مکروه لقوله علیه السلام لا تؤخرن وذکر منها الجنازة ولو حضر بعد
کہ جنازہ کی موجود ہونی سی نماز واجب ہوتی ہی یہ افضل ہی اور تاخیر مکروہ ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی دیر کر نکرنا اور اوسمیں جنازہ کو ذکر فرمایا اور اگر جنازہ بعد
غروب الشمس یبدأ بالمغرب ثم بصلوٰة الجنازة ثم بسنة المغرب وقیل یقدم سنة المغرب ایضا ویکره الصلوٰة علی
غروب آفتاب کی موجود ہو تو پہلی مغرب کے فرض پڑہیں پہر جنازہ کی نماز پڑہیں پہر مغرب کی سنتیں پڑہیں اور کوئی کہتا ہی مغرب کی سنتیں بہی پہلی پڑہیں اور جنازہ کی نماز مسجد میں
الجنازة فی المسجد ان کانت الجنازة فیه وان کانت الجنازة والامام وبعض القوم خارج المسجد والباقی فیه
مکروہ ہے اگر جنازہ مسجد کے اندر ہو اور اگر جنازہ اور امام اور کچھ لوگ مسجد سے باہر ہوں اور باقی مسجد میں ہوں
لا یکره ولو کان الامام علی غیر طهارة والقوم علی طهارة تعاد الصلوٰة لعدم صحتها واما لو کان الامام علی طهارة
تو مکروہ نہیں ہے اور اگر امام بے وضو ہو اور تمام قوم باوضو ہو تو نماز دوبارہ پہر پڑہیں اسلئی کہ وہ نماز صحیح نہیں ہوئی اور اگر امام باوضو ہو
والقوم علی غیر طهارة فلا تعاد لان صلوٰة الامام صحیحة وبها یتم حق المیت ویسقط فرض صلوٰة الجنازة لعدم
اور قوم تمام بے وضو ہوں تو اعادہ نہیں ہے اسلئی کہ امام کی نماز صحیح ہو گئی ہی اور اسمیں میت کا حق ادا ہو گیا اور فرضیت نماز جنازہ کی ذمہ سی ساقط ہو گئی
کون الجماعة شرطا فیها وان لم یوجد من یصلی علیه من الرجال وصلت علیه النساء وحدهن جماعة یجوز
کیونکہ اس نماز میں جماعت شرط نہیں ہی اور اگر مردوں میں سی کوئی نماز پڑہنے والا میسر نہوا اور نری عورتوں نے جماعت کر کر نماز پڑہی تو جائز ہے
وان امت المرأة الرجال فیها لا تعاد لان صلوٰة الرجال وان کانت فاسدة لکن صلوتها صحیحة وبها یتم حق المیت
اور اگر عورت نے نماز جنازہ میں مردوں کی امامت کی تو اعادہ نہیں اسواسطی کہ مردوں کی نماز اگرچہ فاسد ہوئی پر اوس عورت کی نماز تو صحیح ہوئی اور اسمیں میت کا حق ادا ہو گیا
ویتادی فرض صلوٰة الجنازة فلا تعاد لان تکرارها غیر مشروع عندنا ومن ولد وظهر منه عند ولادته
اور نماز جنازہ کی فرضیت ادا ہو گئے پہر اعادہ نہوگا اسلئی کہ اسکا تکرار شرع میں ہماری نزدیک ثابت نہیں ہے اور جو بچہ پیدا ہوا اور پیدا ہوتے ہوئے
ما یدل علی حیوته من رفع صوت او تحریک عضو یسمی ویغسل ویصلی علیه وان لم یظهر منه عند ولادته
کوئی نشان زندگی کا معلوم ہو گئے جیسے رونے کی آواز یا کسی عضو کا ہلانا تو اوسکا نام مقرر کرینگے اور نہلا دینگے اور نماز جنازہ پڑہینگے اور اگر پیدا ہوتے ہوئے
ما یدل علی حیوته لا یصلی علیه واختلف فی تسمیته وغسله والمختار انه یسمی ویغسل ویدرج فی خرقة
کوئی نشان زندگی کا ظاہر نہوا تو اوسپر نماز جنازہ نہ پڑہینگی اور اوسکی نام معین کرنے اور نہلانے میں اختلاف ہے اور مختار یہ ہی کہ نام رکھیں اور نہلا دیں اور کپڑی میں لپیٹ کر
ویدفن تکریما لبنی ادم ولو سبی صبی ومات ان لم یسب معه احد ابویه یصلی علیه لکونه تبعا للسابی
دفن کریں واسطی تعظیم بنی آدم کی اور اگر لوٹ میں بچہ پکڑا آوی اور مر جاوے تو اگر اوسکی ساتھ اوسکا ماں باپ کوئی نہیں پکڑا آیا تو اوسپر نماز پڑہیں کیونکہ اب وہ گرفتار کرنیوالے کا

والدار وان سبی مع احد ابویہ لا یصلی علیہ لکونہ کافرا تبعا لمن سبی معہ من احد ابویہ الا ان یقر ھو بالاسلام وھو
یا ملک کا تابع ہے اور اگر وہ کسی ماں یا باپ کے ساتھ گرفتار ہوا ہے تو نماز نہ پڑھیں کیونکہ وہ ماں باپ میں سے جس کے ساتھ گرفتار ہوا ہے اوسکی تبعیت میں کافر ہے ہاں اگر وہ بچہ اسلام کا اقرار کرتا ہو اور وہ
یعقل صفتہ المذکورۃ فی قولہ علیہ الصلوۃ والسلام لجبریل علیہ السلام حین سالہ عن الایمان ان تؤمن باللہ وملئکتہ وکتبہ و
اسلام کی صفت جو اس حدیث میں مذکور ہے سمجھتا ہو کہ نبی علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام سے جب اونہوں نے نبی علیہ السلام سے صفت ایمان کی پوچھی تو فرمایا کہ یقین کرے تو اللہ کا اور اوسکی
رسلہ والیوم الآخر وبالقدر خیرہ وشرہ او یسلم من سبی معہ من احد ابویہ فحینئذ یصلی علیہ اذ قد جاء فیہ الخبر ان الولد
رسولوں کا اور قیامت کے دن کا اور نیکی بدی کی اندازہ کرنیکا یا اوسکا ماں یا باپ جسکے ساتھ وہ گرفتار ہوا ہے مسلمان ہو جاوے تو اب وے اسپر نماز پڑھیں اسلئے کہ اس باب میں حدیث ہے کہ بچہ
یتبع خیر الابوین دینا وان مات فی دار الاسلام بعد موت ابیہ فیہا لا یصلی علیہ لتقرب التبعیۃ بموت ابیہ ومن مات فی السفینۃ
ماں باپ میں سے باعتبار دین کے اچھے کا تابع ہوتا ہے اور اگر وہ بچہ دار الاسلام میں بعد مرنے اپنے باپ کے دار الاسلام میں مر گیا تو اوسپر نماز نہ پڑھیں کیونکہ باپ کی موت سے اوسکی تبعیت قریب ہے اور جو شخص جہاز میں مر جاوے
ولم یکن فی قربہا ارض یغسل ویکفن ویصلی علیہ ویلقی فی البحر ومن قتل فی حد او قصاص یغسل ویصلی علیہ لما روی ان ماعزا
اور کہیں قریب جوار میں زمین نہ ملی تو غسل دیکر اور کفنا کر اور نماز پڑھ کر دریا میں ڈال دیں اور جو شخص حد یا قصاص میں مارا جاوے تو اوسکو نہلا دیں اور اوسپر نماز پڑھیں کیونکہ روایت ہے کہ ماعز کو
لما رجم جاء عمہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ قتل ماعز کما یقتل الکلاب فما ذا تامرنی اصنع بہ فقال النبی علیہ الصلوۃ
جب رجم کیا تو اوسکے چچا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر پوچھا کہا یا رسول اللہ ماعز کتے کی موت مارا گیا اب جو حکم ہو سو کروں پس نبی علیہ الصلوۃ
والسلام لا تقل ھذا لانہ تاب توبۃ لو قسمت علی اھل الارض لوسعتہم اذھب واغسلہ وکفنہ وصل علیہ ومن یقتل من
والسلام نے فرمایا یہہ مت کہہ کیونکہ اوسنے تو ایسی توبہ کی ہے اگر تمام روی زمین کی باشندوں پر تقسیم کریں تو سب کو کافی ہو جا اوسکو نہلا اور کفن دے اور نماز پڑھ اور جو شخص
البغاۃ وقطاع الطریق لا یغسل ولا یصلی علیہ لما روی ان علیا رضی اللہ عنہ لم یغسل البغاۃ ولم یصل علیہم فقیل لہ اھم
باغیوں میں سے یا رہزنوں میں سے مارا جاوے تو نہ غسل دیں اور نہ اوسپر نماز پڑھیں کیونکہ روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے باغیوں کو غسل دیا اور نہ نماز پڑھی ہے پھر کسی نے اونسے پوچھا کیا
کفار فقال لا بل ھم بغوا علینا اشار الی انہ انما ترک غسلہم والصلوۃ علیہم لبغیہم لیکون عقوبۃ لہم وزجرا لغیرہم قیل ھذا
یہہ لوگ کافر ہیں جواب دیا نہیں بلکہ ہمپر سے باغی ہیں یہہ اشارہ ہے کہ انکا غسل اور نماز بغاوت کے لیے ترک ہوئی ہے تاکہ انکو سزا اور اوروں کو خوف ہو کوئی کہتا ہے کہ
فی حق من یقتل فی حال المحاربۃ قبل ان تضع الحرب اوزارہا الا لمن یقتل بعد ثبوت ید الامام علیہ فانہ یغسل ویصلی علیہ قال
یہہ سزا اوس باغی کی حق میں ہے جو عین جنگ میں لڑائی موقوف ہونے سے پہلے مارا جاوے اوسکی سزا نہیں ہے جو بعد قابض ہونے امام کے مارا جاوے ایسی کو غسل دیں اور نماز پڑھیں زیلعی
الزیلعی ھذا التفصیل حسن اخذ بہ الکبار من المشائخ ومشائخنا جعلوا حکم المقتولین بالمعصیۃ حکم اھل البغی وکذلک حکم
کہتا ہے یہہ فرق خوب ہے اسکو بڑے بڑے مشائخ نے اختیار کیا ہے اور ہمارے مشائخ نے معصیت کے مقتولوں کو ف۔ باغیوں میں داخل کیا ہے اور ایسے ہی جو شخص
الواقفین الناظرین الیہم اذا اصابہم حجر او سہم وماتوا فی تلک الحالۃ لا یصلی علیہم وان ماتوا بعد تفرقہم یصلی علیہم ومن یقتل
کھڑے رہکر باغیوں کا تماشا دیکھیں اگر اوسکی پتھر یا تیر جا لگے اور اسی حالت میں مر جاوے تو اسپر بھی نماز نہ پڑھیں اور اگر بعد چلے جانیکے مری تو اونپر نماز پڑھیں اور جو شخص اپنے
نفسہ عمدا یصلی علیہ عند ابی حنیفۃ ومحمد وھو الاصح لانہ وان کان باغیا علی نفسہ الا انہ غیر ساع فی الارض بالفساد
تئیں عمداً آپ قتل کرے طرفین کی نزدیک اوسپر نماز پڑھیں اور یہی اصح ہے اسواسطے کہ اگرچہ یہہ شخص اپنی جان پر باغی ہے پر اسنے ملک میں کچھ فساد نہیں پھیلایا
بل ھو فاسق کسائر فساق المسلمین ومن یقتلہ السبع او یحترق بالنار او یتردی من الجبل او یموت تحت ھدم یغسل ویصلی علیہ
بلکہ فاسق ہے جیسی اور مسلمان فاسق ہوتی ہیں اور جسکو درندہ پھاڑ ڈالی یا آگ میں جل جاوی یا پہاڑ پر سے گر کر ہلاک ہووے یا مکان تلی دب مری تو اوسکو نہلاویں اور نماز پڑھیں
ومن یقتلہ اھل الحرب او اھل البغی او قطاع الطریق ولم یکن جنبا لا یغسل لکونہ شہیدا بل یصلی علیہ ویدفن بدمہ وثیابہ التی
اور جسکو حربی لوگ یا باغی یا رہزن مار ڈالیں اور وہ جنب نہو تو اوسکو غسل نہ دیں اسلئے کہ وہ شہید ہے بلکہ اوسکو نماز پڑھکر خون آلودہ انہیں کپڑوں میں جن میں کہ قتل
قتل فیہا الا ما لیس من جنس الکفن کالفرو والحشو والخف والقلنسوۃ فان کان ما علیہ من الثیاب ناقصا عن کفن السنۃ یزاد علیہ
ہوا ہے دفن کریں بجز اوسکی جو کفن کی قسم کا نہو جیسے پوستین یا روئی دار کپڑا اور موزہ اور ٹوپی اور اگر اوسکے بدن کی کپڑے مقدار کفن مسنون سے کمتر ہوں تو زیادہ کردیں

وان کان زائدا ینقص منه مراعاة للسنة ولا یصلی علی عضو الا اذا کان فی حکم الکل بان یوجد اکثر المیت او

اور اگر بڑھتی ہوئی تو واسطی رعایت سنت کی کم کردین اور مقتول کی عضو پر نماز نہیں ہی مگر جب ہی کہ وہ عضو کل کی حکم میں ہو اسطور کہ آدھی سی زیادہ ہو یا

نصفه مع راسه بخلاف مالو وجد راسه او نصفه مشقوقا بالطول فانه لا یغسل ولا یصلی علیه والمصلوب

سر سمیت آدھا ہو برخلاف اوس مقتول کی جسکا فقط سر ہی ہاتھ آوی یا آدھا طول کی جانب سی چرا ہوا ایسیکی لئی نہ غسل ہی اور نہ نماز اور سولی دیا ہوا

یترک علی خشبته ثلثة ایام عقوبة له وزجر الغیره ثم لما تم له ثلثة ایام یخلی بینه وبین اهله لیدفنوه ولو

تین دن تک سولی پر لٹکا رہی اوسکی یہی سزا ہی اور اوروں کی لئی خوف پہر جب تین دن پوری ہو جاوین تو اوسکی وارثوں کو اجازت دیوین تاکہ اوسکو دفن کرین اور اگر

مات کافر ولم یکن له ولی من الکفار وله قریب مسلم یغسله القریب المسلم ویدفنه لما روی ان علیا لما مات ابوه

کوئی کافر مر جاوی اور اوسکا کوئی کافر وارث نہو اور اوسکا سگا مسلمان ہو تو وہ ہی مسلمان اوسکو غسل دی کر دبدی کیونکہ روایت ہی کہ علی جب اونکا باپ مر گیا

جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله ان عمك الضال قد مات فقال له النبی صلی الله علیه وسلم

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آئی عرض کیا یا رسول اللہ آپکا چچا گمراہ مر گیا آپ نی فرمایا

اذهب فاغسله وکفنه وواره لکن لا یغسل کغسل المسلم بل یصب علیه الماء ویغسل غسل الثوب النجس من

جا اوسکو نہلا اور کفنا کر داب دی پر اوسکو مسلمانوں کی طرح نہ نہلاوین بلکہ اوسپر پانی بہا دین جیسی گندہ کپڑی کو دہوتی ہین

غیر وضوء ولا بدایة من التیامن ویلف فی خرقة من غیر مراعاة سنة الکفن ویحفر حفرة من غیر لحد ویلقی فیها

نہ تو وضو کرائین اور نہ دہنی طرف سی شروع کرین پہر کپڑی مین لپیٹین کفن مین کچھ رعایت سنت کی نہ کرین اور گڑہا بے لحد کی کہود کر ڈالین

ولا یوضع ویجوز دفعه الی اهل دینه وان کان له ولی من الکفار لا ینبغی للمسلم ان یتولی امره بل یخلی بینه وبینهم

اور مردہ کی طرح نہ اوتارین اور جایز ہی کہ اوسکا لاشہ اوسکی ملت والوں کو حوالہ کردین اور اگر کفار مین سی کوئی اوسکا وارث ہو تو اب مسلمان کو نہیں چاہئی کہ اوسکی کاروبار کا ذمہ دار ہو

لیصنعوا به ما یصنعون بموتاهم هذا اذا لم یکن کفره بالارتداد واما اذا کان کفره بالارتداد فلا یدفع الی اهل

وہ جسطور اپنی مردوں کو کرتی ہوں سو اوسکو کریں یہ جب ہی کہ اوسکا کفر ارتداد کا نہو اور اگر وہ مرتد ہو کر کافر ہوا ہی تو اوسکی ملت والوں کو جنکی دین میں

الدین الذی انتقل الیه بل یلقی فی حفرة کالکلب بلا غسل ولا کفن یسرنا الله تعالی النجاة من زوال الایمان بلطفه وکرمه

ملگیا ہی نہ دیوین بلکہ کتی کی مثال بی غسل اور بی کفن کپڑی مین ڈالدین الٰہی ہمکو زوال ایمان سی بچا اپنی لطف وکرم سی آسان کر

المجلس السادس والخمسون فی بیان قوله علیه السلام من کان اخر کلامه

مجلس چھپن اس حدیث کی بیان مین جسکی آخر کلام

لا اله الا الله دخل الجنة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کان اخر کلامه لا اله الا الله

لا اله الا اللہ ہی وہ جنتی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسکا پچھلا بول لا اله الا اللہ ہو

دخل الجنة هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه معاذ بن جبل ومعناه ان کل من کان اخر کلامه عند الموت

وہ جنتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں مین ہی معاذ بن جبل کی روایت سی اور معنی یہہ ہین کہ جسکا آخر کلام مرتی وقت کلمہ توحید ہو

کلمة التوحید یدخل الجنة اما قبل ان یعذب بعفو ذنوبه او بعد ان یعذب بقدر ذنوبه فعلی هذا کل من

وہ جنت مین داخل ہوگا یا تو بی عذاب اگر خطائین معاف ہوئین یا گناہوں کی برابر عذاب بہگت کر اس بیان کی موافق

یئس من حیاته ینبغی له ان یکثر الاستغفار ویتوب عن ذنوبه ویستحضر فی ذهنه ان هذا اخر اوقاته

جسکو توقع زیست کی نرہی تو اوسکو چاہئی کہ استغفار بہت کیا کری اور اپنی گناہوں سی توبہ کری اور اپنی دل مین یہی خیال رکہی کہ دنیا مین سی میرا یہہ ہی وقت آخر ہی

من الدنیا ویجتهد ان یختمها بخیر ویسارع فی قضاء دینه لئلا یبقی فی قبره مرتهنا بدینه کما اخبر به النبی علیه الصلوة والسلام

اور یہہ ہمت کری کہ اوسوقت کو خیر پر تمام کری اور جلدی سی اپنا قرض ادا کرنی تاکہ قبر کی اندر قرض مین الجہا نہ پڑا رہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی

وقال نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يرضى عنه ويبادر في اداء سائر الحقوق الى اهلها من رد المظالم والودايع والعواري

فرمایا مؤمن کی جان قرض مین الجہی رہتی ہی جبتک قرض خواہ راضی ہووی اور جلدی سی تمام حقداروں کی حق ادا کری ناحق لیا ہوا پہیردی اور امانتین اور مانگی ہوئی چیزین

واستحلال اهله من زوجته ووالديه واولاده وغلمانه وجيرانه واصدقائه وكل من كان معه معاملة او صحبة

اور اپنی اہل سی یعنی اپنی بیوی اور ماباپ اور اولاد اور غلاموں اور ہمسایوں اور دوستوں سی اور جسکی ساتہہ کچہہ معاملہ رہا ہو یا ہمنشینی سو حق معاف کرالی

ويوصي بما لا يتمكن من ادائه في الحال حتى لو كان عليه حق من حقوق الله تعالى كالصلوة والزكوة والصوم والحج

اور جو حق کہ بالفعل ادا نہین ہو سکتا اوسکی وصیت کردی یہانتک کہ اگر اوسکی ذمہ حقوق اللہ ہوں جیسی نماز اور زکوۃ اور روزہ اور حج وغیرہ

وغيرها يجب عليه ان يوصي لهذه الحقوق بثلث ماله ان احتيج اليه وان لم يكن عليه حق من هذه الحقوق لا

تو اوسپر واجب ہی کہ واسطی ادا ان حقوق کی تہائی مال مین سی وصیت کردی اگر مال کی حاجت ہووی اور اگر اوسکی ذمہ ایسی حقوق نہین ہین تو اوسپر اور کوئی

يجب عليه الوصية بل ينبغي له ان ينظر الى حال الورثة فانهم ان كانوا صغارا فالافضل له ترك الوصية وكذلك

کوئی وصیت واجب نہین ہی بلکہ اوسکو یہہ چاہئی کہ ورثہ کی حال کو لحاظ کری کیونکہ اگر ورثہ بچی ہین تو افضل یہہ ہی کہ وصیت نکری اور ایسی ہی

لو كانوا كبارا وهم فقراء ولا يستغنون بحصتهم من التركة كان ترك الوصية افضل له وان كانوا اغنياء او يستغنون

اگر بالغ ہوں لیکن ایسی محتاج کہ ترکہ مین سی اپنا اپنا حصہ لیکر بہی غنی نہووین تو بہی وصیت نکرنی افضل ہی اور اگر غنی ہوں یا ترکہ مین سی

بحصتهم من التركة فالافضل له ان يوصي باقل من الثلث فيما هو طاعة لا معصية فيه فيبدأ بمن ليس بوارث

اپنا اپنا حصہ لیکر غنی ہوجاوین تو اب افضل یہہ ہی کہ تہائی مال سی کم کی ایسی وصیت کری جو طاعت ہو اوسمین کوئی معصیت نہو پہر اپنی قرابتیوں مین سی ایسی سی شروع کری

ان كانوا فقراء وان لم يكونوا فقراء بل كانوا اغنياء فبالجيران وقدر الاستغناء عند ابي حنيفة على ما ذكر في قضايا الخلاصة والبزازية ان يبقى

اگر وہ محتاج ہوں اور اگر محتاج نہوں بلکہ غنی ہوں تو ہمسایوں سی شروع کری اور مقدار استغنا کی امام ابو حنیفہ کی نزدیک موافق اوسکی جو خلاصہ اور بزازیہ کی وصایا مین مذکور

لكل وارث بعد الوصية اربعة الاف وعن الفضلي عشرة الاف وبعد الوصية ينبغي له ان يحسن

کہ وصیت اداکر چار ہزار ہر یک وارث کی لئی بچ رہین اور فضلی سی یہہ روایت ہی کہ دس ہزار بچتی رہین اور وصیت کرنی کی بعد چاہئی کہ اپنا گمان

ظنه بالله تعالى بانه يرحمه ويغفر ذنوبه ويستحضر في ذهنه انه حقير في مخلوقاته تعالى

جناب الہی مین درست کری کہ مجہہ پر اللہ رحمت ہی کریگا اور میری گناہ معاف ہی کریگا اور اپنی دلمین یہہ خیال کری کہ اوسکی مخلوقات مین سب سی کمینہ ہوں

وانه تعالى غني عن عذابه وطاعته وينبغي له ان يكون مشغولا بقراءة ايات من القران العظيم في الرجاء

اور اللہ تعالی کو میری عذاب اور طاعت کی کچہہ پرواہ نہین ہی اور چاہئی کہ قرآن شریف کی وہ آیات جنمین رجا اور امیدواری ہی پڑہی

او يقرأها غيره عنده وهو يسمع وكذلك يستقرئ احاديث الرجاء او يقرأ غيرها عنده و

یا اسکی پاس اور لوگ پڑہین یہہ سنتا رہی اور ایسی ہی رجا کی حدیثین پڑہی یا اور لوگ اسکی پاس پڑہین اور

هو يسمع وحكايات الصالحين واثارهم عند الموت وينبغي له ان يحافظ على الصلوات الخمس و

یہہ سنتا رہی اور صلحاء کی قصی اور اونکی مرتی دم کی حالات سنی اور اوسکو چاہئی کہ پنجگانہ نماز کی اور

غيرها من وظائف الدين بقدر طاقته فانه اذا عجز عن القيام في الصلوة يصلي

سوائی اوسکی اور وظائف دین کی طاقت کی موافق محافظت کئی جاوی بیشک اگر وہ نماز مین قیام سی تہک رہی

قاعدا بركوع وسجود وان لم يقدر على الركوع والسجود يصلي بالايماء قاعدا ويجعل سجوده

تو بیٹہہ کر رکوع اور سجود کی ساتہہ پڑہی اور اگر رکوع اور سجود کی قدرت نہو تو بیٹہہ کر اشارہ سی پڑہی اب سجدہ کو بہ نسبت رکوع کی

اخفض من ركوعه ليحصل الفرق بينهما وان لم يقدر على القعود يصلي بالايماء

پست کری تاکہ دونوں مین فرق رہی اور اگر بیٹہنی کی قدرت نہو تو کروٹ پر پڑا ہوا اشارہ سی پڑہی

حاشیہ: والعواري — عاریتاً — اوصحبة — مثلاً — ان يبقى

مضطجعا او مستلقیا لان الطاعة بحسب الطاقة لقوله تعالی لا یکلف الله نفسا الا وسعها ویجتنب النجاسات ما استطاع

یا چت لیٹکر سالئی کہ طاعت بقدر طاقت ہوتی ہی اس آیت سی تکلیف نہین دیتا اللہ کسی کو مگر جو اوسکی گنجایش ہے اور گندگی سی جہانتک ہوسکی بچی

حتی اذا عجز عن استعمال الماء یصلی بالتیمم واذا کان علی بدنه او ثوبه او موضع صلوته نجاسة وعجز عن ازالتها یصلی معها

یہان تک کہ اگر پانی استعمال نکرسکے تو تیمم سی نماز پڑہی اور اگر اوسکی بدن پر یا کپڑی پر یا نماز کی جگہہ پر گندگے ہو اور پاک نکرسکے تو ویسی ہی نماز پڑہ لے

ولا یترك الصلوة ولا یؤخرها عن وقتها مادام عقله ثابتا خوفا من حضور اجل بغتة وقد حصل منه التقصیر فی اتیان

نہ تو نماز کو بالکل قضا کری اور نہ وقت سی تاخیر کری جب تک کہ اوسکی عقل قایم ہو کیونکہ یہہ خوف ہی کہ ناگاہ موت ایسی وقت نہ آجاوی کہ بقدر طاقت

ما وجب علیه بقدر استطاعته ولیحذر من التساهل فی ذلك اذ من اقبح القبائح ان یکون اخر عهده من الدنیا التی

واجبات کی ادا کرنی سی قاصر ہو اور اسوقت مین سستی سی حذر کری کیونکہ یہہ بڑی قباحت ہی کہ دنیا مین جو

هی مزرعة الاخرة التفریط فیما وجب علیه او ندب الیه ولیجتهد فی ختم عمره باکمل الحالات ویوصی اهله واصحابه

آخرت کا کہیت ہی اوسکی اخری وقت مین واجبات یا مستحبات کی ادا کی کوتاہی پائی جاوی اور چاہیئے کہ اپنی عمر کو اچھی سی اچھی حالت پر تمام کری اور اپنی اہل اور اصحاب کو

بالصبر والاحتمال علی ما یصدر منه فی مرضه ویوصیهم بالصبر وترك البكاء علیه ویقول لهم قد صح انه علیه الصلوة

اون چیز کا تہمل جو اوس سی بیماری مین واقع ہون صبر و تحمل کی وصیت کرے اور وصیت کری کہ صبر کرنا رونا پیٹنا نہین اور اسطور پند کری کہ صحیح روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

والسلام قال المیت یعذب ببكاء اهله علیه فایاكم یا احبائی والسعی فی اسباب عذابی ویوصیهم ایضا باجتناب

نی فرمایا ہی میت کو اوسکی اہل کی رونی سی عذاب ہوتا ہی سو اے دوستو میری عذاب مین سعی کرنی سی بچیو اور یہہ وصیت کری کہ ماتم مین

ما جرت به العادة من البدع فی الجنائز ویؤكد علیهم ذلك وینبغی له ان یقول فی وقت بعد وقت متی رایتم منی تقصیرا

جو جو بدعات رسم ہو رہی ہین ہرگز نکرنی چاہیین اور خوب تاکید کردی اور چاہیئے کہ دم بدم یہہ سمجہاتا رہی جب تمکو میری کوئی قصور

فی شیء فنبهونی علیه برفق فانی معرض للغفلة والكسل والاهمال واذا قصرت فنشطونی وعاونونی علی اهبة سفری

معلوم ہو تو مجہکو نرمی سی جتادیا کرو کیونکہ مین اب غفلت اور کاہلی اور سستی مین مبتلا ہون اور جب مجہسی کوئی قصور ہو تو مجکو بچاؤ اور اس سفر کی سامان پر تیار کرو

هذا فاذا حضر الموت یوجه نحو القبلة علی شقه الایمن قال الزیلعی والمختار فی زماننا ان یلقی علی قفاه وقدماه

پہر جب دم نکلنے لگے تو داہنے کروٹ پر اوسکا مونہہ قبلہ کی طرف پہیر دین زیلعی کہتا ہی مختار اس زمانہ مین یہہ ہی کہ چت لٹا کر اوسکے پانو

الی القبلة ویرفع راسه قلیلا لیكون وجهه الی القبلة دون السماء وانما اختیر ذلك وان كان الاول سنة لكونه

قبلہ کی طرف کرکر کچہہ تہوڑا سا اوسکا سر اوبہار دین تاکہ اوسکا منہہ قبلہ کیطرف ہوجاوے آسمان کی طرف نرہی یہہ اسلئی مختار ٹہیرا ہے اگرچہ صورت اول مسنون ہی کہ

ایسر لخروج الروح ویلقن الشهادة لانه موضع یتعرض الشیطان فیه لافساد اعتقاده فیحتاج الی مذكر ومنبه علی

واسطی نزع روح کی آسان ہی اور کلمہ شہادت تلقین کرین کیونکہ اس وقت شیطان اوسکا اعتقاد خراب کرنیکو لپٹا رہتا ہے سو اب توحید یاد دلانی والی کے

التوحید وكیفیة التلقین ان یذكر عنده كلمة التوحید ولا یؤمر بها مخافة ان یضجر ویردها لكون الحال صعبا

حاجت ہی اور تلقین کا طریقہ یہہ ہے کہ اوسکو سنا کر کلمہ توحید پڑہین اوسکو نہ کہین کہ کلمہ پڑہ یہہ خوف ہی کہ دل تنگ ہوکر رد کردی کیونکہ اوسپر سختی کا

علیه واذا قالها مرة لا تعاد علیه الا ان یتكلم بكلام اخر فحینئذ یلقن مرة اخری حتی یكون اخر كلامه كلمة التوحید

وقت ہی اور جب وہ ایک بار بہی پڑہ لی تو پہر اوسپر اعادہ نکرین ہان اگر اوسکی بعد اور بات چیت ہو تو اب دوبارہ تلقین کرین تاکہ اوسکے آخر کلام کلمہ توحید ہو

واما التلقین بعد الموت فقد اختلفوا فیه فقیل یلقن لظاهر ما روی عن ابی سعید الخدری انه علیه الصلوة والسلام

اور بعد موت کی جو تلقین کرتی ہین اوسمین اختلاف ہی کوئی کہتا ہی تلقین کرنا چاہئی باعتبار ظاہر معنون روایت ابوسعید خدری کے کہ نبی علیہ السلام نے

قال لقنوا موتاكم لا اله الا الله وقیل لا یلقن لعدم الفائدة فیه بعد الموت لانه ان مات مؤمنا لا یحتاج الی التلقین

فرمایا اپنی موتا کو لا الہ الا اللہ تلقین کیا کرو اور کوئی کہتا ہی تلقین نکرین کیونکہ بعد موت کے اس مین کچہہ فائدہ نہین اسلئی کہ اگر وہ ایمان سی مرا تو اب تلقین کی کیا حاجت ہے

وان

وان مات کافرا لا یفید التلقین وما ذکر من الحدیث فالجواب عنه ان المراد بالموتی هم الذین حضرهم الموت وقیل لا

اور اگر کافر مرا ہی تو اوسکو تلقین سی کیا فایدہ اور یہہ حدیث جو مذکور ہوئی تو اوسکا جواب یہہ ہی کہ موتا سی مراد وہ آدمی ہین جو نزع کی حالت مین ہین اور کوئی

یومر به ولا ینهی عنه واذا مات یغمض عیناه ویشد لحیاه بعصابة عریضة من فوق راسه لان فیه تحسینا اذ لو ترک علی

کہتا ہی نہ تو تلقین کرنیکو امر کرین اور نہ منع کرین اور جب مر جاوے تو دونوں آنکہیں اوسکی بند کردین اور دونو جبڑی چوڑی پٹی سے سر پر باندہ دین کیونکہ اسمین خوبصورتی ہے اگر اوسکو

حاله یبقی فظیع المنظر ولا یومن من دخول الهوام فی جوفه والماء عند غسله ویمد اطرافه ویوضع علی بطنه حدید

اسی حال پر چہوڑ دین تو بدہیبت ہو نہ کہلا رہ جاوے پہر اس سے بچاو نہیں کہ اوسکی پیٹ مین کیڑا وغیرہ اور نہلاتی ہوی پانی بہر جاوی اور اوسکے ہاتہہ پانو کو سیدہے کردین اور پیٹ پر لوہا رکہدین

لئلا ینتفخ ویقول مغمضه بسم الله وعلی ملة رسول الله اللهم یسر علیه امره وسهل علیه ما بعده واسعده بلقائک واجعل

تاکہ پہول نجاوی اور آنکہین بند کرنیوالا یہہ پڑہی بسم الله وعلی ملة رسول الله اور رسول الله کے دین پر الٰہی اسپر اسکا حال سہل اور سہل کر اسپر اسکا مابعد اور اسکو اپنی دیدار سی سعادتمند کردے اور اسکے

ما خرج الیه خیرا مما خرج عنه ویکره قراءة القران عنده حتی یغسل ثم ان غسله شریعة قدیمة لما روی ان اٰدم النبی علیه

لئی وہ منزل جہان جاتا ہے اوس سے کہ جہان سے نکلتا ہے بہتر کردے اور اوسکے پاس قرآن پڑہنا مکروہ ہے جبتک نہلا چکین پہر نہلانا قدیمی طریقہ ہے اسواسطی کہ روایت ہے کہ آدم نبی

الصلوة والسلام لما قبض نزل جبریل علیه السلام بالملٰئکة وغسلوه وقالوا لولده هذا سنة موتاکم والمراد بالسنة المذکورة

علیه السلام جب موی تو جبریل علیه السلام فرشتون کو لیکر آیا اور اونکو نہلا کر اونکی بیٹی سی کہا یہہ تمہاری موتا کی سنت ہے اور سنت سے اسجگہ

ههنا الطریقة لان غسله واجب عملا بکلمة علی فی قوله علیه الصلوة والسلام للمسلم علی المسلم ستة حقوق ومن

طریقہ مراد ہی نہین تو میت کا غسل واجب ہے بلحاظ حرف علی کے جو اس حدیث مین واقع ہوا ہے مسلمان کی حقوق مسلمان پر چہہ ہین اونمین سے

جملتها ان یغسله بعد موته لکن اذا قام به البعض سقط عن الباقین لحصول المقصود فاذا ارید غسله یوضع علی سریر

ایک یہہ ہی کہ اوسکو مرنی کی پیچہی نہلاوی پر اس مین جب کوئی لگجاتا ہی تو باقی کی ذمہ سی ساقط ہوجاتا ہے کیونکہ مقصود جو تہا سو ہو چکا پہر جب اوسکے نہلانی کا ارادہ کرین تو تختہ پر

لینصب عنه الماء ویجمر سریره وترا تعظیما للمیت وازالة للرائحة الکریهة عنه وکیفیة التجمیر ان یدار المجمر حول السریر

لٹادین تاکہ اوس سی پانی بہ جاوے اور اوس تختہ کو طاق یعنی تین بار یا پانچ بار خوشبو کے دہونی دین اسمین میت کی تعظیم ہے اور بدبو دور ہوجاتی ہی اور دہونی کا یہہ طریقہ ہی کہ مجمر کو دہونی کے ساتہہ

بالبخور مرة او ثلثا او خمسا قال الزیلعی ولا یزاد علیها ویخلع ثیابه ویستر عورته لان سترها واجب والنظر الیها حرام لقوله علیه السلام

تختہ کی گرد ایکبار یا تین بار یا پانچ بار گردش دین زیلعی کہتا ہی اس سی زیادہ نہ پہرادین پہر اوسکی کپڑی اوتار دین اور عورت ڈہانپ دین کیونکہ ستر عورت واجب ہے اور اوسکا دیکہنا حرام ہے اسواسطے کہ

لعلی لا تنظر الی فخذ حی ومیت ویوضأ بلا مضمضة ولا استنشاق لان الوضوء سنة الغسل لکن فی المیت یترک المضمضة

علی کو فرمایا کہ نہ زندہ اور مردہ کی ران پر نگاہ مت کر یا پہر وضو کرا دین بدون کلی اور ناک کے پانی کے اسواسطے کہ وضو غسل مین مسنون ہے لیکن میت کے غسل مین کلی

والاستنشاق لتعذر اخراج الماء منه فیبدأ بغسل وجهه لا بغسل یدیه ولا یؤخر غسل قدمیه واختلف فی استنجاءه و

اور ناک کا پانی متروک ہے اسلئے کہ پہر پانی کا نکالنا دشوار ہی پہر پہلی پہل منہہ دہوین پہلی ہاتہہ نہ دہوین اور پانو کا دہونا پیچہا پر نہ رکہین اور میت کے استنجا اور

مسح راسه والصحیح انه یستنجی ویمسح راسه لکن الغاسل لا یمس عورته لان مس العورة حرام بل

سر کی مسح مین اختلاف ہے صحیح یہہ ہے کہ استنجا اور سر کا مسح بہی کرین پر نہلانی والا اوسکی عورت کو نہ چہوی اسلئے کہ عورت کا چہونا حرام ہے بلکہ

یلف خرقة علی یده ویغسل المخرج حتی یطهر ثم یفاض علیه الماء مغلی بسدر او حرض وان لم یوجد ماء

اپنی ہاتہہ پر کپڑا لپیٹ کر مخرج کو اتنا دہووی کہ پاک ہوجاوی پہر اوسپر بیری کی پتو کا یا اشنان کا جوش دیا ہوا پانی بہادین اور اگر ایسا پانی نہ ملے

کذلک یغسل بالماء القراح وهو الخالص لان المقصود الذی هو الطهارة یحصل به واما اذا وجد فالترتیب

تو خالص پانی سی نہلا دین کیونکہ اصل مقصود یعنی طہارت اس مین سے بہی حاصل ہے ہان اگر میسر آوی تو پہر ترتیب موافق

علی ما ذکر فی مبسوط شیخ الاسلام وهو مروی عن ابن مسعود رض ان یبدأ بالماء القراح حتی یبتل ما علی

بیان شیخ الاسلام کے جو مبسوط مین ہی اور وہ روایت ہی ابن مسعود سے یون ہے کہ اول غسل خالص پانی سی تاکہ جو کچہہ بدن پر

البدن من الدرن والنجاسة ثم بماء السدر او الحرض لیزول ما علی البدن لکونه ابلغ فی التنظیف ثم بماء فیه
میل کچیل نجاست ہی سو بہیگ کر پہول جاوی پہر بیری یا اشنان کی جوش دی ہوئی پانی سی تاکہ جو بدن پر ہی سو چہوٹ جاوی کیونکہ اسمین نظافت خوب ہوتی ہی پہر کافور
کافوران وجد تطییبا لبدن المیت ثم یغسل راسه ولحیته بالخطمی لانه ابلغ فی استخراج الوسخ لکونه مثل الصابون فی التنظیف
ملی ہوئی پانی سی اگر میسر ہو تاکہ میت کا بدن خوشبو ہو جاوی پہر اوسکا سر اور ڈاڑہی گل خیرو مین دہو دین کیونکہ اسمین میل خوب چہوٹتا ہی اسلئی کہ خطمی صابون کی مانند صاف کرتا ہی
وان لم یوجد فبالصابون ثم یضجع علی یساره ویغسل حتی یصل الماء الی ما یلی التخت منه ولا یکب علی وجهه لیغسل ظهره
اور اگر یہہ نہ ملی تو صرف صابون سی پہر بائیں کروٹ پہ لٹا کر اتنا نہلا دین کہ پانی نیچی کی طرف تختہ تک بہہ جاوی اور پیٹہہ دہونی کی لئی منہہ کی بل اوندہا نہ کر دین
ثم یجلسه الغاسل ویسنده الیه ویمسح بطنه برفق وان خرج منه شیء یغسله ولا یعید غسله ولا وضوءه لان غسله
پہر اوسکو نہلا نیوالا اپنی سہارےسی بیٹہا کر نرم نرم پیٹ کو ملدی اور اگر پیٹ مین سی کچہہ نکلی تو دہو دی اسّی نہ غسل کا اعادہ ہی اور نہ وضو کا اسواسطی کہ اوسکا غسل
عرف بالنص وهو قوله علیه الصلوة والسلام للمسلم علی المسلم ستة حقوق وذکر منها غسله بعد موته وقد حصل مرة فلا یعاد
جو نص سی اسحدیث مین ثابت ہوا ہی واسطی مسلمان کی مسلمان پر چہہ حق ہین اونمین غسل میت کو بہی ذکر فرمایا سو ئی ایکبار ہو لیا پہر اعادہ نہین ہی
ثم ینشف بثوب لئلا یبتل اکفانه ویجعل علی راسه ولحیته الحنوط وهو عطر مرکب من اشیاء طیبة ولا باس بسائر انواع الطیب
پہر کپڑی سی پونچہہ دین تاکہ کفن تر نہو جاوی اور اوسکی سر اور ڈاڑہی پر ارگجہ خوشبو مرکب لگا دین حنوط خوشبو ہی کئی خوشبو چیزونسی مرکب ہوتی ہی اور سب قسم کی خوشبوئونکا
غیر الزعفران والورس فانهما یکرهان فی حق الرجال دون النساء ویجعل الکافور علی مساجده وهی جبهته وانفه ویداه و
سواء زعفران اور ورس کی کچہہ ڈر نہین ہی یہہ دونو مردون کی حق مین مکروہ ہین عورتون کی لئی مکروہ نہین اور مساجد پہ کافور لگا دین اور مساجد اوسکی پیشانی ہی اور ناک اور دونو ہاتہہ
رکبتاه وقدماه لانه کان یسجد بهذه الاعضاء فکانت اولی بزیادة الکرامة ولا یسرح شعره ولحیته ولا یقص ظفره
اور دونو گہٹنی اور دونو قدم اسلئی کہ ان اعضاء پر سجدہ کرتا تہا اسواسطی زیادتی تعظیم کی یہہ ہی اعضاء لایق تر ہین اور بالون مین اور ڈاڑہی مین کنگہی نہ کرین اور نہ ناخن تراشین
وشعره لان هذه الاشیاء انما تفعل للزینة وقد استغنی عنها وما روی انه علیه الصلوة والسلام قال اصنعوا بموتاکم
اور نہ بال کترین کیونکہ یہہ سامان زینت کی ہین سو اسکی کچہہ حاجت نہین رہی اور یہہ جو روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا سنگار بناؤ اپنی موتا کا
کما تصنعون بعروسکم محمول علی التطییب والتطهرة لا علی التنقیص وازالة الجزء لکون ذلك غیر مسنون فی المیت وروی
جیسی سنگار کرتی ہو اپنی دلہنون کو سو محمول ہی خوشبو اور طہارت پر ناقص کرنی پر اور جزکی دور کرنی پر نہین کیونکہ یہہ امور میت کی حق مین غیر مسنون ہین اور
عن ابی حنیفة وابی یوسف ان الظفر ان کان منکسرا فلا باس باخذه ومن مات ولم یوجد ماء لیغسل یتیمم ویصلی علیه ثم
ابو حنیفہ اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ ناخن اگر ٹوٹا ہو تو اوسکی کترنیکا کچہہ مضائقہ نہین اور اگر کوئی شخص مر جاوی اور پانی غسل کو نہ ہاتہہ آئی تو اوسکو تیمم کرا دین اور نماز پڑہین پہر
ان وجد ماء یغسل وتعاد صلوته وقیل لا تعاد وان جری الماء علی المیت او اصابه مطر عن ابی یوسف انه لا ینوب عن الغسل
اگر پانی مل جاوی تو نہلا دین اور نماز دوبارہ پڑہین اور کوئی کہتا ہی کہ پہر نہ پڑہین اور اگر میت پر خود بخود پانی بہہ گیا یا مینہہ مین بہیگ گیا تو ابو یوسف سی روایت ہی کہ قایم مقام غسل کا نہین
لانا امرنا بالغسل وجریان الماء واصابة المطر لیس بغسل والغریق یغسل ثلاثا فی قول ابی یوسف وعند محمد فی روایة ان
ہوتا کیونکہ ہمکو حکم غسل دینی کا ہی اور پانیکا بہنا اور مینہہ مین بہیگنا کچہہ غسل نہین ہی اور ڈوبی ہوئی کو ابو یوسف کی قول پر تین بار غسل دین اور محمد کی قول کی موافق ایک روایت مین اگر
نوی الغسل عند الاخراج من الماء یغسل مرتین وان لم ینو یغسل ثلاثا وفی روایة عنه یغسل مرة واحدة وغاسل المیت
پانی مین سی نکالتی ہوئی غسل کی نیت کی ہو تو پہر دو بار نہلا دین اور اگر نیت غسل کی نہین کی تو تین بار نہلا دین اور ایک روایت مین اونسی کہ ایک ہی دفعہ نہلا دین اور میت کا نہلانیوالا
ینبغی ان یکون علی طهارة وان یکون اقرب الناس الیه وان لم یوجد فاهل الورع والصلاح واذا تم غسله یکفن ولکل واحد
چاہئی کہ باوضو ہو اور میت کا سب سی زیادہ ترقریب ہو اور اگر ایسا شخص موجود نہو تو کوئی خدا ترس اور پرہیزگار ہو اور جب نہلا چکین تو کفن پہنا دین اور ہر ایک
من الرجل والمراة کفن السنة وکفن الکفایة وکفن الضرورة فی حقهما ما یوجد وکفن السنة للرجل قمیص وازار ولفافة
کی لئی عورت ہو یا مرد ایک تو کفن سنت ہی اور ایک کفن کفایت ہی اور لاچاری کا دونو کی لئی وہ ہی جو میسر آجاوی اور کفن سنت مرد کا قمیص یعنی کفنی اور تہبند اور چادر لپیٹ کی

٠١٦

فالقميص من المنكبين الى القدمين بلا دخريص ولاجيب ولاكمين وكل واحد من الازار واللفافة من الفرق الى

پس قمیص دونو مونڈہون سی پانوون تک بی کلی اور گریبان اور بی آستینونکے اور دونو یعنے تہبند اور پوٹ کی چادر سر سے

القدم فاذا اريد تكفينه يبسط اللفافة اولا ثم الازار ثم القميص ثم يوضع الميت فيه ويقمص ثم يعطف

پانو تک ہین جب کفن پہنا وین تو پہلی پوٹ کی چادر بچہا دین پہر اوسکی اوپر تہبند پہر اوسکے اوپر قمیص پہر اوسکے اوپر میت کو لٹا کر قمیص پہنے کفنے پہنا دین پہر تہبند

الازار من جهة اليسار ثم من جهة اليمين ثم اللفافة كذلك وان خيف انتشار الكفن يعقد صيانة عن

پہلی بائین طرف سی لپیٹین پہر داہنی طرف سی پہر پوٹ کی چادر اسیطور پر اور اگر کفن کے اوڑنی کا خوف ہو تو گرہ لگادین مبادا

الكشف وكفن الكفاية له ازار ولفافة ويكره اقل من ذلك الا عند الضرورة وكفن السنة للمرأة درع وخمار

کہل جاوی اور کفن کفایت مرد کے واسطے تہبند اور پوٹ کے چادر ہی اتنی کم تر مکروہ ہے مگر لاچاری کو اور کفن سنت عورت کی لئی پیراہن اور اوڑہنے

وازار ولفافة وخرقة تربط على ثدييها فانها تلبس الدرع اولا ثم يجعل شعرها ضفيرتين على صدرها فوق الدرع

اور تہبند اور پوٹ کی چادر اور دامنی جس مین اوسکی پستان چہپا دین پس عورت کو پہلے پیراہن پہنا دین پہر اوسکی بالونکی دو لٹین کر کر پیراہن کی اوپر دونو طرف سینہ پر

ثم يوضع الخمار على راسها منشورة كالمقنعة فوق ذلك ثم يعطف الازار واللفافة كما ذكر في حق الرجال ثم تربط الخرقة

پہر اوڑہنے اوسکے سر پر مقنع کی طور پر درع کی اوپر پہیلا کر اوڑہا دین پہر ازار اور لفافہ کو اوسیطور پر جو مردونکی حق مین مذکور ہوا لپیٹ دین پہر دامنی اوپر سینہ کے

فوق الاكفان وعرضها ما بين الثدي الى السرة وكفن الكفاية لها ازار ولفافة وخمار ويكره اقل من ذلك الا عند

سب کفنون کی اوپر لپیٹ دین اسکا عرض پستان سی ناف تک چاہیے اور کفن کفایت عورت کا تہبند اور پوٹ کی چادر اور اوڑہنے اس سی کمتر مکروہ ہے مگر

الضرورة ويجمر الاكفان قبل ان يدرج فيها الميت وترا ولا يزاد على خمس على ما ذكره الزيلعي وقال المرغيناني على ما ذكر

لاچاری کو اور کفنونکو میت کی داخل کرنی سی پہلی خوشبو کی دہونی دین طاق اور پانچ بار سی زیادہ موافق بیان زیلعی کی نہین اور مرغینانی موافق اوسکے جو منیہ کے

في شرح المنية ان كان في المال كثرة وفي الورثة قلة فكفن السنة اولى والا فكفن الكفاية اولى مع جواز كفن

شرح مین مذکور ہی کہتا ہی اگر ترکہ بہت ہو اور وارث کم ہون تو کفن سنت اولی ہی اور نہین تو کفن کفایت اولی ہے اگرچہ کفن سنت توبہی

السنة والمراهق في الكفن بمنزلة البالغ والطفل الذي لم يبلغ حد الشهوة فالاحسن ان يكفن فيما يكفن البالغ وان

جائز ہی اور مراہق کفن کی باب مین بجای بالغ کی ہی اور وہ لڑکا جو ابہی حد شہوت کو نہین پہونچا تو بہتر یہ ہے کہ اوسکو کفن بالغ کا دیوین اور اگر

كفن في ثوب واحد يجوز وبعد تكفينه يصلى عليه والصلوة عليه فرض كفاية ان اداها البعض ولو رجلا واحدا

اوسکو ایک ہی کپڑیکا کفن دیوین توبہی جائز ہی اور کفنا کر اوسپر نماز پڑہین اور نماز جنازہ فرض کفایہ ہی اگر کوئی بہی ادا کردی اگرچہ ایک ہی مرد یا

او امرأة واحدة تسقط عن الباقين والا يأثم الكل واذا حمل على سريره فالسنة ان يحمله اربعة نفر من جوانبه الاربعة

ایک ہی عورت ہو تو سب کے ذمہ سی ساقط ہو جاتی ہی اور نہین تو سب گنہ گار ہوتی ہین اور جب اوسکو جنازہ پر اوٹہا لی چلین تو مسنون یہ ہے کہ چار آدمی چارون طرف سی اوٹہا دین

اذ فيه تخفيف للحاملين وصيانة للميت عن السقوط والانقلاب وتكثير الجماعة حتى لو لم يتبعه احد يكون هؤلاء

کیونکہ اس مین اوٹہانی والونکو تخفیف ہی اور میت کی گرنی سی اور الٹی پلٹنی سی حفاظت ہی اور جماعت کثیر ہو جاتی ہے یہانتک کہ اگر اور کوئی ساتہہ نہ چلے تو یہی

جماعة ويسرعون به في المشي بلا خبب وعند كثرة الناس وتناوبهم في حمله يستحب لكل من يحمله ان يحمله من كل جانب

جماعت ہے اور چلنی مین جلدی کرین دوڑین نہین اور کثرت انبوہ مین اگر باری باری اوسکو لی چلین تو ہر ایک کو چارون طرف سی

عشر خطوات لقوله عليه الصلوة والسلام من حمل جنازة اربعين خطوة كفرت عنه اربعين كبيرة وكيفية حمله

دس دس قدم لی چلنا مستحب ہے واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کی جو کوئی جنازہ چالیس قدم لی چلتا ہے تو اوسکے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہو جاتی ہین اور لی چلنی کی کیفیت

ان يبتدئ بالمقدم الايمن ويضعه على عاتقه الايمن ثم بالمؤخر الايمن ويضعه على عاتقه الايمن ثم بالمقدم الايسر

یہ ہی کہ پہلی اگلی داہنی جانب اوٹہا کر اپنی داہنے مونڈہے پر رکہی پہر پچہلی داہنے جانب اپنی داہنی مونڈہی پر رکہی پہر اگلی بائین جانب اپنی

ويضعه على عاتقه الايسر ثم بالمؤخر الايسر ويضعه على عاتقه الايسر فالافضل لبقية الناس مشيهم خلفه لانه ابلغ

بائیں مونڈھے پر رکھے پھر پچھلی بائیں جانب اپنی بائیں مونڈھے پر رکھے اور باقی لوگوں کو یہہ افضل ہے کہ جنازہ کے پیچھے پیچھے چلیں کیونکہ عبرت پکڑنے

في الاتعاظ واذا بلغوا قبره يكره لهم الجلوس قبل وضعه على الارض ولا يكره بعد وضعه هذا في حق من يمشي مع الجنازة

کی لئے بہت خوب ہے اور جب قبر تک پہنچیں تو اونکو مکروہ ہے کہ جنازہ زمین پر اوتارنے سے پہلے بیٹھہ جاویں اور جب زمین پر اوتار لیں تو مکروہ نہیں یہہ اونکی حق میں ہے جو جنازہ کی ساتھہ جاتے ہیں

واما اذا ذهب قوم الى المصلى وجلسوا ينتظرونها فجيء بها فالصحيح انهم لا يقومون قبل الوضع وكذا من كان قاعدا على

اور اگر ایک قوم آگے جاکر نمازگاہ میں اوسکی منتظر بیٹھے ہوں پہر اوس جنازہ کو وہاں لیکر آویں تو صحیح یہہ ہے کہ یہہ قوم جنازہ زمین پر رکھنے سے پہلے کہڑے نہ ہوں اور ایسے ہی جو شخص رستہ پر بیٹھا ہو

الطريق فمرت به الجنازة الا اذا اراد ان يتبعها وما ورد في الاحاديث من القيام لها منسوخ ولا ينبغي لمن يتبعها

اور وہاں کو جنازہ آجاوے ہاں اگر جنازہ کی ساتھہ جانیکا ارادہ کرے تو کہڑا ہو جاوے اور وہ جو حدیثوں میں جنازہ کی لئے کہڑا ہونا آیا ہے سو منسوخ ہے اور ساتھہ جانیوالوں کو نہیں چاہئے

ان يرجع قبل ان يصلي عليها وبعد ان يصلي عليها قالوا لا يرجع الا باذن اهلها وذكر في المحيط ان الرفيق يسعه الرجوع

کہ نماز جنازہ سے پہلے پہر چلے آویں اور بعد نماز کے بہی کہتے ہیں کہ بدون اجازت اہل جنازہ کے نجاویں اور محیط میں مذکور ہے کہ غلام کو مضایقہ نہیں کہ بے اجازت

بغير اذنهم وهو الاوجه والاولى على ما ذكر في شرح المنية ويحفر القبر واختلف في مقدار عمقه فقيل قدر نصف القامة

ولی میت کی چلا جاوے اور موافق مذکور شرح منیہ کے یہہ ہی ٹہیک راہ ہے اور قبر کہودیں اور اوسکے گہراو میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے بقدر نیم قد آدم

وقيل الى الصدر وان زادوا الى القامة فهو افضل واحسن ثم الافضل فيه اللحد وهو ان يحفر في جانب القبلة منه

اور کوئی کہتا ہے سینہ تک اور اگر برابر قد آدم گہری کریں تو افضل اور حسن ہے پہر اوس میں لحد بنانا افضل ہے لحد یہہ ہوتا ہے کہ قبر کی اندر قبلہ کی طرف گڑہا

حفيرة ويوضع الميت فيها وان كانت الارض رخوة فلا باس بالشق وهو ان يحفر في وسط الارض حفيرة كالنهر ويبنى جانباها

کہود کر اوسکی اندر مردہ کو رکہدیں اور اگر زمین بہت ہی کمزور ہو تو شق کا کچھہ مضایقہ نہیں شق یہہ ہے کہ قبر کی بیچوں بیچ نہر کی وضع پر گڑہا کہودیں اور اوسکی دونو پہلو

باللبن ويوضع الميت فيها وتسقف باللبن ولا يمس السقف الميت والسنة ان يوضع الميت في قبره من جانب القبلة

کچی اینٹ سے چن کر اوسکی اندر مردہ کو رکہیں اور کچی اینٹ سے چہاپ دیں اور چہت میت سے چہوتی نہ رہے اور طریق مسنون یہہ ہے کہ میت کو قبر میں قبلہ کی طرف سے اوتاریں

ولا تعيين في عدد الواضعين بل المعتبر حصول الكفاية وترا كانوا او شفعا ويقول جميعهم عند الوضع بسم الله و

اور اوتارنیوالوں کی گنتی مقرر نہیں ہے بلکہ یہہ ہی معتبر ہے کہ جسقدر کفایت کریں طاق ہوں یا جفت اور اوتارتے وقت سب کے سب یہہ پڑہیں بسم اللہ و

على ملة رسول الله ويوجه الى القبلة ولا يلقى على ظهره وتحل العقدة لانها كانت لخوف انتشار الكفن وقد حصل

علی ملۃ رسول اللہ اور میت کا منہہ قبلہ کیطرف پہیردیں چت نہ پڑا دیں اور گرہ کہولدیں کیونکہ گرہ تو اسلئے تہی کہ کفن نہ کہل جاوے سو وہی

الامن منه ويسوى اللبن والقصب على اللحد ويكره الاجر والخشب لانهما لاحكام البناء والقبر موضع البلاء والفناء وذو

امن ہی حاصل ہوگئے اور لحد پر کچی اینٹ یا بانس بچہادیں اور پکی اینٹ اور لکڑیاں مکروہ ہیں کیونکہ یہہ دونو چیزیں مضبوطی کے واسطے ہیں اور قبر بگڑنے اور مٹنے کی جگہہ ہے اور

الرحم المحرم اولى بوضع المرأة فان لم يكن فاهل الصلاح من الاجانب وليسجى قبرها بثوب حال الوضع حتى يجعل اللبن

عورت کو اوتارنے کی لئے محرم شخص اولی ہے اگر موجود نہو تو اجنبی پرہیزگار اور عورت کی قبر پر اوتارتی ہوئی جب تک لحد کو چہاپ چکیں کپڑہ تنیں

ونحوه على اللحد لان مبنى حالهن على الستر ولا يسجى قبر الرجل لان مبنى حالهم على الكشف ثم يهال عليه التراب ويسنم القبر

پردہ کئے رہیں اسلئے کہ عورتوں کی حال ہی کا سب بنا پردہ پر ہے اور مرد کی قبر پر پردہ نہیں چاہئے اسلئے کہ مردوں کے حال سینے کہلا مناسب ہے پہر اوس پر مٹی دہکیلدیں اور قبر کو بالشت بہر اونچی

قدر شبر ولا يسطح ولا يزاد على التراب الذي خرج عن القبر ولا باس برش الماء عليه كيلا ينتشر التراب بالريح ويكره ان يبنى

اونٹ کی پشت بنادیں اور ہموار نکریں اور نہ اوپر مٹی سوائے قبر کی کہدی ہوئی کی ملاویں اور اوس پر پانی چہڑکنے کا کچھہ مضایقہ نہیں تاکہ مٹی ہوا سے نہ اوڑ جاوے اور مکروہ ہے کہ اوسپر مکان

عليه بيتا او قبة او نحو ذلك وكذا يكره وطؤه والجلوس عليه والنوم لديه والصلوة اليه لما روي عن مرثد الغنوي

یا گنبج وغیرہ بناویں اور ایسی ہی پامال کرنا اوسپر بیٹھنا اور اوسکے پاس سونا اور اوسکے طرفکو نماز پڑہنے مکروہ ہے کیونکہ وارد ہے مرثد غنوی سے

انه عليه الصلوٰة والسلام قال لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا اليها ويكره الذبح عنده لما روى عن انس انه عليه الصلوٰة

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قبر پر مت بیٹھو اور نہ اوسکے طرف نماز پڑھو اور قبر کے پاس ذبح کرنا مکروہ ہے کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

والسلام قال لا عقر في الاسلام وهو الذي كان يعقر عند القبر بقرة او شاة ويكره اتخاذ الضيافة من اهل الميت لكن

فرمایا کہ اسلام میں عقر نہیں ہے اور عقر وہ گائی یا بکری ہی جو قبر پر لیجا کر ذبح کرتی تہی اور میت کی اہل سے مہمانی کا لینا مکروہ ہے لیکن

يستحب لجيران الميت واقربائه الاباعد تهيئة الطعام لهم والحاحهم في الاكل لما روى عن ابن مسعود انه عم

میت کی ہمسایوں اور دور کی ناتہ داروں کو کہانا تیار کرنا اہل میت کیواسطے اور انکو بمنت کہلانا مستحب ہے اسواسطے کہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

لما جاءه نعي جعفر بن ابي طالب قال اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد اتاهم ما يشغلهم ويستحب التعزية لما روى عن ابن مسعود

جب خبر مرگ جعفر بن ابی طالب کے سنے تو فرمایا واسطے عیال جعفر کے کہانا تیار کرو کہ اونکو ایسے خبر آئی ہے جسمیں مشغول ہیں اور تعزیت مستحب ہے اسلئے کہ ابن مسعود سے روایت ہے

انه عليه الصلوٰة والسلام قال من عزى مصابا فله مثل اجره وكيفية التعزية ان يقال لمن مات له قريب اعظم الله

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے مصیبت زدہ کی تعزیت کے تو اوسکو دیا ہی اجر ہے اور کیفیت تعزیت کے یہہ ہے کہ اوس سے جسکا قریب گیا ہو کہی خدا تجکو اجر عظیم

اجرك واحسن عزاءك وغفر لميتك ان كان الميت مكلفا والا لا يقول وغفر لميتك ومن مات ولم يدفن اياما بان وضع

عنایت کری اور تیری عزا نیک کردی اور تیری میت کو بخشے یہہ جب کہی اگر میت مکلف ہو اور نہیں تو یہہ نکہی تیری میت کو بخشے اور جو شخص مرجاوے اور چند روز مدفون نہو اسطور کہ

في التابوت ليحمل من مصر الى مصر آخر فما لم يدفن لا يسئل لان السوال لا يكون الا فيما يستقر فيه الميت حتى لو اكله

تابوت میں رکہا رہی تاکہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں لیجاویں سو جب تک دفن نہوگا سوال منکر نکیر کا بہی نہوگا اسواسطے کہ سوال وہان ہوتا ہی جہان میت قرار پکڑے یہانتک کہ اگر اوسکو

السبع يكون السوال في بطنه وهو لكل ذي روح من بني آدم حتى الرضيع فانه يسئل فيلهمه الله الجواب وهل للانبياء

درندہ کہا جاوی تو سوال اوسکے پیٹ میں ہوگا اور سوال بنی آدم میں سے ہر ایک جاندار سے ہوتا ہے یہانتک کہ دودہ پیتے بچہ سے بہی سوال ہوتا ہے سو اللہ تعالے اوسکو جواب سکہلا دیتا ہے اور آیا انبیاء کو ہے

في القبر سؤال قد ذكر في الظهيرية ان الزاهد الصفار قال ليس في هذا نص ولا خبر ودليل نفي ذلك عنهم اوضح يسر نا

قبر میں سوال ہوا ہی سو ظہیریہ میں مذکور ہے کہ زاہد صفار کہتا ہے کہ اس باب میں نہ کوئی نص ہی اور نہ کوئی خبر اور اسکے نفی کی دلیل ظاہر ہے الہی ہمکو

الله تعالى حسن الخاتمة عند الممات

مرتی وقت خاتمہ بالخیر آسان کر

المجلس السابع والخمسون في بيان جواز زيارة القبور وعدم جوازها

ستاون مجلس زیارت قبور کے جواز اور عدم جواز کے بیان میں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه بريدة

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمکو قبروں پر جانے سے منع کیا تہا سو اب قبروں کی زیارت کیا کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے بریدہ کی روایت ہے

وفيه تصريح بوقوع النهي في اوائل الاسلام عن زيارة القبور لكونها مبدأ عبادة الاصنام وكان ابتداء ذلك

اور اسمیں تصریح ہے کہ اوائل اسلام میں زیارت قبور سے ممانعت ہوئی تہی اسلئے کہ یہہ ہی سبب بت پرستی کا ہے کہ پہلی پہل یہہ سخت مرض

الداء العضال في قوم نوح النبي عليه السلام كما اخبر الله تعالى في كتابه وقال نوح رب انهم عصوني واتبعوا من

نوح نبی علیہ السلام کے امت میں پیدا ہوا تہا چنانچہ اللہ تعالی اپنی کتاب میں خبر دیتا ہی کہا نوح نے اے رب میرے انہوں میرا کہا نمانا اور مانا ایسے کا

لم يزده ماله وولده الا خسارا ومكروا مكرا كبارا وقالوا لا تذرن آلهتكم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا يغوث

جسکو اوسکی مال اور اولاد نے اور بڑہایا ٹوٹا اور داؤ کیا ہی بڑا داؤ اور بولی نہ چہوڑیو اپنی ٹہاکروں کو اور نہ چہوڑیو ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث

ويعوق ونسرا قال ابن عباس وغيره من السلف كان هؤلاء قوما صالحين في قوم نوح النبي عليه السلام فلما ماتوا عكف

اور یعوق اور نسر کو ابن عباس وغیرہ سلف کہتے ہیں کہ یہہ لوگ نوح نبی علیہ السلام کی امت میں صلحا تہی جب یہہ مرگئے تو

الناس على قبورهم ثم صوروا تماثيلهم ثم طال عليهم الامد فعبدوهم فلما كان منشاء عبادة الاصنام من جهة القبور

لوگوں نے انکی قبروں پر بیٹہنا اختیار کیا پہر اونکی صورتوں کی تصویریں بنالیں پہر اسطور مدت گذر گئی پہر تو تو اونکو پوجنے لگے جبکہ منشا بت پرستی کا قبروں سے پیدا ہوا ہے

نهى النبي عليه الصلوة والسلام اصحابه في اوائل الاسلام عن زيارة القبور سدًّا لذريعة الشرك لكونهم حديث العهد
تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے یاروں کو اوائل اسلام میں زیارت قبور سے منع کر دیا تاکہ شرک کا وسیلہ بند ہو جاوے کیونکہ اونکو کفر چھوڑے تھوڑی مدت ہوئی تھی

بالكفر ثم لما تمكن التوحيد في قلوبهم اذن لهم في زيارتها وعلمهم كيفيتها تارة بفعله وتارة بقوله وذلك في الاحاد
تھوڑا عرصہ گذرا تھا پھر جب توحید اونکے دلوں میں جم گئی تو اونکو زیارت قبور کی اجازت دی اور اوسکی کیفیت سکھا دی کبھی کر کے اور کبھی سنا کر اور یہ مضمون بہت حدیثوں میں

الكثيرة بعضها في الاذن وبعضها في التعليم وفي ضمنها بيان الفائدة اما التي في الاذن فمنها ما روى عن ابي سعيد
ہے بعضی درباب اذن ہیں اور بعضی درباب تعلیم اور اوسکے ضمن میں فوائد کا بیان ہے پھر جو کہ درباب اذن ہیں اون میں سے ایک یہہ ہے ابو سعید سے روایت ہے

انه عليه الصلوة والسلام قال اني كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فان فيها عبرة ومنها ما روى عن علي بن
کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ اسمیں عبرت پیدا ہوتی ہے اور ایک یہہ ہے علی ابن ابی طالب سے

ابي طالب انه عليه الصلوة والسلام قال اني كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تذكركم الاخرة ومنها ما روى
روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ تمکو آخرت یاد لاتی ہے اور ایک یہہ ہے

عن ابن مسعود انه عليه الصلوة والسلام قال كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تزهد في الدنيا ومنها
ابن مسعود کے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ یہہ دنیا چھڑاتی ہے اور ایک یہہ ہے

ما روى عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال زوروا القبور فانها تذكر الموت ومنها ما روى عن بريدة انه عليه السلام
ابی ہریرہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قبور کی زیارت کیا کرو کیونکہ موت یاد دلاتی ہے اور ایک یہہ ہے بریدہ کے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

قال كنت نهيتكم عن زيارة القبور فمن اراد ان يزور فليزر ولا تقولوا هجرا واما التي في التعليم فمنها ما روى عن بريدة
میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب جو شخص زیارت قبور کا ارادہ کرے تو زیارت کرے اور بیہودہ نہ کہا کرو اور وہ حدیثیں جو تعلیم کے باب میں ہیں سو ایک تو یہہ ہے بریدہ کی روایت ہے

انه عليه الصلوة والسلام كان يعلمهم اذا خرجوا الى المقابر ان يقولوا السلام عليكم يا اهل الديار من المؤمنين والمسلمين
کہ نبی علیہ السلام سکھایا کرتے تھے جب کوئی مقابر پر جاوے تاکہ کہو السلام علیکم اے اہل قبور مومنین اور مسلمین

وانا ان شاء الله بكم لاحقون انتم لنا سلف ونحن لكم تبع نسئل الله لنا ولكم العافية ومنها ما روى عن ام المؤمنين
اور ہم انشاء اللہ تمہارے پاس آتے ہیں تم ہمارے پیشوا ہو اور ہم تمہارے تابع ہیں ہم اللہ سے اپنی اور تمہاری عافیت مانگتے ہیں اور ایک یہہ ہے ام المؤمنین

عائشة انها قالت لرسول الله صلى الله عليه وسلم كيف اقول يا رسول الله في زيارة القبور قال قولي السلام على
عائشہ کے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ میں زیارت قبور میں کیا کہا کروں آپ نے فرمایا کہہ سلام

اهل الديار من المؤمنين والمسلمين ويرحم الله المستقدمين منا ومنكم والمستاخرين وانا ان شاء الله بكم لاحقون ومنها
اہل دیار پر مومنین اور مسلمین میں سے اور اللہ رحمت کرے اگلوں پر ہم میں اور تم میں سے اور پچھلوں پر اور ہم انشاء اللہ تمہارے پاس آتے ہیں اور ایک یہہ ہے

ما روى عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام خرج الى المقبرة فقال السلام عليكم دار قوم مؤمنين وانا ان شاء الله
ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مقبرہ کو تشریف لے گئے سو آپ نے فرمایا سلام تم پر اے دار قوم مومنین اور ہم انشاء اللہ

عن قريب منكم لاحقون ومنها ما روى عن ابن عباس رض انه عليه الصلوة والسلام مر بقبور المدينة فاقبل عليهم فقال
جلد تم سے ملنے والے ہیں اور ایک یہہ ہے ابن عباس کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شریف کے مقابر پر کو آ گئے سو اودھر متوجہ ہو کر فرمایا

السلام عليكم يا اهل القبور يغفر الله لنا ولكم انتم سلفنا ونحن بالاثر فانه عليه الصلوة والسلام بين في هذه الاحاد
سلام تم پر اے اہل قبور خدا بخشے ہمکو اور تمکو تم ہمارے اگلے ہو اور ہم تمہارے پیچھے ہیں بے شک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان حادیثوں میں

فائدة زيارة القبور وهي احسان الزائر الى نفسه والى اهل القبور اما احسانه الى نفسه فتذكر الموت والاخرة والزهد
زیارت قبور کا فائدہ بیان فرمایا اور وہ زیارت کرنیوالے کی حق میں اور اہل قبور کے حق میں بھلائی ہے اپنے حق میں تو یہہ بھلائی ہے موت کا اور آخرت کا یاد کرنا اور دنیا کے ترک

فی

فی الدنیا والانعاظ والاعتبار واما احسانه الی اهل القبور فالسلام علیهم والدعاء لهم بالرحمة والمغفرة وسوال العافیة

دنیا کی اور پندپذیری اور عبرت اور اہل قبور کی حق مین بھلائی یہہ ہی اونپر سلام بہیجنا اور اونکی لئی رحمت اور مغفرت کی دعا کرنا اور عافیت کا سوال کرنا

قال عامة العلماء هذا فی حق الرجال واما النساء فلا یحل لهن ان یخرجن الی المقابر لما روی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام

عامہ علما کہتی ہین یہہ مردونکی حق مین ہی اور رہی عورتین سو اونکو حلال نہین کہ مقابر مین جایا کرین اسلئی کہ ابوہریرہ سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

لعن زوارات القبور وذکر فی نصاب الاحتساب ان القاضی سئل عن جواز خروج المراة الی المقابر فقال لا تسئل

قبرون مین جانے والی عورتون پر لعنت کی ہی اور نصاب الاحتساب مین ذکر کیا ہی کہ قاضی سے کسی نے پوچہا کہ آیا عورتون کو مقابر مین جانا جائز ہے قاضی نے جواب دیا اسی مقام مین

عن الجواز فی مثل هذا وانما تسئله عن مقدار ما یلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج کانت فی لعنة الله تعالی

جواز کو کیا پوچہتا ہی یہہ پوچہہ کہ عورتون پر کتنی لعنت برستی ہے بیشک جب عورت جانی کی نیت کرتی ہی تو اللہ تعالے اور اوسکے

وملئکته واذا خرجت لحقتها الشیاطین واذا انت القبر یلعنها روح المیت واذا رجعت تکون فی لعنة الله تعالی

فرشتونکی لعنت مین داخل ہوتی ہی اور جب چلتی ہی تو شیاطین اوسکی ساتہ ہوجاتے ہین اور جب قبر پر جا پہونچتی ہی تو میت کی روح لعنت کرتی ہے اور جب وہان سی پہرتی ہی تو خدا اور فرشتونکی لعنت مین

وملئکته حتی تعود الی منزلها وقد روی فی الخبر ایما امراة خرجت الی مقبرة یلعنها ملئکة السموت السبع والارضین

رہتی ہی جب تک اپنی گہر مین آوی اور روایت ہی حدیث مین جو عورت مقبرہ کو جاتی ہے تو اوس پر ساتون آسمان اور ساتون زمین کی فرشتے لعنت

السبع وایما امراة دعت للمیت بخیر ولم تخرج من بیتها یعطیها الله تعالی ثواب حجة وعمرة وروی عن سلمان وابی هریرة

کرتی ہین اور جو عورت میت کی لئی گہر مین بیٹہی ہوئی دعای خیر کرتی ہے اوسکو اللہ تعالے ثواب ایک حج اور عمرہ کا دیتا ہے اور سلمان اور ابوہریرہ سی مروی ہے

انه علیه الصلوة والسلام ذات یوم خرج من المسجد فوقف علی باب داره فاتت ابنته فاطمة رض فقال لها من

کہ نبی علیہ الصلوة والسلام ایک روز مسجد سے باہر آکر اپنی گہر کے دروازہ پر ٹہر گئے اس مین حضرت کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آگئین آپ نی پوچہا کہان سے

این جئت فقالت خرجت الی منزل فلانة التی ماتت فقال هل ذهبت قبرها فقالت معاذ الله ان افعل شیئا بعد

آتی ہی عرض کیا فلانی عورت کی گہر گئے تہے وہ جو مرگئی ہے فرمایا کیا اوسکی قبر پر گئی تہی عرض کیا خدا پناہ مین رکہی اس سے کہ مین ایسا کام کرون بعد

ما سمعت منک ما سمعت فقال لو ذهبت قبرها لم تریحی رائحة الجنة فعلی هذا کل من یرید ان یزور القبور من الرجال

اسکی مین سن چکی ہون آپ سے جو سنا ہے آپ نی فرمایا اگر تو قبر پر جاتی تو جنت کی خوشبو نسونگہتی اس بیان کی مطابق جو شخص زیارت قبور کا ارادہ کریگا

ینبغی ان لا یکون حظه من زیارته لها الطواف علیها کالبهائم بل ینبغی له اذا جاءها ان یسلم علی اهلها ویخاطبهم

تو اوسکو چاہئے کہ اپنا حصہ زیارت قبور مین سی بہایم کی طرح قبر کا طواف ہی نہ ٹہیراوے بلکہ یہہ چاہئی کہ جب قبر پر آوی تو مقبور پر سلام بہیجی اور حاضرون سے

خطاب الحاضرین ویسال لهم الرحمة والمغفرة والعافیة کما تقدم فی الاحادیث ثم یعتبر بمن کان تحت التراب وانقطع

خطاب کری اور اونکی لئی خدا سی رحمت اور مغفرت اور عافیت مانگی چنانچہ اوپر احادیث مین آچکا ہی پہر اوسکی حال سی جو مٹی تلی دب کر اہل و احباب سے

عن الاهل والاحباب وانه حین دخل القبر وابتلی بالسوال هل اصاب فی الجواب وکان قبره روضة من ریاض الجنة

جدا ہوگیا ہے عبرت پکڑی کہ یہہ جو قبر مین داخل ہوکر سوال جواب مین گرفتار رہا آیا اچہا جواب دیا کہ اوسکی قبر بہشت کی باغ کا ایک چمن ہوگئی ہے

او اخطا فی الجواب وکان قبره حفرة من حفر النار ثم یجعل نفسه کانه مات ودخل القبر وذهب عنه ماله واهله و

یا جواب مین چوک گیا کہ اوسکی قبر ایک گڑہا دوزخ کی گڑہون مین سے ہوگئی ہو پہر اپنی ذات کو یہہ تصور کری کہ گویا مین مرگیا اور قبر مین داخل ہوا اور تمام مال اور اہل اور

ولده ومعارفه وبقی وحیدا فریدا وهو الان یسئل فماذا یجیب وماذا یکون حاله ویکون مشغولا بهذا الاعتبار ما دام

اولاد اور دوست چہوٹ گئی اور مین اکیلا تنہا رہ گیا اور اب مجہسے سوال ہورہا ہی اب کیا جواب دون اور میرا کیا حال ہوگا اسہی عبرت مین مشغول رہی جب تک

هناک ویتعلق بمولاه فی الخلاص من هذه الامور الخطیرة العظیمة ویلجأ الیه واما قراءة القران هناک فجوزها بعض

وہان رہی اور اپنی مولی سی ان امور نہایت خوفناک سے نکلنے میں تعلق پیدا کری اور اسی کیطرف التجا کری اور قبر پر قران پڑہنا بعض علما جائز بتاتی ہین

العلماء ومنعها البعض الاخر وقالوا لا بد للزائر ان یکون مشغولا بالاعتبار وقراءة القرآن یحتاج صاحبها الی التدبر

اور بعضے منع کرتے ہیں رہے کہتے ہیں زائر کو چاہیئے کہ عبرت میں لگا رہے اور قرآن پڑھنے والے کو اوس میں غور اور

واحضار الفکر فیما یتعلق والاعتبار والفکر لا یجتمعان فی قلب واحد فی زمان واحد فان قال قائل انی اعتبر فی وقت

فکر لگانا چاہیئے جو پڑھتا ہی اور عبرت اور فکر دونو ایک دل کی اندر ایک وقت خاص میں جمع نہیں ہوتے اگر کوئی معترض کہے کہ مجکو ایک وقت عبرت ہوتی ہے

واقرأ فی وقت اخر والقرآن اذا قرئ ینزل الرحمة فیرجی ان یلحق باهل القبور من تلک الرحمة شیء ینفعهم فالجواب عنه

اور دوسرے وقت قرآن پڑھتا ہوں اور حال یہ ہے کہ قرآن پڑھتے وقت اللہ کی رحمت اترتی ہی لہ امید ہی کہ اوس رحمت میں سی کچھ اہل قبور کو پہنچکر فائدہ بخشی تو اسکے جواب کئے

من وجوه الاول ان قراءة القرآن وان کانت عبادة لکن کون الزائر مشغولا بما تقدم عن الفکر والاعتبار فی الموت وسوال

ہیں اول یہہ کہ قرآن کا پڑھنا اگرچہ عبادت ہی پر زائر کا اوس وقت سوچ میں اور موت کی خوف میں اور منکر نکیر کے سوال وغیرہ میں

الملکین وغیر ذلک عبادة ایضا والوقت لیس محلا الا لهذه العبادة فقط فلا یخرج من عبادة الی عبادة اخری لا سیما

مشغول رہنا بھی عبادت ہی اور یہہ وقت صرف اسی ہی عبادت کا ہے سو ایک عبادت کو چھوڑ کر دوسری اختیار نکرنی چاہیئے خاص کر

لاجل الغیر والثانی انه لو قرأ فی بیته واهدی ثوابها الیهم بان قال بلسانه بعد فراغه من قراءته اللهم اجعل ثواب ما

دوسری کی واسطے دوسرا جواب یہہ ہے کہ زائر اگر اپنی گہر میں قرآن پڑھکر ثواب اہل قبور کو ہدیہ کرے اسطور کہ قرآن پڑھنے سے فارغ ہوکر زبان سے کہے الٰہی اس قرأت کا ثواب

قراته لاهل القبور لوصل الیهم ان هذا دعاء بوصول الثواب الیهم والدعاء یصل بلا خلاف فلا یحتاج ان یقرأ علی قبورهم

اہل قبور کو پہنچا دی تو البتہ یہہ ثواب انکو ملیگا کیونکہ اہل قبور کو ثواب پہنچنی کی دعا ہی اور دعا بلا خلاف پہونچتی ہے سو اسکی کیا حاجت ہی کہ قرآن قبر ہی پر پڑہا جاوے

والثالث ان قراءته علی قبورهم قد یکون سبب العذاب بعضهم اذ کلما مرت اية لم یعمل بها یقال له اما قرأتها اما سمعتها

تیسرا جواب یہہ ہی کہ قبروں پر قرآن پڑھنے سی کبھی کسی مردہ کو عذاب بھی ہونے لگتا ہے اسواسطے کہ جب ایسی آیت آویگی کہ اوسپر عمل نہیں کیا تو اوسکو کہینگے کیا یہہ آیت تو نے

فکیف خالفتها ولم تعمل بها فیعذب لاجل مخالفته بها والرابع ان السنة لم ترد بها وکفی بها منعا فاذا کان کذلک فاللائق

پڑھی نہ تھی اسکا خلاف کیوں کیا اور اسپر عمل کیوں نکیا سو اسکی مخالفت کی باعث عذاب ہوتا ہے اور چوتھا جواب یہہ ہے کہ حدیث میں نہیں آیا اور منع کرنیکو یہی کافی ہے جب یہہ بات ہوئی تو زائر کو یہی

بالزائر ان یتبع السنة ویقف عند ما شرع له ولا یتعداه لیکون محسنا الی نفسه والی اهل القبور لان زیارة القبور

لائق ہی کہ سنت کا تابع رہی اور شروع پر توقف کری تجاوز نکری تا کہ اپنا اور اہل قبور کا محسن ہو وی اسلئی کہ زیارت قبور کے

نوعان زیارة شرعیة وزیارة بدعیة اما الزیارة الشرعیة التی اذن فیها رسول الله صلی الله علیه وسلم فالمقصود

دو طرح ہی زیارت شرعی اور زیارت بدعی زیارت شرعی تو وہ ہی جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی اجازت دی ہے پس مقصود

منها شیئان احدهما راجع الی الزائر وهو الاتعاظ والاعتبار والثانی راجع الی اهل القبور وهو ان یسلم علیهم الزائر ویدعو

اوس سے دو باتیں ہیں ایک تو فائدہ زائر کا ہے یعنی پند پذیری اور عبرت اور دوسرا فائدہ اہل قبور کا یعنی زائر انکو سلام پہونچا دی اور انکی لئی دعا خیر

لهم واما الزیارة البدعیة فهی زیارة القبور لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبیلها واستلامها وتعفیر الخدود

کری اور زیارت بدعی یہہ ہے کہ قبروں میں نماز پڑھنے کو جاوی اور اونکی طواف کرنیکو اور قبروں کی بوسہ اور چومنی کو اور مونہہ قبروں پر

علیها واخذ ترابها ودعاء اصحابها والاستغاثة بهم وسوالهم النصر والرزق والعافیة والولد وقضاء الدین وتفریج

ملنی کو اور وہاں کی مٹی لینی کو اور اہل قبور کو پکار کر اون سی مدد مانگنی کو اور اونسی یاری اور رزق اور عافیت اور اولاد اور ادای قرض اور کہلنا

الکربات واغاثة اللهفان وغیر ذلک من الحاجات التی کان عباد الاصنام یسئلون من اصنامهم فان اصل

سختیوں کا اور امداد بیچاروں کے اور سوای اسکے اور اور حاجتیں جو بت پرست اپنی بتوں سی مانگتی ہیں بیشک اصل اس

هذه الزیارة البدعیة الشرکیة ماخوذ منهم ولیس بشیء من ذلک مشروعا باتفاق علماء المسلمین اذ لم یفعله رسول رب

زیارت بدعی شرک کی بت پرستوں سی لی ہوئی ہی اور کوئی امر ان میں سے باتفاق تمام علماء مسلمین کے جائز نہیں ہے اسواسطے کہ نہ تو یہہ رسول رب

العالمين ولا احد من الصحابة والتابعين وسائر ائمة الدين بل قد انكر الصحابة ما هو دون ذلك بكثير كما روي عن
عالمین نے کیا اور نہ کسی نے صحابہ اور تابعین میں سے اور نہ کسی نے تمام ائمہ دین میں سے بلکہ صحابہ نے اکثر اس سے کمتر بات میں انکار کیا ہے چنانچہ

المعرور بن سويد ان عمر صلى صلوة الصبح في طريق مكة ثم راى الناس يذهبون مذهبا فقال اين يذهب هؤلاء
معرور بن سوید سے روایت ہے کہ عمر نے صبح کی نماز مکہ کی رستہ میں پڑھی پھر لوگوں کو دیکھا کہ ایک طرف کو جاتی ہیں پوچھا یہ لوگ کہاں جاتی ہیں

فقيل مسجدا صلى فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم فهم يصلون فيه فقال انما هلك من كان قبلكم بمثل
کسی نے جواب دیا اوس مسجد میں جہاں رسول اللہ صلعم نے نماز پڑھی تھے ۔ سو یہ لوگ بھی وہاں نماز پڑہتی ہیں تب فرمایا پہلی امتیں ایسی ہی باتوں سے ہلاک ہوئے

هذا كانوا يتبعون آثار انبيائهم ويتخذونها كنائس وبيعا فمن ادركته الصلوة في هذه المساجد فليصلها فيها ومن
ہیں کہ اپنی اپنی انبیا کی آثار پر لگے رہتی تہی اور اسی کو کنیسہ بیع یعنی عبادتگاہ بنا لیتے تہی پس جسکو وقت نماز کا ان مسجدوں میں ہو جاوے اوسی چاہیئے کہ یہاں نماز پڑھ لے اور جسکو

لا فليمض ولا يتعمدها وكذلك لما بلغه ان الناس يتناولون الشجرة التي بويع تحتها النبي عليه الصلوة والسلام ارسل اليها فقطعها
وقت نہو تو چلا جاوے و خواہ مخواہ ارادہ نکری اور ایسے ہی جب عمر نے سنا کہ لوگ باری باری اوس درخت پر جاتے ہیں جسکے تلے نبی علیہ السلام نے بیعت لی تہی آدمی بہیجکر اوسکو کٹوا دیا

فاذا كان عمر فعل هذا بالشجرة التي بايع الصحابة تحتها رسول الله صلى الله عليه وسلم وذكرها الله تعالى في القران حيث
پس جب عمر نے اوس درخت کا یہہ حال کیا ہو جسکے تلے صحابہ نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے بیعت کی تہی اور اللہ تعالی نے اوسکا ذکر قران میں کیا ہے جہاں

قال لقد رضي الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة فماذا يكون حكمه فيما عداها ولقد جرد السلف الصالح
کہا ہی اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرنے لگے تجہسے اوس درخت کی نیچے اب اور کی تو کیا اصل ہی اور بیشک سلف صالح نے توحید کو خوب

التوحيد وحموا جانبه حتى كانت الحجرة النبوية منفصلة عن المسجد الى زمن الوليد
صاف کیا ہی اور توحید کی جانب کو حمایت سے بچایا ہے یہانتک کہ صحابہ اور تابعین اسواسطے کہ حجرہ نبوی علیہ السلام مسجد سے الگ تہا ولید بن عبد الملک کے عہد تک

بن عبد الملك لا يدخل فيها احد لا لصلوة ولا لدعاء ولا لشيء اخر مما هو من جنس العبادة بل كانوا يفعلون جميع
کوئی اوس حجرہ میں نہیں گہستا تہا نہ تو واسطے نماز کے اور نہ واسطے دعا کی اور نہ کسی و کام کو جو عبادت کی جنس کا ہو بلکہ وہ لوگ یہہ تمام عبادت

ذلك في المسجد وكان احدهم اذا سلم على النبي عليه السلام واراد الدعاء استقبل القبلة وجعل ظهره الى جدار القبر
مسجد میں کیا کرتی تہی اور ہر ایک کا یہہ حال تہا کہ جب نبی علیہ السلام پر درود پڑہکر دعا مانگتا تو قبلہ کیطرف متوجہ ہوتا اور اپنی پشت قبر شریف کی دیوار کیطرف کر لیتا

ثم دعا وهذا مما لا نزاع فيه بين العلماء وانما نزاعهم في وقت السلام عليه قال ابو حنيفة يستقبل القبلة عند السلام
تو دعا مانگتا اور یہہ تو وہ مقدمہ ہی کہ اس میں علما کو کچھ بحث نہیں ہی بحث اس میں ہی کہ درود پڑہتی ہوئی کیا کری امام ابوحنیفہ کہتی ہیں ہر وقت درود کی بہی قبلہ کیطرف منہ کرنا

ايضا ولا يستقبل القبر وقال غيره لا يستقبل القبر عند الدعاء بل قالوا انه يستقبل القبلة وقت الدعاء ولا يستقبل
چاہیئی اور قبر کی طرف توجہ نہیں چاہیے اور اوروں کہتی ہیں دعا میں استقبال قبر کا نکری بلکہ کہتے ہیں دعا میں قبلہ کیطرف متوجہ ہونا چاہیے اور قبر کی طرف

القبر حتى لا يكون الدعاء عند القبر فان الدعاء عبادة كما ثبت بالحديث المرفوع ان الدعاء هو العبادة والسلف الصالح
مونہہ کر کر ٹہہرا ہو تا کہ دعا قبر کی طرف نہ واقع ہو کیونکہ دعا عبادت ہوتی ہی چنانچہ حدیث مرفوع سے ثابت ہی کہ دعا عبادت سے ہی اور سلف صالح

من الصحابة والتابعين جعلوا العبادة خالصة لله تعالى ولم يفعلوا عند القبور شيئا منها الا ما اذن فيه النبي عليه
یعنی صحابہ اور تابعین نے عبادت کو خاص واسطے اللہ کا ٹہیرایا ہے اور اونہوں نے عبادتوں میں سے قبروں پر جاکر کچھ نہیں کیا مگر وہی جسکی نبی علیہ السلام

الصلوة والسلام من السلام على اصحابها وسؤال الرحمة والمغفرة والعافية من الله لهم وسبب ذلك ان الميت قد انقطع
نے اجازت دی ہی یعنی اہل قبور پر سلام اور اللہ سے اونکی لئے رحمت و مغفرت اور آرام مانگنا اور سبب اسکا یہہ ہی کہ میت کے اعمال تو منقطع

عمله وهو يحتاج الى من يدعو له ويشفع لاجله ولهذا شرع في الصلوة عليه من الدعاء له وجوبا او ندبا ما لم يشرع
ہوچکی ہیں ثواب وسکو یہہ حاجت ہی کہ کوئی اوسکے لئے دعا مانگی اور شفاعت کری اور اسی لئے میت کے واسطے وہ دعا وجوبا یا ندبا ثابت ہیں کہ اوس قسم کے

مثله في الدعاء للحي فانا لما كنا اذا قمنا الى جنازة ندعو له ونشفع لاجله فبعد الدفن اولى ان ندعو له ونشفع لانه

دعا زندہ کی واسطی جائز نہین سو ہم لوگ جب اوسکے جنازہ پر کہڑی ہوکر اوسکے واسطی دعا مانگتی ہین اور اوسکی شفاعت کرتی ہون تو دفن کے بعد بہت خوب ہے کہ اوسکے لئے دعا مانگین اور شفاعت

في قبره بعد الدفن اشد احتياجا الى الدعاء له منه على نعشه لانه حينئذ معرض للسوال وغيره على ما روى عن عثمان

قبر کی اندر بعد دفن کے دعا کا بہت ہی محتاج ہے کہ اتنا نعش پر نہین تہا کیونکہ اب اوسکو سوال وغیرہ درپیش ہوتی ہین جیسا کہ روایت عثمان

بن عفان انه عليه الصلوة والسلام كان اذا فرغ من دفن الميت وقف عليه وقال استغفروا لاخيكم واسالوا له

بن عفان کی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفنا کر فارغ ہوتی تو اوسہی جگہ توقف کر کر فرماتے مغفرت مانگو اپنی بہائی کی لئے پہر دعا کرو

التثبيت فانه الان يسئل وروى عن سفيان الثوري انه قال اذا سئل الميت من ربك يتراى له الشيطان في صورة

کہ وہ ثابت رہی کیونکہ اب اوس سے سوال ہوگا، اور سفیان ثوری سے روایت ہی کہ وہ کہتا تہا جب میت سے سوال ہوتا ہی تیرا رب کون ہے تو اوسکو شیطان صورت بنا کر

ويشير الى نفسه اني انا ربك قال الترمذي هذا فتنة عظيمة ولذلك كان النبي عليه الصلوة والسلام يدعو بالثبات

نظر آتا ہی اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہی کہ تیرا رب مین ہون ترمذی کہتا ہی یہہ بڑا فتنہ ہی اسہی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثبات کی دعا مانگا کرتی تہی کہ

اللهم ثبت عند المسئلة منطقه وافتح ابواب السماء لروحه وكان يستحبون اذا وضع الميت في اللحد ان يقال اللهم

الٰہی سوال کی وقت اوسکی بات کو ثابت رکہیو اور اوسکی روح پر آسمان کی دروازہ کہولدی اور بہت نیک جانتی تہی کہ میت کو لحد کی اندر رکہہ کر یہہ دعا مانگین الٰہی

اعذه من الشيطن الرجيم فهذه سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم في اهل القبور بضعا وعشرين سنة

اوسکو شیطان راندہ سی بچا بس یہہ ہی طریق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اہل قبور کی حق مین کئی اوپر بیس سال رہا

وهذه سنة الخلفاء الراشدين وطريقة جميع الصحابة والتابعين فبدل اهل البدع والضلال قولا غير الذي قيل

اور یہہ ہی ترتیب خلفاء راشدین اور طریقہ تمام صحابہ اور تابعین کا ہی پہر گمراہ بدعتیوں نی وہ بات جو اون سی کہی گئی تہی بدل ڈالی

لهم فانهم قصدوا بالزيارة التي شرعها رسول الله صلى الله عليه وسلم احسانا الى الميت والى الزائر سوالهم بالميت و

انکی مراد زیارت سی جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نی میت اور زائر کی حق مین نیک سمجہہ کر جائز رکہا ہے یہہ ہے کہ میت سے سوال

الاستعانة به وليس هذا الا الفتنة التي قال فيها عبد الله بن مسعود رض كيف اذا لبستكم فتنة يهرم فيها الكبير

اور استعانت کرنا اور یہہ وہی فتنہ ہی جسمین عبد اللہ بن مسعود نی کہا ہے کیا حال ہوگا جب تمکو فتنہ ڈہانپ لیگا جسمین بڑا بڈہا ہو جاوے

وينشأ فيه الصغير تجري على الناس يتخذونها سنة اذا غيرت قيل غيرت السنة قال ابن القيم في اغاثته هذا يدل

اور بچہ جوان ہو جاوی لوگون پر جو گذری گا اوسکو سنت ٹہرا لینگے اگر اوسکو بدلین تو یہہ کہین سنت بدل ڈالی ابن قیم اغاثہ مین کہتا ہے ابن مسعود کے

على ان العمل اذا جرى على خلاف السنة فلا اعتبار ولا التفات اليه وقد جرى العمل على خلاف السنة من زمن طويل

اس قول سی معلوم ہوتا ہے کہ جب عمل طریق سنت کے خلاف ہونی لگی تو اوسکا کچہہ اعتبار نہین اور نہ اوسطرف کچہہ توجہ ہے اور مدت دراز سے عمل برخلاف سنت ہوتا ہے،

فاذن لابد ان تكون شديد التوقي من محدثات الامور وان اتفق عليه الجمهور فلا يغرنك اطباقهم على ما احدث

سو بہ خواہ مخواہ محدثات امور یعنی بدعات سی بہت ہی بچا چاہیئے اگرچہ اوسپر جمہور متفق ہون اونکی اتفاق پر شبہہ ہو لینا کہ بدعات پر جو

بعد الصحابة بل ينبغي لك ان تكون حريصا على التفتيش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم الناس واقربهم الى الله اشبههم بهم

بعد صحابہ کی پیدا ہوئی ہین کر رکہا بلکہ تجہکو لائق ہی کہ اونکی احوال اور احوال کی خوب تفتیش کرتا رہے کیونکہ سب مین بڑا عالم اور اللہ تعالی کا بڑا مقرب وہ ہی ہے جو اونکی ساتہہ

واعلمهم بطريقتهم اذ منهم اخذ الدين وهم اصول في نقل الشريعة من صاحب الشرع فلا بد لك ان لا تكترث بمخالفتك

خوب ملتا ہو اور اونکی طریقے سے خوب واقف ہو اسواسطی کہ دین اونہی سی حاصل ہوا ہے اور وہی صاحب شرع سی شریعت نقل کرنے مین اصل ہین سو تجہکو لازم ہی کہ اپنی اہل عصر کی مخالفت کا

لاهل عصرك في موافقتك لاهل عصر النبي عليه السلام اذ قد جاء في الحديث اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم

صحابہ کی موافقت مین کچہہ فکر نکری کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ جب آدمیون مین دو راہ ہو جاوین تو بڑی انبوہ کو تو

قال

قال عبد الرحمن بن اسمعیل المعروف بابی شامۃ حیث جاء الامر بلزوم الجماعۃ فالمراد بہ لزوم الحق واتباعہ وان کان
عبد الرحمن بن اسمعیل جو ابو شامہ مشہور ہی کہتا ہی جس جگہہ لزوم جماعت کا حکم ہے تو مراد اوس سے لزوم حق کی جانب کا اور حق کا اتباع ہی اگرچہ

المتمسك قلیلا والمخالف لہ کثیرا الا ان الحق ما کان علیہ الجماعۃ الاولی وہم الصحابۃ ولا عبرۃ الی کثرۃ الباطل
حق والی تہوڑی اور اوسکی مخالف بہت ہوں یاد رہی حق وہ ہی جسپر جماعت اول رہی ہے یعنے صحابہ اور اونکی بعد جو باطل بہت پہیل گیا اوسکا

بعدہم وقد قال الفضیل بن عیاض ما معناہ الزم طرق الہدی ولا یضرك قلۃ السالکین وایاك وطرق الضلالۃ
کچہہ اعتبار نہیں اور فضیل بن عیاض نی ایسی بات کہی ہی کہ معنی اوسکی یہہ ہین راہ ہدایت پر لگا رہ اوسکی چلنے والوں کی کمی سی تجہکو کچہہ خلل نہوگا اور گمراہی کی رستوں سی بچا رہ

ولا تغتر بکثرۃ الہالکین وقال ابن مسعود انتم فی زمان خیرکم فیہ المتسارع فی الامور وسیاتی زمان بعدکم
اور ہالکین کے کثرت سی دہوکہ مین نہ آنا اور ابن مسعود کہتا ہی تم ایسے زمانہ مین ہو جسمین بہتر وہ شخص ہے جو عمل مین جلدی کری اور تمہارے بعد ایسی زمانہ آتا ہی

خیرکم فیہ المثبت المتوقف لکثرۃ الشبہات قال الامام الغزالی لقد صدق لان من لم یثبت فی ہذا الزمان بل
کہ بہتر اوسمین وہ شخص ہوگا جو ثابت رہے اور توقف کری بسبب کثرت شبہات کے امام غزالی کہتی ہین کہ بیشک سچ کہا ہے اسلئے کہ جو شخص اس زمانہ مین ثابت نرہے بلکہ

وافق الجماہیر فیما ہم فیہ وخاض فیما خاضوا فیہ یہلك کما ہلکوا فان اصل الدین وعمدتہ وقوامہ لیس بکثرۃ
جمہور کا ساتہہ دی جو وہ کر رہی ہین اور اونکی افکارات مین غور کرنے لگی تو ہلاک ہوویگا جیسے وہ ہلاک ہوے کیونکہ دین کی اصل اور عمدگی اور استواری

العبادۃ والتلاوۃ والمجاہدۃ بالجوع وغیرہ وانما ہو باحترازہ من الافات والعاہات التی یاتی علیہ من البدع و
عبادت اور تلاوت کی کثرت سی اور بہوکہے پیاسی رہ کر مجاہدہ کرنے سی نہین ہے دین کی استواری صرف اون آفات اور صدمات کے بچنی سی ہے جو اوسپر بدعتین اور

المحدثات التی یؤدی الی تبدلہ وتغیرہ کما تبدل وتغیر ادیان الرسل علیہم السلام من قبل بسبب ذلك فعلی ہذا
نئی نئی باتین گذرتی ہین جسمین دین تمام بدل سدل جاتا ہی جیسے پہلی رسل علیہم السلام کی دین اسہی سبب سے بدل گئے ہین اس بنا کی موافق

ینبغی للمؤمن ان لا یغتر ویستدل بقوۃ تصمیمہ علی شئ وکثرۃ عبادتہ انہ علی الحق فان تصمیمہ علیہ وعدم رجوعہ عنہ
مومن شخص کو چاہئی کہ فریب مین آکر اپنی قوت تصمیم سے کسی شئی پر اور اپنی کثرت عبادت سی یہہ استدلال نکری کہ وہ حق پر ہے کیونکہ اوسکا تصمیم کسی بات پر اور اوس سے رجوع نکرنا

ولو نشر بالمناشیر لا یدل علی کونہ علی الحق فیہ لان جزمہ وتصمیمہ علیہ لیس من حیث کونہ حقا بل من حیث
اگرچہ دو ٹکرون مین پہیل جاوے پر یہہ دلالت نہین کرتا کہ اس باب مین حق پر ہی کیونکہ اوسکا جزم او تصمیم اوس پر اسلئے نہین ہے کہ وہ حق ہی بلکہ اس جہت سی ہے

نشاتہ بین قوم یدینون بہ وللنشاۃ والمخالطۃ اثر عظیم فی تصمیم شئ حقا کان او باطلا الا تری ان مثل ہذا
کہ وہ ایسی قوم مین پیدا ہوا ہی کہ وہ اوس امر کو دینیات سے جانتی ہین اور پیدائش اور رلنی ملنی اور صحبت کو ہر شئی کی تصمیم مین حق ہو یا باطل بڑا ہی اثر ہوتا ہی کیا دیکہتا نہین کہ ایسی ہی

التصمیم یوجد عامۃ من ذوی الجہل المرکب کالیہود والنصاری ومن فی معناہم وان کان کذلك فالواجب علی کل
تصمیم تمام عام لوگ جہل مرکبون مین جیسے یہود اور نصاری اور جو انکی مثال ہین سب مین موجود ہی جب یہہ حال ہے تو ہر ہر مسلم پر اس زمانہ مین

مسلم فی ہذا الزمان ان یحترز عن الاغترار والمیل الی شئ من البدع والمحدثات ویصون دینہ من العوائد التی
واجب ہی کہ ایسے شبہات اور بدعات اور محدثات کی رغبت سے بچتا رہے اور اپنی دین کو عادات سے جن سے

استانس بہا وتربی علیہا فانہا سم قاتل قل من سلم من افاتہا وظہر لہ الحق معہا الا تری ان قریشا لاجل العوائد التی الفتہا
مالوف ہو رہا ہی اور اسہی مین پرورش پا رہا ہے بچا وی کیونکہ یہہ زہر قاتل ہی اسکی آفت سی کم بچتی ہین اور ساتہہ اوسکے حق کم ظاہر ہوتا ہی کیا دیکہتا نہین کہ قریش نے انہین عادات کے مارے جنکی الفت تہی

نفوسہم انکروا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما جاء بہ من الہدی والبیان وکان ذلك سببا لکفرہم وطغیانہم ولذلك
اونکی جان لگی ہوئی تہی نبی علیہ الصلوۃ والسلام اور اونکی ہدایت اور بیان کو نمانا اور اسہی سبب سے کافر ہو گئے اور سرکشی کی اور اسہی لئے

کان ابن مسعود یقول ایاکم وما یحدث من البدع فان الدین لا یذہب بمرۃ من القلوب بل الشیطن یحدث لکم
ابن مسعود کہا کرتے تہے نئی بدعات سے بچو کیونکہ دین ایکبارگی دلون مین سے نہین جاویگا بلکہ شیطان تمہاری لئے بدعتین نکالتا جاویگا

بدعا حتى يذهب الايمان من قلوبكم نسئل الله تعالى ان يرينا الحق حقا ويرزقنا اتباعه ويرينا الباطل باطلا و

آخر ہوتی ہو تی تمہارے دلوں میں سے ایمان نکل جاویگا ہم خدا سے چاہتے ہیں کہ ہم پر حق کو حق ظاہر کر دے اور اوسکا اتباع نصیب کرے اور ہم پر باطل کو

يرزقنا اجتنابه

المجلس الثامن والخمسون فی بیان ذکر الموت ولزوم الاستعداد له

قال رسول

باطل ظاہر کر دے اور اوس سے اجتناب نصیب کرے۔ اٹھاونمیں مجلس موت کی یادگاری اور اوسکی تیاری کی لزوم میں رسول اللہ

الله صلى الله عليه وسلم اكثروا ذكر هاذم اللذات الموت هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو هريرة

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت کیا کرو یادگاری شی لذت شکن کی یعنی موت کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سے ابوہریرہ کی روایت

ومعناه ان الموت يكسر كل لذة فاكثروا ذكره حتى تستعدوا له فان قوله عليه الصلوة والسلام اكثروا ذكر

سے اسکی یہہ معنے ہیں کہ موت ہر لذت کو توڑ دیتی ہی سو اسکو ہر وقت یاد رکھو تاکہ اوسکی سامان میں لگو بیشک قول علیہ السلام کا کہ اکثر ذکر رکھو

هاذم اللذات كلام وجيز مختصر لكن جمع فيها جميع المواعظ فان من ذكر الموت حقيقة ينقص عليه لذة الحاضرة

لذات توڑنی والیکا کلام نہایت مختصر ہے پر اسمیں تمام مواعظ بھر دی ہیں کیونکہ جو شخص حقیقت میں موت کو یاد رکھیگا تو اوسپر لذت حالیہ

ويمنعه من تمنيها فی المستقبل ويزهده فيما كان يؤمله منها لكن النفوس الراكدة والقلوب الغافلة تحتاج الى تكثير

کمتر ہو جاویگی اور اوسکو آئندہ کی آرزو سے بند کر دیگی اور جو امیدیں پکاتا ہو گا سب چھوڑا دیگی پر نفوس بستہ اور غافل دلونکو یہہ حاجت ہے

اللفظ وتطويل الوعظ والا ففی قوله عليه الصلوة والسلام اكثروا ذكر هاذم اللذات الموت مع قوله تعالى كل نفس ذائقة

کہ عبارت دراز اور وعظ طویل ہو نہیں تو حدیث کی اس جملہ میں زیادہ کرو یادگاری لذات توڑنی والیکے جو موت ہی ہمراہ اس آیت کے

الموت ما يكفى السامع له والناظر فيه لان ذكر الموت يورث استشعار الانزعاج عن هذه الدار الفانية والتوجه فی كل

ہر جان چکھنے والی ہے موت کو اسقدر مضمون ہی کہ سمجھنے والیکو اور غور کرنی والی کو کافی ہے اسلئے کہ موت کی یاد کرنیمیں اس دار فانی سے اکھڑ جانے اور ہر

لحظة الى الدار الباقية اذ قد قال العلماء الموت ليس بعدم محض وفناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقته

ہر لحظہ دار باقی کیطرف متوجہ رہنے کی عقل پیدا ہوتی ہی اسواسطے کہ علما کہتے ہیں کہ موت نرا عدم اور صرف فنا ہی نہیں ہی بلکہ موت کیا ہی

عنه وتبدل من حال الى حال وانتقال من دار الى دار وهو من اعظم المصائب وقد سماه الله تعالى مصيبة حيث قال

تعلق روح کا بدن سے چھوٹ جانا اور روح کا بدن سے جدا ہونا اور ایک حال کا دوسری حال سے بدل جانا اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلا جانا اور موت سب سے

فاصابتكم مصيبة الموت فالموت هو المصيبة العظمى واعظم منه الغفلة عنه وعدم ذكره وقلة التفكر فيه مع

بڑی مصیبت ہی اور اللہ تعالی نے بھی اسکا نام مصیبت رکھا ہی جہان فرمایا پھر آوے تمپر مصیبت موت کی بس موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اوس سے بڑھ کر موت سے غفلت ہے

ان فيه وحده لعبرة لمن اعتبر وقد قال القرطبی فی تذكرته ان الامة اجتمعت على ان الموت ليس له سن معلوم ولا زمن

یاد نکرنا اور اوسمیں فکر نہ لگانا باوجودیکہ صرف اوسمیں عبرت پانی والیکو بڑی عبرت ہے اور قرطبی نے اپنی تذکرہ میں کہا ہی کہ تمام امت بالاتفاق جانتی ہی کہ موت کا کوئی سال معین اور

معلوم ولا مرض معلوم وانما كان كذلك ليكون المرء على هيبة منه مستعدا له لكن من غلب عليه حب الدنيا والانهماك

زمانہ معلوم اور نہ کوئی مرض مقرر اور یہہ اسلئے ہی تاکہ آدمی ہر دم اوس سے ڈرتا اور سامان کرتا رہی لیکن جسپر دنیا کی محبت غالب ہو گئی اور اوسکی لذتونمیں

فی لذاتها لا محالة يغفل عن ذكره ولا يذكره بل اذا ذكر عنده يكرهه وينفر عنه طبعه لان غلبة حب الدنيا فی قلبه

کھپ گیا ہی بیشک اوسکی یاد سے غافل ہے کبھی یاد نہیں کرتا بلکہ اوسکی پاس اگر موت کا ذکر آئی تو ناخوش ہوتا ہی اور اوسکی طبیعت کو نفرت ہوتی ہی اسلئے کہ اوسکی دلمیں دنیا کی

ورسوخ علائقها فيه يمنع عن التفكر فی الموت الذی هو سبب مفارقتها ولا يحب ذكره وان ذكره يذكره للتاسف على الدنيا

محبت کا غلبہ اور دنیا کی مضبوط علاقی موت کی فکر سے روک دیتی ہیں جو کہ سبب اوسکی مفارقت کا ہی اور اوسکا یاد کرنا اچھا نہیں لگتا اور اگر موت کو یاد بھی کرتا ہی تو دنیا کی تاسف پر

ويشتغل بذمه ويزيده ذكره بعدا من الله تعالى اذ قد ورد فی الحديث ان من كره لقاء الله تعالى كره الله لقاءه ومع هذا

موت کی برائیاں کرتا ہی اور موت کا ایسا ذکر اسکو اللہ تعالی سے اور بھی دور کر دیتا ہی سواسطے کہ حدیث میں آیا ہی کہ جو کوئی اللہ تعالی کی ملاقات کو مکروہ جانتا اللہ تعالی اوسکے ملنے کو مکروہ جانتا ہی اور باوجود اسکے

فتذکره للموت خیر له لان تذکر الموت ینقص علیه نعیمه ویکدر علیه صفوة لذته فکل ما یکدر علی الانسان لذته وینقص
مگر وہ کہتا ہی تسپر بہی موت کا یاد کرنا بہتر ہی اسلئی کہ موت کو یاد رکہنی ہی دنیا کا عیش ناقص اور صفا لذت مکدر ہو جاتی ہی پہر جو چیز انسان کی لذت کو مکدر اور شہوت کو ناقص
علیه شهوته فهو من اسباب سعادته ولذا قال النبی علیه الصلوة والسلام اکثروا ذکر هاذم اللذات لان الانسان لا ینفك
کرے وہ ہی اسباب سعادت مین سی ہی اسی لئے نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی بہت یاد کرو توڑنی والی لذت کو اسلئے کہ انسان دو حالت سے خالی
عن حالتین اما فی ضیق ومحنة او فی سعة ونعمة فان کان فی ضیق ومحنة فذکر الموت یسهل علیه ما هو فیه بانه
نہین ہوتا یا تنگی اور محنت مین یا فراخی اور نعمت مین بس اگر شخص تنگی اور محنت مین ہی تو موت کا یاد کرنا اسپر تنگی اور محنت کو آسان کرتا ہی
یزول ولا یدوم والموت اصعب منه وان کان فی سعة ونعمة فذکر الموت یمنعه عن الاغترار بها والسکون الیها کما
کہ یہ سب فنا ہونیوالا ہی ہمیشہ کو نہین ہے اور موت اوس سے سخت ہی اور اگر فراخی اور نعمت مین ہے تو موتکا یاد کرنا اوسکو دنیا کی فریفتگی سی اور دل لگاؤ سی باز رکہتا ہی چنانچہ
روی انه علیه الصلوة والسلام قال کفی بالموت واعظا وقال اللفاف من اکثر ذکر الموت اکرم بثلثة اشیاء تعجیل
روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا موت نصیحت کرنیکو کفایت کرتی ہی لفاف کہتا ہی جو شخص موت کو بہت یاد رکہیگا تو اوسکو تین باتین حاصل ہونگی جلدی
التوبة وقناعة القلب ونشاط العبادة ومن نسی الموت عوقب بثلثة اشیاء تسویف التوبة والحرص علی الدنیا
توبہ اور دل مین قناعت اور عبادت مین سرور اور جو موت کو بہولا رہیگا تو وہ تین باتون مین مبتلا رہیگا توبہ کی تاخیر دنیا کا لالچ
والتکاسل فی العبادة وقالت ام المؤمنین عائشة رض یا رسول الله هل یحشر مع الشهداء احد قال نعم من یذکر الموت
عبادت مین سستی ام المومنین عائشہ رض نے پوچھا یا رسول اللہ کوئی شہداء کے ساتھ بہی اوٹھیگا فرمایا ہان جو ہر روز
فی الیوم واللیلة عشرین مرة وسبب النیل الی هذه الفضیلة ان ذکر الموت یوجب التجافی عن الدنیا والاستعداد
رات دن مین موت کو بیس دفعہ یاد کرلی اور سبب حصول اس درجہ کا یہ ہے کہ موت کی یادگاری دنیا سی الگ کر دیتی ہی اور آخرت کے سامان مین لگاتی ہے
للاخرة والغفلة عنه تدعو الی الانهماك فی شهوات الدنیا ولذاتها ونسیان الاخرة وقد قال النبی علیه الصلوة و
اور موت کی غفلت دنیا کی شہوات اور لذات مین ڈبو دیتی ہے اور آخرت کو بہلا دیتی ہے اور بیشک نبی علیہ السلام نے
السلام لابن عمر کن فی الدنیا کانك غریب او عابر سبیل فکانه علیه الصلوة والسلام قال له انك مسافر ستسافر الی
ابن عمر کو فرمایا دنیا مین الیسا رہ جیسی مسافر یا رستہ چلتا پس گویا نبی علیہ السلام نے اوس سے یہہ کہا تو مسافر ہی اور جلد آخرت کا
الاخرة فلا تتخذ الدنیا وطنا ولا تمیل الی حظوظها وحطامها واغتنم صحتك واصرفها فی طاعة الله تعالی و
سفر کرتا ہی سو دنیا کو وطن مت بنا اور دنیا کی لذات اور مال اسباب پر رغبت مت کر اور اپنے صحت کو غنیمت سمجہکر اللہ تعالی کی طاعت مین صرف کر
اجتهد ان تقدم فی حیاتك ما تقر به عینك یوم الجزاء وذلك انما یحصل بذکر الموت فلذلك کان ذکر الموت
اور کوشش کر کی اپنی زندگی مین پہلے ایسے عمال کرلی جسمین قیامت کی دن تیرے آنکہہ ٹھنڈی رہے اور یہہ حالت بدون یادگار موت کی حاصل نہین ہوتی اسلئی موت کا یاد کرنا
افضل وانفع وغفلة الناس عنه لقلة فکرهم فیه وعدم ذکرهم له ومن یذکره لا یذکره بقلب فارغ بل بقلب
بہت افضل اور نافع ہی اور لوگون کی غفلت صرف کو تاہی فکر اور موت کو یاد نکرنی سی ہے ورنہ یاد کرتا ہی تو صفای دل سی یاد نہین کرتا بلکہ دل مین
مشغول باشغال الدنیا فلا ینفع ذکره فی قلبه مع ان الواجب علی العبد ان یفرغ قلبه عن کل شیء الا عن ذکر الموت
دنیا کی خیالات بہری ہوتی ہین سوئے ولیسے موت کا ایسا یاد کرنا فائدہ نہین کرتا باوجودیکہ انسان پر واجب ہی ہے کہ اپنی دلکو سب خیالات سی سوای ذکر موت کے
الذی هو بین یدیه فانه اذا ذکره بقلب فارغ یوشك ان یؤثر فیه وعند ذلك یقل فرحه وسروره بالدنیا وینکسر قلبه
جو سامنی کہڑی ہی خالی کر دے بیشک انسان اگر فارغ دل ہو کر موت کو یاد کریگا تو اسمین تاثیر جلد معلوم ہوگی اور اب دنیا کی فرحت اور سرور کمتی ہوتا جاویگا اور دل ٹوٹتا جاویگا
فان من کان اسیر النفس مصرا علی الذنوب یجب علیه ان یجتهد فی اصلاح نفسه بمداواة قلبه فان مداوات
بس جو شخص نفس کا مقید گناہون پر قائم ہوا ہی اوسکو واجب ہے کہ اپنے دل کی علاج کی واسطے اصلاح نفس کے مشقت اختیار کرے کیونکہ دلون کی دوا کرنے واجب ہے

القلوب واجبة لاسیما اذا کان قاسیة فعلاجها باربعة اشیاء اذ قد قال العلماء اذا کانت القلوب قاسیة
کیونکہ دلون کی دوا کرنی واجب ہے خاص ایسی وقت مین کہ وہ سخت ہوجاوین پہر اوسکا علاج چار چیزسی ہی اسلئی کہ علما کہتی ہین کہ جب دل سخت ہوجاوین تو ایسی
فعلی اصحابها ان یلتزموا باربعة الاول حضور مجالس العلم التی یکثر فیها دعوة الخلق من الدنیا الی الاخرة ومن
لوگون کو چاہئی کہ چار چیزونکو لازم کرلین اول علم کی ایسی مجلسونمین حاضر ہونا جسمین خلق کی رہنمائی دنیاسی آخرت کے طرف اور
المعصیة الی الطاعة فان ذلك مما تلین القلوب ویخشع فیها والثانی ذکر الموت الذی هو هازم اللذات ومفرق
معصیت سی طاعت کی طرف بہت ہوتی ہو کیونکہ اس سی دلون مین نرمی اور درد پیدا ہوتا ہی اور دوسرے موت کا یاد رکہنا جوکہ لذتون کو توڑنے ہی اور
للجماعات وموتم للبنین والبنات والثالث مشاهدة المحتضرین فان النظر الی المحتضر ومشاهدة سکراته ونزعاته
جماعات کو پراگندہ کرتی ہی اور بیٹا بیٹے کو چہوڑا دیتی ہی اور تیسری مرتی ہوونکا حالت نزع مین دیکہنا کیونکہ مشاہدہ سکنے کا اور دیکہنا اوسکے ہچکیون اور نزع کا
وتامل صورته بعد موته یقطع عن النفوس لذاتها وعن القلوب مسراتها ویمنع الاجفان من النوم والابدان
اور غور کرنا اوسکی صورت کا بعد موت کے نفوس کو لذات سی اور قلوب کو مسرات سی اور پلکون کو نیند سے اور بدن کو
من الراحة ویبعث علی الطاعات فهذه ثلثة امور ینبغی لمن کان قاسی القلب واسیر النفس مصرا علی الذنوب
ارام سی الگ کردیتا ہی اور طاعات پر ابہارتا ہی سو یہ تین طریقہ ہین چاہئے کہ سخت دل آدمی نفس کا مغلوب گناہون پر لگا ہوا ان سی
ان یستعین بها علی دوائه فان انتفع بها فذاك وان عظم علیه ذین القلوب واستحکمت دواعی الذنوب
اپنے دل کا علاج کرے پہر اگر نفع ہوا تو بس اور کیا چاہئی اور اگر دل کے عیب جم گئی اور اسباب گناہونکی جڑ پکڑ گئے
فزیارة القبور یؤثر فی ذلك مالم یؤثر الاول والثانی ولذلك قال النبی علیه الصلوة والسلام زوروا القبور
تو پہر اسمین قبور کی زیارت ایسا اثر کرتی ہی جو طریقہ اول اور ثانی اثر نہین کرتا اور اسیلئی نبی علیه الصلوة والسلام نے فرمایا قبرونکی زیارت کیا کرو
فانها تذکر الموت والاخرة وتزهد فی الدنیا فان الاول سماع بالاذن والثانی اخبار بالقلب بما الیه المصیر و
کیونکہ اس سے موت اور آخرت یاد آتے ہی اور دنیا چہوٹتی ہے کیونکہ اول طریقہ کانونسی سنتی کا ہی اور دوسرا طریقہ دل سی انجام کی سمجہ کا ہی اور
فی مشاهدة من احتضر وزیارة من قبر معائنة ولذلك کانا ابلغ من الاول والثانی وقد قال النبی صلی الله علیه وسلم
سسکتی کو دیکہنی مین اور قبر کے زیارت مین انجام کا معائنہ ہوتا ہی اور اسیلئی یہہ دونو اول اور ثانی سی بہت نافع ہین چنانچہ نبی صلی الله علیه وسلم فرمایا
لیس الخبر کالمعائنة لکن الاعتبار والاتعاظ بحال المحتضر غیر ممکن فی کل وقت من الاوقات ولایتفق لمن یرید علاج
سنا ہوا دیکہی ہوئی کی برابر نہین ہوتا پر عبرت اور پند پذیری سسکتے کی حال سی ہر وقت میسر ہونا ممکن نہین ہے اور جو اپنی دل کا علاج
قلبه فی ساعة من الساعات واما زیارة القبور فوجودها اسرع والانتفاع بها اوسع لکن ینبغی لمن یقصد زیارة
کیا چاہی تو گہری گہری اوسکو نہین ملتا ہی زیارت قبور کی تو اسکا ہاتہہ آنا جلد ہوسکتا ہی اور منفعت اسکی بہت ہے پر لایق یون ہی کہ قبور کی زیارت کری
القبور ان یحترز من الزیارة البدعیة التی یقصدها اکثر الناس فی هذا الزمان وهی زیارة قبور بعض المتبرکین
تو زیارت بدعی سی پرہیز رکہی جوکہ اس زمانہ مین اکثر لوگون کو مقصود ہی یعنی متبرک لوگون کی قبر پر جاکر
لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبیلها واستلامها وتعفیر الخدود علیها واخذ ترابها ودعاء اصحابها
نماز پڑہنا اور قبرون پر طواف کرنا اور چومنا اور بوسہ دینا اور اوسپر گال ملنے اور وہان کی مٹی لینی اور مردونسی دعا مانگنی
والاستقامة بهم وسوالهم النصر والرزق والولد والعافیة وقضاء الدیون وتفریج الکربات واغاثة اللهفان وغیر
اور اونپر بہروسہ کرنا اور اون سی امداد اور رزق اور اولاد اور آرام اور قرضونکا ادا اور سختیونکی کشایش اور ناتوانون کی مدد مانگنے اور
ذلك من الحاجات التی کان عباد الاوثان یسئلونها من اوثانهم اذ لیس شئ منها مشروعا باتفاق علماء المسلمین
سوا اسکی اور حاجتین جو بت پرست لوگ سامنے بتونسی مانگا کرتے ہین اسواسطی کہ اسمین سے کوئی بات بہی تمام علماء اہل اسلام کی نزدیک جایز نہین ہے

اذ

اذ لم یفعله رسول رب العلمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین بل یتادب بادابها ویکون حاضر

کیونکہ نہ تو رسول رب العالمین نے کیا اور نہ کسی صحابہ اور تابعین سے اور نہ کسی ائمہ دین سے بلکہ طریقے زیارت قبور کی سیکہہ کر حضور دل سے

القلب فی اتیانها و لا یکون حظه منها الطواف علیها فقط لانه حالة تشارکه فیها البهائم بل یقصد بزیارته وجه الله

ادا کرے ایسا نہو کہ زیارت قبور سے اسکا حصہ صرف طواف ہی ہو کیونکہ یہہ بات تو جو پاؤنکو سے ہی ہے بلکہ زیارت سے صرف مقصود واسطے خدا تعالی کا ہو

واصلاح نفسه ودواء قلبه ویجتنب المشی علی المقابر والجلوس علیها ویخلع نعلیه ان دخلها کما جاء فی الحدیث

اور درستی اپنی حال کی اور علاج اپنی دل کا اور قبروں کی اوپر پہرا نکرے اور نہ اونپر بیٹھے اور قبروں میں جاتی ہوئی جوتی اوتار لے چنانچہ حدیث میں آیا ہے

ویسلم علی اهلها ویخاطبهم خطاب الحاضرین ویقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین فانه علیه الصلوة والسلام

اور مردوں پر سلام بہیجے اور اون سے مخاطب ہوکر کلام کرے یہہ کہے سلام تمپر اے دار قوم مومنین کے کیونکہ نبی علیه الصلوة والسلام

کان یقول کذلك واذا وصل الی میت ینبغی له ان یاتیه من تلقاء وجهه ویسلم علیه ایضا لکن اذا اراد ان یدعو

یہہ ہی کہا کرتے تہے اور جب کسی مردہ کی پاس جاوے تو چاہئے کہ اوسکی منہہ کی سامنے سے جاوے اور اوسپر بہی سلام علیک کرے لیکن اگر دعا مانگنے کا قصد کرے

یدعو قائما مستقبل القبلة وکذلك الکلام فی زیارة النبی علیه الصلوة والسلام ثم یعتبر بمن کان تحت التراب

تو رو بقبلہ کہڑا ہوکر مانگے اور ایسی ہی گفتگو نبی علیه السلام کے زیارت میں ہے پہر اوسکی حال سے جو مٹی تلے دب گیا

وانقطع عن الاهل والاحباب بعد ان نافس الاصحاب والعشائر وجمع الاموال والذخائر وجاءه الموت فی وقت لم یحتسبه

اور اہل عیال اور یاروں سے جدا ہو گیا عبرت پذیر ہو ایکدن تہا کہ یاروں اور کنبے میں ملا جلا تہا اور مال اور ذخیرہ جمع کرتا تہا اور اوسکو ایسی وقت موت آگئی جو گمان نہ تہا

وفی حال لم یرتقبه فانه حین دخل القبر وابتلی بالسوال هل اصاب فی الجواب وکان قبره روضة من ریاض الجنة

اور ایسی حال میں جو توقع نکرتا تہا پہر یہہ جب قبر میں گیا اور سوال میں مبتلا ہوا تو خدا جانے جواب میں پورا اترا کہ اوسکی قبر بہشت کا چمن ہو گئی ہو

او اخطأ فی الجواب وکان قبره حفرة من حفر النیران ثم یجعل نفسه کانه مات ودخل القبر وذهب عنه اهله وولده

یا جواب میں پورا نہ اترا کہ اوسکی قبر ایک گڑہا دوزخ کا ہو گیا ہو پہر اپنی آپ کو تصور کرے گویا مرگیا اور گور میں داخل ہوا اور اہل اور اولاد

ومعارفه وبقی وحیدا فریدا وهو الان یسال فماذا یجیب وماذا یکون حاله ثم یتامل حال من مضی من اخوانه واقرانه

اور جان پہچان جدا ہو گئے اکیلا تن تنہا رہ گیا اب مجہسے سوال ہو رہا ہے اب کیا جواب دوں اور میرا کیا انجام ہوگا پہر اپنی گذشتہ بہائی بندوں اور ہمسروں کی حال میں تامل کرے

الذین املوا الامال وجمعوا الاموال کیف انقطعت امالهم ولم تغن عنهم اموالهم وغیر التراب محاسن وجوههم وافترقت فی

جو کہ بڑی بڑی امیدیں رکہتی تہے اور خوب مال جمع کیا تہا کیونکر اونکی امیدیں ٹوٹ گئیں اور مال متاع نے کچہہ فائدہ نہ دیا اور مٹی نے اونکی اچہی اچہی چہرے بگاڑ دیے اور

القبور اجزاؤهم وارملت بعدهم نساؤهم وشمل الیتیم اولادهم واقتسم غیرهم اموالهم ولیعلم ان میله الی الدنیا کمیلهم

گور میں اونکی اجزا بکہر گئے اور اونکی جوروئیں رانڈ ہو گئیں اور اونکی اولاد میں یتیمی پہیل گئی اور اونکا مال اوروں نے بانٹ لیا اور یوں یقین کرے کہ میری رغبت دنیا میں ایسی ہے جیسی رغبت

وغفلته کغفلتهم وانه لا شك صائر الی مصیرهم ولیتحقق ان حاله کحالهم وان الموت الفظیع والهلاك السریع بین یدیه

اور میری غفلت اونکی غفلت میں بیشک اسی جگہ جاونگا جہاں وہ گئے ہیں اور میرا حال بہی اونکا سا حال ہونیوالا ہے اور موت ناگوار اور ہلاک سریع سامنے موجود ہے

وعند هذه التذکر والاعتبار یلین قلبه ویخشع جوارحه ویزول عنه جمیع الاعتبار الدنیویة ویقبل علی الاعمال الاخرویة

اسطرح کی یاد اور اعتبار سے البتہ دل نرم ہو جاویگا اور ہاتہہ پاؤں کانپ جاوینگے اور دنیا کی تمام رابطے جاتی رہینگے اور اعمال آخرت پر متوجہ ہووے گا

ویترك هواه ویتوجه الی طاعة مولاه ثم ینبغی له فی کل حین وزمان ان یکثر ذکر اقرانه وامثاله الذین مضوا قبله فیتذکر

اور ہوا و ہوس ترک کرکر مولی کی طاعت اختیار کریگا پہر اسکو چاہئے کہ دم بدم اپنے اقران اور امثال کا جو کہ اس سے پہلی مر گئے ہیں ذکر کیا کرے

سرورهم ونشاطهم وعیشهم وعشرتهم وطول املهم واعتمادهم الی القوة والشباب ومیلهم الی الضحك والتلعاب

اور اونکی سرور اور نشاط اور اونکی عیش اور عشرت اور بڑی بڑی امیدیں اور اونکا بہروسہ قوت اور جوانی کا اور رغبت ہنسی اور کہیل کی یاد کیا کرے

ثم یتامل کیف کانت حالهم وخلت منهم مجالسهم ودیارهم وانقطعت آثارهم وضاعت اموالهم ثم ینظر فی نفسه فانه
پھر یہہ سوچے کیسا اونکا حال تھا اور اونکی مجلس اور گھر بار اونسے خالی رہ گئی اور اون کا نشان مٹ گیا اور اونکے مال تباہ ہوگئے پھر اپنی طرف خیال کرے کہ میرا بھی
سیکون عاقبة امره کعاقبة امرهم فیسعی فی اصلاح نفسه باسقاط ما فی ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب
انجام یہہ ہی ہونے والا ہے جو اونکا ہوا پھر اپنے حال کو درست کرے جو جو اسکے ذمہ پر فرائض اور واجبات باقی نکلتے ہیں ادا کرے
عن المحرمات والمکروهات والتوبة عن الذنوب والسیئات یسر لنا الله التوبة والاستغفار اناء اللیل واطراف النهار
اور حرام اور مکروہات سے بچے اور گناہوں اور بری کار سے توبہ کرے اللہ تعالیٰ ہمکو رات کو اور صبح شام ہمارا توبہ اور استغفار کی توفیق دے ۔

المجلس التاسع والخمسون فی بیان ماهیة الطاعون وعدم التقدم علیه وعدم الفرار منه

انسٹھوین مجلس وبا کی حقیقت میں اور نہ اوسکے اندر جانا اور نہ وہان سے بھاگنا

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الطاعون رجز ارسل علی طائفة من بنی اسرائیل فاذا سمعتم به بارض فلا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون یعنے وبا عذاب ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر نازل ہوا تھا جب تم کسی سرزمین میں وبا سنو تو
تقدموا علیه واذا وقع وانتم فیه فلا تخرجوا منها فرارا منه هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه اسامة بن زید
اوسمیں نجاؤ اور جب وبا آجاوے اور تم وہان ہو تو وہانسے وبا کی ڈر کی ماری مت نکلو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے اسامہ بن زید کی روایت سے
والمراد بالطائفة المذکورة هم الذین امرهم الله تعالی ان یدخلوا الباب سجدا ویقولوا حطة فدخلوا الباب قائلین
اور مراد گروہ مذکورہ سے وہ قوم ہے جسکو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تھا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے اور حطہ یعنی معاف کہتے ہوئے چلی جاوے سو وہ لوگ دروازہ میں
حنطة فخالفوا امر الله تعالی فارسل الله تعالی علیهم الطاعون فمات منهم فی ساعة واحدة اربعة وعشرون الفا من
حنطہ کہتے ہوئے داخل ہوئے اونہوں نے امر الٰہی کی جو خلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے اون پر وبا بھیجے سو اون میں سے گھڑی بھر کی عرصہ میں چوبیس ہزار
شیوخهم وکبرائهم فدل الحدیث علی ان سبب ظهور الطاعون هو المخالفة لامر الله تعالی وقد وقع فیه النهی عن
بڑے بڑے آدمی مرگئے اب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سبب طاعون وبا پڑنیکا وہ امر الٰہی کی مخالفت ہے اور اس حدیث میں وہان یعنی وبا کی جگہہ میں جانے کی ممانعت ہے
القدوم علیه وعن الفرار عنه فالنهی الاول لبیان لزوم الحذر عن التعرض للتلف اذ لا یجوز للعبد ان یلقی نفسه الی
اور وہان سے بھاگنے کی پہلی ممانعت ہے تو اس بیان کے لئے ہے کہ تلف میں پڑنے سے بچو اسلئے کہ بندہ کو جائز نہیں ہے کہ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے
التهلکة لقوله تعالی وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ والنهی الثانی لبیان لزوم التوکل والرضاء بقضاء الله تعالی وقدره
اس آیت سے اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت میں اور دوسری ممانعت واسطے بیان لزوم توکل کی ہے اور تقدیر الٰہی پر رضا
ولبیان ان العذاب الواقع بسبب المعصیة لا یدفعه الفرار وانما یدفعه التوبة والاستغفار واختلف فی هذا النهی
اور اس بیان کی واسطے کہ جو عذاب بسبب گناہوں کی نازل ہوتا ہے وہ بھاگنے سے نہیں دفع ہوتا اوسکو تو فقط توبہ اور استغفار ہی دفع کرتی ہے اور اس نہی میں اختلاف ہے
فقال القاضی تاج الدین السبکی مذهبنا هو الذی علیه الاکثرون ان النهی عن الفرار منه للتحریم وقال بعض العلماء
سو قاضی تاج الدین سبکی کہتا ہے ہمارا مذہب وہ ہی ہے جس پر اکثر علماء ہیں کہ وہان سے بھاگنے کی نہی تحریمی ہے اور بعض علماء کہتے ہیں
هو للتنزیه واتفقوا علی جواز الخروج لشغل غرض غیر الفرار لقوله علیه السلام فی آخر الحدیث ولا تخرجوا منها فرارا منه
کہ نہی تنزیہی ہے اور بالاتفاق کہتے ہیں کہ وہانسے چلا جانا واسطے کسی کار کی سوائے بھاگنے کے جائز ہے اس دلیل سے کہ نبی علیہ السلام آخر حدیث میں فرماتے ہیں کہ وہانسے نکلو
ویدل علی التحریم ما روی عن ام المؤمنین عائشة رضی الله عنها انه علیه السلام قال الفار من الطاعون کالفار من الزحف واخرج
اور حضرت ام المؤمنین عائشہ کی روایت سے ثابت ہوتی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ وبا سے بھاگنے والا ایسا ہی جیسے لڑائی سے بھاگنے والا اور
ابن خزیمة فی صحیحه ان الفرار منه من الکبائر والله تعالی یعاقب علیه ان لم یعف واختلف العلماء فی حکمة ذلک النهی
ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ وبا سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے اور اللہ تعالیٰ اسپر عذاب کریگا اگر نہ معاف کیا اور علماء کو اس ممانعت کی حکمت میں اختلاف ہے

فقیل

فقیل هو تعبدی لا یعقل معناه لان الفرار من المهالك مامور به وقد وقع النهی عنه وفیه سر لا یعلمه الا الله تعالی
کوئی کہتا ہی اسمین بندگی ہی کچہہ معنی سمجہہ مین نہین آتی اسلئی کہ ہلاکت کے مقام سی بہاگ جانیکا حکم ہی اور اسمین ممانعت آئی ہی تو اسمین کوئی ایسی پوشیدہ بات ہی کہ الله کے سوا

وقیل هو معلل بان الطاعون اذا وقع فی بلاد یعم من کان فیه بمداخلة سببه فلا یفید الفرار منه بل ان کان اجله حضر
اور کوئی کہتا ہی اوسکی یہہ علت ہے کہ وبا جب کسی ملک مین پڑتی ہی تو جو وہان ہوتا ہی سب پر پہیل جاتی ہی کیونکہ سبب کے دخل ہوتا ہی پہر وہانسے بہاگنی مین کچہہ فائدہ نہین ہی بلکہ اگر

فالطاعون سبب موته سواء اقام او رحل فلما تعین المفسدة ولا انفكاك عنها تعین الاقامة لما فی الخروج من العبث
اوسکی موت آئی ہی تو وبا ہی اوسکی موت کا سبب ہے برابر کہ وہ شخص وہان رہے یا چلا جاوے پہر جب فساد معین ہے اگر بہا اوسی حکم نہین ہے تو پہر اقامت ہی معین ہی اسلئی کہ چلی جانے مین ایسی بیہودہ

الذی لا یلیق بالعقلاء مع ان فیه الفرار من حکم قدره الله تعالی وامر بالصبر علیه وجعل لمن یموت به اجر الشهید بل
جو عقلا کی حال سی مناسب نہین ہے باوجودیکہ اسمین تقدیر الہی سی بہاگنا ہی حال یہہ ہے کہ اسپر صبر کرنے کا حکم ہی اور اوسمین مرنی والی کی واسطے اجر شہید کا مقرر ہے بلکہ

جعل للمقیم فیه صابرا اجر الشهید ولو لم یمت بالطاعون والفرار من مثل هذا الاجر خسارة عظیمة مع انه لا یعلم
اسمین صبر سی قائم رہنی والی کی واسطے اجر شہید کا ہی اگرچہ وبا مین جیتا رہی اور بہاگنا ایسے اجر سے بڑی ہی ٹوٹی کی بات ہی باوجودیکہ یہہ خبر نہین

ان الموت الذی فر منه هل یسلم منه ام لا ونقل ابو الحسن المدائنی عن ابیه قال قلما فر احد من الطاعون فسلم قال
کہ جس موت سی بہاگتا ہون اسی سلامت بچونگا یا نہین اور ابو الحسن مدائنی اپنی باپ سے نقل کرتا ہی کہ وبا سے بہاگنے والا کم بچتا ہے

تاج الدین السبکی والذی حکاه مجرب ولیس ببعید ان یجعل الله الفرار منه سببا لقصر العمر وقد جاء فی الکتاب الکریم
تاج الدین سبکی کہتا ہی یہہ بات آزمودہ ہی اور کیا بعید ہے کہ الله تعالی اس بہاگنی کی باعث سی اوسکی عمر کوتاہ کر دی چنانچہ کتاب کریم مین یہہ مضمون حاصل ہوتا ہی

ما یوخذ منه ان الفرار من الجهاد سبب لقصر العمر وهو قوله تعالی قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ
کہ جہاد مین سی بہاگنا عمر کوتاہ کر دیتا ہے اور وہ یہہ آیت ہی تو کہہ ہرگز نہ فائدہ دیویگا تمکو بہاگنا اگر بہاگی تم مرنے سے یا مارے جانے سے

وَإِذًا لَا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا وحکی ان والده استنبط ذلك من هذه الایة وقال اهل التفسیر فی قوله تعالی أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا
اور اب نہ پہل پاؤگے مگر تہوڑے دنون اور نقل کرتا ہی کہ میرے باپ نے یہہ مضمون اسی آیت سے نکالا ہی اور مفسرین اس آیت مین تو نے نہ دیکہی وہ لوگ جو نکلے

مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ان اهل قریة وقع فیهم فخرجوا منها هاربین فاماتهم الله تعالی ثم احیاهم لیعتبروا ویعلموا
اپنے گہرون سی اور وہ ہزارون تہی موت کی ڈر سی یہہ کہتی ہین کہ ایک قریہ مین وبا پڑی سو وہ لوگ وہانسے بہاگی پہر الله تعالی نی اونکو مار دیا پہر زندہ کیا تاکہ عبرت پذیر ہون اور جان لین

ان لا یفر من قضاء الله تعالی وقدره وقد ورد فی الحدیث انه وخز اعدائنا من الجن علی ما روی عن ابی موسی الاشعری
کہ تقدیر الہی سی نہین بہاگا جاتا اور حدیث مین آیا ہی کہ وبا ہماری دشمنون جنات کی نیزہ زنی ہی موافق روایت ابو موسے اشعری کے

انه علیه السلام قال فناء امتی بالطعن والطاعون قیل یا رسول الله هذا الطعن قد عرفناه فما الطاعون قال وخز اعدائكم
کہ نبی علیه السلام نے فرمایا میری امت کی موت طعن اور طاعون سی ہی کسی نی عرض کیا یا رسول الله اس طعن کو تو ہم جانتی ہین پر طاعون کیا ہی فرمایا نیزہ زنی ہی تمہارے دشمن

یعنی الجن وفی کل منهما شهادة قال ابن القیم فی کون الطاعون وخز اعدائنا من الجن حکمة بالغة وهی ان اعدائنا منهم
یعنے جن کی اور ان دونون مین شہادت ہی ابن القیم کہتا ہی کہ طاعون جو ہمارے دشمنون جنات کی نیزہ زنی ہی اسمین بڑی حکمت ہی وہ یہہ ہے کہ ان مین سے شیاطین ہمارے دشمن ہین

شیاطینهم واما اهل الطاعة منهم فهم اخواننا فی الدین وقد امرنا الله تعالی معاداة اعدائنا من الجن والانس وان
اور جو اون مین اہل طاعت ہین سو وہ ہمارے دینی بہائی ہین اور ہمکو حکم الہی ہے کہ اپنے دشمنونکی انسان ہون یا جن دشمنی کرین اور ان سے

نحاربهم طلبا لمرضاته وابی اکثر الناس الا مسالمتهم وموالاتهم فسلطهم الله تعالی علیهم عقوبة لهم لانهم لما استجابوا حین اخذوهم
واسطے طلب رضا مندی اللہ کے لڑین اور اکثر لوگ اس حکم سی پہر کر اونکی محبت کے طلبگار رہ گئے سوی انکو الله تعالی نی اونپر عقوبت کی لئی غالب کر دیا کیونکہ اونہون نے جب اونکو

وامروهم بالفسق والفجور واطاعوهم فی الفساد والشرور اقتضت الحکمة الالهیة ان یسلطوا علیهم بالطعن فیهم
فسق و فجور کے لئے پکڑا تو مان گئے اور فساد اور شرور مین مطیع ہو گئی تو حکمت الہی نی چاہا کہ یہہ ہے اونپر غالب آکر اون مین طعن قایم کرین

كما يسلط عليهم اعداءهم من الانس حين افسدوا في الارض ونبذوا كتاب الله تعالى وراءهم فهذه المحاربة طعمة من
جیسے کہ اونپر اونکی دشمن انسان غالب ہو جاتی ہین جب وہ ملک مین فساد برپا کرتے ہین اور کتاب اللہ کو پس پشت ڈالتی ہین پس یہہ محاربت صف جنگ
الانس والطاعون طعمة من الجن وكل منهما يسلط عليهم بتقدير العزيز الحكيم عقوبة لهم لمن يستحق العقوبة وشهادة
انسانکی ہی اور طاعون صف جنگ جنات کی ہی اور یہہ دونو اونپر اللہ عزیز حکمت والی کی تقدیر سے واسطی عذاب مستحق عذاب کے اور واسطی شہادت مستحق
لمن هو اهل لها فهذه سنة الله تعالى في العقوبات التي يقع عامة فيكون طهر المتقين وعذابا للفاجرين وقد ثبت
شہادت کے مسلط ہو جاتی ہین پس ایسی عقوبات مین جو عام نازل ہوتی ہین عادت الٰہی یہہ ہی جاری ہی سو متقیونکی واسطی طہارت اور بدکارونکی لئی عذاب ہی اور حدیث
في الحديث ان سبب وقوع الطاعون ظهور الفاحشة واعلان المنكرات على ما روى عن ابن عمر انه عليه السلام قال لم يظهر
مین ثابت ہو چکا ہی کہ وبا پڑنیکا سبب ہے فاحشہ کا ظاہر ہونا اور منکرات کا برملا عمل مین آنا موافق روایت ابن عمر کے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہہ کبھی نہین
الفاحشة في قوم قط حتى يعلنوها الا فشى فيهم الطاعون واخرج مالك عن ابن عباس موقوفا والطبراني مرفوعا ما فشا
کہ کسی قوم مین فاحشہ تو ایسا ظاہر ہو کہ برملا ہونی لگی اور وبا نہ پڑی اور مالک نے ابن عباس سے موقوفا اور طبرانی نی مرفوعا نقل کیا ہی نہین ظاہر ہوا
الزنا في قوم قط الا كثر فيهم الموت قال ابن حجر الحكمة في ذلك ان حد الزنا في المحصن ازهاق الروح بصفة مخصوصة وهي
زنا کبھی کسی قوم مین مگر وہین موت کی کثرت ہوئی ہے ابن حجر کہتا ہی حکمت اسمین یہہ ہے کہ زنا کی حد محصن کے حق مین جان کا نکالنا ہی بطور خاص یعنے
الرجم فاذا لم يقم فيه الحد يسلط عليهم الجن ليقتلوهم قال السيوطي ومن تتمة ذلك ان الزنا لما كان في غالب الاحوال
سنگسار کرکر پھر جب اوسمین یہہ حد قایم نہ ہوئی تو جن اونپر تعینات ہوتی تا کہ اونکو قتل کرین سیوطی کہتا ہی اسکا بقیہ یہہ ہے کہ زنا چونکہ اکثر اوقات
يقع سرا يسلط الله عليهم عدوا يقتلهم سرا من حيث لا يرونه وقاعدة العذاب انه اذا نزل بقوم يعم المستحق وغيره
پوشیدہ واقع ہوتا ہی تو اللہ تعالی بھی اونپر ایسا دشمن تعینات کرتا ہی کہ پوشیدہ مار ڈالی ایسا کہ کسیکو معلوم نہو اور عذاب کا قاعدہ یہہ ہے کہ جب کسی قوم پر نازل ہوتا ہی تو بھلی بری سب پر
ثم يبعثون على نياتهم كما روي عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام قال اذا انزل الله بقوم عذابا اصاب العذاب من كان فيهم
پھر وہ اپنی اپنی نیتوں کی موافق مبعوث ہوتی ہین چنانچہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی کسی قوم پر عذاب اوتارتا ہی تو جو وہان ہوتا ہی سب کو پہنچتا ہی
ثم يبعثون على نياتهم قال العلماء انما يصيب العذاب جميع الناس لظهور المنكرات والاعلان بها لان انكارها وتغيرها
پھر وہ اپنی اپنی نیت پر مبعوث ہوتی ہین علماء کہتی ہین کہ تمام لوگونکو عذاب اسلیے پہنچتا ہی کہ منکرات ظاہر اور برملا عمل مین آتی ہین اور منکرات کا بند کرنا اور بدلنا
يصير واجبا عليهم فمن رأى ولم ينكر صار كمن فعل في استحقاق العقوبة كما روي عن ابن عباس انه قيل يا رسول الله
اونپر واجب ہو جاتا ہی پھر جو دیکھی اور اونکو ممانعت نکری تو وہ استحقاق عقوبت مین ایسا ہے گویا کہ عمل کرتا ہی چنانچہ روایت ہے ابن عباس سے کہ کسی نی عرض کیا یا رسول اللہ
اتهلك القرية وفيها الصالحون قال نعم قيل بم يا رسول الله قال بتهاونهم وسكوتهم عن معاصي الله تعالى ثم ان
کیا تمام گانو ہلاک ہو جاتا ہی ورانحالیکہ اوسمین صلحا ہوتی ہین فرمایا ہان عرض کیا کس خطا پر یا رسول اللہ فرمایا خدا کی نافرمانی پر اونکی سستی اور چپ رہنی سے پھر بیشک وہ
الطاعون وان كان يقع عذابا لهم بسبب سكوتهم عن المنكرات عند ظهورها لكن لما جعل لهم كفارة وطهرة كان لهم
وبا اگرچہ اونکی سستی منکرات کی ظہور پر چپ رہنی کی سزا مین عذاب آتا ہی پر چونکہ اونکی لئی کفارہ اور طہارت ہے تو اونکی حق مین
رحمة كما روي عن ام المؤمنين عائشة رض انه عليه الصلوة والسلام قال اذا كثر ذنوب العبد ولم يكن له ما يكفرها ابتلاه
رحمت ہے چنانچہ ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا جب بندہ کی گناہ بہت ہو جاتے ہین اور کفارہ اوسکا کچھ نہین ہوتا
الله تعالى بالحزن ليكفرها ويجوز ان يكون في حق من لم يقصر فيما وجب عليه من الامر بالمعروف والنهي عن المنكر لزيادة
تو اللہ تعالی کفارہ کیواسطی اوسکو غم مین مبتلا کردیتا ہی اور احتمال ہی کہ اوسکی حق مین جو تمام واجبات یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر مین قصور نکری واسطے افزایش
حسناته كما جاء في الحديث ان الرجل لتكون له عند الله تعالى منزلة فما يبلغها بعمله فما يزال الله يبتليه بما يكرهه
حسنات کے ہو چنانچہ حدیث مین آیا ہی کوئی شخص تقدیر الٰہی مین ایک مرتبہ کی لائق ہوتا ہی کہ اوسکو عمل کی برکت سی نہین حاصل کرسکتا تو اللہ تعالی اوسکو ہمیشہ مکروہ مین مبتلا رکھتا ہی

حتى

حتی یبلغه ایاه وقد ورد فی الحدیث ان الطاعون شهادة للمؤمنین ورحمة لهم وزجر علی الکفرین وهو صریح فی ان
آخروه اوس مرتبه پر پہنچا دیتا ہی اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ وبا مومنین کی حق مین شہادت اور رحمت ہی اور کفار کی لئی عذاب ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ
کونه شهادة ورحمة خاصة بالمؤمنین واذا وقع فی الکافر فانما هو عذاب عجل علیه فی الدنیا وله فی الاخرة اشد
وبا صرف مومنین کی لئی شہادت اور رحمت ہے اور جب کافر پر پڑتی ہے تو وہ عذاب ہے کہ اوسپر جلدی سے دنیا مین آگیا اور آخرت مین اوسکے لئے
العذاب واما العاصی المرتکب الکبیرة من هذه الامة اذا کان مصرا علیها ولم یتب عنها فکون الطاعون شهادة
اور بہی سخت عذاب ہی اور رہا گنہگار کبیرہ کرنیوالا اس امت مین سے اگر وہ کبائر پر اڑا ہوا ہی اور تائب نہین ہوا تو وبا اوسکی حق مین شہادت ہی ہونی
له محل نظر اذ یحتمل ان یقال انه لا ینال درجة الشهادة لشوم ما کان متلوثا به من الذنوب وقد قال الله تعالی
اسمین تامل ہی اسواسطے کہ ہوسکتا ہی کہ کوئی کہے یہہ شخص ان گناہون کی وبال سی جسمین مبتلا تہا شہادت کا درجہ نہین پاسکتا اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی
اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وایضا قد سبق ان الطاعون
کیا خیال رکہتے ہین جنہون نے کمائی ہین برائیان کہ ہم کردینگے اونکو برابر اونکی جو یقین لائے ہین اور کئی ہیں بہلے کام اور یہہ بہی گذر چکاہے کہ وباء
ینشأ عن ظهور الفاحشة ویقع عقوبة بسبب المعصیة فکیف یکون شهادة ویحتمل ان یقال انه ینال درجة الشهادة لعموم الاخبار الواردة
فاحشہ کی ظاہر ہونے سی پڑتے ہی اور گناہ کے سبب سی عقوبت ہوتی ہی پہر شہادت کیونکر ہوسکتی ہی اور یہہ بہی احتمال ہی کہ کہئے کہ شہادت کا درجہ پاویگا
فیها لا سیما الحدیث الوارد عن انس انه علیه الصلوة والسلام قال الطاعون شهادة لکل مسلم فانه صریح فی العموم وبالقیاس
اسواسطی کہ حدیثون مین حکم عام ہے خاص اوس حدیث مین جو انس روایت کرتا ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا وبا ہر مسلم کی لئی شہادت ہے اب یہہ مضمون صاف علی العموم ہے
علی شهید المعرکة ان یحکم له بالشهادة ولو کان له ذنوب کثیرة لم یتب عنها الا التبعات الادمیین للحدیث الوارد
اور معرکہ جنگ کے شہید پر قیاس کرکر حکم شہادت کا کرسکتی ہین اگرچہ سوا حق العباد کی اوسکی ذمہ پر کتنی ہی گناہ ہی توبہ باقی رہی ہون بدلیل اس حدیث کی کہ
ان الشهید یغفر له کل ذنب الا الدین وسائر التبعات فی معنی الدین ولا یلزم من حصول درجة الشهادة لمن اکتسب السیئات
شہید کی تمام گناہ بجز قرض کے معاف ہوجاتی ہین اور تمام حقوق بمنزلہ قرض کے ہین اور یہہ لازم نہین آتا کہ ایک شخص جو گناہ کرتا رہا شہادت کا درجہ پاکر
ان ساوی المؤمن الکامل فی المنزلة لان درجات الشهداء متفاوتة نعم یستفاد من الحدیث ان الشهادة لا تکفر
مومن کامل سے درجہ مین برابر ہوجاوے اسیواسطے کہ شہیدونکی مرتبے کمتی بڑہتی ہوتے ہین البستہ اس حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شہادت سی حقوق
التبعات لکن التبعات لا تمنع الشهادة اذ لیس للشهادة معنی الا انها اذا حصلت لشخص یثیبه الله تعالی ثوابا مخصوصا
نہین معاف ہوتی ہین لیکن حقوق باقی رہنی سے کچہہ شہادت مین فرق نہین آتا اسواسطے کہ شہادت کی یہہ ہی معنی ہین کہ جب خدا اسکے نصیب کرتا ہی تو اوسکو اللہ تعالی کی یہان سے
ویغفر له ذنوبه غیر التبعات ثم ان کان له اعمال صالحة فهی تنفعه فی موازنة ما علیه من التبعات وتبقی له درجة الشهادة
ایک خاص ثواب ملتا ہی اور اوسکی تمام گناہ سوائی حقوق کی معاف ہوجاتی ہین پہر اگر اوسکی اوراعمال صالحہ ہین تو وہ اون حقوق کی مقابلہ مین فائدہ کرینگی اور درجہ شہادت کا اوسکے لئی بچا رہیگا
وان لم یکن له اعمال صالحة فالشهادة تکفر اعماله السیئة غیر التبعات وهو فی حق التبعات یبقی فی مشیة الله تعالی
اور اگر کچہہ اعمال صالحہ نہین تو شہادت اوسکی گناہون کو سوائی حقوق کی تو محو کردیگی اور بابت حقوق کی اللہ تعالی کی مشیت مین رہے گا
فانه تعالی اذا اراد ان لا یعذب به یرضی علیه خصمه کما روی انه علیه الصلوة والسلام بینما هو جالس اذ ضحک حتی
بیشک اللہ تعالی اگر چاہے کہ اوسپر عذاب نہو تو مدعیونکو راضی کردیگا چنانچہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک وقت بیٹہی ہوئی ایسے ہنسی
بدت ثنایاه فقیل له لم تضحک یا رسول الله قال رجلان من امتی جیثا بین یدی رب العزة فیقول احدهما یا رب خذ
کہ دندان مبارک پیشین نظر آنے لگے پہر کسے نے پوچہا یا رسول اللہ آپ کیون ہنستی ہین فرمایا میری امت کے دو شخص رب العزت کی سامنی آئی ایک کہتا ہی ای رب میری میرا حق
لی مظلمتی من هذا الاخ فیقول الله تعالی اعط اخاک مظلمته فیقول یا رب لم یبق من حسناتی شیء فیقول الله تعالی
اس بہائی سی دلا دی پہر اللہ تعالی فرماتا ہے اپنے بہائی کا حق ادا کردی وہ جواب دیتا ہے الہی میری پاس تو کوئی بہلائی باقی نہین رہی پہر اللہ تعالی مدعی سی کہتا ہے

للطالب ما تصنع باخيك لم يبق من حسناته شيء فيقول يا رب فليحمل عني اوزاري ففاضت عينا رسول الله
طالب مدعی سی کہیگا اب تو اپنی بہائی سی کیا معاملہ کریگا اوسکی پاس تو کوئی حسنہ باقی نہیں رہا پہر وہ کہیگا یارب پہر وہ میرا بوجہہ یعنی گناہ اوٹہالی بس دو نو آنکہیں رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال ان ذلك اليوم ليوم عظيم يحتاج الناس فيه ان يحمل عنهم اوزارهم ثم قال فيقول الله تعالى
صلے الله علیه وسلم کی ٹپک پڑین اور فرمایا بیشک وہ دن بڑا سخت دن ہی لوگونکو اوس روز یہہ حاجت ہوگی کہ اونکی گناہ اوروں پر پڑ جاوین پہر آپنے فرمایا پہر الله تعالے
للطالب حقه ارفع بصرك فانظر الى الجنان فيرفع بصره فيرى مدائن من فضة وقصورا من ذهب مكللة باللؤلؤ فيقول
مدعی سی فرماویگا نگہہ اوٹہاکر جنت کی طرف تو دیکہہ پہر وہ آنکہہ اوٹہاکر کیا دیکہتا ہی شہر کی شہر چاندی کی اور محل کے محل سونے کی تمام موتی جڑی ہوئے پہر عرض کریگا
لمن هذا يا رب فيقول الله تعالى هذا لمن يعطي ثمنه فيقول فمن يملك ثمنه يا رب فيقول الله تعالى انت تملكه فيقول
آلہی یہہ کسکی ہین پہر الله تعالى فرماویگا جو کوئی انکی قیمت اداکری پہر عرض کریگا اسکی قیمت کسکی پاس ہے پہر الله تعالے فرماویگا اسکی قیمت تیری پاس ہے پہر عرض کریگا
بماذا يا رب فيقول الله تعالى بعفوك عن اخيك فيقول يا رب قد عفوت عنه فيقول الله تعالى خذ بيد اخيك وادخله
کس چیز کی بدلہ پہر الله تعالے فرماویگا تیری اس بہائی کی معافی کی بدلہ پہر عرض کریگا آلہی مین نے بیشک اسکو معاف کیا پہر الله تعالى فرماویگا اپنی بہائی کا ہاتہہ پکڑ اور جنت مین لیجا
الجنة ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاتقوا الله واصلحوا ذات بينكم فان الله تعالى يصلح بين المؤمنين
پہر رسول الله صلى الله علیه وسلم نے فرمایا الله سی ڈرو اور آپسمین ملاپ رکہو کیونکہ الله تعالى قیامت کے روز مومنون مین
يوم القيمة قال القرطبي نقلا عن شيخه هذا لبعض الناس ممن اراد الله تعالى ان لا يعذبه وكذا ما روي عنه عليه الصلوة
ملاپ کرویگا قرطبی اپنی اوستاد سی نقل کرتا ہی یہہ حال کسی کسی کا ہی جسکو الله تعالے عذاب سی بچانا چاہے اور ایسی ہی وہ جو نبی علیه الصلوة والسلام
والسلام ان مناديا ينادي يوم القيمة من تحت العرش يا امة محمد اما ما كان لي قبلكم فقد وهبته لكم فبقيت التبعات
سے روایت ہی کہ ایک منادی قیامت کی دن عرش کے تلی سی آواز دیگا ای امت محمد کی جو میرا حق تمہاری ذمہ تہا مین نے تمکو بخشدیا اب حقوق عباد باقی ہین
فتواهبوا فادخلوا الجنة برحمتي فهذا ايضا لبعض الناس اذ لو كان في جميعهم لما دخل احد النار وقد ورد اخبار صحيحة
سو ہر ایک دوسرکو معاف کرکی میری رحمت سے جنت مین چلی جاو یہہ بہی کسی کسی کی واسطی ہی کیونکہ اگر سب کے لئی یہہ ہے ہو تو کوئی بہی دوزخ مین نہ جاوی اور بیشک صحیح حدیثین
نقلها ثقات ولا بد من الايمان بها ان من كان من اهل الايمان لا يبقى في النار بسبب العصيان بل يخرج منها ولو بعد حين
جو ثقات کی روایت سے آئی ہین اونپر بہی ایمان لانا ضروری ہی کہ کوئی ایماندار گناہونکی سبب سے دوزخ مین نہین پڑا رہیگا بلکہ دوزخ سی نکلیگا اگرچہ بعد زمانہ قلیل
وزمان والخروج منها لا يكون الا بعد الدخول فيها عصمنا الله تعالى عن الدخول فيها المجلس الستون في بيان فضيلة الصبر في
یا زمانہ درازکی اور دوزخسے باہر آنا بدون داخل ہوئی نہین ہوسکتا آلہی ہمکو دوزخ مین جانے سی بچا ئی ساٹہوین مجلس مین صبر کی فضیلت کا بیان
موضع الطاعون وعدم جواز الدعاء لرفعه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس من احد يقع الطاعون فيمكث
موضع طاعون مین اور اوسکی رفع کے لئے دعا کا نہ جائز ہونا رسول الله صلے الله علیه وسلم نے فرمایا ایسا کوئی نہین کہ طاعون واقع ہو وہ اپنی
في بلده صابرا محتسبا يعلم انه لا يصيبه الا ما كتب الله له الا كان له مثل اجر الشهيد هذا الحديث من صحاح المصابيح
اوس شہر مین صبر کرکر ثواب کے لئے یہہ سمجہہ کر ٹہرا رہی کہ مجہکو وہ ہی پہنچیگا جو الله تعالے لکہہ چکا ہی مگر اوسکی واسطی برابر اجر شہید کے ہوگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون سے ہے
رويه ام المؤمنين عائشة رض قال ابن حجر مقتضى هذا الحديث ان اجر الشهيد يكون لمن لا يخرج من البلد الذي
ام المومنین عائشہ کی روایت سی ابن حجر کہتا ہی مقتضی اس حدیث کا یہہ ہی کہ شہید کا اجر اوسکو ہوتا ہی جو اوس شہر مین سی جہان
وقع فيه الطاعون ويكون في حال اقامته قاصدا ثواب الله تعالى راجيا موعده عارفا بان ما يقع له فهو بتقدير الله تعالى
طاعون واقع ہوا ہی چلا نجاوی اور وہان ٹہرا ہوا الله سی ثواب کا ارادہ کرے اور اوسکے وعدہ کا امیدوار رہی یہہ سمجہہ کر کہ مجہہ پر جو گذریگا سو تقدیر آلہی سی ہے
وما يصرف عنه فهو بتقدير الله تعالى غير متضجر بوقوعه معتمدا على ربه في كل حال فمن اتصف بهذه الصفات فمات
اور جو ٹل جاویگا سو تقدیر آلہی سی ہے اور اوسکی واقع ہونی سے دل تنگ نہو اپنی رب پر ہر حال مین بہروسہ کئے رہی جس شخص مین یہہ صفات موجود ہون پہر وہ

بغیر الطاعون فظاهر الحدیث ان اجر الشهید یحصل له ویؤیده روایة من مات فی الطاعون فهو شهید الحدیث حیث لم یقل الطاعون

طاعون مین غیری تو یہہ موافق ظاہر حدیث کی اوسکو شہید کا ثواب ملتا ہی اور اوسکی تائید یہہ روایت کرتی ہی جو شخص طاعون مین مرجاوے وہ شہید ہے آخر حدیث تک

ثم قال لو وجدت فی شخص هذه الصفات ثم مات بعد انقضاء زمن الطاعون فظاهر الحدیث انه یکون شهیدا و

پہر کہا جس شخص مین یہہ صفتین موجود ہون پہر وہ بعد گذرنے موسم طاعون کی مری تو ظاہر حدیث کی معلوم ہوتا ہی کہ وہ شہید ہے اور

نیة المؤمن خیر من عمله ثم قال ومما یستفاد من هذا الحدیث ان الصابر فی الطاعون المتصف بالصفات المذکورة

مومن کی نیت عمل سے بہتر ہوتی ہی پہر کہا اور اس حدیث سی نکلتا ہے کہ طاعون مین صبر کرنے والا جو ان صفات مذکورہ سے موصوف ہو

یامن فتنة القبر لانه نظیر المرابط فی سبیل الله تعالی وقد صح ذلك فی المرابط کما فی حدیث مسلم وغیره ثم

قبر کے فتنہ سے محفوظ رہیگا اسلئے کہ گویا گہوڑا الگئی ہوئی جہاد مین تیار ہی اور یہہ ثواب مرابط کے حق مین ثابت ہو چکا ہی چنانچہ حدیث مسلم وغیرہ میں موجود ہے

قال واما من لم یتصف بالصفات المذکورة تراه یشتد تضجره ویشتغل بوجوه من الحیل فی دفعه بانواع الاشیاء

اور جس شخص مین صفات مذکورہ موجود نہون تو دیکہو کتنا دل تنگ ہوتا ہی اور دفع کرنیکو قسم قسم کی حیلے طرح طرح کی باتین جو دبا کی دور کرنیوالے

التی یقال انها تدفعه کالرقی والخواتم والتعویذات التی تعلق فی الرؤوس وتکتب علی الابواب ویتشام بانواع الطیرة

مشہور ہین کئے جاتا ہے جیسے منتر اور نقوش اور تعویذ جو گلے مین ڈالتے ہین اور دروازون پر لکہتے ہین اور شگون لینا قسم قسم کی فال سے

التی نهی الشارع عنها ویحیل امره علی الهوی والماء من غیر نظر الی سببه الحقیقی الذی هو ظهور الفاحشة واعلان المنکرات

جو شرع مین ممنوع ہین اور حوالہ کرنا اسکے حال کا آب و ہوا پر اور حقیقی سبب کا کچہہ لحاظ نہین جو ظاہر ہونا فواحش کا اور بیدا ہونا منکرات کا ہے

ویجتنب عن عیادة المرضی وحضور الجنائز التی ترقق القلوب وتستجلب الدموع وتورث الخشیة والخشوع واکثرهم

اور بیمارون کی عیادت اور جنازہ پر جانا سب چہوڑ دیتا ہی جسسے دل نرم ہوتی ہین اور آنسو ٹپکتے ہین اور خوف اور انکسار پیدا ہوتا ہی اور ایسی لوگ اکثر

یموتون فی زمن الطاعون بالطاعون وغیره فتفوتهم درجة الشهادة بسبب عدم امتثالهم بالامر بالصبر علیه

طاعون کی موسم مین طاعون وغیرہ سی مرجاتے ہین سو اونکو درجہ شہادت کا نہین ملیگا کیونکہ موافق حکم کے طاعون پر صبر نکیا

عند وقوعه وقد یموت بعض منهم فیزعمون انه یقوم بعد موته ویخرج من قبره لیلا ویدور بیوت الناس و

اور ان مین کوئی مرجاتا ہی تو یہہ کہتے ہین کہ موت کی بعد یہہ اوٹہتا ہی اور رات کو قبر مین سے نکل کر لوگون کے گہرون مین پہرتا ہو

یدعو بعض اصحابها ویموت من دعاه وبهذا الزعم ینبشون قبره ویبین یجوزه بل ربما یخرجونه ویحرقونه کما یفعله

اپنی یارون مین سی کسی کسی کو پکارتا ہی پہر جسکو وہ پکارتا ہی وہی مرجاتا ہی اسی گمان پر اوسکی قبر اوہیڑ کر اوسکو ثابت کر دیتی ہین بلکہ بعضے دفعہ اوسکو نکال کر جلا دیتی ہین جیسا کہ

کفار الهند مع کون هذه الافعال کلها مما ورد النهی عنها فی الشرع المحمدی وانما یرتکبونها لنفرتهم عن الطاعون وکراهتهم

کفار یہہ ہی کرتے ہین باوجودیکہ یہہ تمام حرکات دین محمدی مین سراسر ممنوع ہین اور یہہ حرکات اسیہی لئی کرتے ہین کہ طاعون سے گہبراتے ہین اور مکروہ سمجہتے ہین

له وقد ثبت انه علیه السلام دعا به لامته وقال اللهم اجعل فناء امتی بالطعن والطاعون وبعضهم وان استشکل

اور بیشک ثابت ہو چکا ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی امت کے لئی اسکی دعا کی ہی فرمایا ہی الٰہی میری امت کی موت طعن اور طاعون سے کیجے اور بعضون نی اگرچہ اس حدیث پر

هذا الحدیث بان اکثر الامة یموتون بغیرهما لکن اجیب بانهما الغالب علی فناء الامة وهو صحیح بلاشك اذ لو استقری

یہہ اعتراض کیا ہی کہ موت اکثر امت کی تو بغیر طعن اور طاعون کی ہوتی ہی لیکن جواب یہہ ہے کہ اکثر یہہ ہی دونو امت کی موت کے لئی ہوتی ہین اور یہہ بات بیشک صحیح ہی کیونکہ اگر تحقیق

الامر لوجد العدد الذی مات فی الطاعون اکثر من العدد الذی مات فیما بینه وبین الطاعون الذی قبله فکیف اذا انضم

تلاش کرو تو البتہ گنتی طاعون کے مردون کی اون مردون سی زیادہ ہو گی جو درمیان مین اس طاعون کے اور پہلی طاعون کے مرے ہین پہر اسپر اگر مقتولین کو شامل

الیه القتل الحاصل فی الجهاد وفی الفتن فان قیل کیف دعا علی امته بالهلاك فالجواب ان المقصود من هذا الدعا لیس

کرین جو جہاد یا فتنہ مین قتل ہوئی ہین تو کیونکر نہ زیادہ ہونگی پہر اگر کوئی یہہ کہی کہ اپنی امت کی ہلاک کی کیونکر دعا کی تو جواب یہہ ہے کہ اس دعا سی ہلاک کا کوسنا مقصود نہین ہے

دعاء علیہم بالهلاك وان كان من لوازمه الهلاك بل المراد منه حصول الشهادة لهم بكل من الامرين لان الموت

اگرچہ ہلاکت اوسکی لوازم سے ہی ہاں بلکہ ان دعا سے یہ تو سیلہ ان دونو اسباب سے کے اونکے لئے شہادت مطلوب ہی کیونکہ موت تو اسلیئے پیچھے لگے ہوئی ہے

امر لازم لا خلاص منه فكان محط الدعاء على جعل كل منهما سببا للموت الذي قدره الله تعالى ولا مفر منه حتى

کہ وس سے اصلا مخلصی نہیں ہے بس مطلب دعا کا یہہ ہی کہ طعن اور طاعون ہی سے موت آیا کری جو اللہ تعالیٰ مقرر کرکے ہی اور اوس سی کوئی بچاؤ نہیں ہے

يحصل بكل منهما الشهادة اما حصولها بالطعن الذي هو القتل الحاصل في الجهاد والفتن فظاهر واما حصولها

تاکہ ان دو وجہ سے شہادت ہوا کری پھر حصول شہادت طعن سی جو مین جہاد مین یا فتنہ مین مارے جاتے ہین ظاہر ہے رہا حصول شہادت کا

بالطاعون فلما ثبت بالحديث انه وخز اعدائنا من الجن فيكون شهادة بلا ريب ولهذا كان الدعاء برفعه غير

طاعون سے سو اسلیئے کہ حدیث سی ثابت ہوا ہی کہ طاعون کو چا ہماری دشمنون جنات کا ہے پس بیشک شہادت ہے اور اسی لئے اوسکے رفع کی دعا جایز نہین ہے

مشروع قال المنبجي يكره لان معاذا امتنع منه واعتل بان الطاعون شهادة ورحمة ودعوة نبينا محمد عليه السلام

منبجی کہتا ہی مکروہ ہی اسلیئے کہ معاذ رض نے دعا نہ کی اور یہہ حجت کی کہ طاعون شہادت اور رحمت ہے اور ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے

على ما روى عن عبد الله بن رافع ان ابا عبيدة بن الجراح لما اصيب في طاعون عمواس استخلف معاذا واشتد الامر

موافق روایت عبد اللہ بن رافع کے کہ ابو عبیدہ ابن جراح جب طاعون عمواس مین مبتلا ہوئے تو معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب کیا اور ایسی شدت ہوئی

فقال الناس لمعاذ ادع الله برفع هذا الرجز فقال انه ليس برجز ولكنه دعوة نبيكم وموت صالحين قبلكم وشهادة

معاذ سے کہا کہ اللہ سی دعا مانگو کہ یہہ عذاب دور ہو جاوے معاذ نے کہا یہہ عذاب نہین ہے بلکہ یہہ تمہارے نبی کی دعا ہی اور اگلے صلحا کی موت اور شہادت ہی

يخص الله تعالى بها من يشاء منكم اللهم ات ال معاذ نصيبهم الاوفر من هذه الرحمة فهذا القول من معاذ صريح بان

تم مین سی جسکو چاہے اللہ عطا فرماوے الٰہی معاذ کی اہل کو بڑا حصہ اس رحمت مین سی عطا کر اور معاذ کی یہہ تقریر صریح ہے کہ

الدعاء برفعه غير مشروع وقد صح ان معاذا اعلم الامة بالحلال والحرام وانه امام الفقهاء يوم القيمة فلو كان مشروعا

اسکے دور ہونیکی دعا جایز نہین ہی اور تحقیق ہو چکا ہے کہ معاذ تمام امت مین حلال اور حرام کو خوب جانتا تھا اور قیامت کی روز تمام فقہا کا پیشوا ہوگا اگر یہہ دعا

لما احوجهم ان يسئلوه بل كان يفعل من تلقاء نفسه بل لو كان مباحا لبادر بفعله عند سؤال الرعية عنه ما ظنوا

جایز ہوتی تو لوگون کی کہنے کی کیا حاجت تھی بلکہ وہ خود بخود دعا کرتا بلکہ اگر دعا مباح ہوتی تو فورا کرتا جب لوگون نی اوس سے عرض کیا تھا ان خیال سی کہ ہمارے حق مین

انه مصلحة لهم وقد صرح الحنابلة بالمسئلة وقال صاحب الفروع منهم لا يقنت له لانه لم يثبت القنوت في طاعون

بہتر ہے اور حنبلون نے اس مسئلہ کو صراحت سی بیان کیا ہی اور صاحب فروع اونہین سی کہتا ہی اسکی دعا نکرین اسلئی کہ طاعون عمواس وغیرہ مین دعا ثابت نہین ہوئی

عمواس وغيره وابن المحب وان مال الى مشروعيته فرادى الا انه منع الاجتماع له وقال واما الاجتماع للدعاء برفعه كما في

اور ابن محب اگرچہ پسند کرتا ہی کہ الگ الگ جایز ہی پھر اجتماع کو وہ بھی منع کرتا ہے اور کہتا ہی کہ جماعت کرنی رفع کی دعا کی لئی جیسے

الاستسقاء فبدعة حدثت بدمشق في الطاعون الكبير سنة تسع واربعين وسبعمائة ولم يفد شيئا بل ازداد الامر

نماز استسقا مین ہوتی ہی سو بدعت ہی دمشق مین جاری ہوئی تھی بڑے طاعون ۷۴۹ سات سو انچاس مین اور کچھ فائدہ بھی نہوا ہوا ایک حال اور بھی

شدة ثم قال ولو انه كان مشروعا لم يخف على السلف ولا على فقهاء الامصار واتباعهم في الاعصار الماضية فلم يبلغنا

تباہ ہو گیا پھر کہا اور اگر دعا جایز ہوتی تو سلف پر یہہ بات پوشیدہ نرہتی اور نہ ملک کی فقہا پر اور نہ اونکی تلامذہ پر زمانہ گذشتہ مین سو اس باب مین ہمکو نہ کوئی روایت ملی ہے

في ذلك خبر ولا اثر عن المحدثين ولا فرع مسطور عن احد من الفقهاء وائمة الدين وقد تمسك قوم على مشروعيته بقول

اور نہ محدثین سی کوئی اثر اور نہ کوئے جزئی کسی فقیہ اور دین کی امام کی لکھی ہوئی ہے اور ایک قوم نی جواز دعا پر بعضے فقہا کے

بعض الفقهاء ان القنوت في الصلوات كلها مشروع عند النوازل وان الاجتماع والدعاء لعموم الامراض جائز وقالوا ان تصريحهم

اسی قول سی تمسک کیا ہی کہ دعا قنوت تمام نمازون مین بوقت نزول حوادث کی مشروع ہے اور جماعت کرنی اور دعا مانگنی عموم امراض کی واسطے جایز ہے قوم نے کہا

بالمرض العام بمنزلة التصريح بالوباء الذي يشمل الطاعون وهو ايضا من اشد النوازل والجواب ان كلا من الوباء والنوازل

عموم امراض کا نام لینا بمنزلہ نام لینے وبا کی ہی جسمیں طاعون بھی داخل ہے اور یہہ بھی بڑا حادثہ ہے اور جواب یہہ ہے کہ تمام وبا اور حوادث

وان كان عاما يشمل الطاعون وغيره الا ان الطاعون اختص بكونه شهادة ورحمة ودعوة نبينا محمد عليه الصلوة والسلام بخلاف

اگرچہ عام ہین کہ طاعون وغیرہ بھی اسمین داخل ہین پر طاعون مین خاص کر شہادت ہوتی ہی اور رحمت ہی اور ہمارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا ہے برخلاف

الوباء والنوازل ولهذا شرع الدعاء برفعها ولم يشرع برفع الطاعون ويؤيد ذلك ورود النهي عن الفرار منه دون الوباء و

وبا اور حوادث کی اور اسیواسطی وبا اور نوازل کی رفع کی دعا جائز ہی اور طاعون کے رفع کی دعا جائز نہین اور اسیکی تائید کرتی ہی طاعون سے بھاگنے کی ممانعت سوا وبا اور

سائر النوازل فانه قد وقع في القرن الاول مرات متعددة والصحابة يومئذ متوافرون واكابرهم موجودون ولم ينقل عن

اور تمام حوادث کے کیونکہ طاعون قرن اول مین کئی بار نازل ہوا ہی اور صحابہ اوسوقت بہت اور بڑے بڑے موجود تھے اور کسی سی یہہ ثابت نہین ہے

واحد منهم انه فعل شيئا من ذلك او امر به والمراد من قول معاذ دعوة نبيكم حديث اللهم اجعل فناء امتي بالطعن و

کہ کسی نے ہین سے کچھہ بھی آپ کیا ہو یا کسیکو بتایا ہو اور معاذ کا قول دعوۃ نبیکم اس سے مراد یہہ حدیث ہی الٰہی کردی نیستی میری امت کے طعن اور

الطاعون والمراد بالصالحين قبلكم قد تكلم عليه الكلاباذي فقال يجوز ان يكون المراد بهم بني اسرائيل فان الطاعون

طاعون سے اور صالحین سے جو قبلکم مراد ہین اوسمین کلاباذی گفتگو کرتا ہی اوسکی رای یہہ ہی کہ اون لوگون سی بنی اسرائیل مراد ہوسکتی ہین کیونکہ طاعون

وان كان قد وقع عذابا لهم بسبب سكوتهم عن المنكرات عند ظهورها الا انه قد جعل كفارة لهم وطهرة لما كان منهم

اگرچہ اونپر عذاب آیا تھا وقت ظہور اور برملا ہونے منکرات کے جو دم کہا رہے منع نکیا پر اونکی حق مین اونکی دم کہا رہنی کی گناہ کا کفارہ اور طہارت تھے

من السكوت كما كان قتل بعضهم بعضا كفارة لمن كان منهم عبد العجل فانهم تائبون صالحون مستسلمون وقد علم من

جیسی آپسمین ایک دوسرے کے ہاتہ سے واسطے کفارہ گوسالہ پرستی کی سب قتل ہوئے کیونکہ یہہ سب تائب اور صلحا اور مطیع تھے اور اس سے معلوم ہوا

هذا ان الواجب على كل مسلم ان يسعى في اصلاح نفسه باسقاط ما في ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب عن

کہ مسلم پر واجب یہہ ہی کہ اپنی ذات کی صفائی اور اصلاح مین کوشش کری اسطور کہ جو اوسکے ذمہ فرائض اور واجبات ہین ادا کری

المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيئات والمبادرة الى رد المظالم والتخلص من التبعات وهو مطلوب في كل

اور محرمات اور مکروہات سی بچے اور گناہون اور برائیون سی توبہ کری اور جور اور جفا کی معافی اور حقوق سی رستگاری مین جلدی کری اور اتنی سعی تو ہر وقت

وقت ويتاكد ذلك عند وقوع الوباء عموما ولمن وقع به الطاعون خصوصا لا سيما الوصية من غير ان يقع فيها حيف لقوله عم

درکار ہی اور اسمین وبا کی موسم مین عموما تاکید ہے اور جو طاعون مین مبتلا ہوا اوسکو زیادہ تر علی الخصوص وصیت مین کہ بلا قصور کی ہو تاکید ہو واسطی ارشاد نبی علیہ السلام

ما حق امرأ مسلم له شئ يوصي فيه يبيت ليلتين الا ووصيته مكتوبة عنده فان معناه اذا كان لامرء مسلم شئ يريد ان يوصي فيه

نہین اچھا کرتا شخص مسلمان مالک کسی چیز کا قابل وصیت کی کہ دو شب بسر کرے مگر وصیت اوسکی لکھی ہوئے اوسکی پاس تو اسکی یہہ معنی ہین جب کسی مرد مسلمان کی پاس ایسی چیز ہو کہ اوسمین وصیت کیا چاہیے

فحقه ليس الا ان يكون وصيته مكتوبة عنده لانه لا يدري متى يوافيه منية ويحول بينه وبين ما يريده وقيد ليلتين

تو اوسکا حق اور نہین ہے مگر اوسکی وصیت لکھی ہوئی اوسکی پاس ہو کیونکہ کیا جانتا ہی اوسکی موت کب بیچ مین آکر اوسکی ارادہ کو روک لے اور دو شب کی قید

غير مقصود بل هو تنبيه على انه لا ينبغي ان يمضي عليه زمان وان كان قليلا الا ووصيته مكتوبة عنده لا سيما اذا كان عليه

کچھہ مقصود نہین ہی بلکہ یہہ تاکید ہے کہ ایسا نہین چاہئی کہ اوسپر کچھہ زمانہ گذری اگرچہ قلیل ہو مگر اوسکی وصیت لکھی ہوئی اوسکی پاس ہو خاص اوسوقت کہ اوسکی ذمہ

دين او وديعة او غير ذلك من الحقوق فيلزمه الوصية ويستحب تعجيلها لانه لا يامن ان يشتد مرضه فيعتقل لسانه

قرض ہو یا امانت یا کوئی اور حق ہو پس اوسپر وصیت ضروری ہی اور اسمین جلدی اسلئے مستحب ہے کیا خبر ہی کہ مرض بڑہ کر زبان بند ہو جاوی

فيموت بغير وصية فيكون اثما بترك ما وجب عليه ان كانت الوصية واجبة عليه بان كان عليه حق من حقوق الله تعا

پھر بے وصیت مرجاوے اب اپنی ذمہ کا واجب ترک کرنی سی گنہگار رہویگا اگر اوسپر وصیت بایں لحاظ واجب تہی کہ اوسکی ذمہ کوئی حق اللہ

او حقوق الناس وان لم يكن عليه من هذين الحقين بشیء لا يجب عليه الوصية بل يستحب ومحلها لمن كان له مال ولم يكن له

یا کوئی حق العباد باقی ہو اور اگر اوسکی ذمہ ان دونوں حقوں سی کچھ نہیں ہی تو وصیت واجب نہیں ہوتی بلکہ مستحب ہے اور محل وصیت کا اسکی حق میں جسکی پاس مال ہو اور

وارث جميع المال وان كان له وارث فثلث المال ويستوفيه في الوصية الواجبة ان احتيج اليه وينقص منه في الوصية

پر وارث نہیں تمام مال ہی اور اگر وارث ہی تو پھر تہائی مال اور تہائی مال میں واجب میں اگر حاجت پڑی تو پورا کر دی اور وصیت مستحب میں تہائی سی کم

المستحبة وطريقها ان يذكرها بلسانه عند عدلين ويبين قدرها وجنسها وصفتها وان كتبها وقرأها عليهما واشهدهما

اور طریقہ وصیت کا یہ ہی کہ اپنی زبان سی دو عادل کی سامنی ذکر کری اور اوسکی مقدار اور جنس اور صفت بیان کری اور اگر وصیت لکھ کر دونوں کو پڑھ سنا کے اور دونوں کو

عليها كان اولى لكن ينبغي له ان يحترز غاية الحذر ان يخص وارثا من ورثته بشیء على وجه التمليك والاقرار فيكون خاتمة

گواہ کر دی تو بہت بہتر لیکن چاہیی کہ ایسا ہرگز نکری کہ خاص کسی ایک وارث کی لئی کوئی چیز معین کر کی مالک اوسکی لئی اقرار کر دی پھر اوسکی خاتمہ کا

شرا لا خاتمة خير لان الله تعالى تولى قسمة المواريث بنفسه واعطى كل ذي حق حقه وعينه له في كتابه الذي انزل على

برا انجام ہی اچھا نہیں کیونکہ اللہ تعالی نے بذات خود قسمت مواریث کا ذمہ دار ہوا ہی اور ہر ایک حقدار کی لئی اپنی کتاب میں جو اپنی رسول پر نازل کی ہی

رسوله وتوعد من عصاه وبدل حكمه بدخول النار والخلود فيها فقال في اخر ايات المواريث ومن يعص الله ورسوله ويتعد

حصہ معین کر چکا ہی اور نافرمان کی حق میں جو اوسکی حکم کو تبدیل کرے دوزخ میں جانی کا اور ہمیشہ رہنے کا وعید فرمایا ہی چنانچہ مواریث کی اخیر آیات میں کہا اور جو کوئی نافرمانی کری اللہ کی اور رسول کی

حدوده يدخله نارا خالدا فيها وله عذاب مهين وروى عن ابي هريرة رضه انه عليه الصلوة والسلام قال ان الرجل والمرأة

اور بڑھ جاوے اوسکی حدوں سے اوسکو داخل کری گا آگ میں ہمیشہ رہیگا اوس میں اور اوسکو ذلت کا عذاب ہی اور ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا بیشک بعضی مرد اور عورت

ليعمل بطاعة الله ستين سنة ثم يحضرهما الموت فيضاران في الوصية فتجب لهما النار ثم قرأ ابو هريرة قوله تعالى من بعد وصية

ساٹھ برس تک اللہ کی عبادت کرتی رہتی ہیں پھر جب اونکو موت آتی ہی تو وصیت میں بی انصافی کرتے ہیں آخر اونکی لئی دوزخ واجب ہو جاتا ہی پھر ابو ہریرہ نے یہ آیت پڑھی من بعد وصیة

يوصى بها او دين غير مضار الى اخر الاية يسرنا الله تعالى من الاعمال ما يوافق رضاه المجلس الحادي والستون في بيان

جو ہو چکے ہے یا قرض کی جب وارثوں کا نقصان نکیا ہو آخر تک الٰہی ہم اعمال نیک اپنی رضا کی آسان کر اکسٹھویں مجلس صبر کی بزرگی میں

فضيلة الصبر عند البلاء والمصائب وفضيلة الاسترجاع عندها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يزال البلاء بالمؤمن

بلیات اور مصائب پر اور وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کی پڑھنی کی فضیلت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ بلا مومن مرد

والمؤمنة في نفسه وماله وولده حتى يلقى الله تعالى وما عليه من خطيئة هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو

اور عورت کی جان اور مال اور اولاد پر اوترتی رہتی ہی آخر ایسا صاف ہو کر مرتا ہی کہ اوسپر کوئی گناہ نہیں ہوتا یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت

هريرة ومعناه ان البلاء لا يزال يلحق بالمؤمن في نفسه وماله وولده حتى يموت ولا يبقى له ذنب بل يكون ذنوبه

اسکے معنی یہ ہیں کہ بلا ہمیشہ مومن کی جان اور مال اور اولاد پر آتی رہتی ہی آخر وہ مرجاتا ہی اور اوسکی ذمہ کوئی گناہ نہیں رہتا بلکہ اوسکی تمام گناہ

كلها زائلة عنه بسبب ما اصابه من البلايا والمحن وقد روى عن ام المؤمنين عائشة انه عليه الصلوة والسلام

اسلئی محو ہو جاتی ہیں کہ بلا اور محنتیں اوٹھاتا ہے اور ام المؤمنین عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے

قال اذا كثر ذنوب العبد ولم يكن له ما يكفرها ابتلاه الله تعالى بالحزن ليكفرها وروى عن ابي موسى الاشعري انه عليه

فرمایا جب کسی بندہ کی گناہ بہت ہو جاتی ہیں اور اونکا کچھ کفارہ نہیں ہوتا تو اللہ تعالی اوسکو غم میں مبتلا کر دیتا ہی تاکہ کفارہ ہو جاوے اور ابو موسی اشعری سی روایت ہے

الصلوة والسلام قال لا يصيب العبد نكبة فما فوقها او دونها الا بذنب وما يعفو الله تعالى عنه اكثر وقرأ قوله تعالى

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بندہ پر کوئی گزند بہت یا تھوڑا بدون گناہ کی نہیں آتا اور اللہ جو معاف کر دیتا ہے سو بہت ہیں اور یہ آیت پڑھی ہے

وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ يعني ان ما اصابكم من مصيبة اي مصيبة كانت

جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتھوں نے اور معاف کرتا ہی بہت یعنی تمپر جو مصیبت آتی ہی کیسی ہی ہووے

في

فھی بسبب معاصیکم التی اکتسبتموھا واللہ تعالی یعفو عن کثیر من الذنوب فلا یعاقب علیھا فی الدنیا وقال علی المؤمن

سو وہ تمہاری نا فرمانی کی شامت سی ہے جو تم کر چکی ہو اور اللہ تعالی بہتری گناہ معاف کر دیتا ہی اور انکی سزا دنیا میں نہیں دیتا اور علی رضہ کہتی ہیں کہ مؤمن کی

عند اللہ تعالی خمس نقمات فاولھا المرض ثم المصائب فان کان ذنوبہ اکثر یعذب فی قبرہ فان کانت اکثر من ذلک

اللہ تعالی کی جانب پانچ عقوبتیں ہیں پہلی بیماری پھر مصیبتیں پھر اگر اوسکی گناہ بڑتی ہوتی ہیں تو قبر میں عذاب ہوتا ہی پھر اگر اس سے زیادہ ہوتی ہیں

یحبس علی الصراط وان کانت اکثر من ذلک یعذب فی جھنم علی قدر ذنوبہ ثم یخرج منھا وھذا کلہ مختص بالمجرمین واما

تو صراط پر رکتا ہی اور اگر اس سے بڑہتی ہوتی ہیں تو گناہوں کی موافق دوزخ میں عذاب ہوتا ہی پھر اوس میں سے نکلیگا یہہ تمام حال گنہگاروں کا ہے اور جو

غیر المجرمین من المؤمنین فانما یصیبھم المصائب فی الدنیا لیرفع درجاتھم فی العقبی کما جاء فی الحدیث ان الرجل لتکون

بے گناہ مؤمن ہیں اونپر مصایب دنیا وی اسیہی سے آتی ہے کہ اونکے درجات عقبے میں بلند ہو جاویں چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ بعضے شخص کا ایک مرتبہ

لہ عند اللہ منزلۃ فما یبلغھا بعملہ فما یزال اللہ تعالی یبتلیہ بما یکرھہ حتی یبلغہ ایاھا والاحادیث فی ھذا المعنی

اللہ کے نزدیک مقرر ہوتا ہی سو وہ عمل کی برکت سی حاصل نہیں کر سکتا پس اللہ تعالی اوسکو مکروہات میں مبتلا کرتا ہی کہ وہ مرتبہ پالیتا ہی اور اس مضمون میں حدیثیں

کثیرۃ لکن ینبغی ان یعلم ان الثواب الوارد لاھل البلاء فی ھذہ الاحادیث وغیرھا منوط بالصبر لا علی نفس المصیبۃ

بہت ہیں لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ ثواب اہل بلا کا جو ان حدیثوں میں اور اور جگہہ آیا ہی اوسکا مدار صبر ہے نہ مصیبت پر

علی ما روی عن سفیان الثوری انہ قال انما الاجر علی قدر الصبر والصبر خلق کسبی یتخلق بہ الانسان ویختص بہ ولا

موافق روایت سفیان ثوری کی وہ کہتا ہی کہ اجر برابر صبر کے ہوتا ہی اور صبر ایسی سیرت کسبی ہی جسکو صرف انسان ہی حاصل کر سکتا ہی انسان ہی سے خاص ہے

یتصور فی الملئکۃ والبھائم وھو ثبات القلب علی احکام القدر والشرع وحبس النفس عن الجزع واللسان عن الشکوی

فرشتے اور جانوروں میں نہیں ہو سکتا یعنی تقدیر اور شرع کی احکام پر دل کا قایم رکہنا اور نفس کو بیصبری سی اور زبان کو شکوہ شکایت سی

والجوارح عن فعل ما لا ینبغی قال الشیخ الامام عز الدین بن عبد السلام قد ظن بعض الناس ان المصاب ماجور علی مصیبۃ

اور اعضا کو بیہودہ کاروبار سی بند رکہنا شیخ امام عز الدین بن عبد السلام کہتا ہی بعضے لوگوں کا یہہ گمان ہی کہ شخص مصیبت زدہ مصیبت پر ماجور ہوتا ہی

وھذا خطاء لان المصائب لیس من کسبہ اصلا لا مباشرۃ ولا تسببا وقد قال اللہ تعالی انما تجزون ما کنتم تعملون

اور یہہ گمان غلط ہی اسلئے کہ مصیبت انسان کی اختیاری ہرگز نہیں ہے نہ باعتبار عمل کے اور نہ باعتبار سبب کے اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی وہی بدلہ پاؤ گی جو کرتے تہے

فمن مات ولدہ وتلف مالہ واصیب ببلاء فی بدنہ فھذہ المصائب لیست من کسبہ ولا من تسببہ حتی یوجر

پس جسکا بیٹا مر جاوے اور مال لٹ جاوے اور بدن پر آفت آجاوی تو یہہ مصیبتیں اوسکی اختیار سے نہیں ہیں اور نہ اسکے سبب پیدا کرنے سی تاکہ اسپر ثواب ملے

علیھا بل ان صبر علیھا یکون لہ اجر الصابرین وان رضی بھا یکون لہ اجر الراضین لکن قد ورد فی الحدیث انما الصبر

بلکہ اگر اسپر صبر کریگا تو اوسکو صابرین کا سا ثواب ملیگا اور اگر اسپر رضامند ہوا تو رضامندوں کا اجر ملیگا لیکن حدیث میں بیشک یہہ آیا ہی کہ صبر

عند الصدمۃ الاولی کما روی عن انس انہ علیہ السلام مر بامرأۃ تبکی عند قبر فقال لھا اتقی اللہ واصبری فقالت الیک

پہلے صدمہ پر ہوا کرتا ہی چنانچہ انس سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک عورت کے پاس کہ قبر پر روتی تہی گئی آپنے فرمایا ای عورت خدا سی ڈر اور صبر کر جواب دیا الگ رہ مجہسی

عنی فانک لم تصب بمصیبتی ولم تعرفہ فقیل لھا انہ النبی علیہ السلام فاتت النبی علیہ السلام فقالت لم اعرفک یا رسول

ایسی مصیبت تمہیں نہیں پڑی ہی اور اسکو اوسنی نہ پہچانا کسی نے کہدیا کہ یہہ نبی علیہ السلام ہیں پھر وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں آئی اور عرض کیا میں نے تمکو یا رسول اللہ

اللہ فقال النبی علیہ السلام انما الصبر عند الصدمۃ الاولی وانما قال کذلک اذ بعد ما مضی علیہ زمان یحصل الصبر

پہچانا نہیں تہا پھر نبی علیہ السلام نی فرمایا صبر پہلے صدمہ پر ہوتا ہی اور یہہ اسلئی فرمایا کہ جب دوسرے کچہہ دیر گذر جاتے ہی تو ہر مصیبت زدہ کو خود بخود صبر آجاتا ہی

لکل مصاب شاء ام ابی وقال ابن مبارک المصیبۃ واحدۃ فان جزع صاحبھا صارت اثنتین احدھما المصیبۃ نفسھا

چاہے یا نچاہے اور ابن المبارک کہتا ہی پہلے مصیبت ایک ہوتی ہی پھر اگر وہ بیصبری کرتا ہی تو دو مصیبتیں ہو جاتی ہیں ایک تو وہی مصیبت

والاخرى ذهاب اجرها وهو اعظم من المصيبة نفسها فان الجزع لا يرد ما فات ولا يرفع الحزن بل يبطل ثواب المصيبة

دوسرے ثواب کا فوت ہو جانا اور یہ اوس پہلی یعنی مصیبت سے سخت ہی کیونکہ بیصبری گذشتہ بات کو نہیں پہیر لاتی اور نہ غم کو دور کرتی ہی بلکہ مصیبت کا ثواب باطل کر دیتی ہے

لان من يجزع على المصيبة فهو انما يشكو ربه ويريد ان يرد قضاؤه وقد ورد في الحديث ان الميت ليعذب ببكاء

اسلئے کہ مصیبت پر بیصبری کرنیوالا پروردگار کی شکایت کرتا ہی چاہتا ہی کہ قضا پہر جاوے اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ میت کو بیشک اہل و عیال کے رونی سی

اهله عليه وذلك اذا كان على طريق النوح وكان الميت راضيا به قبل موته واما اذا لم يكن كذلك فلا باس بالبكاء

عذاب ہوتا ہی لیکن یہہ عذاب جب ہی کہ بطور نوحہ کی ہو اور میت بہی زندگی مین پسند کرتا ہو اور اگر یہہ دونو امر نہون تو پہر اوسپر

عليه رحمة له وشفقة عليه لما هو فيه من السوال المحتوم والعقاب الموهوم فان النبي عليه السلام حين مات

بطور رحمت اور شفقت کی رونے کا کیا ڈر ہی اسپر کہ وہ سوال جواب اچہے اور عقوبت موہوم مین مبتلا ہوتا ہی کیونکہ نبی علیہ السلام جب آپ کا

ابنه ابراهيم بكى وقال له عبد الرحمن بن عوف وانت تبكي يا رسول الله فقال النبي عليه السلام يا ابن عوف انها رحمة

بیٹا ابراہیم مرگیا تہا تو روتی تہی اور عبد الرحمن بن عوف نے عرض کیا آپ روتی ہین یا رسول اللہ تب نبی علیہ السلام فرمایا ای ابن عوف یہہ رحمت ہے

جعلها الله تعالى في قلوب عباده فانما يرحم الله من عباده الرحماء وفي حديث اخر انه عليه السلام قال القلب يحزن

کہ اللہ تعالی نے اپنی بندون کی دلونمین رکہدی ہے اور اللہ اپنی رحیم بندون ہی پر رحمت کرتا ہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا دل غمگین ہوتا ہے

والعين تدمع ولا نقول ما يسخط الرب في رواية ولا نقول الا ما يرضى ربنا وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ان

اور آنکہین روتی ہین اور ہم وہ کلمہ نہین کہتی کہ پروردگار ناخوش ہو اور ایک روایت مین ہی ہم وہ کہتی ہین جس سی پروردگار راضی ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا کہ

الله لا يعذب بدمع العين ولا بحزن القلب ولكن يعذب بهذا واشار الى لسانه وفي حديث اخر انه عليه السلام

اللہ تعالی آنکہ کے آنسو سے عذاب نہین کرتا ہی اور نہ دل کی غم سی پر اس سے عذاب کرتا ہی اور زبان کی طرف اشارہ کیا اور ایک حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

قال ليس منا من ضرب الخدود وشق الجيوب ودعى بدعوى الجاهلية والمراد بدعوى الجاهلية قولهم واويلاه واثبوراه واكاسياه واناصراه

ہمارا ساتہی نہین ہی جو شخص منہہ کو پیٹی اور گریبان چیری اور جاہلیت کیسی باتین کری اور جاہلیت کی باتون سی یہ قول مراد ہین ہائی ہائی ہائی مرنیوالی ہائی پوشاک والی ہائی مددگار

ونحو ذلك وروى انه عليه السلام قال الضرب على الفخذ عند المصيبة يحبط الاجر ولهذا ندبت التعزية وهي الحمل

اور مانند اسکی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ران کا پیٹنا مصیبت کی وقت ثواب کو کہو دیتا ہی اور اسی لئے تعزیت مستحب ہو گئی ہی یعنے

على العزاء وهو الصبر بوعد الاجر والدعاء للميت والمصاب بالمغفرة قال الزيلعي لا باس بتعزية اهل الميت وترغيبهم

صبر کا تسلیم کرنا واسطے ثواب موعود کے اور دعا خیر واسطے مردہ کی اور دعا مغفرت واسطے پسماندہ کی زیلعی کہتا ہی اہل میت کی تعزیت مین اور صبر کے رغبت دلانی مین

في الصبر لقوله عليه السلام من عزى مصابا فله مثل اجره وكيفية التعزية ان يقال لمن اصابته المصيبة

کچہہ ڈر نہین واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی جسنے مصیبت رسیدہ کی تعزیت کی تو اوسکی لئی برابر کا ثواب ہے اور طریقہ تعزیت کا یہہ ہے کہ مصیبت رسیدہ کو کہی

عظم الله اجرك واحسن عزاك وغفر لميتك وقال الفقيه ابو الليث ان العبد لا يدرك منزلة الاخيار الا بالصبر

خدا تجہکو بڑا اجر عنایت کری اور تیرا صبر نیک کرو اور تیرے مردہ کو بخشدی اور فقیہ ابو اللیث کہتا ہی کہ انسان کو درجہ اخیار کا نہین ملتا جب تک سختی اور

على الشدة والاذى وقد امر الله تعالى نبيه بالصبر فقال فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ فالامر للنبي امر لامته

تکلیف پر صبر نکرے اور اللہ تعالی اپنی نبی سے صبر کو فرماتا ہے چنانچہ یہہ کہا سو تو ٹہرارہ جیسے ٹہرتی رہی ہین ہمت والی رسول بس نبی کی کہنا گویا امت سے کہنا ہی

فيجب على من كان من الامة ان يقتدي بنبيه ويصبر على ما يصيبه من الالم ويعلم ان ما دفعه الله تعالى عنه

سو جو امت مین داخل ہی اوسپر واجب ہے کہ اپنی نبی کی پیروی کر کر مصیبت الم وغیرہ پر صبر کری اور یقین کری کہ جو جو بلا اللہ تعالی نے بندہ پرسی دفع کی ہین

من البلاء اكثر مما اصابه ويحمد الله تعالى على ذلك اذ روى انه عليه السلام قال اذا مات ولد العبد يقول الله تعالى

وہ زیادہ ہین اون سی جو اوسکو پہنچتی ہین اور اوسپر اللہ تعالی کا شکر بجالانا چاہئی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا جب کسکا بچہ مرتا ہی تو اللہ تعالی

للملئكة اقبضتم ولد عبدي فيقولون نعم فيقول اقبضتم ثمرة قلبه فيقولون نعم فيقول ماذا قال عبدي
فرشتون سی پوچھتا ہی کیا تمنی میرے بندہ کی بچہ کی جان نکال لی وہ عرض کرتی ہین ہان پھر فرماتا ہی کیا جان لی اوسکی دل کی ثمری کی وہ عرض کرتی ہین ہان پھر پوچھتا ہی میرے بندہ نی کیا کہا
حمدك واسترجع فيقول الله تعالى ابنوا لعبدي بيتا في الجنة وسموه بيت الحمد وقد ذكر ان اهل الاعمال
پھر وہ عرض کرتی ہین تیری حمد کی اور انا لله وانا اليه راجعون کہا پھر الله تعالى فرماتا ہی میرے بندہ کی لئی جنت مین گھر بناکر بیت الحمد نام رکھدو اور مذکور ہے کہ نمازے
من الصلوة والزكوة والصوم والحج يؤتى بهم يوم القيمة فيوفي اليهم اجورهم بالميزان ثم يؤتى باهل البلاء فلا ينصب
اور زکوة دینے والے اور روزہ دار اور حاجی جب قیامت کے دن حاضر کئے جاوینگے تو اونکا ثواب میزان سی تول کر پورا کیا جاویگا پھر مصیبت رسیدہ لوگ
لهم الميزان ولا ينشر لهم الديوان بل يصب عليهم الاجر صبا فيود اهل العافية لو ان جلودهم كانت قرضت في الدنيا
بلائی جاوینگی سو انکے لئی نہ ترازو کھڑی ہوگی اور نہ کچھ دفتر موجود ہوگا بلکہ انکا اجر بے اندازہ برسایا جائیگا پھر عافیت والے آرزو کرینگے کاشکی دنیا مین ہمارے کھال قینچیون سی کتری
بالمقاريض يرون ما يعطى لاهل البلاء من الثواب بغير حساب فذلك قوله تعالى انما يوفى الصابرون اجرهم بغير
جاتی کیونکہ دیکھینگے کہ اہل بلا کو کتنا بے حساب ثواب عطا ہوا یہی قول الله تعالى کا ہے ٹھہرنی والون ہی کو ملتا ہی اونکا نیگ
حساب ولهذا كان السلف الصالح يفرحون بالبلاء في الدنيا لما تحققوا ان في الصبر عليه اجرا جزيلا لا نهاية فان
ان گنت اور اسی لئی متقدمین صلحاء دنیا مین بلا پر خوش ہوتی تہے کیونکہ اونکو یقین تہا کہ بلا پر صبر کرنے مین بڑا ہی ثواب بیحد ہی اگر کوئی
قيل ان كان المراد بالصبر على البلاء الرضى به وعدم الكراهة فلا قدرة للادمي عليه وان كان المراد به الفرح بوجوده
اعتراض کری کہ بلا پر صبر کرنے سے اگر یہہ مراد ہی کہ بلا پر راضی ہو اور ناخوش نہ آوی تو یہہ آدمی کی اختیار مین نہین ہی اور اگر اوس سی یہہ مراد ہی کہ بلا پر خوش ہو
فهو ابعد من الاول فالجواب ان الشارع لم ينه عن شئ لا يدخل تحت الوسع وانما نهى عن المكتسب كشق الجيوب وضرب
تو یہہ اوس سے بہی بعید تر معلوم ہوتا ہی تو جواب یہہ ہی کہ شارع نی ایسی شی ہی کہین منع نہین جو اوسکی اختیار مین نہو ممانعت اوس شی کی ہی جسکو کر سکتا ہی جیسی گریبان چیرنا
الخدود والقول باللسان كالندب والنياحة واما ما ذكر من فرح الصالحين به فذلك فرح شرعي مكتسب من قوة الايمان
گلے پیٹنے اور زبان سے بکنا جیسے چیخنا اور نوحہ کرنا اور وہ جو مذکور ہے یعنی بلا پر صلحا کی فرحت سو یہہ فرح شرعی ہی ایمان اور یقین کے قوت سے
واليقين مثاله مثال رجل قال له الملك كلما اضربك سوطا اعطيك مائة دينار فان ذلك الرجل كما يفرح بكثرة ضرب
حاصل ہوتی ہی اوسکی مثال ایسی ہی کہ کسی شخص کو بادشاہ کہی مین تیری جب کوڑا مارون تو ہر کوڑہ کی بدلہ سو اشرفی دونگا سو یہہ شخص باوجود الم کی جیسا
الملك له مع وجود الم الضرب لما يرجوا من جزيل العطاء فكذلك الصالحون لما سمعوا قوله تعالى انما يوفى الصبرون اجرهم
بادشاہ کی کثرت ضرب سے خوش ہوتا ہی کیونکہ بڑی بخشش کا امیدوار ہی تو ایسی نے جب یہہ آیت سنے ٹھہرنے والون ہی کو ملتا ہی اونکا نیگ
بغير حساب وقوله تعالى وجزيهم بما صبروا جنة وحريرا وتيقنوا بحصول جزيل الثواب هان عليهم ما اصابهم في
ان گنت اور بدلہ دیا اونکو اسپر کہ وہ ٹھہری رہی باغ اور پوشاک ریشمی اور یقین لائی بڑی ثواب ملنی کا تو اونپر دنیا مین جو
الدنيا من المصائب كما حكي عن بعض النساء الصالحات انها عثرت يوما فانقطع ظفرها فضحكت فقيل لها اما تجدين
مصیبت گذری سب آسان ہوگئی چنانچہ کسی صالحہ عورت کا قصہ ہے کہ ایکروز پہسلکر گر پڑی تو اوسکا ناخن ٹوٹ گیا تو وہ ہنسی لگی کسی نے کہا کیا تجکو
مرارة الوجع فقالت ان لذة الثواب الحاصل من الله تعالى بالصبر والرضى ازالت عني مرارة الوجع قال العلماء حقيقة الرضى
اسمین دکھہ نہین ہوتا جواب دیا ثواب کی لذت نے جو الله تعالى سے صبر اور رضا پر ملیگا دکھہ کی تلخی کو میری ایسی دور کر دیا ہی علما کہتی ہین حقیقت رضا کی
ما علمنا الله تعالى ان نقوله عند المصيبة انا لله وانا اليه رجعون وهذا استرجاع باللسان فلا بد للعاقل عند اتيانه
وہ ہی جو الله تعالى نے ہمکو تعلیم کی ہی کہ مصیبت کی وقت یہ کہا کرین ہم مال الله کا ہین اور اوسکی طرف پہر جاتے ہین اور یہہ تو استرجاع زبانی ہوا پہر عاقل کو لازم ہی کہ اسکو زبان کہتی ہوی
به ان يتفكر في ثواب المصيبة ليسهل عليه المصيبة فان ثواب المصيبة اذا استقبله يوم القيمة يود لو ان جميع اولاده
مصیبت کی ثواب کو تصور کری تاکہ اوسپر مصیبت آسان ہوجاوی بیشک مصیبت کا ثواب جب قیامت کی روز سامنی آویگا تو یہہ آرزو کریگا کاشکی میرے ساری اولاد

واقربائه ما تواقبله في الدنيا لينال ثواب مصيبتهم وقد وعد الله تعالى في المصيبة ثوابا عظيما حيث قال ولنبلونكم

اور تمام ناسنجی گوار دنیا مین تکبیر سامنی مرجاتے تاکہ اونکی مصیبت کا ثواب ملتا اور بیشک اللہ تعالیٰ نے مصیبت مین بڑی ثواب کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ کہتا ہی اور البتہ ہم آزماوینگے تمکو

بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرٰت وبشر الصٰبرين الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله و

کچھ ایک ڈر سی اور بہوک سے اور نقصان سی مالونکی اور جانونکے اور میوونکی اور خوشی سنا ثابت رہنی والون کو کہ جب اونکو پہنچے کچھہ مصیبت کہین ہم اللہ کا مال ہین اور

انا اليه رٰجعون اولٰئك عليهم صلوٰت من ربهم ورحمة واولٰئك هم المهتدون يعني ان كل من اصابه مصيبة في ماله او ولده

ہمکو اوسیکے طرف پہر جانا ایسے لوگ اونہین پر شاباشین ہین رب کے اور مہربانی اور وہی ہین راہ پر مراد یہہ ہی کہ جسکو کچھہ مصیبت پہنچی مال مین یا اولاد مین

او نفسه او عرضه كالكلمة القبيحة التي يسمعها في حقه او الهم الذي يهمه او الغم الذي يغمه من ضيق معيشته او

یا جان مین یا آبرو مین جیسے عیب کی بات اپنی حق مین کسی بادی یا ایسا اندوہ پہنچے جو سوچ لگادی یا غم پہنچے جسنے فکر مین ڈال رکہا ہو تنگی معیشت کا

قلة قوته او تعذر كسبه او عدم نبات ذرعه او غير ذلك فانه اذا صبر واحتسب ثواب مصيبته التي اصيب بها يعطيه

یا قلت روزی کا یا پیشہ نچلنے کا یا کہیتی ماری جائیگا یا کچھہ اور سوا اسکے اسپر جو صبر کریگا اور مصیبت کی ثواب کا جو اسپر گذری ہی امیدوار ہوئیگا تو اللہ تعالیٰ

الله تعالى ما وعده في كتابه من الصلوٰة والرحمة والهداية لانه تعالى لا يخلف الميعاد وروى عن عكرمة انه عليه السلام

وہ ہی عطا کریگا جسکا اوسکی نے اپنی کتاب مین وعدہ کیا ہی شاباش اور رحمت اور ہدایت کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدہ کا خلاف نہین کرتا اور عکرمہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا

طفي سراجه فقال انا لله وانا اليه رٰجعون فقيل له امصيبة هي يا رسول الله فقال نعم كل شيء يؤذي المؤمن فهو له

چراغ بجھگیا تہا سو آپنے فرمایا ہم اللہ کا مال ہین اور ہمکو اوسی کی طرف پہر جانا کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہہ مصیبت ہی پس فرمایا ہان جس شی سی مومن کو ایذا ہو وہی اوسکی

مصيبة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اذا انقطع شسع احدكم فليسترجع فانها من المصائب وروى عن ام سلمة

مصیبت ہی اور ایک حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب کسیکی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاوے تو انا للہ پڑہے کیونکہ یہہ بہی مصیبت ہی اور ام سلمہ سی روایت ہی

انه عليه السلام قال ما من مسلم يصيبه مصيبة فيقول انا لله وانا اليه رٰجعون اللهم اجرني في مصيبتي واخلف

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس مسلم پر کچھہ مصیبت گذری پہر وہ کہے ہم اللہ کا مال ہین اور ہمکو اوسی کی طرف پہر جانا الٰہی مجھکو میری مصیبت کا اجر دی اور مجھکو اوس

خيرا منها الا اجره الله في مصيبته واخلف له خيرا منها وروى عن ابن عباس انه عليه السلام قال من استرجع عند المصيبة

بہتر عوض دی تو اللہ تعالیٰ اوسکو اوسکی مصیبت کا اجر اور اوس سے بہتر عوض دیگا اور ابن عباس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے مصیبت پر انا للہ پڑہا

جبر الله مصيبته واحسن عقباه وجعل له خلفا صالحا يرضاه وروى عن الحسين انه عليه السلام قال ما من مسلم يصاب

تو اللہ تعالیٰ اوسکی مصیبت کو رفع اور اوسکا انجام نیک کردیگا اور اوسکا اچھا بدلا اوسکی پسند کا دیگا اور حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہین کوئی مسلم کہ اوسپر

بمصيبة فيذكرها وان قدم عهدها فيحدث لها استرجاعا الا كتب الله له مثلها من الاجر يعني انه تعالى يعطيه من الاجر

مصیبت گذری پہر وہ اوسکو یاد کری اگرچہ مدت گذر گئی ہو پہر وہ از سر نو انا للہ پڑہے مگر اللہ تعالیٰ اوسکی لئے ثواب اوتنا ہی مقرر کریگا مراد یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ اوسکو اجر

مثل الاجر الذي اعطاه يوم اصيبها وروى عن سعيد بن جبير ان الاسترجاع لم يعط الامة من الامم الا لهذه الامة ولو اعطى

برابر اوس اجر کے جو مصیبت کے روز عطا کیا تہا عنایت کریگا اور سعید ابن جبیر سی روایت ہی کہ استرجاع سوا اس امت کی اور کسی امت کو عطا نہین ہوا اگر کسیکو ملتا

لاحد لاعطي يعقوب النبي عليه السلام الا ترى انه حين اصابه لم يسترجع بل قال يا اسفي على يوسف وروى عن ابن عباس

تو البتہ یعقوب علیہ السلام کو ملتا کیا دیکہتا نہین کہ یعقوب علیہ السلام نے مصیبت کے وقت انا للہ نہین پڑہا بلکہ یہہ کہا کہ ای افسوس یوسف پر اور ابن عباس سے روایت ہے

انه نعي اليه ابنة له وهو في السفر فاسترجع ثم نزل فصلى ركعتين ثم قال قد صنعنا ما امرنا الله تعالى فانه تعالى قال استعينوا

کہ اونکو سفر مین بیٹی کی سناونی آئی تو انا للہ پڑہا پہر اوتر کر دو رکعت پڑہین پہر کہا ہمکو اللہ کا حکم تہا سو کر چکے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی قوت پکڑو

بالصبر والصلوٰة فينبغي للمؤمن ان يفعل كذلك فانه عليه السلام كان اذا احزنه امر فزع الى الصلوٰة لكونها ام العبادات

ثابت رہنی سے اور نماز سی اب مومن کو لازم ہی کہ یہہ ہی کیا کری کیونکہ نبی علیہ السلام اگر کسی بات سی غمگین ہوتے تو نماز شروع کردیتے اسلئے کہ نماز سب عبادات کی اصل

ومعراج المؤمنين ومناجات رب العلمين قال عليه السلام ان اعظم الجزاء مع عظم البلاء وان الله تعالى اذا
اور مومنین کے لئے معراج اور پروردگار سے سرگوشی ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک بڑا ثواب بڑے بلا پر ہوتا ہے اور بیشک اللہ تعالی جب
احب قوما ابتلاهم فمن رضي فله الرضى ومن سخط فله السخط يعني ان كثرة الثواب يحصل بحصول كثرة
کسی قوم کو محبوب کرتا ہے تو انپر بلا نازل کرتا ہے پھر جو کہ اسپر راضی ہوا تو اوسکی لئے رضامندی ہے اور جو بیزار رہا تو اوسکی بیزاری ہے مراد یہ ہے کہ ثواب کے کثرت بلا کی کثرت سے
البلاء فمن رضي به وصبر عليه يحصل له رضاء الله تعالى ومن كره البلاء وجزع ولم يرض بحكمه تعالى يحصل
حاصل ہوتی ہے پھر جو راضی ہوا اور اسپر صبر کیا تو اوسکے لئے اللہ کی رضامندی ہے اور جسنے بلا کو مکروہ جانا اور واویلا کیا اور اللہ کے حکم پر راضی نہوا تو اوسکی لئے
له سخط الله وغضبه لكن ينبغي ان يعلم ان الرضى والسخط محلهما القلب وهما يتعلقان به لا باللسان فلهذا ترى
اللہ کی بیزاری اور غضب ہے لیکن سمجھنا چاہئے کہ رضامندی اور بیزاری کا ٹھکانا دل ہے یہہ دونوں دل سے علاقہ رکھتی ہیں نہ زبان سے علاقہ نہیں رکھتی اسی لئے
كثيرا من الناس يكون له انين من وجع او شدة المرض مع ان في قلبه الرضى والتسليم بالله تعالى فعلى هذا كل من
اکثر لوگوں کو دیکھتی ہو کہ درد کی مارے یا بیماری کی شدت سے آہ اف تو کرتے ہیں اسپر اونکی دلمیں اللہ تعالے کی رضا اور تسلیم ہوتی ہے اس بیان کی موافق جس سے کہ آہ ونٹ
يسمع منه انين لا يجوز ان يقال في حقه انه غير صابر وغير راض بحكم الله تعالى فلا يطلع احد على قلب احد
سننے میں آتی ہیں اسکو یہہ نہیں کہا جاتا ہے کہ صبر نہیں کرتا اور اللہ کی حکم پر راضی نہیں ہے اسلئے کہ کسیکو کسیکی دل کی کیا خبر ہے
وروى عن عامر الرامي انه عليه السلام قال ان المؤمن اذا اصابه السقم ثم عافاه الله تعالى كان كفارة لما مضى من
اور عامر رامی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن اگر بیمار ہوجاتا ہے پھر اوسکو اللہ تعالی عافیت دیتا ہے تو گذشتہ گناہوں کا کفارہ
ذنوبه وموعظة له فيما يستقبل وان المنافق اذا مرض ثم اعفي كان كالبعير الذي عقله اهله ثم ارسلوه فلم يعلم
اور آئندہ کی واسطے پند ہے اور بیشک منافق اگر بیمار ہو کر صحت پاتا ہے تو ایسا ہے جیسے اونٹ کہ پہلے اوسکو مالکوں نے باندھ دیا پھر اوسکو چھوڑ دیا
لم عقلوه ولم ارسلوه فعلم من هذا انه تعالى انما يبتلي عبده المؤمن لمحو سيئاته او لرفع درجاته التي لم يبلغها
تو اوسکو خبر نہیں ہوتی کیوں باندھا تھا اور کیوں چھوڑ دیا اب اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے اپنی مومن بندہ کو اسلئے مبتلا کرتا ہے کہ اوسکی گناہ محو ہوں اور وہ درجات کہ بدون ان مصائب کے نہیں
الا بانواع البلايا فانه تعالى يرسل عليه في الدنيا شدائدها ومحنها حمية له عن الافتتان بها وتزهيدا له عنها
لے سکتا تھا بلند ہو جاویں سو اللہ تعالی اوسپر دنیا میں سختیاں اور محنتیں دنیا کی فتنہ سے بچانے کو اور دنیا سے چھڑانے کو ڈالتا ہے
لئلا يطمئن اليها ويألف محبتها فيقطعه ذلك عن منازل الاخرة لانه متى ابتلي يضعف سورة نفسه ويذهب
تاکہ دنیا پر اطمینان کرکر اوسکی الفت میں نہ پھنس جاوے پھر اوسکی نحوست سے اخروی مراتب سے محروم نہ رہ جاوے کیونکہ جب آفت میں پڑیگا تو اوسکی نفس کی تندی سست اور بشری
صفات بشريته وينقطع عنه مواد الهوى ولذة الدنيا فيتوجه في كل حال في السراء والضراء الى مولاه ويألف الاقبال عليه
عادات جاتی رہینگے اور ہوا ہوس اور دنیا کی لذت اوسکی دلسے دور ہوگی پھر بہرحال راحت اور رنج میں اپنے مولی کے طرف متوجہ رہے گا اور اوسکے ساتھ الفت پکڑیگا
ويستوطن بالصبر والرضى بين يديه الى ان يرفعه الى درجات الاحباب والاولياء وهذا معنى ما روي عن انس انه عليه السلام
اور صبر اور رضا کو اپنی سامنے قایم رکھیگا آخر اوسکو مرتبہ دوستوں اور اولیا کا حاصل ہوجاویگا اور انس رض کی روایت کے یہہ ہی معنی ہیں کہ نبی علیہ السلام
قال ان الله تعالى اذا اراد بعبد خيرا واراد ان يصافيه صب عليه البلاء صبا ومن جملة ما يصب عليه من البلاء
فرمایا کہ بیشک اللہ تعالی جب کسیکی خیر اور اوسکو پاک کیا چاہتا ہے تو اوسپر بہت بلا ڈالدیتا ہے اور منجملے بلا میں اس قسم کی ہیں کہ
انه تعالى يقيض له ويسلط عليه من بعض خلقه من يقصده بالاذى حتى لو اختفى في جحر ضب او فارة يقيض الله تعالى
کہ اللہ تعالی اپنی مخلوق میں سے ایسی کو اوسپر تعین کرکر غالب کردیتا ہے کہ اوسکو ہروقت ستاتا رہے یہاں تک کہ اگر گوہ یا چوہے کی بل میں جاکر چھپے تو اللہ تعالے
له من يؤذيه كما روي عن علي انه عليه السلام قال لو كان المؤمن في جحر ضب ليقيض الله تعالى له فيه من يؤذيه وروي
اوسی جگہ ایذا رسان کو بھیجتا ہے چنانچہ علی رض سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مومن گوہ کی بل میں چھپا ہوتا ہے تو اوسی بل میں ستانیوالا موجود ہوتا ہے اور ایسی ہے

مثله عن انس بلفظ لو ان المؤمن کان فی جحر فارة لقیض له فیه من یؤذیه والحکمة فی ذلک ان البلاء یسبک صفات

انس سے یہہ روایت ہی اگر مومن چوہی کی بہٹ مین ہووے تو اوسی جگہہ اوسکا موذی جا موجود ہوتا ہی اور اسمین حکمت ہی کہ بلا صفات بشریکو گلاکر صاف کرتی ہی

العبد فکانه تعالی یسبک نفس عبده المؤمن بنار المحنة والبلاء لیصفیه من کدورات اخلاق بشریة لیصلح لولایته

گویا اللہ تعالی اپنی مومن بندہ کی نفس کو محنت اور بلا کی آگ مین گلا کر صاف کرتا ہی تاکہ عادات بشریکی کدورت سی صاف ہوکر ولایت اور محبت کے لایق ہو جاوے

ومحبته

المجلس الثالث والستون فی بیان تحقیق قوله علیه السلام اغتنم خمسا قبل خمس الحدیث وما یتفرع علیه

باسٹہوین مجلس اس حدیث کے تحقیق مین کہ غنیمت جان پانچ کو پہلے پانچ سے اخر حدیث تک

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لرجل یعظه اغتنم خمسا قبل خمس شبابك

اور جو اس سے متعلق ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے پند دیتی ہوی فرمایا غنیمت جان پانچ کو پہلے پانچ کی جوانی کو

قبل هرمك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحياتك قبل موتك هذا الحديث

پہلے بڑہاپی سے اور صحت کو پہلے بیماری سی اور توانگری پہلے فقر سے اور فرصت کو پہلے دہندی سی اور زندگی کو پہلے موت سی یہہ حدیث

من حسان المصابیح رواه میمون بن مهران فانه علیه السلام بین فیه ان الانسان فی حال شبابه یقدر علی

مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہے میمون ابن مہران کی روایت سی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ فرمایا کہ آدمی اپنی جوانی مین وہ کام کر سکتا ہے

الاعمال التی لا یقدر علیها فی حال هرمه فلا بد له ان یغتنم الفرصة ویشتغل بالطاعات فی حال شبابه قبل هرمه لانه

جو حالت پیری مین نہین کر سکتا سو اوسکو لازم ہی کہ فرصت کو غنیمت جانے اور جب جوانی مین پیری سے پہلے عبادت مین مشغول رہی کیونکہ

فی حال شبابه ان ترك العمل واتبع هواه وتعود بالمعصیة لا یقدر علی ترکها فی حال هرمه فینبغی له ان یترك

جوانی مین اگر عمل خیر ترک کر کر ہوا ہوس مین پہنسا اور معصیت کی عادت کرلے تو پہر کیا طاقت ہی کہ بڑہاپی مین چہوڑدی تو لایق یہہ ہی کہ معاصی کو

المعاصی فی حال شبابه ویعود نفسه باعمال الخیر حتی یسهل علیه فی حال هرمه وبین ایضا انه فی حال صحته یقدر

جوانی مین ترک کری اور اعمال خیر کی عادت ڈالی تاکہ پیری مین جاکر آسانی رہی اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ انسان اپنی صحت مین اپنی

علی کسب الخیرات بماله وبدنه فینبغی له ان یغتنم صحته ویجتهد فی کسب الخیرات بماله وبدنه لانه اذا مرض یضعف

مال اور بدن سی ثواب حاصل کر سکتا ہی پہر اوسکو لازم ہی کہ اپنی صحت کو غنیمت جانکر اپنے مال اور بدن سی کسب خیرات مین کوشش کری کیونکہ بیمار ہوکر بدن ناتوان ہو جاتا ہی

بدنه فلا یقدر علی الطاعات ببدنه ویقصر یده عن ماله فیما زاد علی الثلث فلا یقدر علی التصرف فی ماله الا فی مقدار

پہر بدن مین طاعات کی طاقت کہان رہتی ہی اور ہاتہہ سے تہائی مال کی زیادہ سی تنگ ہو جاتا ہی پہر یہہ قدرت نہین کہ تہائی مال سی زیادہ خرچ کرے

ثلثه وبین ایضا انه فی حال غناءه وفی حال فراغه یقدر علی الطاعات بلا مانع فاذا بدل الغنی بالفقر والفراغ بالشغل

اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ آدمی توانگری اور فرصت مین بلا موانع طاعات کر سکتا ہی اور جب توانگری کی بدلہ فقر آیا اور فرصت کی جگہہ دہندا لگا

یظهر الموانع فلا یقدر علی الطاعات بل یکون مشتغلا بامر المعاش فینبغی له ان یغتنم غناه وفراغه فی تحصیل الاعمال

تو پہر موانع پیدا ہوجاتے ہین پہر طاعات کی قدرت کہان بلکہ اپنی معاش کی فکر مین لگا رہتا ہے سو لایق یہہ ہی کہ توانگری اور فرصت کو صالح اعمال کی لئی غنیمت سمجہے

الصالحات لان الغنی یعقبه الفقر والفراغ یعقبه الشغل وبین ایضا انه فی حال حیوته یقدر علی العمل فاذا مات

اسلئے کہ غنا کے پیچہے فقر اور فرصت کی پیچہے دہندا لگا ہوا ہے اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ آدمی اپنی زندگے مین عمل کر سکتا ہی اور جب موا

ینقطع عن العمل فینبغی له ان یغتنم حیاته ولا یضیع عمره فیما لا یعنیه فان کل نفس من انفاس العمر جوهرة نفیسة لا

تو عمل تمام ہوئے پس لازم یہہ ہی کہ اپنی زندگی کو غنیمت جانکر نکمے باتون مین عمر نکہوئی کیونکہ عمر کا ایک ایک دم ایک نفیس بیبہا جوہر ہے

قیمة لها اذ یمکن ان یشتری بها کنز من کنوز الجنة التی لا یتناهی نعیمها ابد الاباد فاضاعة تلك الانفاس واشتراء ما

اسلئے کہ اسکے بدلہ ایک خزانہ جنت کی خزانون مین سی ہاتہہ آسکتا ہی جسکی نعمتین کبہی تمام نہوںگے پہر ایسی انفاس کو ضایع کہونا اور ایسی چیز کا خریدنا

بما ما یکون سببا هلاکه باتباع هواه غایة الخسران ونهایة الخذلان فان من یتبع هواه یفعل ما یضره او یهلکه
کہ ہوا ہوس میں پہنساکر ہلاک کرڈالے بڑا ہی زیان اور نہایت نقصان ہی سوجو شخص ہوا ہوس میں لگا ہوا ہی تو وہ ہی کام کرتا ہی جسمین
حالا او مآلا وهو لا یشعر او یشعر لکن لخفة عقله یرجح اللذة الحاضرة التی لا بقاء لها علی العقوبات الاخرویة
حال اور مآل کا ضرر اور تباہی ہو پہر وہ بیخبر ہی یا جانتا ہی پر بیوقوفی سے حال کی نا پائدار لذت کو اخروی عقوبات سے جسکی
التی لا نهایة لها و بظن لعمی بصیرته وتناهی حماقته انه ظفر بشیء من اللذائذ ولا یعلم ذلک لاحمق انه
کچہہ انتہا نہیں ہے بہتر سمجہتا ہی اور اندہا ہوکر کمال بیوقوفی سے خیال کرتا ہی کہ کچہہ عیش اوڑایا اور احمق یہہ نہیں سمجہتا کہ دنیا سے
یخرج من الدنیا ویری انه لم یظفر بشیء من اللذائذ اصلا لا من لذائذ الدنیا لانها عنه تزول ولا من لذائذ
ابہی نکلکر دیکہہ لیگا کہ کچہہ بہی عیش نکیا نہ تو دنیا کی عیش و لذت کیونکہ سب ہو چکینگی اور نہ
الاخرة اذ لیس له الیها الوصول فیبقی فی حسرة وندامة حین لا ینفعه الندم وقد روی انه علیه السلام قال
آخرت کی عیش کی لذت کیونکہ وہ کہان ہاتہہ آسکتے ہین پہر حسرت اور ندامت میں ہوگی اوسوقت ندامت سے کچہہ فائدہ نہوگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
ما من احد یموت الا ندم قالوا وما ندامته یا رسول الله قال ان کان محسنا ندم ان لا یکون ازداد وان کان
جب کوئی مرتا ہی سو نادم ہوتا ہی عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیون ہوتی ہی فرمایا اگر نیکوکار ہوتا ہی تو یہہ ندامت ہوتی ہی کہ عمل زیادہ کیون کئی اور اگر
مسیئا ندم ان لا یکون نزع فیا ایها العاقل لا تضیع عمرک فی الغفلة واجتهد فی تحصیل متعة الاخرة قبل
بدکار ہوتا ہی تو یہہ ندامت کیون نہ باز آیا سو دانا ہوکر اپنے عمر غفلت مین کیون کہوتا ہے آخرت کی سامان حاصل کرنے مین کوشش اس سے پہلے کر
ان یجیء یوم لا تقدر علی تحصیلها فی ذلک الیوم فانک عن قریب تعاین ذلک الیوم فتندم علی
کہ ایسا دن آجاوے کہ اوس روز تو ہرگز حاصل نہ کرسکے بیشک تو اوس دن کو جلد دیکہہ لیگا پہر تو گذشتہ عمر پر
ما فات من عمرک فی غیر طاعة ربک ولا ینفعک الندم فان العبد اذا کان فی شغل من اشغال الدنیا و
بدون عبادت پروردگار کی نادم ہوگا اور ندامت سے کچہہ فائدہ نہوگا کیونکہ آدمی جب تک دنیا کے کاروبار مین لگا رہتا ہے
کان شغله یمنعه من العمل احال ذلک العمل علی فراغه وقال اذا فرغت عملت فذلک من حماقته من
اور وہ شغل اوسکو عمل نیک سے باز رکہتا ہی تو اوس عمل نیک کو فرصت کی وقت پہ ٹال رکہتا ہی کہتا ہے فرصت ملیگی تو کرونگا سو یہہ صرف بیوقوفی ہی
وجهین احدهما ایثار الدنیا علی الاخرة ولیس هذا من شان العاقل وقد قال الله تعالی بل تؤثرون
دو وجہ سے ایک تو دنیا کو آخرت پر پسند کرنا اور یہہ عاقل کا کام نہیں ہے اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی بلکہ تم پسند
الحیوة الدنیا والاخرة خیر وابقی والثانی تسویفه العمل الی وان فراغه فانه قد لا یجد مهلة بل یختطفه
رکہتی ہو دنیا کا جینا اور پچہلا گہر بہتر ہے اور رہنی والا اور دوسری وجہ عمل کو فرصت کی وقت پر ڈال رکہنا کیونکہ بعضے دفعہ مہلت نہیں ملتی بلکہ
الموت قبل فراغه او یزداد شغله لان اشغال الدنیا یستلزم بعضها بعضا فیبقی بلا زاد لیوم المعاد فالواجب
موت فرصت کی وقت سے پہلے آپکڑتے ہی یا وہ دنیا کا دہندہا بڑہتا چلا جاتا ہی کیونکہ دنیا کی کام کا سلسلہ ایک سے ایک لگا ہوا ہی پہر آخرت کے توشہ سے خالی رہجاتا ہی
علی العبد ان یبادر الی الاعمال الصالحات علی ای حال کان قبل وصول الموت وحصول الفوت لقوله
سو آدمی پر یہہ واجب ہے کہ جلدی سے اعمال صالح کو کسے حال مین ہو موت سے پہلے اور فوت سے پیشتر اختیار کری اس آیت کے
تعالی سارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السموات والارض اعدت للمتقین فان من تعلق قلبه
مطابق اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہیلاو ہی آسمان اور زمین تیار ہوی ہی واسطی پرہیزگارونکی بیشک جسکا دل
بالدنیا واخذ منها القدر الزائد علی حاجته من الطعام والشراب واللباس یکون مضرة علیه الا ان یستعین
دنیا پر لگا ہوا ہی اور دنیا مین سے کچہہ مقدار حاجت سے زیادہ کہانا اور پینا اور پوشاک حاصل کرتا ہی تو اوسکی حق مین مضر ہی ہان اگر اوس سے طاعت الٰہی مین

على طاعة الله تعالى لان كل ما احبه الانسان وظفر به لابد ان يفارقه فان كان احبه لغير الله يعذب به
اسلئے کہ آدمی جس چیز کو محبت کی راہ سے پیدا کرتا ہی تو بالضرور اوس سے جدا ہو ویگا پھر اگر اوسکی محبت واسطے غیر اللہ کے تھی تو اوسکی جدائی
بفواته ان يحصل له من الالم قدر ما تعلق به قلبه ولهذا قال بعض السلف من احب الدنيا فليوطن نفسه على
سے دل دکھیگا اور اتنا ہی الم پیدا ہو ویگا جسقدر اوس سے دل متعلق تھا اسی لئے بعض متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص دنیا کی محبت کرے تو چاہیے کہ اپنی جان کو
تحمل المصائب فان لمحبها لا ينفك عن ثلث مصائب هم لازم وتعب دائم وحسرة لا تنقضي فلو لم يكن لمحبها
مصیبت کا گھر بنالے کیونکہ دنیا کے محبت تین مصیبت سے خالی نہیں ہوتی فکر دائمی اور رنج ہمیشہ کا اور ارمان بے انتہا اور اگر دنیا دار کو ترت کوئی
العذاب العاجل لا هذا لكفى له مصيبة فكيف اذا حيل بينه وبين محبوباته ولذاته كلها بالموت وصار
عذاب سوا اسکے نہو تو یہہ مصیبت بھی اوسکی لئے کفایت کرتی ہی پھر تو کیا حال ہوگا جب موت اوس میں اور اوسکی محبوبات اور لذات کی بیچ میں آجاوے اور اوسی کے
معذبا بنفس ما كان متلذذا به على قدر لذته التي شغلته عن سعيه في طلب زاده ليوم معاده اذ لو كان
عذاب میں رہ جاوے جس سے مزے اور مزا آتا تھا موافق اوس لذت کے جسکے مارے قیامت کی زاد راہ کی کچھہ سعی نکی اسلئے اگر کسیکی
لاحد الف محبوب ينزل به عند الموت في وقت واحد الف مصيبة لانه كان يحب جميعها ويسلب
ہزار محبوب ہوں تو موت کے وقت ہی اوسپر ہزار مصیبت ایکبارگی پڑ جاتے ہین اسلئے کہ اسکو سب سے محبت تھی اور وہ سب کی سب
عنه في لحظة واحدة كلها ويبقى في حسرة وندامة بعد موته وهذا اول ما يلقاه عقيب موته من الالم فضلا
ایک دم بھر میں جاتی رہتی ہین اور مرتے ہی حسرت اور ندامت میں رہ جاتا ہے اور یہہ تو پہلا الم ہے جو مرتے ہی پیش آوے گا
عما اعده الله تعالى للذين استحبوا الحيوة الدنيا ورضوا بها من عذاب الاخرة والحاصل ان من احب
اوسکو تو کیا کہیے جو اللہ نے انکے لئے جو دنیا کو محبت سے آخرت کی عذاب پر پسند کر رکھتی ہین آخرت کا عذاب تیار کر رکھا ہی اور حاصل یہہ ہے کہ جو شخص
شيا سوى الله تعالى ولم يكن محبته له لله تعالى ولا لكونه معينا على طاعة الله تعالى يحصل له به
سوائے اللہ تعالی کے اور چیز کی محبت پیدا کرلی اور وہ محبت نہ خدا کے واسطے ہو اور نہ طاعت الہی پر مددگار ہو تو اوسکے حق میں
الضرر سواء ظفر به او لم يظفر فانه ان لم يظفر به يعيش بغصته ولا يستريح من التعب وان ظفر به يكون
مضر ہی برابر ہے کہ وہ شی اوسکو حاصل ہو یا نہو کیونکہ اگر نہ حاصل ہوئی تو اوسکے غم میں لگا رہتا ہی رنج سے آرام نہیں پاتا اور اگر حاصل ہوئی تو وہ الم
ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد فواته اضعاف اضعاف ما حصل له من اللذة
کہ حصول سے پہلے دیکھا وہ کا وہ اور اوسپر فوت ہونے کے بعد چند در چند اوس لذت سے زیادہ دل کے حسرت
ولو نال العبد كل حظ من حظوظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع في تحصيل
اور اگر آدمی کو دنیا کے تمام عیش اور آرام اور ساری لذتیں عمر بھر حاصل رہیں اور اوسنے آخرت کی سعادت میں
السعادة في الاخرة يصير عند الموت كانه لم يظفر بشيء من حظوظها ولذاتها وتعود تلك الحظوظ
کچھہ سعی نکی تو وہ مرتے ہی ایسا ہوگا کہ دنیا میں کچھہ بھی مزا اور آرام نہ پایا اور وہی عیش اور آرام
واللذاة عذابا له ويصير معذبا بنفس ما كان منعما به من جهتين من جهة فوته مع شدة تعلق
اوسکے حق میں عذاب ہو جاوینگی اور وہ ہی عیش کی چیزیں دو وجہ سے عذاب کا سبب بنجاوینگے ایک تو اونکا چھوٹنا اور
قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو له انفع وادوم فالمحبوب الحاصل يفوت عنه والمحبوب الاعظم
دل اونمیں لگا ہوا ہوگا دوسرے حاصل نہونا جو اوسکے لئے ہمیشہ کو مفید ہوتا اب حال کا محبوب تو ہاتھہ سے جاتا رہیگا اور محبوب اعظم
لا يحصل له وهذا اول ما يلحقه من العذاب قبل عذاب النار اذ قد قال العلماء ليس الموت بعدم محض
اوسکو میسر نہوگا اور یہہ تو وہ عذاب ہی جو دوزخ کے عذاب سے پہلے اوسپر گذریگا اسواسطے کہ علما کہتے ہین کہ موت عدم محض

ولا فناء

ولا فناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقته عنه وتبدل من حال الى حال وانتقال من

اور نری فنا ہی نہیں ہی بلکہ موت کیا ہی روح کا علاقہ بدن سی چھوٹ جانا اور بدن سی الگ ہونا اور ایک حال سی دوسرا حال بدل جانا اور ایک جگہ سی

دار الى دار وهو اعظم المصائب وقد سماه الله تعالى مصيبة حيث قال فاصابتكم مصيبة الموت

دوسری جگہ نقل کرنا اور یہہ بڑی مصیبت ہی اور بیشک اللہ تعالی نی موت کا نام مصیبت رکہا ہی چنانچہ فرمایا ہے پہر پہنچے تم پر مصیبت موت کی

فالموت هو المصيبة العظمى واعظم منه الغفلة عنه وعدم ذكره وقلة التفكر فيه وترك العمل له واتباع

سو موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اوس سی بڑہ کر غافل رہنا کہ نہ اوسکو یاد رکہی اور نہ اوسکا کچھہ فکر کری اور نہ اوسکی لئی کچھہ عمل کرے اور

الهوى فان اتباع الهوى سم من سموم الدين يفضى الى الهلاك يوم الدين مع ان المؤمن بنفس الايمان

ہوا ہوس میں پڑا رہی بیشک ہوا ہوس کی اطاعت دین کی حق میں ایسا زہر ہے کہ قیامت کی روز ہلاک کروا دیگا باوجودیکہ مومن صرف بواسطہ ایمان کے

قد عاهد الله تعالى ان لا يعصيه وذلك لان الايمان قبول والتزام فمن يقول لا اله الا الله يصير كانه

اللہ تعالی سی یہہ عہد کر لیتا ہی کہ نافرمانی نکرونگا اور یہہ اسلئی کہ ایمان قبول اور مان لینے کو کہتے ہیں پہر جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے گویا وہ یہہ کہتا ہی

يقول اني علمت واعتقدت انه تعالى واحد في ذاته وصفاته وافعاله ولا يظهر في العالم شئ الا

کہ میں نی یقین کیا اور اعتقاد لایا کہ اللہ تعالی اپنی ذات اور صفات اور افعال میں یگانہ ہی اور عالم میں کوئی شئ اوسکی علم اور ارادہ اور

بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو واني التزمت عبادته ولا اعبد الا اياه فبعد هذه

پیدایش کی بدون ظاہر نہیں ہو سکتی اور کوئی سوا اوسکی مستحق بندگی کا نہیں اور میں نے اوسکی بندگی اپنی ذمہ لی اور اوسکی سوا کسیکی عبادت نکرونگا ایسے

المعاهدة يحرم عليه ان يعصيه في شئ من اوامره ونواهيه حتى اذا دعته نفسه الى نقض عهد مولاه

عہد کے بعد اوسکو نافرمانی کرنے حرام ہے کوئی بات ہو حکم یا ممانعت یہانتک کہ اگر اوسکا جی میں مولی کی عہد توڑنے کا خیال آوی

يلزمه ان يقول لها كما قال يوسف النبي عليه السلام لامراة العزيز حين دعته الى نفسها معاذ الله

تو اوسکو لازم ہے کہ جی میں یہہ کہے جیسے یوسف نبی علیہ السلام نے عزیز کی جورو سے کہا تہا جب اوسنی اپنی طرف طلب کیا خدا کی پناہ

انه ربي احسن مثواي انه لا يفلح الظالمون فان من اشتد ميل نفسه الى ما يشتهيه وتركه مع قدرته عليه

وہ عزیز مالک ہے میرا اچھی طرح رکہا ہی مجھکو البتہ بھلا نہیں پاتی جو لوگ بے انصاف ہیں بیشک جسکا دل شہوت پر ٹوٹ پڑی اور شہوت کو قدرت ہوتی ہوئے

في موضع لا يطلع عليه الا الله تعالى يكون دليلا على صحة معاهدته مع ربه في ايمانه فان المؤمن اذا علم

ایسے مقام میں کہ سوا اللہ تعالی کی کوئی مطلع نہو سکے ترک کرے تو یہہ دلیل ہے کہ اسنے اپنی ایمانی عہد کو رب کے ساتھہ پورا کیا بیشک مومن جب یہہ سمجھتا ہے

ان رضى مولاه في ترك هواه يقدم رضى مولاه على هواه ويكون لذته وصفاه فيما يرضى مولاه وان كان مخالفا

کہ مولی کے خوشی ہوا ہوس کے ترک میں ہی تو اپنی مولی کی خوشی اپنے خواہش پر مقدم رکہتا ہی اور اوسکی لذت اور صفا مولی کی رضامندی میں ہوتی ہی اگرچہ خواہش کے مخالف

لهواه ويكون المه وجفاه فيما لا يرضى مولاه وان كان موافقا لهواه بل يكون لذته في ترك شهواته لله تعالى

اور اوسکا الم اور جفا مولی کی ناخوشی میں ہوتا ہی اگرچہ خواہش کے موافق ہو بلکہ اوسکو ترک شہوات میں لذت اس سی زیادہ ہوتی ہی کہ اس لذت کو

اعظم من لذته في تناولها بل يكون كراهته تناولها عنده في خلوته اشد من كراهته لالم الضرب و

حاصل کرے بلکہ اوسپر لذت کی بیزاری میں خلوت میں مار اور قید کے الم سے زیادہ ہوتی ہے

الحبس الا ترى ان يوسف النبي عليه السلام حين قالت امراة العزيز في حقه وان لم يفعل ما آمره ليسجنن

کیا معلوم نہیں کہ یوسف نبی علیہ السلام کے لئے جب زلیخا عزیز کی بیوی سنے یہہ کہا اور اگر نکریگا جو اوسکو میں کہتی ہوں البتہ قید پڑیگا

وليكونن من الصاغرين كيف قال رب السجن احب الي مما يدعونني اليه فان امراة العزيز لما كان قلبها

اور ہوگا بے عزت تو یوسف علیہ السلام نی کیسے یہہ ہی کہا ای رب مجھکو قید پسند ہی اس بات سی جسطرف مجھکو بلاتیاں ہیں کیونکہ زلیخا عزیز کی بیوی کا دل

خاليا عن الايمان مالت الى السوء والفحشاء مع كونها ذات زوج ويوسف النبي عليه السلام لما كان

چونکہ ایمان سے خالی تہا تو بدی اور فحش بات کی طرف جہکی باوجودیکہ شوہرگن تہی اور یوسف نبی علیہ السلام کے

قلبه غالبا بالايمان اعرض عما ارادت منه مع كونه شابا عزبا فان من يعمل بمقتضى الايمان يكون له

دل پر چونکہ ایمان غالب تہا تو اوسکا کہا نمانا باوجودیکہ جوان اور مجرد تہے بیشک جو شخص ایمان کی مطابق عمل کرتا ہے تو اوسکو

قوة الصبر عما يميل اليه نفسه اذا كان فيه سخط الله تعالى ويتقيد بمحاسبة نفسه ليكون الحساب عليه

نفس کی آرزو پر اگر اوسمین غصہ خدا کا ہوتا ہے تو صبر کرنا آتا ہے اور اپنی ذات کے حساب مین لگا رہتا ہی تاکہ کل کو اوسپر حساب

اهون غدا وطريق المحاسبة ان ينظر في احواله هل اليه من حقوق الله تعالى وحقوق الناس شئ

آسان ہوجاوے اور طریق حساب لینی کا یہہ ہی کہ اپنی حال کو دیکہتا رہی کہ اوسپر کوئی حق الله تعالی یا حقوق عباد مین سے کچہہ باقی ہے

ام لا فيتدارك ما فاته من فرايض الله تعالى فيقضيها ويرد المظالم حبة حبة ويستحل كل من تعرض له

یا نہین پہر اگر فرایض الہی سے کچہہ قضا ہوا ہو تو اوسکو اوسکے عوض کر دے اور رد دانہ دانہ دعوی کا ہلاکر دیوی اور جسکو

بيده ولسانه ويطيب قلوبهم بالاحسان اليهم حتى اذا مات لا يبقى عليه فريضة ولا مظلمة و

ہاتہہ یا زبان سے ستایا ہو تو معاف کرالی اور احسان کرکر اونکا دل خوش کردی آخر جب مری تو اوسپر کوئی فریضہ اور دعوی باقی نہو اور

يدخل الجنة بغير حساب لانه ان مات قبل رد المظالم يحيط به خصماؤه ويتشبثون فيه مخالبهم فهذا

بے حساب و کتاب بہشت مین چلا جاوی کیونکہ اگر حقوق ادا کئے بغیر مرگیا تو اوسکے مدعی گہیر کر نوچینگے یہہ

يقول ضربتني وهذا يقول شتمتني وهذا يقول استخدمني وهذا يقول اخذت مالي وهذا يقول وجدتني

کہیگا تونی مجہکو مارا تہا وہ کہیگا مجہکو گالی دی تہی کوئی کہیگا مجہسے کام لیا تہا کوئی کہیگا میرا مال چہین لیا تہا کوئی کہیگا تونے مجہکو

مظلوما وكنت قادرا على دفع الظلم فما دفعت عني الظلم وهذا يقول رايتني على منكر فما نهيتني

مظلوم پایا اور تجہکو یہہ قدرت تہی کہ ظلم سے بچا دیتا پر تونی مجہکو نہ بچایا اور کوئی کہیگا تونے مجہکو گناہ مین مبتلا دیکہا اور مجہکو منع نکیا

عنه فبينما هو كذلك مبهوت متحير من كثرة الخصماء وقد ضعف عن مقاومتهم ومد عنق الرجا الى

اب وہ اس حال مین مدعیون کی کثرت سے بحواس اور حیران ہوکر اونکی جواب دینے اور مقابلہ سے تنگ کر

المولى الغفار لعله ينجيه من ايديهم اذ يقرع سمعه نداء الجبار اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم

مولی غفار کی طرف امیدوار ہوویگا شاید کہ انکے ہاتہہ سے بچالیوی ناگاہ اوسکی کانمین آواز آویگی آج بدلا پاویگا ہر جی جیسا کمایا ظلم نہین

اليوم فعند ذلك ينخلع قلبه ويوقن بهلاك نفسه فتفكر ايها الغافل ما انزل الله تعالى في كتابه

آج اب اوسکا دل چہوٹ جاویگا اور یقین کریگا کہ مرلیا اب سوچ تو او غافل الله تعالی نے اپنی کتاب مین کیا نازل کیا ہے

حيث قال ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون ولا تتبع وسوسة الشيطان لانه عدو

جہان فرمایا ہی اور مت خیال کر کہ الله بے خبر ہے ان کاموں سی جو کرتے ہین بے انصاف اور شیطان کی وسوسہ کی پیروی مت کر کیونکہ شیطان تو بنی آدم کا

لبني ادم يريد اضلالهم ليجرهم مع نفسه الى النار فيجب على المومن ان يدفع وسوسته ويتخذه

دشمن ہے راہ سے بہلاتا ہے تاکہ اپنے ساتہہ دوزخ مین کہیچ لیجاوی اب مومن پر واجب ہی کہ اوسکا خیال دور کرے اور اوسکو دشمن سمجہے

عدوا كما قال الله تعالى ان الشيطان لكم عدو فاتخذوه عدوا وذكر الفقيه ابو الليث في التنبيه

چنانچہ الله تعالی فرماتا ہی تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم سمجہہ رکہو اوسکو دشمن اور فقیہ ابو اللیث نے تنبیہ مین کہا ہے

ان لك اربعة من الاعداء يحتاج ان تجاهد مع كل واحد منهم احدهم الدنيا وهي غدارة مكارة

کہ تیرے چار دشمن ہین اون مین سے ہر ایک کے ساتہہ لڑنا ضرور ہی ایک تو دنیا کہ عہد شکن اور فریب باز ہے

فالدنيا

فلذلك قال الله تعالی فلا تغرنکم الحیوة الدنیا والثانی نفسك وهی شر الاعداء لما روی عن ابن عباس انه علیه السلام

اسیهی لئی اسد تعالی فرماتا ہی سو تمکو نہ بہکاوی دنیا کا جینا اور دوسرا دشمن تیرا نفس ہی یہہ سب سی بدتر ہی موافق روایت ابن عباس کی کہ نبی علیه السلام

قال اعدی عدوك نفسك التی بین جنبیك وقد اخبر الله تعالی انها بذاتها امارة بالسوء حیث قال ان

نی فرمایا سب سی بڑا دشمن تیرا نفس ہی جو تیری دونو پہلو مین ہی اور بیشک اللہ تعالی خبر دیتا ہی کہ نفس خود بخود برائی کی بات بتاتا ہی جہان فرمایا ہی بیشک

النفس لامارة بالسوء والامر بالسوء دابها وعادتها لانها خلقت ظالمة جاهلة والعلم والعدل طارئ علیها

جی تو سکھاتا ہی برائی اور برائی کا حکم دینا اوسکا طریق اور عادت ہی اسلئی کہ اصل مین بیراہ اور جاہل پیدا ہوئی ہی اور علم اور عدل عارضی ہوتا ہی

وان لم یدرکها رحمة الله تعالی وفضله تبقی علی جهلها وظلمها وتکون من حزب الشیطان وتجر من اطاعها

اور اگر اوسپر اللہ کی رحمت اور فضل نہووی تو جاہل کا جاہل اور ظالم کا ظالم ہی رہی اور شیطان کی جماعت مین بھرتی ہو اور اپنی فرمان بردار کو

الی العصیان ومخالفة الرحمن لانها تجری بطبعها فی میدان المخالفة والعبد بجهده یمنعها عن سوء المطالبة

گناہون مین اور رحمان کی مخالفت پر لگادیوی کیونکہ نفس بالطبع مخالفت کی میدان مین چلتا ہی اور آدمی اوسکو روک کر مواخذہ کی خوف سی منع کرتا ہی

فمن اطلق عنانها فهو شریکها فی فسادها والثالث شیطان الجن فاستعذ بالله تعالی منه والرابع شیطان

پہر جسنی اوسکی باگ ڈہیلی چہوردی تو فساد مین اوسکا شریک ہی اور تیسرا دشمن شیطان جنی ہی سو اوس سی خدا کی پناہ مانگتا رہ اور چوتہا دشمن

الانس فاحذره فانه اشد علیك من شیطان الجن لان شیطان الجن یکون اغواءه بالوسوسة واما شیطان

شیطان انسی ہی سو اس سی بچنا بہہ شیطان جنی سی ہی تیری لئی سخت تر ہی اسلئی کہ جنی شیطان کا تو اغوا صرف خیالات سی ہوتا ہی اور انسی شیطان

الانس فهو رفیقك السوء یکون اغواؤه بالمعاینة والمواجهة لا یزال یطلب علیك وجها یزیلك عما کنت علیه

تیرا رفیق بد ہوتا ہی اسکا اغوا ظاہر کہلم کہلا آمنا سامنی ہوتا ہی ہر دم یہی تالاش رکہتا ہی کہ کسیطرح تجھکو تیری وضع سی ڈگادی

کما قال بعض السلف انك تستعیذ بالله من الشیطان الرجیم فینصرف واما شیطان الانس فلا یبرح حتی یوقعك فی

چنانچہ بعضی متقدمین کا قول ہی کہ جب تو شیطان رجیم سی اللہ کی پناہ لیتا ہی تو وہ ٹلجاتا ہی اور رہا شیطان انسی سو معصیت مین ڈالی بغیر کبہی نہین ٹلتا

المعصیة ولهذا قال النبی علیه السلام لا تصحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامك الا تقی فانه علیه السلام حذر فی هذا

اسیهی لئی نبی علیه السلام نی فرمایا سوای مؤمن کی کسیکی پاس مت بیٹھ اور تیرا کہانا سوای پرہیزگار کی کوئی اور نہ کہانی پائی بیشک نبی علیه السلام نی اس حدیث مین

الحدیث عن مصاحبة من لیس بتقی وعن مخالطته لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة فی القلب فیلزم

بدکار کی ہمنشینی اور ملنی جلنی سی اسلئی ڈرایا ہی کہ ہمنشینی اور ملنی سی دلمین الفت اور محبت پیدا ہوجاتی ہی پہر ضرور ہی کہ موافق

ان یکون کما قال النبی علیه السلام یحشر المرء علی دین خلیله فلینظر احدکم من یخالل وقد قال الله تعالی الاخلاء

ارشاد نبی علیه السلام کی آدمی اپنی دوست کی دین پر اوٹہی اب ہر ایک کو غور کرنا چاہی کیسی سی دوستی کرتا ہی اور اللہ تعالی فرما چکا ہی جتنی دوست ہین

یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقین فان کل واحد من الاخلاء غیر المتقین یقول یوم القیمة یا ویلتی لیتنی لم

اوسدن دشمن ہونگی مگر جو ہین ڈروالی بیشک جو دوست پرہیزگار نہین ہین وہ قیامت کی روز یہہ کہینگی ای خرابی میری کہین نہ

اتخذ فلانا خلیلا لیت بینی وبینك بعد المشرقین فخلیل الانسان ومحبه من یسعی فی عمارة اخرته وان کان فیه

پکڑی ہوتی مینی فلانی کی دوستی کسیطرح مجھ مین اور تجھ مین فرق ہو مشرق مغرب کا سو انسان کا دوست اور محب وہ ہی ہی کہ آخرت کی بھلائی مین سعی کری اگرچہ اوسمین

ضر لدنیاه وعدوه من یسعی فی خسارة اخرته وان کان فیه نفع لدنیاه فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان لا یتخذ

دنیا کا ضرر ہو جاوی اور دشمن وہ ہی جو آخرت کو خراب کری اگرچہ اوسمین دنیا کا فائدہ ہو اس بیان کی مطابق مؤمن کو لازم ہی کہ دوستی ایسی ہی کری

خلیلا الا من یثق بدینه وامانته ویعرف صلاحه وتقواه لان المرء یکون یوم القیمة مع من احب لما روی انه علیه السلام

جسکی دین اور امانت پر اعتقاد ہو اور نیکی صلاحیت اور تقوی معلوم ہو اسلئی کہ آدمی قیامت کی روز محبوب کی ساتھ ہووبگا اس روایت کی موافق

قال المرء مع من احب قال الحسن البصري لا يغرنكم ظاهر قوله عليه السلام المرء مع من احب فانكم لم تلحقوا

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا آدمی ساتھ محبوب کے ہوویگا حسن بصری کہتے ہیں اس حدیث کے ظاہر معنوں پر نہ بہولنا کہ آدمی ساتھ محبوب کے ہوویگا بیشک تم بدون اعمال کے

الابرار الا باعمالكم فان اليهود والنصرى يحبون انبياءهم ولا يكونون معهم يوم القيمة وهذا القول منه

ابرار سے نہیں مل سکتے کیونکہ یہود اور نصاری اپنے انبیاء کو محبوب رکہتے ہیں اور قیامت کے دن اونکے ساتھ نہونگے اونکے اس بات میں یہہ

يشير الى ان مجرد المحبة من غير الموافقة في العمل لا ينفع فان تعظيم الانبياء والعلماء والصلحاء ومحبتهم انما

اشارہ ہے کہ نری محبت بدون موافقت اعمال کے مفید نہیں ہے کیونکہ انبیاء اور علماء اور صلحاء کی تعظیم اور محبت تو جب ہوتی ہے

يكون باتباعهم فيما دعوا اليه من العلم النافع والعمل الصالح واقتفاء اثارهم وسلوك طريقتهم لان من اتبعهم

کہ اونکی اطاعت کرے جدہر وہ بلاتے ہیں یعنی طرف علم نافع اور عمل صالح کی اور اونکی پیروی کرے اور اونکا سا طریق اختیار کرے اسلئے کہ جو شخص

اقتفى اثارهم فيكون سببا لتكثير اجورهم بمقتضى قوله عليه السلام من دعى الى هدى كان له من الاجر مثل اجور

اونکی اطاعت اور پیروی کریگا تو باعث اونکی زیادتی ثواب کا موافق ارشاد علیہ السلام کے جو شخص ہدایت کرے تو اوسکو برابر ہدایت ہونے والونکے ثواب ہوویگا

من تبعه لا ينقص ذلك من اجورهم شيئا واما من لم يتبعهم ولم يقتف اثارهم بل خالفهم في العمل واشتغل بتقبيل

اور اونکے ثواب میں سے کچھ کم نہوویگا اور جسنے اطاعت نکی اور نہ اونکی پیروی کی بلکہ عمل میں تو اونسے مخالف اور اونکے ہاتھ پانو چومتا

ايديهم وتقليب نعالهم والتملق بين ايديهم والقيام عند رؤيتهم فليس ذلك من التعظيم والمحبة لانه جعلهم

اور جوتیاں سیدہی کرتا اور سامنے خوشامد اور دیکہہ کی تعظیم کیلئے کہڑا ہوتا رہا تو یہہ کچہہ تعظیم اور محبت نہیں ہے کیونکہ اپنے ساتھہ

مع نفسه محروما من الاجر فاي تعظيم ومحبة في ذلك المجلس الثالث والستون في بيان محاسبة

اونکو بہی ثواب سے محروم رکہا پہر اسمیں کیا تعظیم اور محبت ہوئی ترسیٹہویں مجلس بندہ کی محاسبہ کی بیان میں

العبد يوم القيمة والمناقشة في الحساب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تزول

قیامت کے دن اور حساب کی مناقشہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہل سکتے دونو

قدما عبد يوم القيمة حتى يسئل عن اربع خصال عن عمره فيما افناه وعن جسده فيما ابلاه وعن

پانو کسی آدمی کے قیامت کے روز جب تک پوچہا جاوے چار چیز کو اپنی عمر سے کیونکر کہوئی اور بدن سے کیونکر پرانا کیا اور

ماله من اين اكتسبه وفيما انفقه وعن علمه ما عمل فيه هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابن

مال سے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور علم سے اوسپر کیا عمل کیا یہہ حدیث مصابیح کے حسن حدیثوں میں ہے ابن مسعود کی

مسعود والعبد المذكور فيه وان كان عاما لكونه نكرة في سياق النفي لكنه مخصوص بقوله عليه السلام

روایت سے اور عبد جو اس حدیث میں آیا ہے اگرچہ عام ہے کہ نکرہ نیچے نفی کے پڑا ہے پر بیان خاص ہے بدلیل اس حدیث کے

يدخل الجنة من امتي سبعون الفا بغير حساب فعلى هذا يكون السؤال المذكور فيه لغير هؤلاء السبعين

میری امت میں سے ستر ہزار بے حساب جنت میں جاوینگے اس حدیث کے موافق یہہ چاروں سوال سوا ان ستر ہزار کے اوروں سے ہونگے

الفا فلا بد لكل من يؤمن بالله واليوم الاخر ان يعلم انه يسئل يوم القيمة ويناقش في الحساب ويطالب

ہر ایک کو جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہے ضرور ہے کہ جان رکہے کہ قیامت کے دن سوال ہوگا اور حساب میں جہگڑا ہیلیگا اور ذرہ ذرہ

بمثاقيل الذر من الخطرات واللحظات ويتحقق انه لا ينجيه من هذه الاخطار الا لزوم محاسبة النفس

سے خطرہ اور نگاہ کا مواخذہ ہوویگا اور ثابت ہے کہ ان خطرات سے بدون لازم کرنے حساب نفس کے نجات نہیں ہوسکتی

في تجارتها للاخرة ومطالبتها في انفاسها وساعاتها وحركاتها وسكناتها فان من حاسب نفسه قبل ان

اوسکی تجارت کا حساب آخرت کے واسطے اور اوسکا مطالبہ حرکات اور سکنات میں دم دم اور گہڑی گہڑی کا بیشک جسنے حساب دینے سے پہلے اپنا حساب

یحاسب

يحاسب يخف عليه يوم القيمة حسابه ويحضره عند السؤال جوابه ويحسن منقلبه ومآبه ومن لم
درست کیا تو اوسپر روز قیامت کو حساب دینا سہل ہوویگا اور سوال ہوتی ہی دلیلین جواب پیدا ہوجاویگا اور اوسکا مآل اور انجام نیک ہوویگا اور جسنی حساب

يحاسبها يدوم حسراته ويطول فى عرصات القيمة وقفاته ويعود الى الخزى والمقت سياته فاذن
درست نکیا تو ہمیشہ کو ارمان رہیگا اور مدت دراز تک قیامت کی میدان مین کہڑا رہیگا اور اوسکی تمام گناہون کا انجام رسوائی اور ہلاکت ہی سو اب

لابد للمؤمن ان لا يغفل فى تجارته لآخرته عن مراقبة نفسه فى حركاتها وسكناتها ولحظاتها وخطراتها
مؤمن کو ضرور ہی کہ آخرت کی تجارت مین اپنی نفس کی نگہبانی سی غفلت نکری اوسکی حرکات اور سکنات اور لحاظات اور خطرات کو دیکہتا رہی

لان هذه التجارة ربحها الفردوس الاعلى وبلوغ سدرة المنتهى مع النبيين والصديقين والشهداء فتدقيق
کیونکہ اس تجارت کا فائدہ فردوس اعلی اور مقام سدرۃ المنتہی انبیاء اور صدیقین اور شہداء کی ساتہ ہی سو اس تجارت کی

الحساب فى هذه التجارة اهم من تدقيقه فى تجارة الدنيا لان ارباح تجارة الدنيا بالقياس الى النعيم المقيم فى
حساب کی صفائی بہ نسبت دنیا کی تجارت کی بہت ضرور ہی اسلئی کہ دنیا کی تجارت کا فائدہ بہ نسبت دائمی نعمتون اخروی کی کمتر ناپائدار ہی

العقبى قليلة سريعة الزوال ولا خير فى خير لا يدوم بل شر لا يدوم خير من خير لا يدوم لان الشر الذى لا يدوم اذا
اور عیش ناپائدار مین کچہ خوبی نہین ہی بلکہ تکلیف ناپائدار عیش ناپائدار سی بہتر ہی اسلئی کہ تکلیف ناپائدار جب ہوچکی

زال يبقى الفرح دائما والخير الذى لا يدوم اذا زال يبقى الاسف دائما فعلى هذا ينبغى للمؤمن اذا اصبح وفرغ
تو پہر دائمی فرحت رہیگی اور عیش ناپائدار جب ہوچکا تو ہمیشہ کو افسوس باقی رہیگا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ صبح ہوتی ہی

من فريضة الصبح ان يفرغ قلبه ساعة فيقول لنفسه يا نفس ليس لى بضاعة الا العمر فاذا فنى بفنى
فجر کی نماز سی فارغ ہوکر ایک دم اپنی دل کو خالی کرکر اپنی نفس سی یہہ کہی ای نفس میری پاس سوای عمر کی کوئی سرمایہ نہین ہی جب یہہ ہی ہوچکی تو

راس المال ويقع الياس عن التجارة وطلب الربح وهذا اليوم يوم جديد قد امهلنى الله تعالى فيه و
راس مال ہوچکا پہر تجارت اور حصول منفعت کی امید نہین ہی اور آجکا دن نیادن ہی کہ اللہ تعالی نی مجہکو اسمین مہلت عطا کی ہی اور

اخر فى اجلى ولو كان توفانى لكنت اتمنى ان يرجعنى الى الدنيا يوما واحدا حتى اعمل فيه صالحا فاحسب
اجل مین تاخیر کردی ہی اگر وفات دیدیتا تو مین آرزو کرتا رہتا کہ ایکدن کی لئی مجہکو پہر دنیا مین بہیجدی تاکہ اوسدن نیک عمل کرلون ای نفس تو یہی سمجہ لی

يا نفس انك توفيت ثم رددت الى الدنيا فاياك ثم اياك ان تضيع هذا اليوم فان كل ساعة من ساعات العمر بل
کہ مرکر پہر دنیا مین آیا ہی سو چوکس رہ پہر چوکس رہ یہہ دن ضایع نہو جاوی بیشک عمر کی ایک ایک ساعت بلکہ عمر کا

كل نفس من انفاسه جوهرة نفيسة لا بدل لها يمكن ان يشترى بها كنز من كنوز الجنة لا يتناهى نعيمها ابد
ایک ایک دم ایسا جوہر نفیس بی نظیر ہی کہ اوسکی بدلی جنت کا ایک خزانہ مول آسکتی ہی جسکی نعمتین کبہی تمام نہونگی سو ایسی انفاس کا

الاباد فانقضاء هذه الانفاس ضائعة او مصروفة الى المعاصى غاية الخسران ونهاية الخذلان فان عمر الانسان
بیکار گذرنا یا معاصی مین لگا رہنا بڑا بہے خسارہ اور نہایت بی ہمتی ہی کیونکہ انسان کی زندگی

زمان لاعماله الصالحة المقربة له الى الله تعالى والموجبة له جزيل الثواب فى يوم الحساب وهذه هى
اعمال صالحہ کی واسطی ہی جس سی اللہ تعالی کا قرب حاصل ہو اور قیامت کی دن بڑا ہی ثواب ملی اور یہہ ہی

السعادة التى ينبغى للانسان ان يسعى فى تحصيلها اذ ليس له منها الا ما سعى كما قال الله تعالى وان ليس
سعادت ہی جسکی لئی انسان کو ضرور سعی کرنی چاہئی اسواسطی کہ انسان کو وہ ہی ملیگا جو آپ کرجائیگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور یہہ

للانسان الا ما سعى فكل جزء يفوت من العمر خاليا من عمل صالح يفوت من سعادة الآخرة بقدره ولهذا
کہ آدمی کو وہی ملتا ہی جو کمایا پہر عمر کا جو دم عمل صالح سی خالی کٹتا ہی دتنی ہی سعادت اخروی گہٹتی ہی اور اسہی لئی

عظمت مراعاة السلف لانفاسهم ولحظاتهم وبادروا الی اغتنام ساعاتهم واوقاتهم ولم یضیعوا اعمارهم فی
متقدمین اپنی انفاس اور لحظہ لحظہ کی بہت ہی خبرداری کرتی تھی اور ہردم اپنی ساعات اور اوقات کو غنیمت سمجھتی تھی اور اپنی عمر کو
البطالة والتقصیر قال الحسن البصری ادرکت قوما کانوا علی ساعاتهم اشفق منکم علی دنانیرکم ودراهمکم
بیکار اور تقصیر مین نہ کہوتی تھی حسن بصری کہتی ہین مینی ایک قوم کو دیکھا ہی کہ وہ اپنی ساعات کو اس سی زیادہ سنبہالتی تہی کہ تم اپنی اشرفی و روپیہ کو سنبہالتی ہو
فان واحدا منکم کما لا یحب ان یخرج منه درهم واحد الا فیما یعود الیه نفعه وهم کذلک کانوا لا یحبون
کیونکہ جیسی تم مین سی کسی کو خوش نہین ہوتا کہ روپیہ ایسی کار مین خرچ ہو جاوی کہ کچہہ فائدہ نہو وہ لوگ ہی ایسی ہی خوش نہوتی تہی کہ اونکی عمر مین سی ایک ساعت
ان یخرج من اعمارهم ساعة الا فیما یعود الیهم نفعه فان الیوم واللیلة اربع وعشرون ساعة وقد ورد
بیفائدہ گذر جاوی بیشک دن رات چوبیس ساعت کا ہوتا ہی اور حدیث مین آیا ہی چنانچہ امام غزالی احیاء مین بیان کرتی ہین کہ
فی الخبر علی ما ذکره الامام الغزالی فی الاحیاء ان العبد یعرض علیه یوم القیمة لکل یوم ولیلة اربع وعشرون
آدمی کو قیامت کی دن ہر ہر دن رات کی چوبیس چوبیس
خزانة مصفوفة فیفتح له منها خزانة فیراها مملوة نورا من حسناته التی عملها فی تلك الساعة فیناله
خزانون کی قطار پیش آویگی پہر اوسکی لئی اونمین سی ایک خزانہ کہولیگی تو دیکہیگا کہ حسنات کی نور سی بہری جو جو اوس ساعت مین کیا تہا پہر اوسکو
من الفرح والسرور ما لو وزع علی اهل النار لادهشهم ذلك الفرح والسرور عن احساس الم النار ویفتح له
اتنا فرحت اور سرور حاصل ہوگا کہ اگر وہ دوزخیون پر تقسیم کردین تو بی حواسی سی دوزخ کی الم کا ادراک نہ کرسکین پہر اوسکی لئی اور خزانہ کہلیگا
خزانة اخری فیراها سوداء مظلمة یفوح نتنها ویغشاه ظلمتها وهی الساعة التی عصی الله تعالی فیها
اوسکو سیاہ تاریک دیکہیگا کہ بدبو پہیل رہی ہی اور اندہیرا چہا رہا ہی یہہ وہ ساعت ہوگی جسمین اللہ تعالی کی نافرمانی کی ہی
فیناله من الحزن والغم ما لو قسم علی اهل الجنة لنغص علیهم نعیمها ویفتح له خزانة اخری فیراها فارغة
پہر اوسکو اتنا غم اور ملال پیدا ہوگا کہ اگر جنتیون پر تقسیم کردین تو اونپر جنت کی تمام نعمتین بی مزہ تلخ ہو جاوین پہر ایک اور خزانہ کہلیگا اوسکو خالی پاویگا
لیس فیها ما یسره وما یسوءه وهی الساعة التی نام فیها او اشتغل بشیء من مباحات الدنیا فیتحسر علی خلوها
نہ اوسمین کچہہ خوشی ہی اور نہ کوئی غم یہہ وہ ساعت ہوگی جسمین سو رہا یا دنیا کی کسی مباح چیز مین مشغول ہوگیا پہر اسکی خالی ہونی پر
ویناله من الالم ما ینال من قدر علی الربح الکثیر والملك الکبیر واهمله وتساهل فیه حتی فاته وهکذا یعرض
اتنا ارمان کرکر الم اوٹہاویگا جیسی کسیکو بڑی ہی فائدہ اور بڑا ملک ہاتہہ آسکتا تہا مگر اوسنی سستی اور دیر کی کہ وہ ہاتہہ سی جاتا رہا اسیہی طرح خزانی
علیه خزائن اوقاته طول عمره فینبغی له ان یجتهد فی تعمیرها ولا یدعها فارغة عن الکنوز التی هی اسباب
عمر کی ساعات کی پیش آتی جائینگی اب اوسکو سزاوار ہی کہ اوقات عمر کو اباد کری اور خزانون سی خالی نچہوڑی جوکہ باعث اسکی سعادت اور ملک کا ہین
سعادته وملکه ویسعی فی حفظ جوارحه السبعة التی هی العین والاذن واللسان والبطن والفرج والید
اور ساتون اعضاء کی حفاظت کری کہ وہ آنکہہ ہی اور کان اور زبان اور پیٹ اور شرمگاہ اور ہاتہہ
والرجل لانه ان فعل بواحد منها معصیة یکون کافر النعمة الله تعالی فی جمیع الاسباب التی لا بد له منها
اور پاوں کیونکہ انمین سی اگر کسی سی بہی گناہ کریگا تو اللہ کی نعمتون کا تمام اسباب مین منکر ٹہریگا جن جن اسباب کی عمل کو انمین ضرورت ہوتی ہی اسلئی
فی اقدامه علی العمل لان المراد من خلق الدنیا وما فیها ان یستعین الانسان علی الوصول الی طاعة الله تعالی
کہ مقصود دنیا اور دنیا کی سامان کی پیدائش سی یہی ہی کہ انسان اللہ تعالی کی طاعت پر مدد حاصل کری
ولا یمکن الوصول الی طاعة الله تعالی الا بدوام البدن ولا یبقی البدن الا بالغذاء ولا یحصل الغذاء الا بالماء
اور طاعت الہی کا میسر ہونا بدون قیام بدن کی ممکن نہین ہی اور بدن بدون غذا کی قایم نہین رہتا اور غذا بدون پانی

والهواء ولا يتم ذلك الا بخلق الارض والسماء فمن استعمل شيئا من اعضائه في غير طاعة الله تعالى يكون كافرا
اور ہوا کی پیدا نہیں ہوتی اور یہ سب بدون پیدایش زمین آسمان کی پورا نہیں ہوتا پھر جسنی کوئی سا عضو سوای عبادت کی کسی کار میں لگائی رکھا تو وہ اللہ کی ان تمام
لنعمة الله تعالى في جميع ذلك فلا بد من حفظ الجوارح لان حفظها هو راس المال والربح بعد ذلك فمن لم يكن له راس
نعمتوں سی منکر ہی اب حفاظت اعضا کی ضرور ہی کیونکہ انکی حفاظت بجای اصل مال کی ہی اور فائدہ اسکی بعد ہوویگا پھر جسکی پاس اصل مال ہی نہیں
المال كيف يحصل له الربح وهذه الجوارح السبع آلة للهلاك والنجاة فمن يهلك يهلك باهمالها وعدم حفظها
تو وہ فائدہ کیونکر پاسکتا ہی اور ان ساتوں اعضا سی آدمی ہلاک ہوتا ہی اور نجات بہی پاتا ہی پس جو ہلاک ہوتا ہی تو اونکی چہوڑ دینی اور حفاظت نکرنی سی
ومن ينجو ينجو بحفظها وعدم ارسالها فحفظها اساس كل خير واهمالها اساس كل شر ولجهنم سبعة ابواب
اور جو نجات پاتا ہی تو اونکی حفاظت اور نہ چہوڑنی سی اب اعضاؤں کی حفاظت تمام خوبی کی جڑ ہی اور چہوڑ دینا تمام بدی کی جڑ ہی اور دوزخ کی سات دروازی ہین
وانما يتعين تلك الابواب لمن عصى الله تعالى بتلك الجوارح فيلزم حفظها عن معاصيها اما العين فيحفظها
اور وہ دروازی نافرمانوں کی واسطی اون اعضا کی نام سی مقرر ہین تو تمام اعضا کا معاصی سی بچانا ضرور ہی پہر آنکہہ کو حرام کی طرف نگاہ کرنی سی
عن النظر الى ما يحرم نظره بل عن كل فضول مستغن عنه لان الله تعالى يسئل العبد عن فضول النظر كما يسئله عن
بچاوی بلکہ ہر زائد بیکار سی کیونکہ اللہ تعالی بندی سی فضول نگاہ کا بہی مواخذہ کریگا جیسی بیہودہ کلام سی مواخذہ کریگا
فضول الكلام فاذا حفظها عنه لا يقنع به بل يصرفها الى ما خلقت له من النظر الى عجائب صنع الله تعالى ليستدل
اور جب نگاہ کو گناہ سی محفوظ رکہا تو اسی پر نہ بیٹہہ رہی بلکہ نظر سی نظر کا کام لی یعنی عجائب صنایع الہی کو دیکہہ کر اوسکی
به على وجوده وقدمه ووحدته وقدرته وارادته وعلمه وحيوته والنظر في كتابه وسنة رسوله وسائر
وجود اور دوام اور وحدت اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر استدلال کری اور اوسکی کتاب اور اوسکی رسول کی سنت اور تمام
كتب الدين ليتعلم امور دينه ويتعظ وهكذا يفعل في كل عضو لا سيما فيما هو رئيس الاعضاء وهو القلب الذي يلزم
کتب دین کو دیکہی تاکہ امور دینی سیکہی اور پندپذیر ہووی اور اسی طرح ہر ہر عضو کو کام میں لاوی خصوصا تمام اعضا کی رئیس کو یعنی دل جسکا
تطهيره من الاخلاق الذميمة وتزيينه بالاخلاق الحميدة وتكميله بالعلم المقرون بالعمل فان من تعلم مسئلة
عادات بد سی پاک رکہنا اور نیک سیرت سی آراستہ کرنا اور علم باعمل سی کامل بنانا ضرور ہی کیونکہ جو کوئی
من مسائل الدين ينبغي له ان يكون عاملا بها والا يسئل يوم القيمة عنها يدل عليه قوله عليه السلام وعن علمه ما
مسائل دینی میں سی کوئی مسئلہ سیکہی تو چاہئی کہ اوسپر عمل کری اور نہیں تو قیامت کی دن اسکا مواخذہ ہوویگا اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی اور اوسکی علم سی پوچہینگی
عمل فيه فانه مخوف لانه عليه السلام لم يقل ما قال فيه فلينظر العبد فيما علم هل عمل به وكان من الصادقين الذين اثنى
کہ اوسپر کیا عمل کیا بیشک یہہ خوف کی جگہہ ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی یہہ نہیں فرمایا اوسمین کیا بحث کی اب انسان کو غور کرنا چاہئی اپنی علم میں آیا اوسپر عمل کیا تاکہ صادقین
الله تعالى عليهم بقوله اولئك الذين صدقوا او خالف علمه بفعله ودخل في قوله عليه السلام اشد الناس عذابا
میں داخل ہو جنکی اللہ تعالی یہہ ثنا کرتا ہی یہہ وہ قوم ہی جنہوں نی سچ مانا یا عمل اپنی علم کی برخلاف کرکی اس حدیث کی مضمون میں داخل ہوا سخت تر عذاب
يوم القيمة عالم لم ينفعه الله بعلمه وروي عن ابن مسعود انه قال ما منكم من احد الا سيخلو الله به كما يخلو احدكم
قیامت کی دن عالم کو ہی جسکی علم سی اللہ تعالی نی نفع ندیا اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ کہتی تہی جو ہی تم میں سی سو اکیلا دیکہیگا اللہ کو جیسی دیکہتی ہو تم اکیلی
بالقمر ليلة البدر ثم يقول ما غرك بي يا ابن ادم ما عملت بما علمت يا ابن ادم ماذا اجبت المرسلين يا ابن ادم الم اكن رقيبا
چودہوین رات کی چاند کو پہر فرماویگا تو نی ای شخص میری حق میں کیا دہوکا کہایا ای شخص تو نی موافق علم کی عمل کیا ای شخص تو نی مرسلین کا کہنا کیا مانا ای شخص کیا میں تیری
على عينك وانت تنظر بها الى ما لا يحل لك الم اكن رقيبا على اذنك وهكذا على سائر الاعضاء فتفكر يا مسكين في عظيم
آنکہہ کا نگہبان نتہا اور تو آنکہہ سی حرام کی طرف نظر کرتا تہا کیا میں تیری کان کا نگہبان نہیں تہا اسیطرح تمام اعضا پر اب سوچ تو ای مسکین تیری کتنی بڑی خطا ہی

خيانتك اذا ذكرك الله تعالى ذنوبك شفاها اذ يقول لك يا عبدي اما استحييت مني فبادرتني بالقبيح
جب الله تعالى تیری خطاؤں کو منہہ در منہہ یاد دلاویگا جب فرماویگا ای شخص کیا تونی مجھسی حیا نکی جلدیسی خطا کر بیٹھا

واستحييت من خلقي واظهرت لهم الجميل اكنت اهون عليك من سائر عبادي استخففت بنظري
اور میری خلقت سی حیا کرکر اونکی سامنی اپنی نیکوکاری ظاہر کی کیا میں تیری نظروں میں تمام مخلوقات سی ہلکا تہا میری نگہبانی کو ہلکا سمجھ کر گناہ کئی

اليك ولم تكترث به واستعظمت نظر غيري فكيف يكون حالك وخجالتك اذا عدّ عليك
اور اوروں کی نظر کو بہت بڑا سمجھا اوسوقت تیرا کیا حال ہوگا اور کیسی شرمساری ہوگی جب تجھپر اوسکی

نعماءه ومعاصيك والاءه ومساويك فان انكرت شيئا يشهد عليك جوارحك فتفتضح على ملأ
نعمتیں اور تیری گناہ اور اوسکی خوبیاں اور تیری خطا شمار ہونگی پہر اگر تو کچہ انکار کریگا تو تیری اعضا تب باتو گواہی دینگی پہر تو تمام خلق اللہ کی سامنی

الخلائق بشهادة الاعضاء الا ان الله تعالى وعد المؤمن ان يستر عليه ذنبه ولا يطلع عليه غيره
اعضاء کی گواہی سی رسوا ہوویگا ہاں بیشک اللہ تعالی نی مومن سی وعدہ کیا ہی کہ اوسکی خطا چہپادی اور غیر کو اوسپر خبردار نکری

كما روى عن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي عليه السلام قال يدني الله العبد منه يوم القيمة ويضع عليه كنفه
جیسی ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ تعالی قیامت کی دن بندہ کو پاس بلاویگا اور اوسپر پردہ ڈالکر

ويستره من الخلائق كلها ويدفع اليه كتابه في ذلك الستر فيقول له اقرأ كتابك فيمر بالحسنة فيبيض لها
تمام خلایق سی چہپالیگا پہر اوس پردہ کی اندر اوسکو نامۂ اعمال دیکر فرماویگا اسکو پڑہ تو سہی پہر یہہ حسنات کو دیکہہ کر خوشی سی کہل جاویگا

وجهه ويمر بالسيئة فيسود بها وجهه فيقول الله له اتعرف يا عبدي فيقول نعم يا رب اعرف فيقول اني اعرف
اور گناہوں کو دیکہہ کر چہرہ سیاہ ہوجاویگا پہر اللہ تعالی فرماویگا کچہہ جانتا بہی ہی عرض کریگا ہاں ای پروردگار میں تو جانتا ہوں

بها منك قد غفرتها لك فلا يزال بين حسنة تقبل فيسجد وسيئة تغفر فيسجد فلا يرى الخلائق منه
پہر اللہ فرماویگا میں تجہسی زیادہ جانتا ہوں کہ تجھکو معاف کرچکا ہوں پہر یہی حال رہیگا کہ حسنات کو مقبول دیکہیگا پس سجدہ کریگا اور خطا کو معاف پاویگا پہر سجدہ کریگا سو خلق کو

الا ذلك حتى ينادي الخلائق بعضها بعضا طوبى لهذا العبد الذي لم يعص قط ولا يدرون ما جرى بينه
اسکا یہی حال نظر آویگا یہانتک کہ آپسمیں ایکدوسری سی کہیگا یہہ شخص کیا خوش نصیب ہی اسنی گناہ کبہی نہیں کیا اور یہہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالی میں

وبين الله تعالى فيما وقفه عليه والاخبار بهذا المعنى كثيرة وذلك بفضل منه فانه يخاطبه خطاب
اور اوسمیں وہاں کہڑی کہڑی کیا معاملہ گذر گیا اور اس مضمون کی حدیثیں بہت ہیں اور یہہ اوسکا فضل ہی فضل ہی کہ اوسکو نرمی سی مخاطب ہوکر فرماویگا

الملاطفة فيقول له هل تعرف عبدي فيقول اعرف يا ربي ويقول ممتنا عليه ومظهرا فضله لديه
ای شخص جانتا بہی ہی عرض کریگا پروردگار میں جانتا ہوں پہر منت رکہکر اور اوسپر اپنا فضل ظاہر کرکر فرماویگا

فاني سترتها عليك في الدنيا ولم افضحك بها وانا اغفرها لك اليوم قيل هذه ذنوب تاب عنها كما ذكر ابو نعيم
میںنی دنیا میں تیری پردہ پوشی کی اور عزت رکہلی آج بہی تجھکو معاف کرتا ہوں بعضی کہتی ہیں یہہ گناہ توبہ کی ہوئی ہونگی چنانچہ ابو نعیم

عن الاوزاعي عن هلال بن سعد ان الله تعالى يغفر الذنوب لكن لا يمحوها عن الصحيفة حتى يوقفه عليها يوم
اوزاعی سی اور وہ ہلال بن سعد سی روایت کرتا ہی کہ اللہ تعالی گناہ تو معاف کردیتا ہی پر نامۂ اعمال سی نہیں مٹاتا تاکہ قیامت کی روز اوس سی آگاہ کردی

القيمة وان تاب منها قال القرطبي في تذكرته نقلا عن شيخه ولا يعارض هذا ما في التنزيل والحديث من
اگرچہ توبہ کرچکا ہو قرطبی اپنی تذکرہ میں اپنی اوستاد سی نقل کرتا ہی اور یہہ روایت قرآن اور حدیث کی مضمون سی مخالف نہیں ہی

ان السيئات تبدل بالتوبة حسنات فلعل ذلك بعد ما يوقفه عليها ويدل على هذا ما روى عن ابن مسعود
یعنی خطائیں بعد توبہ کی حسنات ہوجاتی ہیں شاید کہ تبدیل آگاہ کرینکی بعد ہوتی ہو اور ابن مسعود کی روایت سی ایسا ہی معلوم ہوتا ہی

انه قال ینظر الانسان یوم القیمة فی کتابه فیری فی اوله المعاصی وفی اخرها حسنات فلما رجع فی اوله
روہ کہتی ہیں کہ انسان قیامت کی دن اپنی نامہ اعمال میں نگاہ کریگا تو اول معاصی نظر آوینگی اور آخر میں حسنات پہر جب ابتداء نامہ پڑہیگا
رای کل حسنات وروی عن ابن عباس انه قال اذا تاب العبد تاب الله علیه وانسی الحفظة ما کانوا علموا من مساوی
توکیا دیکہتا ہی کہ سراسر حسنات ہیں اور ابن عباس روایت ہی کہ کہتی ہیں جب بندہ توبہ کرتا ہی تو اللہ بہی اوسپر رحمت کرتا ہی اور کرام کاتبین کو بہلا دیتا ہی جو اوسکی گناہ
عمله وانسی جوارحه ما عملت من الخطایا وانسی مقامه من الارض وابه من السماء لیجئ یوم القیمة ولیس
دیکہ چکی تہی اور اوسکی اعضا کو بہلا دیتا ہی جو جو خطا کی تہی اور زمین پر کا ٹہور ٹہکانا اور آسمان کی تلی کس جگہہ سب بہلا دیگا آخر قیامت کی دن ایسا صاف
من المخلوقات شئ یشهد علیه قیل هی ذنوب کانت بینه وبین الله تعالی واما ما کان بینه وبین العباد فلا بد
آویگا کہ مخلوقات میں سی کوئی اوسکا برا کہنی والا نہوگا بعضی کہتی ہیں یہہ وہ گناہ ہیں جو صرف حقوق اللہ میں تہی وہ گناہ جو حقوق العباد ہیں سوانمیں ضرور ہی
فیها من القصاص بالحسنات ثم روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من کانت عنده مظلمة لاخیه من
حسنات میں سی بدلہ ہووی چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکی ذمہ کوئی حق کسیکا ہو آبرو کا
عرض او مال فلیتحلل منه الیوم قبل ان یوخذ منه یوم لا دینار فیه ولا درهم ان کان له عمل صالح اخذ
یا مال کا تو لازم ہی کہ آج اوس روز کی مواخذہ سی پہلی کہ نہ دینار ہوگا اور نہ درہم معاف کرالی اگر اوسکی پاس عمل صالح ہونگی
منه بقدر مظلمته وان لم یکن له حسنات اخذ من سیات صاحبه فحمله علیه وروی عن ابی هریرة رض
تو بقدر حقوق کی لیلینگی اور اگر اوسکی پاس حسنات نہوئی تو مدعی کی گناہ لیکر اسپر ڈالی جاوینگی اور ابو ہریرہ سی بہی روایت ہی
ایضا انه علیه السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لا درهم معه ولا متاع قال ان المفلس من
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جانتی ہو مفلس کون ہوتا ہی عرض کیا مفلس ہم میں وہ ہوتا ہی جسکی پاس نہ درہم ہو اور نہ کچہہ سامان فرمایا مفلس میری امت میں
امتی من یاتی یوم القیمة بصلوة وزکوة ویاتی قد شتم هذا وقذف هذا وضرب هذا واکل مال هذا فیعطی
وہ ہوگا جو قیامت کی روز نماز اور زکوۃ لاویگا پہر کوئی آویگا کہ اوسکو برا کہا تہا اور اوسکو گالی دی تہی اور اوسکو مارا تہا اور اوسکا مال کہا گیا تہا
هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنیت حسناته قبل ان یقضی ما علیه اخذ من خطایاهم
پہر نیکیاں کچہہ اوسکو دی جاوینگی اور کچہہ اوسکو پس اگر اوسکی حسنات ادا حقوق سی پہلی ہوچکیں تو اونکی گناہ لیکر اسکی ذمہ پڑینگی
فطرحت علیه ثم طرح فی النار فاذا تقرر هذا یجب علی کل مسلم البدار الی تدارک حاله فینظر هل علیه من
پہر اوسکو دوزخ میں پہینکدینگی جب یہہ ثابت ہوا تو ہر یک مسلمان پر واجب ہی کہ جلد سی اپنی حال کا تدارک کری غور کری کہ میری ذمہ حق اللہ
حقوق الله تعالی وحقوق الناس شئ ام لا فیتدارک ما فاته من فرائض الله تعالی فیقضیها ویرد المظالم
یا حق العباد کچہہ ہی یا نہیں پہر اوسکا عوض کردی جو فرائض الٰہی میں سی فوت ہوا ہو ادا کردی اور تمام حقوق دانہ دانہ واپس کری
حبة حبة ویستحل من تعرض له بیده ولسانه وسائر جوارحه ویطیب قلوبهم حتی یموت ولم یبق علیه
اور جسکو ہاتہہ سی یا زبان سی یا اور اعضا سی ستایا ہو اوسی معاف کرالی اور اونکا دل خوش رکہی آخر مری تو ایسا کہ اوسکی ذمہ نہ کوئی
فریضة ولا مظلمة ویدخل الجنة بغیر حساب لانه ان مات قبل رد المظالم یحیط به خصماؤه ویتشبثون
فریضہ ہو اور نہ کوئی حق اور بہشت میں بی حساب چلا جاوی اسلئی کہ اگر حقوق ادا کرنی سی پہلی مرگیا تو مدعی کہیر کر ناخن سی نوچینگی
فیه مخالبهم فهذا یقول ضربتنی وهذا یقول استخدمتنی وهذا یقول شتمتنی وهذا یقول استهزأتنی
ایک کہیگا مجکو مارا تہا کوئی کہیگا مجہسی خدمت لی تہی یہہ کہیگا مجکو گالی دی تہی وہ کہیگا مجہسی چہل کی تہی
وهذا یقول اغتبتنی وهذا یقول اخذت مالی وهذا یقول بایعتنی واخفیت عنی عیب متاعک وهذا
کوئی کہیگا میری غیبت کی تہی کوئی کہیگا تو نی میرا مال چہینا تہا کوئی کہیگا تو نی میری ہاتہہ مال بیچا اور اوسکا عیب ظاہر نکیا کوئی

يقول كذبتني في سعر متاعك وهذا يقول وجدتني مظلوما وكنت قادرا على دفع الظلم فما دفعت عني الظلم
کہیگا مال کی بہاؤ میں تونے مجہسی جہوٹ بولا اور کوئی کہیگا تونی مجہپر ظلم ہوتی دیکہا اور تو دفع کرسکتا تہا پر تونی مجہکو ظلم سی نہ بچایا

وهذا يقول رايتني على منكر فما نهيتني عنه فبينما هو كذلك مبهوت متحير من كثرة الخصماء اذ لم يبق في عمره
اور کوئی کہیگا مجہکو تونی گناہ میں مبتلا دیکہا پہر مجہکو منع نکیا پس وہ اوسی حالت میں مدعیوں کی کثرت سی حیران پریشان ہوگا اسواسطی کہ کوئی باقی نرہیگا

احد ممن عامله بدرهم او جالسه في مجلس الا وقد استحق عليه مظلمة بغيبة او استهزاء او خيانة او نظر
تمام عمر میں جس سی کچہہ معاملہ کیا ہو درہم سی یا بیٹہا ہو مجلس میں مگر وہ مستحق ہوگا اوسپر کسی دعوی کا غیبت کا یا خوش طبعی کا یا خیانت کا یا

بعين حقارة وقد عجز عن مقاومتهم ومد عنق الرجاء الى المولى الغفار لعله ينجيه من ايديهم اذ يقرع
حقارت سی دیکہنی کا اور بیشک اونکی مقابلہ سی تہک رہیگا اور مولی غفار کی طرف امیدوار ہوکر سر اوٹہاویگا کہ شاید دم ہی انکی ہاتہ سی بچادی کہ اسکی

سمعه نداء الجبار اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم فعند ذلك ينخلع قلبه ويوقن بهلاكه فتذكر
کان میں یہہ آواز آویگی آج بدلا پاویگا ہر جی جیسا کایا ظلم نہیں آج اسسنتی ہی دل چہوٹ جاویگا اور یقین کریگا کہ مرلیا سو ای غافل

ايها الغافل ما انذرك الله به في كتابه حيث قال ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظلمون فما اشد فرحك
یاد کر جو اللہ تعالی نی اپنی کتاب میں ڈرایا ہی کہ فرمایا اور مت خیال کر کہ اللہ بی خبر ہی ان کاموں سی جو کرتی ہیں بی انصاف سو اب تو لوگوں کی

اليوم بكسر اعراض الناس وتناول اموالهم وما اشد حسرتك في ذلك اليوم اذا وقفت على بساط العدل وشوفهت
آبرو بگاڑکر اور اونکا مال چہین کر کیسا خوش ہوتا ہی اور تجہکو اوس روز کسقدر حسرت ہوگی جب تو عدالت کی فرش پر کہڑا ہوگا اور سیاست کا

بخطاب السياسة وانت مفلس فقير عاجز لا تقدر ان ترد حقا او تظهر عذرا فعند ذلك تؤخذ من حسناتك
حکم سنیگا اور تو مفلس فقیر ہوگا طاقت نہوگی حق اداکرنی کی یا عذر پیش لانی کی سو اوسوقت تیری حسنات تمام عمر بہر کی لیکر

التي صرفت فيها عمرك وتعطى الى خصمائك عوضا عن حقوقهم كما ورد في الاحاديث فانظر الى مصيبتك
حقوق کی بدلہ میں تیری مدعیوں کو دیئی جاوینگی چنانچہ حدیثوں میں آیا ہی سو اپنی مصیبت کو

في مثل ذلك اليوم اذ قلما يوجد لك حسنة سلمت من آفات الرياء ومكائد الشيطان وان سلمت حسنة
ایسی دن میں غور کر اسلئی کہ بہت کم ہوگا نیک عمل کہ ریا کی آفت اور شیطان کی مکر سی سلامت بچا ہو اور اگر مدت دراز میں

واحدة في مدة طويلة يبتدرها خصمائك ويأخذونها وقد قيل لو كان لرجل ثواب سبعين نبيا وكان له خصم واحد
کوئی ایک آدہا بچا بہی تو مدعی نزت چہین جہپٹ لینگی اور کہتی ہیں اگر کسی شخص کی پاس ثواب ستر نبیوں کی برابر ہووی اور اوسکا ایک ہی مدعی

بنصف دانق لا يدخل الجنة حتى يرضى خصمه وقيل يوخذ بدانق قسط سبعمائة صلوة مقبولة فتعطى
نیم دانگ کا ہو بی رضامندی مدعی کی جنت میں نہیں جاسکتا اور کہتی ہیں کہ ایک دانک کی بدلہ سات سو مقبول نمازوں کا ثواب لیکر مدعی کو دیا جاویگا

للخصم ذكره القشيري في التحبير وقال الامام الغزالي في الاحياء ولعلك حاسبت نفسك وانت مواظب على قيام
یہہ بیان قشیری کا ہی تحبیر میں اور امام غزالی احیاء میں کہتی ہیں اور کاشکی تو اپنی ذات کا حساب کیا کری اور رات کی قیام

الليل وصيام النهار لعلمت انه لا ينقضي عليك يوم الا ويجري على لسانك من غيبة المسلمين ما يستوفي جميع
اور دن کی صیام پر مداومت کرتا رہی تب تو بیشک معلوم کرلیگا کہ تجہہ پر کوئی دن ایسا نہیں گذرتا کہ تیری زبان پر مسلمان کی غیبت نہ آتی ہو جو کہ تمام

حسناتك فكيف ببقية السيئات من اكل الحرام والشبهات والتقصير في العبادات وكيف الخلاص من المظالم
حسنات کو پورا کرلیتی ہی پہر باقی گناہوں سی کیونکر بچی گی کہ مال حرام یا مشتبہ کہایا ہو اور عبادت میں کوتاہی کی ہو اور حقوق سی کیونکر رستگاری ہوگی

يوم يقتص فيه الجماء من القرناء ويقول الكافر يا ليتني كنت ترابا فاتق الله ايها المسكين في مظالم العباد فان
جس روز منڈی جانور کا سینگ والی سی بدلہ لیا جاویگا اور کہیگا کافر کسیطرح میں مٹی ہوتا سو ای مسکین حقوق العباد میں خدا کا خوف کر کیونکہ

ما كان بينك وبين الله تعالى خاصة فالمغفرة اليه اسرع واما ما كان عليك من حقوق العباد فلا بد من
جو کہ صرف حقوق الٰہی ہیں تو اونکی مغفرت جلد ہو سکتی ہی اور جو تجھپر حقوق العباد ہیں تو اونمیں مالکونسی ضرور
استحلال اربابها فمن عسر عليه الاستحلال فعليه ان يكثر ما قدر عليه من الاعمال الصالحات ويستغفر
معاف کرانا چاہئی اور جسکو معاف کرانا دشوار ہو تو حسب طاقت اعمال صالح زیادہ اور اپنی مظلوم مؤمن کی لئی تمام اوقات
لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنات في عامة الاوقات فانه اذا فعل كذلك يرجى من فضل الله تعالى وكرمه
مغفرت کیا کری بیشک اگر یہہ تدبیر کریگا تو اللہ کی فضل وکرم سی امید ہی
ان يرضي خصمه يوم القيمة لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام بينما هو جالس اذ ضحك حتى بدت
کہ قیامت کی دن اوسکی مدعی کو راضی کردی کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایکوقت بیٹھی ہوئی ناگاہ اتنا ہنسی کہ دندان مبارک
ثناياه فقيل له مم تضحك يا رسول الله فقال رجلان من امتي جثيا بين يدي رب العزة فيقول احدهما
ظاہر ہوگئی کسی پوچہا یا رسول اللہ آپ کیوں ہنستی ہیں فرمایا میری امت کی دو شخص رب العزت کی سامنی حاضر ہوئی پہر ایک کہنی لگا
يا رب خذ مظلمتي من هذا الاخ فيقول الله تعالى اعط اخاك مظلمته فيقول يا رب ما بقي من حسناتي
یا الٰہی میرا حق اس بہائی سی دلادی اللہ تعالی نی فرمایا اپنی بہائی کا حق ادا کردی عرض کیا الٰہی میری پاس کوئی حسنہ باقی نہیں ہی
شيء فيقول الله تعالى ما تصنع باخيك لم يبق من حسناته شيء فيقول يا رب فليحمل عني من اوزاره
پہر اللہ تعالی نی فرمایا اب تو اپنی بہائی سی کیا معاملہ کریگا اسکی پاس تو کوئی حسنہ باقی نہیں ہی عرض کیا یہہ میری گناہ ہی اوسپر رکہی جاویں
ففاضت عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال ان ذلك اليوم ليوم يحتاج الناس فيه ان يحمل عنهم
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑی پہر فرمایا وہ ایسا دن ہوگا کہ لوگوں کو یہہ حاجت ہوگی کہ ہماری گناہ اوروں پر پڑجاویں
من اوزارهم ثم قال فيقول الله تعالى للطالب حقه ارفع بصرك الى الجنان فيرفع بصره فيرى ما يعجبه
پہر فرمایا پہر اللہ تعالی نی حق دار سی کہا دیکہہ تو جنت کی طرف وہ آنکہہ اوٹہاتی ہی کیا دیکہتا ہی کہ عجب طرح کی خیر اور نعمت
من الخير والنعمة فيقول لمن هذا يا رب فيقول الله تعالى هذا لمن يعطيني ثمنه فيقول ومن يملك ثمنه
موجود ہی پوچہا الٰہی یہہ کسکا ہی اللہ فرماویگا یہہ اوسکا جو اسکی قیمت ادا کری عرض کیا الٰہی اسکی قیمت کون دیسکتا ہی
يا رب فيقول انت فيقول بماذا يا رب فيقول بعفوك عن اخيك فيقول قد عفوت عنه يا رب فيقول
اللہ فرماویگا تو دی سکتا ہی عرض کریگا الٰہی کہانسی اللہ فرماویگا اپنی بہائی کو معاف کرنی سی عرض کیا الٰہی میں نی اوسکو معاف کیا پہر اللہ تعالی
الله تعالى خذ بيد اخيك وادخل الجنة ثم قال رسول الله عليه السلام فاتقوا الله واصلحوا ذات بينكم
فرماویگا اپنی بہائی کا ہاتہہ پکڑکر جنت میں لیجا پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اب تم اللہ سی ڈرو اور آپسمیں صلح رکہو
فان الله تعالى يصلح بين المؤمنين يوم القيمة قال القرطبي في تذكرته نقلا عن شيخه هذا لبعض الناس
بیشک اللہ تعالی قیامت کی روز مسلمانوں میں صلح کراویگا قرطبی اپنی تذکرہ میں شیخ سی نقل کرتا ہی ایسی وہ لوگ ہیں
ممن اراد الله تعالى ان لا يعذبه بل اراد ان يعفو عنه ويغفر له ويرضي خصمه وكذلك ما روي عنه عليه السلام
جنکو اللہ تعالی کو عذاب کرنا منظور نہیں ہی بلکہ یہہ مرضی ہی کہ اونکو معاف کرکر بخشدی اور مدعی کو راضی کردی اور ایسی ہی یہہ حدیث
ان مناديا ينادي من تحت العرش يوم القيمة يا امة محمد اما ما كان لي قبلكم فقد وهبته لكم فبقيت التبعات
کہ منادی قیامت کی دن عرش کی تلی سی آواز دیگا ای امت محمد کی میرا حق جو تمہاری ذمہ پر باقی تہا سو میں نی معاف کیا اب حقوق عباد باقی ہیں
فتواهبوا وادخلوا الجنة برحمتي فانه ايضا لبعض الناس لا لكل احد اذ لو كان ذلك لكل احد لما دخل احد النار
سو تم معاف کرکر میری رحمت سی جنت میں چلی جاؤ یہہ بہی بعضی شخصوں کی لئی ہی ہر ایک کی لئی نہیں ہی کیونکہ اگر ہر یک کی لئی ہوتا تو کوئی بہی دوزخ میں نہ جاتا

وقد وردت اخبار صحيحة نقلها ثقات ولا بد من الايمان بها ان من كان من اهل الايمان لا يبقى في النار
اور بیشک صحیح حدیثین ثقات نے نقل کی ہین اون پر ایمان لانا ضرور ہی کہ جو ایمان والا ہوگا سو گناہون کی شامت سے دوزخمین نہین رہیگا

بكسب الاوزار بل يخرج منها والخروج منها لا يكون الا بعد الدخول فيها قال القرطبي في تذكرته وقد ظن بعض
بلکہ دوزخ سے نکلیگا اور دوزخ مین سے نکلنا بدون داخل ہوئی نہین ہوسکتا قرطبی اپنی تذکرہ مین کہتی ہین بعض علماء یہہ گمان کرتی ہین

العلماء ان الصيام يختص بعامله موفرا له اجره ولا يوخذ منه شئ لمظلمة ظلمها متمسكا بما قال الله تعالى
کہ روزہ صرف روزہ دار کی کام آئیگا اوسہی کی ثواب کو بڑا دیگا اسمین سے کسیکی حق کی بدلہ مین کچھہ نہ لیا جاویگا اس دلیل سے کہ اللہ تعالی نی

في الحديث القدسي الصوم لي وانا اجزي به لكن احاديث القصاص ترد هذا الظن فان الحقوق توخذ
حدیث قدسی مین فرمایا ہی کہ روزہ میری لئی ہی اور مین ہی اوسکی جزا دونگا لیکن بدلہ لینی کی حدیثین اس گمان کو غلط کرتی ہین کیونکہ حقوق تمام

من جميع الاعمال صوما كان او غيره وقيل الصوم سر بين العبد وربه لا يطلع عليه احد سواه لكون نيته وترك
اعمال مین سے اداکئی جاوینگی روزہ ہو یا کچھہ اور ہو اور کوئی کہتا ہی روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی بہید ہی اوسپر سوای اوسکی کوئی مطلع نہین ہوتا کیونکہ روزہ

المفطرات والملئكة الكتبة لا يطلعون عليه ولا علم لهم فيه فاذا لم يكن معلوما لاحد ولا مكتوبا في الصحيفة
نیت اور مفطرات سے بچنا ہی اور فرشتی کرام کاتبین وہی جانا کرتی ہین جسکا اونکو علم ہو پہر جب روزہ کسیکو معلوم نہوا اور نہ اعمال نامہ مین مندرج ہوا

يستره الله تعالى ويخبوه حتى يكون له جنة من النار فانهم يطرحون عليه سياتهم فتذهب عنهم فلا
تو اللہ تعالی اوسکو چھپا رکہتا ہی تاکہ اوسکی لئی دوزخ کی ڈہال بنجاوی بیشک مدعی اسپر اپنی گناہ ڈالینگی سو اونسی اوتر جاوینگی کچھہ

تضرهم لزوالها عنهم ولا يضره ايضا لكون الصوم جنة له قال القاضي ابو بكر بن العربي في سراج المريدين
ضرر نکرینگی کیونکہ اونکی ذمہ سے موقوف ہوچکی اور اسکو بہی ضرر نہ کرینگی اسلئی کہ روزہ اسکی لئی ڈہال موجود ہی قاضی ابو بکر بن عربی سراج المریدین مین کہتی ہین

هذا تاويل حسن ان شاء الله تعالى ولا تعارض والحمد لله المجلس الرابع والستون في بيان لزوم
یہہ خوب تاویل ہی ان شاء اللہ تعالی اسکی مقابلہ پر کچھہ نہین ہی اور حمد اللہ کی ہی چوسٹھوین مجلس اس بیان مین

محاسبة العبد نفسه قبل ان يحاسب ويناقش فيهلك قال رسول الله صلى الله
کہ بندہ کو محاسبہ کرنا اپنی ذات کا پہلی حساب دینی سے ضرور ہی کہ مناقشہ مین ہلاک نہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

عليه وسلم ليس احد يحاسب يوم القيمة الا هلك وهذا الحديث في صحاح المصابيح روته ام المؤمنين عائشة
فرمایا نہین کوئی جسسی قیامت کی دن حساب طلب ہووی مگر ہلاک ہوویگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ام المؤمنین عائشہ کی روایت

فانها لما سمعته قالت اوليس يقول الله تعالى فسوف يحاسب حسابا يسيرا فقال النبي عليه السلام فذلك العرض
سے عائشہ رض نی یہہ سنتی ہی عرض کیا اللہ تعالی یہہ نہین فرماتا تو اوسی حساب لینا ہی آسان حساب پس نبی علیہ السلام نی فرمایا یہہ پیشی ہی

ولكن من نوقش في الحساب يهلك والمناقشة في الحساب ان يستقصي فيه بحيث لا يترك قليل ولا كثير ولا
ولیکن جسکی حساب مین مناقشہ ہوا وہ ہلاک ہوا اور حساب مین مناقشہ یہہ ہوتا ہی کہ حساب پورا کیا جاوی کوئی بات تہوڑی نہ بہت

صغير ولا كبير الا يسئل عنه واما العرض فهو ان يعرض على العبد عمله ولا يستقصي في حسابه والحديث يحتمل
چہوٹی نہ بڑی باقی نرہی کہ اوس سے سوال نہو اور عرض اتنا ہی ہوتا ہی کہ بندہ کی سامنی اوسکی اعمال کردین اور پورا پورا حساب نہو اور اس حدیث کی دو معنی ہوسکتی ہین

معنيين احدهما ان يكون نفس المناقشة هلاكا لما فيها من التوبيخ وثانيهما ان تفضي الى الهلاك فاذا ثبت
ایک یہہ کہ عین مناقشہ ہی ہلاکت ہووی کیونکہ اوسمین زجر و توبیخ ہوتی ہی اور دوسری یہہ کہ انجام کو ہلاکت پر پہنچادی جب یہہ امر ثابت ہوا

ان العبد يسئل يوم القيمة عن كل شئ حتى عن سمعه وبصره وفواده كما قال الله تعالى ان السمع والبصر
کہ آدمی سے قیامت کی دن ہرشی کا سوال ہوگا یہانتک کہ کان اور آنکھہ اور دل سے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی بیشک کان اور آنکھہ

والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا فيجب عليه ان يحاسب نفسه قبل ان يناقش في الحساب لانه هو تاجر
اور دل یہہ سب پوچھی جاوینگی آب آدمی پر واجب ہی کہ اپنی حال کو حساب کی مناقشہ سی پہلی پڑتالتا رہی کیونکہ آدمی آخرت کی

في طريق الاخرة وبضاعته عمره وربحه صرف عمره في الطاعات والعبادات وخسرانه صرفه في المعاصي والسيئات ونفسه
رستہ کا سوداگر ہوتا ہی اور اسکا مال عمر ہی اور عمر کو طاعات اور عبادات میں صرف کرنا اوس تجارت کا فائدہ ہی اور عمر کا معاصی اور سیآت میں تلف کرنا

شريكه في هذه التجارة هي وان كانت تصلح للخير والشر لكنها للمعاصي اقبل والى الشهوات اميل فلا بد له من مراقبتها ومحاسبتها
خسارہ ہی اور اس تجارت میں نفس اوسکا ساجہی ہی اور نفس میں اگرچہ صلاحیت نیکی بدی دونوں کی ہی پر وہ معاصی کیطرف بہت متوجہ اور شہوات کی طرف بہت جھکتا ہی

لانه ان اهملها لحظة تسرع في الخيانة وان تمادى في الاهمال تمادى في الخيانة حتى يذهب راس المال كله
سو آدمی کو لازم ہی کہ اوسکی حفاظت اور محاسبہ کرتا رہی کیونکہ اگر دم بہر بہی حفاظت نکریگا تو وہ ترت خیانت کریگا اور اگر مدت دراز تک چہوڑی رکہا تو ہمیشہ خیانت کیا کریگا

واما من لم يهملها بل راقبها وحاسبها يتبين له الربح والخسران والزيادة والنقصان
آخر وہ اصل مال تمام ہوچکیگا اور جسنی مطلق العنان نچہوڑا بلکہ دیکہتا رہا اور حساب لیتا رہا تو اوسکو نفع نقصان اور گہٹا بڑہا معلوم ہوتا رہیگا

ودليل وجوب محاسبتها قوله تعالى يا ايها الذين امنوا اتقوا الله ولتنظر نفس ما
اور محاسبہ واجب ہونیکی دلیل یہہ آیت ہی اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سی اور چاہی دیکہلے ہر جی کیا

قدمت لغد ففي هذه الاية اشارة الى لزوم محاسبة النفس على ما مضى من الاعمال فكانه تعالى قال لينظر احدكم
بہیجا ہی کل کیواسطی سو اس آیت میں یہہ اشارہ ہی کہ گذری ہوئی اعمال پر نفس کا محاسبہ لازم ہی گویا اللہ تعالی یہہ فرماتا ہی کہ ہر ایک تم میں سی یہہ نگاہ کرتا رہی

ما قدم ليوم القيمة من الاعمال اهي من الصالحات التي تنجيه ام من الطالحات التي ترديه فان الحسنات يوم القيمة
کہ قیامت کی دن کی لئی کیا عمل کر رکہا ہی آیا وہ عمل نیک ہی جس سی نجات ہووی یا وہ عمل بد ہی کہ ہلاک کر ڈالی بیشک قیامت کی دن حساب

انما يخف على من يحاسب نفسه في الدنيا وانما يشق على من يهملها ولا يحاسبها فان من يحاسب نفسه في الرخاء
اوسہی شخص پر آسان ہووی گا جو اپنی نفس کا حساب دنیا میں لیتا رہتا ہی اور اوسپر دشوار ہوگا جسنی نفس کو چہوڑ رکہا ہی اور حساب نہیں لیتا کیونکہ جو شخص اپنی نفس کا حساب آرام کی

قبل حساب الشدة يعود امره الى الرضاء والغبطة ومن يهملها ولا يحاسبها يعود امره الى الندامة والحسرة فان
سختی کی حساب سی پہلی لیتا ہی تو اوسکا انجام رضامندی اور آرزو مندی کیطرف ہی اور جو چہوڑی رکہتا ہی اور اوسکا حساب نہیں لیتا تو اوسکا انجام ندامت اور حسرت کی

الانسان اذا مات ينكشف له بالموت ما لم يكن له مكشوفا في حيوته كما ينكشف للمستيقظ ما لم يكن مكشوفا في نومه
طرف ہی بیشک انسان کو مرتی ہی موت کی وجہ سب باتیں معلوم ہوجاتی ہیں جو زندگی میں معلوم نہیں تہین جیسی نیند کی جاگتی ہی وہ معلوم ہونی لگتا ہی جو سوتی میں

والناس نيام فاذا ماتوا انتبهوا فينكشف له اولا ما ينفعه من حسناته وما يضره من سيأته فلا ينظر الى سيئة الا
معلوم نتہا اور آدمی اب سوتی ہیں مرینگی تو جاگینگی پہر اوسکو پہلی پہل حسنات نفع رسان اور بدیاں ضرر رسان معلوم ہونگی پہر بدیوں کی طرف کمال حسرت سی

يتحسر عليها تحسرا يختار ان يخوض غمرة النار للخلاص منها فانه ما دام في الدنيا كان يشغله شواغل الدنيا عن
دیکہہ کر یہہ پسند کریگا کہ آگ کی دریا میں ڈولوں کسیطرح مخلصی ہو کیونکہ جبتک دنیا میں رہا تو دنیا کی کاربار میں اسکی خبر نہ لی

الاطلاع عليها فبالموت ينقطع الشواغل وينكشف له جميع اعماله عند انقطاع النفس قبل الدفن وتشتعل فيه
اب موت سی وہ کاربار چہوٹی تو اوسپر تمام اعمال نفس کی منقطع ہوتی ہی دفن سی پہلی ظاہر ہونگی اور جدائیکی آگ دنیا فانی کی لذتوں سی

نار الفرقة عما كان يطمئن اليه من لذائذ الدنيا الفانية وهذا نوع من العذاب يهجم عليه قبل الدفن وبعد
جن پر جی لگا ہی تہا بکیبارگی بہڑک اوٹہی گی اور یہہ بہی ایک طرح کا عذاب ہی جو دفن سی پہلی ہجوم کریگا اور دفن کی بعد

الدفن يرد روحه الى جسده لنوع اخر من العذاب ويكون حاله كحال من تنعم زمانا في دار ملك من الملوك
[illegible] اوسکی بدن [illegible] ڈالی جاویگی اور اوسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تہوڑی دیر کو ایک بادشاہ کی گہر میں

عند غيبته اعتمادا على ان الملك يتساهل في امره او لا يدري ما يتعاطاه من قبيح افعاله فاخذه الملك يوما بغتة
اوسکی پیچہی اس بہروسہ پر عیش اوڑانی لگا کہ بادشاہ اس باب مین درگذر کریگا یا یہہ نہین سمجہتا کہ کیا بدمعاملہ کر رہا ہی پہر اوسکو بادشاہ نی ایک روز جا پکڑ

وعرض عليه جريدة قد دونت فيها جميع فواحشه وخياناته ذرة ذرة وخطوة خطوة والملك قاهر غيور
گرفتار کر کی اوسکی عمل کی فرد پیش کی جسمین اوسکی تمام بدیان اور چوریان ذرہ ذرہ اور قدم قدم کی لکہی ہوئی تہین اور بادشاہ بڑا زبردست اور صاحب غیرت ہی

على جرمه منتقم من الجناة على ملكه غير ملتفت الى من يتشفع اليه من العصاة عليه فتفكر في امر هذا الشخص
اپنی سلطنت مین خطاوار کا سزا دینی والا اور گنہگار سفارشی پر توجہ نہین کرتا اب خیال تو کر اس شخص کی حق مین کہ بادشاہ کی عذاب کرنی سی پہلی

ما يكون له حاله قبل وقوع عذاب الملك عليه من الخوف والخجالة والالم والندامة وهكذا يكون حال الميت
ماری خوف اور خجالت اور الم اور ندامت کی کیا کیا گذرتا ہوگا یہہ ہی حال میت کا جو دنیا کی لذتون پر

المغتر بلذائذ الدنيا المطمئن اليها قبل نزول عذاب القبر عند موته واما من احترز عن شهوات الدنيا واشتغل
اطمینان سی بہولا ہوا تہا عذاب قبر سی پہلی موت کی وقت ہوگا اور جو شخص دنیا کی شہوت سی الگ اور طاعات مین معروف رہتا تہا

بالطاعات ولم يكن له انس الا بذكر الله تعالى فيكون حاله كحال من كان محبوسا في مكان ضيق مظلم ففتح له
اور اوسکو سوا یاد الہی کی کوئی انس نہ تہا سو اوسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تنگ تاریک مکان مین قید ہو پہر اوسکی لئی ایک دروازہ کہل جاوی

باب يخرج منه الى بستان واسع لا يرى منتهاه وفيه انواع الاشجار والازهار والطيور والثمار والحياض
اوسمین سی ایک بڑی وسیع باغ مین چلا جاوی جسکی کچہہ اوڑ نظر نہ آتی ہو اور اوسمین قسم قسم کی درخت اور پہول اور پرند اور میوی اور حوضین

والانهار فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يقبل على نفسه ويقول لها يا نفس اما تعرفين ان بين يديك الجنة والنار
اور نہرین ہون اس صورت مین عاقل کو لازم ہی کہ متوجہ ہو کر نفس سی کہی ای نفس کیا تجہکو خبر نہین کہ تیری آگی بہشت ہی اور دوزخ

وانت ذاهب الى احدهما عن قريب فما لك لا تستعد للموت وهو اقرب اليك من كل قريب فانك وان تراه
اور تو انہین سی ایک مین جلدی جانیوالا ہی پہر تجہکو کیا ہوا کہ موت کا سامان نہین کرتا اور وہ ہر نزدیک شئی سی نزدیک تر ہی اور تو اوسکو گنتا ہی

بعيدا لكن الله تعالى يراه قريبا اذ قال ان الموت الذي تفرون منه فانه ملاقيكم وعساه ان يختطفك
دور سمجہہ پر الله کی علم مین بہت پاس ہی کیونکہ فرماتا ہی بیشک موت جس سی تم بہاگتی ہو سو وہ تمسی ملتی ہی اور شاید تجہکو آج آدباوی یا کل

اليوم او غدا فانه اذا جاء يجيء بغتة من غير تقديم رسول اذ ليس لمجيئه سن معين ولا وقت معلوم لا في
سو یہہ جب آئیگی ناگاہ آئیگی پہلی کوئی ایلچی نہ بہیجیگا کیونکہ اوسکی آنہ کا نہ کوئی سال مقرر ہی اور نہ کوئی وقت معلوم ہی اور نہ موسم گرمی کا

الصيف ولا في الشتاء ولا في الليل ولا في النهار ولا في الصبي ولا في الشباب بل كل نفس من انفاسك يمكن ان يجيء الموت
جاڑی کا اور نہ رات اور نہ دن اور نہ لڑکپن اور نہ جوانی بلکہ ہر وقت تیری اوقات مین سی ممکن ہی کہ ناگاہ

فيه فجأة ولو لم يجئ الموت فيه فجأة وهو يفضي الى الموت فما اعجب غفلتك عنه اما تتامل قوله تعالى اقترب للناس
موت آجاوی اور اگر موت ناگاہ نہ آوی تو مرض ناگاہ پیدا ہو جاوی وہ ہی تو نوبت لیجاوی اسمین تجہکو عجب غفلت ہی کیا تو اس آیت مین غور نہین کرتا نزدیک

حسابهم وهم في غفلة معرضون وما اعجب حالك انك تدعي الايمان بلسانك واثر النفاق ظاهر عليك فان
آلگا ہی لوگون کو حساب کا وقت اور وہ بیخبر ہو کر ٹلتی مین اور تیرا عجب حال ہی کہ زبانی تو ایمان کا دعوی کرتا ہی اور نفاق کا نشان تیری حال سی ظاہر ہی کیونکہ تیرا

سيدك ومولاك قد تكفل لك في امر الدنيا حيث قال وما من دابة في الارض الا على الله رزقها وانت تكذبه
سید اور مولی دنیا کی خرچ برج کا ذمہ دار ہو چکا ہی کیونکہ فرماتا ہی اور کوئی نہین پانو چلنی والا زمین پر مگر الله پر ہی اوسکی روزی اور تو اوسکو

بافعالك وتتكالب عليه تكالب المدهوش المستهتر ووكل امر الآخرة الى سعيك حيث قال وان ليس للانسان الا
اپنی حرکات سی جہٹلاتا ہی اور اوسپر دیوانہ بنا جاتا ہی جیسی مدہوش چہل بلہ اور اوسی آخرت کی معاملہ کو تیری سعی پر حوالہ کیا ہی کیونکہ فرماتا ہی اور یہہ کہ آدمی کو دیی

جا سعي وانت تعرض عنها اعراض المغرور المستحقر وليس هذا من علامات الايمان فلو كان الايمان باللسان

جو کمایا اور تو اسمین ایسی بی پروائی کرتا ہی جیسی مغرور حقارت کرنیوالا اس سی منہ پھیرتا ہی اور زبانی دعوی ایمان کی علامت نہین ہی پس اگر ایمان کا زبانی دعوی

يكفي فلماذا يكون المنافقون في الدرك الاسفل من النار فما اجرأتك على معصية الله تعالى ان كان مع اعتقادك

کفایت کرتا تو منافق لوگ دوزخ کی تہہ مین کیون جاتی بس خدا تعالی کی معصیت پر تیری کیا ہی جرات ہی اگر تو یہہ اعتقاد کرتا ہی

انه تعالى لا يراك فما اعظم كفرك وان كان مع علمك بانه تعالى يراك فما اشنع قباحتك وما اشد حماقتك

کہ اللہ تعالی تجھکو نہین دیکھتا تو تیرا کتنا بڑا کفر ہی اور اگر تو یہہ جانتا ہی کہ اللہ تعالی دیکھتا ہی تو تیری کیا ہی بڑی قباحت ہی اور کیسی سخت حماقت ہی

فباي جسارة تتعرض لمقته وغضبه وشديد عقابه واليم عذابه افتظن انك تطيق عذابه وعقابه

پس تو کس دلیری پر خدا کی بغض اور غضب اور عقاب شدید اور دردناک عذاب کی سامنی آتا ہی کیا تو یون جانتا ہی کہ اوسکی عذاب اور عقاب کو

هيهات هيهات كانك لا تؤمن بيوم الحساب فان يهوديا لو اخبرك في الذ طعامك انه يضرك في مرضك

سہیگا افسوس افسوس تو تو گویا قیامت کی دن پر ایمان ہی نہین لایا کیونکہ ایک یہودی اگر تجھی مرغوب سی مرغوب طعام کو کہدی کہ اس مرض مین یہہ تجھکو نقصان

لصبرت عنه وتركته افكان قول الله تعالى في كتبه المنزلة وقول الانبياء المؤيدين بالمعجزة اقل عندك

دیگا تو البتہ اوسپر صبر کری اور کہانا چھوڑ دی پس گویا اللہ تعالی کا فرمودہ منزل کتابون مین اور انبیا کا ارشاد جنکو معجزہ سی تائید ہوئی ہی تیری نزدیک

تاثيرا من قول يهودي يخبرك عن ظن وتخمين مع نقصان عقل ودين بل لو اخبرك طفل من الاطفال بان

یہودی کی قول سی جو گمان اور اٹکل سی کہتا ہی تاثیر مین کمتر ہی باوجودیکہ نہ اوسکی عقل درست ہی اور نہ دین بلکہ اگر تجھسی ایک بچہ یہہ کہدی کہ

في ثوبك عقربا لرميت ثوبك في الحال من غير توقف ولا سؤال افكان قول الانبياء والعلماء اقل عندك من

تیری کپڑی مین بچھو ہی تو تو فی الفور بلا تامل اپنی کپڑی پھینکدی نہ سوچی نہ پوچھی اب انبیا اور علما کا قول تیری نزدیک بچہ کی قول سی کمتر ہی

قول صبي وصار نار جهنم واغلالها وافاعيها وعقاربها احقر عندك من عقرب لا تحس بالمه الا يوما

یا دوزخ کی آگ اور زنجیرین اور سانپ اور بچھو تیری نزدیک ایسی بچھو سی جنکی بہر غایت ایک دن

واقل منه فان كنت تعرف جميع ذلك وتؤمن به فما بالك تشتغل بالشهوات وتسوف العمل والموت لك بالمرصاد

یا کمتر ہوتی سی نہایت مقرر ہین اب اگر تو یہہ تمام باتین جانتا ہی اور یقین کرتا ہی پھر تجھکو کیا ہوا کہ شہوات مین مشغول رہتا ہی اور نیک عمل مین تاخیر کرتا ہی اور موت تیری

فلعله يختطفك من غير مهل فبماذا امنت من استعجاله فكم من مستقبل يوما لم يستكمله وكم من مؤمل غدا لم

داؤ مین ہی مقابلہ کہ وہ تجھکو ابھی اچک لی پھر تجھکو اوسکی جلد سی کیا بچاؤ ہی سو اکثر صبح کرنیوالی دن پورا نہین کرنی پاتی اور اکثر اگلی دن کی امیدوار وہ

يبلغه وعلى تقدير انك وعدت بالامهال مائة سنة واخرت العمل الى اخرها فما ظنك ان من لم يطعم لدابته

دن نہین پکڑ سکتی اور یا تو کہ تجھکو سو برس کی عمر کا وعدہ دیا ہی اور تو آخر تک عمل مین تاخیر کرتا رہا اب تو کیا کہتا ہی کہ جو شخص اپنی ٹٹو کو کہانا دانہ

الا في حضيض العقبة هل تقدر على قطع العقبة بها وهل المانع عن المبادرة والباعث على التسويف سبب غير

کبھی نہ دیوی سوای دامن کوہ کی کیا وہ اپنی طاقت رکہتا ہی کہ اوس ٹٹو پر پہاڑ پر چڑہ جاوی اور نیک عمل کرنی سی باز رہنی کا اور آج کل کرتی رہنی گا اور کیا سبب ہی سوا اسکی

عجزك عن مخالفة هواك لما في ذلك من التعب والمشقة وهل تجد يوما ياتيك ولا يعسر فيه مخالفة الهوى هذا يوم

کہ تو اپنی خواہش کی خلاف نہین کرسکتا کیونکہ اسمین دشواری اور مشقت ہوتی ہی کیا تجھکو کوئی ایسا دن معلوم ہی جسمین ہوا وہوس کی مخالفت دشوار نہو گی ایسا دن تو

لم يخلقه الله تعالى ولا يخلقه الا في الجنة والجنة محفوفة بالمكاره والمكاره لا تكون خفيفة على النفوس

اللہ تعالی نی کوئی نہین پیدا کیا اور نہ پیدا کریگا سوای جنت کی اور جنت کی چار طرف مکارہ ہین اور مکارہ نفس کو کبھی خوش نہین آتی

قط هذا محال وجوده فان كنت لا تفهم هذه الامور الجلية وتركن الى التسويف فاي حماقة تزيد على هذه

یہہ محال ہی ہرگز نہین ہوسکتا پھر اگر تو ایسی ظاہر مقدمات کو نہین سمجھتا اور عمل مین درنگ کی جاتا ہی اب کونسی نادانی اس نادانی سی زیادہ ہو گی ورگر

الحماقة وان كنت تعتمد على كرم الله تعالى وفضله فما بالك لا تعتمد على كرمه وفضله في امور دنياك اما

تجھکو اللہ کی کرم اور فضل پہ بہروسہ ہے تو کیا وجہ ہے کہ دنیا کی کاروبار میں اللہ تعالی کی کرم اور فضل پر بہروسا نہیں کرتا بھلا

تستعد للشتاء بقدر طول مدته فتجمع له القوت والحطب والكسوة وغيرها من اللوازم ولا تتكل على فضل الله و

کیا تو جاڑے کی لئے بقدر موسم کی تیاری نہیں کرتا کہانا اور ایندہن اور پوشاک وغیرہ ضروریات جمع کرتا ہے اور اللہ تعالی کی کرم اور فضل پر بہروسا

كرمه حتى يدفع عنك برد الشتاء من غير جبة ونحوها فانه قادر على ذلك افتظن ان برد زمهرير جهنم

نہیں کرتا تاکہ اللہ تعالی بدون ہی جاڑے کی سردی بغیر جبہ وغیرہ کی دفع کردی کیونکہ اللہ تعالی کو یہہ بہی قدرت ہی کیا تجھکو یہہ خیال ہی کہ زمہریر جہنم کی جاڑے کی

اخف بردا واقل مدة من برد زمهرير الشتاء ام تظن انك تنجو منهما من غير سعي هيهات هيهات فان برد الشتاء

ٹہر سے ہلکی ہے اور تہوڑی دنوں ہوگی یا تجھکو یہہ خیال ہے کہ اوس سے بے محنت بچ رہے گا کبہی نہیں کبہی نہیں بیشک جاڑے کی ٹہر

كما لا يندفع عنك الا بالجبة والحطب وسائر اللوازم كذا لا يندفع عنك حر نار جهنم وبرد زمهريرها الا بالتحصن

جیسے بدون جبہ اور ایندہن وغیرہ لوازم کی دفع نہیں ہوتی ایسی ہی دوزخ کی گرمی اور زمہریر کی ٹہر ہرگز نہیں جاتی بدون پناہ لینے

بحصن الطاعات والعبادات مع ترك المنكرات وانما كرم الله تعالى وفضله في ان يعرفك طريق التحصن لا في ان يدفع

طاعات اور عبادات کی منکرات کو چہوڑ کر اور اللہ تعالی کا کرم اور فضل یہہ ہی کہ تجھکو طریقہ پناہ کا بتادیا یہہ نہیں ہے کہ اوسکی تکلیف

عنك العذاب بدون التحصن فان كرم الله تعالى وفضله في دفع برد الشتاء عنك ان يخلق لك النار و

بدون پناہ کی دور کردے بیشک اللہ تعالی کا کرم اور فضل جاڑا دفع کرنی کی باب میں یہہ ہی کہ تیرے لئے آگ پیدا کردی اور

يهديك طريق استخراجه من بين الحجر والحديد حتى تدفع عن نفسك برد الشتاء فكما ان شرى الجبة والحطب

اوسکو چقماق سے نکالنے کا طریقہ ہدایت کردیا کہ اپنی جان سے خنکی جاڑے کی دفع کرے پر جیسی جبہ اور ایندہن

وسائر اللوازم مما يستغني عنه خالقك ومولاك وانما تشتريه لنفسك اذ جعله سببا لاستراحتك كذلك

اور اور تمام لوازم کی تیری خالق اور مولی کو کچھ پروا اور نیازمندی کا نہیں ہی صرف تو ہی اپنی جان کی فائدہ کو خرید لیتا ہی کیونکہ اسمین تیرا آرام ہی ایسی ہی

طاعتك ومجاهدتك مما يستغني عنها خالقك ومولاك وانما هي طريق نجاتك من عذاب اليم ووصولك

تیری طاعت اور عبادت کی تیری خالق اور مولی کو پروا نہیں ہی عذاب الیم سی نجات کا یہہ طریقہ ہی اور عیش دائمی کا وسیلہ

الى النعيم المقيم فمن احسن فلنفسه ومن اساء فعليها والله غني عن العلمين ولعلك تقول لا يمنعني

جسنی بہلائی کی سو اپنی جان کی لئے اور جسنی برا کیا سو اپنی نقصان کو اور اللہ بی پرواہی عالمین سی اور شاید تو کہنی لگی مجکو راہ راست سی

عن الاستقامة الا حرصي على لذة الشهوات وقلة صبري على الالام والمشقات فان كنت صادقا في ذلك

بجز حرص مزہ داری شہوت کی اور سوای بی صبری الم اور مشقت کی اور کوئی نہیں روکتا اب اگر تو اسمین سچا ہے تو تیری کتنی بڑی

فما اشد حمقك وما اقبح عذرك فان شهوات الدنيا فانية سريعة الزوال غير خالية عن الكدورات في

نادانی ہی اور کیا برا عذر ہی کیونکہ دنیا کی شہوت تو فانی ہے ابہی ہو چکیں گی اور کبہی کسی وقت میں کدورت سی خالی نہیں ہیں

حال من الاحوال فما بالك لا تطلب الدخول في الجنة للتنعم فيها بالشهوات الباقية الدائمة الصافية عن

اب تیرا کیا عجب حال ہی کہ جنت میں جانا طلب نہیں کرتا تاکہ اوسمین عیش کیا کری شہوات باقیہ دائمی ہر طرح کی کدورت سی ہمیشہ کو صاف

الكدورات في جميع الاحوال فان الاخرة خير وابقى فاستعد للاخرة على قدر بقائك فيها فان بضاعتك

کیونکہ آخرت بہتر اور رہنی والی ہی اب تو آخرت کا سامان جبتک کہ تو وہان رہی تیار کر بیشک تیرا سرمایہ

ايام عمرك وقد ضيعت اكثرها وما بقي منها الا ايام معدودة فلو اتجرت فيما بقي ربحت وان ضيعت الباقية

زندگی کی دن ہیں سو تو اکثر کہو چکا ہے اوسمیں سی چند روز باقی رہ گئی ہیں پہر اوس بقیہ میں اگر تجارت کریگا تو فائدہ ہوگا اور اگر باقی کو بہی کہو دیا

واستغرقت

واستمررت على عادتك القديم خسرت خسرانا مبينا فانتبه يا مسكين من نوم الغفلة فان الموت موعدك
اور اپنی قدیم عادت پر چلتا رہا تو خوب ظاہر ٹوٹا ہووے گا پس ای مسکین غفلت کی نیند سی آنکہیں کہول بیشک موت تیرا وعدہ ہی

والقبر بيتك والتراب فراشك والفزع الاكبر امامك وعسكر الموتى فى خارج البلد ينتظرونك وكلهم
اور گور تیرا گہر ہی اور مٹی تیرا بچھونا ہی اور بڑا خوف تیری سامنی ہی اور مردون کا لشکر شہر سی باہر تیرا منتظر ہی وہ سب

الوا بالايمان المغلظة ان لا يرجعوا من مكانهم حتى ياخذوك ويضموك الى انفسهم اما تعلم انهم يتمنون
سخت سخت قسمیں کہائی ہوئی ہین کہ تجکو بغیر اپنی جگہ سی نہ ٹلینگی اور تجکو اپنی ساتھ ملا وینگی کیا تجہی خبر نہین کہ وہ ایک گہڑی کیواسطی دنیا مین آنیکی آرزو کرتی ہین

الرجعة الى الدنيا يوما ليشتغلوا فيه بتدارك ما فرط منهم وانت تضيع ايامك وتظن انهم دعوا الى الاخرة
تاکہ اپنی تعدی کا عوض ملا لین اور تو اپنی اوقات ضایع کرتا ہی تو یہہ خیال کرتا ہی کہ وہ تو آخرت مین بلائی گئی ہین

وانت من المخلدين هيهات هيهات فانك فى هدم عمرك منذ خرجت من بطن امك تبنى على ظهر الارض
اور تو ہمیشہ یہان رہیگا کبہی نہین کبہی نہین کیونکہ تو اپنی عمر جب سی ماکی پیٹ سی پیدا ہوا ہی برباد کئی جاتا ہی زمین پر محل چنواتا ہی

قصرك وعن قريب يكون بطنها قبرك تفرح كل يوم بزيادة مالك ولا تحزن بنقصان عمرك تعرض عن الاخرة
اور عنقریب زمین کا گڑہا تیری قبر ہونیکو ہی ہر روز مال بڑہنی سی خوش ہوتا ہی اور عمر کہٹنی کا تجکو کچہہ غم نہین ہی آخرت سی منہہ پہیرتا ہی

وهى مقبلة عليك وتقبل على الدنيا وهى معرضة عنك فما اعجب حالك انك مع كونك مرتكبا لانواع
اور وہ سامنی چلی آتی ہی اور تو دنیا پر متوجہ ہوتا ہی اور وہ تجہسی الگ ہوتی جاتی ہی تیرا بہی عجیب حال ہی باوجودیکہ سب قسم کی گناہ کئی جاتا ہی

الخطايا لا تجتهد فى عمارة اخرتك بل تشتغل بعمارة دنياك كانك غير مرتحل عنها فاحذر يا مسكين
آخرت کی درستی مین ذرہ کوشش نہین کرتا ہی بلکہ دنیا کی درستی مین ایسا لگا ہوا ہی گویا کبہی نہین مریگا سو ڈر اپنی جان پر ای مسکین

يوما الى الله تعالى على نفسه ان لا يترك فيه عبدا امره فى الدنيا ونهاه فيها حتى يسئله عن عمله قليله و
اوس دن سی کہ جاویگا تو خدا کی طرف کہ وہ اوس دن مین کسی آدم مکلف کو باقی نچہوڑیگا یہان تک کہ اوسکی تمام اعمال کی پرسش کریگا تہوڑا ہو

كثيره دقيقه وجليله خفيه وجليه فانظر ايها الغافل باى قلب تقف بين يديه وباى لسان تجيب
یا بہت ادنی ہو یا اعلی پوشیدہ ہو یا ظاہر سو دیکہہ تو او غافل کیا منہہ لیکر سامنی کہڑا ہوگا اور کس زبان سی اوسکی سوال کا

عن سواله واعدّ للسوال جوابا وللجواب صوابا واصرف بقية عمرك الى العمل الصالح فى ايام قصار لايام
جواب دیگا سوال کا جواب تیار کر رکہہ جواب باصواب اور بچتی عمر چہوٹی چہوٹی دنون مین بڑی بڑی دنون کی

طوال فى دار الفناء لدار البقاء فان قلت ان نفسى لا تطاوعنى على المجاهدة والمواظبة على الطاعات فما سبيل
واسطی دار فنا مین دار بقا کی واسطی اچہی نیک کام مین صرف کر اگر تو یہہ کہی کہ میرا نفس مجاہدہ کو اور دائمی طاعات کو نہین مانتا پہر اسکا

معالجتها فاعلم ان انفع اسباب علاجها على ما ذكره الامام الغزالى فى الاحياء ان تختار صحبة عبد يجاهد
کیا علاج تو سمجہہ لی کہ اسکا بڑا مفید علاج تو موافق بیان امام غزالی کی احیاء العلوم مین یہہ ہی کہ تو صحبت ایسی شخص کی اختیار کری جو طاعت الہی مین مجاہدہ

فى طاعة الله تعالى وتلاحظ احواله وتقتدى به لكن هذا العلاج متعذر فى هذا الزمان لفقد من يجتهد
کرتا ہو اور اوسکی حالات کو ملاحظہ کر کر اوسکی پیروی کری پر یہہ علاج اس زمانہ مین دشوار ہی کیونکہ ایسا شخص

فى العبادة اجتهاد الاولين فلا علاج انفع لك فى هذا الزمان من سماع احوالهم ومطالعة اخبارهم وما كانوا
جو متقدمین کی وضع پر عبادت مین مجاہدہ کرتا ہو نہین ملتا سو اب تیری لئی مفید علاج اس زمانہ مین اونکی حالات سننی کی برابر اور اخبار دریافت کرنی کی برابر کوئی نہین ہی

فيه من الجهد الجهيد وقد انقضى تعبهم وبقى ثوابهم ونعيمهم لا ينقطع ابد الاباد وما اشد حسرة من لا يقتدى
کہ وہ کیا کیا دشوار مجاہدہ کرتی تہی اور بیشک اونکی محنت تو ہو چکی اور ثواب اور عیش باقی رہگیا جو کبہی تمام نہوگا اور کتنی بڑی حسرت اوٹہاویگا جو اونکی پیروی نہین کرتا

ـهم فیمنع نفسه ایاما قلائل شهوات مکدرة ثم یاتیه الموت ویحال بینه وبین ما یشتهیه فعلیك ان تطالع
تا اپنی نفس کو چند روز مکدر شہوات سی باز رکھی پہر اوسکو موت شہوات سی روک دیگی سو تجھکو صحابہ

احوال الصحابة والتابعین ومن بعدهم من المجاهدین وبالوقوف علی احوالهم یستبین لك بعدك وبعد
اور تابعین اور اونکی بعد کی مجاہدین کی احوال کا مطالعہ ضروری اور انکا حال دیکہکر تجہپر یہہ کہل جاویگا کہ تو اور تیری زمانہ کی لوگ

اهل عصرك عن اهل الدین فان حدثتك نفسك وقالت انما یتیسر الخیر فی ذلك الزمان لکثرة الاعوان
دینداروں سی کتنا الگ ہیں پہر تیرا نفس اگر وسوسہ سی یہہ کہی کہ خیر اور عبادت اوسہی زمانہ میں ہوسکتی تہی کیونکہ اسباب بہت تہا

واما فی هذا الزمان فان خالفت اهل عصرك یسخرون بك ویقولون انه مجنون فوافقهم فیما هم فیه فلا
اور رہا یہہ زمانہ اب اگر تو اہل عصر کی خلاف کریگا تو وہ مسخرہ بناکر باؤلا کہدینگی سو اونکی موافق جو وہ کرتی ہیں کئی جا

یجری علیك الا ما یجری علیهم والبلیة اذا عمت طابت فایاك ان تتدلی بحبل غرورها وتنخدع
جو اونکا حال سو تیرا حال مرگ با انبوہ جشن ہوتا ہی سو تو بچتی رہنا مبادا اسکی حیلہ اور فریب اور مکر اور زد میں آجاوی

بتدویرها وقل لها ارأیت لو هجم سیل یغرق کل من صادفه وثبت اهل البلد علی مکانهم ولم یاخذوا حذرهم
تو اوسکو یہہ جواب دی کہ اگر پانیکی ایسی رو چڑہ آوی کہ جو سامنی آوی سو ڈوبی اور ایک گانو والی اپنی جگہہ پر ٹہری رہین اور اپنا بچاؤ نکریں

وانت تقدر علی ان تفارقهم وترکب سفینة وتخلص بها من الغرق فهل یختلج فی قلبك ان المصیبة
اور تجہکو اتنی قدرت ہووی کہ اونسی الگ ہوکر کشتی پر سوار ہوکر ڈوبنی سی بچ جاوی اب بہی تیری دلمیں یہہ خدشہ آویگا کہ مرگ با انبوہ جشن ہوتا ہی

اذا عمت طابت ام تترك موافقتهم وتستجهلهم فی صنیعهم وتاخذ حذرك مما دهاك فاذا کنت لا توافقهم خوفا
یا اونکا ساتھ چہوڑکر اس حرکت سی اونکو نادان بتاویگا اور اوس روسی اپنا بچاؤ کرلیگا پہر اگر تو ڈوبنی کا مارا اونکا ساتہ چہوڑتا ہی

من الغرق وعذاب الغرق لا یتمادی الا ساعة من لیل او نهار فکیف لا تهرب من عذاب الابد وانت متعرض له فی کل
اور حال یہہ ہی کہ ڈوبنی کی تکلیف رات یا دن میں بجز ایک ساعت کی زیادہ نہیں ہوتی پہر دائمی عذاب سی کیوں نہیں بچتا اور تو ہر وقت اوسکی سامنی چلا آتا ہی

حال ومن این تطیب المصیبة اذا عمت فان الکفار لم یهلکوا الا بموافقة اهل زمانهم حیث قالوا
اور مرگ با انبوہ کیسی جشن ہوتا ہی بیشک کفار اہل زمانہ کی موافقت ہی سی ہلاک ہوئی ہیں کیونکہ یہی کہتی تہی

انا وجدنا اباءنا علی امة وانا علی اثارهم مقتدون فایاك ثم ایاك ان تنظر الی اهل عصرك ومن مضی
ہمنی اپنی باپ دادی ایک راہ پر پائی اور ہم اونہیں کی قدموں پر چلتی ہیں سو بچنا پر رکہنا اہل زمانہ پر اور جو پہلی گذر گئی ہیں نگاہ نکرنا

قبلك فانك ان تطع اکثر من فی الارض یضلوك عن سبیل الله نسال الله ان یعصمنا من الضلال
بیشک اگر تو اکثر زمین کی باشندوں کی اطاعت کریگا تو اللہ کی راہ سی بہکا دینگی خدا سی دعا ہی کہ ہمکو گمراہی سی بچاوی

المجلس الخامس والستون فی بیان حث الامة علی التوبة ووجوبها علی الفور وتحقیقها
پینسٹہویں مجلس امت کو توبہ پر رغبت دلانی میں اور واجب ہونا توبہ کا فی الفور اور توبہ کی تحقیق

بالمعانی الثلثة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا ایها الناس توبوا الی الله فانی اتوب الیه
باعتبار تینوں معانی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ای لوگو اللہ کیطرف توبہ کرو کیونکہ میں طرف اللہ کی

فی الیوم مائة مرة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه الاغر المزنی وفیه حث الامة علی التوبة لانه علیه السلام
ہرروز سوبار توبہ کرتا ہوں یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی اغر مزنی کی روایت سی اور اسمیں امت کو توبہ پر ترغیب ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام

اذا کان یتوب فی الیوم مائة مرة مع عظم شانه وکونه معصوما فکیف لا یشتغل بالتوبة لیلا ونهارا
ہر روز سوبار توبہ کرتی تہی باوجود اس شوکت کی معصوم ہوکر پہر کیونکر رات دن توبہ نکرتا رہی

من یدنس جریدة اعماله بالذنب مرة بعد اخری لکن ینبغی ان یعلم ان التوبة لا یتحقق الا بثلثة امور
جسکا نامۂ اعمال پے درپے گناہوں سے سیاہ ہوتا رہتا ہے لیکن سمجھنے کی بات ہے کہ توبہ بدون ان تین امور مرتبہ کی نہیں ہوسکتی ہے

مرتبة علم وحال وعمل فالعلم اول والحال ثان والعمل ثالث وذلک لان العبد اذا عرف عظم ضرر الذنوب
علم اور حال اور عمل اول مرتبہ علم ہے دوسرا مرتبہ حال ہے تیسرا مرتبہ عمل ہے اور یہ اسلیے کہ آدمی جب یہ معلوم کرتا ہے کہ گناہ سے بڑا سخت

وکونها حجابا بینه وبین محبوبه فی الاخرة یحصل من هذه المعرفة فی قلبه تألم ویسمی تألمه هذا ندما
نقصان ہوتا ہے اور گناہ آخرت میں میری اور محبوب کی بیچ میں مثال پردہ کی ہوجاویگا تو اس معرفت سے اوسکی دل میں الم پیدا ہوتا ہے اور اس الم کو ندامت کہتے ہیں

فالمعرفة علم والندم حال حصل من العلم فاذا غلب هذا الندم علی القلب یحصل منه فیه قصد الی فعل له
پس یہ معرفت تو علم ہے اور یہ ندامت حال ہے کہ اس معرفت سے پیدا ہوتا ہے پھر یہ ندامت جب دل پر غالب ہوجاتی ہے تو دل میں ایسے کام کا ارادہ آتا ہے

تعلق بالحال والاستقبال والماضی اما تعلقه بالحال فبترک الذنوب واما تعلقه بالاستقبال فبالعزم
جسکو زمانہ حال اور استقبال اور گذشتہ سے لگاؤ ہوتا ہے پھر زمانہ حال سے یہ علاقہ ہوتا ہے کہ گناہ سے باز رہتا ہے اور استقبال سے یہ علاقہ ہے کہ عزم کرتا ہے

علی ترکها الی اخر العمر واما تعلقه بالماضی فبتدارک مافات بالجبر والقضاء ان کان قابلا للجبر والقضاء
کہ عمر بھر پھر گناہ نکرونگا اور زمانہ ماضی سے یہ علاقہ ہے کہ جو بات فوت ہوگئی ہے اوسکا عوض اور قضا کرے اگر قابل عوض اور قضا کی ہو

وهذا الفعل عمل حصل من الندم الحاصل من العلم والمراد من العلم ههنا الایمان والیقین بان الذنوب سموم
اوسکا یہ فعل عمل ہے جو ندامت سے حاصل ہوا اور وہ ندامت علم سے پیدا ہوئی اور یہاں علم سے مراد ایمان اور یقین ہے کہ گناہ آخرت میں زہر قاتل ہوتے ہیں

مهلکة فی الاخرة ونور هذا الایمان اذا اشرق علی القلب یثمر نار الندم لانه یبصر باشراق نور الایمان علیه انه
اور اس ایمان کا نور جب دل پر چمکتا ہے تو ندامت کی آگ بھڑک اوٹھتی ہے کیونکہ ایمان کی نور سے جو اوسپر چمکتا ہے ظاہر دیکھتا ہے کہ اپنی محبوب سے الگ رہ گیا

صار محجوبا عن محبوبه فیشتعل نار المحبة فیه فینبعث بتلک النار ارادة وقصد الی الفعل المتعلق بما ذکر
اب محبت کی حرارت شعلہ زن ہوتی ہے اوس حرارت کی زور سے اس فعل کا ارادہ پیدا ہوتا ہے جو اوقات مذکورہ حال اور استقبال اور ماضی سے

من الحال والاستقبال والماضی فالعلم والندم والقصد الی الفعل المذکور ثلثة معان یطلق اسم التوبة علی مجموعها
متعلق ہے سو علم اور ندامت اور ارادہ فعل مذکور کا یہ تین امور ہیں اس مجموعہ کو توبہ کہتے ہیں

فاذا تحققت هذه المعانی الثلثة یتحقق التوبة وکثیرا ما یطلق اسم التوبة علی الندم وحده ویجعل العلم کالمقدمة
جب یہ تینوں امر موجود ہوتے ہیں تو توبہ بیشک ہوتی ہے اور اکثر اوقات توبہ صرف ندامت کو کہدیتے ہیں اور علم کو اوسکا مقدمہ ٹھراتے ہیں

والفعل المذکور کالثمرة وبهذا الاعتبار قال النبی علیه السلام الندم توبة اذ لا یخلو الندم عن علم یوجبه ویثمره
اور فعل مذکور کو ثمرہ جانتے ہیں اور اسی اعتبار سے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے ندامت ہی توبہ ہے اسلیے کہ ندامت بدون علم کی کہ باعث اور موجد ہے اور

وعن عزم یتبعه ویتلوه فیکون الندم محفوفا بطرفیه احدهما ثمرته والاخر مثمره ثم ان التوبة واجبة علی جمیع
بغیر عزم کی کہ اوسکی پیچھے لازم ہوتا ہے نہیں ہوتی سو اب ندامت دونو طرف سے گہری ہوتی ہے ایک طرف ثمرہ اور دوسری طرف باعث اور موجد ہوتا ہے پھر بیشک توبہ تمام

المؤمنین علی الفور اما وجوبها علی الجمیع فلقوله تعالی وتوبوا الی الله جمیعا ایها المؤمنون ولقوله تعالی یا ایها الذین
مسلمانوں پر فی الفعل ترت واجب ہے وجوب تو سبکی اوپر اس آیت سے ثابت ہے اور توبہ کرو اللہ کی طرف سب ملکر اے ایمان والو اور اس آیت سے کہ اے ایمان والو

امنوا توبوا الی الله توبة نصوحا وظاهر هاتین الایتین یدل علی ان التوبة واجبة علی کل احد من المؤمنین
توبہ کرو آگے اللہ کی صاف دل کی توبہ اور ظاہر معنی ان دونوں آیتوں کی یہ ہی دلالت کرتی ہیں کہ توبہ ہر ہر شخص مؤمن پر واجب ہے

لورود الامر فیهما علی العموم ونور البصیرة ایضا یرشد الی ذلک لان معنی التوبة الرجوع عما لا یرضاه الله تعالی
کیونکہ امر ان دونو آیتوں میں سبکو عام ہے اور دل کی روشنی بھی یہ ہی گواہی دیتی ہے اسواسطے کہ توبہ کی معنی اللہ تعالی کی نارضامندی سے

الى مايرضاه وذلك لا يتصور الا من العاقل والعقل لا يكمل الا بعد كمال الشهوة والغضب وسائر الصفات المذمومة

رضامندی کی طرف رجوع کرنا اور یہہ امر صرف عاقل ہی سی ہوسکتا ہی اور عقل کامل نہیں ہوتی بدون کامل ہونی قوی شہوانی اور غضبی اور تمام اوصاف بد کی

التي هي وسائل الشيطان الى اغواء الانسان فان الشهوة من جنود الشيطان والعقل من جنود الملئكة وليس

جو جو واسطی ہیں اغوائی انسان کی شیطان کی وسیلی ہیں کیونکہ شہوت شیطان کا لشکر ہی اور عقل فرشتوں کا لشکر ہی اور ایسا

في الوجود انسان الا وشهوته التي هي عدة الشيطان متقدمة على عقله الذي هو عدة الملئكة فيكون الرجوع

انسان کوئی نہیں ہی جسکی شہوت جو شیطانی سامان ہی عقل پر کہ فرشتوں کا سامان ہی مقدم نہو سو اب امور سابقہ سی جو شہوات کی

عما سبق من مساعدة الشهوات ضروريا في كل انسان بعد البلوغ لان من بلغ كافرا جاهلا لدين الاسلام يجب

مددگار ہیں باز رہنا ہر انسان کو بلاغت کی دونوں ضرور ہی اسلئی کہ جو شخص حالت کفر میں اسلام سی ناواقف بالغ ہو گیا تو اوسپر

عليه التوبة عن كفره وجهله بتعلم ما يحصل به الاسلام ومن بلغ مسلما تبعا لابويه غافلا عن حقيقة الاسلام

توبہ اپنی کفر اور جہالت سی واجب ہی کردہ باتیں سیکھی جن سی اسلام حاصل ہووی اور جو شخص ماباپ کی ساتھہ حالت اسلام میں بالغ ہوا بی خبر اسلام کی حقیقت سی

يجب عليه التوبة عن غفلته بفهم معنى الاسلام اذ بعد البلوغ لا يفيده اسلام ابويه شيئا مالم يسلم بنفسه

تو اوسپر توبہ اس غفلت سی واجب ہی کہ اسلام کی معنی خوب سمجھی اسلئی کہ بالغ ہو کر ماباپ کا اسلام اسکی حق میں کچھہ مفید نہیں ہی جبتک خود مسلمان نہووی

فاذا فهم معنى الاسلام بعد البلوغ يجب عليه الرجوع عن عادته والفه بالاسترسال في الشهوات والعادات وهو اشق

پہر جب بالغ ہو کر معنی اسلام کی سمجہہ چکا تو اوسپر باز آنا اپنی عادات اور الفت سی کہ شہوات وغیرہ عادات میں بی مہار ہو رہا ہی واجب ہی اور اس قسم کی توبہ

ابواب التوبة وفيه هلك اكثر الخلق لعجزهم عنه لان الشهوة تكمل في الصبى قبل البلوغ وكمال العقل فيكون

سب قسموں کی نسبت دشوار ہی اسمیں اکثر خلقت عاجز ہو کر ہلاک ہو گئی ہی اسلئی کہ شہوت لڑکپن میں بلاغت اور کمال عقل سی پہلی مستحکم ہو جاتی ہی سو

جند الشيطان في الابتداء مستوليا على مملكة القلب ويقع للقلب انس والف بمقتضيات الشهوات والعادات

شیطانی لشکر پہلی ہی دلکی ولایت کو مغلوب کرلیتا ہی اور دل کی اندر شہوات اور عادات کی محبت اور الفت پیدا ہو کر غالب آجاتی ہی

ويغلب فيه ذلك ويعسر عليه النزوع عنه ثم يلوح العقل الذي هو من حزب الله تعالى وجنده فان كان كاملا

اور اوس حالت سی اوسکو نکلنا دشوار ہوتا ہی پہر عقل کہ اللہ تعالی کا جتہا اور لشکر ہی ظاہر ہوتی ہی پہر اگر وہ کامل

قويا ينتهض لانقاذ عباد الله تعالى من يدي اعدائه شيئا فشيئا على التدريج فيكون اول شغله قمع جنود

اور قوی ہی تو واسطی چہوڑانی عباد الہی کی دشمنوں کی ہاتہوں سی آہستہ آہستہ بتدریج تیار ہوتی ہی پہر شیطانی لشکر کا اوکہاڑنا شہوتوں کو توڑ کر

الشيطان بكسر الشهوات ومفارقة العادات ورد الطبع على سبيل القهر الى العبادات ولا معنى للتوبة الا هذا وان لم يكن

اور عادات کو چہوڑانا اور طبیعت کو بزور ہٹا کر عبادات پر لگانا اوسکا اول شغل ہی اور توبہ کی معنی سوا اسکی اور کچہہ نہیں ہیں اور اگر وہ عقل کامل

كاملا قويا تسلم مملكة القلب للشيطان وينجز اللعين وعده حيث قال لئن اخرتن الى يوم القيمة لاحتنكن ذريته

اور قوی نہووی تو دلکی مملکت شیطان کی حوالہ کردیتی ہی اور وہ ملعون اپنا وعدہ پورا کرتا ہی چنانچہ کہتا ہی اگر تو مجکو ڈہیل دی قیامت کی دن تک تو اوسکی اولاد کو ڈہانٹی دونگا

الا قليلا والمعنى انك ان اخرتني حيا الى يوم القيمة لاقودنهم حيث ماشئت

مگر تہوڑی سی اور مراد یہہ ہی کہ اگر تو مجکو جیتا چہوڑیگا قیامت تک تو بیشک اونکو جدہر چاہونگا کہینچ لیجاؤنگا

ولاستولين عليهم استيلاء قويا الا قليلا منهم وهم المخلصون من عباد الله الصالحين

اور بیشک اونپر غالب رہونگا مگر اونمیں سی بعضوں پر کہ وہ مخلص بندی اللہ کی اور صلحاء ہیں

وهذا كقول اللعين لازينن لهم في الارض ولاغوينهم اجمعين وانما عرف اللعين حصول ذلك المطلب له مع انه لا

اور یہہ چنانچہ وہ ملعون کہتا ہی البتہ میں اونکو سنواری دکہاؤنگا زمین میں اور راہ سی کہو دونگا اون سبکو ورنہ لعین حصول اس مطلب کا باوجودیکہ غیب دان نہیں ہی

يعلم الغيب استدلالا بما راى فيهم من كون مبدء الشر متعددا ومبدء الخير واحدا اذ في نفس الانسان قوة بهيمية

اس دلیل سے سمجھ گیا کہ اوسنے دیکہا کہ آدمیون کی اندر بدی کی اسباب تو بہت ہین اور بہلائی کا سبب ایک ہی ہی کیونکہ انسان کی ذات مین قوت بہیمیہ

شهوانية وقوة سبعية غضبية وقوة وهمية شيطانية وهذه الثلثة مستولية عليه من اول الخلقة داعية

شہوانی اورقوت سبعی غضبی اورقوت وہمیہ شیطانی ہی اور تینون قوتین ابتداء پیدایش سے اسپر غالب پہلی آتی ہین شر کی طرف

له الى الشر وتحدث بعد هذه الثلثة فيه قوة عقلية ملكية وهي وان كانت داعية الى الخير لكنها انما تكمل بعد استيلاء

متوجہ رکہتی ہین اوران تین قوتون کی بعد اوسمین قوت عقلی ملکی ہوتی ہی اور یہہ اگرچہ آدمیکو خیر کی طرف بلاتی ہی پر یہہ قوت جب کامل ہوتی ہی کہ

الثلثة الاولى على القلب فلما راى اللعين فيه ذلك علم ان ما يريده يمكن حصوله فعلى هذا يكون التوبة فرض عين

وہ پہلی تینون قوتین دل پر غالب ہوجاوین جب شیطان ملعون نی انسان مین یہہ قوتین دیکہین تو جان گیا کہ میرا ارادہ ہوسکتا ہی اب اس بیان کی موافق ہر ہر شخص پر توبہ

على كل شخص ولا يتصور ان يستغني عنها احد من افراد البشر واما وجوبها على الفور فلما في تاخيرها من الاصرار

فرض عین ہی اور معلوم نہین ہوتا کہ افراد انسان مین سے کوئی بہی اسکا حاجتمند نہو اور رہا توبہ کا ترت فی الحال واجب ہونا سو اسلئے کہ تاخیر کرنی مین اصرار

المحرم الذي يتضاعف الذنوب به اذ يلزم بتاخيرها لحظة ذنب اخر واجب التوبة حتى قالوا يلزم بتاخير التوبة

حرام لازم آتا ہی یعنی ہٹ کرنا کہ جس سے گناہ درگناہ بڑہتی چلی جاتی ہین کیونکہ توبہ سے ایکدم بہر تاخیر کرنی مین ایک اورگناہ واجب التوبہ پیدا ہوجاتا ہی

عن كبيرة زمانا واحدا كبيرتان الاولى وترك التوبة عنها وزمانين اربع كبائر الاوليان وترك التوبة عن كل منهما

اتنا کہتی ہین کہ گناہ کبیرہ کی توبہ سے ایکدم بہر تاخیر کرنی مین دو کبیرہ ہوجاتی ہین ایک وہ ہی پہلا اور دوسرا توبہ نکرنی اور دودم مین چار کبیرہ ہوجاتی ہین دو تو پہلی اور دو دونو سے توبہ نکرنی

وثلثة ازمنة ثماني كبائر واربعة ازمنة ستة عشر كبيرة وخمسة ازمنة اثنان وثلثون كبيرة وهكذا

اور تین دم مین آٹھ کبیرہ ہوتی ہین اور چاردم مین سولہ کبیرہ ہوتی ہین اور پانچ دم مین بتیس کبیرہ ہوتی ہین اسطرح گناہ بڑہتی جاوینگی

يتضاعف الذنوب بما زاد التاخير وقد ذكر فيما سبق ان العلم بكون الذنوب سموما مهلكة من نفس الايمان فاذا ثبت

جسقدر تاخیر ہوتی جاویگی اوراوپر مذکور ہوچکا ہی کہ گناہ کو زہر قاتل سمجہنا عین ایمان ہی جب یہہ ثابت ہوا

ان هذا العلم من نفس الايمان يلزم ان يكون الايمان باعثا على ترك الذنوب فمن لم يتركها فهو فاقد هذا الجزء من الايمان

کہ یہہ علم عین ایمان ہی تو لازم آتا ہی کہ ایمان واسطی ترک ذنوب کی باعث ہوا کری پہر جو شخص گناہ کو ترک نہین کرتا تو اوسمین ایمان کا یہہ جزو نہین ہی

ولهذا قال النبي عليه السلام لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن فانه عليه السلام ما اراد به نفي الايمان الذي هو العلم

اور اسہی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ زانی زنا نہین کرتا کہ زنا کرتا ہو اور وہ مسلمان ہی ہو بیشک نبی علیہ السلام کی یہہ مراد نہین ہی کہ وہ ایمان جو خدا کا پہچاننا

بالله وملئكته وكتبه ورسله فان ذلك الايمان لا ينافيه الزنى وسائر الذنوب بل اراد به نفي الايمان الذي هو العلم

اور اوسکی فرشتون کا اور کتابون اور انبیا کا ہی جاتا رہا کیونکہ زنا اس ایمان کا منافی نہین ہی اور نہ اور تمام گناہ بلکہ اس سے یہہ مراد ہی کہ وہ ایمان جسمین یہہ سمجہنا تہا

بكون الزنى مبعدا من الله تعالى وموجبا للمقته فعلى هذا لا يكون المصر على المعاصي كاملا في ايمانه بل يكون ناقصا فيه

کہ زنا خدا سے دور کردیتا ہی اور ہلاک کرڈالتا ہی باقی نہین رہتا اس بیان کی موافق جو شخص معاصی پر جما ہوا ہی ایمان کامل نہین رکہتا بلکہ ایمان کی باب مین ناقص ہوتا ہی

وذلك لان ترك الذنوب لا يتصور الا بالصبر والصبر لا يتيسر الا بالخوف والخوف لا يتحقق الا بالعلم بعظم ضرر الذنوب

اسلئے کہ ترک ذنوب بدون صبر کی خیال مین نہین آتا اور صبر بدون خوف کی میسر نہین ہوتا اور خوف پیدا نہین ہوتا جبتک گناہون کا بڑا ہی ضرر یقین نکری

والعلم بعظم ضرر الذنوب لا يحصل الا بتصديق الله تعالى ورسوله فمن لم يترك الذنوب واصر عليها [illegible]

اور گناہون کی ضرر کا یقین بدون تصدیق خدا اور رسول کی نہین ہوتا پہر جو شخص گناہون سے باز نہ آوی گناہون پر جما ہی رہی گویا [illegible] خدا اور رسول

الله تعالى ورسوله فيخاف عليه امر عظيم عند الموت اذ ربما يكون موته على الاصرار سببا لزوال [illegible]

[illegible] نہین کی تو اوسپر مرتی دم بڑاہی خوف ہی اسلئے کہ ہوسکتا ہی کہ اوسکی موت اسی پیچ پر ایمان کو ڈگاوی [illegible] انجام

الخاتمة ویبقی فی جهنم ابد الاباد وان لم یختم له بسوء الخاتمة بل مات علی الایمان یکون فی مشیة الله تعالی ان
خاتمہ بد پر یہودی اور ہمیشہ کو دوزخ میں پڑا رہی اور اگر انجام خاتمہ بد پر نہوا بلکہ ایمان پر مرا تو اب تابع مرضی الٰہی کا ہی چاہی اوسکو دوزخ میں ڈالکر

شاء یدخله جهنم ویعذبه فیها بقدر ذنوبه ثم یخرجه منها ویدخله الجنة ولو بعد حین وان شاء یعفو عنه
بمقدار معاصی کی عذاب دیکر پہر دوزخ میں سی نکال کر جنت میں داخل کری اگرچہ بعد مدت کی ہو اور چاہی اوسکو معاف کری

ویدخله الجنة بلا عذاب اذ لا یستحیل ان یشمله عموم العفو بسبب خفی حتی لا یطلع علیه احد غیر الله تعالی
اور بلا عذاب جنت میں داخل کردی اسلئی کہ کیا محال ہی کہ اوسکی عنایت عام اوسپر بہی ہوجاوی کسی پوشیدہ سبب سی جسکو بجز الله تعالی کی کوئی نہ جانتا ہو

کما لا یستحیل ان یدخل احد خرابا لطلب کنز فاتفق ان یجده لکن من خرب بیته وضیع ماله وترك نفسه وعیاله
جیسی ممکن تہا کہ کوئی اجاڑ کی اندر خزانہ کی تلاش میں جاوی پہر اتفاقا خزانہ پالیوی لیکن جسنی اپنا گہر خراب کردیا اور مال تلف کرکر اپنی جان کو اور اولاد کو

جیاعا یزعم انه ینتظر من فضل الله تعالی ان یرزقه کنزا تحت الارض فی بیته فانه کما یعد من الحمقی المغرورین وان
بہوکا مارا کہی کہ میں الله کی اس فضل کا منتظر ہون کہ میری گہر کی اندر زمین میں سی خزانہ عنایت کری سو یہہ شخص جیسی احمق بی وقوف سمجہا جاویگا اگرچہ اوسکی خواہش

کان ما ینتظره غیر مستحیل فی قدرة الله تعالی وفضله کذلك من ینتظر المغفرة من فضل الله تعالی مع کونه مصرا
بلحاظ قدرت اور فضل الٰہی کی کچہہ محال نہیں ہی ہوسکتی ہی ایسی ہی جو شخص بخشش کا امیدوار ہی الله تعالی کی فضل سی باوجودیکہ

علی الذنوب غیر سالك طریق المغفرة یعد من المعتوهین فبعض من هؤلاء الحمقی المغرورین یروج حماقته بکلام حسن
گناہوں پر جم رہا ہی اور بخشش کی راہ نہیں چلتا بیوقوف کہلاویگا پہر بعضی انہیں سی احمق بہولی اپنی حماقت کی ساتہہ اس خوبی سی کلام کرتی ہیں

ویقول ان الله کریم لا تضیق جنته عن مثلی ولا تضره معصیتی ثم تری ذلك الاحمق یرکب البحار ویختار مشاق الاسفار
الله تعالی بیشک کریم ہی اوسکی جنت مجہہ سوال سی تنگ نہیں ہوجاویگی اور میری معصیت سی اوسکا کیا ضرر ہی پہر تم اوس احمق کو دیکہتی ہو کہ دریا کا سفر کرتا ہی اور

فی طلب الدرهم والدینار واذا قیل له ان الله تعالی کریم وخزائن دراهمه ودنانیره لا یقصر عن مثلك ولا یضره کسلك
واسطی طلب روپیہ اشرفی کی سفر کی مشقت کہینچتا ہی اور اگر یہہ کہی کہ الله تعالی بیشک کریم ہی اور اوسکی خزانی میں روپیہ اشرفی کی تجہہ سوال کی لئی کچہہ کمی نہیں ہی اور تجارت میں تیری

بترك التجارة فاجلس فی بیتك عساه ان یرزقك من حیث لا تحتسب فانه یستحمق من یقول هکذا ویستهزء
سستی سی اوسکا کیا نقصان سو تو اپنی گہر بیٹہہ رہی تجہکو روزی دیویگا جہانسی تیرا گمان نہو اب اس تقریر والی کو احمق بتاتا ہی اور ٹہٹہی کی راہ سی کہتا ہی

به ویقول ما هذا الهوس فان السماء لا تمطر ذهبا ولا فضة وانما یحصل ذلك بالکسب هکذا جرت عادة
یہہ کیا واہیات ہی آسمان سی اشرفی روپیہ کبہی نہیں برستا یہہ تو بدون محنت کسی کو حاصل نہیں ہوتا اسیطرح الله کی عادت

الله تعالی وسنته ولا تبدیل لسنة الله ولا یعلم هذا الاحمق ان رب الدنیا والاخرة واحد ولا تبدیل
اور قاعدہ جاری ہی الله کی ہاں قاعدی نہیں بدلتی اب یہہ احمق نہیں سمجہتا کہ پروردگار دین دنیا کا تو ایک ہی سو اوسکی قاعدی دونو

لسنته فیهما جمیعا وقد اخبرنا لیس للانسان الا ما سعی فکیف یعتقد بکونه کریما فی الاخرة ولا یعتقد بکونه
جہا میں نہیں بدلتی اور بیشک یہہ فرمایا ہی اور نہیں ہی واسطی انسان کی مگر جو کمایا اب کیونکر اوسکو آخرت کی لئی تو کریم جانتا ہی اور دنیا کی باب میں

کریما فی الدنیا فان من یخاف من الهلاك فی هذه الدنیا الفانیة اذا کان یجب علیه الاحتراز عن السموم وما
کریم نہیں سمجہتا بیشک جو شخص اس دار فانی میں ہلاکت سی ڈرتا ہو جب اوسپر یہہ واجب ہی کہ زہر وغیرہ مضر اور مہلک اشیا سی

یضره من المهلکات فی کل حال فالخائف من الهلاك الابدی اولی ان یجب علیه الاحتراز عن المعاصی التی هی سموم
ہر وقت احتراز کیا کری پس جو شخص ہلاک ابدی کا اندیشہ کرتا ہو اوسپر اولی تر واجب ہی کہ جملہ معاصی سی جو دین کی حق میں زہر ہیں احتراز کرتا رہی

الدین فان المخوف من هذه السموم فوات الاخرة الباقیة التی لیست اضعاف اعمار الدنیا عشر عشیرها اذ
کیونکہ اس زہر سی خوف آخرت باقیہ کی فوت کا ہی جسکی برابر دنیا کی چند در چند عمریں سوین حصہ کو نہیں پہنچتی کیونکہ

لیس

لیس لمدتها غایة ولا نهایة وفیها النعیم المقیم والملك العظیم وفی قواتها نار الجحیم والعذاب الالیم المجلس السادس

آخرت کی مدت کا نہ کچھ اوخیر ہی اور نہ کچھ انتہا اور اوسمین عیش دائمی اور سلطنت بڑی اور اوسکی فوت مین دوزخ کی آگ ہی اور عذاب دردناک — چہاسٹھوین مجلس

والستون فی بیان قوله علیه السلام ان الله یقبل توبة العبد ما لم یغرغر قال رسول الله صلعم ان الله تعالی یقبل توبة العبد

اس حدیث کی بیان مین — بیشک الله تعالی بندہ کی توبہ قبول کرتا ہی جبتک سانس گلیمین نہ اٹکی یعنی نزع تک رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا بیشک الله تعالی بندہ کی توبہ قبول کرتا ہی

ما لم یغرغر هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابن عمر الغرغرة تردد الشیٔ فی الحلق ویستعمل فی تردد الروح

جبتک جان گلیمین آوی یہہ حدیث — مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابن عمر کی روایت سی اور اصل مین غرغرہ کسی چیز کا حلق میں اندر آنا جانا اور حلق مین روح کی آمد و رفت پر

وهو المراد هنا والمعنی ان توبة المذنب مقبولة ما لم یبلغ الروح الحلقوم اذ عند الغرغرة وبلوغ الروح الحلقوم

بہی استعمال کیا جاتا ہی اور یہان یہی مراد ہی اور معنی یہہ ہین کہ گنہگار کی توبہ مقبول ہوتی ہی جبتک روح گلیمین نہ آجاوی اسلئے کہ غرغرہ کی وقت جب روح حلقمین آ گئی

یعاین ما یصیر الیه من رحمة او هوان ولا ینفعه حینئذ توبة ولا ایمان کما قال الله تعالی فیما انزله من القرآن

تو اپنی انجام کو ظاہر دیکہتا ہی رحمت یا خواری اب اوسکو نہ توبہ کچھ فائدہ کری اور نہ ایمان چنانچہ الله تعالی قرآن منزل مین فرماتا ہی

فلم یك ینفعهم ایمانهم لما رأوا بأسنا وقال فی آیة اخری ولیست التوبة للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر

پہر نہ ہوا کہ کام آوی اونکو یقین لانا اونکا جب دیکہہ چکی ہمارا عذاب اور ایک اور آیت مین فرمایا اور اونکی توبہ نہین جو کرتی جاتی ہین برے کام اور جب سامنی آوی

احدهم الموت قال انی تبت الآن لان من شرط التوبة العزم علی ترك الذنب الذی تیب عنه وعدم المعاودة

ایسی کسیکو موت کہنی لگا مین نی اب توبہ کی اسواسطی کہ توبہ مین عزم کرنا ترک گناہ کا جس سی توبہ کی ہی اور اوسکو کبہی عمل مین نہ لانا شرط ہی اور یہہ عزم

علیه وذلك انما یتحقق اذا تمکن التائب منه وبقی اوان الاختیار فما لم یبلغ الروح الحلقوم لا ینقطع الرجاء فیصح

جبہی ہوسکتا ہی کہ تائب کو قدرت ہو اور اختیار کا وقت باقی ہو سو جبتک روح حلق مین نہین آتی تو امید منقطع نہین ہوتی پس تائب سی

منه الندم والعزم علی ترك الذنب فعلم من هذا ان التوبة مبسوطة للعبد حتی یعاین قابض الارواح وذلك

ندامت اور عزم ترک گناہ کا سب صحیح ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ بندہ کی لئی توبہ کا وقت فراخ ہی جبتک کہ قابض الارواح کو دیکہی — اور یہہ جب ہی

عند الغرغرة وبلوغ الروح الحلقوم فعلی هذا یجب علی العبد ان یتوب عما کان علیه من المعاصی قبل المعاینة

کہ دم اٹکنی لگی اور روح حلق مین آجاوی پس اس بیان کی موافق بندہ پر واجب ہی کہ اپنی تمام معاصی سی معائنہ اور غرغرہ سی پہلی توبہ کری

والغرغرة ولا ییأس من رحمة الله تعالی لانه تعالی قال لا ییأس من روح الله الا القوم الکافرون وقال فی آیة اخری

اور الله تعالی کی رحمت سی ناامید نہو اسلئی کہ الله تعالی فرماتا ہی ناامید نہین اسکی فیض سی مگر وہی لوگ جو منکر ہین — اور ایک اور آیت مین فرمایا

وهو الذی یقبل التوبة عن عباده ویعفو عن السیئات فینبغی للعاقل ان یتوب فی کل وقت ولا یکون مصرا علی

اور وہ ہی جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندونسی اور معاف کرتا ہی برائیان سو عاقل کو لازم ہی کہ ہر وقت توبہ کیا کری اور گناہ پر نہ اڑ جاوی

الذنب فان التائب من الذنب لا یکون مصرا وان عاد فی الیوم سبعین مرة وقد جاء فی الحدیث انه علیه السلام

کیونکہ گناہ سی توبہ کرنیوالا گناہ کا مصر نہین ہوتا — اگرچہ دن بہر مین پہر پہر کر ستر مرتبہ کری — اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال من لزم من الاستغفار جعل الله له من کل ضیق مخرجا ومن کل هم فرجا ورزقه من حیث لا یحتسب و

کہ جو شخص استغفار کو لازم کرلی تو الله تعالی اوسکو ہر تنگی سی رستگاری دیتا ہی اور ہر غم سی کشادگی اور رزق دیتا ہی جہانسی گمان نہو — اور

فی حدیث آخر انه علیه السلام قال کل بنی آدم خطاء وخیر الخطائین التوابون وروی انه علیه السلام قال والله

ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمام بنی آدم خطاوار ہین اور اچہی خطاوار وہ ہین جو توبہ کرتی ہین اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قسم ہی الله کی

انی لاستغفر الله واتوب الیه فی الیوم اکثر من سبعین مرة وفی حدیث آخر انه علیه السلام قال یا ایها الناس

کہ مین ہر روز استغفار اور توبہ ستر مرتبہ سی زیادہ کرتا ہون — اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ای لوگو

توبوا الی الله فانی اتوب الیه فی الیوم مائة مرة فانظروا یا اهل الانصاف اذ کان النبی علیه السلام یستغفر و

اللہ کی آگے توبہ کرو بیشک مین اوسکی آگے ہر روز سو بار توبہ کرتا ہون اب خیال توکرو ای انصاف والو جب نبی علیہ السلام استغفار اور

یتوب وقد غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تاخر فالذی لم یظهر حاله اغفر له ام لا کیف لا یتوب الی الله

توبہ کرتی ہون باوجودیکہ اللہ تعالی اونکی تمام گناہ بالفرض اگلی اور پچھلی سب معاف کر چکا ہی پہر جسکا حال کچھہ معلوم نہین کہ معاف ہوا ہی یا نہین وہ اللہ کی سامنی

فی کل وقت وکیف لا یجعل لسانه ابدا مشغولا بالاستغفار وقد روی عن ابن عباس انه علیه السلام قال هلك

ہروقت کیونکر توبہ نہ کی جاوی اور کیونکر ہمیشہ اپنی زبان کو استغفار مین مشغول نہ رکہی اور بیشک روایت ہی ابن عباس سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ماری گئی

المسوفون والمسوف من یقول سوف اتوب وهو هالك لانه یبنی الامر علی البقاء الذی لیس مفوضا الیه فلعله لا یبقی

درنگ کرنیوالی اور مسوف وہ ہوتا ہی جو کہی اب توبہ کرونگا اور وہ ہلاک ہوا جاتا ہی اسلئی کہ بقا پر بہروسہ رکہتا ہی جو کہ اوسکی حوالہ نہین ہی پہر شاید کہ جیتا نہ بچی

فان بقی فانه کما لا یقدر علی ترك الذنب الیوم لا یقدر علی ترکه غدا لان عجزه عن الترك فی الحال لیس الا

اور اگر بچا بہی تو جیسی اب گناہ نہین چہوڑ سکتا آگی کو نہ چہوڑ سکی کیونکہ بالفعل اسکا مانع ترک معصیت سی بجز غلبۂ شہوت کی کوئی نہین

لغلبة الشهوة علیه والشهوة لا تفارقه غدا بل تتضاعف وتتاکد بالاعتیاد فلیست الشهوة التی اکدها

اور شہوت تو اگلی روز بہی ساتہہ ہی بلکہ باعتبار عادت کی پہلی سی زیادہ اور مضبوط سو جس شہوت کو آدمی نی عادت کرکر

الانسان بالاعتیاد کالتی لم یؤکدها وعن هذا هلك المسوفون فانهم یظنون ان بین المتماثلین فرقا ولا یدرون

قوت بخشی ہی وہ ایسی ضعیف نہین ہوتی جسکی عادت نہین کی اسہی مین درنگ کرنیوالی ماری گئی کیونکہ وہ یہہ خیال کرتی ہین کہ دو متماثل مین فرق ہوتا ہی یہہ نہین جانتی

ان الایام متشابهة فی کون ترك الشهوة شاقا فیها ولیس مثال المسوف الا مثال من یحتاج الی قلع شجرة فیراها

کہ دن سب ایک سی ہین ترک شہوت ہمیشہ دشوار ہی اور مسوف یعنی توبہ مین دیر لگانیوالی کی مثال ایسی ہی کہ کسیکو ضرورت درخت اوکہاڑنی کی لگی سو اوسکو دیکہا

قویة لا تنقطع الا بمشقة شدیدة فیقول اخرها سنة ثم اعود الیها فاقلعها ومن المعلوم قطعا ان الشجر

تو مضبوط پایا کہ بی مشقت شدید کی نہین اوکہڑ سکتا اب وہ کہی کہ ایک برس بہر اور کہڑا رہنی دون پہر آکر اسکو اوکہاڑون گا اور یہہ بات یقینی معلوم ہی کہ درخت

کلما بقیت فی الارض ازداد رسوخها فلا حماقة فی الدنیا اعظم من حماقته لانه عجز عن قلعها قبل ازدیاد

جتنا زمین مین کہڑا رہی گا مضبوط اور زور ہوتا جاویگا اب دنیا مین اس سی بڑا احمق کوئی نہین ہی کیونکہ اس سی ابتو اکہڑ نہین سکتا کہ ابہی خوب بیخ نہین ہوا

رسوخها ثم اخذ ینتظر القدرة علی قلعها بعد ازدیاد رسوخها اذا تحقق هذا فلا بد للمؤمن ان لا یفرغ من التوبة

پہر یہہ ایسی قوت کا منتظر ہی کہ بعد خوب مضبوط ہونیکی اکہاڑ ڈالی جب یہہ بات ثابت ہوچکی تو مؤمن کو ضرور ہی کہ توبہ سی کبہی کسیوقت فارغ نہ ہی

فی وقت من الاوقات حتی یاتیه الموت وهو تائب فان التوبة فرض علی جمیع المؤمنین باتفاق المسلمین لقوله تعالی

اتنا کہ اگر موت آوی تو یہہ شخص تائب ہی ہو بیشک توبہ تمام مؤمنون پر فرض ہی سب مسلمانون کی اتفاق سی بدلیل اس آیت کی

وتوبوا الی الله جمیعا ایها المؤمنون وقوله تعالی یا ایها الذین امنوا توبوا الی الله توبة نصوحا فانظر الی رحمته تعالی

اور توبہ کرو اللہ کی آگی سب ملکر ای ایمان والو اور بدلیل اس آیت کی ای ایمان والو توبہ کرو آگی اللہ کی صاف دلکی توبہ اب تو اللہ تعالی کی رحمت

ورافته علی عباده کیف دعاهم الی التوبة وامرهم بها وسماهم مؤمنین بعد ما اذنبوا ثم بین ما لهم من الکرامة فی التوبة فقال

اور مہربندون کی حال پر دیکہہ تو کسطور اونکو توبہ تعلیم کی اور توبہ کا ارشاد کیا اور اونکا نام گناہ کرنیکی بعد بہی مومن رکہا پہر توبہ سی جو اونکو عزت ہوگی بیان کیا فرمایا

عسی ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم ویدخلکم جنت تجری من تحتها الانهر واخبر انه غفار لذنوبهم وقال و

شاید تمہارا رب اوتاری تمسی تمہاری برائیان اور داخل کری تمکو باغون مین جنکی نیچی بہتی ہین نہرین اور جتادیا کہ مین گناہ کا بڑا بخشنی والا ہون اور فرمایا اور

الذین اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذکروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن یغفر الذنوب الا الله ولم یصروا

وہ لوگ جب کربیٹہین کہلا گناہ یا برا کرین اپنی حق مین تو یاد کرین اللہ کو اور بخشش مانگین اپنی گناہون کی اور کون ہی گناہ بخشتا سوا اللہ کی اور نہ اڑین .

على ما فعلوا وهم يعلمون اولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنت تجري من تحتها الانهر خلدين فيها ونعم اجر
اپنی کئی پر جانتی ہوئی اونکی جزا ہی بخشش اونکی رب کی اور باغ جنکی نیچی بہتی نہرین رہا کرینگی اونمین اور خوب مزدوری ہی

العملين ونص على انه يحبهم بعد التوبة فقال ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين واشار الى ان التوبة طهارة
کام کرنیوالون کی اور کہول کر فرمادیا کہ بعد توبہ کی اونکو محبوب رکہتا ہون سو فرمایا اللہ کو خوش آتی ہین توبہ کرنیوالی اور خوش آتی ہین ستہرائی والی اور یہہ اشارہ کیا کہ توبہ اونکو

لهم عن انجاس الاوزار فلابد للمؤمن من التوبة لكن لها اربعة شروط ان اختل شرط منها لا يتحقق التوبة الاول الندم
پاک کرتی ہی گناہون کی نجاست سی اسلئے مؤمن کو توبہ کرنی ضرور چاہیی لیکن توبہ کی واسطی چار شرطین ہین اگر اونمین سی ایک بہی کم ہو ویگی تو توبہ ٹہیک نہوگی اول گناہ گذشتہ کی

بالقلب على ما فعل من الذنوب في الماضي ومعنى الندم تحزن وتوجع على ما فعل وتمنى كونه لم يفعل والثاني ترك
گناہ پر دل سی نادم ہونا اور ندامت سی مراد ہی اپنی کئی ہوئی پر غمگین اور دردمند ہونا اور آرزو کرنا کاش کی یہہ نکرتا اور دوسری شرط معصیت کا

المعصية في الحال والثالث العزم على ان لا يعود الى مثلها في الاستقبال والرابع ان يكون ذلك خوفا من الله تعالى
فی الفور ترک کرنا تیسری شرط نیت کرنی کہ ایسا کار آیندہ کو پہر کبہی نکرونگا اور چوتہی شرط یہہ ہو اور اللہ تعالی خوف سی ہون کوئی

لا لامر اخر فان من ندم على شرب الخمر وتركه لما فيه من الصداع وزوال العقل والخلل بالمال والعرض لا يكون تائبا
اور وجہ نہو بیشک جو شخص شراب پینی پر نادم ہو کر اسلئی چہوڑدی کہ اسمین درد سر ہوتا ہی اور بہکتا ہی اور مال خرچ ہوتا ہی اور آبرو بگڑتی ہی تو ایسا شخص موافق شرع کی

شرعا وكذلك من قال بلسانه استغفر الله وقلبه مصر على المعصية فاستغفاره ذلك يحتاج الى استغفار
تائب نہین ہی اور ایسی ہی جو شخص زبان سی تو استغفر اللہ کہا کری اور اسکا دل معصیت پر جما ہوا ہو تو ایسی توبہ سی بہی توبہ کرنی چاہیی جو ندامت کی ساتہہ ہو

مقارن بالندم لما روي عن علي انه راى رجلا قد فرغ من صلاته وقال اللهم اني استغفرك واتوب اليك سريعا فقال
کیونکہ حضرت علی سی روایت ہی کہ اونہون نی ایک شخص کو دیکہا کہ نماز سی سلام پہیرتی ہی جلد ایسی کہنی لگا الہی مین تجہسی مغفرت مانگتا ہون تیری آگی توبہ کرتا ہون حضرت

علي يا هذا ان سرعة اللسان بالاستغفار توبة الكذابين فتوبتك تحتاج الى توبة وعن الحسن البصري انه قال
علی نی کہا ای شخص زبانی جلد ایسی استغفار کرنی جہوٹہونکی توبہ ہوتی ہی تیری یہہ توبہ قابل توبہ کی ہی اور حسن بصری کی روایت ہی کہ وہ کہتی تہی

استغفارنا يحتاج الى استغفار قال القرطبي هذا قوله في زمانه فكيف في زماننا هذا الذي يرى فيه الانسان مكبا
ہماری توبہ قابل توبہ کی ہی قرطبی کہتی ہین حسن بصری کا یہہ قول اونکی زمانہ مین ہی ہماری زمانہ کا تو کیا حال ہی جسمین تمام انسان ظلم پر اوندہی پڑی ہوئی ہین

على الظلم حريصا عليه لا يقلع عنه والسبحة في يده يزعم انه يستغفر منه وذلك استهزاء منه واستخفاف لما روي
ایسی حریص کہ ذرہ نہین بچتی اور ہاتہون مین تسبیح ہلاتی ہین یہہ خیال کہ ہم توبہ کرتی ہین اور یہہ اسکی ٹہٹہ بازی اور استخفاف ہی کیونکہ مروی ہی

انه عليه السلام قال المستغفر باللسان المصر على الذنب كالمستهزئ بربه وانما التوبة ان يستغفر بلسانه وينوي
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا زبانی توبہ کرنیوالا دل سی گناہ پر اڑا ہوا گویا اپنی رب کا ٹہٹہول کرتا ہی توبہ وہ ہی جو زبانسی استغفار کر کر دل سی یہہ نیت کری

بقلبه ان لا يعود الى الذنب اصلا فاذا فعل ذلك يغفر الله له ذنبه وان كان عظيما اذ ليس ذنب اعظم من الكفر
کہ پہر ہرگز گناہ نکرونگا جب ایسا کرتا ہی تو اللہ اوسکی گناہ معاف کردیتا ہی کتنا ہی بڑا ہو کیونکہ کفر سی بڑا کوئی گناہ نہین ہی

وقد قال الله تعالى لنبيه في حق اهل الكفر قل للذين كفروا ان ينتهوا يغفر لهم ما قد سلف فما ظنك فيما دونه من المعاصي
اور اللہ تعالی اپنی نبی سی کفار کی حق مین فرماتا ہی تو کہدی کافرونکو اگر باز آوین تو معاف ہو اونکو جو ہو چکا پہر تجہکو معاصی کی نسبت کفر سی کمتر مین کیا خیال ہی

وقد روي انه عليه السلام قال لو اخطا احدكم حتى ملا ما بين السماء والارض ثم تاب تاب الله عليه وفي حديث
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر کوئی تم مین سی اتنی خطائین کری کہ آسمان اور زمین کا بیچ بہر جاوی پہر وہ توبہ کری تو اللہ اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور ایک اور حدیث مین

اخر انه عليه السلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله عليه يعني انه اذا اقر بكونه مذنبا ثم تاب وندم
ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ آدمی جب اپنی گناہ کا اقرار کر کر توبہ کرتا ہی تو اللہ بہی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی مراد یہہ ہی کہ جب وہ اپنی خطاوار ہونیکا اقرار کری پہر توبہ کر کر

على فعل من الذنوب واكتسب من السيئات وعزم ان لا يعود الى مثله يقبل الله تعالى توبته ويتجاوز عن

کئی ہوئی گناہ اورکمائی ہوئی برائیونسی نادم ہو اورنیت کری کہ ایسا کام پہر نکرونگا تو اللہ تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوسکی گناہونسی درگذر فرماتا ہی

سيئاته لكن ينبغي ان يعلم ان الذنوب على نوعين ذنب فيما بينك وبين الله تعالى وذنب فيما بينك وبين العباد

لیکن سمجہنی کی بات ہی کہ گناہ بہی دو نو قسم کی ہین ایک گناہ تیری اور خدا کی بیچمین یعنی حق اللہ ہی اور ایک گناہ تیری اور بندی کی درمیان ہین یعنی حق العباد ہی

فالذنب الذي بينك وبين الله تعالى يكفي فيه الاستغفار باللسان والندم بالقلب والعزم على ان لا يعود

پہر جو گناہ صرف حق اللہ ہی تو اسمین صرف زبانسی استغفار اور دل سی ندامت اور پہر نکرنی کی نیت کافی ہی

فاذا فعل ذلك لا يبرح من مكانه حتى يغفر له ذنبه الا ان يكون شيئا من الفرائض فان الشرع لا يكتفي فيه

جب یہہ حال بنایا تو ابہی اپنی جگہہ سی نہین ٹلنی پاتا کہ اوسکی گناہ معاف ہوجاتی ہین ان اگر کوئی فریضہ ترک ہوا ہو کیونکہ شرع نی اسباب مین توبہ پر اکتفا نہین کیا

بمجرد التوبة بل اضاف الى ذلك في البعض قضاء كالصلوة والصوم وغيرها وفي البعض كفارة ايضا واما حقوق

بلکہ اوس توبہکی ساتہہ بعضی جگہہ قضا لگا رکہی ہی جیسی نماز اور روزہ وغیرہ اور بعضی جگہہ کفارہ بہی لگا رکہا ہی اور رہی حقوق

الادميين فلا بد من ايصالها الى مستحقيها فان لم يوجدوا يلزم تصدقها عنهم بنية ان تكون وديعة

العباد پس پہچانا حقوق کا مالکون کی پاس ضرور ہی پہر اگر وہ لوگ نہ ملین تو وہ تنا اونکی طرفسی اس نیت سی خیرات کردی کہ اللہ تعالی کی یہان ودیعت

عند الله تعالى يوصلها الى اصحابها يوم القيمة فمن لم يجد السبيل لخروجه عما عليه من التبعات لاعساره

رہی قیامت کی روز مالکون کی حوالہ کری پہر جسکو ماری مفلسی کی حقوق اداکرنیکی کوئی راہ نہ ملی تو اوسکو

فعليه ان يكثر من الاعمال الصالحات ويستغفر لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنات في اكثر الاوقات فانه اذا فعل

یہہ لازم ہی کہ اعمال صالحہ بہت کیا کری اور اپنی مؤمن مظلومون کی حق مین اکثر اوقات استغفار کیا کری بیشک جب یہہ عمل کریگا

كذلك يرجى من فضل الله تعالى ان يرضي خصماؤه يوم القيمة قيل لبعض العلماء هل للتائب من علامة يعرف بها

تو اللہ تعالی کی فضل سی امید ہی کہ قیامت کی دن اسکی مدعیون کو راضی کردی کسی نی ایک عالم سی پوچہا آیا تائب کی واسطی کوئی ایسی علامت ہی جس سی معلوم ہو

قبول توبته قال نعم علامته اربعة اشياء الاول ان ينقطع عن اصحاب السوء والثاني ان يكون معرضا عن

کہ توبہ قبول ہوئی کہا ہان اسکی چار علامتین ہین اول یہہ کہ بدکارونسی بیزار ہوجائی اور دوسری یہہ کہ ہر گناہ سی نفرت کری

كل ذنب مقبلا على الطاعات والثالث ان يذهب من قلبه فرح الدنيا ويرى حزن الاخرة دائما في قلبه والرابع

اور طاعات کی طرف متوجہ ہووی اور تیسری یہہ کہ اوسکی دلمین دنیا کی فرحت نرہی اور آخرت کا فکر دلمین ہمیشہ لگا رہی اور چوتہی یہہ

ان يرى نفسه فارغا عما ضمن الله له من امر الرزق ويكون مشغولا بما امر به فاذا وجد فيه هذه العلامات

کہ اپنی جان کو ایسی چیزون کی فکر سی جسکا اللہ تعالی ذمہ دار ہوچکا ہی فارغ پاوی جیسی رزق اور احکام الہی کی بجا آوری مین مشغول رہی جب اوسمین یہہ علامتین موجود ہوتی ہین

يكرمه الله تعالى باربع كرامات احدها ان يخرجه من الذنوب كانه لم يذنب قط والثاني ان يحبه والثالث ان

تو اوسکو اللہ تعالی چار کرامتین عنایت کرتا ہی ایک یہہ کہ گناہونسی ایسا صاف کردیتا ہی گویا کبہی بہی گناہ نہین کیا اور دوسری یہہ کہ اوسکو دوست رکہتا ہی تیسری یہہ

يحفظه من الشيطان ولا يسلطه عليه والرابع ان يؤمنه من الخوف قبل ان يخرج من الدنيا لانه تعالى قال

کہ اوسکو شیطانسی محفوظ رکہتا ہی شیطان کو اوسپر تسلط نہین دیتا چوتہی یہہ کہ خوف سی مامون رہتا ہی اس سی پہلی کہ دنیا مین سی روانہ ہو کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی

تتنزل عليهم الملئكة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون ويجب له على الناس اربعة اشياء

اون پر اوترتی ہین فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کہاؤ اور خوشی سنو اوس بہشت کی جسکا تمکو وعدہ تہا اور اور لوگون پر اوسکا چار حق واجب ہوجاتی ہین

اولها ان يحبوه لانه تعالى قد احبه والثاني ان يدعوا له بالثبات على التوبة لان الثبات على التوبة اشد من

اول یہہ کہ اوس سی محبت کیا کرین کیونکہ اللہ تعالی اوس سی محبت کرتا ہی دوسری یہہ کہ اوسکی حق مین توبہ پر قایم رہنی کی دعا کیا کرین اسلئی کہ توبہ پر قایم رہنا توبہ کرنیسی

التوبة والثالث ان یجالسوہ ویذاکروہ ویعاونوہ والرابع ان لا یعیّروہ بما سلف عن ذنوبہ لانہ تعالی قال حکایة
دشوار تر ہی تیسری یہہ کہ اوسکی پاس بیٹھ کر یاد الہی اور امداد کیا کریں چوتھی یہہ کہ باعتبار پہلی گناہوں کی طعنہ زنی نکیا کریں اسلئی کہ اللہ تعالی حضرت یوسف

عن یوسف علیہ السلام لا تثریب علیکم الیوم قال الفقیہ ابو اللیث وذلک ان المؤمن لیس من شانہ ان یقع فی الذنب
علیہ السلام کی طرف سی حکایت کرتاہی کچھ الزام نہین تمپر آج فقیہ ابو اللیث کہتی ہین یہہ اسلئی ہی کہ مؤمن کی شان سی نہین ہی کہ گناہ مین مبتلا ہووی

ولا یتعمدہ کما یدل علیہ قولہ تعالی وکرّہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان فانہ تعالی قد اخبر انہ بغّض الی المؤمنین
اور عمد اکیا کری چنانچہ اس آیت سی معلوم ہوتاہی اور برا لگایا تمکو کفر اور گناہ اور حکمی کیونکہ اللہ تعالی نی خبر دی ہی کہ ہمنی مؤمنوں پر معصیت کو ناپسند

المعصیة فلا یقع المؤمن فیہا اذا کان ایمانہ حقیقیا لا لسانیا الا فی حال الغفلة فاذا تاب عنہا لا یجوز ان یعیّر بہا قال
کردیا ہی سو مؤمن گناہ مین نہین پڑتا اگر اوسکا ایمان حقیقی ہو صرف زبانی ہی نہو مگر غفلت مین پہر جب اوسنی گناہ سی توبہ کی تو جائز نہین ہی کہ طعنہ زنی کرین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکیّس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسہ ہواہا وتمنّی علی اللہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہوشیار وہ ہی کہ اپنی جان کو ذلیل رکہی اور آخرت کی واسطی عمل کیا کری اور احمق وہ ہی کہ اپنی جان کو ہوا ہوس کی پیچہی لگاوی اور اللہ سی آرزوئین

ہذا الحدیث من حسان المصابیح رواہ شداد بن اوس ومعناہ ان العاقل من غلب علی نفسہ وقہرہا وحاسبہا
طلب کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی شداد ابن اوس کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین کہ عاقل وہ ہی جو نفس پر غالب آکر اوسکو دبالی اور محاسبہ لیکر

ونظر ما عملت لآخرتہا فان وجدہا عملت خیرا حمد اللہ تعالی ویسعی فی الازدیاد فیہ وان وجدہا عملت شرا اشتغل
دیکہی کہ آخرت کی لئی کیا عمل کیا ہی اگر جانی کہ نیک عمل کیا ہی تو خدا کا شکر کرکر اسمین اور زیادہ کوشش کری اور اگر جانی کہ برا کام کیا ہی تو توبہ اور استغفار کرکر

التوبة والاستغفار واصلاح الحال بالتوجہ الی الطاعات المنجیة عن العقبات فی العرصات والموصلة الی الدرجات
حال کو درست بناوی طاعات کی طرف متوجہ ہو جو قیامت کی عذاب سی نجات دی اور موت کی بعد بلند درجون پر پہنچاوی

بعد الممات والعاجز من غلبت علیہ نفسہ وصار تابعا لہا واعطاہا ما ارادت من المحرمات والمنہیات
اور بیوقوف وہ ہی جسپر نفس غالب آگر اوسکو اپنا تابع کرلی اور جو چاہی سو محرمات اور منہیات مین سی اوسکو دیوی

وتمنّی علی اللہ ان یغفر لہ ویدخل الجنة من غیر التوبة والاستغفار واصلاح الحال وہذا ہو الغرور والغرور علی
اور اللہ سی یہہ تمنا کری کہ خدا بخشدی اور بی توبہ اور بی استغفار اور بلا درستی حال جنت مین داخل کردی اور یہہ ہی غرور کہلاتاہی اور غرور جیسی

ما ذکرہ الامام الغزالی فی الاحیاء ہو سکون النفس الی ما یوافق الہوی ویمیل الیہ الطبع عن شبہة وخدعة من
امام غزالی نی احیاء العلوم مین ذکر کیا ہی نفس کا اطمینان اور موافق ہوا ہوس کی طبع کا میلان بسبب شبہ اور شیطانی مکر کی ہی

الشیطن فمن اعتقد انہ علی خیر اما فی العاجل او فی الآجل عن شبہة فاسدة فہو مغرور واکثر الناس یظنون فی
سو جو شخص اپنی حالت کو بالفعل یا آخر کو شبہ فاسد کی راہ سی بہتر سمجہتاہی پس وہ دہوکہ مین گرفتار ہی اور اکثر لوگ اپنی دلین اپنی حال کو

انفسہم خیرا مع کونہم مخطئین آثمین فہولاء مغرورون وان اختلفت اصناف غرورہم وتفاوتت درجاتہم حتی
بہتر سمجہتی ہین باوجودیکہ خطاوار اور گنہگار ہوتی ہین اب وہ دہوکہ مین ہین اگرچہ جہات اور طریقی دہوکہ کی مختلف اور اونکی درجی کم وزیادہ ہون یہان تک

کان غرور بعضہم اظہر واکثر من بعض فمنہم من غرتہم الحیوة الدنیا ومنہم من غرہم باللہ الغرور اما الذین غرتہم
کہ ہر ایک کا دہوکہ ایک سی فاحش اور بہت بڑہتی ہو پہر بعضی تو دنیا کی زندگانی کی دہوکہ مین ہین اور بعضی اللہ کی ساتہہ دہوکہ مین ہین پہر جو شخص دنیا کی

الحیوة الدنیا فہم الذین قالوا النقد خیر من النسیئة والدنیا نقد والآخرة نسیئة فاذن الدنیا خیر فلا بد من ایثارہا
زندگی کی دہوکہ مین ہین سو وہی شخص ہین جو کہتی ہین نقد اودہار سی بہتر ہی اور دنیا تو نقد ہی اور آخرت اودہار ہی سو اب دنیا بہتر ہی پس دنیا کا اختیار کرنا ضرور ہی

وہذا القیاس فاسد یشبہ قیاس ابلیس حیث قال فی حق آدم النبی علیہ السلام انا خیر منہ خلقتنی من نار
اور یہہ استدلال فاسد ابلیس کا سا قیاس ہی کہ اوسنی آدم علیہ السلام کی حق مین کہا تہا مین اوس سی بہتر ہون مجکو تونی بنایا آگ سی

دہوکا

وخلقته من طين والى هؤلاء الاشارة بقوله تعالى الذين اشتروا الحيوة الدنيا بالاخرة فلا يخفف عنهم العذاب

اور اوسکو بنایا خاک سی اور انہی طرف اشارہ ہی اس آیت میں جنہون نی خرید کی دنیا کی زندگی آخرت دیکر سو نہ ہلکا ہوگا اونپر عذاب

ولاهم ينصرون وعلاج هذا الغرور اما التصديق بمجرد الايمان والتصديق بالبرهان اما التصديق بمجرد الايمان

اور نہ اونکو مدد پہنچی گی اور اس دہوکہ کا علاج یا تصدیق نری ایمانی سی ہی یا تصدیق برہانی سی پہر نری تصدیق ایمان کی

فهو ان يصدق الايات الواقعة فى القران من جملتها قوله تعالى ما عندكم ينفد وما عند الله باق وقوله تعالى

تو یہہ ہی کہ آیات کی جو کہ قرآن میں آئی ہین تصدیق کری جنمین سی ایک یہہ آیت ہی جو تم پاس ہی ختم ہو جاویگا اور جو اللہ پاس ہی سو رہتا ہی اور ایک یہہ آیت

والاخرة خير وابقى وقوله تعالى وما الحيوة الدنيا الا متاع الغرور فانه عليه السلام قد اخبر بذلك طوائف

اور پچہلا گہر بہتر ہی اور رہنی والا اور یہہ آیت اور دنیا کا جینا یہی ہی جنس دغا کی بیشک نبی علیہ السلام نی بہت کفار کو اسکی خبر دی تہی

من الكفار فصدقوه وامنوا به ولم يطالبوه بالبرهان وهذا ايمان يخرج العامة من الغرور واما التصديق

پس اونہون نی سچ مانا اور اوسپر ایمان لائی اور کوئی برہان آپ سی طلب نکی یہہ ایمان ہی کہ عوام لوگ دہوکہ سی بچ جاتی ہین اور تصدیق برہانی

بالبرهان فهو ان يعرف وجه فساد هذا القياس الذى نظمه ابليس فى قلبه فان كل مغرور فلغروره سبب و

یہہ ہی کہ اس قیاس کی فساد کو معلوم کری جو کہ ابلیس نی اپنی دلمین مرتب کیا تہا کیونکہ جو شخص دہوکہ مین آتا ہی تو اوسکا کوئی سبب ہوتا ہی اور

ذلك السبب هو دليله وكل دليل نوع قياس يقع فى القلب ويورث السكون اليه وان كان صاحبه لا يشعر به

وہی سبب اوسکی دلیل ہوتی ہی اور ہر دلیل ایک طرح کا قیاس ہوتا ہی جو دلمین پیدا ہوکر دلکو تسکین دیتا ہی اگرچہ قیاس والی کو اسکی خبر نہو

ولا يقدر على نظمه بالفاظ العلماء فالقياس الذى نظمه الشيطان فى قلب المغرور مركب من اصلين احدهما

اور نہ اتنی استعداد ہو کہ علماء کی طور پہ عبارت مرتب کرلی پس وہ قیاس جو شیطان نی بہکی ہوئی کی دلمین مرتب کیا تہا دو اصل سی مرکب ہی ایک تو یہہ

الدنيا نقد والاخرة نسيئة وهذا صحيح والثانى النقد خير من النسيئة وهذا محل التلبيس اذ ليس الامر كذلك مطلق

کہ دنیا نقد ہی اور آخرت ادہار ہی یہہ تو صحیح ہی اور دوسرا یہہ کہ نقد بہتر ہوتا ہی ادہار سی یہہ جگہ دہوکہ کی ہی کیونکہ کلیہ یون نہیں ہی

بل اذا كان النقد مثل النسيئة فى المقدار والمقصود فهو خير منها واما اذا كان اقل من النسيئة فالنسيئة خير منه

بلکہ نقد اور ادہار دونو اگر مقدار اور مقصود مین برابر ہون تو جب تو نقد بہتر ہی اور اگر نقد مقدار مین ادہار سی کمتر ہو تو پہر نقد ادہار بہتر ہوتا ہی

فان هذا المغرور يبذل فى تجارته درهما نقدا لياخذ عشرة نسيئة ولا يقول النقد خير من النسيئة وكذا اذا

کیونکہ یہہ مغرور ہی اپنی تجارت مین ایک روپیہ نقد خرچ کرتا ہی تاکہ دس روپیہ ادہار یعنی انجام کو حاصل کری اب نہین کہتا کہ نقد بہتر ہی ادہار سی اور ایسی ہی اگر

حذره الطبيب من الفواكه ولذائذ الاطعمة يترك ذلك فى الحال خوفا من الم المرض فى الاستقبال والتجار كلهم

طبیب میوی اور لذیذ کہانو نسی منع کردی تو آیندہ کو خوف کا مارا فورًا چہوڑ دیتا ہی اور تمام تجارت پیشہ

يركبون البحار ويحتارون مشاق الاسفار فى الحال لاجل الربح والراحة واللذة فى الاستقبال فاذا كانت العشرة فى

دریا کا سفر اور سفر کی مشقتین بالفعل گوارا کرلیتی ہین آیندہ کی منفعت اور آرام اور لذت کی واسطی پہر جب آیندہ کی دس

الاستقبال خيرا من الواحد فى الحال وكذا اذا كان الربح والراحة واللذة فى الاستقبال خيرا من الالم والمشقة فى

حال کی ایک سی اور ایسی ہی آیندہ کی منفعت اور راحت اور لذت حال کی الم اور مشقت سی بہتر ہوئی تو

الحال فقس لذة الدنيا وراحتها من حيث مدتها بالنسبة الى مدة الاخرة فان اقصى عمر الانسان مائة سنة

پس دنیا کی لذت اور راحت کو باعتبار دنیا کی مدت کی آخرت کی مدت کی نسبت قیاس کرلی کیونکہ انسان کی بڑی سی بڑی عمر سو برس کی ہوتی ہی

قلما يتجاوزها وهو ليس عشر عشير من جزء من الف جزء من مدة الاخرة فكانه ترك واحدا لياخذ الف الف

اس سی بہت کم کہ بیشی پاتا ہی سو یہہ سوان حصہ بہی نہیں ہی ہزارویں حصہ مین کا آخرت کی مدت مین سی گویا اسی ایک کو دس لاکہہ لینی کی واسطی ترک کیا

بل لیاخذ مالا نهایة له هذا من حیث المدة واما من حیث النوع فلذات الدنیا مکدرة مشوبة بانواع الآلام

بلکہ بے نہایت کی واسطی یہہ فرق لذتوں باعتبار مدت کی ہی اور باعتبار خوبی قسم کی سو دنیا کی لذتیں طرح طرح کی الم سی مکدر اور سختیوں سی آلودہ ہین

والشدائد ولذات الآخرة صافیة غیر مکدرة فاذن یظهر غلطه فی قوله النقد خیر من النسیئة وعند ذلك

اور آخرت کی لذتیں صاف اور مصفا اب اوسکی غلطی صاف ظاہر ہوتی ہی کہ نقد بہتر ہوتا ہی ادہار سی اور اسوقت

یرجع الشیطان الی قیاس آخر وهو ان الیقین خیر من الشك والدنیا یقین والآخرة شك فلا یترك الیقین وهذا

شیطان ایک اور قیاس منتظم کرتا ہی اور وہ یہہ ہی یقین بہتر ہوتا ہی شک سی اور دنیا تو یقینی ہی اور آخرت مین شک ہی سو یقین کو ترک نہین کرسکتی اور یہہ

القیاس اکثر فسادا من الاول لکون کل من اصلیه باطلا لان کون الیقین خیرا لیس الا اذا کان مثله لا مطلقا

قیاس پہلی قیاس سی خراب تر ہی کیونکہ اسکی دونوں اصل غلط ہین اسلئی کہ یقین جب ہی بہتر ہوتا ہی کہ شک کی مثل ہووی کچھ کلیہ نہین ہی

الا تری ان التاجر فی تعبه علی یقین وفی حصول ربحه علی شك وکذا المریض یشرب الدواء البشیع الکریه وهو فی

کیا تو نہین دیکھتا کہ سوداگر اپنی مشقت کو یقینی جانتا ہی اور فائدہ ہونی مین شک پر ہی اور ایسی ہی بیمار کڑوی بدمزہ دوا پیتا ہی تلخی دوا کی تو یقینی ہی

مرارة الدواء علی یقین وفی حصول الشفاء علی شك لکن یقول الم مرارة الدواء قلیل بالنسبة الی الم امتداد المرض المؤدی

اور صحت ہونی مین شک ہی پر وہ یہہ کہتا ہی کہ الم کڑوی دوا کا بنسبت الم زیادتی مرض کی کمتر ہی جس مین

الی الهلاك فمن کان علی شك فی امر الآخرة یجب علیه ان یقول الصبر فی ایام قلائل وهو منتهی الامر قلیل بالنسبة

مر بہی جاتی ہین پہر جسکو آخرت کی باب مین شک ہو تو اوسپر یہہ تصور واجب ہی کہ صبر کرنا چند روز کا یعنی آخر حیات تک بہ نسبت

الی ما یقابله من امر الآخرة فان کان ما یقال فیه کذبا فما یفوتنی الا التنعم ایام حیاتی وقد کنت فی العدم من الازل

اپنی مقابل یعنی آخرت کی کمتر ہی کیونکہ آخرت کا حال جو مشہور ہی اگر جہوٹ نکلا تو میرا اسوا عیش زندگانی کی کیا جاتا رہیگا اور بیشک مین ازل سی

الی الآن واحسب انی بقیت فی العدم ولم اتنعم وان کان ما یقال فیه صدقا ابقی فی النار دهرا طویلا وهذا مما

اب تک نابود ہی تہا سو مین سمجہونگا معدوم ہی رہا عیش حاصل نہوا اور اگر یہہ مشہور سچ ہوا تو مین زمانہ دراز تک آگ مین جلونگا اس مصیبت کی طاقت

لا یطاق به وکذلك قال علی لبعض الملحدین المنکرین للآخرة ان کان ما قلتم حقا تخلصتم وتخلصنا وان کان

ہرگز نہین ہی ایسا ہی علی رضی اللہ عنہ نی ایک ملحد سی جو آخرت کا منکر تہا جواب مین یہہ فرمایا جو تو کہتا ہی اگر سچ ہوا تو تم بہی بچی اور ہم بہی بچی اور اگر

ما قلنا حقا تخلصنا وهلکتم ولیس هذا القول منه علی شك فی الآخرة بل کلم الملحد علی قدر عقله وبین له

ہمارا قول حق ہوا تو ہم بچی اور تم مارے گئی اور یہہ قول علی کا آخرت مین کچھ شک کی راہ سی نہ تہا بلکہ ملحد سی اوسکی عقل کی موافق کلام کیا اور اوسکو ظاہر کردیا

انه وان لم یکن متیقنا فهو مغرور واما الاصل الثانی الذی هو ان الآخرة شك فهو باطل ایضا لان ذلك یقین

کہ بلاشبہ اگر وہ نہین یقین رکہتا تو وہ دہوکہ مین ہی اور اس قیاس کی دوسری اصل یعنی آخرت مشکوک ہی یہہ بہی باطل ہی اسلئی کہ مؤمن کی نزدیک

عند المؤمن وایمانه یدفع غرور الشیطان الا انه اذا ترك اوامر الله تعالی وضیع الاعمال الصالحة ولابس المعاصی

یقینی بات ہی اور اوسکا ایمان شیطان کی فریب کو دفع کردیتا ہی پر اتنا ہی کہ اسنی جب احکام الٰہی کو ترک اور اعمال صالحہ کو ضایع کیا اور معاصی

والمنکرات یکون مشارکا للکفار فی هذا الغرور لانه وان کان معترفا بکون الآخرة خیرا من الدنیا لکنه مال

اور منکرات مین مبتلا ہوا تو اس دہوکہ مین کوار کا شریک ہوگیا اسواسطی کہ اگرچہ آخرت کو دنیا سی بہتر جانتا ہی اور اقرار کرتا ہی پر دنیا کی طرف راغب ہوکر

الی الدنیا وآثرها علی الآخرة واستحق ان یکون من اهل النار کالکفار الا ان امره یکون اخف لان اصل الایمان

دنیا کو آخرت پر پسند کرلیا ہی اور سزاوار ہی کہ کفار کی طرح ناری ہووی لیکن اسکا حال بہ نسبت کفار کی خفیف تر ہی کیونکہ اصل ایمان

ینجیه من العذاب الابدی ویخرجه من النار ولو بعد حین وهذا هو فائدة مجرد الایمان وحده واما

ابدی عذاب سی بچاکر دوزخ مین سی نکال دیگا اگرچہ کچھ مدت کی بعد اتنا تو فائدہ نری ایمان کا ہی اور رہا

الفوز بالمقصود فلا یکفی له مجرد الایمان وحده بل لا بد من ضم العمل الصالح الیه کما یدل علیه آیات القرآن

حاصل کرنا درکار مقصود کا سواسمین نرا ایمان کافی نہین ہی بلکہ اوسکی ساتہہ عمل صالح بہی چاہیئی چنانچہ قرآن کی آیات سی معلوم ہوتا ہی

من جملتها قوله تعالی وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی وقوله تعالی اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ

اونہین سی ایک یہہ آیت ہی اور میری بخشش ہی اوسپر جو توبہ کری اور یقین لاوی اور کری بہلا کام پہر راہ پر رہی اور یہہ آیت بیشک مہر اللہ کی نزدیک ہی نیکی والونسی

وقوله تعالی وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فوعد المغفرة فی کتاب اللّٰه تعالی منوط

اور یہہ آیت قسم اوتری دن کی مقرر انسان ہی ٹوٹا ہی مگر جو یقین لائی اور کئی بہلی کام پس کتاب اللہ مین بخشش کا وعدہ ایمان

بالایمان والعمل الصالح جمیعا لا بالایمان وحده فمن اقر بلسانه ان الاخرة خیر وابقی ثم ترك العمل واشتغل بالمعاصی

اور عمل صالح دونو پر موقوف ہی نری ایمان پر نہین پہر جسنی زبانسی یہہ اقرار کیا کہ آخرت بہتر اور رہنی والی ہی پہر عمل خیر ترک کرکر معاصی مین مشغول ہوا

فهو من المغرورین بالدنیا والمسرورین بها والمحبین لها والکارهین للموت خیفة فوات لذاتها لا خیفة فوات لذات

تو وہ دنیا کی دہوکہ مین آیا ہوا ہی دنیا پر خوش ہوتا ہی اور اوسکی محبت مین موت سی ڈرتا ہی مبادا دنیا کی لذت فوت ہو جاوی یہہ خوف نہین ہی کہ آخرت کی لذت

الاخرة وحصول عقابها فهؤلاء هم الذین غرتهم الحیوة الدنیا وهم عن الاخرة هم غفلون والذین غرهم بالله الغرور

فوت ہوکر عذاب ہونی لگی سو یہہ وہ لوگ ہین جنکو دہوکہ دیا دنیا کی زندگی نی اور وہ آخرت سی بی خبر ہین اور جنکو دہوکہ مین ڈالا اللہ کی نام سی غرور نی

فهم الذین یهملون الاعمال ویشتغلون بالمنکرات ویقولون ان اللّٰه کریم رحیم نرجو رحمته ومغفرته وهذا

وہ وہی لوگ ہین جو اعمال مین سستی کرتی ہین اور منکرات مین مشغول رہتی ہین اور کہتی ہین کہ اللہ کریم اور رحیم ہی اوسکی رحمت اور مغفرت کی امید ہی یہہ

الکلام وان کان صحیحا فی نفسه مقبولا فی القلوب الا ان الشیطان لا یغوی الانسان الا بکلام مقبول الظاهر

بات اگرچہ حقیقت مین راست ہی دل مانتی ہین پر انسان کو شیطان ایسی ہی بات سی بہکاتا ہی جو ظاہر مین مقبول ہو

مردود الباطن ولولا حسن ظاهره لما انخدعت به القلوب لکن النبی علیه السلام کشف عن ذلك بقوله الکیس

اور باطن مین مردود اور اگر ظاہر مین پسندیدہ نہووی تو اوسکی بات پر دل ہرگز فریب نکہاوین لیکن نبی علیہ السلام نی اسکو ظاہر کردیا یہہ فرمایا کہ ہوشیار

من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هویها وتمنی علی اللّٰه وهذا التمنی هو الغرور الذی غیر

وہ ہی کہ اپنی آپ کو حقیر سمجہی اور آخرت کی لئی عمل کری اور احمق وہ ہی کہ ہوا ہوس کی پیچہی لگا ہی اور اللہ پر آرزوئین کری یہہ آرزو پکانی ہی دہوکا ہی جسکا شیطان نی بدلکر

الشیطان اسمه وسماه رجاء حتی خدع به کثیرا من الناس وقد شرح اللّٰه الرجاء بقوله الذین آمنوا وهاجروا

رجا نام رکہا ہی یہان تک کہ بہت لوگون کو اس فریب مین لی لیا ہی اور رجا کی شرح اللہ تعالی نی اس آیت مین آپ کردی ہی جو لوگ ایمان لائی اور ہجرت کی

وجاهدوا فی سبیل اللّٰه اولئك یرجون رحمت اللّٰه وقیل للحسن قوم یقولون نرجو اللّٰه ویضیعون العمل فقال

اور لڑی اللہ کی راہ مین وہ امیدوار ہین اللہ کی مہر کی کسینی حسن سی کہا ایک لوگ یہہ کہتی ہین اللہ سی ہمکو امید ہی اور عمل خیر ضایع کرتی ہین حسن نی کہا

هیهات هیهات تلك امانیهم یترددون فیها من رجا شیئا طلبه ومن خاف شیئا هرب منه وکما لا ینبت فی الدنیا

افسوس افسوس یہہ آرزوئین ہین انکی فکر مین پڑی ہین جو شخص کسیکی آرزو کرتا ہی تو اوسکو طلب کرتا ہی اور جو کسی بات سی ڈرتا ہی تو اوس سی بہاگتا ہی اور جیسی دنیا مین

زرع الا بالحراثة کذلك لا یحصل فی الاخرة اجر وثواب الا بالایمان والعمل وکما کان معتوها من رجا ولدا ولم ینکح

کہیتی بدون بوئی نہین اگتی ایسی ہی آخرت مین اجر اور ثواب بدون ایمان اور عمل کی نہین ملتا اور جیسی نادان کہلاتا ہی جو شخص اولاد کی آرزو کری اور نکاح نکری

او نکح ولم یجامع او جامع ولم ینزل کذلك یکون معتوها من رجا رحمة اللّٰه تعالی ولم یؤمن او آمن ولم یعمل

یا نکاح تو کری پر صحبت نکری یا جماع بہی کری پر منزل نہو ایسی ہی نادان کہلاتا ہی جو شخص رحمت الہی کی امید رکہی اور ایمان نہ لاوی یا ایمان لاوی پر عمل صالح

الصالحات او عمل الصالحات ولم یترك السیئات وکما ان من نکح وجامع وانزل ینبغی له ان یرجو حصول الولد

نکری یا اعمال صالح بہی کری پر برائیان نچہوڑی اور جیسی جو شخص نکاح کری پہر جماع کری اور منزل ہووی تو اوسکو لایق ہی کہ اولاد کی آرزو کری

وان يخاف عدم حصوله كذلك ان من امن وعمل الصلحت وترك السيأت ينبغي له ان يرجو حصول

اور اولاد نہونی کا بہی خوف کری ایسی ہی جو شخص ایمان لایا اعمال نیک کئی اور برائیان چہوڑ دین تو اوسکو لائق ہی کہ اجر اور ثواب کا

الاجر والثواب وان يخاف عدم حصوله فالواجب على المؤمن ان يتوب عن السيأت ويداوم على الطاعات

متوقع ہووی اور محرومی سی ڈرتا رہی پس مؤمن پر یہ واجب ہی کہ برائیون سی توبہ کری اور ہمیشہ طاعات کرتا رہی

ثم يكون بين الخوف والرجاء ولا يقنط من رحمة الله تعالى ولا يأمن من عذاب الله تعالى فان المنهمك في المعاصي

پہر خوف اور رجا دونون کری اور اللہ کی رحمت سی نا امید اور عذاب الہی سی بیخوف نہو بیشک جو شخص گناہون مین مبتلا ہی

قد يخطر له التوبة فيقول له الشيطان انى يقبل توبتك مع ارتكابك امثال تلك الذنوب فيجب عند

اوسکی دل مین کبہی توبہ کا خیال آتا ہی پر اوسکو شیطان یون بہکاتا ہی تیری توبہ کب قبول ہوتی ہی تو ایسی ایسی گناہون مین گرفتار ہی پس ایسی حالت مین واجب ہی

ذلك قمع القنوط بالرجاء ويقول ان الله كريم رحيم يغفر ذنوب التائبين لانه تعالى قال واني لغفار لمن

کہ نا امیدی کو دفع کر کر امیدوار ہو جانا چاہئی اور کہی کہ بیشک اللہ کریم اور رحیم ہی توبہ کرنیوالون کی گناہ معاف کرتا ہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی البتہ بخشنیوالا ہون جو

تاب ووعد قبول التوبة وقال وهو الذي يقبل التوبة عن عباده فان التوبة طاعة تكفر الذنوب كلها

توبہ کری اور توبہ قبول کرنیکا وعدہ کیا فرمایا اور وہ ہی ہی جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندون سی بیشک توبہ ایسی عبادت ہی کہ گناہ صغیرہ ہون یا کبیرہ سب اوتار

صغيرها وكبيرها حتى الكفر بخلاف سائر الطاعات فانها لا تكفر الا الصغائر فمن توقع المغفرة مع التوبة فهو

دیتی ہی یہان تک کہ کفر کو بخلاف تمام اور عبادات کی سوا اور عبادات صرف گناہ صغیرہ کو اوتار دیتی ہین پہر جو شخص توبہ کر کر بخشش کا امیدوار ہو تو وہ

راج ومتوقع المغفرة مع الاصرار فهو مغرور وكل توقع يورث التوبة والتشمر على العبادة فهو رجاء وكل توقع

راجی ہی اور گناہ پر اڑا ہوا بخشش کی توقع کری تو وہ مغرور ہی جس توقع مین توبہ اور عبادت کا عزم حاصل ہووی وہ ہی رجا ہی اور جس توقع مین

يوجب الفتور في العبادة والركون الى البطالة فهو غرور فان من خطر له ان يترك الذنوب ويشتغل بالعبادة

عبادت مین قصور اور بیہودگی کی طرف رغبت آوی وہ ہی غرور ہی کیونکہ جسکی دل مین یہ خیال آوی کہ گناہ سی بچون اور عبادت کرون

يقول الشيطان له مالك تؤذي نفسك وتعذبها ولك رب كريم غفور رحيم فيفتر بذلك عن التوبة والعبادة

تو شیطان اسکو یہ وسوسہ دیتا ہی تجہکو کیا ہوا اپنی جان کو تکلیف اور عذاب دیتا ہی تیرا پروردگار تو کریم اور غفور اور رحیم ہی سو اس فریب مین آکر توبہ اور عبادت سی باز رہتا ہی

فهذا غرور وعند ذلك يجب على العبد ان يستعمل الخوف ويخوف نفسه بغضب الله تعالى وعظيم عقابه

سو یہ ہی غرور ہی ایسی حالت مین ضرور ہی کہ آدمی خوف کری اور اپنی نفس کو غضب الہی اور اوسکی بڑی عذاب سی ڈراوی اوسکو یہ سمجہاوی

ويقول لها ان الله تعالى كما كان غافر الذنوب وقابل التوبة فهو شديد العقاب ايضا وانه مع كونه كريما

کہ اللہ تعالی جیسی گناہ معاف اور توبہ قبول کرتا ہی پس وہ عذاب بہی بہت بڑا کرتا ہی اور کریم اور رحیم ہوکر

رحيما خلد الكفار في النار ابد الاباد مع ان كفرهم لا يضره بل بسلط العذاب والمحن والامراض والعلل والفقر

کفار کو دوزخ مین قدیم کی لئی ڈال رکہا ہی باوجودیکہ اونکی کفر سی اوسکا کیا ضرر تہا ملکہ دنیا کی اندر اپنی بندون پر عذاب محنت اور دکہ اور بیماری اور فقیری

والجوع على عباده في الدنيا مع كونه كريما رحيما قادرا على ازالتها فمن كان سنته في عباده كذلك كيف يغتر به

اور بہوک تعینات کر دیتا ہی حال یہ ہے کہ کریم ہی اور رحیم ہی قدرت والا سب تکلیفین دور کر سکتا ہی پہر جسکا بندون کی حق مین یہ طرز ہو تو آدمی کب فریفتہ

العبد ولا يخافه وقد خوفه عقابه ورجاء اكثر الخلق في هذا الزمان هو سبب فتورهم عن العمل واقبالهم على الدنيا

ہو سکتا ہی کہ اوسکا خوف اوٹہا رکہی اور وہ بیشک اپنی عقاب سی ڈرا چکا ہی اور اس زمانہ مین اکثر خلق کو رجا ہی کہ عمل مین سست دنیا پر متوجہ

واعراضهم عن طاعة الله تعالى واهمالهم السعي للاخرة وهم لا يعلمون انه غرور وليس برجاء وقد اخبر النبي عليه السلام

طاعت الہی سی بی پرواہ آخرت کی سعی مین چست کو ضعیف کر دیتی ہی اور لیکن نہین سمجہتی کہ یہ شیطانی دہوکہ ہی رجا نہین ہی اور بیشک نبی علیہ السلام خبر دی

ان الغرور سيغلب على اخر هذه الامة قال الامام الغزالي قد كان ما اخبر به النبي عليه السلام فان الناس في الزمان
چکی ہیں کہ غرور آخر کو اس امت کا جلد زور پکڑ جاویگا امام غزالی کہتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نی جو خبر دی تھی وہ ہو گئی کیونکہ اول زمانہ میں لوگ ہمیشہ

الاول كانوا يواظبون على الطاعات والعبادات ويبالغون في الاحتراز عن الشبهات والشهوات ومع ذلك كانوا
طاعت اور عبادات میں مشغول رہتی تھی اور شبہات اور شہوات سی خوب بچتی تھی اور پہر بہی اپنی حال پر

يخافون على انفسهم ويبكون في الخلوات واما الان فترى الخلق آمنين فرحين غير خائفين مع اصرارهم على
ڈرتی رہتی تھی اور تنہائی میں رویا کرتی تھی اور اب اس زمانہ میں دیکھتی ہو کہ خلقت امن کی اندر خوش وخورم بی خوف وہراس معاصی پر اڑی ہوئی

المعاصي وانهماكهم في الدنيا واعراضهم عن طاعة الله تعالى ويزعمون انهم واثقون بكرم الله تعالى وفضله و
اور دنیا میں کہپی ہوئی طاعت الٰہی سی بی پرواہی اور کہتی ہیں ہمکو اللہ کی کرم اور فضل پر بڑا بہروسہ ہی اور اوسکی

راجون لعفوه ومغفرته ويقولون ان نعمته واسعة ورحمته شاملة واين معاصي العباد في بحار مغفرته ويسمون
درگذر اور بخشش کی امید ہی اور کہتی ہیں کہ اوسکی نعمت فراخ ہی اور رحمت عام اور بندوں کی معاصی کی اوسکی دریای مغفرت میں کیا اصل ہی اور اس تمنی

تمنيهم واغترارهم رجاء ويقولون ان الرجاء مقام محمود في الدين فكانهم يزعمون انهم عرفوا من كرم الله تعالى و
اور اغترار کا نام رجا رکھ چھوڑا ہی اور کہتی ہیں کہ رجا دین میں پسندیدہ مقام ہی سو گویا یہہ کہتی ہیں کہ ہم اللہ کا کرم اور فضل

فضله ما لم يعرفه الانبياء والصحابة والسلف الصالح

المجلس الثامن والستون في بيان فضيلة التقوى

ایسا جانتی ہیں کہ انبیا اور صحابہ اور صلحا پیشین نہیں جانتی تھی اڑسٹہویں مجلس تقوی اور حسن خلق کی فضیلت میں اور بیان دونوں کی حقیقت کا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتدرون ما اكثر ما يدخل الناس الجنة تقوى الله وحسن الخلق هذا الحديث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تم جانتی ہو کیا چیز ہی جو جنت میں لوگوں کو زیادہ لیجاویگی پرہیزگاری اور عادت نیک یہہ حدیث

من حسان المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان اكثر اسباب السعادة الابدية انما يحصل بالجمع بين هاتين الخصلتين
مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اوسکی معنی یہہ ہیں کہ اکثر سبب سعادت ابدی کا بدون جمع کرنی ان دونوں خصلتوں کی حاصل نہیں ہوسکتا

فان التقوى اشارة الى حسن المعاملة مع الخالق وحسن الخلق اشارة الى حسن المعاملة مع الخلق فعلى هذا ينبغي
کیونکہ تقوی سی اشارہ طرف نیک معاملہ کی ہی ساتہہ خالق کی اور حسن خلق اشارہ طرف نیک معاملہ کی خلقت سی اسکی موافق لایق ہی

لمن علم ان سعادة الدنيا فانية وان سعادة الاخرة باقية ان يختار سعادة الاخرة على سعادة الدنيا وسعادة
اسکو جو یہہ جانتا ہی کہ سعادت دنیوی فنا ہونیوالی ہی اور سعادت اخروی رہنی والی کہ سعادت اخروی کو سعادت دنیوی پر پسند کری اور سعادت

الاخرة لا تحصل الا بتقوى الله تعالى لان حسن الخلق وان ذكر معها اهتماما بشانه الا انه داخل فيها لانها عبارة عن
اخروی بدون تقوی الٰہی کی حاصل نہیں ہوتی کیونکہ حسن خلق اگرچہ اوسکی ساتہہ عظمت شان کی لئی مذکور ہی پر وہ تقوی ہی میں داخل ہی اسلئی کہ تقوی یہہ ہی کہ آدمی

اجتناب المنكرات والمنهي عنها واتيان المعروفات والمامور بها وبها تحصل خيرات الدنيا والاخرة اما الخيرات الدنيوية
منکرات اور ممنوعات سی بچنا اور امور حسنہ اور خدا کی فرمود کو بجالانا اور اسی سی دنیا اور آخرت کی خوبیاں موجود ہیں پہر خوبیاں دنیا کی

فمنها الحفظ والحراسة كما قال الله تعالى وان تصبروا وتتقوا لا يضركم كيدهم شيئا ومنها النجاة من الشدائد والرزق من
انکی منجملہ حفاظت اور نگہبانی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور اگر تم ٹہری رہو اور بچتی رہو کچہہ نہ بگاڑیگا تمہارا اونکی فریب سی اور انہیں سی سختیوں سی نجات پانی اور حلال روزی

الحلال كما قال الله تعالى ومن يتق الله يجعل له مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب واما الخيرات الاخروية
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو کوئی ڈرتا ہی اللہ سی وہ کردی اوسکا گذارہ اور روزی دی اوسکو جہاں سی اوسکو خیال نہو اور آخرت کی خوبیوں سی یہہ ہی

فمنها اصلاح العمل كما قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وقولوا قولا سديدا يصلح لكم اعمالكم ومنها
درستی عمل کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو ڈرتی رہو اللہ سی اور کہو بات سیدہی کہ سنوار دی تمکو تمہاری کام اور انہیں سی

قبول العمل كما قال الله تعالى انما يتقبل الله من المتقين ومنها الاكرام والاعزاز كما قال الله تعالى ان اكرمكم

قبولیت عمل کی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اللہ قبول کرتا ہی سو ادب والوں سی اور انہیں سی اکرام اور عزت چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی بیشک عزت اللہ کی ہان

عند الله اتقاكم ومنها البشارة كما قال الله تعالى الذين امنوا وكانوا يتقون لهم البشرى في الحيوة الدنيا

اوسی کو بڑی جسکو ادب بڑا اور انہیں سی مژدہ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی جو لوگ یقین لائی اور رہی پرہیزگاری کرتی اونکو ہی خوشخبری دنیا کی جیتی

وفي الاخرة ومنها النجاة من النار كما قال الله تعالى ثم ننجي الذين اتقوا ونذر الظلمين فيها جثيا ومنها الخلود

اور آخرت مین اور انہیں سی دوزخ سی نجات چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی پہر بچا لینگی ہم اونکو جو ڈرتی رہی اور چہوڑ دینگی گنہگاروں کو اوسمین اوندہی پڑی اور انہیں سی جنت

في الجنة كما قال الله تعالى لكن الذين اتقوا ربهم لهم جنت تجري من تحتها الانهر خلدين فيها ومنها الدرجة

مین ہمیشہ کو رہنا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی لیکن جو لوگ ڈرتی رہی اپنی رب سی اونکو باغ ہین جنکی نیچی بہتی ندیاں رہ پڑی اوسمین اور انہیں سی درجہ بلند

العليا والمرتبة القصوى التي هي محبة الله تعالى كما قال الله تعالى ان الله يحب المتقين ولو لم يكن في

اور انتہا کا مرتبہ یعنی محبت الٰہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اللہ کو خوش آتی ہین احتیاط والی اور اگر تقوی مین

التقوى سوى هذه الخصلة لكفت فكيف لا يسعى العبد في تحصيلها مع ان لها فضائل كثيرة سواها و

سوای اسکی کوئی خصلت نہوتی تو بہی کافی تہی پہر آدمی کیونکر نہ سعی کرکر اوسکو حاصل کری باوجودیکہ اوسمین اسکی سوای بہت فضیلتین ہین اور

القران مملو بذكر فضائلها فانه تعالى قال في اية والله ولي المتقين وقال في اية اخرى والعاقبة للمتقين

قرآن اسکی فضائل سی پر ہی بیشک اللہ تعالیٰ ایک آیت مین فرماتا ہی اللہ رفیق ہی ڈرنیوالوں کا اور دوسری آیت مین فرمایا اور آخر بہلا ہی ڈرنیوالوں کا

وقال في اية اخرى وازلفت الجنة للمتقين وغيرها الايات الدالة على فضيلة التقوى فانه تعالى قد وصى

اور ایک اور آیت مین فرمایا اور نزدیک لائی گئی بہشت ڈر والوں کی اور سوا اسکی اور آیتین جو تقوی کی فضیلت پر دلالت کرتی ہین اور اللہ تعالیٰ نی بیشک

بها الاولين والاخرين من حيث قال ولقد وصينا الذين اوتوا الكتب من قبلكم واياكم ان اتقوا الله والحاصل

پہلوں اور پچہلوں کو وصیت کی ہی چنانچہ فرماتا ہی اور ہمنی کہہ رکہا ہی پہلی کتاب والوں کو اور تمکو کہ ڈرتی رہو اللہ سی حاصل یہہ ہی

انها اجماع كل خير وهي في اللغة فرط الصيانة وفي عرف الشرع عبارة عن التوقي عما يضره في الاخرة من فعل او

کہ اسمین تمام خوبیاں جمع ہین اور تقوی لغت مین خوب احتیاط کرنی اور عرف شرع مین ایسی اعمال سی بچنی کو کہتی ہین جو کرنی سی چہوڑنی سی آخرت مین ضرر

ترك فيلزم اجتناب الكبائر بالاتفاق في تحصيلها وعند البعض يلزم اجتناب الصغائر ايضا

پہنچاوی سو واسطی حصول تقوی کی کبایر سی بچتی رہنا بالاتفاق لازم ہی اور بعضون کی نزدیک تقوی کی لئی صغایر سی بہی بچنا ضرور ہی

في تحصيلها وهو الحق وقيل لا يلزم اجتنابها لانها مكفرة عن مجتنب الكبائر

اور یہی قول حق ہی اور کوئی کہتا ہی صغائر سی اجتناب ضروری نہیں کیونکہ صغائر اوسکی اوتر جاتی ہین جو کبایر سی بچتا ہی

فلا يستحق العبد بها العقوبة لقوله تعالى ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سياتكم لكن هذا خطا

سو بندہ صغایر کی بدلہ سزاوار عقوبت کا نہیں ہوتا اس آیت سی اگر تم بچتی رہو گی بڑی چیزوں سی جو تمکو منع ہوئین تو ہم اوتار دینگی تمسی تقصیرین تمہاری لیکن یہہ رائی

مخالف لقواعد اهل السنة لان العقاب على الصغيرة جائز عندهم ولو مع اجتناب الكبائر لان بعض المفسرين

خطا اور اہل سنت کی قواعد سی خلاف ہی کیونکہ اہل سنت کی نزدیک صغیرہ پر بہی عذاب کرنا جایز ہی اگرچہ کبایر سی بچتا ہی کہ بعض مفسرین نی اس آیت مین کبایر سی مراد

حملوا الكبائر في الاية على انواع الشرك كشرك اليهود والنصارى والمجوس وغيرهم لان المطلق عند عدم القرينة

اقسام شرک لئی ہین جیسی یہود اور نصاری اور مجوس وغیرہ کا شرک کیونکہ مطلق سی بدون قرینہ کی فرد کامل مراد ہوتا ہی اور

ينصرف الى الكامل وهو الشرك وباجتنابه لا يتعين تكفير غيره بل يبقى في مشية الله تعالى لقوله تعالى ان الله لا يغفر ان

فرد کامل شرک ہی اور شرک سی بچنی مین اور گناہ کا اوترنا مقرر نہیں ہوتا بلکہ مشیت الٰہی مین رہتا ہی اس آیت سی بیشک اللہ یہہ نہیں بخشتا

يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۤءُ مع ان الاصرار علی الصغائر کبیرة فلا یکون مکفرة بل لابد من اجتنابها

کہ اوسکا شریک ٹہراوی اور اوس سی نیچی بخشتاہی جسکو چاہی باوجودیکہ صغایر پر جمی رہنا کبیرہ ہوتاہی پہر کفارہ کب ہوسکیگا بلکہ اوسی ہی اجتناب ضروری ہی

وقد روی عن عطیة انه علیه السلام قال لا یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع ما لا باس به حذرا

اور عطیہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا آدمی درجہ تقوی کا نہین پاتا جبتک لاباس کو نچھوڑی بخوف ابتلا اوس زلہ کی

عما به باس وهذا الحدیث نص فی لزوم اجتناب الصغائر فی تحصیل التقوی لانها علی تقدیر کونها مکفرة عن مجتنب

اس حدیث سی صاف ظاہر ہی کہ اجتناب صغائر سی واسطی حصول درجہ تقوی کی ضروری ہی کیونکہ صغائر کو مانا کہ کبایر کی بچنی والی سی اوترجاتی ہین

الکبائر یکون مما لا باس به فیلزم اجتنابها مع ان المعنی اللغوی الذی هو فرط الصیانة یقتضی اجتناب الکبائر و

پہر لاباس بہ مین تو داخل ہین پس صغائر سی اجتناب لازم ہی باوجودیکہ لغوی معنی کی رعایت یعنی خوب احتیاط کرنی تقاضا یہہ ہی کہ کبائر سی اور

الشبهات ایضا لکن الاحتراز عن جمیع الشبهات لا یمکن فی هذا الزمان کما قال قاضیخان فی فتاوٰه لیس زماننا زمان

شبہات سی بہی بچی لیکن اس زمانہ مین تمامی شبہات سی احتراز نہین ہوسکتا چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتی ہین ہمارا زمانہ شبہات کا زمانہ نہین ہی

الشبهات وعلی المسلم ان یتقی الحرام العائن وکذا قال صاحب الهدایة فی التجنیس وزمانهما قبل ستمائة سنة وقد بلغ

مسلم کا یہی ذمہ ہی کہ حرام ظاہر سی پرہیز رکہی اور ایسا ہی ہدایہ والا تجنیس مین کہتاہی اور ان دونو کا زمانہ چہہ سو برس سی پہلی ہی اور اب تو

التاریخ الان ما بلغ ولا شك ان الفساد والتغیر یزیدان بزیادة بعد الزمان عن عهد النبوة والسبب فی عدم امکان

زمانہ کا حال ہی سو ہی اور اسمین کچہہ شک نہین ہی کہ عہد نبوت سی زمانہ جتنا دور ہوتا جاتاہی فساد اور تغیر بڑہتی جاتی ہین اور اس زمانہ مین شبہات سی

الاحتراز عن الشبهات فی هذا الزمان عدة امور الاول ان قوام البدن وانتظام المعاش لیس الا بالنقود والحبوب ونحوها

احتراز نہوسکنی کی کئی سبب ہین اول یہہ کہ بدن کی تندرستی اور گذران کا انتظام بدون نقود اور دانہ وغیرہ کی

مما یخرج من الارض والغالب المستعمل فی النقود والفسوخ لیس الا الدراهم وقد صغروها بحیث لا یعلم کم منها یبلغ قدر

جو زمین سی پیدا ہوتاہی نہین ہوتا اور اکثر معاملات کی کرنی اور توڑنی مین چلن سوای دراہم کی نہین ہی سو انکو اتنا کم کر ڈالاہی کہ اصلا معلوم نہین ہوتا کہ اتنین سی کی

وزن درهم واحد شرعی بل الطامعون من اخساء الفسقة والکفرة لا یزالون یقطعونها حتی صار المقطوع فی الدراهم

درہم برابر ایک درہم شرعی کی ہوسکتی ہین بلکہ لالچی فرومایہ فاسق اور کفار ہمیشہ دراہم کو کترتی جاتی ہین یہان تک کہ کترا ہوا بچی سی گہٹہتی

غالبا علی غیره وسبب ذلك ترکوا وزنها وجعلوها من المعدودات فی التبائع والاستقراض والفضة وزنیة ابدا

ہوگیاہی اسکا باعث یہہ ہوا ہی کہ دراہم کو تولنا چہوڑ دیاہی اور انکو بیوع اور قرض وغیرہ مین معدود ٹہرا رکہاہی اور چاندی ہمیشہ کی لئی وزنی ہی

لنص الشارع علیه فلا یتبدل بالعرف لان شرط اعتباره عدم النص وهذا مذهب ابی حنیفة ومحمد وروایة ظاهرة

شارع اوسکو صاف فرما چکاہی سو عرف کی برتاؤسی بدل نہین سکتی اسلئی کہ عرف وہان معتبر ہوتاہی جہان نص موجود نہو اور یہہی مذہب ہی ابوحنیفہ اور محمد کا اور یہہ ہی ہی

عن ابی یوسف وفی روایة ضعیفة عنه یعتبر العرف مطلقا فاذا کانت الفضة وزنیة ابدا یلزم بیان وزنها فی

ظاہر روایت ابو یوسف سی اور ایک ضعیف روایت ابو یوسف سی یہہ ہی کہ عرف مطلق معتبر ہوتاہی پہر جب چاندی ہمیشہ کو وزنی ہی تو اوسکا وزن بیان کر دینا بیوع

التبایع والاستقراض لان بیان مقدار الثمن شرط صحة البیع ونحوه ومقدار الوزن لا یعلم بالعد کما لا یعلم

اور قرض مین ضرور ہوا اسلئی کہ ثمن کی مقدار بیان کرنی بیوع وغیرہ کی صحت کی لئی شرط ہی اور وزن کی مقدار گنتی سی معلوم نہین ہوتی جیسی تولنی سی

مقدار العددی بالوزن فاذا لم یبین وزنه یفسد البیع والاجارة والقرض ونحوها فیکون ما اشتری بالبیع الفاسد

گنتی معلوم نہین ہوتی پہر جب اسکا وزن معلوم نہوا تو بیع اور اجارہ اور قرض وغیرہ سب فاسد ہوئی پس جو جو بوسیلہ بیع فاسد کی خریدا

من الطعام والجاریة ملکا للمشتری بعد القبض لکن لا یحل له اکل الطعام ولا وطیٔ الجاریة ولا مخلص منه و

کہانا یا لونڈی یہہ سب بعد قبض کی خریدار کی ملک ہونگی پر اوسکو نہ تناول کہانی کا حلال ہی اور نہ صحبت لونڈی کی اور اس سی کوئی مخلصی نہین ہی

قوله فی المعنی الشرعی والمعنی ... فرط الصیانة
شرعی معنون مین ... اور خوب احتیاط

لاحو

ولا حیلة فیه الا التمسك بالروایة الضعیفة عن ابی یوسف لتعسر الجمع بین العدد والوزن خصوصا
اور نہ اسمین کوئی حیلہ بجز تمسک اوسی ضعیف روایت کی جو ابو یوسف سی ہی کیونکہ گنتی اور تول کا جمع کرنا بہت دشوار ہی خاص کر

فی حق الفقراء وقد تقرر ان الضرورات تبیح المحظورات والثانی غلبة الطمع علی الناس بحیث تری کثیرا
فقراء کی حق مین اور بیشک ٹہر چکا ہی کہ ضرورت مین ممنوع چیز مباح ہو جاتی ہی اور دوسرا سبب لوگون پر طمع کا غالب ہو جانا چنانچہ تو اکثر لوگون کو دیکہتا ہی

منهم لا یرضون بحقوقهم ولا یقنعون بحظوظهم بل یتجاوزون الی الحرام والثالث غلبة الظلم بین الخلق
کہ اپنی اپنی حق پر راضی نہین ہوتی اور اپنی اپنی حصہ پر قناعت نہین کرتی بلکہ حرام تک بڑہ جاتی ہین اور تیسری خلقت مین ظلم کا پہیلنا

من الغصب والسرقة والخیانة والتزویر ونحوها والرابع غلبة الجهل علی التجار والصناع والاجراء والشرکاء
چہین لینا چورا لینا خیانت کرنی دغا کرنی اور مانند اسکی چوتہی اصل یا سبب مین جہالت کا غلبہ سوداگرون اور کاریگرون اور مزدورون اور شرکا پر

فی الاصل والعلة فلا یراعون شرائط الشرع فی معاملاتهم فاذن معاملاتهم لا تخلو اما ان تبطل فیکون
سو یہہ لوگ شرعی شرطون کی رعایت اپنی کاروبار معاملہ مین نہین کرتی پس اب اونکی معاملات اس سی خالی نہین یا باطل ہونگی پہر تو

مکسوبهم حراما او تفسد فتکره فتکون مکسوبهم خبیثا والحرام لا یکون ملکا بالقبض بل ان امکن الرد
اونکی کمائی حرام ہوگی یا فاسد اور مکروہ ہونگی اب اونکی کمائی خبیث مشکوک ہوگی اور حرام چیز قبضہ کرنی سی ملک نہین ہو جاتی بلکہ اگر اوسکی مالک تک

الی صاحبه یجب الرد الیه ویحصل الاثم بغیره ولا یجوز لاحد اخذه بشراء او اجارة او هبة او صدقة او
پہیر دینا ممکن ہو تو پہیر دینا واجب ہوتا ہی اور بدون اسکی گنہگار ہوتا ہی اور کسیکو اوسکا لینا جایز نہین خرید کر یا اجارہ سی یا ہبہ سی یا صدقہ سی یا

نحوها اذ لا یصیر بها حلالا وان تعذر الرد الی صاحبه فسبیله التصدق لا غیر والخبیث وان کان ملکا
کسی اور وجہ سی مانند اسکی کیونکہ کوئی وجہ حلت کی نہین ہی اور اگر مالک تک پہنچانا دشوار ہو تو اوسکی راہ بجز صدقہ دینی کی کوئی نہین اور خبیث مشکوک اگرچہ قبضہ کرنی سی ملک

بالقبض لکن یجب علی مالکه التصدق ویاثم بغیره ولا یجوز لاحد اخذه الا ان یتصدق علیه وهو فقیر فاذا
تو ہو جاتی ہی پر مالک کو واجب ہی کہ صدقہ دیدی اور سوا صدقہ کی گنہگار ہوتا ہی اور کسیکو اوسکا لینا جایز نہین ہی الا جسکو صدقہ دیدی اور وہ فقیر ہو جب

کان کذلك فکیف یمکن المعاملة بالناس فی هذا الزمان مع الاحتراز عن الشبهات فان کثیرا ما فی ایدیهم
حال یہہ ہی تو اس زمانہ مین لوگون سی شبہات سی بچکر معاملہ کرنا کیونکر ممکن ہو سکتا ہی کیونکہ اکثر مال جو اونکی قبضہ مین ہین

من الاموال اما حرام وخبیث بسبب ظلم بعضهم بعضا بالغصب والسرقة والخیانة والتزویر ونحوها
یا حرام ہین یا خبیث مشکوک آپکی ظلم سی بسبب غصب یا چوری یا خیانت یا دغا بازی وغیرہ کی

او بسبب عدم مراعاة شرائط الشرع فی معاملاتهم فالاخذ بالقول الاحوط والاحتراز عن الشبهات فی هذا
یا اپنی معاملات مین شرعی شرایط کی رعایت نکرنی سی پس محتاط قول کو لینا اور شبہات سی بچنا اس

الزمان یستدعی ان لا یعامل مع الناس ویقتضی العزلة عنهم والفرار الی الجبال وسکنی المغارات وبطون الاودیة
زمانہ مین یہہ چاہتا ہی کہ لوگون کی ساتہہ کوئی معاملہ نکیجئی اور اونسی سراسر الگ ہوکر پہاڑون مین بہاگ جائی اور غارون اور نالون کی اندر رہا کری

ورعی العشب والکلاء وفی هذا حرج عظیم وتکلیف بما لا یطاق وکلاهما منفیان فی الشرع بالنص لان الانسان
اور گہاس پہونس کہا لیا کری اور اسمین بڑا ہی حرج اور طاقت سی زیادہ تکلیف ہی اور شرع کی اندر یہہ دونو بدلالت نص نہین ہین کیونکہ انسان کی طبیعت

مدنی بالطبع لا یمکنه ان یعیش وحده بل لا بد له ان یعیش مع الناس فیتعین فی هذا الزمان لا محالة الاخذ
مل سار ہی یہہ کب ہو سکتا ہی کہ اکیلا گذران کری بلکہ بالضرور اوسکی گذران آدمیون مین ہوگی پس اس زمانہ مین بالضرور امداد دینی روایتین سی لینی چاہئی

بما قال محمد ومن تبعه من المشائخ من جواز اخذ مال الغیر باذنه ورضائه بعوض وبغیر عوض ما لم یعلم کونه
جو امام محمد کہتی ہین اور اونکی تلمیذ بعض مشایخ کہ غیر کا مال اوسکی اجازت اور خوشی سی لینا بدلہ مین اور بی بدلہ جب تک صاف طور معلوم نہو

حراما بعينه تمسكا باصول مقررة في الشرع من ان اليد دليل الملك وان الاصل في الاشياء الاباحة وان

جایز بتاتی ہین قواعد مقررہ شرع سی تمسک کرکر کہ قبضہ دلیل ملک ہوتا ہی اور اصل اشیاء مین اباحت ہی اور

اليقين لا يزول بالشك وانما يزول بيقين مثله وان الثمن في العقود والفسوخ اذا كان من النقود لا يتعين

یقین شک سی دفع نہین ہوتا یقین جب ہی جاتا ہی تب ویسا ہی یقین ہو اور ثمن عقود اور فسوخ مین اگر نقد روپیہ ہوتا ہی تو تعین کرنی سی

بالتعيين بل يثبت بالذمة حتى لو اشير الى الثمن النقد ودفع غيره يجوز بخلاف المبيع فانه يتعين بالعقد حتى

متعین نہین ہوتا بلکہ ذمہ پر لازم ہوتا ہی یہان تک اگر ثمن نقد کو اشارہ سی متعین کری اور وہ اور روپیہ دیدی تو جایز ہی برخلاف مبیع کی پس مبیع عقد کرنی سی متعین ہوتا ہی

لا يجوز استبداله باخر واقامته مقامه الا بالفسخ وتكرار العقد وبما قال الكرخي وقد صرحوا بكون الفتوى عليه

یہانتک کہ اوسکو اور مبیع سی بدل دینا اور بدلہ کو اوسکی جگہہ ٹہرا دینا جایز نہین ہی جبتک پہلا عقد فسخ اور دوبارہ عقد نکیا جاوی اور تمسک کری امام کرخی کی قول سی کہ صاف کہہ چکی ہین

في هذا الزمان ان المشتري بحرام بعينه حلال طيب الا ان يشار اليه حين العقد ثم سلم فح يكون ملكا خبيثا

کہ اس زمانہ مین فتوی اسی پر ہی کہ شی خریدی ہوئی ثمن معین حرام سی حلال پاکیزہ ہوتی ہی مگر اوس صورت مین کہ عقد کرتی ہوئی اوس ثمن حرام کی طرف اشارہ کرین پہر وہ ہی دیدین

واجب التصدق وبما ذهب اليه ابو حنيفة من ان الخلط الرافع للتميز استهلاك موجب للتملك والضمان وبما روي

ایسی شی ملک خبیث ہوگی اوسکا صدقہ کردینا واجب ہی اور تمسک کرنا امام ابو حنیفہ کی مذہب سی کہ ملا دینا دو چیز کا جسمین امتیاز باقی نرہی ہلاک کردینا ہی اسمین ملک حاصل ہوجاتی ہی اور ضمان

عنه ان سبب الطيب وجوب الضمان لا اداؤه نعم ما لا يدرك كله لا يترك كله فان الاحتراز عن جميع الشبهات لما

اور تمسک کرنا جو اونسی مروی ہی کہ سبب حلت کا وہ ہی ضمان کا لازم آنا ہی اوسکا ادا کرنا نہین ان جو چیز سراسر میسر نہ آوی تو سراسر چہوڑنا نہ چاہئی بیشک احتراز تمام شبہات سی چونکہ

لم يكن ممكنا في هذا الزمان لزم الاحتراز عن الشبهات التي يمكن الاحتراز عنها في تحقق التقوى لان الطاعة

اس زمانہ مین ممکن نہین ہی تو احتراز کرنا ایسی شبہات سی جو کہ سہل ہین واسطی ثبوت تقوی کی لازم ہی اسواسطی کہ اطاعت موافق طاقت کی ہوتی ہی

بحسب الطاقة فمن اتقى عما في وسعه من الشبهات يرجى من فضل الله تعالى ان يعفو عنه ما ليس في وسعه

پہر جو شخص اپنی مقدور بہر شبہات سی بچتا رہی تو اللہ کی فضل سی امید ہی کہ اوسکو وہ معاف کردی جو اوسکی طاقت سی باہر ہی

ويجعل له ثواب المتقين واما طعام اهل الوظائف من الاوقاف او بيت المال فهو كسائر المكاسب فان الكسب

اور اوسکو ثواب متقیون کا عنایت کری اور رہا کہانا وظیفہ دارون کا اوقاف مین سی یا بیت المال مین سی سو وہ ایسا ہی جیسی اور تمام کمائی کیونکہ فائدہ لینا

بالبيع والاجارة ونحوهما اذا روعي فيها شرائط الشرع كما يكون حلالا طيبا كذلك الوقف اذا صح وروعي فيه شرائط

بیع اور اجارہ وغیرہ سی اگر اوسمین شرطین شرعی رعایت کی جاوین جیسی حلال طیب ہوتا ہی ایسی ہی وقف اگر صحیح ہو اور شرطین وقف کی اوسمین

الواقف يكون حلالا طيبا وكذا بيت المال يحل لمن كان مصرفا له واخذه بقدر الكفاية وتفصيل الكفاية على ما

رعایت کی جاوین تو حلال طیب ہوتا ہی اور ایسی ہی بیت المال حلال ہوتا ہی اگر اوسکی قابل ہو اور بقدر کفایت لیا کری اور تفصیل کفایت کی موافق بیان

في الاحياء وغيره من الكتب في السلوك ولا فرق بين الوقف وبين بيت المال وبين غيرهما من المكاسب في كون

احیاء وغیرہ کتب کی سلوک مین اور درمیان وقف اور بیت المال وغیرہ آمدنیون کی اس باب مین کچہہ فرق نہین ہی

كل منها حلالا طيبا اذا روعي فيه شرائط الشرع وفي عدم كونه حلالا اذا لم يراع فيه شرائط الشرع وذكر في الواقعات

کہ یہ سب حلال طیب ہین اگر انمین شرایط شرعی رعایت کیجاوین اور مردار خبیث ہوتی ہین اگر انمین شرایط شرعی رعایت نہوین اور واقعات مین مذکور ہی

ان الذين يقضون ويفتون ويشتغلون بالتعليم وياكلون من بيت المال فانهم ليسوا عاملين بالاجرة بل هم عاملون

کہ جو لوگ حکم کرتی ہین اور فتوی دیتی ہین اور درس تدریس مین مصروف رہتی ہین اور بیت المال مین سی کہاتی ہین سو یہ لوگ یعنی قاضی مفتی مدرس مزدور نہین ہین

لله تعالى واجرهم على الله تعالى وكذلك ما يعطيه الامراء والسلاطين من اموالهم الى رجل حلال ما لم يعلم انه حرام

بلکہ اللہ کا کار کرتی ہین اور انکا اجر خدا پر ہی اور ایسی ہی جو کہ امراء اور سلاطین اپنی مال مین سی کسیکو کچہہ دیتی ہین سب حلال ہی جبتک معلوم نہو کہ وہ شی خاص حرام ہی

بعينه

بعينه نعم درجات الحلال كثيرة عالية بعضها اعلى من بعض لكن في زماننا لا يمكن الاخذ بالقول الاحوط في
ان مرتبہ حلال کی بہت ہیں ایک سی ایک بالا پر ہماری زمانہ میں تقوی کی باب میں احتیاط کامل پر عمل کرنا ممکن نہیں ہی

التقوى لان الاستقصاء البالغ في الحلال على قانون الورع الاعلى في زماننا مما يفضي الى الحرج وهو مدفوع في الدين
کیونکہ حلال کی باب میں نہایت درجہ کا مبالغہ کرنی سی موافق قواعد اعلی رتبہ کی پرہیز کی ہمارے زمانہ میں بڑا حرج ہوتا ہی اور دین کی اندر حرج نہیں ہی

بل الشرع هو الميزان المستقيم فما لا يذمه الشرع فهو حلال رحمة من الله تعالى على عباده فاذا تمسك احد بالشريعة
بلکہ شرع سیدہی ترازو ہی جسکو شرع ابرا نکہی وہ سب حلال ہی ہی یہہ اللہ کی طرف سی بندوں کی حال پر کمال رحمت ہی اور جب کوئی شریعت سی سند لاوی

فليس لاحد ان ينكر عليه لان الانكار عليه استخفاف بالشريعة ومن استخف بالشريعة يخاف عليه زوال الايمان
پہر یہہ کسکا مقدور ہی کہ اوسی انکار کری کیونکہ اسپر انکار کرنا شریعت کی تحقیر ہی اور جو شخص شرع کی تحقیر کری اوسپر کفر کا خوف ہی

اذا تحقق هذا فالورع والتقوى في هذا الزمان ان يجعل ما في يد كل انسان ملكا له ما لم يتيقن انه بعينه مغصوب
جب یہہ امر ثابت ہوا تو ورع اور تقوی اس زمانہ میں یہہ ہی کہ جو چیز جس شخص کی قبضہ میں ہی اوسہی کی ملک مانی جاوی جبتک یقینی معلوم نہو کہ یہہ خاص چیز چہینی ہوئی

او مسروق وان علم يقينا ان في ماله حراما اذ قد قال قاضيخان في فتاواه رجل دخل على سلطان فقدم اليه شيء
یا چرائی ہوئی ہی اگرچہ یہہ بات یقینی معلوم ہو کہ اوسکی مال میں حرام ہی ملا ہی اسلئی کہ قاضیخان اپنی فتاوی میں کہتا ہی کہ ایک شخص حاکم کی پاس گیا حاکم نی اوسی کوئی چیز

من الماكولات ان لم يعلم انه بعينه غصب يحل له ان ياكل لانه لم يعلم بالحرمة والاصل في الاشياء الاباحة
کہانیکو دی اگر یہہ معلوم ہو کہ یہہ ہی خاص غصب کی ہوئی ہی تو اوسکو کہا لینا حلال ہی اسلئی کہ اوسکی حرمت معلوم نہیں ہی اور اصل اشیاء میں اباحت ہی

وان علم انه بعينه حرام لا يحل له ان ياكل منه لانه علم بالحرمة وسئل ابو بكر البلخي عن الفقير انه لو اخذ
اور اگر معلوم ہو کہ یہہ خاص چیز حرام ہی تو کہانا حلال نہیں ہی کیونکہ حرمت معلوم ہو گئی کسینی ابوبکر بلخی سی فقیر کا حال پوچہا کہ اوسنی اگر

جائزة السلطان مع علمه ان السلطان اخذها غصبا ايحل له ذلك قال ان السلطان ان خلط الدراهم
عطیہ سلطان کا مغصوب جان بوجہ کر لیلیا تو کیا اوسکو یہہ حلال ہی جواب دیا اگر سلطان نی دراہم ایک قسم کی دوسری

بعضها ببعض فلا باس باخذه وان دفع اليه عين الغصب من غير خلط لا يجوز له اخذه قال الفقيه ابو الليث
قسم میں ملا دئی تو لینی میں کچہہ خوف نہیں ہی اور اگر اوسکو مغصوب درہم دہ کی وہ ہی بدون ملانی کی دیدئی تو لینا جایز نہیں ہی فقیہ ابو اللیث کہتی ہیں

هذا الجواب يستقيم على قول ابي حنيفة اذ عنده من غصب الدراهم من قوم وخلط بعضها ببعض يملكها الغاصب
یہہ جواب ابوحنیفہ کی قول پر درست ہوتا ہی اسلئی کہ امام کی نزدیک اگر کسینی دراہم کسی سی چہین کر ایک کو دوسری میں ملا دئی تو غاصب مالک

ويكون مديونا لهم وذكر في بستان العارفين ان الناس اختلفوا في اخذ جائزة السلطان قال بعضهم يجوز ما
اور اوسکا قرضدار ہو جاتا ہی اور بستان العارفین میں مذکور ہی کہ فقہاء میں درباب قبول کرنی عطیہ سلطان کی اختلاف ہی کوئی کہتا ہی جایز ہی

لم يعلم انه يعطيه من الحرام وقال بعضهم لا يجوز اما من اجازه فقد ذهب الى ما روي عن علي بن ابي طالب
جبتک نہ معلوم ہو کہ یہہ حرام کا مال دیا ہی اور کوئی کہتا ہی جایز نہیں ہی پہر جو شخص جایز کہتا ہی تو اوسنی وہ اختیار کیا ہی جو علی بن ابی طالب سی روایت ہی

انه قال السلطان يصيب من الحلال والحرام فما يعطيك فخذه فانما يعطيك من الحلال وروي عن عمر انه عليه السلام
کہ فرمایا سلطان کی پاس حلال اور حرام سب آتا ہی پہر جو تجکو دیتا ہی سو لیلی کیونکہ تجکو حلال ہی دیتا ہی اور عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال من اعطي شيئا من غير مسئلة فلياخذه فانما هو رزق رزقه الله تعالى وروي عن حبيب بن ابي ثابت انه قال
فرمایا جسکو کوئی شخص بی مانگی کچہہ دیوی تو لی لینا چاہیی کیونکہ وہ اللہ تعالی نی رزق بہیجا ہی اور حبیب بن ابی ثابت سی روایت ہی کہ کہتا ہی

رايت ابن عمر وابن عباس يأتيهما هدايا المختار فيقبلانها مع كونه مشهورا بالظلم وروي محمد بن الحسن عن ابي حنيفة
کہ میںنی ابن عمر اور ابن عباس دونوں کو دیکہا ہی کہ اونکی پاس ہدیہ مختار کا آتا اور وہ دونوں لیلیتی باوجودیکہ مختار ظالم مشہور تہا اور محمد بن الحسن ابوحنیفہ سی اور وہ حماد سی

عن حماد ان ابراهیم النخعی خرج الی زهیر بن عبد الله الازدی وکان عاملا علی حلوان یطلب جائزته هو وابوزر

روایت کرتی ہین کہ ابراہیم نخعی زہیر بن عبد اللہ ازدی کی پاس جب وہ حلوان کا عامل تہا اپنا جائزہ لینی گئی وہ اور ابوزر ہمدانی دونو

الهمدانی قال محمد وبه ناخذ مالم تعرف شیئا من عطائه حراما بعینه وهذا قول ابی حنیفة المجلس التاسع والستون

محمد کہتا ہی ہماری یہہ ہی سند ہی جبتک نہ معلوم ہو کہ کوئی شئی عطیہ مین بعینہ حرام ہی اور یہہ ہی قول ابو حنیفہ کا ہی اونہترین مجلس

فی بیان لزوم طلب کسب الحلال وای الطیب من المکاسب واقبحها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

بیان مین تلاش حلال کمائی کی اور کونسی کمائی پاک ہی اور کونسی بری ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

ان اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم هذا الحدیث من حسان المصابیح رواته ام المؤمنین

بیشک پاکیزہ تر تمہارا کہانا تمہاری کمائی کا ہی اور تمہاری اولاد بہی تمہاری کمائی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی ام المؤمنین عائشہ کی

عائشة وفیه تحریض علی الکسب الحلال لان المراد بالطیب ههنا الحلال ومعنی الکسب الطلب والسعی فی تحصیل

روایت سی اسمین کسب حلال کی ترغیب ہی اسلئی کہ طیب سی مراد یہان حلال ہی اور کسب کی معنی تلاش اور کوشش رزق کی واسطی

الرزق وانما جعل الولد کسبا لان الوالد یطلبه ویسعی فی تحصیله فیکون من جملة اکسابه فیجوز له ان یاکل

اور اولاد کو کمائی اسواسطی ٹہرایا کہ اولاد کی طلب ہوتی ہی اور اوسکی لئی سعی کرتی ہین پس تو اولاد اوسکی کمائی مین داخل ہی اب اوسکو جایز ہی کہ اگر

من کسبه اذا کان محتاجا والا فلا الا ان یطیب به نفسه قال الفقیه ابو اللیث فی بستان العارفین کره

محتاج ہووی تو اولاد کی کمائی مین سی کہالی اور نہین تو نہ کہاوی ہان اگر وہ دل سی خوش ہوتا ہو فقیہ ابو اللیث بستان العارفین مین کہتا ہی بعضی لوگ

بعض الناس الاشتغال بالکسب وقالوا الواجب علی کل انسان الاشتغال بعبادة الله والتوکل علیه وحجتهم

کسب اختیار کرنیکو مکروہ کہتی ہین وہ لوگ یہہ کہتی ہین کہ ہر شخص پہ شغل عبادت الہی کا اور اوسپر بہروسا کرنا واجب ہی اور اونکی دلیل

قوله تعالی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون وقال النبی علیه السلام ما اوحی الی ان اجمع المال واکن من التاجرین

یہہ آیت ہی اور مینی جو بنائی جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو اور یہہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مجہپر یہہ وحی نہین آئی کہ مال جمع کر کر تجارت کیا کرون

ولکن اوحی الی ان سبح بحمد ربک وکن من الساجدین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین وقال عامة اهل العلم الکسب

لیکن یہہ وحی آئی ہی کہ تو یاد کر خوبیان اپنی رب کی اور رہ سجدہ کرنیوالونمین اور بندگی کر اپنی رب کی جب تک پہنچی تجہکو موت اور عام اہل علم کہتی ہین کہ اتنی مزدوری

بمقدار ما یکفیه ولعیاله واجب فان زاد علی ذلک فهو مباح ولا یکون الاشتغال بطلب الزیادة حراما اذا لم یرد

کہ اوسکو اور اوسکی عیال کو کافی ہو واجب ہی اگر اس سی زیادہ ہووی تو مباح ہی اور زیادہ کی تلاش اگر فخر اور ریا منظور نہو تو حرام نہین ہی

به الفخر والریا وحجتهم انه تعالی قد فرض الفرائض ولا یتاتی اداؤها الا بستر العورة وقوة البدن ولا یحصل ستر العورة

ان لوگون کی یہہ دلیل ہی کہ اللہ تعالی نی بیشک فرایض ذمہ پر مقرر کئی ہین اور وہ فرایض بدون ستر عورت اور قوت بدن کی ادا نہین ہوسکتی اور ستر عورت

الا باللباس ولا قوة البدن الا بالقوت اذ قال الله تعالی وما جعلناهم جسدا لا یاکلون الطعام وتحصیل القوة واللباس

بدون پوشاک کی اور بدن کی قوت بغیر کہائی پئی نہین ہوسکتی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور ایسی بدن نہ بنائی تہی کہ کہانا نہ کہاوین اور میسر آنا قوت اور لباس کا

لا یکون فی الغالب الا بالکسب وما ذکر فی انکار ذلک من الحجة فالجواب عنه ان یقال ان التجارة اما ان یکون

اکثر اوقات بدون کسب کی نہین ہوتا اور جو دلیل اسکی انکار مین مذکور ہوئی ہی تو اوسکا یہہ جواب ہی کہ کہین تجارت یا تو واسطی طلب کفایت کی ہوتی ہی

لطلب الکفایة او لطلب الزیادة علی الکفایة فان کانت لطلب الکفایة فهی واجبة ماجور فاعلها فیکون الاشتغال

یا واسطی طلب زیادت کی قدر کفایت پر پہر اگر واسطی طلب کفایت کی ہی تو واجب ہی ایسا شخص ثواب دیا جاتا ہی پہر تو یہہ دہندا

بها اشتغالا بالعبادة وان کانت لطلب الزیادة فان کان طلب تلک الزیادة لاستکثار المال وادخاره لا لصرف

بجای خود عبادت ہی اور اگر تجارت واسطی طلب زیادت کی ہی پہر اگر وہ زیادت واسطی کثرت مال اور خزانہ کی ہو کہ خیرات اور حسنات مین کام نہ آوی

الى الخيرات والحسنات فهو اقبال على الدنيا التي حبها رأس كل خطيئة فلا يكون الاشتغال بها اشتغالا بالعبادة

تو يہہ توجہ دنيا كى ہى جسكى محبت تمام گناہوں كى سردار ہى پس يہہ دھندا شغل عبادت كا نہين ہى

بل ان وجد فيها تلبيس وخيانة يكون فسقا وظلما وان كان طلبها للمواساة بها الفقراء والضعفاء فهي افضل

بلكہ اسمين اگر كچھہ فريب اور خيانت ہووىگى تو فسق اور ظلم ہى اور اگر يہہ طلب اسلئى ہى كہ اس مال سى فقراء اور ضعفاء كى ساتھہ مروت عمل مين آوى

من الاشتغال بالنوافل من العبادات البدنية فكيف لا يكون الاشتغال بها اشتغالا بالعبادة وقد ذكر في الاحياء

تو يہہ شغل عبادت بدنيہ مين سى نفلون كى پڑھنى سى افضل ہى پہر يہہ شغل كيونكر عبادت كا شغل نہوگا حال آنكہ بيشك احياء مين مذكور ہى

ان الرسل عليهم السلام كانوا يكتسبون ويأكلون من كسبهم فادم النبي عليه السلام زرع الحنطة وسقاها وحصدها

كہ رسول عليهم السلام اپنا كام كركر اپنى كمائى سى كہاتى ہى پس آدم نبى عليه السلام نى گيہوں بوئى پہر كو پانى ديا پہر كاٹى

وداسها وطحنها وعجنها وخبزها واكلها ونوح النبي عليه السلام كان نجارا وابرهيم عليه السلام كان بزازا وداود

پہر گاہا پہر پيسا پہر خمير بنايا اور پكاكر كہايا اور نوح نبى عليه السلام كہاتى كا پيشہ كرتى تہى اور ابراہيم نبى عليه السلام بزازى كرتى تہى اور داود

النبي عليه السلام كان يصنع الدرع وسليمن النبي عليه السلام كان يصنع المكتل من الخوص ونبينا محمد عليه السلام

نبى عليه السلام درع بنايا كرتى تہى اور سليمان نبى عليه السلام برگ خرما كى زنبيل بنايا كرتى تہى اور ہمارى نبى محمد صلى الله عليه وسلم نى

رعى الغنم وذكر في الاحياء ان اصحاب رسول الله عليه السلام كانوا يتجرون في البر والبحر ويعملون في نخيلهم

بكرياں چرائى ہين اور احياء العلوم مين مذكور ہى كہ اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم خشكى اور ترى مين تجارت اور اپنى باغوں كى اندر كام كيا كرتى تہى

وهم القدوة فيلزم الاقتداء بهم ولا يلتفت الى جماعة انكروا ذلك وقعدوا في المساجد واعينهم طامحة الى ما

اور يہہ لوگ پيشوا ہين انكى پيروى ضرور چاہيى اور كيا اعتبار ہى ان لوگوں كا جو اسى احتراز كركر مسجدوں مين جا بيٹہى ہين اور انكى آنكہين لوگوں كى مال كو تك رہى ہين

في ايدي الناس فيسمون انفسهم متوكلين وليسوا كذلك بل خرجوا عن حدود الشرع فانهم قد تمسكوا بقوله تعالى

اور اپنا نام متوكل ركہہ چہوڑا ہى اور حقيقت مين متوكل نہين ہين بلكہ يہہ ہى لوگ حد شرع سى باہر نكل گئى ہين انكى سند يہہ آيت ہى

وفي السماء رزقكم وما توعدون لكنهم بمعناه وتاويله جاهلون فان المراد به المطر الذي هو سبب انبات

اور آسمان مين ہى روزى تمہارى اور جو كچھہ تمسى وعدہ كيا پر انكو اس آيت كى معنى اور تاويل معلوم نہين ہى كيونكہ اس سى مراد مينہہ ہى جس سى رزق پيدا ہوتا ہى

الرزق فلو كان الرزق ينزل من السماء بغير كسب لما امرنا بالاكتساب والسعي في الاسباب وقد قال الله تعالى فاذا

اور اگر رزق ہيہر آسمان پر سى بى محنت اوترا كرتا تو ہمكو كسب اور سعى كرنيكا حكم ہرگز نہوتا اور الله فرماتا ہى پہر جب

قضيت الصلوة فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله وقال في اية اخرى ليس عليكم جناح ان تبتغوا فضلا

تمام ہو چكى نماز تو پہيل پڑو زمين مين اور ڈہونڈہو فضل الله كا اور ايك اور آيت مين ہى كچھہ گناہ نہين تمپر كہ تلاش كرو فضل

من ربكم وروي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال من الذنوب ذنوب لا يكفرها الا الهم في طلب المعيشة وسئل

اپنى رب كا اور ابو ہريرہ سى روايت ہى كہ نبى عليه السلام نى فرمايا گناہوں مين سى بعضى گناہ ہين كہ انكا كچھہ اور كفارہ نہين سواى مشقت طلب معيشت كى اور ابراہيم سى

ابرهيم عن التاجر الصدوق اهو احب اليك ام المتفرغ للعبادة فقال التاجر الصدوق احب الي لانه في جهاد

كسينى حال سچى تاجر كا پوچہا آيا وہ تمكو محبوب ہى يا زاہد عابد جواب ديا مجكو سچا تاجر محبوب ہى اسلئى كہ وہ جہاد كرتا ہى

ياتيه الشيطان من طريق الكيل والميزان ومن قبل الاخذ والاعطاء فيجاهده وقال ابو قلابة لرجل لان اراك

اوسكى پاس شيطان وسوسہ كو آتا ہى پيمانہ اور ترازو كى راہ سى اور لينى اور دينى كى طرف سى سو يہہ تاجر اوسپر جہاد كرتا ہى اور ابو قلابہ نى ايك شخص كو كہا اگر

تطلب معاشك احب الي من ان اراك في زاوية المسجد لكن لا ينبغي للتاجر ان يشغله معاشه عن معاده فيكون عمره

مين تجہكو معاش كى طلب مين ديكہوں تو بہت بہتر ہى كہ تجہكو مسجد كى كونہ مين ديكہوں پر تاجر كو يہہ نہين چاہيى كہ معاش كى دہندہى مين معاد كو بہول جاوى پہر تو اوسكى عمر

ضائعا وصفقته خاسرة لان ما يفوته من الربح فى الاخرة لا يفى به ما يناله فى الدنيا فيكون ممن اشترى
برباد ہوئی اور تجارت میں ٹوٹا آیا کیونکہ جتنا اخروی فائدہ اسکا تلف ہوگا اسکا عوض جو دنیا میں پیدا کیا نہیں ہوسکتا پس انھیں سی ہوگا کہ دنیا کی

الحيوة الدنيا بالاخرة بل ينبغى له ان يشفق على نفسه فى تجارته ولا ينسى نصيبه من الدنيا للاخرة كما
زندگی بعوض آخرت کی مول لی بلکہ اوسکو یون چاہئی کہ تجارت میں اپنی جان کی غمخواری کری اور نہ بھولی اپنا حصہ دنیا میں کا آخرت کی لئی جیسا

قال الله تعالى ولا تنس نصيبك من الدنيا فان الدنيا مزرعة الاخرة وفيها تكتسب الحسنات والمسجد
کہ فرمایا اللہ تعالی نی اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا میں سی ف کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہی اسھی میں حسنات حاصل ہوسکتی ہین اور مسجد

ف کردہ تین کپڑی کفن کی ہین ۱۲

والبيت والسوق له حكم واحد وانما النجاة بالتقوى وهى تتحقق فى جميع الاحوال وقد روى عن ابى ذر انه عليه السلام
اور گھر اور بازار سب کا حال ایک سا ہی اور نجات تقوی ہی سی ہوتی ہی اور تقوی ہر حال میں متحقق ہوتا ہی اور ابوذر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال اتق الله حيث ما كنت فان وظيفة التقوى لا تنقطع عن المجردين للدين كيف ما تقلبت بهم الاحوال
اللہ سی ڈرتا رہ جہان رہی بیشک لوازم تقوی کی دین کی عزلت نشینوں سی کبھی دور نہین ہوتی اونکا حال کیسا ہی بدلتا رہی

اذ فيها يرون نجاتهم وربحهم وبها يكون حياتهم وعيشهم وانما يتم شفقته على نفسه فى تجارته بمراعاة
کیونکہ وہ لوگ اوسیمین اپنی نجات اور فائدہ دیکھتی ہین اور اوسی میں اونکی زندگی اور آرام ہی اور تجارت کی اندر غمخواری اپنی جان کی کئی امور کی لحاظ سی پوری ہوتی ہی

عدة امور الاول ان ينوى بما اكتسبه الاستعفاف عن السؤال وكف الطمع عن الناس واستعانة على
اول یہہ کہ اس نیت سی نماوی کہ مانگنی تانگنی سی بچتا رہی اور لوگون کی طرف طمع نہ آوی اور دین کی مدد کری

الدين وقياما بكفاية عياله ليكون من المجاهدين لما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال من سعى
اور اپنی عیال کی ذمہ داری بجا لاوی تاکہ مجاہدون میں داخل ہووی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اپنی عیال کی

على عياله من حله فهو كالمجاهد فى سبيل الله فاذا اضمر فى قلبه هذه النيات يكون عاملا فى طريق الاخرة
خبر حلال مال سی لی پس وہ ایسا ہی جیسی اللہ کی راہ میں مجاہد جب اپنی دلمین یہہ نیتین کریگا تو آخرت کی راہ کا عامل ہوویگا

فان استفاد مالا فقد ربحه فى الدنيا والاخرة وان لم يستفد مالا ربح فى الاخرة والثانى ان يقصد فى صنعته
پھر اگر اوسکو مال ہاتھ آیا تو اسنی فائدہ دنیا اور آخرت دونو کا پیدا کیا اور اگر مال حاصل نہ ہوا تو آخرت ہی کا فائدہ ہوا دوسرا یہہ کہ اپنی پیشی

وتجارته القيام بفرض من الفروض الكفايات اذ لو تركت الصناعات والتجارات كلها لبطلت المعائش وهلك
در تجارت سی یہہ قصد کری کہ فرض کفایہ ادا کرتا ہی اسلئی کہ اگر تمام پیشی اور تجارات ترک کردین تو گذران مشکل پڑجاوی اور خلقت

الخلق لان انتظام امر الكل بتعاون الكل وتكفل كل فريق بعمل اذ لو اقبل كلهم على صنعة واحدة لتعطلت البواقى
مرجاوی کیونکہ سب کی حال کی درستی سب کی امداد سی ہوتی ہی اور ہر فریق کی ذمہ داری سی جدی جدی عمل پر اسلئی کہ اگر سب انسان ایک ہی پیشہ کرنی لگین تو باقی کی پیشی بیکار

وهلكوا لكن الصناعات منها ما هو مهم ومنها ما هو مستغنى عنه لرجوعه الى طلب التنعم والتزين فى الدنيا فينبغى
ہوجاوین اور مرجاوین لیکن بعضی پیشی تو بہت ضرور ہوتی ہین اور بعضون کی چندان ضرورت نہین ہوتی اونکا مال عیش طلبی ہی اور دنیا کا سنگار اور آرایش ہی اسلئی چاہیئی

له ان يشتغل بصناعة مهمة ليكون فى قيامه بها كافيا عن المسلمين مهما فى الدين ولا يشتغل بصناعة
ہی کہ ضروری پیشہ کو اختیار کری تاکہ اوس پیشہ سی ضروریات دین میں سب مسلمانون کا حاجت روا ہو اور نقاشی اور زرگری وغیرہ

النقش والصياغة وجميع ما تزخرف به الدنيا وذكر فى الاختيار ان افضل اسباب الكسب التجارة ثم الزراعة
اور تمام وہ پیشی جنمین دنیا کی زیب وزینت ہی اختیار نکری اور اختیار میں مذکور ہی کہ عمدہ اسباب کمائی کا تجارت ہی پھر کھیتی

ثم الصناعة لما روى انه عليه السلام قال الحرفة امان من الفقر ومنهم من فضل الزراعة على التجارة لكونها
پھر دستکاری کرنا کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ حرفہ فقیری سی بچاتا ہی اور بعضی تجارت سی کھیتی کو بہتر کہتی ہین کیونکہ اسکا

اعم

اعم نفعا اذ قد روی انه علیه السلام قال ما زرع مسلم زرعا وما غرس شجرة فتناول منها انسان او دابة

نفع عام ہوتا ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو مسلمان کہیتی کرتا ہی اور درخت لگاتا ہی پہر اوسمین سی کوئی انسان یا چوپایہ

او طیر الا کانت له صدقة والثالث ان لا یمنعه سوق الدنیا عن سوق الاخرة وهو المسجد فینبغی له ان

یا پرندہ کہاوی تو اوسکی لئی صدقہ ہوگا اور تیسری یہہ کہ دنیا کا بازار اوسکو آخرت کی بازار سی نہ روک رکہی کہ وہ مسجد ہی سو اوسکو چاہئی کہ

یجعل اول النهار الی وقت دخول السوق لاخرته فیلازم المسجد فی ذلك الوقت ویواظب علی الاذکار والاوراد

اول روز یعنی صبح کی وقت جبتک دکانین کہلکر بازار جاری ہو آخرت کی لئی مقرر کری اوسوقت مین مسجد کی بیٹہا ہوا ذکر او وظیفہ مین مشغول رہی

لیکون من الذین قال الله تعالی فیهم فی بیوت اذن الله ان ترفع ویذکر فیها اسمه یسبح له فیها بالغدو

تاکہ اوس زمرہ مین داخل ہو جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی اون گہرون مین کہ اللہ نی حکم دیا اونکو بلند کرنیکا اور وہان اوسکا نام پڑہنی کا یاد کرتی ہین اوسکی وہان صبح اور

والاصال رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله ثم انه مهما سمع الاذان للظهر والعصر ینبغی له ان یفرغ

شام وہ مرد کہ نہین غافل ہوتی سوداگری مین نہ بیچنی مین اللہ کی یاد سی پہر جب وہ ظہر اور عصر کی اذان سنا کری تو لایق ہی کہ دہندہی سی فارغ ہوکر

عن شغله وینزعج من مکانه ویدع کل ما کان فیه لان ما یفوته من فضیلة التکبیر مع الامام فی اول الوقت

اپنی جگہہ سی کہڑا ہو جاوی اور سب کار بار چہوڑ دوی اسلئی کہ اول وقت مین امام کی ساتہہ تکبیر اولی کا ثواب جو فوت ہو جاویگا

لا یوازیها الدنیا بما فیها وقد جاء فی تفسیر قوله تعالی رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله انهم کانوا

اوسکی برابر دنیا اور جو دنیا مین ہی کچہہ نہین ہو سکتا اور اس آیت کی تفسیر مین آیا ہی وہ مرد غافل نہین ہوتی سوداگری مین نہ بیچنی مین اللہ کی یاد سی کہ وہ لوگ

حدادین وخرازین وکان احدهم اذا رفع المطرق او غرز الاشفی فسمع الاذان لم یخرج الاشفی ولم یوقع المطرقة

لوہار اور موچی تہی اور ہر ایک کا یہہ حال تہا کہ اگر ہتوڑا اوٹہایا یا ستاری گڑوئی پہر اذان سن پائی تو یہہ درفش نہ نکالتا اور وہ ہتوڑا نہ ڈالتا

بل رمی بها وقام الی الصلوة وهکذا یکون تجارة من یتجر لطلب الکفایة لا للتنعم فی الدنیا فان مثله یتجر فی الدنیا

بلکہ سب پہینک پہانک کر نماز کو چلی جاتی جو لوگ کفایت کی طالب ہوتی ہین اور عیش دنیا کا مقصود نہین رکہتی اونکی یہی تجارت ہوتی ہی کیونکہ ایسی لوگ دنیا کی تجارت کرتی ہین

ولا یضیع دینه فی تجارته لعلمه بان ربح الاخرة اولی بالطلب من ربح الدنیا فان من یطلب الدنیا للاستعانة

اور اس تجارت مین دین ضایع نہین ہوتا اسلئی کہ جانتی ہین کہ آخرت کا فائدہ طلب کرنا دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی بیشک جو شخص دنیا آخرت کی امداد کی واسطی حاصل کرتا ہی

بها علی الاخرة کیف یدع ربح الاخرة بل ینبغی له ان لا یکون شدید الحرص علی السوق والتجارة بان یکون اول داخل

وہ آخرت کا فائدہ کیونکر چہوڑ دیگا بلکہ اوسکو یون لازم ہی کہ بازار اور تجارت پر بہت لالچ نکری کہ بازار مین سب سی پہلی جایا کری

فیها واخر خارج منها اذ روی عن معاذ بن جبل وعبد الله بن عمر ان ابلیس یقول لولده زلنبور سر بکتائبك فائت

اور سب سی پیچہی آیا کری کیونکہ معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ ابلیس اپنی بچی زلنبور سی کہا کرتا ہی اپنی کتاب بازار مین لیجا

الاسواق وزین لهم الحلف والکذب والخدیعة والمکر والخیانة وکن مع اول من یدخل فیها واخر من یخرج منها

اور اونکو بہلا بنا کر دکہا خلاف اور جہوٹہ اور فریب اور مکر اور چوری اور اوسکی ساتہہ رہ جو بازار مین سب سی پہلی آوی اور سب سی پیچہی جاوی

وفی الخبر ان شر البقاع الاسواق وشر اهلها اولهم دخولا واخرهم خروجا وطریق الاحتراز عنه ان یراقب

اور حدیث مین ہی کہ سب سی بری جگہ بازار مین اور سب سی برا وہ بازاری جو پہلی آوکا اور پیچہی جاوی اور طریقہ احتراز کا یہہ ہی کہ اپنی کفایت کی وقت کو دیکہتا رہی

وقت کفایته فاذا حصل له کفایة وقته ینصرف ویشتغل بتجارة الاخرة هکذا کان یفعل صلحاء السلف

ہاتہہ لگ جاوی تو چلا آوی اور آخرت کی تجارت مین لگی صلحا پہلی زمانہ کی یون ہی کیا کرتی تہی

فمنهم کان ینصرف بعد الظهر ومنهم من کان ینصرف بعد العصر ومنهم من کان لا یعمل فی الاسبوع الا

اونمین سی بعضی ایسی تہی کہ ظہر کی بعد چلی آتی تہی اور کوئی ایسا تہا کہ عصر کی بعد چلا آتا تہا اور کوئی ایسا تہا کہ ہفتہ بہر مین

يوما ويومين وكانوا يكتفون بذلك ثم ينبغي للمكتسب ان يراعي في معاملته العدل ويجتنب الظلم لان
ایک روز یا دو روز کام کرتا اور سب اوسیہی پر اکتفا کرتی پہر پیشہ ورکو لازم ہی کہ اپنی معاملہ میں عدالت برتی اور ظلم سی بچتا رہی اسلئی

المعاملة قد تجري على وجه يحكم المفتي بصحتها وانعقادها لكنها تشتمل على ظلم يتعرض به العامل لسخط
کہ بعضی وقت معاملہ ایسی طور پر بہکت جاتا ہی کہ مفتی اوسکو جایز بتادی اور عقد کو ٹھیک کہی پر اوسمین ایسا ظلم ہوجاتا ہی جس سی اہل معاملہ پر غضب

الله تعالى اذ ليس كل نهي مقتضيا لفساد العقد والمراد من الظلم ما يستضر به الغير فكل ما يستضر به الغير
الٰہی آجاوی کیونکہ ہر نہی ایسی نہین ہوتی کہ عقد کو فاسد کر دیا کری اور مراد ظلم سی یہہ ہی کہ جسمین غیر کا نقصان ہوجاوی پہر جسمین غیر کا نقصان ہوتا ہو

فهو ظلم وانما العدل ان لا يصدر عنه ضرر لاحد والضابط فيه ان لا يحب لاحد الا ما يحب لنفسه فكل ما
وہی ظلم ہی اور عدل وہی ہی جسمین کسیکا کچہہ نقصان نہو اور قاعدہ کلیہ اسمین یہہ ہی کہ ہر یکے کی لئی وہی بات پسند کری جو اپنی لئی پسند کرتا ہی پہر جو

عومل به لو كان يشق عليه ويثقل على قلبه ينبغي له ان لا يعامل به غيره بل ينبغي له ان يستوي عنده درهم
معاملہ اسپر دشوار اور اوسکی دل پر بہاری گذرتا ہو تو چاہئی کہ ویسا معاملہ غیر سی نکری بلکہ یوں لازم ہی کہ اسکی نزدیک اپنا اور پرایا روپیہ یکسان ہووی

ودرهم غيره هذا هو الاجمال واما التفصيل ففي صورة امور الاول ان لا يثني على السلعة فانه ان وصفها
یہہ تو قاعدہ مجمل ہی اور یہی تفصیل سو کئی باتون مین ہی اول یہہ کہ بکری کی چیز کی تعریف نکیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی

بما ليس فيها فان لم يقبله منه فهو كذب محض وان قبل منه فهو مع كونه كذبا تلبيس وظلم وان وصفها
جو اوسمین نہین ہی اگر خریدار نمانی پس وہ نرا جہوٹہہ ہی اور اگر خریدار اسکی مان لیا تو اب وہ جہوٹ کا جہوٹ اور دہوکا اور ظلم ہی اور اگر اوسکی ایسی تعریف

بما فيها فان علم به المشتري فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه ويحاسب عليه لان كل كلمة تصدر عن الانسان
کی جو اوسمین ہی یعنی سچی پہر اگر خریدار کو معلوم ہی تو یہہ تعریف بیہودہ بک ہی اور نکمی بات اور اوسکا حساب لیا جاویگا اسلئی کہ جو بات انسان کی منہہ سی نکلتی ہی

فانه يحاسب عليها لقوله تعالى ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد وان لم يعلم به المشتري ما لم يذكر
اوسپر محاسبہ ہونیوالا ہی اس دلیل سی نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پاس راہ دیکہتا تیار اور اگر خریدار کو وصف معلوم نہو جبتک یہہ ذکر نکری

فلا باس بذكر القدر الموجود فيه من غير مبالغة واطناب ويكون قصده منه ان يعرفه اخوه المسلم
تو جتنا ہو وتنا کہنی مین کچہہ ڈر نہین ہی مبالغہ نکری بات نہ پہیلاوی اور اس بیان سی غرض یہہ ہو کہ برادر مسلمان کو معلوم ہوجاوی تو رغبت سی خریدی

فيرغب فيه ويحصل حاجته ولا ينبغي له ان يحلف عليه البتة لانه ان كان كاذبا فقد اتى باليمين الغموس
اور اوسکا کام بن جاوی اور ہرگز لایق نہین ہی کہ اوسپر قسم کہاوی اسلئی کہ اگر جہوٹ ہوا تو اسنی یمین غموس کہائی

وهي من الكبائر التي تذر الديار بلاقع وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمانه واساء فيه
و یہہ ایسا کبیرہ گناہ ہی کہ ملک کو اوجاڑ دیتی ہی اور اگر سچا ہی تو اسنی اللہ تعالیٰ کی نام کو اپنی قسمون کا نشانہ بنایا اور برا کیا

لان الدنيا اخس من ان يقصد ترويجها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة والثاني ان لا يكتم من عيوبها وخفايا
اسلئی کہ دنیا اس مرتبہ سی کمتر ہی کہ بی ضرورت اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اوسکو رونق دی جاوی دوسری یہہ ہی کہ نہ اوسکی عیوب پوشیدہ کری اور نہ

صفاتها شيئا اصلا بل يجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها لانه ان اخفى شيئا منها يكون ظالما غاشا
ہرگز کوئی اور بات چہپی ہوئی چہپاوی بلکہ اوسپر یہہ واجب ہی کہ اوسکی تمام عیب چہپی اور ظاہر بیان کردی کیونکہ اگر کوئی عیب اوسمین سی چہپا دیگا تو ظالم اور خائن ٹہریگا

تاركا للنصح والغش حرام والنصح واجب ومهما اظهر احسن وجهي الثوب واخفى الوجه الاخر يكون غاشا وكذلك
خیر خواہ نہوگا اور خیانت کرنی حرام ہی اور خیر خواہی واجب اور اگر تہان کا اچہا پلا دکہلا دیا اور دوسرا پلا چہپا لیوی تو خائن ہوتا ہی اور ایسی

اذا عرض احسن فردي الخف او النعل وامثاله وكذلك اذا عرض المتاع في موضع مظلم والحاصل ان الغش
اگر موزہ کا اچہا فرد پیش کردی اور جوتی کی اچہی پوائی اور مانند اسکی اور ایسی ہی اگر اسباب کو اندہیری مین سامنی کری حاصل یہہ ہی کہ دغا

حرام في البيوع والصنائع جميعا فلا ينبغي للصانع ان يتهاون بعمله على وجه لو عامله به غيره لما ارتضيه بل ينبغي له

تمام بیوع اور صناعت مین حرام ہی سو کاریگر کو نہین چاہیی کہ اپنی کار مین ایسی سستی برتی کہ اگر کوئی اور اوسکی ساتھہ ویسا معاملہ کری تو کبہی پسند نکری بلکہ لایق یہہ ہی

ان يحسن الصنعة ويحكمها وان وقع فيها عيب يبين عيبها وبه يتخلص من الغش الحرام ومن كونه ظالما للناس

کہ اپنا کار بہت درست اور مضبوط بناوی اور اگر اتفاق عیب دار ہو جاوی تو عیب بیان کر دی اسمین دغا سی جو حرام ہی اور خلق پر ظلم کرنی سی بچ جاتا ہی

ومن هذا القبيل ما روي عن امام احمد انه سئل عن الرفو بحيث لا يتبين فقال لا يجوز لمن يبيعه ويخفيه و

اور اسی قسم کی امام احمد سی یہہ روایت ہی کہ اونسی کسی نی ایسی رفو کا مسئلہ پوچہا کہ ہرگز معلوم نہو پس جواب دیا بیچنی والی کو جایز نہین ہی کہ کپڑا بیچدی اور رفو چہپالی

انما يحل اذا علم انه يظهره ولا يخفيه او لا يريد بيعه ويدل على تحريم الغش انه عليه السلام مر برجل يبيع الطعام

اور حلال جب ہوتا ہی کہ معلوم ہو جاوی کہ یہہ بیان کر دیگا چہپانیکا نہین یا بیچیگا نہین اور دغا کی حرمت پر یہہ روایت دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام ایک شخص کی پاس گئی کہ وہ گیہون بیچتا تہا

فاعجبه فادخل يده فنالت اصابعه بللا فقال ما هذا يا صاحب الطعام فقال اصابته السماء يا رسول

سو آپکو پسند آئی پہر آپ نی اونکی اندر ہاتہہ ڈالا تو اونگلیان بہیگ گئین فرمایا یہہ کیا ای گیہون والی عرض کیا یا رسول اللہ بوندین پڑ گئین ہین

الله فقال النبي صلى الله عليه وسلم هلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس من غشنا فليس منا ويدل

پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اسکو اوپر کی طرح کیون نکر دیا تاکہ اسکو سب لوگ دیکہتی جو کوئی ہمکو دغا دیوی سو ہم مین سی نہین اور خیر خواہی

على وجوب النصح باظهار العيوب انه عليه السلام لما بايع جريرا على الاسلام واراد ان ينصرف جذب ثوبه و

کی وجوب پر عیوب کی اظہار سی یہہ دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام نی جب جریر سی اسلام پر بیعت لی اور اونسی روانگی کا ارادہ کیا آپنی اوسکو کہینچکر

اشترط عليه النصح لكل مسلم وكان جرير اذا قام الى السلعة ليبيعها بصر عيوبها ثم خير مشتريها ويقول له

یہہ شرط کی کہ مسلمانون کی خیر خواہی کرتی رہنا اور جریر کا یہہ حال تہا جب اسباب بیچنی کہڑا ہوتا تو اوسکا عیب دکہا دیتا اور خریدار کو خبر کر دیتا پہر خریدار سی یہہ کہدیتا

ان شئت فخذ وان شئت فاترك وكان واثلة بن الاسقع واقفا فباع رجل ناقة له بثلثمائة درهم وغفل

چاہو لو اور چاہو مت لو اور واثلہ بن الاسقع کہڑی تہی کہ ایک شخص نی اپنی اونٹنی تین سو درہم کو بیچ ڈالی اور واثلہ کو خبر نہوئی

واثلة وذهب المشتري بالناقة فسعى وراءه وصاح به قال يا هذا اشتريتها للظهر او للحم فقال بل للظهر فقال ان

خریدار اونٹنی لیکر چلتا ہوا پہر واثلہ نی پیچہی سی دوڑ کر پکار کر کہا ای شخص یہہ اونٹنی تونی سواری کی لی ہی یا ذبح کرنیکو جواب دیا سواری کی واسطی پہر واثلہ نی کہا

بخفها نقبا قد رأيته وانها لا تتابع السير فعاد فردها فنقصها البائع مائة درهم وقال لواثلة رحمك الله قد

اسکی تلوی مین زخم ہی مینی دیکہا ہی یہہ خوب نہین چل سکتی پس وہ ہٹکر پہیرنی لگا پہر بایع نی سو درہم قیمت کی کم کر دئی اور واثلہ سی کہا اللہ تجہپر رحم کری تونی

افسدت علي بيعي فقال واثلة انا بايعنا رسول الله صلعم على النصح لكل مسلم وسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

میری بیع بگاڑ دی واثلہ نی کہا ہمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی ہر مسلم کی خیر خواہی پر بیعت کی ہی اور مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی

يقول لا يحل لاحد ان يبيع بيعا الا بين ما فيه ولا لمن يعلم ذلك الا بينه وقد تبين من هذا انهم قد فهموا ان النصح

کہ فرماتی تہی حلال نہین ہی کسیکو کہ کوئی شی بیچی مگر بیان کر دی جو اوسمین ہی اور عیب کی جاننی والی کو حلال نہین ہی مگر کہ بیان کر دی اور بیشک اس سی ظاہر ہوا کہ وہ لوگ یہہ سمجہی تہی

من الشروط الداخلة تحت بيعتهم له عليه السلام على الاسلام وهو ان لا يرضى لاخيه المسلم الا ما يرضى لنفسه

وہ شرط ہی کہ اونکی بیعت اسلام مین داخل ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سی ہوئی اور نصح یہہ ہی کہ پسند نکری اپنی برادر مسلم کیواسطی مگر وہ بات جو اپنی لئی پسند کرتا ہی

وهذا امر يشق على اكثر الخلق ولن يتيسر على احد الا بان يعتقد امرين احدهما ان تلبيسه العيوب و

اور یہہ بات اکثر خلق پر دشوار گذرتی ہی اور بدون اعتقاد دو بات کی کسیکو میسر نہین ہو سکتی ایک تو یقین کری کہ عیوب کو چہپانا اور

ترويجه السلع لا يزيد في رزقه بل يمحقه ويذهب بركته وما يجمعه من متفرقات التلبيسات يهلكه الله تعالى

اسباب کو رونق دینا رزق نہین بڑہاتا بلکہ اوسکو نیست نابود کر دیتا ہی اور برکت کہو دیتا ہی اور جو مال طرح طرح کی دغا بازیون سی جمع کرتا ہی اوسکو اللہ تعالی ایکبار ہی

دفعة واحدة اما بالاحراق او بالاغراق او باخذ اللصوص والظلمة او الكفرة والثاني ان يعلم ان ربح الاخرة خير
تلف کر دیتا ہی یا جلا دیتا ہی یا ڈبو دیتا ہی یا چور لیجاتی ہیں یا ظالم اور کفار چھین لیتی ہیں اور دوسرا یہہ یقین کری کہ آخرت کا فائدہ

من ربح الدنيا وان فوائد اموال الدنيا ينقضي بانقضاء العمر ويبقى مظالمها واوزارها فكيف يختار العاقل ان يستبدل
دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی اور مال کی دنیاوی فائدی جب عمر ہو لیتی ہی سب ہو چکتی ہیں اوسکا وبال اور بوجہہ سر پر رہ جاتا ہی پہر عاقل آدمی کو کب پسند آتا ہی کہ ادنی چیز کو

الذي هو ادنى بالذي هو خير فان قيل فمهما وجب على التاجر ان يذكر عيوب متاعه لا يتم له المعاملة فما الطريق فيها
اعلی شی سی بدل لیوی اگر کوئی کہی جسدم بیچنی والی پر یہہ واجب ہوا کہ مبیع کی عیب کہدیا کری تو معاملہ کبہی پورا نہوگا پہر اسمین کونسی راہ ہی

فالجواب انه اذا التزم ان لا يشتري الا الجيد بحيث لو امسك لنفسه يرتضيه فانه اذا باعه وقنع بربح يسير
تو جواب یہہ ہی کہ تاجر جب یہہ عہد کرلی کہ سوای عمدہ شی کی مول نلیا کری ایسی کہ اپنی لئی اگر بچا رکہی تو مقبول پسندیدہ ہووی سو تاجر جب اوسکو بیچی اور تہوڑی سی نفع پر قناعت

يبارك له فيه لا يحتاج الى تلبيس فمن تعود هذا لا يشتري المعيب فان وقع في يده نادرا يذكر عيبه ويقنع
کری تو اوسمین برکت ہوویگی دغا فریب کی کچہہ حاجت نہین ہی پہر جسکی یہہ عادت ہو جاویگی تو عیب دار چیز مول نلیگا پہر اگر اتفاقا عیب دار اوسکی ہاتہہ آجاوی تو اوسکا عیب ظاہر

بقيمته وانما يتعذر هذا على التجار لانهم لا يقنعون بربح يسير بل يطلبون بربح كثير ولا يحصل ذلك الا بتلبيس
کردی اور اوسکی قیمت ہی پر قناعت کری اور یہہ بات تجار پر اسلئی دشوار گذرتی ہی کہ وہ تہوڑی نفع پر قناعت نہین کرتی بلکہ بڑی فائدہ کی طالب ہوتی ہین یہہ جبتک نہ آتا ہی

واما من يقنع بربح يسير فيسهل له ذلك وقد حكي عن السلف الصالح كثير من ذلك من جملتها ان ابن سيرين باع
اور جو تہوڑی نفع پر قناعت کرتا ہی اوسپر آسان ہی اور متقدمین صلحاء کی ایسی باتین بہت مشہور ہین اونہین سی ایک یہہ ہی کہ ابن سیرین نی ایک بکری

شاة وقال للمشتري ابين لك ما فيها من العيب انها تقلب العلف برجلها وباع الحسن بن صالح جارية وقال
بیچی اور خریدار سی کہا مین اسکا عیب تجہسی بیان کردون یہہ بکری گہاس کو پاؤن سی روندہ کر خراب کر دیتی ہی اور حسن بن صالح نی لونڈی بیچی اور

للمشتري انها تنخمت عندنا مرة دما وهكذا ينبغي ان يكون اهل الدين فمن لا يقدر عليه فليترك المعاملة او
خریدار سی کہا کہ اسنی ہماری پاس ایکدفعہ لہو ڈالا تہا اور دیندار ہون تو ایسی ہون جس سی اتنا نہو سکی تو وہ معاملہ چہوڑ دی یا

ليوطن نفسه على عذاب النار والثالث ان لا يجوز في المقدار وذلك بتعديل المكيال والميزان والاحتياط فيهما
دوزخ کی اندر اپنا گہر بناوی اور تیسری یہہ کہ مقدار مین کمی بیشی نکری یہہ امر پیمانہ اور ترازو کی درستی سی ہوتا ہی اور دونون مین احتیاط سی

اذ قال الله تعالى ويل للمطففين الذين اذا اكتالوا على الناس يستوفون واذا كالوهم او وزنوهم يخسرون ولا
کیونکہ الله تعالی فرماتا ہی خرابی ہی گہٹانیوالون کی وہ کہ جب ناپ لین لوگون سی پورا بہر لین اور جب ماپ دین اونکو یا تول دین تو گہٹا کر دین

يخلص من هذا الا بان يزيد اذا اعطى وينقص اذا اخذ لان العدل الحقيقي قلما يتصور فان من يستقصي في
اسکا بچاؤ جب ہی کہ دیتی ہوئی کچہہ بڑہا دیوی اور لیتی ہوئی کچہہ کم لی اسلئی کہ ٹہیک پورا پورا بہت کم ہوتا ہی بیشک جو شخص اپنا حق خوب پورا لیوی

اخذ حقه بكماله يوشك ان يتعداه ولذلك اذا اشترى رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا قال للذي يزن
تو عجب نہین کہ حق سی بڑہ جاوی اور اسہی لئی رسول الله صلی الله علیہ وسلم جب کوئی شی خریدتی تو ثمن ادا کرنیوالی سی فرماتی

الثمن زن وارجح وكان بعض السلف يقول لا اشتري الويل بحبة فكان اذا اخذ نقص حبة واذا اعطى زاد حبة
ثمن تول دی اور کچہہ زیادہ دی اور بعضی متقدمین کہا کرتی تہی ہم ویل کو بعوض دانہ کی نہین خریدتی پہر اگر کچہہ آپ لیتی تو بمقدار دانہ کی کم لیتی اور اگر اور کو دیتی تو بمقدار

وكان يقول ويل لمن يبيع بحبة جنة عرضها السموات والارض فكل من خلط بالبر ترابا او تبنا ثم كاله يكون
اور کہتی افسوس ہی جو جنت کو بعوض دانہ کی دیدی جسکا پہیلاؤ ہی آسمان اور زمین پس جو شخص گیہون مین مٹی یا تنکی ملا کر ناپ دیوی تو وہ

من المطففين في الكيل وكل قصاب وزن مع اللحم عظما او شيئا لم تجر به العادة يكون من المطففين في الوزن
پیمانہ کا گہٹانیوالا ہی اور جو قصائی گوشت کی ساتہہ ہڈی یا اور کچہہ خلاف رسم چہیچہڑا وغیرہ تولدی تو وہ وزن گہٹانیوالا ہی

واقس

وقس على هذا سائر التقديرات حتى في الذراع الذي يتعاطاه البزاز فانه في وقت الشراء ان ارسل الثوب ولم يمده
اور اسی پر تمام تقدیرات یعنی اندازہ کی چیزیں قیاس کر و یہاں تک کہ گز گنت جس سی بزاز لین دین کرتا ہی پس بیشک بزاز گز گنت کرتی ہوئی اگر کپڑا ڈھیلا کر دی اور

اذا اشتراه ومده ولم يرسله اذا باعه فكل ذلك يكون من التطفيف الذي يعرض صاحبه للويل الا بان يصدق
جب آپ خریدی او کھینچی اور ڈھیلا نکری جب بیچی تو یہہ سب وہ ہی تطفیف ہی جس سی ویل پیش آویگا اور جو نہی ہر وقت بھاؤ کو سچ سچ

في سعر الوقت اذ لا يجوز لاحد ان يلبس على البايع او المشتري سعر الوقت ويغتنم الفرصة ويخفي من البايع غلاء السعر
کہا کری اسلئی کہ کسیکو یہہ جایز نہیں ہی کہ بایع سی یا خریدار سی بھاؤ وقت کا چھپا لیوی اور فرصت کو غنیمت سمجھکر بایع سی بھاؤ کی گرانی

او من المشتري انحطاطه فان من يفعل هذا يكون من الظالمين التاركين للنصح الواجب وقد امر الله تعالى بالعدل و
یا خریدار سی ارزانی پوشیدہ کری بیشک جو ایسا کریگا وہ ظالم ہی نصح واجب کا تارک اور بیشک اللہ تعالی کا حکم ہی واسطی عدل اور

الاحسان حيث قال ان الله يامر بالعدل والاحسان والعدل سبب للنجاة فقط وهو يجري مجرى سلامة راس
احسان کی چنانچہ یہہ فرماتا ہی بیشک اللہ تعالی حکم کرتا ہی انصاف کو اور بھلائی کو اور عدل سبب نجات کا ہوتا ہی فقط اور قایم ہی مقام سلامت یعنی اصل

المال والاحسان سبب الفوز ونيل السعادة وهو يجري مجرى الربح فكما لا يعد من العقلاء من يقنع في معاملات
مال کی اور احسان سبب مراد پانی اور حصول سعادت کا ہی اور قایم ہی مقام منفعت کی پھر جیسی کہ عاقل نہیں شمار کیا جاتا جو شخص معاملات دنیا میں

الدنيا براس ماله كذلك في معاملات الاخرة فلا ينبغي للمؤمن ان يقتصر على العدل ويدع باب الاحسان مع انه تعالى
اپنی اصل مال پر قناعت کرتا ہی ایسی ہی معاملات اخروی میں سو مومن کو لایق نہیں ہی کہ صرف عدل پہ اکتفا کر کر احسان کا باب بند کر دی باوجودیکہ اللہ تعالی

قال واحسن كما احسن الله اليك وقال في اية اخرى ان رحمة الله قريب من المحسنين والمراد من الاحسان فيما
فرماتا ہی اور بھلائی کر جیسی بھلائی کی اللہ نی تجھسی اور ایک اور آیت میں فرماتا ہی بیشک مہر اللہ کی نزدیک ہی نیکی والوں سی اور احسان سی مراد یہاں یہہ ہی

نحن فيه ما ينتفع به في المعاملة وهو غير واجب بل هو تفضل وانما الواجب العدل وترك الظلم وينال العامل رتبة الاحسان
کہ معاملہ میں جس بات سی منفعت ہوا کری یہہ واجب تو نہیں پر خوبی کی بات ہی واجب صرف عدل ہی ہی اور ظلم کا نکرنا اور احسان کا رتبہ پاتا ہی

بواحد من عدة امور الاول في الغبن فينبغي له ان لا يغبن صاحبه بما لا يتغابن به في العادة حتى لو بذل المشتري
جو کوئی ان چند امور میں سی کوئی سا عمل میں لاوی پہلی غبن میں یوں لازم ہی کہ مالک کو اتنا نقصان نہ دیوی کہ عادت کی موافق و تنا نہ دیتی ہوں یہاں تک کہ اگر مشتری

زيادة على الربح المعتاد لشدة حاجته ينبغي للبايع ان يمتنع عن قبوله لان اخذ الزيادة اذا لم يكن فيه تلبيس
اپنی ضرورت کا مارا فائدہ مروج سی زیادہ دینی لگی تو بایع کو چاہئی کہ نہ لیوی اس لئی کہ بڑھتی لینی میں اگر بدون دغا بازی کی ہووی

وان لم يكن ظلما لكنه ترك للاحسان مع ان من يقنع بربح قليل يكثر معاملاته ويستفيد من تكررها ربحا
اگرچہ ظلم نہیں ہی پر احسان ترک ہوتا ہی باوجودیکہ جو کوئی تھوڑی نفع پر قناعت کرتا ہی تو او کی بکری بہت ہوتی لگتی ہی اور اسطرح کی بکری میں بہت فائدہ ہو

كثيرا وبه يظهر البركة والثاني في احتمال الغبن فان من يشتري طعاما او متاعا من فقير ويحتمل الغبن ويتساهل
رہتا ہی اور اسی میں برکت ہوتی ہی اور دوسری نقصان اوٹھانی میں بیشک جو شخص غلہ یا اور مال فقیر سی خریدی اور نقصان اوٹھالی او سپر آسانی کری

فيه فانه يكون محسنا داخلا في قوله عليه السلام رحم الله امرأ سهل البيع والشراء واما من يشتري من غني
تو وہ محسن ہوتا ہی اس روایت میں داخل کہ رحم کری اللہ اوسپر جو آسان کری بیع اور شراء کو اور جو شخص ایسی تونگر سوداگر سی خریدی

تاجر يطلب زيادة على الربح المعتاد فاحتمال الغبن منه ليس بمحمود بل هو تضييع المال من غير فائدة في الدنيا
جو فائدہ مروج سی زیادہ طلب کرتا ہو پس ایسی موقع پر نقصان اوٹھانا قابل تعریف کی نہیں ہی بلکہ بی فائدہ مال کا ضایع کرنا ہی نہ فائدہ دنیا کا نہ آخرت کا

والاخرة وقد ورد في الحديث ان المغبون لا محمود ولا ماجور والكمال ان لا يغبن ولا يغبن وقد كان خيار السلف
اور بیشک حدیث میں آیا ہی کہ مغبون کی نہ تعریف ہی اور نہ ثواب کمال کی بات یہہ ہی کہ نہ کسیکو نقصان دی اور نہ آپ نقصان اوٹھاوی اور عمدہ لوگ

یستقصون فی الشراء ثم یهبون کثیرا من المال فقیل لبعضهم تستقصی فی شرائک علی الیسیر ثم تهب الکثیر
خریدنے میں خوب پورا حق لیا کرتے تھے پھر اکثر مال بخشدیتے تھے کسی نے کسی سے پوچھا خرید نے کے وقت ادنی چیز کو خوب پورا کرتے ہو پھر اکثر بخشدیتے ہو

فلا تبالی فقال لان الواهب یعطی فضله والمغبون یضیع عقله والثالث فی استیفاء الثمن وسائر الدیون
تو کچھ پروا نہیں کرتے جواب دیا بخشنے والا اپنا فضل عطا کرتا ہے اور مغبون اپنی عقل ضایع کرتا ہے اور تیسری ثمن اور قرض پورا لینے میں

والاحسان فیه یکون تارة بالمسامحة وتارة بالامهال والتاخیر وتارة بالمساهلة فی طلب جودة النقد وکل
اسمیں احسان کبھی تو درگذر کرنے میں ہے اور کبھی درنگ اور مہلت کرنیمیں اور کبھی سہولت برتنے میں کھرا روپیہ لینے سے اور یہہ تمام امور

ذلک مندوب الیه محثوث علیه لقوله علیه السلام رحم الله امرأ سهل البیع سهل القضاء سهل الاقتضاء
محبوب اور مرغوب ہیں دلیل اس حدیث کی رحم کرے الله اوس شخص پر جو آسانی برتے بیع میں آسانی برتے ادا میں آسانی برتے تقاضا میں

فینبغی له ان یغتنم دعاء رسول الله صلی الله علیه وسلم وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال اسمح یسمح لک
اوسکو چاہیے کہ رسول الله صلی الله علیه وسلم کی دعا کو غنیمت سمجھے اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیه السلام نے فرمایا درگذر کر درگذر ہوگی تجھسے

وفی حدیث انه علیه السلام قال من انظر معسرا او ترک له حاسبه الله حسابا یسیرا وفی لفظ اخر اظله
اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی علیه السلام نے فرمایا جسنے مہلت دی مفلس کو یا اوسکو معاف کیا تو اوسسے الله تعالی آسانی سے حساب لیگا اور ایک روایت میں ہے اوسکو

الله تحت ظل عرشه یوم لا ظل الا ظله فهذا هی طرق التجارات فی السلف فقد اندرست فمن قام بها فی هذا
الله تعالی اپنی عرش کا سایہ دیگا اوس روز کہ سوا اوسکے کوئی سایہ نہوگا سلف میں تجارت کا یہی طریق تھا جو اب پرانا ہوگیا جو شخص اس زمانہ میں

الزمان یکون ممن احیی هذه السنة ویرجی له من فضل الله تعالی جزیل الرحمة المجلس السبعون
اوسکو پہر قایم کرے تو اوسنے یہہ سنت زندہ کی اسکے لئے فضل الہی سے رحمت کی بڑی امید ہے ستروین مجلس میں

فی بیان حرمة الاحتکار وسائر ما یتعلق به من الاحکام الشرعیة قال رسول الله
بیان احتکار کی حرمت کا اور تمام احکام شرعی جو اس سے متعلق ہیں رسول الله

صلی الله علیه وسلم من احتکر فهو خاطئ هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عمر بن عبد الله ومعنا
صلی الله علیه وسلم نے فرمایا جسنے احتکار کیا پس وہ خطاوار ہے یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے عمر بن عبد الله کی روایت سے اسکی

ان من یجمع الطعام الذی یجلب الی البلد ویحبسه لیبیعه وقت الغلاء فهو اثم لتعلق حق العامة به و
جو شخص غلہ جمع کرے جو کہ شہر کی طرف رسد آتی ہے اور اسکو روک رکھے اسلئے کہ گران کر کر بیچے تو وہ گنہگار ہے کیونکہ اوسمین سب عوام کا حق ہے اور

هو بالحبس والامتناع عن البیع یرید ابطال حقهم وتضییق الامر علیهم وهو ظلم عام وصاحبه ملعون لما
محتکر اوسکو روک کر بیچنے سے بند کرکر اونکا حق باطل اور اونکا حال تنگ کیا چاہتا ہے اور یہہ ظلم عام ہے اور ایسا شخص ملعون ہے کیونکہ

روی انه علیه السلام قال الجالب مرزوق والمحتکر ملعون فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان الذی
روایت ہے کہ نبی علیه السلام نے فرمایا غلہ لانیوالا رزق دیا جاتا ہے اور محتکر پہ لعنت ہے بیشک نبی علیه السلام نے اس حدیث میں فرمایا کہ جو شخص

یجلب الامتعة والاقوات ویبیعها لتحصیل الربح یحصل له الربح ولا اثم علیه لان الناس ینتفعون به فینال له برکة
اسباب اور قوت لا لا کر واسطے تحصیل فائدہ کے بیچتا ہے تو اوسکو نفع ہو رہتا ہے اور کچھہ اوسپر گناہ نہیں ہے اسلئے کہ سب خلقت اوس سے فائدہ لیتی ہے

دعائهم والذی یشتری الطعام الذی یجیء الی البلد ویحبسه لیبیعه وقت الغلاء فهو ملعون بعید عن رحمة
پس وہ اونکی دعا سے فائدہ ہوتا ہے اور جو شخص تمام غلہ شہر کی رسد کا خرید کر روک رکھتا ہے تاکہ مہنگا کرکر بیچے سو وہ ملعون اور الله کی رحمت سے دور

الله تعالی ولا یحصل له البرکة ما دام فی ذلک الفعل فاذا رفع امره الی القاضی یامره القاضی ببیع ما یفضله
ہوتا ہے اور اوسکو کبھی برکت نہیں ہوتی جبتک یہہ کار کرتا رہے پہر اگر اوسکی فریاد قاضی تک جاوے تب اوسکو قاضی وقتی غلہ کی بچاو کی اور اوسکی

من قوته وقوت عياله على السعة بمثل القيمة بان يقول له بع كما يبيع الناس ولا يسعّر لقوله عليه السلام
عیال کی فراغت کی ساتھ کہانی سی بڑہی قیمت برابر سی بیچنی کا حکم دی اسطور کہدی کہ اسکو بیچڈال جیسی لوگ بیچتی ہیں اور بہاؤ نہ ٹہرادی بدلیل اس حدیث کی

لا تسعّروا فان الله هو المسعّر القابض الباسط الرازق وفي هذا الحديث مبالغة في النهي عن التسعير
تم بہاؤ نہ ٹہراؤ بیشک بہاؤ اللہ ہی مقرر کرتا ہی جو تنگ کرتا ہی اور فراخ اور رزق دیتا ہی اور اس حدیث میں بہاؤ ٹہرانی کی بڑی ممانعت ہی

اذ بين فيه ان التسعير مما يتولاه الله تعالى بنفسه ولم يكله الى غيره من عباده فليس لهم ان يتكلفوا فيه
اسلئی کہ اسمیں یہہ بیان ہی کہ بہاؤ کا متولی اللہ تعالی بذات خود ہی اسکو کسی اور پر اپنی بندوں میں سی حوالہ نہیں کیا سو اونکو نہیں چاہئی کہ اسمیں تکلف کریں

وان فعلوا لا يحصل لهم الا الضيق وشدة عقوبتهم على معارضتهم له تعالى في قضاياه فعلى هذا ينبغي للقاضي
اور اگر کرینگی تو اونکو ملیگی بجز تنگی اور سختی عذاب کی کچہہ نہو گا کیونکہ مقابلہ کرتی ہیں احکام الہی میں اس بیان کی موافق قاضی کو چاہئی

ان يتعرض لحقه الا اذا كان فيه ضرر للعامة بان يتعدى ارباب الاموال عن قيمتها تعديا فاحشا بان
کہ اوسکی حق میں دخل نہ دی ہاں اگر عوام کا ضرر ہوتا ہو اسطور کہ مالوالی اوسکی قیمت میں تعدی فاحش کرتی ہوں

يبيعوها بضعف قيمتها فح يسعّر القاضي بمشورة اهل الرأي والبصيرة صيانة لحقوق الناس ثم ان من
کہ دوچند قیمت کو بیچنی لگیں پس اب قاضی اہل رائی اور بصیرت کی صلاح سی عوام کا حق بچانیکی لئی بہاؤ مقرر کردی پہر اگر کسینی

باع منهم بما قدره القاضي وان صح بيعه لكونه غير مكره على البيع لكن ان كان اذا نقص يخاف ان يضرّ
اونمیں سی قاضی کی بہاؤ پر بیچا اگرچہ بیع جایز ہی کیونکہ بیع پر زبردستی نہیں ہوئی ہی لیکن اگر ایسا حال ہو کہ اگر اوس بہاؤ سی کم کری تو خوف قاضی کی

القاضي لا يحل للمشتري ما باعه البايع لانه في معنى المكره فيلزم للمشتري ان يقول له عند الشراء بعني ما تحب
مار کا ہی تو مشتری کو بایع کا بیچا ہوا حلال نہیں ہی کیونکہ یہہ بہی گویا زبردستی کی بیع ہی پس اب مشتری کو یوں چاہئی کہ خریدتی وقت یہہ لفظ کہدی میری ہاتہ

فح باي شيء يبيعه يحل فعلى هذا يلزم للقاضي اذا رفع اليه امر المحتكر ان لا يعجل بالعقوبة ولا بالتسعير بل ينهاه
اپنی مرضی کی موافق بیچدی اسوقت جتنی کو بیچیگا حلال ہو دیگا اسصورت میں قاضی کو لازم ہی کہ جب اوسکی پاس محتکر کی فریاد آوی تو نہ عقوبت میں جلدی کری اور نہ بہاؤ مقرر کری

عن الاحتكار ويزجره عنه ويامره بالبيع وان لم يمتثل يعظه ويهدده وان امتنع ولو يبع يحبسه ويعزره
منع اور ملامت کردی اور کہدی کہ بیچڈال اور اگر نہ مانی تو سمجہاوی اور دہمکاوی اور اگر پہر بہی نہ مانی اور نہ بیچی تو اوسکو قید کری اور تعزیر دی

حتى يمتنع عن سوء عمله لانه بارتكاب ما لا يحل له استحق العقوبة وليس فيه حد مقدر فيعزر دفعا للضرر
یہاں تک کہ اپنی فعل قبیح سی باز آوی کیونکہ ممنوع بات اختیار کرکر عقوبت کا سزاوار ہوگیا ہی اور اسمین کوئی حد تو مقرر نہیں ہی لاچار واسطی دفع ضرر عوام کی تعزیر

عن الناس بل الصحيح انه ان امتنع عن البيع يبيعه القاضي اتفاقا وهذا فيما يضر حبسه عند الحاجة اليه
دیا جاوی بلکہ صحیح یہہ ہی کہ اگر وہ آپ نہ بیچی تو سب فقہا کی نزدیک قاضی بیچ ڈالی یہہ حکم اوس مبیع کا ہی جسکا بند کر رکہنا حاجت کی وقت ضرر کرتا

مما هو قوت البشر والبهائم كالبر والشعير والتمر والتين والزبيب وقال ابو يوسف كل ما يضر بالناس حبسه سواء
جیسی قوت آدمیوں کا اور جانوروں کا جیسی گیہوں اور جو اور چہوارے اور انجیر اور مویز اور امام ابو یوسف کہتی ہیں جس چیز کا روک رکہنا عوام کو ضرر کری برابر ہی

كان ماكولا او غير ماكول فهو احتكار لا يجوز حبسه وان كان ثوبا او ذهبا او فضة ومدة الحبس قيل اربعون
کہ خوردنی ہو یا نہ خوردنی وہ سب احتکار ہوتا ہی اوسکا روکنا جایز نہیں ہی اگرچہ کپڑا ہو یا سونا یا چاندی اور مدت روک رکہنی کی یعنی احتکار کی کوئی کہتا ہی

يوما لما روي انه عليه السلام قال من احتكر اربعين يوما فقد برئ من الله وبرئ الله منه وفي حديث
چالیس دن میں کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی احتکار کیا چالیس دن بیشک بیزار ہوا اللہ سی اور اللہ بیزار ہوا اوس سی اور ایک اور حدیث میں ہی

اخر انه عليه السلام قال من احتكر اربعين يوما ثم تصدق به لم تكن صدقته كفارة لاحتكاره وقيل شهر
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی چالیس روز احتکار کیا پہر اوسنی وہ شی صدقہ کردی تو یہہ صدقہ کفارہ احتکار کا نہیں ہو سکتا اور کوئی کہتا ہی ایک مہینہ ہی

وهذا في حق المعاقبة في الدنيا واما الاثم فهو حاصل وان قلت المدة ومن حبس غلة ارضه لا يكون محتكرا لانه
اور یہہ مدت واسطے سزاء دنیاوی کی ہے اور لیکن گناہ وہ بہرصورت ہوتا ہے اگرچہ مدت کمتر ہو اور جس شخص نے اپنی زمین کا غلہ جمع کر رکہا تو محتکر نہیں ہوتا اسواسطے

خالص حقه لم يتعلق به حق العامة لكن لو كان للناس اليه حاجة فالافضل له ان يبيعه ولو امتنع عن
کہ یہہ اوسکا خالص حق ہے اس سے حق عوام کا متعلق نہیں ہے لیکن اگر عوام کو اوسکی حاجت ہووے تو پہر افضل یہہ ہی ہے کہ بیچ ڈالے اور اگر نہ بیچے

البيع يكون مسيئا لسوء نيته وقلة شفقته على المسلمين واما ما جلبه من بلد اخر ففيه اختلاف والاحتياط
تو برا کرتا ہے کیونکہ اوسکی نیت بری اور مسلمانوں پر شفقت نہیں ہے اور جو غلہ وغیرہ پہر کہ اور شہر سے لاوے سو اوسمیں اختلاف ہے احتیاط اسمین ہے

في بيعه بسعر يومه حتى ينال الثواب الموعود بقوله عليه السلام من جلب طعاما فباعه بسعر يومه فكانما
کہ اوسہی روز کی بہاؤ سے بیچ ڈالے تاکہ وہ ثواب پاوے جسکا اسی حدیث میں وعدہ ہے جو شہر میں لیجاوے اور اوسہی روز کی بہاؤ سے بیچ ڈالے تو گویا

تصدق به وفي لفظ اخر فكانما اعتق رقبة وقد حكي عن بعض السلف انه كان بواسط فجهز سفينة حنطة
اوسنے وہ تمام صدقہ کردیا اور ایک اور روایت میں ہے گویا اوسنے غلام آزاد کردیا کسی بزرگ کی حکایت ہے کہ واسط میں تہا اوسنے ایک کشتی گیہون کی بصرہ کو روانہ کی

الى البصرة وكتب الى وكيله بع هذا الطعام يوم يدخل البصرة ولا تؤخره الى غد فوافق سعة في السعر فقال له
اور گماشتہ کو لکہہ بہیجا اس غلہ کو بصرہ میں پہنچتے ہی بیچ دینا اگلے دن تک نہ رکہنا پہر کشتی پہنچی تو بہاؤ ارزان ہوگیا تاجروں نے

التجار ان اخرته جمعة ربحت فيه اضعافه فاخره جمعة فربح امثاله فكتب الى صاحبه بذلك فكتب اليه صاحبه
کہا اگر جمعہ تک اتنے تہام لو تو کئی گونہ فائدہ ہوجاوے اوسنے جمعہ تک تہام لیا تو خوب فائدہ ہوا اور مالک کو اوسکی خبر لکہہ بہیجی مالک نے گماشتہ کو پہر لکہا

يا هذا انا كنا قد قنعنا بربح يسير مع سلامة ديننا وانك قد خالفت فاذا وصل اليك كتابي هذا فخذ المال كله فتصدق
اے شخص ہمنے تو تہوڑے سے نفع پر دین کی سلامتی کی ہی قناعت کی تہی اور تونے اوسکے خلاف کیا اس خط کے پڑہتے ہی وہ سبکا سب بصرہ کے فقرا کو صدقہ دیدینا

به على فقراء البصرة لعلي انجو من اثم الاحتكار راسا براس وقد علم من هذا ان الاحتكار لا يخلو عن الكراهة
کاشکے مجکو احتکار کی گناہ سے نجات ملے برابر برابر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احتکار کراہت سے خالی نہیں ہے

وان اتسعت الاطعمة وكثرت الاقوات واستغنى الناس عنها ولم يرغبوا فيها وذلك لان المحتكر ينتظر مبادي
اگرچہ غلہ بہت موجود ہو اور کہانا کثرت سے ملتا ہو اور عوام کو اوسکی نہ پروا ہو اور نہ اوسمیں کچہہ رغبت ہو اور یہہ اسلئے کہ محتکر کو اسباب ضرر رسانی پر

الاضرار التي هي ارتفاع الاسعار وانتظار مبادي الاضرار محظور كانتظار عينه لكنه دونه والحاصل ان التجارة في
نظر رہتی ہے کہ وہ گران ہونا بہاؤ کا ہے اور اسباب ضرر پر نگاہ رکہنی ایسی ممنوع ہے جیسی نظر رکہنی عین ضرر پر گو وہ اس سے کمتر ہے حاصل یہہ ہے کہ تجارت

الاطعمة والاقوات لطلب الربح مما لا يستحب بل ينبغي طلب الربح في شيء اخر وفي حكم الاحتكار على هذا التفصيل تلقي
غلہ وغیرہ قوت کی منفعت کی واسطے اچھی نہیں ہے بلکہ منفعت اور شی میں حاصل چاہیے اور احتکار ہی میں داخل ہے اسہی تفصیل پر بڑہ کر

الجلب وهو بفتحتين ما يجلب من بلد الى بلد فانه اذا قرب الى البلد يكره استقباله واشتراؤه لانه تعلق حق
جا لینا جلب کا اور جلب جیم اور لام کی زبر سے بہرتی یعنی رسد ایک شہر سے اور شہر کی طرف سو وہ رسد جب شہر کی پاس آپہنچی تو پہر آگے بڑہ کر وہاں جا خریدنا مکروہ ہے کیونکہ اوس سے

العامة به والمتلقي يريد ابطاله حقهم وتضييق الامر عليهم وقد نهى النبي عليه السلام عن تلقي الجلب وقال لا تلقوا
عوام کا حق متعلق ہو جاتا ہے اور آگے بڑہ کی لینے والا اونکا حق باطل اور اونکو تنگ کیا چاہتا ہے اور بیشک نبی علیہ السلام نے تلقی جلب سے منع فرمایا ہے رسد کو آگے بڑہکر

الجلب وفي حديث اخر انه عليه السلام قال لا تلقوا السلع حتى يهبط بها الى السوق وهذا اذا لم يلبس السعر على الواردين
مت خریدو اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہ جاؤ خرید اسباب کو جبتک بازار میں نہ اوترے اور یہہ حکم جبہی ہے کہ بہاؤ بہرتی والوں کو معلوم ہو

واما اذا لبس عليهم السعر واشترى منهم متاعهم باقل من قيمته فيتعدد الكراهة ويتاكد الحرمة لان هذا الصنع
اور اگر اونکو بہاؤ معلوم نہو اور اونکی متاع اوسکی قیمت سے گہٹا کر جا خریدے تو اب کئی کراہت جمع ہونگی اور حرمت سخت ہو جائیگی اسلئے کہ یہہ عمل

من الغش الحرام المضاد للنصح الواجب المفسر بان لا يرضى لاخيه ما لا يرضى لنفسه بل هو من الظلم لان كل ما تضرر
غش خیانت حرام میں داخل ہی اور نصح واجب کی جو خلاف جسکی یہہ تفسیر ہی کہ پسند نکری اپنی بہائی کی واسطی جو اپنی واسطی پسند نکری بلکہ یہہ ظلم ہی اسواسطی کہ جس چیز سی
به المسلم فهو ظلم وانما العدل ان لا يضر احد لاخيه المسلم ولا يحب له الا ما يحب لنفسه لما روى انه عليه السلام
مسلم کا نقصان ہوتا ہو وہ سب ظلم ہی اور عدل وہ ہی کہ کوئی اپنی برادر مسلم کو نقصان ندی اور پسند نکری اوسکی حق میں سوا اوسکی کہ پسند کری اپنی واسطی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه وقال بعض العلماء من باع شيئا بدرهم فانه لو كان لا يشتريه
نے فرمایا مؤمن نہیں ہوتا کوئی تم میں سی یہان تک کہ محبوب جانی واسطی اپنی بہائی کی جو محبوب رکہی واسطی اپنی بعض علما کہتی ہیں جس شخص نی کوئی شی ایک روپیہ کو بیچی اور اگر وہ شی اوسکی
الا بنصف درهم فهو يكون ممن ترك النصح المامور به ولم يحب لاخيه ما احب لنفسه وقد حكى ان يونس بن
ہوتی تو آپ آٹہ آنی سی زیادہ کو ہرگز نہ لیتا پس وہ شخص نصح مامور بہ کا تارک ہی اور اسنی اپنی بہائی کی لئی وہ بات پسند نکی جو اپنی لئی پسند کرتا ہی حکایت کرتی ہیں کہ یونس بن
عبيد الله انه كان عنده حلل مختلفة الاثمان قيمة بعضها اربعمائة وقيمة بعضها مائتان فذهب الى الصلوة
عبید اللہ کی پاس چادرین مختلف قیمت کی تہین کوئی چارسو کی تہی اور کوئی دوسو کی پہر یونس اپنی بہتیجی کو
وترك ابن اخيه في الدكان فجاء اعرابي وطلب حلة باربعمائة فعرض عليه من حلل المائتين فاستحسنها واشترى
دکان میں بٹہا کر نماز کو چلا گیا پہر ایک اعرابی نی آکر چادر چارسو درہم کی مانگی اوس لڑکی نی دوسو والی اوسکی سامنی کر دی اوسنی پسند کر کی چارسو کو خرید کر
منه باربعمائة وذهب فاستقبله يونس وراى حلته في يده وعرفها فقال بكم اشتريتها فقال باربعمائة
چلا تو اوسکی سامنی سی یونس آگیا وہ چادر اوسکی ہاتہ میں دیکہہ کر پہچان لی پوچہا کتنی کو لی جواب دیا چارسو کو
فقال لا تساوى اكثر من مائتين فارجع حتى تردها قال هذه تساوى ببلدنا خمسمائة درهم وانا ارتضيها ولا
یونس نی کہا یہہ چادر دوسو سی زیادہ کی نہین ہی چل پہیر دی اوسنی جواب دیا یہہ چادر ہماری شہر میں پانسو روپیہ کی ہی میں نی پسند کر لی ہی میں
اردها فقال له يونس انك وان رضيتها لكن النصح في الدين خير من الدنيا بما فيها فرده الى الدكان ورد عليه
نہین پہیرتا پہر یونس نی کہا اگرچہ تم نی پسند کر لی ہی لیکن دین کی خیرخواہی بہتر ہی دنیا اور ما فیہا کی خیرخواہی سی پہر اوسکو دکان پر ہٹا لایا اور سو روپیہ پہیر دئی
مائة درهم ثم توجه الى ابن اخيه وقال له اما خشيت الله تعالى حتى ربحت مثل الثمن وتركت النصح
پہر بہتیجی کی طرف متوجہ ہو کر کہا تجہکو خدا کا خوف نہ آیا کہ ثمن کی برابر تو نی نفع لیا اور مسلمانون کی خیرخواہی ترک کر دی
للمسلمين فقال له ابن اخيه والله ما اخذها الا ورضي بها قال فهلا رضيت له ما ترضى لنفسك وابلغ من
بہتیجی نی جواب دیا خدا کی قسم اسنی تو خوب پسند کر کر لی تہی یونس نی کہا پہر تو نی اوسکی لئی وہ کیون نکیا جو اپنی لئی پسند کرتا ہی اور اس کی بڑہ کر
ذلك ما حكى عن رجل من التابعين انه كان بالبصرة وله غلام بالسوس يجهز اليه السكر فكتب اليه غلامه
ایک شخص تابعی کی حکایت ہی کہ وہ بصرہ میں تہا اور اوسکا غلام سوس میں تہا اوسکی پاس شکر بہیجا کرتا تہا پہر اوسکی غلام نی لکہا
ان قصب السكر قد اصابه افة في هذه السنة فاشتر السكر فانه يربح كثيرا فاشترى من رجل سكرا كثيرا
کہ اس سال میں اکہہ ماری گئی ہیں شکر خرید لینا اسمین خوب نفع ہو ویگا سو اوسنی ایک شخص سی بہت سی شکر خرید لی
فلما جاء وقته باعه وربح فيه ثلثين الف درهم فانصرف الى بيته فتفكر ليلته فقال ربحت ثلثين الفا و
پہر جب وقت آیا تو وہ بیچی اور تیس ہزار درہم نفع ہوا پس وہ اپنی گہر چلا گیا پہر تمام شب دل میں سوچا کہ میں نی تیس ہزار درہم نفع لیا اور
تركت نصح رجل من المسلمين فلما اصبح غدا اليه فدفع اليه ثلثين الفا فقال بارك الله لك فيها فقال و
خیرخواہی ایک مرد مسلمان کی ترک کی جب فجر ہوئی تو صبح دم اوسکی پاس جا کر تیس ہزار درہم اوسکو دی دئی اور کہا تیری لئی خدا اسمین برکت دی اوسنی کہا
من اين صارت هذه لي فقال اني كتمتك حقيقة الحال وكان السكر قد غلا في ذلك الوقت فقال رحمك
یہہ درہم میری کیونکر ہو گئی جواب دیا میں نی تجہسی اصل حال چہپا لیا تہا شکر اوس وقت مہنگی ہو گئی تہی اوسنی کہا خدا تجہہ پر رحم کری

قد اعلمتني الان وقد طيبتها لك فرجع الى بيته فتفكر وقال ما نصحته لعله استحيى منه فتركها لي فبكر اليه

مجکو اب جتا دیا میں تجہی کو حلال کی وہ پہر اپنی گہر چلا آیا پہر سوچ کر کہا یہہ خیر خواہی نہوئی شاید اوسنی شرم کی ماری مجکو دی ہون پہر صبح ہو اوسکی پاس

فقال عفاك الله خذ مالك فهو اطيب لقلبي فاخذ منه ثلثين الفا وعلم من هذا ان ليس لاحد ان

جاکر کہا خدا تجکو معاف کری اپنا مال لی میری دل کو یہہ ہی پسند آتا ہی پہر اوسنی تیس ہزار درہم لی لئی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ کسیکو یون نچاہئی

ينتهض الفرصة ويخفي من البايع غلاء السعر ومن المشتري انحطاطه فان من يفعل ذلك يكون ظالما

کہ فرصت کو غنیمت سمجھکر بایع سی گرانی بہاؤ کی اور خریدار سی ارزانی چہپا لیا کری بیشک جو ایسا عمل کریگا وہ ظالم اور خائن

غاشا تاركا للنصح الواجب فان المعاملة قد تجري على وجه يفتي المفتي بصحتها وانعقادها لكنها تشتمل على ظلم

اور نصح واجب کا تارک ہی کیونکہ معاملہ بعضی وقت ایسی طور سی بہکت جاتا ہی کہ مفتی اوسکو درست اور منعقد بتا دیوی پر اوسمین ایسا ظلم ہو جاتا ہی

يتعرض به العامل لسخط الله تعالى اذ ليس كل نهي مقتضيا لفساد العقد كالبيع عند الاذان الاول للجمعة فانه

کہ اوسکا کرنیوالا نشانہ غضب الہی کا ہو جاوی اسلئی کہ ہر نہی تو عقد کو فاسد نہین کر دیتی جیسی بیع جمعہ کی روز پہلی اذان کی ہوتی ہوی یہہ بیع

وان كان جائزا لكنه مكروه لان فيه اخلالا بواجب السعي هذا اذا قعدا او وقفا فتبايعا اذ قد قال الله تعالى اذا

اگرچہ جائز ہی پر مکروہ ہی اسلئی کہ اسمین سعی واجب مین دیر ہوتی ہی یہہ اوس صورت مین کہ بایع اور مشتری بیٹھ جاوین یا کہڑی رہکر بیع کرین کیونکہ اللہ تعالی فرماتی ہی

نودي للصلوة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله وذروا البيع واما اذا تبايعا حال مشيهما فلا كراهة فيه

جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چہوڑ دو بیچنا ہان اگر وہ دونو چلتی چلتی بیع کرلیں تو اسمین کچہہ کراہت نہین ہی

وكذا يكره النجش وهو ان يزيد في الثمن من لا يريد الشراء بعد ما بلغت السلعة قيمتها ليرغب غيره فيها وانما

اور ایسی ہی نجش مکروہ ہوتا ہی نجش یہہ ہی کہ قیمت مبیع کی ایسا شخص بڑہاوی جسکو خریداری منظور نہو جبکہ وہ سودا اپنی قیمت پر آچکا ہو تاکہ غیر کو اسمین رغبت پیدا ہو

كره ذلك لانه تغرير للمسلم وظلم له مع انه عليه السلام نهى عن النجش وقال لا تناجشوا هذا اذا بلغت السلعة

اور مکروہ اسلئی ہی کہ اسمین ایک مسلم کی ساتہہ دہوکہ اور ظلم ہوتا ہی باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی نجش سی منع فرمایا ہی کہ نجش مت کرو یہہ اس صورت مین کہ مبیع

قيمتها واما اذا لم تبلغ قيمتها وزاد في الثمن من لا يريد الشراء الى ان تبلغ السلعة تمام قيمتها لا يكره وكذا يكره

اپنی قیمت پہ آچکی ہو اور اگر ابہی قیمت پر نہین آئی اور کسینی ثمن بدون ارادہ خریداری کی بڑہا دیا تاکہ مبیع کی قیمت پوری ہو جاوی تو مکروہ نہین ہی اور ایسا ہی مکروہ ہی

السوم على سوم غيره بعد رضائهما بثمن لقوله عليه السلام لا يسوم الرجل على سوم اخيه وهو نهي بصيغة

ثمن بڑہانا بارادہ خرید کی دوسری کی خریداری پر جب کہ وہ دونو رضامند ہو چکی ہون اسلئی کہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہی اپنی بہائی کی خریداری پر کوئی اپنی خرید کا ارادہ نکری اور

النفي فيكون ابلغ واما اذا لم يركن احدهما الى الاخر فلا باس للغير ان يساومه ويشتريه لانه بيع من يزيد ولا

لا یسوم نہی ہی صورت نفی پر سو اسمین بڑا مبالغہ ہی ہان اگر ابہی ایک دوسری کی طرف مایل نہین ہی تو غیر کو کچہہ مضائقہ نہین کہ قیمت بڑہا کر خرید لی کیونکہ یہہ بیع من یزید ہی

كراهة فيه لورود الاثر فيه وهو ما روي عن انس انه عليه السلام باع قدحا وحلسا ببيع من يزيد وكذا يكره

اسمین کچہہ کراہت نہین ہی کیونکہ اسمین آثار آئی ہین ایک یہہ کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی ایک پیالہ اور ٹاٹ بطور بیع من یزید کی بیچا اور ایسی ہی

بيع الحاضر للبادي لقوله عليه السلام لا يبيع الحاضر للبادي وهذا اذا كان اهل البلد في قحط وهو يبيع من

بیع شہر والی کی صحرا نشین سی مکروہ ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی شہر والا جنگلی کی ہاتہہ نہ بیچا کری یہہ اس صورت مین ہی کہ شہر کی اندر قحط ہو اور بایع گران قیمت کی لالچ سی

اهل البدو طمعا للثمن الغالي لما فيه من الاضرار بهم واما اذا لم يكن كذلك فلا باس به لانعدام الضرر وقيل

صحرا نشین لوگوں کی ہاتہہ بیچی کیونکہ اسمین شہر والوں کو ضرر پہنچتا ہی اور ایسا حال یعنی قحط نہو تو کچہہ مضائقہ نہین کیونکہ کوئی ضرر نہین ہی اور بعضی

صورته ان يجيء البادي بسلعة الى مصر فيقول له الحاضر دع سلعتك عندي لابيعها لك بثمن غال ويحبسه

کہتی ہین اسکی صورت یون ہی کہ کوئی صحرا نشین شہر مین سودا لیکر آوی سو ایک شہری اوسکو کہی اپنا مال میری پاس چہوڑ جا مین گران قیمت سی بیچ رکہوں گا پہر اپنی پاس اوسکو

عنده

عنده الی ان یغالی فی الثمن وهذا مکروه فی ایام العسرة ثم ینبغی ان یعلم ان البیع عند الحنفیۃ کما ینعقد بالقول
اتنی دنون رکھ چھوڑی کہ مہنگا ہو جاوی اور ایسا معاملہ تنگی کی دنون مین مکروہ ہی پہر سمجھنی کی بات ہی کہ بیع حنفیون کی نزدیک جیسی تلفظ یعنی بولنی سی ہوجاتی ہی اور
رکنه الایجاب والقبول کذلك ینعقد بالفعل ورکنه التعاطی فلا بد فیه من الاعطاء من الجانبین عند
اوسکا رکن ایجاب وقبول ہی ایسی ہاتہ کی حرکت سی پوری ہو جاتی ہی اور اسکا رکن لین دین ہی اس بیع مین بایع اور مشتری دونو کی طرف سی ثمن اور مبیع حوالہ کرنا
البعض وعند البعض یکفی الاعطاء من احد الجانبین اذا بین الثمن او کان معلوما کما لو قال رجل لمن یبیع الحنطة
ضروری ہی اور بعضون کی نزدیک صرف ایکطرف سی حوالہ کر دینا کفایت کرتا ہی اگر ثمن مقرر ہو چکا ہو یا کسی طور سی معلوم ہو جیسی کوئی شخص گیہون بیچنی والی سی پوچھی
کیف تبیع الحنطة فقال قفیز بدرهم فقال کلنی خمسة اقفزة وکال فذهب بها فهذا بیع وعلیه خمسة دراهم
تو گیہون کیا بہاؤ بیچتا ہی وہ کہی بارہ صاع ایک درہم کی پہر وہ ہی خریدار کہی پانچ قفیز میری لئی ناپ دی اور اوسنی ناپ دی اور وہ لی گیا سو یہہ بیع پوری ہی اور اوسکی
وکذا لو قال البایع للمشتری بعت هذا منك بدرهم فقبضه المشتری ولم یقل شیئا ینعقد البیع وعلیه درهم
اور ایسی ہی اگر بایع مشتری سی کہی مین نی یہہ سودا تیری ہاتہ ایک درہم کو بیچا پہر مشتری اوس شی کو قبضہ کر لی اور کچہہ نہ بولی تو یہہ بیع بہی پوری ہی اور اوسکی ذمہ ایک درہم ہی
وکذا لو اشتری وقرا من الحطب بثمانیة ثم قال ائت بوقر اخر والقه ههنا ففعل یکون ذلك بیعا ولیطلب
اور ایسی ہی اگر ایک گٹہہ لکڑی کا آٹہہ پیسی کو مول لیا پہر کہا ایک گٹہہ اور لا کر یہان ڈالدی اور اوسنی لا ڈالا تو یہہ بیع پوری ہی اور وہ آٹہہ پیسی
الثمانیة وکذا لو کان لرجل علی اخر الف درهم وقال المدیون لدائنه اعطیك لدینك دنانیر ولم یقع بینهما بیع
مانگ لی اور ایسی ہی اگر ایک شخص کی دوسری کی ذمہ ہزار درہم قرض آتی ہون اور مدیون یعنی قرضدار قرض خواہ سی کہی مین تیری قرضہ کی بابت اشرفیان لائی دیتا
بل فارقه ثم اتی بالدنانیر ودفعها الیه یکون فی تلك الساعة بیعا بالتعاطی واما لو اشتری رجل من اخر وسائد
بلکہ وہ چلا گیا پہر اشرفیان لاکر اوسکی حوالہ کر دین تو اب اسوقت تعاطی سی بیع پوری ہو جاوی گی اور اگر ایک شخص کسی دوسری سی تکیی اور فرش
وطنافس وهی غیر منسوجة بعد ولم یضرب اجلا حتی یصیر سلما فلا یجوز ولو نسج الوسائد والطنافس وسلمها الیه لا یصح
خریدی اور وہ بنی ہوئی ابہی تیار نہون اور مدت بہی نہ ٹہرا دین تاکہ بیع سلم ہی ہو جاوی تو یہہ بیع جایز نہین ہی اور اگر تکیی اور فرش تیار کر کر اوسکو حوالہ کر دی تو بہی بیع
ایضا لان التعاطی انما یکون بیعا اذا لم یکن مبنیا علی بیع فاسد او باطل واما اذا کان مبنیا علیه فلا فعلی هذا
جایز نہین ہی اسلئی کہ طرفین سی لین دین کی بیع جبھی جایز ہوتی ہی کہ اوسکی بنیاد بیع فاسد یا باطل پر نہو اور اگر اوسکی بنیاد بیع فاسد یا باطل پر ہوگی تو جایز نہین ہوتی اس
ما یفعله اکثر الناس فی هذا الزمان من اخذ ما ارادوا من صاحبه من الماکولات وغیرها من غیر عقد صحیح
اس زمانہ مین جو اکثر لوگونکا عمل ہی کہ جو چاہتی ہین سودوکان دار سی کہانی پینی کا سامان اور سوا اوسکی بدون عقد صحیح کی لیلیتی ہین
ولا معاطاة ولا بیان الثمن الی وقت المحاسبة فذلك حرام وکل من یاکل منه او ینتفع به مع العلم به فهو متعمد
اور نہ ترتیب طرفین سی لین دین کرتی ہین اور نہ حساب کی وقت تک ثمن بیان کرتی ہین سو یہہ سب حرام ہی اور جو شخص اوسمین سی کہاتا ہی یا جان بوجہہ کر فایدہ لیتا ہی سو وہ عمدًا
لاکل الحرام والانتفاع به ومرتکب للاثم اذ فیما سوی الخبز واللحم لا بد من بیان الثمن لیکون بیعا بالتعاطی ثم
حرام خوری کرتا ہی اور نفع حرام لیتا ہی اور گناہ اختیار کرتا ہی اسلئی کہ بجز روٹی اور گوشت کی سب سودی مین ثمن مقرر کرنا ضرور ہی تاکہ بیع تعاطی کی ہو جاوی پہر
ینبغی ان یعلم ان البیع الذی لا یجوز ثلثة انواع فاسد وباطل وموقوف اما الفاسد فهو منعقد لکن لا یفید الملك
یاد رکہنا چاہیی کہ بیع جو جایز نہین ہوتی تین قسم پر ہی فاسد اور باطل اور موقوف بیع فاسد منعقد تو ہو جاتی ہی پر صرف عقد سی ملک کا فایدہ نہین دیتی
بمجرد العقد بل انما یفید بعد قبض المشتری المبیع باذن البایع صریحا او دلالة فانه اذا قبضه فی مجلس العقد
بلکہ مفید جب ہوتی ہی کہ خریدار بایع کی صاف اجازت سی یا قرینہ سی مبیع پر قبضہ کر لی پس جب خریدار مجلس عقد مین بایع کی سامنی مبیع پر قبضہ کر لی
بحضرة البایع ولم ینهه البایع یملکه ملکا خبیثا وهذا قیل لا یحل له ان یتصرف فیه بتملیك وانتفاع حتی لو
اور بایع اوسکو منع نکری تو خریدار ملک مردار سی اوسکا مالک ہو جاتا ہی اسی لئی کہتی ہین کہ خریدار کو اوسمین تصرف کرنا حلال نہین ہی کسیکو مالک کرنیکا یا برتنی کا یہان تک

كان طعاما لا يحل له اكله ولو كان جارية لا يحل له وطيها بل يجب على كل واحد من البايع والمشتري فسخ العقد
طعام ہو تو اوسکا کہانا حلال نہیں ہی اور اگر لونڈی ہی تو اوس سی صحبت حلال نہیں بلکہ ہر ایک بایع اور مشتری پر واسطی دفع فساد کی عقد کا فسخ کرنا

دفعا للفساد وان لم يفسخاه بل باع المشتري ما قبضه بالشراء الفاسد بعقد صحيح ينفذ بيعه لانه لما ملكه ملك
واجب ہی اور اگر دونو نی فسخ عقد نکیا بلکہ مشتری نی شراء فاسد سی قبضہ کرکر بطور عقد صحیح کی اور کی ہاتھ بیچ ڈالا تو اوسکی بیع پوری ہو جاویگی کیونکہ

تمليكه لغيره بالبيع وغيره فلا يتصور بعده الفسخ لتعلق حق العبد به ووجوب الفسخ سابقا كان لحق الشرع
جب مبیع کا مالک ہوا تو اوسکی تملیک کا بہی بطور بیع وغیرہ کی مالک ہی پہر بعد اسکی فسخ نہیں ہو سکتا کیونکہ اب اوسی حق عبد متعلق ہو گیا اور پہلی درجہ مین فسخ عقد جو واجب

واذا اجتمع حق الشرع وحق العبد يقدم حق العبد لحاجته ثم كان الاولى للمشتري ان يتنزه عن شرائه
تہا سو حق شرع کی تہا اور جب حق شرع اور حق عبد جمع ہو جاتی ہین تو حق عبد کو مقدم رکہتی ہین اسلئی کہ عبد حاجتمند ہی اب مشتری ثانی کی حق مین بہتر یہہ تہا کہ اوسکی

اذ قيل من غلب على ظنه ان اكثر معاملة اهل السوق على الفساد ينبغي له ان يتنزه عن شراء شيء منهم ومع هذا لو
کیونکہ کہتی ہین جسکو یون معلوم ہو کہ اکثر معاملات اس بازار والون کی فساد سی خالی نہین ہین تو اوسکو چاہئی کہ اون سی کوئی شئی مول نہ لیوی اور پہر بہی اگر اونسی

اشترى منهم شيئا يحل له الانتفاع به اذا كان العقد الاخير صحيحا ومما ينبغي ان يعلم ان من اشترى متاعا بالف درهم
کوئی شئی مول لیلیویگا تو اوسکو برتنا حلال ہی اگر پچہلا عقد صحیح واقع ہوا ہو اور معلوم رکہنا چاہئی کہ اگر کسینی ہزار روپیہ کا مال شراء فاسد سی مول لیکر قبضہ کر لیا

شراء فاسدا وقبضه ثم باعه وربح فيه لا يحل له الربح بل يجب عليه ان يتصدق به ومن باع متاعا بالف درهم
پہر اوسکو فائدہ سی بیچ ڈالا تو اوسکو وہ فائدہ حلال نہین ہی بلکہ اوسپر واجب ہی کہ خیرات کردی اور اگر کسینی ہزار روپیہ کا مال بیع

بيعا فاسدا وقبض الثمن ثم اشترى به شيئا وباعه وربح فيه يحل له الربح ولا يجب عليه ان يتصدق به والفرق
فاسد سی بیچا اور قیمت لی پہر اوس روپیہ سی اور مال مول لیا اور اوسکو فائدہ سی بیچا تو اوسکو یہہ فائدہ حلال ہی اوسپر خیرات کرنا واجب نہین ہی اور فرق

بينهما على ما ذكر في الهداية ان المتاع مما يتعين بالتعيين فيتعلق العقد به فيتمكن الخبث في الربح والدراهم والدنانير
ان دونو صورتون مین موافق بیان صاحب ہدایہ کی یہہ ہی کہ اسباب تعیین کرنی سی متعین ہو جاتا ہی سو عقد اسباب معین ہی متعلق ہو جاتا ہی پس خباثت فائدہ مین اثر کر جاتی

لا تتعينان في العقود والفسوخ بل يثبت الثمن في ذمة المشتري فلا يتعلق العقد الثاني بعينها فلا يتمكن
عقود اور فسوخ مین متعین نہین ہوتی بلکہ مشتری کی ذمہ مطلق ثمن ثابت ہو جاتا ہی سو دوسرا عقد اوس دراہم اور دنانیر خاص سی متعلق نہین ہوتا

الخبث في الربح الا ان يشير اليها وينقد منها فيتعلق سلامة الشرى بها لوقوعها ثمنا فيكون ملكا خبيثا ويجب التصدق
اسلئی خباثت فائدہ مین اثر نہین کرتی ہان اگر اوسہی کی طرف اشارہ کری پہر اوسہی مین سی پر کہدیوی تو اب خریداری اوسہی سی متعلق ہوگی کیونکہ وہ ثمن ٹہرا اب ملک مردار ہوگی خیرات کرنا

واما الباطل فهو غير منعقد فلا يفيد الملك اصلا ولهذا قيل من غلب على ظنه ان اكثر معاملة اهل السوق على
اور بیع باطل سری سی منعقد نہین ہوتی سوئی فائدہ ملک کا ہرگز نہین دیتی اسہی لئی کہتی ہین کہ جسکو یون معلوم ہو کہ اکثر معاملات اس بازار والون کی باطل ہوتی ہین

البطلان ليس له ان يشتري منهم شيئا ولا يحل له ما اشتراه منهم واما الموقوف فهو بيع مال الغير بغير اذنه فانه
تو اوسکو کوئی چیز اونسی مول لینی جایز نہین ہی اور اونسی جو مول لیگا حلال نہین ہوگا اور بیع موقوف غیر کی مال کا بلا اجازت بیچ ڈالنا یہہ بیع اگرچہ منعقد ہو جاتی ہی

وان كان منعقدا ومفيد الملك على سبيل التوقف على اجازة مالكه لكن لا يفيد تمام الملك لتعلق حق الغير به
اور فائدہ ملک کا بطور موقوف دیتی ہی یعنی اگر مالک جایز رکہہ لی لیکن اجازت بغیر ملک پوری نہین ہوتی اسلئی کہ غیر کا حق اوسمین باقی ہی

وجميع المعاملات الجارية في جميع المغصوبات والغارات الواقعة في هذا الزمان من هذا القبيل ولهذا قال
اور تمام معاملات جو اس زمانہ مین تمام چہینی اور لوٹی ہوئی اشیا مین جاری ہین سب اسہی طرح کی ہین اور اسہی لئی

صاحب البزازية في ايام غارة المسلمين لا يشتري من العسكر شيء لانه حرام ملك الغير ثم ينبغي للتاجرات
صاحب بزازیہ کہتا ہی مسلمانون کی غارت گری کی عہد مین لشکریون سی کوئی شئی مول نہ لیجاوی کہ حرام غیر کی ملک ہی پہر تاجر کو لائق یون ہی

يراعي في معاملته العدل ويجتنب الظلم والمراد بالظلم ما يتضرر به الغير فكما يتضرر الغير [illegible]

کہ اپنی معاملہ میں عدل کا لحاظ رکھے اور ظلم سے بچے اور ظلم سے مراد یہہ ہی کہ جسمیں غیر کو نقصان پہونچے سو جسمیں غیر کا نقصان ہوتا ہو [illegible]

العدل ان لا يتضرر منه احد بشيء ما ولا يتصور ذلك الا بالاحتراز عن عدة امور احدها ان لا يجوز في

عدل وہ ہی کہ جسمیں کسیکا کچھہ نقصان نہووگی اور یہہ امر خیال میں نہیں آتا جبتک کئی باتونسی احتراز نکری ایک یہہ کہ [illegible] تفاوت

المقدار وذلك بتعديل المكيال والميزان والاحتياط لانه تعالى قال ويل للمطففين الذين اذا اكتالوا

نکری اور یہہ پیمانہ اور ترازو پوری پوری اور احتیاط رکھنی سی ہوتا ہی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی خرابی ہی کھٹا دینیوالوں کی وہ کہ جب ناپ لیں

على الناس يستوفون واذا كالوهم او وزنوهم يخسرون ولا ينجو من هذا الا من يزيد اذا اعطى وينقص اذا

لوگونسی پورا بھر لیں اور جب ناپ دیں اونکو یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں اور اس سی وہ ہی بچتا ہی جو دیتی وقت کچھہ زیادہ دیوی اور لیتی وقت کچھہ کم لیوی

اخذ لان العدل الحقيقي قلما يتصور فان من يستقصي في اخذ حقه بكماله يوشك ان يتعداه ولذلك

اسلیئے کہ عدل حقیقی بہت ہی کم خیال میں آتا ہی بیشک جو شخص اپنا حق پورا پورا لیا چاہی تو غالب ہی کہ اوسپر تعدی کر بیٹھی اور اسیواسطے

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اشترى شيئا يقول للوزان زن وارجح وكان بعض السلف يقول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کچھہ مول لیتی تو قیمت ادا کرنیوالی سی فرماتی تول دی اور کچھہ زیادہ دی اور بعضی متقدم کہتی تھی

لا اشتري الويل بحبة وكان اذا اخذ نقص حبة واذا اعطى زاد حبة ويقول ويل لمن يبيع بحبة جنة عرضها

کہ ہم ایک دانہ کی بدلہ عذاب نہیں لیتی اور اگر کچھہ مول لیتی تو کچھہ دانہ کم لیتی اور اگر دیتی تو کچھہ دانہ زیادہ دیتی اور کہتی افسوس ہی جو دانہ کی بدلہ جنت دیڈالی جسکا پھیلاو

السموات والارض والثاني مما يجب الاحتراز عنها ان لا يمدح السلعة فانه ان وصفها بما ليس فيها فان لم

آسمان اور زمین ہی اور دوسرا امر جس سی احتراز چاہئی یہہ ہی کہ مال کی تعریف نکیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی جو اوسمیں نہیں ہی پھر خریدار نی اسکا قول اگر

يقبل قوله فهو كذب محض وان قبل فهو مع كونه كذبا تلبيس وظلم وان وصفها بما فيها فان علم به المشتري

نہ مانا تو یہہ صرف جھوٹھ ہی جھوٹھ ہی اور اگر مان لیا تو جھوٹھ کا جھوٹھ اور دغابازی اور ظلم ہی اور اگر سچی تعریف کی تو پھر اگر خریدار بھی جانتا ہی

فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه فيحاسب عليه لان كل كلمة تصدر عن الانسان فانه يحاسب عليها لقوله تعالى

تو وہ بیہودہ بک ہی اور کلام بیفائدہ اس پر بھی حساب ہوویگا کیونکہ انسان کی زبان سی جو کلمہ نکلتا ہی اوسی پر حساب ہوویگا بدلیل اس آیت کی

ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد وان لم يعرف المشتري ما فيها ما لم يذكر فلا باس بذكر القدر الموجود فيها من

نہیں بولتا ایک بات جو نہیں اوس پاس راہ دیکھتا تیار اور اگر خریدار نہیں جانتا جبتک بیان نکرے تو پھر جتنا ہی اوتنی ہی بیان کرے

غير مبالغة واطناب ولا يحلف البتة لانه ان كان كاذبا يكون يمينه غموسا وهو من الكبائر التي تذر الديار

بدون مبالغہ اور تطویل کی کچھہ مضائقہ نہیں اور قسم ہرگز نہ کھاوے اسلیئے کہ اگر جھوٹھی ہی تو یمین غموس ہوگی اور یہہ قسم ایسی کبیرہ ہی کہ ملک کو اجاڑ دیتی ہی

بلاقع وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمانه واساء فيه لان الدنيا اخس من ان يقصد

اور اگر سچی ہی تو بیشک اللہ کی نام کو اپنی قسمون کا نشانہ بنایا اور اسمیں برا کیا اسلیئے کہ دنیا اتنی درجہ کی نہیں ہی کہ اوسکو بلا ضرورت

ترويجها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة حتى قال الفقهاء يكره للتاجر ان يذكر اسم الله تعالى او يصلي على النبي صلى

اللہ کی نام سی رونق دیجاوی یہان تک کہ فقہا کہتی ہین تاجر کو مکروہ ہی کہ اپنا مال کھولتی ہوئی ترویج کی نیت سی بسم اللہ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

الله عليه وسلم عند فتح متاعه على قصد ترويجه بان يقول اللهم صل على محمد ما اجود هذا والثالث مما

پڑھا کری اسطور پر کہ کہی سبحان اللہ کیا مال ہی یا اللہم صل علی محمد کیا خوب مال ہی اور تیسرا امر جس سی احتراز کرنا چاہئی

يجب الاحتراز عنها ان يكتم شيئا من عيوب السلعة بل يجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها لانه

یہہ ہی کہ مال کا کوئی عیب چھپا رکھی بلکہ بایع پر واجب ہی کہ اوسکی تمام عیب ظاہر و باطن جتلا دیوی کیونکہ

اذا اخفى شيئا منها يكون غاشا تاركا للنصح الواجب فمن اظهر احسن وجهي الثوب او عرضه في الموضع المظلم
اگر کچھ بھی عیب چھپا رکھیگا تو خیانت پیشہ نصح واجب کا تارک ہوگا پھر جس نے تھان کا اچھا پلہ دکھلا دیا یا اندھیری کی اندر سامنے کیا

او عرض احسن فردي الخف او النعل ونحوهما يكون غاشا والغش حرام في البيوع والصنائع جميعا فلا ينبغي للصانع
یا موزہ یا جوتی کی اچھی پائی دکھلادی تو یہہ شخص خائن ہی اور تمام بیوع اور کاریگریوں میں خیانت کرنی حرام ہی سو کاریگر کو لایق نہیں کہ

ان يتهاون بعمله على وجه لو عامله به غيره لا يرتضيه بل ينبغي له ان يحسن الصنعة ويحكمها ثم يبين عيبها
کہ اپنی کار میں ایسی سستی کیا کری کہ اگر اوسکی ساتھہ کوئی اور کری تو پسند نکری بلکہ یون چاہئی کہ کار خوب صورت اور مضبوط بنایا کری پہر اوسکا عیب بیان کردی

ان وقع فيها عيب فان قيل اذا وجب على التاجر ان يذكر عيوب متاعه لا يتم له المعاملة فما الطريق فيها فاعلم ان
اگر اتفاقا عیب واقع ہو گیا ہو اور اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ جب تاجر پر مال کا عیب بیان کرنا واجب ہوا تو اوسکا معاملہ کبہی پورا نہ ہوویگا پہر اسکا کونسا راہ ہی تو سمجہ لی

التاجر اذا شرط على نفسه ان لا يشتري للبيع الا الجيد وقنع بربح يسير يبارك له فيه ولا يحتاج الى تلبيس فمن
کہ تاجر جب اپنی اوپر یہہ شرط کرلی کہ بیچنی کی لئی سوا مال جید کی کبہی نہ لونگا اور تہوڑی سی نفع پر قناعت کری تو اوسہی مین برکت ہووگی دغابازی کی کچہہ حاجت نہین ہی

تعود هذا لا يشتري معيبا فان وقع في يده نادرا يذكر عيبه ويقنع بقيمته وانما يتعذر هذا على التجار لانهم
پہر جسکی یہہ عادت پڑجاتی ہی تو عیب دار مال نہین لیتا پہر اگر اتفاقا اوسکی ہاتہہ آبہی جاوی تو اوسکا عیب بیان کردی اور اوسکی اصل قیمت پر قناعت کری اور تجارون پر اسلئی

لا يقنعون بربح يسير بل يطلبون ربحا كثيرا ولا يحصل ذلك الا بالتلبيس والتلبيس حرام فلا يجوز للبايع ولا للمشتري
دشوار ہوتا ہی کہ تہوڑی نفع پر قناعت نہین کرتی بلکہ بڑی فائدہ کی طالب ہوتی ہین اور بڑا فائدہ بدون دغابازی کی نہین ہوتا اور دغابازی حرام ہی سو جایز نہین ہی نہ

ان يلبس احدهما على الاخر لان من يفعل هذا يكون ظالما تاركا للنصح على المسلمين وقد روي انه عليه السلام قال
کہ ایک دوسری سی فریب کیا کری اسلئی کہ جو ایسا کریگا وہ ظالم ہی اوسنی مسلمانون کی خیرخواہی ترک کی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

البيعان اذا صدقا ونصحا بورك لهما في بيعهما واذا كذبا وكتما نزعت بركة بيعهما ومن لم يعرف الزيادة والنقصان
بائع اور مشتری دونو اگر سچ بولیں اور خیرخواہی کرین تو اونکی لئی بیع مین برکت ہوویگی اور اگر جہوٹ بولیں اور عیب چہپالیں تو بیع کی برکت نکل جاویگی اور جو شخص بڑہتی گہٹتی

الا بالمكيال والميزان لا يصدق هذا الحديث ولا يعرف ان الدرهم الواحد قد يبارك فيه ويكون سببا لسعادته
بدون پیمانہ اور ترازو کی نہیں جانتا تو اسحدیث کی تصدیق نہیں کرتا اور وہ یہہ نہیں جانتا کہ ایک درہم مین کبہی ایسی برکت ہوتی ہی جسمین سعادت دین اور دنیا کی حاصل ہوجاوی

في الدين والدنيا بان يصرفه فيما يجب عليه من امر دينه او دنياه وان الالاف المؤلفة قد ينزع عنها البركة وتكون
اسطور کہ اوسکو اپنی واجبات دینی اور دنیوی مین صرف کری اور بیشک ہزارون جمع کی ہوئی میں سی کبہی برکت نکل جاتی ہی وہ ہی اوسکو

سببا لهلاكه في الدنيا والاخرة اما في الدنيا فكما يشاهد في هذا الزمان من تسلط الظلمة عليه واخذ ماله بانواع
دین اور دنیا میں لی ڈوبتا ہی چنانچہ اس زمانہ میں دیکہتی ہین کہ ظالم لوگ غالب ہوکر اوسکی تمام مال متاع طرح طرح کی عذاب دیکر

العقوبات واما في الاخرة فبان يصرفها في المحرمات والمنكرات لا سيما في الرشوة التي يكون بها كل واحد من الراشي و
چہین لیتی ہین اور در آخرت مین سو اس وضع سی کہ مال کو حرام اور ممنوعات مین خرچ کرتا ہی خاص کر رشوت مین جسکی باعث سی ہر ایک رشوت دینی والا

المرتشي والساعي بينهما ملعونا بلعن رسول الله صلى الله عليه وسلم فمن اراد ان يتيسر عليه النصح للمسلمين فلا بد له
اور رشوت لینی والا اور بیچکا دلال ملعون ہو جاتا ہی رسول الله صلی الله علیہ وسلم اوسپر لعنت پڑتی ہی اب جسکا یہہ ارادہ ہووی کہ اوسکو نصیحت اہل اسلام کی

من امرين احدهما ان يعلم ويعتقد ان تلبيسه لا يزيد في رزقه بل يمحقه ويذهب بركته فان ما يجمعه من
میسر ہووی تو اوسکو دو باتین لازم ہین ایک تو یہہ سمجہی اور یقین کری کہ فریب اور مکر سی روزی نہین بڑہتی بلکہ تلف ہوجاتی ہی اور برکت جاتی رہتی ہی بیشک جتنا مال

متفرقات التلبيسات قد يهلكه الله تعالى دفعة واحدة اما بالاغراق او بالاحراق او باخذ اللصوص او الظلمة
طرح طرح کی فریب حیلہ سی جمع کرتا ہی اوسکو بعضی دفعہ تو الله تعالی ایک بار ہی تلف کردیتا ہی یا ڈبوکر یا جلا کر یا چور چرا لیتی ہین یا ظالم

او

الكثرة والقلة ان يعلم ويعتقد ان نعيم الآخرة خير من نعيم الدنيا وان فوائد اموال الدنيا تنقطع بانقضاء

اوسکا فرق کچھ نہیں لیتی ہیں اور دوسری یہہ سمجھی اور یقین کری کہ آخرت کا فائدہ دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی اور بیشک دنیا کی مال کی فائدی ہو چکتی ہیں جب زندگی ہو چکی

العمر وتبقى مظالمها واوزارها فكيف يرضى العاقل ان يستبدل الذي هو ادنى بالذي هو خير والخير كله في

اور اوسکا وبال اور بوجھ سر پر رہجاتا ہی عاقل آدمی کب پسند کرتا ہی کہ ادنی چیز کو اعلی چیز سی بدل لیوی اور خوبی سراسر

سلامة الدين يسر الله سلامة الدين المجلس الحادي والسبعون في بيان اي تاجر يحشر

دین کی سلامتی میں ہی الٰہی ہمکو دین کی سلامتی نصیب کر اکہترویں مجلس اس بیان میں کہ کونسا تاجر قیامت کی دن فاجر ہو کر اوٹھیگا

يوم القيمة فاجرا واي صادقا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التجار يحشرون يوم القيمة فجارا

اور کونسا صادق ہو کر رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا تاجر لوگ قیامت کی دن فاجر ہو کر اوٹھینگی

الا من اتقى وبر وصدق هذا الحديث من حسان المصابيح رواه عبيد بن رفاعة عن ابيه والاصل في الفجور الميل

مگر جو کہ متقی ہی اور نیکوکار اور سچا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی عبید بن رفاعہ اپنی باپ سی روایت کرتا ہی اور اصل میں فجور ٹل جانا

عن القصد ومنه يقال للكاذب فاجر وعلى هذا المعنى سمي التجار في الحديث فجارا اذ من عادتهم في تجارتهم

راستی اور میانہ روی سی اسی جگہ سی جھوٹی کو فاجر کہتی ہیں اور اسی اعتبار سی سوداگروں کو حدیث شریف میں فجار نام کیا کیونکہ تجارت میں

غالبا التدليس والتهالك على ترويج السلع بما تيسر لهم من الايمان الكاذبة ونحوها وهذا حكم عليهم في الحديث

عیب کا چھپا لینا اور اسباب کی رواج دینی پر گر پڑنا اکثر اونکی عادت ہوتی ہی جسطور ہو سکی جھوٹی قسموں سی یا مانند اوسکی اسی لئی حدیث میں اونکی حق میں حکم ہوا

بانهم يحشرون يوم القيمة في زمرة الكذابين الذين كثر منهم الكذب الا من اتقى الكذب وبر في يمينه وصدق

کہ تاجر قیامت کی دن ایسی جھوٹوں میں داخل ہونگی جنکا جھوٹ کثرت سی ہی مگر وہ تاجر جو جھوٹ سی بچتا رہا اور قسم میں پاک اور بات میں سچا رہا

في حديثه فانه لا يحشر معهم بل يحشر مع الابرار كما روي عن ابي سعيد انه قال التاجر الصدوق الامين يحشر

سو ایسا تاجر جھوٹوں میں داخل نہیں ہوویگا بلکہ ابرار کی ساتھ اوٹھیگا چنانچہ ابو سعید خدری سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا سچا اور امانت دار تاجر

مع النبيين والصديقين والشهداء فعلم من هذا ان اللازم للتاجر في معاملته ان يستعمل الصدق والامانة

نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کی ہمراہ ہوویگا اس سی معلوم ہوا کہ تاجر کو لازم ہی کہ اپنی معاملہ صداقت اور امانت سی کیا کری

ويجتنب الكذب والخيانة حتى يحشر مع الابرار ولا يحشر مع الفجار بل الواجب عليه ان يراعي في تجارته

اور جھوٹ اور خیانت سی بچتا رہی تاکہ ابرار میں داخل ہووی اور فجار میں نہ مل جاوی بلکہ تاجر پر یہہ واجب ہی کہ تجارت میں عدل اور انصاف کا

العدل والانصاف ويجانب الظلم والاعتساف لان المعاملة قد تجري على وجه يحكم المفتي بصحتها وانعقادها

لحاظ رکہی اور ظلم اور بی راہی سی بچی اسلئی کہ معاملہ بعضی دفعہ ایسی طور پر ہو جاتا ہی کہ مفتی اوسکو درست اور منعقد بتادی

لكنها تشتمل على ظلم يتعرض به المعامل لسخط الله تعالى اذ ليس كل نهي مقتضيا لفساد العقد والمراد من الظلم ما

پر اوسمیں ایسا ظلم ہو جاتا ہی جس سی وہ شخص نشانہ غضب الٰہی کا بن جاتا ہی کیونکہ ہر نہی سی عقد فاسد نہیں ہو جاتا اور ظلم سی مراد وہ عمل ہی جسمیں

يتضرر به الغير فكل ما يتضرر به الغير فهو ظلم وانما العدل ان لا يتضرر منه احد بشيء ولا يتصور ذلك الا بالاحتراز

غیر کا نقصان ہو جاوی سو جس عمل میں غیر کا نقصان ہوتا ہو وہ ہی ظلم ہی اور عدل وہی ہی کہ جسمیں کسیکا کچھ نقصان نہووی اور عدل جب ہو سکتا ہی کہ چند باتوں سی

عن عدة امور الاول ترويج الزيوف من النقود فانه ظلم عام يتضرر به الناس لان من يروج شيئا منها الى غيره

احتراز کری اول کہوٹی نقود کی برتاوی بیشک یہہ ظلم عام ہی اسمیں سبکا نقصان ہی اسلئی کہ جو شخص کوئی کہوٹا نقد اور کو دیویگا

فذلك الغير ان لم يعرف انه زيف فهو يتضرر به وان عرف انه زيف فهو يروجه الى غيره وغيره الى غيره وهكذا

پھر اوسی اگر نہ پہچانا کہ وہ کہوٹا ہی تو وہ نقصان پاویگا اور اگر پہچانا کہ یہہ کہوٹا ہی تو وہ اور کو دیویگا اور وہ اور کو دیوی گا اور اسیطرح

لا يزال يتردد في ايدي الناس بعضرره ويشيع فساده ويكون وبال الكل من حين ترويجه الى وقت انقراضه راجعا

لوگون کی ہاتہون مین پہرتا رہیگا اور سب کا نقصان ہوتا رہیگا اور فساد چہیلتا جاوی گا اور سبکا وبال جب سی اسنی دیا تہا اوسکی کہنی تک کا اسکی سر پر ہیگا

اليه بمقتضى قوله عليه السلام من سن سنة سيئة فعمل بها من بعده كان عليه وزرها ووزر من عمل بها لا

بدلیل اس حدیث کی جسنی طریقہ بد نکالا پہر اوسپر اوروں نی بعد اوسکی عمل کیا تو اوسکا اور سب جو اوسپر عمل کرینگی سب کا بوجہ اسپر ہووےگا

ينقص من اوزارهم شيء ولهذا قال بعض السلف انفاق درهم واحد من الزيف اشد من سرقة مائة درهم

اور انکی گناہ سی کچہ کم نہ کرینگی اسیہی لی بعضی متقدمین کا قول ہی کہ کہوٹی ایکدرہم کا چلانا چوری سو درہم کی چہلیسی بد تر ہی

من الجياد لان سرقة المائة معصية واحدة منقضية واما انفاق زيف فهو معصية مستمرة يتصل بها ما دام

اسلئی کہ چورانا سو درہم کا ایک گناہ ہی کہ ہو چکا اور کہوٹی روپیہ کا گناہ جاری ہی عمل مین آتی جاتا ہی جبتک وہ کہوٹا

ذلك الزيف يتردد في ايدي الناس فيكون عليه في حياته وبعد مماته اثم ما افسد ونقص من اموال الناس بسببه

روپیہ لوگون کی ہاتہ مین پہرتا رہتا ہی سو اوسکی زندگی بہر ، اور بعد موت کی گناہ باقی رہیگا جسقدر لوگون کا مال اوسکی سبب سی خراب اور تلف ہو ویگا

الى اخر فناء ذلك الزيف وانقراضه فطوبى لمن يموت ويموت معه ذنوبه وويل لمن يموت ويبقى بعده ذنوبه

جبتک وہ کہوٹا روپیہ نکلکر فنا ہو جاوی سو مزدہ ہی اوسکو جو مرجاوی اور اوسکی تمام گناہ ہو چکین اور افسوس ہی اوسکی لئی جو مرجاوی اور بعد اوسکی گناہ قایم رہین

وقد قيل انفاق الدرهم الردي على من يعلمه اكبر ذنبا من انفاقه على من لا يعلمه لان الاول متعمد والثاني

اور کوئی کہتا ہی کہ جانکار کو کہوٹی روپیہ کا دیدینا بڑا گناہ ہی انجان کو دینی سی اسلئی کہ وہ اول تو متعمد ہی اور دوسرا خطاوار ہی لیکن خطا یعنی انجان پنی کا گناہ بندہ کی حق مین

مخطى لكن الخطاء في حق العباد غير موضوع فعلى هذا يجب على التاجران يتعلم احوال النقود ليميز الزيف من غيره

معتبر نہین ہوتا اسکی موافق تاجر کو واجب ہی کہ روپیہ کا پرکہنا بہی سیکہی تاکہ کہوٹا کہرا پہچان لیا کری

لا يستقصي لنفسه بل لئلا يسلمه الى غيره بعدم علمه فيكون انما لتقصيره في تعلم ما يلزمه في معاملته اذ لكل

اس نیت سی نہین کہ اپنا حق پورا کیا کری بلکہ اس نیت سی کہ انجان پنی سی غیر کو نہ دیبیٹہی پہر گنہگار ہوگا اسلئی کہ معاملات کی لوازم سی سیکہنی مین جو قصور کیا کیونکہ ہر

عمل علم يجب تحصيله لمن يباشره كيلا يقع في الاثم ولهذا كان السلف يتعلمون احوال النقود نظرا لدينهم لا لدنياهم

کار بار کی لئی علم ہوتا ہی کہ اوس کار روائی کو اوسکا سیکہنا واجب ہوتا ہی تاکہ گناہ مین نہ پہنچاوی اور اسیہی واسطی متقدمین نقود کا پرکہنا واسطی لحاظ دین کی سیکہا کرتی تہی دنیا کی

فان من يقع في يده شيء من الزيوف ينبغي له ان يجتهد في اعدامه وافنائه ومحو اثره ولا يسعى في ترويجه لانه

بیشک جسکی ہاتہ کوئی کہوٹا روپیہ پیسا آجاوی تو اوسکو لایق ہی کہ اوسکی کہونی اور فنا کرنی مین اور اوسکا نشان مٹانی مین کوشش کری اوسکی چلانی مین سعی نکری کیونکہ

ان روجه الى من لا يعرفه يكون اثما لايصاله اليه الضرر وان روجه الى من يعرفه يكون اثما ايضا لان من

اگر انجان کو دیدیا تو اسلئی گنہگار ہوگا کہ اوسکا نقصان کیا اور اگر جانکار کی حوالہ کیا تو تو بہی گنہگار ہوگا اسلئی

ياخذه لا ياخذه غالبا الا ليروجه الى غيره اذ لو لم يكن قصده ذلك لكان لا يرغب في اخذه اصلا فيكون

کہ لینی والا اکثر اسیہی لئی لیلیتا ہی کہ اور کو دیدی کیونکہ اگر اوسکی ایسی نیت نہوتی تو ہر گز بہی نہ لیتا تو ایسہ اسلئی

تسليمه اليه تسليطا له على الفساد واعانة له على الشر ومشاركة معه في الاثم واما من ياخذه ليكون من الذين

کہوٹا روپیہ دیکر اوسکو فساد پر قایم کیا اور بدی پر امداد کی اور گناہ مین شریک ہوا اور رہا وہ شخص جو اسواسطی لیتا ہی کہ اوس زمرہ مین

دعالهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بقوله رحم الله امرأ سهل البيع سهل الشراء سهل القضاء سهل الاقتضاء فلا بد

داخل ہووی جنکی حق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی دعاء خیر فرمائی ہی اسی حدیث مین رحم کری اللہ اوس شخص پر جو آسانی سی بیچی آسانی سی خریدی آسانی سی ادا کری آسانی

له ان ياخذه على قصد اعدامه وافنائه ومحو اثره لا على قصد ترويجه في معاملته اذ لو كان قصده ذلك

اوسکو ضرور ہی کہ اس نیت سی لیوی کہ اوسکو کہو دی اور فنا کر دی اور نشان مٹاوی نہ اس نیت سی کہ اوسکو معاملات مین جاری کری اگر اوسکی یہہ نیت ہی

يكون

يكون داخلا في شر روجه الشيطان اليه في معرض الخير فالمراد بالزيف من الدراهم والدنانير ما ليس فيه نقره

تو وہ اوس برائی میں داخل ہی جسکو شیطان نے خوبصورت بناکر دکہایا ہی اور کہوٹی درہم اور دینار سے وہ مراد ہی جسمین نہ کچہہ چاندی ہو

ولا ذهب اصلا بل هو مموه واما ما فيه فضة وذهب فالعبرة فيه للغالب ان كان الغالب على الدراهم

اورنہ سونا بلکہ صرف ملمع ہو اور جسمین چاندی اور سونا ہو تو اوسمین اکثر کا اعتبار ہی اگر درہم مین چاندی زیادہ ہووی

الفضة فهي فضة وان كان الغالب على الدنانير الذهب فهي ذهب لان النقود لا تخلو عن قليل غش

تو وہ چاندی ہی اور دینار مین اگر سونا زیادہ ہووی تو وہ سونا ہی کیونکہ نقود ایسی کم ہوتی ہین جسمین کچہہ نہ کچہہ ملونی نہو

اما خلقة كما في الردي من الفضة او الذهب او عادة بسبب انها تتفتت ولا تنطبع بدون الغش وانما

یا اصلی ہوتی ہی جیسی نرسی چاندی اور کم درکا سونا یا عادت کی موافق اس سبب سے کہ اوسکو کوٹتی ہین اور بدون ملونی کی گہڑا نہین جاتا

تنطبع بخلط الغش بها فعلى هذا يعتبر الغالب لان المغلوب في مقابلة الغالب كالمعدوم فاذا كان الغالب

گہڑا جب ہی جاتا ہی کہ اوسمین ملونی ملائی اس حال کی موافق اکثر کا اعتبار ہوتا ہی کیونکہ غالب کی سامنی مغلوب کی کچہہ ہستی نہین ہوتی پس تو اگر دراہم مین چاندی

على الدراهم الفضة وعلى الدنانير الذهب فهما في حكم الفضة والذهب وان كان الغالب عليهما الغش فان كانتا

غالب ہو اور دنانیر مین سونا پہر وہ دونو چاندی اور سونی مین داخل ہین اور اگر دونو کی اندر ملونی زیادہ ہو تو پہر اگر اونکا

نقد البلد فما دام رواجهما باقيا فهما ثمن لا يتعلق العقد بعينهما بل انما يتعلق بجنسهما وان ارتفع رواجهما

چلن جاری ہی تو جب تک اونکا چلن باقی رہیگا تب تک وہ ثمن یعنی نقد ہین عقد اونکی تعیین سی متعلق نہین ہوتا بلکہ اوس سکہ کی دراہم اور دنانیر سی متعلق ہوگا وہ ہون یا اور

فهما سلعتان يتعلق العقد بعينهما ان علم المتعاقدان حالهما وعلم كل واحد منهما ان صاحبه يعلم حالهما وان لم يعلما

تو پہر وہ رخت اور جنس بیع مین داخل ہین عقد مین متعین ہوجاینگی اگر اونکا حال بایع اور مشتری کو معلوم ہو اور دونو یہہ بہی جانتے ہون کہ ہر ایک اون دراہم دنانیر کا

او لم يعلم احدهما او علما لكن لم يعلم كل واحد منهما ان صاحبه يعلم فالعقد لا يتعلق بهما بل انما يتعلق بالرائج

دونون کو معلوم نہین یا ایک کو معلوم نہین یا دونو کو معلوم تو ہی پر دونو کو یہہ خبر نہین کہ وہ دوسرا بہی جانتا ہی تو عقد ایسی دراہم و دنانیر سے علاقہ نہین رکہتا بلکہ چلن بازاری

في البلد وان لم يرتفع رواجهما بالكلية بل كانتا بحيث يقبلهما البعض دون البعض فهما كالزيوف لا يتعلق العقد

علاقہ رکہتا ہی اور اگر اونکا رواج چلن بسلسر نہین گیا بلکہ ایسا ہی کوئی تو لیلیتا ہی اور کوئی نہین لیتا تو اب وہ دراہم و دنانیر کہوٹون مین داخل ہین عقد کی

بعينهما بل انما يتعلق بجنسهما من الزيوف ان كان البايع يعلم حالهما لثبوت الرضى منه بجنس الزيوف وان كان

متعین نہین ہونگی بلکہ عقد مین اوس سکہ کی کہوٹی دراہم اور دنانیر ردی ہونگی اگر بایع کو اونکا حال معلوم تہا کیونکہ بایع اوس سکہ کی کہوٹون پر راضی ہوچکا ہی اور اگر

البايع لا يعلم حالهما لا يتعلق العقد الا بجنسهما من الجيد لعدم ثبوت الرضى منه بجنس الزيوف والثاني مما

بایع کو اونکی حال سی اطلاع نہین تہی تو پہر عقد مین اوس سکہ کی کہری دینی ہونگی کیونکہ بایع کی رضا اوس قسم کی کہوٹون پر ثابت نہین ہی اور دوسرا امر جس سی

يجب الاحتراز عنه مدح السلعة فان من يصفها بما ليس فيها ولم يقبل قوله فهو كذاب وان قبل قوله فهو

احتراز کرنا واجب ہی اسباب کی تعریف کرنی ہی بیشک جو شخص اسباب کی ایسی تعریف کرے جو اوسمیں موجود نہین ہی اور وہ مان نہین لیا تو وہ صرف جہوٹا ہی اور اگر اوسکا

مع كونه كذابا تلبيس وظلم وان وصفها بما فيها فان كان المشتري يعلم به فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه وحساب

کہا مان لیا تو وہ جہوٹ کا جہوٹ وردغابازی اور ظلم ہی اور اگر ایسی تعریف کی جو اوسمین ہی ہی ہی تو پہر اگر مشتری کو وہ معلوم ہی تو صفت کی بلسو بیفایدہ کلام ہی اسپر محاسبہ

عليه اذ ما من كلمة تصدر عن الانسان الا يحاسب عليها لقوله تعالى ما يلفظ من قول الا لديه رقيب

کیونکہ جو بات انسان کی زبان سی نکلتی ہی سو ہی محاسبہ طلب ہی بدلیل اس آیت کی نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پاس ایک راہ دیکہتا

عتيد وان كان المشتري لا يعلم ما فيها فيذكر القدر الموجود فيها من غير مبالغة وافراط ويكون

تیار اور اگر مشتری کو معلوم نہین ہی تو اسکا مضائقہ نہین ہی کہ جتنی بات اوس مین درحقیقت ہو اوس بات کو کم و بیش بغیر زیادتی کی بیان کردے امر نیت سی

کہوٹی اور دنانیر اوس سکہ کی کہوٹے
کا سکی کہوٹی
سہو کیگا

قصده منه ان يعرفه اخوه المسلم ويرغب فيه ويحصل مقصوده ولا يحلف البتة لانه ان كان كاذبا يكون

کہ اپنی بہائی مسلمان کو جتلا کر ترغیب دی کہ اوسکا مقصود حاصل ہو جاوی اور قسم ہرگز نہ کہاوی کیونکہ اگر جہوٹی ہی

يمينه غموسا وهي من الكبائر التي تذر الديار بلاقع وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمانه

تو یمین غموس ایسی کبیرہ ہی کہ ملک کو اوجاڑ دیتی ہی اور اگر سچی ہی تو بیشک اللہ تعالی کی نام کو اپنی قسمونکا نشانہ بنایا

واساء فيه لان الدنيا اخس من ان يقصد ترويجها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة حتى قال الفقهاء يكره

اور برا کیا کیونکہ دنیا کا اتنا درجہ کہاں ہی کہ بلا ضرورت خدا کا نام لیکر اوسکو رونق دیجئی یہاں تک کہ فقہا کہتی ہیں تاجر کو

للتاجر ان يذكر الله تعالى او يصلي على النبي عليه السلام عند فتح متاعه على قصد ترويجه بان يقول اللهم

مکروہ ہی کہ اسباب کہولتی ہوئی ترویج کی نیت سی بسم اللہ کہا کری یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہا کری اسطور کہ کہا کری اللہم

صل على محمد ما اجود هذا والثالث مما يجب الاحتراز عنه كتم عيوب السلعة فان من يكتم شيئا منها يكون

صل علی محمد کیا خوب مال ہی اور تیسرا امر جس سی احتراز واجب ہی مال کا عیب چہپا لینا بیشک جو شخص کوئی عیب چہپا لیتا ہی تو وہ

ظالما تاركا للنصح الواجب مرتكبا للغش الحرام فالواجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها وهذا امر

ظالم اور خیر خواہی کا تارک جو اوسپر واجب تہی اور اختیار کرنیوالا دغا حرام کا ہوتا ہی پس تاجر پر واجب ہی کہ مبیع کی تمام عیوب ظاہر و باطن بیان کر دیا کری اور یہہ بات

يشق على اكثر الخلق فمن لا يقدر عليه فليترك التجارة او ليوطن نفسه على عذاب النار والرابع مما يجب الاحتراز

اکثر لوگوں پر دشوار گذرتی ہی پہر جس سی یہہ بات نہو سکی تو اوسکو لازم ہی کہ تجارت موقوف کری یا اپنی جان کی واسطی دوزخ میں ٹہکانا بنا وی اور چوتہا امر جس سی احتراز کرنا

عنه الخيانة فان من يخون لا يخلو اما ان يكون خيانته في المقدار او في السعر او في المرابحة والتولية فاما

واجب ہی خیانت کرنی بیشک جو شخص خیانت کرتا ہی تو اسی خالی نہیں کہ یا تو مقدار میں خیانت کرتا ہی یا بہاؤ میں یا نفع لینی میں یا اوس کی ان بیچنی میں پہر

من يكون خيانته في المقدار فهو يدخل تحت قوله تعالى وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ

جو شخص مقدار میں خیانت کرتا ہی تو وہ اس آیت کی مضمون میں داخل ہی خرابی ہی کہٹا نیوالوں کی وہ کہ جب ماپ لیں لوگوں سی پورا بہر لیں

وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ولا ينجو من هذا الا من يزيد اذا اعطى وينقص اذا اخذ لان العدل الحقيقي

اور جب دیں اونکو ماپ کر یا تول دیں تو کہٹا کر دیں اور اس وبال سی وہ ہی بچتا ہی جو دینی میں کچہہ زیادہ دیدی اور لینی میں کچہہ کم لیلی اسلئی کہ حقیقی عدل تو

قلما يتصور فان من يستقصي في اخذ حقه بكماله يوشك ان يتجاوزه ولذلك كان النبي عليه السلام اذا

بہت ہی کم خیال میں آتا ہی بیشک جو کوئی اپنا حق پورا پورا لیا چاہی تو کیا بعید ہی کہ حد سی بڑہ جاوی اور اسی واسطی نبی علیہ السلام جب

اشترى شيئا يقول للذي يزن الثمن زن وارجح وكان بعض السلف يقول لا اشتري الويل بحبة وكان اذا اخذ

کوئی شی مول لیتی تو ثمن دینی والی سی فرما دیتی کہ ثمن تول دی اور کچہہ زیادہ دی اور بعضی متقدمین کا قول ہی ہم بعوض ایک دانہ کی دوزخ نہیں خریدتی اور اونکا یہہ حال تہا

نقص حبة واذا اعطى زاد حبة وكان يقول ويل لمن يبيع بحبة جنة عرضها السموات والارض واما من يكون

کہ جب لیتی تو کچہہ کم لیتی اور جب دیتی تو کچہہ بڑہا دیتی اور یہہ کہتی افسوس اوسکی حق میں جو دانہ کی بدلہ ایسا جنت بیچ ڈالی جسکا پہلاؤ آسمان اور زمین ہی اور جو شخص

خيانته في السعر فهو من الظلمين التاركين للنصح الواجب اذ ليس لاحد ان يلبس على البايع او المشتري سعر الوقت

بہاؤ میں خیانت کرتا ہی سو وہ ایسا ظالم ہی کہ نصیحت جو اوسپر واجب تہی ترک کی کیونکہ کسیکو جایز نہیں ہی کہ بایع یا مشتری پر بہاؤ اوسوقت کا رلا دیوی

وينتهض الفرصة ويخفي من البايع غلاء السعر ومن المشتري انحطاطه فان من يفعل ذلك يكون من الذين لا يحب

اور فرصت کو غنیمت سمجہی بایع سی تو گرانی بہاؤ کی چہپالی اور مشتری سی ارزانی بیشک جو ایسا کام کرتا ہی وہ اون لوگوں میں داخل ہی کہ نہیں پسند کرتا

احدهم لاخيه المسلم ما يحب لنفسه وقد روي انه عليه السلام قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب

اپنی بہائی مسلم کی واسطی جو اپنی واسطی پسند کرتا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مؤمن نہیں ہوتا کوئی تم میں سی جبتک نہ پسند کری اپنی بہائی کی

لنفسه وأما من يكون خيانته في المرابحة والتولية فلابد له من معرفتهما حتى يمكن له الاحتراز عنهما

حق میں جو اپنی حق میں پسند کرتا ہی اور جو شخص نفع پر دیتی ہیں اور دام کی دام دینی میں خیانت کرتا ہی تو اوسکو بہی اون دونوں کا سمجھنا چاہئی تاکہ اوس سی بچ سکی

آما المرابحة فهي بيع ما ملكه بمثل ما قام عليه بزيادة ربحه وأما التولية فهو بيع ما ملكه بمثل ما قام عليه

مرابحت تو بیچنا مال کا جتنی کو اسکو پڑا ہو اوسپر کچہ نفع لیکر اور تولیہ بیچنا مال کا جتنی کو اسکو پڑا ہو

بدون زيادة ربح وكل منهما انما يصح اذا كان رأس المال مثليا لان مبناهما على الامانة والاحتراز

بدون نفع لئی یعنی دام کی دام کو اور یہ دونو بیع جب صحیح ہوتی ہیں کہ راس المال مثلی یعنی ذوات الامثال سی ہو کیونکہ ان دونوں کی بنیاد امانت اور خیانت سی

عن الخيانة وشبهتها فان الغبي الذي لا يهتدي في التجارة يعتمد على الفعل الذكي الذي يهتدي فيها و

اور خیانت کی شبہ سی احتراز پر ہی بیشک بہولا بچارہ جو تجارت کی ڈہنگ نہیں جانتا وہ بہروسہ کیا کرتا ہی ایسی شخص کی ذکر کرنی پر جو تجارت کا مشاق ہو اور

يطيب نفسه بمثل ما اشتراه بزيادة ربح في المرابحة وبدونها في التولية وان لم يكن رأس المال مثليا

اپنی جی میں خوش ہوتا ہی خرچ کی خریدی سی فائدہ بڑہتی دیکر مرابحہ میں اور بدون فائدہ کی تولیہ میں اور اگر راس المال ذوات الامثال سی نہو

بل كان قيميا يكون قدره مجهولا لا يعلم الا بالظن والتخمين فيتمكن شبهة الخيانة فلا يتحقق المرابحة

بلکہ ذوات القیم سی ہو تو اوسکی مقدار مجہول ہوویگی اگر معلوم ہو تو گمان اور اٹکل سی ہو پہر اسمیں خیانت کا شبہ قایم ہو جاتا ہی پہر مرابحہ اور تولیہ دونو ثابت

والتولية الا ان يكون المشتري مرابحة وتولية ممن ملك ذلك البدل بوجه من الوجوه فيمكن للبايع ان

نہیں ہوتی آزراہ بیع مرابحہ اور تولیہ کی اونہیں سی کہ مالک ہوگیا ہو اسی بدل یعنی ثمن کا کسیطرح پر پس اسوقت روا ہی بایع کو یعنی پہلی جو مشتری

يبيع منه ما اشتراه بذلك البدل وبربح معلوم في المرابحة وبدونه في التولية ومن اشترى متاعا

بیچنا مالک بدل کی ہاتہ اس چیز کو کہ خریدہ تہا مشتری اول نی عوض اسی بدل کی مع نفع معلوم کی بیچی مرابحہ میں یا بدون نفع کی بیع تولیہ میں اور جس شخص نی کچہ مال

بالنقود يجوز له ان يضم الى الثمن اجرة القصار والصباغ والحمال وغير ذلك مما يزيد في عين المبيع او

نقدون خریدا تو اوسکو جایز ہی کہ ثمن میں مزدوری دہوبی اور رنگریز اور پلہ دار وغیرہ کی جس سی کہ عین مبیع یا

قيمته كسوق الغنم فانه يزيد في قيمتها كما يزيد الحمل في قيمة المتاع لان القيمة تختلف باختلاف المكان ويقول

قیمت مبیع بڑہ جاوی جیسی بکریان ہکالیجانا اس سی بہی بکری کی قیمت بڑہتی ہی جیسی پلہ داری سی قیمت مال کی بڑہتی ہی اسواسطی کہ مکان بدلنی سی قیمت بدل جاتی ہی اور یون بیان کری

قام على بكذا ولا يقول اشتريت بكذا تحرزا عن الكذب وان فعل شيئا من هذه المذكورات بنفسه لا يضمه

کہ مجہکو اتنی میں پڑتی ہی یہہ نکہی میں اتنی کو خریدی ہی تاکہ جہوٹ سی بچ جاوی اور اگر کوئی کام ان مذکورہ سابقہ سی بذات خود سرانجام کر لیا ہو تو اوسکی مزدوری ثمن

وكذا لا يضم نفقة نفسه ولا جعل لا بق ولا كراء بيت الحفظ ولا اجر الطبيب والمعلم والراعي والدلال لان

اور ایسی ہی اپنی ذات کا خرچ اور نہ انعام بہاگی ہوئی غلام کا اور نہ کرایہ حفاظت کی مکان کا اور نہ نذرانہ طبیب اور اوستاد کا اور نہ اجرت چرواہی اور دلال کی کیونکہ

هذه المذكورات لا تزيد في المبيع شيئا ومن اشترى ثوبا بعشرين وقبضه ثم باعه مرابحة بثلثين وتقابضا

ان اخراجات سی مبیع میں کچہ نہیں بڑہتا اور اگر کسینی ایک تہان پارچہ کا بیس روپیہ کو لیکر قبضہ کر لیا پہر اوسکو بطور مرابحہ تیس روپیہ کو بیچکر دونوں نی اپنی اپنی مال پر قبضہ کر لیا

ثم اشتراه من مشتريه بعشرين واراد ان يبيعه مرابحة يطرح الربح ويبيعه على عشرة ويقول قام على

پہر اسنی دوبارہ وہ ہی تہان اپنی خریدار سی بیس روپیہ کو خرید لیا اب اگر اوس تہان کو بطور مرابحہ بیچی تو اول کا نفع کم کر کی دس روپیہ پر نفع لی اور یون بیان کری کہ یہہ تہان مجہکو

بعشرة ولو كان اشتراه بعشرين وباع باربعين ثم اشتراه بعشرين لا يبيعه مرابحة اصلا لانه قبل شراه

دس روپیہ کو پڑا ہی اور اگر اول وہ میں بیس روپیہ کو لیکر چالیس کو بیچا ہو پہر اوسکو دوبارہ بیس کو لیا ہو تو اس صورت میں ہرگز مرابحہ سی نہ بیچی اسلئی کہ دوبارہ خریدنی سی پہلی

ثانيا يحتمل ان يرد عليه بعيب ويسقط الربح الذي ربحه فلما اشتراه ثانيا تاكد ذلك الربح الذي كا

شاید کہ وہ تہان بواسطہ عیب کی پہر جاتا تو جسقدر اس نی نفع لیا ہی یعنی بیس روپیہ وہ جاتا رہتا جب اسنی دوبارہ خرید لیا تو وہ نفع جو ساقط ہونیکو تہا قایم

على شرف السقوط فيصير الشراء الثاني شبهة حصول الربح به وللتاكيد حكم الايجاب ففي المسئلة الاولى يصير

اور ثابت ہوگیا اب دوبارہ خریدنے میں ایسا شبہہ ہوتا ہے کہ اس خرید کی سبب سے نفع ملا اور تاکید کی بھی حکم ایجاب کا ہوتا ہے سو پہلی صورت کا انجام یہہ ہے

كانه اشترى ثوبا وعشرة دراهم بعشرين فيتقابل العشرة بالعشرة فيبقى الثوب بعشرة فلا يبيعه مرابحة

گویا اس نے ایک تہان اور دس روپیہ بیس روپیہ کو لئی پہر دس روپیہ تو دس روپیہ کی برابر ہوگئی اور تہان دس میں پڑ گیا سو اسکو بطور مرابحہ

او تولية الا على عشرة وفي المسئلة الثانية يصير كانه اشترى ثوبا وعشرين درهما بعشرين فيتقابل العشرون

اور تولیہ کی بیچی تو دس روپیہ ہی پر بیچی اور دوسری صورت کا انجام یون ہے کہ گویا ایک تہان اور بیس روپیہ بیس روپیہ کو لئی پہر بیس روپیہ تو بیس روپیہ کی برابر ہوئی

بالعشرين فيبقى الثوب مجانا فلا يبيعه مرابحة ولا تولية احترازا عن شبهة الخيانة لانها كحقيقتها فيهما

اور وہ تہان مفت پڑ گیا سو مرابحہ اور تولیہ سے نہ بیچی تاکہ شبہہ خیانت کا نہ رہی کیونکہ مرابحہ اور تولیہ میں خیانت کا شبہہ بہی

احتياطا وهذا لو كان لرجل على اخر عشرة دراهم فصالحه منها على ثوب لا يبيع ذلك الثوب مرابحة ولا تولية

احتیاطا اصل خیانت کی برابر ہی اسیلئی اگر کسیکی دوسری پر دس روپیہ قرض آتی ہون قرضدار نی اوس سی ایک تہان پر صلح کر لی تو اوس تہان کو بطور مرابحہ اور تولیہ کی

على عشرة لان مبنى الصلح على الحط والاسقاط بخلاف ما اذا تخلل ثالث لان التاكيد يحصل بغيره ومن اشترى

دس روپیہ پر نہ بیچی اسواسطی کہ بنیاد صلح کی کمی اور معافی پر ہوتی ہی برخلاف اوس صورت کی کہ تیسرا شخص بیچمین آ جاوی اسی لئی کہ اب تقرر غیر سی حاصل ہوا ہی اور جس

اشياء صفقة واحدة بثمن واحد ليس له ان يبيع بعضها مرابحة على حصتها من الثمن لان ذلك لا يكون

کئی چیزین مجتمعہ ایک عقد میں سبکا ایک ثمن ٹہرا کر مول لین تو اوسکو جایز نہیں ہی کہ اونمین سی بعض کو بطور مرابحہ کی ثمن میں کا حصہ ٹہرا کر بیچی کیونکہ حصہ ثمن میں سی

الا باعتبار القيمة وتقسيمها فلا يخلو عن شبهة الغلط ومن اشترى جارية سليمة فاعورت بافة سماوية او وطيها

ٹہرانا بدون اعتبار قیمت کی نہیں ہو سکتا اور تقسیم کرنیمین غلطی کا شبہہ باقی رہتا ہی اور اگر کسینی ایک لونڈی اچہی چنگی خریدی پہر آفت سماوی یعنی بی اختیار کسی کانی ہوگئی یا اوسکی

وهي ثيبة ولم ينقصها الوطي يجوز له ان يبيعها مرابحة او تولية لكن يجب عليه بيان عيبها ولا يجب عليه بيان

بیوہ تہی یعنی شوہر دیدہ تہی صحبت کی اوسکو کچہہ نہ بگاڑا تو اوسکو جایز ہی کہ لونڈی کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچ ڈالی لیکن اوسپر اتنا واجب ہی کہ عیب بیان کر دی اور یہہ واجب نہین ہی

حدوث العيب عنده ما لم يسئله المشتري ولا بيان وطئه اذ لم يحتبس عنده شئ يقابل الثمن لان الاوصاف

کہ کہی یہہ عیب میری پاس پیدا ہوا ہی جبتک خریدار نہ پوچہی اور نہ صحبت کا بیان کرنا واجب ہی اس لئی کہ اسنی کوئی ایسی شی نہیں رکہہ لی جو ثمن کی مقابلہ ہو کیونکہ اوصاف کی

لا يقابلها شئ من الثمن وكذا منافع البضع اذا لم ينقصها الوطي لا يقابلها شئ من الثمن واما اذا فقا المشتري

مقابلہ میں ثمن کچہہ نہیں ہوتا اور ایسی ہی بضع کی منافع اگر اونکو وطی سی کچہہ نقصان نہ آیا ہو تو ثمن اونکی مقابلہ میں کچہہ نہیں ہوتا ہان اگر خود مشتری ہی نی

عينها او فقأها اجنبي واخذ المشتري ارشها او وطيها المشتري وهي بكر فلا يبيعها الا بالبيان لانه حبس بعض المبيع

اوسکی آنکہہ پہوڑ دی یا کوئی غیر شخص اوسکی آنکہہ پہوڑ دی اور مشتری دیت لیلوی یا مشتری اوس سی صحبت کری اور وہ باکرہ تہی تو اوسکو بدون بیان نہ بیچی کیونکہ اب مبیع میں سی گویا کچہہ حق

لكون ما فات منه كالمسلم له معنى باخذ بدله اذا جنى غيره وكذا اذا جنى نفسه اذ لو لم يكن ملكه لكان

لی رکہا ہی اسلئی کہ جو آنکہہ کی خراب ہوا ہی وہ گویا اسکی پاس ہی عوض لینی سی اگر خطا غیر کی ہو اور ایسی ہی اگر آپ بذات خود خیانت کی ہو اسواسطی کہ اگر لونڈی اسکی ملک نہ ہوتی

مضمونا عليه فصار سقوط الضمان عنه كاخذ البدل فلا يمكنه بيع الباقي مرابحة وتولية بكل الثمن بلا

تو بیشک ضمان اسکی ذمہ پڑتا بس تو اب ضمان کا ذمہ پر نہ آنا بمنزلہ عوض لینی کی ہی سو اسکو بطور مرابحہ یا تولیہ کی پوری اصلی ثمن سی باقی کا بیچنا بدون بیان کی روا

بيان لان الاوصاف اذا صارت مقصودة بالاتلاف يصير لها حصة من الثمن وكذا العذرة يصير لها

نہیں ہی اسلئی کہ جب اوصاف تلف کرنی سی مقصود ہو جاتی ہیں تو اونکی مقابلہ میں حصہ رسد ثمن ہوا کرتا ہی اور ایسی ہی بکارت کی مقابلہ حصہ ثمن کا

حصة من الثمن لكونها جزءا من العين وقد حبسها فلا بد من البيان ومن اشترى ثوبا فاصابه قرض فارة

ہوتا ہی کیونکہ بکارت اصل کا جز ہوتا ہی سو اوسکو اوسنی روک رکہا تو اب بیان کرنا ضرور چاہی اور جسنی تہان خریدا پہر اوسکو چوہی نی کتر دیا

او حرق نار یجوز له ان یبیعه مرابحة او تولیة بلا بیان حدوث العیب عنده اذ قد ذکر ان الاوصاف تابعة
یا کچھ جل گیا تو اوسکا بیچنا بطور مرابحہ یا تولیہ کی بغیر جتلائی جایز ہی اسواسطی کہ آگی کہہ چکی ہین کہ اوصاف تابع ہوتی

لا یقابلها شیء من الثمن وان تکسر بنشره وطیه لا یجوز له ان یبیعه مرابحة او تولیة بلا بیان لانه صار
ہین اونکی مقابلہ مین ثمن کچھ نہین ہوتا اور اگر پھیلاتی اور تہہ کرتی پہٹ گیا تو اب جایز نہین کہ بطور مرابحہ یا تولیہ کی بلا اظہار بیچڈالی اسلیئی کہ وصف تلف کرنی

مقصودا بالاتلاف ومن اشتری دارا او دابة واصاب من غلتها شیئا یجوز له ان یبیعها مرابحة او تولیة بلا
سی مقصود ہو گیا اور جس نی کوئی گہر یا جانور چوپایہ خریدا اور اونکی کرایہ سی کچھ نفع پیدا کیا تو اوسکو جایز ہی کہ دونو کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بی[چ] لینی

بیان لان الغلة لیست متولدة من العین بل هی استیفاء منفعة واستیفاء المنفعة لا یمنع بیع المرابحة او التو[لیة]
اظہار بیچڈالی اسلیئی کہ کرایہ اصل مین سی نہین پیدا ہوتا بلکہ کرایہ منفعت کا پورا کرنا ہی اور منفعت کا پورا کرنا بیع مرابحہ یا تولیہ سی منع نہین کرتا

بخلاف ما لو اشتری شاة واصاب من لبنها وصوفها فانه اذا باعها مرابحة او تولیة یطرح من راس المال قدر
برخلاف اوس صورت کی کہ اگر بکری مول لیوی اور اوسکا دودہ پیوی اور اون کترلی تو یہہ شخص اگر بکری کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچی تو اصل قیمت مین سی جتنا

ما اصاب منها ولو اشتری جاریة او شاة او نخیلا فولدت الجاریة والشاة او اثمر النخیل یبیع الاصل مع الزیادة
فائدہ لیا ہی کم کردی اور اگر لونڈی مول لی یا بکری یا میوہ دار درخت پہر لونڈی جنی یا بکری بیاہی یا درخت پہل لایا تو اصل کو مع افزایش یعنی بچہ اور

مرابحة او تولیة ولو استهلك الزیادة لا یبیع الاصل مرابحة او تولیة حتی یبین ما استهلك منها ولو اشتری شیئا
بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچی اور اگر وہ افزایش یعنی بچہ اور پہل تلف ہو جاوی تو اصل کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی نہ بیچی جبتک بیان نکری جسقدر اوسمین سی تلف ہوا ہی اور اگر کوئی شی

بثمن ثم زاد فی الثمن او حط البایع عنه او زاد فی المبیع یلتحق کل من الزیادة والحط باصل العقد ویظهر حکم الالتحاق
ثمن معین کر کر مول لی پہر ثمن پر مشتری نی کچھہ بڑہا دیا تو یہہ تمام کمی بڑہی اصل عقد مین ملجاوی گی اور حکم اس کمی بڑہتی کا مرابحہ اور تولیہ مین جاکر ظاہر ہوگا

فی المرابحة والتولیة حتی اذا اراد ان یبیع ذلك الشیء مرابحة او تولیة لا یبیعه الا بما بقی من الثمن بعد الحط فی صورة
یہان تک کہ اگر اوس شی کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچا چاہی تو کمی کی صورت مین اوس ثمن پر بیچی جو کم کرنی کی بعد باقی رہا تہا

الحط او بما زاد علی اصل الثمن او علی اصل المبیع فی صورة الزیادة ومن اشتری متاعا بالف درهم نسیئة وباعه بربح
اور بڑہتی کی صورت اوس ثمن پر جو اصل ثمن پر یا اصل مبیع پر بعد بڑہانی کی ہو گیا ہی اور جس شخص نی کچھ مال ہزار روپیہ کو ادہار مول لیا اور اوسکو سو روپیہ نفع

مائة ولم یبین للمشتری ذلك فعلم المشتری فهو مخیر ان شاء رده وان شاء قبله بالف ومائة لان للاجل شبها بالمبیع
گیارہ سو کو بیچا اور مشتری سی حال ادہار کا بیان نکیا پہر مشتری کو وہ معلوم ہو گیا تو مشتری کو اختیار ہی چاہی وہ مال پہیردی چاہی گیارہ سو کو رکہ لی اسلیئی کہ مدت

ان یزاد فی الثمن لاجل الاجل والشبهة فی هذا الباب ملحقة بالحقیقة فصار کانه اشتری شیئین وباع احدهما
مدت کی سبب سی ثمن بڑہ جایا کرتا ہی اور شبہہ خیانت کا اس باب یعنی مرابحہ مین بعینہ خیانت ہوتی ہی تو انجام یہہ ہوا کہ گویا اس نی دو چیزین مول لیوین اور ایک چیز

بثمنهما مرابحة والمرابحة توجب الاحتراز عن مثل هذه الخیانة یسر الله تعالی الاحتراز عن جمیع الشبهات والخیانات
کل ثمن کو بطور مرابحہ کی بیچدی اور مرابحہ مین ایسی ایسی خیانت سی احتراز واجب ہی اللہ تعالی تمام شبہات اور خیانات سی احتراز کرنا ہمپر آسان کر

المجلس الثانی والسبعون فی تحریض التاجر علی ملازمة الصدق والامانة فی جمیع اقواله

بہتروین مجلس تاجر کو رغبت دلانی مین اوپر اختیار کرنی صدق اور امانت کی تمام اقوال اور افعال مین

وافعاله قال رسول الله صلی الله علیه وسلم التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشهداء
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بڑا سچا اور امانت دار تاجر نبیون اور صدیقون اور شہیدون کی ہمراہ ہی

الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو سعید وفیه تحریض للتاجر علی ملازمة الصدق والامانة فی جمیع اقواله
حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو سعید کی روایت ہی اور اسمین تاجر کو رغبت دلانی ہی سچ اور امانت اختیار کرنی پر تمام اقوال

وافعاله لاسيما في بيعه وشرائه كما هو مقتضى صيغة المبالغة في الصدوق والامين فان رب الارباب ومسبب
اور افعال مین خاص کر بیع اور شرا مین جیسی کہ مطلب مبالغہ کی صیغہ کا ہی لفظ صدوق اور امین مین بیشک پروردگار عالم اور مسبب
الاسباب جعل الاخرة دار الثواب والعقاب وجعل الدنيا دار التشمر والاكتساب لكن ليس التشمر في الدنيا مقصورا
الاسباب نی آخرت کو ثواب اور عذاب کا گہر بنایا ہی اور دنیا کو محنت کشی اور تحصیل کا گہر مقرر کیا لیکن دنیا مین صرف آخرت کی لئی محنت کشی
على الاخرة بدون للعيشة بل المعيشة ذريعة الى الاخرة ولا يكون المعيشة ذريعة الى الاخرة ما لم يتادب المتشمر في
بدون معیشت کی نہین ہی بلکہ معیشت آخرت کا وسیلہ ہی اور معیشت آخرت کا وسیلہ نہین ہوسکتی جب تک دنیا کا طالب طریقہ شرعی
طلبها باداب الشرع فان الشرع اعتبر في طلبها اركانا وشروطا يجب عليه رعايتها عند مباشرته في طلبها حتى يكون
اختیار نکری کیونکہ شرع نی دنیا کی طلب کیواسطی ارکان اور شرطین ٹہرائی ہین جب دنیا کی طلب کری تو اونکی رعایت واجب ہوتی ہی تاکہ
كسبه صحيحا خاليا عن البطلان والفساد خالصا عن شائبة الحرمة والكراهة اذ لو ترك رعايتها لا يكون كسبه
اوسکی کمائی درست بطلان اور فساد سی خالی اور حرمت اور کراہت کی لونی سی صاف ہو کیونکہ اگر اون قواعد شرعی کی رعایت نکریگا تو اوسکی کمائی
صحيحا بل تارة يكون باطلا وتارة يكون فاسدا فلا يكون خاليا عن الحرمة والكراهة فعلى هذا لابد له من معرفة
درست نہو گی بلکہ بعضی دفعہ باطل اور بعضی دفعہ فاسد ہوگی پہر حرمت اور کراہت سی کبہی پاک نہو گی اس بیان کی موافق اوسکو بیع اور شرا
البيع والشراء وكيفية انعقادهما حتى يميز عنده الباطل من الفاسد والفاسد من الصحيح ويتخلص من الحرمة والكراهة
اور کیفیت انعقاد کی معرفت پیدا کرنی ضرور چاہیئ تاکہ باطل کو فاسد سی اور فاسد کو صحیح سی الگ الگ کرسکی اور حرمت اور کراہت سی بچ جاوی
ويتيسر له الصدق والامانة فيهما فالبيع مبادلة المال بالمال وينعقد بالايجاب والقبول والمراد بالايجاب الكلام الصادر
اور بیع اور شرا مین صدق اور امانت میسر ہوسکی تو اب بیع بدلنا مال کا مال سی ہی اور ایجاب اور قبول سی پوری ہوتی ہی اور مراد ایجاب سی کلام اول کی ہی
من احد العاقدين اولا بايعا كان او مشتريا والمراد بالقبول الكلام الصادر من الاخر ثانيا بايعا كان او مشتريا
جو دونو مین کسی ایک سی صادر ہو بایع ہو یا مشتری اور قبول سی مراد کلام دوسری کی ہی جو دوسری سی صادر ہو بایع ہو یا مشتری
وانما ينعقد بهما اذا كانا بلفظ الماضي مثل ان يقول البايع للمشتري بعت منك هذا بكذا فيقول المشتري اشتريت
اور بیع ایجاب اور قبول سی جب گنٹہتی ہی کہ وہ دونو ماضی کی لفظ ہون جیسی بایع مشتری سی کہی یہہ مال مین تیری ہاتہ اتنی کو بیچ چکا پہر مشتری کہی مین لی چکا
او يقول المشتري للبايع اشتريت منك هذا بكذا فيقول البايع بعت لان البيع انشاء تصرف شرعي والانشاء اثبات ما
یا پہلی مشتری بایع سی کہی مین تجہسی یہہ چیز اتنی کو مول لی چکا پہر بایع کہی مین بیچ چکا اس لئی کہ بیع انشا یعنی نیا تصرف شرعی ہوتا ہی اور انشا مین قایم کرنا
لم يكن ثابتا وهو لا يعرف الا بالشرع لان واضع اللغة لم يضع له لفظا خاصا والشرع قد استعمل فيه اللفظ الموضوع
معدوم کا ہوتا ہی اوسکا علم بدون شرع کی نہین ہوتا اسواسطی کہ لغت بنانیوالی نی اسکی لئی کوئی خاص لفظ نہین وضع کیا اور شرع نی اسمین ایسا لفظ
للاخبار المستعمل في الماضي الذي يدل على الوجود حتى يدل على ان هذا التصرف مما يراد وجوده فينعقد به البيع و
جو ماضی مین خبر کی واسطی مستعمل ہوتا ہی استعمال کیا ہی جسمین وجود پر دلالت ہوتی ہی تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ ہی تصرف مقصود ہی پہر اوس سی بیع منعقد ہوجاتی ہی
لا ينعقد بلفظين احدهما امر بل لابد فيه من ثلثة الفاظ كما اذا قال المشتري للبايع بع مني هذا بكذا وقال البايع
اور ایسی لفظون سی منعقد نہین ہوتی جو ایک امر ہو بلکہ اسمین تین لفظون کی ضرورت پڑتی ہی جیسی اگر مشتری بایع سی کہی یہہ مال میری ہاتہ اتنی کو بیچدی اور بایع کہی
بعت فما لم يقل المشتري ثانيا اشتريت لا ينعقد البيع وكذا اذا قال البايع للمشتري اشتر مني هذا بكذا وقال المشتري
مینی بیچا پہر جبتک مشتری دوبارہ یون نکہیگا کہ مینی خریدا تو بیع منعقد نہو گی اور ایسی ہی اگر بایع مشتری سی کہی مجہسی یہہ اتنی کو خرید لی اور مشتری کہی
اشتريت فما لم يقل البايع ثانيا بعت لا ينعقد البيع واما اذا كان احد اللفظين او كلاهما مضارعا فينعقد البيع اذا قارنه
مین نی خریدا پہر جبتک بایع دوبارہ یون نکہیگا کہ مین نی بیچا تو بیع منعقد ہو گی اور اگر دونو مین سی ایک کلام یا دونو کلام مضارع ہون تو بہی بیع منعقد ہوجاتی ہی

النية ويحمل لفظ المضارع على الحال وكذا ينعقد البيع بكل ما يدل على معنى بعت واشتريت كما اذا قال البايع

ثابت ہوا اور اس لفظ مضارع سے حال کی معنی لیلینگے اور ایسی ہی بیع ہر لفظ سے جس میں بعت کی اشتریت کی معنی ہوں منعقد ہو جاتی ہے جیسے بایع مشتری سے کہے

للمشتري بعت منك هذا بكذا وقال المشتري قبلت او قال المشتري للبايع اشتريت منك هذا بكذا وقال البايع

میں نے یہہ شی تیری ہاتھ اتنی کو بیچی اور مشتری کہے میں نے قبول کی یا مشتری بایع سے کہے میں نے تجھ سے فلانی چیز اتنی کو مول لی اور بایع کہے

خذه ينعقد البيع في كلتا الصورتين اما في الصورة الاولى فظاهر واما في الصورة الثانيه فلانه لما امره ان

لیلے تو بیع دونوں صورتوں میں منعقد ہو جاوے گی پہلی صورت میں تو ظاہر ہے اور رہی دوسری صورت سو اسلئے کہ جب بایع نے اسکو

ياخذه بالبدل وهو لا يكون الا بالبيع صار كانه قال بعته منك به فخذه فيقدر البيع اقتضاء فيثبت العقد

عوض بدل کی لیلینے کی اجازت دی تو یہہ بدلہ بدون بیع کی نہیں ہوتا تو انجام اسکا یہہ ہوا گویا بایع نے کہا میں نے تیری ہاتھ اتنی کو بیچی سو تو لیلے پس بیع

باعتباره لا بلفظين احدهما امر صحيحا في ما سبق لان المعنى هو المعتبر في هذه العقود وهذا ينعقد البيع بالتعاطي

باعتبار اقتضاء کی مقدر ہوگی پس انعقاد بیع کا اس اعتبار سے ہوگا اور بیع منعقد نہیں ہوتی ایسے دو لفظوں سے کہ ان میں سے ایک امر ہو کہ منافی بیان سابق کی ہو اسلئے کہ ان عقود

في الخسيس والنفيس هو الصحيح لتحقق المرضيات لكن لابد فيه من الاعطاء من الجانبين عند البعض وعند البعض

مبیع کم بہا ہو یا بیش بہا یہی مذہب صحیح ہے کیونکہ رضامندی ہو جاتی ہے لیکن اس صورت میں بعضوں کی نزدیک ضرور ہے کہ دونوں طرف سے ثمن اور مبیع کا دینا

يكفي الاعطاء من جانب واحد فان محمدا اشار في الجامع الصغير الى ان تسليم المبيع يكفي في تحقق البيع هذا

ایک طرف سے ادا کرنا ہی کفایت کرتا ہے کیونکہ امام محمد رح نے جامع صغیر میں یہہ اشارہ کیا ہے کہ مبیع کا حوالہ کر دینا واسطے ثبوت بیع کی کافی ہے یہہ اس صورت میں

اذا بين الثمن او كان معلوما كما اذا قال رجل لبايع الحنطة بكم تبيع الحنطة فقال قفيز بدرهم فقال كلني

ہے کہ ثمن بیان کر دیں یا کسیطرح سے معلوم ہو جیسے کوئی گیہوں بیچنے والے سے پوچھے گیہوں کیا بہاؤ بیچتا ہے اوسنے کہا فی روپیہ ایک پیمانہ پہر اوسنے کہا مجکو پانچ

خمسة اقفزة فكاله فذهب بها فهذا بيع فعليه خمسة دراهم وكذا لو اشترى وقرا من الحطب بثمانية ثم

قفیز ناپ دے پہر اوسنے ناپ دیئے پہر وہ لیکر چلا گیا یہہ بیع پوری ہے اور اوسکے ذمہ پانچ روپیہ ہیں اور ایسے ہی اگر ایک بہار لکڑی کا آٹھ پیسے کو خریدا پہر

قال ائت بوقر اخر والقه ههنا ففعل فهذا بيع وله ان يطلب الثمانية ولو قال لبايع الحطب بكم تبيع هذا الوقر

کہا ایک بہار اور لاکر یہاں ڈالدے اوسنے لا ڈالا تو یہہ بیع پوری ہے اور اوسکو مطالبہ آٹھ پیسے کا پہنچتا ہے اور اگر لکڑہارے سے کہا یہہ گٹھا لکڑی کا کتنی کو

من الحطب فقال بثمانية فقال سق الحمار فساقه اختلفوا فيه قال بعضهم لا يكون بيعا ما لم يتسلم الحطب ولم ينقد

بیچتا ہے اوسنے کہا آٹھ پیسے کو پہر اوسنے کہا گدہا ہانک لیچل پہر وہ ہانک لیگیا اسمیں اختلاف کرتے ہیں بعضے کہتے ہیں بیع پوری نہیں ہوتی جبتک لکڑیاں حوالہ نکردے

الثمن وقال بعضهم يكون بيعا لانهما تراضيا على التمليك والتملك والتراضي هو المعتبر في الباب الا انه لما كان

اور پیسے نہ لیلے اور بعضے کہتے ہیں بیع ہو گئی کیونکہ دونوں لینے دینے پر راضی ہیں اور تملیک اور دونوں کی رضامندی ہی بیوع میں معتبر ہے اتنا ہے کہ دلکی رضامندی

باطنة اقيم الايجاب والقبول مقامه لدلالتهما عليه فاذا اوجب احد العاقدين بايعا كان او مشتريا كما اذا قال البايع

امر مخفی ہے ایجاب قبول کو اوسکی جگہ ٹہرادیا ہے اس سے رضا معلوم ہوجاتی ہے پہر جب ایک نے ایجاب کیا بایع ہو یا مشتری جیسے کہ بایع مشتری سے کہے

للمشتري بعت منك هذا بكذا او قال المشتري للبايع اشتريت منك هذا بكذا فالاخر بالخيار ان شاء قبل

میں نے تیری ہاتھ فلانی شی اتنی کو بیچی یا مشتری بایع سے کہے میں نے تجھسے اتنی کو مول لی اب دوسرے کو اختیار ہے چاہے اوس مجلس میں عقد کو قبول کرے

العقد في المجلس وان شاء رده وهذا الخيار يسمى خيار القبول ويمتد الى اخر المجلس ولا يبطل بالتاخير اليه و

اور چاہے رد کرے اور اس اختیار کو خیار قبول کہتے ہیں اور یہہ اختیار آخر مجلس تک باقی رہتا ہے مجلس تک تاخیر سے باطل نہیں ہوتا

ان طال ما لم يظهر ما يبطله اذ يحتاج اليه المرء للترديد وليس له ان يقبل العقد في البعض دون البعض اذ فيه

اگرچہ مجلس دراز ہو جاوے جبتک ایسی حرکت ظاہر نہو جس سے خیار باطل ہو جاوے کیونکہ آدمی کو مہلت کی حاجت رد کرنیکی لئے ہوتی ہے اور اوسکو یہہ اختیار نہیں ہے کہ مبیع کو

تفريق الصفقة فيتضرر به احد العاقدين لان المبيع ان كان واحدا يلزمه ضرر الشركة وان كان متعددا فالعادة

صفقہ یعنی عقد پورا نہین رہتا پہر دونون مین سے کسی ایک کا نقصان ہوگا کیونکہ مبیع اگر ایک شی ہی تو نقصان شرکت کا لازم آتا ہی اور اگر کئی ہین تو عادت یون پڑ گئی ہی

ضم الجيد الى الردي ونقص ثمن الجيد لترويج الردي فلو ثبت له خيار القبول في البعض يقبل الجيد ويترك

کہ عمدہ کو ناقص کی ساتہہ ملا کر ناقص کی نکاسی کی لئی عمدہ کی قیمت کچہہ کم کر دیتی ہین اب اگر اوسکو یہہ اختیار رہو دی کہ جو نسی چاہی چہانٹ لی تو وہ عمدہ کو لیلیو یگا اور

الردي فيزول الجيد عن يد البايع باقل من ثمنه وفيه ضرر له الا اذا كرر العقد وبين ثمن كل واحد بان

ناقص کو نہ لیگا تو بایع کی ہاتہہ سی عمدہ مبیع کم قیمت کو جاتی رہی گی اور اسمین بایع کا بڑا ضرر ہی ہان اگر دوبارہ عقد کری اور ہر ایک کا ثمن جدا جدا بیان کر دی

قال بعت هذا بكذا وهذا بكذا فحينئذ ينتفي الضرر عنه فالم يحصل القبول يبطل الايجاب بقيام واحد منهما

اسطور کہ مینی یہہ اتنی کو اور یہہ اتنی کو بیچا اب اوسکا کچہہ ضرر نہین ہی پہر جبتک قبول نہو دی تو ایجاب دونون مین سی ایک کی کہڑی ہو لی

ايهما كان ولا يبقى لواحد منهما ولاية القبول بعده لان القيام دليل الرجوع وكذا لو قال البايع للمشتري بعت

کوئی ہی کہڑا ہو جاوی پہر دونون مین سی کسیکو اختیار قبول کا باقی نہین رہتا کیونکہ کہڑا ہو جانا رجوع کی دلیل ہی اور ایسی ہی اگر بایع نی مشتری سی کہا مین نی تیری ہاتہہ مبیع

منك هذا بكذا ولم يقل المشتري شيئا حتى كلم البايع انسانا في حاجة لم يبطل الايجاب واذا حصل الايجاب

اتنی کو بیچا ابہی مشتری نی کچہہ جواب نہین دیا کہ بایع اور شخص سی کچہہ بات چیت کرنی لگا تو ایجاب باطل نہین ہوگا اور جب ایجاب قبول دونو ہو چکی

والقبول تم العقد ولا يكون لواحد منهما خيار اصلا لا في المجلس ولا بعده الا من عيب او عدم رؤية

ہین تو عقد پورا ہو جاتا ہی اب دونون مین سی ہرگز کسیکو کچہہ اختیار ہیر نی پہیر نیکا نہین ہی نہ مجلس مین نہ بعد مجلس کی مگر بسبب عیب کی یا نہ دیکہنی کی

وفي العوض المشار اليه مبيعا كان او ثمنا يكفي الاشارة في صحة البيع بلا علم بقدره ووصفه وفي غير

اور عوض مین جو سامنی موجود ہو مبیع ہو یا ثمن واسطی صحت بیع کی بدون دریافت مقدار اور وصف کی اشارہ کفایت کرتا ہی اور جو سامنی نہو

المشار اليه لابد من علم بقدره ووصفه لان التسليم واجب بالعقد ويمتنع حصوله بالجهالة المفضية

تو اوسکی مقدار اور وصف کا علم ضرور چاہئی اسلئی کہ بعد عقد کی تسلیم واجب ہو دیگی اور بسبب جہالت کی جس سی جہگڑا پیدا ہوتا ہی ہرگز نہین ہو سکتی

الى النزاع ويصح البيع بثمن حال وثمن مؤجل لاطلاق قوله تعالى واحل الله البيع ولما روي انه عليه السلام

اور بیع ثمن حالی یعنی نقد اور ثمن مؤجل یعنی ادہار دونو صحیح ہو جاتی ہی کیونکہ آیت مین کوئی قید نہین ہی اور حال کی اسلی بیع کو اور اسلئی کہ روایت ہی

اشترى من يهودي طعاما الى اجل ورهن درعه لكن لابد ان يكون الاجل معلوما اذ لو لم يكن معلوما بل

ایک یہودی سی ایک مدت پر ادہار غلہ مول لیا اور زرہ گروی رکہہ دی لیکن مدت کا معلوم ہونا ضرور چاہئی اسواسطی کہ اگر مدت معلوم نہو گی بلکہ

كان مجهولا كالبيع الى قدوم الحاج او الى الحصاد او الى الدياس او الى القطاف او الى الجزاز لكانت جهالته مانعة من

مجہول ہوگی جیسی بیچنا بشرط ادہار ثمن حاجیون کی آنی پر یا کہیتی کٹنی پر یا پیر اوشنی پر یا انگور ٹوٹنی پر یا اون کترنی پر تو یہہ جہالت بیشک تسلیم ثمن سی

التسليم الواجب بالعقد لان هذه الاوقات تتقدم تارة وتتاخر اخرى فربما يطالبه البايع في قريب المدة و

مانع ہوگی جو عقد سی واجب ہو گئی ہی اسلئی کہ یہہ اوقات کہین آگی ہوتی ہین اور کہین پیچہی سو کبہی بایع اول وقت مین مطالبہ کریگا اور

المشتري يؤخره الى بعيدها ويقع بينهما التنازع الموجب لفساد العقد ولو انهما تبايعا الى هذه الاجال ثم تراضيا

مشتری پچہلی وقت تک ٹال دیگا پہر اون دونو مین جہگڑا پڑیگا جس سی عقد فاسد ہو جاتا ہی اور اگر دونو نی بیع انہی اوقات مذکورہ پر کی پہر دونو نی راضی ہوکر

باسقاط الاجل قبل قدوم الحاج وشروع الناس في الحصاد والدياس وغيرهما ينقلب البيع صحيحا لارتفاع المفسد

حاجیون کی آنی سی اور کہیتی کی کاٹنی سی اور پیر کی دہانی وغیرہ سی پہلی مدت موقوف کی تو وہ ہی بیع صحیح ہو جاویگی کیونکہ مفسد پہلی

قبل تقرره ولو وقع بينهما البيع مطلقا ثم اجل الثمن الى هذه الاوقات يجوز لان هذا تاجيل الدين والجهالة

جاتا رہا اور اگر دونو مین بیع بلا شرط واقع ہوئی پہر بعد اسکی ثمن کی یہہ ہی اوقات مقرر کر دئی تو جائز ہی اسلئی کہ یہہ دین کی مدت ہی اور تہوڑی سی

البسيرة

اليسيرة متحملة فيه لان كل دين اذا اجله صاحبه الى اجل معلوم او الى اجل مجهول جهالة يسيرة كالتاجيل

جہالت کی اسمین گنجایش ہوسکتی ہی کیونکہ کوئی دین ہو جب قرض خواہ اوسکی مدت معین معلوم یا مدت کچہ مجہول مقرر کردیتا ہی جیسی مدت

الى هذه الاوقات يصير ذلك الدين مؤجلا ويكون تاجيله لازما الا القرض فان تاجيله لا يكون لازما

ان اوقات مذکورہ کی تو وہ دین مؤجل ہوجاتا ہی اور اوسکی مدت لازم ہوجاتی ہی سوا قرض نقد کی بیشک اسکی مدت لازم نہین ہوتی

بل يجوز ابطاله لكونه من التبرعات ولا جبر فيها كما في الاعارة ولو اريد ان يكون تاجيله لازما فطريقه ان يحيل

بلکہ اوسکا ابطال جایز ہی کیونکہ یہ قرض صرف احسان ہوتا ہی اسمین کوئی زبردستی نہین چلتی جیسی عاریت مین اور اگر چاہو کہ قرض نقد کی مدت لازم ہوجاوی تو یون طریقہ ہی

المستقرض المقرض على رجل بدينه فيؤجل المقرض ذلك الرجل مدة معلومة فحينئذ يكون التاجيل لازما

کہ قرضدار قرض خواہ کو اپنی دین کا حوالہ اور شخص پر کردی پہر قرض خواہ اوس شخص کی لئی مدت معلومہ مقرر کردی پس اب مدت لازم ہوجاویگی

حتى لو اراد المقرض ان يطالبه قبل تلك المدة ليس له ذلك ومن اشترى شيئا مما ينقل لا يجوز له ان يبيعه حتى

یہانتک کہ اگر قرض خواہ اوس مدت سی پہلی طلب کرنا چاہی تو اوسکو اختیار نہین ہی اور جسنی کوئی شئ منقول مول لی تو اوسکو قبضہ کرنی سی پہلی بیچڈالنا جایز نہین ہی

يقبضه لما روي انه عليه الصلوة والسلام نهى عن بيع ما لم يقبض لما فيه من غرر انفساخ العقد على تقدير

اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی منع فرمایا ہی بی قبضہ کی ہوئی بیع سی کیونکہ اسمین احتمال عقد ٹوٹنی کا ہوتا ہی اگر مبیع

هلاكه فانه لو هلك قبل قبضه ينفسخ العقد ويعود الى قديم ملك البايع فيكون المشتري بايعا ملك غيره

تلف ہوجاوی بیشک اگر مبیع قبض سی پہلی ہلاک ہوجاوی تو عقد ٹوٹ جاتا ہی اور مبیع بایع کی اصلی ملک مین داخل ہوجاتا ہی تو اب مشتری گویا غیر کا مال

واما اذا قبضه فحينئذ يتم البيع فيكون بايعا ملك نفسه فلما كان قبل القبض لا يدري ان البيع يتم فيكون

بیچتا ہی اور اگر مشتری قبضہ کرچکا تو اب بیع پوری ہوچکی اب اپنا مال بیچتا ہی اور چونکہ قبض سی پہلی نہین معلوم کہ آیا بیع پوری ہوگی کہ اپنا مال بیچتا ہی

بايعا ملك نفسه او ينفسخ فيكون بايعا ملك غيره حكم بعدم الجواز بخلاف بيع العقار قبل قبضه فانه يجوز

یا ٹوٹ جاویگی کہ بیگانہ مال بیچتا ہی تو اسلئی حکم عدم جواز کا ہی برخلاف بیع زمین وغیرہ کی قبضہ سی پہلی کہ یہ بیع جایز ہی

لعدم المانع فيه وهو غرر انفساخ العقد على تقدير الهلاك لان الهلاك في العقار نادر ويجوز التصرف في الثمن

کیونکہ اسمین وہ مانع یعنی شبہ عقد ٹوٹ جانیکا بشرط ہلاک مبیع کی نہین ہی اسلئی کہ زمین کم ہلاک ہوتی ہی اور ثمن مین قبضہ سی پہلی تصرف جایز

قبل قبضه سواء كان مما لا يتعين كالنقود او مما يتعين كالمكيل والموزون حتى لو باع متاعا بدراهم او بكر حنطة

ہی برابر ہی کہ غیر معین ہو جیسی نقود یا متعین ہو جیسی مکیل اور موزون یہان تک کہ اگر کچہ مال بعوض دراہم یا گون گیہون کی

يجوز له ان ياخذ بدلها شيئا اخر لوجود المجوز وهو الملك وانتفاء المانع وهو غرر الانفساخ بالهلاك لان الثمن

بیچا تو بایع کو جایز ہی کہ اونکی بدلہ کوئی اور چیز مشتری سی لیلیوی کیونکہ جایز کرنیوالی یعنی ملک موجود ہی اور مانع نہین ہی یعنی شبہ عقد ٹوٹنی کا ہلاک ہونی سی کیونکہ ثمن

يثبت في الذمة ولا يتعين بالتعيين والمكيل والموزون وان كان مبيعا من وجه لكنه ثمن من وجه فلا ينفسخ

ذمہ پر ثابت ہوجاتا ہی اور تعین کرنی سی معین نہین ہوتا اور مکیل اور موزون اگرچہ ایک وجہ سی مبیع ہین پر ایک وجہ سی ثمن ہین سو بیع انکی ہلاک ہونی سی

البيع بهلاكه والمراد بجواز التصرف في الثمن قبل قبضه جواز تمليكه ممن عليه الدين ولو بعوض لا جواز تمليكه من

نہین ٹوٹیگی اور ثمن مین تصرف قبل قبض جو جایز ہی اس سی یہ مراد ہی کہ جسکی ذمہ پر ثمن ہوتا ہی اوسکو مالک کردی تو جایز ہی اگرچہ بدلہ لی یہ مراد نہین ہی

غير من عليه الدين لان تمليك الدين من غير من عليه الدين ليس بمشروع ويجوز بيع الحنطة وغيرها من

کہ سوا اوسکی یعنی ذمہ دار کی اور کو مالک کرنا جایز ہی اسلئی کہ دین کا مالک کرنا اور کو سوا دین دار کی جایز نہین ہی اور بیچنا گیہون وغیرہ دانہ کا

الحبوب مكايلة ومجازفة وباناء لا يعرف قدره ولا ينكبس بالكبس واما اذا كان ينكبس بالكبس كالزنبيل ونحوه فلا يجوز

پیمانہ سی اور تخمین سی یعنی ڈہیری اور ایک ایسی پیمانہ سی ناپ کر جسکی مقدار معلوم نہو اور کہینچنی سی نہ بڑہتا ہو جایز ہی اور ہان اگر کہینچنی سی بڑہتا ہو جیسی زنبیل وغیرہ

فمن اشترى كيليا مجازفة يجوز له ان يبيعه او ياكله قبل ان يكيله لان البيع يقع على المشار اليه لا على مقدار
اور جس نے کیلی شی کا ڈھیر بے اٹکل سے مول لی تو اوسکو جایز ہے کہ بغیر کیل کئے بیچ ڈالے یا کھا ویوی اسواسطے کہ اس صورت میں بیع موجود کی ہوتی ہی مقدار معین کی نہیں ہوتی

معين فيكون الكل له وان اشتراه بشرط الكيل لا يبيعه ولا ياكله حتى يكيله لاحتمال ان يزيد على المشروط
وہ سبکا سب اوسی کا ہی اور اگر ڈھیری بشرط کیل کی مول لی تو بغیر کیل کئے نہ بیچے اور نہ کھاوی اسواسطے کہ شاید مقدار مشروط سی کچھ بڑھ جاوی

وهو للبايع والتصرف في مال الغير حرام يجب الاحتراز عنه ويكفي كيل البايع بعد بيعه بحضرة المشتري في الصحيح لان
اور وہ بایع کا مال ہوگا اور غیر کی مال میں تصرف حرام ہی اس سی بچنا ضرور ہی اور بیچنے کی بعد مشتری کی سامنے بایع کا کیل کرنا صحیح مذہب میں کفایت کرتا ہی کیونکہ

المبيع يصير به معلوما ويتحقق معنى التسليم ولا اعتبار بكيله قبل البيع ولو بحضرة المشتري لان الشرط كيل
مبیع اس سے ہی معلوم ہو جاتا ہی اور تسلیم ثابت ہو جاتی ہی اور بیچنے سی پہلی بایع کی کیل کا کچھ اعتبار نہیں ہی اگرچہ مشتری کی سامنے ہو اسلئے کہ شرط کیل

البايع او المشتري وهو ليس بواحد منهما ولا بكيل بعد البيع بغيبة المشتري لان الكيل من باب التسليم اذ به يصير
بایع کا ہی یا مشتری کا اور قبل البیع وہ کوئی بھی نہیں ہی نہ بایع ہی اور نہ مشتری اور نہ بعد بیع کی کیل کا کچھ اعتبار مشتری کی پس غیبت میں کیونکہ کیل قسم تسلیم

المبيع معلوما ولا تسليم الا بحضرته وكذا لو اشترى ما يوزن او يعد بشرط الوزن او العد لا يبيعه ولا ياكله حتى
مبیع معلوم ہوتا ہی اور تسلیم مشتری کی موجود ہوئی بغیر نہیں ہوتی اور ایسی ہی اگر تول کی شی یا گنتی کی شی بشرط وزن یا شمار کی مول لی تو بیدون تولی یا گنتی نہ بیچی اور نہ کھاوی

يزنه او يعده الا ان البايع لو وزنه او عده بعد البيع بحضرة المشتري يكفي ولو اشترى ما يذرع بشرط الذرع
جبتک تول یا گن نہ لی اگر بایع بیع کی بعد مشتری کی سامنے تول دی یا گن دی تو کفایت کرتا ہی اور اگر گز گت کی شی بشرط گز گت کی مول لی

يجوز له ان يبيعه قبل الذرع لان الذرع وصف لا يقابله شيء من الثمن فيكون الكل له قال الزيلعي هذا اذا لم يسم
تو جایز ہی کہ ناپنی سی پہلی بیچ ڈالی اسلئے کہ گز گت ایسا وصف ہی کہ اوسکی مقابلہ میں ثمن کچھ نہیں ہوتا وہ سب اوسیکا ہی زیلعی کہتا ہی یہہ اوس صورت میں ہی

البايع لكل ذراع ثمنا واما اذا سمى وقال كل ذراع بكذا فلا يحل للمشتري ان يتصرف فيه حتى يذرعه ومن باع
کہ بایع فی ذرع ثمن نہ ٹہرا دی اور اگر فی درعہ ثمن معین کردی مثلا چار آنہ گز تو مشتری کو حلال نہیں ہی کہ گز گت کئی بغیر اوسمیں تصرف کری اور اگر کسینی

صبرة كل قفيز بكذا ولم يذكر عدد قفزانها لا يجوز البيع عند ابي حنيفة الا في قفيز واحد لتعذر صرف العقد الى
اناج کا ڈہیر بیچا ہر پیمانہ اتنی کو اور بیان نکیا کتنی پیمانہ ہی تو امام ابی حنیفہ کی نزدیک بیع جایز نہیں ہی بجز ایک پیمانہ کی کیونکہ عقد تمام ڈہیر پر نہیں پڑتا

الكل لجهالة المبيع والثمن جهالة تفضي الى النزاع لان البايع يطلب الثمن اولا بموجب العقد والمشتري لا يدفعه
اسلئے کہ مبیع اور ثمن دونو ایسی مجہول ہیں جسمیں جہگڑا کہڑا ہو جاوی اسواسطے کہ بایع موافق تقاضا عقد کی ثمن پہلی طلب کریگا اور مشتری نہیں دیگا

لكونه غير معلوم لكون المبيع غير معلوم واذا تعذر صرفه الى الكل يصرف الى الواحد وهو معلوم ولو زالت
کیونکہ ثمن کی مقدار معلوم نہیں ہی اسلئے کہ مبیع معلوم نہیں ہی اور جبکہ عقد کو تمام مبیع پر صرف نہیں کرسکتی تو ایک پیمانہ پر لگاوینگی اور ایک تو معلوم ہی اور اگر

الجهالة في المجلس بالكيل او بذكر جميع القفزان يجوز البيع في جميعها لكن يكون المشتري مخيرا وهكذا الحكم
مجلس کی اندر جہالت دفع ہو جاوی کیل کرنی سی یا تمام پیمانہ بیان کر دینی سی تو بیع تمام ڈہیر کی جایز ہو جاویگی لیکن مشتری کو لینی نہ لینی کا اختیار ہوگا اور تمام

في جميع الموزونات والمعدودات المتقاربة ولو باع قطيع غنم كل شاة بكذا ولم يذكر عددها لا يجوز البيع في جميعها
موزونات اور معدودات میں جو ایک سی ہوں ایسا ہی حکم ہی اور اگر ریوڑ بکریوں کا اسطور بیچا کہ ہر ایک راس اتنی کو اور اونکی گنتی بیان نکی تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک

عند ابي حنيفة كما ذكر ان العقد يصرف الى الواحد وهو متفاوت لكون افراد الشاة متفاوتة وتفاوت الافراد
بیع سراسر جایز نہیں ہی چنانچہ ذکر ہو چکا ہی کہ عقد ایک عدد پر مصروف ہوتا ہی اور وہ متفاوت ہی اسلئے کہ راس بکریوں کی ایک سی نہیں ہوتی اور تفاوت افراد کا

يقتضي الجهالة المفضية الى النزاع وكذا الحكم في كل معدود متفاوت اذا باع عدل ثوب كل ثوب بكذا ولم يذكر
ایسی جہالت ہوتی ہی کہ جسمیں جہگڑا کہڑا ہو جاوی اور ہر ایک معدود متفاوت کا ایسا ہی حکم ہی اگر گٹہڑی تہان کی اسطور بیچی کہ ہر ایک تہان اتنی کو اور گنتی بیان

عددها لا يجوز البيع في جميعها للجهالة المفضية الى النزاع وعندهما يجوز البيع في جميع ذلك وقد ذكر في
گنتی تو بیع سراسر جایز نہوگی بسبب جہالت کی جو جھگڑا اکھڑا کردیتی ہی اور صاحبین کی نزدیک بیع تمام کی جایز ہی اور فتاوی قاضیخان مین

فتاوى قاضيخان ان الفتوى على قولهما تيسيرا على الناس ولو ذكر عددها وقال للمشتري بعت منك هذا
مذکور ہی کہ لوگون پر آسانی کی واسطے صاحبین کی قول پر فتوی ہی اور اگر بایع نے گنتی بیان کرکر مشتری سی کہا مین نے تیری ہاتہہ یہہ ریوڑ

القطيع على انه مائة شاة او هذا العدل على انه مائة ثوب بكذا يصح البيع لكون كل من المبيع والثمن معلوما
کہ سو بکریان ہین اور یہہ گٹھڑی کہ سو تھان ہین اتنی کو بیچا تو بیع صحیح ہی اسواسطے کہ مبیع اور ثمن نام لینی سی دونو معلوم ہوگئی ہین

بالتسمية لكن ان وجده المشتري اقل او اكثر يفسد البيع اما فساده اذا وجده اكثر فلعدم دخول الزوائد
لیکن اگر مشتری نی کم یا زیادہ پائی تو بیع فاسد ہوجاویگی پہر فساد بیع کا زیادتی کی صورت مین اسواسطے ہی کہ فرد زاید عقد کی

تحت العقد فيجب رده وهو مجهول لكون افراد الشاة او الثوب متفاوتة واما فساده اذا وجده اقل فلوجوب
تلی نہین آیا تو اوسکا پھیر دینا واجب ہی اور وہ معلوم نہین کونسا ہی اسلئی کہ اس بکریون کی یا تھان کپڑی کی ایک سی نہین ہین اور فساد بیع کا کمی کی حالت مین اسلئی ہی کہ

سقوط حصة الناقص من الثمن عن ذمته وهي مجهولة اذ لا يدري ان الناقص كان جيدا او وسطا او رديا ولو
مقدار قیمت کتنے فرد کی منجملہ ثمن کی اوسکی ذمہ سی کم کرنی چاہیی اور وہ معلوم نہین کیا معلوم ہی کہ کمی کا تھان یا اس عمدہ ہی یا درمیانہ ہی یا کمتیل ہی اور اگر

بيّن لكل منها ثمنا وقال كل شاة او كل ثوب بكذا يصح البيع في الاقل لكن يكون المشتري مخيرا ان شاء اخذ الموجود
بایع نے ہر ایک کا ثمن بیان کردیا کہ ہر بکری اس اور ہر ایک تھان اتنی کو تو بیع کمی کی صورت مین صحیح ہی لیکن مشتری کو اختیار ہی چاہی موجود کو حصہ رسد

بحصته من الثمن لكونه معلوما وان شاء تركه ويفسد في الاكثر لجهالة المبيع ومن قال لغيره بعت منك كرا من
ثمن مین سی مول لیلی کیونکہ معلوم ہی اور چاہی نہ لیوی اور بڑہتی کی صورت مین فاسد ہی کیونکہ مبیع مجہول ہی اور جس نی دوسری سی کہا مین نی تیری ہاتہہ پیمانہ

الحنطة التي في هذا الانبار او من هذا الكدس ثم اعطاه حنطة من موضع اخر لا يجوز لان ما سوى النقود يتعين
گیہون کا اس ڈہیر مین سی یا اس خرمن مین سی بیچا پہر اوسکو گیہون اور جگہ سی حوالہ کئی تو جایز نہین ہی اسلئی کہ سب شی سوای نقود کی تعین کرنی سی

بالتعيين فلا يجوز استبداله واقامة الاخر مقامه الا بالفسخ وتكرار العقد ومن باع شيئا وقال للمشتري بعته منك
معین ہوجاتی ہی پس اوسکا بدلنا اور دوسری کا اوسکی جگہ قایم کرنا جایز نہین ہی ہان وہ عقد توڑ کر دوبارہ عقد کری تو جایز ہی اور جس نی کوئی شی بیچی اور مشتری سی کہا مین نی یہہ شی تیری ہاتہہ

بغير ثمن يكون البيع باطلا لان الثمن اذا نفي ينتفي ركن البيع فلا يكون بيعا ولو باعه وسكت عن ثمنه لا يبطل البيع
بغیر ثمن کی بیچی تو یہہ بیع باطل ہی کیونکہ جب ثمن نہین ہوتا تو بیع کا رکن نہین ہوتا تو بیع کب ہوگی اور اگر کوئی شی بیچی اور ثمن سی چپ کر رہا تو بیع باطل نہین ہوتی

بل يفسد لان مطلق البيع يقتضي المعاوضة واذا سكت عن الثمن يكون غرضه القيمة ويصير كانه باعه
بلکہ فاسد ہوتی ہی اسلئی کہ مطلق بیع معاوضہ کو چاہتی ہی اور جب اوسنی ثمن بیان نکیا تو اوسکی غرض قیمت لینیکی ہی اسکا انجام یہہ ہی کہ گویا قیمت کو بیچا

بقيمته وبيع الشيء بقيمته فاسد لا باطل والحاصل ان البيع اذا لم يكن صحيحا فهو قد يكون باطلا وقد يكون
اور شی کو قیمت سی بیچنا فاسد ہوتا ہی باطل نہین ہوتا اور حاصل یہہ ہی کہ بیع اگر صحیح نہین ہوتی تو پہر وہ بعضی دفعہ باطل ہوتی ہی اور کبہی

فاسدا فلا بد من بيان كل منهما ليمكن الاحتراز عنهما فالبيع الباطل ما لا يصح باصله ووصفه ولا يفيد الملك اصلا
فاسد اب ہر ایک کا بیان کرنا ضرور ہوا تاکہ ان دونو سی بچ سکین سو بیع باطل تو وہ ہی کہ اپنی اصل اور وصف مین صحیح نہو اور ہرگز فایدہ ملک کا نہین دیتی

ولهذا قيل من غلب على ظنه ان اكثر معاملة اهل السوق على البطلان ليس له ان يشتري منهم شيئا ولا يحل له ما
اسیی لئی کہتی ہین جسکو گمان غالب یون ہو کہ اکثر معاملات ان بازار والون کی باطل ہوتی ہین تو اوسکو جایز نہین ہی کہ اونسی کوئی چیز مول لی اور جو مال اونسی لیگا

اشتراه منهم والبيع الفاسد ما يصح باصله لا بوصفه ويفيد الملك في المبيع بعد قبض المشتري اياه لكن لا على
حلال نہوگا اور بیع فاسد وہ ہی جو اصل مین صحیح ہو وصف مین غیر صحیح اور مبیع پر جب مشتری قبضہ کر لیتا ہی تو فایدہ ملک کا دیتی ہی لیکن پاکیزگی کی

وجه الطيب بل على وجه الخبث ولهذا قيل لا يحل له ان يتصرف فيه بتمليك او انتفاع حتى لو كان طعاما
راہ سے نہیں بلکہ خباثت کی راہ سے اسی واسطے کہتے ہیں کہ ایسی مبیع میں تصرف یعنی کسیکو مالک کرنا یا نفع لینا حلال نہیں ہے یہان تک کہ اگر طعام ہو

لا يحل له اكله ولو كان جارية لا يحل له وطيها بل يجب على كل واحد من البايع والمشتري فسخ العقد دفعا للفساد
تو کہانا حلال نہیں ہے اور اگر لونڈی ہے تو صحبت حلال نہیں ہے بلکہ ہر ایک بایع اور مشتری پر واسطے اوٹہانے فساد کی عقد کا توڑنا واجب ہے

وان لم يفسخا بل باع المشتري ما قبضه بالشراء الفاسد بعقد صحيح ينفذ بيعه لانه لما ملكه ملك تمليكه لغيره
اور اگر دونوں ملکر بیع نہ توڑیں بلکہ مشتری اپنی وہی مبیع بیع فاسد کا قبضہ میں لیکر اور کے ہاتھ عقد صحیح سے بیچ ڈالا تو اوسکی بیع قایم رہیگی کیونکہ جب مبیع کا مالک ہوا تو

بالبيع وغيره ولا يتصور بعده الفسخ لتعلق حق العبد به لان وجوب الفسخ سابقا كان لحق الشرع واذا اجتمع
بطور بیع یا ہبہ کی دیڈالنے کا بہی مالک ہوا اب بعد اوسکی فسخ نہیں ہوسکتا کیونکہ اب بندہ کا حق متعلق ہوگیا اسلئے کہ پہلے تو واسطے حق شرع کی فسخ واجب تہا اور جب حق عبد اور حق شرع

حق العبد مع حق الشرع يقدم حق العبد لحاجته نعم كان الاولى للمشتري ان يتنزه عن شرائه اذ قيل من ظن
جمع ہوجاتی ہیں تو حق عبد کا مقدم رکہتی ہیں کیونکہ عبد حاجتمند ہے ہان مشتری کو اولی یہہ تہا کہ اوسکو مولہ نہ لیتا کیونکہ کہتی ہین جسکو یون معلوم ہو

ان اكثر معاملات اهل السوق على الفساد ينبغي له ان يتنزه عن شراء شيء منهم ومع هذا لو اشترى منهم شيئا
کہ اکثر معاملات اس بازار والون کی فاسد ہوتی ہین تو بہتر یہہ ہے کہ اونسی کوئی چیز مول نہ لیوی اور تو بہی اگر اونسی کوئی چیز مول لیلیگا

يحل له الانتفاع به اذا كان العقد الاخير صحيحا وذلك لان البيع ركنه مبادلة المال بالمال فكل بيع يوجد خلل
تو اوسی نفع اوٹہانا حلال ہوگا اگر یہہ عقد اخیر کا صحیح ہے اسلئے کہ بیع کا رکن یہہ ہے بدلنا مال کا بعوض مال کی ہے پہر جس بیع کی رکن مین

في ركنه فهو باطل وكل بيع لا يوجد خلل في ركنه بل في غيره كالتسليم والتسلم الواجبين به والانتفاع المقصود منه
خلل ہوتا ہے تو وہ باطل ہوتی ہے اور جس بیع کی رکن مین خلل نہین ہوتا بلکہ وصف مین ہووے جیسے تسلیم اور تسلم جو عقد سے واجب ہوتی ہین اور انتفاع جو مبیع سے

وغير ذلك فهو فاسد فحينئذ البيع بالدم والميتة التي ماتت حتف انفها ونحوهما باطل لانه لا يصح باصله ووصفه
مقصود ہوتا ہے اور سوا اسکی تو وہ بیع فاسد ہوتی ہے پس اب بیع بعوض لوہو اور مردار یعنی خود بخود مری ہوئی جانور کی اور مانند انکی باطل ہے اسلئے کہ اپنی اصل اور وصف دونو مین

لعدم وجود ركنه الذي هو مبادلة المال بالمال لان صفة المالية للشيء انما تثبت بتمول كل الناس او بعضهم
صحیح نہیں ہے کیونکہ اسکا رکن یعنی بدلنا مال کا مال سے موجود نہیں ہے اسواسطے کہ شے مین وصف مالیت کا جب ہوتا ہے کہ تمام لوگ یا بعضی لوگ اوسکو مال سمجہیں

اياه وهذه الاشياء لا تعد مالا عند احد ممن له دين سماوي والبيع بالخمر والخنزير ونحوهما يكون فاسدا لانه يصح
اور یہہ چیزین یعنی لوہو اور مردار کوئی شخص دین سماوی والا مال نہین سمجہتا اور بیع بعوض شراب اور سور کی اور مانند انکی فاسد ہوتی ہے اسلئے کہ اصل مین

باصله لوجود ركنه الذي هو مبادلة المال بالمال لان هذه الاشياء تعد مالا عند بعض اهل الكفر ولا يصح بوصفه
صحیح ہے اوسکا رکن موجود ہے یعنی مبادلہ مال کا مال سے اسلئے کہ یہہ چیزین بعضی کفار کی نزدیک مال ہوتی ہین اور وصف مین صحیح نہین ہے

لعدم تقومها لان التقوم للشيء انما يثبت باباحة الانتفاع به شرعا والشرع قد ابطل الانتفاع بهما في حق المسلمين
اسلئے کہ یہہ چیزین قیمتی نہین ہین کیونکہ کوئی شے صاحب قیمت جب ہوتی ہے کہ شرع مین اوسکا برتنا مباح ہووے اور شرع ان دونو کا برتنا مسلمانون کی حق مین باطل

ومن باع كرا من الحنطة ولم يكن في ملكه حنطة فيبطل البيع لعدم وجود ركنه الذي هو مبادلة المال بالمال
اور جسنے ایک پیمانہ گیہون کا بیچا جبکہ اوسکی ملک مین گیہون نہین ہین تو بیع باطل ہوگی کیونکہ اوسکا رکن موجود نہین ہے یعنی مبادلہ مال کا مال سے

لان المال موجود يميل اليه الطبع ويجري فيه البذل والمنع والمعدوم ليس بمال ولو كانت في ملكه حنطة لكن كانت اقل
اسلئے کہ مال موجود ہوتا ہے کہ اوسکی طرف طبیعت راغب ہو اور اوسکو چاہے خرچ کرے چاہے روک رکہے اور شے معدوم مال نہین ہوتی اور اگر اوسکی ملک مین گیہون تو ہوتے پر مقدار

مما سماه يبطل البيع في المعدوم ويفسد في الموجود ولا يجوز بيع زيت على ان يوزن بظرفه ويطرح عنه بازاء الظرف
مقرری مبیع سے کمتی تو معدوم مین بیع باطل اور موجود مین بیع فاسد ہوتی اور جایز نہین ہے بیچنا تیل کا اس شرط پر کہ برتن سمیت تول کر بعوض وزن برتن کی

كذا رطلا لانه شرط لا يقتضيه العقد وانما مقتضاه ان يطرح عنه وزن الظرف وان شرط ان يطرح عنه
اتنی رطل تیل گھٹا دیں اسلئے کہ یہہ شرط عقد سے خارج اور الگ ہے عقد کا مقتضا تو یہہ ہے کہ برتن کا جتنا وزن ہووے اتنا گھٹا دیں اور جب یہہ شرط ٹھہری کہ رطل میں
كذا رطلا يكون شرطا مخالفا لمقتضى العقد لجواز ان يكون وزن الظرف اقل من ذلك او اكثر فيؤدي الى جهالة
کمی کریں تو یہہ شرط مقتضا عقد سے مخالف ہوئی کیونکہ شاید کہ وزن برتن کا اس مقدار سے کمتی یا بڑہتی ہووے اس سے ایک تو مبیع مجہول ہو جاتا ہے
المبيع ووقوع بعض الزيت بغير ثمن او بعض الثمن بمقابلة ما لم يكن موجودا من الزيت وان شرط ان يطرح عنه
دوسری یا کچھہ تیل مفت جاتا ہے یا کچھہ ثمن بدون تیل کی مفت دینا پڑتا ہے اور اگر یہہ شرط کریں کہ جتنا وزن برتن کا ہووے
وزن الظرف يجوز لانه يوافق مقتضى العقد وما يوافق مقتضى العقد لا يفسد العقد بل يؤكده وكذا لا يجوز بيع
وتنا کم کریں تو جائز ہے اسلئے کہ مقتضاء عقد کی موافق ہے اور جو شرط موافق مقتضاء عقود کی ہو عقد کو فاسد نہیں کرتی بلکہ عقد مقرر کرتی ہے اور ایسی ہی دریا میں
السمك في الماء لانه قبل الاصطياد به غير مملوك فيكون عدم الجواز بمعنى البطلان وبعد الاصطياد له والقائه
تیرتی مچھلی کی بیع جائز نہیں ہے کیونکہ شکار کئی بغیر مملوک نہیں ہوتی پس یہہ عدم جواز بطلان کی معنوں میں ہے اور شکار کر کر جو اسکو حوض میں
في الحظيرة ان كانت الحظيرة كبيرة لا يمكن اخذه منها الا بتكلف واحتيال فهو غير مقدور التسليم فيكون عدم
چھوڑ دیں اگر وہ حوض اتنا بڑا ہووے کہ وہ مچھلی بدون تکلف اور حیلہ یعنی جال وغیرہ کی ہاتھہ نہیں آتی تو اوسکی تسلیم قابو میں نہیں ہے اب عدم
الجواز بمعنى الفساد وان كانت الحظيرة صغيرة يمكن اخذه منها بلا تكلف واحتيال يجوز بيعه لانه مقدور التسليم
جواز بیع سے فساد مراد ہوویگا اور اگر حوض اتنا چھوٹا ہے کہ بلا تکلف اور بے حیلہ مچھلی ہاتھہ آسکتی ہے تو اس صورت میں بیع جائز ہے کیونکہ حوالہ کر سکتا ہے
لكن اذا سلم الى المشتري فله خيار الرؤية وان رآه قبل ذلك في الماء لان السمك يتفاوت خارج الماء وكذا لا يجوز
لیکن جب مشتری کو دے چکا تو مشتری کو خیار رویت حاصل ہے اگرچہ پہلی پانی کی اندر دیکھہ چکا ہو اسلئے کہ مچھلی پانی سے باہر آکر متفاوت ہو جاتی ہے اور ایسی ہی
بيع الطير في الهواء لانه قبل الاخذ به غير مملوك فيكون عدم الجواز بمعنى البطلان وبعد الاخذ به وارساله
بیع اوڑتی ہوئی جانور کی جائز نہیں ہے اسلئے کہ پکڑنے سے پہلی مملوک نہیں ہوتا تو اب عدم جواز باطل کی معنوں میں ہے اور جب اوسکو پکڑ کر ہاتھہ سے پھر چھوڑ دیا
من يده ان كان لا يرجع اليه فهو غير مقدور التسليم فيكون عدم الجواز بمعنى الفساد وان كان يرجع اليه كالحمام
اگر اسکی بلائی سے نہیں آتا تو تسلیم کرنا اوسکی قابو میں نہیں ہے پس اب عدم جواز سے فاسد مراد ہے اور اگر اسکی پاس چلا آتا ہے جیسی کبوتر
يجوز بيعه لانه مقدور التسليم وكذا لا يجوز بيع اللبن في الضرع لانه مشكوك الوجود لاحتمال كونه انتفاخا فلا يكون
تو اسکی بیع جائز ہے اسلئے کہ تسلیم کر سکتا ہے اور ایسی ہی دودہ کا تھنوں کی اندر ہی دوہی بیچنا جائز نہیں ہے اسواسطی کہ اوسمیں شک ہوتا ہے شاید کہ یا کچھہ پھولا ہوا ہو پھر تو
مالا فعلى هذا يبطل البيع او لانه يزداد شيئا فشيئا والبيع لا يتناول الزيادة لعدم وجودها عند العقد فيختلط المبيع
وہ کچھہ مال نہو گا پس اب بیع باطل ہو دیگی یا اسلئے کہ دودہ تھوڑا تھوڑا بڑہتا جاتا ہے اور عقد بیع میں یہہ بڑہتی مال داخل نہیں ہوتا کیونکہ وہ عقد کی وقت موجود نہیں ہوتا پس مبیع
بغيره على وجه يتعذر تمييزه فعلى هذا يفسد البيع وكذا لا يجوز بيع الصوف على ظهر الغنم لوجهين احدهما انه متصل بالحيوان
میں بیگانہ شی ایسی مل جل گئی کہ تمیز نہیں ہو سکتی سو اب یہہ بیع فاسد ہوگی اور ایسی ہی اون کی بیع بکری کی کمر پر یعنی بغیر کترے جائز نہیں ہے دو وجہ سے ایک تو یہہ کہ اون حیوان کی
فهو له وصف محض بخلاف ما هو متصل بالشجر فانه عين مال مقصود من وجه فيجوز بيعه والوجه الثاني انه ينمو من
جسم کی ساتھہ لگی ہوئی ہے تو وہ حیوان کا نرا وصف ہی صرف ہے برخلاف اسکی جو درخت میں لگا رہتا ہے بیشک ایک وجہ سے عین مال مقصود ہوتا ہے سو اسکی بیع جائز ہے دوسری وجہ یہہ کہ
اسفله فيختلط المبيع بغيره بخلاف القوائم المتصلة بالشجر فانها تزداد من اعلاها فلا يختلط المبيع بغيره ويعلم ذلك
اون نیچے کیطرف سے بڑہتی ہے سو مبیع غیر کی مال میں مل جاتی ہے برخلاف ٹہنیوں کی جو درخت سے ملی ہوتی ہیں کیونکہ یہہ اوپر کی جانب سے بڑہتی ہیں سو مبیع غیر کی ساتھہ نہیں ملتی اور یہہ
ان الصوف على ظهر الغنم اذا خضب يبقى المخضوب بعد ايام على راسه لا في اصله واما القوائم فلو ربط خيط في اعلاها
اسطرح معلوم ہوا کہ اون کو بکری کی پیٹھہ پر اگر رنگ دیویں تو بعد چند روز کی رنگی ہوئی اوپر کی طرف ہو جاتی ہے جڑ میں نہیں رہتی اور یہی قوایم اگر اونمیں سر کی اوپر دیا گا

يبقى ذلك الخيط بعد ايام اسفل ما هو راسها الآن ولا على ملك المشتري وما يحدث من الزيادة يحدث في ملكه و
بعد چند روز کی سرسی جو اب ہی نیچی کی طرف رہ جاتا ہی اور اوپر کی جانب ملک خریدار کی ہی اور جو کچھ بڑہتا جاویگا سو اوسکی ملک میں بڑہیگا اور

كذا لا يجوز بيع جلد الميتة قبل ان يدبغ لكونه غير منتفع به لنجاسته وقد قال النبي عليه السلام لا تنتفعوا من
بیچنا مردار کی کہال کا بیچنا بدون دباغت کی جائز نہیں ہی کیونکہ ناپاکی کی سبب اوس سی نفع نہیں لی سکتی اور بیشک نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی مردار کی چمڑی کو مت برتو

الميتة باهاب وهو اسم لغير المدبوغ وبعد الدباغ يجوز بيعه والانتفاع به لطهارته بالدباغ فان قيل نجاسته
اور یہ ایسی چمڑی کو کہتی ہیں جو دباغت نہوا ہو اور دباغت کرکر بیچنا اور برتنا سب جائز ہی اسلئی کہ دباغت سی پاک ہوجاتا ہی پہر اگر کوئی اعتراض کری کہ

باتصال الدسومات به وذلك لا يمنع جواز البيع كالثوب النجس فالجواب ان الدسومات في الجلد خلقية فما لم تزل بالدباغ
نجاست تو چکنائی کی ملنی سی ہوتی ہی اس سی بیع ممتنع نہیں ہوتی جیسی ناپاک کپڑا تو جواب یہہ ہی کہ جلد میں چکنائی پیدایشی ہوتی ہی جب تک اوسکو دباغت سی

تكون كعين الجلد وبهذا الاعتبار يكون الجلد محرم العين بخلاف النجاسة في الثوب فانها ليست خلقية بل جاورته
نہ دور کرو یا عین جلد ہی اور اسی اعتبار سی چمڑی کی ذات حرام ہوتی ہی برخلاف ناپاک کپڑی کی سو یہہ پیدایشی نہیں ہوتی بلکہ کپڑی سی لگ جاتی ہی

بعد ما لم تكن متصلة به فلا تغير حكمه من جواز بيعه والانتفاع به فكما يجوز بيع جلد الميتة والانتفاع به بعد
بعد اسکی کہ وہ پاک ہوتا ہی سو اسکا حکم جواز بیع اور برتنی کا بدل نہیں سکتا پہر جیسی کہ دباغت کی بعد مردار کا چمڑا بیچنا اور برتنا جائز ہی

الدباغ كذلك يجوز بيع عظمها وقرنها وعصبها وصوفها وشعرها ووبرها والانتفاع بها اذا لم تكن عليها دسومة
ایسی ہی مردار کی ہڈیاں اور سینگ اور پٹھی اور گوسپند کی پشم اور بال اور اونٹ کی اون بیچنی اور برتنی جائز ہی جب ان پر چربی نہو وی

لانها طاهرة لا يحلها الموت لعدم الحيوة فيها بل فيها النمو كالنبات واما اذا كانت عليها دسومة فهو نجسة لا يجوز بيعها
کیونکہ یہہ سب پاک ہوتی ہیں انمیں موت کا اثر نہیں ہوتا اسلئی کہ انمیں جان نہیں ہوتی بلکہ انمیں صرف بڑھنا ہوتا ہی جیسی کہ گہانس پہونس ہاں اگر ان پر چربی ہوگی تو ناپاک ہوگی

ولا الانتفاع بها وكذا لا يجوز بيع الجذع في السقف والذراع في الثوب اذ لا يمكن تسليمه الا بضرر لا يوجبه العقد
اور نہ استعمال اور ایسی بیچنا شہتیر چہت میں چڑہی ہوئیکا اور ایک گز کا کپڑی میں سی جائز نہیں اسلئی کہ بی نقصان اوٹہائی تسلیم نہیں کرسکتا اور عقد ضرر کو نہیں

لو قلع البايع الجذع او قطع الذراع قبل ان يفسخ المشتري العقد يعود البيع صحيحا لزوال المفسد الذي هو الضرر
اور اگر بایع نی شہتیر کو اوکہاڑ لیا اور گز بہر کپڑا پہاڑ دیا کہ ابہی مشتری نی عقد کو نہیں توڑا تو یہہ بیع صحیح ہوجائیگی کیونکہ مفسد یعنی ضرر تقرر سی پہلی دفع ہوگیا

قبل تقرره هذا اذا كان الجذع معينا والثوب مما يضره التبعيض كالقميص ونحوه اذ لو لم يكن الثوب مما يضره التبعيض
یہہ اوس صورت میں ہی کہ شہتیر معین ہو اور کپڑا ایسا ہو جسکی پہاڑنی نقصان ہوتا ہو جیسی کرتہ وغیرہ اسواسطی کہ اگر کپڑا ایسا نہو جسکی پہاڑنی سی نقصان ہوتا ہو

كالكرباس يجوز البيع ولو لم يكن الجذع معينا لا يعود البيع صحيحا للجهالة فان قيل اذا باع جلد الشاة المعينة قبل
جیسی تہان تو بیع جائز ہی اور اگر شہتیر معین نہوگا تو ہی بیع جہالت کی سبب درست نہیں ہی اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ اگر ایک بکری کا چمڑا ذبح کرنی سی پہلی

الذبح لا يجوز ولو ذبح الشاة وسلخ جلدها وسلمه الى المشتري لا ينقلب البيع صحيحا وان كان الجلد عينا موجودا كالجذع
بیچڈالی تو جائز نہیں ہی پہر اگر بکری کو ذبح کرکر اور چمڑا اودہیڑ کر مشتری کی حوالہ کری تو بیع درست نہیں ہوجاتی اگرچہ چمڑا معین موجود ہی جیسی شہتیر

في السقف وكذا لو باع كرشها او اكارعها ثم ذبحها وسلم ما باع منها فالجواب ان الجلد وان كانت عينا موجودا لكنه
چہت کی اندر موجود ہی اور ایسی ہی اگر بکر کیا پیٹا اور پایہ بیچدی پہر ذبح کرکر جو بیچا تہا حوالہ کردی تو جواب یہہ ہی کہ چمڑا اگرچہ عین موجود ہی پر وہ غیر مبیع کی ساتہ

متصل بغير المبيع خلقة فيكون تابعا له فيكون العجز عن التسليم معنى اصليا لا حكميا بخلاف الجذع فانه
پیدایشی متصل ہی سو اسہی کا تابع ہی پہر تسلیم میں عجز اصلی ثابت ہی کچہہ عجز حکمی نہیں ہی برخلاف شہتیر کی کہ وہ

عين مال في نفسه وانما ثبت الاتصال بينه وبين غيره بعارض فعل العباد والعجز عن التسليم حكمي
بذات خود جداگانہ مال ہی اور غیر کی ساتہ عارضی متصل ہوگیا ہی ۔ تو یہہ آدمیوں کا کام ہی یہاں تسلیم میں حکما عجز ہی

لما فيه من افساد بناء غير مستحق بالعقد فاذا قلعه والتزم الضرر بزوال المانع فيجوز ومن باع جارية ثم
کیونکہ اسمین ایک مکان خراب ہوتا ہی جسکو عقد نہیں چاہتا جب اوسنی اوکھاڑ کر اپنا ضرر قبول کیا تو مانع جاتا رہا پس بیع جایز ہوگئی اور جو شخص لونڈی کو بیچکر

انكر بيعها لا يحل له وطيها ما لم يترك المشتري الخصومة فاذا تركها وسمع البايع انه تركها يحل له وطيها ومن
مکر جاوی تو اوس سی صحبت کرنی حلال نہیں ہی جبتک مشتری دعوی نچھوڑدی جب مشتری دعوی چھوڑدی اور بایع سن لی کہ دعوی ترک کیا تب صحبت حلال ہوگی اور جو شخص

اشترى جارية ثم انكر شراءها لا يحل للبايع ان يطأها ما لم يعزم على ترك الخصومة لان البيع لا ينفسخ بمجرد
لونڈی خریدکر مکر جاوی تو بھی بایع کو صحبت کرنی حلال نہیں ہی جبتک بایع قصد ترک خصومت کا نکری اسلئی کہ بیع مشتری کی انکار کرنی ہی نہیں

جحود المشتري ما لم يعزم البايع على ترك الخصومة فاذا عزم على تركها يتم الفسخ بتراضيهما فيحل له وطيها كما
ٹوٹ جاتی جبتک بایع دعوی نہ ترک کری پھر جب بایع نی مخاصمت ترک کی تو دونوں کی رضامندی سی فسخ کامل ہوگیا پھر صحبت حلال ہی جیسی

اذا اشترى جارية على انه بالخيار ثلثة ايام وقبضها ثم رد على البايع في ايام الخيار جارية وقال هي
کہ کسینی ایک لونڈی تین دن تک کی اختیار پر خریدکر قبضہ کرلیا پھر خیار کی مدت کی اندر اندر لونڈی بایع کو پھیر دی اور بیان کیا یہہ وہی لونڈی ہی

التي اشتريتها وقبضتها كان القول قوله لانه انكر قبض غيرها فان رضي البايع بها يحل له وطيها لان المشتري
جو مین مول لی گیا تہا تو اب اسی کا قول معتبر ہوگا اسلئی کہ دوسری لونڈی کی قبضہ کا انکار کرتا ہی پھر اگر بایع اسپر راضی ہوگیا تو اوسکو اوس سی صحبت حلال ہی اسلئی کہ

لما رد غير ما اشتراها فقد رضي بتملك البايع اياها بالاولى فاذا رضي البايع بها يتم البيع بينهما بطريق التعاطي
جب اوسنی لونڈی پھیر دی تو بایع کی ملکیت پر لونڈی کی حق مین پہلی کی بدلہ راضی ہوا پھر اگر بایع بھی اوس لونڈی پر راضی ہوا تو اون دونون مین تعاطی کی بیع ہوگئی

وكذا القصار اذا رد على صاحب الثوب ثوبا غير ثوبه ورضي به صاحب الثوب ومن اشترى شيئا مما يتسارع اليه
اور ایسی ہی دہوبی اگر کپڑی کی مالک کو بدل کر اور کپڑا اپنی ملک کا دیدیوی اور وہ راضی ہوکر لیلیوی اور اگر کسینی ایسی چیز جو جلد بگڑ کر بس بساجاتی ہو

الفساد كاللحم والسمك ونحوهما ولم يقبضه بل ذهب الى بيته ليجيء بالثمن وطال مكثه وخاف البايع ان يفسد
جیسی گوشت اور مچھلی یا ایسی اورشی مول لی اور قبضہ نکیا بلکہ اپنی گھر چلا گیا تاکہ ثمن لا دیوی اسمین دیر لگ گئی اور بایع کو یہہ خوف ہوا کہ مبیع

ذلك الشيء يجوز له ان يبيعه من غيره استحسانا وللمشتري الثاني ان يشتريه منه وان كان يعلم بذلك
بگڑ جاوی تو بایع کو استحسانا جایز ہی کہ اوسکو اور کی ہاتھ بیچ ڈالی اور اس دوسری مشتری کو بھی خریدنا جایز ہی اگرچہ پہلی بیع کو جانتا ہو

لان البايع رضي بالفسخ وكذا المشتري الاول ظاهرا ثم ان كان الثمن الثاني اكثر الاول كان عليه ان يتصدق
اسلئی کہ بایع اور ایسی پہلا مشتری بظاہر حال فسخ پر راضی ہی پھر اگر دوسری دفعہ ثمن پہلی دفعہ سی زیادہ ہاتھ آیا تو اوسکو لازم ہی کہ دتی کو خیرات کردی

بالزيادة وان كان اقل كان النقصان عليه لا على المشتري الاول ولو جاء صبي الى القاضي بفلس او خبز وطلب
اور اگر کمتر ہی تو یہہ نقصان بایع کا ہی مشتری اول پر نہیں پڑیگا اور اگر کوئی لڑکا نابالغ پیسا یا روٹی لیکر کسی دکاندار پاس آیا اور کوئی ایسی چیز

منه شيئا مما ينتفع به في البيت كالملح والاشنان ونحوهما يجوز له ان يبيعه منه وان طلب منه جوزا او فستقا
مانگی جو گھر دن مین کام آتی ہی جیسی نمک اور اشنان یا اونکی مانند تو جایز ہی کہ اوسکی ہاتھ بیچی اور اگر جوز یا پستہ

ونحو ذلك مما يشتريه الصبي لنفسه لا يبيعه منه لانه في الوجه الاول ماذون ظاهرا وفي الوجه الثاني لا ومن دفع
یا انکی مثل مانگی جو لڑکی اپنی واسطی لیا کرتی ہین تو اوسکی ہاتھ نہ بیچی اسلئی کہ پہلی صورت مین وہ لڑکا بظاہر حال ماذون ہی اور دوسری صورت مین ماذون نہین ہی اور اگر کسینی

الى خباز دراهم وقال له اشتريت منك بهذه الدراهم كذا منا من الخبز وجعل ياخذ كل يوم منه خمسة امناء
نان بائی کو دراہم حوالہ کئی اور کہا مین نی تجہسی اس نقد کی بدلہ اتنی سیر روٹی خریدی اور ہر روز بعوض ایک ایک درہم کی پانچ سیر روٹیان لینی شروع کی

بدرهم فالبيع فاسد وما ياكله ياكله بعقد فاسد فهو مكروه واما لو اعطاه دراهم ولم يقل اشتريت منك
تو بیع فاسد ہی اور جو کہاتا ہی عقد فاسد سی کہاتا ہی سو وہ مکروہ ہی ہان اگر اوسکو دراہم حوالہ کئی اور یہہ نکہا کہ مین تجہسی

كذا منا من الخبز وجعل يأخذ كل يوم منه خمسة امناء بدرهم فالبيع جائز وما يأكله حلال وان كان نيته

اتنی سیر روٹیاں مول لی جائینگی اور ہر روز اوس میں سے پانچ سیر روٹیاں ایک ایک درہم کی لینی شروع کیں تو بیع جایز ہی اور جو کہاتا ہی حلال ہی اگرچہ دراہم دیتی ہوئی

عند الدفع الشراء اذ لمجرد النية لا ينعقد البيع وانما ينعقد عند الاخذ وعند الاخذ كل من المبيع والثمن معلوم

خریدنے کی نیت ہو دی اسواسطی کہ نری نیت سی بیع نہیں ہو جاتی بیع جب ہی ہوتی ہی کہ تب لیوی اور لیتی وقت مبیع اور ثمن دونو معلوم ہین

وتصح بيع الثمر على الشجر سواء بدأ صلاحه او لم يبدأ لانه مال متقوم لكونه منتفعا به في الحال او في المآل و

اور بیع پہل درخت پر لگی ہوئی کی جایز ہی برابر ہی کہ کام کی لایق ہوا ہو یا نہیں اسلئی کہ وہ مال قیمت دار ہی اوس سی اب یا آگی کو فایدہ ہو سکتا ہی

على المشتري قطعه في الحال تفريغا لملك البايع وهذا اذا اشتراه مطلقا او بشرط القطع واما اذا اشتراه بشرط

لیکن مشتری کو لازم ہی کہ ترت توڑ کر بایع کا درخت خالی کردی اور یہہ اوس صورت مین ہی کہ مطلقا خرید کیا ہو یا توڑ لینیکی شرط کرلی ہو اور اگر درخت پر چہوڑنی کی

تركه على الشجر فيفسد البيع لانه شرط لا يقتضيه العقد وفيه نفع لاحد العاقدين اذ يحصل فيه للمشتري زيادة

شرط کرلی ہو تو بیع فاسد ہی اسلئی کہ یہہ شرط عقد سی خارج ہی اور اسمین مشتری کا فایدہ ہی اسواسطی کہ مشتری کا پہل اب خوب تیار

جودة وطراوة ولو اشتراه مطلقا وتركه على الشجر باذن البايع يطيب له الفضل وان تركه بغير اذنه يتصدق

اور تر و تازہ ہو ویگا اور اگر پہل کو مطلق خرید کر کر بایع کی اجازت سی درخت پر لگی رہنی دیا تو فضل یعنی فایدہ حلال ہی اور اگر بی اجازت درخت پر رکہا

بما زاد في ذاته لحصوله بجهة محظورة وهي حصوله بقوة الارض المغصوبة وهذا اذا تركه قبل ان يتناهى

تو جتنا فایدہ پہل کی اندر پیدا ہوا ہی وہ خیرات کردی کیونکہ بطور ممنوع حاصل ہوا ہی یعنی زمین مغصوب کی زور سی اور یہہ اس صورت مین ہی کہ پہل جتنا بڑہتا ہی اوس سی

عظمه واما اذا تركه بعد ان يتناهى عظمه فلا يتصدق بشيء منه لان هذا تغير حال من النيء الى النضج لا

پہلی خرید کر درخت پر رکہی اور اگر جتنا بڑہنا تہا بڑہ لیا پہر بی اجازت درخت پر رکہا تو اسمین سی کچہہ خیرات کرنا لازم نہیں ہی کیونکہ اب صرف تغیر حال کا ہی کچا تہا پک گیا

زيادة في جسمه فان الثمر اذا بلغ ذلك المبلغ لا يزيد فيه شيء من ملك البايع بل يكون نضجه من الشمس ولونه

کچہہ مادہ جسم کا نہیں بڑہتا کیونکہ پہل جب اپنی مقدار کو پہنچ جاتا ہی تو پہر اوسمین بایع کی ملک مین سی کچہہ نہیں بڑہتا بلکہ آفتاب کی گرمی سی پکتا ہی اور چاند کی

من القمر وطعمه من الكواكب فلا يوجد فيه الا عمل الشمس والقمر والكواكب وذلك بتقدير العزيز الحكيم

تاثیر سی رنگت پکڑتا ہی تاروں کی اثر سی مزہ دار ہوتا ہی پہر اوسمین بجز تاثیر سورج اور چاند اور تاروں کی کچہہ نہیں ہی یہہ تقدیر عزیز حکیم کی ہی

المجلس الثالث والسبعون في بيان حقيقة الربوا واحكام غوائله

تہتروین مجلس ربٰو کی حقیقت اور اوسکی انجام بد کی بیان مین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لياتين على الناس زمان لا يبقى منهم احد الا اكل الربوا فان لم ياكله اصابه من غباره وفي رواية

رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا البتہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ اونمین کوئی بی سود کہائی نہ بچیگا اگر سود نہ کہاویگا تو اوسکو سود کا غبار ہی پہنچیگا اور ایک روایت مین

من بخاره هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو هريرة وقد بين فيه ان الناس لياتي عليهم زمان يكثر

اوسکا بخار یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں مین سی ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسمین یہہ بیان ہی کہ لوگوں پر ایسا وقت آویگا جسمین سود کی کثرت ہوگی

فيه الربوا ولا يبقى فيه منهم احد لا ياكله فان لم ياكله يصيبه من غباره او بخاره والبخار ما يرتفع من الماء

اوس وقت اونمین سی کوئی سود کہائی بغیر نہ رہیگا اگر صاف نہ کہاویگا تو اوسکو سود کا غبار یا بہاپ تک پہنچی گی اور بخار وہ ہی جو پانی مین سی جوش کہاتی ہوئی

عند غليانه كالدخان والماء لا يغلي الا بالنار التي توقد تحته والربوا لكونه يوم القيمة نارا يغلي منه دماغ آكله

دہوئین کی مثال اوٹہتا ہی اور پانی کو بدون آگ کی جو اوسکی تلی دہکائی جاوی جوش نہیں آتا اور سود قیامت کی دن جو آگ بن جاویگا کہانی والی کا دماغ اوس سی

ويخرج منه بخار ناسب ان ينسب البخار اليه وكذا الغبار اذا ارتفع ينتشر في الجو فيصيب كل من كان يقرب

جوش کریگا اور اوسمین سی بہاپ نکلیگی اس مناسبت سی سود کی طرف بخار کو نسبت دی اور ایسی ہی غبار اڑ کر زمین آسمان کی درمیان مین پہیلتا ہی پہر جو نزدیک ہوتا ہی سب پر پڑتا ہی

منه فعلی هذا یکون معنی الحدیث علی ما ذکره التوربشتی ان الربوا یکثر تعاطیه فینتقل عند التعامل من ید
اسکی موافق معنی حدیث کی مطابق بیانات توربشتی کی یہہ ہین کہ سود کا لین دین بہت پہیل جاویگا پہر جب ایک ہاتہہ سی دوسری مین گیا تو منتقل ہوکر
الی ید فیختلط باموال الناس فیاکلونه من غیر قصد فیه فلا یسلم احد من اثمه وضرره وان سلم من تناوله
تمام لوگون کی مال مین ملجاویگا پہر سب اوسکو لاچار بی ارادہ کہاوینگی پہر کوئی بہی اوسکی گناہ اور ضرر سی سلامت نرہیگا اگرچہ ظاہر مین لین دین سی سلامت رہی
وتعاطیه وسبب ذلک شیوع الجهل وعدم العلم باحکام البیع والشری اذ قلما یوجد من یخبر بما اخبر به النبی علیه السلام
اور اسکا سبب یہی جہالت کا پہیلنا اور بیع اور شراء کی احکام کی بی علمی ہی اسلئی کہ ایسا شخص بہت کم ملتا ہی کہ حدیث کی معنی بتادی
ویعمل به فیجد المتدین یاکل الربوا وهو لا یعلم انه ربوا فیکون اثما لتقصیره فی امر دینه فان من یبیع ویشتری من غیر
اور اوسپر عمل کری پہر تو تو دیکہیگا کہ دیندار آدمی بی خبر سود کہارہا ہی اور نہین جانتا کہ یہہ سود ہی سو وہ ایسی گنہگار ہوتا ہی کہ دین کی باب مین تقصیر کی بیشک جو شخص مسائل
ان یتعلم احکام البیع والشری یاکل الربوا شاء ام ابی ولهذا کان عمر یطوف فی السوق ویضرب التجار بالدرة ویقول لا یبیع فی
اور احکام بیع اور شراء کی سیکہی بدون تجارت کرنی لگی تو وہ سود کہا دیگا دل چاہی یا انکار کری اور اسیہی لئی عمر رض بازار مین پہرتی اور سوداگرون کو کوڑی مارتی اور کہتی ہماری
سوقنا من لم یتفقه فی الدین ولا یاکل الربوا شاء ام ابی فعلی هذا یجب علی المؤمن ان یتعلم احکام البیع والشری حتی یمکن
بازار مین جو شخص مسائل دینی نہ جانتا ہو سودا نکیا کری نہین تو وہ سود کہاویگا دل چاہی یا انکار کری اس بیان کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ بیع شراء کی مسائل سیکہا کری
له الاحتراز عن الربوا لان الربوا حرام حرمه الله تعالی فی کتابه وشدد الامر فیه بایات من جملتها قوله تعالی الذین
تاکہ سود سی بچ سکی کیونکہ سود حرام ہی سود کو اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین حرام کرکر کئی آیات مین تشدد کیا ہی اونمین سی ایک یہہ آیت ہی جو لوگ
یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ فانه تعالی قد اخبر فی هذه الایة ان الذین
کہاتی ہین سود نہ اوٹہینگی قیامت کو مگر جسطرح اوٹہتا ہی جسکی حواس کہو دئی جن نی لپٹ کر بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین یہہ خبر دی ہی کہ جو لوگ
یاکلون الربوا لا یقومون من قبورهم اذا بعثوا الا کقیام المصروع من الجنون الذی یکون فیهم بسبب اکلهم الربوا
سود کہاتی ہین وہ قبرون مین سی جو نکالی جاوینگی تو ایسی نکلینگی جیسی مرگی مارا ہوا سڑین سی جو اونکی اندر سود کہانی سی پیدا ہوگی
فیکون قیامهم وسقوطهم کالمصروع لکن لا لاختلال عقولهم بل لان الله تعالی یربی فی بطونهم ما اکلوه من الربوا
پہر اونکا اوٹہنا اور گرنا مرگی والیکا سا ہوویگا پر اسلئی نہین کہ اونکی عقل مین فتور ہووی بلکہ اسواسطی کہ اللہ تعالی انکی پیٹ مین سود کو پرورش کریگا اونکی
فیثقلهم یصیرون کحبالی یقومون تارة ویسقطون اخری وهذه العقوبة تشملهم یوم القیمة یعرفون بها عند
بوجہہ کی مارے حاملہ کیطرح کبہی اوٹہینگی اور کبہی گرینگی اور یہہ عذاب قیامت کی دن اونکو ایسا پکڑیگا کہ اسہی سی اہل محشر کو معلوم ہوجاویگی
اهل المحشر فان کل احد من اهل الموقف یعرف انهم اکلة الربوا وقد روی انه علیه السلام قال لیلة اسری بی اتیت قوما
بیشک ہر ہر شخص اہل موقف مین سمجہہ جاویگا کہ یہہ بیاج خور ہین اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ معراج کی شب کو مین ایک قوم پر پہنچا
بطونهم کالبیوت فیها حیات وعقارب ترى من ظاهر بطونهم فقلت یا جبرئیل من هؤلاء فقال اکلة الربوا فعلی هذا
کہ اونکی پیٹ اتنی فراخ تہی جیسی گہر اونکی اندر بہت سانپ اور بچہو باہر سی نظر آتی تہی مین نی پوچہا اے جبرئیل یہہ کون لوگ ہین جواب دیا بیاج خور اس بیان کی موافق
ینبغی لمن یتجر ان یتعلم من العلم مقدار ما یحتاج الیه فی تجارته لیسلم من اکل الربوا فان الربوا من الکبائر وهو فی
تاجر کو لازم ہی کہ اتنی مسائل جنکی تجارت کی اندر حاجت پڑتی ہی ضرور سیکہہ لی تاکہ سود کہانی سی بچی کیونکہ سود لینا کبیرہ گناہ ہی اور سود
اللغة مطلق الفضل وفی الشریعة فضل خال عن عوض شرط فی احد البدلین وهو نوعان ربوا الفضل وربوا
اصل لغت مین مطلق زیادت کو کہتی ہین اور اصطلاح شرعی مین وہ زیادت جسکا بدلہ نہو احد البدلین مین مشروط ہو اور سود کی دو قسم ہین ایک سود زیادت کا
النسیئة اما ربوا الفضل فشرطه ان یکون العوضان من جنس واحد وان یکونا من جنس المکیل والموزون وان یکونا
اور ایک سود ادہار کا سو زیادت مین تو یہہ شرط ہی کہ دونو عوض ایک جنس کی ہون اور یہہ شرط کہ دونو جنس مکیل سی ہون یا جنس موزون سی اور یہہ شرط کہ دونو

مما يدخل تحت المعيار الشرعي وهو الكيل في المكيلات والوزن في الموزونات ويعبر عنهما بالقدر فعلى هذا فضل

ایسی ہوں کہ مقدار شرعی کی تلی داخل ہوں کہ وہ مکیلات میں کیل ہی اور موزونات میں وزن ہی اور ان دونو کو قدر کہتے ہیں اب اس بیان کی موافق زیادت

قفيز الشعير على قفيز بر لا يكون ربو العدم كونهما من جنس واحد وفضل ذراع على ذراع كفضل ذراعي

دو پیمانہ جو کی ایک پیمانہ گیہوں پر سود نہووینگا کیونکہ دونو ایک جنس نہیں ہیں اور زیادت گز گت کی گز گت پر جیسی زیادت دو گز کپڑی کی

ثوب على ذراع منه وفضل معدود كفضل بيضتين على بيضة لا يكون ربو العدم كونهما من جنس المكيل

ایک گز کپڑی پر اور زیادت معدود کی جیسی زیادت دو انڈوں کی ایک انڈی پر سود نہیں ہی کیونکہ یہہ دونو نہ جنس مکیل میں

او الموزون وفضل حفنتي حنطة على حفنة منها لا يكون ربو العدم دخولهما تحت المعيار الشرعي لان

اور نہ جنس موزون اور زیادت دو مٹھی گیہوں کی ایک مٹھی گیہوں پر سود نہیں ہی اسلئی کہ یہہ دونو قدر شرعی کی تلی داخل نہیں ہی

المعتبر في تقدير المكيلات في الشرع نصف الصاع لا مادونه وفضل كري بر وكري شعير على كر بر وكر

ہو اسطی کہ شرع میں تقدیر مکیلات میں معتبر آدہ صاع ہی اس سی کمتی نہیں اور زیادت دو پیمانہ گیہوں اور دو پیمانہ جو کی اوپر ایک پیمانہ گیہوں اور ایک

شعير لا يكون ربوا لان الاول وان كان فاضلا على الثاني الا انه غير خال عن العوض بصرف الجنس الى خلاف

جو کی سود نہیں ہی اسلئی کہ اول اگرچہ دوسری سی بڑہتی ہی لیکن بدلہ سی خالی نہیں ہی بسبب لگا دینی ایک جنس کی بدلہ خلاف جنس کی

الجنس فان الجنس اذا قوبل بالجنس يقابل كل جزء من احدهما بكل جزء من الاخر فان وجد في احدهما فضل يصير

کیونکہ جب ایک جنس اپنی جنس کی ساتھہ مقابل ہوتی ہی تو ہر ہر جزء ایک کا دوسری کی ہر ہر جزء کی مقابلہ ہوتاہی پہر اگر ایک جنس میں زیادت ہوتی ہی تو وہ زیادت

ذلك الفضل تاويا على مالكه فلصيانة اموال الناس عن التوى اوجب الشارع فيها المماثلة بالقدر واذا قابل

مالک سی مفت جاتی ہی سو لوگوں کا مال تلف ہونی سی بچانی کو شارع نی اوسمیں مماثلت قدر کی واجب کردی ہی اور جب ایک جنس خلاف

الجنس بغير الجنس لا يتصور مقابلة جزء بجزء حتى يتحقق التوى لان التوى انما يتحقق عند مقابلة الجنس

جنس کی مقابلہ ہووی تو پہر مقابلہ جز کا جز سی متصور نہیں تاکہ مفت جانا ثابت ہووی اسلئی کہ مفت جانا جب ہی ثابت ہوتاہی کہ جنس کا مقابلہ

بالجنس مع وجود الفضل في احدهما واما ربو النسيئة فشرطه ان يكون الجنس او القدر متحدا في العوضين

جنس سی ہو اور ایک بڑہتی ہو اور ربا سود اودہار کا سو اوسمیں یہہ شرط ہی کہ دونو عوض میں جنس یا قدر ایک ہی ہووی

لان علة الربوا عند العلماء الحنفية الكيل مع الجنس والوزن مع الجنس فاذا وجد الوصفان اي الجنس والمعنى

اسلئی کہ علت سود کی علماء حنفیہ کی نزدیک کیل مع الجنس ہی یا وزن مع الجنس ہی پس جب دونو وصف یعنی جنس اور اوسکی ساتھہ لی ہوئی معنی یعنی کیل

المضموم اليه من الكيل والوزن يحرم الفضل والنساء لوجود العلة المحرمة لهما واذا عدما يحل الفضل والنساء

اور وزن موجود ہوں تو زیادت اور اودہار دونو حرام ہوتی ہیں اسلئی کہ علت دونوں کی حرام کرنیوالی موجود ہی اور جب یہہ دونو وصف نہوں تو زیادت اور ادہار

لعدم العلة المحرمة لهما واذا وجد احدهما وعدم الاخر يحل الفضل ويحرم النساء لان جزء العلة وان

دونو حلال ہیں کیونکہ علت دونوں کی حرام کرنیوالی نہیں ہی اور جب ایک وصف ہو اور دوسرا نہو تو زیادت حلال ہی اور اودہار حرام اسلئی کہ علت کا جز اگرچہ

كان لا يوجب الحكم لكنه يورث الشبهة وهي في باب الربوا ملحقة بالحقيقة وان كانت ادنى منها فلا بد من

حکم کو پیدا نہیں کرسکتا پر شبہہ کو پیدا کرسکتا ہی اور سود کی باب میں شبہہ حقیقت کی ساتھہ شمار ہوا ہی اگرچہ شبہہ حقیقت سی کم رتبہ ہی پس

اعتبار الطرفين ففي النسيئة احد البدلين معدوم وبيع المعدوم لا يجوز فيصير هذا المعنى مرجحا لتلك

اعتبار دونو طرف کا ضروری ہی سو اودہار میں احد البدلین معدوم ہوتاہی اور بیع معدوم کی جایز نہیں ہی پہر یہہ ہی بات شبہہ کو قوی کردیتی ہی

الشبهة وفي غير النسيئة هذه الشبهة لا تعتبر لكونها ادنى من الحقيقة والحاصل ان حرمة الفضل بوجود الوصفين

اور بدون اودہار کی اس شبہہ کا کچہہ اعتبار نہیں ہی کیونکہ شبہہ حقیقت کی سامنی پی حقیقت ہوتاہی خلاصہ یہہ ہی کہ حرمت زیادت کی دونو وصف کی ہونی ہی

وحرمة النساء بوجود احدهما اما القدر او الجنس فعلی هذا الزم بیان ما کان من جنس واحد وما لم یکن من جنس واحد

اور حرمت ادھار کی ایک وصف پر یا قدر ہو یا جنس ہو اسکی موافق لازم ہوا بیان کرنا ایک جنس کا اور جو ایک جنس نہیں ہیں

فالعنب جنس واحد وان اختلفت الوانه واسماؤه وکذا الذبیب حتی لا یجوز بیع بعضها بالبعض الا متساویا وکذا

سو انگور سب ایک جنس ہیں اگرچہ اونکی رنگ اور نام جدی جدی ہوں اور ایسی ہی مویز یہاں تک کہ ایک قسم کی بیع دوسری قسم سی جایز نہیں مگر برابر برابر اور ایسی ہی

ثمار النخل کلها جنس واحد وان اختلفت انواعها حتی لا یجوز بیع بعضها بالبعض الا متساویا وکذا کل نوع من

چھوارے تمام ایک جنس ہیں اگرچہ اونکی قسمیں مختلف ہیں یہاں تک کہ ایک قسم کی بیع دوسری قسم سی سوا برابر کی جایز نہیں اور ایسی ہی پھل ہر ایک

الشجر کالکمثری وغیرہ جنس واحد لا یجوز بیع نوع منه بنوعه الا متساویا وکذا البقر والجوامیش جنس واحد لا یجوز

درخت کا جیسی امرود وغیرہ ایک ہی جنس ہی ایک قسم کی بیع دوسری نوع سی کمتی بڑھتی جایز نہیں اور ایسی ہی گای اور بھینس ایک جنس ہی ایک کا گوشت

بیع لحم احدهما بلحم الاخر الا متساویا وکذا الابل عرابها وبخاتیها جنس واحد لا یجوز بیع لحم احدهما بلحم الاخر الا متساویا

دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچنا جایز نہیں اور ایسی ہی اونٹ عربی ہو یا بختی ایک جنس ہیں ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچنا جایز نہیں

وکذا الغنم ضانها ومعزها جنس واحد لا یجوز بیع لحم احدهما بلحم الاخر الا متساویا ولحم الابل والبقر والغنم والبانها اجناس

اور ایسی ہی گوسپند میں بھیڑ اور بکری ایک جنس ہیں ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچنا جایز نہیں اور اونٹ اور گای اور بکری کا گوشت اور انکا دودھ

مختلفة وکذا الالیة واللحم وشحم البطن اجناس مختلفة وکذا الحدید والرصاص والنحاس والصفر اجناس مختلفة حتی

مختلف جنسیں ہیں اور ایسی ہی چکتی اور گوشت اور پیٹ کی چربی مختلف چیزیں ہیں اور ایسی ہی لوہا اور رانگ اور تانبا اور کانسی مختلف جنسیں ہیں یہاں تک

یجوز بیع بعض هذه الاجناس ببعض الا متساویا ومتفاضلا لا نسیئة لوجود احد جزئی العلة وهو الوزن فی

کہ بیع ہر ایک کی انہیں میں سی دوسری جنس سی برابر برابر اور کمتی بڑھتی دونو طرح جایز ہی اور ادھار نہیں جایز ہی کہ ان سب میں علت کا ایک جزء موجود ہی یعنی وزن

جمیعها والاصل فیه قوله علیه السلام الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر

اور اصل اسمیں یہہ حدیث ہی سونا بدلہ سونی کی اور چاندی بدلہ چاندی کی اور گیہوں بدلہ گیہوں کی اور جو بدلہ جو کی اور چھوارا

بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل یدا بید فمن زاد واستزاد فقد اربی الاخذ والمعطی سواء وهو حدیث مشهور تلقاه

بدلہ چھوارے کی اور نمک بدلہ نمک کی برابر برابر دست بدست پھر جس نی زیادہ دیا اور زیادہ لیا بیشک سود لیا لینی والا اور دینی والا دونو برابر ہیں اور یہہ حدیث مشہور ہی

بالقبول واتفقوا علی ان الحکم لیس مقصورا علی هذه الاشیاء الستة بل النص معلول وعلته عند الحنفیة فی الذهب

اسکو علما قبول کر کر اسپر متفق ہوئی ہیں کہ حکم انہی چھہوں اشیاء پر حصر نہیں ہی بلکہ یہہ نص معلول ہی اور اسکی علت علماء حنفیہ کی نزدیک سونی

والفضة الوزن مع الجنس فیتعدی الی کل موزون کالحدید ونحوہ وفی الاربعة الباقیة الکیل مع الجنس فیتعدی

اور چاندی میں وزن مع الجنس ہی سو اسکا اثر ہر ایک موزون میں پہنچتا ہی جیسی لوہا وغیرہ اور باقی کی چاروں میں کیل مع الجنس ہی اسکا اثر

الی کل مکیل کالجص ونحوہ لان المراد بالمثل المذکور فی الحدیث الکیل فی المکیلات والوزن فی الموزونات لما جاء

ہر مکیل میں پہنچتا ہی جیسی چونہ وغیرہ اسلئی کہ مراد لفظ مثل سی جو حدیث میں آیا ہی مکیلات میں کیل اور موزونات میں وزن ہی چنانچہ

فی روایة اخری وزنا بوزن وکیلا بکیل مکان قوله مثلا بمثل وروی الحدیث بروایتین بالنصب والرفع اما النصب

ایک اور روایت میں وزنا بوزن وکیلا بکیل آیا ہی یعنی وزن اور کیل میں برابر بجای مثلا بمثل کی اور اس حدیث کی دو روایت ہیں زبر اور پیش زبر کی صورت میں

فتقدیره بیعوا الذهب بالذهب فیکون الکلام امرا واما الرفع فتقدیره یباع الذهب بالذهب فیکون الکلام

تقدیر کلام کی یہہ ہی بیچو تم سونی کو سونی سی تو یہہ امر ہوا اور رہا پیش اس صورت میں تقدیر کلام یہہ ہی بیچا جاوی سونا سونی سی اب یہہ

خبرا وخبر الرسول امر فلما کان الامر للوجوب مع کون البیع مباحا صرف الوجوب الی رعایة المماثلة والمراد بالمماثلة

خبر ہوئی اور خبر رسول کی بجای امر کی ہوتی ہی اور چونکہ امر وجوب کی لئی ہوتا ہی اور بیع اصل میں مباح ہی تو اس وجوب کو رعایت مماثلت پر لگا دیا اور مراد مماثلت سی

المماثلة فی القدر لا فی الوصف المروی عن عبادة بن الصامت انه علیه الصلوة والسلام قال جیدها
قدر کی مماثلت ہی وصف کی مماثلت نہین ہی کیونکہ عبادہ بن الصامت سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اچہین عمدہ

ورديها سواء وكلام الرسول يفسر بعضه بعضا فكل ما ورد فيه النص من الشارع انه يباع بالكيل كالبر والشعير
اور ناقص برابر ہین اور ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کیا کرتی ہی پہر جس چیز مین شارع کی طرف سی یہہ نص آئی ہی کہ کیل سی بیچی جاوی جیسی گیہون اور جو

والتمر والملح فهو كيلي ابدا وان ترك الناس فيه الكيل وكل ما ورد فيه النص من الشارع انه يباع بالوزن كالذهب
اور چہوارے اور نمک سو وہ ہمیشہ کیلی ہی اگرچہ لوگ اوسمین کیل کو ترک کردین اور جس چیز مین شارع سی یہہ نص آئی ہی وزن سی بیچی جاوی جیسی سونا

والفضة فهو وزني ابدا وان ترك الناس فيه الوزن وكل ما لم يرد فيه النص من الشارع انه يباع بالكيل
اور چاندی سو وہ ہمیشہ کو وزنی ہی اگرچہ آدمی اوسمین وزن کرنا چہوڑدین اور جس چیز مین شارع کی طرف سی کچہہ نص نہین ہی کہ اوسکو کیل سی بیچو

او الوزن فهو محمول على عرف الناس وعاداتهم فلو بيع الحنطة بجنسها متساويا في الوزن او بيع الذهب بجنسه
یا وزن سی تو اوسکو لوگون کی رسم اور عادت پر قیاس کرینگی پہر اگر گیہون گیہون سی وزن مین برابر کرکر اور سونا سونی سی کیل مین برابر کرکر

متساويا في الكيل لا يجوز لتوهم الفضل على ما هو المعيار الشرعي في كل واحد منهما وهو الكيل في الحنطة والوزن
بیچا جاوی تو جائز نہین ہی اسلئی شاید معیار شرعی مین جو دونون کی باب مین مقرر ہی کمی زیادتی ہو اور وہ کیل ہی گیہون مین اور وزن ہی

في الذهب وكذا لو بيع الحنطة بجنسها او الذهب بجنسه مجازفة لا يجوز اذا لم يعرف العاقدان القدر في
سونی مین اور ایسی ہی اگر گیہون کو گیہون سی یا سونی کو سونی سی انکل سی بیچین تو جائز نہین ہی اگر بایع اور مشتری کو مقدار

الحنطة والذهب وان كانت في الواقع الحنطة متساوية بجنسها في الكيل والذهب متساويا بجنسه في الوزن
گیہون اور سونی کی معلوم نہو اگرچہ واقع مین گیہون گیہون سی کیل مین اور سونا سونی سی وزن مین برابر ہی ہو

لان العلم بالتساوي وقت العقد شرط لصحة العقد حتى لو تبايعا الحنطة بالحنطة والذهب بالذهب مجازفة وتقابضا
اسواسطی کہ برابری کا معلوم ہونا وقت عقد کی واسطی صحت عقد کی شرط ہی یہان تک کہ اگر دونو نی گیہون گیہون سی اور سونا سونی سی انکل کرکر بیچا اور قبضہ بہی کرلیا

ثم علما التساوي بكيل الحنطة ووزن الذهب لا ينقلب العقد جائزا فعلى هذا يكون معنى الحديث اذا بيع شئ من
پہر گیہون کیل کرنی سی اور سونا تولنی سی معلوم ہوا کہ برابر ہین تو عقد صحیح نہین ہوجاویگا اس بیان کی موافق حدیث کی معنی یہہ ہین اگر کوئی شی

الموزونات او المكيلات بجنسه يجب ان يباع وزنا بوزن وكيلا بكيل فان بيع متفاضلا يكون حراما لانه
وزنی یا کیلی ہم جنس سی بیچی جاوی تو واجب ہی کہ وزن مین اور کیل مین برابر ہو اور اگر کم وزیادہ بیچین تو حرام ہی اسواسطی کہ نبی

عليه الصلوة والسلام اخبر في هذا الحديث ان من اعطى الزيادة او اخذها فانه يدخل في الربوا والمعطي والآخذ
علیہ الصلوة والسلام نی اس حدیث مین فرمایا ہی کہ جسنی زیادہ دیا یا زیادہ لیا وہ سب سود ہی اور دینی والا اور لینی والا

سواء في الاثم واللعن الذي جاء في حديث رواه جابر انه عليه الصلوة والسلام لعن آكل الربوا وموكله وكذا يجب
گناہ اور لعنت مین دونو برابر ہین جو کہ جابر کی حدیث مین وارد ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی سود کہانیوالی پر اور کہلانی والی پر لعنت کی ہی اور ایسی ہی واجب ہی

ان يباع يدا بيد لكن المعتبر في غير الصرف مما يجري فيه الربوا تعيين البدلين في مجلس العقد لا تقابضهما فيه حتى لو
کہ ہاتہہ بہ ہاتہہ ہو لیکن سوا بیع صرف کی جن اشیا مین سود ہوسکتا ہی اونمین بدلین کا مجلس عقد مین متعین کرنا معتبر ہی طرفین کا قبضہ ضروری نہین ہی یہان تک

باع حنطة بحنطة بعينها وتفرقا قبل القبض يجوز البيع لان المراد من قوله عليه الصلوة والسلام يدا بيد عينا بعين
کہ اگر گیہون بدلہ گیہون کی متعین کرکر بیچی پہر وہ دونو قبضہ سی پہلی جدی ہوگئی تو بیع جائز ہی اسلئی کہ لفظ یدا بید سی جو حدیث مین ہی مراد عینا بعین ہی یعنی دونو متعین ہو

بدليل ان عبادة بن الصامت رواه هكذا عينا بعين بخلاف الصرف فانه نوع من البيع يكون كل واحد من عوضيه من
اس دلیل سی کہ عبادہ بن الصامت یون روایت کرتی ہین کہ عینا بعین برخلاف بیع صرف کی کیونکہ یہہ اس قسم کی بیع ہی کہ اسمین دونو عوض

جنس الاثمان وهي النقود فاذا بيع منها الجنس بجنسه كما اذا بيع الذهب بالذهب او الفضة بالفضة

جنس ثمن سے ہوتی ہیں یعنی نقود اسمیں اگر ایک جنس کو اپنی جنس سے بیچیں جیسے سونا سونے سے یا چاندی چاندی سے تو وزن میں برابر ہونا

بشرط التساوي في الوزن والتقابض قبل الافتراق بالابدان واذا بيع منها الجنس بغير جنسه كما اذا بيع الذهب

شرط ہے اور افتراق جسمانی سے پہلے قبضہ بھی شرط ہے اور اگر ایک جنس دوسری جنس سے بیچیں جیسے سونا

بالفضة او الفضة بالذهب لا يشترط التساوي في الوزن بل يجوز التفاضل والمجازفة لكن يشترط التقابض

چاندی سے یا چاندی سونے سے تو وزن میں برابر ہونا شرط نہیں بلکہ کمتی بڑھتی اور اٹکل سے بھی جائز ہے لیکن قبضہ طرفین کا

قبل الافتراق بالابدان لقوله عليه الصلوة والسلام الفضة بالفضة هاء وهاء وفي حديث اخر انه عليه الصلوة

افتراق جسمانی سے پہلے شرط ہے واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کی چاندی بعوض چاندی کی ادہر لی ادہر دی اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ

والسلام قال الذهب بالورق هاء وهاء وهو بالمد وفتح الهمزة صوت بمعنى خذ والمراد به التقابض قبل الافتراق

والسلام نے فرمایا سونا بعوض چاندی کی ادہر لی ادہر دی اور ہا/ مد اور ہمزہ کی زبر سے آواز ہے بمعنی لی اس سے مراد ہے دونو کا قبضہ جسمانی افتراق سے

بالابدان لان المعنى ان كل واحد من المتعاقدين يقول لصاحبه هاء فيتقابضان قبل الافتراق بالابدان وان

پہلے کیونکہ معنی یہہ ہیں کہ بایع اور مشتری ہر ایک دوسرے سے کہے لے تاکہ دونو کا قبضہ افتراق بدنی سے پہلے ہوجادے اور اگر

كانا يمشيان معا في جهة واحدة حتى لو مشيا فرسخا ثم تقابضا قبل الافتراق يصح لقول ابن عمر رضي الله عنه

وہ دونو ایک طرف کو ہمراہ چلی جاتی ہوں یہاں تک کہ اگر کوس بھر جاکر پھر قبضہ کریں افتراق سے پہلے تو درست ہے کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے

وان وثب من سطح فثب معه وليس المراد من هذا الكلام الامر بالوثبة المهلكة بل المراد منه المبالغة في ترك

اگر وہ چھت سے کود پڑے تو یہہ بھی اوسکی ساتھ کود پڑ اور اس کلام سے مراد کود پڑنی کا حکم نہیں ہے جو ہلاک کردیتا ہے بلکہ مراد مبالغہ ہے کہ قبضہ سے پہلے ساتھ ہرگز

الافتراق قبل القبض ولا يشترط وجود العوضين في ملكهما وقت العقد حتى لو باع احدهما من الاخر دينارا

نچھوڑے اور یہہ شرط نہیں ہے کہ عقد کی وقت دونو عوض طرفین کی ملک میں ہوں یہاں تک کہ اگر ایک نے دوسری کی ہاتھ ایک دینار

بعشرة دراهم ولم يكن في ملكهما شيء من العوضين واستقرض كل منهما ما وجب عليه اداؤه من الدين

بعوض دس درہم کی بیچا اور نہ ایک پاس دینار ہے اور نہ دوسرے پاس دراہم پھر دونو نے اپنا اپنا دین واجب الادا ایک نے دینار اور دوسری نے دراہم

ودفعه الى صاحبه قبل الافتراق يجوز فعلى هذا يكون من الربوا ما يفعله كثير من الناس في هذا الزمان

قرض لیکر افتراق سے پہلے ادا کردیا تو جایز ہے اس بیان کی موافق جو اکثر لوگ اس زمانے میں عمل کرتے ہیں سب سود میں داخل ہے

وهو ان احدهم يذهب الى واحد من اهل السوق فيعطيه دينارا او قرشا فيقول له اعطني به دراهم فيعطيه

یعنی ایک شخص بازار میں دکاندار پاس جاکر ایک دینار یا قرش اوسکو دیکر کہتا ہے اسکی مجھے دراہم دیدے پھر وہ اوسکو

بعضا من الدراهم او لا يعطيه شيئا بل يقول له ليس عندي دراهم فات بعد ساعة فاعطيك دراهمك فيذهب

کبھی تو تہوڑے سے دراہم دیدیتا ہے اور بعضی دفعہ کچھ بھی نہیں دیتا بلکہ اوس سے کہتا ہے اب تو دراہم میرے پاس نہیں ہیں پھر گھڑی بھر کی بعد آجانا تمہاری دراہم حوالہ کرونگا

من غير قبض جميع الدراهم وهذا باطل داخل في الربوا لوجود الافتراق قبل القبض الواجب في الصرف وعلى تقدير

پھر وہ دراہم لیے بغیر چلا جاتا ہے یہہ سب باطل سود میں داخل ہے کیونکہ افتراق قبضہ سے پہلے جو صرف میں واجب ہے ہوجاتا ہے اور بالفرض تمام دراہم پر

قبض الدراهم كلها قبل الافتراق يقبضها بالعدد لا بالوزن وهو وان كان جائزا في الدينار لعدم وجوب الوزن عند اختلاف

قبل الافتراق قبضہ بھی کرتے ہیں تو گنکر قبضہ کرتے ہیں وزن کرکر نہیں کرتے ایسا قبضہ اگرچہ دینار میں جایز ہے کیونکہ جب جنس بدل جاتی ہے تو وزن واجب نہیں .

الجنس لكن لا يجوز في القرش لوجوب الوزن عند اتحاد الجنس حتى يعلم التساوي في الوزن والظاهر ان القرش

ہوتا لیکن قرش میں جایز نہیں ہے اسلیے کہ جب جنس متحد ہووے تو وزن واجب ہوتا ہے تاکہ برابری وزن میں معلوم ہوجاوے اور ظاہر یہہ ہے کہ قرش

اکثر وزنا من الدراھم المعدودۃ فیکون ربوا وطریق الخلاص من الربوا اذا بیع بلا وزن الفضۃ الکثیرۃ بالفضۃ
دراہم معدودسی وزن مین زیادہ ہوتا ہی پہر سود ہی ہو ویگا اورحیلہ سود سی بچنی کا اگر بی وزن بڑہتی چاندی تہوڑی چاندی سی بیچین تو یہہ ہی

القلیلۃ ان یجعل فی اقلھما وزنا شیء من خلاف الجنس مما لہ قیمۃ اذ لو لم یکن لہ قیمۃ کحفنۃ من التراب لا یصح البیع
کمہ وزن مین تہوڑی چاندی کی ساتہہ کچہہ چیز قیمت دار خلاف جنس ملا دین اسلئی کہ اگر بی قیمت شی ہوگی جیسا ایک مٹہی مٹی تو بیع جایز نہوگی

واقل ما یکون قیمتہ مشروطۃ لجواز البیع فلس ثم قیمۃ الخلاف ان کانت مثل قیمۃ الزیادۃ یجوز البیع ولا یکرہ
اور کم سی کم قیمت دار شی جسمین بیع درست ہو جاوی پیسا ہی پہر اگر قیمت اوس شی مخالف کی برابر اودہر کی بڑہتی چاندی کی ہو تو بلا کراہت بیع جایز ہی

وان کانت شیئا قلیلا یجوز البیع لکن یکرہ کذا روی عن محمد فقیل لہ کیف تجدہ فی قلبک قال مثل الجبل ولو
اور اگر وہ تہوڑی ہووی تو بیع جایز ہی پر مکروہ امام محمد سی یہہ ہی روایت ہی کسی نی اونسی پوچہا تمہاری دلمین کیسی معلوم ہوتی ہی کہا جیسا پہاڑ اور اگر

بعثہ رجل الی الصیرفی مع الرسول دینارا لیصرف لہ لا یصح لوجوب التقابض قبل الافتراق بالابدان وقبض الرسول وتسلیمہ
کسی شخص صراف کی پاس رسول کی ہاتہہ دینار بہیجا تاکہ بہنا لاوی تو جایز نہین ہی کیونکہ قبضہ فراق جسمانی سی پہلی واجب ہی اور رسول کی قبضہ اور تسلیم کا

لا یعتبر فینبغی ان یوکلہ لان الوکیل یقوم مقام الموکل فیعتبر قبضہ وتسلیمہ فیوجد التقابض قبل الافتراق
کچہہ اعتبار نہین ہی اب یون لازم ہی کہ اوسکو وکیل کردی اسلئی کہ وکیل موکل کی جگہہ ہوتا ہی اوسکا دیا لیا سب معتبر ہی اب طرفین کا قبضہ افتراق جسمانی سی پہلی

بالابدان ولا یجوز التصرف فی ثمن الصرف قبل قبضہ فان من باع دینارا بعشرۃ دراھم ولم یقبض الدراھم بل
ہو جاویگا اور بیع صرف مین قبضہ سی پہلی ثمن مین تصرف جایز نہین ہی بیشک اگر کسینی ایک دینار دس دراہم کو بیچا اور دراہم پر ابہی قبضہ نہین کیا کہ دراہم کا

اشتری بھا ثوبا یفسد البیع فی الثوب لفوات القبض الواجب بالعقد حقا للہ تعالی والقیاس کان یقتضی جوازہ
ایک تہان مول لیلیا تو کپڑی کی بیع فاسد ہی کیونکہ قبضہ جو بسبب عقد کی حق اللہ واجب ہوا تہا فوت ہوگیا اور قیاس چاہتا ہی کہ جایز ہووی

لان الدراھم والدنانیر لا تتعین فینصرف العقد الی مطلقھا وانما لم یجز لان الصرف بیع ولا بد فیہ من مبیع ولیس
اسلئی کہ دراہم اور دنانیر متعین نہین ہوتی تو یہہ عقد مطلق ثمن کی طرف لگجاوی اور جایز اسواسطی نہین کہ صرف بیع ہی اسمین مبیع کا ہونا ضرور ہی اور

فیہ سوی الثمنین ولیس احدھما اولی بکونہ مبیعا من الاخر فیجعل کل واحد منھما مبیعا من وجہ وثمنا من
اسمین بجز دونو ثمن کی کچہہ نہین ہوتا اور ایک کو دوسری پر کچہہ فوقیت نہین ہی جو مبیع ٹہرایا جاوی اب لاچار ہر یک ایک وجہ سی مبیع ہی اور ایک وجہ سی ثمن

وجہ وان کان الثمنین خلقۃ والثمن فی باب الصرف مبیع من وجہ وبیع المبیع قبل القبض لا یجوز ولیس من ضرورۃ
ہی اگرچہ خلقی یعنی اصل مین دونو ثمن ہین اور ثمن باب صرف مین ایک وجہ سی مبیع ہوتا ہی اور مبیع کی بیع قبضہ سی پہلی جایز نہین ہی اور مبیع ہونی سی یہہ ضرور

کونہ مبیعا ان یکون متعینا فان المسلم فیہ لیس بمتعین مع کونہ مبیعا فی السلم یسرنا اللہ تعالی عملا موفقا
نہین ہی کہ متعین بہی ہو جاوی کیونکہ سلم مین مسلم فیہ یعنی بدہنی کی چیز مبیع ہوکر متعین نہین ہوتی الہی ہمیں اعمال موافق اپنی رضامندی کی

لرضائہ

المجلس الرابع والسبعون فی بیان حقیقۃ السلم واحکامہ وغیرہ من انواع

آسان کری جو ہترویں مجلس حقیقت بیع سلم کی بیان مین اور اوسکی احکام اور سوا اوسکی اور اقسام

العقود قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سلف فی شیء فلیسلف فی کیل معلوم ووزن معلوم
عقود کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص کسی شی مین بدہنی بدہی تو چاہئی کہ کیل معلوم ہوں اور وزن معلوم ہو

الی اجل معلوم ھذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ ابن عباس مع ذکر سببہ وھو انہ علیہ الصلوۃ والسلام
اور مدت معلوم ہو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت سی اسکی ساتہہ سبب بہی بیان کیا وہ یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام

قدم المدینۃ وھم یسلفون فی الثمار السنۃ والسنتین والثلث ای یعطون الثمن فی الحال ویشترون الثمار
مدینہ مین تشریف لائی تو وہانکی لوگ ثمر درخت مین بدہنی کیا کرتی تہی ایک سال کی اور دو سال کی اور تین سال کی یعنی ثمن اب دیدیتی اور پہل ایکسال کا یا زیادہ کا خرید

الی سنة او اکثر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اسلف فی شیء فلیسلف فی کیل معلوم ووزن معلوم
لیتی تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیع سلم کسی شی میں کرے تو چاہیے کہ بیع سلم کیل معلوم اور وزن معلوم میں مدت معلوم تک
الی اجل معلوم فانه علیه الصلوٰة والسلام امرهم ان یبینوا قدر الکیلی بالکیل وقدر الوزنی بالوزن
کرے پس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونکو فرمادیا کہ کیلی کی مقدار کیل سے کھول لیا کریں اور وزنی کی مقدار وزن سے کھول لیا کریں
اذا اشتروا شیئا منها بطریق السلف وهو بفتحتین وان کان له معنیان احدهما القرض والآخر السلم
جب ان دونوں میں سے کسی چیز میں بیع سلم کریں اور سلف کے معنی دونوں زبر سے اگرچہ دو ہیں ایک قرض اور دوسری بیع سلم
الا ان المراد به ههنا السلم الذی هو نوع من البیع ویکون المبیع فیه دینا علی البائع ویسمی المبیع مسلما فیه
پر یہاں مراد سلم ہی ہے کہ وہ ایک قسم کی بیع ہے اور اسمیں مبیع بائع کی ذمہ پر دین ہوا کرتا ہے اور مبیع کو مسلم فیہ کہتے ہیں
والبائع مسلما الیه والثمن راس المال والمشتری رب السلم ویجوز فی کل ما یعلم قدره ووصفه کالمکیلات
اور بائع کو مسلم الیہ اور ثمن کو راس المال اور مشتری کو رب السلم اور ہر ایک شی میں جسکی مقدار اور وصف معلوم ہو سکتا ہو جائز ہے جیسے اشیاء کیلی
والموزونات والمذروعات والمعدودات المتقاربة التی لا یتفاوت احادها تفاوتا فاحشا کالجوز والبیض فان
اور وزنی اور گزگت اور گنتی کی جو ایک سی ہوں اور اوسکی احاد میں فرق ظاہر نہوتا ہو جیسے جوز اور انڈے کیونکہ
الکبیر والصغیر منهما سواء لاصطلاح الناس علی اهدار التفاوت فیهما اذ لا یباع جوز بفلس وآخر بفلسین و
اسمیں بڑا اور چھوٹا برابر ہوتا ہے اسلئے کہ اس تفاوت کی چھوڑنے پر سب لوگ متفق ہیں یہہ نہیں کہ ایک جوز ایک پیسے کو بکے اور دوسرا دو پیسے کو اور
کذلک البیض بخلاف البطیخ والرمان فان احادهما متفاوتة تفاوتا فاحشا وتتفاوت احادهما فی المالیة
ایسے ہی انڈے بخلاف خربزہ اور انار کی بیشک انکی احاد میں ظاہر فرق ہوتا ہے اور انکی احاد کی مالیت مختلف ہوتی ہے
یعرف کونهما من العددی المتفاوت لا من العدد المتقارب لان الضابط فی معرفتهما تفاوت احادهما فی المالیة
معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عددی متفاوت ہیں عددی متقارب نہیں ہیں کیونکہ انکی پہچان کا یہہ ہی قاعدہ ہے کہ انکی احاد مالیت میں الگ الگ ہوں
وهذا هو المروی عن ابی یوسف ویؤیده ما روی عن ابی حنیفة ان السلم لا یجوز فی بیض النعامة لتفاوت احادها
یہہ تقریر امام ابو یوسف سے روایت ہے اور اسکی تائید ہے جو کہ روایت امام ابو حنیفہ سے ہے کہ بیع سلم شترمرغ کی انڈوں میں جایز نہیں ہے اوسکی احاد مالیت میں
فی المالیة ثم انه فی المعدودات المتقاربة کما یجوز عددا یجوز کیلا لان المقدار یعرف بالعدد تارة وبالکیل اخری
مختلف ہوتی ہیں پھر بیع سلم معدودات متقاربہ میں جیسی گنتی کرکر جایز ہے کیل سے بھی جایز ہے اسلئے کہ مقدار کبھی گنتی سے معلوم ہوتی ہے اور کبھی کیل سے
ولا یجوز فی کل ما لا یعلم قدره ووصفه کالحیوانات واطرافها ولحومها وجلودها وکذا لا یجوز فیما لا یوجد من
اور جسکی مقدار اور وصف معلوم نہوتی ہو اوسمیں سلم جایز نہیں ہے جیسے حیوانات اور اوسکی اطراف اور گوشت اور چمڑے اور ایسی ہی اوس شی میں جو عقد کی وقت سے
حین العقد الی حلول الاجل بان ینقطع عند العقد او عند حلول الاجل او فیما بینهما وحد الانقطاع ان لا یوجد
آخر مدت مقرری تک موجود نرہے جایز نہیں ایسا کہ یا عقد کی وقت نہو یا مدت گذرنے پر باقی نرہے یا ان دونوں کی بیچین ہو چکی اور انقطاع کی حد یہہ ہے کہ بازار میں جہاں وہ
فی السوق الذی یباع فیه ولا عبرة بوجوده فی البیوت لعدم امکان تحصیله بالاکتساب وتسلیمه الی صاحبه وکذا
شی بکتی ہی نہ ملے اور گھروں میں اگر ہووے تو اسکا اعتبار نہیں ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ کسی سبب سے پیدا کرکر رب السلم کی حوالہ کردے اور ایسی ہی
لا یجوز فی طعام قریة بعینها وثمرة نخلة بعینها لاحتمال الانقطاع بعروض لآفة فینتفی القدرة علی التسلیم وکذا
کسی خاص گانو کی غلہ میں اور کسی خاص درخت کی پہل میں جایز نہیں ہے شاید کہ وہ کسی آفت سے فنا ہو جاوے پھر کہانسے دے سکیگا اور ایسی ہی
لا یجوز بمکیال رجل بعینه او ذراع رجل بعینه اذا لم یعلم مقداره لان التسلیم یتاخر فیه فیحتمل ان یضیع ذلک
ایک شخص خاص کی پیمانہ سے یا کسی شخص کی گز سے جایز نہیں ہے اگر اوسکی مقدار معلوم نہو کیونکہ اس صورت میں تسلیم کو دیر لگے گی اسواسطے ممکن ہے کہ وہ پیمانہ

المكيل أو ذلك الذراع فيفضي إلى المنازعة وتحقيقه أن السلم لا يصح عند أبي حنيفة إلا بسبعة شرائط أحدها

یا وہ ذراع جاتا رہا تو جھگڑا پڑیگا حاصل یہ ہے کہ بیع سلم امام ابوحنیفہ کے نزدیک بدون سات شرطوں کی جایز نہیں ہی ایک تو

بيان جنسه كبر أو شعير وبيان نوعه كصيفي أو خريفي وبيان وصفه كجيد أو ردي وبيان قدره كعشرين

بیان جنس جیسی گیہوں یا جو اور بیان نوع جیسی صیفی یا خریفی اور بیان وصف جیسی عمدہ یا گھٹیل اور بیان مقدار جیسی بیس

كرا وثلاثين رطلا وبيان أجله وأقله شهر في الأصح وبيان رأس ماله إن كان كيليا أو وزنيا أو عدديا وبيان

پیمانہ یا تیس رطل اور بیان مدت اور مدت کم سے کم اصح روایت میں ایک مہینہ ہی اور بیان راس المال کا اگر وہ کیلی ہو یا وزنی ہو یا عددی ہو اور بیان

مكان إيفائه إن كان لحمله مؤنة يحتاج إلى ظهر وأجرة وإن لم يكن لحمله مؤنة كالمسك والعنبر يوفيه حيث

مکان کا جہاں عدہ شی ادا کی جاوی اگر اوسکی ادہر منزل میں ایسا خرچ ہوتا ہو کہ حاجت باربرداری اور مزدوری کی پڑتی ہو اور اگر اوسکی پہنچانی میں کچھ خرچ نہوتا ہو جیسی مشک اور عنبر

شاء وأما قبض رأس المال قبل الافتراق بالأبدان فليس بشرط لصحته بل هو شرط لبقائه على الصحة فإنه ينعقد

تو جہاں چاہی ادا کر دی اور قبضہ راس المال کا قبل افتراق جسمانی کی پہلی سو یہ صحت عقد کی شرط نہیں ہی بلکہ یہ شرط ہی واسطی باقی رہنی عقد کی صحت پر بیشک یہ عقد

صحيحا ثم يبطل بالافتراق قبل القبض وحد الافتراق أن يتوارى كل واحد منهما عن عين صاحبه حتى لو أسلم

صحیح ہوا کرتا ہی پہر افتراق قبل قبض سی باطل ہو جاتا ہی اور افتراق کی حد یہہ ہی کہ ہر ایک دوسری کی نظر سی چھپ جاوی یہاں تک کہ اگر کسینی بیس درہم کا

رجل عشرين درهما في كر بر ولم يكن عنده الدراهم ودخل بيته ليخرج الدراهم وتوارى عن عين صاحبه

گیہوں کی ایک پیمانہ میں عقد سلم کیا اور اوسکی پاس دراہم نہیں تہی وہ دراہم لانیکی واسطی گہر میں گیا اور مسلم الیہ کی نظر سی غائب ہو گیا

يبطل السلم وإن لم يتوار لا يبطل بل يبقى على الصحة وكذا لو سارا ميلا أو أكثر ولم يفترقا إلا بعد القبض لا يبطل

تو سلم باطل ہو جاویگی اور اگر غائب نہوا تو باطل نہو گی بلکہ درست رہیگی اور ایسی ہی اگر دونوں کوس بہر یا زیادہ چلی گئی اور بدون قبض کی جدا نہوئی تو سلم باطل نہیں ہوتی

السلم بل يبقى على الصحة ومن أسلم إلى رجل دينا له عليه وافترقا قبل النقد لا يجوز وإن نقد قبل الافتراق يجوز

بلکہ درست رہتی ہی اور اگر کسینی ایک شخص سی قرض کی بدلہ جو اوسکی ذمہ آتا تہا بیع سلم کی اور پرکہہ دینی سی پہلی جدا ہو گئی تو جایز نہیں ہی اور اگر افتراق سی پہلی پرکہہ دی

ولا يجوز التصرف في رأس المال والمسلم فيه قبل القبض أما عدم جواز التصرف في رأس المال فلأن فيه تفويت القبض

تو جایز ہی اور راس المال اور مسلم فیہ میں قبضہ سی پہلی تصرف جایز نہیں ہی راس المال میں تو تصرف اسواسطی جایز نہیں ہی کہ اسمیں قبضہ فوت ہوتا ہی جو

الواجب بالعقد وأما عدم جواز التصرف في المسلم فيه فلأنه مبيع والتصرف فيه قبل القبض لا يجوز وكذا لا يجوز فيه

عقد سی واجب ہوا تہا اور مسلم فیہ میں تصرف اسواسطی جایز نہیں ہی کہ وہ مبیع ہی اور مبیع میں تصرف قبضہ سی پہلی جایز نہیں ہی اور ایسی ہی مسلم فیہ میں

قبل القبض الشركة والتولية ونحوهما لأنه تصرف فيه قبل القبض فصورة الشركة أن يقول رب السلم لرجل أعطني نصف

قبضہ سی پہلی نہ شرکت جایز ہی اور نہ تولیہ وغیرہ کیونکہ یہہ سب قبل القبض تصرف ہی پس شرکت کی صورت یہہ ہی کہ رب السلم کسی سی یہہ پیش کری مجہکو آدہا راس المال

رأس المال ليكون نصف المسلم فيه لك وصورة التولية أن يقول رب السلم لرجل أعطني جميع رأس المال ليكون

دیدی آدہا مسلم فیہ تیرا ہو گا اور تولیہ کی صورت یہہ ہی کہ رب السلم کسیکو کہی تمام راس المال مجہکو دیدی تمام مسلم فیہ تیرا ہو گا

جميع المسلم فيه لك ومن أسلم في كر بر فلما حل الأجل اشترى المسلم إليه من رجل كر بر وأمر رب السلم أن يقبضه

اور اگر کسینی گیہوں کی پیمانہ میں سلم کی پہر جب مدت گزر چکی ہوئی تو مسلم الیہ نی کسی شخص سی پیمانہ گیہوں کا مول لیکر رب السلم سی کہا کہ اوس سی گیہوں اپنی حق کی

قضاء لحقه وقبضه لا يكون قضاء لحقه حتى لو هلك المقبوض في يد رب السلم يهلك من مال المسلم إليه ولو

لیلی اور اوسنی لیلی تو اوسکا حق یعنی مسلم فیہ ادا نہو گا یہاں تک کہ اگر وہ مقبوض رب السلم کی قبضہ میں تلف ہو جاوی تو مسلم الیہ کا جاویگا اور اگر اوسکو

أمره أن يقبضه له ثم لنفسه فاكتاله له ثم لنفسه يجوز لاجتماع الصفقتين بشرط الكيل فلا بد من الكيل مرتين

یوں کہی کہ وہ گیہوں پہلی میری لئی قبضہ کر پہر اپنی لئی پہر اوسنی پہلی اوسکی لئی کیل کئی پہر اپنی لئی کیل کئی تو جایز ہی بسبب جمع ہو جانی دو عقد کی بشرط کیل کی سو دو دفعہ کیل کرنا ضرور چاہی

لنهي النبي عليه الصلوة والسلام عن بيع الطعام حتى يجري فيه صاعان ومن اسلم في كر بر فلما حل الاجل دفع
كيونكه نبي عليه السلام نے غله كى بيچنى سے منع كيا ہے جبتك اسمين دوبار پيمانه جارى نهو وے اور اگر كسى نے گيہون كى پيمانه مين سلم كى جب مدت گذر گئى

الى المسلم اليه غرائر وامره ان يكيل المسلم فيه فيها ففعل وهو غائب ولم يكن في الغرائر من جنس المسلم فيه شيء لا يكون
تو اوسنے مسلم اليه كو گون يا تهيلى ديكر كہا كه مسلم فيه يعنى مبيع اسمين ناپ دے يا مسلم اليه نے اوسكى غيبت مين كيل كركے بهر دى اور حال يہ ہے كه اون گون مين مسلم فيه كى جنس كا كچهه نہين ہے

قضاء حتى لو هلك يهلك من مال المسلم اليه لان امره لم يصادف ملكه لكون حقه في الدين لا في العين ويصير
تو يہ ادا نہوگا يہانتك كه اگر تلف ہو جاوين تو مسلم اليه كا مال تلف ہوگا اسليے كه اوسكا امر اوسكى ملك سے متصل نہين ہوا كيونكه اوسكا حق تو ابهى دين مين ہے عين مين نہين ہے اور صورت

المسلم اليه كانه استعار الغرائر وجعل ملكه فيها ولو اجتمع الدين والعين بان اسلم رجل في كر بر فلما حل
يون ہوجاتى ہے كه گويا مسلم اليه نے تهيلے عاريت مانگ كر اپنا مال اوسمين بهر ديا اور اگر دين اور عين جمع ہو جاوين اسطور كه كسى شخص نے پيمانه گيہون مين بيع سلم كى جب مدت تمام ہوئى

الاجل اشترى من المسلم اليه كرا اخر معينا ودفع اليه غرائر ليجعل فيها الكر العين والكر الدين فانه ان جعل العين
تو رب السلم نے مسلم اليه سے ايك اور پيمانه گيہون كا خريد كر اوسكو تهيلے ديديا كه اوسمين يہ گيہون حال كى خريد اور گيہون مسلم فيه بهر دوے اب مسلم اليه نے اگر گيہون خريد حال كى

فيها اولا يصير المشتري قابضا لهما جميعا اما العين فلصحة امره فيه لمصادفته ملكه لانه ملكه بالشراء فيكون
اوسمين پہلى بهر دى تو مشترى يعنى رب السلم دونو كا قابض ايكدم سے ہوگيا عين كا تو اسلئے كه اسمين اوسكا حكم درست ہے كه اوسكى ملك مين واقع ہوا ہے كيونكه خريد كر مالك ہو چكا ہے

فعل المأمور كفعل الامر واما الدين فلاتصاله بملكه برضاه وبالاتصال بالملك بالرضى يثبت القبض وان جعل
اب عمل مامور كا بجاى عمل آمر كى ہے اور رہا دين يعنى مسلم فيه سو اسليے قابض ہوا كه رضا سے اوسكى ملك مين مل گيا اور رضامندى كى ساتهه ملك مين ملجانى سے قبضه ثابت ہوتا ہى اور اگر

الدين فيها اولا لا يصير المشتري قابضا لشيء منهما اما الدين فلعدم صحة امره فيه لعدم مصادفته ملكه لان حقه
مسلم اليه نے مسلم فيه كو پہلى بهر ديا تو مشترى يعنى رب السلم دونو كا قابض نہين ہوويگا دين يعنى مسلم فيه كا اسلئے كه اسمين اوسكا كہنا درست نہين ہے كيونكه اوسكى ملك نہين ہے اسلئے كه اوسكا

في الدين لا في العين وهذا عين فيكون المأمور بجعله في الغرائر متصرفا في ملك نفسه فلا يكون فعله كفعل الامر
حق دين مين ہے عين مين نہين ہے اور يہ عين ہے اب مامور يعنى مسلم اليه نے جو گيہون گون مين بهر دئے ہين تو اپنى ملك مين تصرف كيا ہے سو اسكا كيا مانند آمر كى كئى كى نہين ہے

واما العين فلانه خلطه بملكه قبل التسليم وهو استهلاك عند ابي حنيفة فينفسخ البيع وههنا نوع اخر من البيع
اور رہا عين سو اسلئى كه بائع نے تسليم سے پہلى اپنى ملك مين ملا دئى ہين اور يہ امام ابو حنيفه كى نزديك ہلاك كر دينا ہے سو بيع فسخ ہو جاويگى اور يہان ايك اور قسم كى بيع ہے

يسمى استصناعا وهو ان يقول رجل لصانع اصنع لي من مالك شيئا صورته كذا وقدره كذا بكذا درهما بلا ذكر
جسكو استصناع كہتے ہين وہ يہ ہے كه ايك شخص كاريگر سے كہے ميرى لئے اپنى مال مين سے فلانى چيز اس صورت كى اور اتنى بڑى اتنى قيمت كو بنا دے مدت كا كچهه ذكر نہين كيا

اجل معلوم فان كان ذلك الشيء مما جرى فيه التعامل كالخف والطشت والقمقمة ونحوها يصح استحسانا
پهر اگر وہ ايسى شئى ہوائى جسمين لوگون كا عمل در آمد رواج پڑ رہا ہے جيسى موزه اور لگن اور قمقمه وغيره تو استحسانا درست ہے

للاجماع الثابت بالتعامل من زمن النبي عليه السلام الى يومنا هذا ويكون بيعا لا عدة حتى يجبر الصانع على فعله
كيونكه رواج كى سبب نبي عليه السلام كى عہد سے آج تك اجماع چلا آتا ہے اور يہ بيع ہى ہوتى ہے كچهه وعده نہين ہے يہان تك كه كاريگر بنانى كى لئى زور كيا جاويگا

ولا يرجع الامر عنه ولو كان عدة لكان للامر الرجوع ولم يكن على الصانع الجبر والمبيع هو العين لا عمل حتى لو جاء بما
اور سائى دينى والا پهر نہين سكتا اگر وعده ہى ہوتا تو سائى والا پهر جا سكتا اور كاريگر پر زور نچلتا اور مبيع وه شئى يعنى موزه وغيره ہوتى ہے عمل نہين ہوتا يہانتك كه اگر وه

صنعه قبل العقد او صنعه غيره يصح ولو كان المبيع عمله لما صح ولا يتعين المبيع للامر بلا اختياره حتى يصح
عقد سے پہلى كا بنا ہوا يا اور كاريگر كى ہاتهه كا ديوى تو جائز ہے اور اگر مبيع عمل ہى ہوتا تو كيونكر جائز ہوتا اور مبيع بغير آمر كى پسند كى معين نہين ہو جاتى يہان تك كه

للصانع بيعه قبل رؤية الامر ولو تعين لما صح بيعه وللامر الخيار عند الرؤية لانه اشترى ما لم يره فيكون له خيار
كاريگر كو اختيار ہے كه آمر كى ديكهنى سے پہلى جسكو چاہى تو بيچدے اور اگر اوسكى ہو چكتى تو بيع ہرگز نه جائز ہوتى اور سائى والى كو ديكهنى پر اختيار ہى كيونكه بن ديكهى خريدا ہے

الرؤية وان لم يكن ذلك الشيء ما جرى فيه التعامل كالثياب ونحوها لا يصح الا اذا ذكر فيه اجل معلوم وبين
رویت حاصل ہی اور اگر وہ شئ ایسی نہیں ہی جسمین لوگون کا عمل درآمد اور رواج ہو جیسی کپڑا وغیرہ تو جایز نہین ہی جبتک کہ اوسمین مدت نہ ٹہری اور ساتون شرطین سلم کی

شرائط السلم فحينئذ يصح بطريق السلم لا بطريق الاستصناع ثم لما كان احد معنى السلف القرض ناسب بيانه
نہ بیان ہون سواسکی بطور بیع سلم کی جایز ہوگی بطور استصناع کی نہین پہر چونکہ ایک معنی سلف کی قرض کی تہی تو بیان اسکا بہی بیان مناسب معلوم ہوا

ههنا وان لم يكن مرادا به لان الشرع قد اذن فيه واجمع الامة على جوازه وهو ما تعطيه غيرك من المال لتقضاه
اگرچہ مراد نہین ہی کیونکہ شرع نی اسمین اجازت دی ہی اور اسکی جواز پر امت کا اجماع ہی اور قرض یہہ ہی کہ تو اپنا مال غیر کو دیوی تا کہ وہ اوسکو پہر ادا کری

ويجري في كل كيلي ووزني وعددي متقارب لا فيما كان متفاوتا كالحيوان والثوب والخشب والاصل فيه ان
اور قرض ہر ایک کیلی اور وزنی اور عددی متقارب مین جایز ہی عددی متفاوت مین جایز نہین ہی جیسی حیوان اور کپڑا اور لکڑی اور قاعدہ کلیہ یہہ ہی

كل ما كان من ذوات الامثال ويكون عند الاستهلاك مضمونا بالمثل لا بالقيمة يجوز استقراضه وكل ما لم يكن
کہ جو شئ ذوات الامثال سی ہی اور ہلاک ہونی پر اوسکا ضمان بالمثل ہوتا ہی ضمان بالقیمت نہین ہوتا تو اوسکا قرض لینا جایز ہی اور جو شئ

من ذوات الامثال ولا يكون عند الاستهلاك مضمونا بالمثل بل بالقيمة لا يجوز استقراضه حتى لو استقرض
ذوات الامثال سی نہین ہی اور ہلاک ہونی پہ ضمان بالمثل نہین آتا بلکہ ضمان بالقیمۃ آتا ہی تو اوسکا قرض لینا جایز نہین ہی یہان تک کہ اگر کسی شخص نی

رجل من اخر عبدا او حيوانا اخر فقضى به دينه يضمن قيمته لان قرض الحيوان فاسد والقرض الفاسد
دوسری سی غلام یا اور حیوان اودہار لیکر اپنا قرض ادا کیا تو اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا اسواسطی کہ حیوان کا قرض لینا فاسد ہی اور قرض فاسد قبضہ کی وجہ

يفيد الملك بالقبض ويكون عند الاستهلاك مضمونا بالقيمة كالبيع الفاسد ومن دفع الى غيره مالا و
ملک مین آجاتا ہی اور ہلاک ہونی پر اوسکی قیمت ذمہ پر آجاتی ہی جیسی بیع فاسد مین اور اگر کسینی دوسری کو مال دیکر

قال له خذ هذا المال واصرفه الى حوائجك يكون ذلك المال قرضا لا هبة لان هذا القول وان كان
کہا یہہ مال لی اور اپنی کاروبار مین لگالی تو یہہ مال قرض ہو ویگا ہبہ نہین ہو ویگا اسلئی کہ اس قول مین اگرچہ

يحتملهما الا ان الثابت به لا يكون هبة بل يكون قرضا لكونه ادناهما ولو دفع اليه ثوبا وقال له اكتس به
دونو امر ہو سکتی ہین پر اس سی ہبہ بالخصوص ثابت نہین ہوتا بلکہ قرض ثابت ہوتا ہی کیونکہ قرض دونو مین کمتر ہی اور اگر کپڑا دیکر کہا کہ لی اس سی کوڑا اوڑہا یا کر

لا يكون قرضا لكون قرض الثوب فاسدا بل يكون هبة تصحيحا لتصرفه ومن اخذ من القصاب لحما
تو قرض نہین ہوگا کیونکہ کپڑیکا اودہار فاسد ہی بلکہ ہبہ ہو ویگا تا کہ اوسکا تصرف درست رہی اور اگر کسینی قصائی سی گوشت لیا

ولم يذكر انه قرض او شراء يكون قرضا فاسدا يملكه بالقبض ولا يحل له اكله وذكر في المنتقى ان اللحم
اور یہہ نہ کہا کہ اودہار لیتا ہون یا مول تو یہہ قرض فاسد ہوگا قبضہ کی بعد مالک ہو جاویگا اور کہانا حلال نہوگا اور منتقی مین مذکور ہی کہ گوشت کا

يجوز استقراضه وزنا عند اصحابنا وذلك لانه على ما ذكر في نوادر ابن رستم عن محمد مثلي يضمن بالمثل
قرض لینا وزنا ہماری اصحاب کی نزدیک جایز ہی اسلئی کہ گوشت موافق بیان نوادر ابن رستم کی امام محمد سی مثلی ہی اسکا ضمان بالمثل ہی

وذكر في الجامع الكبير انه يضمن بالقيمة وقال الاسبيجابي هذا محمول على ما اذا انقطع عن ايدي الناس
اور جامع کبیر مین مذکور ہی کہ گوشت کا ضمان بالقیمۃ آتا ہی اور اسبیجابی کہتا ہی کہ ضمان بالقیمۃ اسصورت مین ہی کہ لوگون کی قابو مین نرہی

وفي شرح الطحاوي ان كل موزون مثلي وهذا يقتضي ان يكون اللحم مثليا وكذا يقتضي ان يكون العنب والغزل
اور شرح طحاوی مین ہی کہ وزنی چیزین سب مثلی ہین اس سی لازم آتا ہی کہ گوشت مثلی ہووی اور ایسی ہی لازم آتا ہی کہ انگور اور سوت

مثليا ويجوز استقراض الكاغذ عددا لانه عددي متقارب ومن اتلف دبس غيره يضمن قيمته لان
مثلی ہووی اور اودہار کرنا کاغذ کا گنکر جایز ہی اسلئی کہ عددی متقارب ہی اور اگر کسینی بیگانہ شیرہ خرما وغیرہ تلف کردیا تو قیمت دیویگا اسلئی

ما كان

ان لا یجوز ما کان من صنع العباد لا یمکنهم مراعات المماثلة فیه لتفاوتهم فی الحذاقة فعلی هذا کان ینبغی

کہ جو چیز آدمیوں کی بنائی ہوئی ہوتی ہے اوسمین مماثلت ممکن نہیں ہے کیونکہ کاریگری مین سب مختلف ہوتی ہین اس تقریر کی موافق چاہیے کہ کاغذ کا

استقراضه لکن قیل یجوز استقراضه لکونه مثلیا علی قولهما والعصیر مثلی وکذا ذا صار دبسا بغیر نار

قرض لینا جایز نہووی لیکن کہتی ہین کہ قرض لینا جایز ہی کیونکہ صاحبین کی قول پر مثلی ہی اور شیرہ انگور کا مثلی ہی اور ایسی ہی بغیر آگ کی شیرہ شراب ہو جاوی

والدقیق والخبز قیمی فعلی هذا کان ینبغی ان لا یجوز استقراضهما لکن ذکر فی فتاوی قاضیخان ان استقراض الدقیق

اور آٹا اور روٹی قیمتی ہی اسکی موافق یون چاہیے تہا کہ انکا اودہار لینا جایز نہوتا پر فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی کہ اودہار لینا آٹی کا

یجوز وزنا وکیلا وکذا یجوز استقراض الخبز وزنا وعددا عند محمد وعند ابی یوسف یجوز وزنا لا عددا وعلیه

وزن یا کیل کرکر جایز ہی اور ایسی ہی اودہار لینا روٹی کا وزن سی یا گنکر امام محمد کی نزدیک جایز ہی اور امام ابو یوسف کی نزدیک وزن کرکر تو جایز ہی گنکر

الفتوی ولو استقرض جماعة من رجل دراهم وامروه ان یدفعها الی واحد منهم ودفعها الیه لیس له ان یطلب منه

اور اسیپر فتوی ہی اور اگر ایک جماعت نی ملکر ایک شخص سی دراہم قرض مانگی اور سب نی کہا کہ ہم مین سی فلانی شخص کو دیدینا اور اوسنی اوسکی حوالہ کئی اب اوسکو اختیار نہین

الا حصته فقط والتوکیل بقبض القرض صحیح کما اذا قال رجل لاخر اقرضنی کذا درهما ثم وکل رجلا بقبضه یصح

کہ اوس فلانی سی سوای اوسکی حصہ کی طلب کری اور وکالت واسطی قبضہ قرض کی درست ہی جیسی کوئی شخص کسی سی کہی مجھکو اتنی درہم قرض دیدی پھر کسیکو اوسکی قبضہ کی لئی وکیل کری

ولا یصح التوکیل بالاستقراض حتی لا یثبت الملك للموکل فیما استقرض له لانه تفویض التصرف فی ملك الغیر

اور قرض لینی مین وکیل کرنا صحیح نہین ہی یہان تک کہ جو قرض اوسکی لئی لیگا اوسمین موکل کی ملک ثابت نہوگی اسواسطی کہ غیر کی ملک مین تصرف کا حوالہ کرنا ہی

فلا یجوز بخلاف الرسالة فانها صحیحة اذ لیس فیها تفویض التصرف لکون الرسول سفیرا محضا لانه یقول ارسلنی

سو جایز نہین ہی برخلاف رسالت کی رسالت صحیح ہی کیونکہ اسمین حوالہ کرنا تصرف کا غیر کی ملک مین نہین ہی اسلئی کہ رسول صرف واسطہ ہوتا ہی کیونکہ جاکر یہہ ہی کہیگا

الیك فلان ویستقرض منك کذا فحینئذ یثبت الملك للمرسل والتوکیل بالاقراض صحیح لانه تفویض التصرف فی

مجھکو فلانی نی تیری پاس بھیجا ہی اتنی درہم مجھسی قرض مانگتا ہی اب ملک بھیجنی والی کی ثابت ہوگی اور وکالت قرض دینی مین درست ہی اسواسطی کہ اپنی ملک مین تصرف

ملك نفسه ومن کان له علی اخر حنطة وباعها منه بدراهم الی اجل لا یجوز لانه بیع الدین بالدین وقد نهی

اوسکی حوالہ کرتا ہی اور اگر کسیکی گیہون دوسری کی ذمہ آتی ہون اور وہ اوسکی ہاتہہ ایکمدت پر بیچڈالی تو جایز نہین ہی کیونکہ یہہ بیع دین کی دین سی ہی اور اس سی بیشک

النبی علیه السلام وطریق الجواز ان یشتری بها منه ثوبا ویقبضه ثم یبیعه منه بدراهم الی اجل وهذا

نبی علیہ السلام نی منع کیا ہی اور حیلہ جواز کا یون ہی کہ اوس سی بعوض گیہون کی کپڑا خرید کر قبضہ کرلی پہر وہ کپڑا اوسکی ہاتہہ بعوض درہم کی مدت پر بیچڈالی اور

مما یجب حفظه فی هذا الزمان لان بعض الناس یستقرض حنطة او شعیرا وغیر ذلك مما یجوز استقراضه

اس زمانہ مین اسکی حفاظت واجب ہی اس لئی کہ بعضی آدمی گیہون یا جو وغیرہ جو بطور استقراض کی لینا درست ہی قرض لیکر کہا جاتی ہین

ویتلفها ثم یطالبه المالك بها ویعجز عن ادائها ویشتریها منه بدراهم الی اجل وهو فاسد لا یجوز ثم ینبغی ان یعلم

پہر مالک مانگتا ہی تو ادا نہین کرسکتی اور اوسکو مدت پر بدلہ دراہم کی خرید لیتا ہی یہہ بیع فاسد ہی جایز نہین ہی اور یاد رکہنی کی بات ہی

ان کل دین حال اذا اجله صاحبه یصیر ذلك الدین مؤجلا ویکون تاجیله لازما الا القرض فان تاجیله

جو دین بلا مدت ہووی اگر مالک اوسمین مدت ٹہرادی تو وہ دین مؤجل ہی اور مدت لازم ہو جاتی ہی بجز قرض کی کہ اسمین مدت

لا یکون لازما بل یجوز للمقرض طلبه متی شاء لانه فی الابتداء اعارة وبهذا الاعتبار لا یلزم فیه التاجیل لکونه

لازم نہین ہو جاتی بلکہ قرض خواہ کو جایز ہی جب چاہی مانگ لی کیونکہ قرض ابتدا مین عاریت ہوتی ہی اس اعتبار سی اسمین مدت نہین ہوتی اسلئی

من التبرعات ولا جبر فیها کما فی الاعارة وفی الانتهاء معاوضة وبهذا الاعتبار لا یصح فیه التاجیل لکونه

کہ صرف احسان ہی احسان مین کچہہ زور نہین ہی جیسی عاریت مین اور آخر کو ادلا بدلا ہو جاتا ہی اور اس اعتبار سی اسمین مدت درست نہین کیا اسلئی

بیع الدراهم بالدراهم نسیئة وهو ربوا وهذا یقتضی ان لا یجوز القرض وانما جوّز نظرا الی ابتدائه لکن بلا
کہ یہہ بیچ درہم کی درہم سی ادہار ہوتی ہی اور بیہہ سود ہوتاہی اور اس سی لازم آتاہی کہ قرض بہی جایز نہو سو جایز صرف بلحاظ ابتدا کی ہی لیکن
لزوم الاجل فیه ولو اراد ان یکون الاجل لازما فیه فطریقه ان یحیل المستقرض المقرض علی رجل بدینه علیه فیؤجل
اسمین مدت لازم نہین ہی اور اگر اسمین مدت کی ضرورت پڑی تو یون کری کہ قرضدار قرضخواہ کو کسی اور پر حوالہ کردی اب قرضخواہ
المقرض ذلك الرجل مدة معلومة فحینئذ یکون الاجل لازما حتی لا یکون للمقرض ان یطالب ذلك الرجل قبل تمام
اوسکی لئی مدت معین مقرر کردی اب مدت لازم ہوجاویگی یہان تک کہ قرضخواہ کو اختیار نہین ہی کہ اوس شخص سی اتمام مدت سی
تلك المدة

المجلس الخامس والسبعون فی بیان السوال الحرام والوعید فیه وفی ای موضع

پہلی مانگی
پچہترون مجلس سوال حرام کی بیان مین اور اسمین کیا وعید ہی اور کس موقع پر

یجوز قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما یزال الرجل یسئل الناس حتی یاتی یوم القیمة لیس فی وجهه
جایز ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا آدمی ہمیشہ سوال کرتا رہتاہی آخر قیامت کو آویگا اوسکی چہری پر گوشت
مزعة لحم هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابن عمر والمزعة بضم المیم وسکون الزاء المعجمة وبالعین المهملة
نہین ہوگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی ابن عمر کی روایت سی اور مزعہ میم کی پیش اور زاء نقطہ دار کی سکون اور عین بی نقطہ سی
قطعة لحم والمراد بعدمها یوم القیمة فی وجه السائل ما یلحقه فی الاخرة من الفضاحة والهوان لان السوال
گوشت کی ٹکڑی کو کہتی ہین اور قیامت کی دن سائل کی منہہ پر گوشت نہونی سی یہہ مراد ہی کہ آخرت مین وہ نہایت فضیحت اور خوار ہوویگا اسلئی کہ سوال اصل مین
حرام فی الاصل ولا یباح الا عند الضرورة وانما کان الاصل فیه الحرمة لانه لا ینفك عن عدة امور محرمة
حرام ہی اور بدون ضرورت کی مباح نہین ہی اور سوال اصل مین حرام اسواسطی ہی کہ سوال بدون کئی حرام باتون کی نہین ہوسکتا
الاول اظهار الشکوی من الله تعالی فکما ان العبد المملوك اذا سئل یکون سواله شنیعا علی مولاه فکذلك
اول یہہ کہ اللہ تعالی کی شکایت ظاہر کرنی سو جیسی غلام مملوک اگر بہیک مانگنی لگی تو اوسکا مانگنا مولی پر دشوار گذرتاہی ایسی ہی
سوال العبد یکون شنیعا علی الله تعالی وهذا یقتضی ان یحرم السوال ولا یحل الا عند الضرورة والثانی اذلال
بندہ کا سوال اللہ کو برا لگتاہی اس سی لازم آتاہی کہ سوال حرام ہو اور بلا ضرورت کبہی حلال نہووی جیسی مردار کہانا بلا ضرورت حلال نہین دوسرا اور ذ
نفسه لغیر الله تعالی ولیس للمؤمن ان یذل نفسه لغیر الله تعالی بل الواجب علیه ان یذل نفسه لله تعالی
اپنی تئین سوا اللہ تعالی کی اور کی سامنی خوار کرنا اور مؤمن کو نہین چاہی کہ آپ کو غیر اللہ کی سامنی ذلیل کری بلکہ واجب یہہ ہی کہ اپنی جان کو خدا کی سامنی خوار کری
اذ فیه عزه وشرفه فی الدنیا وفی الاخرة والثالث ایذاء المسئول غالبا لانه ربما لا یسمع نفسه بالبذل ویستحیی
کیونکہ اسمین دنیا اور آخرت کی عزت اور شرافت ہی اور تیسری مسؤل کو اکثر حال مین ستانا اسلئی کہ بعضی اوقات دینی کو دل نہین چاہتا اور حیا آتی ہی
ان یری بالمنع فی صورة البخلاء ففی البذل نقصان ماله وفی المنع نقصان جاهه وبکل منهما یحصل له الایذاء
کہ ندینی سی بخیل کی صورت بنتاہی سو دینی مین تو مال کا نقصان ہی اور ندینی مین عزت کا نقصان اور دونوبات سی رنجیدہ ہوتاہی اور ایذا آوہتاتاہی
والایذاء حرام لا یحل الا عند الضرورة ثم انه ان بذل لا یبذل الا حیاء او ریاء فیحرم علی الاخذ اخذه اذا
اور تکلیف دینی حرام ہی بلا ضرورت حلال نہین ہی پہر اگر وہ دیگا بہی تو شرم کا مارا یا ریا کی واسطی دیگا سو ایسا دیا لینی والی پر بہی لینا حرام ہی جب
فهمت هذه المحظورات فهمت قوله علیه السلام مسئلة الناس من الفواحش ما حل من الفواحش
تونی یہہ خرابیان سمجہہ لین تو اس حدیث کی معنی بہی تجہکو آگئی سوال کرنا آدمیون سی فواحش سی ہی فواحش مین سی سوا اسکی کوئی حلال نہین ہی
غیرها فانظر کیف سماها فاحشة ولا خفاء ان الفاحشة لا تباح الا عند الضرورة واختلف العلماء فی ای
دیکہہ تو کیسی اسکا نام فاحشہ رکہاہی اور ظاہر ہی کہ فاحشہ بلا ضرورت کبہی مباح نہین ہوتا اور علماء کو اسمین اختلاف ہی کہ سوال کس

كما لا يحل الميتة الا عند الضرورة

وقت يحل السؤال فقال بعضهم من وجد غداء يومه وعشاء ليلته لا يحل له السؤال وقال بعضهم من قدر
وقت حلال ہوتا ہی بعضی کہتی ہیں جسکی پاس ایک دن رات کا کہانا موجود ہی اوسکو سوال کرنا حلال نہیں ہی اور بعضی کہتی ہیں جو شخص کمانسکتا ہو اوسکو

على الكسب ليس له ان يسأل الا اذا استغرق اوقاته لطلب العلم وقال بعضهم ليس لنا وضع المقادير بل نستدرك
سوال کرنا نہ چاہیی مگر وقت کہ اوسکا سارا وقت علم کی تحصیل میں مشغول ہو اور بعضی کہتی ہیں ہمکو اختیار نہیں کہ اندازہ ٹہراویں بلکہ اسکا علم

ذلك بالتوقيف وقد ورد في الحديث انه عليه السلام قال استغنوا بغناء الله تعالى قالوا وما هو يا رسول الله
نقل پر موقوف ہی اور بیشک حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا غنی رہو اللہ کی غنا سی صحابہ نی پوچہا وہ کیا ہی یا رسول اللہ

قال غداء يوم وعشاء ليلة وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال من سئل وله خمسون درهما
فرمایا کہانا صبح کا اور کہانا رات کا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص مانگی اور اوسکی پاس پچاس درہم

او عدلها من الذهب فقد سئل الحافا وفي لفظ اخر اربعون درهما فمهما اختلفت الروايات في التقديرات يلزم
یا اتنا اور مال سونی کا ہو تو اوسکا سوال لجاجت کا ہی اور ایک روایت میں چالیس درہم آئی ہیں اور جب تقدیرات کی روایتیں مختلف ہوئیں تو لازم ہی

ان تحمل على احوال مختلفة فما يحتاج اليه السائل في الحال من طعام يومه وليلته ولباس يلبسه وماوى يسكنه
کہ اختلاف احوال پر قیاس کیجاویں پہر جس چیز کا سائل فی الحال محتاج ہووی مثلاً دن اور رات کی کہانیکا اور کپڑی کی پہننی کا اور رہنی کی گہر کا

فلا شك فيه واما سواله للمستقبل فله فيه ثلث درجات احدها ما يحتاج اليه غدا والثانية ما يحتاج اليه
تو اوسکی جواز میں کچہ شک نہیں ہی اور سوال کرنا آیندہ کی لئی اسمین سائل تین درجہ پر ہوتا ہی ایک یہہ کہ کل ہی دن اوسکا حاجتمند ہووی اور دوسرا یہہ کہ

بعد اربعين يوما او خمسين يوما والثالثة ما يحتاج اليه في السنة فنقطع ان من معه ما يكفيه ولعياله سنة
بعد چالیس یا پچاس دن کی اوسکا محتاج ہووی تیسرا یہہ کہ سال بہر میں محتاج ہو سو ہمکو یقین ہی کہ جسکی پاس اتنا کچہ ہو کہ اوسکو اور اوسکی عیال کو سال بہر

فسواله حرام لان ذلك غاية الغناء فان كان يحتاج اليه قبل السنة لكن يقدر على السؤال في ذلك الوقت ولا
کفایت کری تو اوسکو مانگنا حرام ہی کیونکہ یہہ بڑی ہی غنا ہی پہر اگر سال تمام ہونی سی پہلی حاجتمند ہووی لیکن اوس وقت حاجت پر بہی سوال کر سکتا ہی

يفوت فرصة السؤال لا يحل له السؤال لانه مستغن عن السؤال في الحال وربما لا يعيش الى الغد فيكون قد
فرصت سوال کی ہاتہ سی نہیں جاتی تو اوسکو اب سوال کرنا حلال نہیں کیونکہ بالفعل سوال کی حاجت نہیں ہی اور بعضی وقت اگلی روز تک جیتا نہیں رہتا

سئل ما لا يحتاج اليه اذ وجد عنده ما يكفيه من غداء يومه وليلته وان كان يفوته فرصة السؤال ولا
تو اس صورت میں ناحق سوال کیا اسلئی کہ اوسکی پاس اتنا تہا جو صبح اور شام کی کہانی کو کفایت کری اور اگر ایسا حال ہی کہ فرصت ہاتہ سی جاتی ہی

يجد من يعطيه لو اخرت السؤال يباح له السؤال لان البقاء الى السنة غير بعيد وهو بتاخير السؤال يخاف ان
اگر سوال پیچہی پر رکہیں تو دینی والا نملیگا تو اب سوال کرنا مباح ہی کیونکہ برس بہر جینا کچہ بعید نہیں ہی اور سوال پیچہی پر رکہنی میں خوف یہہ ہی

يبقى مضطرا عاجزا عما يغنيه والمدة التي يحتاج فيها الى السؤال لا يقبل الضبط وهو منوطة باجتهاده ونظره
کہ مبادا عاجز لاچار رہ جاوی اور مقرر کرنا اس مدت کا جسمیں حاجت سوال کی پڑ جاوی قابل ضبط کی نہیں ہی وہ صرف اوسکی قیاس اور جیہ پر

لنفسه فيستفتي قلبه ويعمل به ولا يصغى الى تخويف الشيطان لانه يعد الفقر ويامر بالفحشاء التي يحب للضرورة
اور جان کی خیر خواہی پر موقوف ہی سو یہہ شخص اپنی دل سی فتوی لیوی اور اوسپر عمل کری اور شیطان کی ڈرانی پر کان نہ دہری وہ تو فقر کا وعدہ اور فحشا کا امر کیا کرتا ہی

فان من عجز عن الكسب واشتد جوعه وخاف على نفسه يلزمه السؤال لان السؤال نوع اكتساب لما روى انه
بیشک جو شخص کمائی سی لاچار ہو اور بہوکا مرنی لگی اور جان کا خوف ہو تو اوسکو سوال کرنا چاہیی کیونکہ سوال بہی ایک طرح کمائی ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی

عليه الصلوة والسلام قال السؤال اخر الكسب فان ترك السؤال في تلك الحالة حتى مات باثم لانه القى نفسه
علیہ السلام نی فرمایا ہی کہ سوال لاچاری کی کمائی ہی پہر اگر ایسی حالت میں سوال نکیا آخر مر گیا تو گنہگار ہوگا کیونکہ اپنی جان کو ہلاک کیا

الى التهلكة اذ كان السوال يوصله الى ما يقوم به نفسه في تلك الحالة كالكسب ولا ذل في السوال في تلك

اسواسطی کہ سوال بھی وہ چیز میسر ہوتی ہی جس سی اوسکی جان ایسی حالت مین بچ جاتی جیسی کمانی سی اور ایسی حالت مین سوال سی کچھ ذلت نہین ہوتی

الحالة وانما الذل اذا سأل من غير حاجة فان من له قوت يومه لا يحل له السوال لانه يذل نفسه من

ذلت تو جب ہی کہ بلا ضرورت مانگی بیشک جسکی پاس ایکدن کا کہانا ہووی اوسکو سوال کرنا حلال نہین ہی اسلئی کہ اپنی تئین بی ضرورت

غير ضرورة وهو حرام لما روى انه عليه السلام قال لا يحل للمسلم ان يذل نفسه وان عجز عن طلب القوت

ذلیل کرتا ہی اور یہ حرام ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ مسلم کو حلال نہین ہی کہ اپنی تئین ذلیل کری اور اگر وہ اپنی کہانی اور کمانی سی عاجز ہو

لنفسه يفترض على كل من علم حاله ان يطعمه او يدل عليه من يطعمه صونا له عن الهلاك وان امتنعوا

تو جو واقف حال ہی پر یہہ فرض ہی کہ اوسکو کہانا دیوی یا ایسی کو جتلا دی کہ وہ اوسکو کہانا دیوی تا کہ وہ مرنی سی بچی اور اگر انہین سی کسی نے نہ دیا

من ذلك حتى مات يشتركون في الاثم وان اطعمه واحد يسقط الاثم عن الباقين قال الحسن البصري وابو

آخر وہ مرگیا تو گناہ مین سب شریک ہین اور اگر کسی ایک نی ہی کہلا دیا تو سب سی گناہ جاتا رہا حسن بصری اور ابو عبید

عبيد من كان له اربعين درهما فهو غني وذهب الثوري وابن المبارك وابن احمد بن حنبل وطائفة من

کہتی ہین جسکی پاس چالیس درہم ہون تو وہ غنی ہی اور ثوری اور ابن مبارک اور احمد بن حنبل اور ایک جماعت علما کا یہہ مذہب ہی

العلماء الى ان من كان له خمسون درهما او قيمتها من الذهب لا يدفع اليه شيء من الزكوة وقالت الحنفية

جسکی پاس پچاس درہم ہون یا اوس قیمت کا سونا تو ایسی کو زکوۃ نہ دینی چاہئی اور علماء حنفیہ کہتی ہین

يجوز دفع الزكوة الى من يملك دون النصاب وان كان صحيحا مكتسبا مع قولهم من كان له قوت يومه

ایسی شخص کو زکوۃ دینی درست ہی جو مالک پوری نصاب کا نہو اگرچہ بہلا چنگا کہاتا کماتا ہو باوجودیکہ یہہ بہی کہتی ہین جسکی پاس ایک روز کا قوت ہووی

لا يحل له السوال وذكر في الخانية القدرة على الغداء والعشاء يحرم سؤال الغداء والعشاء ويجوز معها سؤال

اوسکو سوال حلال نہین ہی اور خانیہ مین مذکور ہی کہ صبح شام کی کہانی کی قدرت صبح شام کا کہانا مانگنا حرام کر دیتی ہی تسپر مانگنا کرتہ

الجبة والكساء وقال الزيلعي وكذا الفقير القوي يحرم عليه السوال وروى ان عمر سمع سائلا يسئل بعد

اور چادر کا جائز ہی اور زیلعی کہتا ہی اور ایسی ہی ہٹی کٹی فقیر کو سوال کرنا حرام ہی اور روایت ہی کہ عمر رض نی سائل کو بعد مغرب کی مانگتی ہوئی سنا

المغرب فقال لواحد من خدامه عش الرجل فقام وعشاه ثم سمعه ثانيا يسئل فقال لخادمه الم اقل لك

سو اپنی ایک خادم سی کہا شام کی خوراک اس سائل کو دیدی وہ اوٹہا اور دیدی پہر اوسکو دوبارہ سنا کہ مانگتا ہی پہر خادم سی کہا مینی تجسی کہا نہین تہا

عش الرجل فقال قد عشيته يا امير المؤمنين فنظر عمر فاذا تحت ابطه مخلاة مملوة خبزا فقال انك لست

کہ اوسکو شام کی خوراک دیدی عرض کیا یا امیر المؤمنین مین نی دیدی پہر عمر کیا دیکہتی ہین کہ اوسکی بغل مین تہیلا روٹیون سی بہرا ہوا ہی فرمایا تو ہرگز سائل نہین ہی

بسائل بل انك تاجر ثم اخذ مخلاته ونثرها فيها بين يدي ابل الصدقة وضرب بالدرة فلو لم يكن سواله

بلکہ تو سوداگر ہی پہر اوسکا تہیلا لیکر جو اوسمین تہا خیرات کی اونٹون کی آگی بکہیر دیا اور اوسکو کوڑی سی تعزیر دی اب اوسکو اگر سوال کرنا حرام نہوتا

حراما لما ضربه ولما اخذ مخلاته ونثرها فيها بين يدي الابل اما ضربه فكان للتاديب فيجوز تاديب السائل

تو اوسکو کیون مارتی اور اوسکا تہیلا لیکر اونٹون کی آگی کیون ڈالدیتی البتہ اوسکا مارنا تادیب کی لئی تہا سو سائل کی تادیب اور اوسکا

وزجره اذا كان سؤاله على غير وجه الشرع واما اخذ ماله فانه راه مستغنيا عن السؤال وعلم ان ما اعطاه

دہمکانا جب سوال برخلاف شرع کرتا ہو تو جائز ہی اور رہا اوسکی مال کا لیلینا سو اسلئی کہ اوسکو سوال سی غنی دیکہا اور جانا کہ جسنی اسکو دیا ہی

انما اعطاه على اعتقاد انه محتاج وقد كان كاذبا في اظهار الحاجة ولم يدخل في ملكه باخذه مع التلبيس

محتاج سمجہہ کر دیا ہی اور یہہ سائل بیشک حاجتمندی ظاہر کرنی مین جہوٹہا تہا سو اسکی ملک مین نہین آیا مکر سی جو لیا ہی

وعسر تمییزه ورده الی اصحابه اذ لا یعرف اصحابه باعیانهم فبقی مالا لا مالك له فوجب صرفه الی مصالح
اور اب اوسکی تمیز دشوار ہی کہ اوسکی مالک پر رد کیا جاوی خاص خاص کیا معلوم ہی کسکی کسکی دیا ہی ایسا مال لا مالک ہوگیا اب اوسکو مصالح مسلمین میں صرف کرنا

المسلمین وابل الصدقة وعلفها من مصالح المسلمین فصرفه الیها فعلم من فعل عمر ان السائل اذا تجاوز حد
واجب ہی اور صدقہ کی اونٹ اور اونکا کہانا مصالح مسلمین سی ہی سو اونکی آگی ڈالدیا حضرت عمر کی اس فعل سی معلوم ہوا کہ سائل اگر حد شرع سی تجاوز کری

الشرع یجوز زجره وتادیبه واما قوله تعالی واما السائل فلا تنهر فهذا فی حق السائل بالحاجة فان من كان
تو اوسکو جبر اور تادیب جایز ہی اور رہی یہہ آیت اور جو مانگتا ہو اوسکو نہ جھڑک سو یہہ حاجتمند سائل کی حق میں ہی بیشک جو شخص

یسئل لفاقة وحاجة وكان سواله علی وجه الشرع یكون زجره معصیة لكونه یرید الاخرة علی ما قال ابرهیم النخعی
فاقہ اور حاجت کا مارا مانگتا ہو اور اوسکا سوال موافق شرع کی ہو تو ایسی کا زجر گناہ ہی کیونکہ وہ آخرت کا طالب ہی موافق قول ابراہیم نخعی کی

ان السائل یرید الاخرة الی باب احدكم یقول اتبعثون شیئا الی اهلیكم وقال ابرهیم بن ادهم نعم القوم السوال یحملون
کہ بیشک سائل آخرت کا طالب ہوتا ہی جو تمہاری دروازی پر آکر کہتا ہی کیا دیتی ہو کچہہ اپنی اہل کو اور ابراہیم بن ادہم کہتی ہیں کیا خوب لوگ ہیں مانگنی والی ہمارا

زادنا الی الاخرة فاذا كان كذلك لا ینبغی ان یرد محروما بل ینبغی ان یعطی له شیئا ولو كان قلیلا خیفة ان یكون
توشہ آخرت میں اوٹھا لیجاتی ہیں جب حال یہہ ہی تو لایق نہیں ہی کہ سائل محروم چلا جاوی بلکہ اوسکو کچہہ نہ کچہہ دیا چاہیی اگرچہ تہوڑا سا ہو ویسی خوف شاید کہ

صادقا فی اظهار الحاجة فیهلك من یرده محروما اذا قدر علی اعطائه شیئا واما اذا لم یقدر علی اعطائه شیئا فینبغی
کہ اپنی حاجت سچ بیان کرتا ہو پہر اوسکی خرابی ہی جو محروم ہٹادیوی اگر کچہہ دی سکتا ہی اگر کچہہ دینی کا مقدور ہی نہیں تو لایق یوں ہی کہ اچہی نرم بات کہہ کر

له ان یرده برد جمیل من القول ولا یزجره ولا یغلظ له القول الا اذا الح علیه فحینئذ یجوز زجره وتغلیظ القول
ہٹادی نہ جھڑکی ونہ سخت بات کہی ہاں اگر وہ الحاح کری جاوی تو جھڑکنا اور سخت کہنا جایز ہی

علیه كما قال بعض العلماء اذا سئل فقیر من انسان شیئا فرده برد جمیل من القول ثم الح علیه الفقیر یجوز ان
چنانچہ بعضی علماء کہتی ہیں جب فقیر کسی شخص سی کچہہ مانگی پہر وہ اوسکو اچہی بات سی ٹلادی پہر فقیر وہیں گڑگڑا ہی جاوی تو جھڑک دینا

یزجره ویغلظ علیه القول بان یقول له ما هذا الالحاح خف الله تعالی ولا تؤذ الناس بالحاجة فان الالحاح
اور سخت کہنا جایز ہی کہ اسطور کہی یہہ کیا الحاح ہی خدا سی ڈر اپنا الحاح سی لوگون کو کیون ستاتا ہی بیشک الحاح

ممنوع وكذا السائل الذی یسئل فی المسجد ویؤذی الناس بتخطی رقابهم لا ینبغی ان یتصدق علیه لانه اعانة
ممنوع ہی اور ایسی ہی جو سائل مسجد میں مانگتا ہو اور نمازیون کو ستا کر گردنوں پر کو اچکتا ہو تو ایسی کو دینا اچہا نہیں اسلیٔ کہ یہہ مسجد میں گناہ کی

له علی الاثم فی المسجد كما قال قاضیخان فی فتاواه لا ینبغی ان یتصدق علی السائل فی المسجد الجامع لان ذلك
امداد ہی چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی میں کہتا ہی بہتر نہیں کہ مسجد جامع کی سائل کو خیرات دیجاوی کیون کہ نمازیون کی ستانی کی

اعانة له علی اذی الناس وعن ابی نصر العیاضی انه قال من اخرج السؤال من الجامع ارجوان یغفر الله له
امداد ہی اور ابی نصر عیاضی سی روایت ہی کہ کہتا ہی جو شخص سائل کو مسجد جامع سی باہر کردی مجھکو امید ہی کہ خدا اوسکو بخشدی

باخراجهم من المسجد وعن خلف بن ایوب انه قال لو كنت قاضیا لم اقبل شهادة من یتصدق علی السائل فی
اونکو جو مسجد میں سی نکالدیا اور خلف بن ایوب سی روایت ہی کہ کہتا تہا اگر میں قاضی ہوتا تو مسجد کی سائل کو خیرات دینی والی کی گواہی قبول نکرتا

المسجد وعن ابی بكر بن اسمعیل انه قال هذا فلس واحد یحتاج الی سبعین فلسا لیكون تلك السبعون كفارة لذلك
اور ابی بکر بن اسماعیل سی روایت ہی کہ کہتا تہا یہہ ایک پیسہ ہی اس ایک پیسی کی واسطی ستر پیسی چاہئیں تاکہ وہ ستر اوس پیسی کی کفارہ ہون

الفلس الواحد وعن ابی مطیع البلخی انه قال لا یحل للرجل ان یعطی سؤال المساجد لما فیه من الوعید فان كان
اور ابو مطیع بلخی سی روایت ہی کہ کہتا تہا کہ مسجدون کی سائلون تو دینا کسیکو حلال نہیں ہی کیونکہ اسمیں وعید ہی پس اگر سائل

السائل لا يتخطى رقاب الناس ولا يمر بين يدي المصلي ويسئل لامر لا بد منه ولا يسئل الحافا فلا باس بالسؤال والتصدق
لوگون کی گردنون پہ نہ جاتا ہو اور نہ نمازیون کی سامنی کو پہرتا ہو اور ضروری مین سوال کرتا ہو اور الحاح نکرتا ہو تو کچہ مضائقہ نہین مانگنی کا اور دینی کا

عليه لما روي ان السؤال كانوا يسئلون على عهد رسول الله عليه الصلوة والسلام في المسجد حتى روي ان عليا
کیونکہ روایت ہی کہ رسول الله صلی الله علیه وسلم کی عہد مین بہی منگتی مسجد مین مانگا کرتی تہی یہان تک کہ روایت ہی کہ علی رض نی

تصدق بخاتمه وهو في الركوع فمدحه الله تعالى بقوله ويؤتون الزكوة وهم راكعون وذكر في نصاب الاحتساب
عین رکوع کی اندر اپنی انگوٹہی دیدی اور الله تعالی اس آیت مین اونکی مدح کرتا ہی اور دیتی ہین زکوۃ اور وہ رکوع مین ہین اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی

ان القاضي سئل عن التصدق على سوال المسجد الجامع في وقت الخطبة وقبلها هل يجوز ام لا فقال اما في الخطبة
کہ قاضی سی کسی نی حال صدقہ کا پوچہا مسجد جامع کی مانگنی والون پر عین خطبہ کی وقت اور خطبہ سی پہلی آیا جائز ہی یا نہین قاضی نی جواب دیا

فلا يجوز التصدق بحال من الاحوال وان خيف الهلاك على السائل لان في وقت الخطبة لا يجوز الصلوة التي هي
خطبہ کی وقت تصدق کسی حالت مین جائز نہین ہی اگرچہ سائل مرنی لگی اسلئی کہ خطبہ کی وقت نماز ہی جائز نہین ہی جو تمام عبادات مین

راس العبادات واساسها ولا التسبيح والتهليل وقراءة القران فضلا عن التصدق واما قبل الخطبة فهي على
عمدہ اور عبادات کی بنیاد ہی اور نہ سبحان الله پڑہنا اور نہ لا الہ الا اللہ پڑہنا اور نہ تلاوت قرآن صدقہ کی تو کیا اصل ہی اور جو خطبہ سی پہلی اسکی

وجهين ان كان السائل يلزم مكانه ولا يدور من صف الى صف ولا يتخطى رقاب الناس فالتصدق عليه يجوز
دو حال ہین اگر سائل اپنی جگہ بیٹہا رہی صفون کو چیرتا نہین پہرتا اور نہ نمازیون کی گردنون پر کو جاتا ہی تو ایسی کو دینا جائز ہی

ويثاب عليه واما اذا كان يتخطى رقاب الناس فالتصدق عليه حرام ومن تصدق عليه يشاركه في وزره
اور ثواب ہی اور جب وہ سائل جو نمازیون کی گردنون پہ کو جاوی سو ایسی کو دینا حرام ہی اور جو شخص ایسی کو دیگا تو اوس سائل کی گناہ مین

الذي يعتريه من المرور بين يدي المصلي وتشوش في القراءة وتخطي رقاب الناس وروي انه عليه الصلوة والسلام
جو اوسپر مصلیون کی سامنی سی پہرنی سی اور قراءت مین خیال ہٹانی سی اور نمازیون کی گردنون پر کو چلنی سی گناہ ہوتا ہی اوسمین شریک ہوگا اور روایت ہی کہ

قال اذا كان يوم القيامة ينادي مناد الا ليقم اعداء الله فلا يقوم الا سوال المساجد لان المساجد انما بنيت
فرمایا جب قیامت کا روز ہوگا تو منادی آواز دیگا سو خدا کی دشمن کہڑی ہو جاؤ سو بجز مسجد کی منگتون کی کوئی نہ کہڑا ہوگا کیونکہ مسجدین صرف نماز

للصلوة والذكر لا للسؤال والشكاية من الله تعالى فان الانسان اذا جاء دار ملك وهو جالس مع اصدقائه
اور یاد الہی کی واسطی بنی ہین کہ مانگنی اور الله تعالی کی شکوہ شکایت کی واسطی نہین ہین بیشک کوئی انسان جب بادشاہ کی دربار مین جاوی اور وہ اپنی دوستون مین بیٹہا ہو

فشكى منه بين يدي اصدقائه فانه يغضب عليه لا محالة فكذلك ههنا فعلى هذا كان القياس ان لا يجوز
پہر اوسکی شکایت اوسکی دوستون کی سامنی کرنی لگی تو وہ بادشاہ بیشک اوسپر غصہ کریگا ایسی ہی یہان اسکی موافق قیاس مین یون آتا ہی کہ مسجد کی

التصدق على سوال المساجد اصلا لما ذكرنا من المنقول والمعقول لكنه تحسن في السائل الذي يسئل لحاجة
منگتون کو صدقہ دینا ہرگز جائز نہو ان دلائل عقلی اور نقلی سی جو مذکور ہو چکی ہین لیکن ایسی سائل کی لئی جو حاجتمند ہووی

ولا يتخطى رقاب الناس ولا يسئل الحافا بالنصوص العامة في التصدق وفي حق السائل والحاصل ان السؤال
اور نمازیون کی گردنون پر کو نہ جاتا ہو اور لپٹ کر سوال نہ کرتا ہو استحسانا جائز ہی کیونکہ نصوص صدقہ دینی مین اور سائل کی حق مین عام ہین خلاصہ یہ ہی کہ سوال مین

قد ورد فيه ما يدل على جوازه وما يدل على عدم جوازه فيكون قسمين احدهما جائز فيجوز الاعطاء لاجله
دونو طرح کی روایات ہین بعضی سی جواز معلوم ہوتا ہی اور بعضی سی عدم جواز سو سوال دو قسم کا ہوا ایک تو جائز سو اوسمین دینا بہی جائز ہی

والاخر غير جائز فلا يجوز الاعطاء لاجله واذا لم يعلم حال السائل هل يسئل عن حاجة
اور دوسرا ممنوع اوسمین دینا بہی جائز نہین اور اگر سائل کا حال معلوم نہو کہ آیا حاجتمند ہی

ام غیر

او غير حاجة ولو يظهر منه ما يخالف الشرع ينبغي للمؤمن ان لا يرده

یا غنی ہی اور کوئی حرکت اوس سی خلاف شرع ظاہر نہووی تو مؤمن کو لازم ہی کہ ایسی کو محروم نہ

محروما اذا قدر على اعطائه شيئا لاحتمال ان يكون محتاجا فلا يفطم من يرده

جانی دی اگر کچھ دینی کی مقدور رکہتا ہی شاید وہ محتاج ہو پہر محروم رکہنا اچھا نہیں ہی

محروما اذا قدر على اعطائه شيئا وقد حكي عن بعض الفقراء انه ضعف من الجوع فقيل له لم لا تسئل والسوال

اگر کچھ دینی کی مقدور رکہتا ہو اور کسی فقیر کی حکایت ہی کہ وہ ماری بہوک کی ناتوان ہوگیا کسینی کہا تو مانگ کیون نہین لیتا تجکو

حلال عليك لان فقال اخاف ان اسئل الناس فيردوني محروما مع قدرتهم على الاعطاء فيهلكهم الله تعالى

تو اس حالت میں سوال کرنا حلال ہی آدمی کہا مجکو یہہ ڈر ہی کہ میں لوگوں سی مانگوں پہر وہ مجکو باوجود مقدور کی محروم رکہیں اور اسپر اونکو اللہ تعالی ہلاک کر ڈالی

ثم ينبغي ان يعلم ان العلماء اذا سئلوا في مجلس علمهم شيئا عن الناس لا يحل لهم ذلك لكون ذلك اكتسابا بالعلم

یہہ سمجہنی کی بات ہی کہ اگر علما درس تدریس کی مجلس میں لوگوں سی کوئی شی طلب کریں تو یہہ اونکو حلال نہیں ہی کیونکہ علم اور طاعت سی کمانی ہی

والطاعات سواء سئلوا لانفسهم او لغيرهم ومن السوال المذموم اهدار قدر لا خذ كثير كما يفعل في دعوة العرس

برابر ہی کہ اپنی لئی طلب کریں یا غیر کی واسطی اور ایک برا ڈہنگ کا سوال یہہ ہی کہ تہوڑا تحفہ دیکر بہت سا لینا چنانچہ عرس اور ختنوں کی دعوت

والختان واتخاذ الغنم لاجل النسل ذكر فيما نزل قوله تعالى ولا تمنن تستكثر ثم ينبغي ان يعلم ايضا انه عليه السلام

میں ہوتا ہی اور لی لینا غنم کا واسطی حصول نسل کی کیونکہ کہتی ہیں کہ یہہ آیت اسی باب میں نازل ہوئی ہی اور نہ کر احسان کہ وہ زیادہ دی پہر یہہ بہی یاد رکہنا چاہئی کہ

قال لابي بكر وابي ذر وثوبان لا تسئل احدا شيئا وان سقط سوطك وكان ابو بكر وثوبان ينزلان عند سقوط

ابو بکر اور ابو ذر اور ثوبان سی فرمایا کسی سی کچہہ نہ مانگنا اگرچہ کوڑا گر پڑی اور ابو بکر اور ثوبان کا یہہ حال تہا کہ اگر انکا کوڑا لوگوں کی

سوطهما في جمع ما يكون من الناس ولا يقولان للشاة عندهما ناولونيه فدل هذا على ان حرمة السوال لا تقتصر

مجمع میں ہاتہہ سی گر پڑتا تو اتر کر اوٹہاتی کسی پاس کی پیادہ پاسی نہ کہتی ذرا کوڑا پکڑا دینا اس سی معلوم ہوا کہ سوال کی حرمت کچہہ مال پر منحصر نہیں ہی

على سوال المال بل تعم الاستخدام وسوال النفقة عمن لا حق له فيه خصوصا ان كان صبيا او مملوكا للغير

بلکہ خدمت لینی کو بہی شامل ہی اور سوال نفقہ کو بہی ایسی شخص سی کہ اوسمیں حق اونہیں خاص کر اگر بچہ نابالغ ہو یا غیر کا غلام ہو

ان ادبي نفسه فيجوز استخدامه لتهذيبه وتاديبه وكذلك يجوز استخدام مملوكه واجيره وزوجته في مصالح

ہان اگر اپنا بچہ ہو تو اوس سی خدمت لینی واسطی تہذیب اور تادیب کی درست ہی اور ایسی ہی اپنی غلام سی اور مزدور سی خدمت لینی جائز ہی اور اپنی بی بی سی

داخل بيته وتلميذه باذنه ان كان بالغا وباذن وليه ان كان صبيا يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه

گہر کی اندر کی کاروبار میں اور اپنی شاگرد سی بشرط اجازت اگر بالغ ہو اور باجازت ولی کی اگر نابالغ ہو الہی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی آسان کر

المجلس السادس والسبعون في بيان حقوق المماليك على المولى وغيره من

چہتروین مجلس غلاموں کی حقوق میں مولی پر اور سوا اوسکی

الاحكام قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للمملوك طعامه وكسوته ولا يكلف من العمل الا ما يطيق

اور احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا واسطی غلام کی ہی اوسکا کہانا اور پہنا اور طاقت سی زیادہ کام کی تکلیف نہ دیا جاوی

هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان المملوك عبدا كان او امة يجب على مولاه من

یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہیں کہ مملوک کی خواہ غلام ہو یا لونڈی خرچ بقدر کفایت

نفقته ما يكفيه وكسوته قدر حاجته اليه وليس له ان يكلفه من عمل لا ما يطيق دوامه كما في كتاب

اور کپڑا موافق حاجت کی مولی پر واجب ہی اور مولی کو نہیں چاہیئی کہ کام میں اوسی تکلیف دی بجز اوسقدر کی جو ہمیشہ کر سکی

الکریم لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا وقد روی عن علی بن ابی طالب انہ علیہ السلام قال فی خطبتہ یایہا الناس

اپنی کتاب بزرگ مین فرماتا ہی اللہ تکلیف نہین دیتا کسی شخص کو مگر جو اوسکی گنجایش ہی اور بیشک علی بن ابی طالب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی خطبہ مین فرمایا ای لوگو

اللہ اللہ فیما ملکت ایمانکم فاطعموہم مما تاکلون والبسوہم مما تلبسون ولا تکلفوہم ما لا یطیقون فانہم لحم ودم

ڈرو اللہ سی اپنی غلام لونڈیون کی حق مین اونکو کہلاؤ جو تم کہاتی ہو اور اونکو پہناؤ جو تم پہنتی ہو اور وہ تکلیف نہ دو جو اونسی نہو سکی کیونکہ وہ بہی گوشت اور خون ہین

وخلق امثالکم فمن ظلمہم فانا خصمہم یوم القیمۃ واللہ حاکمہم وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام قال اخوانکم

تمہاری مثل پیدا ہوئی ہین پہر جو اونپر ظلم کریگا تو قیامت کو مین اونکا دشمن ہونگا اور اللہ اونکا حاکم ہوگا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمہاری

جعلہم اللہ تعالی تحت ایدیکم فمن جعل اللہ تعالی اخاہ تحت یدیہ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا

خدا نی اونکو تمہاری ہاتہہ تلی کر دیا ہی سو اللہ تعالی نی جسکی ہاتہہ تلی یعنی فرمان بردار بہائی کو کر دیا ہی تو اوسکو وہی کہانا دیوی جو آپ کہاتا ہی اور وہی پہناوی جو آپ

یکلفہ من العمل ما یغلبہ فان کلفہ ما یغلبہ فلیعنہ علیہ فانہ علیہ السلام بین فی ہذا الحدیث ان الممالیک

اور کام اتنی تکلیف کا نہ دیوی جو اوسپر غالب آجاوی اور اگر ایسی ہی تکلیف دی تو اوسکی مدد کری بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ مملوک

من العبید والاماء اخوان لملاکہم اما من جہۃ کونہم من بنی ادم او من جہۃ کونہم مسلمین فمن کان

غلام لونڈیان اپنی مالکون کی بہائی ہین یا اس جہت سی کہ سب بنی آدم ہین یا اس جہت سی کہ مسلمان ہین پہر جسکی ہاتہہ تلی اوسکا بہائی ہووی

اخوہ تحت یدہ یجب علیہ ان یطعمہ مما یاکل ویلبسہ مما یلبس ولا یکلفہ من العمل الا ما یتمکن ان یخرج

تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکو وہی کہانا دیوی جو آپ کہاتا ہی اور وہی پہناوی جو آپ پہنتا ہی اور وہی کام کہی جسکو وہ ہو سکتا سکی

من عہدتہ ویطیق ان یدوم علیہ لا علی ما یطیق علیہ یوما او یومین او اکثر ثم یعجز عنہ بل ان کلفہ امرا

اور اوسکو ہمیشہ کر لیا کری ایسا کام نکہی کہ ایک دو دن یا کچہہ زیادہ کر کر پہر تہک رہی بلکہ اگر کوئی کار دشوار کہی

صعبا یعینہ علیہ ولا یجمع علیہ عملین واکثر مثل ان یامرہ بالخبز والطبخ والغسل لما روی ان رجلا دخل

تو اوسکی مدد کری اور دو کام یا زیادہ اوسپر نہ ڈالی مثلا اوسکو حکم کری روٹی پکا اور سالن پکا اور نہلا کیونکہ روایت ہی کہ ایک شخص سلمان کی

علی سلمان وہو یعجن فقال یا ابا عبد اللہ ما ہذا فقال بعثت الخادم فی شغل فکرہت ان اجمع علیہ

پاس آیا وہ آٹا گوندتی تہی اوسنی تعجب سی کہا یا ابا عبد اللہ یہہ کیا ہی جواب دیا مینی غلام کو ایک کام بہیجا ہی مجکو پسند نہین آتا کہ اوسپر دو کام

عملین وقد جاء فی الحدیث انہ علیہ السلام قال لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ والمراد بسیئ الملکۃ من یسیئ

ڈالدون اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا برا مالک جنت مین نہین جاویگا اور مراد بری مالک سی وہ شخص ہی کہ اپنی غلام کی

مملوکہ وذکر فی کتب الفقہ ان المولی یجب علیہ نفقۃ مملوکہ فان ابی عن الانفاق علیہ فان کان المملوک

ساتہہ برائی کری اور فقہ کی کتابون مین مذکور ہی کہ غلام کا خرچ مولی کی ذمہ واجب ہی پہر اگر مولی اوسکی خرچ سی انکار کری تو وہ غلام اگر

قادرا علی الکسب یؤمر المولی ببیعہ لما روی عن ابی ذر انہ علیہ السلام قال من لائمکم من مملوکیکم فاطعموہم

کما سکتا ہی تو قاضی مولی سی کہی کہ اوسکو بیچ ڈال کیونکہ ابوذر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو غلام تمہاری موافق ہو تو اوسکو اپنی کہانی مین سی

مما تاکلون واکسوہم مما تکسون ومن لا یلائمکم منہم فبیعوہم فلا تعذبوا خلق اللہ تعالی یعنی ان من کان

کہلاؤ اور اپنی کپڑون مین سی کپڑا پہناؤ اور جو موافق نہو اوسکو بیچ ڈالو اللہ کی بندون پر عذاب مت کرو مراد یہہ ہی کہ جو لونسا

مملوکیکم موافقا لکم فاحسنوا الیہم ومن لم یکن منہم موافقا لکم فبیعوہم ولا تعذبوہم وذکر الفقیہ ابو اللیث

غلام تمہارا موافق ہووی تو اوسکی ساتہہ سلوک کرو اور جو تمہاری موافق نہین ہی تو اوسکو بیچ ڈالو اونکو عذاب مت کرو اور فقیہ ابو اللیث

فی التنبیہ عن عطاء بن یسار ان ابا ذر ضرب وجہ غلام لہ فاستعدی علیہ النبی علیہ السلام قال لا تضرب

تنبیہ الغافلین مین عطاء ابن یسار سی روایت کرتی ہین ابوذر نی اپنی غلام کی منہہ پر مارا سو نبی علیہ السلام نی اوسکی فریاد رسی کی فرمایا مسلمان کی منہہ پر مت مارو

وجوع المسلمين واطعموهم مما تأكلون والبسوهم مما تلبسون فان رابوكم فبيعوهم وروى عن ابي مسعود الانصاري

اونکو کہلاؤ جو تم کہاتے ہو اور پہناؤ جو تم پہنتے ہو پہر اگر وہ تمہاری ساتہہ دغابازی کریں تو انکو بیچ ڈالو اور ابو مسعود انصاری سے روایت ہی

انه قال كنت اضرب غلاما لي فسمعت من خلفي صوتا اعلم ابا مسعود الله اقدر عليك منك عليه

کہ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی غلام کو مارتا تہا سو میں نے اپنی پیچہے سے یہہ آواز سنی سمجہہ لی ای ابو مسعود اللہ تجہپر بہت قادر ہی بہ نسبت تیری اس غلام پر

فالتفت فاذا هو رسول الله عليه السلام فقلت هو حر لوجه الله تعالى فقال عليه السلام لو لم تفعل للفحتك

میں نے جو مڑ کر دیکہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہے میں نے عرض کیا یہہ واسطے خدا کی آزاد ہی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو یوں نہ کرتا تو البتہ تجہکو

النار او لمستك النار وفي حديث اخر رواه ابن عمر انه عليه الصلوة والسلام قال من ضرب غلاما له حدا

آگ پہونکتی یا یہہ فرمایا بیشک تجہکو آگ لگتی اور ایک اور حدیث میں ہی ابن عمر کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے اپنی غلام کو ناحق حد ماری

لم ياته اولطمه فان كفارته ان يعتقه يعني ان من ضرب غلامه على ذنب لم يفعله اولطمه فاثم ذلك

یا طمانچہ مارا تو اوسکا کفارہ یہہ ہی کہ اوسکو آزاد کر دے مراد یہہ ہے کہ جسنے اپنی غلام کو خطا کی بہانہ مارا جو اوس سے نہیں ہوئی یا طمانچہ مارا تو اوس مار کا وبال

الضرب لا يزول الا باعتاقه هذا اذا لم يصدر عنه ذنب واما اذا صدر عنه ذنب فقد رخص النبي عليه السلام

بدون آزاد کئی نہیں جاتا یہہ اوس صورت میں ہی کہ اوس سی خطا نہوئی ہو اور اگر اوس سی خطا کی ہو تو بیشک نبی علیہ السلام نی اجازت دی ہی

في تاديبه بقدر ذنبه فان العقوبة بالضرب على وجه التعزير ينبغي ان لا يبلغ حده اقل الحد واقله اربعون

کہ بمقدار گناہ کی ادب دیا چاہئی کیونکہ بطور تعزیر کی مار کر سزا دینی بہتر یہہ ہی کہ کم سی کم حد کو نہ پہونچی اور حد کم سے کم چالیس درہ ہیں

سوطا وهو حد العبيد والاماء في القذف والشرب فينبغي ان يكون التعزير عند ابي حنيفة اقل من ذلك

اور یہہ حد غلام لونڈیوں کی ہی گالی دینی اور شراب خواری میں اب سزا دینا یہہ ہی کہ امام ابو حنیفہ کی نزدیک تعزیر اس مقدار سی کم ہو

بان يكون اكثره تسعة وثلثون سوطا واقله ثلثة وانما كان اقله ثلثة اذ باقل منها لا يقع الزجر فيضربه

یعنی زیادہ سے زیادہ انتالیس درہ ہوں اور کم سی کم تین درہ اور کم سی کم تین اسلئی ہیں کہ اس سی کمتر میں کچہہ دہمکی نہیں ہوتی پہر تین سی لیکر

منها الى تسعة وثلثين قدر مايرى انه يزجر منه لكن لا يضربه عند غضبه بل يضربه بعد انتفاء غضبه

انتالیس تک اختیار ہی جتنی میں دیکہی کہ اب مان گیا لیکن اوسکو غصہ کی وقت نہ مارے بلکہ جب غصہ جاتا رہی تو مارے

اذ قد يضربه بالغضب زيادة على قدر ذنبه فيوخذ بقدر الزيادة يوم القيمة بل ينبغي له عند غضبه عليه

اسواسطی کہ غصہ میں شاید کہ گناہ سے زیادہ ماربیٹہی پہر اوس بڑہتی کی بدلہ قیامت کی دن مواخذہ ہووی بلکہ یوں چاہئی کہ جب غلام پر کسی

بجرم وخيانة ان يتفكر في معاصيه وجنايته على الله تعالى وتقصيره في طاعة الله تعالى ويرى تقصير مملوكه

جرم اور خیانت سی غصہ آوی تو فکر کری کہ میں نی اللہ تعالی کی گناہ کتنی کئی ہیں اور طاعت الہی میں کیا قصور کیا ہی پہر مملوک کی تقصیر

في خدمته ناشيا من تقصيره في خدمة خالقه وتعفو عنه في اليوم والليلة سبعين مرة لما روى عن عبد الله

اپنی خدمت میں دیکہہ کر خیال کری کہ یہہ خدمت خالق کی تقصیر کا وبال ہی اور رات دن میں اوسکی ستر خطائیں معاف کر دیا کری اسواسطی کہ عبد اللہ

بن عمر ان رجلا جاء الى النبي عليه السلام فقال يا رسول الله كم نعفو عن الخادم فسكت ثم اعاد الكلام فصمت

بن عمر کی روایت ہی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی آکر پوچہا یا رسول اللہ ہم خادم کو کی بار معاف کر دیا کریں آپ چپ ہو رہی اوس نی دوبارہ عرض کیا آپ پہر چپ رہی

فلما كانت الثالثة قال اعفوا في كل يوم سبعين مرة وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال اذا ضرب

پہر جب تیسری بار عرض کیا تو فرمایا ہر روز ستر بار معاف کیا کرو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب تم میں سی کوئی

احدكم خادمه فذكر الله تعالى فليمسك اي ينتهي عنه بالعفو ويتذكر قصاص يوم القيمة ولا يضربه على ذلة

اپنی غلام کو مارے اور وہ اللہ کا نام لیوے تو چاہئی کہ بازرہی یعنی معاف کر کی الگ ہو جاوی اور قیامت کی دن کا قصاص یاد کرے اور اسکو اپنی لغزش

ونسيان ولا على كسر الاناء لما روى عن كعب بن عجرة انه عليه السلام قال لا تضربوا اماءكم على كسر اناءكم
اور بہولنے پر نہ مارے اور نہ برتن ٹوٹنے پر مارے کیونکہ کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اپنی لونڈیوں کو برتن توڑنے پر مت مارا کرو

فان لها اجالا كاجال الناس وفی حديث اخر رواه الصعق انه عليه السلام قال لا تغضبوا ولا تسخطوا فی
کیونکہ برتنوں کی بھی عمر ہوتی ہے جیسی آدمیوں کی اور ایک اور حدیث میں آیا ہے صعق کی روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا برتن ٹوٹنے پر غصہ مت کرو اور مت جھنجھلاؤ

كسر الانية فان لها اجال كالانس وقد حكى ان ميمون بن مهران كان عنده ضيف فاستعجل على جاريته بالعشاء
بیشک برتنوں کی عمریں ہیں انسانوں کی سی اور حکایت ہے کہ میمون ابن مہران کے پاس مہمان آگیا اوسنے جلدی سے لونڈی کے ہاتھ شام کا کہانا منگایا

فجاءت مسرعة وفی يدها قصعة مملوة بطعام حار فعثرت واراقتها على راس سيدها قال سيدها احرقتني يا جارية
وہ بہاگی آئی اور اوسکے ہاتھ میں پیالہ گرم گرم کہانیکا بہرا ہوا تہا سو پہسل کر گر پڑی اور وہ کہانا مولی کے سر پر گر گیا مولی نے کہا اے لونڈی تونے مجھکو جلا دیا

فقالت الجارية يا معلم الخير ويا مؤدب الناس ارجع الى ما يقول الله تعالى قال وما يقول الله تعالى قالت يقول
وہ لونڈی بولی اے معلم الخیر اور اے مؤدب الناس خیال تو کر اللہ تعالی کیا فرماتا ہے مولی نے کہا اللہ تعالی کیا کہتا ہے بولی فرماتا ہے

والكاظمين الغيظ قال كظمت غيظي قال زد فان الله تعالى يقول والعافين عن الناس قال قد عفوت
اور دبا لیتے ہیں غصہ میمون نے کہا میں نے اپنا غصہ دبا لیا لونڈی بولی زیادہ کر اللہ تعالی فرماتا ہے اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو میمون نے کہا میں نے تجھکو معاف کیا

عنك قالت ان الله تعالى يقول والله يحب المحسنين قال انت حرة لوجه الله تعالى وقيل للاحنف
لونڈی نے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے اور اللہ چاہتا ہے نیکی والوں کو میمون نے کہا تو واسطے خدا کی آزاد ہے اور احنف بن قیس سے

بن قيس ممن تعلمت الحلم قال من قيس بن عاصم انه كان فی داره جالسا اذ اتت جارية بسفود عليه شواء فسقط
کسی نے پوچھا تونے حلم کس سے سیکھا ہے کہا قیس بن عاصم سے وہ اپنے گہر میں بیٹھا تہا ناگہاں اوسکی لونڈی کباب کی جلتی ہوئی سیخ لیے ہوئی آئی سو وہ سیخ اوسکے ہاتھ سے

من يدها السفود على ابن له فعقره فمات فدهشت الجارية فقال لا يسكن روع هذه الجارية الا العتق فقال
چھوٹ کر قیس کی بیٹے پر گر پڑی اوسکو زخمی کر دیا پہر وہ مر گیا اسمیں وہ لونڈی ہوشیارہ گئی پہر قیس نے کہا اس لونڈی کا خوف بدون آزاد ہوئے نہیں جاویگا پہر کہا

انت حرة لوجه الله تعالى يا جارية لا باس عليك وروى عن ابي امامة انه عليه الصلوة والسلام وهب لعلي
اے جاریہ تو واسطے خدا کی آزاد ہے ڈر کا مت اور ابوامامہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت علی کو ایک غلام دیا

غلاما فقال له لا تضربه فاني نهيت عن ضرب اهل الصلوة وقد رايته يصلي فانه عليه السلام اشار فی
اور فرمایا اسکو مارنا مت کیونکہ مجھکو نمازی کی مار ڈالنے سے ممانعت ہوئی ہے اور میں نے اسکو نماز پڑھتے دیکھا ہے بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں اشارہ کیا

هذا الحديث ان المصلي لا ياتي غالبا بما يستحق الضرب لان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر وروى عن الحسن البصري
فرمایا کہ نمازی اکثر ایسی خطا نہیں کرتا جسمیں مار کہاوے اسلیے کہ نماز فحشاء اور منکرات سے بچا رکھتی ہے اور حسن بصری سے روایت ہے

انه سئل عن مملوك يرسله مولاه فی حاجة وتحضره صلوة الجماعة او الجمعة باي ذلك يبدا قال بحاجة مولاه
کہ لوگوں نے کسی نے حال غلام کا پوچھا کہ اوسکو مولی کسی کام کو بھیجے اور اوسکو جماعت کی یا جمعہ کی نماز پیش آجاوے تو اب کیا کرے جواب دیا مولی کا کام

قال الفقيه ابو الليث هذا اذا كان فی الوقت سعة ولا يخاف فوت الصلوة واما اذا خاف فوتها فلا يجوز له
فقیہ ابو اللیث کہتے ہیں یہہ جب ہے کہ وقت میں گنجایش ہو اور نماز کی فوت کا خوف نہو اور اگر فوت کا خوف ہو تو پہر نماز کی وقت سے تاخیر

تاخيرها عن وقتها لما روى انه عليه السلام قال لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق وذكر فی المظهر ان السيد
جایز نہیں ہے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا خدا کی گناہ میں بندہ کی تابعداری نہیں ہے اور مظہر میں مذکور ہے کہ مولی کو

لا يجوز له ان يمنع عبده عن اداء فرائض الله تعالى لاجل خدمته واذا ادى العبد فرائض الله تعالى لا يجوز
جایز نہیں ہے کہ غلام کو اپنی خدمت کی غرض سے فرایض الہی ادا کرنے دے اور غلام جب فرایض الہی ادا کر چکے تو اوسکو جایز نہیں ہے

له ان یترك خدمة سیده ویشتغل بعبادة غیر واجبة علیه الا ان یاذن له سیده فیها حتی لو احرم

کہ مولی کی خدمت چھوڑ کر عبادت غیر واجبی کرنی لگی البتہ اگر اوسکا مولی اجازت دیوی تو مضائقہ نہیں یہان تک کہ اگر غلام نی حج کی

للحج بغیر اذن سیده یجوز للسید ان یخرجه من الاحرام ویمنعه عن اتمام الحج ولو حج وفات عنه خدمة

نیت احرام باندہا تو مولی کو جایز ہی کہ اوسکو احرام میں سی نکال لی حج پورا نہ کرنی دیگا اور اگر غلام نی حج کیا اور اوسمین خدمت مولی کی فوت ہوگئی

سیده یکون اثما وکذا یجوز لسیده ان یمنعه عن صلوة النفل وصوم النفل ولا یجوز له ان یمنعه

تو گنہگار ہوگا اور ایسی ہی مولی کو جایز ہی کہ غلام کو نماز نفل اور روزہ نفل سی روکدی اور مولی کو یہہ جایز نہیں ہی کہ تشہد اور الحمد

عن تعلم التشهد والفاتحة وعدة سور من القران وفرائض الصلوة والصوم لان هذه الاشیاء واجبة

اور چند سورتین قرآن کی اور فرائض نماز روزہ کی نہ سیکہنی دی اسلئی کہ یہہ سب واجب ہین

لا یجوز اهمالها بخلاف غیرها وینبغی للعبد ان یغتنم ایام رقه لما روی انه علیه السلام قال اذا نصح العبد لسیده

انکا ترک جایز نہیں ہی اس سی علاوہ کا ترک مضائقہ نہیں اور غلام کو چاہیئی کہ اپنی غلامی کا زمانہ غنیمت سمجھی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب غلام اپنی مولی کی خیر خواہی کرتا ہی

واحسن عبادة ربه کان له الاجر مرتین وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال نعما للمملوك ان یتوفاه الله

اور عبادت اپنی رب کی اچہی ادا کرتا ہی تو اوسکو دوہرا ثواب ہوتا ہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کیا اچہا غلام ہی جسکو اللہ تعالی وفات دی

یحسن عبادة ربه وطاعة سیده نعماله وقد روی انه علیه السلام قال فی وعید الابق من مولاه اذا

کہ رب کی عبادت اور مولی کی اطاعت اچہی کرگیا اوسکو نعمت ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی غلام کی حق مین جو مولی سی بہاگ جاوی فرمایا جب غلام بہاگ جاتا ہی

ابق العبد لم یقبل له صلوة وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال ایما عبد ابق برئت منه الذمة وینبغی

تو اوسکی نماز قبول نہین ہوتی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو غلام بہاگ جاتا ہی اوس سی ذمہ خالی ہی اور مولی کو

للمولی اذا طالت مدة مملوکه فی خدمته ان یعتقه لعله یخرج به مما بقی علیه من حقوقه ومظالمه راسا

لازم ہی کہ جب غلام کو خدمت کرتی ہوئی مدت دراز ہوجاوی تو اوسکو آزاد کردی کیا بعید ہی کہ اسکی سبب باقی حقوق اور مظالم سی برابر برابر بچ جاوی

براس ولعل الله تعالی یعتق بکل عضو منه عضوا منه لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال

شاید کہ اللہ تعالی غلام کی ہر عضو کی بدلہ اسکی اعضا کو آزاد کردی کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

من اعتق رقبة مسلمة اعتق الله تعالی بکل عضو منه عضوا من النار حتی فرجه بفرجه وفیها اشارة

جسنی غلام مسلمان آزاد کیا تو اللہ تعالی اوسکی ہر عضو کی بدلہ اسکی اعضا آگ سی آزاد کریگا یہان تک کہ اسکی شرمگاہ اوسکی شرمگاہ کی بدلہ اسمین اشارہ ہی

الی استحباب اعتاق کامل الاعضاء بان لا یکون مجبوبا او خصیا انما المقابلة اذ فهم منه انه تعالی

کہ آزاد کرنیکا حق یہہ ہی کہ اعضا کامل ہون ایسا کہ ذکر بریدہ یا خوجہ نہو تا کہ پورا مقابلہ ہو جاوی اسلئی کہ اس حدیث سی یون معلوم ہوتی

یعتق فرج المعتق من النار بمقابلة اعتاق فرج مملوکه من الرق ولذلك قیل المستحب ان یعتق الرجل

کہ اللہ تعالی معتق کی شرمگاہ آگ سی آزاد کردیتا ہی بدلہ مین آزادگی شرمگاہ غلام کی غلامی کی اسیلئی کہتی ہین کہ مستحب یہہ ہی کہ مرد تو غلام آزاد کیا کری

عبدا والمراة امة تحقیقا للمقابلة وکذا ینبغی للسید اذا اتی مملوکه بطعام قد اصلحه ان یقعده معه

اور عورت لونڈی تا کہ مقابلہ ثابت ہوجاوی اور ایسی ہی سید کو لازم ہی کہ جب غلام کہانا پکا کر لاوی تو اوسکو اپنی ساتہہ دستر خوان پہ بٹہالی

علی الخوان وان لم یقعده یعطیه لقمة ویقول له کل هذه لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام

اور اگر نہ بٹہاوی تو ایک لقمہ ہی دیدی اور کہدی کہ کہالی کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال اذا صنع لاحدکم خادمه طعامه ثم جاء به وقد ولی حره ودخانه فلیقعده معه فلیاکل وان

جب تمہاری نوکر غلام کہانا پکاوی پہر لیکر آوی اور بیشک اوسنی گرمی اوٹہائی اور دہوان کہایا تو چاہیی کہ اوسکو کہانی کو ساتہہ بٹہالی اور اگر

كان الطعام مستفوها قليلا فليقعده فليضع في يده منه اكلة او اكلتين وفي الفتاوى رجل لا ينفق على عبده

کھانا تھوڑا بہت ہوں اور کہانا تھوڑا ہو تو اسکی ہاتھ میں ایک یا دو لقمے رکھدے اور فتاوی میں ہی کہ ایک شخص غلام کا خرچ نہیں اوٹھاتا

ان كان العبد قادرا على الكسب لا ياكل من مال مولاه بلا رضاه وان لم يكن قادرا على الكسب او منعه

اگر وہ غلام کما سکتا ہی تو مولی کی مال میں سی اوسکی بلا رضا نہ کہاوی اور اگر کما نہیں سکتا یا مولی کمانی نہیں

مولاه عن الكسب يجوز له ان ياكل من مال مولاه بلا رضاه والامة تاكل مطلقا روي عن ام سلمة رض

دیتا تو سب جائز ہی کہ مولی کی مال میں سی بلا اجازت کہالی اور لونڈی بہرحال کہایا کری ام سلمہ سی روایت ہی

انه عليه السلام كان يقول في مرضه الصلوة وما ملكت ايمانكم فانه عليه السلام قرن المماليك بالصلوة

کہ نبی علیہ السلام مرض کی حالت میں فرماتی تھی نماز کی اور مملوک کی حفاظت کرو بیشک نبی علیہ السلام نی ممالیک کو نماز کی ساتھ ملاکر

وامر بحفظهم كما امر بحفظها ليعلم ان القيام بمقدار حاجتهم من الطعام واللباس وتعليم الدين واجب

انکی حفاظت کا حکم دیا جیسی نماز کی حفاظت کا تاکہ معلوم ہو کہ ممالیک کی خدمت بقدر حاجت کہانی پہنی اور دین سیکہنی کی مالکوں کی ذمہ

على من يملكهم كما يجب الصلوة عليهم فان المسلم كما يجب عليه نفقة عبيده واماءه قدر ما يكفيهم كذلك

ایسی واجب ہی جیسی اونپر نماز واجب ہی بیشک مسلمان پر جیسی خرچ غلاموں اور لونڈیوں کا بقدر کفایت واجب ہی ایسی ہی

يجب عليه ان يعلمهم ما فرض الله تعالى عليهم وما نهاهم عنه فان هذا امر قد اهمل اكثر العلماء في هذا

اوسپر یہہ واجب ہی کہ سکہادی اللہ تعالی نی کیا کیا اونپر فرض کیا ہی اور کیا کیا منع کیا ہی بیشک یہہ ایسا کام ہی کہ اس زمانہ میں اکثر علما اوسی چہوڑ دیا ہی

الزمان فضلا عن العوام فان العبيد والاماء في هذا الزمان لا يقصدون بالتعليم اصلا بل انما يقصدون

عوام کو کیا روئیں بیشک غلام لونڈیاں اس زمانہ میں دین سیکہنی کا ارادہ ہرگز نہیں کرتی بلکہ بجز مقاصد

لقضاء المآرب الدنيوية فقط كانهم عند ملاكهم حيوان بهيمي لا تكليف عليهم فان كثيرا ممن يدعي

دنیوی کی کچھہ ارادہ نہیں کرتی گویا وہ اپنی مالکوں کی پاس بیل ڈنگر ہیں اونکی ذمہ احکام شرعی نہیں ہیں بیشک اس زمانہ میں اکثر شخص جو اسلام کی

الاسلام في هذا الزمان يكون عنده عبيد واماء فلا يامرهم بواجب ولا ينهاهم عن حرام بل يكون العبد و

دعوی کرتی ہیں اونکی پاس غلام لونڈیاں ہیں پہر اونکو کسی واجب کا حکم کرتی ہیں اور نہ حرام سی روکتی ہیں بلکہ غلام لونڈیوں کو

الجارية في ملكه عدة سنين لا يصليان الصلوة المفروضة ويرتكبان امورا كثيرة من المناهي والمنكرات

اونکی ملک میں کئی کئی برس گذر جاتی ہیں کہ فرض نماز نہیں پڑہتی اور بہتیری اعمال مناہی اور منکرات کئی جاتی

وهو يريهما ويتغافل عنهما ويظن ان اثمهما عليهما لا عليه ولا يعلم ذلك المسكين انه مؤاخذ بما صدر عنهما

اور میاں دیکہا کرتی ہیں اور کچھہ نہیں کہتی اس خیال میں ہیں کہ اونکا گناہ اونپرہی مجہپر نہیں ہی اور بیچارہ کو یہہ خبر نہیں کہ جو گناہ اونسی ہوگا وہ پکڑا جاویگا

ومسئول عنه ومعاقب عليه يوم القيمة لما روي عن عمر بن الخطاب انه عليه السلام قال كلكم راع

اور اوسی پوچھہ ہوگی اور قیامت کی دن اوسپر عذاب ہوگا کیونکہ عمر بن الخطاب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تم سب نگہبان ہو

وكلكم مسئول عن رعيته واذا علم الانسان ان يسئل عن عبيده واماءه يوم القيمة لا يتركهم كالبهائم

اور نگہبانی کی سب سی پوچھہ ہوگی جب آدمی کو یہہ معلوم ہو کہ قیامت کو غلام لونڈیوں کی مجہسی پوچھہ ہوگی تو اونکو شتر بی مہار

المرسلة بلا ضابط ديني ولا زاجر شرعي بل يشدهم بزمام الشريعة ويقيدهم بالاحكام الدينية ويصونهم

بی ضابطہ دینی اور بغیر زاجر شرعی کی کہیلی چہوڑی بلکہ اونکو شریعت کی رسی میں باندہی اور احکام دینی میں گہیری اور عذاب اخروی کی

عن موجبات العقوبات الاخروية اذ قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا قوا انفسكم واهليكم نارا فان اهل

اسباب سی بچاوی اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو بچاؤ اپنی جانوں کو اور اپنی گہروالوں کو اوس آگ سی بیشک لفظ اہل

وان كان الاصل فيه ان يطلق على القرابة لكن يطلق على الاتباع ايضا ولا يبعد ان يكون المراد ههنا هذا

اگرچہ اصل میں قرابت دار پر بولتے ہیں لیکن اتباع کو بھی کہتے ہیں اور کیا بعید ہے کہ یہاں عموم کی جہت سے

المعنى لعمومه فعلى هذا يجب على المؤمن ان يعلم عبيده واماءه من احكام الاسلام قدر ما يجب عليهم

یہی معنی مراد ہوں اس تقریر کی موافق مؤمن پر واجب ہے کہ اپنی غلام لونڈیوں کو احکام دینی جسقدر اونپر واجب ہیں سکھا دیوے

ثم يامرهم باداء الفرائض والواجبات وينهاهم عن ارتكاب المعاصي والمحرمات بالرفق اولا فان ابوا

پھر اونسے فرائض اور واجبات ادا کرائے اور معاصی اور محرمات پر عمل کرنے سے منع کردے پہلے تو نرمی سے پھر اگر نہ مانیں

يغلظ الكلام عليهم فان ابوا يضربهم فمن لم يدخل منهم طريق الصلاح بعد ذلك يبيعه لانه مادام

تو زبانی دھمکا کر پھر بھی اگر باز نہ آویں تو مار کر پھر بھی اگر کوئی اونمیں سے طریقہ خوبی کا نہ لے تو اوسکو بیچ ڈالے اسلئے کہ جب تک اوسکی ملک

في ملكه يجب عليه حفظه كما قال قاضيخان في فتاويه رجل له عبد مريض لا يقدر على الوضوء عن

میں رہیگا اوسکی حفاظت کا ذمہ دار ہے چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی میں کہتے ہیں ایک شخص کے پاس غلام بیمار ہے وضو نہیں کرسکتا

محمد يجب على المولى ان يوضيه لانه مادام في ملكه كان عليه تعاهده لكن ينبغي ان يعلم ان المولى و

امام محمد سے ہے کہ مولی پر وضو کرانا واجب ہے اسلئے کہ جبتک اوسکی ملک میں ہے تب تک اوسکا ذمہ دار ہے لیکن سمجھنا چاہئے کہ مولی کو اگرچہ غلام کا مارنا

ان جاز له ان يضرب عبده اذا اتى بما لا يوجب الحد لكن اذا اتى بما يوجب الحد فليس له ان يقيم عليه

جایز ہے اگر وہ ایسی خطا کرے کہ جسمیں حد نہ آتی ہو لیکن اگر ایسا کام کریگا جسمیں حد آتی ہو تو مولی کو اختیار نہیں ہے کہ مقدمہ پیش کیے بے جبتک حاکم

الحد الا باذن الحاكم بعد المرافعة اليه وثبوته عنده فاذا اقام عليه الحد ولم ينزجر يبيعه ولو بثمن بخس

ثابت کرکے حکم نہ دے اسپر حد جاری کرے پھر جب اوسپر حد جاری ہوچکی تو بھی نہ باز آوے تو بیچ ڈالے اگرچہ کم داموں سستا

لما روى عن ابي هريرة رض انه قال اذا زنت امة احدكم فتبين زناها فليجلدها بحد ولا يثرب عليها ثم ان

اسواسطے کہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب کسیکی لونڈی زنا کرے اور وہ ظاہر ہوجاوے تو اوسکو حد مارنی چاہیے اور اوسکو کچھ سرزنش نہ کرے پھر اگر

زنت فليجلدها بحد ولا يثرب عليها ثم ان زنت الثالثة فليبعها ولو بحبل من شعر وفي ذكر الامة على الاطلاق

دوبارہ زنا کرے تو پھر حد مارنی چاہئے اور کچھ سرزنش نہ کرے پھر اگر تیسرے دفعہ زنا کرے تو اوسکو بیچ ڈالے اگرچہ بدلے بال کی رسی کے اور مطلق لونڈی کی ذکر کرنی میں

اشعار بان حدها منكوحة كانت او غيرها الجلد لا انه نصف جلد الحرائر لقوله تعالى فان اتين بفاحشة

یہ اشارہ ہے کہ لونڈی کی حد منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ درے ہیں اتنا ہی کہ آزاد عورت سے آدھی بدلیل اس آیت کی پھر اگر کریں بیحیائی کا کام

فعليهن نصف ما على المحصنت من العذاب والمراد بالفاحشة في الاية الزنا وبالمحصنت الحرائر وبالعذاب

تو اونپر ہے آدھی مار جو بی بیوں پر مقرر ہے اور مراد لفظ فاحشہ سے اس آیت میں زنا ہے اور محصنت سے مراد آزاد عورتیں ہیں اور عذاب سے مراد

الجلد لا الرجم لانه لا ينتصف واستدل الشافعي بهذا الحديث على ان للمولى اقامة الحد على مملوكه وقال

درے ہیں سنگسار نہیں ہے کیونکہ سنگسار کا آدھا نہیں ہے اور امام شافعی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ مولی کو اپنی غلام پر حد جاری کرنیکا اختیار ہے اور

الحنفيون ليس له ذلك الا باذن الامام لقوله عليه السلام اربع الى الولاة وذكر منها الحدود والولاة جمع الوالي

حنفی کہتے ہیں کہ بدون اذن امام کی مولی کو اختیار نہیں ہے بدلیل اس حدیث کی کہ چار باتیں والیوں کے اختیار میں ہیں اونہی میں حدود کو ذکر کیا اور ولاۃ جمع والی کی

وهو اذا اطلق ينصرف الى من له ولاية عامة وهو السلطان او نائبه واما التصريح بالنهي عن التثريب

اور اسکو جب قید بولتے ہیں تو وہ حاکم مراد ہوتا ہے جسکو حکومت عام ہو یعنی بادشاہ یا اوسکا نائب اور صریح ممانعت سرزنش سے لونڈیوں کو

عليها بعد الامر بجلدها فلان عقوبة الزنا قبل ان يشرع الجلد كان التثريب وهو التوبيخ والتعيير

بعد حکم دینی درہ زنی کی اسواسطے ہے کہ زنا کی عقوبت درہ مقرر ہونی سے پہلی تثریب تھی یعنی جھڑکنا اور شرم دلانی

فیکون معنی الحدیث لا یقتصر علی تعییرها بل یقیم علیها الحد وقیل معناه لا تثریب علیها بعد اقامة الحد

تو معنی حدیث کی یہہ ہوئی کہ سرزنش پہ اکتفا نکریں بلکہ اوسپر حد جاری کیجاوی اور بعضی کہتی ہیں اسکی معنی یہہ ہیں کہ جب حد جاری ہوچکی تو اب سرزنش نہیں ہی

علیها واما الامر ببیعها فی الثالثة فلما فیه من ترک المخالطة مع الفساق واهل المعاصی فان قیل کیف یکره

اور اسکو بیچ ڈالنیکا تیسری دفعہ میں حکم اسلئی ہی کہ اسمیں فساق اور فجار کا ملاپ اور صحبت چھوٹتی ہی پہر اگر کوئی اعتراض کری یہہ کیونکر ہی

شیئا لنفسه ویرتضیه لاخیه المسلم مع انه علیه السلام قال لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب

کہ ایک شی کو اپنی لئی برا سمجھی اور بہائی مسلمان کی لئی پسند کری باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی مؤمن ہوگا کوئی تم میں سی جبتک کہ پسند کری واسطی بہائی

لنفسه فالجواب انه یبیعها علی قصد ان تستعف عند مشتریها بضبطها او بالاحسان الیها والتوسعة علیها

کی جو اپنی لئی کرتا ہی مسلمان کی جلد بکری اپنی لئی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ اس نیت سی بیچی کہ مشتری کی پاس جاکر اوسکی ضبط یا احسان کرنی سی اور فراخی برتنی سی عفیفہ ہوجاوی

وذکر فی نصاب الاحتساب ان من اعتاد ان یشتم ممالیکه کل یوم وکل ساعة لا یقبل شهادته وان کان

اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی جسکی یہہ عادت پڑجاوی کہ غلاموں کو ہر روز اور ہر وقت گالیاں دیا کری تو اوسکی گواہی مردود ہی اور اگر کبھی کبھی گالی دیتا ہو

احیانا تقبل ان لم یکن قذفا وان کان قذفا یسقط العدالة ویوجب الجلد لکن لا یضرب فی الدنیا لان المولی

تو گواہی اوس صورت میں قبول ہوگی کہ وہ گالی قذف نہووی اور اگر قذف ہو تو وہ عادل نہیں رہتا اور دُرّہ مارنی آتی ہیں لیکن دنیا میں نہیں اسلئی کہ مولی پہ

لا یعاقب فی الدنیا بسبب عبده بل یضرب فی الاخرة لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من قذف

دنیا میں غلام کی جہت سی عقاب نہیں ہوتا بلکہ آخرت میں لگینگی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اپنی غلام کو

مملوکه وهو بریء مما قال جلد یوم القیمة الا ان یکون کما قال وذکر الفقیه ابو اللیث فی التنبیه عن عامر الشعبی

گالی دیوی اور وہ اوسکی گالی سی پاک ہی تو قیامت کی دن دُرّہ لگینگی ہان اگر اوسکی کہنی کی موافق ہو تو خیر اور فقیہ ابو اللیث تنبیہ میں عامر شعبی سی روایت کرتا ہی

انه قال استسقی رجل من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم من اهل بیت فدعت المرأة خادمتها فابطأت

کہ ایک شخص نی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سی ایک اہل بیت سی پانی مانگا سو بی بی گھروالی نی لونڈی کو بلایا اوسنی دیر کی

فقذفتها فقال ذلک الرجل اما انک تستحدین لها یوم القیمة او تقیمین اربعة انها کما قلت فاعتقها

پہر بی بی نی اوسکو گالی دی پہر اوس شخص نی کہا بیشک قیامت کی دن تجہپر حد لگیگی یا چار گواہ لا کہ یہہ لونڈی ایسی ہی جو تو کہتی ہی پہر بی بی نی اوسکو آزاد کر

قال عسی ان یکفر هذا عنک هذا الحدیث وان دل علی ان قذف المملوک یوجب الحد لکن لا

اوس شخص نی کہا امید ہی کہ تیرا یہہ عوض ہوجاوی اس حدیث سی اگرچہ معلوم ہوتا ہی کہ غلام کو گالی دینی سی حد لازم آتی ہی لیکن حد

یوجبه لعدم الاحصان فیه لان شرط الاحصان فی حد القذف خمسة الحریة والاسلام والعقل و

واجب نہیں ہوتی اسلئی کہ محصن نہیں ہی اسلئی کہ حد قذف میں احصان کی شرطیں پانچ ہیں آزادگی اور اسلام اور عقل اور

البلوغ والعفة عن الزنا فمن لم یوجد فیه واحد من هذه الشروط الخمسة لا یکون محصنا فقذفه

بلوغ اور پاک ہونا زنا سی پہر جسمیں ان پانچ شرطوں میں سی کوئی سی ایک بہی موجود نہو گی تو وہ محصن نہیں ہوگا ایسی کی قذف سی حد نہیں آتی

لا یوجب الحد بل یوجب التعزیر البالغ غایته وهو تسعة وثلثون سوطا عند ابی حنیفة وعند ابی یوسف فی

بلکہ بڑی سی بڑی تعزیر آتی ہی اور وہ نزدیک امام ابو حنیفہ کی انتالیس دُرّہ میں اور امام ابو یوسف کی نزدیک ایک

روایة خمسة وخمسون وفی روایة تسعة وسبعون فان لم یضرب فی الدنیا یضرب فی الاخرة بسیاط

روایت میں پچپن دُرّہ ہیں اور ایک روایت میں اناسی دُرّہ ہیں سو دنیا میں اگر نہ لگینگی تو آخرت میں سب کی سامنی آگ کی دُرّہ لگینگی

من النار علی رؤس الاشهاد ومن یوجد فیه هذه الشروط الخمسة کلها یکون محصنا ویوجب قذفه الحد

اور جسمیں یہہ پانچوں شرطیں تمام موجود ہوں تو وہ محصن ہی اوسکی قذف سی حد لازم آتی ہی

وهو ثمانون سوطا للحر ونصفها للعبد مع عدم قبول شهادتهما ولو بعد التوبة لقوله تعالى والذين يرمون
یعنی اسی درّہ ازاد کی لئی اور اوس کی آدہی غلام کی لئی اور گواہی بہی مقبول نہو گی گرچہ توبہ کرین بدلیل اس آیت کی اور جو لوگ عیب لگاتی ہین

المحصنت ثم لم ياتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا واولئك هم
قیدوالیوں کو پہر نہ لائی چار شاہد تو مارو اونکو اسی چوٹ قمچی کی اور نہ مانو اونکی کوئی گواہی کبہی اور وہ ہی لوگ ہین

الفسقون الا الذين تابوا من بعد ذلك واصلحوا فانه تعالى قد بين في هذه الاية ان الذين يرمون المحصنت
بی حکم مگر جنہون نی توبہ کی اس پیچہی اور سنوار پکڑی بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان فرمایا ہی کہ جو لوگ تہمت زنا کی کرتی ہین پاکدامن عورتون کو

بالزنا ثم لم ياتوا باربعة شهداء يتوجه عليهم ثلثة احكام وجوب جلدهم ورد شهادتهم وكونهم فاسقين لا
پہر نہین لاتی چار گواہ تو اونپر تین حکم جاری ہونگی بالضرور درہ مارنی اور گواہی مردود اور وہ فاسق ہین پہر اتنا ہی

انهم ان تابوا واقروا بالكذب ببراءة المقذوف واستحلوا منه واصلحوا ما افسدوا من كسر العرض وهتك الستر
کہ اگر وہ توبہ کرین اور اپنی جہوٹ اور مقذوف کی برأت کی قائل ہون اور اوس سی معاف کرالین اور جو خرابی کی تہی اوسکو درست کرین یعنی بی آبروئی اور پردہ دری

يرتفع عنهم الفسق للاستثناء الواقع في الاية ولا يرتفع عنهم الجلد ولا رد الشهادة عند العلماء الحنفية والحاصل
تو فسق دور ہو جائیگا بالفعل کہ آیت مین استثناء واقع ہی اور درّہ معاف نہین ہوگا اور نہ گواہی مقبول ہوسکی نزدیک علماء حنفیہ کی اور حاصل یہہ ہی

ان في الاية تصريحا بترتيب الاحكام الثلثة عليهم بمجرد العجز عن اقامة البينة بلا اشتراط الكذب في الحقيقة
کہ آیت مین صاف تینوں حکم اونپر مرتب کر رکہی ہین گواہ گذارنی سی عاجز ہوتی ہی لازم ہین اور کچہہ شرط نہین ہی کہ حقیقت اور نفس الامر مین

ونفس الامر لان القذف خبر يحتمل الصدق والكذب الا انهم هتكوا ستر العفة بلا فائدة حيث عجزوا عن الاثبات
جہوٹ ہووی اسلئی کہ قذف خبر ہی احتمال صدق اور کذب دونو کا رکہتی ہی لیکن وہ عفت کی پردہ دری بلا فائدہ کرکر کہ ثابت نکرسکی

كانوا فاسقين مستحقين للعقوبة التي هي الجلد ورد الشهادة وان كانوا صادقين في نفس الامر اذ قال الله تعالى
فاسق ہو گئی اور سزاوار اس عذاب کی ہوئی یعنی درہ اور رد شہادت گرچہ واقع مین سچی ہی ہون اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

لولا جاءوا عليه باربعة شهداء فاذ لم ياتوا بالشهداء فاولئك عند الله هم الكذبون فعلم من هذا ان ما لا حجة
کیوں نہ لائی وہ اس بات پر چار شاہد پہر جب نہ لائی شاہد تو اللہ کی ہان وہ ہی ہین جہوٹی اس ہی معلوم ہوا کہ جس بات پر حجت نہو گی

عليه فهو في حكمه تعالى كذب ولذلك رتب عليه الحد لعدم الفائدة في الاخبار به من الحسبة
وہ حکم الہی مین جہوٹ ہی اسی لئی اوسپر حد قایم ہوئی کیونکہ اس خبر مین کوئی سا فائدہ نہین ہی نہ تنبیہ

والزجر والسياسة بل هو مجرد هتك الستر وكسر العرض وهذا اذا كانوا صادقين فكيف اذا كانوا
اور نہ زجر اور سیاست بلکہ یہہ صرف پردہ دری اور بی آبروئی ہی یہہ اس صورت مین ہی اگر سچی ہون پہر کیا کہون اگر

كذبين وهم يحسبونه هينا وهو عند الله عظيم ولهم في الاخرة عذاب اليم ثم من راى رجلا يزني
جہوٹی ہون اور وہ لوگ سہل سمجہتی ہین اور وہ اللہ کی ہان بڑی ہی اور اونکی لئی ہی آخرت مین دکہہ کی مار ہی ان جو شخص کسیکو زنا کرتی دیکہی

يحل له ان يقتله وانما لا يقتله لانه لا يصدق انه قتله لانه راه يزني المجلس السابع والسبعون
تو اوسکو اوسکا قتل کرنا حلال ہی اور قتل اسلئی نہین کرتا کہ ثابت نکرسکیگا کہ مین نی زنا کرتا دیکہہ کر قتل کیا ہی ستروین مجلس

في بيان حرمة اللواطة وعقوبتها وغيرها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اخوف ما
اغلام کی حرمت کی بیان مین اور اوسکی سزا وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مجہکو بڑی سی بڑا خوف

اخاف على امتي عمل قوم لوط هذا الحديث من حسان المصابيح رواه جابر وفيه تنبيه عظيم على كون عملهم
اپنی امت پر عمل قوم لوط کا ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں مین ہی جابر کی روایت سی اور اسمین بڑی تنبیہ ہی کہ اونکا یہہ عمل

من اعظم الذنوب وهذا عاقبهم الله تعالى بما لم يعاقب به امة من الامم وجمع عليهم من انواع العذاب ما لم
اعظم المعاصی سے ہی اسیوا سطی اللہ تعالی نی اونکو ایسا عذاب دیا کہ تمام امتوں میں سی کسیکو نہیں دیا اور اونپر کئی قسم کی عذاب جمع کر دئی جو اور کسی

يجمعه على غيرهم من بني آدم وذمهم وكرر قصتهم في عدة سور من كتابه الكريم حتى يرتدع من علمهم الذين يؤمنون
بنی آدم پہ جمع نہیں کئی اور اونکی برائی بیان کی اور بار بار اونکا قصہ اپنی کتاب کریم کی کئی سورتوں میں بیان کیا تاکہ جو لوگ خدا اور قیامت کی

بالله واليوم الآخر اشد الارتداع ويحترزوا عنه وعن مباديه كالنظر والمصاحبة واللمس والقبلة اشد
دن پر ایمان لاتی ہیں اس سی خوب باز آویں اور اوس سی اور اوسکی اسباب سی جیسا دیکھنا اور پاس بیٹھنا اور ہاتھ لگانا اور منہ چومنا

الاحتراز ولا يقربوا منه ولا يحوموا حوله فضلا عن ان يفعلوه اذ قد روي ان طباع جميع الحيوانات
خوب احتراز کریں اور اوسکی پاس نہ پھٹکیں اور اوسکی گرد نجاویں کرنیکا تو کیا ذکر ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ تمام حیوانات کی طبیعتیں بجز سور اور بندر کی اوس سی

يابآه الا الخنازير والقرد وفي رواية الا الخنزير والحمار فمن يميل طبعه اليه يكون في الدناءة والخساسة
نفرت کرتی ہیں اور ایک روایت میں ہی سوای سور اور گدہی کی پہر جسکی طبیعت اودہر مایل ہووی تو وہ دنائت اور خساست

والخباثة مثل الخنزير والقرد والحمار بل هو ادنى منها حالا لما روي انه عليه السلام قال الخنازير والقرد
اور خباثت میں سور اور بندر اور گدہی کی برابر ہی بلکہ اونسی بہی بدتر اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سور اور بندر

اعقل عند الله تعالى ممن يرتكب المعاصي وذلك لان من يرتكب المعاصي على الاستمرار من غير التوبة والاستغفار
اللہ کی نزدیک اوس سی زیادہ ہوشیار ہیں جو معاصی اختیار کرتا ہی اسلئی کہ جو شخص معاصی میں ہمیشہ گرفتار رہتا ہی بی توبہ اور استغفار کی

يكون من الذين قال الله تعالى فيهم اولئك كالانعام بل هم اضل فانه تعالى شبههم بالبهائم في كون مشاعرهم
وہ اون لوگوں میں ہی جنکو اللہ تعالی فرماتا ہی وہ جیسی چوپائی بلکہ اونسی زیادہ بی راہ کیونکہ اللہ تعالی انکو بہایم سی تشبیہ دی کہ انکی دل و دماغ

متوجهة الى اسباب الدنيا ومقصورة عليها وعدم التفكر فيما يقرع اذانهم من الآيات وعدم الانتفاع بها بل
اسباب دنیوی کی طرف متوجہ ہو کر اوسی کی ہو رہی اور اونکا کچہہ فکر نہیں ہی جو آیات سنتی ہیں اور اونسی کچہہ نفع لیتی ہیں بلکہ ایسی لوگوں کو

جعلهم اضل منها لانها تدرك ما من شأنها ان تدركه من المنافع والمضار وتجتهد غاية جهدها في جلب
اونسی بہی گمراہ ٹہرایا کیونکہ ڈنگر تو وتنا سمجہتی ہیں جو اونکی سمجہہ کی لایق ہی فائدہ اور نقصان کو منفعت کی وصول میں اور مضرت کی دفع میں خوب کوشش کرتی ہیں

ما ينفعها وسلب ما يضرها وتنقاد لصاحبها وتميز من يحسن اليها ممن يسيء اليها وهؤلاء ليسوا كذلك حيث لا يميزون
اور اپنی مالک کی مطیع رہتی ہیں اور اپنی محسن اور ایذا رساں میں تمیز کرتی ہیں اور یہہ لوگ بدکار ایسی نہیں ہیں کیونکہ یہہ منفعت

بين المنافع والمضار ويجتهدون غاية جهدهم في جلب ما يضرهم وسلب ما ينفعهم ولا ينقادون لربهم ولا يعرفون
اور مضرت میں فرق نہیں کرتی اور مضرت حاصل کرنیکو اور منفعت کہونی پر ٹوٹ پڑتی ہیں اور اپنی پروردگار کی فرمانبرداری نہیں کرتی اور اوسکی احسان

احسانه اليهم من اساءة الشيطان الذي هو عدو عدوهم ويقدمون على العذاب الاليم ولا يقدمون على
کی تمیز کرتی ہیں شیطان کی بدی سی جو کہ اونکا بڑا ہی دشمن ہی اور سخت عذاب پر دوڑتی ہیں اور عیش دائمی

النعيم المقيم ويكونون من الذين قال الله تعالى فيهم يعلمون ظاهرا من الحيوة الدنيا وهم عن الآخرة هم
کی طرف متوجہ نہیں ہوتی اور اون لوگوں میں داخل ہیں جنکو اللہ تعالی فرماتا ہی جانتی ہیں اوپر اوپر دنیا کا جینا اور وہی لوگ آخرت سی

غافلون يعني انهم يعلمون ظاهرا حقيرا خسيسا من الدنيا وهو ما يشاهدونه من زخارفها وملاذها وسائر
خبر نہیں رکہتی یعنی وہ لوگ دنیا میں سی یہہ ہی حقیر بی حقیقت کو سمجہہ رہی ہیں اور وہ ہی جو دیکہتی ہیں دنیا کی زیب و زینت اور لذتیں اور تمام

احوالها الموافقة لشهواتهم الملائمة لاهوائهم وهم عن الآخرة التي هي مطلب الاعلى والمقصد الاقصى غافلون
حالات جو اونکی شہوات کی موافق ہیں اور ہوا و ہوس کی مناسب اور یہہ لوگ آخرت سی جو بڑا مطلب اور غایت درجہ کا مقصد ہی غفلت میں ہیں

لا يخطرونها ببالهم ولا يدركون من احوال الدنيا ما يؤدي الى معرفتها ولا يتفكرون فيها حتى يحصل لهم علم بها
اسکا خیال دلمیں نہیں لاتی اور دنیا کی حالات میں سی اوسپر نظر نہیں ڈالتی جس سی آخرت کی سمجھ آوی اور نہ اوسمیں فکر کرتی ہیں تاکہ اونکو آخرت کا علم آوی

فان العلم بامور الاخرة موقوف على العلم بوجود الباري تعالى وقدرته وارادته وعلمه وحيوته وذلك العلم لا يحصل
کیونکہ علم اخروی امور کا وجود باری تعالی اور اوسکی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہہ علم بدون نگاہ

الا بالنظر الى المصنوعات والتفكر في احوالها المتغيرة وهم قصروا النظر على الظاهر الخسيسة كالبهائم ولم يتفكروا في
کرنیکی مصنوعات میں اور بغیر فکر کرنیکی بدلتی حالات میں حاصل نہیں ہو سکتا اور اونہوں نی ڈنگروں کی طرح صرف ظاہر پی حقیقت پر نگاہ کر رکہی ہی

عجائب صنعه تعالى ليستدلوا بها على وجوده وصفاته التي يتوقف عليها وجود الممكنات فيعلموا ان ما اخبر به من امور
اور عجائبات صنع الہی میں فکر نہیں کرتی تاکہ اوسکی وسیلہ سی اوسکی وجود اور صفات پر استدلال کر سکیں جسپر وجود ممکنات کا موقوف ہی اور معلوم کریں کہ امور اخروی جنکی خبر

الاخرة امور ممكنة يلزم ثبوتها وكون المكلفين فيها فريقين فريق في الجنة وفريق في السعير بحكم صلاح الاعمال
آئی ہی امور ممکنہ ہیں انکا ثبوت لازم ہی اور مکلف لوگ اسمیں دو قسم پر ہیں اعمال کی خوبی اور بدی کی لحاظ سی ایک قسم جنت میں اور ایک قسم دوزخ میں پہر بیشک سبب

وفسادها ثم ان سبب محبة العبد المعاصي والفجور فساد العلم او فساد القصد او فسادهما جميعا بل قد قيل فساد
آدمی کی محبت کا معاصی اور فجور سی یا نرا علم کا فساد ہی یا نرا قصد کا فساد یا ملکر دونو کا فساد بلکہ بعضی کہتی ہیں

القصد من فساد العلم فان من علم ما في المضار من المضرة حقيقة العلم لا يميل اليه الا ترى ان من علم
قصد کا فساد بہی علم کی فساد ہیں سی ہی اسلئی کہ جسکو خوب معلوم ہووی کہ مضر چیز میں نقصان ہی تو اودہر رغبت نہیں کرتا تو دیکہتا نہیں کہ جسکو یقینی معلوم ہو

من طعام لذيذ انه مسموم لا يقدم عليه فعلى هذا ان الايمان الحقيقي هو الذي يحمل صاحبه على فعل
کہ فلانی لذیذ کہانی میں زہر ملا ہی وہ اسمیں ہاتہہ نہیں ڈالتا اس بیان کی موافق بیشک حقیقی ایمان وہ ہی جس سی آدمی منفعت اخروی کو اختیار کری

ما ينفعه في الاخرة وترك ما يضره فيها فاذا لم يفعل ما ينفعه في الاخرة ولم يترك ما يضره فيها لا يكون ايمانه حقيقيا
اور مضرات اخروی کو چہوڑی پہر اگر آدمی نہ تو منفعت اخروی پر عمل کری اور نہ مضرات اخروی کو چہوڑی تو اسکا ایمان حقیقی نہیں ہی

بل لسانيا لا قلبيا فان المؤمن بالنار حقيقة الايمان حتى كانه يراها لا يسلك طريقها الموصلة اليها فضلا
بلکہ زبانی ہی دلی نہیں کیونکہ جو شخص دوزخ پر ایسا حقیقی ایمان لایا گویا اوسکو دیکہہ رہا ہی تو ایسا راہ نہیں چلیگا جو اودہر لیجاوی اور سعی کر کر

عن ان يسعى في دخولها والمؤمن بالجنة حقيقة الايمان حتى كانه يراها لا يهمل عن طلبها بل يسعى في دخولها
داخل ہوئیگا تو کہاں مرتبہ اور جو جنت پر ایسا حقیقی ایمان لایا ہی گویا کہ اوسکی نظر کی سامنی ہی اوسکی طلب میں سستی نہیں کریگا بلکہ سعی کر کر داخل ہوگا

وهذا امر يجده الانسان في نفسه عند سعيه في امور الدنيا من دفع ما يضره وجلب ما ينفعه فعلى هذا كل من اعتاد
اور یہہ تو ایسی بات ہی کہ آدمی جب دنیاوی کاروبار میں لگتا ہی تو اپنی دلمیں سوچ لی کہ نقصان سی حتی المقدور بچتا ہی اور منفعت کو حاصل کرتا ہی اس بیان کی موافق

ان يعمل عمل قوم لوط لا يكون ايمانه حقيقيا بل لسانيا لان جرمه لا يشبه سائر الجرائم ولهذا اختلف العلماء
جسکی عادت عمل قوم لوط کی پڑ جاوی تو اوسکا ایمان حقیقی نہیں ہی بلکہ زبانی ہی کیونکہ اسکی خطا اور خطاؤں سی نہیں ملتی اسہی لئی اسکی حد میں علماء کو اختلاف ہی

في حده فذهب قوم الى ان الفاعل يحد حد الزنا فانه ان كان محصنا يرجم وان لم يكن محصنا يجلد مائة جلدة
ایک گروہ کا یہہ مذہب ہی کہ فاعل پر حد زنا کی جاری ہو پہر اگر فاعل محصن ہی تو سنگسار کریں اور اگر محصن نہیں تو سو درے ماریں

وهو قول الشافعي وابي يوسف ومحمد بن الحسن والحسن البصري وعطاء والنخعي وقتادة والاوزاعي وذهب قوم
اور یہہ ہی قول شافعی اور ابو یوسف اور محمد بن الحسن اور حسن بصری اور عطاء اور نخعی اور قتادہ اور اوزاعی کا ہی اور ایک قوم کا یہہ مذہب ہی

الى انه يرجم محصنا كان او غير محصن وكذا المفعول به وهو قول مالك واحمد واستدلوا على ذلك بان الله تعالى
کہ سنگسار کریں محصن ہو یا غیر محصن اور ایسی ہی مفعول بہ کو اور قول مالک اور احمد کا یہہ ہی اسپر انکا استدلال یہہ ہی کہ اللہ تعالی

اهلك قوم لوط بالرجم كما قال فی محكم تنزیله وامطرنا علیهم حجارة من سجیل وجه الاستدلال ان شریعة
نی قوم لوط کو پتھر اوسی ہلاک کیا چنانچہ اپنی کتاب مین فرمایا ہی اور برسائی ہمنی اونپر پتھر بان کہنگر کی وجہ استدلال کی یہہ ہی کہ پہلی شریعتین

من قبلنا شریعة لنا اذا قصته بلا انكار ولم یظهر نسخها وقد حكیت بلا انكار ولم یظهر نسخها بل روی انه علیه السلام
جیسنہ ہماری شریعت ہی اگر اونکا بیان بلا انکار چلا آوی اور اونکا نسخ ظاہر نہووی اور اسکی حکایت بلا انکار ہی اور اسکا نسخ بہی ظاہر نہین ہی بلکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

قال من وجدتموه یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول به واتفق علیه الصحابة وان اختلفوا فی كیفیته فان
فرمایا جسکو دیکہو کہ عمل قوم لوط کا کرتا ہی تو فاعل اور مفعول بہ دونو کو قتل کرو اور صحابہ تمام اسپر متفق ہین اگرچہ طریقہ قتل مین مختلف ہین کیونکہ

اربعة من الخلفاء احرقوه وهم ابوبكر وعلی وعبد الله بن زبیر وهشام بن عبد الملك ویروی عن ابی بكر انه قال هدم
چار خلفاء اوسکو جلا دیا ہی یعنی ابو بکر اور علی اور عبد اللہ بن زبیر اور ہشام بن عبد الملک نی اور ابو بکر سی یہہ بہی روایت ہی کہ کہتا تہا اوسکی اوپر

علیه البیت وقال ابن عباس ینظر اعلی بناء فیرمی منه منكوسا ثم یتبع بالحجارة لان قوم لوط اهلكوا كذلك حیث
گھر کو گرا دین اور ابن عباس کہتی ہین ایک بلند مکان تجویز کر کی اوسپر سی سر کی بل گرا دین پہر ترت پتھر مارین اسلئی کہ قوم لوط اسیطرح ہلاک کیا گیا ہی کیونکہ

حملت قریتهم ونكست بهم ولاشك فی اتباع الهدم بهم حال نزولهم وذكر صدر الشریعة فی درر الاحكام ان الصحابة
انکی گانوکو اوٹہا کر اوندہا ڈالدیا تہا اور بیشک جب وہ گری ترت اونکی اوپر مکان گری اور صدر الشریعہ نی درر الاحکام مین ذکر کیا کہ صحابہ

اختلفوا فی موجبه من الاحراق بالنار وهدم الجدار والتنكیس من محل مرتفع واتباع الاحجار وعند ابی حنیفة یعزر
اسکی سزا مین یعنی آگ مین جلانا اور اونپر دیوار گرانا اور اونچی مکان سی اوندہا گرا کر ترت پتھر مارنی اختلاف کرتی ہین اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک کو ہی ایسی ہی

بامثال هذه الامور وهذا هو المناسب فی هذا المحل لغلظ الجنایة ووجود الموافقة للصحابة فان التعزیر بهذا الوجه و
تعزیر دین اور اس محل مین یہہ ہی مناسب ہی کیونکہ گناہ بہت سخت ہی اور صحابہ کی رائی سی اتفاق ہی بیشک اسطرح کی تعزیر

ان كان فوق الحد لكن یجوز علی طریق السیاسة حتی لا یبقی للوطی رخصة فی المیل الی اللواطة فان عدم لزوم الحد
اگرچہ حد سی زیادہ ہی لیکن سیاست کی واسطی جایز ہی تاکہ لوطی کی واسطی لواطت کی طرف سہارا رغبت کا باقی نرہی اور حد کا لازم نہونا

فیها عند ابی حنیفة لیس لخفة امرها فان حرمتها عنده وعند جمیع العلماء اعظم من حرمة الزنا بل لكون خبثها
اس گناہ مین امام ابو حنیفہ کی نزدیک اسلئی نہین ہی کہ یہہ گناہ ہلکا ہی کیونکہ اسکی حرمت تو اونکی اور تمام علماء کی نزدیک زنا کی حرمت سی بڑہکر ہی بلکہ اسکی خباثت

مركوزا فی الطباع لان المحل مستقذر لا یمیل الیها من له طبع سلیم ولا نستند الی زاجر للامتناع عنها بل اكتفی فیها
جو دلون مین گڑی ہوئی ہی کیونکہ یہہ جگہہ نجس ناپاک ہی جسکی طبیعت سلیم ہی ادہر کبہی خیال نہین کرتا نہ اوسکو کسی زاجر مانع کی حاجت ہی بلکہ یہہ ہی نفرت طبعی

بالمانع الطبعی كما اكتفی به فی اكل الرجیع وشرب البول لكن لما كان فی النفوس الخبیثة المتعدیة لحدود الله تعالی اقوی الداعی
روکنی کو کافی ہی جیسی کہ نفرت طبعی گوہ کہانی اور موت پینی مین کافی ہی لیکن چونکہ خبیث نفسون کو جو حدود الٰہی سی تجاوز کرتی ہین اور بڑا اشتیاق ہی تو خوب سختی سی

الیها وجب الزجر عنها بابلغ وجه فانها فی هذا الزمان قد شاعت فی هذه الامة المحمدیة وانتشرت بین عربها وعجمها وعالمها و
روکنا واجب ہوا کیونکہ لواطت اس زمانہ مین درمیان امت محمدی کی بہت پہیل گئی ہی اور درمیان عرب اور عجم کی اور عالم اور

جاهلها وخواصها وعوامها وبلغت مبلغا كانوا یفتخرون بها ویلومون من لا امرد له ویطعنون فیه ویقولون انه
جاہل اور خاص وعام مین منتشر ہوکر یہہ نوبت ہوگئی ہی کہ اسمین فخر کرتی ہین اور جسکی پاس امرد نہووی اوسکو ملامت اور طعن کرتی ہین کہتی ہین یہہ

لیس بآدمی ولا مذاق له ویفتخرون بقیام الامرد بین ایدیهم ویلبسونه احسن الثیاب من المحرمات لیری علی احسن
کیا آدمی ہی اوسکو کچہہ مذاق نہین ہی اور ناز کرتی ہین کہ اونکی سامنی امرد موجود ہی اور اوسکو اچہی اچہی حرام کپڑی پہناتی ہین تاکہ اچہی صورت نظر آوی

الهیئة وقد روی انه علیه السلام قال من سره ان یتمثل له الرجال قیاما فلیتبوأ مقعده من النار فان هذا الوعید
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکو پسند آوی کہ مرد اوسکی آگی تصویر کی طرح کہڑی رہین تو وہ اپنی بیٹہک دوزخ مین بناوی بیشک یہہ وعید

في قيام الرجال فكيف في قيام المرد الذين لا يجوز النظر اليهم على ما ذكر في النوازل ان الغلام اذا كان صبيحا لا يجوز

مردوں کی قیام پہ ہی پہر امرد کی قیام پہ جنکی طرف دیکھنا بہی جایز نہیں دیکہیں کیا ہوتا ہی چنانچہ نوازل میں مذکور ہی کہ اگر لڑکا خوبصورت ہو تو اوسکی طرف دیکھنا جایز نہیں ہی

النظر اليه لما روي انه عليه السلام قال واياكم ومجالسة اولاد الاغنياء فان لهم صورة العذرية وفتنتهم اشد من

کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بچو اولاد اغنیا کی ہمنشینی سی کیونکہ انکی صورت عورتا کی سی ہوتی ہی اور انکا فتنہ عورتوں کی

فتنة النساء وذكر في ملتقط الناصري ان الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم يكن صبيحا فحكمه حكم الرجال وان كان

فتنہ سی بدتر ہی اور ملتقط ناصری میں مذکور ہی کہ لڑکا جب مردوں کی حد کو پہنچی اور خوب صورت نہووی تو اوسکا حکم مردوں کا سا ہی اور اگر

صبيحا فحكمه حكم النساء وهو عورة من قرنه الى قدمه لا يحل النظر اليه عن شهوة واما السلام والنظر لا عن شهوة

خوب صورت ہووی تو اوسکا حکم عورتوں کا سا ہی اور وہ عورت ہی سر سی پانوتک بنظر شہوت اوسکو دیکھنا حلال نہیں اور سلام کرنی اور بی شہوت دیکھنی میں

فلا باس به ولهذا لم يؤمر بالنقاب وقد جاء في الاخبار ان عبد الله بن عمر كان جالسا في باب داره مع بعض اصحابه

کچھ مضائقہ نہیں اور اسی لئی اوسکو نقاب ڈہکنی کا حکم نہیں ہی اور اخبار میں آیا ہی کہ عبد اللہ بن عمر اپنی گہر کی دروازہ میں اپنی یاروں کی ساتہہ بیٹھی تہی سو انہوں نی

فرأى غلاما صبيحا قد اقبل من السكة فقام ودخل داره فلما قالوا ذهب خرج من الدار فقيل له هذا من عندك

ایک لڑکا خوبصورت دیکھا کہ کوچہ میں سی سامنی آگیا تو کہڑی ہو کر گہر میں گہس گئی جب یاروں نی کہا وہ چلا گیا تب گہر میں سی نکل آئی کسی نی پوچھا یہ اپنی طرف سی احتیاط ہی

يا ابا عبد الرحمن ام سمعت شيئا من رسول الله عليه الصلوة والسلام فقال سمعت رسول الله عليه السلام يقول النظر

یا ابو عبد الرحمن یا کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی جواب دیا میں نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی کہ فرماتی تہی کہ لڑکوں کی طرف

اليهم حرام والكلام معهم حرام ومجالستهم حرام وقال القاضي سمعت الامام يقول ان مع كل امرأة شيطانين ومع

دیکھنا حرام ہی اور بولنا حرام ہی اور ہمنشینی حرام ہی اور قاضی کہتا ہی میں نی امام سی سنا ہی کہتی تہی بیشک ہر عورت کی ساتہہ دو شیطان ہوتی ہیں اور ہر

كل صبيح (غلام) ثمانية عشر شيطانا وكان محمد بن الحسن صبيحا وكان ابو حنيفة يجلسه خلفه او خلف سارية المسجد

خوبصورت لڑکی کی ساتہہ اٹہارہ شیطان ہوتی ہیں اور محمد بن الحسن خوبصورت تہی امام ابو حنیفہ باوجود کمال تقوی کی اونکو اپنی پیٹہ (پیچہی) بٹہایا کرتی تہی یا مسجد کی ستون

حتى لا يقع عليه بصره مخافة خيانة العين مع كمال تقواه وقال سفيان يكون في هذه الامة ثلثة اصناف من

تاکہ اوسپر نگاہ نپڑی مبادا آنکہہ سی خیانت ہووی اور سفیان کا قول ہی کہ اس امت میں تین قسم کی لوطی ہونگی

اللوطيين صنف ينظرون وصنف يصافحون وصنف يعملون والشر في الصبيان اكثر من النساء لان من مال قلبه الى

ایک قسم جہانپنی والی نظرباز اور ایک قسم دست بوسی کرنیوالی اور ایک قسم عمل کرنیوالی اور لڑکوں میں بہ نسبت عورتوں کی بڑا فتنہ ہی اسلئی کہ اگر کسیکا دل عورت پر

امرأة يمكن استباحتها بالنكاح والنظر الى وجه الصبي يورث الحب فلا يمكن استباحة اللواطة بوجه من الوجوه

مبتلا ہو تو اوسکا مباح کرنا بوسیلہ نکاح کی ممکن ہی اور لڑکوں کو دیکھنا جو عشق پیدا کرتا ہی تو لواطۃ کا مباح ہونا ہرگز کسی صورت میں ممکن نہیں ہی

فاذا غلب عليه حبه يرتكب الفعل القبيح ويكون من الهالكين المستهزءين بايات الله تعالى ودينه اذ قد يشتد بينهما

پہر جب اوسکا عشق غالب ہوویگا تو فعل بد کریگا اور ہلاک ہو کر آیات اور دین الہی سی چہل کرنیوالوں میں ٹہریگا کیونکہ بعضی دفعہ دونوں میں

الاتصال ويحصل فيهما من الاقتران والمخالطة مثل ما يحصل بين الزوجين حتى ان فجار الفسقة يسمونهما زوجين

نہایت محبت ہو جاتی ہی اور ہر دم کی ملاقات اور رلنا ملنا ایسا ہوتا ہی جیسی میاں بی بی میں یہاں تک کہ فاسق بدکار اونکو خصم جورو نام رکہتی ہیں

ويقولون تزوج فلان بفلان والحاضرون يسمعون قولهم ويرون حالهم ولا يمنعونهم بل يضحكون ويعجبهم مثل ذلك

اور کہتی ہیں فلانی نی فلانی کو جورو بنایا ہی اور پاس بیٹہنی والی اونکی یہ باتیں سنا کرتی ہیں اور انکا حال دیکہا کرتی ہیں اور منع نہیں کرتی بلکہ ہنسا کرتی ہیں اور ایسی چہل بہت اونکو

المزاح ولا يبالون بخروج الايمان والاسلام عنهم وقد قال قاضيخان في فتاواه يكره بيع الغلام الامرد من رجل فاسق

پسند آتی ہی اور ایمان اور اسلام جاتی رہنی کا کچھ خیال نہیں کرتی اور قاضیخان نی اپنی فتاوی میں کہا ہی امرد غلام کا مرد فاسق کی ہاتہہ بیچنا مکروہ ہی

یعلم انه یعصی الله تعالی به لانه اعانة علی المعصیة واتفق العلماء من السلف والخلف علی کون اللواطة حراما

جسکو جانتا ہو کہ اسمیں اللہ کا نافرمان ہی کیونکہ اسمیں معصیت کی امداد ہی اور تمام علماء متقدمین اور متاخرین لواطہ کو حرام کہتی ہین

لانه تعالی خلق الخلق ذکرا وانثی وخلق لکل منهما اعضاء لیصرف کل واحد من تلك الاعضاء الی ما خلق

کیونکہ اللہ تعالی نی خلق کو نر اور مادہ پیدا کیا ہی اور ہر یک کو اعضا الگ الگ دیئی تا ہر یک نر و مادہ اپنی اپنی تمام اعضاء کو ادہر صرف کرین جسکو واسطی پیدا کئی ہین

له وجعل الانثی محلا للحرث کما اخبر به فی کتابه وقال نساؤکم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم فهل یلیق للعاقل

اور عورت کو محل پیدائش کا بنایا چنانچہ اپنی کتاب مین خبر دی ہی عورتین تمہاری کہیتی ہین تمہاری سو جاؤ اپنی کہیتی مین جیسی چاہو پہر عاقل کو کیا

ان یصرف عضوا من اعضائه الی غیر ما خلق له وهل یمکن له الحرث فیما لیس محلا للحرث فان قیل سلمنا ان الغلام

کہ اپنی کسی عضو کو تمام اعضاء مین سی خلق الہی سی بی محل صرف کری بہلا کہیتی کب ممکن ہی ایسی جگہہ جو محل کہیتی کا نہین پہر اگر کوئی کہی یہہ تو مانا کہ لڑکا

لیس محلا للحرث لکنه محل لقضاء الشهوة واستیفاء اللذة فاذا کان مملوکا لم لا یجوز لصاحبه ان یتصرف فیه

کہیتی کا محل نہین ہی لیکن محل قضاء شہوت کا اور استیفاء لذت کا تو ہی پہر اگر وہ مملوک ہووی تو مالک کو اوسمین ویسا تصرف کیون نہین جایز ہی

کما یتصرف فی سائر املاکه من الماکولات والملبوسات فالجواب ان الانسان وان کان له ان یتصرف فی ماله لکنه

جیسے اور تمام املاک مین تصرف کرتا ہی کہانی اور پہنی مین تو جواب یہہ ہی کہ بیشک آدمی کو اگرچہ اوسکی مال مین ہر طرحکا تصرف حاصل ہی پر اوسکو

محجور عن التصرف التام فیه لان ما فی یده من المال لیس له فی الحقیقة بل هو فی یده عاریة اذن له فی الشرع ان یتصرف

غلام مین پوری تصرف سی ممانعت ہی اسلئی کہ جو مال اسکی قبضہ مین ہی حقیقت مین اسکا نہین ہی بلکہ اسکی قبضہ مین مستعار ہی شرع سی یہہ اجازت ہی کہ اوسمین

فیه بوجه ومنع عن التصرف فیه بوجه آخر ولم یاذن له الشرع ان یتصرف فی هذا المحل المکروه لغایة خباثته ونهایة

ایکطرح کا تصرف کری اور ممانعت ہی کہ ایک اور وجہ سی تصرف نکری اور شرع نی اجازت نہین دی کہ اس محل مکروہ مین تصرف کری کیونکہ غایت درجہ کی خباثت اور نہایت مرتبکی

قذارته الا تری ان وطی الزوجة فی القبل مع کونه حلالا قد وقع المنع عنه حال الحیض لاجل الاذی بقوله تعالی

نجاست ہی کیا معلوم نہین کہ جماع بی بی کا قبل مین باوجودیکہ حلال ہی کبہی اوس سی بہی ممانعت ہی جیسی حیض مین گندگی کی سبب سی واسطی ارشاد الہی کی

ویسئلونك عن المحیض قل هو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض وهی ایام یسیرة من الشهر فکیف لا یمنع عن موضع

اور پوچہتی ہین تجہسی حکم حیض کا تو کہہ وہ گندگی ہی سو تم پری رہو عورتون سی حیض کی وقت اور وہ تمام مہینی مین چند روز ہوتا ہی پہر کیونکر نہ ممانعت ہووی ایسی جگہہ

لا یفارقها النجاسة التی اشد من دم الحیض اصلا فعلم من هذا ان مجرد الملك لا یقتضی التصرف فیما لم یاذن فیه

جہانسی نجاست اصلا نہین دور ہوتی جو کہ حیض کی خون سی زیادہ تر نجس ہی اس سی معلوم ہوا کہ صرف ملکیت سی یہہ نہین ہو سکتا کہ بدون اذن شرع کی سب تصرف کیا کری

الشرع الا تری ان الامة المجوسیة او الوثنیة مع کونها محلا للحرث لا یجوز لصاحبها ان یتصرف فیها بالتقبیل والتفخیذ

دیکہتا نہین کہ لونڈی مجوسیہ آتش پرست یا وثنیہ بت پرست باوجودیکہ محل کہیتی کا ہی لیکن اوسکی مالک کو جایز نہین کہ اوسمین کچہہ تصرف کری بوسہ لینا یا تفخیذ وغیرہ

وغیرهما من دواعی الجماع فضلا عن الجماع وکذا البهیمة مع کونها محلا لقضاء الشهوة لا یجوز لمالکها قضاء الشهوة فیها

جو جماع کی لوازم ہین جماع کی تو کہان نوبت ہی اور ایسی ہی چوپایہ باوجودیکہ اوس سی قضاء شہوت ہو سکتی ہی پر مالک کو چوپایہ سی قضاء شہوت جایز نہین ہی جب یہہ بات مسلم ہوئی

اذا تقرر هذا فالواجب علی کل مسلم ان یحترز عن هذا الفعل القبیح لما روی انه علیه السلام قال من عمل قوم لوط

تو ہر مسلم پر واجب ہی کہ ایسی فعل بد سی کنارہ کری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی قوم لوط کا سا عمل کیا

یعذب فی النار منکوسا وروی ایضا انه علیه السلام قال اذا علا الذکر الذکر اهتز العرش وتقول السموات ربنا

دوزخ مین اوندہا لٹکایا جاویگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جب نر پر نر چڑہتا ہی تو عرش کانپ اٹہتا ہی اور افلاک کہتی ہین کہ ای رب ہمکو

یا رب ائذن لنا باهلاکه وتقول الارض یا رب مرنا ان نبتلعه فیقول الله تعالی دعوه فان طریقه علی وقوفه بین یدی

حکم دی اسکو ہلاک کر ڈالین اور زمین کہتی ہی ای رب ہمکو حکم ہو تو اسکو نگل جاوین اللہ تعالی فرماتا ہی تم جانی دو اسکا رستہ میری طرف ہی آخر میری سامنی کہڑا ہونا ہی

وروی ایضا انه علیه السلام قال لو اغتسل اللوطی بالبحار السبع لم یجیٔ یوم القیمة الا جنبا وذکر فی الفتاوی
اور یہہ بھی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا لوطی اگرچہ ساتون دریاءون مین نہاوی پر قیامت کو دن ناپاک ہی آویگا اور فتاوی

الصوفیة عن سفیان ان اللواطة لا تکون فی الجنة لان الله تعالی استبعدها واستقبحها وقال ما سبقکم بها
صوفیہ مین سفیان سی نقل ہی کہ لواطت جنت مین نہین ہوگی کیونکہ اللہ تعالی اسکو بہت مستبعد اور بدتر ٹہرایا ہی اور فرمایا تم سی پہلی نہین کی

من احد من العلمین وسماها خبیثة حیث قال ونجینه من القریة التی کانت تعمل الخبائث والجنة منزهة
یہہ کسیی نی جہان مین اور اسکا نام خبیثہ رکھا جہان کہ بیان کیا ہی اور بچایا ہمنی اوسکو اوس شہر سی جو کرتی تہی گندہ کام اور جنت مین

عن الخبائث قیل قد یعلم من هذا ان الجنة لکونها طیبة لطیفة فی غایة اللطافة اذا کانت لا تقبل اللواطة
خباثت کا کیا کام ہی کسیی نی یہہ تقریر کی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ جنت چونکہ طیب اور غایت درجہ پاکیزہ ہی جب اوسمین لواطت نہین ہوسکتی

لکونها فعلا خبیثا یلزم ان لا یقبل من یفعلها فی الدنیا لکونه خبیثا خسیسا فی غایة الخباثة والخساسة لان
کیونکہ فعل خبیث ہی تو لازم آتا ہی کہ گنجایش نہووے کی جو دنیا مین لواطت کرتا ہی کیونکہ غایت درجہ کا خبیث اور خسیس ہی اسلئی کہ

المتصف بالخبث خبیث الا ان یتدارکه الله بالتوبة النصوح الماحیة لجمیع الذنوب المجلس الثامن
جو خباثت کا کام کری وہ بہی خبیث ہوتا ہی مگر اس صورت مین کہ اللہ تعالی توبہ خالص سی اسکا بدلا کردی جسی تمام گناہ دور ہوجاتی ہین اٹہترویں مجلس

والسبعون فی بیان حرمة شرب الخمر وبیان عقوبتها وسائر المسکرات

مین بیان شراب کی حرمت اور اوسکی عقوبت کا اور تمام مسکرات کا

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من شرب الخمر فی الدنیا فمات وهو یدمنها ولم یتب منها لم یشربها فی الآخرة هذا الحدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی دنیا مین شراب پی پہر مرگیا اور ہمیشہ پیتا رہا اور توبہ نکی تو قیامت مین وہ نہ پی سکیگا یہہ حدیث

من صحاح المصابیح رواه ابن عمر ومعناه ان من داوم علی شرب الخمر فمات ولم یتب عنها لا یدخل الجنة
مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عمر کی روایت سی اسکی یہہ معنی کہ جو ہمیشہ شراب پیتا رہا پہر مرگیا اور توبہ نہین کی تو جنت مین نہین جاویگا

ولا یشرب من خمرها لان نوعا من شرابها الخمر لقوله تعالی وانهر من خمر لذة للشاربین یعنی ان فی
اور نہ وہانکی شراب نصیب ہوگی اسلئی کہ ایک قسم وہانکی شراب خمر ہی بدلیل اس آیت کی اور نہرین ہین شراب کی جسمین مزہ ہی پینی والون کا مراد یہہ ہی کہ

الجنة انهارا من خمر لذیذة لیس فیها کراهة الطعم والریح ولا غائلة السکر والخمار وانما هی تلذذ محض
جنت مین مزہ دار شرابون کی نہرین ہین جسکا مزہ اور بو مکروہ نہی اور نہ رنج نشہ اور خمار کا وہ نرا مزہ ہی مزہ ہی

یتلذذ بها الشاربون فمن یدخل الجنة لابد ان یشرب منها ولا یکون محروما عنها فیکون عدم شربه
پینی والی مزہ اوڑاوینگی پہر جو جنت مین جاویگا وہ بالضرور پیویگا اوسی محروم ہرگز نہوگا اب نہ پینا شراب کا

منها کنایة عن عدم دخوله فیها بسبب شرب الخمر فی الدنیا لان خمر الدنیا حرام نجس نجاسة غلیظة لا یحل
اشارہ ہی کہ دنیا کی شراب پینی سی جنت مین نہ جاویگا کیونکہ دنیا کی شراب حرام ناپاک مغلظ ہی اوسکا پینا حلال نہین

شربها ومن شرب منها طائعا ولو قطرة یقام علیه الحد وهو ثمانون جلدة للحر ونصفها للعبد فان لم یضرب
ہی اور جو شخص بطیب خاطر اگرچہ ایک قطرہ پیوی اوسپر حد جاری کیجاویگی یعنی اسی درہ آزاد کی اور چالیس درہ غلام کی اگر دنیا مین نہ لگیگی

فی الدنیا یضرب فی الآخرة بسیاط من النار علی رؤس الاشهاد ویکفر مستحلها ویحرم بیعها وشراؤها واکل
تو آخرت مین آگ کی درہ سبکی سامنی لگین کی اور جو شخص حلال سمجہی وہ کافر ہی اور اوسکا بیچنا اور خریدنا اور اوسکی قیمت

ثمنها ویمنع اهل الذمة من اظهار شربها وبیعها وقد ذکر فی کتب الفقه ان جارة بیت بالامصار وبقرانا
کہانی سی حرام ہی اور ذمی لوگ برملا پینی اور بیچنی نہ پاوین اور فقہ کی کتابون مین مذکور ہی کہ ہم لوگونکا یہہ دینا شہرون مین اور ہماری قریون مین شراب

ممن یبیع فیه الخمر مسلما کان او کافرا لا یجوز لانه اعانة علی المعصیة وقد قال الله تعالی تعاونوا علی البر و
فروش کو مسلم ہو یا کافر جایز نہیں ہی اسواسطی کہ معصیت کی امداد ہی اور اللہ تعالی کا یہہ حکم ہی اور آپسمین مدد کرو نیک کام پر اور

التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان وما نقل عن ابی حنیفة انه جوز ذلک فی السواد فمراده بالسواد علی
پرہیزگاری پر اور مدد نکرو گناہ پر اور زیادتی پر اور وہ روایت جو ابو حنیفہ سی منقول ہی کہ سواد مین بیچنا یا کرایہ دینا جایز ہی سواد کی مراد سواد ہی

ما صرح به العلماء سواد الکوفة لان غالب اهلها کان اهل الذمة واما سواد بلادنا فاعلام الاسلام فیها
موافق تصریح علمار کی گروہ کوفہ کا ہی اسلئی کہ اکثر باشندہ وہانکی ذمی تہی اور ہمارے گروہ ہماری شہرون کا سو اسلام کی نیزہ یہان

ظاهرة فلا یمکنون فیها کما لا یمکنون فی الامصار وهو الصحیح وقد ذکر فی نصاب الاحتساب ان المحتسب لو احرق بیت
غالب ہین یہان اونکو لوگ اتنی قدرت کہان جیسی شہرون مین قدرت نہین یہی صحیح ہی اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ محتسب اگر ایسا مکان جو

الخمار المشهور لا یضمن اذا علم انه لا ینزجر بدونه لتعینه طریقا للحسبة نعم ان اصحابنا لم یروو عنهم فی
شراب خانہ مشہور ہو پھونک دی تو ضمان نہین آتا اگر یہہ سمجہی کہ بدون اسکی نہ باز آویگا کیونکہ یہہ ہی طریقہ احتساب کا ہی ہان ہماری علما سی درباب جلا دینی کلال خانہ کی

احراق البیت شیء وانما ورد عنهم هدم البیت وکسر الدنان لکن ذکر فی الفصل الثامن من کتاب الصلوة من
کوئی روایت نہین ہی اونسی یہہ ہی روایتین ہین کہ کلال خانہ کو گرا دی اور مٹکی پھوڑ دی لیکن محیط کی آٹھوین فصل مین کتاب الصلوۃ سی مذکور ہی

المحیط انه علیه السلام قال لقد هممت ان آمر رجلا یصلی بالناس وانظر الی قوم یتخلفون عن الجماعة فاحرق
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا میں ارادہ کیا تہا کہ ایک شخص واسطی ادا نماز جماعت کی مقرر کرون اور مین اون لوگون کو دیکھون جو جماعت سی پیچھی رہ جاتی ہین پہر اونکی گہر

بیوتهم وهذا الخبر یدل علی جواز احراق بیت من یتخلف عن الجماعة لان الهم علی المعصیة لا یجوز من الرسول لانه
پھونک دون اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ تارک جماعت کا گہر پھونک دینا جایز ہی اسواسطی کہ عزم معصیت کا رسول سی نہین ہو سکتا کیونکہ یہہ ہی

معصیة فاذا علم جواز احراق البیت علی ترک السنة المؤکدة فما ظنک فی احراق البیت علی ترک الواجب و
معصیت ہی پہر جب گہر کا پھونک دینا سنت موکدہ کی ترک سی جایز ہو تو اب گہر جلانی مین ترک واجب اور فرض پر تیرا خیال کیا ہی

الفرض وقد ذکر فی الباب الثلثین من شرح ادب القاضی للخصاف ان عمر خطب الناس یوما فقال بلغنی ان فی بیت
اور خصاف کی شرح ادب القاضی کی تیسوین باب مین مذکور ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نی ایکروز لوگون کو خطبہ سنایا کہا مینی سنا ہی کہ

فلان وفلان مسکرا فانی آتی بیوتهما فان کان حقا احرق بیوتهما وهما رجلان رجل من قریش ورجل من
فلانی اور فلانی کی گہر مین شراب ہی مین اونکی تلاشی لونگا اگر سچ نکلا تو اونکی گہر پہونک دونگا اور وہ دو شخص ایک تو قریش مین سی تہا اور ایک

ثقیف فسمع القریشی بذلک فحذر واخرج ما فی بیته من المسکر واراقه ولم یفعل الثقفی وکان اسمه مرشد فاتی
ثقیف مین سی سو قریشی نی یہہ بات سن پائی ڈرا اور جو اوسکی گہر مین نشہ تہا سب پہینکدیا اور ثقفی نی کچہہ پروا نکی اور اوسکا نام مرشد تہا پہر

عمر بیت القریشی فلم یجد فیه شیئا من المسکر واتی بیت الثقفی فوجد فیه خمرا فاحرق بیته وقال انت
عمر نی قریشی کی گہر کی تلاشی لی تو نشہ کچہہ نہ پایا پہر ثقفی کی گہر گئی تو وہان شراب موجود تہی سو اوسکا گہر پہونکدیا اور فرمایا تو مرشد

بمرشد وعلم من هذا الاثر ان المحتسب اذا بلغه خبر من المنکرات ینبغی له ان یعلنه ویهدد علیه لان عمر
نہین ہی اور اس اثر سی معلوم ہوا کہ محتسب جب منکرات کی خبر سنی تو اوسکو چاہیی کہ مشہور کری اور دہمکا دی کیونکہ عمر نی

لما بلغه خبر المسکر اعلنه فی خطبته ووعظه وهدد علیه باحراق البیت واتعظ القریشی ولم یحرق بیته
جب شراب کی خبر سنی تو خطبہ اور وعظ مین ظاہر کیا اور گہر پہونک دینی سی دہمکایا اور قریشی نی تو نصیحت مانی اوسکا گہر جا

ولم یتعظ الثقفی فاحرق بیته لانه هدد به فلا یلیق بالسیاسة ان یهدد بشیء ثم لا یاتی به وروی ان نفرا من
اور ثقفی نی پند نمانی سو اوسکا گہر جلا دیا کیونکہ یہہ ہی دہمکی دی تہی پہر سیاست کی خلاف ہی کہ دہمکی تو دیوی اور ویسا عمل نہ کری اور روایت ہی کہ اہل شام

اهل الشام شربوا الخمر وقالوا هي لنا حلال لانه تعالى قال ليس على الذين امنوا وعملوا الصلحت جناح فيما طعموا
میں سے چند آدمیوں نے شراب پی اور کہنے لگے ہمکو حلال ہے اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے جو لوگ ایمان لائے اور کام نیک کئے اونپر نہیں گناہ جو کچھ پہلی کہا چکے

فكتب فيهم الى عمر بذلك وكتب عمر ان ابعثوا بهم الي فلما قدموا جمع لهم عمر رض اصحاب رسول الله عليه السلام
سو یہہ بات عمر کے پاس لکھی آئی عمر نے جواب لکھا کہ اونکو یہاں بھیجدو جب وہ آئے تو عمر رض نے اونکے لئے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کرکر

وشاورهم فيهم فقالوا يا امير المؤمنين انهم افتروا على الله تعالى وشرعوا في دينه ما لم ياذن به فاضرب اعناقهم
مشورہ کیا سب نے کہا یا امیر المؤمنین ان لوگوں نے اللہ پر افترا کیا اور اوسکے دین میں نیا راہ نکالا جسکی اجازت نہیں ہے سو انکو قتل کر

وعلي في القوم ساكت فقال له عمر ما ترى فيهم يا علي فقال ارى ان تستتيبهم فان تابوا فاضرب كل واحد منهم
اور علی رض سب میں چپ تھے عمر رض نے اونسے پوچھا یا علی انکے باب میں آپکی کیا رائے ہے کہا میری نزدیک انسے توبہ کراؤ اگر توبہ کریں تو ہر ایک کی

ثمانين جلدة وان لم يتوبوا فاضرب اعناقهم فاستتابهم فتابوا وضرب كل واحد منهم ثمانين جلدة والجواب
اسی اسی درہ مارو اور اگر توبہ نکریں تو انکو قتل کرو سو اونسے توبہ کرائی تو انہوں نے توبہ کی اور ہر ایک کی اسی اسی درہ ماری اور جواب

عن الاية التي استدلوا بها على اباحة الخمر ما روي عن ابن عباس انه قال لما نزل تحريم الخمر قالوا يا رسول الله كيف
اوس آیت کا جس سے اونہوں نے اباحت خمر پر حجت کی تھی یہہ ہے جو روایت ہے ابن عباس سے کہ جب شراب کی حرمت قرآن میں آئی تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ

باخواننا الذين ماتوا وهم يشربون الخمر فنزل قوله تعالى ليس على الذين امنوا وعملوا الصلحت جناح فيما طعموا
ہماری بھائیوں کا کیا حال ہوگا جو مرگئے اور شراب پیتے تھے تب یہہ آیت اوتری جو لوگ ایمان لائے اور کام نیک کئے اونپر نہیں گناہ جو کچھ پہلی کہا چکے

يعني ان الذين شربوا الخمر قبل تحريمها لا اثم عليهم انما الاثم على الذين يشربونها بعد تحريمها فان قيل تحريم
مراد یہہ ہے کہ جنہوں نے حرام ہونے سے پہلی شراب پی وہ گنہگار نہیں ہیں گنہگار وہی ہیں جو بعد حرمت کی پیتے ہیں اگر کوئی کہے کہ حرمت

شرب ما يزيل العقل الذي هو ملاك معرفة الله تعالى وشكر نعمه حسن لا شبهة فيه فلم كان حلالا للامم
ایسی چیز کی پینے کی جو عقل کو کھودیوی کہ وہ معرفت الہی اور نعمتوں کی شکر کی جڑ ہے بہت خوب ہے اسمیں کچھ شبہہ نہیں ہے پر پہلی امتوں کی واسطے کیوں حلال تھی

السالفة مع احتياجهم الى ذلك فالجواب ان العقل لا يزول بشرب القليل منه وانما يزول بالسكر والسكر حرام
اسکو وہ بہی تو حاجتمند تہے سو جواب یہہ ہے کہ تہوڑے پینے میں عقل کم نہیں ہوتی عقل جب ہی جاتی ہے کہ نشہ چڑہے اور نشہ

في جميع الاديان لكن القليل من الخمر قد حرمت على هذه الامة المشهود لهم بالخيرية تكرمة لهم من الله تعالى
تمام دینوں میں حرام رہا ہے لیکن اس امت کی حق میں جسکی عمدگی کی گواہی گذر چکی ہے تہوڑی بہی شراب بہی حرام ہوگئی ہے یہہ اللہ تعالی کی طرف سے کرامت ہے

لئلا يقعوا في المحظور الذي هو السكر لان قليلها يدعو الى كثيرها وهذا من خواصها وهذا يزداد لذة شاربها
تاکہ نشہ میں جوکہ ممنوع ہے مبتلا نہوجاویں کیونکہ تہوڑی شراب بہت کا مزہ لگادیتی ہے یہہ ہی اسکا خاصہ ہے اسیلئے شرابی کا مزہ شراب بڑہانی سے

بالاستكثار منها بخلاف سائر المشروبات فان قيل الداعي المذكور كان موجودا فيها فلم لم تحرم ابتداء وما حرمت
بڑہتا جاتا ہے برخلاف تمام اور شربتوں کی اگر کوئی کہے کہ داعی یعنی خاصہ مذکور تو اوسمیں ہمیشہ موجود رہتا پہر پہلی ہی ابتداء اسلام میں کیوں نہ حرام ہوئی

الا بالتدريج فالجواب ان الشهادة بالخيرية لم تكن اذ ذاك واما التدريج الطاري فلئلا يقع النفرة عن الاسلام فانهم
بلکہ بتدریج حرام ہوئی تو جواب یہہ ہے کہ عمدگی کی گواہی ابتدا میں کہاں تہی اور دہیرے آہستگی سو اسلئے کہ اسلام کی نفرت بیچ نہ آجاوے کیونکہ وہ لوگ

في الجاهلية كانوا مولفين بشربها فلكونهم مولفين بشربها اظهر الله تعالى فضله ورحمته بانه لم يحرمها دفعة و
جاہلیت میں شراب کی بڑی شوقین تہی تو اونکی شوق کی لحاظ سی اللہ تعالی نی اپنا فضل اور احسان ظاہر فرمایکہ یکلخت حرام نہ کی

بل بالتدريج حتى تواردت في شانها اربع ايات نزل في مكة قوله تعالى ومن ثمرات النخيل والاعناب تتخذون
بلکہ بتدریج حرام کی یہاں تک کہ شراب کی باب میں چار آیتیں اوتریں مکہ میں تو یہہ آیت تہی اور میووں سی کہجوروں کی اور انگوروں کی بناتے ہو

منه سكرا ورزقا حسنا والمراد من السكر الخمر فقال كبراء الصحابة لو كان فيها خير لم تميز من الرزق الحسن
اوس سے نشہ اور روزی خاصی اور سکر سے شراب مراد ہے بڑے بڑے فہیم صحابہ قایل ہوئے کہ اگر شراب میں کچھ خوبی ہوتی تو رزق حسن سے الگ کیوں ہوتی

فتركوها وخفي على غيرهم ان توصيف المعطوف بالحسن لا يخلو عن الدلالة على ان في المعطوف عليه قبحا فلم يتركوها
سو انہوں نے تو ترک کی اور اور لوگوں پر یہہ امر پوشیدہ رہ گیا کہ معطوف کی موصوف ہونے میں خوبی سے یہہ ہی دلالت ہے کہ معطوف علیہ میں کچھہ نہ کچھہ برائی ہے سو انہوں نے نہیں چھوڑی

ثم ان عمر ومعاذا ونفرا من الصحابة قالوا يا رسول الله افتنا في الخمر والميسر فان احدهما مذهبة للعقل والآخر
پھر عمر اور معاذ اور کئی اور صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو شراب اور جوئے کا حکم بتاؤ بیشک ایک تو عقل کہو دیتی ہے اور دوسرا مال تلف

متلف للمال فنزل قوله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما
کرتا ہے تب یہہ آیت آئی تجھسے پوچھتے ہیں حکم شراب اور جوئے کا تو کہہ ان میں گناہ بڑا ہے اور فائدے بھی ہیں لوگوں کو اور انکا گناہ فائدے سے بڑا ہے اس آیت میں

فانه تعالى لم يحرمهما بل ذمهما ونبه بذلك على ان اجتنابهما اولى من اقترافهما لان الحكم في الامور للغالب فامتنع كثير
بیشک اللہ تعالی نے شراب حرام تو نہیں کی بلکہ اوسکی ہجو کی اور اس سے آگاہ کیا کہ شراب سے کنارہ کرنا بہ نسبت برتنے کے اولی ہے اسلئے کہ ہر کار میں حکم غالب پر ہوتا ہے پھر بہت لوگ تو

منهم عنهما فقالوا لا حاجة لنا فيما فيه اثم كبير وقال بعضهم نأخذ نفعهما ونترك اثمهما فلم يمتنعوا عنهما ثم ان عبد
دونوں سے باز آئے کہا ہمکو اوسکی کچھہ حاجت نہیں جسمیں بڑا گناہ ہوتا ہو اور بعضے لوگ کہنے لگے ہم انکا فائدہ حاصل کرتے ہیں اور گناہ ترک کرتے ہیں سو دونوں سے باز نہ آئے پھر عبد الرحمن

الرحمن بن عوف صنع طعاما فدعا جماعة من الصحابة واتاهم بخمر فشربوا وسكروا وحضرت صلوة المغرب فقدموا
بن عوف نے ضیافت کا کھانا پکا کر ایک جماعت صحابہ کو طلب کیا اور شراب پیش کی پھر سب نے پی اور مست ہوگئے اور وہیں مغرب کا وقت ہوگیا تو انہوں نے ایک کو

احدهم فقرأ قل يا ايها الكفرون اعبد ما تعبدون الى آخر السورة بحذف لا فنزل قوله تعالى يا ايها الذين امنوا
امام کیا اوسنے اسطور پڑھا قل یا ایہا الکافرون اعبد ما تعبدون آخر سورۃ تک اسی طرح لفظ لا کا نہ پڑھا پھر یہہ آیت اوتری ای ایمان والو

لا تقربوا الصلوة وانتم سكرى فهذه الاية اشد من الاولى لانه تعالى حرم فيها السكر في مواقيت الصلوة لان مرجع
نزدیک نہو نماز کی جب تمکو نشہ ہو یہہ آیت پہلی آیت سے تیز ہے اسلئے کہ اللہ تعالی نے اس آیت میں اوقات نماز میں نشہ حرام کر دیا اسلئے کہ مآل

النهي ليس هو المقيد مع بقاء القيد مرخصا بحاله بل مرجع النهي انما هو القيد مع بقاء المقيد لازما بحاله
نہی کا مقید نہیں ہے اگر قید جوں کی توں مرخص رہے بلکہ مآل نہی کا وہ قید ہے مقید سمیت لازم بحال

لان الصلوة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا فكانه تعالى قال يا ايها الذين امنوا لا تسكروا في اوقات الصلوة فترك
کیونکہ نماز مسلمانوں پر فرض وقت بندھا ہوتی ہے تو گویا اللہ تعالی نے فرمایا ای ایمان والو نماز کی وقت نشہ مت کہاؤ پھر اکثر لوگوں نے

اكثرهم شربها فشربها اقلهم في غير اوقات الصلوة فمنهم من كان يشربها بعد صلوة العشاء فيصبح وقد زال عنه
شراب پینا ترک کیا اور کچھہ لوگ سوای اوقات نماز کی پیتے رہے پھر بعضے ایسے تھے کہ نماز عشا کی بعد پیتے صبح ہونے تک نشہ اوتر جاتا

السكر ومنهم من كان يشربها بعد صلوة الصبح فيصحوا عند مجيء وقت الظهر فتحد الاكثر اوقاتهم عن الشرب فسهل
اور بعضے صبح کی نماز کی بعد پیتے تو وہ ظہر کی وقت تک ہوشیار ہو جاتے سو انکا اکثر وقت شراب سے صاف جاتا تھا اسمیں دشواری

نقلهم الى التحريم المطلق ثم ان عتبان بن مالك دعا رجالا من المسلمين وشوى لهم راس بعير فاكلوا وشربوا الخمر
حرمت مطلقہ کی اوپر سہل ہوگئی پھر عتبان بن مالک نے کئی شخص مسلمان بلا کر اونکی لئے اونٹ کی سری بہونی پھر انہوں نے کہانا کہایا اور شراب پی

فلما سكروا تفاخروا وتناشدوا الاشعار وكان فيهم سعد بن ابي وقاص فانشد شعرا فيه هجاء الانصار فاخذ رجل
جب مست ہوئے اپنی اپنی شیخی کرنے لگے اور شعر پڑھنے شروع کئے اس جماعت میں سعد بن ابی وقاص بھی تھے او انہوں نے انصار کی ہجو کی شعر پڑھنے شروع کئے پھر ایک شخص نے

منهم لحي البعير فضرب به راس سعد فشجه موضحة فانطلق سعد الى رسول الله عليه السلام فشكى اليه وكان
اونمیں سے اونٹ کا جبڑا لیکر سعد کی سر پہ کہینچ مارا کہ سر کہل گیا پھر سعد نے رسول اللہ صلی اللہ کی پاس آکر فریاد کی اور

عمر حاضرا فقال اللهم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا فنزل قوله تعالی یا ایها الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب
عمر اوسوقت حاضر تہی دعا کی یا الٰہی پہر شراب کا بیان شافی کہولدی پہر یہہ آیت اوتری ای ایمان والو یہہ جو ہی شراب اور جوا اور بت

والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوه لعلکم تفلحون انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوة والبغضاء
اور پانسی گندی کام ہین شیطان کی سو انسی بچتی رہو شاید تمہارا بہلا ہو شیطان یہہ ہی چاہتا ہی کہ ڈالی تم مین دشمنی اور بیر

فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر الله وعن الصلوة فهل انتم منتهون فقال عمر انتهینا یا رب فدلت هذه الایة
شراب سی اور جوئی سی اور روکی تمکو اللہ کی یاد سی اور نماز سی پہر اب تم باز آؤگی عمر نی کہا الٰہی ہم باز آئی اس آیت سی

علی تحریم الخمر قطعا من عشرة اوجه احدها انه تعالی قرنها بالمیسر الذی هو القمار وهو حرام بالاتفاق وکذا ما
شرابکی قطعی حرمت دس وجہ سی معلوم ہوتی ہی ایک یہہ کہ اللہ تعالی نی شراب کو میسر کی ساتھ ذکر کیا میسر جو قمار ہی اور وہ بالاتفاق حرام ہی اور ایسی ہی جو

قرن به والثانی انه تعالی قرنها بالانصاب وهی فی الحرمة کذلک والثالث انه تعالی قرنها بالازلام وهی فی الحرمة
اوسکی ساتھ ہو دوسری یہہ کہ اللہ تعالی نی اوسکو انصاب کی ساتھ ملایا انصاب بہی حرمت مین ویسی ہین تیسری یہہ کہ اللہ تعالی نی ازلام کی ساتھ متصل کیا وہ بہی حرمت مین

کذلک والرابع انه تعالی سماها رجسا وهو اسم للحرام النجس العین والخامس انه تعالی جعلها من عمل الشیطن تنبیها
ویسی ہی ہین اور چوتہی یہہ کہ اللہ تعالی نی اوسکا نام رجس رکہا اور رجس حرام نجس العین کو کہتی ہین اور پانچوین یہہ کہ اللہ تعالی نی اوسکو عمل شیطان کا قرار دیا اس تنبیہ کی

علی ان تعاطیها شر بحت والسادس انه تعالی امر باجتنابها والامر للوجوب فیلزم الامتثال والسابع انه تعالی وعد
واسطی کہ اسکا برتنا شر محض ہی اور چہٹی یہہ کہ اللہ تعالی نی ہمکو اوس سی کنارہ کرنیکا ارشاد کیا اور امری مامور بہ واجب ہوجاتا ہی پس اطاعت ضروری اور ساتوین یہہ کہ اللہ تعالی نی

الفلاح علی ذلک الاجتناب والفلاح لا یحصل الا باجتناب المحرم والثامن انه تعالی قال انما یرید الشیطن ان یوقع
اوس کنارہ کشی پر فلاح کا وعدہ فرمایا اور فلاح حرام سی کنارہ کشی بغیر حاصل نہین ہوسکتی آٹہوین یہہ کہ اللہ تعالی نی فرمایا شیطان یہہ ہی چاہتا ہی کہ تمہاری درمیان مین

بینکم العداوة والبغضاء وما یؤدی الی ذلک فهو حرام والتاسع انه تعالی بین ان مراد الشیطان ان یصدهم
دشمنی اور بیر پیدا کردی اور جس سی دشمنی وغیرہ پیدا ہو وہ حرام ہی نوین یہہ کہ اللہ تعالی نی بیان کیا کہ شیطان کی یہہ غرض ہی کہ یاد الٰہی

عن ذکر الله وعن الصلوة وذلک حرام والعاشر انه تعالی امر بالانتهاء عنها والانتهاء لا یجب الا عما هو حرام
اور نماز سی روکدی اور یہہ سب حرام ہی دسوین یہہ کہ اللہ تعالی نی فرمایا اس سی باز آؤ اور باز آنا اوس سی واجب ہوتا ہی جو حرام ہووی

فثبت بهذه الوجوه حرمة الخمر قطعا فترکوا شربها جمیعا حتی روی عن انس انه قال کنت مع جماعة من الصحابة
اب ان وجوہات سی حرمت شراب کی قطعی ثابت ہوئی پہر سب نی اوسکا پینا ترک کیا یہان تک کہ انس سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین صحابہ کی جماعت کی ساتھ

فی دار ابی طلحة الانصاری وهم یشربون الخمر وانا ساقیهم اذ دخل علینا رجل فقال ان الخمر قد حرمت فوالله
ابو طلحہ انصاری کی گہر مین تہا اور وہ شراب کا چل رہا تہا اور مین اونکو پلاتا تہا ناگاہ وہان ایک شخص آگیا کہا شراب تو بیشک حرام ہوگئی پہر خدا کی قسم

ما توقفوا وما سئلوا عنها حتی قالوا اهرق ما فی انائک یا انس فاهرقته وما عادوا فیها ابدا حتی لقوا الله تعالی وروی
ذرہ دیر نکی اور نہ کچہہ کہا یہہ ہی کہا انس جتنی تیری برتن مین ہی گرادی اور میں نی گرادی سو پہر کبہی نہ پی یہان تک کہ مرگئی اور

عن علی انه قال لو وقعت قطرة منها فی البیر فبنیت مکانها منارة لم اؤذن علیها ولو وقعت قطرة منها
علی رضی سی روایت ہی کہ کہتی تہی کہ اگر شراب کی ایک بوند کوئی مین گرجاوی پہر کوئی کی جگہ مینار بناوین تو مین اوسپر اذان نہ پڑہوں اور اگر شراب کی ایک بوند

فی البحر ثم جف فنبتت فیه الکلاء لم ارعه وروی عن عثمان انه قال اجتنبوا الخمر فانها ام الخبائث
دریا مین گرپڑی پہر وہ خشک ہوکر گہاس جم آوی تو مین نہ چراؤں اور عثمان رضی سی روایت ہی کہ وہ کہتی تہی کنارہ کرو شراب سی بیشک یہہ تمام خباثت کی ماں ہی

فوالله لا یجتمع الایمان والخمر فی قلب رجل الا یوشک ان یذهب احدهما بالاخر
قسم ہی اللہ کی کہ کسی شخص کی دلمین ایمان اور شراب دونو جمع نہین ہوتی مگر قریب ہی کہ انمین سی کوئی ایک دوسری کو کہودی

يعني ان شارب الخمر اذا سكر يجري على لسانه كلمة الكفر فانه وان لم يعتبر ارتداده في حال السكر لعدم القصد
مراد يه هى كه شرابى جب مست هوتا هى تو اوسكى زبان پر كلمهٔ كفر كا آجاتا هى اب حالت مستى مين قصد اور اعتقاد نهونى سى اگرچه اوسكى ارتداد كا اعتبار نهين هى

والاعتقاد لكن يتعود لسانه ذلك ويخاف عليه عند الموت ان يجري على لسانه كلمة الكفر ويخرج من الدنيا على
پر اوسكى زبان كو يهه هى عادت پڑجاتى هى اور اوسپر يهه خوف هوتا هى كه مرتى دم بهى اوسكى زبان سى كلمهٔ كفر كا نكلى اور دنيا سى كافر هوكر مرجاوى

الكفر لان اكثر ما ينزع الايمان من العبد عند الموت ليس الا بسبب ذنوبه التي يفعلها في حياته فيبقى في النار
كيونكه اكثر آدمى كا ايمان مرتى وقت جو كهو جاتا هى سو صرف بسبب گناهونكى هى جو زندگى مين كرتا رهتا هى پهر هميشه كو دوزخ مين پڑا رهى گا

ابدا وقد روي ان اهل النار يساقون الى النار فاذا دنوا منها يستقبلهم الملئكة بمقامع من حديد فاذا
اور حديث مين هى كه دوزخيون كو جب دوزخ كى طرف ليجاتى هين جب وه نزديك هوجاتى هين تو سامنى سى فرشتى لوهى كى گرز ليكر آتى هين جب

دخلوها لا يبقى منهم عضو الا يلزمه عذاب اما حية تنهشه واما عقرب تلسعه او نار تسفعه او ملك
وه دوزخ مين داخل هوجاتى هين تو اونكا كوئى عضو ايسا باقى نهين رهتا كه عذاب نهو يا تو اوسكو سانپ ڈستا هى يا بچهو ڈنك مارتا هى يا آگ جلاكر كوئلا كرديتى هى يا فرشته

يضربه بمقمع فاذا ضربه الملك ضربة يهوي في النار مقدار اربعين عاما لا يبلغ قعرها ثم يرفعه
گرز سى مارتا هى جب اوسكى فرشته ايك چوٹ لگاتا هى تو چاليس برس كى مسافت پر آگ كى اندر دهس جاتا هى ابهى اوسكى ته كو نهين پهنچتا كه آگ كى لپٹ

اللهب فاذا ابدى رأسه يضربه الملك ضربة اخرى فيهوي فيها فيعذب فيها ما شاء الله تعالى ان يعذبوا ثم
پهر اوچهال ديتى هى وهين اوسكا سر نكلتا هى كه فرشته دوسرى چوٹ لگاتا هى پهر آگ مين اوتر جاتا هى پهر يهه هى عذاب هوئى جاويگا جبتك مرضى الهى عذاب دينى كى هوگى

يدعون خزنة جهنم قائلين لهم ادعوا ربكم يخفف عنا يوما من العذاب فلا يجيبونهم ثم يدعون مالكا فلا
پهر دوزخ كى تعيناتيون كو پكاركر يهه كهينگى مانگو اپنى رب سى كه هم پر هلكا كرى ايكدن تهوڑا عذاب سو وه كچهه جواب نديگى پهر وه مالك كو پكارينگى وه بهى

يجيبهم فيقولون قد دعونا الخزنة ودعونا المالك فلم يجيبونا هلموا فلنجزع فلا يغني عنهم ثم يقولون هلموا
جواب نديگا پهر كهينگى هم تعيناتيون كو پكار چكى اور مالك كو پكار چكى سو كوئى جواب نهين ديتا آؤ هم بيقرارى كرين سو كچهه فائده نهوگا پهر كهينگى آؤ

فنصبر فيصبرون ولا يغني عنهم فيقولون سواء علينا اجزعنا ام صبرنا ما لنا من محيص فهذا العذاب و
صبر كرين پهر صبر كرينگى اور كچهه فائده نهوگا پهر كهينگى برابر هى همارى حق مين هم بيقرارى كرين يا صبر كرين همكو خلاصى نهين پس يهه عذاب

ان كان للكفار لكن المسلم اذا شرب الخمر يجري على لسانه كلمة الكفر ويتعود لسانه ان يتكلم بكلمة الكفر
اگرچه كفار كى لئى هى ليكن مسلم بهى اگر شراب پيتا هى تو اوسكى زبان سى كلمهٔ كفر كا نكلتا هى اور اوسكى زبان كو عادت پڑجاتى هى كه كلمهٔ كفر كا بكاكرى

فينزع عنه الايمان فيصير من جملة الكفار فيبقى ابدا في عذاب النار فينبغي للمؤمن ان يمتنع عن شربها و
سو اوسكا ايمان جاتا رهتا هى اور كفار مين داخل هوجاتا هى پهر هميشه كو دوزخ مين پڑا رهى گا اب مؤمن كو چاهيئى كه شراب پينى سى باز رهى اور

ينقطع عمن يشربها ويتفكر في هول يوم القيمة فان من يتفكر في هوله لا يميل قلبه الى شربها والى صحبة من
شرابى كى پاس نهبيٹهى اور قيامت كى هول كا خيال ركهى كيونكه جو شخص قيامت كى هول كا خيال ركهتا هى اوسكا دل نه شراب پينى كو چاهى نه شرابى كى صحبت كو

يشربها لكن لا بد من معرفة حقيقتها وهي النيء من ماء العنب اذا غلا واشتد وقذف بالزبد واذا لم يقذف بالزبد
ليكن شراب كى حقيقت بهى دريافت كرنى چاهئى شراب وه هى جو انگور كى شيره كى هوتى هى جب خوب جوش كهاكر كف گرانى لگى اور جبتك كف نه گرانى لگين

لا يصير خمرا عند ابي حنيفة وعندهما اذا اشتد يصير خمرا وان لم يقذف بالزبد واما المثلث فهو ما طبخ
امام ابو حنيفه كى نزديك خمر نهين هوتى اور صاحبين كى نزديك جب خوب جوش كها جاوى خمر هوجاتى هى اگرچه كف نه آوين اور مثلث وه هوتى هى كه انگور كا شيره

من عصير العنب حتى ذهب ثلثاه وبقي ثلثه ثم غلا واشتد وصار مسكرا فعند محمد واكثر الفقهاء قليله وكثيره
پكتى پكتى دو تهائى جل كر ايك تهائى ره جاوى پهر خوب جوش كهاكر مسكر هو جاوى سو امام محمد اور اكثر فقهاء كى نزديك اسمين سى تهوڑى اور بهت

حرام وکذا کل ما هو مسکر من کل شراب سواء کان مما یتخذ من الحبوب کالحنطة والشعیر والذرة او من الالبان
سب حرام ہی اور ایسی ہی ہر ایک شراب میں سے جو مسکر ہو برابر ہی کہ دانہ سے بنتی ہو جیسی گیہوں اور جو اور جوار یا دودھ

والعسل والتین وعند ابی حنیفة وابی یوسف یحل شربه ما لم یسکر واذا اسکر الشارب لا یحل شربه حتی قال ابو
اور شہد اور انجیر سے اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی نزدیک جب تک نشہ نہ لاوے پینا حلال ہی اور جب پینے والیکو مست کر دی تو پینا حلال نہیں

اللیث فی التنبیه الشارب المطبوخ اعظم ذنبا واثما من شارب الخمر لان شارب الخمر مقر بانه شرب الخمر الحرام فیصیر
ابو اللیث تنبیہ میں کہتا ہی کہ مطبوخ کا پینے والا بڑا گنہگار ہی شراب پینے والے سے اسلئے کہ شراب پینے والا قائل ہی کہ میں نے شراب حرام پی سو وہ فاسق

فاسقا وشارب المطبوخ یشرب المسکر ویراه حلالا وقد اجمع المسلمون علی ان شرب المسکر حرام واذا استحل ما هو
ہوتا ہی اور مطبوخ پینے والا مسکر پیتا ہی اور حلال جانتا ہی اور مسلمان اسپر سب متفق ہیں کہ مسکر کا پینا حرام ہی اور جب حرام بالاجماع کو حلال سمجھی تو

حرام بالاجماع یصیر کافرا وشرب المطبوخ ما لم یسکر انما یحل اذا لم یقصد به اللهو والطرب واما اذا قصد به اللهو و
کافر ہو جاتا ہی اور مطبوخ غیر مسکر کا پینا جبھی تک حلال ہی کہ اوس سے لہو اور طرب مقصود نہو اور اگر بہ نیت لہو اور

الطرب فلا یحل شربه حتی سئل عنه ابو حفص الکبیر فقال لا یحل شربه فقیل له خالفت الشیخین فقال لا انهما
طرب کی پیویں تو حلال نہیں یہاں تک کہ ابو حفص کبیر سے پوچھا تو کہا اوسکا پینا حلال نہیں ہی کسی نے کہا شیخین کی خلاف کہتے ہو جواب دیا نہیں اسلئے کہ وہ دونو

کانا یحلانه لاستمراء الطعام والناس فی زماننا یشربونه للفجور والتلهی فعلم من هذا ان الخلاف فیما قصد به التقوی
ہضم طعام کیلئے حلال کہتی تھے اور اس زمانہ کی لوگ فجور اور لہو کیلئے پیتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ خلاف اوس صورت میں ہی کہ مقصود عبادت کی قوت ہو

علی العبادة واما اذا قصد به التلهی فلا یحل اتفاقا بل اذا شرب الماء وغیره من المباحات بلهو وطرب علی هیئة
اور اگر صرف لہو مقصود ہو تو اتفاقا حلال نہیں بلکہ اگر پانی وغیرہ مباحات لہو اور طرب سے فاسقوں کی وضع پر پیوی

الفسقة حرم ایضا المجلس التاسع والسبعون فی بیان حرمة الغلول ووجوب التقسیم بین
تو یہہ بھی حرام ہی اناسی مجلس میں بیان غنیمت کی چوری کی حرمت کا اور تقسیم واجب ہونیکا غانمین میں

الغانمین کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ادوا الخیاط والمخیط وایاکم والغلول فانه عار علی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی تھی ادا کر دیا کرو سوئی اور دھاگا اور بچو غنیمت کی چوری سے قیامت کی دن

اهله یوم القیمة هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه عبادة بن الصامت والمراد من الغلول الخیانة فی
غلول کرنیوالوں پر بڑی شرم ہوگی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی عبادة بن الصامت کی روایت سے اور مراد غلول سے غنیمت کی

الغنیمة مما اخذ من الکفار عنوة وهی لم تکن حلالا للامم السالفة لکن الله تعالی تفضل لهذه الامة فجعلها
خیانت ہی اور غنیمت وہ مال ہی جو غالب ہو کر کفار سے چھین لیں اور غنیمت پہلی امتوں کو حلال نہ تھی لیکن اللہ تعالی نے اس امت پر اپنا فضل کر کر انکو غنیمت

حلالا لهم حیث قال فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا وحکمها بعد اخراجها الی دار الاسلام ان یجمع ما فی ایدی الغزاة
حلال کر دی ہی چنانچہ فرمایا ہی سو کہاؤ جو غنیمت لاؤ حلال ستہری اور غنیمت کا حکم جب دار الاسلام میں لی آویں تو یہہ ہی کہ جو غازیوں کی پاس ہو وہ سب یکجا

حتی ما فضل من ماکلهم ومعالفهم سوی النفل وسیاتی بیانه ثم یخرج منها الخمس للیتامی والمسکین وابن السبیل ثم
جمع کریں یہاں تک کہ جو کہا کر اور دواب کی گہاس سے بچ رہی بجز نفل یعنی عطا زاید کی جسکا بیان اب آتا ہی پہر اوسمیں سے پانچواں حصہ واسطے یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کی

یقسم باقیها بین الغانمین فیعطی للراجل سهم وللفارس سهمان عند ابی حنیفة وعند غیره یعطی للفارس ثلثة
نکال کر بچا باقی غانمین میں یعنی لشکر پر بانٹ دیں اب امام ابو حنیفہ کی نزدیک پیادہ کو ایک حصہ اور سوار کو دوہرا حصہ اور سوائی اونکی اور کہتی ہیں کہ سوار کو تہرا حصہ

اسهم ولیس للامام علی ما ذکر فی فتاوی قاضیخان ان یقسم الغنائم فی دار الحرب قبل اخراجها الی دار الاسلام الا
اور موافق مذکور فتاوی قاضیخان کی امام کو یہہ اختیار نہیں ہی کہ غنایم کو دار الحرب کی اندر دار الاسلام میں لانی سے پہلی تقسیم کر دی مگر

ان یفتح بلدة من بلاد اهل الحرب ویقسم الغنائم فیها ثم یجوز قسمته لانه لما فتحها صار تلك البقعة من
اگر کوئی شہر اہل حرب کی شہروں میں سی فتح کرکر اوسمین غنایم تقسیم کردی تو اب تقسیم جایز ہی کیونکہ جب امام نی شہر فتح کرلیا تو وہ جگہہ دار الاسلام کی ہوگئی

دار الاسلام فیجوز قسمة الغنائم فیها هذا حکم الشرع فی الغنیمة لکن فی هذا الزمان قد ترك هذا الحکم
پہر اوسمین قسمت غنایم کی جایز ہی غنیمت مین شرع کا تو یہہ حکم ہی لیکن اس زمانہ مین یہہ حکم چہوٹ جہٹ کر ایسا ہو گیا ہی

وجعل کالشریعة المنسوخة حیث لا یقسم الغنائم بین الغانمین ولا یخرج خمسها لان العادة فی هذا الزمان
جیسی دین منسوخ کیونکہ نہ تو غنایم لشکر پر بٹتی ہین اور نہ اوسمین سی خمس نکلتا ہی کیونکہ اس زمانہ مین یہہ عادت ہی

ان العسکر اذا دخلوا دار الحرب وغلبوا علی الکفار ینهبون اموالهم فیاخذ بعضهم شیئا کثیرا وبعضهم
کہ جب لشکر دار الحرب مین جاکر کفار پر غالب آتا ہی اور اونکا مال لوٹتی ہین تو کوئی تو بہت کچہہ لیلیتا ہی اور کوئی تہوڑا

شیئا قلیلا وبعضهم لا یاخذ شیئا بل یبقی محروما ثم یتفرقون علی تلك الحالة بلا قسمة بینهم ولا اخراج الخمس
اور کسیکو کچہہ نہین ملتا بلکہ محروم رہ جاتا ہی پہر ایسی ہی ادہر اودہر ہو جاتی ہین اور اونمین قسمت نہین ہوتی اور نہ خمس نکلتا ہی

وهذا هو الغلول الذی ورد من الشارع وعیدات شدیدة فی احادیث کثیرة منها ما روی عن ابی هریرة ان
اور یہہ ہی غلول ہی جسمین شارع نی بہت حدیثون مین سخت سخت وعید فرمائی ہین ایک یہہ ہی جو ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ

رجلا اهدی لرسول الله صلی الله علیه وسلم غلاما یقال له مدعم فبینما هو یحط رحلا لرسول الله صلی الله
ایک شخص نی غلام واسطی رسول الله صلی الله علیه وسلم کی ہدیہ بہیجا اسکا نام مدعم تہا جب وہ رسول الله صلی الله علیه وسلم کا کجاوہ اوتار رہا تہا

علیه وسلم اذ اصابه سهم من عدو فقتله فقال الناس هنیئا له الجنة فقال رسول الله علیه السلام کلا
ناگاہ دشمن کی طرف کا اوسکی تیر آ لگا اور اوسکو مار ڈالا سو لوگ بولی اسکو جنت مبارک ہو پہر رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا ہرگز نہین

والذی نفسی بیده ان الشملة التی اخذها یوم خیبر من المغانم لم یصبها المقاسم لتشتعل علیه نارا فلما
قسم ہی اوس ذات کی کہ میری جان اوسکی قبضہ مین ہی وہ کملی جو خیبر کی دن تقسیم سی پہلی غنیمت مین سی لیلی تہی آگ کا شعلہ بہڑکا رہی ہی جب

سمع الناس ذلك فزعوا فجاء رجل بشراك او شراکین فقال اصبت هذا یوم خیبر فقال رسول الله صلی
یہہ لوگون نی سنا تو کانپ اوٹہی پہر ایک شخص ایک تسمہ پاپوش کا یا دو تسمی لایا عرض کیا یہہ خیبر کی دن مینی لی تہی پس رسول الله صلی الله علیه وسلم نی

الله علیه وسلم من نار شراك او شراکان من نار ومنها ما روی عن زید بن خالد ان رجلا من اصحاب النبی علیه السلام
فرمایا آگ کا ایک تسمہ ہی یا دو نو تسمی آگ کی ہین اور اون حدیثون مین سی ایک یہہ ہی جو زید بن خالد سی روایت ہی کہ ایک صحابی نی

توفی یوم خیبر فذکروا ذلك لرسول الله علیه السلام فقال صلوا علی صاحبکم فتغیر وجوه الناس فقال ان
خیبر کی روز وفات پائی سو یہہ خبر رسول الله صلی الله علیه وسلم سی بیان کی آپ نی فرمایا اپنی یار پر تم ہی نماز پڑہو یہہ سنکر لوگون کی چہرہ بدل گئی پہر فرمایا

صاحبکم قد غل فی سبیل الله ففتشنا متاعه فوجدنا خرزا من خرز یهود لا یساوی درهمین ومنها ما روی
تمہاری یار نی غنیمت مین خیانت کی ہی سو ہمنی اوسکی اسباب مین ڈہونڈہا تو ایک مہرہ یہود کی مہرون مین سی پایا دو درم کا بہی نہین تہا اور ایک یہہ ہی

عن عبد الله بن عمرو انه علیه السلام کان اذا اصاب غنیمة امر بلالا فینادی فی الناس فیجمعون بغنائمهم فیخمسه
جو عبد الله بن عمرو سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام بروقت حصول غنیمت کی بلال کو فرمادیتی وہ لوگون مین پکار دیتا وہ اپنی اپنی غنیمت لاکر جمع کر دیتی پہر آپ خمس نکال کر

ویقسم فجاء رجل بعد ذلك بزمام من شعر فقال هذا فیما اصبناه من الغنیمة فقال النبی علیه السلام اسمعت
تقسیم کر دیتی پہر ایک شخص بعد تقسیم کی ایک روز بالون کی رسی لیکر آیا اور عرض کیا غنیمت مین سی یہہ لی تہی پس نبی علیه السلام نی فرمایا کہ تو نی بلال کو

بلالا ینادی ثلثا قال نعم قال فما منعك ان تجیء به فاعتذر فقال کن انت الذی تجیء به یوم القیمة فلن اقبل عنك
آواز دیتی سنا تہا عرض کیا ہان فرمایا پہر تو کیون نہ لایا اوسنی کچہہ عذر کیا پہر فرمایا تو ہی رکہہ قیامت کی روز لیکر آنا مین تجہسی نہین لیتا

وانما امتنع النبی علیہ السلام من اخذ الزمام لانہ کان فیہ لجمیع الغانمین شرکۃ وقد تفرقوا ولم یمکن ایصال

اور نبی علیہ السلام نی وہ رسی اسواسطی نہ لی کہ اوسمین تمام لشکر کی شرکت تہی وہ سب ادہر اودہر ہو گئی تہی اور ہر ایک کا

نصیب کل واحد منہم من ذلک الزمام الی صاحبہ فترکہ فی یدہ لیکون اثمہ علیہ لانہ ہو الغاصب

حصہ اوس میں سی حصہ دار کو پہنچانا ممکن نہین تہا اور اوسہی کی پاس اسلئی رہنی دی کہ اوسکا گناہ اوسی پر رہی کیونکہ وہ ہی غاصب تہا

فعلی ہذا ما یاخذہ غزاۃ زماننا من الغنائم بلا قسمۃ ولا اخراج الخمس لا یحل لاحد منہم ان یاکل منہا لان

ان روایات کی موافق جاری زمانہ کی غازی جو غنایم بلا قسمت لیلیتی ہین اور خمس بہی نہین نکالتی تو اونکو اوسمین سی کہانا حلال نہین ہی کیونکہ

اخذہم لم یکن علی طریق الشرع ومع ہذا نسمع کثیرا منہم یقولون لقد وصلنا من اہل الحرب مال ہو حلال

اونکا قبضہ شرع کی موافق نہین ہی اسپر سننی مین آتا ہی کہ اکثر اون کہتی ہین ہمنی کفار کا ایسا حلال مال حاصل کیا ہی

لنا من المال الموروث من ابائنا وامہاتنا ولا یعرف ہؤلاء المغرورون انہم اخذوہ علی غیر طریق الشرع فلا یکون حلالا

کہ ویسا ماباپ کی میراث کا بہی نہین ہوتا اور ان مغرور لوگون کو یہہ خبر نہین ہی کہ انہون نی خلاف شرع لیلیا ہی پہر حلال کیونکر ہوگا

لان فیہ حق الفریقین من المستحقین احدہما الیتمی والمسکین وابن السبیل لان الخمس حقہم وہو باق فیہ والثانی

کیونکہ اسمین حق دونو فریق مستحق کا ہی ایک فریق تو یتیم اور مساکین اور مسافر ہین اسلئی کہ خمس انہین کا حق ہی کہ وہ اوسمین باقی ہی اور دوسرا فریق

الغزاۃ الذین کانوا معہم لان الباقی بعد الخمس حقہم وہو باق فیہ لم یقسم بینہم علی طریق الشرع فکیف یکون حلالا

وہ غازی ہین جو اونکی ہمراہ تہی اسلئی کہ خمس نکالکر جو بچا اسمین اونکا بہی حق ہی وہ اوسمین باقی ہی کہ بطور شرع انمین تقسیم نہین ہوا پہر حلال کیونکر ہوویگا

بل لو کان الماخوذ جاریۃ لا یجوز للاخذ علی ہذا الوجہ ان یتصرف فیہا لکونہا مشترکۃ مستحقۃ البعض ولو

بلکہ اسطرح کی لی ہوئی اگر لونڈی ہووی تو لینی والیکو اوسمین تصرف جایز نہین ہوگا کیونکہ وہ مشترک ہی کچہہ اسکا حق ہی اگرچہ

بعد اخراج خمسہا لبقاء حق باقی الغزاۃ فیہا ولا خلاف ان الجاریۃ المشترکۃ یحرم وطئہا علی جمیع الشرکاء ولا فرق

خمس نکل چکا ہو کیونکہ حق لشکر کا اسمین باقی رہتا ہی اور اسمین کسیکو خلاف نہین ہی کہ مشترک لونڈی سی تمام شرکا کو وطی حرام ہی اور حرمت مین

فی الحرمۃ بین من قل نصیبہ او کثر وقد اتفقوا علی ان احدا من الغانمین لا یحل لہ ان یطاء جاریۃ من السبی قبل القسمۃ

اسکی کچہہ فرق نہین ہوتا کہ حصہ تہوڑا ہو یا بہت اور اسپر سب متفق ہین کہ لشکر مین سی کسیکو جایز نہین ہی کہ قیدیون مین سی لونڈی کو قسمت سی پہلی وطی کری

واختلفوا فیما یجب علیہ اذا وطئہا فقال مالک یحد لانہ زان وقال ابو حنیفۃ لا حد علیہ بل علیہ عقوبۃ

اور اسمین اختلاف ہی کہ واطی پر کیا لازم آتا ہی اگر وطی کری سو امام مالک کہتی ہین حد آتی ہی کیونکہ وہ زانی ہی اور ابو حنیفہ کہتی ہین اوسپر حد نہین ہی بلکہ اوسپر عذاب ہی

وان حصل منہا ولد فہو مملوک یرد الی الغنیمۃ فاذا کان الامر کذلک یخاف علی من یفعل الکافر بکفرہ

اور اگر بچہ جنی تو وہ غلام ہی غنیمت مین شامل کیا جاوی جب حال یہہ ہی تو خوف ہی اوسپر جو کافر کو کفر کی سبب قتل کرتا ہی ایسا نہو

ان یکفر ہو بنفسہ باستحلال الغنائم الغیر المقسومۃ والفروج المشترکۃ ثم یسری

کہ وہ آپ کافر ہو جاوی غنایم بلا تقسیم کو اور فروج مشترکہ کو حلال سمجہہ کر پہر یہہ فساد

ہذا الفساد الی کل من یتملک منہم الجواری وغیرہا وہذا داء عضال عسیر الزوال لان

آگی کو چلیگا جو جو شخص کہ لونڈیان وغیرہ اونسی خریدیگا یہہ بڑا سخت مرض ہی اسکا جانا دشوار ہی کیونکہ

اکثر الاجناد فی ہذا الزمان نبذوا احکام الاسلام وراء ظہورہم کانہم

اس زمانہ کی اکثر لشکریون نی احکام اسلامی پس پشت ڈالدئی ہین گویا کہ اونکو

لم یکلفوا بہا فلا یبالون بما فعلوا فکیف یمکن العلاج بجمع ما فی ایدیہم من الغنائم

کچہہ حکم ہوا ہی نہین سو جو کرتی ہین اونکی کچہہ پروا نہین ہی پہر اسکا کیا علاج کہ جو جو غنایم اونکی قبضہ مین ہی کہان سی جمع کرین

وتقسيمها بينهم مع عدم انقيادهم الى الشرع فلما تعذر جمعها وتقسيمها بينهم صار ما في يد كل واحد منهم بمنزلة اللقطة
اور کیونکر تقسیم کریں اس صورت میں کہ وہ تابع شرع کا نہیں ہیں پھر جب جمع کرنا اور اونہیں تقسیم دشوار ہوئی تو جو جو اونکی ہاتھ آیا ہی لقطہ کی برابر ہی

فمن كان فقيرا يرجى ان يجوز له ان يتصرف فيه ومن كان غنيا لا يجوز له ان يتصرف فيه بل يلزمه ان يتصدق
پھر جو شخص فقیر ہو تو امید ہی کہ اوس میں اوسکو تصرف جایز ہو اور جو غنی ہیں اونکو جایز نہیں ہی کہ اوسمیں تصرف کریں بلکہ غنی کو لازم ہی کسی فقیر پر خیرات کریں

به على فقير ثم ان اراد ان يملكه من ذلك الفقير اما بالاستيهاب او بالشراء هذا اذا كان ما في يده ماخوذا من غير تنفيل
پھر اگر چاہی کہ اوس فقیر سی لیکر مالک ہو جاوی تو یا بطور ہبہ کی یا خرید کر یہ سب اوس صورت میں ہی کہ جو اوسکی قبضہ میں ہی بغیر تنفیل یعنی انعام

واما اذا كان اخذه بطريق التنفيل فهو له خاصة لا يشاركه فيه احد لكن لا يملكه الا بعد اخراجه الى دار الاسلام
اور جس صورت میں کہ بطور تنفیل یعنی انعام کی لیا ہو تو وہ خاص اوسکی ملک ہی اوسمیں کوئی شریک نہیں ہی لیکن اوسکا مالک نہیں ہوتا جبتک دار الاسلام میں نہ لی آوی

حتى لو قال الامام او امير العسكر من اصاب جارية فهي له فاصاب احد من الغزاة جارية واستبراها لا يحل له
یہاں تک کہ اگر امام نی یا سالار لشکر نی حکم دیا کہ جسکی لونڈی ہاتھ آوی وہ اوسی کی ہی پھر کسی غازی کو لونڈی ہاتھ آ جاوی اور حیض سی رحم پاک بھی کر لی تو بھی نہ وطی

وطيها ولا بيعها قبل اخراجها الى دار الاسلام والمراد من التنفيل التحريض على القتال باعطاء شيء زايد على سهم الغنيمة
حلال ہی اور نہ اوسکی بیع جبتک دار الاسلام میں نہ لی آوی اور مراد تنفیل سی لڑائی کی رغبت دلانی ہی کچھ حصہ غنیمت سی زاید دیکر

وهو مندوب لقوله تعالى يا ايها النبي حرض المؤمنين على القتال فينبغي للامام او لامير العسكر ان ينفل بان يقول
اور رغبت دلانی مستحب ہی بدلیل اس آیت کی ای نبی شوق دلا مسلمانوں کو لڑائیکا سو امام کو یا سالار لشکر کو چاہیئی کہ عطا زاید دیوی اسطور کہ کہی

من قتل قتيلا فله سلبه او يقول لسرية ما اصبتم فهو لكم او ربعه او ثلثه او نحو ذلك ولا ينفل بكل الماخوذ
جسنی مارا کسی کافر کو تو اوسی کا ہی سامان اوسکا یا چھوٹی لشکر کو حکم دی لوٹ سب تمہاری ہی یا اوسکا چوتہائی یا تہائی یا مانند اوسکی اور تمام لوٹ کو معاف نکردی

اذ فيه ابطال حق الكل وان فعل ذلك مع سرية يجوز اذ قد يكون المصلحة فيه كذا ذكر في الهداية وذكر في شرح المجمع
کیونکہ اسمیں سبکا حق تلف ہوتا ہی اگر ایسا حکم سریہ کو تو جایز ہی اسلئی کہ بعضی وقت اسی میں مصلحت ہوتی ہی ہدایہ میں یہہ ہی مذکور ہی اور شرح مجمع میں مذکور ہی

ان الامام لا ينفل بكل الماخوذ اذ فيه ابطال القسمة المشروعة في الغنيمة وذكر في السير الكبير ان الامام اذا قال للعسكر
کہ امام تمام لوٹ کو نفل نکردی کیونکہ اسمیں قسمت جو غنیمت میں شرعا چاہیئی باطل ہوتی ہی اور سیر الکبیر میں مذکور ہی کہ امام اگر تمام لشکر کو حکم دی کہ

جميعا ما اصبتم فهو لكم بعد الخمس لا يجوز لان المقصود من التنفيل التحريض على القتال وانما يحصل ذلك بتخصيص
لوٹ تمہاری ہی خمس نکالکر تو جایز نہیں ہی اسلئی کہ غرض تنفیل سی لڑائی پر ابھارنا ہوتا ہی یہہ جب ہوتی ہی کہ کسی کو خاص کر

البعض بشيء وفي التعميم ابطال تفضيل الفارس على الراجل وكذا اذا قال ما اصبتم فهو لكم ولم يقل بعد الخمس اذ فيه
کچھہ مقرر کریں اور تعمیم میں سوار کی فضیلت جو پیادی پر ہی باطل ہوتی ہی اور ایسی ہی جایز نہیں اگر حکم دی جو لوٹ ہی سب تمہاری اور بعد الخمس نکہی اسلئی کہ اسمیں

ابطال الخمس الذي اوجبه الله تعالى في الغنيمة فعلى هذا ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان الامام اذا قال من اصاب شيئا
خمس جو اللہ تعالی نی غنیمت میں واجب کیا ہی باطل ہوتا ہی اس بیان کی موافق جو فتاوی قاضی میں مذکور ہی کہ امام حکم دی کہ جسکو جو شی ہاتھ لگی

فهو له فاصاب واحد منهم شيئا في دار الحرب يكون له خاصة ولا يجب فيه الخمس ولا يشاركه فيه غيره وان
وہ اوسی کی ہی پھر کسیکو کوئی شی دار الحرب میں ہاتھ آگئی تو خاص اوسی کی ہو جاوی کی نہ اسمیں خمس واجب ہی اور نہ کوئی اوراسمیں شریک ہی اور اگر

مات في دار الحرب فما اصابه يكون ميراثا عنه وكذا ما ذكر في منية المفتي ان الامام اذا قال من اصاب شيئا فهو له
دار الحرب میں وہ مرجاوی تو وہ شی اوسکی میراث ہوویگی اور ایسی ہی جو کہ منیۃ المفتی میں مذکور ہی کہ امام اگر حکم دی جسکو جو ہاتھ آوی وہ اوسی کا ہی

يدخل الامام في التنفيل ينبغي ان يحمل على كون قول الامام مقولا لسرية لا لكل العسكر لئلا يفهم منه المخالفة لساير
تو امام بھی تنفیل میں داخل ہوتا ہی یہہ دونوں روایت قاضیخان اور منیۃ المفتی کی چاہیئی کہ محمول اس حال پر ہوں کہ امام یہہ حکم سریہ کو دی تمام لشکر کو نہیں تاکہ یہہ مطلب تمام کتابوں کی مخا

ہر کیا یا نمی
ادنی کی تنفیل ہو
یا جاری ہونکر
پہچانی چونا سا
[illegible]

الکتب ولا یظن جواز التنفیل العام واما دخول الامام فی التنفیل فلان ھا به معھم لا یکون التنفیل عاما واما المصرح

نہو جاوی اور یہہ گمان نہووی کہ تنفیل عام جایز ہی اور امام تنفیل مین اسلیی داخل ہوتا ہی کہ اوسکی ساتہہ جانا ان سے تہین کہ تنفیل عام ہوتی ہی اور دونون تصریح کی

به واکتفیا بالاطلاق لاعتمادھما علی ظھوره لامر شھرته نظرا الی قانون الفقه وبناء علی قاعدة الاصول من ان

اور مطلق پر اکتفا کرلیا اسلیی کہ دونو کو یہہ اعتماد تہا بلحاظ قانون فقہ اور قاعدہ اصول کی یہہ ظاہر اور مشہور ہی کہ دونو جہتین سی محکم بات مراد ہوتی ہی

المحتمل یحمل علی المحکم والحاصل ان من اخذ شیئا فی دار الحرب بغیر التنفیل لا یکون له بل یکون غنیمة یجب فیها الخمس

اور حاصل یہہ ہی کہ جسنی کوئی چیز دار الحرب مین بلا تنفیل لی تو وہ اوسکی نہوگی بلکہ غنیمت ہودیگی اوسمین خمس واجب ہوگا

علی ما ذکر فی فتاوی قاضیخان ان سریة اذا خرجوا بغیر تنفیل الامام او خرجوا لطلب العلف فما اصابوا یکون غنیمة یجب فیها

موافق روایت فتاوی قاضیخان کی کہ سریہ اگر بغیر تنفیل امام کی لڑائی کو جاوی یا گہاس چارہ کی تلاش مین جاوینگ تو جو اونکی ہاتہہ آویگا غنیمت ہوویگا اوسمین

الخمس ولا یختص بالسریة وکذا لو قتلوا کافرا یکون سلبه غنیمة ولا یختص به القاتل وذکر فیها ایضا ان الغازی اذا اخذ

خمس واجب ہی اور سریہ کی اوسمین کچہہ خصوصیت نہین ہی اور ایسی ہی اگر کافر کو قتل کرین تو اوسکا اسباب غنیمت ہوگا اوس سی قاتل کو کچہہ خصوصیت نہین اور اسی مین یہہ مذکور ہی کہ اگر

فی دار الحرب شیئا من المباحات التی لا تکون فی ید احد ان کان له قیمة کالطیر والسمک والخشب والکنز یکون ذلک

کہ غازی اگر دار الحرب مین کوئی ایسی چیز مباحات مین سی لیوی جو کسیکی نہین ہوتی اگر اوسکی کچہہ قیمت ہی جیسی پرند یا مچہلی یا لکڑی یا خزانہ تو یہہ سب

الشیء غنیمة یجب فیها الخمس وان لم یکن له قیمة فهو لمن اخذه ولا خمس فیه لانه بمنزلة الماء والکلاء ثم ذکر فیها

غنیمت ہوگی اوسمین خمس واجب ہی اور اگر اوسکی کچہہ قیمت نہین تو اوس سپاہی کی ہی اوسمین خمس نہین ہی کیونکہ پانی اور گہاس کی برابر ہی پہر یہہ بہی

ایضا ان الغازی اذا ذبح غنم الغنیمة او بقرها للاکل عند الحاجة رد جلدها الی الغنیمة لان الجلد لیس بماکول ولا

اوسی مین مذکور ہی کہ غازی اگر غنیمت کی بکری یا گائی بیل کہانی کی لئی حاجت کی وقت ذبح کر ڈالی تو اوسکا چمڑا غنیمت مین شامل کردی کیونکہ چمڑا نہ کہانی کی چیز ہی اور نہ

من تعلف وذکر فی الهدایة ان المسلمین اذا خرجوا من دار الحرب لا یجوز لهم ان یعلفوا دوابهم من الغنیمة ولا ان

گہاس ہی اور ہدایہ مین مذکور ہی کہ مسلمان جب دار الحرب سی باہر نکل آوین تو اونکو جایز نہین کہ اپنی جانورون کو غنیمت مین سی چارہ دیوین یا آپ

یاکلوا منها لان الضرورة قد ارتفعت والاباحة باعتبارها ومن فضل معه علف او طعام رده الی الغنیمة قبل القسمة

اوسمین سی کہاوین کیونکہ ضرورت کا وقت گذر گیا اور اباحت ضرورت کی واسطی تہی اور جسکی پاس گہاس یا کہانا بچا رہ گیا تو قسمت سی پہلی غنیمت مین شامل کردی

وان انتفع به رد قیمته الی المغنم وبعد القسمة ان کان غنیا تصدق به وان انتفع به تصدق بقیمته وان کان

اور اگر اوسکو برت لیا تو اوسکی قیمت غنیمت مین شامل کردی اور قسمت کی بعد اگر غنی ہی تو خیرات کردی اور اگر اوس سی نفع اوٹہاوی تو اوسکی قیمت خیرات کردی اور اگر

من المحاویج انتفع به لانه صار فی حکم اللقطة لتعذر الرد علی الغانمین فاذا کان الحکم فی الغنیمة کذلک مع ان

محتاج ہی تو برت لی کیونکہ اب حکم پائی چیز کا سا ہی اب غانمین پر تقسیم کرنا دشوار ہی اور جب غنیمت مین یہہ حکم ہی باوجودیکہ

للغانمین فیها حقا لکونهم شرکاء فیها فما ظنک فی مکاسب الظلم من الغصب والغارات التی شاعت فی بلاد الاسلام

غانمین کا اوسمین حق ہوتا ہی کیونکہ اوسمین سب شریک ہین پہر تیرا کیا خیال ہی ظلم کی کمائی مین غصب اور لوٹ سی جو ان دنون بلاد اسلام مین پہیل رہی ہی

فی هذه الایام لا سیما عند تحصیل بیت المال فان الذین نصبوا للتحصیل یاخذون اموال الناس ظلما فی البنادر و

خاص کر بروقت تحصیل بیت المال کی بیشک جو لوگ اوسکی تحصیل پر متعین ہوتی ہین وہ لوگون کا مال ظلم سی بندرون میں اور

الاسواق وغیرها باسم العشر والزکوة ویشددون علی اصحابها تشدیدا عظیما وقد کان النبی علیه السلام اذا بعث

بازارون وغیرہ مین عشر اور زکوۃ کی بہانہ چہین لیتی ہین اور مالکون پر بڑی ہی سختی کرتی ہین اور نبی علیہ السلام کا یہہ حال تہا کہ جب

من اصحابه احدا لبعض امره یقول بشروا ولا تنفروا ویسروا ولا تعسروا ای بشروا الناس بالاجر علی الطاعات وانواع الخیرات

کسی صحابی کو کسی کام کو بہیجتی تو فرماتی خوشخبری دینا گہبرا نہ دینا آسانی کرنا تنگی نہ کرنا یعنی لوگون کو طاعات اور انواع خیرات پر ثواب کا مژدہ سنانا

التی من جملتها اعطاء ما یجب علیهم من العشر والزکوة ولا تقنطوهم من رحمة الله تعالی عند ارتکابهم المنکرات و

کہ جنمیں ادا ء عشر اور زکوۃ واجب بھی داخل ہی ثواب کی بشارت دینا اور اونکو رحمت الٰہی سی مایوس نہ کرنا اگر اونسی کچھ عمل بد ہو جاوی

مباشرتهم المحرمات بل رغبوهم الی التوبة والطاعات وطیبوا انفسهم بقبولها وسهلوا علیهم الامور باخذ ما یجب علیهم

اور حرام فعل کر بیٹھیں بلکہ اونکو توبہ اور عبادت پر رغبت دلانا اور اونکی دل ایسی راضی کرو کہ وہ قبول کریں اور اونپر آسانی رکھنا اونکی واجبات

من العشر والخراج وزکوة السوائم واموال التجارة بسهولة ولطف ولا تشددوا علیهم باخذ ما لا یجب علیهم او باخذ اکثر

عشر اور خراج اور چارپایہ چرندہ اور تجارت کی مال کی زکوۃ لینی میں سہولت اور لطف برتنا اور اونپر سختی نکرنا کہ جو اونپر واجب نہیں ہی وہ لیا کرو یا واجب

مما یجب علیهم اذ روی انه علیه السلام قال لا یدخل الجنة صاحب مکس وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال صاحب

سی زیادہ لیا کرو کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جنت میں نہیں جاویگا صاحب مکس اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا صاحب

المکس فی النار قال البغوی اراد بصاحب المکس من یاخذ من التجار مکسا باسم العشر اذا مروا علیهم وقال الحافظ و

مکس دوزخ میں ہی بغوی کہتا ہی کہ صاحب مکس سی مراد وہ شخص ہی جو سوداگروں سی عشر کا نام رکھکر محصول لیلیتا ہی جب اونکی پاس کو گذریں اور حافظ کہتا ہی اور

اما الان فانهم یاخذون مکسا باسم العشر ومکوسا اخر لیس لها اسم بل کل ما یاخذونه حرام وسحت وقد قال الله تعالی

اب تو وہ لوگ ہیں کہ ایک خراج تو عشر کی نام لیلیتی ہیں اور کتنی ہی اور خراج لیتی ہیں کہ انکا کچھ بھی نام نہیں ہی بلکہ جو وہ لیتی ہیں سب حرام اور نہایت مرداری اور اللہ تعالی نی فرمایا

ویل للمطففین الذین فاذا کان حال المطفف هکذا مع ان اخذه شیء قلیل من راس الکیل والوزن فما ذا یکون

خرابی ہی گھٹانیوالوں کی جب حال کم تولنی والیکا یہ ہی اور جو دیکہ وہ کیل یا وزن میں سی تھوڑا سا رکھہ لیتا ہی پھر اون لوگوں کا کیا حال ہوگا

حال الملتزمین الذین یاخذون اموال الناس بلا کیل ولا وزن ویقولون هو حق السلطان او حق فلان ویخرجون

جو خواہ مخواہ مال لوگوں کا لیلیتی ہیں نہ تولیں اور نہ ناپیں اور بیان کرتی ہیں یہہ سلطان کا حق ہی یا فلانی کا حق ہی اور ایمان سی باہر

عن الایمان اذ قد ذکر فی کثیر من کتب الفتاوی ان من قال لبیت المال هذا مال السلطان یکفر فکیف لغیره بل انهم

ہو جاتی ہیں اسلئی کہ اکثر فتاووں میں مذکور ہی کہ جو شخص بیت المال کو کہی یہہ سلطان کا مال ہی وہ کافر ہو جاتا ہی پھر کیونکر نہو جب اور کا بتا دی

یخونون فی بیت المال ایضا وقد روی انه علیه السلام بین فی هذا الحدیث او یتصرفون فیه بغیر امر الله تعالی

بلکہ وہ لوگ بیت المال میں بھی خیانت کرتی ہیں اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں بیان فرمایا جو لوگ بیت المال میں راہ نکالتی ہیں اور اوسمیں بی حکم

ورسوله فلهم النار یوم القیمة فان بیت المال علی ما ذکر فی البزازیة وغیرها اربعة انواع الاول الصدقات وما

خدا اور رسول کی تصرف کرتی ہیں سو اونکی لئی قیامت کی دن آگ ہی کیونکہ بیت المال موافق بیان بزازیہ وغیرہ کی چار قسم کی ہیں اول تو صدقات اور جو

فی معناها کالعشر فیصرف الی المصارف التی ذکرت فی قوله تعالی انما الصدقت للفقراء والمسکین والعاملین علیها والمؤلفة

اسکی مثل ہی جیسی عشر سو خرچ ہوگا ان مصارف پر جو اس آیت میں مذکور ہیں زکوۃ جو ہی سو حق ہی مسکینوں کا اور محتاجوں کا اور اوس کام پر جانیوالوں کا اور

قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل الله وابن السبیل فهم ثمانیة اصناف لکن سقط منهم مؤلفة القلوب وبقی

جنکا دل پرچانا ہی اور گردن چھڑانی میں اور جو تاوان بھریں اور اسکی راہ میں اور راہ کی مسافر کو پس یہہ آٹھہ قسم کی لوگ ہیں پر انمیں سی مؤلفة القلوب اب باقی نہیں رہی اور

سبعة اصناف وهم الفقراء والمسکین والعاملون والمکاتبون والمدیونون ومنقطع الغزاة وابناء السبیل والثانی

یہہ سات قسم باقی رہیں فقیر اور مسکین اور اگاہی کرنیوالی اور مکاتب غلام اور قرضدار لوگ اور مفلس غازی اور مسافر اور دوسرا

خمس الغنائم والمعادن والرکاز فیصرف الی ما ذکر فی قوله تعالی واعلموا انما غنمتم من شیء فان لله خمسه وللرسول

بیت المال غنیمتوں کا خمس اور کہان کی آمد اور دبا خزانہ اسکا مصرف اس آیت میں مذکور ہی اور جان رکھو کہ جو غنیمت لاؤ کچھہ چیز سو اسکی واسطی اوسمیں سی پانچواں حصہ

ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل وهم ستة اصناف لکن ذکر الله تعالی للتبرک وسهم الرسول وذوی القربی

اور قرابت والی کی اور یتیم کی اور محتاج کی اور مسافر کی یہہ چہہ قسم کی لوگ ہیں لیکن اللہ کا نام تو برکت کی واسطی ہی اور حصہ رسول کا اور ذوی القربی کا

ساقط فبقي ثلثة اصناف وهم اليتمى والمسكين وابن السبيل الا ان فقراء ذوي القربى يدخلون فيهم
اب نہین ہی اب تین قسم باقی رہین یتیم بچی اور مساکین اور مسافر اتنا ہی کہ ذوی القربی مین سی فقرا انہین داخل

ويقدمون عليهم دون اغنياءهم والثالث ما يوخذ من خراج الارض وجزية الرؤس وما اهدي الى الامام
اور اونپر مقدم ہین غنی لوگ داخل نہین ہین اور تیسرا بیت المال وہ ہی جو زمینون کا محصول حاصل ہوتا ہی اور جزیہ آدمی سری کا اور امام کو جو اہل حرب نذرانہ

من اهل الحرب وما ياخذه العاشر من اهل الذمة والمستامن تجار فيصرف الى مصالح المسلمين من سد الثغور
دیوین اور جو کہ عاشر ذمی اور مستامن تاجرونسی لیوی یہہ سب مسلمانون کی مصالح مین خرچ مین آویگا یعنی راہ آمد کی رکا روکنا

وعمارة الرباطات والجسور وحفر انهار العامة وارزاق العلماء النافعين والقضاة العادلين والغزاة
اور خانقاہون کی تیاری اور پل بنانی اور عام نہرین کہدوانی اور علماء نفع رسان اور عادل قاضیون کی اور غازیون

والمحتسبين والرابع اللقطة وتركة الميت الذي لا وارث له فيصرف الى معالجة المرضى وادويتهم واطعمتهم
اور محتسبون کی مشاہرہ اور چوتہا بیت المال پایا ہوا مال اور لاوارث میت کا ترکہ یہہ خرچ ہوگا بیمارون کی علاج اور ادویات اور کہانی مین

واكفان الموتى ونفقة اللقيط ومن هو عاجز عن الكسب فعلى الامام ان ينظر في هذه الاموال ويضعها مواضعها
اور مردون کی کفنون مین اور لاوارث بچون اور کمائی سی عاجزون کی نفقہ مین سو امام کو لازم ہی کہ ان تمام مالون کو غور کرکر الگ الگ انکی سرمیکی

فان الشارع قدر لها المصارف وجعل لكل مال قوما فان تعدى فيه وصرفه الى هواه ولذاته يكون من
کیونکہ شارع انکا مصرف مقرر کرچکا ہی اور ہر یک مال کی لئی حق دار ٹہرادیا ہی پہر جو کوئی اسمین تعدی کرکی اپنی ہوا اور ہوس اور لذت مین صرف کرڈالی

الخاسرين لانه تعالى لم يوله على المسلمين ليكون رئيسا اكلا شاربا مستريحا بل لينصر الدين ويرفع فساد المفسدين
سو وہ ٹوٹی والا ہی کیونکہ اوسکو اللہ تعالی نی والی مسلمانون کا اسلئی نہین کیا کہ سردار ہوکر کہاوی پیوی چین اوڑاوی بلکہ اسلئی کہ دین کی مدد اور مفسدونکا فساد دفع کری

وينظر الى العلماء والفقراء وسائر المستحقين وينزلهم منازلهم ويعطيهم كفايتهم من بيت المال الذي هو امانة
اور علماء اور فقراء اور تمام حق دارون پر شفقت رکہی اور اونکی مراتب مین فرق نکری اور اونکو بقدر کفایت بیت المال مین سی جو اوسکی پاس امانت ہی عطا کیا کری

عنده ليس له فيه الا كواحد منهم اذ قد ذكر في التجنيس ان الواجب على الائمة والسلاطين والولاة ان يصرفوا هذه
اور امام کا اوسمین بہی اتنا ہی حق ہی جتنا کسی ایک کا اونمین سی اسواسطی کہ تجنیس مین مذکور ہی کہ امامون اور سلاطین اور والیون پر یہہ واجب ہی کہ یہہ حقوق

الحقوق الى اربابها ولا يحبسوها عنهم وان قصروا فيه فوباله عليهم يسئلون عنه يوم القيمة وذكر في المجمع
حق دارون کو پہنچا دین اونسی روک نہ رکہین اور اگر اسمین کچہہ قصور کرین تو اوسکا وبال اونکی اوپر ہی قیامت کی دن اوسکی پوچہہ ہو گی اور شرح مجمع مین مذکور ہی

ان الواجب على الامراء ان يجعلوا لكل نوع من تلك الاموال بيتا على حدة ويصرفوا كلا منها الى مصرفه ولو اخذوا منها لانفسهم
کہ امراء پر واجب ہی کہ ہر قسم کی بیت المال کی لئی مکان جدا جدا بنالی اور ہر قسم کی خزانہ کو اوسکی مصرف پر خرچ کری اور اگر امراء اوسمین سی کچہہ اپنی لئی

اكثر مما يكفيهم او خلطوها او صرفوها الى غير المصارف ولم يراعوها يكونون من الظالمين وقال الزيلعي وعلى الامام ان
قدر کفایت سی زیادہ لیلین یا اوسکو ملا جلاکر بی محل صرف کردین اور رعایت نکرین تو وہ ظالم ہونگی اور زیلعی کہتا ہی اور امام کو لازم ہی

يجعل لكل نوع من هذه الانواع بيتا يخصه ولا يخلط بعضه ببعض لان لكل نوع حكما يختص به وان لم يكن في بعضها
کہ ہر قسم کی خزانہ کی واسطی خاص خاص مکان تیار کری اور ایک کو دوسری مین نہ ملاوی کیونکہ ہر خزانہ کا جدا خاص حکم ہی اور اگر اتفاقا کسی ایک خزانہ مین

شئ فللامام ان يستقرض عليه من النوع الاخر ويصرفه الى اهل ذلك النوع ثم اذا حصل من ذلك النوع شئ يرده
کچہہ باقی نرہی تو امام کو اختیار ہی کہ اوس خزانہ پر دوسری خزانہ سی قرض لیکر مقروض خزانہ کی حق دارون پر صرف کردی پہر جب اوس خزانہ مین مال آجاوی تو اوس

في المستقرض منه الا ان يكون المصروف من الصدقات او من خمس الغنائم على اهل الخراج وهم فقراء فانه لا يرد فيه
خزانہ مستقرض منہ مین ادا کردی مگر اوس صورت مین کہ مصروف صدقات سی یا خمس غنایم سی اہل خراج پر ہووی اور وہ لوگ فقیر ہون تو اب کچہہ پہیرنا نہین

شيئا لانهم يستحقون بالفقر وكذا في غيره اذا صرفه الى المستحق ويجب على الامام ان يتقي الله تعالى ويصرف الى

اسواسطی کہ فقر کی جہت سے وہ حق دار ہیں اور ایسی ہی اور خزانہ میں اگر حق دار پر خرچ ہوا ہو اور امام پر واجب ہی کہ اللہ سی ڈری اور ہر ہر مستحق کو

كل مستحق قدر حاجته من غير زيادة وان قصر في ذلك كان الله تعالى عليه حسيبا وذكر في المحيط ان الامام ان

بقدر حاجت دیا کری زیادہ نہ دیوی اور اگر اسمین قصور کریگا تو اللہ اوسپر حساب لینی والا ہی اور محیط مین مذکور ہی کہ امام اگر بیت المال

استقرض على مال بيت الصدقات من بيت مال الخراج وصرفه الى الفقراء لا يصير قرضا عليهم لان الخراج له حكم

صدقات پر بیت المال خراج سی قرض لیکر فقرا پر صرف کردی تو قرض نہیں ہوتا اسلئی کہ خراج کو حکم

الفيء والغنيمة وللفقراء فيه حظ وانما لا يعطى لهم لاستغنائهم بالصدقات فاذا احتاجوا اليه يصرف اليهم فعلى الامام

فی اور غنیمت کا ہی اور فقرا کا اسمین حصہ ہوتا ہی اور انکو دیتی اسلئی نہیں کہ صدقات کی جہت سی مستغنی ہوتی ہین جب اونکو ادہر احتیاج ہوئی تو دینا چاہیئے سو امام کو

ان يتقي الله في صرف هذه الاموال الى مصارفها وفي ايصال هذه الحقوق الى اربابها على ما يرى من تفضيل وتسوية

لازم ہی کہ اللہ سی ڈریگا ان اموال کو اسکی حق داروں پر صرف کری اور یہہ حقوق حق داروں کو پہنچادی جیسا نیک سمجھی کم وزیادہ یا برابر برابر

من غير ان يميل في ذلك الى الهوى ولا يحبسها عنهم ولا يجعل لهم الا قدر ما يكفيهم ويكفي اعوانهم بالمعروف وان قصر

اسمین اپنی خواہش کی طرف داری نکری اور اوسکو حق داروں سی روک نرکھی اور اونکا اتنا ہی مقرر کری جو اونکو اور اونکی مددگاروں کو دستور کی موافق کفایت کرجای اور اگر

في ذلك وقعد عنهم كان الله عليه حسيبا فقد ظهر من هذا ان السلطان ليس ما في يده من بيت المال ملكا له بل

اسمین قصور کریگی بیٹھ رہیگا تو اللہ تعالی اوسپر حساب لینی والا ہی اس سی معلوم ہوا کہ جو سلطان کی قبضہ مین ہوتا ہی خزانہ بیت المال کا اوسکی ملک نہیں ہوتا بلکہ

هو امانة عنده يجب عليه ان يصرفه الى مصارفه لكن لما كان هو ايضا من المصارف جاز له ان ياخذ من مال الخراج

اوسکی پاس امانت ہوتا ہی اوسپر واجب ہی کہ اوسکو مصارف مقرری پر خرچ کری لیکن چونکہ سلطان بھی مصارف مین داخل ہی تو اوسکو جایز ہی کہ خراج کی مال مین سی فقط

قدر كفايته فقط لا غير ولو اخذ اكثر من قدر كفايته وصرفه الى مماليك اصطفاها وزينها بانواع الملابس المحرمة

بقدر کفایت لیلی زیادہ نہیں اور اگر قدر کفایت سی زیادہ لیکر اپنی محبوب غلاموں پر صرف کری اور اونکو اچھی اچھی کپڑی جو پہننی حرام ہین پہنا اوسجا کر

وافتخر بقيامها بين يديه يكون من الخائنين وقد روي انه عليه السلام قال من سره ان يتمثل له الرجال قياما

عزت کی واسطی سامنی کھڑا رکہی خیانت والون مین ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکو پسند آوی کہ اوسکی آگی آدمی تصویر کی طرح کھڑی رہین

فليتبوا مقعده من النار ثم ينبغي ان يعلم ان من له عطاء من بيت المال ان كان من المصارف يحل له ان يصرفه

تو اپنا ٹھکانا دوزخ مین کرلی پہر جان رکہو کہ جسکی لئی بیت المال مین سی روزینہ مقرر ہو اگر وہ شخص مصارف مین داخل ہی تو اوسکو جایز ہی کہ اپنی کام مین لاوی

الى مصالحه وان لم يكن من المصارف لا يجوز له ان يصرفه الى مصالحه بل يلزمه ان يتصدق به الى الفقراء واذا

اور اگر مصارف مین نہیں ہی تو اوسکو جایز نہیں ہی کہ وہ روزینہ اپنی کام مین لگادی بلکہ اوسکو لازم ہی کہ فقرا کو خیرات دیدی اور اگر

مات لا يورث عنه بل يصير حلالا فللسلطان او نائبه ان يقرر فيه من كان من المصارف وان قرر فيه من

چھوڑ مرگیا تو وہ وراثت مین نہیں آویگا بلکہ فقرا کو حلال ہوگا سو سلطان یا اوسکی نائب کو لازم ہی کہ اوسکی جگہہ ایسی کو مقرر کردی جو مصارف مین داخل ہو اور اگر اتفاقا

ليس من المصارف يجب عليه ان يخرجه ويقرر فيه من هو من المصارف وان لم يفعل يكون اثما بوجهين كما ذكر في البزازية

ایسی کو مقرر کردی جو مصارف مین نہیں ہی تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکو موقوف کری اور ایسی کو قایم کری جو مصارف مین داخل ہو اگر نہیں کریگا تو دو وجہ سی گنہگار ہوگا چنانچہ بزازیہ مین مذکور ہی

ان من له عطاء في الديوان ان مات عن ابنين فاصطلحا ان يكتب في الديوان اسم احدهما ويأخذ العطاء ولا يكون

کہ جسکی لئی روزینہ کچہری مین مقرر ہووی اگر وہ دو بیٹی چھوڑکر مرجاوی اور وہ دونو صلح کرلین کہ دفتر مین ایک کی نام پر لکہا رہی وہ ہی روزینہ لیا کری اور

للاخر شيء من العطاء ويبذل للاخر من كان له العطاء مالا معلوما فالصلح باطل ويرد بدل الصلح والعطاء للذي جعل الامام

دوسرا روزینہ سی محروم اور وہ روزینہ لینی والا کچہہ مال متعین اوسکو دیدیا کری تو یہہ صلح باطل ہی اور بدل صلح کا یعنی وہ مال ہٹادیا جاویگا اور وہ روزینہ اوسی کا ہوگا

العطاء

العطاء له لان الاستحقاق للعطاء باثبات الامام لادخل فیه برضوالغیر ویجعله غیران السلطان ان منع المستحق

جسکی لیئی امام تجویز کری اصلی کہ حقیقت روزینہ کی امام کی تجویز پر ہی کسیکی رضامندی اور تقرر کرنیکو اسمین کچہہ دخل نہین ہی سوا اسکی کہ سلطان اگر مستحق کو محروم

یقع فی الظلم مرتین فی قضیة واحدة حرمان المستحق واثبات غیر المستحق مقامه یسر نا الله عملا موافقا لرضا

کردی تو ایک مقدمہ مین دوہرا گناہ ہوگا مستحق کا محروم کرنا اور غیر مستحق کا اوسکی جگہ قایم کرنا آسان کر ہمپر اللہ عمل مطابق اپنی رضامندی کی

المجلس الثمانون فی بیان ظهور الفتن وما یخالف الشرع وکیف یعمل حینئذ قال رسول الله

اسی مجلس مین بیان فتنون اور مخالف شرع کی ظہور کا کہ اسوقت کسطور عمل کیا جاوی رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم بادروا بالاعمال فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح

صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جلدی کرلو اعمال فتنون سی پہلی جیسی ٹکڑی اندہیری رات کی صبح کو شخص مؤمن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو

کافرا یبیع دینه بعرض من الدنیا هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة فانه علیه السلام اشار فیه الی

کافر اپنا دین بعوض سامان دنیا کی بیچ دیگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی ابو ہریرہ کی روایت سی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اشارہ فرمایا طرف

ظهور الفتن المتکاثرة المتراکمة کتراکم ظلام اللیل المظلم لا یعرف احد طریق الخلاص منها وامر بالمسارعة الی الاعمال

ظہور بہت فتنون کی تہ برتہ جیسی اندہیرا تاریک شب کا تہ برتہ ہوتا ہی کسیکو رستہ مخلصی کا معلوم نہین ہوگا اور حکم جلدی اعمال صالحہ کی

الصالحة قبل مجیئها اذ عند مجیئها یشتد الامر ولا یقدر احد فیها علی الاشتغال بالاعمال الصالحة بل یصبح الرجل

سی ہوئی ہی پہلی اسکی امر فرمایا کہ جب فتنہ پیدا ہوجائیگا تو بڑی مشکل پڑیگی پہر نیک عمل کرنیکی کسیکو طاقت نہوگی بلکہ آدمی صبح کو

مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا وسبب وقوع المسلم فی الکفر عند ظهور الفتن یحتمل ان یکون بوقوع

مؤمن ہوگا تو شام کو کافر یا شام کو مؤمن تو صبح کو کافر اور فتنون کی ظہور کی وقت مسلمان کی کفر مین پڑنی کا سبب شاید یہ ہوگا کہ اونمین لڑائیان

القتال بینهم فیستحل کل واحد منهم دم الآخر وماله فیکفرون بذلک او یحتمل ان یکون

ہونگی سو ہر ایک طرفین سی ایک دوسری کا خون اور مال حلال سمجہیگا سو ایک دوسری کا خون اور مال حلال سمجہہ کر کافر ہونگی یا شاید کہ سبب کفر کا

بوقوع الاختلاف بینهم فیغلب الکفار علی بلادهم فیدعونهم الی دینهم ویرتد بعضهم لطلب الجاه والمال منهم

آپسمین مختلف ہوجاوین سو کفار اونکی ملک پر غالب ہوجاوینگی پہر اونکو اپنی دین کی طرف دعوت کرینگی پہر کوئی مرتد ہوجاویگا طلب جاہ اور مال کی

کما اشیر الیه فی آخر الحدیث حیث قیل یبیع دینه بعرض من الدنیا فان العرض متاع الدنیا وحطامها

چنانچہ آخر حدیث مین یہہ ہی اشارہ ہی چنانچہ فرمایا کہ اپنا دین بعوض سامان دنیا کی بیچ دیگا بیشک عرض سامان دنیا کا اور نفع کمینہ

ویحتمل ان یکون بغلبة الظلم والفساد علیهم فلا یراعون الشرع فی الحکومات بل یخرجون منه الی انواع الظلم و

اور شاید کہ بسبب کثرت ظلم اور فساد کی کہ فیصلون مین شرع کی رعایت نہین کرینگی بلکہ شرع سی نکل کر قسم قسم کی ظلم اور

السیاسات ویسفکون الدماء ویاخذون الاموال بغیر حق ویعتقدون انهم علی الحق فی ارتکابهم تلک الآثام

سیاست مین مبتلا ہونگی اور خون ریزی کرینگی اور ناحق لوگون کی مال چہین لینگی اور اپنی تئین ان گناہون کی عمل کرنی مین حق پر سمجہین گی

ولا یدرون انهم بذلک الاعتقاد یخرجون من الاسلام وربما یصلبون السارق ویقتلونه باعتقاد جواز

اور یہہ نہین سمجہینگی کہ ہم اس اعتقاد مین اسلام سی باہر ہوتی اور بعضی دفعہ چور کو سولی دینگی اور قتل کر ڈالینگی اس اعتقاد سی کہ چور کو

صلبه وقتله فیکفرون بذلک الاعتقاد لان حد السارق لیس صلبه وقتله بل حده قطع یده لقوله تعالی

سولی دینا اور قتل کرنا جایز ہی سو اس اعتقاد سی کافر ہوجاوینگی کیونکہ چور کی حد سولی اور قتل نہین ہی بلکہ اوسکی حد ہاتہہ کاٹنا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی

السارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما وربما یعدون احدا منهم فیامرهم بقتله من غیر سبب یوجب قتله

[illegible]

فيقتلونه باعتقاد كون امره حقا واجبا عليهم فيكفرون بذلك الاعتقاد اذ لا طاعة للمخلوق في معصية

سو وہ لوگ اوسکو قتل کرتے ہیں یہہ سمجھ کر کہ حکم بادشاہ کا حق ہی ہمپر واجب ہی سو اسی اعتقاد سے کافر ہو جاتے ہیں اسلئے کہ خدا کی

الخالق على ما ورد في الحديث فان قيل مجرد الامر من السلطان بلا تهديد ولا وعيد اكراه فاذا كان اكراها فهل

کی طاعت نہیں ہی چنانچہ حدیث میں ہی اگر کوئی کہے کہ صرف حکم بادشاہ کا بغیر دھمکی اور وعید کی اکراہ ہوتا ہی پھر جب اکراہ ہوا تو آیا

يرخص لهم قتله فالجواب ان قتل المسلم بغير حق لا يحل لضرورة ما على ما ذكر في اكراه شرح الهداية انه من اكره بقتل على

اونکو اوسکی قتل کی اجازت ہی تو جواب یہہ ہی کہ ناحق قتل مسلم کا کسی ضرورت میں بھی حلال نہیں ہی موافق بیان ہدایہ کی باب اکراہ میں اگر کسیکو قتل سے

قتل غيره بغير حق لا يسعه ان يقدم عليه بل يصبر حتى يقتل فان قتله يكون آثما لان قتل المسلم بغير حق مما

اکراہ کیا کسیکو ناحق قتل پر تو اوسکو گنجایش نہیں ہی کہ اسپر پیش دستی کرے بلکہ صبر کرے یہانتک کہ جان دے اور اگر اوسکو قتل کریگا تو گنہگار ہوگا اسلئے کہ ناحق

لا يستباح لضرورة ما فكذا بالاكراه وذكر في الاصول ان دليل الرخصة خوف الهلاك والقاتل والمقتول

قتل مسلم کا کسی ضرورت میں بھی مباح نہیں ہی ایسے ہی اکراہ میں اور اصول میں مذکور ہی کہ رخصت کی دلیل خوف ہلاک کا ہی اور قاتل و مقتول اسمیں

فيه سواء فاذا استويا لا يحل للفاعل قتل غيره لتخليص نفسه لان الله تعالى عظم امر قتل المسلم حيث قال و

دونوں برابر ہیں پھر جب دونوں برابر ہوئے تو فاعل کو غیر کا قتل اپنی جان بچانے کو جائز نہیں ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے قتل مسلم کو بڑا ہی گناہ ٹھرایا ہی چنانچہ فرمایا اور

من يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها فاذا كان كذلك ينبغي ان يعلم ان كثيرا من ولاة زماننا وقضاة

جو کوئی مار ڈالے مسلمان کو قصد کرکر تو اوسکی سزا دوزخ ہی پڑا رہے اوسمیں جب یہہ ٹھرا تو یہہ جاننا چاہیئے کہ ہماری زمانہ کی اکثر والیوں نے اور ہماری عہد کی اکثر قاضیوں نے

عصرنا قد هجروا الشرع المحمدي واحدثوا طريقا غير مرضي وسموه عرفا وشاع بينهم العمل به حتى كادوا ان يرفضوا الشرع

شرع محمدی کو چھوڑ دیا ہی اور نیا رستہ ناپسندیدہ نکالکر اوسکا نام عرف رکھا ہی اور سب اوسی پر عمل کرتے ہیں یہانتک کہ اب یہہ حال ہی کہ شرع بالکل ترک

به لانهم كانوا لا يفصلون قضية بمحض الشرع بلا خلط العرف لكنهم كانوا يفصلون قضايا كثيرة بمحض العرف بلا خلط

ہو جاوے کیونکہ وہ کوئی مقدمہ صرف شرع سے بدون عرف کی ملائے فیصل نہیں کرتے لیکن بہتیرے قضیے صرف عرف سے بدون لحاظ شرع کی فیصل کرتے ہیں

الشرع ويعتقدون ان بمحض الشرع لا يتم النظام ولا يستقيم حال الانام ويقولون ذلك جهرا ولا يعدونه نكرا فتامل

اور یہہ سمجھے ہوے ہیں کہ نری شرع سے نظام پورا نہیں ہوتا اور خلقت کا حال درست نہیں رہتا اور یہہ بات علی الاعلان کہتے ہیں اور کچھ برا نہیں جانتے اب سوچ تو

ايها المنصف هل لهذا القول ولهذا الاعتقاد محمل غير القول بنسخ الشريعة المحمدية بما ابتدعوه بآرائهم الفاسدة من

ای منصف آیا کچھ اس قول اور اس اعتقاد کی بھی معنی ہیں بجز اسکی کہ شریعت محمدی کو بسبب سیاسات بد اور تعذیبات سخت کی جو اپنی فاسد عقلوں سے نکال کر

السياسات الشنيعة والتعذيبات الشديدة وما حملهم على ذلك الاعتقاد وما جراهم على ذلك الفساد الا ما يرونه من

ٹھہری کی ہیں منسوخ کہتے ہیں اور اونکا یہہ اعتقاد اور یہہ جرئت اس فساد پر اسلئے ہوئی ہی کہ دیکھتے ہیں

ظهور السارق والقاتل احيانا بتهديداتهم البليغة وتشديداتهم الاليمة نعم قد يظهر السارق والقاتل احيانا بتهديداتهم

کہ بعضی دفعہ چور اور قاتل اونکی غایت درجہ کی دھمکیوں اور سخت گیریوں سے ہاتھ آجاتے ہیں ہاں سچ کبھی چور اور قاتل تو اونکی دھمکی

وتشديداتهم لكن الى ان يظهر ظالم واحد يظلم خلقا كثيرا في انفسهم واعراضهم بل يهلك بعضهم بانواع العقوبات

اور سختی سے پیدا ہو جاتا ہی پر جب تک ایک ظالم ہاتھ لگے اتنی بہتیری خلقت کی جان اور ابروی پر ظلم گذر جاتا ہی بلکہ بعضی لوگ طرح طرح کی عقوبت

واصناف التعذيبات ويتعطل اعضاء بعضهم واما اخذ اموالهم واهلاكها فلا يعدونها شيئا بل يبيحونها ويستحلونها

اور قسم قسم کی عذاب میں ہلاک اور بعضوں کی اعضاء بیکار ہو جاتی ہیں اور مال لے لینا یا تلف کر دینا یہہ تو کچھ شمار ہی نہیں بلکہ یہہ تو مباح اور حلال جانتے

فاذا كان السعي في رفع ظلم ظالم واحد متضمنا لمظالم كثيرة غير منحصرة فتفكر ايها العاقل هل يليق مثله

پھر جب ایک ظالم کا ظلم دفع کرنے کی سعی میں بہت سی ظلم غیر منحصر عمل میں آئیں اب فکر کی بات ہی ای عاقل کیا اہل ایمان کو ایسا ہی عمل لایق ہی

لاهل الایمان وهل یجوز فعلها فی دار الامان وتحقق ان الشارع لم یترك تلك القاعدة الا بعد وزنها بمیزان
اور دار الامان مین ایسا کام کہان جایز ہی اور ثابت ہی کہ شارع نے یہہ قاعدہ تب چہوڑا ہی کہ اسکو حکمت کی ترازو مین خوب تول لیا ہی

الحکمة وظهور غلبة مضارها علی منفعتها فان الحکیم لا یحکم له الا بما فیه المنفعة العامة الشاملة او بما
اور اسکا نقصان بہ نسبت فائدہ کی زیادہ معلوم ہوچکا ہی بیشک حکیم وہی حکم دیتا ہی جسمین منفعت عام اور شامل ہو یا جسمین فائدہ

یغلب منفعته علی مضرته لا بما یغلب مضرته علی منفعته الا تری ان الخمر والمیسر کیف حرمهما الله تعالی فی
نقصان سی زیادہ ہو وہ حکم نہین دیتا جسکی مضرت منفعت کی زیادہ ہو تجہکو معلوم نہین کہ شراب اور جوئی کو اللہ تعالی نی قرآن مین

القرآن بعد ما نص فیه بنفعهما حیث قال یسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس واثمهما اکبر من نفعهما
کیسی حرام کیا بعد اسکی کہ انکی فائدی بہی کہہ چکا چنانچہ فرمایا تجہسی پوچہتی ہین حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ انمین گناہ بڑا ہی اور فائدی بہی ہین لوگون کو اور انکا

لان جانب النفع اذا غلب علیه جانب الضرر یحمی جانب الضرر فان اهل العرف فی هذا الزمان کثیرا ما یظلمون اهل بلدة و
کیونکہ نفع کی جانب جب ضرر کی جانب غالب ہو جاتی ہی تو ضرر کی جانب کا لحاظ ہوتا ہی بیشک اہل عرف اس زمانہ مین ایک ظالم کی واسطی شہر کی شہر پر اور

اهل قریة بانواع المظالم بسبب ظالم واحد ومع هذا لا یظفرون بذلك الظالم فیکون مظالمهم اشد بالف مرتبة
گانوکی گانو ہر قسم کی اکثر ظلم کر ڈالتی ہین اور پہر بہی وہ ظالم ہاتہ نہین آتا اب انکا ظلم اوس ظالم کی ظلم سی ہزار گونہ ہو جاتا ہی

من ظلم ذلك الظالم مع بقاء ظلمه فلیس مثلهم الا کمثل من یقصد احراق حشیش نبت خلال زرع فیوقد النار
اور وہ کا وہ باقی رہتا ہی انکی مثال ایسی ہی جیسی کوئی گہاس جلانی کا ارادہ کری جو کہیت کی اندر اوگتا ہی پہر اوس کہیت کی اندر آگ جلادی

وسط زرعه فیحترق الزرع واما الحشیش الذی قصد احراقه فربما یحترق وربما لا یحترق فلعمر الله لیس هذا
اور تمام کہیت پہک جاوی اور وہ گہاس جسکا جلانا منظور تہا کبہی جلجاتا ہی اور بعضی دفعہ قایم رہتا ہی سو اللہ کی قسم ہی کہ یہہ

من الاصلاح بل هو من الافساد فلو کان فی هذا العرف خیر لکان القرون التی یستعمل هذا العرف فیها خیرا من
انتظام نہین ہی بلکہ گہنڈت ہی اگر اس عرف مین کچہہ خوبی ہوتی تو بیشک یہہ زمانہ جسمین یہہ عرف خوب برتا جاتا ہی اون عہدسی

القرون التی لم یستعمل فیها هذا العرف کقرون النبی علیه السلام والخلفاء الراشدین والتابعین ولا شك ان خیر
جنمین یہہ عرف نہین برتا گیا بہتر ہوتا جیسی عہد نبی علیہ السلام کا اور عہد خلفاء راشدین کا اور تابعین کا اور اسمین شک نہین کہ

القرون قرن النبی علیه السلام ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم فشا الکذب والفساد الی قرننا الذی هو شر
سب سی بہتر زمانہ نبی علیہ السلام کا ہی پہر اونکا جو انسی متصل ہین پہر اونکا جو انسی متصل ہین پہر جہوٹ اور فساد پہیل گیا ہماری زمانہ تک جو سب سی بدتر ہی

القرون یشهد بذلك الاحادیث المشهورة بل المتواترة ولو بالقدر المشترك فانقیل تلك القرون لکونها قرون
مشہور حدیثین بلکہ متواتر اسکی گواہ ہین اگرچہ ملتی جلتی مضمون سی پہر اگر کوئی کہی وی زمانہ چونکہ رشد

الرشد والصلاح وعهد الصدق والفلاح کان الامر یتم بسهولة الشرع ولا یحتاج الی صعوبة العرف واما هذه
اور صلاح کی اور عہد صدق اور فلاح کی تہی تو انتظام شرع کی سہولت سی ہو جاتا تہا عرف کی اس صعوبت کی حاجت نہین ہوتی تہی اور یہہ

القرون فلما کان الغالب فیها الفسق والفساد والکذب والعناد اضطر العقلاء الی اجراء العرف الشدید لما راوا
زمانہ اسمین فسق اور فساد اور جہوٹ اور عناد جو غالب ہوگیا ہی تو عقلانی لاچار ہو کر یہہ عرف سخت جاری کیا کیونکہ دیکہتی تہی

من عدم انزجار اهلها بالشرع السدید فالجواب ان هذا السؤال لا یبقی له مورد بعد ما عرف فی اجراء العرف من
کہ اس زمانہ کی لوگ صرف شرع محکم سی باز نہین آتی سو جواب یہہ ہی کہ اس سوال کا ٹہکانا نہین ہی جب عرف کی جاری کرنی مین مفاسد

المفاسد وما فی الشرع من کفایته فی جمیع الاعصار لجمیع المقاصد ثم ان ما ذکر من کون القرون السابقة قرون
مالوم ہی اور شرع کی کفایت تمام عہدون مین تمام مطالب کی لئی تسلیم کرلی پہر وہ جو مذکور ہوا کہ وہ زمانہ رشد

الرشد والصلاح وهذه القرون قرون الفسق والفساد ليس الا بركة اجراء الشريف في تلك القرون وشامة احداث
اور صلاح کی تھی اور یہہ زمانہ فسق اور فساد کا ہی تو یہہ نہین ہی مگر بسبب برکت اجرا شرع شریف کی اوس عہد مین اور بسبب نحوست پیدا کرنی
العرف السخيف في هذه القرون اذ في هذه القرون كثر اولاد الزنا بسبب اكراه اهل العرف اهل كل بلدة واهل كل قرية
نکو عرف کی اس عہد مین کیونکہ اس زمانہ مین حرام کی اولاد بہت ہوگئی ہی اسلئی کہ اہل عرف ہریک شہر پر اور ہریک گانو پر
في كل سنة بل في كل شهر مرارا على الحلف بالطلاق في انواع القضايا فيلزم الحنث بالضرورة وبهذا السبب كثر
سال بسال بلکہ ماہ بماہ کئی کئی بار زور اور ظلم سی ہریک قضیہ مین طلاق کی قسمین دلاتی ہی پہر قسم کا ٹوٹنا بالضرور لازم آجاتا ہی اس سببی
اولاد الزنا في هذا الزمان واشتغلوا بالتزويرات والتلبيسات وانواع الفساد اذ لا يصدر من الذوات الخبيثة
اس زمانہ مین حرام کی اولاد بہت ہوگئی اور مکر اور فریب اور طرح طرح کی فساد کرنی لگی کیونکہ بدذات آدمی سی سوا بدذاتی کی
الا الافعال الخبيثة فان قيل العقوبة المتجاوزة عما عينه الشرع قد صدرت عن السلف وذكر في الكتب المعتبرة
اور کیا ہوتا ہی پہر اگر کوئی کہی کہ ایسی عقوبت جو شرع کی حد معین سی بڑہ جاوی بیشک سلف سی بہی عمل مین آئی ہی اور معتبر کتابون مین مذکور ہی
انها محمولة على السياسة فلم لا يجوز ان يكون العرف المذكور محمولا على السياسة ايضا فالجواب ان السياسة على
کہ وہ عقوبت سیاست پر محمول ہی کیون نہین جایز کہ یہہ عرف مذکور بہی سیاست پر محمول ہووی سو اسکا جواب یہہ ہی کہ سیاست
ما ذكر في معين الحكام نوعان احدهما ظالمة والاخرى عادلة اما الظالمة فالشرع يحرمها ويحكم بعدم جوازها
موافق مضمون معین الحکام کی دو قسم کی ہی ایک تو ظالمہ ہی اور دوسری عادلہ ظالمہ کو تو شرع نی حرام اور مطلق ناجایز کہا ہی
والعرف المذكور عينها وبسببها ينفتح ابواب المظالم الشنيعة ويؤخذ الاموال ويسفك الدماء بغير الشريعة واما
اور یہہ عرف مذکور بعینہ وہی ہی اور اسی کی سبب سی ظلم شنیع کی دروازی کہل جاتی ہین اور مال چہنتی ہین اور خلاف شرع خونریزی ہوتی ہی اور رہی
العادلة فالشرع يوجب المصير اليها والاعتماد عليها وهي ما ذكر في العناية تغليظ جناية لها حكم شرعي حسما لمادة
عادلہ سو شرع سی اوسکی طرف توجہ اور اوسپر اعتماد کرنا واجب ہی اور وہ ہی سیاست عادلہ وہ ہی جو کتاب عنایہ مین مذکور ہی خطا پر حکم شرعی سی فساد کی جڑ
الفساد وقيل هي الشريعة مغلظة وبسببها يخرج الحق من الظالم ويندفع كثير من المظالم ويرتدع اهل الفساد من
کاٹنی کی واسطی تنگ پکڑنا اور کوئی کہتا ہی کہ وہ بہی شریعت بہاری ہی اور اوسکی سبب سی حق ظالم کی قبضہ سی نکل آتا ہی اور اور بہت مظالم بند ہوجاتی ہین اور مفسد لوگ
الفساد وباهمالها يضيع الحقوق ويتعطل الحدود فلا بد من اعتبارها لكن بعد معرفة طريق اجرائها لئلا يتجاوز
فساد کرنا چہوڑ دیتی ہین اگر اسکو چہوڑ دیجی تو حقوق تلف ہوتی ہین اور حدود بیکار سو اسکا اعتبار ضرور ہی لیکن پہلی اوسکی اجرا کو سمجہ لینا چاہئی تاکہ اوس سی بڑہ کر
بها الى غيرها اذ لا يمكن رفع الفساد من وجه الارض الا بعقوبة المتهمين بالاجرام المشهورين بها بعقوبات الشرع
اور کچہہ نہ کر بیٹہی اسواسطی کہ روئی زمین سی فساد دور نہین ہوسکتا جب تک مفسدون کو عقوبت شرعی نہو جنکی نام پر جرم لگی ہوئی ہین اور اوس باب مین
بقدر تهمتهم وشهرتهم بها اما بالحبس كما ذكر في حدود فتاوى قاضيخان ان من يتهم بالقتل والسرقة وضرب الناس يحبس
مشہور ہین جسقدر اونپر تہمت اور جتنا اونکا شہرہ ہو یا تو قید کر کر چنانچہ حدود فتاوی قاضیخان مین ذکر ہی کہ جسکی نام پر خون اور چوری اور ایذا رسانی لوگون کی تہمت ہو اوسکا
ويخلد في السجن الى ان يظهر توبته وذكر في باب الحبس من قضاء الخلاصة والبزازية ان الدعار وهم الذين يقصدون اتلاف
اوسکو قید کرین اور قید خانہ مین اتنی پڑا رکہین کہ وہ توبہ کری اور خلاصہ کی قضا کی باب الحبس مین اور بزازیہ مین مذکور ہی کہ دعار یعنی وہ لوگ جو لوگون کا مال اور
اموال الناس وانفسهم يحبسون حتى يعرف توبتهم بظهور شعار الصالحين في سيماهم او بالضرب كما ذكر في اكراه البزازية
جان تلف کیا چاہتی ہین قید کئی جاوین جبتک کہ اونکی توبہ معلوم ہو کہ اونکی چہرون پر اطوار صلحا کی سی ظاہر ہو جاوین یا مار مار کر چنانچہ بزازیہ کی اکراہ مین مذکور ہی
ان حسن بن زياد سئل عن المتهم بالسرقة ايحل ضربه حتى يقر قال ما لم يقطع اللحم ولم يظهر العظم يعني ان ضربه
کہ حسن بن زیاد سی پوچہا گیا چور کو چوری کی تہمت مین مارنا جایز ہی تاکہ اقرار کری کہا جبتک کہ گوشت نہ کٹین اور ہڈی نہ نکل آوی مراد یہہ ہی کہ ایسا

ينبغي ان لا يخرج عن صفة ضرب الحدود ولا يعاقب بغير عقوبات الشرع بل يضرب ضرب تعزير لا ضرب حد او

کہ حد کی وضع سے مخالف ہو جاوے اور کوئی اور عقوبت سوای عقوبات شرعی کی نکرین بلکہ تعزیر کیسی مار ماریں حد کیسی مار نماریں یا

بالقتل كما ذكر في سير البزازية ان عطاء بن حمزة سئل عن قتل الاعونة البغاة والظلمة في ايام الفترة فقال يباح

قتل کرکر چنانچہ سیر بزازیہ میں مذکور ہی کہ عطاء بن حمزہ سی پوچھا کہ ایام فترہ میں باغیوں اور ظالموں کی جو حامی ہوں اونکو قتل کرنا چاہیئے جواب دیا

قتلهم لانهم مسارعون في الارض بالفساد فقيل له انهم يمتنعون عن السعي في تلك الايام ويتوارون قال ذلك امتناع

اونکا قتل مباح ہی کیونکہ وہ ملک میں فساد کرنیکو دوڑتی پہرتی ہیں کسی نی کہا اب تو وہ اوس عمل سی باز آئی ہیں اور چھپ گئی ہیں کہا لاچاری کو باز آئی ہیں

ضروري ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه وكذلك قال الامام السيد ابو شجاع وزاد بان قال يثاب قاتلهم قال لان من

اور اگر پہر وہ ہی حال ہو تو پہر وہ ہی کریں جو اونکو منع ہوا تہا اور ایسے ہی امام سید ابو شجاع نی کہا ہی اور ا تنا زیادہ کیا کہ اونکی قاتل کو ثواب ہوویگا کیسے کہا کہ

شرط الاسلام الشفقة على الخلق والفرح بفرحهم والحزن بحزنهم وهم على عكس ذلك وذكر في كراهية البزازية انه كان

کیسا ہوگا کہا اسیے کہ اسلام کی شرط ہی کہ خلق پر شفقت کری اور اونکی خوشی سی خوش ہو اور اونکی غم سی غمگین اور وہ لوگ اسکی برخلاف ہیں اور بزازیہ کی کراہیہ میں مذکور ہی

يفتى بكفرهم واختيار المشايخ ان لا يفتى بكفرهم وجواز القتل لا يدل على الكفر قال الله تعالى انما جزاء الذين يحاربون

کہ اونکی کفر پر فتوی تہا اور مشایخ کا مختار یوں ہی کہ کفر پر فتوی نہ دیویں اور قتل جایز ہونی سی کفر نہیں ثابت ہوتا اسد تعالی فرماتا ہی یہی ہی سزا ہی اونکی جو لڑائی کرتی ہیں

الله ورسوله ويسعون في الارض فسادا ان يقتلوا والاعونة من المحاربين الله ورسوله وذكر في باب السعاية من

اللہ سی اور اوسکی رسول سی اور دوڑتی ہیں ملک میں فساد کرنیکو کہ اونکو قتل کریں یا سولی چڑہاویں اور مددگار بہی اللہ اور رسول سی لڑنیوالی ہیں اور باب السعایہ میں

جنايات البزازية ان المشايخ لفساد الملك بسبب السعاية افتوا بان قتل الاعونة والسعاة في زمان الفترة جائز والتقييد

جنایات بزازیہ سی مذکور ہی کہ مشایخ نی اسلیے کہ بسبب سعایہ کی ملک میں فساد پہیل گیا تہا فتوی دیا تہا کہ قتل باغی کی مددگار کا زمانہ فترہ میں جایز ہی اور قید سی

لكونهم في مثل ذلك الزمان اشد ضررا فيلحقون بالذين يحاربون الله ورسوله ويسعون في الارض فسادا فعلى هذا

کیونکہ اونسی ایسی زمانہ میں بڑا ضرر ہوویگا پہر وہ اون لوگوں میں مل جاوینگی جو اسد اور رسول سی لڑتی ہیں اور ملک میں فساد کرتی پہرتی ہیں اس رای کی موافق

يجوز قتلهم لكن باسهل الطرق واقلها عذابا كالصلب وضرب العنق لا باصعبها واكثرها عقابا كالسياسات الجارية

اونکا قتل جایز ہی پر آسانی سی جسمیں تکلیف نہووی جیسی سولی اور سر اوڑا دینا سخت عذاب سی نہیں جسمیں تکلیف زیادہ ہو جیسی سیاسات اس زمانہ میں

في هذا الزمان لما روي انه عليه السلام قال اذا قتلتم فاحسنوا القتلة فعلم من هذا النقول ان اجراء هذه العقوبات

مروج ہیں کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو ان نقلوں سی معلوم ہوا کہ ان عقوبات کا جاری کرنا

انما يجوز اذا كان المدعى عليه متهما بالجرائم مشهورا بها وانكر ما ادعي عليه واما اذا لم يكن متهما بها بل كان رجلا صالحا

جب جایز ہی کہ مدعی علیہ جرم میں بدنام اور خطاواری میں مشہور ہو اور وہ دعوی سی منکر ہو اور اگر اوسپر کچہہ تہمت نہو بلکہ مرد نیک خوبی سی مشہور ہو

مشهورا بالصلاح فلا يجوز عقوبته اصلا بل يحلف ويخلى سبيله ان لم يقم عليه بينة وان كان مجهول الحال لا يعرف ببر

تو ایسی کی عقوبت ہرگز جایز نہیں ہی بلکہ قسم لیکر چہوڑ دیں اگر گواہ نہوں اور اگر مجہول الحال ہو یعنی نہ تو نیکوکار مشہور ہی اور نہ بدکار تو ایسی کو

ولا فجور يجوز حبسه يوما او يومين حتى يتبين حاله بالبينة او بالاقرار وان لم يظهر شيء منها يحلف ويخلى سبيله ولا

ایک یا دو دن قید کرنا جایز ہی یہاں تک کہ اوسکا حال یا گواہ سی یا اقرار سی ظاہر ہوجاوی اور اگر کچہہ بہی ظاہر نہو تو قسم لیکر چہوڑ دیں اور

يجوز ضربه كما ذكر في سرقة الخلاصة والبزازية ان عصام بن يوسف دخل على الامير فاتي بسارق فانكر السرقة فقال الامير

مارنا جایز نہیں ہی چنانچہ خلاصہ و بزازیہ کی باب السرقہ میں مذکور ہی کہ عصام بن یوسف امیر کی پاس گیا وہیں ایک چور پکڑا آیا سو اوس چور نی انکار کیا امیر نی

لعصام بن يوسف ايش يجب عليه فقال عصام عليه اليمين وعلى المدعي البينة فقال الامير هاتوا بالسوط

عصام بن یوسف سی پوچہا اسپر کیا واجب ہی عصام نی کہا اسپر قسم ہی اور مدعی پر گواہ امیر نی کہا کوڑا لاؤ یہاں تک

فما ضربه عشرا حتى اقر واتى بما سرقه فقال عصام سبحان الله ما رايت ظلما اشبه بالعدل من هذا فانظر كيف

پھر دس کوڑی نہین لگائی تھی کہ اوسنی اقرار کیا اور چوری کا مال لا دیا عصام نے کہا سبحان اللہ مین نے اس ظلم سے زیادہ عدل سے ملتا ہوا کوئی ظلم نہین دیکھا اب دیکھو کیونکر

سماه ظلما مع ظهور الحق ولم يجعله عدلا بل جعله شبيها به لعدم وجود علامة ظاهرة موجبة لذلك الضرب

اسکا نام ظلم لیا باوجودیکہ حق ظاہر ہوگیا تھا اوسکو عدل نہین ٹھہرایا بلکہ عدل کا مشابہ کیونکہ کوئی ظاہر دلیل جس سے ضرب واجب ہوجاوے نہین تھی

لانه وان ظهر به الحق في هذه المرة لكن كثيرا ما لا يظهر فيكون ظلما محضا بخلاف المتهم بالجرايم فان ضربه

اسواسطی کہ اگرچہ اوسوقت تو حق ظاہر ہوگیا لیکن اکثر حق ظاہر نہین ہوا کرتا پھر نرا ظلم ہی ظلم ہوتا ہے برخلاف اوسکی جو جرایم سے بدنام ہو رہا ہو بیشک ان

ليس لمجرد استخراج الحق بل ليمتنع عن افعاله المذمومة سواء ظهر الحق ولم يظهر فافترقا وكل ما ذكر الى هنا من جواز

اوکا مارنا صرف حق پیدا کرنے کی لیے نہین ہے بلکہ اس لیے کہ اپنی افعال بد سے باز آوے برابر ہے کہ حق ظاہر ہو یا نہ ظاہر ہو سوان دونو مین فرق ہے اور یہان تک جو مذکور ہوا

اجراء العقوبة على المتهمين بالجرايم انما هو قبل ثبوتها بالبينة والاقرار واما بعد ثبوتها باحدهما فيقام عليهما ما

یعنی اجراء عقوبت کا جایز ہونا جرایم کی بدناموں پر ثبوت سے پہلے ہی گواہوں سی ہو یا اقرار سے اور اگر جرم ثابت ہوجاوے کسی ایک وجہ اقرار یا بینہ سے تو پھر اونہیم

عملا موافقا لرضائه

عين لهم في الشرع من الحد والتعزير يسرنا الله تعالى

المجلس الحادي والثمانون في بيان احكام القضاء

وہ ہی قایم ہوویگا جو شرع نی مقرر کیا ہے حد اور تعزیر سے آپہی ہمپر اعمال موافق اپنی رضا کی آسان کر اکیاسی مجلس احکام قضا کی بیان مین

واخذه بالرشوة وحكومته بشهادة الزور قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما انا

اور عہدہ قضا کو رشوت سے لینی مین اور جہوٹی گواہی پر حکم کرنی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین تو

بشر وانكم تختصمون الي ولعل بعضكم يكون الحن بحجته من بعض واقضي له على نحو ما اسمع منه فمن

خدا کا بندہ ہون اور تم میری پاس فیصلی لاتی ہو اور شاید کہ بعض تم مین سے حجت مین ہوشیار ہو بعضی سے اور جیسا اوس سے سنونگا مین فیصلہ کردونگا پھر

قضيت له بشيء من حق اخيه فلا ياخذنه فانما اقطع له قطعة من النار هذا الحديث من صحاح المصابيح

مین جسکو دوسری کی حق مین سے دلانی لگون تو وہ ہرگز نہ لیوی یہہ ہی ہے کہ اوسکی واسطی ٹکڑا آگ کا جدا کئی دیتا ہون یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہے

رونه ام المؤمنين ام سلمة ومعناه انكم تختصمون الي وربما يكون بعضكم مبطلا في دعواه ولا اعرف

ام المؤمنین ام سلمہ کی روایت سے اسکی معنی یہہ ہی کہ تم اپنی فیصلہ میری پاس لاتی ہو اور بعضی وقت کوئی اپنی دعوی مین جہوٹا ہوتا ہے اور مجکو وہ اپنی

كونه مبطلا في دعواه الا انه افطن بحجته واقدر على تقريرها بحيث اظنه صادقا في دعواه اقضي له

دعوی مین جہوٹا معلوم نہین ہوتا لیکن چونکہ وہ حجت مین ایسا قوی اور تقریر مین اتنا چسپ ہوتا ہے کہ مین اوسکی دعوی کو سچا گمان کرکر اوسکی دعوی کی

على وفق دعواه فيكون ما قضيته له من حق اخيه قطعة من النار لكونه حراما بسوقه الى النار فانه عليه السلام

موافق دلا دیتا ہون پھر وہ جو مین اوسکو دلاتا ہون بہائی کی حق مین سے آگ کا ٹکڑا ہوتا ہے کیونکہ وہ حرام ہے دوزخ مین کہینچ لیجاویگا بیشک نبی علیہ السلام نی

صدر كلامه في هذا الحديث بقوله انما انا بشر تنبيها على جواز عدم مطابقة حكمه لما في نفس الامر لكونه بشرا لا

اپنی کلام اس حدیث مین اس لفظ سے شروع کی کہ مین آدمی ہون اس تنبیہ کی واسطی کہ حکم نفس الامر سے غیر مطابق ہوسکتا ہے کہ وہ بشر ہین

يعلم من الغيب ولا يطلع على الضمائر الا ما يوحى اليه ولا يلزم منه ان يكون حكمه خطاء اذ ليس هذا من قبيل الخطاء

غیب دان نہین ہین دل کی بہید پر جب ہی خبر ہوتی ہے کہ وحی آوی اور اس سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ حکم بیجا ہے اسواسطی کہ یہہ حکم مین غلطی نہین ہے

في الحكم لان الحاكم مامور مكلف بان يحكم بين الخصمين بالظاهر على حسب ما يسمعه من كلامهما وعلى ما يقتضيه

کیونکہ حاکم کی ذمہ یہہ ہی ہے کہ دونو مدعی مدعی علیہ مین ظاہر کی موافق جیسا کہ اونکی کلام سنکر معلوم ہو اور جو اونکی حجت سے ثابت ہو حکم کردی

حجتهما لا بما في نفس الامر حتى ان من كان مبطلا في دعواه اذا اتى بشاهدي الزور ولو يعلم القاضي بكذبهما وقضى

یہہ نہین ہے کہ نفس الامر کی حکم ہو یہان تک کہ جسکا دعوی جہوٹا ہو اور وہ جہوٹی دو گواہ گذار دی اور قاضی کو اونکا جہوٹ معلوم نہو اور وہ اونکی گواہی کی

بشہادتہما بعد تعدیلہما فہو محق فی الحکم وان لم یکن ما حکم بہ ثابتا فی نفس الامر فعلم من ھذا ان حکم القاضی

موافق اونکی تعدیل کی بعد حکم کردی تو قاضی کا حکم حق پر ہی اگرچہ وہ مدعا نفس الامر مین ثابت نہو اس سی معلوم ہوا کہ قاضی کا حکم

بشہادۃ الزور لا یحل ماکان حراما ولا یحرم ماکان حلالا ولا ینفذ قضاؤہ الا ظاھرا وھذا متفق علیہ

جھوٹی گواہی سی حرام کو حلال نہین کردیتا اور نہ حلال کو حرام اور اوسکا حکم ظاہر ہی مین جاری ہوتا ہی یہہ بات املاک مرسلہ

فی الاملاک المرسلۃ التی لم یذکر فیہا سبب معین من اسباب الملک واما فی العقود کالبیع والشراء والنکاح

کہ جنمین کوئی خاص سبب ملک کا بیان نہو متفق علیہ ہی اور رہی عقود جیسی بیع اور شرا اور نکاح

والاجارۃ ونحوھا وفی الفسوخ کالاقالۃ والطلاق ونحوھما فعند ابی حنیفۃ ینفذ ظاھرا وباطنا وعند غیرہ

اور اجارہ اور مانند انکی اور فسوخ عقد جیسی اقالہ اور طلاق اور مانند انکی سو امام ابو حنیفہ کی نزدیک حکم قاضی کا ظاہر اور باطن مین جاری ہوتا ہی اور اورون کی

انما ینفذ ظاھرا لا باطنا لھم ان القضاء اظہار ماکان ثابتا لا اثبات مالم یکن ثابتا وما ادعی من العقود والفسوخ لم یکن

نزدیک فقط ظاہر مین جاری ہوتا ہی باطن مین نہین ہوتا انکی یہہ دلیل ہی کہ قضا ظاہر کرنا ثابت کا ہی غیر ثابت کا ثابت کرنا نہین ہی اور دعوی عقود مین اور فسوخ مین ثابت

ثابتا عند کون الدعوی باطلۃ والشہود کاذبۃ فلا ینفذ القضاء فیہ الا ظاھرا واما باطنا فلا لان القضاء انما

نہین ہوتا جس صورت مین کہ دعوی جھوٹا ہوا ور گواہ بھی جھوٹی ہون تو اب قضا صرف ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نہین ہوگی اسلئی کہ قضا حجت کی

ینفذ بقدر الحجۃ والحجۃ باطلۃ فی الباطن لکون شہادۃ الزور حجۃ فی الظاھر لا فی الباطن والمشہود لہ

موافق نافذ ہوتی ہی اور یہہ حجت تو باطن مین غلط ہی کیونکہ گواہ جھوٹی ہین ظاہر مین حجت ہی باطن مین نہین اور گواہون والا

یعلم ذلک والقاضی لا یعلمہ فینفذ قضاؤہ ظاھرا لا باطنا کما فی الاملاک المرسلۃ ولہ ان القاضی اذا قیمت عندہ

اسکو جانتا ہی اور قاضی نہین جانتا سو قضا ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نہین ہوگی جیسی املاک مرسلہ مین اور امام صاحب کی یہہ دلیل ہی کہ قاضی کی پاس

البینۃ وعدلت یکون علیہ القضاء واجبا حتی لو امتنع عن القضاء واخرہ یکون اثما لکن لما کان القضاء اظہار

جب گواہ آئی اور تعدیل ہوچکی تو اوسپر حکم دینا واجب ہی یہان تک کہ اگر کچھ حکم ندیوی یا درنگ کری تو گنہگار رہوتا ہی لیکن چونکہ قضا ظاہر کرنا

ماکان ثابتا ولم یکن ما ادعی من العقود والفسوخ ثابتا عند کون الدعوی باطلۃ والشہود کاذبۃ وجب اثباتہ

ثابت کا ہوتا ہی اور مدعا عقود اور فسوخ مین ثابت نہین ہوتا جسصورت مین کہ دعوی باطل اور گواہ جھوٹی ہون تو اب بطور اقتضا کی

اقتضاء لئلا یلزم ان یکون القاضی مکلفا بما لیس فی وسعہ فان قضاء القاضی فیما یحتمل الانشاء ولم یکن فی المحل

مدعا ثابت کرنا ضرور ہوا تا کہ قاضی کی تکلیف طاقت سی زیادہ لازم نہ آوی بیشک حکم قاضی ایسی محل مین ہی کہ احتمال نئی سری ہونیکا ہی اور اس محل مین

مانع وکانت الشہود کاذبۃ یکون انشاء لانہ مامور بالقضاء بالحق ولا یکون قضاؤہ بالحق فیما یحتمل الانشاء ولم

کوئی مانع نہین ہی اور گواہ جو جھوٹی تھی تو انشا یعنی از سرنو اب ہوجائیگا کیونکہ قاضی قضا برحق کا مامور ہی اور اوسکی قضا برحق ایسی محل مین کہ احتمال انشا کا ہووی اور

یکن فی المحل مانع وکانت الشہود کاذبۃ الا بالحمل علی الانشاء والعقود والفسوخ مما یحتمل الانشاء وللقاضی ولایۃ الانشاء

وہان مانع بھی نہو اور گواہ بھی جھوٹی ہون نہین ہوسکتی بدون حمل کئی انشا پر اور عقود اور فسوخ مین انشا یعنی از سرنو کا احتمال ہی اور قاضی از سرنو کردیگا

فی الجملۃ فیجعل قضاؤہ انشاء بطریق الاقتضاء فیصیر کانہ قال فی دعوی عقد النکاح لہ زوجتک ایاہ وحکمت

فی الجملہ مختار ہی سو اوسکی قضا بطریق اقتضاء انشا از سرنو ہوگی اسکا انجام یہہ ہی گویا قاضی عقد نکاح کی دعوی مین یہہ کہتا ہی مینی تیرا نکاح اوسکی ساتھ کردیا

بینکما بالنکاح وفی دعوی فسخ النکاح بصیر کانہ قال فرقتک عنہ وحکمت بینکما بالطلاق وکذا فی غیر ذلک

اور مین نی تم دونو مین نکاح کا حکم دیا اور فسخ نکاح کی دعوی مین یہہ انجام ہوتا ہی گویا قاضی کہتا ہی مین نی تجکو اوس سی اب جدا کیا اور تم دونو مین طلاق کا حکم دیا اور ایسی ہی اور

مما ادعی من العقود والفسوخ بخلاف الاملاک المرسلۃ فان القضاء فیہا بشہادۃ الزور لا ینفذ الا ظاھرا لان

دعوون مین جو جو دعوی عقود اور فسوخ کی ہون برخلاف املاک مرسلہ یعنی بی قید کی بیشک اوسمین قضا جھوٹی گواہی سی صرف ظاہر مین نافذ ہوگی کیونکہ

الملك لابد له من سبب في الاسباب كثرة ومزاحمة ولا يمكن للقاضي ان يعين شيئا منها بدون الحجة اذ ليس بعضها
ہر ملک کی واسطی کوئی سبب چاہئی اور اسباب تو بہت ہین ایک دوسری کا مخالف قاضی سی یہہ نہین ہوسکتا کہ اونمین سی کسی ایک کو بدون حجت کی مقرر کر لی کیونکہ ایک کو

اولى من البعض فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس مما يحتمل الانشاء
ایک پر کچہہ فوقیت نہین ہی سو اب بطریق اقتضاء قضا سی پہلی کچہہ بہی ثابت نہین ہوسکتا اسلئی کہ ملک مین احتمال انشا کا یعنی از سر نو کا تو نہین ہی

والقاضي ليس مامورا بالقضاء بالملك بل هو مامور بالقضاء بقصر يد المدعى عليه عن المدعي فهذا هو النافذ منه
اور قاضی کو یہہ حکم نہین کہ ملک کا حکم دیا کری بلکہ اوسکو یہہ حکم ہی کہ مدعی علیہ کا ہاتہہ مدعی سی کوتاہ کردی سو یہہ ہی ہی کہ ظاہر مین نافذ ہوتی ہی

ظاهرا لا غير بيانه ان رجلا اذا ادعى على رجل بيعا او شراء في جارية او طعام واقام شاهدي الزور وقضى القاضي
فقط اسکی تفصیل یہہ ہی کہ ایک شخص نی ایک شخص پر ایک لونڈی یا طعام کی بیع کا یا شرا کا دعوی کیا اور دو جہوٹی گواہ گذار دئی اور قاضی نی

بينهما بالبيع او الشراء ينفذ قضاؤه ظاهرا وباطنا حتى يحل لمن حكم له بالجارية او الطعام ان يطأ الجارية بعد الاستبراء
اون دونون مین بیع یا شرا کا حکم دیا تو یہہ حکم ظاہر و باطن مین نافذ ہو جائیگا یہان تک کہ جسکو وہ لونڈی یا طعام دلایا گیا ہی حلال ہی کہ لونڈی سی بعد رحم صاف کرنی کی

ويأكل الطعام لثبوت الملك له بالثمن الذي وقع الشهادة به واما اذا ادعى رجل على رجل ملكا مطلقا في جارية او
وطی کری اور کہانا کہا لیوی کیونکہ اوسکی ملک ثمن سی ثابت ہوگئی جسکی گواہ گذر چکی ہین اور رہی وہ صورت کہ ایک شخص ایک شخص پر لونڈی یا طعام کی مطلق ملکیت کا دعوی

طعام من غير تعيين سبب من اسباب الملك واقام شاهدي الزور وقضى القاضي بينهما بالملك لا ينفذ قضاؤه الا
کری اور کوئی سبب خاص ملک کا بیان نکری اور دو جہوٹی گواہ گذار دی اور قاضی اونمین حکم ملکیت کا دیدیوی تو اب اوسکا حکم فقط ظاہر مین نافذ ہوگا

ظاهرا حتى لا يحل لمن حكم له الجارية او الطعام ان يطأ الجارية او يأكل الطعام لعدم ثبوت الملك له فيما بينه وبين
یہان تک کہ جسکو لونڈی یا طعام دلا دیوی حلال نہین ہی کہ لونڈی سی صحبت کری یا طعام کو کہا لیوی کیونکہ اوسکی ملک فیما بینہ وبین اللہ یعنی واقع مین ثابت

الله تعالى ومن امثلة العقود ان احدا من الرجال او النساء اذا ادعى على اخر نكاحا واقام شاهدي الزور وقضى
نہین ہی اور ایک مثال عقد کی یہہ ہی کہ کوئی مرد ہو یا عورت اگر دوسری پر نکاح کا دعوی کرکر دو جہوٹی گواہ گذار دی اور قاضی

القاضي بينهما بالنكاح ينفذ قضاؤه ظاهرا وباطنا حتى يحل للرجل الوطي وللمراة التمكين هذا اذا لم يكن المراة في
اونمین حکم نکاح کا کر دی تو اب قضا ظاہر اور باطن مین نافذ ہو جائیگی یہان تک مرد کو وطی اور عورت کو اپنی اوپر قبضہ دینا حلال ہی یہہ اوس صورت مین ہی کہ وہ عورت

نكاح الغير او عدته فاما اذا كان في نكاح الغير وعدته فالقضاء انما ينفذ ظاهرا فقط لا باطنا ومن امثلة الفسخ
اور کی نکاح مین یا عدت مین نہو اور اگر اور کسیکی نکاح یا عدت مین ہوگی تو قضا صرف ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نہوگی اور مثال فسخ کی یہہ ہی

ان احد الزوجين اذا ادعى على اخر فسخ النكاح واقام شاهدي الزور وقضى القاضي بينهما بالفرقة ينفذ قضاؤه ظاهرا و
کہ خاوند جورو مین سی کسی نی دوسری پر فسخ نکاح کا دعوی کرکر دو جہوٹی گواہ گذار دئی اور قاضی نی اونمین جدائی کا حکم دیدیا تو یہہ حکم ظاہر و باطن مین نافذ ہوگا

باطنا حتى يحرم للرجل الوطي وللمراة التمكين ويجوز لها التزوج بزوج اخر ويجوز للزوج الاخر وطئها وان علم ان الزوج
یہان تک کہ اوس خاوند کو اب وطی اور جورو کو اپنی اوپر قبضہ دینا حرام ہی اور عورت کو جائز ہی کہ اور خصم کر لی اور اوس دوسری خاوند کو اوسکی وطی جائز ہی اگرچہ معلوم ہو کہ پہلی

الاول لم يطلقها بان كان احد شاهدي الزور وهذا كله قد كان ظاهرا معلوما مما ذكر لكن ينبغي ان يعلموا ايضا ان
خاوند نی اسکو طلاق نہین دی ہی اسطور کہ اون دو جہوٹی گواہون مین کا ایک یہہ ہی ہو اور یہہ تمام مذکور سابق سی ظاہر اور معلوم ہی پر یہہ بہی سمجہہ لو کہ

قضاء القاضي في العقود والفسوخ بشهادة الزور وان كان نافذا ظاهرا وباطنا ومفيدا للحل عند ابي حنيفة لكونه
قاضی کا حکم عقود اور فسوخ مین جہوٹی گواہی سی اگرچہ ظاہر و باطن مین نافذ اور امام کی نزدیک حلت کا فائدہ بہی دیتا ہی کیونکہ عقد یا فسخ

انشاء بطريق الاقتضاء الا ان المدعي والشهود لا يخلو من ان يتعرضوا لسخط الله تعالى وعقابه حيث ارتكبوا ما نهى الله
بطور اقتضاء کی از سر نو ہو جاتا ہی اتنا ہی کہ مدعی اور گواہ دونو غضب الٰہی اور عقاب سی نہ بچین گی کیونکہ اونہون نی وہ عمل کیا ہی جو اللہ

ورسوله وسعوا فی ابطال حق الغیر وظلمه لاسیما اذا لم یکن الثمن الذی شهدوا به مساویا للقیمة اما المدعی فانه ارتکب
اور اوسکے رسول نے منع کیا ہی اور غیر کی حق تلفی اور ظلم میں سعی کی ہی خاص کر اوس صورت میں کہ ثمن جسکی گواہی دی ہی قیمت کی برابر نہو مدعی نے تو جھوٹ بولا
الکذب وادعی ما لیس له وقد روی انه علیه السلام قال من ادعی ما لیس له فلیس منا فلیتبوأ مقعده من النار واما الشهود
اور ایسا دعوی کیا جو اوسکا حق نہیں ہی اور روایت ہی کہ نبی علیه السلام نے فرمایا جسنے دعوی کیا جو اوسکا حق نہیں ہی وہ ہم میں سے نہیں ہی چاہیے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں تیار کرلے
فانهم ارتکبوا الکبیرة التی شابهت الشرك وهی شهادة الزور ولکن المدعی حیث رضی بها وقد روی انه علیه السلام
اور یہ گواہ سو انہوں نے وہ گناہ کبیرہ اختیار کیا کہ شرک کی مانند ہی یعنی جھوٹی گواہی ایسی ہی مدعی کہ اوسپر رضا مند ہوا اور روایت ہی کہ نبی علیه السلام نے
قال عدلت شهادة الزور بالاشراك بالله تعالی ثلث مرات ثم قرأ قوله تعالی فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور فانه
تین بار فرمایا جھوٹی گواہی اشراک باللہ کی برابر ہی پھر یہ آیت پڑھی سو بچتے رہو بتوں کی گندگی سے اور بچتے رہو جھوٹی بات سے بیشک نبی علیه السلام
بین فی هذا الحدیث ان شهادة الزور کانت مساویة للشرك فی حصول الاثم الموجب لدخول النار الا ان الشرك موجب للخلود
نے اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جھوٹی گواہی گناہ میں شرک کی برابر ہی جس سے بالضرور دوزخ میں داخل ہوتا ہی اتنا ہی کہ شرک سے ہمیشہ دوام کو دوزخ ہی
فیها وشهادة الزور غیر موجبة له وهما ینبغی ان یعلم ایضا ان قضاء القاضی بشهادة الزور فی العقود والفسوخ انما ینفذ ویفید
اور جھوٹی گواہی سے دوام نہیں ہی اور یہ بھی سمجھنے کی بات ہی کہ قاضی کا حکم جھوٹی گواہی سے عقود اور فسوخ میں جب نافذ ہوتا ہی حلت کا فائدہ
الحل اذا اخذ القاضی القضاء بغیر رشوة واما اذا اخذ القضاء بالرشوة فلا یکون قاضیا ولا ینفذ حکمه علی ما ذکر فی عامة
دیتا ہی کہ قاضی کو عہدہ قضا بغیر رشوت ملا ہو اور اگر قضا رشوت دیکر لی ہی تو نہ وہ قاضی ہی اور نہ اوسکا حکم نافذ ہی چنانچہ تمام کتابوں میں مذکور ہی
الکتب فعلی هذا لا یوجد فی هذا الزمان قاض ینفذ حکمه اذ قلما یوجد قاض یاخذ القضاء بغیر الرشوة فان القضاة فی هذا
اس روایت کی موافق اب اس زمانہ میں ایسا کوئی قاضی نہیں ہی جسکا حکم نافذ ہو کیونکہ بہت کمتر قاضی ہیں جنکو قضا بدون رشوت کی ملا ہو بیشک اس زمانہ کی قاضی
الزمان یسعون فی اخذ القضاء بالرشوة سعیا بلیغا ویبذلون فی تحصیله مالا کثیرا سموه باسماء غیر الرشوة مع کون کله
رشوت دیکر قضا لینے میں نہایت درجہ کی سعی کرتے ہیں اور قضا کی لئے خوب مال خرچ کرتے ہیں اوسکا نام سوا رشوت کی کچھہ اور رکھہ چھوڑا ہی باوجودیکہ سب
رشوة فکیف یوجد فیهم قاض ینفذ حکمه فانهم باخذهم القضاء بالرشوة یکونون سببا لابطال کثیر من الاحکام الشرعیة
رشوت ہی پھر کہاں ہی ایسا قاضی جسکا حکم نافذ ہووے کیونکہ قاضی تو رشوتوں سے قضا لیکر بہتیری احکام شرعی باطل کرتے ہیں
لان کثیرا من امور المسلمین مفوض الی رایهم وموقوف علی حکمهم وهم اذا اخذوا القضاء بالرشوة لا ینفذ حکمهم فی شیء
اسلئے کہ اکثر امور مسلمانوں کی اونکی رای پر مفوض اور اونکی حکم پر موقوف ہیں اور اونہوں نے جب قضا رشوت دیکر لی تو اونکا حکم کسی فیصلہ شرعی میں نافذ نہیں ہوتا
من المحکومات الشرعیة فیلزم بطلان کثیر من امور المسلمین لاسیما النکاح الذی یکون مفوضا الیهم فان القاضی الذی اخذ
تو اب مسلمانوں کی بہتیری امور باطل ہوتی ہیں خاص کر نکاح جو اونکی طرف مفوض ہی بیشک جس قاضی نے رشوت دیکر
القضاء بالرشوة اذا عقد النکاح الذی فوض الیه یکون ذلك النکاح باطلا فیلزم ان یکون الزوج والزوجة زانیین ما داما
قضا حاصل کی ہی جب وہ کسیکا عقد نکاح کریگا جو اوسکی طرف مفوض ہی تو وہ نکاح باطل ہوگا اب یہ لازم آتا ہی کہ دونو خاوند جورو زانی ہوں جب تک
تحت ذلك النکاح ولیس هذا الا لکثرة محبتهم الدنیا وقلة مبالاتهم فی الدین فانهم لغایة غفلتهم عن الاخرة یاخذون القضاء
اوس نکاح میں رہیں اور یہ حال اسی لئے ہی کہ دنیا کی محبت بہت ہی اور دین کی پروا کمتر ہی کیونکہ یہ قاضی آخرت سے خوب غافل ہوکر قضا کو رشوت سے
بالرشوة ولا یبالون بکونهم ملعونین بلعن رسول الله علیه السلام بل یفتخرون به مع ان کثیرا من السلف امتنعوا عن قبوله
حاصل کرتے ہیں اور اوسکی کچھہ پروا نہیں کرتے کہ اونپر رسول علیه السلام کی لعنت پڑتی ہی بلکہ اوسپر فخر کرتے ہیں باوجودیکہ سلف میں اکثر لوگوں نے باوجود ہدایت کراہت کی ہی
حتی اکرهوا اکراها بلیغا علی قبوله فلم یقبلوه فضلا عن بذل المال فی حصوله الا تری ان ابا حنیفة دعی الی القضاء ثلث مرات
قبول نہیں کیا اور اوسکی لئے مال خرچ کرنیکا تو کیا ذکر ہی دیکھو نہیں کہ امام ابو حنیفہ کو قضا کی لئے تین دفعہ بلایا

فابى حتى حبس وضرب في كل مرة ثلثين سوطا فلما خاف على نفسه قال حتى استشاور اصحابي فشاورهم فقال ابو يوسف

پر انکار ہی کیا آخر کو قید ہوئے اور ہر بار تیس تیس کوڑی کہائی پہر جب جان کا خوف ہوا تو کہا میں اپنی یاروں سی مشورہ لیلوں پہر مشورہ کیا تو ابو یوسف نے کہا

لو تقلدت لانتفعت الناس فنظر اليه ابو حنيفة نظر الغضب وقال لو امرت ان اعبر البحر سباحة لكنت اقدر عليه

اگر قضا لیلو تو لوگون کا بڑا فائدہ ہی پہر ابو حنیفہ نے اونکی طرف غصہ سی گہور کر کہا اگر مجہکو یہہ حکم ہوتا کہ دریا کو تیر کر اوتر جاؤن تو البتہ مجہکو قدرت تہی

فكاني بك قاضيا فاعرض ولم ينظر اليه بعد ذلك وكذلك دعي محمد الى القضاء فابى حتى قيد وحبس نيفا وخمسين يوما

میری جگہہ تو ہی قاضی ہی پہر منہہ پہیر لیا اور اوسکی طرف پہر نہ دیکہا اور اسیطور امام محمد کو قضا کی واسطی بلایا سو انکار کیا یہان تک کہ قید ہوئی اور پچاس اور کئی دن محبوس

واضطر فتقلده وانما امتنع هؤلاء الكرام عن تقلده لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال من جعل قاضيا

رہی اور لاچار ہو کر قضا لیلی اور اس جماعت بزرگ نی اسیلئی نہ مانا کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص لوگون پر قاضی ہوا

بين الناس فقد ذبح بغير سكين والمراد من الذبح في هذا الحديث القتل فان القتل بغير سكين كسقي السم مثلا لا يؤثر

بیشک بے چہری کا ذبح ہوا اور ذبح سی مراد اس حدیث مین قتل ہی بیشک قتل بغیر چہری کی جیسی زہر پلا دینا مثلا ظاہر مین کچہہ اثر نہین کرتا

في الظاهر وانما يؤثر في الباطن بازهاق الروح كذا القضاء لا يؤثر في الظاهر لانه في الظاهر رفعة وعظمة وانما يؤثر

اور باطن مین ایسا اثر کرتا ہی کہ جان نکل جاتی ہی ایسی ہی قضا ظاہر مین کچہہ اثر نہین کرتی کیونکہ ظاہر مین تو رفعت اور عظمت ہی باطن مین ایسا اثر کرتی ہی

في الباطن باهلاك الدين لان القاضي قلما يعدل بين الخصمين بل ربما يميل في الحكم الى الاصدقاء والاقرباء او الى من

کہ دین ہلاک کر دیتی ہی اسلئی کہ قاضی خصمین مین بہت ہی کم عدل کرتا ہی بلکہ اکثر حکم مین دوست کی اور اقربا کی طرفداری کر جاتی ہین یا کسی منصب والی کی

له منصب يتوقع نواله او يخاف بلاءه وربما يوسوس له نفسه على قبول الرشوة فمن كان حاله كذلك فالموت خير

جس سی کچہہ وصول کی توقع یا اوسکی بلا کا خوف ہو اور بعضی وقت دلمین رشوت لینی کا خطرہ گذرتا ہی پہر جسکا ایسا حال ہووی تو ایسی قضا سی موت بہتر ہی

من القضاء لان الموت يقطعه عن المعاصي والقضاء يوقعه في المعاصي فان قيل القضاء بالحق من اقوى الفرائض

کیونکہ موت تو معاصی سی الگ کر دیتی ہی اور قضا معاصی مین مبتلا کر دیتی ہی پہر اگر کوئی کہی حکم حق پر دینا عمدہ فرائض ہی

واشرف العبادات لكونه امرا بالمعروف ونهيا عن المنكر وقد امر الله به النبيين كما قال في كتابه انا انزلنا التورية

اور عبادات مین اشرف ہی اسلئی کہ امر بالمعروف اور بند کرنا بدی سی ہی اور اللہ نی انبیا کو یہہ حکم کیا ہی چنانچہ قرآن مین فرماتا ہی ہمنی اوتاری توریت

فيها هدى ونور يحكم بها النبيون وقال لنبينا عليه السلام انا انزلنا اليك الكتب بالحق لتحكم بين الناس فما وجه

اسمین ہدایت اور روشنی اوسپر حکم کرتی پیغمبر اور ہماری نبی علیہ السلام کو فرمایا ہمنی اوتاری تجہکو کتاب سچی کہ تو انصاف کری لوگون مین پہر اس سی

الامتناع عنه فالجواب انه وان كان من اقوى الفرائض واشرف العبادات لكن ذكر في كتب الفقه ان من كان

رکنی کی کیا وجہ ہی جواب یہہ ہی کہ قضا اگرچہ بڑا فریضہ اور عبادات مین اشرف ہی پر فقہ کی کتابون مین مذکور ہی کہ جو شخص

صالحا له ينبغي له ان لا يطلبه بقلبه ولا يسئله بلسانه فان دعي اليه بلا طلبه قال بعض العلماء يكره له الدخول فيه

قضا کی لایق ہوا اوسکو لازم ہی کہ دل سی اوسکا طالب نہووی اور نہ زبان سی اوسکا سوال کری پہر اگر بلا طلب اوسکی لئی مقرر کرین تو بعضی علما کہتی ہین کہ اختیار کرنی قضا مین

مختار المارودي عن انس انه عليه السلام قال من ابتغى القضاء وسئله وكل الى نفسه ومن اكره عليه انزل الله تعالى

پہنسنا مکروہ ہی اسلئی کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی قضا تلاش کی اور سوال کیا تو اپنی ذات پر حوالہ کیا جاتا ہی اور جو زبردستی قاضی کیا گیا تو اللہ تعالی

عليه ملكا يسدده فانه عليه السلام اشار في هذا الحديث الى ان من يطلب القضاء بقلبه ويسئله بلسانه يفوض امره

اوسپر فرشتہ تعین کر دیتا ہی وہ اوسکو راستی پر رکہتا ہی سو نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ اشارہ کیا کہ جو شخص قضا کو بدل تلاش اور زبانی سوال کرتا ہی تو وہ اوسکی

الى نفسه ومن يفوض امره الى نفسه لا يهدى الى الصواب لان النفس امارة بالسوء تجر صاحبها الى المخالفة وسوء المطالب

ذات پر حوالہ ہی اور جسکا امر اوسکی ذات پر حوالہ رہا صواب کا راہ نہین پاتا اسلئی کہ نفس برائی ہی بتاتا ہی اپنی یار کو مخالفت اور بری مطلب کی طرف کہینچتا ہی

ولا يسلم

فلا یسلم من الوقوع فی الظلم والمعصیة وایضا من یطلب القضاء ویسئله یعتمد علی علمه وورعه فیکون صاحب عجب

کھینچتا ہی سو ظلم اور معصیت سی سلامت نہین رہتا اور یہہ بہی ہی کہ جو قضا کی طلب اور سوال کرتا ہی تو اپنی علم اور پرہیز پر بہروسہ کرتا ہی اسواسطی تکبر آویگا

فیحرم التوفیق واما من یکره علیه فانه یصیر منکسر القلب بالاکراه فیعتصم بحبل الله تعالی ویتوکل علی الله

اور توفیق سی محروم ہو گا اور جسپر قضا کی لئی زور ہوتا ہی تو اکراہ سی آزردہ دل ہوکر الله کی رسی سی سہارا لیتا ہی اور الله پر توکل کرتا ہی

ومن یعتصم بالله فقد هدی الی صراط مستقیم ومن یتوکل علی الله فهو حسبه فیلهمه الرشد ویوفقه

اور جو الله کا سہارا پکڑتا ہی بیشک سیدہی راہ پاتا ہی اور جو شخص الله پر توکل کری وہ اوسکا ذمہ دار ہی پس اوسکی ذہن رشد پیدا کردیتا ہی اور

الصواب یسر نا الله تعالی عملا مطابقا لرضائه بلطفه وکرمه المجلس الثانی والثمانون فی بیان

صواب مین پہنچاتا ہی الہی ہمپر عمل مطابق اپنی رضا کی اپنی لطف اور کرم سی آسان کر بیاسی مجلس اوس شخص کی بیان مین

من یجوز له الوعظ للناس ومن لا یجوز وما یتفرع علیه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

جسکو لوگون کی لئی وعظ کہنا جایز ہی اور جسکو نہین جایز اور اسپر کیا پیدا ہوتا ہی رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا

لا یقص الا امیر او مامور او مختال هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه عوف بن مالک ومثله ما رواه ایضا انه ع

وعظ نہین بیان کرتا مگر امیر یا مامور یا شیخی خورا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی عوف ابن مالک کی روایت سی اور ایسی ہی مضمون کی وہ حدیث ہی

قال القصاص ثلثة امیر ومامور ومختال والقص التکلم بالقصص ویستعمل فی الوعظ وهو المراد ههنا والمعنی ان الذین

علیه السلام نی فرمایا وعظ کہنی والی تین ہین امیر اور مامور اور شیخی خورا اور قصہ کی معنی ہین قصہ بیان کرنا اور قص وعظ مین برتا جاتا ہی اور یہان وعظ ہی مراد ہی اور معنی یہہ ہین

یعظون الناس ثلثة احدهم الامیر وهو الحاکم فان الحکام فی الزمان الاول کانوا یعظون الناس ویقصون علیهم اخبار

جو شخص لوگون کو وعظ کہتی ہین تین ہین ایک تو امیر یعنی حاکم بیشک پہلی زمانہ مین حاکم ہی لوگون کو وعظ کیا کرتی تہی اور گذری ہوئی خبرین انکو سناتی تہی

الماضیة لیعتبروا وثانیهم المامور وهو الذی امره الامیر بالوعظ واذن له فیه وثالثهم المختال وهو الذی لیس بامیر

تاکہ عبرت پذیر ہون اور دوسرا مامور یعنی جسکو امیر نی واسطی وعظ کی مقرر کیا اور اجازت دی ہی اور تیسرا مختال یعنی نہ وہ امیر ہی

ولا مامور من جهته بل هو فضولی یفعل ذلک تکبرا علی الناس وطلبا للریاسة بینهم ویرائیهم بقوله وفعله وفیه

اور نہ امیر کی طرف سی مامور بلکہ وہ شخص زاید ہی یہہ پیشہ لوگون پہ بزرگ ہونی کو اور اونمین ریاست لینی کو اختیار کرتا ہی اور اونکو اپنا قول اور فعل دکہلاتا ہی اسمین

زجر للواعظ عن الوعظ بغیر اذن الامام وانما کان کذلک لان الامام یجب علیه ان یقوم بمصالح الرعیة ویرتب

واعظ کو کہ بدون اذن امام کی وعظ کہی ممانعت ہی اور ممانعت اسلئی ہی کہ امام پر واجب ہی کہ واسطی مصلحت رعیت کی مستعد رہی اور ہر ہر گانو مین

فی کل قریة وفی کل محلة عالما متدینا یعلم الناس دینهم فینظر فی العلماء فمن یری فیه علما ودیانة وحسن عقیدة

اور ہر ہر محلہ مین ایک ایک عالم دیندار تعین کری کہ وہ لوگون کو دین تعلیم کیا کری پہر علماء مین غور کری جسمین علم اور دیانت اور نیک عقیدہ دیکہی

یاذن له ان یعظ الناس ومن لا یری فیه هذه الصفات لا یاذن له فی الوعظ لئلا یوقع الناس فی البدعة والضلالة

اسکو اجازت دی کہ لوگون کو وعظ کیا کری اور جسمین یہہ صفات نہ پاوی تو اوسکو وعظ کی اجازت نہ دی تاکہ لوگون کو بدعت اور بی راہی مین نہ پہنسادی

کما هو واقع فی هذا الزمان وذلک لان الخلق لا یولدون بالعلم وانما یولدون بالجهل والجهل مرض من امراض القلوب

جیسا اس زمانہ مین ہو رہا ہی اور یہہ اسواسطی ضرور ہی کہ خلق عالم نہین پیدا ہوتی یہہ ہی جہالت مین پیدا ہوتی ہی اور جہالت دلکی بیماریون مین سی ایک مرض ہی

فلا بد له من طبیب حاذق یعالجهم ویزیل مرضهم بتعلیم احکام الدین فی اصله وفرعه ومن لم یکن حاذقا

سو اس مرض کی لئی کوئی پکا طبیب چاہئی کہ علاج کرکر دین کی اصلی اور فرعی احکام سکہا کر اونکا دلی مرض کہودی اور جو پکا طبیب نہین ہی

لا یزیل مرضهم بل یزیدهم مرضا فیهلکهم وقد ذکر فی الاحیاء ان الدنیا دار المرض اذ لیس فی بطن الارض الا میت

تو اونکا دکہہ نہین کہوویگا بلکہ اور دکہہ بڑہا کر ہلاک کر دیگا اور احیاء مین مذکور ہی کہ دنیا بیماری کا گہر ہی کیونکہ جو زمین کی اندر ہی سو مردہ ہی

ولا على ظهرها الا سقيم ومرض القلوب اكثر من مرض الابدان وانما صار كذلك لثلث علل احدها ان من كان
اور جو اوسکی پیٹھ پر ہی سو بیمار ہی اور دلکی دکھہ جسمانی بیماری سی زیادہ ہین اور یہہ حال تین سبب سی ہوگیا ہی ایک تو یہہ کہ جو
مريض القلب لا يدري كونه مريضا والثانية ان عاقبة مرض القلب لا يشاهد قبل الموت بخلاف مرض البدن
دلکا دکہیا ہی وہ اپنی تئین دکہیا نہین سمجہتا اور دوسرا سبب یہہ ہی کہ دلکی بیماریکا انجام موت سی پہلی ظاہر نظر نہین آتا برخلاف مرض بدنی کی
فان عاقبته موت مشاهد تنفر عنه الطباع ويكون ما بعد الموت غير مشاهد قلت النفرة عن الذنوب
کہ اوسکا انجام موت نظر آتی ہی سو ہی طبیعتین اوس سی نفرت کرتی ہین اور موت کی بعد کا حال جو ظاہر نہین نظر آتا اسلئی گناہون سی نفرت کم ہوگئی ہی
ويتكل مرتكبها على فضل الله تعالى ولا يشتغل بعلاج مرض قلبه بل يشتغل بعلاج مرض بدنه من غير اتكال
اور گنہگار اللہ تعالی کی فضل پر تکیہ کرلیتا ہی اور اپنی دلکی دکھہ کا علاج نہین کرتا بلکہ بدنی مرض کا علاج فضل الٰہی پر بی تکیہ کی کرتا ہی
على فضل الله تعالى مع كون فضل الله تعالى عاما في الدنيا والاخرة والثالثة وهي الداء العضال فقد الطبيب
باوجودیکہ اللہ تعالی کی فضل دنیا اور آخرت دونون مین برابر ہی اور تیسرا سبب یہہ ہی اور یہہ بڑا سخت دکھہ ہی یعنی طبیب کا نہونا
فان الاطباء هم العلماء وهم في هذا الزمان قد مرضوا مرضا شديدا حتى عجزوا عن علاج انفسهم فضلا عن
کیونکہ اسکی طبیب تو علماء ہین سو اس زمانہ مین وہ خود ہی سخت بیمار ہین یہان تک کہ اپنا ہی علاج نہین کرسکتی غیر کی تو کیا گنتی ہی اس سبب سی یہہ دکھہ
علاج غيرهم وبهذا السبب عم الداء وانقطع الدواء وهلك الخلق بل اشتغل الاطباء بفنون الاغواء فليتهم
اور بہی زیادہ پہیل گیا اور علاج جاتا رہا اور خلق مرگئی بلکہ طبیب طرح طرح کی اغوا مین مشغول ہین کاشکی وہ طبیب
اذ لم يصلحوا لم يفسدوا وليتهم سكتوا ولم ينطقوا فانهم اذا تكلموا لا يقصدون في مواعظهم الا استمالة قلوب العوام
اگر علاج نکرتی تو دکھہ ہی نہ بڑہاتی اور کاشکی وہ خاموش رہتی کچہہ نہ بولتی بیشک جب وہ بولتی ہین تو اوس وعظ سی سوا بہلانی قلوب عوام کی کچہہ اور غرض نہین
ولا يتوصلون اليها الا بذكر الرجاء والرحمة لكون ذلك الذ في الاسماع واخف على الطباع فينصرف الخلق عن مجلس
ہوتی اور اسکا وسیلہ یہہ ہی امید اور رحمت کا ذکر بہترا کہا ہی کیونکہ یہہ ہی کانون مین لذیذ اور طبیعتون پر ہلکا ہی پہر خلقت مجلس وعظ سی جب اوٹہتی ہی
وعظهم وقد استفادوا مزيد جرأة على المعاصي ومهما كان الطبيب كذلك يهلك المريض بالدواء حيث يضعه
تو اونکو گناہون پر اور بہی جرأت پیدا ہوجاتی ہی اور جب طبیب ہی ایسا ہووی تو دکہیا دوا ہی سی مریگا کیونکہ طبیب بی محل دوا
في غير موضعه فان الخوف والرجاء دواءان لكن لشخصين متضادي العلة فالذي غلب عليه الخوف حتى هجر
دیتا ہی بیشک خوف اور رجا دونو دوا تو ہین پر ایسی دو شخص کی جو ایک سی بیمار نہون پہر جسپر خوف اتنا غالب آیا کہ دنیا بالکل ترک کی
الدنيا بالكلية وكلف نفسه ما لا يطيق وضيق عليه العيش يكسر سورة خوفه بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة
اور اپنی جان طاقت سی زیادہ تکلیف مین ڈالی اور عیش تنگ کرلیا تو اوسکی خوف کی شدت کو اسباب رجا کی اور فراخی رحمت الٰہی کا ذکر کرکی
الله تعالى ليعود الى الاعتدال وكذا المصر على الذنوب المشتهي للتوبة الممتنع عنها بحكم القنوط واليأس استعظاما
گہٹادی تاکہ وہ اعتدال پر آجاوی اور ایسی ہی جو گناہ پر اڑا ہوا توبہ کا آرزومند کہ بسبب ناامیدی اور یاس کی اپنی گناہون کو سخت سمجہہ کر
لذنوبه التي سبقت يعالج ايضا بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى حتى يطمع في قبول توبته فيتوب
جو اوس سی عمل مین آئی ہین توبہ نکرتا ہو ایسی کا علاج بہی یہہ ہی ذکر کرنا اسباب رجا کا اور فراخی رحمت الٰہی کا تاکہ اوسکو توقع قبول توبہ کی پیدا ہو پہر وہ توبہ کری
فاما معالجة المغرور المسترسل في المعاصي بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى فيضاهي معالجة المحموم
اور رہا دہوکی میں پڑا ہوا معاصی مین بی قید اسکا علاج ذکر اسباب رجا سی اور بیان فراخی رحمت الٰہی سی ایسا ہی جیسی تپ چڑہی کو
بالعسل وذكر في موضع اخر من الاحياء ان هذا الزمان زمان لا ينبغي ان يذكر فيه للخلق اسباب الرجاء وسعة
شہد پلادیا اور احیاء کی ایک اور جگہ مین مذکور ہی کہ یہہ ایسا زمانہ ہی کہ اسمین خلقت کی سامنی ذکر اسباب رجا کا اور بیان فراخی

رحمة الله تعالى لان ذكرهما يهلكهم بالكلية لكنهما لما كانت اخف على النفوس واللذ في القلوب ولم يكن غرض
رحمت الٰہی کا اچھا نہیں کیونکہ یہہ دونو ذکر خلقت کو سراسر کہو دیتی ہیں لیکن یہہ ذکر لوگوں پر جو ہلکا ہے اور دلوں کی دلوں میں لذت پیدا کرتا ہے اور واعظوں کی
الوعاظ الا استمالة القلوب واستنطاق الخلق بالثناء عليهم كيف ما كانوا مالوا الى الارجاء حتى ازداد الفساق فسادا
غرض بہی دلوں کی بہلائی اور خلقت سے اپنی تعریف کرانی کی سوا کچہہ اور نہیں ہے خلق کا حال کچہہ ہی ہوا کرو تو واعظ خواہ مخواہ رجا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یہانتک کہ فساق
والمنهمكون في طغيانهم تماديا وذكر في موضع اخر ان الخلق الموجودين في هذا الزمان كان الاصلح لهم غلبة الخوف بشرط
اور بہی فساد بڑہ گیا اور طغیانی میں پہنسی ہوئی لوگ اور بہی ڈوب گئی اور ایک اور جگہہ میں مذکور ہے کہ اس زمانہ کی خلقت کے لئے اصلح یہہ ہے کہ اونپر خوف غالب کیا جاوے بشرطیکہ
ان لا يخرجهم الى الياس وترك العمل وقطع الطمع من المغفرة فيكون ذلك سببا للتكاسل عن العمل وداعيا الى الانهماك
کہ وہ نا امید ہو کر عمل ترک نکردیں اور مغفرت کی طمع نجاتی رہے کیونکہ اب عمل میں سست اور لاچار معاصی میں کہپ جاوینگے سو یہہ درجہ یاس کا ہے
في المعاصي فان ذلك قنوط وليس بخوف بل الخوف هو الذي يحث على العمل ويكدر جميع الشهوات ويزعج القلب
خوف کا نہیں ہے بلکہ خوف یہہ ہوتا ہے کہ عمل کی رغبت ہو اور تمام شہوات بے مزہ ہو جاویں اور دل دنیا کی رغبت سے بیزار ہو کر
عن الركون الى دار الغرور ويدعوه الى الميل الى دار السرور وهذا هو الخوف المحمود لا الياس الموجب للقنوط فاذا كان
اوکہڑ جاوے اور آخرت کی رغبت ہوتی لگی اور یہہ حالت اچہی خوف کی ہے یاس کا درجہ نہیں جسمیں نا امید ہو جاوے جب حال ایسا ہے
الامر كذلك فالطريق الذي ينبغي ان يسلكه الواعظ في وعظه مع الخلق في هذا الزمان اذا كان مامورا من
تو وہ رستہ جو واعظوں کو وعظ میں اس زمانہ کی خلقت کی ساتہہ چلنا چاہیے جب کہ واعظ امام کی طرف سے مامور ہو تو یہہ ہے کہ
جهة الامام ان يذكر ما في القران من الايات المخوفة للمذنبين وما ورد في الاخبار والاثار في ذم المجرمين ومدح التائبين
کہ قرآن میں سے وہ آیات بیان کرے جنمیں گنہگاروں کی واسطے خوف ہے اور وہ احادیث اور آثار جنمیں گنہگاروں کی ہجو اور توبہ کر کر اطاعت کرنیوالوں کی مدح ہے
المطيعين ويستكثر منها ان كان وارث رسول رب العالمين فانه عليه السلام ما خلف دينارا ولا درهما وانما
اور اسہی قسم کی کثرت رکہے اگر رسول رب العالمین کا وارث ہے بیشک نبی علیہ السلام نے نہ دینار چہوڑا ہے اور نہ درہم یہہ ہے
خلف العلم والحكمة وورثه كل عالم بقدر ما اصابه ثم ينبغي له ان يقرر عندهم ان تعجيل العقوبة على الذنب متوقع
علم اور حکمت چہوڑ گئے ہیں اور ہر عالم اوسکا وارث ہوا جتنا اوسکی نصیب میں تہا پہر یوں چاہیے کہ اونکی سامنے تقریر کرے کہ گناہ کی وبال سے دنیا میں ابہی عقوبت ہو جانی
في الدنيا ويبين لهم ان كل ما يصيب الانسان من المصائب في الدنيا فهو بسبب ذنبه كما قال الله تعالى وما اصابكم
ممکن ہے اور بیان کرے کہ انسان پر دنیا میں جو مصیبت پڑ جاتی ہے سو وہ سب گناہوں کی وبال سے ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور جو پڑتی تمپر
من مصيبة فبما كسبت ايديكم فينبغي له ان يخوفهم بذلك لان بعض الناس يخاف من العقوبة في الدنيا ويتساهل
کوئی سختی سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہوں نے اب لازم ہے کہ اونکو یہہ ہی خوف دلاوے اسلئے کہ بعضی آدمی دنیا ہی کی عقوبت سے ڈرتے ہیں اور آخرت کی
في امر الاخرة لفرط جهله فيلزمه ان يبين له ان الذنوب كلها يتعجل في الدنيا شومها في غالب الامر ويضيق عليه رزقه
بات میں جہالت کی ماری سہولت برتتی ہیں تو اب واعظ کو لازم ہے کہ اوسکی سامنے یہہ ہی بیان کرے کہ گناہوں کی شامت اکثر دنیا میں جلد آجاتی ہے اور اسکی سبب سے روزی تنگ
بسببها لما روي انه عليه السلام قال ان العبد ليحرم الرزق بسبب ذنب يصيبه ثم ينبغي له ان يفخم امر الوعظ ويرفع
ہو جاتی ہے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ آدمی گناہ کی سبب رزق سے محروم ہو جاتا ہے پہر اوسکو چاہیے کہ وعظ عظمت سے اور پکار کر کہے
صوته ويكون منه في وعظه ما يشعر بالحال الذي هو فيه من الترغيب والترهيب لما روي عن جابر انه عليه السلام
اور وعظ میں جو بیان کرتا ہو ویسا ہی حال بنالے کہ صورت سے ترغیب اور خوف معلوم ہو کیونکہ جابر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کا
كان اذا خطب احمرت عيناه وعلا صوته كانه منذر جيش وكذا ينبغي له اذا تكلم بكلام ان يكرره ثلث مرات
یہہ حال تہا کہ جب وعظ فرماتے تو آنکہیں سرخ اور آواز بلند ہو جاتی گویا فوج سے ڈراتے ہیں اور ایسے ہی لازم ہے کہ جب کوئی بات کہے تو تین بار کہے

لیفهمها سامعوه ویتمکن فی قلوبهم ویحفظوه لما روی عن انس انه علیه السلام کان اذا تکلم بکلمة اعادها ثلثا

تاکہ سننے والے سمجھ لیوین اور اونکے دلون میں بیٹھ جاوے اور یاد رکھیں کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام اگر کوئی بات فرماتے تو تین بار کہتے

حتی تفهم عنه لکن یجب علیه ان یحترز عن خلط کلامه البدعة لما ذکر فی الاحیاء ان الواعظ مهما مزج کلام البدعة

تاکہ خوب سمجھ لیں لیکن واعظ پر واجب ہے کہ اپنے کلام میں بدعت کی باتیں نہ ملاوے کیونکہ احیاء میں مذکور ہے کہ واعظ اگر بدعت بیان کرنے لگے

یجب منعه ولا یجوز حضور مجلسه الا علی قصد الرد علیه ان قدر وان لم یقدر لا یحضر مجلسه وکذا مهما کان کلامه

تو اوسکا روکنا واجب ہے اور اوسکی مجلس میں جانا جایز نہیں مگر بارادہ رد کی جاوے تو جاوے اگر قدرت رکھتا ہو اور اگر قدرت نہو تو اوسکی مجلس میں نجاوے اور ایسے ہی اگر اوسکی کلام

مائلا الی الارجاء وتجرئة الناس علی المعاصی وزاد بسببه رجاء الخلق علی خوفهم فهو منکر یجب منعه لکون

ارجا کی طرف جھکتی ہو اور لوگون کو معاصی پر جرءت ہوتی ہو اور اس باعث سے خلق کو رجا خوف سے زیادہ بڑھ جاوے اب وہ واعظ نہین منکر ہے اوسکا روکنا چاہیے

فساده عظیما بل الاقرب والالیق بطباع الخلق ان یرجح خوفهم علی رجائهم لانهم الی الخوف احوج وذکر فی الرسالة

اسکا بڑا فساد ہے بلکہ خلقت کی حال کی مطابق یہہ ہے کہ اونپر رجا سے خوف غالب رہے کیونکہ خوف کی زیادہ تر محتاج ہین اور امام غزالی کی رسالہ مین

المسماة بایها الولد للامام الغزالی ان الواعظ ینبغی له ان یکون عزمه وهمته ان یدعو الناس من الدنیا الی

جسکا نام ایہا الولد ہے مذکور ہے کہ واعظ کو چاہیے کہ اوسکا قصد اور ہمت یہہ ہی ہووے کہ لوگون کو دنیا سے آخرت کی طرف بلاوے اور معصیت سے طاعت کی طرف

الاخرة ومن المعصیة الی الطاعة ومن الحرص الی القناعة ویحبب الیهم الاخرة ویبغض علیهم الدنیا ویعلمهم

طلب کرے اور حرص سے قناعت کی طرف اشارہ کرے اور اونکو آخرت کی محبت اور دنیا کا بغض دلاوے اور اونکو عبادت

العبادة والتقوی لان الغالب فی طباعهم الزیغ عن منهج الشرع والسعی فیما لا یرضی الله تعالی فیلقی فی قلوبهم

اور پرہیزگاری تعلیم کرے اسلیے کہ اونکی طبیعتون مین اکثر شرع کی راہ سے کجی اور برخلاف رضامندی اللہ تعالی کی سعی ہوتی ہے سو اونکی دلون مین خدا کا خوف

الرعب ویخوفهم عما یستقبلهم من المخاوف لعل صفات باطنهم تتغیر ومعاملة ظاهرهم تتبدل ویظهر

ڈالے اور اونکو سامنے آتی ہوئی خوفناک چیزون سے ڈراوے شاید کہ اونکی صفات باطنی بدل جاوین اور ظاہر کا معاملہ پلٹ جاوے اور اونسے طاعت کی حرص

الی الطاعة والرجوع عن المعصیة وهذا هو طریق الوعظ والنصیحة وکل واعظ لا یکون وعظه هکذا فوعظه وبال

اور معصیت سے رجوع ظاہر ہونے لگے اور یہہ ہی ہے طریقہ وعظ اور نصیحت کا اور جس واعظ کا وعظ ایسا نہووے تو اوسکا وعظ کہنے

علی القائل والسامع بل قیل انه شیطان فی صورة الانسان یخرج الخلق عن طریق الحق ویهلکهم فیجب علیهم ان یهربوا

اور سننے دونون پر وبال ہے بلکہ بعضے کہتے ہین کہ وہ انسان کی صورت مین شیطان ہے کہ خلقت کو طریق حق سے بچلا کر ہلاک کرتا ہے سو خلق پر واجب ہے کہ اوس سے ایسا بھاگین

منه فرارهم من الاسد لان ما یفسده هذا الواعظ من دینهم لا یستطیع ان یفسد بمثله الشیطان ومن کان له ید و

جیسے شیر سے بھاگتے ہین کیونکہ یہہ واعظ جتنا انکا دین برباد کریگا شیطان کی قدرت نہین کہ اتنا برباد کرے اور جسکو قابو اور قوت ہووے

قدرة یجب علیه ان ینزله من منابر المسلمین ویمنعه عما باشره لانه من جملة الامر بالمعروف والنهی عن المنکر وکذا الوعاظ

واجب ہے کہ اوسکو مسلمانون کی منبر سے اوتار دے اور وعظ کہنے سے منع کرے کیونکہ یہہ امر ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین داخل ہے اور ایسے ہی وہ واعظ

الذین یشتغلون بالقصص التی یتطرق الیها الزیادة والنقصان والکذب والبهتان قد ورد نهی السلف عن الجلوس فی

کہ کہانیان بیان کرتے ہین جسمین زیادتی کمتی اور جھوٹ اور بہتان ملا ہوا ہے متقدمین انکی مجلس مین جانے سے منع کر گئے ہین

مجلسهم لان القصص منها ما ینفع سماعه ومنها ما یضر سماعه وان کان صدقا فمن فتح علی نفسه ذلک الباب یختلط

اسلیے کہ بعضے قصون کا سننا مفید ہوتا ہے اور بعضے قصون کا سننا ضرر کرتا ہے اگرچہ سچا ہووے پھر جو شخص اپنے اوپر یہہ دروازہ کھول لیگا تو اوسپر

علیه الصدق بالکذب والنافع بالضار وقال احمد بن حنبل القصة ان کانت من قصص الانبیاء والصالحین

سچ جھوٹ مین اور نافع مضر مین ملا ہے گا تمیز نہوگی اور احمد بن حنبل کہتے ہین کہ قصہ اگر انبیا اور صلحاء کا ہو

فیما

فيما يتعلق بامور الدين وكانت صحيحة الرواية فلا ارى به باسا فليحذر الكذب وحكاية احوال تومى الى هفوات

جو امور دینی سے متعلق ہیں اور روایت بھی صحیح ہو تو اوسمین کچھ مضائقہ نہیں معلوم ہوتا سو جھوٹ سے اور ایسی احوال بیان کرنے سے پرہیز کرے جسمین خطا

ومساهلات يقصر فهم العوام عن درك معانيها فان العامي يتمسك بذلك في مساهلاته وهفواته ويمهد لنفسه

اور سہل انکاری ہو اور عوام کا فہم اوسکی معانی سمجھنی سے قاصر ہو کیونکہ عام لوگ اوس حکایت سے سہل انکاری اور خطا کی سند کر لیتی ہیں ایک عذر بنا کر

عذرا فيها ويقول قد صدر عن بعض المشايخ وبعض الاكابر كيت وكيت وكلنا بصدد المعاصي فلا غرو

پکڑ لیتی ہیں اور کہنی لگتی ہیں بیشک بعضی بعضی مشایخ اور بزرگوں سے ایسی ایسی باتیں ہوگئی ہیں اور ہماری تو کیا شمار ہے ہم تو سراسر گنہگار رہے ہیں

ان صدر مني ذنب فقد صدر عمن هو اكبر مني ويفيد ذلك جرأة على الله تعالى من حيث لا يدري وبعد الاحتراز

اگر ہم سے کوئی گناہ ہوگیا تو کیا تعجب ہے جب ہم کا جو بڑا بزرگ ہیں اون سے ہوگیا ہے اور اسمین عوام کو خدا پر ایسی جرأت پیدا ہوتی ہے کہ اونکو خبر نہیں ہوتی اور

عن هذين فلا باس به وعند ذلك يرجع القصص المحمودة الى ما اشتمل عليه القرآن وصح في الكتب الصحيحة من الاخبار

یہہ دونوں امر اگر نہوں تو پھر کچھہ خوف نہیں ہے اب وہ اچھی اچھی سچی حکایات مطابق ہوگئیں جو قرآن میں آئی ہیں اور تاریخ کی معتبر کتابوں میں صحیح صحیح مذکور ہیں

واما ما يوجد في بعض الكتب التي يذكر فيها من قصص الانبياء ما لا يليق بحالهم فيجب تنزيههم عنها كقصة داود النبي

اور یہی وہ قصے جو بعضی کتابوں میں ملتی ہیں جنمیں انبیاء علیہم السلام کی قصے ایسے مذکور ہیں کہ انبیاء کی حال سے نامناسب ہیں ایسے قصوں سے اونکو پاک سمجھنا واجب ہے

فانها على ما يرويها القصاص من انه عليه السلام دخل ذات يوم محرابه واغلق بابه وجعل يصلي ويقرأ الزبور

جیسے قصہ داود نبی علیہ السلام کا سو یہہ قصہ موافق روایت قصاصوں کی کہ داود علیہ السلام نے ایکروز اپنی محراب میں داخل ہوکر دروازہ بند کرلیا اور نماز اور زبور کی تلاوت میں مشغول ہوئے

فبينما هو كذلك اذ جاء الشيطان في صورة حمامة من ذهب فمد يده لياخذها لابن له صغير فطارت فاتبعها

وہ اسیحال میں تھی کہ ناگاہ شیطان سونیکا کبوتر بنکر آگیا سو داود علیہ السلام نے چھوٹی بیٹی کی کھیلنی کی واسطی اوسکی پکڑنی کو ہاتھہ لپکایا وہ اڑگیا پھر ہاتھہ لپکایا

اليها فطارت فوقعت في كوة فتبعها فابصر امرأة جميلة قد نقضت شعرها فغطى بدنها وهي كانت امرأة رجل

تو وہ اوڑکر تابدان میں گرپڑا اوسکی پیچھی گئی تو ایک عورت خوبصورت کہ اوسنے اپنی بال کھول کر بدن ڈہکہ لیا نظر پڑ گئی اور وہ ایک شخص کی جورو تھی

يقال له اوريا وكان من غزاة البلقاء فكتب الى صاحب بعث البلقاء وهو ايوب بن صوريا ان ابعث

نام اوسکا اوریا اور بلقا کی غازیوں میں تہا پھر داود نے بلقا کی سردار لشکر یعنی ایوب بن صوریا کو یہہ لکھا کہ میں اوریا کو بھیجتا ہوں

اوريا فقدمه على التابوت وكان من يتقدم على التابوت لا يحل له ان يرجع حتى يفتح الله تعالى على يديه او يستشهد

سو تو اوسکو تابوت پہ پیش کردینا اور قاعدہ یوں تہا کہ جو شخص تابوت پر پیش ہوتا تہا اوسکو حلال نہیں تہا کہ بدون فتح کئی ہوئی چلا آوی یا شہید ہوجاوی

ففتح الله تعالى على يده وسلم وامره ان يرده مرة اخرى وثالثة حتى قتل واتاه خبر قتله ولم يحزن كما يحزن على

سو اللہ تعالی نے اوسکی ہاتھہ پر فتح دی اور وہ سلامت بچا پہر اوسکو حکم دیا کہ اوریا کو دوبارہ اور سہ بارہ روانہ کری آخر وہ مارا گیا اور داود علیہ السلام کو خبر اوسکی قتل کی آئی تو

الشهداء فتزوج امرأته فهذا وامثاله افك مبتدع تمجه الاسماع ومنكر مخترع تنفر عنه الطباع ناش من عدم

شہدا پر جو رنج ہوتا تہا ویسا نہوا پھر اوسکی بی بی سے نکاح کرلیا سو یہہ قصہ اور ایسی ایسی قصی طوفان گھڑلئی ہیں کان سنی سے انکار کرتی ہیں اور بیجا بنائی ہوئی ہیں طبیعتوں کو انسے نفرت ہوتی ہے

العلم بما يجب وما يستحيل وما يجوز في حق الانبياء فويل لمن ابتدعه واشاعه وتبا لمن اخترعه واذاعه اذ يقبح

اسکا باعث یہہ جہالت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حق میں کیا واجب ہے اور کیا محال ہے اور کیا جائز ہے سو افسوس ہے جسنی اسکو گھڑا اور مشہور کیا اور ہلاک ہو جسنی بنایا اور پھیلایا کیونکہ

ان يحدث به عن بعض المتسمين بالصلاح من افراد المسلمين فضلا عن بعض اعلام الانبياء والمرسلين ولذلك

قبیح ہے کہ ایسی بات مسلمانوں میں سے کسی صالح سے منقول ہو چہ جائی کہ بزرگ انبیاء اور مرسلین سے اسی لئی علی کرم اللہ وجہہ نے کہا ہے

قال علي كرم الله وجهه من حدث بحديث داود النبي عليه السلام على ما يرويه القصاص جلدته مائة وستين

کہ جو شخص داود علیہ السلام کی بات موافق روایت قصاص کی بیان کریگا تو میں اوسکو ایک سو ساٹھہ کوڑی مارونگا

وهذا سند الفرية على الانبياء وروي ان عمر بن عبد العزيز حدث بذلك وكان عنده رجل من اهل الحق فكذب

اور انبیا پر تہمت لگیکی یہہ ہی حد ہی اور روایت ہی کہ عمر بن عبد العزیز کی سامنی یہہ ہی بیان ہوا اور اونکی پاس ایک شخص حقانی موجود تہا سو اوسنی

المحدث به وقال ان القصة ان كانت على ما في كتاب الله تعالى فما ينبغي ان يلتمس خلافها بان يقال غير ذلك

اوس قصہ گو کو جہٹلایا کہا کہ قصہ داود کا اگر کتاب اللہ کی موافق ہی تو کیا مناسب ہی کہ اوسکی خلاف تلاش کرین کہ اوسکی سوائی اور کچہہ بیان ہو

وان كانت على ما ذكرت فقد كف الله تعالى عنها سترا على نبيه فما ينبغي اظهارها عليه فقال عمر بن عبد العزيز

اور اگر تیری اظہار کی موافق ہو تو بیشک اللہ تعالی نی اسکا اپنی نبی پر پردہ رکہا تو اوسکا بیان کرنا لایق نہین ہی عمر بن عبد العزیز نی کہا

لسماع هذا الكلام احب الي مما طلعت عليه الشمس وانما قال ذلك لانها قصة زل فيها كثير من الناس وقالوا

یہہ بات مجہکو سب باتون سی محبوب تر ہی جن پر آفتاب چمکتا ہی اور یہہ اسلئی کہا کہ یہہ ایسا قصہ ہی کہ اسمین بہت لوگ پہسل پڑی ہین اور داود

في نبي الله داود عليه السلام ما لا يليق بحال الانبياء فان اصل القصة على ما ذكر في بعض التفاسير ان داود النبي ع

نبی علیہ السلام کو ایسا کہنی لگتی ہین کہ انبیاء کی حال ہی مناسب نہین ہی اور اصل قصہ موافق بعضی تفسیرون کی یون ہی کہ داود نبی کی نظر اوریا کی

رأى امرأة رجل يقال له اوريا فمال قلبه اليها فسأله ان يطلقها فاستحيى ان يرده ففعل فتزوجها وهي ام سليمان

جورو پر پڑ گئی تو اوسپر اونکا دل آگیا سو داود ع نی اوریا کو کہا کہ اوسکو طلاق دیدی اوسنی حیا کی ماری سوال رد نکیا جب اوسنی طلاق دیدی اونہون نی نکاح کر لیا

النبي ع وكان ذلك جائزا في شريعته معتادا بين امته غير مخل بالمروة حيث كان يسئل بعضهم بعضا ان ينزل له

اور وہ عورت سلیمان علیہ السلام کی ماں ہی اور یہہ طریقہ اونکی شریعت مین جایز اور امت مین مروج تہا اور خلاف مروت نتہا کیونکہ جب کسیکی بی بی کسیکو پسند آتی تہی تو اوس سی سوال کرتا تہا

عن امرأته فيتزوجها اذا اعجبته وكان الانصار في صدر الاسلام يواسون المهاجرين بمثل ذلك من غير نكير خلا انه عليه السلام

کہ اپنی بی بی میری لئی چہوڑ دی پہر وہ نکاح کر لیتا اور انصار ابتداء اسلام مین اسیطرح بی طعن و طنز مہاجرین کی ساتہہ طریق مروت برتتی تہی مگر داود علیہ السلام کو

لعظم منزلته وارتفاع مرتبته وعلو شانه لم يكن ينبغي له ان يتعاطى ما يتعاطاه احاد امته ويسأل رجلا ليس له

بسبب عظمت منزلت اور رفعت مرتبت اور علو شان کی مناسب نتہا کہ ایسا معاملہ کرین جو کہ اونکی امت کی ادنی آدمی کرتی تہی اور وہ بہی ایسی شخص سی سوال کرین کہ اوسکی

الا امرأة واحدة ان ينزل له عنها فيتزوجها مع كثرة نسائه بل كان ينبغي له ان يغالب هواه ويقهر نفسه ويصبر

پاس ایک ہی بی بی تہی کہ میری لئی چہوڑ دی پہر اوس سی نکاح کر لیں باوجودیکہ انکی پاس بی بیان بہت تہین بلکہ انکو یون لازم تہا کہ ہوا کو مغلوب کرتی اور نفس کو دبا لیتی

على ما امتحن به فعلى هذا القول لا يلزم في حق داود ع الا ترك الاولى لان وقوع بصره عليها كان من غير قصده

اور اس امتحان پر صبر کرتی اس بیان کی موافق حضرت داود کی حق مین یہہ ہی لازم آتا ہی کہ ترک اولی ہوا کیونکہ اوس عورت پر نظر تو بلا قصد پڑ گئی تہی

فلا يكون ذنبا وكذا ميل قلبه اليها عقيب النظر لا يكون ذنبا لان الاحتراز عنه غير مقدور للبشر وانما عوتب كل

سو کچہہ گناہ نہین ہی اور ایسا ہی دیکہنی کی بعد دل کا آجانا کچہہ گناہ نہین ہی کیونکہ یہہ امر آدمی کی بس مین نہین ہی اور یہہ تمام عتاب الہی

هذا العتاب حتى بعث الملئكة بالخصومة عنده تمثيلا لحاله وتقريرا لذلك لديه لان الانبياء يواخذون بادنى شئ

کہ انکی پاس فرشتی جہگڑتی ہوئی اونکی حال کی صورت اور تقریر لیکر آئی تو اسلئی ہوا کہ انبیاء علیہم السلام سی مواخذہ ایسی ذرہ بات پر ہو جاتا ہی

كان منهم مما لا يؤخذ بذلك غيرهم بل يعد ذلك من غيرهم من ارفع الاعمال واجلها الا ترى ان يونس النبي ع لما دعى

کہ اوروں سی اوسپر مواخذہ نہین ہوتا بلکہ وہ بات اوروں کی حق مین بڑا عمل اور نیک تر ہوتا ہی کیا معلوم نہین کہ یونس نبی علیہ السلام نی جب اپنی قوم کو

قومه الى الايمان وابوا عن قبوله واصروا على الكفر والعصيان وبالغوا في العناد والطغيان حتى عيل صبره ولم

ایمان پر بلایا اور اونہون نی تسلیم سی انکار کیا اور کفر اور عصیان پر اڑ گئی اور عناد اور سرکشی حد کو پہنچا دی یہان تک کہ اونکو صبر دشوار ہو گیا اور

يطق على المصابرة معهم خرج من بينهم غضبا لله تعالى وبغضا للكفر وهذا وان كان يعد من ارفع الاعمال

طاقت صبر کی نرہی تو اونمین سی خدا کی واسطی غصہ ہو کر کفر کی دشمنی کی ماری چلی گئی یہہ بات اگرچہ اور مومن کی حق مین عمدہ اور نیک تر عمل

واجلها بالنسبة الى غيره من احاد المؤمنين لكن لما كان خروجه من بينهم بلا اذن من الله تعالى وكان عليه

شمار مین آتا ہی ۔ پر حضرت یونس کا اونمین سی چلا جانا بدون حکم اللہ تعالی کی تہا اور اونکو لازم یہہ تہا

ان يصبر وينتظر الاذن من الله تعالى عوتب وحبس في بطن الحوت مقدار ما شاء الله تعالى والحاصل

کہ صبر کرتی اور اللہ تعالی کی حکم کی منتظر رہتی تو عتاب ہوا اور مچہلی کی پیٹ مین بمقدار مشیت الہی قید رہی حاصل یہہ ہی

ان الانبياء في زمان نبوتهم معصومون عن الكبائر مطلقا وعن الصغائر عمدا لكن يجوز صدور الصغائر عنهم

کہ انبیاء نبوت کی زمانہ مین کبایر سی تو مطلقا معصوم ہوتی ہین اور عمدا صغایر سی بہی لیکن اونسی صغیرہ کا ہو جانا

سهوا او على سبيل النسيان او على سبيل الخطاء في التاويل ويسمى ذلك زلة وهي الصغيرة التي يفعل من غير قصد

از روی سہو یا بہول کر یا تاویل مین چوک کر جایز ہی اور اوسکو زلہ کہتی ہین یعنی صغیرہ جو بی ارادہ ہو جاوی

اليها كما قال الامام السرخسي اما الزلة فلا يوجد فيها القصد الى عينها وانما يوجد فيها القصد الى اصل الفعل

چنانچہ امام سرخسی کہتا ہی کہ زلہ مین وہ فعل خاص مقصود نہین ہوتا اوسمین وہ اصل فعل مراد ہوتا ہی

لانها ماخوذة من قولهم زل الرجل في الطين اذا لم يوجد منه القصد الى الوقوع ولا الى الثبات بعد الوقوع

کیونکہ لفظ زلہ کا اکی اس محاورہ سی لیا ہی آدمی کیچڑ مین پہسل پڑا جب اوسکا ارادہ کرنیکا نہین ہوتا اور نہ ثبات کا بعد گرنیکی

وان وجد منه القصد الى المشي في الطريق وانما يؤاخذ الانبياء عليها لانها لا تخلو عن نوع تقصير يمكن للمكلف

اگرچہ اوس سی راہ مین قصد چلنی کا پایا گیا اور انبیاء سی اتنی بات پر اسلئی مواخذہ ہوتا ہی کہ اسمین بہی کچہہ تو تقصیر ہی کہ ہر مکلف اگر ثابت رہی

الاحتراز عنه عند التثبت واما المعصية حقيقة فهي فعل حرام يقصد اليه مع العلم بحرمته فيستحيل صدوره

تو بچ سکتا ہی اور رہی معصیت حقیقی سو وہ فعل حرام ہی کہ اوسکی حرمت جان کر اوسکی طرف قصد کری سو ایسی بات انبیاء سی ہونی محال ہی

عنهم وما يوجد ايهم صدور الذنب عنهم في زمان نبوتهم من قصصهم الواقعة في القران والاحاديث والاثار فالجواب

اور یہہ جو زمانہ نبوت مین گناہ ہونیکا وہم اونکی قصون سی پیدا ہوتا ہی جو قرآن اور حدیث اور آثار مین آئی ہین تو ان قصون کا

عن تلك القصص اجمالا ان ما كان منها منقولا بالاحاد يجب رده لان نسبة الخطاء الى الرواة اهون من نسبة

مجمل جواب یہہ ہی کہ جو قصی احاد سی منقول ہین اونکا رد کرنا واجب ہی کیونکہ راوی کی طرف خطا کا لگا دینا انبیاء کی طرف خطا لگانی سی آسان ہی

المعاصي الى الانبياء وما كان منها منقولا بالتواتر فما دام له محمل اخر يحمل عليه ويصرف عن ظاهره لدلائل العصمة

اور جو قصی بالتواتر منقول ہین پہر جبتک اوکی اور معنی بن سکین تو ظاہر سی پہیر کر اوسپر حمل کرین کیونکہ دلایل عصمت کی موجود ہین

وما لا يوجد له محيص يحمل على انه كان من قبيل ترك الاولى او من الصغائر الصادرة عنهم سهوا او نسيانا . . .

اور جسمین کوئی مخلصی نہین ہی تو اوسکو یہہ قیاس کرین کہ ترک اولی ہوا یا صغیرہ ہی کہ اونسی سہوا یا بہول کر ہو گیا اور ترک اولی ہونا

يا صغيرہ کا سہوا یا بہول کر ہونا اسکی منافی نہین ہی کہ اوسکا نام گناہ ہووی چنانچہ اس آیت مین تا معاف کری اللہ جو آگی ہوئی تیری گناہ اور جو پیچہی رہی اور نبیون کی استغفار

ينافي تسميته ذنبا كما في قوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر ولا الاستغفار عنهم كما في قصة

داود النبي ع ولا الاعتراف بكونه ظلما كما في قصة ادم النبي ع لانه وان كان حسنة بالنسبة الى غيرهم لكن

داود نبی علیہ السلام کی قصہ مین اور نہ اقرار اوسکی ظلم ہونیکا جیسی کہ آدم نبی علیہ السلام کی قصہ مین کیونکہ وہ اگرچہ اورون کی حق مین حسنہ ہی لیکن بہ نسبت انبیاء کی گناہ ہی

بالنسبة اليهم يعد ذنبا ويستغفرون عنه ويعترفون بكونه ظلما لكون حسنات الابرار سيات المقربين ولهذا

انبیاء اوس سی استغفار اور اوسکی ظلم ہونیکا اقرار کرتی ہین کیونکہ حسنات ابرار کی مقربون کی حق مین بمنزلہ سیآت کی ہوتی ہین اور اسیہی لئی

قال اهل العرفان من كان في مقام القرب مع الله تعالى وتحركت همته بالتصرف في نهاره لتدبير ما يفطر في ليلة

اہل عرفان کہتی ہین کہ جو شخص اللہ تعالی سی قرب رکہتا ہو اور دنمین اوسکی ہمت صرف ہو تا کہ آتنا پیدا کری کہ رات کو روزہ افطار کری

ويمكن ان يقال ايضا ان التقييد بالاولوية من الصغائر الصادرة منهم سهوا او نسيانا ١٢ منه

تكتب له خطيئة لان ذلك من قلة الوثوق بفضل الله تعالى وقلة اليقين برزقه الموعود وهذه رتبة الانبياء
تو اوسکی حق مین خطا لکہی جاتی ہی کیونکہ اسمین فضل الٰہی پر بہروسہ کامل اور روزی موعود پر یقین نہین ہی اور یہہ رتبہ انبیاء

والصديقين والاولياء المقربين

اور صدیقین اور اولیاء مقربین کا ہی

المجلس الثالث والثمانون في بيان ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد الدين

تراسی مجلس اس بیان مین کہ اللہ تعالی اس امت کی لئی ہر صدی کی سری پر ایسا شخص پیدا کرتا ہی کہ دین از سر نو قایم کردی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يبعث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک اللہ تعالی
لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها دينها هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو هريرة والمراد
اس امت کی واسطی ہر صدی کی سری پر ایسا شخص پیدا کرتا ہی کہ دین کو از سر نو قایم کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور مراد
من راس كل مائة سنة اولها من هجرة النبوية والمراد من تجديد الدين للامة احياء ما اندرس من العمل بالكتاب
ہر صدی کی سری سی صدی کا ابتدا ہی ہجرت نبوی سی اور دین نیا کرنی سی امت کی لئی زندہ کردینا پرانی اعمال کا موافق کتاب اور سنت کی
والسنة والامر بمقتضاهما فان المبعوث على راس المائة والمجدد للدين قيل يلزم ان يكون رجلا مشهورا بالعلم
اور انکی موافق امر کرنا مراد ہی پس صدی کی سری پر دین کا مجدد جو مبعوث ہو تو کہتی ہین کہ ضرور ہی کہ وہ شخص علم مین مشہور اور فضیلت مین
معروفا بالفضل مشارا اليه في الدين وان ينقضي المائة وهو حي ولا يعلم ذلك المجدد الا بغلبة الظن ممن
معروف اور دین مین مشار الیہ ہو اور ساری صدی مین زندہ رہی اور وہ مجدد اپنا ہم عصر علماء مین سی گمان غالب سی
عاصره من العلماء بقرائن احواله والانتفاع بعلمه اذ المجدد للدين لابد ان يكون عالما بالعلوم الدينية الظاهرة
بوسیلہ قراین احوال اور افادہ علم کی معلوم ہوتا ہی کیونکہ دین کا مجدد ضرور ہی کہ تمام علوم دینی ظاہری اور باطنی کا عالم
والباطنة ناصرا للسنة قامعا للبدعة وان يعم علمه اهل زمانه وانما كان التجديد على راس كل مائة سنة
اور سنت کا حامی بدعت کا اوکہاڑنیوالا اور اوسکا علم تمام اہل زمانہ پر عام ہو اور ہر ہر صدی کی سری پر تجدید دین کی اسلئی ہوتی ہی
لانخرام العلماء فيه غالبا واندراس السنن وظهور البدع فيحتاج حينئذ الى تجديد الدين فياتي الله تعالى من
کہ اس مدت مین اکثر علماء کم ہو جاتی ہین اور سنتین پرانی اور بدعتین ظاہر ہو جاتی ہین سو اب تجدید دین کی ضرورت پڑتی ہی سو اللہ تعالی خلق مین سی
الخلق بعوض من السلف اما واحدا او متعددا فكان عند المائة الاولى عمر بن عبد العزيز وعند المائة الثانية
بعوض متقدمین کی کسیکو موجود کردیتا ہی یا ایک یا کئی سو پہلی صدی کی سری پر تو عمر بن عبد العزیز تہی اور دوسری صدی پر
الامام الشافعي وعند المائة الثالثة ابن شريح والاشعري وعند المائة الرابعة الباقلاني وعند المائة الخامسة
امام شافعی اور تیسری صدی پر ابن شریح اور اشعری اور چوتہی صدی پر باقلانی اور پانچوین صدی پر
الامام الغزالي وعند المائة السادسة الامام فخر الدين الرازي والرافعي وعند المائة السابعة ابن دقيق العيد
امام غزالی اور چہٹی صدی پر امام فخر الدین رازی اور رافعی اور ساتوین صدی پر ابن دقیق العید
وعند المائة الثامنة الحبر البلقيني والحافظ زين الدين وعند المائة التاسعة الامام السيوطي وعند المائة
اور آٹہوین صدی پر حبر بلقینی اور حافظ زین الدین اور نوین صدی پر امام سیوطی اور دسوین
العاشرة لم يتبين من هو قال السيوطي ونظير هذا الحديث ما ورد ان راس كل مائة سنة يكون عندها
صدی پر معلوم نہین کون ہی سیوطی کہتا ہی اسحدیث کی نظیر وہ ہی جو وارد ہوا کہ ہر صدی کی سر پر ایک امیر ہوتا ہی
امير فكان عند المائة الاولى الحجاج الذي عم ظلمه وفساده فجدد الله تعالى بعمر بن عبد العزيز وكان عند
سو پہلی صدی پر تو حجاج تہا جسکا ظلم اور فساد عام ہو گیا سو اللہ تعالی نی دین کی تجدید عمر بن عبد العزیز سی کی اور دوسری

المائة

المائة الثانية فتنة المامون الذى خالطه المعتزلة فحسنوا له القول بخلق القران وغير ذلك
اور دوسری صدی پر مامون کا فتنہ ہوا کہ معتزلوں نی مخالطت بہم پہنچا کر اوسکو حدوث قرآن کا اور سوای اسکی
من البدع الاعتقادية حتى امتحن العلماء بذلك امتحانا عاما فی الاقطار ومن لم يجب فبعضهم
اور بدعات اعتقادی کا قایل کر دیا یہاں تک کہ اوسنی اس مسئلہ میں عام علماء روی زمین کا امتحان لیا اور جسنی نمانا پھر بعضوں کو
ضرب وبعضهم قيد وحبس وبعضهم قتل وهذه من اعظم الفتن فی هذه الامة ولم يدع خليفة قبله الى
مارا اور کسیکو قید اور حبس کیا اور کسیکو جان سی مارا اس امت میں آنکی برابر کوئی فتنہ نہین ہوا اور اس سی پہلی کسی خلیفہ نی بدعت کو اتنا رواج
شيء من البدع فقيض الله تعالى عند هذه المائة الشافعي فطبق الارض بعلومه وهو اول من افتى
نہین دیا سو اللہ تعالی نی اس صدی پر شافعی کو پیدا کیا پس اوسنی اپنی علم سی زمین کو پر کر دیا اور اونہوں نی سب سی پہلی
بقتل من قال بخلق القران وتكفيره وكان عند المائة الثالثة فتنة القرامطة فی كثير من البلاد
واسطی قتل اور کفر ایسی شخص کی جو حدوث قرآن کا قائل ہو فتوی دیا اور تیسری صدی پر قرامطہ کا فتنہ اکثر شہروں میں پہیلا
حتى دخلوا مكة وقتلوا الحجيج فی المسجد الحرام قتلا ذريعا وطرحوا القتلى فی بئر زمزم وضربوا الحجر الاسود
یہاں تک کہ مکہ میں جا کر حاجیوں کو مسجد حرام میں بہت قتل کیا اور لاشین چاہ زمزم میں ڈالدین اور حجر اسود کو
بالدبوس فكسروه ثم قلعوه وحملوه الى بلادهم وبقی عندهم اكثر من عشرين سنة ثم اشترى منهم
گرز مار کر توڑ ڈالا پہر اوکہاڑ کر اپنی ملک کو لیگئی اور بیس برس سی زیادہ اونکی پاس رہا پہر اونسی تیس ہزار دینار کو خرید کر
بثلثين الف دينار واعيد الى مكة فی محله وكان عند المائة الرابعة فتنة الحاكم بامر الله وناهيك ما فعل
مکہ میں لائی اور اوسی جگہہ پر رکہا اور چوتہی صدی پر فتنہ حاکم بامر اللہ کا ہوا اور کچہہ حد نہین جو فساد
من الفساد بل هو اعظم شرا من كان قبله بكثير فانه امر الناس بالسجود له اذا ذكر اسمه فی الخطبة و
کہ اوسنی کیا بلکہ اسکا فساد پہلی کی نسبت کئی درجہ بدتر تہا کیونکہ اسنی لوگوں کو یہہ حکم دیا کہ جب خطبہ میں میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور
من كان قبله لم يامر احدا بالسجود له اذا ذكر اسمه فی الخطبة وكان عند المائة الخامسة استيلاء
جو مفسد اس سی پہلی تہی کسی نی اپنی لئی سجدہ کا حکم نہیں دیا تہا کہ جب خطبہ میں میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور پانچویں صدی پر اکثر شام کی شہروں پر
الفرنج على كثير من البلاد الشامية حتى دخلوا بيت المقدس وقتلوا فيه وحده اكثر من سبعين الفا
فرنگیوں کا غلبہ ہو گیا یہاں تک کہ اونہوں نی بیت المقدس میں جا کر صرف وہاں ستر ہزار آدمیوں سی زیادہ قتل کر ڈالی
وذهب الناس هاربين من الشام الى العراق مستغيثين على الفرنج وبقی بيت المقدس فی ايديهم احدى
اور خلقت فرنگیوں کی فریادی شام سی عراق کو بہاگ گئی اور بیت المقدس تین مہینی ایک روز انکی قبضہ میں رہا
وتسعين يوما الى ان خلصه الله تعالى عنهم بيد السلطان صلاح الدين بن ايوب وكان عند المائة
آخر اللہ تعالی نی انکی قبضہ میں سی سلطان صلاح الدین بن ایوب کی ہاتہہ پر چھوڑا یا اور چھٹی صدی پر
السادسة خروج التتار وعموم الفساد حتى ان العلماء حكموا بكفرهم واختلفوا فی البلاد التی استولوا عليها
قوم تتار نی غلبہ کر کر فساد عام کر دیا یہاں تک کہ علماء نی اونکی کفر کا فتوی دیا اور اون شہروں میں جن پر غالب ہو گئی تہی اختلاف ہی
هل هی من بلاد الاسلام ولا فقالوا البلاد التی فی ايديهم اليوم لا شك انها من بلاد الاسلام لعدم اتصا
آیا وہ شہر دار الاسلام میں یا نہین اور کہتی ہیں کہ جو شہر آج اونکی قبضہ میں ہیں بیشک وہ دار الاسلام ہیں کیونکہ دار الحرب سی متصل نہین ہیں
بلاد الحرب ولم يظهروا فيها احكام الكفر بل البلاد التی عليها والی مسلم من جهتهم يجوز فيها اقامة الجمع و
اور نہ اونہین احکام کفر کی جاری کئی ہین بلکہ جس شہر میں اونکی طرف سی مسلمان حاکم ہی اوسمیں نمازین جمعہ اور

الاعياد واخذ الخراج وتقليد القضاة وتزويج اليتامى لاستيلاء المسلم عليها وطاعته للكفرة اما موادعة
عید کی پڑہنی اور خراج کا لینا اور قاضیوں کا منصوب ہونا اور یتیموں کا نکاح کر دینا جایز ہی کیونکہ ان شہروں پر مسلم کا غلبہ ہی اور وہ کفار کا جو مطیع ہی یا تو بطور صلح

او مخادعة واما البلاد التي عليها ولاة كفار فيجوز فيها ايضا اقامة الجمعة والعيدين والقاضي قاض بتراضي
یا فریب کی ہی اور جن شہروں پر کفار حاکم ہیں سو انمیں بہی جمعہ اور عیدین کا قایم کرنا جایز ہی اور قاضی بہی قاضی ہوگا مسلمانوں کی رضی

المسلمين اذ قد تقرر ان بقاء شيء من العلة يبقي الحكم وقد حكمنا بلا خلاف بان هذه الديار قبل استيلاء
سی اسلئی کہ یہہ بات ٹہری ہوئی ہی کہ جبتک کچہہ علت باقی ہی حکم باقی رہتا ہی اور بیشک بلاخلاف ہم یہہ یقین کر چکی ہیں کہ یہہ شہر قوم تتار کی غلبہ سی

التتار من ديار الاسلام وبعد استيلائهم اعلان الاذان والجمع والجماعات والحكم بمقتضى الشرع والفتوى شائع
پہلی دیار اسلام تہی اور اونکی غلبہ کی بعد برملا ہونا اذان اور جمعہ اور جماعات کا اور حکم مطابق شرع اور فتوی کی جاری ہی

بلا نكير من ملوكهم فالحكم بانها من بلاد الحرب لا جهة له واعلان بيع الخمر واخذ الضرائب والمكوس برسم التتار
اونکی بادشاہ کو انمین کچہہ تکرار نہیں پہر حکم کرنا کہ دار الحرب ہی اسکی کوئی وجہ نہیں ہی اور ظاہر شراب کا بکنا اور چنگی اور خراج کا لینا موافق رسم تتار کی ایسا ہی

كاعلان بني قريظة في المدينة باليهودية وطلب الحكم من الطاغوت في مقابلة رسول الله عليه السلام ومع ذلك كانت المدينة
جیسی بنی قریظہ مدینہ میں یہودیت ظاہر کرتی تہی اور بتوں سی رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی مقابلہ میں حکم لیتی تہی پہر بہی مدینہ بلاشبہہ

بلدة الاسلام بلا ريب ثم ان من قال منهم انا مسلم وشهد بكلمتي الشهادة يحكم باسلامه لكن في الخلاصة مسألة يجب التنبيه
دار الاسلام تہا پہر بیشک جو شخص اونمیں سی کہی میں مسلم ہوں اور دونو کلمہ شہادت کی گواہی دی تو اوسکی اسلام کا حکم ہوویگا لیکن خلاصہ میں ایک مسئلہ ہی اسکی

عليها وهي ان اهل بلدة اذا كانوا يدعون الاسلام ويصلون ويصومون ويقرءون القران ومع ذلك يعبدون الاوثان
اطلاع دینی چاہیی یعنی اگر ایک شہر والی دعوی اسلام کا کرتی ہوں اور نماز پڑہتی ہوں اور روزہ رکہتی ہوں اور قرآن کی تلاوت کرتی ہوں اور پہر بت پرستی کرتی ہوں

فاغار عليهم المسلمون وسبوهم واراد انسان ان يشتري من تلك السبايا ان كانوا يقرون بالعبودية لملكهم جاز الشراء
پہر مسلمان اونپر غارت کر کر گرفتار کر لاویں اور کوئی شخص اون قیدیوں میں سی کسیکی خریداری کا ارادہ کری تو اب اگر اپنی پادشاہ کی عبودیت کا اقرار کرتی ہیں تو خریدنا

وان لم يكونوا مقرين بالعبودية لملكهم جاز شراء النساء والصبيان دون الكبار قال قاضيخان في فتاواه
اور اگر اقرار اپنی پادشاہ کی عبودیت کا نہیں کرتی تو خرید لینا عورتوں اور بچوں کا جایز ہی بڑی مردوں کا جایز نہیں قاضی خان اپنی فتاوی میں کہتا ہی

لانهم لما اقروا بالاسلام ثم عبدوا الاوثان كانوا مرتدين فيجوز استرقاق نسائهم وصغارهم ولا يجوز استرقاق كبارهم
یعنی کہ جب اونہوں نی اسلام کا اقرار کیا اور پہر بت پرستی کی تو وہ مرتد ہوئی تو انکی عورتوں اور بچوں کا غلام کر لینا جایز ہی اور بالغ مردوں کا غلام کر لینا جایز نہیں

الا ان يكونوا مقرين بالعبودية لملكهم فيجوز استرقاقهم فاذا ملكهم السابي يجوز له بيعهم وكان عند المائة
ان اگر اپنی پادشاہ کی عبودیت کی قائل ہوں تو اب اونکا بہی غلام کر لینا جایز ہی جب قید کرنیوالا اونکا مالک ہوا تو اونکی بیع بہی جایز ہی اور ساتویں

السابعة غلاء وفناء عظيمان في ديار مصر والشام بحيث اكلت الحمر والبغال والكلاب وكان عند المائة الثامنة فتنة
صدی پر قحط گرانی اور وبا دیار مصر اور شام میں اسقدر ہوئی کہ گدہی اور خچر اور کتی کہائی اور آٹہویں صدی پر فتنہ

تمرلنك واما المائة التاسعة فقد قال العلامة الناصري لا شك ولا ارتياب ان فتنة المائة التاسعة هي فتنة السلطان
تیمور لنگ کا ہوا اور نویں صدی پر علامہ ناصری کہتا ہی کہ اسمیں مجہکو کچہہ شک اور شبہ نہیں ہی کہ فتنہ نویں صدی کا وہ فتنہ سلطان سلیم خان کا ہی

سليم خان وحروبه مع اخوته وقتله اياهم واولادهم ثم حروبه مع صاحب الشرف وكسره وقتله واخذ بلاده ثم اجتماعه
اور اوسکی لڑائیاں بہائیوں سی اور اونکی اولاد کا قتل کرنا پہر اوسکی جنگ وجدال صاحب الشرف سی اور اوسکا توڑنا اور مار ڈالنا اور ملک چہین لینا پہر

بعسكر مصر وقتل سلطانها واكابر امرائها ثم دخوله مصر وفعله فيها مع اهلها ما فعل وفي المائة العاشرة ظهرت فتن
مصر کی لشکر کی ساتہہ جمع ہونا اور وہانکی سلطان کو اور بڑی بڑی امیروں کو قتل کرنا پہر مصر میں جا کر وہانکی باشندوں کی ساتہہ جو کچہہ کیا اور دسویں صدی میں بہت سی

كثيرة متوالية غير منقطعة الى الآن حتى كان اهل الاسلام يتعامل بعضهم مع البعض معاملة الكفار في قتل بعضهم

پیدا ہوئی جو آج تک چلی آتی ہیں یہاں تک کہ اہل اسلام ایک دوسری کی ساتھہ کفار کا سا معاملہ کرتا ہے کہ کوئی کسیکو مار ڈالتا ہے

بعضا وقد روي عن جرير انه عليه السلام قال في حجة الوداع لا ترجعن بعدي كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض

اور جریر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے حجۃ الوداع میں فرمایا تم میرے بعد کافر مت ہو جانا کہ ایک دوسری کو قتل کرنا شروع کرے

يعني ان شان الكفار ان يقتل بعضهم بعضا فلا تتشبهوا بهم ايها المؤمنون في قتل بعضكم بعضا ولا يكن افعالكم شبيهة

مراد یہہ ہے کہ یہہ کفار کا چلن ہے کہ کوئی کسیکو مار ڈالے سو تم مومن ہوکر آپکی خونریزی میں اونکی مثل نہو جانا اور تمہارے چلن مسلمانوں کی

بافعالهم في ضرب رقاب المسلمين وروي عن ابي بكرة انه عليه السلام قال اذا التقى المسلمان فحمل احدهما السلاح على

قتل میں اونکی افعال سے نہ ملنے لگی اور ابوبکرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب دو مسلمان مقابل ہوتے ہیں پھر کوئی اپنے بھائی پر ہتیار اوٹھاتا

اخيه فهما في جرف جهنم فاذا قتل احدهما صاحبه دخلاها جميعا فان القاتل يدخلها بفعله والمقتول يدخلها بسعيه

تو وہ دونو دوزخ کی بیچمیں ہیں جب ایک اپنے یار کو قتل کردیتا ہے تو وہ دونو دوزخ میں جاتے ہیں قاتل تو اوسکو مارکر دوزخمیں جاتا ہے اور مقتول اپنے بھائی کی قتل کی سعی سے

في قتل اخيه كما اجاب به النبي عليه السلام في حديث آخر رواه ابو بكرة ايضا انه عليه السلام قال اذا التقى المسلمان

دوزخمیں جاتا ہے چنانچہ اسکا جواب نبی علیہ السلام نے ایک اور حدیث میں دیا ہے وہ بھی ابوبکرہ ہی روایت کرتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب دو مسلمان تلوار لیکر

بسيفهما فالقاتل والمقتول في النار قال ابو بكرة قلت يا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال انه كان حريصا

مقابل ہوتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونو جہنمی ہیں ابوبکرہ کہتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہہ تو قاتل ہے مقتول کا کیا قصور ہے فرمایا یہہ بھی اپنے بھائی کی

على قتل اخيه وروي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال بادروا بالاعمال فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسي

قتل پر حریص تھا اور ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جلدی کرو اعمال کی فتنوں سے جیسے ٹکڑے اندھیری رات کی صبح کو آدمی مسلمان ہوگا اور شام کو

كافرا ويمسي مؤمنا ويصبح كافرا يبيع دينه بعرض من الدنيا فكانه عليه السلام قال سياتي فتن كالليل المظلم لا يعرف احد

کافر اور شام کو مسلمان ہوگا اور صبح کو کافر اپنا دین بعوض اسباب دنیا کی بیچیگا سو گویا نبی علیہ السلام نے فرمایا اب نزدیک ایسی فتنے آوینگی جیسی اندھیری رات

طريق الخلاص منها ولا يقدر صاحب الورد على محافظة الوظائف والاوقات فيها فاسرعوا بالاعمال الصالحات قبل ان ياتيكم الفتن

کسیکو مخلصی کا رستہ نہ ملیگا اور اوسمیں صاحب ورد کو قدرت محافظۃ وظائف اور اوقات کی نرہیگی سو جلدی کرو صالح اعمال میں اس سے پہلے کہ تمپر فتنے آجاویں

اذ عند مجيئها لا يخلوا اما ان يقتتل طائفتان من المؤمنين ويستحل كل منهما دم الاخرى وما لها فيكفر بهذا الاعتقاد واما

کیونکہ جب فتنے آوینگی تو کوئی دو جماعت مؤمنین کی نہ باقی رہینگی بلکہ ہر ایک دوسریکا خون اور مال حلال سمجھیگا سو اس عقیدہ سے کافر ہوویگا اور

ان يغلب الفسقة ويريقون دماء المسلمين وياخذون اموالهم بغير حق ويزنون ويشربون الخمر ويلبسون الحرير ويعتقدون

یا فساق غالب ہوکر مسلمانوں کی خونریزی کرینگی اور ناحق اونکی مال چھین لینگی اور زنا کرینگی اور شراب پیوینگی اور حریر پہنینگی اور اعتقاد کرینگی

انهم على الحق ويفتيهم بعض علماء السوء بجواز افعالهم وربما يقتلون السارق ويصلبونه باعتقاد جواز قتله

کہ ہم حق پر ہیں اور بعضی علماء بد اونکو فتوی دینگی کہ یہہ افعال جایز ہیں اور بعضی وقت جایز سمجھکر چور کو قتل کرینگی اور سولی چڑہاوینگی

وصلبه ويكفرون بذلك الاعتقاد لان حد السارق ليس القتل والصلب بل حده قطع يده لقوله تعالى والسارق و

اور اسہی اعتقاد سے کافر ہوجاوینگی اسلئے کہ چور کی حد قتل اور سولی نہیں ہے بلکہ چور کی حد ہاتھ کاٹنا ہے بدلیل اس آیت کی اور جو کوئی چور ہو مرد

السارقة فاقطعوا ايديهما وليس ذلك الا وقوع ما روي عن عبد الله بن عمرو بن العاص انه عليه السلام قال ان

یا عورت تو کاٹ ڈالو اونکی ہاتھ اور یہہ اوسی روایت کا ظہور ہے جو عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک

الله تعالى لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه عن العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى اذا لم يبق عالما اتخذ الناس

اللہ علم یوں نہیں اوٹھا لیگا کہ آدمیوں کی دلوں سے نکال لے لیکن علماء کو قبض کرکر اوٹھا لیگا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نرہیگا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنا لینگی

رءوسا جهالا فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الله تعالى لا يقبض
جب اونسے پوچھینگے تو وہ جہالت سے فتوے دینگے پھر آپ بھی گمراہ ہونگے اور اونکو گمراہ کرینگے بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں بیان فرمایا کہ اللہ تعالی علم کو
العلم من بين الناس على طريق محوه من صدور العلماء ورفعه من بينهم الى السماء فان ذلك وان كان جائزا في قدرة
لوگوں میں سے یوں نہیں قبض کریگا کہ علماء کے دلوں سے بھلا دیوے اور اونکے اندر سے آسمان پر لیجاوے کیونکہ اسطرح بھی اگرچہ باعتبار قدرت الٰہی کے ہو سکتا ہے
الله تعالى الا ان هذا الحديث يدل على عدم وقوعه بل الواقع انه تعالى يقبض العلم بقبض ارواح العلماء فانه تعالى
پر یہہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ یوں نہوگا بلکہ یوں قبض ہوگا کہ اللہ تعالی علماء کی روحیں قبض کرکر علم کو اوٹھا لیگا اور جب اللہ تعالی
اذا قبض ارواح العلماء ولم يترك عالما يبقى الجهال فيتخذهم الناس لكونهم في زي العلماء قضاة ومفتين فيقضي قاضيهم
علماء کی روح قبض کریگا اور کوئی عالم نچھوڑیگا تو جاہل باقی رہ جاوینگے سو لوگ اونکی سند پکڑینگے کیونکہ وہ جاہل علماء اور قاضی اور مفتیوں کی صورت ہونگے پھر اونمیں سے
بغير علم ويفتي مفتيهم بغير علم فيكونون ضالين ومضلين قال الدميري هذا الحديث مبين ان المراد بقبض العلم في الاحاديث
قاضی بدون علم کے حکم جاری کریگا اور مفتی بدون علم کے فتوی دیگا سو آپ بھی گمراہ ہونگے اور اونکو گمراہ کرینگے دمیری کہتا ہے یہہ حدیث بیان کرتی ہے کہ علم کی اوٹھ جانے سے مراد احادیث
المطلقة ليس محوه من صدور حفاظه بل معناه انه يموت حملته ويتخذ الناس رءوسا جهالا يحكمون بجهالاتهم ويفتون بجهالاتهم
مطلقہ میں یہہ نہیں ہے کہ حافظوں کے سینہ میں سے محو ہو جاویگا بلکہ یہہ مراد ہے کہ حافظ سب مر جاوینگے پھر لوگ جہال کو سردار بنالینگے وہ اپنی جہالت سے حکم دینگے اور اپنی جہالت سے
فيضلون ويضلون قال القرطبي معنى الحديث ان الله تعالى يقبض العلماء ويبقى الجهال الذين يتعاطون مناصب العلماء
فتوے دینگے پھر آپ بھی گمراہ ہونگے اور اونکو گمراہ کرینگے قرطبی کہتا ہے حدیث کے یہہ معنی ہیں کہ اللہ تعالی علماء کو اوٹھا لیگا اور ایسے جہال باقی رہ جاوینگے کہ علماء کے مناصب فتوی
في الفتوى والتعليم فيفتون بغير علم ويعلمون من غير علم وينتشر الجهل وقد ظهر ذلك ووجد ما اخبر النبي عليه السلام فكان
اور تعلیم کو آپ لیلینگے پھر بغیر علم کے فتوی دینگے اور بغیر علم کے سکھلاوینگے اور جہل پھیل جاویگا اور بیشک ظاہر ہو چکا ہے اور نبی علیہ السلام نے جو خبر دی تھی سو پائی گئی
دليلا من ادلة نبوته خصوصا في هذه الازمنة عن انه جاء في الترمذي عن ابي الدرداء ما يدل على ان الذي يرفع هو العمل
سو یہہ بھی دلائل نبوت میں سے ایک دلیل ہے خاص کر اس زمانہ میں اتنا ہے کہ ترمذی میں ابو الدرداء سے روایت آئی ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل اوٹھ جاویگا
حيث قال كنا مع رسول الله عليه السلام فشخص ببصره الى السماء ثم قال هذا اوان يختلس فيه العلم من الناس حتى لا يقدروا
چنانچہ کہتا ہے کہ ہم رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھ تھے اور آپ نے آسمان کی طرف دیکھا پھر فرمایا یہہ وقت ہے کہ اسمیں لوگوں سے علم اوچک لینگے اتنا کہ کچھہ قدرت باقی نرہیگی
فيه على شيء فقال زياد بن لبيد الانصاري كيف يختلس العلم منا وقد قرانا القران ولنقرئنه نساءنا وابناءنا فقال النبي
زیاد بن لبید انصاری نے عرض کیا ہم سے علم کیونکر اوچک لینگے اور ہم قرآن پڑھتے ہیں اور بالضرور اپنی عورتوں کو اور بچوں کو پڑھائینگے نبی علیہ السلام نے فرمایا
ثكلتك امك يا زياد هذه التوراة والانجيل عند اليهود والنصارى فماذا تغني عنهم وظاهر هذا الحديث يدل على ان الذي
اے زیاد تجھکو تیری ماں روئے یہہ توریت اور انجیل یہود اور نصاری کے پاس ہے پھر اونکو کیا فائدہ ہوتا ہے اور ظاہر معنی اس حدیث کے یوں دلالت کرتے ہیں
يرفع هو العمل لا نفس العلم بخلاف ما ظهر من الحديث السابق فانه صريح في رفع العلم وقيل لا تنافي بينهما فان العلماء اذا
کہ عمل اوٹھ جاویگا خود علم نہیں جاویگا برخلاف اول معنوں کے جو پہلی حدیث سے معلوم ہوتے ہیں بیشک اوس سے علم کا اوٹھنا صریح معلوم ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہیں ان دونوں میں کچھ
ذهب بموت العلماء يخلفهم الجهال ويفتون بالجهل ويعمل به فيذهب العلم والعمل وان كانت المصاحف والكتب بايدي
منافات نہیں ہے کیونکہ جب علماء مرنے سے علم جاتا رہا اونکے بعد جہال رہینگے اور جہالت سے فتوی دینگے اوسی پر عمل ہوویگا پھر علم اور عمل دونوں گئے اگرچہ قرآن اور کتابیں لوگوں کے سامنے دھری رہیں
الناس كما كان كذلك اهل الكتابين ولذلك قال النبي عليه السلام لزياد ثكلتك امك يا زياد هذه التوراة والانجيل
جیسے حال دونوں کتابوں والوں کا ہے اور اسیلئے نبی علیہ السلام نے زیاد کو فرمایا تجھکو تیری ماں روئے یہہ توریت اور انجیل یہود اور
عند اليهود والنصارى فماذا تغني عنهم فان علماءهم لما انقرضوا خلفهم جهالهم وخالفوا الكتاب وحرفوه فجهلوا معناه
نصاری کے پاس ہیں پھر کیا فائدہ ہے کیونکہ اونکے علماء جب گذر گئے تو اونکے پیچھے جہال رہ گئے اور کتاب کے برخلاف رہنے لگے اور کتاب کو بدل ڈالا پھر معنی

فعملوا بالجهل وافتوا بغير علم فارتفع العلم والعمل وبقيت اشخاص الكتب عندهم لا تغني عنهم شيئا يسرنا
اور جہل پر عمل کیا اور بغیر علم کی فتوی دیا پھر علم اور عمل دونو جاتی رہی اور کتابیں اونکی پاس بیٹھائیں دہری رہ گئیں الٰہی ہمپر

الله تعالى عملا موافقا لرضائه المجلس الرابع والثمانون في بيان كيفية السلام وافضلية من
عمل موافق اپنی رضا کی سہل کر مجلس چوراسی طرز سلام کی بیان میں اور افضلیت سلام

بداية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اولى الناس بالله تعالى من بدأ بالسلام هذا الحديث من
پہلی کرنیوالی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک لوگوں میں سی اولی نزدیک اللہ تعالی کی وہ ہی جو سلام پہلی کری یہہ حدیث

حسان المصابيح رواه ابو امامة ومعناه ان احق الناس برحمة الله تعالى واقربهم اليها من بدأ بالسلام
مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابو امامہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہیں کہ لوگوں میں سی بڑا مستحق رحمت الٰہی کا اور رحمت سی بہت نزدیک وہ ہی جو سلام پہلی کری

وظاهره يدل على كون السلام افضل من الرد وقد ذهب اليه بعض العلماء وقال بعضهم الرد افضل لانه فرض
ظاہر اس حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ سلام رد سلام سی افضل ہی اور بیشک بعضی علما کا یہہ ہی مذہب ہی اور بعضی کہتی ہیں رد سلام افضل ہی کیونکہ جواب

والسلام سنة فاجر الفرض اكثر من السنة ودليل فرضيته قوله تعالى واذا حييتم بتحية فحيوا باحسن
سلام کا فرض ہی اور سلام سنت ہی سو ثواب فرض کا سنت سی زیادہ ہوتا ہی اور دلیل فرضیت کی یہہ آیت ہی اور جب تمکو دعا دیوی کوئی تم بھی دعا دو اوس سی بہتر

منها او ردوها فان كل واحد من قوله تعالى فحيوا او ردوا امر وظاهر الامر الوجوب فيكون رد السلام واجبا لكن
یا وہ ہی کہو اولٹ کر اس آیت میں دونو لفظ فحیوا اور ردوا امر ہیں اور ظاہر امر کا وجوب ہوتا ہی پھر رد سلام واجب ہوویگا پر

على وجه التخيير الزيادة على السلام بذكر الرحمة والبركات وبين تركها فان من سلم على الغير فقال السلام عليك
سلام پر زیادہ بڑہانی میں اختیار ہی ذکر رحمت اور برکت کا زیادہ کری یا نہ کری پھر جسنی دوسری کو سلام کرتی ہوی کہا السلام علیک

يكون ذلك الغير مخيرا في الرد بين ان يقول وعليك السلام ورحمة الله بزيادة الرحمة والبركات معا او يقول
تو دوسرا رد سلام میں مختار ہی آسمیں کہ علیک السلام ورحمة الله رحمت اور برکت دونو بڑہا کر جواب دی یا اتنا ہی کہی

وعليك السلام بغير زيادة شيء منهما وهذا القدر فرض والزيادة فضل وليس المراد من الرد ان يقول رددت
وعلیک السلام دونو میں سی کچھ بھی نہ بڑہاوی اتنا تو فرض ہی اور زیادہ کرنا افضل ہی اور رد سلام سی یہہ مراد نہیں ہی کہ رددت

عليك سلامك بل المراد به كون الجواب قدر السلام فان اقل ما يتادى به سنة السلام اذا سلم على واحد ان
علیک السلام کہدی بلکہ مراد یہہ ہی کہ جواب برابر سلام کی ہو بیشک کم سی کم حسن سی سلام کی سنت ادا ہو جاوی جب کسیکو سلام کری تو یہہ ہی

يقول السلام عليك بحرف التعريف ولو قال سلم عليك بغير حرف التعريف بل بالتنوين يصح لان احدهما يقوم
کہ السلام علیک کہی حرف تعریف یعنی الف لام سی اور اگر یوں کہی سلام علیک بدون الف لام کی بلکہ میم کی تنوین کی ساتھ تو بھی درست ہی کیونکہ ایک دوسری کی

مقام الآخر وبدونهما لا يصح ولا يكون سلاما والاولى ان يقول في السلام على الواحد السلام عليكم بحرف التعريف
جگہ ہو جاتا ہی اور بدون دونو یعنی تنوین اور لام کی درست نہیں ہی اور سلام نہیں ہوتا اور بہتر یوں ہی کہ ایک شخص پر سلام کرتی ہوی بھی السلام علیکم ساتھ تعریف کی

او سلام عليكم بغير حرف التعريف بل بالتنوين مع ضمير الجمع فيهما ليكون سلاما عليه وعلى ملئكته لان المسلم لا يكون
یا سلام علیکم بدون حرف تعریف کی بلکہ میم کی تنوین سی دونو صورت میں ضمیر جمع کی تاکہ اوسپر اور اوسکی فرشتوں پر سلام ہو جاوی اسلئی کہ مسلمان اکیلا کبھی نہیں

وحده بل يكون معه على اصح الاقاويل خمس من الملئكة واحد عن يمينه يكتب الحسنات وواحد عن يساره
ہوتا بلکہ اوسکی ساتھ موافق اصح قول کی پانچ فرشتی ہوتی ہیں ایک تو داہنی طرف جو نیکیاں لکہتا ہی اور ایک بائیں طرف

يكتب السيات وواحد امامه يلقنه الخيرات وواحد وراءه يدفع عنه المكاره وواحد عند ناصيته يكتب ما
جو برائیاں لکہتا ہی اور ایک سامنی جو خیرات کی ہدایت کرتا ہی اور ایک پیچھی جو مکروہات سی بچاتا ہی اور ایک پیشانی کی پاس جو درود کو

يصلي على النبي عليه السلام ويبلغه اياه فينبغي ان يخاطم في السلام ومن يدخل بيته يستحب له ان يسلم على اهله لانهم
کلہتا ہی جو نبی علیہ السلام پر جتنی اپنے پڑہی اور اوسکو پہنچاتا ہی سو لائق ہی کہ اونکو بہی سلام مین شامل کرین اور جو شخص اپنے گہر مین جاوی تو مستحب ہی کہ اپنے اہل پر سلام کہکر
احق بالسلام من غيرهم وقد روى عن انس انه عليه السلام قال يا بني اذا دخلت على اهلك فسلم عليهم يكون
کیونکہ وہ اوروں کی نسبت سلام کی زیادہ مستحق ہین اور انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ای بچی جب تو اپنے اہل پاس جاوی تو اونپر سلام کر او
بركة عليك وعلى اهل بيتك وذكر في فتاوى قاضيخان ان من اتى باب دار انسان يجب عليه ان يستاذن قبل
تجہہ پر اور تیری اہل پہ برکت ہووی گی اور فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی جب کوئی کسی شخص کی دروازہ پر آوی تو اوسپر واجب ہی کہ پہلی سلام کرکر اجازت
السلام ثم اذا دخل يسلم اولا ثم يتكلم وان كان في الفضاء يسلم اولا ثم يتكلم وحكى عن بعض الصلحين على ما ذكر
طلب کری پہر جب اندر جاوی تو پہلی سلام کری پہر بات چیت کری اور اگر میدان مین ہو تو پہلی سلام کری پہر بات کری اور بعض صلحا کی حکایت ہی چنانچہ
في بستان العارفين ان واحدا من اصدقائه استقبله وقال له كيف اصبحت فقال له الرجل الصالح ويحك ما هذا
بستان العارفین مین مذکور ہی کہ اوسکا ایک دوست سامنی سی آگیا کہنی لگا مزاج اچہا ہی اوس مرد صالح نی کہا افسوس تجہکو یہہ کیا کہا
فهلا قلت السلام عليكم فيكون لك عشر حسنات وارد عليك فيكون لي عشر حسنات فاذا اجتمع عشرون
اول یہہ کیون نہ کہا السلام علیکم کہ تیری لئی دس نیکیاں ہوتین پہر مین جواب دیتا تو میری لئی دس نیکیاں ہوتین اور جب بیس نیکیاں جمع ہوجاتین
حسنة يرجى عند ذلك نزول الرحمة وحصول المغفرة واما الانحناء فمكروه في كل حال لكل احد لما روى عن انس ان
تو پہر نزول رحمت اور حصول مغفرت کی امید ہوتی اور رہا جہکنا سو بہرحال ہر ایک کو مکروہ ہی کیونکہ انس سی روایت ہی
رجلا قال يا رسول الله الرجل منا يلتقي اخاه اينحني له قال لا قال النووي هذا الحديث صحيح لم يات له معارض
کہ ایک شخص نی عرض کیا یا رسول اللہ کوئی شخص ہم مین سی جب اپنی بہائی سی ملتا ہی تو اوسکی لئی جہکی فرمایا نہین نووی کہتا ہی یہہ حدیث صحیح ہی اسکی معارض کوئی
ولا مصير الى مخالفته ولا ينبغي ان يغتر بكثرة من يفعله ممن ينتسب الى علم وصلاح فان الاقتداء لا يكون الا
حدیث نہین ہی اور نہ ٹہکانا اسکی مخالفت کا اور سزاوار نہین ہی کہ بہت سی علم اور صلاح والون کو جہکتا دیکہہ کر دہوکا کہا جاوین کیونکہ پیروی تو نبی علیہ السلام ہی کی ہی
بالنبي عليه السلام لانه تعالى قال وما اتيكم الرسول فخذوه وما نهيكم عنه فانتهوا وقال في اية اخرى فليحذر الذين
اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو دی تمکو رسول سو لیلو اور جس سی منع کری سو چہوڑدو اور ایک اور آیت مین فرمایا سو ڈرتی رہین جو لوگ
يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم وقد قال الفضيل بن عياض كلاما معناه اتبع طرق
خلاف کرتی ہین اوسکی حکم کا کہ پڑی اونپر کچہہ خرابی یا پہنچی اونکو دکہہ کی مار اور فضیل بن عیاض نی ایک بات کہی ہی اوسکی یہہ معنی ہین ہدایت کا رستہ
الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين واما المصافحة فسنة عند التلا
اختیار کر اور کمتر چلنی والوں کی کچہہ ضرر نہین ہی اور گمراہی کی رستہ سی بچتا رہ اور ہالکین کی کثرت سی دہوکہ مین نہ آ اور رہا مصافحہ سو ملتی وقت سنت ہی
لما روى عن البراء انه عليه السلام قال ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان الا غفر لهما قبل ان يفترقا ويستحب
کیونکہ براء سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کرین مگر جدا ہونی سی پہلی بخشی جاتی ہین اور مستحب ہی
ان يكون معها بشاشة بالوجه ودعاء بالمغفرة لما روى عن البراء ايضا انه عليه السلام قال ان المسلمين اذا التقيا
کہ مصافحہ کی ساتہہ چہری پر خوشی کی آثار ہون اور مغفرت کی دعا کیونکہ براء سی یہہ بہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک دو مسلمان جب ملکر
فتصافحا وتحابا بود ونصيحة تناثرت خطاياهما بينهما وفي رواية انه عليه السلام قال اذا التقى مسلمان فتصافحا و
مصافحہ کرتی ہین اور محبت اور خیر خواہی جمع ہوتی ہین تو اونکی گناہ دونوں کی بیچ مین جہڑ پڑتی ہین اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان ملکر مصافحہ اور
حمدا الله تعالى واستغفراه غفر الله لهما وفي حديث اخر رواه انس انه عليه السلام قال ما من عبدين متحابين
اللہ کی حمد کرتی ہین اور مغفرت مانگتی ہین تو اللہ دونوں کو بخشدیتا ہی اور ایک اور حدیث مین انس کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی دو شخص بندہ ہی دوست

فی الله یستقبل احدهما الاخر فیتصافحه فیصلیان علی النبی الا لم یفترقا حتی یغفر الله من ذنوبهما ما تقدم
کہ دونو آمنی سامنی ہوکر مصافحہ کرین پھر درود بہیجین مجھپر مگر اتنی دیر نہیں ہوتی کہ اللہ تعالی انکی گناہ جو ہو چکی ہین

منها وما تاخر وهذه المصافحة یکون من تمام السلام بینهما لما روی انه علیه السلام قال تمام تحیاتکم بینکم المصافحة
اور جو ہونگی سب بخشدیتا ہی اور یہہ مصافحہ اونمین سلام کی تمامی ہوتی ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمامی تمہاری آپس کی سلام کی مصافحہ ہی

والمراد من التحیة السلام والاصل فی السلام قوله تعالی یا ایها الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا
اور تحیہ سی سلام مراد ہی اور اصل دلیل سلام کی یہہ آیت ہی ای ایمان والو مت جایا کرو کسیکی گہرون مین اپنی گہرون کی سوا جبتک نہ پوچہ لیا

وتسلموا علی اهلها ذلکم خیر لکم ان الاستیذان والتسلیم خیر لکم من ان تدخلوا بغتة وتحیة الجاهلیة کان
کرو اور سلام دیلو اوس گہر والون پر یہہ بہتر ہی تمہاری حق مین یعنی اجازت لینی اور سلام کرنا تمہاری حق مین اس سی بہتر ہی کہ چانچک گہس جاؤ اور جاہلیت کا سلام یون تہا

الرجل منهم اذا دخل بیتا غیر بیته قال حییتم صباحا وحییتم مساء ودخل فربما اصاب الرجل مع امراته فی لحاف
جبکوئی شخص سوائی اپنی گہر کی اور کی گہر جاتا تو کہتا میں نی تحیہ کیا تمہر صبح کو اور تحیہ کیا شام کو رگہس جاتا سو اکثر گہر والیکو جورو کی ساتہ ایک لحاف مین

وروی ان رجلا قال للنبی علیه السلام استاذن علی امی قال نعم قال انها لا خادم لها غیری استاذن کلما دخلت
اور روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام سی پوچہا کیا ماسی بہی اجازت لیا کرون فرمایا ہان عرض کیا اوسکی پاس کوئی خدمتگار بجز میری نہین ہی پہر کیا جب

قال اتحب ان تراها عریانة قال لا قال فاستاذن لعلکم تذکرون متعلق بمحذوف ای انزل علیکم او قیل لکم هذا
جایا کرون اجازت لیا کرون فرمایا کیا تجہکو پسند آتا ہی کہ اوسکو ننگی دیکہی عرض کیا نہین فرمایا تو پس اجازت لیا کر لعلکم تذکرون یہہ کلمہ عبارت محذوف یعنی انزل علیکم سی متعلق ہی

ارادة ان تذکروا وتعلموا ما احق لکم فان لم تجدوا فیها احدا یاذن لکم فلا تدخلوها حتی یؤذن لکم حتی یاتی من
یعنی تمسی بیان کیا اس غرض سی کہ پند پذیر ہو اگرچہ جانو تم وہ چیز کہ محتاج ہو اوسکی پہر اگر اوسمین کوئی نہو کہ تمکو اجازت دیوی تو مت گہسو اوسمین جبتک کہ تمکو اجازت نہو یہانتک کہ

یاذن لکم فان المانع من الدخول لیس الاطلاع علی العورات فقط بل وعلی ما یخفیه الناس عادة من ان التصرف فی ملک الغیر بغیر
اجازت دینی والا آجاوی کیونکہ روک اندر کی جانی سی کچہ یہہ ہی نہین ہی اطلاع عورات پر فقط بلکہ اطلاع اوسکی جو لوگ عادت کی موافق چہپاتی ہین یعنی تصرف کرنا غیر کی چیز مین بغیر

اذنه حرام واستثنی ما عرض من حرقا وغرقا وکان فیه منکر ونحوها فان قیل لکم ارجعوا فارجعوا هو
اجازت کی حرام ہی اور استثنا کی گئی ہی ضرورت جو پیش آوی قسم جلنی یا ڈوبنی سی یا اوسمین کوئی بات خلاف شرع ہو مانند نکی اور اگر تمکو کہی کہ پہر جاؤ تو پہر جاؤ

ازکی لکم ای الرجوع اطهر لکم وانفع لدینکم فان من یدخل بیتا ینبغی له ان یسلم علی من کان فیه فان لم یکن
اسہی مین خوب ستہرائی ہی تمہاری یعنی ہٹ جانا تمہاری لئی طہارت اور دین مین مفید ہی بیشک جو شخص کسیکی گہر مین جاوی تو اوسکو لائق ہی کہ گہر والون پر سلام بہیجی اور اگر وہان

فیه احد یسلم علی نفسه بان یقول السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین لانه تعالی قال فاذا دخلتم بیوتا فسلموا
کوئی نہو تو اپنی اوپر سلام بہیجی اسطور کہی سلام ہمپر اور خدا کی صالح بندون پر کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر جب جانی لگو کبہی گہرون مین تو

علی انفسکم فالایة تقتضی هذین الامرین جمیعا وهما التسلیم علی الاهل عند وجودهم وعلی نفسه عند عدم
سلام کہو اپنی اوپر پس آیت سی دونو امر لازم ہین یعنی سلام کرنا اہلخانہ پر اگر وہان موجود ہون اور اپنی اوپر اگر وہان کوئی نہو

وجود احد منهم وادنی ما یتادی به الرد ان یقال وعلیک السلام بواو العطف حتی لو ترک الواو لا یصیر ردا
اور کم سی کم جسمین سلام کا جواب ادا ہو جاوی اتنا ہی وعلیک السلام ساتہ واو عاطفہ کی یہانتک کہ اگر واو کو ترک کریگا تو جواب نہو دیگا

لان الوارد فی الشرع الرد مع الواو فاذا ترک لا یعتد به ولا یسقط الفرض بدونه وکمال السلام ان یقال السلام
اسلئی کہ شرع مین جواب واو کی ساتہ آیا ہی جب اوسکو ترک کیا تو عبارت کا کچہ اعتبار نہین ہی اور نہ بدون اوسکی فرض ادا ہوتا ہی اور کمال سلام کا یہہ ہی کہ یون کہی

علیکم ورحمة الله وبرکاته لما روی انه علیه السلام قال من قال السلام علیکم کتب له عشر حسنات ومن قال
السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص کہی السلام علیکم اوسکی لئی دس نیکیان لکہی جاتی ہین اور جسنی کہا

السلام علیکم ورحمة الله کتب له عشرون حسنة ومن قال السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته کتب له ثلثون
السلام علیکم ورحمۃ اللہ اوسکی لیی بیس نیکیاں لکہی جاتی ہیں اور جس نی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اوسکی لیی تیس نیکیاں لکہی جاتی ہیں

حسنة فانه علیه السلام قد بین فی هذا الحدیث ان فی السلام عشر حسنات وفی ضم الرحمة الیه عشرون حسنة
اس لیی کہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں فرمادیا ہی کہ سلام میں دس نیکیاں ہیں اور اوسپر رحمۃ کی ملانی میں بیس نیکیاں ہیں

وفی ضم البرکات الیهما ثلثین حسنة وهی النهایة لانتظامها لجمیع فنون المطالب التی هی السلامة عن المضار ونیل المنافع
اور اوسپر برکات ملانی میں تیس نیکیاں ہیں اور یہہ انتہا کا درجہ ہی اسمیں تمام اقسام کی مطالب آگئی یعنی سلامتی اسباب ضرر سی اور حصول منفعت کا

ودوامها ونماؤها ولا ینبغی ان یزاد علی ذلک لما روی عن ابن عباس انه قال لکل شئ منتهی ومنتهی السلام البرکات
ہمیشہ کو اور اوسکی افزایش اور سزاوار نہیں ہی کہ اس سی زیادہ بڑہادی اسلئی کہ روایت ہی کہ ابن عباس نی کہا ہی ہر شی کا انتہا ہوتا ہی اور سلام کا انتہا برکات ہی

ثم ینبغی ان یعلم ان من یسلم علی احد انما یصیر مؤدیا حق السنة اذا رفع صوته مقدار ما یحصل به الاسماع
پہر سمجہا چاہیی کہ جو شخص کسی پر سلام بہیجتا ہی اوس کی حق سنت جب ادا ہوتا ہی کہ اتنی بلند آواز سی کہی کہ وہ سن لی

فان لم یحصل به الاسماع لا یصیر مؤدیا حق السلام فلا یجب الرد لان الشرط فی ثبوت الحکم للشئ العلم به فاذا
اور اگر وہ نہ سنی تو اوس کی حق سلام کا ادا نہیں ہوتا اور جواب بہی واجب نہیں ہوتا اسواسطی کہ کسی شی کی حکم ثابت ہونی میں اوس شی کا علم شرط ہی جب

لم یحصل العلم بالسلام لا یکون الرد فرضا وکذا من یرد السلام انما یکون مؤدیا فرض الرد اذا رفع صوته مقدار
سلام کی خبر نہو ئی تو جواب بہی فرض نہیں ہوتا ایسی ہی جو سلام کا جواب دیتا ہی اوس کی فرضیت جواب کی جب ادا ہوتی ہی کہ آواز اتنی بلند کری

ما یحصل به الاسماع فان لم یحصل به الاسماع لا یسقط فرض الرد فان من یسلم علی واحد یکون الرد فرضا علیه
کہ وہ سن لی اگر وہ جواب مسموع نہوا تو فرضیت جواب کی ساقط نہو گی پس جو شخص کسیکو سلام کرتا ہی تو اوسپر جواب فرض ہوجاتا ہی

حتی لو لم یرد یکون اثما ومن سلم علی جماعة یکون الرد فرضا علیهم حتی لو ترکه کلهم یکونون اثمین وان رده
یہاں تک کہ اگر جواب ندیگا تو گنہگار ہوگا اور اگر کسینی ایک جماعت کو سلام کیا تو جواب اون سب پر فرض ہوجاتا ہی یہاں تک کہ اگر کوئی بہی جواب ندیگا تو سب گنہگار ہونگی

بعضهم یسقط الفرض عن الباقین لکن الافضل ان یرده کلهم ولو کان فیهم صبی ولم یرده الا الصبی لا یسقط
اور اگر کسی ایک نی بہی جواب دیدیا تو سب کی ذمہ سی فرض ساقط ہوجاتا ہی پر افضل یہہ ہی کہ سب جواب دیویں اور اگر اوس جماعت میں بچہ نابالغ ہو اور اوس کی سوائی

عنهم الفرض لان الصبی لیس من اهل الفرض ویشترط فی الرد ان یکون علی الفور حتی لو اخر لا یعد ردا ویستحب
کوئی جواب ندیوی تو اونکی ذمہ سی فرض ساقط نہیں ہوتا اسلئی کہ بچہ کی ذمہ پر کچہہ فرض نہیں ہوتا اور جواب کی یہہ شرط ہی کہ ترت جواب دیوی اگر دیر کی بعد جواب دیگا تو جواب نہیں

لمن سلم علی واحد واسمعه سلامه وتوجه علیه الرد بشروطه فلم یرد ان یجعله فی حل منه فیقول ابرأته من حقی
گنا جاتا اور جو شخص کسیکو سلام کری اور اوسکو سلام سنادی اور جواب اوسکی ذمہ پر سلام کی شرطسی لازم آجاوی پہر وہ جواب ندیوی تو مستحب ہی کہ سلام کرنیوالا اپنی طرف سی معاف

فی رد سلامی وجعلته فی حل منه او نحو ذلک فاذا قال هذا یسقط به حقه واذا دخل جماعة علی قوم یسن لجمیعهم
کردی یہہ کہدی کہ مینی اپنا حق سلام کی جواب کا معاف کیا یا مینی اپنی طرف سی اوسکو معاف کیا یا مانند اسکی جب اتنا کہدیگا تو اوسکا حق ساقط ہو جائیگا اور اگر ایک جماعت جمع ہوکر

ان یسلموا ویکره لهم ترک السلام فان سلم بعضهم یسقط الکراهة عن الباقین لان السلام سنة علی الکفایة
ایک قوم کی پاس آوی تو سبکو مسنون ہی کہ سلام علیک کریں اور سلام کا ترک کرنا اونکو مکروہ ہی پہر اگر بعضون نی سلام علیک کرلی تو کراہت سبکی ذمہ سی اوتر گئی کیونکہ سلام سنت کفایہ ہی

کما ان الرد فرض علی الکفایة علی ما روی عن زید بن وهب انه علیه السلام قال اذا مر قوم بقوم فسلم واحد
جیسی سلام کا جواب فرض کفایہ ہی چنانچہ زید بن وہب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب ایک جماعت ایک جماعت پر گذری اور ایک شخص

منهم اجزاهم واذا رد واحد منهم اجزا عنهم واذا دخل واحد علی جماعة قلیلة یعمهم سلام واحد یکفی سلام واحد
اونمیں سی سلام علیک کری تو سبکو کافی ہی اور اگر ایک شخص جواب دیدی تو اونکی طرف سی کافی ہی اور اگر ایک شخص چہوٹی جماعت کی پاس آوی تو سبکو ایک سلام کری سب پر

على جميعهم وما زاد من تخصيص بعضهم فهو ادب ويكفي في الرد ان يرد واحد منهم فمن زاد بعدهم فهو ادب
اور جو زیادہ کری کسی خاص کو تو یہہ ادب ہی اور جواب یہی کافی ہی اگر ایک شخص جواب دیدی پہر اگر اونہین سی کسی اور نی جواب دیا تو یہہ

وان كان جمعا عظيما لا ينتشر فيهم سلام واحد كالجامع والمسجد العظيم فالسنة ان يسلم عليهم اذا شاهدهم
ادب ہی اور اگر بڑی جماعت ہو تو ایک سلام کہان پہیلتا پہریگا جیسی مسجد جامع اور بڑی مسجد تو سنت یہہ ہی کہ اونکو سلام کرتا جاوی جس سی ملتا جاوی

ويكون مؤديا حق السلام في جميع من سمعه فان اراد ان يجلس فيهم يسقط عنه سنة السلام فيمن لم يسمع سلامه
اور حق اونکی سلام کا ادا کر چکیگا جو جو سن لینگی پہر یہہ شخص اگر انہین بیٹھنا چاہی تو اسکی ذمہ سی سنت سلام کی ساقط ہوئی بہ نسبت باقیون کی

من الباقين وان اراد ان يجلس فيمن لم يسمع سلامه ففيه وجهان احدهما ان سنة السلام عليهم حصلت بالسلام
جنہون نی سلام نہین سنا اور اگر اوس قوم مین بیٹھنا چاہی جنہون نی سلام نہین سنا تو اسمین دو وجہ ہین ایک یہہ کہ اب سنت سلام اونکی حق کی پہلون پر سلام کرنی سی

على اوائلهم لكونهم جمعا واحدا فلو اعاد السلام عليهم يكون ادبا والوجه الثاني كون سنة السلام باقية في حق
ادا ہو چکی کیونکہ یہہ سب ایک ہی جماعت ہی پہر اگر اسنی انکو بہی سلام کیا تو ادب ہی اور دوسری یہہ وجہ ہی کہ سنت سلام انکی حق کی جنکو اسکا سلام

من لم يبلغهم سلامه والسنة ان يسلم الراكب على الماشي والماشي على القاعد والصغير على الكبير والقليل
نہین پہنچا باقی ہی اور مسنون یہہ ہی کہ سوار پیادہ کو سلام کری اور چلتا ہوا بیٹہی کو اور چہوٹا بڑی کو اور چہوٹی جماعت

على الكثير ولو خالفوا وسلم الماشي على الراكب والكثير على القليل والكبير على الصغير لا يكره بل يكون تركا لما
بڑی جماعت کو اور اگر اسکی خلاف کیا یعنی پیادہ نی سوار کو سلام کیا یا بڑی جماعت نی چہوٹی جماعت کو اور بڑی نی چہوٹی کو تو مکروہ نہین ہی بلکہ اپنا حق ترک کیا

يستحقه من سلام غيره عليه ومن مر على قارئ القران لا ينبغي ان يسلم عليه كيلا يشغله عن القراءة فان
کہ دوسرا اسکو سلام کرتا اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرتی پاس جا پہنچا تو اوسکو سلام کرنا نہین چاہئی تاکہ تلاوت سی نہ روکدی پہر اگر اسنی

سلم عليه قال بعضهم لا يجب عليه الرد وقال بعضهم يجب وهو اختيار فقيه ابي الليث ومن مر على من اتى
سلام کیا تو بعضی کہتی ہین اوسپر جواب واجب نہین ہی اور بعضی کہتی ہین واجب ہی فقیہ ابو اللیث نی یہہ ہی اختیار کیا ہی اور جو شخص ایسی پاس پہنچا

الخلاء وهو يتغوط او يبول ينبغي له ان لا يسلم عليه في هذه الحالة فان سلم عليه قال ابو حنيفة رض يرد عليه بقلبه
جو بیت الخلا مین پائخانہ پہرتا ہی یا پیشاب کرتا ہی تو چاہئی کہ اس حالت مین اوس سی سلام علیک نکری پہر اگر اوسپر سلام علیک کی تو ابو حنیفہ کہتی ہین کہ دل ہی جواب

لا بلسانه وقال ابو يوسف لا يرد عليه بقلبه ولا بلسانه ولا بعد الفراغ ايضا وقال محمد يرد عليه بعد الفراغ و
دی زبان سی نہ بولی اور ابو یوسف کہتی ہین نہ دل سی جواب دی نہ زبان سی اور نہ بعد فراغت کی اور امام محمد کہتی ہین فارغ ہوکر جواب دی اور

لا يسلم على احد وقت الخطبة فان سلم والخطيب في الخطبة لا يجب الرد على السامع ومن كان جالسا مع قوم
خطبہ کی وقت کسی سی سلام علیک نکری پہر اگر سلام کیا اور خطیب خطبہ مین ہو تو سننی والی پر جواب واجب نہین ہی اور جو شخص ایک جماعت مین بیٹھا ہوا تہا

ثم قام للذهاب فالسنة ان يسلم عليهم لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال اذا انتهى احدكم الى المجلس فليسلم
پہر جانی لگا تو سنت یہہ ہی کہ وہ ہی اونکو سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب کوئی مجلس مین آوی تو سلام کری

فاذا اراد ان يقوم فليسلم فليست الاولى باحق من الاخرى قال الامام النووي ظاهر هذا الحديث يقتضي ان يجب على
پہر اگر کہڑا ہووی تو سلام کری سو پہلی جماعت بڑی حق دار نہین ہی دوسری سی امام نووی کہتی ہین ظاہر اس حدیث کا یون چاہتا ہی کہ جماعت کی

الجماعة رد السلام على هذا الذي سلم عليهم وفارقهم وقال بعض العلماء جرت عادة بعض الناس بالسلام عند
ذمہ جواب سلام کا اس شخص پر واجب ہی جسنی سلام کیا تہا اور جدا ہوا ہی اور بعضی علماء کہتی ہین بعضی لوگون کو سلام کرنیکی عادت پڑی ہوئی ہی

مفارقة القوم وذلك دعاء يستحب له الجواب لان السلام انما يكون عند اللقاء لا عند الانصراف وانكر هذا القول
جب جماعت سی جدا ہون اور یہہ دعا ہی اوسکی لئی جواب مستحب ہی اسلئی کہ سلام ملاقات کی وقت ہوتا ہی جدا ہوئی نہین ہوتا اور امام ابو بکر شافعی

الامام ابو بکر الشافعی وقال ہذا القول فاسد لان السلام کما کان سنۃ عند اللقاء کذلک ھو سنۃ عند الانصراف
اس بات سی انکار کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہہ بات غلط ہی اسواسطی کہ سلام جیسی ملتی وقت سنت ہی ایسی ہی جدا ہوتی ہوئی سنت ہی
علی ما دل علیہ الحدیث السابق ومن کتب کتابا وکتب فیہ سلاما علی احد او ارسل الیہ سلاما بالرسول فبلغہ
چنانچہ اسپر حدیث سابق دلالت کرتی ہی اور اگر کسینی خط لکہا اور اوسمین کسیکو سلام لکہدیا یا کسیکو سلام زبانی رسول کی کہلا بہیجا پہر اوسکی پاس
الکتاب او الرسالۃ یجب علیہ الرد علی الفور لان السلام علی الغائب لا یکون الا بالرسالۃ او بالکتاب فعلیہ ان یرد بمثلہ
خط یا زبانی سلام پہنچا تو اوسپر فورًا جواب واجب ہی اسلئی کہ سلام غائب پر نہیں ہوسکتا مگر زبانی رسول کی یا خط مین سو اوسپر لازم ہی کہ ویسا ہی جواب دی
او باحسن منہ لکن ینبغی ان یعلم ان من بلغ الغیر سلام احد ینبغی لذلک الغیر ان یرد علیہما ویقول علیک
یا اوس سی بہتر لیکن سمجہا چاہئی کہ جسنی کسی غیر کو کسیکا سلام پہنچایا تو اوس غیر کو لازم ہی کہ سلام کا جواب دونو کو دی اسطور علیک
وعلیہ السلام لما روی ان رجلا قال للنبی علیہ السلام ان ابی یقرئک السلام فقال النبی علیہ السلام علیک
وعلیہ السلام اسلئی کہ روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام سی عرض کیا کہ میرا باپ آپکو سلام کہتا ہی سو نبی علیہ السلام نی فرمایا تجہہ پر
وعلی ابیک السلام ومن سلم علی احد ثم لقیہ ثانیا او راہ ثانیا یستحب لہ ان یسلم علیہ ثانیا لما روی انہ علیہ السلام
اور تیری باپ پر سلام اور اگر کسینی کسیکو سلام کیا پہر اوس سی دوبارہ ملگیا یا دوبارہ دیکہا تو مستحب ہی کہ اوسکو دوبارہ سلام کری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
کان اذا دخل المسجد یسلم علی اصحابہ ثم اذا صعد المنبر واقبل علیہم یسلم علیہم ثانیا ویروی عن ابی ھریرۃ انہ علیہ السلام
جب مسجد مین آتی تو اپنی اصحاب سی سلام علیک کرتی پہر جب منبر پہ چڑہ کر اونکی آمنا سامنی ہوتی تو دوبارہ سلام علیک کرتی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
قال اذا لقی احدکم اخاہ فلیسلم علیہ فان حالت بینہما شجرۃ او جدار او حجر ثم لقیہ فلیسلم علیہ وکان اصحاب رسول
نی فرمایا جب کوئی تم مین سی اپنی بہائی سی ملی تو سلام کری پہر اون دونوں کی بیچمین اگر درخت یا دیوار یا پتہر آجاوی اور پہر ملی تو سلام کری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
اللہ علیہ السلام اذا ساروا فی طریق فاستقبلہم شجرۃ فاجتازوھا یسلم بعضہم علی بعض واذا التقی الاثنان
وسلم کی اصحاب جب رستہ چلتی اور اونکی سامنی درخت آجاتا تو اوس سی بڑہکر آپسمین سلام کیا کرتی اور جب دو شخص ملین
وقال کل واحد منہما للاخر دفعۃ او علی الترتیب السلام علیکم قبل یصیر کل واحد منہما مسلما علی الاخر ولا یقوم ذلک
اور ہر ایک دونوں مین سی دفعۃً یا بترتیب سلام علیک کری کہتی ہیں کہ دونو کی طرف سی سلام علیک ہوجاتی ہی اور یہہ سلام جواب کی جگہ
مقام الرد بل یجب علی کل واحد منہما الرد والصواب علی ما ذکرہ النووی ان سلام احدہما ان کان بعد سلام الاخر
نہیں ہوگا بلکہ دونو پر جواب واجب ہی اور صواب موافق ذکر نووی کی یہہ ہی کہ ایک کا سلام اگر بعد دوسری کی سلام کی ہی
یکون ردا لکون ھذا اللفظ صالحا للرد والا فلا ومن لقی احدا فقال لہ ابتداء علیکم السلام لا یکون ذلک مسلما
تو جواب ہوجاتا ہی کیونکہ یہہ لفظ قابل جواب کی ہی اور نہیں تو نہیں اور اگر کوئی کسی سی ملا اور پہلی ہی کہا علیکم السلام تو یہہ عبارت سلام نہیں ہوتا
حتی لا یستحق الرد لان ھذہ الصیغۃ مشروعۃ للرد لا للابتداء فلا تقوم مقام السلام علی الاحیاء بل ھی تحیۃ
یہاں تک کہ وہ مستحق جواب کا نہیں کیونکہ یہہ عبارت شرع مین جواب کی واسطی مقرر ہی ابتدا کی واسطی نہیں ہی سو زندوں پر سلام کی قایم مقام نہو گی بلکہ یہہ سلام
الموتی علی ما روی ان رجلا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیک السلام یا رسول اللہ فقال النبی علیہ السلام لا تقل
موتی کا ہی موافق اس روایت کی کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر کہا علیک السلام یا رسول اللہ سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا علیک السلام
علیک السلام علیک السلام تحیۃ الموتی فانہ علیہ السلام قد بین فی ھذا الحدیث ان ھذہ الصیغۃ لیست
مت کہا کر علیک السلام موتی کا سلام ہی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث مین بیان کردیا کہ یہہ عبارت اسلئی نہیں ہی
مما یسلم بہا علی الاحیاء بل انما یسلم بہا علی الاموات لان الاحیاء وضع لہم فی الشرع عند السلام صیغۃ وعند الرد
کہ زندوں پر سلام کیجئی بلکہ اس عبارت سی مردوں پر سلام کرتی ہیں کیونکہ شرع مین زندوں کی واسطی سلام کی اور عبارت ہی اور جواب کی واسطی

صیغۃ

صيغة فلا يحسن ان يوضع ما وضع للرد موضع السلام واما الاموات فلا يرد عليهم فيستوي في حقهم السلام
اور عبارت سوا ہی نہیں ہی کہ جو عبارت جواب کی لی ہی وہ سلام کی جگہ استعمال کرین اور مردون پر تو جواب نہین ہوتا پہر ادنکی حق مین سلام

عليكم بالصيغتين لما روي انه عليه السلام كان يسلم على اهل القبور بقوله السلام عليكم دار قوم مؤمنين
علیک دونو عبارت سی برابر ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اہل قبور پر سلام علیک اس عبارت سی کرتی تہی السلام علیکم ملک قوم مؤمنین کی

ومن سلم على اصم يستحب له ان يتكلم بالسلام بلسانه لقدرته عليه ويشير بيده حتى يحصل الافهام فيستحق
اور جو شخص بہری کو سلام کری تو مستحب ہی کہ سلام زبان سی کہی کیونکہ اسکو قدرت ہی اور ہاتہہ سی اشارہ کردی تاکہ وہ سمجہہ جاوی اور یہہ مستحق جواب کا ہو

الرد ولو لم يجمع بينهما لا يستحق الرد ولو سلم عليه اصم واراد ان يرد عليه يلزمه ان يتكلم بالرد بلسانه لقدرته
اور اگر دونو بات نکریگا تو مستحق جواب کا نہین ہی اور اگر بہرہ اسکو سلام کری اور یہہ جواب دیا چاہی تو لازم ہی کہ جواب زبانسی دی کیونکہ اسپر قادر ہی

عليه ويشير بيده ليحصل الافهام ويسقط عنه الرد ولو سلم على اخرس فاشار الاخرس بيده يسقط عنه الفرض
اور ہاتہہ سی اشارہ کردی تاکہ وہ سمجہہ جاوی اور اسکی ذمہ سی جواب ادا ہو جاوی اور اگر گنگی کو سلام کیا اور گنگی نی ہاتہہ سی اشارہ کردیا تو اوسکی ذمہ سی فرض ادا ہو جاتا ہی

لان اشارته قائمة مقام العبارة ولو سلم عليه الاخرس بالاشارة يستحق الرد والنساء بعضهن مع بعض في
کیونکہ اوسکا اشارہ قایم مقام بولنی کی ہی اور گنگی نی اشارہ سی اسکو سلام کیا تو وہ مستحق جواب کا ہی اور عورتین عورتین آپسمین سلام علیک کی باب مین

حكم السلام كالرجال واما الرجل اذا سلم على امرأة فان كانت زوجته او جاريته او كانت من محارمه فعليها الرد
مانند مردون کی ہین اور اگر مرد عورت کو سلام کری اگر وہ عورت اوسکی بی بی ہی یا لونڈی ہی یا اوسکی کوئی محرم ہی تو اوسپر جواب دینا لازم ہی

وان كانت اجنبية شابة لا يجوز لها الرد ويكون الرجل مفرطا في السلام عليها وكذا المرأة ان سلمت على رجل فاذا
اور اگر کوئی غیر جوان ہی تو اوسکو جواب دینا چاہئے نہین اور وہ مرد اس سلام مین بیجا پر ہی اور ایسی ہی عورت اگر مرد کو سلام کری پہر اگر

كانت زوجته او جاريته او كانت من محارمه او كانت عجوزا لا يخاف منها الفتنة فعليه الرد وان كانت شابة يميل
وہ اوسکی جورو یا لونڈی یا اوسکی کوئی محرم ہی یا ایسی بڑہیا ہی کہ اوسپر کچہہ خوف فتنہ کا نہین تو مرد کی ذمہ جواب لازم ہی اور اگر ایسی جوان ہی کہ

اليها النفس يكره له الرد وتكون المرأة مفرطة في السلام عليه واما الصبيان فالسنة ان يسلم عليهم لما روي عن
نفس کو اوسکی طرف رغبت ہوئی تو جواب دینا مکروہ ہی اور عورت اس سلام مین بیجا پر ہی اور نابالغ بچون کو سلام کرنا مسنون ہی اسلئی کہ انس سی روایت ہی

انس انه مر على صبيان فسلم عليهم وقال كان النبي عليه السلام يفعله وفي رواية انه عليه السلام مر على غلمان
کہ وہ لڑکون پر گذری تو اونکو سلام کیا اور کہا نبی علیہ السلام یہی کیا کرتی تہی اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام لڑکون کی پاس آگئی

فسلم عليهم ولو سلم صبي على بالغ فالصحيح وجوب رد سلامه لقوله تعالى واذا حييتم بتحية فحيوا باحسن منها واما
تو اونکو سلام کیا اور اگر نابالغ لڑکا بالغ کو سلام کری تو صحیح یون ہی کہ جواب دینا واجب ہی بدلیل اس آیت کی اور جب تمکو دعا دیوی کوئی تو تم بہی دعا دو اوس سی بہتر

المبتدعة ومن اقترف ذنبا عظيما ولم يتب منه فينبغي ان لا يسلم عليهم ولا يرد سلامهم قال البزازي يسلم على لاعب
اور بدعتی لوگ اور جو جو بڑی گناہ کرتی ہین اور اوس گناہ سی توبہ نہین کرتی تو سزاوار ہی کہ انکو سلام نکری اور نہ انکی سلام کا جواب دی بزازی کہتا ہی کہ امام کی

الشطرنج عند الامام ليشغله عن ساعة الرد لا عندهما لان المجاهر بالفسق في معتقده ولو مجتهدا لا يستحق الاكرام
نزدیک شطرنج باز کو سلام کرلی تاکہ دم بہر جواب دیتا ہوا شطرنج سی باز رہی صاحبین کی نزدیک سلام نکری اسلئی کہ فاسق علی الاعلان اپنی معتقد مین اگرچہ اجتہاد

وقال النووي فمن اضطر الى السلام على الظلمة اذا دخل عليهم وخاف ان يترتب عليه في دينه ودنياه ضرر ان لم يسلم
ہو سزاوار عزت کا نہین ہی اور نووی کہتا ہی جو شخص ظالمون کو سلام کرنیمین لاچار ہو جب اونکی پاس جاوی اور یہہ ڈر ہو کہ اگر انکو سلام نہین کرتا تو دین کا یا دنیا کا

عليهم يسلم عليهم وينوي ان السلام اسم من اسماء الله تعالى ليكون المعنى ان الله عليكم رقيب فيجازيكم بما
تو اونکو سلام کرلی اور یہہ نیت کرلی کہ سلام الله کا نام ہی تاکہ یہہ معنی ہو جاوین کہ الله تمہاری اوپر نگہبان ہی سو تمکو تمہاری لایق سزا دیوے گا

تستحقون واما اهل الذمة فيكره للمسلم ان يسلم عليهم ابتداء لما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام
اور ہی ذمی لوگ سو مسلم کو مکروہ ہی کہ اونکو پہلی سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا

قال لا تبدءوا اليهود والنصارى بالسلام قال قاضيخان فى فتاواه هذا اذا لم يكن للمسلم حاجة اليه واما
کہ یہود اور نصاری کو پہلی سلام مت کرو قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتا ہی یہہ اوس صورت مین ہی کہ مسلمان کی کوئی غرض نہ اوسکی ہو

اذا كانت فلا باس ان يسلم عليه ومن سلم على من لم يعرفه فبان انه ذمى يستحب له ان يسترد سلامه فيقول
اور اگر کوئی غرض ہی تو سلام کرنےمین کچھ ڈر نہین ہی اور اگر کسینی کسی نا واقف کو سلام کیا پہر معلوم ہوا کہ وہ ذمی ہی تو اوسکو مستحب ہی کہ اپنا سلام ہٹالی یون کہی

رد على سلامى لما روى ان عبد الله بن عمر سلم على رجل فقيل له انه يهودى فتبعه فقال له رد على سلامى
ہٹا دی میرا سلام کیونکہ روایت ہی کہ عبد اللہ بن عمر نی ایک شخص کو سلام کیا پہر کسی نی کہا یہہ تو یہودی ہی پہر عبد اللہ نی اوسکی پیچہی جا کر کہا میرا سلام ہٹا دی

واذا سلم ذمى على مسلم ينبغى للمسلم ان لا يزيد فى الرد عليه على قوله عليك لما روى عن انس انه عليه السلام
اور اگر ذمی مسلمان کو سلام کری تو مسلمان کو چاہئی کہ جواب مین اس سی کچھ زیادہ نہ کہی اتنا ہی کہی علیک کیونکہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا

قال اذا سلم عليكم اهل الكتاب فقولوا وعليكم قال الخطابى هكذا يرويه عامة المحدثين وعليكم بالواو وكان
جب اہل کتاب تمکو سلام کریں تو کہو وعلیکم خطابی کہتا ہی کہ عام محدث یہہ ہی روایت کرتی ہین وعلیکم واو سمیت اور

سفيان بن عيينة يرويه عليكم بغير الواو وهو الصواب اذ بغير الواو يصير ما قالوه بعينه مردودا عليهم وبالواو
سفیان بن عیینہ علیکم روایت کرتا ہی بدون واو کی اور حق یہہ ہی ہی اسواسطی کہ بدون واو کی جو اہل کتاب کہتی ہین بعینہ وہ ہی اونپر مردود ہوگا اور واو

يقع الاشتراك معهم والدخول فيما قالوه لان الواو حرف عطف يجمع بين الشيئين وقال النووى اتفقوا على لزوم الرد
سی اونکی ساتہہ شرکت اور جو اونہون نی کہا ہی اسمین شامل ہونا ہو ویگا اسلئی کہ واو حرف عطف کا ہی دو شئی کو جمع کر دیتا ہی اور نووی کہتا ہی سب علما متفق ہین

على اهل الكتاب لكن لا يذكر السلام بل بدونه بان يقال وعليكم بالواو وعليكم بدونها اذ قد جاءت الاحاديث
کہ اہل کتاب کا جواب دینا لازم ہی لیکن سلام کو ذکر نہ کری بلکہ بدون سلام کی اسطور کہی وعلیکم واو سی اور علیکم بدون واو کی اسلئی کہ حدیثین واو کی ساتہہ بہی

باثبات الواو وحذفها واثباتها اكثر فعلى هذا يكون فى معناها وجهان احدهما كونها للعطف والتشريك لانهم
آتی ہین اور بدون واو کی بہی اور واو کی ساتہہ زیادہ ہین اب اسکی معنی دو طرح ہین ایک تو یہہ کہ واو عاطفہ ہو اور شرکت کی لئی کیونکہ

كانوا يقولون للمسلمين السام عليكم وقد فسر السام بالموت فيكون المعنى نحن وانتم فيه سواء كلنا نموت والثانى كونها
وہ لوگ مسلمانون کو یہہ کہا کرتی تہی السام علیکم اور سام کی معنی موت ہی اب یہہ مراد ہوئی ہم اور تم موت مین برابر ہین ہم سب مرجاوینگی اور دوسری یہہ

للاستيناف لا للعطف والتشريك فيكون المعنى ونحن نقول عليكم ما قلتم وتستحقونه او ما تريدون بنا وقيل اذا
کہ واو استیناف کا ہو اور عطف و شرکت کا نہو اب یہہ مراد ہوگی اور ہم ہی کہتی ہین تمپر ہی جو تم کہتی ہو یا جسکی تم لایق ہو یا جو تم ہماری ساتہہ ارادہ کرتی ہو اور کوئی

لم يكن منهم تعريض بالدعاء علينا يكون اثبات الواو فى الرد عليهم دعاء لهم بالاسلام لكونه مدار السلامة فى الدارين
کہتا ہی اگر وہ نیت مین ہمپر بد دعا نکرتی ہون تو جواب مین واو کی ہونی سی اونکی لئی اسلام کی دعا ہو گی کیونکہ دارین مین یہہ ہی سبب سلامتی کا ہی

المجلس الخامس والثمانون فى بيان هجران اخيه المسلم فوق ثلثة ايام قال رسول الله صلى الله عليه
پچاسی مجلس بیان مین برادر مسلمان کو چہوڑ دینی مین زیادہ تین روز سی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم نی فرمایا

وسلم لا يحل لرجل ان يهجر اخاه فوق ثلث ليال يلتقيان فيعرض هذا ويعرض هذا وخيرهما الذى يبدأ بالسلام
حلال نہین ہی کسیکو کہ اپنی بہائی کو زیادہ تین رات سی چہوڑی رکہی جب ملین تو یہہ ادہر کو ہو جاوی اور وہ ادہر کو اور دونین اچہا وہ ہی جو پہلی سلام کری

هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه سعد بن ابى وقاص وهو بمنطوقه يدل على حرمة هجران المسلم اكثر من
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت سی اسکا منطوق دلالت کرتا ہی کہ چہوڑ دینا مسلم کا زیادہ

ثلثہ

ثلثة ایام واما جواز هجرانه ثلثة ایام فانما یدل علیه بمفهومه لا بمنطوقه فمن التزم حجیة المفهوم جاز له
تین روز سی زیادہ حرام ہی اور تین دن تک چھوڑ دینیکا جواز اسکی مفہوم سی معلوم ہوتا ہی منطوق سی نہیں معلوم ہوتا پھر جو شخص مفہوم کو حجت مانتا ہی اوسکو
ان یقول ان الادمی مجبول علی الغضب وسوء الخلق فرخص له فی الثلث لقلتها حتی یذهب عنه ذلك الغضب
جایز ہی کہ کہی بیشک آدمی کو غضب خلقی عادت ہی سو آپ نی تین دن کی اجازت دی کیونکہ مدت قلیل ہی تاکہ اوسکا غصہ اوتر جاوی
ولم یرخص له فیما فوق ذلك لکثرته فقوله علیه السلام یلتقیان فیعرض هذا ویعرض هذا بیان کیفیة هجرانهما
اور اس سی زیادہ کی اجازت نہیں دی پہر مدت زیادہ ہی اب یہہ جملہ حدیث کا کہ ملتی ہین پھر یہہ ادہر ہو جاتا ہی اور وہ ادہر یہہ چھوڑ دینی کی کیفیت کا بیان ہی
وقوله وخیرهما الذی یبدأ بالسلام حث علی ترك الهجران فانه یزول بالسلام علی ما ذهب الیه الجمهور وتخصیص
اور یہہ جملہ کہ ان میں اچھا وہ ہی جو پہلی سلام کری رغبت ہی جدائی کی ترک پر کیونکہ موافق مذہب جمہور کی جدائی سلام سی جاتی رہتی ہی اور خاص
الاخ بالذکر یشعر بالغلبة والمراد به الاخ فی الدین دون القرابة بدلیل قوله علیه السلام فی حدیث اخر لا یحل
اخ کو ذکر کرنا تغلیبا معلوم ہوتا ہی اور اس سی مراد دینی برادر ہی قرابت کا مراد نہیں بدلیل ارشاد نبی علیہ السلام کی ایک اور حدیث مین کہ مسلم کو
لمسلم ان یهجر مسلما فوق ثلث لیال فانهما ناکبان عن الحق ما داما علی صرامهما واولهما فیأ یکون سبقته بالفئ کفارة له
حلال نہیں ہی کہ مسلم کو زیادہ تین رات سی چھوڑ رکہی بیشک یہہ دونو جبتک لڑتی رہین حق سی پھرے ہین اور اونمین سی پہلی باز آنی والی کو اوسکی سبقت ہی کفارہ ہی
وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال تفتح ابواب الجنة یوم الاثنین ویوم الخمیس فیغفر لکل عبد لا یشرك بالله
اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا پیر کو اور جمعرات کو جنت کی دروازی کہلتی ہین پھر ہر ایک بندہ کہ اللہ کی ساتھ کچھ شریک نکرتا ہو بخشا
شیئا الا رجل کانت بینه وبین اخیه شحناء فیقال انظروا هذین حتی یصطلحا وفی روایة انه علیه السلام قال یعرض
جاتا ہی سوای اوس شخص کی کہ اوسمین اور اوسکی بہائی مین کینہ ہو پھر حکم ہوتا ہی ان دونو کو رہنی دو جبتک آپسمین صلح کرین اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
اعمال الناس فی کل جمعة مرتین یوم الاثنین ویوم الخمیس فیغفر لکل عبد مؤمن الا عبدا بینه وبین اخیه شحناء
کہ ہر ہفتہ مین لوگون کی اعمال دوبار پیش ہوتی ہین پیر کی دن اور جمعرات کی دن سو ہر ایک بندہ مؤمن بخشا جاتا ہی مگر وہ بندہ کہ اوسمین اور اوسکی بہائی مین کینہ ہو
فیقال اترکوا هذین حتی یفیئا والمراد بالجمعة ایام الاسبوع بدلیل انه علیه السلام بینها بقوله یوم الاثنین
حکم ہوتا ہی انکو رہنی دو جبتک ملاقات کرلیں اور مراد جمعہ سی ہفتہ کی ایام ہین اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام نی اسکو پیر کی دن اور
ویوم الخمیس علی طریق التعبیر عن الشئ باخر جزئه والشحناء العداوة والمعنی اترکوا مغفرتهما حتی یرجعا من
جمعرات کی دن سی تعبیر کیا جسطور ایک شی کا اخیر جزء بیان کرتی ہین اور شحناء کی معنی دشمنی کی ہین [illegible] چھوڑ دو انکی بخشش کو جبتک
العداوة الی الصداقة لان الاخوة الدینیة تقتضی الصداقة وتنافی العداوة فان المؤمنین اخوة من حیث انهم
دونو دشمنی سی دوستی کیطرف آوین اسواسطی کہ دینی برادری دوستی کا تقاضا کرتی ہی اور عداوت کی برخلاف ہی کیونکہ تمام مؤمن بہائی ہوتی ہین اسواسطی کہ
ینتسبون الی اصل واحد هو الایمان الموجب للحیوة الباقیة کما ان الاخوة من النسب ینتسبون الی اصل و[illegible] هو
سب ایک اصل سی نسبت رکہتی ہین یعنی ایمان سی جس سی دائمی زندگی ہوتی ہی جیسی نسبی برادر ایک اصل سی منسوب ہوتی ہین یعنی
الاب الموجب للحیوة الفانیة فالاخوة الدینیة اقوی من الاخوة النسبیة لان الاخوة النسبیة اذا خلت [illegible] الاخوة
باپ سی جس سی حیات فانیہ ہوتی ہی سو دینی برادری نسبی برادری سی بہت قوی ہوتی ہی اسلئی کہ نسبی برادری جب دینی برادری [illegible]
الدینیة لا تعتبر الا تری ان المسلم اذا مات وکان له اخ کافر یکون ماله للمسلمین لا لاخیه الکافر فعلی هذا یجب
ہی تو اسکا کچھ اعتبار نہیں ہوتا دیکہتا نہیں کہ مسلمان اگر مر جاوی اور اوسکا بہائی کافر موجود ہو تو اوس مسلم کا مال مسلمانون کو ملیگا کافر بہائی کو نہیں پس اس بنا
علی المسلمین ان یترکوا ما ینافی الاخوة الدینیة الموجبة للصداقة والمزیلة للعداوة لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام
کی موافق مسلمانون پر واجب ہی کہ مخالفات دینی برادری کا ترک کری جو دوستی کو واجب اور دشمنی دور کرتی ہی کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال لا يحل لمسلم ان يهجر اخاه فوق ثلث فمن هجر فوق ثلث فمات دخل النار يعني انه استحق ان يدخل النار لانه
فرمایا مسلم کو حلال نہیں ہے کہ اپنے بہائی کو تین روز سے زیادہ چھوڑ دے اور جسنے تین دن سے زیادہ چھوڑ دی رکہا پہر وہ مرگیا تو دوزخ میں جاویگا مراد یہہ ہے کہ اس
مات عاصیا غیر تائب وذلک یستدعی ان یکون من اهل النار هذا اذا کان الهجران لامر دنیوی کالتقصیر فی
کیونکہ گنہگار بلا توبہ مرا ہے اس سے لازم آتا ہے کہ دوزخی ہووے یہہ اوس صورت میں ہے کہ یہہ ترک ملاقات دنیاوی سبب سے ہو
حقوق الصحبة والعشرة واما اذا کان فی حق الدین لفسق ومعصیة فالزیادة علی الثلث مشروع فان هجران
جیسے حقوق صحبت اور عشرت کی ادا کرنیکا قصور اور اگر بسبب حق دینی کی ہو جیسے فسق اور معصیت تو تین دن سے زیادہ بہی جایز ہے کیونکہ بدکاروں کا
اهل العصیان یجوز الی ان یزول عنهم ذلک العصیان ویظهر توبتهم لانه من قبیل الامر بالمعروف والنهی عن المنکر و
ترک کرنا جایز ہے جبتک کہ وہ بدکاری ترک کریں اور اونکی توبہ ظاہر ہووے کیونکہ یہہ عمل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہے اور
قد قال الله تعالی لا تجد قوما یؤمنون بالله والیوم الاخر یوادون من حاد الله ورسوله ولو کانوا اباءهم
اللہ تعالی فرماتا ہے تو نہ دیکھیگا کوئی لوگ جو یقین رکہتے ہوں اللہ پہ اور پچہلے دن پہ پہر دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ کی اور اوسکی رسول کی پڑتی وہ
او ابناءهم او اخوانهم او عشیرتهم فدلت هذه الایة علی ان من یرتکب المعاصی والمنکرات یجب هجره
اپنے ماباپ یا اپنے بیٹے یا اپنے بہائی یا اپنے گہرانے والے تو اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ معاصی اور منکرات پر عمل کرنیوالے کی ترک ملاقات واجب ہے
وان کان من الاقرباء لا سیما فی حق من ظلم الغیر وعصی الله تعالی به فان عدم الاعراض عنه احسان
اگرچہ سگا سودہر ہو خاص کر ایسے کی ملاقات جو غیر پر ظلم اور خدا کی نافرمانی کرتا ہو کیونکہ ایسے شخص سے اعراض نہ کرنا گویا اوسپر احسان ہے
الیه ولا یحسن الاحسان الیه لان الاحسان الیه اساءة للمظلوم وحق المظلوم اولی بالمراعاة وتقویة
سو ایسے پر احسان کرنا اچہا نہیں ہے کیونکہ احسان مظلوم کی ساتہہ بدی ہے اور رعایت مظلوم کی حق کی اولی ہوتی ہے اور مظلوم کا دل
قلبه بالاعراض عن الظالم احب الی الله تعالی من تقویة قلب الظالم وقد هجر النبی علیه السلام الثلثة الذین
قوی کرنا ظالم سے منہہ پہیر کر اللہ کو بہت محبوب ہے ظالم کا دل قوی کرنی سے اور بیشک نبی علیہ السلام نے تین شخصوں کو جو
تخلفوا عن غزوة تبوک ولم یکلمهم خمسین یوما وامر الناس بهجرهم حتی انزل الله تعالی توبتهم وروی انه
جنگ تبوک سے بیٹہہ رہے تہے چھوڑ دیا تہا اور پچاس روز تک اونسے نہیں بولے تہے اور لوگونسے فرمایا تہا کہ انکو چھوڑ دو یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اونکی توبہ قبول کی
علیه السلام لما اعتل بعیر صفیة قال لزینب اعطیها بعیرا وکان عندها فضل بعیر فقالت انا اعطی تلک
اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے جب صفیہ کا اونٹ بیمار ہوگیا تہا تو زینب سے کہا تو اوسکو اونٹ دیدے اور اوسکے پاس بڑہتی اونٹ تہا سو زینب نے عرض کیا
الیهودیة فغضب النبی علیه السلام فهجرها ذا الحجة والمحرم وبعض صفر قیل لم یوجد فی السنة مدة الهجر اکثر
میں اوس یہودیہ کو دونگی پہر نبی علیہ السلام غضبناک ہوئے اور اونکو تمام ذالحجہ اور تمام محرم اور چند روز صفر کی چھوڑے رکہا کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ مدت ترک کی سنت میں
من ذلک لکن قد وجد من السلف من هجر اخاه المسلم فی امر مکروه من امور الدین السنة والسنتین ومنهم من
نہیں ملتی لیکن بعضی متقدمین ایسے گذرے ہیں کہ اپنے بہائی مسلمان کو بسبب امر مکروہ دینی کی ایک برس اور دو برس چھوڑے رکہا ہے اور بعضے ایسے ہیں
هجر صاحبه فی ذلک مدة عمره ورأوا انفسهم فی فسحة من ذلک ما لم یرجع المهجور عما ارتکب وکان الامام احمد ممن
کہ اپنے صاحب یعنی مسلم کو اسی بابت تمام عمر چھوڑ رکہا ہے اور اپنے تئیں اس باب میں بے قصور جانتے تہے جبتک کہ وہ مہجور اوس عمل سے نہ باز آیا اور امام احمد بہی اہل معاصی
هجر اهل المعاصی ومن یقارن الافعال الردیة فانه هجر بعض اصحابه ممن کان یتعلم منه وکان یتردد الیه ولا
کو اور جو کہ افعال ناکارہ کیا کرتے تہی چھوڑ دیا کرتی تہے بیشک انہوں نے ایک شاگرد کو جو اونسے پڑہتا تہا چھوڑ دیا تہا وہ آتا جاتا تہا پر
یکلمه فلم یزل یسأله عن تغیر حاله ولا یذکره حتی قال له یوما بلغنی انک طینت حائط دارک من جانب الشارع
بات نکرتے تہے وہ ہمیشہ پوچہتا رہتا کہ آپ کیوں بیزار ہیں اور وہ کچہہ نہ کہتے آخر ایک روز یہہ کہا میں نے سنا ہے کہ تو نے اپنی گہر کی دیوار شارع عام کی

فقد اخذت قدر سمك الطين من شارع المسلمين فلا تصل لتعلم العلم وهجر ابن عمر ابناله الى ان مات واصل
طرف سے لیپی ہی سوتو نے برابر دل گاری کی مسلمانوں کی شارع عام میں سے لیدیا تو علم سکہانے کو نہیں ہے اور ابن عمر نے اپنے بیٹے کو مرتی دم تک چہوڑے رکہا اور

ذلك ان من وقف على منكر ولم يستطع ان ينكره بيده ولسانه وامكنه ان يظهر دلائل الانكار يلزمه ذلك
اصل اسکی یہہ ہے کہ جسکو کوئی امر بد معلوم ہو اور ہاتہہ اور زبان سے منع نہیں کر سکتا اور یہہ ہو سکتا ہے کہ بیزاری کی علامات ظاہر کرے تو اوسکو یہہ ہی لازم ہے

اذ لا ينبغي للمؤمن ان يترك احدا على منكر لقرابة او لصداقة ومودة فان صداقته ومودته يوجب له ان
اسلئے کہ مؤمن کو یہہ اچہا نہیں ہے کہ کسیکو امر منکر پر بسبب لحاظ قرابت یا صداقت اور مودت کی رہنے دے کیونکہ صداقت اور مودت کا تو حق یہہ ہے کہ اوسکو

ينظر اليه بنظر الرحمة ويرى اقدامه على المنكر مصيبة على نفسه ويكون مغتما حزينا من تعرضه لعقاب
نظر رحمت سے دیکہے اور اوسکی منکر میں مبتلا ہونے کو اپنی حال پر مصیبت سمجہے اور غمگین اور حزین ہووے کہ یہہ اب عقاب الہی میں

الله تعالى ويقصد تخليصه منه بالانكار عليه اذ ليس من مقتضى الرحمة له ترك الانكار عليه وعدم التعرض
گرفتار ہوا اور بیزار ہو کر اوسکی بچانی کا قصد کرے مقتضے رحمت کا یہہ نہیں ہے کہ اوس سے بیزار نہو اور اوسکو منع نکرے

له بل من كمال الرحمة له الانكار عليه ورده الى المنهج القويم والصراط المستقيم والا انقلب صداقته
بلکہ یہہ بیزاری اور طریق درست اور راہ راست پر لانا اوسکی حق میں کمال رحمت ہے اور نہیں تو قیامت کی دن یہہ ہی دوستی

عداوة يوم القيمة كما اخبر الله تعالى عن ذلك وقال الاخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين فان كل
دشمنی ہو جاویگی چنانچہ اللہ تعالی اسکی خبر دیتا ہے فرماتا ہے جتنے دوست ہیں اوسدن دشمن ہونگے مگر جو ہیں ڈر والے بیشک ہر

واحد من الاخلاء الغير المتقين يقول في ذلك اليوم يا ويلتى ليتني لم اتخذ فلانا خليلا ليت بيني وبينه بعد المشرقين
ایک دوست ناپرہیزگار اوس روز کہیگا خرابی میری کاشکے میں فلانے کو دوست نکرتا کاشکے میری اور اوسکی بیچ میں مسافت مشرقین کی

فصديق الانسان من يسعى في عمارة آخرته وان كان فيه ضرر الدنيا وعدوه من يسعى في خسارة آخرته وان
ہوتی پس آدمی کا دوست وہ ہی ہے جو آخرت کی درستی میں کوشش کرے اگرچہ اسمیں دنیا کا نقصان ہووے اور دشمن وہ ہے جو آخرت کو خراب کر دے اگرچہ

كان فيه نفع لدنياه وقد قال الله تعالى وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان ولا شك ان من
اوسمیں دنیا کا فائدہ ہو اور اللہ تعالی فرماتا ہے مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نکرو گناہ پر اور زیادتی پر اور بیشک جسنے

راى اخاه المسلم على منكر ولم ينهه عنه فقد اعانه عليه بالتخلية بينه وبين ذلك المنكر وعدم الاعتراض عليه
کسی برادر مسلمان کو بری کار پر متوجہ دیکہا اور منع نکیا تو بیشک اوسکی امداد کی کہ اوسکو منکر پر قایم رکہا اور اعتراض نکیا

وروي عن ابي هريرة ان رجلا يتعلق برجل يوم القيمة وهو لا يعرفه فيقول له ما لك تتعلق بي وما رايتك قط فيقول
اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ایک شخص کا قیامت کی روز دامنگیر ہوگا اور وہ اوسکو پہچانتا نہوگا وہ کہیگا تو کون ہے مجکو پکڑتا ہے میں نے تجکو

بلى قد رايتني يوما على منكر فلم تغيره وروي عن ابن عمر ان رجلا يؤمر به الى النار ويؤمر بجلسائه ايضا فيقولون
کبہی نہیں دیکہا وہ کہیگا ہاں تونے بیشک مجکو ایکروز منکر پر دیکہا اور منع نکیا اور ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک کو دوزخکا حکم ہوگا اور اسکی ہمنشینوں کو بہی سو وہ عرض کرینگے

ما لنا فيقال لهم انكم تامرونه اكنتم تنهونه فيقولون لا فيقال اذهبوا به الى النار وهذا امر خطر قلما يقع السلامة
ہماری کیا خطا ہے جواب ہوگا کیا تم اوسکو امر کرتے تہے کیا تم اوسکو منع کرتے تہے وہ کہینگے نہیں پہر حکم ہوگا کہ اوسکی ساتہہ ہمنشینوں کو دوزخ میں لیجاؤ یہہ بات بڑی مشکل ہے

عنه لان كثيرا من المنكرات تظهر في كل زمان فلا تغير بل يقع السكوت عنها لاستيناس النفوس بها ولذلك قال النبي عم
اس سے کم بچا جاتا ہے اسلئے کہ ہر زمانہ میں منکرات کی کثرت ہے اور ممانعت نہیں ہوتی بلکہ چپ ہو رہتے ہیں کیونکہ نفسونکو منکرات کی محبت ہے اسہی لئے نبی علیہ السلام

في حديث رواه ابو سعيد لا تصاحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر المؤمن في هذا الحديث
نے فرمایا ایک حدیث میں کہ ابو سعید کی روایت سے ہے پاس مت بیٹہہ سوا مؤمن کی اور کہانا مت دے کسو کو سوا پرہیزگار کی بیشک نبی علیہ السلام اس حدیث میں مؤمن کو

عن مصاحبة من ليس بتقي وعن مخالطته لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة في القلب فيلزم ان يكون

ناپرہیزگار کی پاس بیٹھنی اور ملی جلنی سی منع کیا ہی کیونکہ پاس بیٹھنی اور ملی جلنی سی دلمین الفت اور محبت پیدا ہوجاتی ہی پہر ضرور ہی کہ ویسا ہی ہو

كما قال النبي عليه السلام في حديث رواه ابو هريرة يحشر المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل يعني ان من

جو نبی علیہ السلام نی فرمایا اوس حدیث مین جو ابوہریرہ روایت کرتی ہین آدمی دوست کی دین پر اوٹھیگا اب سب خیال کرلین کسکو دوست بنا رکھا ہی مراد یہ ہی

يريد ان يعرف حال نفسه فلينظر الى صديقه فان كان صديقه صالحا فهو من الصلحين وان كان صديقه

جو کوئی اپنا حال دریافت کیا چاہی تو اپنی دوست کو دیکھہ لی پہر اگر اوسکا دوست صالح ہی تو وہ بہی صالح ہی اور اگر اوسکا دوست

فاسقا فهو من الفاسقين لكون الطباع مجبولة على التشبيه والاقتداء والطبع يسرق من الطبع من حيث لا يدرى

فاسق ہی تو وہ بہی فاسق ہی کیونکہ طبیعت کو مشابہت اور پیروی کی عادت ہوتی ہی اور طبیعت طبیعت سی ایسا چرا لیتی ہی کہ آدمی کو خبر نہین ہوتی اور

الانسان ومشاهدة المنكر يهون امر المعصية في القلب ويذهب نفرته عنها فلا يوجد فيه اضعف الايمان المذكور

اور منکر کو دیکھتی دیکھتی گناہ دل پر آسان ہوجاتا ہی اور اوسکی نفرت دل سی جاتی رہتی ہی پہر اوسمین ضعیف ایمان بہی نہین رہتا جو حدیث مین مذکور ہی

فيما روى عن ابي سعيد انه عليه السلام قال من راى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان

ابو سعید سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص منکر کو دیکھی تو ہاتھہ سی منع کری اور اگر طاقت نہو تو زبان سی اور اگر

لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان فاذا لم يوجد فيه اضعف الايمان فما ذا يرجى ان يوجد فيه المجلس

طاقت نہو تو دل سی بیزار رہو اور یہہ بہت ضعیف ایمان ہی پہر اگر اوسمین ضعیف ایمان بہی نہو تو پہر کیا توقع ہی کہ اسمین ایمان ہوگا چہاسی

السادس والثمانون في بيان التحذير من سوء الظن وهي التجسس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

مجلس ڈرانی کی بیان مین بدگمانی سی کہ وہ تلاش ہی یا رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا

اياكم والظن فان الظن اكذب الحديث ولا تجسسوا هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة وفيه تحذير

بچتی رہو بدگمانی سی بیشک بدگمانی بڑی جہوٹ بات ہی اور تلاش نکیا کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور اسمین

من الظن ونهي عن التجسس اما الظن فهو في الشريعة قسمان محمود ومذموم والمراد به ههنا ما هو المذموم المسئ الذي

بدگمانی سی ڈرا دیا ہی اور تلاش سی ممانعت شریعت مین ظن کی دو قسم ہین ایک محمود دوسرا مذموم اور یہان مراد وہ ہی ہی جو مذموم بری ہی

هو عقد القلب وحكمه على شخص بالسوء من غير علامة ظاهرة تقتضي ذلك واما الخواطر وحديث النفس التي لا يمكن

یعنی دل مین ایک شخص پر برائی کا گمان بدون ظاہر علامت کی جس سی ثابت ہوجاوی ٹہان لینا اور یقین کرلینا اور رہی خطرات اور نفس کی خیالات جو دفع

دفعها فانها اذا لم تستقر ولم تستمر فيعفو عنها لان العبد انما يكلف بما في وسعه لا بما ليس في وسعه وحد الظن

نہین ہوسکتی تو وہ اگر جم نجاوین اور مستمر نہووین تو معاف ہین کیونکہ بندہ کو وہی تکلیف دی جاتی ہی جو اوس سی ہوسکی وہ نہین ہوتی جو نہو سکی اور بدگمانی کی

السئ حمل فعل المؤمن على وجه فاسد مع امكان حمله على وجه حسن وهذا ينقسم الى قسمين الاول هو الذي يكون

حد یہہ ہی کہ مومن کی عمل کو وجہ فاسد پر قیاس کرنا باوجودیکہ اچھی وجہ پر بہی قیاس ہوسکتا ہی اور اسکی دو قسم ہین پہلی قسم وہ ہی جسکا باعث اوسکی

منشاؤه سوء اعتقادك فيه حتى لو صدر منه فعله وجهان يحملك سوء اعتقادك فيه على حمله على الوجه

حق مین تیری بداعتقادی ہو یہان تک کہ اگر اوس سی کوئی کام ذو جہتین ہووی تو تو اپنی بداعتقادی ہی اوسکی برائی پر قیاس کری

الاردى من غير علامة تخصصه به وهذا جناية عليه بالقلب وهو حرام في حق كل مؤمن القسم الثاني هو

بدون ایسی علامت کی جو برائی سی خاص کردی اور یہہ اوسکی ایسی خطا ہی جو دل سی ہوئی اور یہہ خطا ہر مومن کی حق مین حرام ہی دوسری قسم وہ ہی

الذي يستند الى علامة فانها تحرك الظن تحريكا ضروريا لا يقدر الانسان على دفعه والذي يميز الظنون

جسکی کچہہ علامت موجود ہو بیشک وہ علامت گمان کو [illegible] گمت دیتی ہی کہ آدمی اوسکو [illegible] نہین سکتا [illegible] جس سی ظنون واجب الاجتناب

التي يجب اجتنابها عما عداها ان كل ظن لم يظهر له علامة صحيحة ولم يعرف له سبب ظاهر فانه حرام
دوسری قسم سی الگ ہو جاوین یہہ ہی کہ جس گمان کی لئی کوئی علامت صحیح ظاہر نہو اور نہ اوسکا کچھ سبب ظاہر معلوم ہو تو ایسا گمان حرام

واجب الاجتناب وذلك اذا كان المظنون به ممن شوهد منه الخير والصلاح في الظاهر فظن الشر والفساد به
واجب الاجتناب ہی اور یہہ جب ہی کہ جسکی حق مین گمان بد کیا ہی وہ ایسا شخص ہو کہ ظاہر مین اوس سی خیر اور صلاح دیکھنی مین آتی ہون اُسکی

حرام بخلاف من اشتهر بين الناس بتعاطي الريبة والمجاهرة بالمعاصي فان حسن الظن به لا يجوز اذ للظن حالتان
گمان شر اور فساد کا اوسکی حق مین حرام ہی بخلاف ایسی شخص کی جو لوگون مین فریب باز مشہور اور گناہون مین ظاہر ہو ایسی کی حق مین نیک گمان جایز نہین ہی کیونکہ

الاولى ان يقع في القلب شيء ويعرف ويقوى بوجه من وجوه الامارات فيجوز الحكم به لان اكثر احكام الشرع مبنية
گمان کی دو حالتین ہین پہلی یہہ کہ دلمین کچھ خیال آوی اور معلوم ہو اور کسیطرح کی نشانی سی قوی ہو جاوی تو اوسپر حکم کرنا جایز ہی مسلئی کہ اکثر شرعی احکام غلبہ ظن پر

على غلبة الظن كالقياس وخبر الواحد وغير ذلك من قيم المتلفات واروش الجنايا والحالة الثانية ان يقع في النفس
مبنی ہین جیسی قیاس اور خبر واحد اور سوا اسکی جیسی قیمت تلف کی ہوئی چیزون کی اور خطاؤن کا تاوان اور دوسری حالت یہہ ہی کہ نفس کی اندر

شيء من غير دلالة على كون ذلك الشيء اولى من ضده فلا يجوز الحكم به بل هو منهي عنه لقوله تعالى يا ايها الذين امنوا
کوئی خطرہ آوی بدون ایسی دلالت کی کہ اسکی یہہ ہی جانب ضد سی اولی ہو تو اوسپر حکم کرنا جایز نہین ہی بلکہ یہہ ممنوع ہی اس آیت سی ای ایمان والو

اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا يغتب بعضكم بعضا فانه تعالى قد نهى في هذه الاية عن
بچتی رہو بہت تہمتین کرنی سی مقرر بعضی تہمت گناہ ہی اور بہید نہ ٹٹولو کسیکا اور بد نکہو پیٹھ پیچھی ایکدوسرے کو بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین بدگمانی

الظن السيء ثم عن التجسس ثم عن الغيبة لان اول ما يقع في قلب الانسان الظن السيء ثم يحتاج الى التجسس ثم يشرع
سی ممانعت کی پہر تجسس سی پہر غیبت سی منع کیا کیونکہ پہلی جو انسان کی دلمین آتا ہی تو بدگمانی پہر اوسکو تلاش کی حاجت پڑتی ہی پہر غیبت

في الغيبة وسبب تحريم ظن السيء ان اسرار الانسان لا يعلمها الا الله تعالى وليس لاحد ان يعتقد في غيره سوءا الا اذا
کرنی شروع کرتا ہی اور بدگمانی کی حرمت کا یہہ سبب ہی کہ آدمی کی دل کی بات خدا ہی جانتا ہی اور کسیکو جایز نہین ہی کہ اور کسیکی حق مین اعتقاد بد کیا کری الا اگر

انكشف له حاله بوجه لا يحتمل التاويل فعند ذلك لا يمكنه ان لا يعتقد فيه ما علمه منه بامارة ومشاهدة بعينه
اوسکا حال ایسی وجہ سی ظاہر ہو جاوی کہ تاویل کی گنجایش نرہی اب اس سی نہین ہو سکتا کہ اوسکا اعتقاد نہ کری جو کہ علامت سی معلوم کیا اور آنکہون سی دیکھا

وسمعه باذنه واما ما لم يعلمه بامارة ولم يشاهده بعينه ولم يسمعه باذنه بل وقع في قلبه من غير سبب ظاهر فهو شيء
اور کانون سی سنا اور جبتک نشان سی معلوم نہین ہوا اور نہ آنکہون سی دیکھا اور نہ کانون سی سنا بلکہ بے سبب ظاہر خود بخود دلمین خیال آگیا تو یہہ ایسا خطرہ ہی

القاه الشيطان في قلبه فينبغي له ان يكذب به لانه افسق الفاسقين وقد قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا ان جاءكم
کہ شیطان نی دلمین ڈالا ہی تو چاہیی کہ اسکو جہوٹہہ مانی کیونکہ شیطان بڑا ہی فاسق ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو اگر آوی تم پاس

فاسق بنبأ فتبينوا ان تصيبوا قوما بجهالة فتصبحوا على ما فعلتم ندمين روي في سبب نزول هذه الاية انه عليه الصلوة
ایک گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کرو کہین جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سی پہر کل کو لگو اپنی کئی پر پچہتانی شان نزول اس آیت کی یون مروی ہی کہ نبی علیہ السلام نی

والسلام بعث وليد بن عقبة مصدقا الى بني المصطلق فلما سمعوا به استقبلوه فحسب انهم مقاتلوه اذ كان
ولید بن عقبہ کو صدقات کی اوگہائی کو بنی المصطلق پاس بہیجا تہا جب اونہون نی یہہ سنا تو اوسکی پیشوائی کو نکلی اوسنی جانا لڑنی آتی ہین کیونکہ

بينه وبينهم عداوة فرجع وقال لرسول الله عليه السلام انهم ارتدوا ومنعوا الزكوة فهم رسول الله عليه السلام
اوسمین اور اونمین دشمنی چلی آتی تہی سو اوسنی آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی عرض کیا کہ وہ تو سب مرتد ہوگئی اور زکوۃ ندی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

بقتالهم فنزلت هذه الاية لبيان وجوب الاحتراز عن الاعتماد على قول الفاسق لان من لا يحامي الفسق لا يحامي الكذب
اونپر جہاد کا اہتمام کیا تب یہہ آیت اوتری اس بیان کی لئی کہ فاسق کی بات پر بہروسہ کرنی سی احتراز واجب ہی کیونکہ جو فسق سی پرہیز نہین کرتا جہوٹ سی

الذی نوع منه بل یرید القاء الفتنة بین الناس وفیها دلالة علی ان یفعل شیئا بجهالة من غیر ان یتعرف حقیقة
کہ وہ بہی ایک قسم کا فسق ہی بلکہ لوگون مین فتنہ چہیلانا چاہتا ہی اور اسمین یہہ دلالت ہی کہ جو شخص کوئی عمل جہالت سی بدون سمجہی حقیقت حال کی
الحال یصیر نادما البتة ولو بعد زمان والندم هم دائم علی ما وقع مع تمنی انه لم یقع وقال بعض العلماء المراد بالظن
کربیٹہتا ہی بالضرور وہ شرمسار ہوتا ہی اگرچہ کچہہ مدت کی بعد اور شرمساری ایک دائمی غم ہی گذری ہوئی بات پر اس امید مین کہ کاشکی یہہ بات نہوتی اور بعضی علماء کہتی
الواقع فی الایة والحدیث التهمة کمن یتهم بالفاحشة او بشرب الخمر او نحو ذلك ولم یظهر علیه ما یقتضی ذلك فان
ہین مراد ظن سی جو آیت اور حدیث مین ہی تہمت لینی ہی جیسی کوئی فاحشہ کی یا شراب خوری کی یا مثل اسکی بدون ظہور علامات مثبت کی تہمت لگاوی بیشک
من حکم بالظن علی غیره بشر یبعثه الشیطان علی ان یطول فیه اللسان بالغیبة والبهتان او یقصر فی القیام
جو شخص گمان سی غیر پر برائی کا یقین کرتا ہی تو اوسکو شیطان ابہارتا ہی کہ اوسکی غیبت اور بہتان مین زبان درازی کری اوسکی اداء حقوق مین قصور اور عزت مین فتور کری
بحقوقه او یتوفی فی اکرام ان ینظر الیه بعین الاحتقار ویری نفسه خیرا منه وکل ذلك من المهلکات ولذلك منع
کہ حقارت کی آنکہہ سی دیکہی اور اپنی آپ کو اوس سی بہتر سمجہی یہہ تمام اطوار مہلک ہین اور اسہی لئی نبی علیہ السلام نی تہمت کی جگہ جانی سی منع کیا ہی
النبی علیه السلام من التعرض لمواضع التهم فقال اتقوا مواضع التهم حتی انه علیه السلام احترز من ذلك اذ روی
فرمایا ہی بچتی رہو تہمت کی جگہ سی یہان تک کہ نبی علیہ السلام نی اس سی خود احتراز فرمایا ہی کیونکہ
عن علی بن الحسین ان صفیة بنت حیی قالت ان النبی علیه السلام کان معتکفا فاتیته فتحدثت عنده فلما انصرفت
علی بن الحسین سی روایت ہی کہ صفیہ بنت حیی کہتی ہین کہ نبی علیہ السلام معتکف تہی مین اونکی پاس آکر باتین کرنی لگی جب مین وہان سی چلی تو پیغمبر علیہ السلام
قام ومشی معی فمر رجلان من الانصار فسلما ثم مضیا فدعاهما النبی علیه السلام فقال انها صفیة بنت حیی فقالا
میری ساتہہ چلی آمین دو شخص انصاری آگئی اور سلام کر کر چلی پہر نبی علیہ السلام نی اونکو بلا کر فرمایا یہہ صفیہ بنت حیی ہی ان دونون نی عرض کیا
یا رسول الله ما نظن بك الا خیرا قال ان الشیطن یجری من ابن ادم مجری الدم وانی خشیت ان یدخل علیکما فانظر
یا رسول اللہ ہمکو آپ پر سوای خیر کی کچہہ گمان نہین ہی آپ نی فرمایا شیطان آدمی کی اندر ایسا پہرتا ہی جیسی لوہو اور مجکو خوف آیا مبادا تمپر دخل کر جاوی اب دیکہہ
انه علیه السلام کیف اشفق علیهما بل علی جمیع الامة وعلمهم طریق الاجتناب عن التهمة حتی لا یتساهل العالم المعروف
کہ نبی علیہ السلام نی اونپر کیا شفقت فرمائی بلکہ تمام امت پر اور اونکو تہمت سی بچاو کا طریقہ سکہا دیا تاکہ کوئی عالم جو صالح مشہور ہو
بالصلاح فی احواله ویقول لا یظن بمثلی الا الخیر عجبا بنفسه فان من کان من المؤمنین اورع الناس واتقاهم واعلمهم
اپنی احوال مین سہل انکاری نکری کہ اپنی عجب مین یہہ کہنی لگی کہ مجہہ سی شخص مین سوای خیر کی کب بدگمانی ہوسکتی ہی اسلئی کہ کوئی کیسا ہی مومن سب سی بڑا پرہیزگار
لا ینظر الیه الناس کلهم بعین واحدة بل ینظر الیه بعضهم بعین الرضی وبعضهم بعین السخط فعلی هذا یجب علی المؤمن
اور بڑا متقی اور بڑا عالم ہو تو بہی تمام خلقت اوسکو ایک نظر سی نہین دیکہتی بلکہ بعضی اوسکو اعتقاد کی نگاہ سی دیکہتی ہین اور بعضی غصہ سی اس بیان کی موافق مومن پر
الاحتراز عن مواضع التهم لئلا یتهم الناس بالمنکرات ودلیل کون الظن بمعنی التهمة فی الایة والحدیث ورود النهی
واجب ہی کہ تہمت کی مقام سی احتراز کری تاکہ لوگ منکرات سی بدنام نکرین اور اسکی دلیل کہ ظن جو آیت اور حدیث مین ہی تہمت کی معنون میں ہی وارد ہونا نہی کا ہی
بعده عن التجسس فان الانسان قد یقع له خاطر التهمة ابتداء فیرید ان یتجسس لیتحقق ما وقع له من خاطر
بعد اوسکی تجسس سی کیونکہ آدمی کی دل مین بعضی وقت پہلی تہمت کا خطرہ آتا ہی پہر اوسکی تلاش پڑتی ہی تاکہ جو خطرہ تہمت کا واقع ہوا ہی ثابت ہو جاوی
تلك التهمة لان التجسس من ثمرات سوء الظن فان من وقع فی قلبه خاطر لا یقنع بالظن بل یطلب التحقیق
کیونکہ تجسس بدگمانی کا پہل ہوتا ہی بیشک جسکی دل مین کچہہ خطرہ آتا ہی تو اوسپر اکتفا نہین کیا کرتا بلکہ تحقیق کی لئی
فیشتغل بالتجسس فنهی الله تعالی ورسوله عن التجسس وهو البحث عن عیوب الناس وطلب الامارات المعرفة لها
تجسس مین لگ جاتا ہی سو اللہ تعالی اور اوسکی رسول نی تجسس کا ممانعت کی ہا و ر تجسس لوگون عیوب بیان کرنی اور ایسی نشانیان تلاش کرنی جنسی یقین ہو جاوی

فان

فان حصلت امارة من امارات المعرفة بلا تجسس او ورثت معرفة جاز العمل بمقتضاها فاما طلبها فلا رخصة
پھر اگر کوئی علامت یقینی یوں ہی بلا تلاش حاصل ہوجاوی اور اوس سی یقین ہوجاوی تو اوسپر عمل جایز ہی اور اوس علامت کی تلاش سو اوسکی ہرگز
فيه اصلا وقد روي عن عبد الله بن المبارك انه قال لعلي والد سهيل ارضانت عن سهيل فقال له سهيل
رخصت نہیں ہی اور عبد اللہ بن مبارک سی روایت ہی کہ اونہی علی سہیل کی باپ سی کہا کیا تو سہیل سی خوش ہی سہیل نی اوس سی کہا کیا مجکو
اليس قد نهاك الله عن التجسس فصاغرت الى عبد الله نفسه فكل امر اذا فتشت منه ثقل على صاحبك
اللہ تعالی نی تجسس سی منع نہیں کیا پس عبد اللہ اپنی دلمیں شرمندہ ہوگئی سو جو بات کہ تو اوسکی تلاش کریگا اور تیری یار پر اوسکی آگاہی دشوار گذری
مطالعتك اياه واسره منك فهو تجسس قال ابن الجوزي لا ينبغي لاحد ان يسترق السمع على دار غيره ليسمع
اور وہ تجھسی اوسکو چھپاوی پس وہ ہی تجسس ہی ابن الجوزی کہتا ہی کسیکو نہیں چاہیی کہ غیر کی گہر پر کان لگاوی تاکہ باجوں کی آواز سنی
صوت الاوتار ولا ان يتعرض للشم ليدرك رائحة الخمر ولا ان يمس ما ستر بثوبه ليعرف ما هو ولا ان يستخبر الجيران
اور نہ سونگھنی کا قصد کری تاکہ شراب کی بو پالیوی اور نہ ٹٹولی جو کپڑی تلی ڈہکا ہوا ہی تاکہ جانی کیا ہی اور نہ پڑوس کی خبر لیتا پھری
بما جرى فان فعل شيئا من ذلك يدخل في مذمة التجسس ومن مذمته قوله تعالى والذين يؤذون المؤمنين و
اونمین کیا گذرا اگر اسمین سی کچھ بھی کریگا تو وہ تجسس کی مذمت مین داخل ہوجاویگا اور اس آیت کی مذمت مین اور جو لوگ تہمت لگاتی ہین مسلمان مردوں کو اور
المؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبينا وروي عن ابن عمر انه عليه السلام صعد المنبر فنادى
عورتوں کو بن کئی کام کی تو اوٹھایا اونہوں نی بوجھ جھوٹ کا اور صریح گناہ کا اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام منبر پر تشریف لی گئی پھر بلند آواز سی
بصوت رفيع فقال يا معشر من اسلم بلسانه ولم يفض الايمان الى قلبه لا تؤذوا المسلمين ولا تعيروهم ولا تتبعوا
پکار کر فرمایا اى وہ جماعت جو زبانی مسلمان ہو اور دلوں مین ایمان کا اثر نہیں پہنچا مسلمانوں کو مت ستاؤ اور نہ عار دلاؤ اور نہ اونکی
عوراتهم فان من تتبع عورة اخيه تتبع الله عورته ومن تتبع الله عورته يفضحه ولو في جوف بيته
پوشیدہ عیب ڈھونڈو بیشک جو شخص اپنی بھائی کی چھپی عیب تلاش کرتا ہی اللہ تعالی اوسکی چھپی عیب ظاہر کرتا ہی اور جسکی چھپی عیب اللہ ظاہر کرتا ہی تو خوار کر دیتا ہی اگرچہ
وقال بعض السلف من اراد ان يسلم من الغيبة فليسد على نفسه باب الظنون فان من سلم من الظن سلم من
اور بعضی متقدمین کا قول ہی جو شخص چاہی کہ غیبت کرنی سی سلامت بچی تو لازم ہی کہ اپنی اوپر بدگمانیوں کا دروازہ بند کر دی کیونکہ جو شخص بدگمانی سی بچ رہتا ہی
التجسس ومن سلم من التجسس سلم من الغيبة ومن سلم من الغيبة سلم من الزور ومن سلم من الزور سلم من البهتان
تو تجسس سی بچ رہتا ہی اور جو تجسس سی بچا غیبت سی بچا اور جو غیبت سی بچا جھوٹ سی بچا اور جو جھوٹ سی بچا وہ بہتان سی بچا
فلو ظهر من مسلم علامة تدل على فساد لا يجوز عقد القلب عليها واساءة الظن بالمسلم بها لما روي انه عليه السلام
پھر اگر کسی مسلمان سی ایسی علامت ظاہر ہوجاوی کہ فساد پر دلالت کرتی ہو تو اوسکو دلمین بٹھا لینا اور اوسکی سبب مسلم پر بدگمانی جایز نہیں ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام
قال ان الله تعالى حرم من المسلم دمه وماله وعرضه وان يظن به ظن السوء فلا يستباح ظن السوء الا بما يستباح
نی فرمایا بیشک اللہ تعالی نی مسلمان کا خون اور مال اور عزت اور اوسکی حق مین بدگمانیاں کرنی حرام کر دی ہین پھر بدگمانی اوسی طرح سی مباح ہوتی ہی جسطرح
به المال وهو يقين عن مشاهدة او بينة عادلة وان خطر لك سوء الظن ولم يكن لك يقين ينبغي لك ان
اوسکا مال مباح ہوتا ہی یعنی یقین سی مشاہدہ ہو یا عادل گواہ ہوں اور اگر تیری دلمین بدگمانی آئی اور تجھکو اوسپر یقین نہیں ہی تو تجھکو لازم ہی کہ
تدفعه عن نفسك وتقرر عليها ان حاله مستور عندك فما رايته منه من العلامة يحتمل الخير والشر فكيف
اوس خطرہ کو دلمین سی دور کر دی اور اوسکو یوں ٹھراوی کہ اوسکا حال مجھسی پوشیدہ ہی اور جو علامت نظر آتی ہی وہ نیک اور بد دونوں احتمال رکھتی ہی
تحكم عليه بالشر واما اذا اخبرك به عدل ومال قلبك الى تصديقه كنت معذورا لانك لو كذبته تكون
پھر بدی ہی کا کیوں یقین کرتا ہی اور اگر اوسکی خبر کوئی عادل تجھکو سنادی اور تیرا دل اوسکی تصدیق پر مایل ہو تو اب تو معذور ہی اسلئی کہ اگر تو اوسکو جھوٹا کہی

جانيا عليه حيث ظننت به الكذب وهذا من سوء الظن ايضا فلا ينبغي لك ان تحسن الظن باحد و

تو اسکا گنہگار ہوتا ہی اسواسطی کہ اسکی حق مین گمان جھوٹا کیا یہہ بہی ایک بدگمانی ہی سو تجھکو لایق نہین ہی کہ ایک کی حق مین گمان اچہا اور

تسيء بالاخر بل ينبغي لك ان تبحث عن حالهما هل بينهما عداوة ومحاسدة وتعنت ام لا فان كان بينهما

دوسری کی حق مین گمان برا کری بلکہ تجھکو یہہ چاہیئی کہ ان دونو کا حال دریافت کری کہ آیا ان دونو مین دشمنی اور حسد اور سرکشی ہی یا نہین پہر اگر ان دونون مین

شيء منها يتطرق التهمة والشرع قد رد شهادة الاب العدل للتهمة فلك ان تتوقف عند ذلك ولا تحكم

کچہہ حسد وغیرہ ہو تو اب تہمت نی راہ پائی اور شرع نی تو عادل باپ کی گواہی کو بہی تہمت کی وجہ سی نہین مانا اب تجھکو چاہیئی کہ کچہہ یقین نکری نہ جھوٹ اور نہ سچ

عليه بكذب ولا بصدق وتقول ماذكر من حاله كان في ستر الله تعالى عندي وكان امره محجوبا عني وقد بقي كما

اور اوسکی حال مذکور کو کہنا چاہیئی کہ وہ مجہسی اللہ تعالی کی پردہ پوشی مین ہی اور اوسکا حال مجہسی پوشیدہ ہی اور وہ ویسا ہی ہی جیسی تہا

كان لم ينكشف لي من امره شيء هذا اذا اخبرك عدل واحد واما اذا اخبرك عدلان فلا مجال لك من عدم تصد

تب بہی مجھکو اوسکا حال کچہہ معلوم نہین یہہ اوس صورت مین ہی کہ ایک عادل بیان کری اور اگر تجھکو دو عادل خبر دیوین تو اب تصدیق کرنی سی تجھکو کوئی علاج نہین

لانهما حجة في الشرع لكن ينبغي ان يعلم ان الانسان لعدم كونه خاليا عن الخطاء والنقصان لا يوجد احد

کیونکہ یہہ دونو شرعی حجت ہین لیکن جاننا چاہیئی کہ کوئی آدمی از بسکہ خطا اور نقصان سی خالی نہین ہوتا تو جو مؤمن ہوگا

من المؤمنين الا وله محاسن ومساوي فمن غلبت محاسنه على مساويه فهو يعد من الصلحين ولذلك قال

اوسکی حسنات بہی ہونگی اور جرایم بہی پہر جسکی خوبیان برائیون سی زیادہ ہون وہ صلحاء مین شمار کیا جاتا ہی اسی لئی

الامام الشافعي ما احد من المسلمين يطيع الله تعالى ولا يعصيه ولا احد من المؤمنين يعصي الله ولا يطيعه

امام شافعی نی کہا ہی کوئی مسلمان ایسا نہین ہی کہ سراسر اللہ کا مطیع ہو اور نافرمانی نکرتا ہو اور نہ کوئی ایسا مؤمن جو سراسر گناہ کرتا ہو اور کچہہ طاعت نکرتا ہو

فمن كان طاعاته اكثر من معاصيه فهو عدل في حكم الشرع فاذا كان مثل هذا عدلا في حق الله تعالى فكونه

پہر جسکی طاعات معاصی سی زیادہ ہون تو وہ شرع مین عادل ہی جب ایسا شخص حق اللہ مین عادل ہووی تو تیری نظرون مین

عدلا عندك اولى واحرى وروي ان رجلا اثنى على رجل عند النبي عليه السلام فلما كان من الغد ذمه فقال

اولی اور سزاوار تر ہی کہ عادل ہو اور روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام کی سامنی ایک کی ثنا اور تعریف کی جب اگلا دن ہوا تو اوسکو برا

والله لقد صدقت عليه بالامس وما كذبت عليه اليوم فانه ارضاني بالامس فقلت في حقه احسن ما علمت فيه

کہنی لگا اور کہا قسم خدا کی بیشک مین نی کل سچ عرض کیا تہا اور نہ آج جھوٹ کہتا ہون کل تو اوسنی مجھکو خوش کیا تہا سو مین نی اوسکی حق مین جو نیک معلوم تہا

واغضبني اليوم فقلت في حقه اقبح ما علمت فيه فقال النبي عليه السلام ان من البيان سحرا فكانه عليه السلام

کہدیا تہا اور آج اوسنی ناخوش کیا تو مجھکو جو برائی معلوم تہی وہ کہدی پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک بعضی تقریر جادو ہی گویا نبی علیہ السلام کو

كره ذلك وشبهه بالسحر اذ ما من شخص الا ويمكن تحسين حاله وتقبيحها بما يوجد فيه من الخصال المحمودة والمذ

مکروہ معلوم ہوا اور جادو سی مشابہت دی کیونکہ ایسا کوئی نہین کہ اوسکی حال پر بلحاظ علو آ نیک اور بد کی تحسین یا تقبیح نہو سکی

المجلس السابع والثمانون في بيان النهي عن المصاحبة والمماكلة مع الفاسق قال رسول

ستاسی مجلس ممانعت کی بیان مین فاسق کی صحبت اور ساتہہ کہانی سی رسول

الله صلى الله عليه وسلم لا تصحب الا مؤمنا ولا يأكل طعامك الا تقي هذا الحديث من حسان المصابيح

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مت ساتہہ ہو سوا مؤمن کی اور مت کہانا دی سواء پرہیزگار کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی

رواه ابو سعيد والمراد بالمؤمن المذكور فيه المؤمن الخاص الذي يقابله الفاسق كما في قوله تعالى افمن

ابو سعید کی روایت سی اور مؤمن سی مراد اس حدیث مین وہ مؤمن خاص ہی جسکی مقابل مین فاسق ہوتا ہی جیسی اس آیت مین بہلا ایک جو

کان

كان مؤمنا كمن كان فاسقا لا يستوون فكانه عليه السلام قال لا تصاحب الا صالحا ولا تخالل الا تقيا فانه
جو ہی ایمان پر برابر اوسکی جو ہی حکم ہی نہیں برابر ہوتی گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا مت ساتھہ ہو سوا صالح کی اور دوستی مت کر سوا پرہیزگار کی بیشک
عليه السلام قد حذر المؤمن في هذا الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي وزجره عن مخالطته ومواكلته
نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین مؤمن کو ناپرہیزگار کی صحبت سی ڈرایا ہی اور اسکی ملنی جلنی اور ساتھہ کہانی سی منع کیا
لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة في القلب فيلزم ان يكون كما قال النبي عليه السلام في حديث رواه
اسلئی کہ ہمنشینی اور ملاقات سی دلمین الفت اور محبت پیدا ہوجاتی ہی پہر ویسا ہی ہوکر رہی گا جیسا نبی علیہ السلام نی حدیث مین ابوہریرہ کی روایت
ابوهريرة يحشر المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل يعني ان من كان صديقه صالحا يكون صالحا
سی فرمایا ہر شخص اپنی دوست کی دین پر اوٹہیگا اب ہر ایک خیال کرلی کسکو دوست بناتا ہی یعنی مراد یہہ ہی جسکا دوست صالح ہوگا وہ بہی صالح ہوگا
ومن كان صديقه فاسقا يكون فاسقا فيدخل في عموم قوله تعالى الاخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين
اور جسکا دوست فاسق ہوگا وہ بہی فاسق ہوگا پہر اس آیت کی عام مضمون مین داخل ہوگا جتنی دوست ہین اوسدن دشمن ہونگی آپسمین مگر جو ڈر والی
فان كل واحد من الاخلاء الغير المتقين يقول يوم القيمة يا ويلتى ليتني لم اتخذ فلانا خليلا يا ليت بيني وبينه بعد
بیشک ہر ایک دوست ناپرہیزگار قیامت کی دن یہہ ہی کہیگا ای خرابی میری کہین نہ پکڑا ہوتی مینی فلانی کی دوستی کسیطرح مجہہ مین اور اوسمین فرق ہو
المشرقين فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان لا يتخذ خليلا الا من يثق بدينه وامانته ويعرف صلاحه وتقواه اذ لا يصلح
مشرق اور مغرب کا سا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ دوست اوسی کو پکڑی جسکی دین اور امانت پر اعتماد کلی ہو اور اوسکی خوبی اور تقوی معلوم ہو کیونکہ ہر
للصداقة كل احد بل لا بد ان يكون فيمن يؤثر صداقته عدة خصال الاولى العقل اذ لا خير في صداقة الاحمق لان
شخص دوستی کی قابل نہین ہوتا بلکہ ضرور ہی کہ جسکی دوستی پسند کرتا ہی اوسمین کئی خصلتین ہون اول عقل اسواسطی کہ احمق کی دوستی مین کچہہ خوبی نہین ہی
احسن احواله ان يضرك وهو يريد نفعك وترجع الى القطيعة والوحشة عاقبتها وان طالت مدتها ولذلك
اوسکا اچہی سی اچہا حال یہہ ہوتا ہی کہ بہلائی کرنی مین نقصان کردی اور اوسکا انجام ترک ملاقات اور وحشت ہوگی اگرچہ دوستی پر مدت گزر جاوی اسی لئی
قيل العدو العاقل خير من الصديق الاحمق والمراد من العاقل من يفهم الامور على ما هي عليه اما بنفسه او بتعليمه
کسیکا قول ہی دانا دشمن نادان دوست سی بہتر ہی اور عاقل سی مراد وہ ہی کہ امور کی حقیقت اور اصل کو سمجہتا ہو یا خود بخود یا سیکہہ سمجہہ کر
وتفهيمه وقد روي عن الحسن انه قال هجران الاحمق قربان الى الله تعالى وقال عيسى النبي عليه السلام اني
اور حسن سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی احمق سی الگ رہنا اللہ تعالی کی قربت ہی اور عیسی نبی علیہ السلام کہتی ہین مین
ما عجزت من احياء الموتى وقد عجزت عن معالجة الاحمق والثانية حسن الخلق اذ لا خير في صداقة من لا يملك
مردی کو زندہ کرتا ہوا عاجز نہین ہوا پر احمق کی علاج سی لاچار ہوگیا ہون دوسری حسن خلق اسلئی کہ جو غصہ اور شہوت کیوقت اپنی قابو مین نرہی
نفسه عند الغضب والشهوة فان العاقل وان كان يدرك الاشياء على ما هي عليه لكن اذا غلبه الغضب والشهوة
تو اوسکی دوستی مین کیا خوبی ہی بیشک عاقل اگرچہ اشیاء کی اصل سی واقف ہوتا ہی پہ جب اوسپر غصہ اور شہوت غلبہ کریگی تو اپنا طرفدار
يطيع نفسه ويفعل ما يقتضيه هواه والثالثة الصلاح اذ لا خير في صداقة الفاسق لان من يرتكب الكبيرة لا يخاف الله
ہوویگا اور وہی کام کریگا جو اوسکی خواہش ہی اور تیسری صلاح اسواسطی کہ فاسق کی دوستی مین کچہہ خیر نہین ہی کیونکہ جو شخص گناہ کبیرہ کرتا ہی تو خدا سی نہین ڈرتا
ومن لا يخاف الله تعالى لا يؤمن غائلته ولا يوثق بصداقته والرابعة الصدق اذ لا خير في صداقة الكذاب لانه
اور جو خدا سی نہ ڈرتا ہو تو اوسکی بدی سی نہین بچا جاتا اور نہ اوسکی دوستی پر بہروسہ اور چوتہی صدق کیونکہ جہوٹی کی دوستی مین کوئی بہلائی نہین ہی کیونکہ
مثله مثل السراب يقرب اليك البعيد ويبعد منك القريب وتكون منه دائما على الغرور والخامسة الشجاعة اذ لا
اوسکی مثال ایسی ہی جیسی دہوکہا جو دور کو نزدیک کردیتا ہی اور نزدیک کو دور اور ہمیشہ فریب دیتا رہی گا پانچوین مردانگی اسواسطی کہ ڈرپوک کی

فی صداقة الجبان لانه یترك نصرتك واعانتك عند الشدة ویخونك بل یختفی ویغیب عنك والسادسة الوفاء اذ
دوستی مین کچھ فائدہ نہین ہی کیونکہ خوف اور سختی کی وقت تیری نصرت اور اعانت سی بیٹھ رہیگا اور تجھکو ڈراویگا بلکہ چھپ کر غائب ہو جاویگا چھٹی وفا اسواسطی

لاخیر فی صداقة من لاوفاء له ومعنی الوفاء الثبات علی المحبة والدوام علیها والمحبة الدائمة هی التی تکون فی الله لان
بیوفا کی دوستی مین کچھ فائدہ نہین ہی اور معنی وفا کی محبت پر قایم اور دایم رہنا اور دائمی محبت وہ ہی ہوتی ہی جو خدا کی واسطی ہو اسلئی

ما یکون لغرض من الاغراض یزول بزوال ذلك الغرض فلا یتحقق الوفاء لان ماینافی الوفاء لایکون من الوفاء فمن الوفاء فی
کہ جو محبت کسی غرض کی واسطی ہوتی ہی تو جب غرض نکلجاتی ہی محبت بہی ہو لیتی ہی پہر وفا کہان کیونکہ جو وفا کی برخلاف ہو وہ وفا مین داخل نہین ایک وفا

حق صدیقه مراعاة جمیع اصدقائه واقاربه والمتعلقین به لان مراعاتهم اوقع فی قلبه من مراعاة نفسه فیکون
داری دوست کی یہہ ہی کہ اوسکی تمام دوستون اور سگی سود ہردون اور علاقہ دارون کی رعایت کری کیونکہ ان لوگون کی رعایت اوسکی دلمین بہت جگہ کرتی ہی بہ نسبت

فرحه بتفقد من یتعلق به اکثر لانه علی تعدی المحبة منه الی من یتعلق به حتی قالوا ان الکلب الذی یکون فی باب دار صدیقه
اپنی رعایت کی پیر اوسکی خوشی اوسکی متعلقون پر عنایت کرنی سی زیادہ تر ہوگی کیونکہ اسکی معلوم ہوتا ہی کہ اوسکی محبت بڑہ کر متعلقون تک پہنچی ہی یہانتک کہتی ہین کہ جو کتا دوست کی

ینبغی ان یتمیز فی قلبه عن سائر الکلاب ومن الوفاء ان لایصادق عدو صدیقه اذ قال الامام الشافعی اذا اطاع صدیقك عدوك
دروازی پر ہو چاہئی کہ دلمین وہ بہی بہ نسبت اور کتون کی متمیز ہو اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ دوست کی دشمن سی دوستی نکری کیونکہ امام شافعی کہتی ہین جب تیرا دوست تیری دشمن کا

فقد اشترکا فی عداوتك ومن الوفاء ان لایتغیر حاله فی التواضع مع صدیقه وان ارتفع شانه واتسعت ولایته وعظم جاهه
فرمان بردار ہو تو دونو تیری دشمنی مین شریک ہین اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ دوست کی تواضع کرنیمین حال نہ بدل جاوی اگرچہ شان بلند اور ولایت فراخ اور مرتبہ عظیم ہو

ومن الوفاء ان یتورع عما یوجب الفرقة بینهما اذ من تمام الوفاء ان یکون شدید الجزع من المفارقة ولذلك قال بعض من السلف
اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ اسباب فرقت سی خوفناک رہی اسلئی کہ پوری دوستی یہہ ہی کہ مفارقت سی بہت ڈرتا ہو اور اسیلئی بعضی متقدمین نی کہا ہی

وجدت جمیع مصیبات الزمان هینة سوی معارقة الاحباب وقال ابن المبارك الذ الاشیاء مجالسة الاحباب ومن الوفاء الموافقة
مین زمانہ کی تمام مصیبتون کو سہل پاتا ہون بجز جدائی دوستون کی اور ابن مبارک کہتی ہین بڑی مزہ دار چیز دوستون کی ہمنشینی ہی اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ

فیما لایخالف الحق واما فیما یخالف الحق فی امر یتعلق بالدین فلیس من الوفاء الموافقة فیه بل من الوفاء المخالفة فیه والتنبیه علی ما هو الحق کما
جو حق کی برخلاف نہو اوسمین ساتھ دی اور رہی وہ بات جو دینیات مین حق کی برخلاف ہو تو اوسمین رفاقت کرنی وفاداری نہین ہی بلکہ ایسی مخالفت مین اور حق کی جتلانی مین وفا

حکی عن الامام الشافعی انه یواخی محمد بن الحکم وکان یبره ویقبل علیه ویقول مایقیمنی بمصر غیره فلما رای الناس صدق
داری ہی چنانچہ امام شافعی سی حکایت کرتی ہین کہ وہ محمد بن الحکم سی الفت برادرانہ رکہتی تہی اور اوسکو پاس بٹھاتی اور اوسکی پاس جایا کرتی اور کہتی تہی کہ مجکو مصر مین اسکی سوا کوئی نہین

مودتهما ظنوا انه یفوض الیه امر مجلسه بعد وفاته فقالوا له فی مرضه الذی توفی فیه الی من تفوض امر مجلسك بعدك
جب لوگون نی صدق مودت اسقدر دیکہا تو خیال کیا کہ اپنی وفات کی بعد اپنی مجلس کا خلیفہ اسیکو کرینگی سو لوگون نی اون سی مرض الموت مین پوچہا اپنی بعد خلافت مجلس کی کسکو تفویض کرینگا

وکان محمد بن الحکم عند راسه واستشرف لیومی الیه فقال الشافعی سبحان الله یجلس مجلسی ابو یعقوب البویطی ومال اصحاب الشافعی
اور اوسوقت محمد بن الحکم بہی سرانی کہڑی تہی سو سامنی ہوئی تاکہ اوسکی طرف اشارہ کردین تب امام شافعی نی کہا پاک ہی اللہ میری جگہہ ابو یعقوب البویطی بیٹھی اور شافعی کی تمام شاگرد

الی البویطی فانکر له محمد بن الحکم مع انه کان حمل عنه مذهبه کله الا ان البویطی کان افضل واقرب الی الزهد والورع فان بعض
بویطی کی طرف متوجہ ہوگئی سو محمد بن الحکم کو یہہ بات بری لگی باوجودیکہ اونسی تمام مذہب سیکہا تہا مگر بویطی افضل اور بڑا زاہد اور متورع تہا بیشک بعضا شخص

من یشتهر بالعلم والفضل بین الخلق قد یکون غیره افضل منه اما مطلقا او بخصوصیة فیه لکن لاینفطن ذلك کثیر من الناس
جو خلقت کی اندر علم اور فضل مین مشہور ہوجاتا ہی بعضی وقت اور شخص وہ ہی افضل ہوا کرتا ہی یا ہر باب مین یا کسی خاص امر مین لیکن اسبات کو اکثر لوگ سمجہ نہین کرتی

فیعرضون عن غیر المشهور ویشتغلون بالمشهور عندهم فیفوتهم تحصیل فضیلة من لیس بمشهور عندهم فنصح الامام الشافعی
تو اب غیر مشہور کو چہوڑکر جو اونکی نزدیک مشہور ہوتا ہی اوسمین متوجہ ہوجاتی ہین سو اونسی اوس غیر مشہور کی فضیلت فوت ہوجاتی ہی سو امام شافعی نی واسطی اللہ کی اور مسلمانون کی

لله تعالى وللمسلمين واختار الافضل وترك المداهنة ولم يؤثر رضى الخلق على رضاء الله تعالى فلما توفى الامام

منفعت کی لئی خیر خواہی کی اور افضل کو پسند اور غلطی کو ترک کیا اور خلقت کی رضا مندی اللہ کی رضا مندی پر اختیار نکی پھر جب امام شافعی نی وفات کی

الشافعي انقلب محمد بن الحكم عن مذهبه ورجع الى مذهب ابيه ودرس كتب مالك واما البويطي فاثر الزهد و

تو محمد بن الحکم اونکی مذہب سی پھر کر اپنی باپ کی مذہب پر ہو گیا اور امام مالک کی کتابونکا درس شروع کیا اور بویطی زہد اور خلوت لیکر عبادت مین

الخمول واشتغل بالعبادة ولم يعجبه الجمع والجلوس في الحلقة فظهر من هذا كله ان الصالح للصداقة من يجتمع فيه

مشغول ہوا اور اوسکو جماعت کا ہونا اور حلقہ مین بیٹھنا پسند نہ آیا اس تمام بیان سی ظاہر ہوا کہ دوستی کی لائق وہ ہی ہی جسمین یہہ خصلتین جمع ہون

هذه الخصال فان لم يجتمع فيه هذه الخصال فعليك باعتزال الناس جملة وملازمة بيتك اذ ليس للعاقل في

پھر اگر اوسمین یہہ خصال جمع نہون تو پھر تمام خلقت سی الگ ہو کر اپنی گھر کی اندر بیٹھا رہ اسلئی کہ عاقل کو اس زمانہ مین

هذا الزمان الا التحصن بالسكوت وملازمة البيوت وقد قال ابو سليمان الخطابي دع الراغبين في صحبتك والتعلم منك

سوائی خاموشی کی اور گھر مین بیٹھہ رہنی کی کوئی پناہ نہین ہی اور ابو سلیمان خطابی کہہ چکی ہین چھوڑ اپنی ہمنشینون اور شاگردون کو

فليس لك منهم صديق ولا رفيق اخوان العلانية واعداء السر اذا لقوك مدحوك واذا غبت عنهم اغتابوك من ياتيك

کہ انہین نہ تیرا کوئی دوست ہی اور نہ رفیق ظاہر کی بھائی ہین باطن مین دشمن جب ملین تعریف کرین اور جب تو اونسی غایب ہووی تو غیبت کرین برا کہین

منهم كان عليك رقيبا واذا خرج من عندك كان عليك خطيبا فلا تغتر باجتماعهم لديك وتملقهم بين يديك

اونمین سی جو تیری پاس آتا ہی تو تیرا رقیب ہوتا ہی اور جب تیری پاس سی چلا جاتا ہی تو تیری بدگوئی کرتا ہی سو یہہ فریب نکہانا کہ تیری پاس جمع ہوتی ہین اور تیری سامنی

فما غرضهم العلم بل غرضهم ان يتخذوك سلما الى اوطارهم وحمارا في حاجاتهم وان قصرت في غرض من اغراضهم

خوشامد کرتی ہین سو اونکی غرض علم نہین ہی بلکہ اونکی غرض یہہ ہی کہ تجھکو اپنی حاجات کا زینہ اور اپنی بوجھہ کا گدہا باربردار بنالین اور اگر تو نی اونکی کسی غرض مین ذرہ قصور کیا

يكونون اشد اعدائك ويعدون ترددهم اليك منة عليك ويرونه حقا واجبا لديك ويعرضون عليك ان تبذل

تو پھر وہ تیری بڑی ہی دشمن ہین اور اپنی آمد رفت کو تیری اوپر احسان جتلاوین اور اوسکو تیری اوپر حق واجب سمجھین اور خواہش کرین کہ تو اپنی

لهم عرضك ودينك وتكون لهم تابعا خسيسا بعد ان كنت متبوعا رئيسا وقد روى عن ابن عمر انه عليه السلام قال

آبرو اور دین اونکی لئی کہو دی اور اونکا ادنی فرمان بردار بن کر رہی بعد اسکی کہ تو حاکم اور سردار تہا اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

الشيخ في قومه كالنبي في امته وانما يكون الشيخ في قومه كذلك لانه يعلمهم دينهم كما علم كل نبي امته دينهم ومن حق

کہ شیخ اپنی قوم مین ایسا ہی کہ نبی اپنی امت مین اور شیخ اپنی قوم مین اس مرتبہ پر اسلئی ہوتا ہی کہ اونکو دین سکہاتا ہی جیسی نبی اپنی امت کو دین سکہاتی تہی اور شاگرد پر استاد کا حق

المتعلم في حق من علمه خيرا ولو حرفا واحدا ان يحترمه ظاهرا وباطنا لكونه مثل ابيه بل هو اولى لما روى عن ابي هريرة انه

کہ خیر سکہائی ہو اگرچہ ایک حرف بتایا ہو یہہ ہی کہ ظاہر و باطن سی اوسکی عزت کری کیونکہ بجای باپ کی ہی بلکہ بہتر اسلئی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی

عليه السلام قال انما انا لكم مثل الوالد لولده وفي حديث اخر انه عليه السلام قال خير الاباء من علمك وسبب ذلك

علیہ السلام نی فرمایا مین تمہاری لئی ایسا ہون جیسی کہ بیٹی کی لئی باپ اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اچھا باپ وہ جو تجھکو علم سکہادی وجہ اسکی یہہ ہی

ان المعلم يقصد الانقاذ من نار الاخرة وهو اهم من انقاذ الابوين لولدهما من نار الدنيا ولذلك كان حق المعلم اعظم

کہ استاد آخرت کی آگ سی بچاتا ہی اور یہہ مقصود تر ہی اس سی کہ ماباپ اپنی اولاد کو دنیا کی آگ سی بچاتی ہین اور ایسی ہی استاد کا حق بھی ماباپ کی حق سی

من حق الوالدين فانهما وان كانا سببين للوجود والحيوة الفانية لكن لولا المعلم وافادته ما هو سبب للحيوة الاخروية

بڑا ہی کیونکہ ماباپ اگرچہ سبب وجود اور حیات فانی کی ہین لیکن اگر استاد اور اوسکی فائدہ رسانی نہوتی جس سی حیات اخروی دائمی حاصل ہوتی ہی

الدائمة لساق ما حصل من جهتهما الى الهلاك الدائم ثم انه لما كان مثل الاب يلزمه ان يجري المتعلم مجرى ابنه ويشفق

تو بیشک جو ماباپ کی جہت سی حاصل ہوا ہی ہمیشہ کو ہلاک کر دیتا پھر جب استاد بجای باپ کی ہوا تو اوسکو لازم ہی کہ شاگرد کو بجای بیٹی کی سمجھی اوسپر شفقت کری

علیه ویمنعه عن تجاوز مرتبته الی مرتبته لم یستحقها ولم یجئ اوانها ویبین له ان المقصود من العلم تحصیل سعادة

اور ایسا مرتبه لینی سی جسکا وه ابهی مستحق نهین ہی اور اوسکا ابهی وقت نهین آیا منع کری اور اوس سی بیان کردی که علم سی سعادت اخروی مطلوب ہوتی ہی

الاخرة لا طلب الریاسة والمفاخرة کما حکی ان ابا یوسف لما عقد مجلسا للتدریس من غیر اعلام ابی حنیفة ارسل

ریاست اور عزت مطلوب نهین ہوتی چنانچه حکایت ہی که ابو یوسف نی جب مدرسه بدون اطلاع امام ابو حنیفه کی تجویز کیا تو امام نی اونکی پاس آدمی بهیجا

الیه ابو حنیفة رجلا لیسئله عن عدة مسائل من جملتها انه سأله عن قصار جحد الثوب ثم جاء به مقصورا هل یستحق

تاکه اونسی چند مسئله پوچهی آدمی اونهین ایک یهه مسئله پوچها ایک دهوبی ہی کپڑی کا منکر ہو گیا پهر دهو کر لی آیا تو آیا وه اجرت کا مستحق ہی

الاجرام لا فقال ابو یوسف یستحق فقال الرجل اخطأت فقال لا یستحق فقال اخطأت فتحیر ابو یوسف فقال الرجل ان کانت

یا نهین ابو یوسف نی کها مستحق ہی اوس شخص نی کها غلط پهر کها مستحق نهین پهر اوس شخص نی کها غلط پهر ابو یوسف حیران ہوئی تو اوس شخص نی کها

القصارة قبل الجحود یستحق والا فلا وهکذا اخطاه فی کل ما اجاب من سائر المسائل فعلم ابو یوسف قصوره فعاد الی

اگر انکار کرنی سی پهلی دهو چکا ہی تو اجرت کا مستحق ہی اور نهین تو نهین اسیطرح تمام مسائل کی جواب مین غلطی پکڑی اب ابو یوسف اپنا قصور پا گئی پهر امام کی پاس

ابی حنیفة وحین جاء قال له ابو حنیفة ما جاء بک الا مسئلة القصار فانک زببت قبل ان تحصرم سبحان الله

حاضر ہوئی اور جب وه آئی تو ابو حنیفه نی کها تجهکو صرف دهوبی کا مسئله لایا ہی بیشک تونی انگور پکنی سی پهلی توڑا سبحان الله

من رجل یعقد مجلسا ویتکلم فی دین الله ولا یحسن مسئلة فی الاجارة ثم قال من ظن انه استغنی عن التعلم فلیبک

ایک شخص مجلس بنا کر الله کی دین مین گفتگو کری اور اجاره کا مسئله بهی ٹهیک نهین آتا پهر فرمایا جسکو یهه خیال ہو که علم سیکهنی کی مجکو حاجت نهین تو وه

علی نفسه وکان سبب انفراده علی ما ذکر فی مناقب الکردری انه مرض مرضا شدیدا فعاده الامام فقال لقد کنت

اپنی جان کو رووی اور سبب ابو یوسف کی جدا ہونیکا موافق مذکور مناقب کردری کی یهه ہی که وه سخت بیمار ہوئی امام اونکی عیادت کو گئی اور فرمایا مجکو تجهه سی امید تهی

اؤملک بعدی للمسلمین ولئن اصبت لیموتن علم کثیر فلما برأ اعجب بنفسه وعقد مجلس الامالی ولم یتفطن ان فی قول

که میری بعد مسلمانون کا رئیس اور پیشوا ہوتا اور اگر تو مر گیا تو بہت علم جاوینگی پهر جب وه اچهی ہو گئی تو اپنی دلمین خوش ہوئی اور مدرسه تیار کیا اور یهه نه سمجهی که امام کا

الامام لقد کنت اؤملک بعدی للمسلمین اشارة الی ان المتعلم لا ینبغی له ان یستبد بنفسه فی زمن استاذه بلا اذن

مجکو امید تهی که میری بعد مسلمانون کا بیشک رئیس اور پیشوا ہوتا اشاره ہی که شاگرد کو نهین چاہئی که اپنی آپ اوستاد کی سامنی بی اذن مستقل ہو جاوی

منه ثم لما علم قصوره ترک مجلسه وعاد الی ابی حنیفة واشتغل بالتعلم منه قال ابن المبارک لا یزال المرء عالما ما

پهر اونکو جب اپنا قصور ثابت ہوا تو وه مجلس نو تیار چهوڑی اور امام ابو حنیفه کی پاس آکر پڑهنا شروع کیا ابن المبارک کہتی ہین که آدمی ہمیشه عالم رہتا ہی جب تک

طلب العلم فاذا ظن انه علم فقد جهل وقال الامام الغزالی فی الاحیاء کل متعلم استبقی لنفسه رأیا واختیارا وراء اختیار

جبتک علم طلب کرتا ہی پهر جب یهه خیال بنده که مین سیکهه چکا تو اب جاہل ہوا اور امام غزالی احیاء مین کہتی ہین جو شاگرد اپنی کوئی رای تجویز کر کر علاوه

المعلم فاحکم علیه بالخسران المجلس الثامن والثمانون فی بیان افضل الاعمال الحب فی الله والبغض

اوستاد کی رای کی پسند کری تو اوسکو خاسر سمجهو اٹهاسی مجلس افضل اعمال کی بیان مین که محبت برای خدا اور بغض برای خدا ہی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل الاعمال الحب فی الله والبغض فی الله هذا الحدیث من حسان المص

رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا اچهی سی اچها عمل الله سی دوستی اور الله سی دشمنی ہی یهه حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین

رواه ابو ذر وفیه اشارة الی ان المؤمن لا بد له ان یکون له اصدقاء یحبهم فی الله تعالی واعداء یبغضهم فی الله

ابو ذر کی روایت سی اور اسمین یهه اشاره ہی که مؤمن کی لئی بالضرور بعضی دوست ہوا کرین که برای خدا اونکو محبوب رکها کری اور بعضی دشمن که برای خدا

فانه اذا احب احدا لکونه مطیعا لله تعالی فلا بد له ان یبغضه عند کونه عاصیا لله تعالی لان من یکون محبوبا بالسبب

اونکو مبغوض رکها کری بیشک اگر کسیکو الله کا فرمان بردار دیکهه کر محبوب رکهیگا تو پهر بالضرور اوسکو مبغوض رکهیگا جب وه الله کی نافرمانی کریگا اسلئی که جو شخص کسی سبب سے

فبالضرورة يكون مبغوضا لضده وهو مطرد في الحب والبغض لكن كل واحد منهما دفين في القلب انما يترشح
محبوب ہو جاتا ہی تو بالضرور اوسکا خلاف کرنیسی مبغوض ہو جاویگا اور آدمی محبت اور بغض میں یکسان ہوتا ہی لیکن حب اور بغض ہر دو اوسکی دلمیں گڑی ہوتا
عند الغلبة اذا اشتد غلبة الحب ظهر افعال المحبين من المقاربة والموافقة ويسمى موالاة وعند غلبة البغض
اور غلبہ کی حالت میں ظاہر ہو جاتی ہین اسلئی کہ محبت کی غلبہ میں دوستوں کی سی افعال ہونی لگتی ہین مقاربت اور موافقت آپس کو دوستی کہتی ہین اور بغض کی حالت مین
يظهر افعال المبغضين من المباعدة والمخالفة ويسمى معاداة فان قيل باي طريق يمكن اظهار البغض فالجواب
عداوت کی سی افعال ہونی لگتی ہین دوری اور مخالفت اسکا نام دشمنی ہی اگر کوئی پوچھی بغض کو کسطرح پر ظاہر کری تو جواب یہ ہی
ان اظهاره لا يخلو اما ان يكون في القول او في الفعل اما في القول فيكون تارة بكف اللسان عن مكالمته ومحادثته
کہ بغض کا اظہار دو حال سی خالی نہین یا تو گفتگو مین ہوگا یا کاروبار مین گفتگو مین تو بعضی وقت اوسکی ساتھ بولنی اور بات چیت سی رکنا
وتارة بتغليظ القول عليه واما في الفعل فيكون تارة بقطع السعي في اعانته وتارة بالسعي في اساءته وافساد مآربه
اور کبھی سخت بولنا اور کاروبار مین کبھی تو اوسکی امداد مین تندہی نکرنی اور کبھی اوسکی بگاڑ کی اور اوسکا مقصد خراب کرنی کی سعی
فيما يفسد عليه طريق المعصية لا فيما لا يؤثر فيه وهذا اذا صدر عنه المعصية على طريق القصد كبيرة كانت او
اسطرح کہ اوسکی لئی طریقہ معصیت کا باقی نرہی نہ ایسا افساد کہ طریق معصیت مین اثر نکری اور یہہ اوس صورت مین ہی کہ معصیت قصداً کرتا ہو کبیرہ ہو یا
صغيرة واما ما جرى مجرى الهفوة التي يعلم انه نادم عليها غير مصر عليها فالاولى فيه الاغماض والستر لا سيما اذا كانت
صغیرہ اور جو گناہ کہ قایم مقام لغزش کی ہو کہ معلوم ہوتا ہو وہ اسپر شرمندہ ہی اصرار نہین کرتا تو اسمین اولی یہہ ہی کہ چشم پوشی اور پردہ پوشی کری خاص کر جہان
معصية بالجناية على حقك او حق من يتعلق بك فعدم الاعتراض حسن لان العفو عمن ظلمك واساء اليك
کہ وہ معصیت تیری حق مین یا تیری کسی متعلق کی حق مین ظلم ہو تو اب اوسکی مزاحمت نکرنا اچھی ہی کیونکہ درگذر کرنا ایسی سی جو تجہپر ظلم کری اور تیری ساتھ برائی
من اخلاق الصديقين واما من ظلم غيرك وعصى الله تعالى به فعدم الاعراض عنه احسان اليه فلا يحسن الاحسان
کری صدیقین کی عادت ہی اور جو شخص اوروں پر ظلم اور الله کی نافرمانی کری تو اب باز پرس نکرنا اوسپر احسان ہی سو ایسی پر احسان کرنا اچھا نہین ہی
اليه لان الاحسان اليه اساءة الى المظلوم وحق المظلوم اولى بالمراعاة وتقوية قلبه بالاعراض عن الظالم احب
کیونکہ اسپر احسان کرنا مظلوم کی حق مین برا ہی اور رعایت مظلوم کی حق کی اولی ہوتی ہی اور مظلوم کا دل ظالم سی اعراض کرکر قوی کرنا
الى الله تعالى من تقوية قلب الظالم وقد اتفق السلف على اظهار البغض والعداوة للظلمة والمبتدعة وكل من عصى الله
الله تعالی کو ظالم کی تقویت سی زیادہ تر محبوب ہی اور متقدمین سب متفق ہین کہ ظالم اور بدعتیون کی ساتھ [illegible] اور جو کوئی خدا کی ایسی نافرمانی کری
بمعصية متعدية منه الى غيره واما من عصى الله تعالى في حق نفسه فقد اختلفوا فيه فمنهم من نظر اليه بنظر
کہ اوسکا اثر غیر تک پہنچی اوسکی ساتھ بغض اور عداوت ظاہر کیا کری اور وہ شخص کہ گناہ کا وبال صرف اپنی جان پر لیتا ہی تو اسمین اختلاف ہی سو بعضی تو اوسکی طرف بنظر
الرحمة ولم يعرض عنه ومنهم من شدد الانكار عليه واختار المهاجرة عنه لقوله تعالى لا تجد قوما يؤمنون بالله
رحمت دیکھتی ہین بیزار نہین ہوتی اور بعضی اوسپر بہت تشدد کرکر اوس سی مہاجرت اختیار کرتی ہین بدلیل اس آیت کی تو نہ دیکھیگا کوئی لوگ جو یقین رکھتی ہون الله
واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا آباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم فدلت الآية على ان
اور پچھلی دن پر پھر دوستی کرین ایسون سی جو مخالف ہوئی الله کی اور اوسکی رسول کی اور پڑی وہ اپنی باپ ہون یا اپنی بیٹی یا اپنی بھائی یا اپنی گھرانی کی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہی
من يرتكب المعاصي والمنكرات يجب هجره ولو كان من الاقرباء ويكون هذا الهجر على وجه العقوبة والتاديب
کہ جو شخص معاصی اور منکرات پر عمل کرتا ہی اوسی الگ رہنا واجب ہی اگرچہ [illegible] ہووی اور یہہ جھوٹ چھٹاؤ بطور سزا اور تادیب کی
بمنزلة التعزير واما النظر اليه بنظر الرحمة فيفضي الى المداهنة لان اكثر البواعث على الاعضاد على المعاصي المداهنة
بجای تعزیر کی ہوتی ہی اور اوسکی طرف نظر رحمت سی دیکھنا دین مین سستی پیدا کرتا ہی اسلئی کہ اکثر اسباب گناہ کی امداد کی یہہ ہی ہین مداہنت

ومراعاة القلوب والخوف من نفرتها ووحشتها فيظن الغبي الاحمق انه ينظر اليه بنظر الرحمة ومحك خلاله انه ان
اور دلداری کرنی اور نفرت اور وحشت سی خوف کرنا اب احمق نافہم یہہ خیال کرتا ہی کہ میری طرف نظر رحمت سی دیکہتا ہی اور اسکا امتحان یہی ہی کہ اگر
كان يترحم عليه عند جناية على حقه ويقول هذا شئ قد قدر له فكيف لا يفعله والقدر لا ينفع منه الحذر
یہہ حال ہوتا کہ اوسپر اپنی حق مین تعدی کرنی سی رحمت کرکر یہہ کہتا کہ تقدیر سی یون ہی ہونا تہا یہہ کیونکر نہ کرتا اور تقدیر سی نہین بہاگا جاتا
يصلح ان يترحم عليه عند جناية على حق الله تعالى وان كان يغتاظ عليه عند جنايته على حقه ويترحم عليه
تو مضایقہ نہین کہ اوسپر حقوق الہی مین تعدی کرنی پر رحم کری اور اگر اپنی حق تلفی پر غیظ و غضہ کرتا ہی اور اللہ تعالی کی گناہ پر
عند جنايته على حق الله تعالى فهو مداهن مغرور بكيد الشيطان فان قيل العصاة والفساق على مراتب
رحمت کرتا ہی تو یہہ ضعیف الایمان شیطان کی مکر مین پہنسا ہوا ہی اور اگر کوئی پوچہی گنہگار اور فاسق مختلف
مختلفة فهل يسلك في جميعهم مسلكا واحدا ام لا فالجواب ان المخالف لامر الله تعالى لا يخلو اما ان يكون في اعتقاده
درجہ کی ہوتی ہین پہر کیا سب کی ساتہہ ایک ہی طریقہ برتی یا نہین تو جواب یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی حکم کا مخالف دو حال سی خالی نہین ہی یا تو اعتقاد مین ہی
او في عمله والمخالف في الاعتقاد ثلثة اقسام الاول الكافر وهو ان كان حربيا يستحق القتل والاسترقاق وان كان
یا عمل مین ہی اور جو اعتقاد مین مخالف ہی تین قسم پر ہی اول تو کافر اور یہہ کافر اگر حربی ہی تو لایق قتل اور غلام بنانی کی ہی اور اگر
ذميا لا يجوز ايذاؤه الا بالاعراض عنه والكف عن مخالطته ومعاملته ويكره كراهة شديدة تكاد تنتهي الى
ذمی ہی تو اوسکا ستانا جایز نہین ہی مگر کم توجہی سی اور مخالطت اور معاملہ ترک کرنی سی اور سخت مکروہ ہی بلکہ قریب حرام کی ذمی کی
التحريم الانبساط معه والاسترسال اليه كالاسترسال الى الاصدقاء والثاني المبتدع الذي يدعو الى بدعته فان
ساتہہ خوشیان منانی اور تحفہ بہیجنا جیسی دوستون کو بہیجا کرتی ہین اور دوسرا بدعتی جو اورون کو بدعت سکہا دی بیشک
بدعته ان كانت بحيث يكفر بها فامره اشد من الذمي لانه لا يقر بجزية ولا يسامح بعقد الذمة وان كانت مما
اوسکی بدعت اگر ایسی ہی کہ اوس سی کافر ہو جاتا ہی تو اوسکا حال ذمی سی بدتر ہی اسلئی کہ بدعتی نہ اقرار جزیہ کا کرتا ہی اور نہ پروا ذمی ہونی کی کرتا ہی اور اگر بدعت
لا يكفر بها فامره بينه وبين الله تعالى اخف من امر الكافر لا محالة الا ان الانكار عليه اشد منه على الكافر لان شر
ایسی نہین ہی جو کافر کردی تو اوسکا معاملہ اللہ سی بہ نسبت کافر کی بہت سہل ہی مگر اتنا ہی کہ بدعتی سی متارکت بہ نسبت کافر کی زیادہ کرنی چاہئی اسلئی کہ کافر
الكافر غير متعد لان المسلمين لا يلتفتون اليه ولا يقبلون قوله لكونه كافرا واما المبتدع الذي يدعو الى بدعته و
کا کفر اورون مین اثر نہین کرتا کیونکہ مسلمان ادہر متوجہ نہین ہوتی اور کافر سمجہہ کر نہ اوسکا کہا مانتی ہین اور رہا بدعتی جو اورونکو بدعت سکہا دی اور
يزعم ان ما يدعو اليه حق فهو سبب لغواية الخلق فشره متعد فالاستحباب في اظهار بغضه ومعاداته والانقطاع
کہی جو مین کہتا ہون حق ہی سو یہہ شخص خلقت کو گمراہ کردیگا اسکی بدی بڑہنی والی ہی ایسی سی بغض اور عداوت ظاہر کرنی اور اوسکو ترک کرنا
عنه والتشنيع عليه ببدعته وتنفير الناس عنه وان سلم في ملاء فترك الجواب اولى تنفيرا للناس عنه وتقبيحا لبدعته
اور بدعت مین اوسکی شناعت کرنی اور لوگون کو اوس سی متنفر کرنا مستحب ہی اور اگر مجمع مین سلام کری تو جواب نہ دینا بہتر ہی تا لوگون کو نفرت اور بدعت کی برائی ظاہر ہو
لان جواب السلام وان كان واجبا لكن يسقط بادنى غرض وغرض الزجر عن البدعة اهم والثالث المبتدع العامي الذي
اسلئی کہ سلام کا جواب اگرچہ واجب ہی پر ادنی غرض سی ساقط ہو جاتا ہی اور بدعت کی ممانعت تو بڑی ضروری غرض ہی اور تیسرا اگہٹیل بدعتی جو
لا يقدر على الدعوة فالاولى ان لا يفاتح بالتغليظ والاهانة بل ينبغي ان يتلطف به في النصح لان قلوب العوام سريعة
اورکو نہین سکہا سکتا تو بہتر یہہ ہی کہ پہلی ہی اوسکی تغلیظ اور اہانت نکرین بلکہ یون چاہئی کہ اوسکو نرمی سی نصیحت کرین کیونکہ عوام کی دل جلد
التقلب فان لم ينفع النصح وكان في الاعراض عنه تقبيح لبدعته في عينه يتاكد الاستحباب في الاعراض عنه لان
پلٹ جاتی ہین پہر اگر نصیحت نمانی اور اوسکی نظر مین کم توجہی سی بدعت کی اہانت ہوتی ہو تو اب اودہر متوجہ نہونا زیادہ تر مستحب ہی اسواسطی

البدعة اذا لم يبالغ في تقبيحها تشيع بين الخلق ويعم فسادها ولذلك قال الشيخ علاء الدين السمناني رحمه الله تعالى يجب على المسلم

کہ بدعت کو اگر خوب برا نکہیں تو خلقت میں مروج ہو اور اوسکا فساد پہیل جاتا ہی اور اسیطرح شیخ علاء الدین سمنانی کہا ہی کہ ہر مسلمان کو لازم ہی

اذا رای رجلا يتعاطی شيئا من الاهواء والبدع ويتهاون بشیء من السنن ان يهجره ويتبرأ منه ويترکه حيا وميتا ولا

کہ جب کسیکو کچہہ متعاطی ہوا و ہوس اور بدعت کا کرتا دیکہی یا کسی سنت میں سستی کرتا پاوی تو اوسی الگ رہی اور بیزار ہو جاوی اور جیتا مرتا سب چہوڑ دی

يسلم عليه اذا لقيه ولا يجيبه اذا ابتدأ بالسلام عليه الی ان يترك بدعته ويرجع الی الحق وان مات لا يشيع جنازته

اور جب ملی تو سلام نکری اور اگر وہ سلام کری تو اوسکا جواب نہ دی یہان تک کہ بدعت سی باز آوی اور حق کی طرف متوجہ ہووی اور اگر وہ مر جاوی تو جنازہ کی

والنهي عن الهجران فوق ثلث ليال انما هو فيما يقع بين الرجلين من جهة التقصير في حقوق الصحبة والعشرة

اور ممانعت ہجران تین دن سی زیادہ کی جو آئی ہی تو اوس صورت مین ہی کہ دو شخصون مین بسبب کچہ ادائی حقوق ملاقات اور حق عشرت کی ہو جاوی

دون ما كان في حق الدين فان هجران اهل الاهواء والبدع دائم الی ان يتوبوا فقد مضت الصحابة والتابعون و

اوسمین نہین جو واسطی حق دین کی ہو بیشک متارکت اہل ہوا اور بدعتیون کی ہمیشہ کو ہی یہان تک کہ توبہ کرین بیشک تمام صحابہ اور تابعین اور

اتباعهم وعلماء السنة علی هذا مجمعين متفقين علی معاداة اهل البدعة وهجرانهم وعن سهل في تفسير قوله تعالی

تبع تابعین اور علماء اہل سنت اس حکم پر مجتمع اور متفق ہو چکی ہین کہ اہل بدعت سی دشمنی کرنی چاہئی اور اونکو چہوڑنا چاہئی اور سہل سی اس آیت کی تفسیر میں

لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله انه قال من صحح ايمانه واخلص توحيده فانه لا

آیا ہی تو نہ دیکہیگا کوئی لوگ جو یقین رکہتی ہون اللہ پر اور پچہلی دن پر پہر دوستی کرین ایسون سی جو مخالف ہوئی اللہ کی اور اوسکی رسول کی کہ کہا جسنی اپنا ایمان صحیح کیا اور

يجالس مع مبتدع ولا يؤاكله بل يظهر له من نفسه العداوة والبغضاء ومن داهن مبتدعا سلب الله تعالی عنه

تو وہ بدعتی کی ساتہہ نہ بیٹہی اور نہ ساتہہ کہاوی بلکہ اپنی طرف سی اوسکی حق مین دشمنی اور بغض ظاہر کری اور جسنی بدعتی کی ساتہہ مداہنت کی تو اللہ تعالی اوس سی

حلاوة اليقين ومن اجاب الی مبتدع لطلب العز والغنی في الدنيا اذله الله تعالی بذلك العز وافقره بذلك الغنی

حلاوت یقین کی لی لیتا ہی اور جسنی بدعتی کو واسطی تلاش عزت اور تونگری دنیا کی مقبول رکہا اللہ تعالی اوسکو اوس عزت مین خوار اور اوس تونگری مین مفلس کریگا

ومن ضحك في وجه مبتدع ينزع الله تعالی نور الايمان من قلبه وعن الثوری من سمع من مبتدع لم ينفعه الله تعالی

اور جو شخص بدعتی کو دیکہہ کر خوش ہوتا ہی تو اللہ تعالی ایمان کا نور اوسکی دلمین سی نکال لیتا ہی اور ثوری سی روایت ہی جسنی بدعتی کی بات سنی تو اللہ تعالی اوس بات سی

بما سمع ومن صافحه فقد نقض عروة الاسلام وعن فضيل من احب صاحب بدعة احبط الله تعالی عمله واخرج نور الاسلام

فائدہ نہین دیتا اور جو اوس سی مصافحہ کرتا ہی تو توڑ دیتا ہی نور اسلام کا اور فضیل سی روایت ہی جو بدعتی کو دوست رکہی اللہ تعالی اوسکی اعمال حبط کرتا ہی اور اسلام کا نور

من قلبه وعنه من جلس مع صاحب بدعة فاحذروه وعنه اذا رأيت مبتدعا في طريق فخذ طريقا آخر وقال الفضيل

اوسکی دل سی نکال دیتا ہی اور اوسی سی روایت ہی جو شخص بدعتی کا ہمنشین ہو تو اوس سی بچو اور اسیسی روایت ہی اگر تو بدعتی کو کسی راہ مین دیکہی تو تو اور راہ اختیار کر اور فضیل

من زوج صاحب بدعة خرج نور الايمان من قلبه واما العاصی بفعله وعمله لا باعتقاده فهو الذی يفسق في نفسه بشرب

کہتی ہین جو شخص بدعتی سی ملی گیا تو ایمان کا نور اوسکی دلمین سی نکل جاتا ہی اور گنہگار فعل اور عمل مین بدون اعتقاد کی سو وہ ہی جو اپ اپنی ذات سی بدکاری شراب

الخمر او ترك الواجب او مفارقة محظور يخصه ولا يتعدی منه الی غيره فانه ان صودف وقت مباشرته المنكر يجب منعه

پیکر یا کوئی واجب ترک کر کر یا امر محظور کو چہوڑ کر جو اوسکی ساتہہ خاص ہی اور وہ فسق اور مین اثر نکرتا ہو سو ایسی شخصکو اگر عین اوس عمل منکر مین پاوین تو اوسکی ممانعت واجب ہی

بما يمتنع منه ولو بالضرب او بالقتل عند القدرة لكون النهی عن المنكر واجبا ووجوبه لا يختص بالولاة بل يجوز

جسطور منع کیا جاوی اگرچہ مار پیٹ سی یا قتل سی اگر قدرت ہو کیونکہ ممانعت امر منکر کی واجب ہی اور منکر کی ممانعت کچہہ نری حاکم پر واجب نہین ہی بلکہ

لكل واحد من احاد الرعية اقامته بالقول والفعل علی حسب استطاعته سواء كان حرا او عبدا او امرأة لكن ينبغی

عوام رعایا مین سی ہر ہر شخصکو ضرور ہی کہ ممانعت کری زبان سی اور ہاتہہ سی موافق طاقت کی برابر ہی کہ حر ہو یا غلام یا عورت لیکن چاہئی

ان يكون بالتدريج من الاخف الى الاغلظ بحسب حال المنكر كما ذكر في المحيط ان من راى غيره مكشوف الركبة
كشف ركبتي كي ساتهه هوو تو پهلي كچهه سختي نه كري پهر زياده سختي معصيت كي حال كي موافق چنانچه محيط مين مذكور هي كه جسني كسيكو گهٹنا كهولي هوئي ديكها
ينكر عليه برفق ولا ينازعه ان لجّ وفي الفخذ ينكر عليه بعنف ولا يضربه ان لجّ وفي السوءة يضربه وان لجّ يقتله
تو نرمي سي منع كردي اوس سي جهگڑا نكري اگر وه اصرار كري اور ران كهلي هوئي مين سختي سي منع كري اور مارى نهين اگر وه ضد كري اور شرمگاه مين اوسكو ماري اور اگر ضد كري تو قتل
وهكذا الحكم في سائر المنكرات عند الاستطاعة وعند عدم الاستطاعة ينبغي له ان يكون حزينا مغتما اذ
اور تمام معاصي مين بروقت طاقت كي يهي حكم هي اور بي طاقتي كي حالت مين چاهئي كه دل سي بيزار اور غمناك هووي اسلئي
قد ورد في الحديث انه عليه السلام قال ياتي على الناس زمان يذوب قلب المؤمن فيه كما يذوب الملح في الماء لكثرة ما
كه حديث مين آيا هي كه نبي عليه السلام ني فرمايا كه لوگون پر ايك ايسا زمانه آنيوالا هي كه مؤمن كا دل ايسا گهل جاويگا جيسي نمك پاني مين گهل جاتا هي معاصي كي كثرت
يرى من المنكرات ولا يقدر على دفعها وروى عن ابي هريرة ان رجلا يتعلق برجل يوم القيمة وهو لا يعرفه فيقول له
جو ديكهي گا اور منع كرني كي قدرت نهوگي اور ابو هريره سي روايت هي كه ايك شخص قيامت كي دن كسيكا دامن گير هوگا اور وه اوسكو نه پهچانتا هوگا كهيگا تو
مالك تتعلق بي وما رايتك قط فيقول بلى قد رايتني يوما على منكر فلم تغيره فهذا امر خطر قلما يقع السلامة منه اذ يظهر
مجهسي كيون لپٹتا هي مين ني تجهكو كبهي نهين ديكها وه كهيگا هان تو ني مجهكو ايكدن معصيت پر ديكها پر منع نهين كيا اب يهه بات بڑي مشكل هي اس سي نهين بچا جاتا كيونكه
في كل حين وزمان كثير من المنكرات فلا تغير بل يقع السكوت عنها لاستيناس النفوس بها ولهذا قال بعض العلماء والله
هر وقت دمبدم بهتيري منكرات عمل مين آتي هين اور كچهه روك نهين بلكه چپ رهنا پڑتا هي كيونكه معاصي دلون مين مانوس هوگئي هين اسلئي بعضي علما كا قول
ما ابالي بكثرة المنكرات والبدع وانما ابالي واخاف من تانيس القلوب بها لان الاشياء اذا توالت مباشرتها انست بها النفس
هي مجهكو منكرات اور بدعت كي كثرت كا كچهه خوف نهين مجهكو تو يهي خوف هي كه دلين محبوب نهوجاوين كيونكه جو چيزين بار بار عمل مين آتي هين تو نفس كو محبوب هوجاتي
والنفس اذا انست شيئا قل ان تتأثر له ويوضحه الحديث الوارد في تغيير المنكر وهو ما روى عن ابي سعيد انه
اور نفس كو جو چيز محبوب هوتي هي تو كم چهوڑتا هي اسكي تفصيل وه حديث هي جو تغيير منكرات مين آئي هي ابو سعيد سي روايت هي كه نبي
عليه السلام قال من راى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك
عليه السلام ني فرمايا اگر كوئي تم مين سي منكر ديكهي تو لازم هي كه هاتهه سي روكي اور اگر طاقت نهو تو زبان سي اور اگر طاقت نهو تو دل هي اور يهه
اضعف الايمان فانه عليه السلام اخبر في هذا الحديث ان التغيير بالقلب اضعف الايمان وهو ما يجده المؤمن
ضعيف ايمان هي بيشك نبي عليه السلام ني اس حديث مين يهه خبر دي هي كه دل سي بيزار هونا ضعيف ايمان هي يعني مؤمن جو اپني دلين اوس كام كي
في قلبه من البغض لذلك الفعل المرئي وانزعاجه وقلعه وهو في الغالب مما يحصل فيما يندر وقوعه واما
مشاهده سي بغض اور اوسكا اوكهاڑنا اور دفع كرنا پاتا هي اور ايسي حالت دلي اغلب اوس كام مين هوتي هي جو كاهي گاهي هوتا هو اور
الاشياء التي تشاهد في كل حين وزمان فتستانس بها النفس فلا يوجد في القلب القلق والانزعاج الذي هو اضعف
جو كام هر وقت اور هر لحظه ديكهني مين آتي هين سو نفس سي مانوس هوجاتي هين پهر اوسكا كچهه قلق اور دفعيه كه وه اضعف الايمان تها
الايمان واذا لم يوجد في القلب اضعف الايمان فماذا يرجى ان يوجد فيه ويزيده ايضاحا ما ذكر في قوت القلوب
وه بهي دلين نهين رهتا اور جب دلين اضعف الايمان بهي نهوا تو پهر كيا توقع باقي ره گئي اور اسكي بڑي تفصيل تو وه هي جو قوت القلوب مين مذكور هي
ان الحسن البصري قال اول بدعة رايت بلت الدم ثم بعد ذلك بلت اصفر ثم عاد الامر الى العادة فانه لقوة ايمانه
كه حسن بصري ني كها پهلي پهل بدعت جو مين ني ديكهي تو لهو موتا پهر اوسكي بعد زرد پيشاب آيا پهر اسكي عادت پڑگئي كيونكه اونكو بسبب قوت ايمان
ورؤيته ما لم يعهده قوي انزعاجه حتى تغير مزاجه وظهر اثره في مائه فان مزاج الانسان اذا تغير يظهر اثره في مائه
بدعت خلاف عادت ديكهه كر بهت غصه آيا ايسا كه اونكا مزاج متغير هوكر اوسكا اثر پيشاب مين ظاهر هوگيا كيونكه آدمي كا مزاج جب بدلتا هي تو اوسكا اثر پيشاب

الا ترى

الا تری ان الاطباء یستدلون علی داء المریض من مائه فلما استمر تلک البدعة ولم یقدر علی تغییرها تغیر

کیا نہین جانتا کہ طبیب لوگ دکہیا کی مرض پر پیشاب سی استدلال کرتی ہین پہر جب بدعت قرار پکڑ گئی اور روک کی قدرت نہین ہوئی

ذلک الانزعاج الاول لاستیناس النفس بها وبقی عنده من الانزعاج قدر ما یلزمه من التغییر بالقلب لان الانکار

تو پہلی مدافعت دلی بدل گئی کیونکہ نفس کو چندان اجنبی نہ معلوم ہوئی اور دل مین اوسکی مدافعت کا خیال جتنا باقی رہگیا ویسا ہی تغییر ہوا اسواسطی کہ دل کا

بالقلب لا یسقط بوجه من الوجوه اذ لا مانع یمنع منه ولا یقتصر علیه الا هو ضعیف الایمان سواء استطاع

انکار کسیطرح نہین جاتا اسلئی کہ اسکا کوئی مانع نہین ہوتا اور اتنی پر اکتفا وہ ہی کرتا ہی جو ضعیف الایمان ہووی برابر ہی کہ انکار

الانکار بالید واللسان او لم یستطع لکن عند عدم الاستطاعة یسقط عنه الاثم ویبقی مع ضعف الایمان

ہاتہ سی اور زبان سی کرسکتا ہو یا نکرسکتا ہو لیکن بیمقدوری کی حالت مین گناہ نہین ہوتا ایمان مین ضعف بدستور رہتا ہی

فان المنکر اذا کثر ولم یقدر المؤمن علی منعه وسکت ولم یتکلم بشیء لا یاثم لان التکلیف بقدر الوسع لما قال

بیشک معصیت جب کثرت سی ہوئی لگین اور مؤمن کو ممانعت پر قدرت نہو اور وہ چپ ہو کر کچہ نہ کہی تو گنہگار نہین ہوتا اسلئی کہ تکلیف موافق طاقت

الله تعالی لا یکلف الله نفسا الا وسعها المجلس التاسع والثمانون فی بیان متابعة الرسول فی الامر

چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ تکلیف نہین دیتا کسی کو مگر جو اوسکی طاقت ہو نواسی مجلس اس بیان مین کہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا امر اور نہی مین لازم ہی اسمین مخالفت

والنهی قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما نهیتکم عنه فاجتنبوه وما امرتکم به فافعلوا منه ما استطعتم

جایز نہین ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو تمکو مین منع کرون تو اوس سی پرہیز کرو اور جو تمکو حکم کرون تو اوسکو جہان تک ہوسکی عمل مین لاؤ

فانما اهلک الذین من قبلکم کثرة مسائلهم واختلافهم علی انبیائهم هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه

کیونکہ تمسی پہلی امتین اسی لئی تباہ ہوگئین کہ اپنی انبیاء سی پوچہہ پوچہہ کر خلاف کرتی رہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی

ابو هریرة والخطاب فیه خطاب مشافهة والخطاب المشافهة مختص بالموجود الحاضرین فی ذلک الوقت وتناوله

روایت سی اور اسمین خطاب جو ہی تو خطاب آمنا سامنی کا ہی اور آمنا سامنی کا خطاب اونپر ہوتا ہی جو اوسوقت مین موجود اور حاضر ہوتی ہین

لغیرهم [illegible] اتباعهم [illegible] بعدهم الی یوم القیامة لیس بطریق الحقیقة بل اما بطریق تغلیب الفریق

اور اونکی حق مین جو اونکی سوای غایب ہوتی ہین اور جو اونکی بعد قیامت تک پیدا ہونگی بطور حقیقت کی نہین ہوتا بلکہ اونپر یا تو بطور تغلیب فریق

الاول علی الثانی او بطریق تعمیم حکمه بدلیل خارجی فان الاجماع منعقد علی ان اخر هذه الامة مکلف

اول کی ثانی پر یا اوس حکم کو کسی دلیل خارجی سی عام کردینی سی ہوتا ہی کیونکہ اس امر پر اجماع ہو چکا ہی کہ اس امت کی آخر پر بہی وہ ہی حکم ہی

بما کلف به اولها کما یشیر الیه قوله علیه السلام الحلال ما جری علی لسانی الی یوم القیامة والحرام ما جری علی

جو اول پر تہا چنانچہ اسحدیث مین یہہ ہی اشارہ ہی قیامت تک حلال ہی جو میری زبان پر آچکا ہی اور قیامت تک حرام ہی جو میری زبان پر

لسانی الی یوم القیامة ثم ان الحدیث المذکور سابقا من جوامع الکلم التی اوتیها النبی علیه السلام وهو قاعدة عظیمة

آچکا ہی پہر وہ حدیث جو سابق مین مذکور ہوئی گویا جوامع الکلم ہی جو نبی علیہ السلام کو ملا ہی اور وہ اسلام کی قواعد مین سی

من قواعد الاسلام اذ علیه یدور جملة الاحکام التی هو الوجوب والندب والحرمة والکراهة والاباحة لان

بڑا قاعدہ ہی اسواسطی کہ جملہ احکام یعنی وجوب اور مستحب اور حرمت اور کراہت اور اباحت کا وہ ہی مدار ہی کیونکہ

النهی یتناول الحرمة والکراهة کما یتناول الامر ما عداهما فیکون الحدیث موافقا لقوله تعالی فاتقوا الله ما

نہی مین حرمت اور کراہت داخل ہی جیسی امر مین ان دونو کی سوا داخل ہین سو یہہ حدیث موافق اس آیت کی ہی سو ڈرو اللہ سی

استطعتم لان التقوی وان کانت عبارة عن اجتناب جمیع المنهیات واتیان جمیع المامورات الا انها مقیدة

جہان تک سکو اسلئی کہ تقوی اگرچہ تمام منہیات سی اجتناب اور تمام مامورات پر عمل کرنیکو کہتی ہین مگر مقید ہی ساتہ استطاعت کی قید

بالاستطاعة وأما قوله تعالى اتقوا الله حق تقاته فالصحيح الصواب الذي جزم به المحققون ان قوله تعالى فاتقوا الله

لگادی ہی اور یہہ آیت ڈرتے رہو اللہ سے جیسا چاہیے تو صحیح صواب جو مختار محقق لوگوں کا ہی یہہ ہی کہ یہہ آیت سو ڈرو اللہ سے

ما استطعتم مفسر له ومبين للمراد به لانه تعالى لم يكلف عباده الا بالمستطاع حتى قال لا يكلف الله نفسا الا وسعها

جہاں تک سکو اوسکی تفسیر ہی اور اوس سے جو مراد ہی کہولدیتی ہی اسلئے کہ اللہ تعالی نے اپنی بندوں کو طاقت سے زیادہ کی تکلیف نہیں دی ہی یہاں تک فرمایا

وقال في آية اخرى وما جعل عليكم في الدين من حرج ثم ان النهي في قوله عليه السلام ما نهيتكم عنه فاجتنبوه

مگر جو اوسکی گنجایش ہو یہ آیت میں فرمایا ہی اور نہیں رکہی تمپر دین میں کچہہ مشکل پہر نہی جو اس حدیث میں ہی کہ جو میں تمکو منع کروں تو اوس سے پرہیز کرو

يقتضي ترك جميع ما نهي عنه مطلقا اذ لا يحصل الامتثال الا بذلك بخلاف الامر في قوله عليه السلام وما امرتكم

یہہ ہی تقاضا کرتی ہی کہ تمام منہیات مطلقا عمل میں نہ آویں کیونکہ بدون اسکی اطاعت نہیں ہوتی برخلاف امر کی اس حدیث میں اور جو میں تمکو امر کروں

به فافعلوا منه ما استطعتم فانه لا يقتضي الا الاتيان بما يقدر عليه ثم ان من كان مريضا اذ لو يقدر على القيام في الصلوة

تو جسقدر تمسے ہوسکی وہ کرو اس سے عمل کرنا بقدر استطاعت ہی کی لازم آتا ہی جیسی کوئی بیمار ہو اگر نماز میں کہڑا نہیں ہوسکتا تو بیٹھ کر پڑہ لی

يصلي قاعدا بركوع وسجود وان لم يقدر على الركوع والسجود يصلي بالايماء قاعدا ويجعل سجوده اخفض من ركوعه

رکوع اور سجود ادا کری اور اگر رکوع اور سجود ہی نہیں ادا کرسکتا تو بیٹھ کر اشارہ سے پڑہ لی اور سجدہ کو بہ نسبت رکوع کی زیادہ پست کری

ليتحقق الفرق بينهما وان لم يقدر على القعود يصلي بالايماء مضطجعا او مستلقيا وكذا اذا كان راكبا على الدابة

تاکہ دونوں میں فرق رہی اور اگر بیٹھ ہی نہیں سکتا تو اشارہ سے ادا کری کروٹ پر پڑا ہوا یا چت اور ایسی ہی اگر چوپایہ پر سوار ہو

وخاف عند النزول على نفسه او دابته من سبع او لص او كان في مطر شديد او طين يغيب وجهه فيه ولا يجد مكانا

اور اوترنی میں اپنی جان کا یا اوس سواری کا خوف کرتا ہو درندہ سے یا چور سے یا مینہہ کی رو پڑتی ہو یا ایسا کیچڑ گارا ہو کہ جسمیں منہہ دہسجاوی اور کوئی

جافا او كان عاجزا عن النزول والركوب لكبر سنه او ضعف مزاجه او كان دابته جموحا لا يمكنه الركوب بلا معين

خشک جگہ نہ ملی یا سوار ایسی اوترنے میں عاجز ہو ماری بڑہاپی کی یا ناتوانی مزاج سے یا اوسکا گہوڑا بدکتا ہو کہ بدون مددگار کی نہیں چڑہ سکتا

او كانت القافلة في البادية تسير ويخاف على نفسه وثيابه لو نزل فانه يصلي على الدابة بالايماء كيف ما يمكنه وكذا المرأة

یا قافلہ جنگل میں چلا جاتا ہو اور اگر اوترے تو خوف ہی جان کا یا کپڑوں کا تو یہہ ہی سواری کی اوپر اشارہ سے جسطرح بن آوی پڑہ لی اور ایسی ہی عورت

اذا لم يكن لها محرم ولم تستطع النزول والركوب بنفسها تصلي على الدابة بالايماء فبذلك يحصل الامتثال في

جب اوسکی ساتہہ محرم نہو اور وہ اپنی آپ اوتر چڑہ نہ سکتی ہو تو دابہ کی اوپر اشارہ سے پڑہ لی ان تمام صورتوں میں اتنی ہی میں امتثال

جميع ذلك وكذلك لو لم يجد من الثياب ما يستر به عورته ومن الماء ما يغسل به اعضاء وضوئه مرة واحدة

ہوجاویگا اور ایسی ہی اگر اتنا کپڑا میسر نہو کہ عورت ڈہک سکی اور اتنا پانی نہ ملی کہ اعضاء وضو کی ایک ایک بار دہو لی

او عجز عن استعمال الماء في بعض اعضائه في الوضوء والغسل او عن اتيان بعض اركان الصلوة او بعض شروطها

یا وضو میں یا غسل میں بعض اعضا پر پانی نہ لگا سکی یا کوئی رکن یا کوئی شرط نماز کی ادا نہ کرسکی

فباتيان الممكن يحصل الامتثال وقوله عليه السلام فانما اهلك الذين من قبلكم كثرة مسائلهم جاء مبينا

تو پہر جتنا ادا کرسکتا ہی وہ ہی پورا امتثال ہی اور یہہ ارشاد نبوی علیہ السلام کا کہ تمسی پہلوں کو کثرت کی بوجہا پاچہی نے ہلاک کردیا مسلم میں

في كتاب مسلم عن ابي هريرة فانه قال خطبنا رسول الله عليه السلام فقال يا ايها الناس قد فرض الله عليكم الحج

ابو ہریرہ رضی سے روایت ہی وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو خطبہ سنایا فرمایا ای لوگو بیشک اللہ نے تمپر حج فرض کردیا ہی

فحجوا فقال رجل أكل عام فسكت النبي عليه السلام حتى قالها ثلثا فقال النبي عليه السلام لو قلت نعم لوجبت ثم

اسے حج کیا کرو ایک شخص نے عرض کیا کیا ہر سال پہر نبی علیہ السلام چپ ہو رہی یہاں تک کہ تین بار کہا پہر نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر میں یہہ کہدیتا کہ ہاں

قال النبي عليه السلام ذروني ما تركتكم فانما هلك من كان قبلكم بكثرة سوالهم واختلافهم على انبيائهم فاذا امرتكم
نبی علیہ السلام نے فرمایا مجھکو اسی پر رہنے دو جسپر میں تمکو چھوڑ رکھا ہی تمسی پہلی جو لوگ ہلاک ہوئی ہیں تو بہت پوچھنا پاچھی سی اور اپنی انبیاء کی خلاف کرنی سی ہلاک ہوئی
بشيء فاتوا منه ما استطعتم واذا نهيتكم عن شيء فدعوه فانه عليه السلام صار كانه قال اتركوني في مدة تركي
سو جب میں تمکو کوئی بات کہا کرو تو اوسکو جتنا تمسی ہو سکی کیا کرو اور جب منع کیا کرو کسی بات سی تو وہ چھوڑ دیا کرو اب نبی علیہ السلام نی گویا یہ فرمایا یوں ہی رہنی دیا کرو
اياكم من الامر بالشيء او النهي عنه ولا تلحوا علي في السؤال ولا تبالغوا في الاستقصاء والا يشدد عليكم كما شدد على
جبتک میں تمکو کسی بات کی امر سی یا ممانعت سی چھوڑی رکھوں اور خواہ مخواہ مجھسی سوال مت کیا کرو اور نہ پورا کرنی میں حدسی بڑھا کرو ورنہ تمپر ایسا تشدد ہوگا
بني اسرائيل حين وقع فيهم قتيل ولم يدروا من قتل وسالوا موسى النبي عليه السلام ان يبينه لهم فقال لهم موسى النبي عليه السلام
جیسی بنی اسرائیل پر تشدد ہوا تہا جب اونمیں ایک مردہ ملا اور اوسکا قاتل نہ معلوم ہوا پہر اونہوں نے نبی علیہ السلام سی پوچہا کہ ہمکو قاتل بتا دو سو موسی علیہ السلام نے
ان الله يامركم ان تذبحوا بقرة وتضربوه ببعضها فيحيى ويخبركم بقاتله فلما سمعوا منه هذا القول تعجبوا من بقرة
اونسی کہا کہ اللہ تعالی تمکو فرماتا ہی کہ ایک گای ذبح کرو اور اوسکا ایک ٹکڑا مردی سی لگادو وہ زندہ ہوکر اپنا قاتل تمکو بتا دیگا جب اونہوں نے حضرت موسی سی یہ بات سنی
ميتة يضرب ببعضها ميت فيحيى ويخبر بقاتله فشرعوا في السؤال عن حالها صفتها وسنها ولونها حتى امروا بذبح بقرة على صفة
کہ مردہ گائی گوشت مردہ سی لگائیں تو مردہ زندہ ہوکر اپنا قاتل کا نام تمکو بتاوی گا پس اب اونہوں نی گای کا حال اور قسم اور عمر اور رنگ پوچھنا شروع کیا آخر کو ایسی
لم توجد تلك الصفة الا في بقرة واحدة ولم يبعها صاحبها الا بملء جلدها ذهبا فاشتروها بذلك وذبحوها وضربوا
حکم ہوا کہ جیسی ایک ہی گای تہی اور اوسکی مالک نی بیچی تو اوسکا چمڑا سونی ہی بہروالیا پہر اوسی قیمت کو مول لیکر ذبح کی اور گوشت کا کچھ مردہ سی لگایا
القتيل ببعضها فحيي وسمى لهم قاتله فانهم في ابتداء الامر لو ذبحوا بقرة اية بقرة كانت لكانوا ممتثلين لامر الله تعالى
پہر وہ زندہ ہوا اور قاتل کا نام بتایا اگر وہ پہلی حکم ہوتی ہی کوئی سی گای ذبح کر دیتی تو فرمان الٰہی ادا ہو جاتا پر وہ اپنی اوپر سختی لینی کو
لكنهم شددوا على انفسهم بالاستقصاء في السوال شدد الله تعالى عليهم وقد اشار النبي عليه السلام الى ذلك
سوال کئی گئی اللہ تعالی نی اونپر شدت کی اور بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اودہر ہی اشارہ کیا ہی
بقوله فانما هلك من كان قبلكم بكثرة سوالهم واختلافهم على انبيائهم وانما كان كثرة السوال والاختلاف على الانبياء
کہ جو تمسی پہلی گذری ہیں بہت سوال کرنیسی اور انبیاء علیہم السلام کا خلاف کرنی سی ہلاک ہوئی اور کثرت سوال اور انبیاء کا خلاف کرکر
سببا للهلاك لان الله تعالى انما بعثهم ليعلموا الناس ما يحتاجون اليه في دينهم ودنياهم وما فيه مصالح دنياهم واخرتهم
اسلئی ہلاک ہوگئی کہ اللہ تعالی نی انبیاء کو اسی لئی بہیجا ہی کہ لوگوں کو حاجت کی باتیں دین کی سکہلاویں اور جس امر میں اونکی دنیا اور دین کا بہلا ہو جتلادیں
وجعل كلا منهم امينا على ما امنه ولا يجوز لهم ان يسكتوا عند الحاجة او يتكلموا على خلاف المصلحة وكثرة السوال
اور اللہ تعالی نی ہر ایک نبی کو امت کی کاروبار کا امین پیدا کیا ہی اونکو جائز نہیں ہی کہ حاجت کی وقت چپکی رہیں یا برخلاف مصلحت کچھ کہہ اوٹھیں
على من كان شانه هذا والاختلاف عليه امارة عدم الثقة بقوله وعلامة سوء الظن به ولا شك ان سوء الظن
اور ایسی لوگوں سی بار بار سوال کرنا اور اونسی خلاف کرنا نشانی بی اعتمادی کی اونکی کہنی پر اور علامت بدگمانی کی ہی اور بلاشک نبی پر بدگمانی
بالنبي يوجب الهلاك وقد قال المشائخ من قال لاستاذه لم فهو لا يفلح ابدا فما ظنك بمن لا يتادب بين يدي الرسول
ہلاک کردیتی ہی اور مشائخ کا قول ہی جو کوئی استاد کی سامنی کہی یہ کیوں اوسکا کبھی بہلا نہیں ہونی پہر تیرا کیا خیال ہی اوسکی حق میں جو رسول علیہ السلام کی سامنی
وجاوز مقام التسليم والقبول ثم انه عليه السلام اشار بذكر كثرة السوال ان بعض السوال لا يضر وهو ما كان
ادب نکری اور تسلیم اور قبولیت کی مقام سی بڑھ جاوی پہر نبی علیہ السلام نی کثرت سوال کی ذکر کرنی میں یہ اشارہ فرمایا ہی کہ بعضا سوال نقصان نہیں کرتا یعنی
بقدر الحاجة واما السوال عما لا يعنيهم ولا يليق بهم فهو تضييع العمر ودليل على التردد وقد يكون سببا للوقوع في
جو بقدر حاجت ہو اور ایسا سوال جو بیفائدہ ہیں ... عمر ... نشانی ہی ... بعضی وقت ...

الزيغ والبدع لسوء الفهم وضعف البصيرة ومن اجل ذلك ضل من كان قبلهم من الامم السالفة واستوجبوا اللعن
بسبب نافہمی اور ضعف بصیرت کی کجی اور بدعتوں میں جا پھنستا ہی اور اسی سبب سی تمسی پہلی امتیں گمراہ ہوکر ملعون ہوگئیں اور اونکی
والمسخ وغير ذلك من البلايا والمحن وقوله عليه السلام واختلافهم معطوف على الكثرة لا على السؤال لان الاختلاف
صورتیں بدل گئیں اور سوا اسکی اور بہت بلائیں اور محنتیں بھگتیں اور حدیث کا لفظ واختلافہم کثرت پر معطوف ہی سوال پر معطوف نہیں اسلیے کہ انبیاء
على الانبياء غير جائز قليلا كان او كثيرا لانه تعالى لم يجعل احدا منهم مستعدا لنبوته وامينا لوحيه الا وقد تكفل
کی مخالفت اصلا جائز نہیں ہی تھوڑی نہ بہت اسلیے کہ اسد تعالی نی اونکو لایق نبوت کی اور امین اپنی وحی کا تب کیا ہی کہ آپ اونکی صواب اندیشی کا ذمہ دار
له بالاصابة وايده بالهداية الى الاصلح والارشد فعلى كل واحد من امته ان يلقي سمعه اليه ويشهد بقلبه بين
ہو لیا ہی اور امور اصلح اور ارشد میں ہدایت کی تائید کی ہی اب امت کی ہر ہر شخص کو لازم ہی کہ اونکی بات کان لگا کر سنی اور دل سی اونکی سامنی گواہی دی
يديه ويغتنم كلامه اذا تكلم وسكوته اذا سكت ويسد عنده باب الاختلاف ولا يفتح عليه باب الاعتراض بل يتبعه
اور اونکی کلام کو جب وہ کچھہ فرماویں اور اونکی خاموشی کو جب چپ رہیں غنیمت سمجھی اور دروازہ اختلاف کا تیغہ کری اور اعتراض کا باب کبھی نہ کھولی بلکہ اطاعت
اذ في معنى نبينا محمد عليه السلام غيره من الانبياء وقد قال الله تعالى في حقه واتبعوه لعلكم تهتدون وعلم من دين
کیونکہ اور سب انبیاء اطاعت میں بمنزلہ ہماری نبی محمد صلی اسد علیہ وسلم کی ہیں اور بیشک اسد تعالی نی اونکی حق میں فرمایا ہی اور اوسکی تابع رہو شاید تم راہ پاؤ اور
الصحابة ضرورة انهم كانوا يتبعونه في جميع افعاله واقواله من غير توقف ولا تردد اصلا الا ما قام فيه دليل على
صحابہ کی معاملات دینی سی یقینی معلوم ہی کہ صحابہ تمام افعال اور اقوال میں اونکی اطاعت کرتی تہی اصلا توقف اور تردد نہیں ہوتا تہا ہان اگر کوئی دلیل
اختصاصه به فانهم قد خلعوا نعالهم حين خلع نعله ونزعوا خواتيمهم حين نزع خاتمه وكانوا يبحثون بحثا عظيما
کسی کار کی کہ ذات نبی صلی اسد علیہ وسلم سی خاص ہی پیدا ہو جاتی بیشک صحابہ جوتی نکالتی تہی جب نبی جوتی نکالتی اور انگشتریاں نکالتی تہی جب نبی انگشتری نکالتی
عن هيئة جلوسه ونومه وكيفية اكله وشربه وغير ذلك ليقتدوا به وانهم حين ارادوا التبتل والانقطاع
اور آپ کی طرز نشست اور خواب اور طریقہ کہانی اور پینی وغیرہ کی آپسمیں بہت بحث اور پوچہا پاچہ رکہتی تہی تاکہ اوسکی پیروی کریں اور جب صحابہ نی یہ عزم کیا
للعبادة ليلا ونهارا قال لهم اما انا فآكل واشرب وانام واتزوج النساء فمن رغب عن سنتي فليس مني فانظر كيف
رات دن صرف عبادت ہی کی ہو رہیں تو آپ نی فرمایا میں کہاتا ہوں اور پیتا ہوں اور سوتا ہوں اور عورتوں سی نکاح کرتا ہوں پہر جو میری سنت سی پہر جاوی وہ میرا نہیں
زجرهم بفعله عما قصدوه مع انه قبل التامل يرى انه من اكبر الطاعات وافضل العبادات ولذلك قال ابو بكر الصديق
اب دیکہہ تو نبی صلعم نی صحابہ کو اون ارادہ سی اپنا کام بتاکر کیونکر ہٹایا ہی باوجودیکہ تامل سی پہلی ظاہر یون معلوم ہوتا ہی کہ بڑی ہی طاعت اور افضل عبادت ہی اور اسیلئی
ديننا مبني على المنقول لا على مناسبات العقول وقال الامام الغزالي في اصول الدين اياك ان تتصرف بعقلك
صدیق کہتی ہیں ہماری دین کی بنیاد منقول پر ہی مناسبات عقلی پر نہیں ہی اور امام غزالی اصول الدین میں کہتی ہیں بچیارہ عقلی تصرفات سی کہ
وتقول ما كان خيرا ونافعا فهو كلما كان اكثر كان انفع فان عقلك لا يهتدي الى اسرار الامور الالهية وانما
تو یہ نہ کہنی لگی جو بات بہتر اور مفید ہی تو جتنی زیادہ ہوگی مفید تر ہوگی کیونکہ امور الہی کی اسرار کو تیری عقل کہان پا سکتی ہی اون اسرار کو
يتلقفها قوة النبي عليه السلام فعليك بالاتباع فان خواص الامور لا تدرك بالقياس او ما ترى كيف نوديت الى
قوت نبوی ہی اوٹھا سکتی ہی سو تجھکو صرف اتباع ہی لازم ہی کیونکہ بعضی خاص امور قیاس سی معلوم نہیں ہوتی کیا تو نہیں جانتا کیونکر تجھکو واسطی نماز کی بلایا
الصلوة ونهيت عنها جميع النهار وامرت بتركها بعد الصبح وبعد العصر وعند الطلوع والغروب والزوال وذلك ينتهي الى
اور دنمین سی ہر وقت پڑہنی کی ممانعت کی اور بعد صبح کی اور بعد عصر کی اور عین طلوع اور غروب اور زوال پر حکم ترک نماز کا ہوا اور یہہ تمام زمانہ
قدر ثلث النهار وآثار الفساد ظاهر في قياسك هذا فانه كقولك الدواء نافع للمريض فكلما كان كان انفع ومن المعلوم
بقدر تہائی دن کی ہوتا ہی کیونکہ تیری اس قیاس میں تو فساد ظاہر معلوم ہوتا ہی یہہ قیاس تو ایسا ہی جیسی دوا بیمار کو سودمند ہوتی ہی پہر جتنی زیادہ ہوگی دینا ہی

الکثرۃ الدواء ربما یقتل وقال فی الاحیاء اعلم ان الطبیب الحاذق کما یطلی فی المعالجات علی اسرار یستبعدها

کہ دوا کی کثرت بعضی وقت مار ڈالتی ہی اور احیاء میں کہا ہی سمجھ تو طبیب حاذق جیسی معالجات میں ایسی ایسی اسرار جانتا ہی کہ نا واقف لوگ حیران ہوتی ہیں

من لا یعرفہا فکذا الانبیاء اطباء القلوب والعلماء باسباب الحیوۃ الاخرویۃ فلا تتحکم علی سنتہم بعقلک

ایسی ہی انبیاء دلوں کی طبیب ہیں اور اخروی زندگی کی اسباب سی واقف ہیں سو تو اونکی وضع پر عقلی تکلّف مت لگا۔

فتہلک فکم من شخص یصیبہ عارض فی اصبعہ فیقتضی عقلہ ان یطلیہ حتی ینبہہ طبیب حاذق ان علاجہ

تو ہلاک ہو رہی گا بہت شخص ہوتی ہیں کہ اونکی اونگلی دکھنی لگتی ہی اوسکی عقل میں آتا ہی کہ اسپر لیپ کرنا چاہیے یہاں تک کہ طبیب حاذق تجویز کرتا ہی کہ اسکا علاج

ان یطلی الکتف من الجانب الاخر من البدن فیستبعد ذلک من حیث انہ لا یعلم کیفیۃ انشعاب الاعصاب فکذا

بدن کی دوسری طرف کی مونڈہی پر لیپ کرنا چاہیے پہر اسمیں وہ حیران ہوتا ہی اسلیے کہ پٹھوں کی راہ اور کیفیت سی واقف نہیں ہی ایسا ہی

الامر فی طریق الاخرۃ ودقائق سننہم لیس فی وسع العقل الاحاطۃ بہا کما ان فی خواص الاحجار امورا غاب عنا

حال آخرت کی راہ کا ہی اسکی دقیق عقل کی احاطہ میں نہیں سما سکتی جیسی پتہروں میں بعضی ایسی خواص ہیں کہ ہم نہیں جانتی

علمہا حتی لا نعرف السبب الذی بہ یجذب المقناطیس الحدید والعجائب فی العقائد والاعمال اکثر مما فی الادویۃ

یہاں تک کہ ہمکو اسکا سبب معلوم نہیں کہ مقناطیس لوہی کو یوں کہینچ لیتا ہی اور عقاید اور اعمال کی عجایب تو دوا داروی بہت زیادہ ہیں

فکما ان العقول تقصر عن ادراک منافع الادویۃ مع ان التجربۃ سبیل الیہا فکذلک العقول تقصر عن ادراک

تو جیسی عقلیں دوا داروکی تاثیرات سی واقف نہیں ہیں باوجودیکہ تجربہ کو بہی اودہر راہ ہی ایسی ہی عقلیں حیات اخروی کی مفید شئی کی سمجہ سی قاصر ہیں

ما ینفع فی الحیوۃ الاخرۃ مع ان التجربۃ غیر متطرقۃ الیہا وانما یکون ذلک لو رجع الینا بعض الاموات فاخبرونا

باوجودیکہ تجربہ کو بہی ادہر کوئی راہ نہیں یہہ حال جب معلوم ہوتا اگر کوئی مردہ ہماری پاس چلا آتا پہر ہمکو بتا دیتا

عن الاعمال المقربۃ الی اللہ تعالی والمبعدۃ عنہ وکذا العقائد وذلک مما لا مطمع فیہ فیکفیک من منفعۃ العقل

کونسی اعمال اللہ تعالی سی نزدیک کر دیتی ہیں اور کونسی دور ڈالدیتی ہیں اور ایسی ہی عقاید اور اسکی تو کوئی امید نہیں ہی اب عقل کا اتنا فائدہ ہی بہت ہی

ان یہدیک الی صدق النبی علیہ السلام ویفہمک موارد اشاراتہ ثم اعزلہ عن التصرف ولازم الاتباع فانک

کہ تجہکو واسطی تصدیق نبی علیہ السلام کی ہدایت کرتی ہی اور موارد اشارات سمجہا دیتی ہی پہر عقل کو تصرف سی بیکار رکہہ کر اتباع لازم کر لی تیری

لا تسلم الا بہ قال بعض العلماء العقل یوصلک الی صدق النبی علیہ السلام ثم تترکہ وتقتدی بالنبی علیہ السلام

سلامتی اسیمیں ہی بعضی علما کہتی ہیں عقل تجہکو نبی علیہ السلام کی تصدیق تک پہنچا دیتی ہی پہر تو اوسکو چھوڑ اور افعال اور ترک افعال میں نبی کی

فی افعالہ وترکہ کالفرس فی سفرک الظاہر فانہ یوصلک الی البحر ثم تترکہ وترکب فی السفینۃ وتقتدی بالملاح فی

پیروی کر جیسی گہوڑا ظاہری سفر میں دریا تک پہنچا دیتا ہی پہر تو اوسکو چھوڑ کر کشتی میں سوار ہو جا اور اوسکی چلانی اور ٹہرانی میں ملاح کی پیروی کر

مجریہا ومرسیہا وقال الشیخ الکلاباذی ان اللہ تعالی لم یبن امور الدین علی عقول العباد ولم یعد ولم یوعد

اور شیخ کلاباذی کہتا ہی کہ اللہ تعالی نی امور دینی کی بنیاد بندوں کی عقلوں پر نہیں رکہی ہی اور نہ وعدہ کیا ہی اور نہ وعید

علی ما یحتملہ عقولہم ویدرکونہ بافہامہم او یقیسونہ بارائہم بل وعد واوعد بمشیتہ وارادتہ وامر ونہی

موافق عقلی احتمالات کی کہ اوسکو وہ اپنی فہم اور رای سی سمجہ لیں اور جانچ لیں بلکہ وعدہ اور وعید اپنی مشیت اور ارادہ کی موافق اور امر اور نہی

بحکمتہ وعلمہ ولو کان کل ما لم یدرکہ العقول مردودا لکان اکثر الشرایع مستحیلا علی موضوع عقول العباد و

اپنی حکمت اور علم کی مطابق کیا ہی اور اگر جو امر کہ عقل سی دریافت نہیں ہو سکتا ہو مردود ہوتا تو اکثر احکام شرعی موافق موضوع عقول عباد کی محال ہو جاتی اور

ذلک ان اللہ تعالی اوجب الغسل بخروج المنی الذی طاہر عند بعض الصحابۃ وکثیر من فقہاء الامۃ واوجب غسل

وہ یہہ امور ہیں کہ اللہ تعالی نی منی کی نکلنی سی جو کہ نزدیک بعضی صحابہ کی اور اکثر فقہاء امت کی پاک ہی نہانا واجب کیا ہی

الاطراف من خروج الغائط الذي لا خلاف بين الامة وسائر من يقوم به العقل من غيرها على نجاسته و
اور پاخانہ کی نکلنے سے صرف ہاتھ پانو وغیرہ اعضاء وضوء کا دہونا واجب کیا جسکی نجاست اور پلیدی اور بدبو میں کسیکو امت میں سے

قذارته ونتنه واوجب بريح تخرج من موضع الحدث ما اوجبه بخروج الغائط الكثير الفاحش فباى عقل
اور تمام عقلاء وبار امت کو اصلا خلاف نہیں ہے اور موضع حدث سے ہوا کی نکلنے پر بہی وہی واجب کیا جو پاخانہ کی نکلنے پر جو نہایت تفاحش ہے

نستقيم هذا وباى رأى يجب مساواة ريح ليس لها عين قائمة لما يقوم عينه ويزيد على الريح نتنا وقذارة
سے یہہ درست ہوسکتا ہے اور کونسی رای میں ہوا جسکو کچہ جسمیت قایم نہیں ہے برابر ہوسکتی ہے اوسکی ساتہہ جو جسم ہے اور ہوا پر باعتبار بدبو اور نجاست کی برتری

واوجب قطع يمين مؤمن بسرقة عشرة دراهم وعند البعض بثلثة دراهم او دون ذلك ثم يسوى بين هذا القدر
اور دس درہم چوری پر اور بعضوں کی نزدیک تین درہم کی چوری یا اسکی کمتر پر مؤمن کا داہنا ہاتہہ کاٹنا واجب کیا ہے پہر اتنی مقدار مال سے بڑہ کر

من المال وبين مائة الف دينار ويكون القطع فيهما سواء واعطى الام من ولدها الثلث ثم ان كان للمتوفى اخوة
لاکہہ اشرفی تک وہ بہی داہنا ہاتہہ کاٹنا برابر ہے اور ماں کو بیٹا بیٹی کی ترکہ میں سے تہائی دلایا ہے پہر اگر میت کی اوپر دو بہائی بہن ہوں

جعل لها السدس من غير ان يرث الاخوة من ذلك الميت شيئا فباى عقل يدرك هذا الا تسليما وانقيادا ليسرنا
تو ماں کی لئے چہٹا حصہ ہے حالانکہ وہ بہائی بہن بہی میت کی کچہ وارث نہیں ہوتی اب یہہ کونسی عقل میں آسکتا ہے بجز تسلیم اور اطاعت کی الہی حکم کو

الله تعالى بلطفه وكرمه تسليما وانقيادا **المجلس التسعون في بيان سبق رحمة الله وغلبتها على غضبه وماهيتهما**
اپنی لطف وکرم سی تسلیم اور اطاعت آسان کردی نوی مجلس رحمت الہی کی سبقت میں اور اوسکی غلبہ میں غضب پر اور دونو کی حقیقت میں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قضى الله الخلق كتب كتابا فهو عنده فوق عرشه ان رحمتي سبقت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالی خلقت کو پیدا کرچکا تو ایک حکم لکہا سو وہ عرش کی اوپر اوسکی پاس ہے بیشک میری رحمت میری غضب پر

غضبي وفي رواية ان رحمتي غلبت غضبي هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان الله تعالى
سابق ہے اور ایک روایت میں ہے بیشک میری رحمت میری غضب پر غالب ہے یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سے اسکی معنی یہہ ہیں کہ اللہ

لما خلق الخلق حكم حكما جازما ووعد وعدا لازما ان رحمته سبقت وغلبت غضبه فالرحمة عبارة عن
جب خلقت کو پیدا کرچکا تو حکم یقینی اور وعدہ ضروری دیا کہ اوسکی رحمت غضب پر سابق اور غالب ہے سو رحمت کیا ہے ارادہ ثواب دینی کا

ارادة الاثابة للمطيع والغضب عبارة عن ارادة الانتقام من العاصي فعلى هذا كان كل واحد منهما صفة من
مطیع کو اور غضب ارادہ بدلا لینی کا گنہگار سے اس بیان کی موافق رحمت اور غضب دونو

صفات الله تعالى راجعة الى الارادة ومن المعلوم قطعا ان صفاته تعالى كلها قديمة لا يوصف بعضها بكونه
اللہ تعالی کی صفات ہیں انجام انکا ارادہ ہے اور یقینی معلوم ہے کہ تمام صفات الہی قدیم ہیں کوئی کسی پر نہ سابق ہوسکتی ہے

سابقا وغالبا على الآخر فلزم ان يقال المقصود من هذا الكلام بيان سعة رحمة الله تعالى وشمولها على الخلق
اور نہ غالب اب لاچار قائل ہونا پڑا کہ اس سے مقصود بیان کرنا وسعت رحمت الہی کا ہے اور اسکا عموم اور شمول خلق پر

لانها تتعلق بالمطيع والعاصي والصغير والكبير واما الغضب فلا يتعلق الا بالعاصي ثم ان قسط الخلق من الرحمة اكثر
کیونکہ رحمت مطیع اور گنہگار اور صغیر اور کبیر سب پر ہوتی ہے اور رہا غضب سو فقط عاصی ہی پر ہوتا ہے پہر بیشک رحمت میں سے حصہ خلقت کا زیادہ ہے

من قسطهم من الغضب لانهم ينالون الرحمة بغير استحقاق ولا ينالون الغضب الا باستحقاق فصارت الرحمة
بہ نسبت حصہ غضب کی کیونکہ وہ لوگ بدون استحقاق کی بہی رحمت پاتی ہیں اور غضب میں بدون استحقاق کی گرفتار نہیں ہوتی اب گویا رحمت

كانها السابقة الغالبة بالنسبة الى الغضب ثم ان الرحمة تقتضي دفع المضار عن الغير وايصال المنافع اليه وان
غضب سی سابق اور غالب ہے پہر بیشک رحمت غیر سی مضرت دور کرنیکا اور فائدہ پہنچانیکا تقاضا کرتی ہے اگرچہ

كرهها نفسه وشقت عليها وهذه هي الرحمة الحقيقية الا ترى ان الاب كان من رحمته بولده ان يمنعه عن شهواته
اوسکا نفس پسند نکرے اور اوسپر دشوار ہو تو مرتبہ حقیقی رحمت کا یہی تو نہیں جانتا کہ باپ کی رحمت بیٹے کی حق میں یہہ ہکہ اوسکو شہوات سے بند کرے

ويكرهه على العلم والادب بالضرب وغيره ومتى اهمل ذلك من ولده كان ذلك من عدم رحمته به وان ظن انه من
اور علم و ادب پر مار مارکر سکہاوے　اور یہہ طریقہ اگر بیٹے سے موقوف رکہے گا تو یہہ اسپر بے رحمی ہے　اگرچہ بیٹا یہہ سمجہے

رحمته به فان هذه الرحمة مقرونة بالجهل كرحمة الام ولذلك كان من رحمة الله تعالى بعباده ان يبتليهم
کہ بڑی رحمت ہکہ کیونکہ یہہ رحمت جہالت کی راہ سے ہے جیسے ماں کی رحمت اسی لئے　رحمت الٰہی بندوں پر یہہ ہکہ اونکو اوامر اور نواہی مین

بالاوامر والنواهي لا لحاجة منه اليهم بما امرهم به ولا لبخل منه عليهم بما نهاهم عنه بل ليهتدوا الى صراط مستقيم
آزماتا ہے مامور بہ مین اور نہی سے تعالی کی کوئی غرض نہیں ہے اور نہ ممنوعات مین اوسکی کچہ بخل ہے　بلکہ اسلئے کہ سیدہی راہ چلین

ويدخلوا في النعيم المقيم ومن رحمته ايضا انه نغص عليهم الدنيا وكدرها وسلط عليهم البلاء فيها حمية لهم عنها لئلا
اور دائمی عیش مین داخل ہون　اور یہہ بہی اوسکی رحمت ہے کہ دنیا کو اونپر کمتر اور مکدر اور بلا اونپر مسلط کر رکہی ہے کہ دنیا سے بچین تا کہ دنیا مین

يطمئنوا بها وبالغوا محبتها وينقطعوا من منازل الاخرة فانه تعالى ساقهم الى تلك المنازل بسياط الابتلاء فمنعهم
بالطمینان خاطر ہوکر غایت درجہ کی محبت نکرین اور منازل اخروی سے الگ نہ ہو رہین بیشک اللہ تعالی نے اونکو اون منازل پر ابتلا کی تازیانے سے روانہ کیا ہے سو اونکو

ليعطيهم وابتلاهم ليعافيهم واماتهم ليحييهم فان العبد متى ابتلي يضعف سورة نفسه ويذهب صفات بشريته
بند کیا تا کہ عطا کرے اور مبتلا کیا تا کہ درگذر کرے اور موت دی تا کہ پہر زندہ کرے کیونکہ بندہ جب مبتلا ہوجاتا ہے تو اوسکی نفس کی تیزی کہٹ جاتی ہے اور صفات بشری جاتی رہتی ہے

وينقطع عنه مواد الهوى ولذة الدنيا ويتوجه عند كل سراء وضراء الى مولاه ويألف الاقبال عليه ويستوطن
اور مادہ ہوا و ہوس اور دنیا کی لذت منقطع ہوجاتی ہے　اور ہر حال خوشی اور رنج مین اپنی مولی کیطرف متوجہ رہتا ہے اور اوسکی طرف توجہ سے الفت پکڑ کر اوسکی سامنے

بالصبر والرضى بين يديه الى ان يرفعه الى درجة الاولياء والاحباب لان البلاء يسبك العبد فكانه تعالى يسبك
صبر اور رضا کا　وطن کرلیتا ہے یہان تک کہ اوسکو　اولیا اور احباب کی درجہ پر سربلند کردیتا ہے کیونکہ مصیبت بندہ کو سانچہ مین اوتارتی ہے

عبده المؤمن بنار المحنة والبلاء ليصفيه من كدرات اخلاق البشرية ليصلح لولايته ومحبته وهذا هو السعادة
گویا اللہ تعالی اپنی مؤمن بندہ کو بلا اور محنت کی آگ سے ڈالتا ہے تا کہ اخلاق بشری کی میل سے صاف ہوکر قابل ولایت اور محبت کی ہوجاوے اور سعادت عظمی

العظمى والكرامة الكبرى لكن وقع الجهل من بني ادم وطلبوا السعادة والكرامة بالدين الفاسد والدنيا الفانية وهما
اور کرامت کبری یہہ ہی ہے لیکن بنی آدم سے بڑی جہالت ہوئی کہ اونہون نے سعادت اور کرامت دین فاسد اور دنیا فانی کی وسیلہ سے طلب کی اور یہہ دونو

في الحقيقة ضد ما طلبوه ففاتهم مطلوبهم من حيث قصدوه ووقعوا في الالم من حيث اجتنبوه وذلك لان الاعمال التي
حقیقت مین مطلوب کی ضد ہین سو اونکا مطلوب جس راہ سے طلب کیا تہا فوت ہوگیا　اور بچتی ہوئی الم مین　آپڑے اور یہہ اسواسطے کہ لوگ جو اعمال

يعملها الناس اما ان يتخذوها دينا اولا وما اتخذوها دينا اما ان يكون دينا حقا اولا فالنعيم المقيم لا يكون الا في الدين
کرتے ہین　یا تو اوسکو دین سمجہتے ہین یا نہین سمجہتے اور جسکو دین سمجہتے ہین یا وہ دین حق ہوتا ہے یا دین حق نہین ہوتا سو عیش دائمی تو صرف دین حق ہی مین ہوتی

الحق فاهله هم اصحاب النعيم المقيم كما اخبر الله تعالى به في كتابه في مواضع عديدة من جملتها قوله تعالى في حق المتقين
اور اہل دین حق کی وہ ہی اصحاب عیش دائمی کی ہین چنانچہ اللہ تعالی اپنی کتاب مین کئی جگہ اسکی خبر دیتا ہے انہین سے ایک یہہ آیت ہے پرہیزگار ہدایت والون کی حق مین

المهتدين اولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون وقوله تعالى فمن اتبع هداي فلا يضل ولا يشقى وقوله تعالى
اونہون نے پائی ہے راہ اپنی رب کی　اور وہ ہی مراد کو پہنچی　اور یہہ آیت پہر جو چلا میری بتائی راہ سو نہ وہ بہکیگا نہ وہ تکلیف مین پڑیگا اور یہہ آیت

فمن تبع هداي فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون وقوله تعالى ان الابرار لفي نعيم وان الفجار لفي جحيم والقرآن مملوء بعد
تو جو کوئی چلا میری بتائی پر نہ ڈر ہوگا اونکو　اور نہ اونکو غم　اور یہہ آیت　بیشک نیک لوگ ہین آرام مین　اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین اور قرآن اس وعدہ

النعیم المقیم لاهل الهدایة والعمل الصالح فی الاخرة وبوضد الجحیم لاهل الضلالة والعمل السیئ فیها وذلك مما

اور وعید سی پہر ہی کہ آخرت مین ہدایت اور نیک اعمالوالون کی لئی عیش دائمی ہی اور گمراہون اور بدکارون کی واسطی دوزخ ہی اور اسی مضمون پر

اتفق علیه الرسل من اولهم الی اخرهم واما المصائب التی تصیبهم فی الدنیا فان لم یکن لهم ذنب تکون تلك

تمام رسل اول سی آخر تک متفق ہین اور رہی وہ مصیبتین جو دنیا مین پڑجاتی ہین اگر بدون خطا کی ہین تو اون مصائب سی عقبی

المصائب لرفع الدرجات فی العقبی علی ما جاء فی الحدیث ان الرجل لتکون له عند الله منزلة فما یبلغها بعمله

مین رفع درجات ہووےگا چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ بعضی شخصکا اللہ کی ہان مرتبہ ہوتا ہی اور وہ بذریعہ عمل کی حاصل نہین کرسکتا

فما یزال الله تعالی یبتلیه بما یکره حتی یبلغه ایاها والاحادیث فی هذا المعنی کثیرة وان کان لهم ذنب تکون

پہر اللہ تعالی ہمیشہ اوسکو مکروہات مین مبتلا رکہتا ہی آخر وہ درجہ لیلیتا ہی اور اس مضمون کی حدیثین بہت ہین اور اگر وہ لوگ خطاوار ہین تو وہ

تلك المصائب بسبب ذنوبهم کما قال الله تعالی وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم فتکون تلك

مصیبتین اونکی گناہون کا وبال ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہارے ہاتہون نی پہر وہ مصیبتین

المصائب کفارة لذنوبهم علی ما روی عن ام المؤمنین عائشة انه علیه السلام قال اذا کثر ذنوب العبد

اونکی گناہ صاف کردیتی ہین موافق روایت ام المؤمنین عائشہ کی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب آدمی کی گناہ بڑہ جاتی ہین

ولم یکن له ما یکفرها ابتلاه الله تعالی بالحزن لیکفرها وفی حدیث اخر رواه ابو هریرة انه علیه السلام قال

اور کفارہ ہوتا نہین تو اللہ تعالی غم مین مبتلا کردیتا ہی تاکہ گناہون کو صاف کردی اور ایک اور حدیث مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

لا یزال البلاء بالمؤمن والمؤمنة فی نفسه وماله وولده حتی یلقی الله تعالی وما علیهما من خطیئة الا ان البعض

ہمیشہ مؤمن مرد اور مؤمن عورت پر بلا نازل رہتی ہی جان پر اور مال پر اور اولاد پر یہان تک کہ اللہ تعالی کی ہان صاف ہوکر چلا جاتا ہی اوسکی ذمہ کوئی گناہ

منهم مع کونه متلوثا بالاثام یظن انه قائم علی الدین الحق بالتمام ویتهم ربه لجهله ولا یعلم احسانه الیه

نہین ہوتا لیکن بعضی لوگ باوجودیکہ گناہون مین آلودہ ہوتی ہین پہر گمان پکاتی ہین کہ ہم دین حق پر خوب قایم ہین اور اپنی جہالت سی رب پر تہمت لیتی مین یہہ نہین جانتی

ویقول اذا اصابه نوع من البلاء یا رب ما ذنبی حتی فعلت بی هذا ویعتقد ان السلامة والراحة فی الدنیا للصالحین

کہ اوسکا کتنا احسان ہی اور جب اوسپر کسیطرح کی بلا آتی ہی تو کہتا ہی الہی میری کیا خطا ہی جو تو نی میری ساتہہ ایسا کیا، اور یون سمجہتا ہی کہ دنیا مین سلامتی اور آرام

والمحنة والمشقة فیها للطالحین ویعتمد علی ذلك الاعتقاد وذلك الاعتقاد فتنة عظیمة صدت کثیرا من الخلق

صلحاء کی لئی ہی اور محنت مشقت بدکارونکو ہی اور اسی پر بہروسہ کئی ہوئی ہی اور ایسا اعتقاد بڑا ہی فتنہ ہی اس فتنہ نی بہت خلقت کو دین حق پر قایم رہنی

عن القیام علی الدین الحق واصله الجهل بحقیقة الدین الحق ومن هذا الجهل یتولد الاعراض عن القیام علی

بند کردیا ہی اور اصل مین یہہ جہالت ہی کہ دین حق کی حقیقت نہین جانتا اور اس جہالت سی بہت ایسی غفلتین پیدا ہوتی ہین جنکی مارے دین حق پر

الدین الحق حتی فسد بذلك الاعتقاد کثیر من عابد جاهل لا بصیرة له فی امور الدین وناسك منتسب الی

قایم نہین رہتا یہان تک کہ اس اعتقاد سی بہت جہال عابد بگڑگئی جنکو امور دین مین کچہہ سمجہہ نہ تہی اور بہت پرہیزگار نام کی عالم جنکو

العلم لا معرفة له بحقائق الدین اذ من المعلوم قطعا ان العبد وان کان مؤمنا بما جاء به النبی علیه السلام

حقایق دین سی کچہہ معرفت نہ تہی اسواسطی کہ اتنی بات یقینا معلوم ہی کہ آدمی اگرچہ احکام شرعی نبی کی لائی ہوئی پر ایمان لایا ہو

الا انه محتاج الی ما لا بد له منه من جلب النفع ودفع الضر واذا اعتقد ان القیام علی الدین الحق ینافی ذلك ومن یتمسك

مگر وہ اپنی ضروریات کا محتاج ہوتا ہی نفع اوٹہانا اور نقصان دفع کرنا اور جب یہہ اعتقاد کریگا کہ دین حق پر قایم ہونا اسکی برخلاف ہی اور جسنی دین حق کا

به یتعرض بما لا یقدر علیه من البلاء ویفوته حظوظه ومنافعه العاجلة ویلزم من ذلك اعراضه عن حال

تمسک کیا تو نشانہ ایسی بلا کا ہوگا جسکی طاقت نہو اور اوسکو منفعت حالی سی کچہہ بہرہ نہوگا تو اس سی لازم آتا ہی کہ وہ مقرب لوگ گذری ہوون کی حال پہ

السابقین المقربین بل عن حال المقتصدین اصحاب الیمین بل دخوله فی زمرة الظلمین بل فی زمرة المنافقین حتی
متوجہ نہو بلکہ راہ راست والون کی حال تک بہی جو داہنی ہاتہ والی ہین بلکہ لازم آتا ہی کہ ظالمون کی زمرہ مین داخل ہو بلکہ منافقون مین یہان تک
یسمع من بعضهم یقول اذا تبت الی الله تعالی وعملت عملا صالحا یضیق رزقی ویکدر معیشتی واذا رجعت الی
کہ سنا گیا ہی کہ بعضی یون کہتی ہین کہ جب مین اللہ کیطرف رجوع اور اعمال نیک کرتا ہون تو میری روزی تنگ اور عیش بی لذت ہوتا ہی اور اگر معصیت کو
المعصیة واعطیت نفسی مرادها یتسع رزقی ویحسن معیشتی وهذا من جهله بدین الله ووعده ووعیده وما
بجا لاکر نفس کی مراد ہوا ہوس پوری کرتا ہون تو رزق فراخ اور معیشت درست ہوجاتی ہی اور یہہ اسلئی کہ اللہ کی دین کو اور اوسکی وعدہ اور وعید کو نہین جانتا
معه من الدین الحق حیث یظن انه قائم علی الدین الحق ویفعل ما امر به ویترک ما نهی عنه مع انه کثیرا ما یترک
اور نہ اپنی دین کو جانتا ہی کیونکہ یہہ خیال کرتا ہی کہ مین دین حق پر قایم ہون اور مامور بہ پر عمل اور منہیات کو ترک کرتا ہون باوجودیکہ اکثر اوقات بہتیری ایسی
کثیرا من الامور الواجبة علیه لعدم علمه بها ولا بوجوبها فیکون من اهل التقصیر فی العلم بل کثیرا ما یترکها بعد العلم
امور جو اوسپر واجب ہوتی ہین بی علمی سطلق سی یا غیر واجب سمجھہ کر ترک کر دیتا ہی سو علم کی باب مین صاحب تقصیر ہو جاتا ہی بلکہ اکثر امور واجبہ جان بوجھہ کر
بها وبوجوبها اما کسلا وتهاونا او لنوع من التاویل الباطل او لظنه انه مشتغل بما هو اهم منها او لغیر ذلک
ترک کرتا ہی یا تو ماری سستی اور کاہلی کی یا کوئی جہوٹا بہانہ کرکی یا اوس وہم سی کہ ہم اوس سی بہی ضروری کار مین لگ رہی ہین یا اور کسی وہم سی
بل کثیرا ما یتعبد الله تعالی بترک ما هو واجب علیه من الامر بالمعروف والنهی عن المنکر مع قدرته علیه ویزعم
بلکہ اکثر اوقات اللہ کی عبادت کرتا ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو جو اوسکی ذمہ واجب ہی قدرت ہوتی سواتی ترک کر دیتا ہی اور کہتا یون ہی
انه متقرب الی الله تعالی بترک ما لا یعنیه ویظن انه قائم علی الدین الحق ولا یعلم انه من امقت الخلق الی
کہ ہم بیہودہ امور کو ترک کرکر قربت الٰہی پیدا کرتی ہین اور خیال یہہ کرتا ہی کہ دین حق پر قایم ہون اور یہہ خبر ہی نہین کہ خدا تعالی کا سب سی زیادہ مردود
الله تعالی وابغضهم له بل کثیرا ما یتعبد الله تعالی بما حرمه الله تعالی علیه ویعتقد انه طاعة وعبادة وحاله
اور سب سی زیادہ مبغوض ہی بلکہ اکثر اوقات حرام کو عمل مین لاکر خدا کی عبادت کرتا ہی اس اعتقاد پر کہ یہہ طاعت اور عبادت ہی اب اسکا حال
فی ذلک شر من حال من یفعل ذلک ویعتقد انه معصیة وذنب کاصحاب التغنی الذین یتقربون الی الله تعالی
اوس شخص سی بدتر ہی جو حرام کو گناہ اور معصیت سمجھہ کر کرتا ہی جیسی صوفی پیرزادہ مزامیر سنکر خدا کی قربت چاہتی ہین
ویظنون انهم اولیاء الله تعالی واحباؤه وکثیر من الناس اذا غلب علیه عدوه وهو عند نفسه من الصالحین
اور گمان کر رہی ہین کہ ہم خدا کی دوست اور محبوب ہین اور اکثر لوگ جب اونپر دشمن غالب ہوجاتا ہی اور وہ اپنی گمان مین صالح ہین
وعدوه من الفاسقین وفی ظنه انه من کل وجه محق ومظلوم وعدوه باطل وظلوم یقول ان اهل الحق فی
اور اونکا دشمن فاسق ہی اور اپنی گمان مین بہرحال حق پر ہین اور مظلوم ہین اور دشمن باطل پر ہی اور ظالم ہی تو کہتی ہین کہ حق والی دنیا مین
الدنیا مغلوب ومقهور واهل الباطل مرفوع ومنصور مع ان الامر فی الحقیقة لیس کذلک بل قد یکون معه
مغلوب اور مقہور رہی ہوتی ہین اور اہل باطل سربلند اور فتحیاب ہوتی ہین باوجودیکہ حقیقت مین حال یون نہین ہی بلکہ کبہی وہ خود ہی
نوع من الظلم والباطل ومع عدوه نوع من الحق والعدل الا ان الانسان لکونه مجبولا علی حب نفسه وعلی
کچہہ نہ کچہہ ظلم اور باطل پر اور اوسکا دشمن ایک طرح کی حق اور عدل پر ہوتا ہی لیکن آدمی اپنی محبت اور دشمن کی عداوت پیدایشی رکہتا ہی
بغض خصمه لا یری الا محاسن نفسه ومساوی خصمه بل قد یشتد حبه لنفسه حتی یری مساویها محاسن
پہر اسکو بجز اپنی خوبیون اور دشمن کی برائیون کی کچہہ نہین سوجہتا بلکہ بعضی دفعہ اپنی محبت اتنی بڑہ جاتی ہی کہ اپنی برائیون کو بہی حسنات سمجہتا ہی
ویشتد بغضه لخصمه حتی یری محاسنها مساوی وهذا من جهله المقرون بالظلم والهوی وبجهله بوعد
اور دشمن کی عداوت اتنی ہوجاتی ہی کہ اوسکی خوبیون کو بہی برا جانتا ہی اور یہہ جہالت اوسکی ظلم اور ہوا ہوس کی ساتہہ ہی اور خدا کی وعدہ

الله تعالى ووعيده وما معه من الدين الحق فانه تعالى قد ضمن في كتابه نصر دينه الحق والقائمين به علما
اور وعید کا اور اپنی دین حق کا علم نہین ہی بیشک اللہ تعالی اپنی کتاب مین دین حق کی اور جو دین پر باعتبار علم اور عمل کی قایم ہین انکی امداد کا ضامن

وعملا ولم يضمن نصر الباطل ولو اعتقد صاحبه انه على الحق وكذا كل من العزة والرفعة انما يكون لاهل
ہو لیا ہی اور باطل کا مددگار نہین ہی اگرچہ باطل والا اپنی تئین حق پر جانا کری اور ایسی ہی تمام عزت اور رفعت واسطی دینداروں کی ہی

الدين الذي به بعث الله رسله وانزل كتبه كما قال الله تعالى ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين وقال
جسکی واسطی اللہ تعالی نی رسول بہیجی اور کتابین اوتارین چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور زور اللہ کا ہی اور اوسکی رسول کا اور ایمان والون کا اور فرمایا

الله تعالى وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين فللعبد من العزة والرفعة بحسب ما معه من الايمان وحقائقه
اللہ تعالی نی اور تم ہی غالب رہو گی اگر تم ایمان رکہتی ہو سو آدمی کی لئی عزت اور رفعت وتنی ہوتی ہی جتنا باعتبار علم اور عمل کی اوسکا ایمان

علما وعملا فاذا فاته حظ من العزة والرفعة ففي مقابلة ما فاته من حقائق الايمان علما وعملا وكذا النصر
اور ایمانی حقایق ہوتی ہین پہر اگر اوسکی عزت اور رفعت کچہہ کہٹ جاتی ہی سو وتنی ہی جو اوسکی ایمان مین باعتبار علم اور عمل کی فرق آتا ہی اور ایسی ہی پوری

التام والتائيد الكامل انما يكون لاهل الايمان الكامل وقد يقع الغلط في كثير من الناس ويعتقد انه تعالى
امداد اور کامل تائید اوسہی کی ہی کہ جسکا ایمان کامل ہی اور بیشک اکثر لوگون کو غلطی ہو جاتی ہی کہ یہہ اعتقاد کرتا ہی کہ اللہ تعالی

لا يؤيد صاحب الدين الحق ولا ينصره ولا يجعل له العافية في الدنيا بوجه من الوجوه بل يعيش فيها طول
دین حق والی کی نہ تائید کرتا ہی اور نہ نصرت اور نہ اوسکو کسیطرحکا دنیا مین آرام دیتا ہی بلکہ دنیا مین تمام عمر

عمره مظلوما مقهورا مع امتثاله بما امر به ظاهرا وباطنا وانتهائه عما نهي عنه ظاهرا وباطنا ويظن ان
مظلوم اور مغلوب رہتا ہی باوجودیکہ اسکی ظاہر وباطن مین اطاعت کرتا ہی اور منہیات سی ظاہر اور باطن مین بچتا ہی اور یہہ خیال کرتا ہی

اهل الدين الحق يكونون في الدنيا اذلاء مقهورين واذا ذكر بما وعده في القران يقول هذا في الاخرة فقط ولا يثق
کہ دین حق والی دنیا مین خوار اور مغلوب ہی ہوتی ہین اور جب اوسکی سامنی قرآن کا وعدہ بیان کرو تو کہنی لگی یہہ صرف آخرت ہی مین ہی اور اللہ کی وعدہ

بوعد الله تعالى بنصر دينه واهله في الدنيا والاخرة وهذا من سوء الفهم لانه تعالى بين في كتابه انه ينصر
پر یقین نہین کرتا کہ اپنی دین اور دینداروں کا دنیا اور آخرت دونون مین مددگار ہی اور یہہ اوسکی نافہمی ہی کیونکہ اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین بیان فرمایا ہی

المؤمنين في الدنيا والاخرة قال انا لننصر رسلنا والذين امنوا في الحيوة الدنيا ويوم يقوم الاشهاد وقال تعالى
کہ مؤمنون کی دنیا اور آخرت مین مدد کریگی فرمایا ہم مدد کرتی ہین اپنی رسولون کی اور ایمان والون کی دنیا کی جیتی اور جب کہڑی ہونگی گواہ اور فرمایا اللہ تعالی نی

ولو قاتلكم الذين كفروا لولوا الادبار ثم لا يجدون وليا ولا نصيرا سنة الله التي قد خلت من قبل ولن تجد
اور اگر لڑتی تمسی کافر تو پہیرتی پیٹہہ پہر نہ پاوینگی حمایتی نہ مددگار رسم پڑی اللہ کی جو چلی آتی ہی پہلی سی اور نہ تو دیکہیگا

لسنة الله تبديلا وهذا خطاب للمؤمنين القائمين بحقائق الايمان ظاهرا وباطنا وقال الله تعالى
رسم اللہ کی بدلتی اور یہہ خطاب اون مؤمنون کو ہی جو حقایق ایمان پر ظاہر وباطن مین قایم ہین اور فرمایا اللہ تعالی نی

والعاقبة للمتقين والمراد بالعاقبة العافية في الدنيا قبل الاخرة لانه تعالى ذكر ذلك في سورة الاعراف حكاية عما
اور آخر بہلا ہی ڈر والون کا اور مراد عاقبت سی دنیا کا انجام ہی آخرت سی پہلی اسلئی کہ اللہ تعالی نی اسکو سورۂ اعراف مین موسی نبی علیہ السلام کی

قال موسى النبي عليه السلام لقومه استعينوا بالله واصبروا ان الارض لله يورثها من يشاء من عباده
زبانی قوم کی لئی بیان فرمایا ہی مدد مانگو اللہ سی اور ثابت رہو زمین ہی اللہ کی اوسکا وارث کری جسکو چاہی اپنی بندون مین سی

والعاقبة للمتقين بل ذكر مثل ذلك في سورة هود عقيب قصة نوح النبي عليه السلام ونصره على قومه
اور آخر بہلا ہی ڈر والون کا بلکہ ایسا ہی سورۂ ہود مین بعد قصۂ نوح علیہ السلام کی اونکی قوم پر نصرت کر کر فرمایا ہی

فقال تلك من انباء الغيب نوحيها اليك ما كنت تعلمها انت ولا قومك من قبل هذا فاصبر ان العاقبة

یہہ بعضی چیزین ہین غیب کی کہ ہم بہیجتی ہین تیری طرف انکو جانتا نتہا تو اور نہ تیری قوم اسی پہلی سو تو ٹہراہ البتہ آخر بہلا ہی

للمتقين فيكون المعنى ان عاقبة النصر تكون لك ولمن تبعك كما كانت لنوح النبي عليه السلام ولمن تبعه و

ڈرنیوالون کا سو اب معنی یہہ ہونگی کہ آخر کو نصرت تیری اور تیری ساتہیونکی لئی ہی جیسی نوح علیہ السلام کی اور اوسکی ساتہیون کی ہوئی تہی اور

قال تعالى وكان حقا علينا نصر المؤمنين وقال تعالى فايدنا الذين امنوا على عدوهم فاصبحوا ظاهرين فمن نقص

فرمایا اللہ تعالی نی اور حق ہی ہپر مدد ایمان والون کی اور فرمایا اللہ تعالی نی پہر زور دیا ہمنی اونکو جو یقین لائی تہی اونکی دشمنون پہ پہر ہوری غالب پہر جسکی

عمله بمقتضى الايمان ينقص نصيبه من النصر والتائيد وهذا قيل ما اصاب العبد من مصيبة في نفسه او

اعمال مقتضای ایمان سی کمتر ہوتی ہین اوسکا حصہ ہی نصر اور تائید کا کمتی ہوجاتا ہی اسیلئی کہا گیا ہی کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہی جان پہ یا

ماله او بغلبة العدو عليه فانما هو بذنوبه اما بترك واجب وفعل محرم ثم ان ههنا امورا لابد من معرفتها

مال پہ یا دشمن کی غلبہ سی تو یہہ سب گناہون کا وبال ہی یا تو واجب ترک ہوتا ہی یا حرام عمل مین آتا ہی پہر یہان کئی بات ہین سمجہنی چاہئین

الاول ان ما يصيب الانسان في بعض الازمان من غلبة العدو عليه وايذائه له فامر لازم للطبيعة البشرية

اول یہہ کہ آدمی پر بعضی وقت جو مصیبت آتی ہی دشمن کا غلبہ اور اوسکی ایذا دہی سو یہہ بات موافق ارادۂ الہی اور حکمت ربانی کی

والنشاة الانسانية بالارادة الالهية والحكمة الربانية كالحر الشديد والبرد القوي والامراض والهموم و

طبیعت بشری اور عادات انسانی کی لوازم سی ہی جیسی گرمی کی شدت اور جاڑی کی ٹہر اور بیماریان اور غم و غصہ

الغموم اللاحقة له حتى الاطفال والبهائم فلو تجرد الخير عن الشر والنفع عن الضر واللذة عن الالم لكان هذا

جو آدمی پر گذرتا ہی یہان تک کہ بچون اور جانورون پر پہر اگر خیر شر سی اور نفع ضر سی اور لذت الم سی خالی اور صاف ہوکری

العالم عالما اخر غير هذا العالم ونشأة اخرى غير هذه النشاة والثاني ان الانسان مدني بالطبع لا يمكنه ان

تو یہہ عالم اور ہی عالم ہوجاوی یہہ عالم نرہی اور پیدائش کچہ ہوجاوی سوا اس پیدائش کی اور دوسری بات یہہ ہی کہ آدمی ملنسار ہوتا ہی اکیلا

يعيش وحده بل لابد له ان يعيش مع الناس وللناس ارادات واعتبارات يطلبون منه ان يوافقهم عليها

زندگی نہین کرسکتا بلکہ اوسکو ضرور ہی کہ آدمیون کی ساتہہ رہاکری اور اون لوگون کی کچہہ کچہہ ارادی اور اعتبارات ہوتی ہین کہ چاہتین وہ اسکو اپنی موافق

وان لم يوافقهم يؤذونه ويعذبونه وان وافقهم وكان موافقته اياهم على باطل يحصل له العذاب والالم من

کیا کرتی ہین اور اگر موافق نہو تو ایذا دیتی ہین اور ستاتی ہین اور اگر اونکی موافق ہوا اور وہ موافقت باطل پہ ہوئی تو اوسکو اور طرح کا عذاب اور الم ہوویگا

وجه اخر ولا ريب ان الم المخالفة لهم في باطلهم اسهل من الالم المرتب على موافقتهم فالم يسير يعقبه لذة

اور اسمین کچہہ شک نہین ہی کہ باطل مین مخالفت کا الم اوس الم سی بہت سہل ہی کہ اونکی موافقت سی ہوویگا پس تہوڑا سا الم کہ اوسکی پیچہی بڑی لذت

عظيمة دائمة اولى بالاحتمال من لذة يسيرة يعقبها الم عظيم دائم والثالث ان البلاء الذي يصيب

دائمی ہووی اوٹہانا اولی ہی بہ نسبت ایسی تہوڑی سی لذت کی کہ اوسکی بعد بڑا الم دائمی ہووی تیسری بات جو بلا کہ آدمی پر حق کی راہ مین گذرتی ہی

الانسان في طريق الحق لا يخلو اما ان يكون في نفسه او ماله او عرضه او اهله واشد هذه الاقسام ما كان

اس حال سی خالی نہین ہی کہ اوسکی جان پہ ہووی یا اوسکی مال پہ یا آبرو پہ یا اہل پہ اِن قسمون مین سی بڑی سخت وہ ہی

في نفسه وغايته ان يقتل ويكون شهيدا وهذا اشرف الموتات واسهلها لان الشهيد لا يجد من الالم الا

جو جان پہ ہووی اور اوسکا انجام یہہ ہی کہ مارا جاوی اور شہید ہوجاوی اور یہہ موت سب موتون مین اشرف ہی اور سب سی سہل اسلئی کہ شہید کو اتنا ہی الم ہوتا ہی

مثل القرصة وليس في قتل الشهيد الم زائد على ما هو المعتاد لبني ادم عند موتهم على فرشهم ولا موت مقدم على

کہ جیسی چیونٹی کاٹی یا چٹکی لو اور شہید کی قتل مین کوئی الم زیادہ نہین ہوتا جو بنی آدم کی بستر پر مرتی ہوئی ہوتا ہی اور کوئی موت جلد مقرری پہ مقدم ہوتی

اجله لان المسطور فی الکتب الکلامیة ان المیت مقتول باجله فمن فر من الموت او من القتل وظن انه
سے کہ عقائد کی کتابوں میں یہہ لکھا ہوا ہی کہ مقتول اپنی اجل پر مرتا ہی پھر جو شخص موت سے یا قتل سے بھاگے اس خیال پر کہ بھاگنے سے عمر دراز

بفراره یطول عمره ویتمتع بالعیش الکثیر فقد کذبه الله تعالی فی هذا الظن وقال قل لن ینفعکم الفرار ان فررتم
ہوگی اور خوب عیش اوڑاوینگا تو اللہ تعالی اوسکو اس خیال میں جھٹلاتا ہی تو کہہ ہرگز نہ فائدہ دیگا تمکو بھاگنا اگر بھاگوگے

من الموت او القتل واذا لا تمتعون الا قلیلا فانه تعالی بیّن فی هذه الآیة ان الفرار من الموت او القتل لا ینفع
مرنے سے یا ماری جانے سے اور پھر بھی پھل نہ پاؤگے مگر تھوڑے دنوں پس اللہ تعالی نے اس آیت میں بیان کردیا کہ موت یا قتل سے بھاگنا کچھ فائدہ نہیں دیتا

الا قلیلا اذ لا خلاص لاحد من الموت بل لا بد له منه فیفوته بهذا الفرار ما هو خیر له منه من الحیوة الابدیة
مگر کچھ تھوڑا کیونکہ موت سے کسیکو مخلصی نہیں ہی بلکہ موت ضرور ہی سو اس بھاگنے میں جو موت سے بہتر ہی اوسسے جاتی رہتی ہی یعنی ہمیشہ کی زندگی

التی تحصل للشهید عند ربه فان من اختار فی الدنیا الراحة علی التعب فی سبیل الله اتعبه الله تعالی اضعاف
کہ رب کی یہاں سے شہید کو ملتی ہی بیشک جو شخص دنیا کا آرام پسند کرتا ہی اللہ کی رستے کی محنت پر تو اللہ تعالی اوسکو کئی گونہ زیادہ محنت دیتا ہی

ما ناله فی غیر سبیل الله تعالی الا تری ان ابلیس لما امتنع من السجود لآدم النبی علیه السلام فرارا من الخضوع له
جو اوسنے میں اوٹھاتا ہی کیا نہیں دیکھتا کہ ابلیس نے جو آدم نبی علیہ السلام کی سجدہ سے ذلت سے بچنے کو باز رہا تو اللہ تعالی نے اوسکو

جعله الله تعالی اذل الاذلین وصیّره خادما لفساق ذریته وفجارهم الی یوم الدین وکذلک کل من یمتنع
سب سے زیادہ خوار کرکر قیامت تک آدم کی ذریت میں سے فساق اور فجار کا خادم بنادیا اور ایسے ہی جو شخص اپنی ذات کو

ان یذل نفسه لله تعالی ویتعب بدنه فی طاعته ومرضاته لا بد ان یذل لمن کان اظلم خلق الله تعالی
ذلیل کرنے سے واسطے اللہ کی اور بدن کو اللہ کی طاعت اور مرضی کی محنت اوٹھانے سے بچاوے تو ضرور ہی کہ وہ شخص ایسے کی سامنے ذلیل ہو کہ تمام خلق اللہ میں

وافسدهم ویتعب نفسه وبدنه فی طاعته ومرضاته عقوبة له من الله تعالی ولذلک قال بعض العارفین
ظالم اور مفسد ہو اور بسبب عقوبت الٰہی کی اوسکی جان اور بدن اوسہی کی طاعت اور مرضی کی محنت میں مبتلا ہی اور اسہی لئے بعضے عارف کہتے ہیں جو شخص

من لم یعبد الحق اختیارا یعبد الخلق اضطرارا فینعزل عن خدمة الخالق الی خدمة المخلوق فعلی هذا کان
اپنی اختیار سے حق کی بندگی نہیں کرتا تو وہ لاچار ہوکر خلق کی بندگی کرتا ہی پس خالق کی خدمت سے معزول ہوکر مخلوق کی خدمت کرنے لگتا ہی اس بیان کی موافق

الواجب علی العبد ان یشتغل بعبادة الله تعالی وطاعته ویترک الاعتراض علیه ویرضی بقضائه فی کل ما
آدمی پر واجب ہی کہ اللہ تعالی کی عبادت اور طاعت کیا کرے اور کسیطرحکا اعتراض نکرے اور اوس حکم پر راضی رہے اوسکی یہاں سے جو

جاء من عنده من النفع والضر والصحة والمرض والمنع والعطاء والالم والاذی ویلاحظ قوله تعالی عسی ان تکرهوا
آوے نفع یا نقصان صحت یا مرض روک یا بخشش الم یا تکلیف اور اس آیت کا مضمون کو لحاظ کرے شاید تمکو

شیئا وهو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وهو شر لکم والله یعلم وانتم لا تعلمون ویتیقن انه تعالی ارحم بعباده من
بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمکو اور شاید تمکو خوش لگے ایک چیز اور وہ بری ہو تمکو اور اللہ جانتا ہی اور تم نہیں جانتے اور یقین کرجانے کہ اللہ تعالی اپنی بندوں پر اس سے زیادہ

الوالدة بولدها وانه تعالی اعلم بمصلحته من نفسه ثم اذا ظهر عطاء یشکر الله تعالی واذا وقع بلاء یحاسب نفسه
رحمت والا ہی کہ ماں اپنی اولاد پر اور اللہ تعالی اوسکی مصلحت کو اوس سے زیادہ جانتا ہی پھر اگر عطا ظاہر ہووے تو اللہ کا شکر بجالاوے اور اگر بلا آوے تو اپنا حساب لیوے

فیما صدر منها حتی استحق ذلک اذ قال الله تعالی وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر
کہ ایسے کیا خطا ہوئی کہ جسمیں اس بلا کا سزاوار ہوا کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی جو پڑے تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے اور معاف کردیتا ہی

فانه تعالی بیّن فی هذه الآیة ان ما اصاب العبد من مصیبة ای مصیبة کانت فهی بسبب ذنوبه التی اکتسبها
بیشک اللہ تعالی نے اس آیت میں یہہ بیان فرمایا کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہی کوئی مصیبت ہو سو وہ گناہوں کا وبال ہی جو آپ کمائے ہیں

بنفسه والله تعالی یعفو عن کثیر منها فلا یعاقب علیها فی الدنیا واما فی العقبی فهو فی مشیة الله تعالی

اور اللہ تعالی بہتیری گناہ معاف کردیتا ہی سو اونپر دنیا مین عذاب نہین کرتا اور عقبی مین اگر توبہ نہین کی تو مشیت الٰہی مین ہی

ان لم یتب عنها فانه تعالی ان شاء یعفو عنه ویدخله الجنة بلا عذاب وان شاء یعذبه فی جهنم

بیشک اللہ تعالی چاہی معاف کرکر بلا عذاب جنت مین داخل کردی اور چاہی گناہون کی موافق دوزخ مین عذاب دی

بقدر ذنوبه ثم یخرجه منها ویدخله الجنة قال علی للمؤمن عند الله تعالی خمس نقمات فاولها المرض

پہر دوزخ سی نکال کر جنت مین داخل کری حضرت علی کہتی ہین مؤمن کی حق مین اللہ تعالی کی ان پانچ عقوبت مین پہلی تو دکہہ

ثم المصائب فان کانت ذنوبه اکثر من ذلك یعذب فی قبره فان کانت اکثر من ذلك یحبس علی الصراط وان

پہر مصیبتین پہر اگر اسکی گناہ اس سی بہی زیادہ ہوئی تو گور مین عذاب ہوگا پہر اگر اس سی بہی زیادہ ہین تو پلصراط پر رکیگا اور اگر

کان اکثر من ذلك یعذب فی جهنم علی قدر ذنوبه ثم یخرج منها بالتوحید

اس سی بہی زیادہ ہین تو گناہون کی موافق دوزخ مین رہ کر پہر توحید کی برکت سی نکلیگا

المجلس الحادی والتسعون

اکیانوین مجلس

فی بیان ان الشیطن یجری من الانسان مجری الدم

اس بیان مین کہ شیطان انسان کی اندر مثال خون کی پہرتا ہی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم هذا الحدیث من صحاح المصابیح رویته ام المؤمنین صفیة

بیشک شیطان انسان کی اندر خون کی مثال پہرتا ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ام المؤمنین صفیہ کی روایت سی

والمراد بالشیطان ههنا وسوسته لا نفسه فی المجری یحتمل ان یکون اسم مکان فیکون المعنی ان کید

اور شیطان سی مراد اسجگہہ شیطانی وسوسہ ہی عین شیطان نہین ہی پس اب لفظ مجری مین احتمال ہی کہ اسم ظرف ہو وی اب معنی یون ہوجاینگی کہ

الشیطن ووسوسته یجری فی الانسان جریان الدم فان الدم کما یجری فی اعضاء الانسان من غیر احساس الانسان

شیطان کا مکر اور وسوسہ انسان مین لوہو کی طرح پہرتا ہی بیشک لوہو جیسی انسان کی اعضا مین پہرتا ہی اور آدمی کو اوسکی خبر نہین ہوتی

بجریانها کذلك وسوسة الشیطن تجری فی اعضاء الانسان من غیر احساس الانسان بجریانها وقیل یجوز

ایسی ہی شیطانی وسوسہ انسان کی اعضا مین پہرتا ہی اور آدمی کو خبر نہین ہوتی اور کوئی کہتا ہی کہ جایز ہی

ان یراد بالشیطان نفسه لا وسوسته فانه لکونه غیر کثیف لا یبعد ان یجری فی عروق الانسان لان غیر

کہ عین شیطان مراد لین وسوسہ نہ مراد لین اسلئی کہ شیطان مادی جو نہین ہی تو کیا تعجب ہی کہ انسان کی رگون مین پہرتا ہو اسلئی کہ بی مادہ شئی

الکثیف یدخل فی الکثیف کالهواء النافذ فی البدن فیجری الشیطن فی الانسان مجری الدم ویصادف نفسه

مادی مین گہس جاتی ہی جیسی ہوا بدن مین سو اب شیطان ہی انسان کی اندر خون کی طرح پہرتا ہی اور اوسکی جان کی پاس ہوکر

ویسئلها عما تحبه وتریده فاذا عرف مقصودها ومرادها یستعین بها علی الانسان فی اضلاله واخراجه

پوچہتا ہی تجہکو کیا پسند ہی تیرا کیا ارادہ ہی پہر اوسکا مقصود اور مراد پاکر راہ سی بچلا نی مین اور طریق مستقیم سی نکالنی مین

عن الطریق المستقیم فانه یورده الموارد التی یتخیل الیه ان فیها منفعة ثم یصدره المصادر التی فیها عطبه

انسان کی مدد کرتا ہی پس وہ شیطان آدمی کو ایسی گہاٹ لگادیتا ہی جہان یہہ خیال ہو کہ اسمین یہہ فائدہ ہی پہر ایسی جگہہ پہنچاتا ہی جہان عطا ہتہ آوی

ثم یتبرأ منه ویسلمه ویقف یشمت به ویضحك منه فانه یامره بالسرقة والزنا وقتل النفس ثم یدل علیه

پہر اوس سی الگ ہوکر اوسہی کی حوالہ کردیتا ہی اور آپ ٹہٹہا مارتا اور ہنستا ہی سو آدمی سی پہلی تو چوری اور زنا اور خون کرادیتا ہی پہر ظاہر کرکر

ویفضحه کما فعل بالراهب الذی زنا بامرأة فلما ولدت امره بقتلها وقتل ولدها ثم دل علیه اهلها وکشف

فضیحت کردیتا ہی جیسی ایک راہب کی ساتہہ کیا کہ اوسنی ایک عورت سی زنا کیا پہر وہ جنی تو اوسنی اوسکو اور اوسکی بچہ کو قتل کرایا پہر عورت کی مالکون کو بتا دیا

لهم امره فلما اراد واصلبه امرهم بان یسجد له لینجیه فلما سجد له فرّ منه وترکه وفیه نزل قوله تعالی
اور اوسکا سب حال کہول دیا جب وہ لوگ اوسکو صولی دینی لگی تو اپنی تئین سجدہ کرایا کہ بچا دونگا جب وسنی سجدہ کیا تو اوسکو چہوڑ کر بہاگ گیا اسہی قصہ مین یہہ آیت اوتری
کمثل الشیطن اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بری منک انی اخاف الله رب العلمین ولا
جیسی کہاوت شیطان کی جب کہی انسان کو تو منکر ہو پہر جب وہ منکر ہوا کہی مین الگ ہون تجہسی مین ڈرتا ہون اللہ سی جو رب ساری جہان کا اور
یختص هذا بالذی ذکرت هذه القصة عنه بل هو عام فی کل من یطیع الشیطان فی امره بالکفر والعصیان
شیطان کا یہہ مکر کچہہ اوس سی خاص نہین ہی جسکا یہہ قصہ مذکور ہو بلکہ علی العموم ہر یکسی جو شیطان کا کفر اور معصیت مین مطیع ہی
لینصره ویقضو حاجته ثم یتبرأ منه ویسلمه کما یتبرأ من جملة اولیائه یوم القیمة ویقول
تاکہ وہ نصرت کری اور حاجت روا کری پہر اوسکو اوسہی پر ڈال کر الگ ہو جاتا ہی جیسی اپنی تمام دوستون سی قیامت کو الگ ہو جاویگا یہہ کہہ کر
لهم انی کفرت بما اشرکتمون من قبل فانه یوقعهم الموارد فی الدنیا ثم یتبرأ منه یوم القیمة فعلی هذا ینبغی للعاقل
مین نہین قبول رکہتا جو تمنی مجکو شریک ٹہرایا تہا پہلی بیشک یہہ شیطان اپنی دوستون کو دنیا مین ایک گہاٹ پر لگا دیتا ہی پہر اونسی قیامت کو الگ ہو جاویگا اس واسطی
ان یجتهد فی دفع وسوسته عن نفسه اذ لیس تسلطه علی الانسان بالقهر والالجاء بل تسلط علیه بالتزیین
عاقل کو لازم ہی کہ اپنی دلین سی اسکا وسوسہ جسطرح بنی دور کری اسلئی کہ انسان پر شیطان کا غلبہ قہر اور زور سی نہین ہی بلکہ معاصی کی زینت دینی اور
والاغواء لما روی انه علیه السلام قال خلق ابلیس مزیّنا ولیس الیه من الاضلال شیء فانه علیه السلام
بہکانی سی ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ابلیس زینت دینی کو پیدا ہوا ہی اور گمراہ کرنی کی کوئی بات اوسکی اختیار مین نہین ہی بیشک نبی علیہ السلام
بیّن فی هذا الحدیث ان الشیطن لیس بمسلط علی بنی آدم بحیث یامرهم بالمعصیة ویلجئهم علیها اذ لو کان
اس حدیث مین فرمایا کہ شیطان بنی آدم پر اسطور غالب نہین ہی کہ معصیت کا حکم کر کر گناہ پر لاچار کر دی اگر یہہ حال ہوتا
الامر کذلک لما نجا من شره احد بل شانه ان یوسوس فی صدورهم ویزین المعصیة الیهم ولیس بیده اکثر
تو اسکی بدی سی کوئی بہی نہ بچتا بلکہ اسکا یہہ طریق ہی کہ بنی آدم کی دلون مین وسوسہ پیدا کرتا ہی اور معصیت کو اونکی نظرون مین خوبصورت بنا دیتا ہی
من ذلک کما اخبر الله تعالی عنه انه یقول لاهل النار یوم القیمة وما کان لی علیکم من سلطن الا ان دعوتکم
اس سی زیادہ کچہہ مقدور نہین ہی چنانچہ اللہ تعالی اسکی خبر دیتا ہی کہ قیامت کی دن دوزخیونسی یون کہیگا اور تم پر مجکو حکومت نہ تہی مگر مین نی تمکو بلایا
فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم یعنی ان دعوتی ایاکم الی الباطل لم یکن بطریق القهر والالجاء ولا
پہر تم نی مان لیا سو مجکو مت الزام دو اور الزام دو اپنی تئین مراد یہہ ہی کہ میرا بلانا تمکو باطل پر کچہہ بطور قہر اور لاچار کر کر نہین تہا اور نہ
بحجة وبرهان یدل علی صدقی بل بمجرد تزیین وتسویل فاستجبتم لی لموافقة دعوتی اهواءکم واغراضکم
کسی حجت اور دلیل سی تہا کہ میری صدق پر دلالت کرتی ہو بلکہ صرف زینت اور آرایش سی تہا سو تمنی میرا کہا اپنی ہوا ہوس اور غرضون کی موافق دیکہہ کر مان لیا
ولم تستجیبوا لربکم الذی دعاکم الی الحق دعوة مقرونة بالحجج والبینت لعدم موافقة دعوته اهواءکم
اور اپنی رب کا کہا نہ مانا جسنی حق پر دلائل اور بینات کی ساتہہ بلایا تہا کیونکہ اللہ کی طلب تمہاری ہوا ہوس اور غرض کی
واغراضکم فان عدو الله تعالی لما امتنع عن السجود لآدم النبی علیه السلام واخرج من زمرة الملئکة المقربین
مطابق نہ تہی بیشک شیطان نی جب آدم علیہ السلام کو سجدہ نکیا اور مقرب ملائک کی زمرہ سی یا جنت میں سی نکالا گیا
او من الجنة وسال ان ینظر الی یوم یبعث فیه آدم النبی علیه السلام وذریته للجزاء فانظر الی یوم الوقت
اور اسنی سوال کیا کہ اوس دن تک کہ آدم نبی ع او اوسکی اولاد جزا کی لئی اوٹہائی جاوین مہلت ملی پہر اوسکو اوسوقت
المعلوم الذی هو وقت النفخة الاولی التی علم الله تعالی ان من فی السموت ومن فی الارض یصعق عندها
معلوم تک مہلت ملی جو کہ وقت پہلی نفخہ کا ہے اللہ جانتا ہی کہ جو آسمان اور زمین مین ہین اوسوقت سب بیہوش ہو جاوینگی

الا من شاء الله تعالى قال رب بما اغويتني لازينن لهم في الارض ولاغوينهم اجمعين الا عبادك

مگر جنکو اللہ بچا رکہی تو شیطان نی یہہ کہا ای رب جیسا تو نی مجھکو راہ سی کہویا میں انکو بہار دکہلاؤنگا زمین میں اور راہ سی کہودونگا سبکو مگر جو تیری

منهم المخلصين واستثنى عباد الله الذين اخلصهم الله تعالى لطاعته وعبادته وطهرهم عن تاثير

چنی بندی ہیں اور اوسنی ان بندون کو جدا کیا جنکو اللہ تعالی نی واسطی اپنی طاعت اور عبادت کی خاص کیا ہی اور انکو اوسکی بہکاوی کی اثر سی

اغوائه فيهم فلما استثناهم وكان طريقهم مرضيا عند الله تعالى قال الله تعالى هذا صراط علي مستقيم

پاک کر رکہا ہی پہر جب اونکو جدا کیا اور اونکا چلن اللہ تعالی کو پسند تہا تو اللہ تعالی نی فرمایا یہہ راہ ہی مجہہ تک سیدہی

ان عبادي ليس لك عليهم سلطان الا من اتبعك من الغاوين فانه تعالى قد اخبر في هذه الاية ان عباده

جو میری بندی ہیں تجہکو اونپر زور نہیں مگر جو تیری راہ چلا خراب لوگون میں بیشک اللہ تعالی نی اس آیت میں خبر دی ہی کہ میری بندی

الذين اخلصهم لطاعته وعبادته ليس لعدوه عليهم سلطان بل سلطانه على الذين اتبعوه من الغاوين واخبر

جو خالص طاعت اور عبادت کی لئی ہیں اونپر میری دشمن کو غلبہ نہیں ہی بلکہ اوسکا غلبہ اون لوگون پر ہی جو گمراہ اوسکی تابع ہیں اور دوسری

في اية اخرى ان عباده المؤمنين المتوكلين لا سلطان له عليهم فقال انه ليس له سلطان على الذين امنوا

آیت میں خبر دی ہی کہ بیشک میری بندی مؤمن اور متوکل اونپر شیطان کو غلبہ نہیں ہی فرمایا اوسکا زور نہیں چلتا اونپر جو یقین رکہتی ہیں اور

على ربهم يتوكلون انما سلطنه على الذين يتولونه والذين هم به مشركون وهذه الاية تضمنت امرين احدهما

اپنی رب پر بہروسہ کرتی ہیں اوسکا زور اونہی پر ہی جو اوسکو رفیق سمجہتی ہیں اور جو اوسکو شریک ٹہراتی ہیں اور اس آیت میں دو باتین ہیں ایک تو یہہ

نفي سلطانه على اهل الايمان وعلى الذين يفوضون امرهم الى الله تعالى في كل ما ياتون ويذرون فان وسوسته

کہ ایمان والون پر اور جو لوگ اپنی کاربار اللہ پر حوالہ کر دیتی ہیں تمام جو کرتی ہیں یا نہیں کرتی اون پر غلبہ نہیں ہی بیشک شیطان کا وسوسہ

لا تؤثر فيهم ودعوته غير مستجابة عندهم والثاني اثبات سلطانه على اهل الشرك وعلى الذين يتخذونه وليا

اونمیں اثر نہیں کرتا اور اوسکا بولاوا اونکو مقبول نہیں ہی اور دوسری یہہ کہ مشرکون پر اور جو لوگ شیطان کو اپنا دوست رکہتی ہیں

ويطيعون وسوسته ويستجيبون دعوته والمراد بسلطانه عليهم تسلطه عليهم بالوسوسة والدعوة المستتبعة

اور اوسکی وسوسہ کی مطیع ہیں اور اوسکا بولاوا مانتی ہیں اونپر غلبہ ثابت ہی اور اونپر غلبہ جو ہی تو اوس سی یہہ مراد ہی کہ تسلط وسوسہ سی اور بولانی سی ہی

للاستجابة لا بالقسر والالجاء لانه منتف عن الكل لما سبق من قوله تعالى حكاية عنه وما كان لي عليكم من سلطن

کہ ترسمان ہی نہیں کچہہ زور سی کا ورلاچار کرکر نہیں ہی کیونکہ ایسا تسلط تو کسی پر بہی نہیں ہی اسلئی کہ اوسکا قول بطور حکایت کی گذر چکا ہی اور مجہکو تمپر حکومت نہ تہی

الا ان دعوتكم فاستجبتم لي ولما علم عدو الله تعالى انه تعالى لا يسلطه على عباده المخلصين قال فبعزتك

مگر میں نی تمکو بلایا پہر تمنی مان لیا اور جب شیطان کو یقین ہوا کہ اللہ تعالی اپنی مخلص بندون پر غلبہ نہیں دیتا بولا تو قسم ہی تیری عزت کی

لاغوينهم اجمعين الا عبادك منهم المخلصين وقد اخبر الله تعالى ان عدوه ابليس حين وبخ بقوله تعالى

میں گمراہ کرونگا ان سبکو مگر جو بندی ہیں انمیں تیری چنی اور اللہ تعالی نی خبر دی ہی کہ جب شیطان کو یہہ جہڑکی ملی

وما منعك الا تسجد اذ امرتك قال فبما اغويتني لاقعدن لهم صراطك المستقيم ثم لاتينهم من بين ايديهم ومن خلفهم

اور تجہکو کیا مانع تہا کہ سجدہ نکیا جب میں نی فرمایا بولا تو جیسی تو نی مجہی گمراہ کیا ہی میں بیٹہونگا ونکی تاک میں تیری سیدہی راہ پر پہر اونپر آؤنگا آگی سی اور پیچہی سی

وعن ايمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اكثرهم شاكرين قال جمهور المفسرين والنحاة كلمة على هنا محذوفة ونصب صراطك

اور داہنی سی اور بائیں سی اور نہ پاویگا تو اکثر اونمیں شکر گذار تمام مفسر اور نحوی کہتی ہیں کہ یہانسی لفظ علی کا محذوف ہی اور زبر صراطک کا

على نزع الخافض كانه قيل لاقعدن على صراطك المستقيم ثم لاتينهم من جميع جهاتهم وهذا تفصيل لهذه الجملة

حرف جر دور کرنی سی ہی گویا عبارت یون ہی لاقعدن علی صراطک المستقیم پہر اون پاس سب طرفون سی آؤنگا اور یہہ تفصیل اوس اجمال کی ہی

فی قوله فبعزتك لاغوینهم اجمعین و تمثیل لوسوسته الیهم وتسویله علیهم ما امکنه وقدر علیه اذ ما من
جو اس عبارت مین ہی قسم تیری عزت کی مین سبکو گمراہ کرونگا اور تمثیل ہی وسوسہ کی اور آرایش کی ہی جو اوپر آویگی اور جسپر قادر ہوگا کیونکہ جو
طریق خیر الا والشیطان قاعد علیه یقطعه علی السالکین فیه بانواع مکائده وغروره فانه یشام نفس الانسان
خیر کا رستہ ہی سو اوسپر شیطان بیٹھا ہوا چلنی والون پر طرح طرح کی مکر اور فریب سی راہ مارتا ہی کیونکہ شیطان انسان کی نفس پر غور کرکر
لیعلم ای القوتین غالب علیها هل هی قوة الاقدام ام هی قوة الاحجام فان رای ان الغالب علیها قوة الاحجام یاخذ
معلوم کرتا ہی کہ دونو قوت مین سی اسپر کونسی غالب ہی آیا قوت عمل کی یا قوت باز رہنی کی پہر اگر دیکہتا ہی کہ اوسپر قوت باز رہنی کی غالب ہی تو اوسکی
فی تثبیطه واضعاف همته وارادته عن المامور به ویثقله علیه ویهون علیه ترکه حتی یترکه جملة
ہمت یعنی سستی کا بڑہانا اور مامور بہ سی ارادہ کا پہیرنا شروع کرتا ہی اور اوسپر عمل دشوار اور ترک کرنا آسان کردیتا ہی آخر وہ اوسکو سراسر ترک کرتا ہی
او یقتصر فیه ویتهاون به وان رای ان الغالب علیها قوة الاقدام یاخذ فی تقلیل المامور به عنده ویوهم انه
یا اوسمین قصور کرتا ہی یا اوسمین سستی کرتا ہی اور اگر دیکہتا ہی کہ اوسپر قوت عمل کی غالب ہی تو مامور بہ کو اوسکی نظر مین کہٹانا شروع کرتا ہی اور وہم مین ڈالتا ہی
لا یکفیه بل یحتاج الی مبالغة وزیادة ویقصر بالاول ویتجاوز بالثانی وقد قال بعض السلف ما امر الله بامر الا
کہ مجہکو کافی نہوگا بلکہ حاجت مبالغہ اور زیادت کی ہی اور اول مین تقصیر ہوتی ہی اور دوسری مین بڑہ جاتا ہی اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ اللہ تعالی جو
وللشیطان فیه نزغتان اما الی تفریط وتقصیر او الی فرط وغلو ولا یبالی بایهما ظفر وقد قطع کثیرا من
حکم ہی سو اوسمین شیطان کی دو جہکی ہین یا بطرف کوتاہی اور تقصیر کی یا بطرف زیادتی اور افزایش کی اور یہہ پروا نہین کرتا کسپر فتحیاب ہو اور اکثر
الناس فی هذین الوادیین وادی التفریط والتقصیر ووادی الافراط والتجاوز والثابت منهم علی الطریق
لوگون پر شیطان نی اون دونو میدان مین رہزنی کی ہی ایک میدان تفریط اور تقصیر کا اور ایک میدان افراط اور تجاوز کا اور ان لوگون مین سی اوس
الذی کان علیه رسول الله علیه السلام واصحابه قلیل جدا اذ منهم الذین یبنون المساجد والمدارس
رستہ پر قایم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی اصحاب کا ہی بہت ہی کمتر ہین اسلئی کہ بعضی ایسی شخص ہین کہ مسجدین اور مدرسی
والقناطر والرباط من اموال جمعوها من الظلم بالغصب والنهب والرشوة والجهات المحظورة ویظنون انهم
اور پل اور خانقاہ ایسی مال سی بناتی ہین کہ جو ظلم سی اور چہین چہپٹ اور رشوت اور بیجا طریق سی جمع کیا ہی اور خیال باندہ رکہا ہی کہ ہم
استحقوا بذلك مغفرة من الله تعالی وثوابا کثیرا ولا یعرفون انهم تعرضوا لسخط الله تعالی فی جمعها وانفاقها
اسکی بدلے مین اللہ کی طرف سی سزاوار مغفرت کی اور بڑی ثواب کی ہین اور یہہ نہین سمجہتی کہ وہ قابل غضب الہی کی ہین اس مال کی جمع کرنی مین بہی اور خرچ کرنی مین
اذ کان الواجب علیهم الامتناع عن جمعها علی هذا الوجه فلما عصوا الله تعالی بجمعها علی هذا الوجه کان الواجب
بہی اسواسطی کہ اونپر یہہ واجب تہا کہ اس وجہ سی مال جمع نکرتی پہر اگر اونہون نی اس وجہ سی جمع کرنی مین نافرمانی کی تو اب اونپر یہہ واجب تہا
علیهم التوبة والرجوع الی الله تعالی وردها الی اصحابها ان امکن والا فالی ورثتهم ان وجدوا والا کان الواجب
کہ توبہ اور خدا کی طرف رجوع کرتی اور مال مالکون کو ہٹا دیتی اگر ہو سکتا اور نہین تو اونکی وارثون کو اگر پاتی اور نہین تو یہہ واجب تہا
علیهم تفریقها علی الفقراء بنیة ان تکون ودیعة عند الله تعالی یوصلها الی اصحابها یوم القیمة وهم لعدم
کہ فقراء پر اس نیت سی تقسیم کرتی کہ اللہ تعالی کیہان امانت رہی قیامت کی روز مالکون کو پہنچا دیوی اور وہ مال جو فقراء پر
تفریقها علی الفقراء بقیت علیهم وتوخذ من اعمالهم یوم القیمة ومنهم من یستغفر الله تعالی ویسبحه ویحمده
تقسیم نہوی تو اونکی ذمہ باقی رہی قیامت کی روز اونکی اعمال مین سی لئی جاوینگی اور بعضی لوگ خدا سی مغفرت مانگتی ہین اور زبان سی ہر روز سبحان اللہ
بلسانه فی الیوم مائة مرة ثم لا یزال یغتاب الناس ویشتمهم ویمزق اعراضهم ویتکلم بما لا یرضاه الله تعالی
سو سو مرتبہ پڑہتی ہین پہر متصل لوگون کی غیبت کرتی ہین گالیان سناتی ہین اور اونکی بی آبروئی کئی جاتی ہین اور برخلاف رضامندی خدا تعالی کی

۱۴/۱۱/۱۲

طول نهاره من غير حصر ولا عد ويظن ان حسناته اكثر من سياته لعدم محاسبة نفسه وعدم تفقد معاصيه
تمام دن بی انتہا اور بے شمار باتین بکی جاتی ہین اور گمان یہہ رکہتی ہین کہ ہماری حسنات گناہون سی زیادہ ہین کیونکہ اپنی نفس کا محاسبہ اور گناہون کی تلاش نہین کرتی

ویکون نظره الی عدد تسبیحه وتهلیله ویغفل عن هذیانه الذی لو کتب لکان مثل تسبیحه وتهلیله مائة
اب اپنی تسبیح اور تہلیل کی گنتی پر تو نگاہ ہی اور بیہودہ باتون کا اگر لکہی جاوین تو تسبیح اور تہلیل کی برابر سو بار بلکہ ہزار بار ہو جاوین

مرة بل الف مرة وقد کتبه کرام الکاتبون ووعد الله تعالی علی کل کلمة عقابا حیث قال ما یلفظ من قول الا لدیه
کچہہ خیال نہین اور بیشک کرام الکاتبین اوسکو لکہہ چکی ہین اور اسد تعالی ہر ہر کلمہ پر عقاب کا وعدہ کر چکا ہی چنانچہ فرمایا نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پاس

رقیب عتید فهو ابدا یتامل فی فضائل التسبیحات والتهلیلات ولا یلتفت الی ما ورد فی عقوبة المغتابین والنمامین
ایک راہ دیکہتا طیار سو وہ شخص ہر دم تسبیحات اور تہلیلات کی فضایل تو سوچتا رہتا ہی اور ادہر خیال نہین کرتا کہ غیبت کرنیوالون اور سخن چینون

والکذابین وغیر ذلک ممن لا یحترز من افات اللسان ولعمر الله لو کان الکرامون الکاتبون یطلبون منه اجرة لما
اور جہوٹون کی لئی کیا عقاب تجویز ہوا ہی اور سوا اسکی اور زبان کی آفات جن سی احتراز نہین ہی اور قسم ہی اگر کرام کاتبین اوسی اجرت لیا کرتی کہ جو جو

یکتبونه من هذیانه الذی زاد علی تسبیحه وتهلیله الف مرة لکان یکف لسانه حتی عده جملة من مهماته وکان یعد
اوسکی بیہودہ باتین کہ تسبیح اور تہلیل سی ہزار گونہ زیادہ ہوتی ہین اور وہ لکہتی ہین تو بیشک اپنی زبان بند رکہتا اور اوسکو اپنا ضروری کام سمجہتا اور بولنی کو

ما نطق به فی فتراته ویحسبه ویوازنه بتسبیحاته حتی لا یفضل علیه اجرة الکتابة فیا عجبا لمن یحاسب نفسه
اپنی لغزش مین گنتا اور حساب کرتا اور تسبیحات کی برابر رکہتا ایسا نہو کہ کتابت کی مزدوری زیادہ دینی آجاوی پہر بڑا تعجب ہی کہ اپنی نفس کا حساب

ویحتاط خوفا من ذهاب قیراط فی الاجرة ولا یحتاط خوفا من فوات فردوس الاعلی جنة الماوی فی الاخرة ولیس هذه
اور احتیاط اس خوف کا مارا کری کہ کوئی کوڑی اجرت مین نہ جاتی رہی اور اس خوف کی احتیاط نکری کہ فردوس اعلی اور جنت الماوی آخرت مین ہاتہہ نہ آویگا اور یہہ

الغفلة الا مصیبة عظیمة لمن یتفکر فیها وقد وقعنا فی امر ان شککنا فیه نکون من الکفرة الجاحدین وان صدقنا
غفلت تو بڑی مصیبت ہی اسمین کوئی فکر کری اور ہم ایسی بلا مین آگئی ہین کہ اگر اسمین شک کرین تو منکر کافر ہوتی ہین اور اسکی تصدیق کرین

به نکون من الجهلة المغرورین ولیس هذا عمل من صدق بما جاء به القران ورسول رب العلمین المجلس الثانی و
تو جاہل مغرور ہین اور یہہ کام اوسکا نہین ہی جو احکام قرآن اور رسول رب العالمین کی تصدیق کرتا ہی بانوین مجلس

التسعون فی بیان عدم المواخذة بالوسوسة مالم تعمل بها او تتکلم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
اس بیان مین کہ وسوسہ پر کچہہ مواخذہ نہین ہی جبتک عمل مین نہ آوی اور یا زبان پر نگذری رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم نی فرمایا

ان الله تعالی تجاوز عن امتی ما توسوست به صدورها مالم تعمل به او تتکلم هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه
بیشک اسد تعالی نی میری امت کو معاف کیا ہی جو اونکی دلون مین خیالات آوین جبتک عمل نہ کرین یا زبان پر نہ لاوین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

ابو هریرة وفیه دلیل علی ان المرفوع عن هذه الامة لم یکن مرفوعا من الامم السالفة لان التخصیص بالذکر لا بد له
ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسمین یہہ دلیل ہی کہ جو اس امت کو معاف ہی پہلی امتون کو معاف نتہا اسلئی کہ اس امت کی خاص مذکور ہونیکا کوئی فائدہ چاہئی

من فائدة والمعنی انه تعالی عفی عن هذه الامة ما یخطر فی قلوبهم من الخواطر المذمومة واحادیث النفس فان ما یقع فی
اور معنی یہہ ہین کہ اسد تعالی نی اس امت کو خیالات بد اور نفسانی وہم جو اونکی دلون مین گذرتی ہین معاف کردئی ہین پہر دلین جو خیالات نکی

القلب من الخواطر الدنیة المذمومة یسمی وسوسة وما یقع فیه من الخواطر المرضیة الحسنة یسمی الهاما ثم الوسوسة
بدگذرتی ہین وسوسہ کہلاتی ہین اور دلین جو خیال پسندیدہ نیک آتی ہین الہام کہلاتا ہی پہر کو

اما ضروریة او اختیاریة فالضروریة هی الخواطر التی تدخل فی القلب من غیر اختیار وهذا معفو عن جمیع الامم لکونه
یا تو ضروری ہوتا ہی یا باختیار پہر ضروری تو وہ خیالات ہین جو دلین بی اختیار آجاتی ہین اور یہہ تو تمام امتون کو معاف ہوئی ہی اسواسطی

خارجا عن حد الاستطاعة والاختيار فهي الخواطر التي تدخل في القلب وتستجلبها الطبع وتتبعها النفس وتردها
کہ حد استطاعت سے باہر ہے اور اختیاری وہ خیالات ہیں جو دل میں آتی ہیں اور طبیعت اونکو کھینچ لاتی ہے اور نفس اونکے پیچھے لگا رہتا ہے اور بار بار اونکا

وتلتذ بها فتميل الى العمل والتكلم بها وهذا النوع هو الذي عفي عن هذه الامة دون سائر الامم تشريفا لنبينا وتفضيلا
ہی اور لذت اوٹھاتا ہی پھر اوسپر عمل کی یا بیان کی رغبت کرتا ہی اور یہہ ہی وہ قسم ہی جو اس امت سے علاوہ تمام امتوں کے بسبب شرافت ہمارے نبی کے اور فضیلت اونکی امت کی

لامته واما العقائد الفاسدة ومساوي الاخلاق وما ينضم اليها من اعمال القلوب فهي بمعزل عن الدخول في جملة ما
معاف ہوا ہی اور رہی فاسد عقیدے اور عادات بد اور جو انہیں کے ساتھ ملی ہوئی ہیں یعنی اعمال قلوب سو یہہ وسوسہ دلی میں داخل نہیں الگ ہیں

وسوست به الصدور بل هي من اعمال القلوب التي يؤاخذ بها الانسان والحاصل ان ما يقع في القلب على خمس مراتب الاولى
بلکہ یہہ وہ اعمال قلوب ہیں جسمیں انسان سے مواخذہ ہووے گا اور حاصل یہہ ہی کہ دل کی خیالات پانچ درجہ پر ہیں پہلا تو

الهاجس وهو ما يقع فيه ابتداء ثم الخاطر وهو جريان ما يقع فيه ثم حديث النفس وهو التردد فيما يقع فيه هل يفعل
ہاجس کہ وہ دل میں پہلی ہی آتا ہی پھر اوسکی بعد خاطر یعنی اوسکا جاری ہونا جو دل میں آیا ہی پھر حدیث النفس یعنی اوسمیں تردد جو دل میں آیا ہی کہ کروں

ام لا ثم الهم وهو ترجيح جانب الفعل ثم العزم وهو القطع على الفعل والجزم به وهذه الخواطر ان كانت في المعاصي ففيها
یا نہیں پھر ہم یعنی کرنے کی جانب کو غالب کرنا پھر عزم یعنی فعل پر ٹوٹ پڑنا اور جزم کرنا اور یہہ خیالات اگر گناہوں کی ہوتی ہیں تو اسمیں

تفصيل اما الهاجس فلا يؤاخذ به احد اجماعا لانه ليس من فعل العبد وانما هو شيء ورد عليه لا قدرة له على دفعه ولا
تفصیل ہے ہاجس سے تو متفق علیہ کسیکا مواخذہ نہیں ہی کیونکہ یہہ بندہ کا کیا ہوا نہیں ہی یہہ تو ایسی بات ہی کہ خود بخود آجاتی ہی اوسکی قدرت نہیں کہ دفع کردے یا

على منعه واما الخاطر الذي بعده فالعبد قادر على دفعه بصرف الهاجس اول وروده ومع هذا هو وما بعده من حديث
روک دے اور خاطر جو اوسکی بعد ہے سو آدمی کو اوسکی دفع پر قدرت ہوتی ہی کہ ہاجس کو آتی ہی پھیر دے تسپر بھی یہہ اور اسکی بعد کا یعنی حدیث النفس

النفس مرفوعان عن الامة بالحديث الصحيح الوارد في ارتفاع حديث النفس عن هذه الامة وهو قوله عليه السلام عفي عن امتي
اس امت کو سب معاف ہیں بدلیل حدیث صحیح کی جو اس باب میں آئی ہی کہ حدیث نفس اس امت کو معاف ہی وہ حدیث یہہ ہی کہ میری امت کو معاف ہی

ما حدثت به نفوسهم فاذا ارتفع حديث النفس يرتفع ما قبله بالطريق الاولى وهذه الثلثة لو كانت في الحسنات لا
جو اونکی نفس حدیث کرتی ہیں پھر جب حدیث النفس معاف ہوا تو اوس سے پہلی کی خیالات بطریق اولی معاف ہونگی اور یہہ تینوں اگر حسنات میں ہیں تو اسکا

يكتب له بها اجر لعدم القصد واما الهم فقد بين في الحديث الصحيح ان الهم بالحسنة يكتب حسنة وان لم تفعل لظهور
کچھ ثواب نہیں ہوتا کیونکہ قصد نہیں ہی اور رہا ہم سو حدیث صحیح میں آیا ہی کہ نیک ہم کا ثواب ہوتا ہی اگرچہ بسبب کسی مانع کی عمل میں

مانع والهم بالسيئة لا يكتب سيئة بل ينتظر فان تركها العبد لله تعالى يكتب عليه حسنة وان فعلها يكتب عليها
نہ آوی اور بد ہم کا کچھہ گناہ نہیں ہوتا بلکہ ملتوی رہتا ہی اگر آدمی نے اوسکو خدا کی لیے ترک کیا تو اوسکو ثواب ہوتا ہی اور اگر کر بیٹھا تو نری عمل کا گناہ

اثر الفعل وحده لا اثر الهم لان الهم مرفوع عن هذه الامة واما العزم على السيئة فبعض العلماء وان جعله من الهم المرفوع
ہوتا ہی ہم کا کچھہ گناہ نہیں ہوتا کیونکہ ہم اس امت کو معاف ہی اور رہا عزم بدی کا سو بعضی علماء نے اوسکو اگرچہ اوس ہم میں داخل کیا ہی جو معاف ہی

الا ان المحققين على كون العبد مؤاخذا به لكن ان ندم على عزمه وترك الفعل خوفا من الله تعالى يكتب له حسنة
پر محقق اسپر ہیں کہ اسمیں بندہ سے مواخذہ ہووے گا لیکن اگر اپنی عزم پر نادم ہوا اور اللہ کی خوف سے وہ کام نکیا تو اوسکو ثواب ہوتا ہی

لان عزمه على السيئة وان كان سيئة لكن امتناعه عنها حسنة فيكتب حسنة واما اذا فات عنه الفعل بعائق
کیونکہ عزم گناہ کا اگرچہ گناہ ہی لیکن اوس سے باز رہنا نیک عمل ہی سو ثواب ہوتا ہی اور جس صورت میں کہ وہ کام کسی مانع کی سبب یا

تركه بعذر لا خوفا من الله تعالى يكتب عليه سيئة لان عزمه فعل اختياري من افعال القلوب فيؤخذ بها
کسی عذر کی مارے نہیں ہوا کچھہ اوسکو خوف الہی سے نہیں چھوڑا تو اوسکو گناہ ہوتا ہی کیونکہ عزم افعال قلوب میں سے فعل اختیاری ہی سو جازم کی پکڑ ہوگی

صاحبه اذ قد روی انه علیه السلام قال یحشر الناس علی نیاتهم ولا شك ان من عزم فی اللیل ان یصبح ویقتل مؤمنا
اسلیے کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمام لوگ اپنی اپنی نیتوں پہ محشور ہونگی اور اسمیں کچھ شک نہیں ہی کہ جو شخص رات کو یہہ عزم کریگا کہ صبح ہوتی ہی کسی مسلم کو قتل

او یزنی بامرأة او یشرب خمرا او یرتکب غیر ذلك من الذنوب فمات اللیلة یموت عاصیا مصرا علی الذنب ویحشر علی
یا کسی عورت سی زنا کرونگا یا شراب پیونگا یا کوئی اور گناہ کرونگا پہر وہ اوسی شب میں مرگیا تو گناہ پر اڑا ہوا گنہگار مریگا اور اپنی نیت پہ اوٹہیگا

نیته مع ان الواقع منه العزم علی المعصیة دون فعلها والدلیل الدال علیه ما روی انه علیه السلام قال اذا التقی
باوجودیکہ اوسکو صرف معصیت کا عزم ہی تہا کچہہ عمل نہیں کیا اور دلیل اس مطلب پہ یہہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان

المسلمان بسیفیهما فالقاتل والمقتول فی النار قیل یا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال لانه اراد قتل
تلوار لیکر مقابل ہوتی ہیں تو قاتل اور مقتول دونو جہنمی ہیں کسی نی عرض کیا یا رسول اللہ بہلا یہہ تو قاتل تہا اب مقتول نی کیا کیا فرمایا اسلیے کہ یہہ بہی اپنی

صاحبه وهذا نص فی کون المقتول من اهل النار بمجرد الارادة مع انه قتل مظلوما فکیف لا یوخذ العبد بالنیة
یار کی قتل کا ارادہ رکہتا تہا اور یہہ نص ہی کہ مقتول نری ارادہ سی جہنمی ہی باوجودیکہ مظلوم قتل ہوا ہی پہر کیونکر آدمی سی نیت کا مواخذہ نہیں ہی

والعزم وکل ما یدخل تحت اختیاره فهو مواخذ به الا ان یکفره بحسنة ونقض العزم بالندم حسنة فلذلك یکتب
اور عزم اور جو جو آدمی کی اختیاری ہی سو اوسکا مواخذہ ہوتا ہی ان اگر نیک کام سی اوسکا بدلا کردی تو خیر اور ندامت سی عزم کا توڑ دینا بہی نیک کام ہی اسی لیے

حسنة واما فوات المراد بعائق فلیس بحسنة فلذلك یکتب سیئة فیواخذ بها فکیف لا یواخذ العبد باعمال القلوب
ثواب ہوتا ہی اور رہی وہ صورت جو کسی مانع کی سبب سی عمل فوت ہوجاوی سو یہہ حسنہ نہیں ہی اسلیے گناہ ہوتا ہی پہر مواخذہ ہوگا اب کیونکر آدمی کا مواخذہ اعمال قلوب

والکبر والعجب والریاء والحسد والنفاق وجملة الخبائث من اعمال القلوب وقد قال الله تعالی ان السمع والبصر والفؤاد کل
اور کبر اور تکبر اور ریا اور حسد اور نفاق پہ نہوویگا اور جتنی خبائث ہیں سو اعمال قلوب ہیں اور بیشک اللہ تعالی نی فرمایا ہی بیشک کان اور آنکہ اور دل ان سبکی

اولئك کان عنه مسئولا فانه تعالی قد بین فی هذه الایة ان العبد بکل واحد من تلك الاعضاء یکون مسئولا فیما یدخل
اوس سی پوچہہ ہی اب اللہ تعالی نی اس آیت میں بیان کیا کہ آدمی سی انہیں ہر ہر عضو کی پوچہہ ہوگی جو جو کام انکی اختیار میں ہیں

تحت اختیاره مثلا لو وقع بصره علی اجنبیة بغیر اختیار منه لا یواخذ بهذه النظرة فان اتبعها نظرة ثانیة یکون
مثلا اگر نامحرم عورت پر بطور عادت کی بی اختیار نگاہ پڑجاوی تو اس نگاہ کا کچہہ مواخذہ نہیں ہی پہر اگر اوسپر دوبارہ نظر دوڑائی تو اس دوسری نظر کا

مواخذا بهذه النظرة الثانیة لکونه مختارا فیها کذلك خواطر القلوب تجری هذا المجری بل القلب اولی بالمواخذة لانه
مواخذہ ہوویگا کیونکہ اسمیں اختیار تہا ایسی ہی دلکی خیالات اسی کی قایم مقام ہیں بلکہ دل کا مواخذہ اولی ہی کیونکہ سبکی اصل ہی

الاصل فان من حکم قلبه بشیء وکان مخطئا فیه یصیر مجزیا به ان خیرا فخیر وان شرا فشر کمن ظن انه متطهر وحضر
بیشک جسکا دل کسی بیجا بات پہ حکم کری تو ویسی ہی بدلا ملیگا اگر نیک ہی تو نیک اور اگر بد ہی تو بد جیسی کسی نی گمان کیا کہ میں با وضو ہوں اور

الجمعة وصلاها ثم تذکر انه کان غیر متطهر یکون مثابا بفعله وان ترکها ثم تذکر یکون معاقبا علی ترکه ومن وجد علی فراشه امرأة
جاکر جمعہ کی نماز ادا کی پہر یاد آیا کہ پاک نہیں ہی تو بہی اسکا ثواب ہوگا اور اگر جمعہ کو ترک کیا پہر یاد آیا تو اس ترک پہ عقاب ہوگا اور جسنی اپنی بستر پر عورت پائی

فظنها زوجته فوطئها لا یکون عاصیا بوطئها وان کانت اجنبیة وان ظنها اجنبیة فوطئها بهذا الظن یکون عاصیا
اور گمان کیا کہ میری بی بی ہی پہر اوس سی جماع کیا تو اس جماع سی گنہگار نہیں ہوگا اگرچہ غیر عورت ہو اور اگر اوس عورت کو غیر سمجہا پہر اوسی اپنی خیال پہ جماع کیا تو اس جماع سی

بوطئها وان کانت زوجته کل ذلك بالنظر الی القلب دون الجوارح فان الوسوسة انما تکون مرفوعة عن هذه الامة اذا
گنہگار ہوگا اگرچہ اوسکی بی بی ہو یہہ تمام باعتبار دل کی ہی جوارح کا لحاظ نہیں ہی کیونکہ وسوسہ تو سراسر اس امت کو معاف ہی ہی جبتک

لم تبلغ رتبة العزم فاما اذا بلغت تلك المرتبة فلا تکون مرفوعة بل یواخذ به العبد فیلزم علیه نقضها بالندم والاستغفار
عزم کا مرتبہ نہ پاوی پہر اگر اوس درجہ تک جا پہنچی تو پہر معاف نہیں ہی بلکہ اسپر آدمی سی مواخذہ ہوتا ہی سو لازم ہی کہ اس عزم کو ندامت اور استغفار سی توڑدی

حتى تنقلب حسنة لكن ينبغي ان نعلم ان الوسوسة قد تكون من جهة تلبيس ابليس فان الشيطان قد تلبس على
تاکہ پلٹ کر عمل نیک ہو جاوی لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ وسوسہ بعضی وقت ابلیس کی فریب سی ہوتا ہی بیشک شیطان بعضی وقت انسان پر یہہ شبہہ ڈالتا ہی
الانسان فيقول العمر طويل والصبر على ترك الشهوات طول العمر الم شديد فكيف ترك اللذات والشهوات فعند ذلك
کہتا ہی کہ عمر بہت دراز ہی اور ترک شہوات پر تمام عمر صبر کرنا بڑا ہی سخت عذاب ہی اب لذتین اور شہوات کیونکر ترک کر دیجئی اب ایسی وقت آدمی کو
يلزم للعبد ان يذكر عظيم ثواب الله تعالى واليم عقابه ووعده ووعيده ويجدد ايمانه ويقينه ويقول نعم الصبر عن
لازم ہی کہ اللہ تعالی کا بڑا ثواب اور سخت عذاب اور اوسکی وعدی اور وعید یاد کری اور از سر نو ایمان اور یقین کو سنبھالی اور کہی البتہ صبر کرنا
الشهوات شديد لكن الصبر على النار اشد فلابد من اختيار اخفهما فاذا ذكر العبد ذلك يخنس الشيطان ويهرب اذ لا يستطيع
شہوات سی سخت ہی لیکن آگ پر صبر کرنا اور یہہ بہت سخت ہی سو کمتر کو اختیار کرنا چاہی جب آدمی یہہ بات یاد کرتا ہی تو شیطان پس پشت بہاگ جاتا ہی کیونکہ شیطان کی
ان يقول ليس الصبر على النار اشد من الصبر على المعصية ولا يملك ان يقول المعصية لا تفضي الى النار لان
یہہ طاقت نہین ہی کہ کہوی آگ پر صبر کرنا معصیت پر صبر کرنی سی سخت نہین ہی اور نہ کہہ سکتا ہی کہ معصیت دوزخ مین نہ لیجاوی گی اسواسطی کہ آدمی کا
ايمان العبد يدفعه وينقطع عنه وسوسته بنور الايمان فان العبد اذا كان ايمانه حقيقيا لا لسانيا بل
ایمان اوسکو دفع کر دیتا ہی اور ایمان کی نور سی اوسکا وسوسہ کٹ جاتا ہی بیشک جب آدمی کا ایمان حقیقی ہوتا ہی زبانی نہین ہوتا بلکہ
قلبيا يقينيا يدفع عن نفسه وسوسة الشيطان ويتخذه عدوا متبعا لقوله تعالى ان الشيطان لكم عدو
دلی یقینی ہوتا ہی تو اپنی دل سی شیطانی وسوسہ دور کر دیتا ہی اور شیطان کو دشمن جانتا ہی اس آیت کی موافق تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہی
فاتخذوه عدوا فانه تعالى بين في هذه الاية ان الشيطن عدو لبني ادم وامرهم ان يتخذوه عدوا لانه
سو تم سمجھ رکھو اوسکو دشمن اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان کیا کہ شیطان بنی آدم کا دشمن ہی اور یہہ حکم کیا کہ وہ بہی اوسکو دشمن سمجھین کیونکہ
يريد اضلالهم ليجرهم مع نفسه الى النار فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يعرف عدوه ويجتهد في دفع وسوسته
اونکو گمراہ کیا چاہتا ہی تاکہ اپنی ساتھہ دوزخ مین کہینچ لیجاوی اس بیان کی موافق عاقل کو چاہی کہ اپنا دشمن پہچان کر اوسکا وسوسہ بزور دفع کر دی
ولا يندفع وسوسته الا بمخالفة الهوى فمن منع نفسه عن الهوى يكون من عباد الله الذين لا يتسلط عليهم
اور بدون مخالفت ہوا ہوس کی اوسکا وسوسہ دفع نہین ہوتا پہر جسنی اپنی نفس کو ہوا سی روک رکہا تو وہ اون لوگون مین ہوتا ہی جن پر شیطان غالب نہین ہوتا
الشيطن على ما اخبر الله تعالى بذلك وقال ان عبادي ليس لك عليهم سلطن فدلت الاية على ان الشيطان
موافق مضمون اس آیت کی وہ میری بندی ہین اونپر نہین تیری حکومت یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ شیطان
لا يتسلط على من كان من عباد الله تعالى وانما يتسلط على من لم يكن من عباد الله تعالى فمن يتبع الهوى لا يكون
اونپر جو اللہ کی عبادت کرنیوالی ہین غلبہ نہین کر سکتا اونہی پر غلبہ کرتا ہی جو اللہ کی عابد نہین ہین پہر جو شخص اپنی ہوا کا تابع ہی وہ
من عباد الله تعالى بل يكون من عباد الهوى اذ قال الله تعالى ارءيت من اتخذ الهه هوىه اشار الى كون
اللہ تعالی کا عابد نہین ہی بلکہ ہوا کا پوجنی والا ہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی بہلا دیکہہ تو جسنی پوجنا پکڑا اپنی چاؤ کا یہہ اشارہ ہی کہ
الهوى الهه ومعبوده والى كونه من عباد الهوى لا من عباد الله تعالى فمن لم يكن من عباد الله تعالى بل كان
ہوا ہی اوسکا خدا اور معبود ہی اور وہ ہوا کا بندہ ہی اللہ کا بندہ نہین ہی پہر جو شخص اللہ کا بندہ نہووی بلکہ ہوا کا
من عباد الهوى يتسلط عليه الشيطان بواسطة الهوى الذي يتشعب منه الشهوات فكما ان الشهوات
بندہ ہووی تو اوسپر شیطان بوسیلہ ہوا کی جسمین سی شہوات کی شاخین نکلتی ہین غالب رہتا ہی سو جیسی شہوتین انسان کی
سارية في لحم الانسان ودمه كذلك سلطنة الشيطان سارية في لحم الانسان ودمه ومحيطة به من
گوشت پوست اور خون مین پہیلی ہوئی ہین ایسی ہی شیطان کی سلطنت آدمی کی اندر گوشت اور لہو مین سیر کرتی ہی اور ہر طرف سی گہیری ہوئی ہی

جميع جوانبه ولذلك قال النبي عليه السلام ان الشيطان ليجري من ابن ادم مجري الدم فضيقوا مجاريه

اسیہی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ شیطان ابن آدم مین مثل خون کی پہرتاہی اب تم اوسکی آمد کا رستہ بہوک سی بند کرو

بالجوع وانما امر النبي عليه السلام بتضيق مجاري الشيطان بالجوع لان تسلط الشيطان على الانسان ليس

اور نبی علیہ السلام نی شیطان کا رستہ بہوک سی بند کرنی کو اسلئی فرمایا ہی کہ شیطان کا غلبہ انسان پر بدون وسیلہ شہوت کی

الا بواسطة الشهوة والشهوة تنكسر بالجوع فمن يريد ان يسلم من تسلط الشيطان عليه فعليه الملازمة بالصوم حتى يسلم

نہین ہوسکتا اور شہوت بہوک سی ٹوٹ جاتی ہی پہر جو شخص چاہی کہ مین شیطان کی غلبہ سی سلامت رہون تو اوسکو روزی رکہنی چاہئین

من تسلط الشيطان عليه فان من يتبع مقتضى الشهوة المنشعبة عن الهوى يظهر تسلط الشيطان عليه بواسطة

تاکہ شیطان کی غلبہ سی سلامت رہی بیشک جو شخص شہوت کی پیچہی پڑا رہتاہی جو ہوا کی شاخ ہی تو اوسپر بوسیلہ ہوا کی شیطان کا غلبہ ہوجاتاہی

الهوى لان الهوى مرعى الشيطان ومرتعه ولما لم يكن احد خاليا عن الشهوة المنشعبة عن الهوى لم يوجد احد

کیونکہ ہوا ہوس شیطان کی بیٹہ اور چراگاہ ہی اور چونکہ کوئی شخص شہوت سی جو شاخ ہوا ہوس کی ہی خالی نہین ہی تو ایسا بہی کوئی نہین ہی

خاليا عن ان يكون للشيطان فيه تسلط ولذلك قال النبي عليه السلام في حديث رواه ابن مسعود ما منكم من

کہ اوسپر شیطان کا کچہہ بہی غلبہ نہو اور اسیہی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی حدیث مین جو ابن مسعود سی روایت ہی تم مین سی ایسا کوئی نہین کہ

احد الا وله شيطان قالوا وانت يا رسول الله قال عليه السلام وانا الا ان الله تعالى اعانني عليه فاسلم فلا يامرني

اوسکا شیطان نہو عرض کیا اور تم یا رسول اللہ فرمایا اور مین بہی پر اتنا ہی کہ اللہ تعالی نی اوسپر میری مدد کی سو وہ مسلمان ہوگیا اب وہ سوا

الا بخير بيانه على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان الشيطان لا يتصرف في الانسان الا بواسطة الشهوة فمن

خیر کی کچہہ نہین کہتا اسکی تفصیل موافق بیان امام غزالی کی احیاء مین یہہ ہی کہ شیطان انسان مین بدون وسیلہ شہوت کی تصرف نہین کرسکتا پہر جسکی

اعانه الله تعالى على كسر شهوته حتى يصير لا ينبسط الا حيث ينبغي والى الحد الذي ينبغي فشهوته لا تدعوه

اللہ تعالی نی شہوت توڑنی پر امداد کی یہان تک کہ ایسا بن جاوی کہ ادہر متوجہ ہو کہ جہان چاہئی اور اس حد تک جو سزاوار ہی سو اوسکی شہوت شر کی طرف نہین بلاتی

الى الشر والشيطان المتدرع بها لا يامر الا بالخير فعلم من هذا الحديث ان بني ادم لا يتصور ان ينفك الشيطان عنهم

اور شیطان جو شہوت کا لباس پہنی ہوئی ہی سوا خیر کی نہین کہتا اس حدیث سی معلوم ہوا کہ خیال مین نہین آتا کہ کوئی آدمی شیطان سی جدا ہو

وانما يتميز بعضهم عن بعض بموافقتهم اياه ومخالفتهم اياه فمن يغلب عليه مقتضيات الشهوة يجد الشيطان

اور آپسمین ایک کو دوسری سی اتنا ہی فرق ہی کہ شیطان سی کتنا موافق ہی یا اوس سی کتنا مخالف ہی پہر جسپر مقتضیات شہوت کی غالب ہین تو اوسمین شیطان

فيه مجالا فيتسلط عليه ولاكتناف الشهوات للانسان من جوانبه قال ابليس على ما اخبر الله تعالى عنه لاقعدن

اچہی قدرت پاتاہی اور اوسپر تسلط کرلیتاہی اور انسان کو جو شہوت نی ہر طرف سی گہیر رکہا ہی تو ابلیس کا یہہ قول ہی جیسا کہ اللہ تعالی خبر دیتاہی مین بیٹہون گا

لهم صراطك المستقيم ثم لاتينهم من بين ايديهم ومن خلفهم وعن ايمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اكثرهم

ونکی تاک مین تیری سیدہی راہ پر پہر اونپر آونگا آگی سی اور پیچہی سی اور داہنی سی اور بائین سی اور نہ پاویگا تو اونمین سی اکثر

شاكرين فانه ياتي الانسان من جميع جهاته بانواع مكائده ويحبب اليه الفعل الذي يضره حتى يخيل اليه

شکر گذار پہر شیطان انسان کی ہر ایک طرف سی طرح طرح کی مکر لاتاہی اور وہ کام اوسکو پسند کرا دیتاہی جو مضر ہی یہان تک کہ وہ خیال کرتاہی

انه من انفع الاشياء اليه ويكره اليه فعل الذي ينفعه حتى يخيل اليه انه من اضر الاشياء اليه وبهذا الطريق

کہ یہہ کام سب سی زیادہ مفید ہی اور وہ کام ناپسند کرا دیتاہی جو نافع ہو یہان تک کہ خیال کرتاہی کہ یہہ کام سب سی زیادہ مضر ہی اور اس طریق سی

كاد كثيرا من الناس حتى القاهم في اللهو المختلفة والاراء المتنوعة واوصلهم الى الكفر والضلال واوقعهم في الاثم

بہت لوگون کو فریب دیاہی یہان تک کہ اونکو مختلف لہو مین اور الگ الگ رایون مین لگا دیاہی اور کفر اور گمراہی مین پہنچا دیاہی اور گناہ اور وبال مین

والوبال ومع هذا يعدهم الفوز بالجنان مع الكفر والفسوق والعصيان ويخوف المؤمنين من جنده واوليائه
پہنسا دیتا ہی اور تسپر اس کفر اور فسق اور عصیان پر دخول جنت کا وعدہ کرتا ہی اور مؤمنوں کو اپنی لشکر اور رفقا سی اتنا ڈراتا ہی

حتى لا يجاهدونهم ولا يامرونهم بالمعروف ولا ينهونهم عن المنكر وهذا من عظيم كيده لاهل الايمان وقد اخبر الله تعالى
کہ وہ اونپر جہاد نہیں کرتی اور نہ امر بالمعروف اور نہ نہی عن المنکر کرتی ہیں اور اہل ایمان کو یہہ بڑا ہی دم دی رکہا ہی اور اللہ تعالی

بذلك في كتابه فقال انما ذلكم الشيطن يخوف اولياءه فلا تخافوهم وخافون ان كنتم مؤمنين والمعنى عند جميع
اپنی کتاب میں فرماتا ہی یہہ جو ہی سو شیطان ہی کہ ڈراتا ہی اپنی دوستوں سی سو تم اونسی مت ڈرو اور مجہسی ڈرو اگر ایمان رکہتی ہو اور تمام مفسروں کی

المفسرين انه يخوفكم باوليائه فلا تخافوهم قال قتادة يعظمهم في صدوركم ولهذا قال فلا تخافوهم وخافون ان كنتم
نزدیک یہہ معنی ہیں کہ شیطان تمکو اپنی رفیقوں سی ڈراتا ہی سو تم اونسی مت ڈرو قتادہ کہتی ہیں کہ اونکو بڑا اور بہاری کرکر دکہاتا ہی اسی واسطی کہا تم اونسی مت ڈرو اور مجہسی ڈرو اگر تم

مؤمنين فان ايمان المؤمنين كلما كان قويا يزول عنه خوف اولياء الشيطان فيامر بالمعروف وينهى عن المنكر
مؤمن ہو بیشک مؤمن کا ایمان جتنا قوی ہوتا ہی وتنا ہی شیطان کی رفیقوں کا خوف دور ہوتا ہی پہر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا شروع کرتا ہی

وكلما كان ضعيفا يقوى فيه خوف اولياء الشيطان فلا يامر بالمعروف ولا ينهى عن المنكر ومن كيده ايضا انه يخدع
اور جتنا ضعیف ہوتا ہی وتنا ہی اوسپر شیطان کی رفیقوں کا خوف قوی ہوجاتا ہی پہر نہ امر بالمعروف کری اور نہ نہی عن المنکر اور یہہ بہی اوسکا کید ہی کہ اونکو فریب دیتا ہی

الذين احكموا العلوم الشرعية العلمية والعملية حتى انهم كانوا يشتغلون بها ويتعمقون فيها لكنهم يهملون تفقد
جنہوں نی علوم شرعی علمی اور عملی خوب یاد کی ہیں یہاں تک کہ وہ اوس علم میں مشغول رہتی ہیں اور غور کی جاتی ہیں پر اعضا بدن کو معاصی سی

الجوارح ولا يحفظونها عن المعاصي ولا يستعملونها في الطاعات ويظنون انهم بلغوا عند الله تعالى من العلم مرتبة
نہیں بچاتی اور نہ اونکو طاعات میں صرف کرتی ہیں اور گمان یہہ رکہتی ہیں کہ ہمکو اللہ تعالی کی ہاں وہ مرتبہ حاصل ہوگیا ہی

لا يعذبون ولا يطالبون بذنوبهم بل يقبل في الخلق شفاعتهم فانهم لو تاملوا العلم لعلموا ان العلم علمان علم المعاملة
کہ عذاب نہیں ہوگا اور نہ گناہوں کی پرسش ہوگی بلکہ خلقت کی حق میں ہماری شفاعت منظور ہوگی یہہ لوگ اگر تامل کریں تو جان لیں کہ علم دو ہوتی ہیں ایک علم معاملہ

وعلم المكاشفة فاما علم المعاملة فهو معرفة الحلال والحرام ومعرفة الاخلاق المحمودة والمذمومة وهي علوم لا تراد
یعنی ظاہری اور علم مکاشفہ کا یعنی باطنی علم معاملہ کا تو یہہ ہی پہچاننا حلال اور حرام کا اور پہچاننا اخلاق نیک اور بد کا یہہ ایسی علم ہیں کہ انہیں عمل ہی کا

الا للعمل ولولا الحاجة الى العمل لم تكن هذه العلوم قيمة فكل علم يراد للعمل لا يكون له قيمة بدون العمل فمن احكم
مقصود ہی اور اگر عمل کی طرف حاجت نہوتی تو ان علوم کی کچہہ قدر نہوتی اب جو علم کہ عمل کی لئی مقصود ہوتا ہی اوسکی قدر بدون عمل کی نہیں ہوتی پہر جسنی علم

علم الطاعات ولم يفعلها واحكم علم المعاصي ولم يجتنبها واحكم علم الاخلاق المحمودة ولم يزين نفسه بها واحكم علم
طاعات کا خوب سیکہا اور طاعت نکی اور علم معاصی کا خوب سیکہا اور معاصی سی باز نہ آیا اور علم اخلاق محمودہ کا خوب یاد کیا اور اپنا اخلاق سی مزین نکیا اور علم

الاخلاق المذمومة ولم يطهر نفسه عنها فهو مغرور ويكيد الشيطان اذ يقول له الشيطن مطلبك القرب
اخلاق ذمیمہ خوب ازبر کیا اور اپنی آپکو اونسی پاک نکیا تو وہ شیطان کی فریب میں پہنسا ہوا ہی اسلئی کہ شیطان یوں سمجہاتا ہی کہ تیری غرض تو قرب الٰہی

من الله تعالى ونيل ثوابه والعلم يقربك من الله ويوصلك الى ثوابه ويتلو عليه الايات والاخبار الواردة
اور ثواب حاصل کرنا سو علم اللہ تعالی سی قریب اور ثواب حاصل کردیتا ہی اور اسکی سند آیات اور احادیث جو علم کی فضایل میں آئی ہیں پڑہ سناتا ہی

في فضائل العلم فمن كان من اهل الهوى يرى ذلك موافقا لهواه فيطمئن اليه قلبه ويهمل العمل ومن كان
پہر جو صاحب ہوا ہی اوسکو تو مرضی کی موافق سوجہتی ہیں اوسکی تو دل جمعی ہوتی ہی کچہہ کام نہ کیا اور جو عالم

من اهل التقوى يقول له الشيطان تذكر في ما ورد في فضائل العلم ولا تذكر في ما ورد في العلماء التاركين للعمل
ڈرنی والا ہوتا ہی تو شیطان اسی کہتی ہیں تو وہ روایات تو یاد دلاتا ہی جو علم کی فضائل میں ہیں اور وہ یاد نہیں دلاتا جو علماء تارک عمل کی حق میں آئی ہیں

فان الذی اخبر بفضیلۃ العلم ھو الذی اخبر بعقوبۃ العلماء السوء فانہ تعالی قال مثل الذین حملوا التوریۃ
بیشک جسنی فضیلت علم کی بتائی ہی اوسہی نی علماء بدکار کا عذاب بہی بتایا ہی بیشک اسہ تعالی فرماتا ہی کہاوت ہی اونکی جنپر لادی توریت

ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا وقال اللہ تعالی فی ایۃ اخری فمثلہ کمثل الکلب فای خزی اعظم
پہر نہ اوٹہائی اونہون نی جیسی کہاوت گدہی کی پیٹ پر لچتا ہی کتابین اور ایک اور آیت مین فرمایا ہی تو اوسکا حال جیسی کتا گدہی اور کتی کی مشابہت سی

من التمثیل بالحمار والکلب وقال النبی علیہ السلام اشد الناس عذابا یوم القیمۃ عالم لم ینفعہ اللہ بعلمہ وقال
کونسی رسوائی زیادہ ہی اور نبی علیہ السلام نی فرمایا سب سی زیادہ عذاب مین قیامت کی دن وہ عالم ہوگا جسکی علم سی اسہ نی اوسکو نفع نہ دیا اور نبی

علیہ السلام فی حدیث اخر من ازداد علما ولم یزدد ھدی لم یزدد من اللہ الا بعدا وبعد ورود امثال تلک
علیہ السلام نی ایک اور حدیث مین فرمایا جو شخص علم مین بڑہا اور ہدایت مین نہ بڑہا تو اسہ تعالی کی ان سوای دوری کی نہین بڑہیگا اور بعد وارد ہونی

التشدیدات مما لا یحصی فی حق العالم التارک العمل کیف یعتقد انہ علی خیر مع تاکد حجۃ اللہ تعالی علیہ
ایسی ایسی شدائد بیشمار کی عالم تارک العمل کی حق مین کیونکر اعتقاد کرتا ہی کہ وہ نیک راہ پر ہی باوجودیکہ اوسپر حجت الہی خوب قایم ہی

واما علم المکاشفۃ فھو العلم باللہ تعالی وصفاتہ واسمائہ فمن احکم ھذا العلم ثم اھمل العمل وضیع امر
اور علم مکاشفہ کا یعنی باطنی سو وہ علم معرفت الہی اور اوسکی صفات اور اسماء کا ہی سو جسنی یہہ علم خوب حاصل کیا پہر عمل نکیا اور امر الہی کو ضایع کیا

اللہ تعالی فھو مغرور ایضا فغرورہ یدل علی انہ لم یحصل من معرفۃ اللہ الا الاسامی دون المعانی لانہ لو
تو وہ بہی شیطان کی فریب مین ہی بس اوسکی شوریدگی دلالت کرتی ہی کہ اوسکو معرفت الہی سی سوا نام کی کچہہ حاصل نہین ہوا معانی تک نہین پہنچا کیونکہ اگر

عرف اللہ تعالی حق معرفتہ لخشیہ واتقاہ کما قال اللہ تعالی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء نسال اللہ تعالی
عارف باسہ ہوتا جو حق ہی تو اوسی ڈرتا اور تقوی کرتا چنانچہ اسہ تعالی فرماتا ہی اسہ سی ڈرتی وہ ہی ہین اوسکی بندون مین جسکو سمجہہ ہی ہم سوال کرتی ہین

ان یجعلنا ممن یخشی اللہ تعالی المجلس الثالث والتسعون فی بیان ان للشیطن لمۃ بابن ادم و
کہ ہمکو اسہ سی ڈرنیوالا بنادی ترانوین مجلس اس بیان مین کہ ابن آدم سی شیطان کو ایک قرب ہوتا ہی اور

للملک لمۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للشیطن لمۃ بابن ادم وللملک لمۃ فاما لمۃ الشیطن فایعاد
فرشتی کو ایک قرب ہوتا ہی رسول اسہ صلی اسہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک ابن آدم سی شیطان کو ایک قرب ہوتا ہی اور فرشتہ کو ایک قرب ہوتا ہی پہر قرب شیطان کا تو

بالشر وتکذیب بالحق واما لمۃ الملک فایعاد بالخیر وتصدیق بالحق فمن وجد ذلک فلیعلم انہ من اللہ تعالی
برائی کا خیال اور حق کی تکذیب اور فرشتہ کا قرب خیر کا الہام اور حق کی تصدیق پہر جو شخص دلین یہہ ہی پاوی تو جان لی کہ اسہ تعالی کی طرف سی ہی

فلیحمد اللہ تعالی ومن وجد الاخری فلیتعوذ باللہ تعالی من الشیطن الرجیم ھذا الحدیث من حسان المصابیح
اب اسہ کی حمد کری اور جسنی دوسرا پایا تو شیطان راندہ سی اسہ کی پناہ لی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی

رواہ ابن مسعود واللمۃ المذکورۃ فیہ من الالمام وھو القرب فان کل واحد من الملک والشیطان یقرب
ابن مسعود کی روایت سی اور لفظ لمہ جو اس حدیث مین آیا ہی الام سی مشتق ہی یعنی قرب بیشک ہر ایک فرشتہ اور شیطان انہین دونو کام کی

من الانسان لھذین الامرین وھما الایعاد بالخیر والایعاد بالشر والمراد بھما الالھامان اللذان یقع فی القلب احدھما
لئی انسان کی ساتہہ ہوتی ہین یعنی ایعاد بالخیر اور ایعاد بالشر اور ان دونو سی مراد وہی دو الہام ہین جو کسیکی دلمین آتی ہین ایک

بواسطۃ الملک والاخر بواسطۃ الشیطان فما یقع بواسطۃ الملک یسمی الھاما وما یقع فیہ بواسطۃ الشیطان
فرشتہ کی واسطی سی اور دوسرا شیطان کی جہت سی جو فرشتہ کی واسطی سی ہوتا ہی الہام کہلاتا ہی اور شیطان کی جہت سی جو ہوتا ہی

یسمی وسوسۃ والقلب بحالہ متھیئ لان یتصف باثر الملک وباثر الشیطان
وسوسہ کہلاتا ہی اور دل دونو مین جای کارزار ہوتا ہی اسلئی کہ باعتبار اصل پیدایش کی فرشتہ کا اثر بہی لی سکتا ہی اور شیطان کا اثر بہی

صلاحا متساویا لا یترجح احدهما علی الآخر الا باتباع الهوی والاکباب علی الشهوات او بمخالفة الهوی والاعراض

برابر برابر کسی جانب کو دوسری پر غلبہ نہیں ہوتا مگر باعتبار پیروی ہوا کی اور شہوات پر اوندہا گرنے کی یا باعتبار مخالفت ہوا کی اور شہوات سی

عن الشهوات فان الانسان اذا اتبع مقتضی الشهوة والغضب یظهر تسلط الشیطان علی قلبه بواسطة الهوی ویصیر

منہہ پہیرنی کی بیشک انسان جب شہوت اور غضب کی پیروی کرتا ہی تو اوسکی دل پر شیطان کا غلبہ بوسیلہ ہوا کی ظاہر ہوا کرتا ہی اور اسکا دل

قلبه عش الشیطان ومقره لکون الهوی مرعی الشیطان ومرتعه واذا جاهد نفسه ولم یتبع مقتضی الشهوة و

شیطان کا گہونسلا اور مقام ہوجاتا ہی کیونکہ ہوا ہوس شیطان کی چراگاہ اور بیٹہک ہی اور اگر اوسنی نفس کو مارا اور لوازم شہوت اور

الغضب یکون قلبه مستقر الملئکة ومهبطهم لکن لما لم یکن قلب من القلوب خالیا عن الشهوة والغضب والحرص

غضب کی پیروی نکی تو اوسکا دل ملائکہ کا مقام اور گذرگاہ ہوجاتا ہی لیکن چونکہ کوئی دل کبہی شہوت اور غضب اور حرص

والطمع وغیر ذلک من الصفات البشریة المنشعبة عن الهوی لم یتصور ان یوجد قلب خال من ان یکون فیه

اور طمع وغیرہ صفات بشری سی جو ہوا کی شاخین ہین خالی نہین ہوتا تو خیال مین نہین آتا کہ کوئی دل ایسا ہو کہ جہان شیطان کی وسوسہ

للشیطان جولان بالوسوسة ولا یزول وسوسته الا بذکر شیء سوی ما وسوس به فیه اذ عند حصول ذکر شیء

کا گذر نہوتا ہو اور اوسکا وسوسہ کبہی نہین مٹاتا بدون ذکر کسی اور بات بجز اوس وسوسہ کی اسواسطی کہ جب کسی اور چیز کا ذکر آتا ہی

فیه ینعدم ما کان فیه من قبل الا ان کل شیء سوی ذکر الله تعالی وما یتعلق به یجوز ان یکون مجالا للشیطان

تو پہلی بات جاتی رہتی ہی اتنا ہی کہ ہر ایک بات سواء ذکر الہی کی اور جو اوسکی متعلق ہی گذرگاہ شیطان کا ہوسکتا ہی

فذکر الله تعالی هو الذی یؤمن جانبه ویعلم انه لیس مجالا للشیطان فان القلب مثاله مثال حصن له ابواب

سو ایسا تو ذکر الہی ہی کہ جسکی طرف سی خاطر جمع ہی اور معلوم ہی کہ گذرگاہ شیطان کا نہین ہی بیشک دلکی مثال ایسی ہی جیسی ایک قلعہ کئی دروازہ والا

کثیرة والشیطان یرید ان یدخل فیه من کل باب ویملکه ویستولی علیه فلا بد للعبد من حفظه ولا

اور شیطان چاہتا ہی کہ اوسمین ہر ایک دروازہ سی آکر مالک اور مستولی ہوجاوی اب آدمی کو اوسکی حفاظت کرنی چاہئی اور

یقدر علی حفظه الا بحراسة ابوابه وسد مداخله ومواضع ثلمه وابوابه ومداخلة الصفات المذمومة

اوسکی حفاظت بدون نگہبانی دروازون کی اور روکنی آمد کی راہ اور کہینی کی رخنہ کی نہین ہوسکتی اور قلعہ کی دروازہ اور آمد کی راہ صفات مذمومہ مین

فلیس للآدمی صفة من صفات المذمومة الا وهی قوة من قوات الشیطان وسلاح من اسلحته وباب من

سو آدمی کی کوئی صفت صفات مذمومہ مین سی ایسی نہین ہی کہ وہ شیطان کا کوئی قوت اور اوسکی ہتیارون مین کا ایک ہتیار اور اوسکی دروازون

ابوابه ومدخل من مداخله وهذه الابواب والمداخل کثیرة بعضها ظاهرة وبعضها غامضة وکلها

مین سی ایک دروازہ اور اوسکی آمد کا راہ نہو اور یہہ دروازی اور آمد کی راہ بہت ہین بعضی ظاہر ہین اور بعضی پوشیدہ اور شیطان کی لئی سب

مفتوحة للشیطان ولیس للملک فیه الا باب واحد وقد یلتبس ذلک الواحد بهذه الکثیر فالعبد فیه مثاله

کہلی ہوئی ہین اور اونمین سی فرشتہ کی لئی ایک ہی دروازہ ہی اور کبہی وہ ایک بہی ان سب مین ملجاتا ہی اسصورت مین آدمی کی کہاوت ایسی ہی

مثال المسافر الذی بقی فی بادیة کثیرة الطرق غامضة المسالک فی لیلة مظلمة فلا یکاد یعلم الا بعین بصیرة وطلوع

جیسی مسافر تنہا جنگل مین جہان چارطرف باریک رستی جاتی ہون اندہیری رات مین سو یہہ مسافر بدون عین بصیرت اور روشنی چمکتی

شمس مشرقة والمراد بعین البصیرة ههنا هو القلب المصفی بالتقوی والمراد بالشمس المشرقة هو العلم المستفاد من

سورج کی نہین سنبہل سکتا اور عین بصیرت سی یہان تقوی سی صاف کیا ہوا دل مراد ہی اور آفتاب روشن سی وہ علم مراد ہی جو

کتاب الله تعالی وسنة رسوله اذ بهما یعلم غوامض طرقه وابوابه ومداخله التی یدخل منها فی القلب الامراض

کتاب اللہ اور سنت رسول سی حاصل ہوا ہو کیونکہ انہی دونوسی باریک رستی اور اوسکی دروازی اور دلکا رستہ جسی بیماری علاج کی

المحتاجة الى العلاج وعلاج الشئ لا يكون الا بضده وضد جميع الوساوس الشيطانية ذكر الله بالاستعاذة
محتاج دل میں اسکی بھی گنجایش ہوسکتی ہی اور ہر مرض کا علاج اوسکی ضد سی ہوتا ہی اور تمام وسوسہ شیطانی کی ضد اللہ کا ذکر ہی ساتھہ اعوذ باللہ کی

والتبری من الحول والقوة بان یقال اعوذ بالله من الشیطن الرجیم لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم
اور بری ہونا حول اور قوت سی اسطور سی پڑھی پناہ لیتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سی اور نہ پھرنا گناہ سی اور نہ قوت طاعت کی مگر اللہ بزرگ برتر سی

فان قيل هل يكفي في الدفع مجرد ذكر الله تعالى ام لابد فيه من العلاج فما العلاج فيه فالجواب ان العلاج فيه سد
اگر کوئی پوچھی آیا دفع کی لئی صرف ذکر اللہ کافی ہی یا اسمین کچھہ علاج بھی چاہئی پھر اسمین علاج کیا ہی سو جواب یہہ ہی کہ اسمین علاج یہہ ہی

مداخله بتطهير القلب من الصفات المذمومة وتعميره بالتقوى حتى يتمكن الذكر فيه ولا يقدر على ذلك
کہ اوسکی آمد کی راہ دلکو صفات مذمومہ سی پاک اور تقوی سی آباد کر کر بند کردی تاکہ دل کی اندر ذکر قایم رہی اور اسپر سوا متقیوں کی

الا المتقون الذين طهروا قلوبهم من الصفات المذمومة وعمروها بالتقوى وغلب عليهم ذكر الله تعالى فان
کسیکی قدرت نہیں ہی جنہوں نی اپنی دل صفات مذمومہ سی پاک اور تقوی کاسی آباد کر رکھی ہین اور اونپر یاد الہی غالب ہوگئی ہی بیشک ذکر الہی

الذكر لا يتمكن في القلب الا بعد عمارته بالتقوى وتطهيره من الصفات المذمومة فلابد من تطهيره ليتمكن الذكر
دلمین جبھی قایم رہتا ہی کہ تقوی سی آباد اور صفات مذمومہ سی پاک ہوچکی اب اسکا پاک کرنا ضرور رہوا تاکہ اوسمین ذکر قایم رہی

فيه لان الذكر لو لم يتمكن فيه يصير حديث النفس فلا يدفع وسوسة الشيطن ولذلك قال الله تعالى ان الذين
اسلئی کہ اگر ذکر دلمین قایم نہ ہو تو وہ حدیث النفس ہوگا پھر اس سی شیطانی وسوسہ دفع نہیں ہوسکیگا اور اسی لئی اللہ تعالی فرماتا ہی جو لوگ

اتقوا اذا مسهم طائف من الشيطن تذكروا فاذا هم مبصرون فانه تعالى قد خص ذلك بالمتقين فان القلب اذا
ڈرر کہتی ہین جہاں پڑ گیا اونپر شیطان کا گذر چونک گئی پھر تبھی اونکو سوجھہ آگئی بیشک اللہ تعالی نی اس بات کو پرہیزگاروں سی خاص کیا ہی کیونکہ دل اگر

تطهر من الصفات المذمومة لا يكون للشيطان فيه استقرار بل انما يكون فيه اجتياز ويمنعه من الاجتياز
صفات مذمومہ سی پاک ہوجاتا ہی تو اوسمین شیطان کا قیام نہیں ہوتا بلکہ یہہ ہی آمد رفت ہوتی ہی اور آمد رفت بھی ہی اوسکو ذکر الہی بند کردیتا ہی

ذكر الله تعالى فمثاله مثال كلب جايع يقرب منك فان لم يكن بين يديك شئ من الطعام ينزجر بقولك اخسأ فمجرد
سو اوسکی مثال ایسی ہی جیسی بہوکا کتا تیری پاس چلا آوی پھر اگر تیری سامنی کچھہ کہانا نہو تو اتنا ہی کہنی سی چلا جاتا ہی ادب پس صرف

الصوت يدفعه وان كان بين يديك شئ من الطعام هجم عليه ولا يندفع بمجرد الكلام فالقلب الخالي عن الهوى
دہتکار اوسکو دفع کردیتی ہی اور اگر تیری سامنی کوئی کہانا موجود ہو تو حملہ کرتا ہی اور صرف دہتکار سی نہیں جاتا سو جو دل ہوا سی خالی ہو

ينزجر الشيطان عنه بمجرد الذكر اذ لا يطرقه الشيطان الا عند غفلته وخلوه عن ذكر الله تعالى فاذا عاد الى الذكر
تو شیطان وہاں سی صرف ذکر سی چلا جاتا ہی کیونکہ شیطان غفلت ہی کیوقت ولین جب ذکر الہی سی خالی پائی تو جاسکتا ہی پھر جب وہ ذکر کرتا ہی تو

يخنس الشيطان فاما القلب المعلق بالهوى فلكون الهوى قوى الشيطان يستقر فيه الشيطان ولا يندفع بالذكر
پچھلی پانؤ بہاگتا ہی اور جو دل ہوا مین لگا ہوا ہی تو ہوا ہوس جو شیطان کی قوت بازو ہی تو وہان شیطان جگہہ پکڑ لیتا ہی اور ذکر سی نہیں ہٹتا

والحاصل ان القلب مهما غلب عليه مقتضيات الهوى يجد الشيطان مجالا فيوسوس فيه ومهما اشتغل بالذكر يرتحل
خلاصہ یہہ ہی کہ دل پر اگر لوازم ہوا کی غالب ہو جاتی ہین تو شیطان کا گذر ہو جاتا ہی پھر اوسمین وسوسہ پیدا کرتا ہی اور جب ذکر مین مشغول ہوتا ہی تو شیطان

عنه الشيطان ويقبل اليه الملك فيه ويلهم فيه والتطارد بين جندي الملك والشيطان في معركة القلب
وہاں سی چلدیتا ہی اور فرشتہ وہاں آکر الہام کرتا ہی اور قلب کی معرکہ مین درمیان دونو لشکر فرشتہ اور شیطان کی ہمیشہ جنگ دہکا پیل رہتی ہی

دائم الى ان ينفتح القلب لاحدهما فاكثر القلوب قد فتحها الشيطان وملكها فامتلأت بالوساوس الداعية الى ايثار
آخر کو کسی ایک کی فتح ہو جاتی ہی سو اکثر دل تو شیطان فتح کر کر مالک ہوگیا ہی پھر وہ ایسی وسوسوں سی پر ہوگئی ہین جو کہ طرف اختیار کرنی دنیا

الدنيا واطراح الاخرة ومبدأ امتلاءها اتباع الهوى ولا يمكن فتحها بعد ذلك الا بتخليتها عن الهوى وتحليتها بذكر
اور الگ کرنی آخرت کی بلائی ہین اور سبب وسوسہ ہونیکا ہوا کی پیروی ہی اب اوسکا فتح ہونا ممکن نہین ہی بدون اسکی کہ ہوا سی خالی کر کر ذکر الٰہی سی رونق پاوی

الله تعالى وذلك لا يتيسر الا بمعرفة الخواطر الداخلة فيها فان الخواطر الداخلة فيها تنقسم الى ما يعلم قطعا انه داع
اور یہہ حالت میسر نہین ہوتی بدون دریافت خطرات کی جو دلون کی اندر ہوتی ہین کیونکہ اندر خطرات کی ایک تو یہہ قسم ہی کہ یقینی معلوم ہی کہ وہ خیر کی طرف بلاتی ہی

الى الخير فلا يخفى في كونه الهاما والى ما يعلم قطعا انه داع الى الشر فلا يخفى في كونه وسوسة والى ما يتردد فيه فلا
اب وہ بلا شبہ الہام ہی دوسرا یہہ کہ یقینی معلوم ہی کہ بدی کیطرف بلاتی ہی پہر وہ بلا شبہ وسوسہ ہی تیسری تردد یعنی دودلی نہین

يدري انه من لمة الملك او من لمة الشيطان اذ من مكائد الشيطان ان يعرض الشر في معرض الخير وتمييز ذلك
معلوم کہ وہ فرشتہ کی اثر سی ہی یا شیطان کی اثر سی کیونکہ شیطان کا مکر یہہ بہی ہوتا ہی کہ بدی کو خوبی کی لباس مین پیش کردی اسکی تمیز بہت

غامض وبه يهلك كثير من العباد والزهاد والعلماء والصلحاء والفقراء والاغنياء وسائر اصناف الخلق ممن يكرهون
دشوار ہی اور اس مکر سی بہت لوگ عابد اور زاہد اور عالم اور صالح اور فقیر اور غنی اور تمام قسم کی خلقت ہلاک ہوگئی ہی جو ہر لوگ

ظاهر الذنب ولا يرضون لانفسهم الخوض في المعاصي الصريحة فان الشيطان لا يقدر ان يدعوهم الى الشر الصريح
کہ ظاہر گناہ کو ناپسند کرتی ہین اور اپنی لئی صریح گناہ مین خوض کرنی پر راضی نہین ہوتی تو شیطان کی طاقت نہین ہی کہ اونکو صریح گناہ پر بلاوی اب اوس گناہ کو

فيصوره بصورة الخير وتلبيساته من هذا الجنس لا نهاية لها ومكائده فيما يتعلق بالعقائد والاعمال لا حصر لها فان
خیر کی صورت دیدیتا ہی اور اسطرح کی تلبیسات کی کوئی نہایت نہین ہی اور شیطان کی مکر جو عقاید اور اعمال سی علاقہ رکہتی ہین بیشمار ہین بیشک

تلبيسه في الاعتقادات والعبادات قد انتشر في البلاد وشاع بين العباد فينبغي للعبد ان يقف عند كل هم يخطر
شیطان کی مکر اعتقادات اور عبادات کی تمام شہرون مین منتشر اور تمام خلقت مین مشہور ہین اب انسان کو چاہیی کہ ہر ہر عزم جو اوسکی دل مین گذرتا ہی

بباله ليعلم انه من لمة الملك او من لمة الشيطان ويمعن النظر فيه بنور البصيرة لا بهوى الطبع لان الوسواس يجاذب
تامل کر کر سوچی تا کہ معلوم ہووی کہ فرشتہ کا اثر ہی یا شیطان کا اثر اور بصیرت کی نور سی اوسمین خوب غور کری ہوای طبیعی سی نہ سوچی اسلئی کہ وسوسہ دلکو کہینچکر

القلب وينازعه ويلهيه عن ذكر الله تعالى فلا بد من المجاهدة وهذه المجاهدة لا اخر لها الى الموت ولا يتخلص
جہگڑتا ہی اور اللہ کی ذکر سی بہلا کر بہوشین ڈالدیتا ہی سو اوسمین مجاہدہ ضرور چاہیی اور یہہ مجاہدہ موت تک پورا نہین ہوتا اور زندگی بہر شیطان سی کوئی

احد من الشيطان ما دام حيا فانه ما دام حيا فابواب القلب للشيطان منفتحة غير منغلقة ومهما كان الباب
نہین چہوٹتا کیونکہ آدمی جبتک زندہ رہتا ہی تو شیطان کی واسطی دروازی دلکی کہلی رہتی ہین بند نہین ہوتی اور جب دروازہ

مفتوحا والعدو غير غافل لا يدفع الا بالحراسة والمجاهدة ولذلك لما قال رجل للحسن يا ابا سعيد اينام ابليس تبسم
چوپٹ اور دشمن چوکس ہوا تو بدون نگہبانی اور مجاہدہ کی دفع نہین ہوگا اسہی لئی جب کسی شخص نی حسن سی پوچہا کہ ای ابو سعید کیا ابلیس سوتا ہی تو تبسم کر کر

وقال لو كان ينام لوجدنا راحة فان قيل هل يواخذ العبد بجميع وساوس القلوب وخواطرها او لا يواخذ بجميعها
کہا اگر ابلیس سویا کرتا تو ہم آرام سی ہی رہتی اگر کوئی پوچہی کیا انسان سی تمام وسوسون دلی اور خواطر کا مواخذہ ہووگا یا سبکا مواخذہ نہین ہی

بل ببعضها فالجواب ان ذلك غامض لا يوقف عليه ما لم يعلم تفصيل وساوس القلوب وخواطرها من مبدء وقوعها فيها
بلکہ کسی کا ہی تو جواب یہہ ہی کہ یہہ امر بہت مشکل ہی معلوم نہین ہوسکتا جبتک تفصیل دلکی وسوسون اور خطرات کی ابتداء پیدا ہونی سی معلوم نہووی

الى ان يظهر في الجوارح اثارها فان ما يقع في قلب الانسان كما ذكره الامام الغزالي في الاحياء على اربع مراتب الاولى
یہان تک کہ اعضاء پر کیا اثر ظاہر ہوا اسلئی کہ انسان کی دلی خطرات موافق ذکر امام غزالی کی احیاء مین چار مرتبہ پر ہین پہلا مرتبہ یہہ ہی

ان يرد على قلبه ابتداء من غير قصد وهو الخاطر ويسمى حديث النفس كما لو خطر على قلبه النظر الى امراة كانت
کہ اوسکی دل پر چہوٹتی ہی بی قصد خیال آوی اور اسکو حدیث النفس کہتی ہین جیسی اوسکی دلمین یہہ خیال آوی کہ عورت کو جو پس پشت

وراء ظهره فی الطریق بحیث لو التفت الیها لراها والثانیة هیجان الرغبة فی قلبه الی الفعل الذی هو النظر الیها
راستہ مین ہو ایسا کہ اگر منہہ پہیری تو البتہ دیکہہ لی اور دوسرا مرتبہ دلمین اوس کام کی رغبت کا جوش کرنا یعنی رغبت اوس عورت کی دیکہنی کی دیکہنا چاہی

وهو حرکة الشهوة التی تکون فی الطبع وتتولد من الخاطر الاول ویسمی میل الطبع والثالث حکمه بان هذ الفعل
اور یہہ شہوت کی حرکت ہی جو خود بخود طبیعت مین ہوتی ہی اور اوس پہلی خیال ہی پیدا ہوتی ہی اسکو میل طبع کہتی ہین تیسری مرتبہ حکم کرنا کہ یہہ کام

الذی هو النظر الیها ینبغی ان یفعل وهو یتبع الخاطر والمیل ویسمی اعتقادا والرابعة تصمیم عزمه علی الفعل الذی
یعنی اوس عورت کا دیکہنا ہی چاہی اور یہہ مرتبہ خاطر اور میل دونوکی پیچہی ہوتا ہی اور اسکو اعتقاد کہتی ہین اور چوتہا مرتبہ اوس کام پر عزم کا مصمم مقرر کرنا

هو النظر الیها ویسمی هذا هما وقصدا ونیة وهذا الهم قد یکون له مبدأ ضعیف لکن اذا اصغی القلب الخاطر حتی
یعنی عورت کی دیکہنی پر اور اسکو ہم اور قصد اور نیت کہتی ہین اور اس ہم کا مبدا کبہی ضعیف ہوتا ہی لیکن اگر دل خاطر کو صاف کرتا ہی یہان تک

طالت المحادثة للنفس یتاکد هذا الهم ویصیر ارادة مجزومة اذا ثبت هذا فالخاطر لا یؤاخذ به العبد لانه لا
کہ آپ مین بات کہنا نفس کی دراز ہو جاوی تو ہم پکا تا ہی اور ارادہ بالجزم ہو جاتا ہی جب یہہ معلوم ہو چکا تو خاطر پر بندہ سی مواخذہ نہین ہی کیونکہ یہہ خیال

یدخل تحت الاختیار وکذ المیل وهو هیجان الشهوة لا یؤاخذ به العبد لعدم دخوله تحت الاختیار وهو
اختیاری نہین ہی اور ایسیہی میل یعنی جوش شہوت کا آدمی سی مواخذہ نہین ہی کیونکہ اختیار مین نہین ہی اور اسی حدیث مین یہہ ہی مراد ہی

المراد بقوله علیه السلام عفی عن امتی ما تحدثت به انفسها لان حدیث النفس عبارة عن الخواطر التی یقع
میری امت سی حدیث النفس معاف ہوا ہی اسلئی کہ حدیث النفس خیالات ہوتی ہین جو دلمین بی قصد آجاتی ہین اور اونپر

فی القلب ولا یتبعها عزم اذ لا یسمی العزم حدیث النفس واما الثالث وهو اعتقاد وحکم القلب فمتردد بین ان
کچہہ عزم نہین ہوتا کیونکہ ہم اور عزم حدیث النفس نہین کہلاتا اور رہا تیسرا مرتبہ کہ وہ دلکا اعتقاد اور حکم ہی سو وہ دو حال سی زیادہ نہین ہی

یکون اختیاریا او اضطراریا فالعبد یؤاخذ بالاختیاری ولا یؤاخذ بالاضطراری واما الرابع وهو الهم فیؤاخذ
یا اختیاری ہوگا یا اضطراری سو اختیاری مین آدمی سی مواخذہ ہی اور اضطراری مین مواخذہ نہین ہی اور رہا چوتہا مرتبہ یعنی ہم سو اسمین

به العبد الا انه ان ندم علی همه وترك الفعل خوفا من الله تعالی یکتب له حسنة لان همه وان کان
بندہ سی مواخذہ ہی اتنا ہی کہ اگر اپنی ہم پر نادم ہو کر اوس کام کو اللہ تعالی کی خوف سی ترک کیا تو ثواب ہوتا ہی اسواسطی کہ ہم انسان کا اگرچہ

سیئة لکن امتناعه ومجاهدة نفسه یکون من الحسنات التی یستحق بها صاحبها الثواب وان تعوق
بدی ہی پر اوس سی باز رہنا اور اوسپر نفس کا مجاہدہ حسنات مین ہی جسکی عوض مین انسان مستحق ثواب کا ہوتا ہی اور اگر وہ کام

الفعل بعائق وترکه لعذر لا خوفا من الله یکتب له سیئة لان همه فعل اختیاری للقلب فیؤاخذ به صاحبه
کسی اور مانع کی سبب نہوسکا اور کسی عذر سی نکیا کچہہ خوف الہی سی نہین چہوڑا تو گناہ ہوتا ہی کیونکہ ہم تو دل کا فعل اختیاری ہی سو اسپر مواخذہ ہوتا ہی

فان من عزم علی معصیة وتعذر علیه فعلها بسبب او غفلة لا یکون ترکه خوفا من الله تعالی فکیف یکتب
بیشک جسنی معصیت پر عزم کیا اور کسی سبب سی اوسپر عمل دشوار ہوگیا یا غفلت سی رہ گیا تو یہہ خوف الہی کی سبب سی باز نہین رہا اب اوسکو ثواب

له حسنة وقد روی انه علیه السلام قال یحشر الناس علی نیاتهم ولا شك ان من عزم فی اللیل ان یصبح ویقتل
کیسا ہووی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی کہ آدمی اپنی اپنی نیتون پر اوٹہینگی اور اسمین شک نہین ہی کہ اگر رات کو کسینی یہہ عزم کیا کہ صبح ہوتی فلانی مسلم کو

مسلما او یزنی بامراة او یشرب الخمر او یفعل غیر ذلك من الذنوب فمات تلك اللیلة یموت عاصیا مصرا علی الذنوب
قتل کرونگا یا فلانی عورت سی زنا کرونگا یا شراب پیئونگا یا کوئی اور گناہ کرونگا پہر اوسی رات مین مرگیا تو گنہگار گناہون پر ڈٹا ہوا مریگا

ویحشر علی نیته مع ان الواقع منه العزم علی المعصیة دون فعلها والدلیل علیه ما روی انه علیه السلام قال اذا
اور اپنی نیت پر اوٹہیگا باوجودیکہ اوسی صرف گناہ کا عزم واقع ہوا ہی کیا کچہہ ہی نہین ہی اور اسکی دلیل یہہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب

التقی المسلمان بسیفہما فالقاتل والمقتول فی النار قیل یا رسول اللہ ھذا القاتل فما بال المقتول قال لانہ اراد
دو مسلمان تلوار لیکر مقابل ہوتی ہیں تو قاتل مقتول دونو جہنمی ہیں کسینی عرض کیا یا رسول اللہ یہہ تو قاتل تہا مقتول کی کیا خطا ہی فرمایا اسلئی کہ وہ بہی

ان یقتل صاحبہ وھذا نص فی کون المقتول من اھل النار بمجرد الارادۃ مع انہ قتل مظلوما فکیف لا یواخذ
تو یار کو قتل کیا چاہتا تہا اور یہہ صاف بیان ہی کہ صرف ارادہ سی مقتول بہی دوزخی ہی باوجودیکہ مظلوم مارا گیا ہی اب بندہ سی نیت اور عزم پر کیونکر مواخذہ نہیں

العبد بالنیۃ والعزم وکل ما یدخل تحت اختیارہ فھو مواخذ بہ الا ان یکفرہ بحسنۃ ونقض العزم بالندم حسنۃ
ہوگا اور جو بات اختیاری ہی سو اوسمین مواخذہ ہی یا اوسکا عوض کسی حسنہ سی کر دی اور عزم کا ندامت سی توڑنا ہی حسنہ ہوتا ہی

فلذلک یکتب حسنۃ واما فوات المراد بعائق فلیس بحسنۃ فلذلک یکتب سیئۃ فیواخذ بہا العبد فکیف لا یواخذ
اسیلئی ثواب لکہا جاتا ہی اور رہا کام کا فوت ہونا کسی مانع سی سو یہہ حسنہ نہیں ہی اسہی لئی گناہ لکہا جاتا ہی اور اوسپر آدمی سی مواخذہ ہی اب آدمی سی

العبد باعمال القلوب والکبر والعجب والریاء والحسد والنفاق وجملۃ الخباثث من اعمال القلوب وقد قال اللہ تعالی
افعال قلب یعنی کبر اور خود بینی اور ریا اور کینہ اور نفاق پر کیونکر مواخذہ نہو اور خباثث تمام اعمال قلوب سی ہیں اور اللہ تعالی فرماتا ہی

ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا فانہ تعالی اخبر فی ھذہ الایۃ ان العبد بکل واحد من
بیشک کان اور آنکہہ اور دل ان سب کی اوسی پوچہہ ہوگی بیشک اللہ تعالی نی اس آیت میں یہہ خبر دی ہی کہ آدمی سی بعوض ہر ہر عضو کی

تلک الاعضاء یکون مسئولا عنہ فیما یدخل تحت اختیارہ مثلا لو وقع بصرہ علی محرم بغیر اختیارہ لا یؤاخذ بہذہ
جو باتین اختیاری ہین پوچہہ ہوگی مثلا اسکی نگاہ کسی حرام پر بی اختیار جا پڑی تو اس نظر کا کچہہ مواخذہ نہین ہی پہر اگر اسکی بعد دوبارہ

النظرۃ فان اتبعہا نظرۃ ثانیۃ یکون مؤاخذا بہذہ النظرۃ الثانیۃ لکونہ مختارا فیہا وکذلک خواطر القلوب تجری
نگاہ کی تو اس نگاہ ثانی کا مواخذہ ہوویگا کیونکہ اسمین اختیار تہا اور ایسی ہی دلی خطرات کا یہہ ہی

ھذا المجری بل القلب اولی بالمواخذۃ لانہ الاصل فان من حکم قلبہ بشیء وکان مخطئا فیہ یصیر مجزیا بہ ان خیرا
راہ ہی بلکہ دل پر مواخذہ اولی ہی کیونکہ سب کی اصل ہی بیشک جسکی دل نی کسی بیجا بات پر عزم کیا تو اوسکا عوض ہوتا ہی اگر نیک ہی تو نیک

فخیر وان شرا فشر کمن ظن انہ متطھر وحضر الجمعۃ وصلاھا ثم تذکر انہ کان غیر متطھر یکون مثابا بفعلہ وان
اور اگر بد ہی تو بد جیسی کوئی خیال کری کہ مین پاک ہوں اور جاکر نماز جمعہ ادا کی پہر یاد آیا کہ مین پاک نتہا تو اس نماز کا ثواب ہوگا اور اگر نماز

ترکہا ثم تذکر یکون معاقبا بترکہ ومن وجد علی فراشہ امرأۃ فظن انہا امرأتہ فوطئہا بہذا الظن لا یکون عاصیا بوطئہا
یوں ہی ترک کی پہر یاد آیا تو نماز چہوڑنیکا عقاب ہوگا اور اگر کسینی اپنی بستر پر عورت دیکہی گمان کیا کہ میری بی بی ہی پہر اسی خیال پر اسی جماع کیا تو اس جماع سی گنہگار

وان کانت اجنبیۃ وان ظن انہا اجنبیۃ فوطئہا بہذا الظن یکون عاصیا بوطئہا وان کانت زوجتہ کل ذلک بالنظر
اگرچہ غیر عورت ہو اور اگر اسکو اجنبی خیال کیا پہر اسی خیال پر جماع کیا تو اس جماع پر گنہگار ہوگا اگرچہ اوسکی بی بی ہی ہوتی یہہ تمام باعتبار عزم

الی القلب دون الجوارح فان الوسوسۃ انما تکون مرفوعۃ من ھذہ الامۃ اذا لم یبلغ مرتبۃ العزم فاما اذا بلغت تلک المرتبۃ
دل کی ہی جوارح پر نہین ہی کیونکہ وسوسہ اس امت کو جبتک عزم کی درجہ کو نہ پہنچی معاف ہی اور اگر اوس درجہ کو جا پہنچا

فلا تکون مرفوعۃ بل یواخذ بہا العبد فیجب علیہ ان ینقضہا بالندم والاستغفار حتی تنقلب حسنۃ والا یکون
تو پہر معاف نہین ہی بلکہ آدمی سی اسپر مواخذہ ہی سو اوسکو واجب ہی کہ عزم کو ندامت سی توڑی اور استغفار کری تاکہ ثواب ملی اور نہین تو

الشیطان مستولیا علی مملکۃ القلب وینجز اللعین وعدہ الذی حکاہ اللہ تعالی عنہ حیث قال لئن اخرتن الی
شیطان دلکی مملکت پر غالب ہوجاویگا اور لعین اپنا وعدہ پورا کریگا جکی اللہ تعالی حکایت کرتا ہی چنانچہ فرمایا اگر تو مجہکو ڈہیل دی

یوم القیمۃ لاحتنکن ذریتہ الا قلیلا والمعنی انک ان اخرتنی حیا الی یوم القیمۃ لاقود ھم حیث ماشئت و
قیامت کی دن تک تو اوسکی اولاد کو ڈاہنٹی دیلوں مگر تہوڑی سی اور معنی یہہ ہین کہ اگر تو مجہکو قیامت تک زندہ باقی رہنی دیگا تو البتہ مین اونکو جہاں چاہونگا کہینچ لیجاونگا

لاستولین علیہم استیلاء قویا الا قلیلا منہم وہم المخلصون من عبادك الصالحین وھذا کقول اللعین لازینن
اوسپر خوب قابو کر لونگا مگر کچھ تھوڑون پر جو تیری بندی مخلص صلحاء ہونگی اور یہہ ایسا ہی ہی جیسی لعین کا یہہ قول ہی البتہ مین

لہم فی الارض ولاغوینہم اجمعین وانما عرف اللعین حصول ھذا المطلب مع انہ لا یعلم الغیب استدلالا بما رای
اونکو بہارین دکہاؤن گا زمین میں اور راہ سی کہو دونگا سبکو اور شیطان مردود اس مطلب کا حصول باوجودیکہ غیب دان نہین ہی اس دلیل سی جان گیا

فیہم من کون مبدء الشر متعددا ومبدء الخیر واحدا اذ فی نفس الانسان قوۃ بھیمیۃ شہوانیۃ وقوۃ سبعیۃ
کہ اونمین آثار بدی کی بہت پائی اور مبداء خیر کا ایک کیونکہ انسان کی نفس مین قوت بہیمی شہوانی ہوتی ہی اور قوت سبعی غضبی

غضبیۃ وقوۃ وھمیۃ شیطانیۃ وھذہ الثلثۃ مستولیۃ علیہ من اول الخلقۃ داعیۃ لہ الی الشر وبعد ھذہ
اور قوت وہمی شیطانی اور یہہ تینون قوتین تو آدمی پر ابتداء پیدایش سی غالب ہوتی ہین شر کیطرف بلاتی ہین اور ان

الثلثۃ فیہ قوۃ عقلیۃ ملکیۃ وھی وان کانت داعیۃ الی الخیر لکنہا انما تکمل بعد استیلاء الثلث الاول علی القلب
تین کی بعد قوت عقلیہ ملکی ہوتی ہی اور یہہ قوت اگرچہ خیر کی راہ بتاتی ہی پر کامل جب ہوتی ہی کہ یہہ تینون پہلی قوتین دل پر غالب ہو چکین

فلما رای اللعین ذلك علم ان ما یریدہ یمکن حصولہ فان الشہوۃ والغضب قد ینقادان للانسان انقیادا تاما
پہر جب لعین نی یہہ حال دیکہا تو جان گیا کہ میرا ارادہ ہو جانا ممکن ہی کیونکہ شہوت اور غضب بعضی دفعہ انسان کی خوب مطیع ہوکر

فیعیناہ علی طریقہ الذی یسلکہ ویحسنان مرافقتہ فی سفرہ الذی ھو بصددہ وقد یستعصیان علیہ استعصاء
جس راستہ وہ چلتا ہی اوسکی امداد کرتی ہین اور وہ جس سفر کی درپی ہوتا ہی اوسمین رفاقت خوب کرتی ہین اور کبھی اوسپر نہایت سرکشی بغاوت

وتمردا حتی یملکانہ ویستعبدانہ وفیہ ھلاکہ وانقطاعہ عن سفرہ الذی بہ وصولہ الی سعادۃ الابد فینبغی لہ
اور تمردی کرتی ہین یہان تک کہ اوسکی مالک ہوکر اوسکو مطیع کرلیتی ہین اور اسمین انسان ہلاک ہو جاتا ہی اور اوس سفر سی جسمین سعادت ابدی وصول ہوتی رہ جاتا ہی

ان یستعین علیہما بالعقل وان ترك الاستعانۃ بہ وسلطہما علی نفسہ یہلك ھلاکا بینا ویخسر خسرانا عظیما و
اب انسان کو یون تدبیر کرنی چاہیی کہ اونپر عقل سی مدد لیوی اور اگر عقل سی مدد نہ لی اور اپنی اوپر اونکو تسلط دیدیا تو ظاہر مارا گیا اور بڑا ہی ٹوٹا اوٹھایا اور

ذلك حال اکثر الخلق فان عقولہم صارت مسخرۃ لشہواتہم فی استنباط الحیل لقضاء الشہوۃ وکان من حقہم ان یکون
اکثر خلق کا یہہ ہی حال ہی کیونکہ اونکی عقلین قضاء شہوت کی لئی حیلہ حوالی نکالنی کو شہوت کی مطیع ہوگئی ہین اور اونکو یون چاہیی تہا کہ

شہواتہم مسخرۃ لعقولہم فیما یفتقر الیہ العقل فان المؤمن قد یقع فی قلبہ خاطر الھوی فیدعوہ الی الشر فیلحقہ
اونکی شہوات عقلون کی مطیع ہوتی جہان عقل کو حاجت ہی بیشک مؤمن کی دلمین کبہی خطرہ ہوا کا آکر بدی کی طرف بلاتا ہی تو پہر اوسکو

خاطر الایمان فیمنعہ عن الشر ویدعوہ الی الخیر فینبعث الشیطان الی نصرۃ خاطر الشر فیقوی داعی الھوی ویحسن التمتع
خطرہ ایمانی ہدیسی روک کر خیر کی طرف بلاتا ہی اب شیطان بد خطرہ کی قوت کو اوبہارتا ہی سو خواہش ہوا کی زور پکڑ جاتی ہی اور دنیا کی لذتون سی

والتنعم بملاذ الدنیا فیمیل النفس الیہا فینبعث العقل الی نصرۃ خاطر الخیر ویوبخ النفس ویقبح فعلہا وینسبہا الی الجہل
عیش اور چین کو پسند کرتا ہی اب نفس کو اودہر رغبت ہوتی ہی پہر عقل اوسکی مدد کو اوٹہہ کر نیکی دلمین ڈالتی ہی اور نفس کو جہڑکتی ہی اور اوسکی برا فعل کہہ کر اور جہل کیطر

یشبہہا بالبہایم فی ھجومہا علی الشر وعدم اکتراثہا بالعواقب فیمیل النفس الی نصح العقل فیحمل الشیطن علی النفس حملۃ و
نسبت دیکر ڈنگر وںمین ملاتی ہی کہ تجہکو برائی کی کثرت اور انجام سی بی پروائی ہی اب نفس کو عقل کی نصیحت پر رغبت ہوتی ہی پہر شیطان نفس پر یکبار حملہ کرکر سمجہاتا ہی

یقول لہا مالك تمتنعین عن ھواك وھل یوجد احد من اھل عصرك یخالف ھواہ اما ترین ان اکثر علماء زمانك لا
تجہکو کیا ہوا کہ اپنی عیش سی الگ ہوتا ہی تیری زمانہ مین کوئی ایسا ہی جو عیش سی الگ رہتا ہو دیکہتا نہین کہ تیری زمانہ کی اکثر علماء

یحترزون عن الھوی ولو کان شرا لامتنعوا عنہ افتترکہم بملاذ الدنیا یتمتعون بہا وتبقی محروما متعبا یضحك علیك
عیش رانی سی پرہیز نہین کرتی اگر عیش وآرام برا ہوتا تو وہ بہی باز رہتی کیا عیش اور لذت دنیا کی اونکو دیتا ہی اور تو مشقت مین محروم رہی تجہپر تیری ہمسر

۷ کہ وہ چین اور عیش مین

اهل وقتك فيميل النفس الى وسوسة الشيطان فيحمل العقل على النفس حملة ويقول لها اهل هلك الا من اتبع هواه ونسى
اب نفس کو وسوسہ شیطانی پر رغبت آتی لگتی ہی پہر عقل نفس پر حملہ کرکر سمجہاتی ہی کہ وہ ہی خراب ہوا جو ہوا کی پیچہی لگا اور

الاخرة وما واها ترضين بلذة يسيرة وتتركين لذة الجنة التى لا يتناهى نعيمها ابد الاباد ام تستحقين الم النار وتغترين
آخرت کی ٹہکانیکو بہول گیا کہ تو اس تہوڑی لذت پر قناعت کرکر جنت کی بی انتہا لذت جو کبہی تمام نہووی چہوڑ دیتا ہی کیا سزاوار دوزخ کی عذابکا ہوا چاہتا ہی

بغفلة الناس واتباعهم اهواءهم مع ان عذاب النار لا يخفف عنك بمعصية غيرك افترى ان الناس كلهم لو وقفوا فى الشمس
اور لوگون کی غفلت سی کہ اپنی ہوا ہوس کی پیچہی لگ رہی ہین دہوکہ مین آتا ہی باوجودیکہ تجہسی دوزخ کا عذاب اور کی معصیت کی سبب ہلکا نہین ہوگا دیکہہ تو اگر تمام خلقت

يوم الصيف وكان لك بيت بارد اكنت تساعدهم على القيام فى الشمس ام تخالفهم وتذهب من الشمس الى ظل بيتك
دہوپ مین ہو اور تیری لئی سرد خانہ ہو تو کیا تو اونکی ساتہہ دہوپ مین کہڑا رہیگا یا اونکی برخلاف تو دہوپ مین سی گہر کی سایہ مین چلا جاویگا

فانك اذا كنت تخالفهم فرارا من حر الشمس فكيف لا تخالفهم فرارا من حر النار فعند ذلك تميل النفس الى راى العقل وهى لا تزال
پہر تو جب اونکی برخلاف آفتاب کی گرمی سی بہاگتا ہی پہر کیونکر اونکی برخلاف آگ کی گرمی سی نہین بہاگتا پہر اب اس فہمایش عقلی سی نفس عقل کی مشورہ پر متوجہ ہوتا ہی اور نفس

تتردد متجاذبة بين هذين الجدالين الى ان يغلب على قلب الانسان ما هو اولى به فان كان الغالب عليه الصفات الشيطانية
اسی رو و دلی مین کبہی ادہر کبہی اودہر تردد کئی جاتا ہی آخر انسان کی دل پر وہ ہی غالب آجاتا ہی جو اوسکی حال کی مناسب ہو اگر اوسپر صفات شیطانی غالب ہوئین

يميل الى الشر ويجرى على جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لبعده من الله تعالى وان كان الغالب عليه الصفات الملكية
تو شر کی طرف متوجہ ہوا اور اوسکی اعضا سی بسبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی ہوتا ہی جو اللہ تعالی سی دور ڈالدی اور اگر اوسپر صفات ملکی غالب ہوئین

يميل الى الخير ويظهر على جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لقربه من الله تعالى وهذه الطاعات والمعاصى اذا ظهرت تكون
تو خیر کیطرف جہکتا ہی اور اوسکی جوارح سی بسبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی عمل مین آتا ہی جس سی قرب الہی حاصل ہو اور یہہ طاعات اور معاصی جب ظاہر ہوتی ہین

علامات يعرف بها سوابق القضاء والقدر وهى انما تظهر من خزائن الغيب بواسطة خزائن القلب فانه خزائن الملكوت
تو یہہ نشانیان ہین کہ انسی قضا اور قدر کا حکم معلوم ہوجاتا ہی اور طاعات اور معاصی خزانہ غیب سی بواسطہ خزانۂ دلکی ظاہر ہوا کرتی ہین کیونکہ دل خزانہ

فمن خلق للجنة يسرت له الطاعات واسبابها ومن خلق للنار يسرت لها المعاصى واسبابها فانه تعالى خلق الجنة وخلق
باطنی ہی پس جو شخص جنتی پیدا ہوا ہی اوسکو طاعات اور اسباب طاعات میسر ہوجاتی ہین اور جو شخص دوزخی پیدا ہوا ہی اوسکو معاصی اور اسباب معاصی سہل ہوجاتی ہین

لها اهلا فاستعملهم بالطاعات وخلق النار وخلق لها اهلا فاستعملهم بالمعاصى ثم عرف للخلق علامة اهل الجنة واهل النار
بیشک اللہ تعالی نی جنت پیدا کیا اور جنتی پیدا کرکر طاعات مین لگادئی ہین اور دوزخ پیدا کیا اور دوزخی پیدا کرکر معاصی مین لگادئی ہین پہر خلقت کو نشانی جنتی اور

فقال ان الابرار لفى نعيم وان الفجار لفى جحيم نسال الله تعالى ان يجعلنا من اهل الجنة ولا يجعلنا من اهل النار المجلس
دوزخی کی بتادی ہی فرمایا بیشک نیک لوگ آرام مین ہین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین الہی ہمکو جنتی کرنا اور نہ گردان ہمکو اہل نار مجلس

الرابع والتسعون فى بيان ظهر الاسلام غريبا وسيعود غريبا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بدأ
چورانوین اس بیان مین کہ اسلام غریب شروع ہوا تہا اور پہر ہوجاویگا جیسا ظاہر ہوا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اسلام ابتدا مین

الاسلام غريبا وسيعود غريبا كما بدأ فطوبى للغرباء هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان
غریب شروع ہوا تہا پہر غریب ہوجاویگا جیسی شروع ہوا تہا اب غریبون کو خوشی ہووی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ابو ہریرہ کی روایت سی

الاسلام فى ابتدائه ظهر فى احاد من الناس وقلة منهم ثم انتشر وشاع وصار قويا وبعد ذلك سيلحقه النقص والاختلال
اسکی معنی یہہ ہین کہ اسلام ابتدا مین کسی کسی آدمی سی ظاہر ہوا اور بہت تہوڑا پہر پہیل گیا اور مشہور ہوا اور قوی ہوگیا اور بعد اسکی پہر اوسپر نقصان اور خلل آویگا

حتى لا يبقى الا فى احاد من الناس وقلة منهم وهم الغرباء وقد جاء تفسير الغرباء فى حديث اخر انهم النزاع من القبائل يعنى
یہان تک کہ نہین رہیگا مگر کسی کسی مین بہت تہوڑا یعنی غربا مین اور غربا کی تفسیر ایک اور حدیث مین یون آئی ہی کہ وہ تہوڑی ہین قبیلون مین سی یعنی

انہم الذین کانوا قلیلا فلا یوجد فی کل قبیلۃ منہم الا الواحد او الاثنان بل لا یوجد واحد منہم فی القبائل والبلدان
یہہ وہ لوگ ہین جو تہوڑی تہی سو ہر قبیلہ مین ایک ہی تہی سوا ایک یا دو کی نہین ہوتی بلکہ ایک ہی انہین کا قبیلون اور شہرون مین نہین ہوگا

کما کان کذلک فی اول الاسلام وفی حدیث اخر انہم الذین یصلحون اذا فسد الناس یعنی انہم قوم صالحون عاملون بالسنۃ
جیسی اول اسلام مین نہین تہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ یہہ وہ لوگ ہین جو بہلائی کرتی ہین جب لوگ بگڑ جاتی ہین مراد یہہ ہی کہ وہ اصلاح پر ہین سنت پر عمل کرتی ہین

فی زمن فساد الناس وفی حدیث اخر انہم الذین یصلحون ما افسدہ الناس بعدی من سنتی فہؤلاء ہم الغرباء الممدوحون
جس زمانہ مین لوگ فساد کرتی ہین اور ایک اور حدیث مین ہی کہ یہہ وہ لوگ ہین جو درست کرینگی جو کہ اور لوگ میری بعد میری سنت کو بگاڑ ڈالینگی سو یہہ جماعت غربا کی ہی

المغبوطون ولقلتہم فی الناس جدا سموا غرباء وہم قسمان احدہما من یصلح نفسہ عند فساد الناس والثانی من یصلح
جسکی مدح ہوئی اور اونکی سی مرتبہ کی آرزو ہوگی اور چونکہ یہہ لوگ بہت کمتر ہین تو انکا نام غربا ہوا انکی دو قسم ہین ایک تو وہ جو اپنا حال درست کرلی جب لوگ بگڑ جاوین دوسری قسم کا وہ

ما افسدہ الناس من السنۃ وہو اعلی القسمین وہم القائمون بوظیفۃ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر فہؤلاء اقل الناس
جو اور لوگون کی بگاڑی ہوئی سنت کو درست کرین اور یہہ دونون مین اعلی درجہ کی ہین یہہ ہی لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وظیفہ پر قایم ہونگی سو یہی لوگ

فی اخر الزمان ولذلک وصفوا بالغربۃ لقلتہم کما جاء فی بعض الروایات انہم قوم صالحون قلیل فی قوم سوء کثیر من
آخر زمانہ مین بہت کمتر ہونگی اور اسہی لئی غربت انکا وصف ٹہرا ہی کیونکہ قلیل ہین چنانچہ بعضی روایات مین آیا ہی کہ وہ لوگ صالح ہین اور کمتر بری قوم کی اندر

یبغضہم اکثر ممن یطیعہم وفی ہذا اشارۃ الی قلتہم وقلۃ المستجیبین لہم وکثرۃ المخالفین لہم والعاصین لامرہم وہذا
جو بہت ہون اونکی بدخواہ بہ نسبت اطاعت کرنیوالون کی بہت زیادہ اور اسمین اونکی اور انکی توابع کی قلت کا اور دشمنون کی اور نافرمانون کی کثرت کا اشارہ ہی اور اس

الفضل العظیم الموعود لاہل الغربۃ انما ہو لغربتہم بین الناس وتمسکہم بالسنۃ بین ظلم الاہواء فاذا رای المؤمن ما کان
فضل بزرگ کا جو اہل غربت کی لئی وعدہ ہوا ہی تو اسہی لئی کہ وہ لوگ سب لوگون مین غریب ہین اور ہوا و ہوس کی تاریکی مین وہ سنت کو پکڑتی ہین پس جب کوئی مؤمن اس زمانہ کی لوگون کا

علیہ الناس فی ہذا الزمان من البدع والضلالات وعدولہم عن الصراط المستقیم الذی کان علیہ رسول اللہ علیہ السلام
حال دیکہی یعنی بدعتین اور بی راہیان اور سیدہی راہ سی الگ چلنا جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

واصحابہ ودعاہم الیہ وقدح فیما ہم علیہ من المنکرات فہناک تقوم قیامتہم وینصبون لہ الحبائل ویجلبون
اور اوسکی اصحاب ہتی اور اونکو اوس راہ مستقیم پر بلائی اور اونکی عمل منکرات کو توڑی پس اوس وقت اونمین قیامت برپا ہوگی اور اوس مؤمن کی لئی جال بچہاوینگی اور اوسپر

علیہم بخیلہم ورجلہم فہو غریب فی دینہ لفساد ادیانہم غریب فی تمسکہ بالسنۃ لتمسکہم بالبدع غریب فی اعتقادہ
اپنی سوار اور پیادی چڑہاوینگی اب وہ شخص اپنی دین مین غریب ہی کیونکہ اونکی دین سب فاسد ہین اور یہہ شخص سنت سی تمسک کرنی مین غریب ہی کیونکہ وہ سب لوگ بدعتون سی

لفساد عقائدہم غریب فی طریقہ لفساد طرقہم غریب فی معاشرتہ معہم لانہ لا یعاشرہم فیما تہوی نفوسہم وبالجملۃ
تمسک کرتی ہین اپنی اعتقاد مین غریب ہی کیونکہ اونکی عقائد فاسد ہین اپنی طریق مین غریب ہی کیونکہ اونکی سب طریق فاسد ہین اونکی ساتہہ گذران مین غریب ہی کیونکہ اونکی ساتہہ نہین

فہو غریب فی امور دنیاہ واخرتہ لا یجد مساعدا ولا معینا وقد قال اللہ تعالی تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا
کہ وہ تمام امور دنیا مین اور اخروی مین غریب ہی نہ اوسکا کوئی مددگار ہی اور نہ کوئی معین اور بی شک اللہ تعالی فرماتا ہی آپسمین مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نکرو

علی الاثم والعدوان فہو عالم بدینہ بین قوم جاہلین بدینہم صاحب سنۃ بین اہل بدع داع الی اللہ تعالی ورسولہ
گناہ پر اور زیادتی پر پس وہ ہی ایک ایسی قوم مین جو اپنا دین نہین جانتی اپنی دین کا عالم ہی بدعتیون مین صاحب سنت ہی اللہ اور اوسکی رسول کی طرف

بین دعاۃ الی البدع والضلال امر بالمعروف ناہ عن المنکر بین قوم المعروف عندہم منکر والمنکر معروف ولہذا قال النبی علیہ السلام
بلاتا ہی اوس قوم مین جو بدعتون اور گمراہیون پر بلاتی ہین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی اون لوگون مین کہ معروف اونکی عندیہ مین بری اور بد اونکی عندیہ مین نیک

یاتی علی الناس زمان الصابر فیہم علی دینہ کالقابض علی الجمر فانہ علیہ السلام بین فی ہذا الحدیث ان الذی یاخذ النار
لوگون پر ایک زمانہ آویگا کہ اونمین دین پر صبر کرنیوالا ایسا ہی جیسی ہاتہہ مین چنگاری ہوئی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ جو شخص ہاتہہ مین آگ لیوی

بالکف کما لا یمکنہ الاخذ بالسہولۃ الا بالصبر الشدید فکذلک من یتمسک بالسنۃ ویعمل بہا فی اخر الزمان لا یمکنہ المحافظۃ
جیسی اوسکو آگ کا لینا بدون سخت صبر کی سہل نہین ہی ایسی ہی وہ جو سنت سی تمسک کرتا ہی اور سنت پر عمل کرتا ہی آخر زمانہ مین اوسکو دین کی محافظت

علی دینہ بالسہولۃ الا بالصبر الشدید ولذلک کان اجرہ کثیرا کما قال النبی علیہ السلام من تمسک بسنتی عند فساد
بدون بڑی صبر کی سہل نہین ہی اسہی واسطی اوسکا ثواب بہی بہت بڑا ہی چنانچہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص میری سنت کو اختیار کری جب میری امت

امتی فلہ اجر مائۃ شہید وروی عن ابی امامۃ انہ علیہ السلام قال ان لکل شئ اقبالا وادبارا وان من اقبال الدین ما کنتم
فاسد ہوجاوی تو اوسکی ہی سو شہید کا ثواب ہی اور ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہر شی کا اقبال ہوتا ہی اور ادبار اور بیشک دین کا اقبال یہہ ہی

علیہ من العمی والجہالۃ وما بعثنی اللہ بہ وان من اقبال الدین ان تفقہ القبیلۃ باسرہا حتی لا یوجد فیہا الا الفاسق
کہ تم سب اندہی اور جاہل تہی مجہکو اللہ نی بہیجا اور اقبال دین کا یہہ ہی کہ تمام قبیلہ دانا ہوگیا یہان تک کہ اوسمین فاسق سوای ایک

والفاسقان فہما مقہوران ذلیلان وان من ادبار الدین ان تجفو القبیلۃ باسرہا حتی لا یری فیہا الا الفقیہ او الفقیہان
یا دو کی نہین ہی سوئی مغلوب اور خوار اور دین کا ادبار یہہ ہی کہ تمام قبیلہ مین ڈہونڈہو تو اوسمین سوای ایک یا دو فقیہون کی نہ ملی

وہما مقہوران ذلیلان لا یجدان علی ذلک اعوانا ولا انصارا فانہ علیہ السلام وصف المؤمن العامل بالسنۃ الفقیہ
اور وہ بہی مغلوب اور خوار اس حال پر نہ پاوینگی کوئی مددگار اور نہ یار پس نبی علیہ السلام نی مؤمن کا وصف جو سنت پر عمل کری دین کا فقیہ ہو

فی الدین بانہ یکون فی اخر الزمان عند الناس مقہورا ذلیلا لا یجد معینا ولا نصیرا ولذلک قال الثوری اذا رایت العالم
یہہ بیان کیا کہ وہ آخر زمانہ مین جب تمام لوگ فاسد ہوجاوینگی مغلوب ہوگا اور خوار نہ معین پاویگا اور نہ مددگار اور اسہی لئی ثوری نی کہا ہی جب تم دیکہو کہ عالم کی

کثیر الاصدقاء فاعلم انہ مخلط لانہ ان نطق بالحق ابغضوہ وعن کعب الاحبار انہ قال لیاتینکم زمان تکرہ فیہ الموعظۃ
بہت دوست ہین تو سمجہلو کہ وہ خالص نہین ہی کیونکہ اگر وہ حق بولتا تو اوسکی سب دشمن ہوجاتی اور کعب احبار سی روایت ہی کہ اونہون نی کہا البتہ تمپر ایک ایسا زمانہ آویگا

حتی یختفی المؤمن بایمانہ کما یختفی الفاجر بفجورہ ویعیر المؤمن بایمانہ کما یعیر الفاجر بفجورہ وانما یعظم ذل المؤمن فی
یہان تک کہ مؤمن اپنا ایمان لیکر ایسی چہپتا پہریگا جیسی بدکار بدکاری لیکر چہپتا ہو اور مؤمن اپنی ایمان مین مطعون ہوگا جیسی بدکار فجور سی مطعون ہوتا ہی اور مؤمن کی ذلت آخر

اخر الزمان لکثرۃ اہل الفسق والظلم والبدع ویکون بینہم غریبا کلہم یکرہونہ ویؤذونہ لمخالفۃ طریقہ لطریقہم
زمانہ مین اسہی لئی بڑہ جاویگی کہ فاسق اور ظالم اور بدعتی بہت ہوجاوینگی اور وہ اونمین تنہا ہوویگا سب کی سب اوسکی تحقیر کرکر ایذا دینگی کیونکہ اوسکا رستہ

ومباینۃ مقصودہ لمقصودہم وعدم موافقتہ لہم فیماہم علیہ لاسیما ان امرہم بمعروف ونہاہم عن منکر کما قال حذیفۃ
اونکی رستہ سی مخالف اور اوسکا مقصود اونکی مقصود سی الگ ہوویگا اور اونکی چال چلن کی موافق نہین ہوگا خاص کر اوس وقت کہ معروف کا اونکو حکم اور برائی سی اونکو منع کری

الیمانی یاتی علی الناس زمان یکون فیہم جیفۃ حمار احب الیہم من مؤمن یامرہم بالمعروف وینہاہم عن المنکر وروی عن ابن عباس
بن الیمان نی کہا ہی کہ لوگون پر ایسا زمانہ آویگا کہ اونکو مردار گدہا زیادہ محبوب ہوگا ایسی مؤمن سی کہ اونکو نیک بات بتادی اور گناہ سی بند کری اور ابن عباس سی

انہ علیہ السلام قال یاتی علی الناس زمان یذوب فیہ قلب المؤمن کما یذوب الملح فی الماء قیل بم ذلک یارسول اللہ قال
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ لوگون پر ایسا زمانہ آویگا کہ مؤمن کا دل ایسا گہل جاویگا جیسی پانی مین نمک گہل جاتا ہی کسینی عرض کیا کسلئی یارسول اللہ فرمایا

مما یری من المنکر فلا یستطیع تغییرہ فان من السلف من رای منکرا فلم یقدر علی ازالتہ فبال دما ومنہم من مرض
اسلئی کہ منکرات دیکہیگا اور بدل نہ سکیگا بیشک بعضی متقدمین نی منکر کو دیکہا اور ممانعت کی قدرت نہین ہوئی تو خون موتنی لگا اور بعضا مدت

ایاما وقد قال النبی علیہ السلام اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الصالحون فکما ان الانبیاء لم یخلو عن الابتلاء بالجاحدین
اور بیشک نبی علیہ السلام نی فرمایا تمام لوگون سی زیادہ بلاء مین انبیاء ہین پہر صلحاء سو جیسی انبیاء منکرون کی ابتلاء سی خالی نہین ہوتی

کذلک لا یخلو العلماء والصلحاء والامرون بالمعروف والناہون عن المنکر عن الابتلاء بالمصرین علی المعاصی فان من
ایسی ہی علماء اور صلحاء اور معروف کی امر کرنیوالی اور منکرات سی روکنی والی اون لوگون کی ابتلاء مین ہین جو معاصی پر اڑی ہوئی ہین بیشک جو شخص

امر بالمعروف ونهى عن المنكر في هذا الزمان يكون قائما بالركن الاعظم في الدين والمهم الذي بعث الله به جميع
اس زمانہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے تو گویا دین کا بڑا ہی رکن سنبھال رکھا ہے اور بڑا ضروری کام جسکی لئے اللہ تعالی نے تمام مرسلین کو بھیجا ہے

المرسلين ولذلك قال النبي عليه السلام من امر بالمعروف ونهى عن المنكر فهو خليفة الله في ارضه وخليفة
اور اسی لئے نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے امر بالمعروف کیا اور منکر کی ممانعت کی تو وہ زمین میں اللہ کا خلیفہ اور اوسکی کتاب

كتابه ورسوله وانما كان كذلك لان الانبياء ما بعثوا الا للامر بالمعروف والنهي عن المنكر وذلك وظيفتهم التي
اور رسول کا خلیفہ ہے اور یہہ درجہ اسلئے ہے کہ انبیاء اسی واسطے بھیجی گئے ہیں کہ نیک بات بتادیں اور بدی سے منع کریں اور یہہ ہی اونکا وظیفہ ہے جو

جاءوا بها فمن تبعهم فيها وامر ونهى يكون نائبا عنهم في هذا الامر العظيم وتلي منزلته منزلتهم في هذا الخطب الجسيم
لیکر آئے ہیں پھر جو شخص انکا تابع ہوا اس باب میں اور امر کیا اور نہی کی تو اس امر عظیم میں انکا نائب ہوا اور اسکا مرتبہ اونکے مرتبہ سے اس کار بزرگ میں قریب ہوجاویگا

كما اشير اليه في قوله تعالى ان الذين يكفرون بايت الله ويقتلون النبيين بغير حق ويقتلون الذين يامرون
چنانچہ اسکا اشارہ اس آیت میں ہے جو لوگ منکر ہیں اللہ کی آیتوں سے اور مار ڈالتے ہیں نبیوں کو ناحق اور مار ڈالتے ہیں جو کوئی کہے

بالقسط من الناس فبشرهم بعذاب اليم فانه تعالى ذكر الذين يامرون بالعدل بعد الانبياء في الترتيب وقد
انصاف کو لوگوں میں سے سو انکو خوشخبری سنا دکھ والی مار کی سو اس نے اون لوگوں کا جو عدل کا حکم کرتے ہیں بعد انبیاء کی ترتیب سے ذکر کیا اور اس

ذكر في تفسير هذه الاية انه عليه السلام قال قتل بنو اسرائيل ثلثة واربعين نبيا في اول النهار في ساعة واحدة
آیت کی تفسیر میں مذکور ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی اسرائیل نے تینتالیس نبی اول روز ایک ساعت میں قتل کئے پھر

فقام مائة واثنا عشر رجلا من عباد بني اسرائيل فامروهم بالمعروف ونهوهم عن المنكر فقتلوهم جميعا في اخر
ایک سو بارہ شخص بنی اسرائیل کی عابد مستعد ہوئے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا شروع کیا سو آخر وقت اون سبکو قتل کیا

النهار وهم الذين ذكرهم الله تعالى في قوله ويقتلون الذين يامرون بالقسط من الناس فان اهل الدين من الامرين
یہہ وہ لوگ تھے جنکا ذکر اللہ تعالی نے اس آیت میں کیا اور مار ڈالتے ہیں جو کوئی کہے انصاف کو لوگوں میں سے بیشک دیندار امر با معروف

بالمعروف والناهين عن المنكر قلما ينفك عن ضروب الاذى وانواع البلاء بالاخراج من البلاد والسعاية
اور نہی عن المنکر کرنیوالے اقسام تکلیفوں سے اور انواع بلیات سے بہت کم بچتے ہیں شہر والے انکا نکالتے ہیں

الى السلاطين والحكام والشهادة عليهم بالكفر والخروج عن الدين ونسبتهم الى ما يوجب فسقهم من البدع والمعاصي
سلاطین اور حکام کی پاس اونکی چغلی کہاتے ہیں اور ان پر کفر کی اور دین سے نکل جانیکی گواہی دیتے ہیں اور ایسے امور کی نسبت کر دیتے ہیں جسمیں اونکا فسق ہوجاتا ہے

وغير ذلك مما هو خير لهم في الدنيا والاخرة فعلى هذا ينبغي للامر بالمعروف والناهي عن المنكرات يوطن نفسه على الصبر
ہو جاتی بدعتیں اور معاصی وغیرہ جو کہ اونکی حق میں دنیا اور آخرت میں بہتر ہے سو اس بنا پر لائق ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے سو وہ اپنے دلکو لازم ہے

على ما يصيبه من اذى الخلق لانه تعالى قد ذكر الصبر في مواضع من كتابه وامر به في بعضها وقال يايها الذين
کہ خلقت کی ہاتھ سے جو تکلیف پہنچی اوسپر خوب صبر کری اسلئے کہ اللہ تعالی نے صبر کو اپنی کتاب میں کئی جگہہ ذکر کیا ہے اور بعضی جگہہ صبر کا حکم فرمایا اے ایمان والو

امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا الله لعلكم تفلحون وقال في اية اخرى واصبروا ان الله مع الصبرين
ثابت رہو اور مقابلہ میں مضبوطی کرو اور لگے رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم مراد کو پہنچو اور ایک اور آیت میں فرمایا اور ٹھہرے رہو اللہ ساتھ ہے ٹھہرنیوالوں کی

وقد جمع الله تعالى للصابرين من الاجور ما لم يجمعها لغيرهم وقال اولئك عليهم صلوت من ربهم ورحمة و
اور اللہ نے صبر کرنیوالوں کی لئے اتنا ثواب جمع کیا ہے جو اوروں کی لئے جمع نہیں کیا اور فرمایا ایسی لوگ اون ہی پر شاباشیں ہیں اپنی ربکی اور مہربانی اور

اولئك هم المهتدون قال العلماء كفى بالصبر اجرا ان الاعمال كلها تضاعف بعشر امثالها الى سبعمائة الا
وہ ہی ہیں راہ پر علماء کہتے ہیں صبر کا یہہ ہی اجر بہت ہے کہ تمام اعمال دس گونہ ہوجاتی ہیں سات سو تک سوا

الصبر فان اجره يوفي بغير حساب كما قال الله تعالى انما يوفي الصابرون اجرهم بغير حساب وقد جاء الامر
صبر کی کہ اسکا ثواب بے حساب ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے صبر والوں ہی کو ملتا ہے انکا نیگ ان گنت اور بیشک صبر کا حکم

بالصبر مقارنا بالامر بالمعروف والنهي عن المنكر مصرحا في قوله تعالى وأمر بالمعروف وانه عن المنكر واصبر على ما
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھہ اس آیت میں صاف ہوا ہے اور سکہلا بھلی بات اور منع کر برائی سے اور سہار جو

اصابك ان ذلك من عزم الامور وفي هذه الاية اشارة الى ان من يامر بالمعروف وينهى عن المنكر قد يؤذى فاذا
تجھ پر پڑے بیشک یہہ ہیں ہمت کی کام اور اس آیت میں یہہ اشارہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنیوالی کو تکلیف دیتے ہیں جب

اوذي يجب عليه ان يصبر ويعلم ان ما يجري عليه من اذى الخلق فهو بمشية الله تعالى وقضائه وقدره فيراه كالتاذي
اسکو تکلیف دیں تو اسکو واجب ہے کہ صبر کرے اور سمجھے کہ جو اسپر خلقت کیطرف سے تکلیف گذرتی ہے سو موافق مشیت اور قضا اور تقدیر الہی کی ہے سو اسکو ایسا سمجھے جیسی

بالحر والبرد والمرض فاذا شاهد هذا يستريح ويتيقن ان ذلك كائن لا محالة لان ما شاء الله تعالى يكون ويجب وجوده
تکلیف گرمی جاڑے کی یا بیماری کی جب یہہ سمجھیگا تو رنج نہو دیگا اور یقین کریگا کہ یہہ تکلیف بالضرور ہونی ہی تھی کیونکہ جو اللہ چاہتا ہے ہوکر رہتا ہے اوسکا ہونا ضروری

وما لم يشأ لا يكون بل يمتنع وجوده فليس للجزع منه وجه بل لا بد له فيه من الصبر لان من لا يصبر على ما يصيبه
اور جو نہیں چاہتا ہرگز نہیں ہوتا بلکہ اوسکا ہونا محال ہے اب گھبراہٹ کی کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ اسمیں صبر ضروری ہے اسلئے کہ جو شخص مصیبت پر بالاختیار صبر نہیں کرتا

اختيارا وهو محمود يصبر على اكثر منه اضطرارا وهو مذموم فينبغي له ان يصبر ويترك الانتقام لانه ان لم يترك
حالانکہ محمود ہے تو وہ اوس سے بڑی مصیبت پر لاچار ہوکر صبر کرتا ہے اور یہہ مذموم ہے سو یہہ ہی چاہئے کہ صبر کرکے انتقام کی درپے نہو اسلئے کہ اگر انتقام معاف

الانتقام بل اشتغل به يعقبه الخوف والذل والندامة اذ يحصل بسببه العداوة والعاقل لا يامن من عدوه ولو كان
نکریگا بلکہ انتقام میں مصروف ہوویگا تو اوسکے بعد خوف اور ذلت اور ندامت ہوویگی اسلئے کہ عداوت پیدا ہو جاتی ہے اور مرد عاقل دشمن سے اگرچہ حقیر ہووے نڈر نہیں رہا کرتا

حقيرا فاذا غفر وعفى ولم يشتغل بالانتقام يامن من حصول العداوة ويتحرز من وقوع الندامة مع ان في العفو
اور اگر بخشدیگا اور معاف کردیگا اور انتقام پر متوجہ نہوگا تو عداوت سے کچھہ خوف نہوگا اور ندامت سے بھی بچیگا باوجودیکہ عفو میں

عزة اذ قد صح انه عليه السلام قال ما زاد الله عبدا يعفو الا عزا بل ينبغي له ان يقابله بالاحسان اليه لانه قد
بڑی عزت ہے اسلئے کہ ثابت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالی معاف کرنیوالے بندہ کو عزت ہی دیتا ہے بلکہ اوسکو چاہئے کہ اوسپر کچھہ احسان کردے کیونکہ اوسنے

اهدى اليه حسناته ونقلها من صحيفته الى صحيفة نفسه ويرى ان اساءته اليه نعمة من الله تعالى عليه حيث
اپنی حسنات تحفہ دی ہیں اور اپنی نامہ اعمال میں سے اوسکی نامہ اعمال میں بدل دی ہیں اور یہہ سمجھے کہ میری ساتھہ اسکی برائی میری حق میں اللہ کی نعمت ہے کیونکہ

جعله مظلوما يرتقب النصر في الدنيا والاجر في العقبى ولم يجعله ظالما يرتقب المقت في الدنيا والاخرة والعاقل لو
مجھکو مظلوم بنایا کہ دنیا میں اوسکی لئے نصرت ہے اور عقبی میں ثواب اور ظالم نہیں بنایا کہ دنیا اور آخرت میں ہلاکت ہوتی اور جس عاقل کو

خير بين هاتين الحالتين لاختار ان يكون مظلوما لان ما يصيبه من اذى الخلق تكون كفارة لخطاياه اذ لا يصيب
ان دونو حالت کا اختیار دیں تو البتہ مظلومیت کو پسند کرے اسلئے کہ اسکو جو تکلیف خلقت سے پہنچی ہے اوسکی گناہوں کا عوض ہوویگا کیونکہ مومن کو

المؤمن هم ولا غم ولا اذى الا كفر الله تعالى به من خطاياه وذلك في الحقيقة دواء يستحسن به ادواء الخطايا لان ما
جو ہم یا غم یا کوئی تکلیف ہوتی ہے تو اللہ تعالی اوسکی بدلہ اوسکی گناہ اوتار دیتا ہے اور حقیقت میں یہہ اوسکی دوا ہے کہ اسکی گناہوں کی دکھہ نکلتے ہیں کیونکہ

يصيبه من اذى الخلق يكون له كالدواء المر الكريهة فينبغي له ان لا ينظر الى مرارة الدواء وكراهته ولا الى من
اسکو جسقدر خلقت سے تکلیف ہوگی گویا وہ بیمار دوا ہے سو یوں چاہئے کہ دوا کی تلخی اور بدمزگی پہ نظر نہ کرے اور نہ اوسپر جسکی طرف سے آتی ہے

يصل اليه من جهته بل ينبغي له ان ينظر الى نفعه ووصوله اليه من جهة من ينفعه بمضرته المجلس الخامس
بلکہ یوں چاہئے کہ نفع پہ نگاہ کرے اور جسکی طرف سے آئی وہ اپنی مضرت سے فائدہ دیتا ہے پچانویں مجلس

والتسعون فی بیان نعمۃ الصحۃ والفراغ وبیان مغبونیۃ صاحبہما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
اس بیان مین کہ تندرستی اور فراغت نعمت ہی اور اس بیان مین کہ صحت اور فراغت والیکو کیا غبن ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
وسلم نعمتان مغبون فیہما کثیر من الناس الصحۃ والفراغ ہذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ ابن عباس
دو نعمتین ہین کہ اونمین اکثر لوگ خسارہ ہی اوٹھاتی ہین تندرستی اور فراغت یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت سی
ومعناہ ان الصحۃ والفراغ نعمتان عظیمتان لکن لا یعرف کثیر من الناس قدرہما ما داموا فیہما حیث لا یعملون
اسکی یہہ معنی ہین کہ تندرستی اور فراغت دو بڑی نعمتین ہین پر اکثر لوگ انکی قدر نہین جانتی جبتک تندرست اور فارغ رہتی ہین کیونکہ نہ اعمال صالح
الصالحات ولا یتہیأون لیوم الممات فان الانسان فی حال صحتہ یقدر علی کسب الخیرات ببدنہ ومالہ
کرتی ہین اور نہ موت کی دن کا کچھہ سامان کیونکہ انسان تندرستی کی حالت مین اپنی بدن اور مال دونو سی خیرات حاصل کرسکتا ہی
واذا مرض یضعف بدنہ عن العمل ویقصر یدہ عن مالہ فیما زاد علی الثلث فلا یقدر علی الطاعۃ ببدنہ ولا بمالہ
اور جب بیمار ہوا تو بدن تو عمل سی تھکا رہتا ہی اور ہاتھہ تہائی مال کی زیادہ سی کوتاہ ہوجاتا ہی اب نہ بدن کو طاعت پر قدرت ہوتی ہی اور نہ
التصرف فی مالہ الا مقدار ثلثہ فینبغی لہ ان یغتنم صحتہ ویجتہد فی اکتساب الخیرات ببدنہ ومالہ وکذا فی
مال پر قابو سوای تہائی حصہ کی سو لایق یہہ ہی کہ اب صحت کو غنیمت جان کر بدن اور مال سی خیرات کرلی اور ایسی ہی
حال فراغ یقدر علی الطاعۃ بلا مانع فاذا ابدل الفراغ بالاشتغال یظہر الموانع فلا یقدر علی الطاعۃ فان
فراغت مین طاعت پر بی روک ٹوک قدرت ہوتی ہی پہر اگر فراغت کی بعد دہندی مین لگ گیا تو موانع پیدا ہوجاوینگی پہر طاعت کا اختیار کہان رہتا ہی کیونکہ
الانسان قد یکون صحیحا لکن لا یکون متفرغا بل یکون مشتغلا بامر المعاش وقد یکون مستغنیا لکن لا یکون
انسان کبہی بہلا چنگا ہوتا ہی لیکن فارغ نہین ہوتا بلکہ کمائی کی کاربار مین لگا ہوتا ہی اور بعضی وقت تونگر ہوتا ہی پر تندرست نہین ہوتا
صحیحا فاذا اجتمع فیہ الصحۃ والفراغ فغلب علیہ الکسل عن الطاعۃ فہو مغبون بیان ذلک ان الدنیا مزرعۃ
اور جب اوسکو صحت اور فراغت دونو ہون پہر سستی کی مدی طاعت نکری تو وہ ٹوٹی مین ہی اسکا بیان یہہ ہی کہ دنیا آخرت کی کہیتی
الاخرۃ وفیہا التجارۃ التی یظہر ربحہا فی الاخرۃ فمن استعمل فراغہ وصحتہ فی طاعۃ اللہ تعالی فہو المضبوط لان
ہی اور دنیا مین ایسی تجارت ہوتی ہی جسکا فائدہ آخرت مین ملتا ہی پہر جسنی اپنی فراغت اور تندرستی کو اللہ تعالی کی عبادت مین صرف کیا تو وہ ضبط والا ہی
الفراغ یعقبہ الشغل والصحۃ یعقبہا السقم ومن استرسل فی الصحۃ مع نفسہ الامارۃ بالسوء الخالدۃ الی الراحۃ
کہ فراغت کی بعد کاربار لگجاتی ہین اور تندرستی کی بعد بیماری لگی ہوئی ہی اور جو شخص صحت مین ہمراہ نفس امارہ کی جو ہمیشہ آرام طلب ہی بی مہار پہرتا رہا
فترک المحافظۃ علی الحدود والمواظبۃ علی الطاعات یکون مغبونا وکذلک اذا کان فارغا فان المشغول قد یکون
اور نگہبانی حدود پر اور مداومت طاعات پر نکی تو وہ خسارہ اوٹہاویگا اور ایسی ہی اگر فارغ ہووی کیونکہ کاری کو بعضی وقت
لہ معذرۃ بخلاف الفارغ اذ یرتفع عنہ المعذرۃ ویقوم علیہ الحجۃ فینبغی لہ ان یغتنم فراغہ ویسعی فی
عذر ہوتا ہی برخلاف فارغ کی اسلئی کہ فارغ کو کوئی عذر نہین ہوتا اوسپر حجت قایم ہوتی ہی اب لایق یون ہی کہ فراغت کو غنیمت سمجہکر صالح اعمال مین
تحصیل الاعمال الصالحات ولا یضیع عمرہ فیما لا یعنیہ فان کل نفس من انفاس العمر جوہرۃ نفیسۃ لا قیمۃ لہا لانہا
خوب سعی کری اور عمر کو بیہودہ برباد نکری کیونکہ عمر مین سی ہر ہر دم ایک نفیس بی بہا جوہر ہوتا ہی اسواسطی
صالحۃ لان توصلہ الی سعادۃ الابد وتنقذہ من شقاوۃ السرمد فای جوہرۃ انفس من ہذہ الجوہرۃ فاذا ضیعہا
کہ اوسکی وسیلہ سی سعادت ابدی میسر ہوسکتی ہی اور ہمیشہ کی بدبختی سی بچ سکتا ہی پہر اس جوہر سی کونسا جوہر بہتر ہوگا پہر اگر اسکو غفلت مین کہو دیا
فی الغفلۃ قد خسر خسرانا عظیما واذا صرفہا الی المعصیۃ فقد ہلک ہلاکا مبینا فان عمر الانسان میدان الاعمال
تو بڑا ہی ٹوٹا اوٹہایا اور جب اسکو معصیت مین لگایا تو بیشک ظاہر مارا گیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کی نی فراخ میدان ہی

الصالحة المقربة له من الله تعالى والموجبة له جزايل الثواب في يوم الحساب وهذه هي السعادة التي ليس
جو اللہ تعالی سی نزدیک اور قیامت کی دن بڑائی ثواب واجب کردی اور یہہ ہی وہ سعادت کہ انسان کی لئی

للانسان منها الا ما سعى كما قال الله تعالى وان ليس للانسان الا ما سعى فكل وقت يفوت من عمره خاليا من عمل صالح
اسمین سی وہ نہیں ہوتا ہی جو کر چکی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی جو کمایا پہر جو دم زندگی کا عمل صالح سی خالی گذرتا ہی

يكون حسرة وندامة عليه يوم القيمة على ما جاء في الخبر ما من ساعة ياتي على العبد لا يذكر الله تعالى فيها الا كانت
وہ پہر قیامت کی روز افسوس اور ندامت ہوگی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ جب آدمی پر ایسی ساعت گذرتی ہی کہ اوسمین اللہ کی یاد نہیں کرتا وہ ہی اوسپر

عليه حسرة وروي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال ما من احد يموت الا ندم قالوا وما ندامته يا رسول
حسرت ہوگی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو آدمی مرتا ہی سو نادم ہوویگا عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیا ہوگی

الله قال ان كان محسنا ندم ان لا يكون ازداد وان كان مسيئا ندم ان يكون نزع وروي عن ابن عباس انه قال
فرمایا اگر وہ نیکو کار ہی تو یوں نادم ہوگا کہ زیادہ کیوں نکیا اور اگر بد کار ہی تو یہہ ندامت ہوگی کہ اوسمین باز آتا اور ابن عباس سی روایت ہی

في تفسير النفس اللوامة ما من احد الا ويلوم نفسه يوم القيمة يلوم المحسن نفسه ان لا يكون ازداد احسانا ويلوم
کہ نفس لوامہ کی تفسیر میں کہا ہی جو کوئی ہی سو قیامت کی دن اپنی آپکو ملامت کریگا محسن تو اپنی آپکو یہہ ملامت کریگا کہ حسنات زیادہ کیوں نکئی اور بد کار

المسيئ نفسه ان لا يكون رجع عن اساءته فيا ايها العاقل لا تضيع عمرك في الغفلة فاجتهد في تحصيل امتعة الاخرة قبل
اپنی آپکو یہہ ملامت کریگا کہ بدی سی باز کیوں نہ آیا سو ای عاقل اپنی عمر غفلت میں مت کہو اور آخرت کا سامان حاصل کرنیمین کوشش کر اوس وقت سی پہلی

ان يجيء يوم لا تقدر على تحصيلها في ذلك اليوم فانك عن قريب تعاين ذلك اليوم فتندم على ما فات من عمرك في غير طاعة
کہ ایسا دن آجاوی کہ تو اوس روز کچہہ حاصل نہ کر سکیگا اور اب تو جلد اوس دن کو دیکہہ لیگا اور گذری ہوئی عمر پر جو رب کی عبادت سی خالی گئی ہی

ربك ولا ينفعك الندم فان العبد اذا كان في شغل من اشغال الدنيا وكان شغله يمنعه من العمل واحال ذلك العمل على فراغه
ندامت اوٹہائیگا اور ندامت سی کچہہ فائدہ نہوگا بیشک جب آدمی دنیا کی کسی دہندہ میں لگا رہتا ہی اور وہ مشغلہ عمل سی روک رکہی اور اوس عمل کو فراغت کی وقت پر ٹالتا ہی

وقال اذا فرغت عملت فذلك من حماقته من وجهين احدهما ايثار الدنيا على الاخرة وليس هذا من شان العقلاء قط
یعنی کہے کہ جب فرصت ہوگی تو کرونگا سو یہہ اوسکی حماقت ہی دو وجہ سی ایک دنیا کا اختیار کرنا آخرت پر یہہ عقلاء کی شان سی نہیں ہی

قال الله تعالى بل تؤثرون الحيوة الدنيا والاخرة خير وابقى وثانيهما تسويفه العمل الى اوان فراغه فانه قد لا يجد مهلة
اللہ تعالی فرماتا ہی کوئی نہیں تم آگی رکہتی ہو دنیا کا جینا اور پچہلا گہر بہتر ہی اور رہنی والا اور دوسری وجہ عمل کو فراغت کی وقت تک مہلت دینی رکہنا کیونکہ بعضی وقت

بل يختطفه الموت قبل فراغه او يزداد شغله لان اشغال الدنيا يستلزم بعضها بعضا فيبقى بلا زاد ليوم المعاد
فرصت نہیں ملتی بلکہ موت فرصت سی پہلی اچک لیتی ہی یا دہندہ بڑہ جاتا ہی کیونکہ دنیا کی کاروبار آپسمیں ملی ہوئی مسلسل ہوتی ہین پہر یہہ شخص معاد کی لئی خالی ہاتہہ رہ جاتا ہی

فالواجب على العبد ان يبادر الى الاعمال الصالحات على اي حال كان قبل وصول الموت وحصول الفوت لقوله تعالى
پس آدمی پر واجب ہی کہ اعمال صالحہ میں جلدی کری کیسا ہی وقت ہووی موت سی پہلی اور فوت ہونی سی آگی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی

وسارعوا الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السموات والارض اعدت للمتقين فان من تعلق قلبه بالدنيا و
اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہیلاؤ ہی آسمان اور زمین تیار ہوئی ہی واسطی پرہیزگاروں کی بیشک جسکا دل دنیا میں الجہتا ہی اور

اخذ منها القدر الزائد على حاجته من الطعام والشراب واللباس يكون مضرة عليه الا ان يستعين به على
دنیا میں سی حاجت سی زیادہ کہانا پینا لباس حاصل کرچکتا ہی تو اسکی حق میں مضر ہوتی ہی ان اگر اوسی طاعت الہی کی استمداد لی

طاعة الله تعالى لان كل ما احبه الانسان وظفر به لا بد ان يفارقه فان كان احبه لغير الله تعالى يعذب
تو مضر نہیں کیونکہ جو چیز آدمی کو محبوب ہوتی ہی اور حاصل کرلیتا ہی تو بالضرور اوسی جدا ہوویگا اگر اوسکی محبت سواء اللہ کی اور وجہ سی تہی تو اوسکا فوت ہونا

به بفواته اذ يحصل له من الالم قدر ما تعلق به قلبه فان من معه ما يكفيه فهو فارغ القلب فلو وجد مائة
بہی عذاب ہووےگا اسلئی کہ دیتا ہی الم ہوتا ہی جتنا اوسکی دل کو لگاؤ ہوتا ہی کیونکہ جسکی پاس سرمایہ بقدر کفایت ہوتا ہی تو فارغ دل ہوتا ہی پہر اگر سو

دينار ينبعث من قلبه عشر شهوات يحتاج كل شهوة منها الى مائة دينار فلا يكفيه ما وجده بل يحتاج
اشرفیان اوسکو ہاتہہ لگ جاوین تو اوسکی دلین شہوت کی دس شاخین ایسی پیدا ہوتی ہین کہ ہر شہوت مین سو سو دینار کی حاجت ہووی اپس جو اتہہ آیا اتنا کافی نہین ہوا بلکہ

الى تسعمائة اخرى وقد كان قبل وجود المائة مستغنيا فالان وجدها وظن انه صار غنيا بها ولا يشعر انه
نوسو کی اور حاجت ہوتی ہی اور حال یون ہی کہ جب یہہ سو نہتی تو مستغنی تہا اب جو وہ پائی توگمان کرتا ہی کہ غنی ہوگیا اور یہہ نہین سمجہتا

صار محتاجا الى تسعمائة اخرى ليشترى دارا ويعمرها ويشترى جارية ولباسا فاخرا ولنفسه وكل منها
کہ نوسو کا اور محتاج ہوگیا تاکہ مکان خریدی یا چنوا دی اور لونڈی مول لیوی اور اوسکی اور اپنی لیی ستہری ستہری پوشاک بنلوا اور ہر ایک کی لیی

يستدعى ما يناسب ويليق به مما لا آخر له فيقع فى هاوية آخرها قعر جهنم ولا آخر لها سواه وقد حكى ان واحدا
لوازم جو اوسکی مناسب اور لایق ہو بیشمار چاہین سو یہہ ایسی گڑہی مین گرتا ہی جسکا انجام دوزخ کا گہراو ہی سوا اوسکی کوئی انتہا نہین ہی اور حکایت ہی کہ ایک

من الملوك حمل اليه قدح من فيروزج وكان ذلك القدح مرصعا بالجواهر ولم ير مثله ففرح به الملك فرحا شديدا
بادشاہ کی پاس فیروزہ کا پیالہ آیا اور اوسمین جواہرات جڑی ہوئی تہی اوسکی مثل دیکہی مین نہین آیا تہا بادشاہ اوسی بہت خوش ہوا

وكان عنده حكيم فقال له الملك كيف ترى ذلك قال اراه عليك مصيبة وفقرا قال كيف قال لان كل ما يملكه
اور اوسکی پاس ایک حکیم تہا بادشاہ نی فرمایا حکیم جی تم کہو کیسا ہی عرض کیا مجہکو تو تیری حق مین مصیبت اور فقر معلوم ہوتا ہی کہا کیونکر عرض کیا اسلئی کہ انسان کی ملک

الانسان فى الدنيا لا يدوم فهذا القدح ان ضاع او انكسر تصير محتاجا اليه ولا يوجد مثله ويكون عليك مصيبة
دنیا مین جو ہوتی ہی ہمیشہ نہین رہتی پہر یہہ پیالہ اگر جاتا رہا یا ٹوٹ گیا تو تمکو اسکی حاجت ہووےگی اور ایسا نہین ملیگا تو تمپر ایسی مصیبت ہووےگی

لا جبر لها وقد كنت قبل ان يحمل اليك فى امن من المصيبة والفقر ثم فى يوم من الايام قد اتفق ان القدح قد انكسر فعظمت
جسکا کچہہ علاج نہین ہی اور بیشک تم اسکی پہلی کہ یہہ پیالہ تمہاری پاس آوی مصیبت اور احتیاج سی امن مین تہی پہر ایک روز اتفاقا وہ پیالہ ٹوٹ گیا تو

فيه مصيبة الملك وقال ما قال الحكيم كان حقا ليته لم يحمل الى وامثال هذه المصيبة بل اعظم منها تنزل بكل
بادشاہ کو بڑا ہی رنج ہوا اور کہا حکیم جی سچ کہتی تہی کاشکی یہہ پیالہ میری پاس نہ آتا اور ایسا ہی رنج ہوتا ہی بلکہ اس سی بہی بہت زیادہ جو شخص دنیا سی

من له علاقة بالدنيا فانهم معذبون بالحرص عليها والتعب العظيم فى تحصيلها والحسرة الشديدة عند فواتها
علاقہ رکہتی ہین یہہ لوگ بہی اوسکی حرص مین جلا کرتی ہین اور اوسکی لئی سخت محنت اوٹہاتی ہین اور اوسکی حسرت مین تڑپا کرتی ہین جب جاتی رہتی ہی

ولهذا قال بعض السلف من احب الدنيا فليوطن نفسه على تحمل المصائب فان محبتها لا تنفك عن ثلث مصائب
اور اسہی لئی بعض متقدمین کا قول ہی کہ جسنی دنیا کو دوست کیا تو اپنی جان کو مصیبتوں کی لئی تیار رکہی کیونکہ دنیا کا دوست تین مصیبتوں سی خالی نہین ہوتا

هم لازم وتعب دائم وحسرة لا تنقضى فلو لم يكن لمحبها من العذاب العاجل الا هذا يكفى له مصيبة فكيف اذا حيل
فکر ہر وقت کا اور تعب دایمی اور حسرت بی انتہا اگر دنیا کی دوست کو حال کا عذاب سوا آیندہ کی کچہہ نہوتا تو یہہ ہی مصیبت کافی تہی پہر کیا حال ہوگا جب بیچ مین

بينه وبين محبوباته ولذاته كلها بالموت وصار معذبا بنفس ما كان متلذذا به على قدر لذته التى شغلته عن
اور اوسکی تمام محبوبات اور لذات مین موت حایل ہوجاویگی اور عذاب دیکہیگا جتنی لذت اوٹہاتا تہا موافق اوسہی لذت کی جسنی زاد اخروی کی سعی سی روک رکہا تہا

سعيه فى طلب زاده ليوم معاده اذ لو كان لاحد الف محبوب ينزل به عند الموت فى وقت واحد الف مصيبة لانه
اسلئی کہ اگر کسیکی ہزار محبوب ہوں تو مرتی وقت ایکدم مین اوسپر ہزار مصیبتین پڑ جاوینگی کیونکہ اوسکی محبوب

كان يحب جميعها ويسلب عنه فى لحظة واحدة كلها ويبقى فى حسرة وندامة بعد موته وهذا اول ما يلقاه عقيب
محبوب تہی اور ایک لحظہ بہر مین سب سی جدا ہوگیا اور موت کی بعد حسرت اور ندامت مین پڑا رہیگا اور یہہ تو وہ الم ہی جو مرتی ہی پیش آویگا

مونه من الالم فضلا عما اعده الله تعالى من عذاب النار للذين استحبوا الحيوة الدنيا ورضوا بها والحاصل
علاوہ اوسکی جو اللہ تعالی نی دوزخ کا عذاب تیار کر رکہا ہی اونکی لئی جو دنیا کی زندگی دوست رکہتی ہیں اور پسند کرتی ہیں غرض یہہ ہی

ان من احب شيئا سوى الله تعالى ولم يكن محبته له لله تعالى ولا لكونه معينا له على طاعة الله تعالى يحصل
کہ سوای اللہ کی جو کسی شی کو محبوب رکہتا ہی اور اوسکی محبت واسطی اللہ کی نہو اور نہ اسلئی کہ وہ طاعت الہی پر امداد کرتی ہی تو اوسی ضرر حاصل ہوتا ہی

له به الضرر سواء ظفر به او لم يظفر فانه ان لم يظفر به يعيش بغصته ولا يستريح من التعب وان ظفر به
برابر ہی کہ وہ شی حاصل ہو جاوی یا نہ حاصل ہو کیونکہ اگر نہ ہاتہ آئی تو غصہ میں رہتا ہی اور تعب سی آرام نہیں پاتا اور اگر میسر آگئی

يكون ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد فواتها اضعاف اضعاف ما حصل له من اللذة ولو نال
تو میسر آنیسی پہلی کا الم جو ہو چکا اور بعد اوسکی گم ہونی کی حسرت جو لذت سی چند در چند ہوگی اور اگر آدمی کو

العبد كل حظ من حظوظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع فى تحصيل سعادة الاخرة يصير
دنیا کی تمام عیش اور دنیا کی ساری لذتیں میسر آئیں اور عمر اسی میں تمام کر دی اور سعادت اخروی کی تحصیل میں سعی نکی تو مرتی ہی

عند الموت كانه لم يظفر بشئ من حظوظها ولذاتها وتعود تلك الحظوظ واللذات عذابا له ويصير معذبا
گویا کچہہ نہ تہا نہ کوئی عیش تہا اور نہ کچہہ لذت تہی اور وہ ہی عیش اور چین عذاب ہو جاویگی اور دو وجہ سی عذاب

بنفس ما كان متنعما به من جهتين من جهة فوته مع شدة تعلق قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو انفع له
بہگتیگا جسکا آرام پاتا تہا اس جہت سی کہ وہ فوت ہوئی اور دلکو اوسی بڑا لگاؤ تہا اور اس جہت سی کہ جو بہت نافع

وادوم فالمحبوب الحاصل يفوت عنه والمحبوب الاعظم لا يحصل له فهذا اول ما يلحقه عقيب موته من
اور دوام کی لئی تہا حاصل نہوا سو محبوب اتنہ آیا ہوا جاتا رہیگا اور بڑا محبوب حاصل نہوگا یہہ تو وہ عذاب ہی جو مرتی ہی دوزخ کی عذاب سی پہلی

العذاب قبل عذاب النار لان الموت ليس بعدم محض وفناء صرف بل هو مفارقة الدنيا وقدوم على الله تعالى و
بہگتیگا اسلئی کہ موت عدم محض اور صرف فناء نہیں ہی بلکہ موت دنیا کی مفارقت ہی اور اللہ کی سامہنی ہونا اور

لا يبقى مع العبد عند الموت الا شيئان العلم والعمل وهما للعبد من المنجيات والباقيات الصالحات ويوصلانه
آدمی کی ساتہہ مرتی دم دو ہی چیزیں رہتی ہیں علم اور عمل اور یہہ کہ آدمی کو نجات دیتی ہیں اور نیک پس ماندہ ہیں اور اللہ تعالی کی

الى الله تعالى والى لذة لقائه وهذه هى السعادة التى تتعجل له عقيب الموت ويصير قبره روضة من رياض
دیدار کی لذت تک پہنچا دیتی ہیں اور یہہ ہی سعادت ہی کہ مرنی کی بعد جلدی سی حاصل ہوتی ہی اور اسکی گور ایک چمن بہشت کا بن جاتی ہی

الجنة الى ان يدخل اوان الرؤية فى الجنة والمراد بالعلم العلم بالله تعالى وصفاته وافعاله وملئكته وكتبه ورسله وسائر
یہاں تک کہ وقت جنت میں کی دیدار کا آجاتا ہی اور علم سی مراد علم معرفت الہی کا ہی اور صفات کا اور افعال کا اور فرشتوں کا اور کتابوں کا اور رسولوں کا

ما يجب العلم به من الاعتقاديات والعمليات والمراد بالعمل العبادة الخالصة لوجه الله تعالى الموافقة لكتاب
اور اور جو جو علم واجب ہیں اعتقادیات اور عملیات کا اور عمل سی مراد عبادت ہی جو خالص للہ اور کتاب اللہ

الله تعالى وسنة رسوله ثم كل من العلم والعمل لا يحصل الا ببقاء البدن وصحته وبقاؤه وصحته لا يتيسر الا
اور سنت رسول کی موافق ہو پہر کوئی علم اور عمل حاصل نہیں ہو سکتا بغیر باقی رہنی بدن اور تندرستی کی اور بدن کی بقا اور تندرستی نہیں میسر ہوتی

بالقوت واللباس والمسكن وكل منها يحتاج الى اسباب فالقدر الذى لا بد منه من هذه الثلثة ان اخذه
بدون کہانی پہنی اور گہر کی اور ان سبکی لئی اسباب چاہئی پہر وہ مقدار جو ان تینوں کی لئی کافی ہو اگر آدمی نی دنیا میں سی

العبد من الدنيا لاخرته لا يكون من ابناء الدنيا بل يكون الدنيا فى حقه مزرعة الاخرة فان الدنيا والاخرة
آخرت کی لئی لیا ہی تو یہہ شخص دنیا داروں میں نہیں ہی بلکہ دنیا اسکی حق میں آخرت کی کہیتی ہی کیونکہ دنیا اور آخرت

عبارتان عن حالتين من احوال الانسان فالقريب الداني يسمي دنيا وهو كل ما ينقضي لذته قبل الموت والمتاخر
انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ سو اول حالت نزدیک کی دنیا کہلاتی ہی یعنی جسکی لذت موت سی پہلی ہو اور پچھلی حالت

المتاخر يسمي اخرة وهو كل ما لا ينقضي لذته بعد الموت فعلي هذا ان جميع ما يكون للانسان اليه ميل ويكون له
درنگ کی آخرت کہلاتی ہی یعنی جسکی لذت بعد موت کی تمام نہووی اس بیان کی موافق جو جو چیزیں کہ آدمی کو ادھر رغبت ہوتی ہی اور اونکا

حظ عاجل ليس بمذموم بل كل ما كان له فيه حظ عاجل قبل الموت ولا يبقي له ثمرته بعد الموت فهو من الدنيا في حقه
حظ ابھی ہی سب مذموم نہیں ہیں بلکہ جسمیں کہ ابھی حظ ہو دنیا موت سی پہلی اور اوسکا ثمرہ موت کی بعد نہ رہی وہ سب اوسکی حق میں دنیا ہی

وكل ما يكون له فيه حظ عاجل قبل الموت ويبقي ثمرته بعد الموت كالطاعات والعبادات وما يكون له اعانة عليها فهو
اور جسکا حظ ابھی موت سی پہلی ہو اور اوسکا ثمرہ موت کی بعد بھی باقی رہی جیسی طاعات اور عبادات اور جو اسباب عبادت کی مددگار ہیں سو وہ

ليس من الدنيا في حقه بل هو من الاخرة اذ روي انه عليه السلام قال حبب الي من دنياكم ثلث الطيب والنساء
اوسکی حق میں دنیا نہیں ہیں بلکہ آخرت میں داخل ہیں اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مجھکو تمہاری دنیا میں سی تین چیزیں محبوب ہیں خوشبو اور عورتیں

وقرة عيني في الصلوة فانه عليه السلام جعل الصلوة من جملة ملاذ الدنيا ولذلك اضافها اليها لان التلذذ بتحريك
اور ٹھنڈک میری آنکھوں کی نماز میں ہی اب نبی علیہ السلام نی نماز کو دنیا کی لذتوں میں ٹھہرایا اسہی لئی دنیا کی طرف نسبت کیا اسلئی کہ تلذذ ذاتہ ہاتھ پانو ہلانیکا

الجوارح في الركوع والسجود انما يكون في الدنيا وكل ما يدخل في الحس والمشاهدة فهو من عالم الشهادة فيكون من الدنيا
رکوع اور سجود میں دنیا ہی میں ہوتا ہی اور جو چیز محسوس اور مشاہد ہو آتی ہی موافق ارشاد کی سو وہ عالم ظاہری سی ہی دنیا ہی کی ہوگی

لكن لا يعد منها بل يعد من الاخرة لبقاء ثمرته يسرنا الله تعالي المجلس السادس والتسعون في بيان نهي من اكل
لیکن آخرت میں شمار ہوتی ہی کیونکہ اوسکا ثمرہ باقی رہتا ہی الہی ہمکو عمل موافق اپنی پسند کی آسان کر چھیانویں مجلس بیچ بیان ممانعت اوس شخصکی جو

ما فيه رائحة كريهة من دخول المسجد قال رسول الله صلي الله عليه وسلم من اكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن
بودار چیز کہاوی مسجد میں آنی سی رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص اس درخت بدبو کی کہاوی تو ہماری مسجد کی نزدیک

مسجدنا فالملئكة تتاذي مما يتاذي منه الانس هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة واسم الاشارة
ہرگز نہ آوی کیونکہ فرشتی ایذا پاتی ہیں جس سی آدمیوں کو ایذا ہوتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسم اشارہ یعنی لفظ

الواقعة فيها اشارة الي جنس ما له رائحة كريهة والمعني ان من اكل شيئا مما له رائحة كريهة فلا يقربن مسجدنا والظاهر من
ہذہ جو اسحدیث میں آیا ہی اشارہ ہی طرف جنس بدبو کی اور مراد اس سی یہہ ہی کہ جو شخص بودار چیز کہاوی تو ہرگز ہماری مسجد کی نزدیک نہ آوی اور اضافت سی

الاضافة ان يكون المراد من المسجد مسجد النبي عليه السلام لكن الجمهور قالوا هو عام لكل مسجد لقوله عليه السلام
ظاہر یہہ ہی کہ مسجد سی مراد مسجد نبوی کا ہی صلی الله علیہ وسلم لیکن تمام علما کہتی ہیں کہ یہہ سب مساجد کی حق میں عام ہی اسلئی کہ ایک اور

في حديث اخر فلا يقربن المساجد بل الحقوا به كل مجمع الخير كمجلس العلم ومصلي العيد والجنازة وغيرها لوجود العلة
حدیث میں یوں آیا ہی وہ مسجدوں کی نزدیک نہ آوی بلکہ علماء نی تمام انبوہ خیر کو جیسی مجلس علم کی اور عیدگاہ اور جنازہ وغیرہ کو مساجد میں داخل کیا ہی کیونکہ علت

التي هي تاذي الملئكة والناس فيها ثم ان هذا ليس نهيا عن دخول المسجد وحضور الجماعة لان الجماعة سنة مؤكدة تشبه
موجود ہی یعنی ملائکہ کی اور آدمیوں کی تکلیف پھر یہہ مسجد میں آنی سی اور جماعت میں ملنی سی ممانعت نہیں ہوئی ہی اسلئی کہ جماعت سنت موکدہ واجب سی ملتی ہوئی ہی

الواجب فلا ينبغي تركها باستعمال ما يمنع من حضورها بل هو نهي عن تناول ما يمنع من دخول المسجد وحضور الجماعة
سو جماعت کا ترک کرنا ایسی چیز کی استعمال سی جو جماعت سی بند رکھی لایق نہیں ہی بلکہ یہہ ممانعت ہی ایسی چیز کی کہانی کی جو مسجد میں آنی اور حضور جماعت سی منع کری

وقد روي انه عليه السلام كان اذا وجد من رجل في المسجد ريح البصل او الثوم امر به فاخرج الي البقيع ولهذا قال
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اگر کسی شخص میں سی بو پیاز یا لہسن کی پاتی تو حکم کرتی کہ اوسکو بقیع میں نکال دیں اسہی لئی فقہاء کہتی ہیں

الفقهاء کل من وجد فیه رائحة کریهة یتاذی به الانسان یلزم اخراجه من المسجد ولو بجره من یده او رجله
جسمین سی ایسی بو آتی ہو کہ آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہو اوسکا مسجد مین سی نکالدینا لازم ہی اگرچہ ہاتھہ یا پاؤن کھینچکر

دون اللحیة وشعر راسه فعلی هذا یلزم ان یمنع من قربات المسجد من یتناول الدخان الذی ظهر فی هذا الزمان
پر ڈاڑہی اور سر کی بال نہ کھینچی سو اس بیان کی موافق لازم ہی کہ مسجد مین آنی سی جو لوگ دہوان کھینچتی ہین یعنی حقہ نوش منع کئی جاوین کہ اس زمانہ مین

من قبل الکفرة العدوة لاهل الایمان وابتلی به کافة الانام من الخواص والعوام لکراهة رائحته اشد من کراهة
کفار کی طرف سی جو اہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہی اور تمام خلقت خاص اور عام اوسمین مبتلا ہوگئی ہین کیونکہ اسکی بو پیاز اور لہسن کی بوسی بدتر ہی

رائحة البصل والثوم بل یلزم اخراجه من المسجد ولو بجره من یده او رجله کما هو رای الفقهاء فی کل من یوجد
بلکہ اوسکا مسجد مین سی نکالدینا لازم ہی اگرچہ ہاتھہ یا پاؤن سی کھینچکر چنانچہ فقہاء کی یہہ ہی رای ہی ہر شخص مین کہ ایسی بو آتی ہو

فیه رائحة کریهة یتاذی به الخلق واما عند عدم اتیان المسجد فهل یحل استعماله کما یحل اکل البصل والثوم ام لا
کہ خلقت کو ایذا ہوئی اور جس صورت مین کہ مسجد مین نہ آوی تو آیا اوسکا استعمال حلال ہی یا نہین جیسی پیاز لہسن کہانا حلال ہی

لا شك انه لیس کالبصل والثوم لانهما من مصلحات الطعام ومما یکون للفقراء الغذاء والادام وهذه الدخان
اسمین کچھہ شک نہین کہ حقہ مثل پیاز اور لہسن کی نہین ہی کیونکہ پیاز لہسن سی تو کہانا سنورتا ہی اور فقرا کی لئی غذا اور سالن ہی اور حقہ مین ہرگز

لا یصلح لشیء من ذلك اصلا وقد کثر فیه الاقاویل والحق الذی علیه التعویل ان الفعل الاختیاری الصادر عن المکلف
کچھہ بہی نہین ہوسکتا اور اسمین گفتگو بہت ہی اور حق بات جسپر اعتماد ہی یہہ ہی کہ اختیاری کام جو آدمی عاقل بالغ سی عمل مین آوی

ان لم یترتب علیه فائدة دینیة او دنیویة فهو دائر بین العبث واللعب واللهو وفی کتاب اللغة لم یفرق بین هذه الثلثة
اگر اوسمین کوئی فائدہ دینی یا دنیوی نہین ہوتا تو وہ یا عبث ہی یا لعب ہی یا لہو ہی اور لغت کی کتابون مین ان تینون مین کچھہ فرق نہین

لکن لا بد من الفرق لعطف بعضها علی بعض فی القران وهو علی ما ذکره بعض العقلاء وکان حقیقا بالقبول ان العبث
بیان کیا لیکن فرق ضرور چاہیی کیونکہ قران مین ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق ذکر بعضی علماء کی کہ قابل قبول کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ کام ہوتا ہی

الفعل الذی لیس فیه لذة ولا فائدة واما الذی فیه لذة بلا فائدة فهو لعب ومثله اللهو الا ان فیه زیادة حظ
جسمین نہ لذت ہوتی ہی اور نہ فائدہ اور جس کام مین لذت ہو بلا فائدہ وہ لعب کہلاتا ہی اور ایسا ہی لہو ہوتا ہی پر اسمین حظ نفس

النفس بحیث تشتغل به عما یهمها والکل حرام لانها لم تذکر فی القران الا علی طریق الذم فلما علم حرمة اللعب واللهو
زیادہ ہوتا ہی ایسا کہ اسمین ضروری کام رہ جاتی ہین اور یہہ سب حرام ہین اسواسطی کہ جہان قرآن مین آئی ہین سو بطریق ہجو کی آئی ہین پہر جب لعب اور لہو

والعبث علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما فی اللعب او العبث او فی اللهو بل هو بالعبث انسب لخلوه
اور عبث کی حرمت معلوم ہوئی تو حقہ کی بہی حرمت معلوم ہوئی اسلئی کہ حقہ یا لعب ہی یا عبث ہی یا لہو ہی بلکہ وہ عبث سی زیادہ مناسب ہی کیونکہ اسمین

عن اللذة التی فی اللعب او اللهو اللهم الا ان یستلذه نفوس بعض المستعملین له بتسویل شیطان فحینئذ یدخل فی
لذت نہین ہی یا الہی شاید کہ کسی حقہ پینی والی کو بسبب تسویل شیطانی کی کچھہ لذت آتی ہو اب لعب مین داخل ہوگا

اللعب او فی اللهو مع کونه عاریة عن الفائدة الدینیة وهو ظاهر وعن الفائدة الدنیویة ایضا لانه لا یصلح لشیء من
یا لہو مین باوجودیکہ فائدہ دینی سی خالی ہی یہہ تو ظاہر ہی اور فائدہ دنیاوی سی بہی کیونکہ ہرگز کچھہ نہین بن سکتا

الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لاتفاق الاطباء علی ان مطلق الدخان مضر قال ابن سینا لولا الدخان والقتام
نہ غذا اور نہ دوا بلکہ مضر ہی اسواسطی کہ تمام طبیب متفق ہین کہ مطلق دہوان یعنی سب مضر ہین شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہوان اور گرد غبار نہوتا

لعاش ابن ادم الف عام وقال جالینوس اجتنبوا ثلثة وعلیکم باربعة ولا حاجة لکم الی الطبیب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن
تو آدمی ہزار برس تک جیتا اور جالینوس کہتا ہی کہ تین چیز سی بچو اور چار چیز اپنی اوپر لازم کرلو اب تمکو طبیب کی حاجت نہوگی دہوین اور غبار اور بدبو سی بچو

وعليكم بالدسم والحلوى والطيب والحمام وذكر في القانون ان جميع اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضي وفيه
اور چکنائی اور مٹھائی اور خوشبو اور حمام لازم کرلو اور قانون مین مذکور ہی کہ تمام قسم کی دہوئین اجزاء ارضی کی تاثیر سی خشکی کرتی ہین اور آسمین
نارية يسيرة قال بعض الفضلاء فاذا كان جميع اصناف الدخان مجففا يكون هذا الدخان مجففا للرطوبات البدنية
کچہہ تہوڑی نارية یعنی حرارت ہوتی ہی بعضی فضلاء کہتی ہین جب تمام قسم کا دہوان مجفف یعنی خشکی کرتا ہو تو حقہ رطوبات بدنیہ کو خشک کرتا ہوگا
فيكون موديا لحصول امراض كثيرة فلا يجوز استعماله لوجوب صيانة النفس عن لحوق الضرر وقد ذكر في نصاب الاحتساب
پہر تو اسی بہت ہی امراض پیدا ہونگی بس تو اسکا پینا جایز نہین ہی اسلئی کہ ضرر سی جان کا بچانا واجب ہی اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی
ان استعمال المضر حرام فان قيل بعض الاطباء قد يعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ويشاهد نفعه
کہ مضر شی کا برتنا حرام ہی پہر اگر کوئی اعتراض کری کہ بعضی طبیب کبہی کبہی بعضی مرضون کا کسی قسم کی دہوین سی علاج کیا کرتی ہین اور اوسکا فائدہ ظاہر ہوتا ہی
فكيف يصح المنع عن استعمال جميع اصنافه فالجواب انهم يعالجون لحظة يسيرة لا على الدوام حتى يحصل ما ذكر من التجفيف فان
پہر ممانعت تمام قسم کی دہوئین سی کیونکر درست ہی سو جواب یہہ ہی کہ وہ دم بہر کی لئی علاج کرتی ہین ہمیشہ کی لئی نہین کرتی تاکہ اوسین خشکی پیدا ہوجاوی پہر اگر
قيل ما ذكر من التجفيف لا يضر في البلغمي لكثرة رطوباته وانتفاعه بتجفيفها فما وجه المنع عن هذا الدخان فالجواب
کوئی کہی کہ خشکی بلغمی مزاج والی کو ضرر نہین کرتی کیونکہ رطوبت بہت ہوتی ہی اور خشکی سی نفع ہوتا ہی اب حقہ کی ممانعت کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی
ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد من معرفة ذلك من طبيب حاذق عارف بالامزجة والقدر الذي ينتفع به والا فالاقدام
کہ انتفاع کی حد معلوم نہین ہی سو اسکا معلوم کرنا ایسی طبیب حاذق سی ہی جو مزاجونسی واقف ہو اور اوس مقدار کا معلوم کرنا جسمین نفع ہو ضرور چاہئی ورنہ اوسکا پینا
عليه حرام مطلقا لوقوع التردد بين السلامة وعدمها فان العدول ممن كان يستعمله قد اختلفوا فيه فمنهم من يقول بضرره
مطلق حرام ہی کیونکہ سلامتی اور عدم سلامتی مین تردد ہی بیشک عادل اشخاص جو حقہ پیتی ہین اختلاف کرتی ہین بعضا ضرر کا قایل ہی
ومنهم من يقول بعدم ضرره ومنهم من يشك فيه لكن الفريق الاغلب الذي جانب الحق اليه اقرب لمزيد ديانتهم يقول
اور کوئی کہتا ہی ضرر نہین کرتا اور کسیکو اسمین شک ہی لیکن فریق اغلب جنکی طرف باعتبار افزونی دیانت کی حق پایا جاتا ہی کہتا ہی
انه يحدث في ابتداء قوة في الجسم وحدة في البصر ونشاطا في الاعضاء وهضما في الطعام فاذا حصلت المداومة يورث
کہ ابتدا مین تو جسم مین قوت اور بینائی مین تیزی اور اعضا مین نشاط اور طعام مین ہضم پیدا کرتا ہی اور جب عادت پڑجاتی ہی تو بینائی پر
غشاوة في البصر وثقلا في الاعضاء وامساكا في الهاضمة وضعفا في البدن لانه كما قال الاطباء يجفف مع نوع حرارة
پردہ سا اور اعضا مین بوجہہ اور ہاضمہ مین امساک اور بدن مین سستی آجاتی ہی اسلئی کہ موافق قول طبیبون کی حرارت کی ساتہہ خشکی کرتا ہی
فيفعل في ابتدائه ما ذكروه اولا وفي انتهائه ما ذكروه اخرا على انه لو تحقق نفعه فبعد النفع يمنع من استعماله لانه حينئذ
سو اول اول تو وہی تاثیر ہوتی ہی جو اول بیان کیا اور انجام کو وہ ہی ہوتا ہی جو پہر بیان کیا علاوہ بریں ہی اگر نفع ثابت بہی ہو تو بعد نفع کی پینا منع ہی اسلئی کہ اب
يكون دواء ولا يجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا لم يجد مرضا يزيله ياخذ من البدن الا ترى ان الخمر المحرمة بالنص
دوا ہوگا اور دوا کا استعمال کرنا بعد زوال مرض کی جایز نہین ہی اسلئی کہ جب مرض نہین ہوتا جسی دور کری تو بدن مین اثر کرتی ہی دیکہہ تو شراب قطعی حرام ہی اور قرآن
قد اخبر القران بنفعها كما قال الله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما
سی اوسکا نفع ثابت ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تجہسی پوچہتی ہین حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ انمین گناہ بڑا ہی اور فائدہ بہی لوگون کو اور انکا گناہ فائدی
لكن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر يمحى جانب الضرر حتى قال الفقهاء لو كان في شيء وجوه كثيرة توجب الحل والجواز ووجه
سی بڑا ہی لیکن نفع کی جانب جب ضرر کی مقابل پر آتی ہی تو ضرر کا لحاظ کیا کرتی ہین یہان تک کہ فقہا کہتی ہین اگر ایک شی مین کئی وجہ حلت اور جواز کی ہون اور ایک
[illegible] يوجب الحرمة وعدم الجواز يرجح جانب الحرمة احتياطا ثم في معرفة حرمة الاشياء واباحتها وجه حسن يرجع الى
[illegible] جواز [illegible] حرمت [illegible] ہو تو احتیاط کی لئی حرمت کی جانب کو [illegible] ہر شی کی حرمت اور اباحت دریافت کرنی کی اچہی وجہ ہی کہ

الی الاصول وهو ان الحق فی الاشیاء قبل البعثة ان لا یکون فیها حکم وبعد البعثة اختلف العلماء فیها علی ثلثة اقوال

اوسکا اصولون کی طرف ہی یعنی حق یون ہی کہ اشیاء مین نبوت سی پہلی پہلی کسیطرح کا خاص حکم نہو اور بعد نبوت کی علماء کی مختلف تین قول ہین قول اول یہہ ہی

الاول انها متصفة بالحرمة الا ما دل دلیل الشرع علی اباحته والثانی انها متصفة بالاباحة الا ما دل دلیل الشرع علی

اشیاء سب حرام ہین سوا اوسکی کہ شرعی دلیل اوسکی اباحت بیان کری دوسرا قول کہ تمام اشیاء مباح ہین سوا اوسکی کہ شرعی دلیل حرمت پر

حرمته والثالث وهو الصحیح ان یکون فیها تفصیل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنی ان الاصل فیها الاباحة لقوله تعالی

دلالت کری اور تیسرا قول جو صحیح ہی یہہ ہی کہ اشیاء مین تفصیل ہی کہ ضرر کی چیزین حرام ہین یعنی اصل اوسمین حرمت ہی، اباحت ہی بدلیل اللہ کی

هُوَ الَّذِی خَلَقَ لَکُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا فانه تعالی ذکره فی معرض الامتنان ولا یمتن الا بالحلال الجائز فکانه تعالی قال هو

وہ ہی ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچھہ زمین مین ہی سب کیونکہ اللہ تعالی اسکو امتنان کی جگہہ فرماتا ہی اور منت بدون حلال اور جایز کی نہین ہوتی سو اللہ تعالی گویا یہہ

الذی خلق لاجلکم جمیع ما فی الارض من المنافع لتنتفعوا بها وعلی هذا القول الثالث الصحیح یخرج حکم هذا الدخان ایضا فانه

فرماتا ہی کہ اللہ وہ ہی کہ تمام جو زمین میں منافع ہین تمہاری لئی پیدا کئی ہین تاکہ اون سی فائدہ لو اور اسی تیسری صحیح قول پر حقہ کا حکم بھی نکل آتا ہی کیونکہ حقہ

لو کان نافعا لکان فیه الاصل الاباحة لکن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو فی الاجل فیکون الاصل فیه الحرمة

اگر مفید ہوتا تو اصل اوسمین اباحت ہوتی لیکن حاذق طبیبون کی بیان سی ثابت ہوا ہی کہ وہ مضر ہی اگرچہ انجام مین سو اصل اسمین حرمت ہی ہوویگی

بل لو وقع الشک فی امره تغلب جانب الحرمة کما هو القاعدة الشرعیة فانه علیه السلام قال الحلال بین والحرام بین و

بلکہ اگر اسمین شک بھی ہووی تو بھی حرمت کی جانب غالب ہوگی چنانچہ یہہ ہی قاعدہ شرعی ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ حلال ظاہر ہی اور حرام ظاہر ہی اور

بینهما مشتبهات لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات فقد استبرأ لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات کان

انکی بیچمین مشتبہات ہین اکثر لوگون کو معلوم نہین ہوتی پہر جو شخص شبہات سی بچتا رہا تو اوسنی اپنا دین اور عزت بچائی اور جو شخص شبہات مین پڑگیا تو

کالراعی یرعی حول الحمی یوشک ان یقع فیه واختلف العلماء فی حکم هذه الشبهات فذهب بعضهم الی حرمتها لانه علیه

ایسا ہی جیسی چروا ہا بیڑ کی گرد چراتا ہو اور بھی بیڑ کی اندر جا گھسیگا اور علماء کو ان شبہات کی حکم مین اختلاف ہی سو بعضی تو حرمت کی طرف گئی ہین اسلئی کہ نبی

السلام اخبر فی هذا الحدیث ان من ترک ما اشتبه علیه حکمه ولم ینکشف له حقیقة امره یکون دینه سالما مما یفسده

علیہ السلام نی اس حدیث مین خبر دی ہی کہ جسنی ترک کیا عمل جسکا حکم مشتبہ ہوا اور حقیقت حال اوسکی معلوم نہوئی ہو تو اوسکا دین مفسدہ اور نقصان سی

او ینقصه ونفسه ناجیا مما یعیبه ویلام علیه ومن لم یترک بل فعله یقع فی الحرام وهذا الدخان مما اشتبه حکمه

سلامت اور اوسکا نفس عیب اور ملامت سی بچا ہوا ہی اور جسنی نچھوڑا بلکہ عمل کیا تو حرام مین مبتلا ہوگا اور حقہ کا حکم مشتبہ ہی

ولم ینکشف حقیقة امره فمن ترکه ولم یستعمله یکون دینه سالما من الفساد والنقصان ونفسه ناجیا من العیب

اور اسکی حقیقت حال ظاہر نہین ہوئی پہر جسنی چھوڑا اور نہ پیا تو اوسکا دین فساد اور نقصان سی اور اوسکا نفس خلقت مین عیب اور ملامت سی

واللوم بین الانام ومن لم یترکه بل استعمله یکون واقعا فی الحرام وذهب بعضهم الی کراهتها لما جاء فی حدیث اخر انه علیه السلام

بچا رہا اور جسنی نچھوڑا بلکہ پیا تو وہ حرام میں واقع ہوگا اور بعضی علماء کہتی ہین کیونکہ ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال الامور ثلثة امر تبین لک رشده فاتبعه وامر تبین لک غیه فاجتنبه وامر اختلف فیه فدع ما یریبک الی ما لا یریبک

امور تین طرح کی ہین ایک وہ جسکی خوبی ظاہر ہی سو اوسکو اختیار کر اور ایک وہ جسکی کجی ظاہر ہو سو اوس سی بچتا رہ اور ایک وہ امر ہی جسمین اختلاف ہو سو چھوڑ شک مین ڈالنی کو

ولا شک ان امر الدخان مما ارتاب ووقع فی الاضطراب فاقل مراتبه الکراهة ولا یظن انه ینتهی الی درجة الاباحة بتعلل

طرف اوسکی جو شک مین نہ ڈالی اور اسمین کچھہ شک نہین ہی کہ حقہ کا حکم مشکوک ہی اور اضطراب مین ڈال رکھا ہی اسکا حکم کم سی کم مرتبہ کراہت کا ہی اور یہہ گمان نہین ہی کہ اباحت کا درجہ لیلی

کثیر مما یتعاطاه انه نافع ودواء لکل داء وانهم وجدوا فی استعماله دواء لامراضهم لان ذلک من تلبیس ابلیس علیهم وتزیینه

ان دلائل سی کہ اکثر بیان کرتی ہین کہ فائدہ کرتا ہی اور ہر دکھہ کی دوا ہی اور ہمنی پی کی انکی امراض کو مفید پایا اسلئی کہ یہہ تقریر بن شیطانی شبہات ابلیس کی تزیین ہی

الوجہ وان النافع متصفة بالاباحة یعنی ان الاصل فیه

لهم حتى تتولد من تكاثفه الادواء فوعاقبة امره لان تكراره يؤذي مايقابله فيتولد منه الحرارة فيكون في عاقبة امره داء
تاکہ آخر کو اوسکی کثافت سی بیماریان پیدا ہوجاوین کیونکہ اسکا تکرار اپنی مقابل کو ایذا دیتا ہی پہر اوسی حرارت پیدا ہوجاتی ہی آخر کو مرض ہوجاتا ہی
لا دواء ثم يلزم على قولهم ان يكون الناس كلهم مرضى وان يكون مرضهم في جميع الفصول الاربعة من نوع واحد وان يكون
دوا نہین ہوتا پہر اونکی قول کی موافق لازم آتا ہی کہ تمام لوگ بیمار ہون اور اونکا مرض بہی تمام چارون فصلون مین ایک ہی طرحکا ہووی اور اونکا
معالجتهم فيها بشيء واحد على جهة واحدة وبطلانه غير خفي على احد من العقلاء ثم فيه اضاعة المال لانه يشترى
علاج بہی تمام فصلون مین ایک ہی شی سی ایک ہی طرح پر ہووی اور اسکا بطلان کسیعاقل پر پوشیدہ نہین ہی پہر اسمین مال ضایع ہوتا ہی کیونکہ خوب مہنگا
بثمن غال فيدخل في الاسراف المحرم وقد كتب بعض المالكية في الديار الحجازية جوابا عن سوال يتعلق بالدخان وهو ان
خریدتا ہی اب اسراف ہوتا ہی جو حرام ہی اور کسی مالکی مذہب والی نی دیار حجاز مین ایک سوال کا جواب لکہا ہی جو دہوئین کی باب مین ہی یعنی
استعمال الدخان حرام كاصله لان اصله الخشب والنار لكونه اجزاء من الخشب ممزوجة باجزاء من النار وهو من حيث اجزائه
دخان کا استعمال کرنا حرام ہی جیسی اوسکی اصل اسلئی کہ اوسکی اصل لکڑی ہی اور آگ کیونکہ لکڑی ہی کی اجزا آگ کی اجزا مین ملی ہوتی ہین اور وہ باعتبار اجزا ناری کی
النارية التي فيه يحرم استعماله لقوله تعالى ان الذين ياكلون اموال اليتمى ظلما انما ياكلون في بطونهم نارا فدل النص
استعمال کرنا حرام ہی بدلیل اس آیت کی جو لوگ کہاتی ہین یتیمون کی مال ناحق وہ یہہ ہی کہاتی ہین اپنی پیٹ مین آگ اب اس نص سی
على حرمة النار فيحرم الدخان الحاصل منها وايضا انه تعالى جعله مما يعذب به حيث قال في حق قوم يونس عليه السلام
حرمت آگ کی معلوم ہوئی سو دہوان بہی حرام ہوا جو آگ سی نکلتا ہی اور یہہ بہی ہی کہ اللہ تعالی نی دہوئین کو عذاب کی اسباب مین مقرر کیا ہی چنانچہ یونس علیہ السلام کی
لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي في الحيوة الدنيا فان العذاب المكشوف عنهم كان دخانا وقال في اية اخرى فارتقب
قوم کی حق مین فرماتا ہی جب یقین لائی کہولدیا ہمنی اونپرسی ذلت کا عذاب دنیا کی جیتی کیونکہ جو عذاب اونپرسی دفع ہوا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت مین فرمایا ہی
يوم تاتي السماء بدخان مبين يغشى الناس هذا عذاب اليم والمراد بالدخان المذكور في هذه الاية معناه الحقيقي على قول
سو تو راہ دیکہہ جسدن کہ لاوی آسمان دہوان صریح جو گہیر لی لوگون کو یہہ ہی دکہہ کی مار اور دخان سی اس آیت مین جو مذکور ہی ایک قول کی موافق حقیقی معنی مراد ہین
وعلى هذا القول يكون النظم الكريم صريحا في كون الدخان عذابا اليما وما به التعذيب يحرم استعماله فان الفقهاء
اور اس قول کی مطابق مضمون آیت کا صریح ہی کہ دخان سخت عذاب ہوتا ہی اور جس شی مین تعذیب واقع ہوئی ہی اوسکا استعمال حرام ہی کیونکہ تمام فقہا
قد اتفقوا على وجوب الفرار من محل العذاب كبطن محسر فانه على لفظ اسم الفاعل من التحسير اسم واد اهلك الله تعالى
متفق ہین کہ محل عذاب سی بہاگنا چاہئی جیسی بطن محسر محسر اس فاعل کی وزن پر تحسیر مین سی ایک جنگل کا نام ہی جہان اللہ تعالی نی اصحاب فیل کو
فيه اصحاب الفيل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجوب الفرار مما به العذاب اولى ثم ان المستعملين له ترى انه يخرج
ہلاک کیا تہا اور جب محل عذاب سی بہاگنا واجب ہوا تو جس شی کہ عذاب ہوا سو اولی تر بہاگنا واجب ہی پہر حقہ پینی والون کو تو دیکہتا ہی کہ اونکی حلق
من حلوقهم وانوفهم وفيه تشبيه باهل النار وبالذين يهلكون في اخر الزمان من الاشرار كما جاء في الخبر انه يكون في اخر
اور ناک سی دہوان نکلتا ہی اور اسمین دوزخیون کی مشابہت ہی اور اونکی مشابہت ہی جو آخر زمانہ مین شریر لوگ ہلاک ہونگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ آخر زمانہ مین
الزمان دخان يملاء الارض يقيم على الناس اربعين يوما اما المؤمن فيصيبه منه كهيئة الزكام واما الكافر فيخرج من انفه واذنيه
دہوان پیدا ہوکر تمام زمین کو بہر دیگا لوگون پر چالیس دن تک رہیگا مؤمن کو تو اوسکا اتنا اثر ہوگا جیسی زکام اور رہا کافر سو اوسکی ناک مین سی اور کانون مین
وعينيه حتى يصير راس احدهم كالراس الحنيذ اي المشوي فلا ينبغي للمؤمن ان يتشبه باهل العذاب ولا ان يستعمل
اور آنکہون مین سی دہوان نکلیگا یہان تک کہ ایک ایک کا سر بہنا سلسا ہوجاگا اب مؤمن کو لایق نہین ہی کہ عذاب والون کی مثل بنی اور نہ یہہ چاہئی کہ ایسی چیز برتی
ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقد كره جمع من العلماء التختم بالحديد والنحاس لما ثبت في
جو عذاب کی ہو اور نہ وہ جو اہل عذاب کی مناسب ہو اور اکثر علماء لوہی اور تانبی کی انگوٹہی پہننا مکروہ کہتی ہین کیونکہ حدیث مین ثابت ہوچکا ہی

الحدیث انهما حلیة اهل النار وصحح علی ما ذکره البلالی فی مختصر الاحیاء انه علیه السلام کان یکره الطعام السخن
کہ یہہ دونو دوزخیون کی زیور ہین اور موافق بیان بلالی کی مختصر الاحیاء مین ثابت ہی کہ نبی علیہ السلام گرم کہانا مکروہ جانتی تہی

ویقول ان الله تعالی لم یطعمنا نارا وهذا الدخان اولی بالکراهة لانه مختلط باجزاء ناریة کما مر فلو لم یکن فی استعماله
اور فرماتی کہ اللہ تعالی نی ہمکو آگ کہانی نہین بتای اور یہہ دخان تو اولی تر مکروہ ہی اسلئی کہ اجزاء ناری سی ملا ہوا ہی چنانچہ گذر چکا ہی پہر اگر اسکی استعمال مین

الا احیاء سنة الکفار الذین اخرجوه واظهروه فی بلاد الاسلام توصلا الی ضرر اهل الایمان لکان باعثا للعاقل
کچہہ نہو تا سوا اور کچہہ طریقہ کفار کی جنہون نی ایجاد کر کر بلاد اسلام مین پہیلایا تا کہ ایمان والون کا ضرر ہووی اتنا ہی عاقل کی واسطی اجتناب کرنیکو

علی اجتنابه ومانعا عن ارتکابه بل لو لم یکن فی استعماله الا تسوید الثیاب والابدان وکراهة الریح والانتان لکان
بڑا باعث تہا اور اختیار کرنی سی بڑا مانع تہا بلکہ اسکی استعمال مین اگر کچہہ نہو تا سوا سیاہ ہونی کپڑون اور بدن کی اور بو اور سڑاہند کی تو بہی

زاجرا للعاقل عن استعماله لکن اکثر اهل الزمان طبایعهم جامدة صعبة الانقیاد مائلة دائما الی مالا یعنیهم ان نصحوا
عاقل کو اسکی استعمال سی روکنی کو موجود تہا لیکن اس زمانہ کی طبیعتین اکثر کند غیر مطیع ہین ہمیشہ بیہودہ کام کی طرف متوجہ رہتی ہین اگر بہلی بات کو مانی

لا یقبلوا وان علموا لم یتعلموا وان فهموا لم یفهموا وان فهموا لم یعملوا بما فهموا وهم من الذین ان یروا سبیل الرشد
اور اگر سکہاؤ نہ سیکہین اور اگر سمجہاؤ تو نہ سمجہین اور اگر سمجہین تو اوسکی موافق کبہی عمل نہ کرین یہہ اون لوگون مین ہین اگر دیکہین راہ سنوارکی

لا یتخذوه سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوه سبیلا یسر لنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وفضله وکرمه
وہ نہ ٹہراوین راہ اور اگر دیکہین راہ اولٹی اوسکو ٹہراوین راہ الہی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور فضل اور کرم سی آسان کر

المجلس السابع والتسعون فی بیان لزوم ترك مالا یعنیه من القول والفعل قال رسول الله صلی الله
ستانوین مجلس اس بیان مین کہ ترک بیہودہ کا لازم ہی بات ہو یا کام رسول اللہ صلی اللہ

علیه وسلم من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو هریرة ومعناه ان
علیہ وسلم نی فرمایا مرد کی اسلام کی خوبی ہی بیہودہ کا ترک کرنا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ

اسلام الرجل لا یکون کاملا وحسنا الا اذا ترك من الاقوال والافعال ما لا منفعة له فیه اصلا لا فی الدنیا ولا فی الاخرة
ہین کہ اسلام آدمی کا کامل اور خوب نہین ہوتا مگر جب وہ اقوال اور افعال چہوڑ دی جنمین اوسکا ہرگز کچہہ فائدہ نہووی نہ دنیا کا اور نہ آخرت کا

ومما لا منفعة له فیه اصلا الدخان الذی ظهر فی هذا الزمان من قبل الکفرة العدوة لاهل الایمان وابتلی
اور جسمین ہرگز کچہہ منفعت نہین ہی حقہ بہی ہی جو اس زمانہ مین کفار کی طرف سی جو اہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہی اور اوسکی

بمصه کافة الانام من الخواص والعوام فانه قد ظهر فی اوائل القرن الحادی عشر وصار فتنة عظیمة علی عامة البشر
پینی مین تمام خلق خاص وعام مبتلی ہوگئی ہین بیشک حقہ گیارہوین قرن کی اول مین نکلا اور تمام خلق پر بڑا ہی فتنہ ہوگیا ہی

اذ شاع تناوله فی البلدان بین الرجال والنساء والصبیان فلزم علی علماء الدین بیان حکمه للمسلمین هل یحل استعماله
اسواسطی کہ اسکا پینا شہرون کی اندر مردون اور عورتون اور بچون مین پہیل گیا ہی سو علماء دین پر مسلمانون کی لئی اسکا حکم بیان کرنا لازم ہی آیا اسکا پینا حلال ہی

ام یجب اجتنابه فاستمعوا یا اولی الالباب ما یقال لکم فی هذا الباب قد کثر فیه الاقاویل والحق الذی علیه التعویل ان
یا اسی اجتناب واجب ہی سو ای ہوش والو جو اس باب مین مذکور ہوتا ہی سنو اسمین بہت سی گفتگو ہی اور حق جسپر اعتماد ہو سو یہہ ہی

الفعل الاختیاری الصادر عن المکلف ان لم یترتب علیه فائدة دینیة او دنیویة فهو دائر بین العبث واللعب
کہ فعل اختیاری جو عاقل بالغ سی صادر ہوتا ہی اگر اوسمین کوئی فائدہ دین کا یا دنیا کا نہووی تو اسمین تفصیل پر ہی کہ عبث ہی یا لعب ہی یا

اللهو وفی کتب اللغة لم یفرق بین هذه الثلثة لکن لا بد من الفرق لعطف بعضها علی بعض فی القران وهو علی ما ذکره
لہو اور لغت کی کتابون مین ان تینون مین کچہہ فرق نہین بیان کیا پر فرق ضرور چاہئی کیونکہ قرآن مین ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق بیان

بعض الفحول لو کان حقیقا بالقبول ان العبث الفعل الذی لیس فیه لذة ولا فائدة واما الذی فیه لذة بلا فائدة

بعضی علماء کی جو قابل قبولیت کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ فعل ہوتا ہی جسمین نہ کچھ فائدہ ہو اور نہ لذت اور جس کام مین لذت ہو وی بلا فائدہ

فهو لعب ومثله اللهو الا ان فیه زیادة حظ النفس بحیث تشتغل به عما یهمها والکل حرام لانها لم تذکر فی القرآن

تو لعب ہوتا ہی اور ایسا ہی لہو اتنا ہی کہ اسمین نفس کو زیادہ حظ ہوتا ہی ایسا کہ لہو مین ضروری کار ہی رہ جاتی ہین اور یہہ سب حرام ہین انکی ذکر قرآن مین

الا علی طریق الذم فلما علم حرمة هذه الثلثة علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما فی اللعب او فی اللهو او فی

جہان آیا ہی سو بطور ہجو کی ہی پہر جب ان تینون کی حرمت معلوم ہوئی تو حقہ کی بہی حرمت معلوم ہوئی اسلئی کہ حقہ یا لعب ہی یا لہو ہی یا

العبث بل هو بالعبث انسب لخلوه عن اللذة التی فی اللعب واللهو اللهم الا ان یستلذه نفوس بعض المستعملین له

عبث ہی بلکہ عبث سی زیادہ تر مناسب ہی کیونکہ حقہ مین وہ لذت نہین ہی جو لعب اور لہو مین ہوتی ہی یا اگر شاید کہ بعضی پینی والون کو شیطانی تسویل یعنی دہوکہ سی

بتسویل شیطانی فحینئذ یدخل فی اللعب واللهو وعلی ای وجه کان فهو عار عن الفائدة الدینیة وهو ظاهر وعن الفائدة

لذت حاصل ہوتی ہو پہر اب لعب یا لہو ہوگا اور بہر صورت فائدہ دینی سی تو خالی ہی یہہ بات تو ظاہر ہی اور دنیا کی فائدہ سی بہی

الدنیویة ایضا لانه لا یصلح لشیء من الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لاتفاق الاطباء علی ان مطلق الدخان مضر

خالی ہی کیونکہ ہرگز کسی کام کا نہین ہی نہ غذا ہی اور نہ دوا ہی بلکہ وہ مضر ہی کیونکہ تمام طبیب اسپر متفق ہین کہ مطلق دہوان مضر ہوتا ہی

قال ابن سینا لولا الدخان والقتام لعاش ابن ادم الف عام وقال جالینوس اجتنبوا ثلثة وعلیکم باربعة ولا حاجة

شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہوان اور گرد و غبار نہوتا تو البتہ آدمی ہزار برس جیتا اور جالینوس کہتا ہی تین چیزسی بچتی رہو اور چار چیز کو لازم کرلو پہر تمکو طبیب

لکم الی الطبیب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعلیکم بالدسم والحلوی والطیب والحمام وذکر فی القانون ان جمیع

کی کچہہ حاجت نہین ہی دہوین اور غبار اور بدبو سی بچتی رہو اور چکنائی اور مٹہائی اور خوشبو اور حمام لازم کرلو اور قانون مین مذکور ہی

اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضی وفیه ناریة یسیرة قال بعض الفضلاء فاذا کان جمیع اصناف الدخان مجففا یکون

کہ دہوئین کی سب قسمین جوہر ارضی کی تاثیر سی خشکی کرتی ہین اور اسمین کچہہ ناریت یعنی حرارت ہوتی ہی بعضی فضلاء کہتی ہین جس صورت مین کہ دہوین کا تمام اقسام خشکی کرتی ہین تو حقہ

هذا الدخان مجففا للرطوبات البدنیة فیکون مودیا الی حصول امراض کثیرة فلا یجوز استعماله لوجوب صیانة

بدنی رطوبات کو خشک کرتا ہی اب اسمین بہت امراض پیدا ہوینگی سو اسکا پینا جایز نہین ہی کیونکہ مضرشی سی نفس کا بچانا واجب ہی

النفس عن لحوق الضرر وقد ذکر فی نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قیل بعض الاطباء قد یعالجون بعض

اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ مضر کا استعمال کرنا حرام ہی اگر کوئی کہی کہ بعضی طبیب کبہی کبہی بعضی

الامراض ببعض اصناف الدخان ویشاهدون نفعه فکیف یصح المنع عن استعمال جمیع اصنافه فالجواب انهم یعالجون

بیماریون کا علاج کسی قسم کی دہوین سی کیا کرتی ہین اور اوسکا نفع ظاہر ہوتا ہی اب ممانعت تمام قسم کی دخان کی کیونکر درست ہی سو جواب یہہ ہی کہ وہ دم بہر کی

به لحظة یسیرة لا علی الدوام حتی یحصل ما ذکر من التجفیف فان قیل ما ذکر من التجفیف لا یضر فی البلغمی لکثرة رطوباته

لئی علاج کرتی ہین مداومت کی لئی نہین کرتی تا کہ اوس سی خشکی پیدا ہووی اگر کوئی کہی خشکی بلغمی مزاج والی کو ضرر نہین کرتی کیونکہ اوسمین رطوبات بہت ہوتی ہین

وانتفاعه بتجفیفها فما وجه المنع عن هذا الدخان فالجواب ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد فی معرفة ذلک من طبیب

اور خشکی سی فائدہ ہوتا ہی اب حقہ سی وجہ ممانعت کی کیا ہی سو جواب یہہ ہی کہ حد انتفاع کی معلوم نہین ہی اب اسکی معرفت کسی طبیب حاذق سی

حاذق عارف بالامزجة والقدر الذی ینتفع به والا فالاقدام علیه حرام مطلقا لوقوع التردد بین السلامة وعدمها فان

جو مزاجون کو جانتا ہو اور اوس مقدار کی معرفت کی جسمین فائدہ ہو ضرور چاہئی اور نہین تو اوسپر قدم رکہنا مطلق حرام ہی کیونکہ صحت اور مرض مین تردد ہی کیونکہ

العدول من مستعملیه قد اختلفوا فیه فمنهم من قال بضرره ومنهم من قال بعدم ضرره ومنهم من شک فیه لکن

عادل لوگ حقہ پینی والی اسمین اختلاف کرتی ہین بعضی تو اسکی ضرر کی قائل ہین اور بعضی کہتی ہین ضرر نہین کرتا اور بعضون کو اسمین شک ہی لیکن

الفريق الاغلب الذي جانب الحق اليه اقرب قال انه يحدث في ابتدائه قوة في الجسم وحدة في البصر ونشاطا في
فریق اغلب جنکی جانب قریب بحق ہی کہتی ہین کہ حقہ پہلی پہلی جسم مین قوت اور نظر مین تیزی اور اعضا مین نشاط

الاعضاء وهضما في الطعام فاذا حصلت المداومة يورث ضعفا في البدن وثقلا في الاعضاء وغشاوة في البصر
اور طعام مین ہضم پیدا کرتا ہی پہر جب مداومت ہوجاتی ہی تو بدن مین ناتوانی اور اعضا مین بوجہہ اور نظر پر پردہ

وامساكا في الهاضمة وذلك لانه كما قال الاطباء مجفف مع نوع حرارة فيفعل في ابتدائه ما ذكر اولا وفي انتهائه
اور ہاضمہ مین امساک پیدا کردیتا ہی اور یہہ ثابت ہی اسلئی کہ طبیب اسکو کچہہ حرارت کی ساتہہ مجفف کہتی ہین سو اول مین تو وہ ہی پیدا کرتا ہی جو اول بیان کیا اور انجام کو

ما ذكر اخرا على انه لو تحقق نفعه فبعد النفع يمنع من استعماله لانه حينئذ يكون دواء ولا يجوز استعمال الدواء بعد
جو پہر بیان کیا علاوہ یہہ ہی کہ اگر نفع ثابت بہی ہووےگا تو بعد نفع کی پینا ممنوع ہی اسلئی کہ اب دوا ہوویگا اور صحت مین دوا کا استعمال کرنا جایز نہین ہی

زوال المرض لانه اذا لم يجد مرضا يزيله ياخذ من البدن فيؤدي الى الضرر وما يؤدي الى الضرر يمنع من استعماله الا ترى ان
اسلئی کہ دوا جب بیماری کو نہین پاتی کہ جسی دور کری تو بدن مین اثر کرتی ہی کہ پہر ضرر ہوجاتا ہی اور جو چیز نقصان کرتی ہو اوسکا استعمال جایز نہین ہی دیکہہ تو

الخمر المحرمة بالنص قد اخبر القران بنفعها كما قال الله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس
شراب نص سی حرام ہی اور اوسکی نفع کی قرآن خبر دیتا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تجہسی پوچہتی ہین حکم شراب اور جوئیکا تو کہہ انمین گناہ بڑا ہی اور فائدی ہین لوگو

لكن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر يحمى جانب الضرر حتى قال الفقهاء لو كان في شيء وجوه كثيرة توجب الحل والجواز
لیکن نفع کی جانب اگر نقصان کی مقابل پڑتی ہی تو نقصان کا لحاظ کرتی ہین یہان تک کہ فقہا کہتی ہین اگر ایک شی کی حلت اور جواز کی وجہین لازم آتا ہو

ووجه واحد يوجب الحرمة وعدم الجواز يرجح جانب الحرمة احتياطا فان قيل ان المستعملين له يدعون انهم يجدون
اور ایک وجہ سی حرمت اور عدم جواز تو حرمت کی جانب کو احتیاطا غلبہ دینگی اگر کوئی کہی کہ حقہ پینی والی کہتی ہین کہ ہم حقہ پی کر

عقيب استعماله خفة في البدن فكيف يصح القول بعدم النفع فيه فالجواب على ما ذكره بعض المتاولين له لتجربة نفعه
بدن مین خفت پاتی ہین اب بی فائدہ کہنا کیونکر صحیح ہی توجواب موافق بیان حقہ پینی والون کی جو نفع ضرر کا تجربہ کرچکی ہین یہ ہی

وضرره ان المستعملين له يحصل لهم حال استعماله الم شديد وعند فراغهم عنه ينجون من ذلك الالم ويحصل لهم
کہ حقہ پینی والون کو حقہ پیتی ہوئی سخت الم ہوتا ہی اور جب پی چکتی ہین تو اوس الم سی نجات اور راحت ہوتی ہی

راحة فيظن هؤلاء المساكين ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا يدرون انها انما حصلت من خلاصهم عن استعماله
سو یہہ بیچاری یون سمجہتی ہین کہ یہہ راحت حقہ پینی سی ہوئی یہہ نہین سمجہتی کہ حقہ بند کرنی سی ہوئی ہی

ثم في معرفة حرمة الاشياء واباحتها وجه حسن يرجع الى الاصول وهو ان الحق في الاشياء قبل البعثة ان لا يكون فيها حكم وبعد
پہر اشیاء کی حرمت اور اباحت دریافت کرنی کی خوب وجہ جسکا مرجع اصول ہی یہہ ہی کہ حق یون ہی کہ نبوت سی پہلی اشیا مین کوئی حکم نہو اور نبوت کی بعد

البعثة اختلف العلماء فيها على ثلثة اقوال الاول انها متصفة بالحرمة الا ما دل دليل الشرع على اباحته والثاني انها متصفة
علما کی مختلف تین قول ہین قول اول یہہ کہ اشیاء سب حرام ہین بجز اوسکی کہ دلیل شرعی سی مباح معلوم ہوجاوی اور دوسرا قول یہہ ہی

بالاباحة الا ما دل دليل الشرع على حرمته والثالث هو الصحيح ان يكون فيها تفصيل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنى ان
کہ سب اشیاء مباح ہین بجز اوسکی جو دلیل شرعی سی حرام معلوم ہوئی تیسرا قول یہہ ہی اور یہہ ہی صحیح ہی کہ اشیاء مین تفصیل ہو کہ نقصان کی چیزین سب حرام یعنی

الاصل فيها الحرمة وان المنافع متصفة بالاباحة بمعنى ان الاصل فيها الاباحة لقوله تعالى هو الذي خلق لكم ما في الارض
اصل مین ... اور نفع کی چیزین سب مباح یعنی اصل اونمین اباحت ہی دلیل اس آیت کی وہ ہی ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچہہ زمین مین ہی

جميعا فانه تعالى ذكره في معرض الامتنان ولا يكون الامتنان الا بالنافع المباح فكانه تعالى قال هو الذي خلق لكم
سب ... احسان ... اور احسان جب ہی ہوتا ہی کہ نافع اور مباح ہو تو گویا ... ارشاد ہی ...

جمیع ما فی الارض من المنافع لتنتفعوا بها وعلی هذا القول الثالث الصحیح یخرج حکم هذا الدخان ایضا فانه لو کان
فائدہ کی لئی جو زمین میں ہی پیدا کیا تاکہ تم نفع اوٹھاؤ اور اسی تیسری صحیح قول پر حقہ کا حکم بہی نکلتا ہی کیونکہ حقہ اگر
نافعا لکان الاصل فیه الاباحة لکن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو کان فی الاجل فیکون الاصل فیه
نافع ہوتا تو اصل اسمین اباحت ہوتی لیکن حاذق طبیبوں کی بیان سی ثابت ہوا ہی کہ حقہ مضر ہی اگر چہ انجام کو ہو سو اصل اسمین
الحرمة بل لو وقع الشك فی امره لغلب جانب الحرمة کما هو القاعدة الشرعیة اذ روی انه علیه السلام قال الحلال بین والحرام
حرمت ہی ہی بلکہ اگر اسمین شک بہی ہو تو بہی حرمت کی جانب غالب ہو گی چنانچہ شرعی قاعدہ یہہ ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا حلال ظاہر ہی
بین وبینهما مشتبهات لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات فقد استبرأ لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات
اور حرام ظاہر ہی اور ان دونوں کی بیچ میں مشتبہات ہیں انکو اکثر لوگ نہیں جانتی پہر جو شخص مشتبہات سی بچا رہا اوسنی اپنا دین اور عزت بچائی اور جو شبہات میں پڑ گیا
وقع فی الحرام کالراعی حول الحمی یوشك ان یقع فیه واختلف العلماء فی حکم هذه الشبهات فذهب بعضهم الی حرمتها لانه
حرام میں مبتلا ہوا جیسی چرواہا بیڑ کی گرد اپنی بیڑ کی اندر گہس جاوےگی اور علماء کو ان مشتبہات کی حکم میں اختلاف ہی بعضی تو حرمت کی طرف گئی ہیں اسلئی کہ نبی
علیه السلام قد اخبر فی هذا الحدیث بان من ترك ما اشتبه علیه حکمه ولم ینکشف له حقیقة امره یکون دینه سالما
علیہ السلام نی اس حدیث میں خبر دی ہی کہ جسنی ترک کیا ایسی چیز کو جسکا حکم مشتبہ ہی اور حقیقت حال ظاہر نہیں ہی تو اسکا دین فساد اور نقصان سی
مما یفسده او ینقصه ونفسه ناجیا مما یعیبه ویلام علیه ومن لم یترکه بل فعله یقع فی الحرام وهذا الدخان مما اشتبه
اور اوسکی جان عیب اور ملامت سی سلامت بچی اور جسنی نہ چہوڑا بلکہ عمل میں لایا تو وہ حرام میں واقع ہوا اور حقہ کا حکم بہی مشتبہ ہی
حکمه ولم ینکشف حقیقة امره فمن ترکه ولم یستعمله یکون دینه سالما من الفساد او النقصان ونفسه ناجیا من العیب
اسکی حقیقت حال ظاہر نہیں ہی تو اب جسنی اسکو ترک کیا اور نہ پیا تو اوسکا دین فساد اور نقصان سی پاک اور اوسکی جان خلقت میں عیب
واللوم بین الانام ومن لم یترك بل استعمله یکون واقعا فی الحرام وذهب بعضهم الی کراهتها لما جاء فی حدیث اخر
و ملامت سی صاف ہی اور جسنی نہ چہوڑا بلکہ پینی لگا تو وہ حرام میں واقع ہوا اور بعضی اسکو مکروہ کہتی ہیں اسلئی کہ اور حدیث میں آیا ہی
انه علیه السلام قال الامور ثلثة امر تبین لك رشده فاتبعه وامر تبین لك غیه فاجتنبه وامر اختلف فیه
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کام تین طرح پر ہوتی ہیں ایک وہ جسکی خوبی ظاہر ہو تو اوسکو اختیار کر اور ایک وہ جسکی برائی ظاہر ہی سو اوس سی پرہیز کر اور ایک وہ جسمین اختلاف
فدع ما یریبك الی ما لا یریبك ولا شك ان امر الدخان مما ارتاب واوقع فی الاضطراب وادنی مرتبته الکراهة ولا یظن
ہو وہ سو چہوڑ شک میں ڈالنی کو اور لی جو شک میں نہ ڈالی اور اسمین شک نہیں ہی کہ حقہ بہی شک میں اور اضطراب میں ڈال رکہا ہی اور اسکا کم سی کم درجہ کراہت کا ہی
انه ینتهی الی مرتبة الاباحة بتعلل کثیر ممن یتعاطاه انه نافع ودواء لکل داء وانهم وجدوا فی استعماله دواء لامراضهم
اور یہہ گمان نہیں ہوتا کہ اباحت کی مرتبہ کو پہنچ جاوی ان دلایل سی کہ حقہ نوش بیان کرتی ہیں کہ حقہ نافع ہی اور ہر مرض کی دوا ہی اور ہمنی حقہ پی کر اپنی بیماریوں کی لئی
لان ذلك من تلبیس ابلیس علیهم وتزیینه لهم حتی یتولد من کثافته فی عاقبة امره الادواء فان تکراره یسود ما یقابله
نفع پایا کیونکہ یہہ تمام شیطان کی شبہات اور تزئین ہی تاکہ اسکی کثافت سی آخر کو بیمار ہو جاویں اسلئی کہ اسکا بار بار پینا اپنی مقابل کو سیاہ کر دیتا ہی
فیتولد منه الحرارة فیکون فی عاقبة امره داء لا دواء ثم یلزم علی دعوهم ان یکون الناس کلهم مرضی وان یکون
پہر اوس سی حرارت پیدا ہوتی ہی پہر آخر کو مرض ہو جاتا ہی دوا نہیں ہوتا پہر اونکی دعوی کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ تمام خلقت بیمار ہووی اور اونکا
مرضهم فی جمیع [illegible] الی الاربعة من نوع واحد وان یکون معالجتهم فیها بشیء واحد علی جهة واحدة وبطلانه
مرض بہی تمام چاروں فصلوں میں [illegible] طرح کا ہی اور سب کا علاج ان فصلوں میں ایک شی سی ایک ہی طرح پر ہووی اور اسکا بطلان
غیر خفی علی [illegible] لانه یشتری بثمن غال فیدخل فی الاسراف المحرم [illegible]
کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں ہی پہر اسمین مال ضایع ہوتا ہی کیونکہ [illegible] قیمت دیکر لیتی ہیں اب اسراف [illegible] ہوا باوجود یکہ اسکی بدبو

وإذنية لمشامة الذين لا يستعملونه وقد جاء في الحديث كل مؤذ في النار وقال المكناسي الرائحة المنتنة
حقہ نہ پینے والوں کی دماغ کو تکلیف دیتی ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ ایذا دینے والا دوزخی ہی اور مکناسی کہتا ہی کہ بدبو نتھنوں کو

تخرق الخياشيم وتصل إلى الدماغ وتؤذي الانسان ولذلك قال النبي عليه السلام من أكل من هذه الشجرة
پہاڑکر دماغ مین گہس جاتی ہی اور آدمی کو ایذا دیتی ہی اور اسی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی اس درخت مین سی کہایا

فلا يقربن مسجدنا لانه يؤذينا بريحه والمراد من هذه الشجرة جنس ما له رائحة كريهة يتاذى بها الانسان
تو ہماری مسجد کی گرد نہ آوی کہ ہمکو اپنی بو سی ستاتا ہی اور مراد ہذہ الشجرہ سی جنس ہی جسمین ایسی بدبو ہو کہ آدمی ایذا پاوین

بدليل تعليله عليه السلام والمعنى ان من اكل شيئا ما له رائحة كريهة يتاذى بها الانسان فلا يقربن مسجدنا
اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام نی بدبو کو علت ٹہرایا ہی اور مراد یہہ ہی کہ جسنی کہایا کوئی ایسی بدبو ہو دی کہ آدمیون کو تکلیف ہوتی ہو تو ہماری مسجد کی گرد نہ آوی

لانه يؤذينا برائحته الكريهة وقد ثبت في صحيح مسلم انه عليه السلام كان اذا وجد من رجل في المسجد ريح البصل او
اسلئی کہ ہمکو بدبو سی ستاتا ہی اور صحیح مسلم مین ثابت ہو چکا ہی کہ نبی علیہ السلام کو اگر مسجد کی اندر کسی شخص مین سی پیاز یا لہسن کی بو آتی

الثوم امر به فاخرج الى البقيع ولهذا قال الفقهاء كل من وجد فيه رائحة كريهة يتاذى بها الانسان يلزم اخراجه من
تو اوسکو بقیع کی طرف نکلوا دیتی اور اسیلئی فقہاء نی کہا ہی کہ جسمین ایسی بدبو آتی ہو کہ آدمیون کو تکلیف ہوتی ہو تو اوسکا مسجد مین سی نکالدینا لازم ہی

المسجد ولو بجره من يده او رجله دون لحيته وشعر راسه فعلى هذا يلزم اخراج كثير من الائمة والمؤذنين من المسجد
اگرچہ ہاتھ یا پانو سی کہینچکر داڑہی اور سر کی بال سی نہ کہینچی اس حدیث کی موافق بہتیری امام اور مؤذنون کا مسجد

والجامع في هذا الزمان لوجود الرائحة الكريهة فيهم بسبب مداومتهم على استعمال الدخان الكريهة الرائحة بل انهم قد
اور جامع مسجد مین سی اس زمانہ مین نکالدینا لازم آتا ہی کیونکہ اونمین بسبب مداومت حقہ نوشی کی بدبو موجود ہوتی ہی بلکہ یہہ لوگ

يستعملونه في داخل المسجد والجامع فيكون الكراهة في حقهم اشد واكثر وقد كتب بعض المالكية في الديار الحجازية
کبہی کبہی مسجد اور جامع کی اندر پیتی ہین سو اونکی حق مین کراہت سخت تر اور زیادہ تر ہی اور کسی مالکی مذہب نی حجازی دیار مین

جوابا عن سوال يتعلق بالدخان وهو ان استعمال الدخان حرام كاصله لان اصله الخشب والنار لكونه اجزاء
ایک سوال کا جواب لکہا ہی جو حقہ سی متعلق ہی اور وہ یہہ ہی کہ استعمال دخان کا حرام ہی جیسا اوسکی اصل کیونکہ اوسکی اصل لکڑی اور آگ ہی کیونکہ اوسکی اجزاء

من الخشب ممزوجة باجزاء من النار فهو من حيث اجزائه النارية التي فيه يحرم استعماله لقوله تعالى ان الذين ياكلون
لکڑی کی اجزاء ناری سی ملی ہوتی سو وہ باعتبار اجزاء ناریکی جو اوسمین ملی ہین استعمال کرنا حرام ہی بدلیل اس آیت کی جو لوگ کہاتی ہین

اموال اليتامى ظلما انما ياكلون في بطونهم نارا فدل النص على حرمة النار فيحرم الدخان الحاصل منها وايضا انه تعالى
یتیمون کی مال ناحق وہ یہی کہاتی ہین اپنی پیٹ مین آگ اس نص سی آگ کی حرمت معلوم ہوتی ہی سو دہوان بہی جو آگ سی پیدا ہوتا ہی حرام ہی اور اللہ تعالی نی

جعله مما يعذب به حيث قال في حق قوم يونس النبي عليه السلام لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي في الحيوة الدنيا
اسکو عذاب کی اسباب مین بہی ٹہرایا ہی چنانچہ یونس نبی علیہ السلام کی قوم کی حق مین کہتا ہی جب یقین لائی کہولدیا ہمنی اونپر سی ذلت کا عذاب دنیا کی جیتی

فان العذاب المكشوف عنهم كان دخانا وقال في اية اخرى فارتقب يوم تاتي السماء بدخان مبين يغشى الناس هذا
بیشک جو عذاب کہ اون پر سی موقوف ہوا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت مین فرمایا ہی سو تو راہ دیکہہ جسدن کہ لاوی آسمان دہوان صریح گہیر لی لوگون کو

عذاب اليم والمراد بالدخان المذكور في هذه الاية حقيقة الدخان على قول وعلى هذا القول يكون النظم الكريم صريحا
یہہ ہی دکہہ کی مار اور مراد دخان سی اس آیت مین معنی حقیقی دخان کی ہین ایک قول پر اور اس قول پر مضمون آیت کریمہ کا اس باب مین صریح ہی

في كون الدخان عذابا اليما وما به التعذيب يحرم استعماله فان الفقهاء قد اتفقوا على وجوب الفرار من محل العذاب كبطن
کہ دخان عذاب الیم ہی اور جس شی سی تعذیب واقع ہوتی ہی اوسکا استعمال کرنا حرام ہی کیونکہ فقہا متفق ہین کہ محل عذاب سی بہاگنا واجب ہی جیسی بطن

محسّر فانه علی لفظ اسم الفاعل من التحسیر اسم وادٍ اهلک الله تعالیٰ فیه اصحاب الفیل فاذا وجب الفرار من
محسّر اسم فاعل کی وزن پر تحسیر سی اوس وادی کا نام ہی جہان اللہ تعالیٰ نی اصحاب فیل کو ہلاک کیا تہا جب محل عذاب سی بہاگنا واجب ہوا

محل العذاب فوجوب الفرار مما به العذاب اولیٰ واحری ثم ان المستعملین له ترٰیهم انه یخرج من انوفهم وحلوقهم
تو عذاب کی چیز سی بہاگنا اولی اور لایق تر ہی پہر تو حقہ نوشون کو دیکہتا ہی کہ اونکی ناک مین سی اور حلق مین سی دہوان نکلتا ہی

دخان وفیه تشبیه باهل النار وبالذین یهلکون فی اٰخر الزمان من الاشرار کما جاء فی الحدیث انه یکون فی اٰخر الزمان دخان
اور اسمین دوزخیون کی اور اونکی جو اخیر زمانہ مین شریر لوگ ہلاک ہونگی مشابہت ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ آخر زمانہ مین ایسا دہوان پیدا ہوویگا

یملأ الارض یقیم علی الناس اربعین یوما اما المؤمن فیصیبه منه کهیئة الزکام واما الکافر فیخرج من منخریه واذنیه
کہ زمین کو پر کر دیگا اور لوگون پر چالیس روز تک قایم رہیگا مؤمن کو تو اتنا اثر ہوویگا جیسی زکام اور رہا کافر او سکی نتہنون مین سی اور کانون

وعینیه حتی یصیر راس احدهم کالراس الحنیذ ای المشوی فلا ینبغی للمؤمن ان یتشبه باهل العذاب ولا ان یستعمل
مین سی اور آنکہون مین سی نکلیگا یہان تک کہ ایک ایک کا سر ایسا ہوویگا جیسی سر جلا بہلسا سو مؤمن کو لایق نہین ہی کہ اہل عذاب سی مشابہت پیدا کری اور یہہ لایق

ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقد کره جمع من العلماء التختم بالحدید والنحاس لما جاء فی
ہی کہ عذاب کی چیز کو استعمال کری اور نہ جو چیز کہ اہل عذاب کی مناسب ہی اور تمام علماء بالاتفاق لوہی و تانبی کی انگوٹھی کو مکروہ کہتی ہین اسلیے کہ حدیث مین آیا ہی

الحدیث انهما حلیة اهل النار وصح علی ما ذکره البلالی فی مختصر الاحیاء انه علیه السلام کان یکره الطعام السخن
کہ یہہ دوزخیونکا زیور ہی اور موافق بیان بلالی کی مختصر الاحیاء مین ثابت ہوا ہی کہ نبی علیہ السلام گرم کہانا مکروہ رکہتی تہی

ویقول ان الله تعالیٰ لم یطعمنا نارا فهذا الدخان اولی بالکراهة لانه مختلط باجزاء ناریة کما مر فلو لم یکن فی
اور فرماتی کہ اللہ تعالیٰ نی ہمکو آگ کہانی نہین بتائی اب یہہ دہوان اولی تر مکروہ ہی کیونکہ اجزاء ناری سی ملا ہوا ہی جیسی گذر چکا اور اگر اسکی

استعماله الا تسوید الثیاب والابدان وکراهة الریح والانتان لکفی زاجر العاقل عن استعماله بل لو لم یکن فی استعماله
استعمال مین بجز سیاہی کپڑون اور بدن کی اور سوای بدبو اور سڑاہند کی کچہہ نہوتا تو بہی عاقل کی واسطی اسکی استعمال کا بڑا زاجر تہا بلکہ اگر اسکی استعمال مین

الا احیاء سنة الکفار الذین اخترعوه واظهروه فی بلاد الاسلام توصلا الی اضرار اهل الایمان لکفی باعثا للعاقل
کچہہ نہوتا سوا رونق طریقہ کفار کی جو اسکو نکال لائی ہین اور واسطی ضرر دینی اہل اسلام کی بلاد اسلام مین رواج دیا ہی تو بہی عاقل کی لئی

علی اجتنابه ومانعا عن ارتکابه لکن اکثر اهل الزمان طبایعهم جامدة صعبة الانقیاد مائلة دائما الی الا یعنیهم
اسکی اجتناب کرنیکو کافی باعث اور اسکی اختیار کرنیکا بڑا مانع تہا لیکن اس زمانہ مین اکثر طبیعتین کند ہین اور بڑی نافرمان ہمیشہ بیہودگی کیطرف متوجہ

ان نصحوا لم یقبلوا وان علموا لم یتعلموا وان فهموا لم یفهموا وان فهموا لم یعملوا وهم من الذین ان یروا سبیل الرشد
اگر اونکو نصیحت کیجی تو نمانین اور اگر سکہاؤ کبہی نہ سیکہین اور اگر سمجہاؤ تو کبہی نہ سمجہین اور اگر سمجہین تو کبہی عمل نکرین یہہ اون لوگون مین ہین اگر دیکہین

لا یتخذوه سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوه سبیلا المجلس الثامن والتسعون فی بیان الوصیة
سنوا سکی راہ وہ نہ ٹہراوین راہ اور اگر دیکہین راہ الٹی اوسکو ٹہرا دیویں راہ اٹہانوین مجلس مین بیان وصیت کا

فی حق النساء حال المعاشرة لهن قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی خطبة حجة الوداع اتقوا الله
عورتون کی حق مین اونکی ساتہہ گذران کرتی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی حجة الوداع کی خطبہ مین فرمایا اللہ سی ڈرو

فی النساء فانکم اخذتموهن بامان الله واستحللتم فروجهن بکلمة الله ولکم علیهن ان لا یوطئن فرشکم احدا
عورتون کی حق مین تمنی انکو اللہ کی امن مین لیا ہی اور انکی فروج کو کلمۂ اللہ سی حلال کر لیا ہی اور تمہارا حق ہی اونپر یہہ ہی کہ تمہاری بستر پر قدم نرکہنی دین جسکا

تکرهونه فان فعلن ذلک فاضربوهن ضربا غیر مبرح ولهن علیکم رزقهن وکسوتهن بالمعروف وهذا الحدیث من
تم بیزار ہو اور اگر وہ ایسا کرین تو اونکو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوٹی اور اونکا حق تمہاری اوپر کہانا اور پہننا موافق دستور کی یہہ حدیث

صحاح المصابیح رواه جابر فکانه علیه السلام قال اتقوا الله فی امر النساء فلا تؤذوهن بالباطل بل عاشروهن

مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی جابر کی روایت سی پس گویا نبی علیه السلام نی فرمایا ڈرو اللہ سی عورتون کی باب مین سو تم اونکو ناحق نہ ستاؤ بلکہ اونکی ساتہہ

بالمعروف کما قال الله تعالی وعاشروهن بالمعروف فانکم اخذتموهن بعهد الله الذی عهد الیکم فیهن من الرفق بهن والشفقة

گذران کرو جیسی اللہ تعالی فرماتا ہی اور گذران کرو عورتون کی ساتہہ معقول کیونکہ تمنی اونکو اللہ کی عہد پر لیا ہی جو اونکی حق مین تمہاری ساتہہ عہد ہوا ہی یعنی اونکی ساتہہ

علیهن واستحللتم فروجهن بامر الله تعالی وحکمه فان نقضتم عهده الذی عهد الیکم وخنتم فی امانته ینتقم

نرمی اور اونپر شفقت برتو اور تمنی اونکی فروج امر الہی اور اوسکی حکم سی حلال کرلین ہین اگر تمنی اوسکا عہد توڑ ڈالا جو تمہاری ساتہہ ہو چکا ہی اور تمنی اوسکی امانت مین

منکم لهن وذلک لانهن اماء الله تعالی فاذا تزوجتموهن بامر الله تعالی وحکمه یکن عندکم امانة ودیعة من

خیانت کی تو اونکی لئی تمسی انتقام لیگا اور یہہ اسلئی کہ عورتین اللہ تعالی کی لونڈیان ہین جب تمنی اونکو اللہ کی امر اور حکم سی اپنا جوڑا بنایا تو وہ تمہارے پاس امانت ہین اور

الله تعالی فاذا اذیتموهن بالباطل ولم تعاشروهن بالمعروف فکانکم نقضتم عهده تعالی وخنتم فی امانته فینتقم منکم

اللہ کی طرف سی سپرد ہین پہر اگر تمنی اونکو ناحق ستایا اور دستور کی موافق گذران نکی تو گویا تمنی اللہ تعالی کا عہد توڑ ڈالا اور اوسکی امانت مین خیانت کی سو اونکی لئی تمسی انتقام

لهن ولکم علیهن من الحقوق ان لا یاذن لاحد ان یدخل بیوتکم بغیر اذنکم فان فعلن ذلک فاضربوهن ضربا غیر مبرح

لیویگا اور تمہارا حق اونکی اوپر یہہ ہی کہ کسیکو یہہ اجازت ندین کہ تمہاری گہرون مین تمہاری بی اجازت آسکی اور اگر وہ آنی دین تو اونکو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوٹی

بحیث یولمهن ولا یکسر عظمهن ولا یدمی جسمهن ولهن علیکم من الحقوق رزقهن وکسوتهن بالمعروف فعلم من هذا

اسطور کہ دکہہ پہنچی اور ہڈی نہ ٹوٹی اور اونکا بدن لہولہان نہو جاوی اور تمپر اونکا حق کہانا اور پہنا دستور کی موافق اسی معلوم ہوا

ان بین الزوجین حقوقا یجب مراعاتها اما ما کان علی الرجل من حقوق النساء فالانفاق علیهن بالمعروف اذ قد قال الفقهاء

کہ زوج زوجہ مین ایسی حقوق ہین کہ اونکی رعایت واجب ہی اور عورتون کی حق جو مرد پر ہین تو انکا خرچ ہی دستور کی موافق اسلئی کہ فقہا کا قول ہی

یجب علی الرجل نفقة زوجته سواء دخل بها او لم یدخل بها وسواء کانت مسلمة او ذمیة او فقیرة او غنیة لان غناءها

کہ مرد پر نفقہ بی بی کا واجب ہی برابر ہی کہ اوس سی صحبت کی ہو یا نہ کی ہو اور برابر ہی کہ بی بی مسلمہ ہو یا ذمیہ یا کنگال ہو یا دولتمند اسلئی کہ اوسکی دولتمند اوسکا حق نفقہ کا

لا یبطل حقها فی النفقة علی زوجها سواء کانت کبیرة او صغیرة قابلة للوطی وان لم تکن قابلة للوطی لا یجب علیه نفقتها

جو خاوند پر ہی باطل نہین کر دیتی برابر ہی کہ کبیرہ ہو یا نابالغہ قابل وطی کی ہو اور اگر قابل وطی کی نہو گی تو اوسکا نفقہ واجب نہین ہی

والنفقة الواجبة علی ما روی هشام عن محمد الطعام والکسوة والسکنی اما الطعام فالدقیق والماء والملح والدهن فان

اور نفقہ واجب موافق روایت ہشام کی امام محمد سی کہانا ہی اور کپڑا اور مکان رہنی کا کہانا تو آٹا اور پانی اور ایندہن اور نمک اور روغن پہر اگر

قالت المراة لا اطبخ ولا اخبز قال قاضیخان فی فتاواه لا تجبر علی الطبخ والخبز وعلی الرجل ان یاتیها بطعام مهیء او یاتیها

عورت کہی مین سالن نہین پکاتی اور نہ روٹی پکاؤن قاضی خان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی کہ روٹی اور سالن پکانی پر زبردستی نہین چلتی مرد پر لازم ہی کہ اوسکو تیار کہانا

بمن یکفیها عمل الطبخ والخبز هذا فی القضاء واما فی الدیانة فیجب علیها ان تفعل کل خدمة فی داخل الدار من الطبخ والخبز

لادی یا ایسا آدمی کہ سالن روٹی پکا دیا کری یہہ حکم تو قضا کا ہی اور دیانت مین عورت پر واجب ہی کہ جو کاربار گہر کی اندر ہو دی جیسی سالن روٹی پکانا

وغسل الثیاب وغیرها حتی لو لم تفعل شیئا منها تکون اثمة وان لم یجبر علیها وان کان لها خادم یجب علی زوجها نفقة

کپڑی دہونی اور سوا اسکی تمام کیا کری یہان تک کہ اگر کچہہ بہی نکریگی تو گنہگار ہو گی اگرچہ اوسپر زور نہین ہی اور اگر عورت کا کوئی خادم ہو دی تو خاوند پر اوسکی

خادمها ان کان الخادم یطبخ ویخبز وان کان لا یطبخ ولا یخبز لا یجب علیه نفقته لان نفقته فی مقابلة خدمته فاذا

خادم کا بہی خرچ واجب ہی جبکہ وہ خادم سالن روٹی پکایا کری اور اگر وہ نہ سالن پکائی نہ روٹی تو اوسکا خرچ واجب نہین ہی اسلئی کہ خادم کا خرچ خدمت کی بدلہ تہا

لم یطبخ ولو یخبز لا یجب علیه نفقته بخلاف المراة فان نفقتها لیست فی مقابلة الخدمة بل فی مقابلة الاحتباس

اور اگر وہ سالن روٹی نہین پکاتا تو اوسکا خرچ بہی واجب نہین ہی برخلاف بی بی کی کیونکہ اسکا خرچ خدمت کی بدلہ مین نہین ہی بلکہ اسکا گہر مین روک رکہنی کی بدلہ ہی

فقد حبست نفسها لحق زوجها فكانت نفقتها على زوجها وينبغي له ان يوسع عليها في النفقة اذا وسع الله عليه

سو وہ اپنی آپکو خاوند کی حوالہ کر چکی اب اوسکا خرچ خاوند پر لازم ہوویگا اور خاوند کو چاہیئی کہ خرچ میں بی بی پر فراخی کر دی جب خدا اوسکو زیادہ عنایت

ويعتدل فيها من غير تقتير ولا اسراف كما قال الله تعالى كلوا واشربوا ولا تسرفوا واهم ما يجب عليه ان يطعمها

کری اور اوسمین اعتدال رکھی بدون کمی زیادتی کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی کھاؤ اور پیو اور مت اڑاؤ اور خاوند پر بڑا ضروری یہ لازم ہی کہ اوسکو حلال

من الحلال ولا يدخل لاجلها مداخل السوء فان ذلك خيانة عليها لا رعاية لحقها وينبغي له ان يامرها بالتصدق

کھانا دیا کری اور اوسکی خاطر برا طریقہ چوری وغیرہ کا نہ اختیار کری کیونکہ یہہ بی بی کی حق تلفی ہی حق کی رعایت نہین ہی اور خاوند کو چاہیئی کہ اوسکو یہہ اجازت

ببقايا الطعام وما يفسد لو ترك واما الكسوة فقدرها محمد بدرعين وخمارين وملحفة في كل سنة واراد بالدرعين

دی کہ بچا کھانا اور جو چیز رکھنی سی بگڑ جاوی خیرات کر دیا کری اور کپڑا کا اندازہ امام محمد نی یہہ کیا ہی دو درع اور دو اوڑھنی اور ایک لحاف ہر سال مین اور درعین

والخمارين صيفيا وشتويا فالصيفي ما يكون دقيقا يصلح لزمان الحر والشتوي ما يكون ثخينا يصلح

اور خمارین سی مراد گرمی جاڑی کی ہین سو گرمی کی دونون کا باریک ہو جو گرمی کی لایق ہی اور جاڑیکا گاڑہا جو سردی کو دفع کری

لدفع البرد ولم يذكر الخف والكعب لان ذلك انما يحتاج اليه للخروج وليس على الزوج تهيئة اسباب الخروج

اور موزہی اور جوتی کا ذکر نہین کیا کیونکہ انکی حاجت باہر نکلنی کی لیئی ہوتی ہی اور خاوند کا ذمہ باہر نکلنی کا سامان کا نہین ہی

ولم يذكر السراويل ايضا ولا بد منه في الشتاء حتى قال قاضيخان في فتاواه هذا في عرفهم واما في ديارنا فيجب السراويل

اور پائجامہ کا بھی ذکر نہین کیا اور جاڑون مین اسکی ضرورت ہوتی ہی یہان تک کہ قاضی خان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی یہہ لباس انکی چلن کا ہی اور ہمارا ملک سو پائجامہ

وثياب اخر كالجبة والفراش الذي ينام عليه واللحاف وما يدفع الحر والبرد ويجب لخادمها قميص وازار وكساء وخف لانها

وغیرہ اور کپڑی جیسی کرتہ اور بستر جسپہ سوتی ہی اور لحاف اور جو چیز گرمی اور جاڑی کو دفع کری واجب ہی اور عورت کی خادم کی لیئی قمیص اور ازار اور چادر اور موزہ

تحتاج الى الخروج للمصالح الخارجة من الرسالة الى الابوين ونحو ذلك ولا يجب لها الخمار لان شعرها ليس بعورة واما السكنى فحقها

واجب ہی کیونکہ خادم کو کاروبار کی لیئی باہر جانا ضرور ہی کہ بی بی اپنی ماباپ کی پاس اور کسی کام کو بھیجی اور خادمہ کی لیئی اوڑہنی کی حاجت نہین اسلئی کہ اوسکی بال عورت نہین ہین اور

في الدار بيت على حدة تامن على متاعها ولا تستحي عن غيرها في معاشرة زوجها فان كان للزوج احماء من والدة او اخت

مکان سکونت مین اوسکا حق احاطہ کی اندر علیحدہ کوٹھری چاہیئی جسمین اوسکا اسباب محفوظ رہی اور خاوند کی سات معاملہ مین غیر سی پردہ رہی اور اگر خاوند کا کوئی پیاسا گناتی

وولد من غيرها فقالت اجعلني في بيت على حدة كان لها ذلك لانها لا تامن على متاعها وتستحي عن المعاشرة مع زوجها

یا بہن اور دوسری بی بی سی اولاد ہو بی بی کہی کہ مجھکو گہر علیحدہ تجویز کر دی تو بی بی کا یہہ حق ہی اسلئی کہ اسباب کی گم ہونیکا خوف ہی اور خاوند کی ساتہہ معاشرت مین شرم

ان كان البيت في الدار واحدا وان كان متعددا فاعطاها بيتا يغلق ويفتح لم تكن لها ان تطلب بيتا اخر ان لم يكن

آویگی اگر احاطہ کی اندر ایک ہی کوٹہا ہو دی اور اگر کئی کوٹہی ہون اور خاوند نی ایک کوٹہا اوسکو دیدیا کہ جب چاہی بند کری اور جب چاہی کہولی تو اب اوسکا یہہ حق نہین کہ اور

في الدار من احماء الزوج من يؤذيها الا ان يكون الزوج يضربها ويؤذيها فشكت الى القاضي وسئلت ان يسكنها بين قوم

کوٹہا طلب کریگا اگر احاطہ کی اندر جیٹہہ دیور یعنی خاوند کی بہائی بند ستانی والی نہون مگر اوس صورت مین کہ خاوند اوسکو مارتا ہو اور ستاتا ہو اور وہ قاضی کی سامنی نالش کری اور کہی

صالحين يعرفون احسانه واساءته فالقاضي ان علم ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان لم

کہ مجھکو ایسی صلحا قوم مین مکان دلوی کہ اسکی بہلی بری کو دیکھتی ہین سو قاضی کو اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو گہرک دیوی اور تعدی سی منع کر دی اور اگر

يعلم ان الامر كما قالت ينظر في جيران الدار ان كانوا قوما صالحين يسئلهم هل الامر كما قالت فان قالوا ان الامر كما قالت

یقین نہو کہ عورت سچی ہی تو اب اوس گہر کی ہمسایون کو دیکھی اگر وہ صلحا ہون تو اونسی دریافت کری کہ آیا یہہ عورت سچی ہی اگر وہ گواہی دین کہ عورت سچی ہی

يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان قالوا ليس الامر كما قالت يتركها في تلك الدار وان لم يكونوا قوما صالحين

تو اوسکو گہرک دی اور تعدی سی منع کر دی اور اگر وہ کہین کہ عورت غلط کہتی ہی تو اوسکو اوسی گہر مین رہنی دی اور اگر وہ صلحا نہون

او كانوا يميلون اليه يامره ان يسكنها بين قوم صالحين كي يعرفوا احواله في حقها ويخبروا عن ذلك عند الحاكم اذ لا
یا خاوند کی طرف دار ہوئی تو خاوند کو یہہ حکم دے کہ بی بی کو کسی صلحا قوم مین گھر تجویز کردے تا کہ خاوند کا معاملہ بی بی کی حق مین دیکھتے رہین اور حاکم کو خبر کردیا کرین

يجوز للرجل ان يتعدى في حق النساء بل يلزمه حسن الخلق معهن واحتمال الاذى منهن وعدم الالتفات الى
اسواسطے کہ مرد کو جایز نہین ہی کہ عورتون کی حق مین تعدی کرے بلکہ مرد کو عورتون کی ساتہہ خوش خلقی برتنی چاہئی اور اونکی ایذا کی برداشت کرے اور اونکی بعضی عیبون پر

بعض معائبهن مالم يكن اثما ترحما عليهن لقصور عقولهن بل ينبغي له ان يزيد على احتمال الاذى الملاعبة فيدفعها
جبتک عیب گناہ کی نہون اونپر رحمت کی لئی توجہ نکرے کہ عورتین بیوقوف ہوتی ہین بلکہ مرد کو چاہئی کہ ایذا کی برداشت پر ملاعبة بڑہادے پہر ایسی ملاعبت کیا کرے

بما لا اثم فيه فان ملاعبة الرجل مع نسائه ليست من اللهو الباطل الذي نهي عنه في الدين بل هي اللهو الجائز رخص
جسمین گناہ نہو بیشک مرد کی ملاعبت بی بی کی ساتہہ ہو باطل کی قسم نہین ہی جو دین کی اندر ممنوع ہی بلکہ یہہ لہو جایز ہی دین مین اسکی اجازت ہی

فيه في الدين فانه عليه السلام كان يمزح مع نسائه ويتنزل الى درجات عقولهن حتى روي انه عليه السلام كان
کیونکہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج کی ساتہہ ہنسا کرتی تہی اور اونہون کی وضع پر کام کرنی لگتی یہان تک کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام عائشہ کی

يسابق مع عائشة في العدو وجاء في الخبر انه عليه السلام كان من افكه الناس مع نسائه اي من اطيبهم وامزحهم معهن
ساتہہ شرط کرکر دوڑتی اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام سب سی زیادہ ازواج کی ساتہہ ظرافت اور چہل کرتی یعنی بہت خوش مزاج اونسی ملی جلی رہتی

وروي انه عليه السلام قال اكمل المؤمنين ايمانا احسنهم خلقا والطفهم باهله وفي حديث اخر انه عليه السلام
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ ایمان مین بڑا کامل مؤمن وہ ہی جو اپنی اہل سی خوش خلق اور لطف پر ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال خيركم خيركم لاهله لكن ينبغي له ان لا ينبسط معهن في حسن الخلق والملاعبة الى حد يفسد خلقهن ويسقط
فرمایا تم مین اچہا وہ ہی جو اپنی اہل سی اچہا ہو لیکن مرد کو یون چاہئی کہ خوش خلقی مین اتنا انبساط اور ملاعبت ہی نکرے کہ عورتون کی عادت بگڑ جاوے اور اونپر کی

بالكلية هيبته عندهن بل يراعي الاعتدال في ذلك فلا يدع الهيبة والانقباض مهما راى منكرا ولا يفتح باب المساعدة
ہیبت سراسر جاتی رہی بلکہ اس باب مین اعتدال کا لحاظ رکہے سو ہیبت اور دہمکی کو اوٹہاندے جب بری بات دیکہے اور بری باتون مین امداد کا دروازہ

في المنكرات البتة بل مهما راى منهن ما يخالف الشرع يتمر ويغضب لان الله تعالى جعله قواما عليهن حيث قال
ہرگز نہ کہولدے بلکہ اونسی جب کچہہ شرع کی خلاف دیکہے تو منع کردے اور غصہ کرے اسلئی کہ مرد کو اللہ تعالی نی عورتون پر حاکم بنایا ہی چنانچہ فرمایا ہی

الرجال قوامون على النساء فيلزمه ان يقوم عليهن بالامر والنهي ولا يتغافل عن مبادي الامور التي يخشى غوائلها
مرد حاکم ہین اپنی عورتون پر سو مرد کو لازم ہی کہ بی بیون پر امر اور نہی کرتا رہی اور ایسی کامون مین غفلت نکرے جنکی انجام کا خوف ہووی

بل ينبغي له ان يكون صاحب غيرة لكن لا يبالغ في التعنت واساءة الظن وتجسس البواطن اذ روي انه عليه السلام نهى
بلکہ یون چاہئی کہ صاحب غیرت ہی لیکن کمال درجہ کی عیب جوئی اور بدگمانی اور باطن کی تلاش نکرے اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

ان يتبع عورات النساء وفي لفظ اخر ان يتعنت النساء فان غيرة الرجل على اهله من غير ريبة يبغضها الله تعالى
عورتون کی عیب ڈہونڈہنی سی منع کیا ہی اور دوسری عبارت مین کہ عورتون کی عیب کی تلاش سی منع کیا کیونکہ مرد کی غیرت اپنی اہل پر بدون شک کی اللہ تعالی کو

كما جاء في الحديث انه عليه السلام قال غيرة يبغضها الله تعالى وهي غيرة الرجل على اهله من غير ريبة لان ذلك من
ناپسند ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک ایسی غیرت ہی کہ اللہ تعالی کو ناپسند ہی یعنی مرد کی غیرت اپنی اہل پر بدون شک کی کیونکہ یہہ

سوء الظن الذي وقع النهي عنه فان بعض الظن اثم واما الغيرة في محلها فلا بد منها وهي محمودة لما روي انه عليه السلام
بدباطنی ہی جسکی ممانعت آئی ہی اسلئی کہ بعضی گمان گناہ ہین اور یہی وہ غیرت جو ٹہیک مقام پر ہو وہ تو ضرور چاہئی اور محمود ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ

قال ان الله يغار وان المؤمن يغار وغيرة الله ان ياتي المؤمن ما حرم الله عليه وفي حديث اخر انه عليه السلام قال
السلام نی فرمایا بیشک اللہ غیرت کرتا ہی اور بیشک مؤمن غیرت کرتا ہی اور اللہ کی غیرت یہہ ہی کہ مؤمن وہ عمل کرے جو اللہ نی اوسپر حرام کیا تہا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام

الی لغیرهم وما امره لا یغار الا منکوس القلب والطریق المغنی عن الغیرة ان لا یدخل علیهن رجل ولا یخرجن الی

تمنہ بہت غیرت والا ہون اور نہیں ہی کوئی جو غیرت نکری مگر اوندہی دل والا اور بہتر طریقہ تو غیرت سی بچا دیوی یہہ ہی کہ ادنکی پاس کوئی مرد نا محرم نہ آوی اور وہ رستوں پر نہ پہرین

الطرقات لان خروجهن یعد من عدم الغیرة فیلزم للرجل ان یمنع زوجته عن الخروج من البیت ولا یاذن لها

کیونکہ اونکا نکلنا بی غیرتی ہی سو مرد کو لازم ہی کہ اپنی بی بی کو گہر مین سی نکلنی ندی اور سوائی کئی خاص جگہہ کی نکلنی کی اجازت ندی

بالخروج الا فی مواضع مخصوصة وهی ما قال صاحب الخلاصة نقلا عن مجموع النوازل یجوز للزوج ان یاذن لها

وہ جگہہ جو خلاصہ والا مجموع النوازل سی نقل کرتا ہی اور خاوند کو جایز ہی کہ اپنی بی بی کو

بالخروج الی سبعة مواضع زیارة الابوین وعیادتهما وتعزیتهما او احدهما وزیارة المحارم وبعد بیان هذه

سات جگہہ جانی کی اجازت دیوی ماں باپ کی ملاقات اور دونوں کی بیمار پرسی اور دونوں کی یا ایک کی تعزیت اور محرموں کی ملاقات اور یہہ سات جگہہ بیان

السبعة قال فان کانت قابلة او غسالة او کانت لها حق علی اخر او لاخر علیها حق تخرج بالاذن وبغیر الاذن

کرکر کہا ہی پہر وہ عورت اگر دائی یا مردہ شو ہوئی یا اوسکا کسی پہ حق آتا ہو یا اور کسیکا حق اسپر آتا ہو تو جایا کری اجازت سی اور بی اجازت

وفیما عدا ذلك من زیارة الاجانب وعیادتهم والولیمة لا یاذن لها ولو اذن وخرجت کانا عاصیین والاذن

اور انکی سوائی غیروں کی ملاقات کی چلی یا غیر کی عیادت کو یا ولیمہ مین جانی کی اجازت ندی اور اگر اسنی اجازت دی اور وہ گئی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت

قد یکون بالسکوت وهو کالقول لان النهی عن المنکر فرض وان ارادت ان تخرج الی مجلس العلم بغیر رضی الزوج لیس

کبہی چپ رہنی سی بہی ہوتی ہی اور سکوت مانند بولنی کی ہوتا ہی اسلئی کہ ممانعت بری بات کی فرض ہی اور اگر عورت علم کی مجلس مین بغیر خوشی خاوند کی جانا چاہی

لها ذلك الا ان تقع لها نازلة وامتنع الزوج من السؤال لها فحینئذ یسعها الخروج من غیر رضی الزوج لان طلب العلم

تو یہہ اختیار نہین ہی ہان اگر عورت پر کوئی واقعہ گذری اور خاوند اوسکو نہ پوچہہ دیوی تو اب مضایقہ نہین ہی کہ بی مرضی خاوند کی چلی جاوی اسلئی کہ علم کی تلاش

فیما یحتاج الیه فرض علی کل مسلم ومسلمة فیقدم علی حق الزوج وان سئل الزوج من العالم واخبرها بذلك لا یسعها

حاجت کی وقت ہر مسلم مرد اور عورت پر فرض ہی سو یہہ تلاش خاوند کی حق پر مقدم ہی اور اگر خاوند نی کسی عالم سی پوچہہ کر بتا دیا تو اب نکلنی کا اختیار نہین ہی

الخروج وان لم یقع لها نازلة لکن ارادت ان تخرج الی مجلس العلم لتعلم مسئلة من مسائل الوضوء والصلوة ان

اور اگر عورت کو کوئی واقعہ تو پیش نہیں آیا پر مجلس علم مین اسلئی جانا چاہتی ہی کہ کچہہ مسئلہ وضوء اور نماز کی سیکہہ لی اگر

کان الزوج یحفظ المسائل ویذکرها عندها فله ان یمنعها وان کان لا یحفظ فالاولی ان یاذن لها احیانا

اوسکا خاوند مسائل یاد رکہتا ہی اور اوسکو بتا دیتا ہی تو خاوند کو اختیار ہی کہ نجانی دی اور اگر اوسکو مسائل نہیں آتی تو بہتر ہی کہ کبہی کبہی جانی دیا کری

وان لم یاذن لا شئ علیه ولا یسعها الخروج ما لم یقع علیها نازلة وان خرجت من بیت زوجها بغیر اذنه یلعنها

اور اگر نہ جانی دیوی تو اوسکو کچہہ گناہ نہین ہی اور نہ اوسکو جانیکا اختیار ہی جبتک کوئی واقعہ پیش نہ آوی اور اگر وہ خاوند کی گہر مین سی اوسکی بی اجازت چلی جاوی

کل ملك فی السماء وکل شئ تمر علیه الا الانس والجن فخروجها من بیته بغیر اذنه حرام علیها قال ابن الهمام وحیث

تو آسمان و زمین کی فرشتی اور ہر شئی جسپر گذرتی ہی وہ لعنت کرتی ہین سوائی انسان اور جن کی سو عورت کا نکلنا خاوند کی گہر مین سی بی اجازت حرام ہی ابن ہمام کہتا ہی

ابیح لها الخروج فانما یباح بشرط عدم الزینة وتغییر الهیئة الی ما لا یکون داعیا الی نظر الرجال واستمالتهم قال الله تعالی

اور عورت کو جہان جانا مباح ہی تو بشرط نہونی زیب زینت کی ہی اور بدون ایسی صورت کی جس سی مردوں کو اوسکی دیکہنی کی رغبت ہو اور جاوی ہو اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا

ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولی والتبرج علی ما ذکره فی الصحاح اظهار المراة زینتها ومحاسنها للرجال فالمراة کلما

اور دکہاتی نہ پہرو جیسی دیکہانا دستور تہا پہلی وقت نادانی کی اور تبرج موافق بیان صحاح کی عورت کا ظاہر کرنا اپنی زینت اور خوبی کو سامنی مردوں کی سو عورت جبتک

کانت مخفیة من الرجال کان دینها اسلم لما روی انه علیه السلام قال لابنته فاطمة ای شئ خیر للمراة قالت ان

مردوں سی پوشیدہ ہی تو اوسکا دین سلامت ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی اپنی بیٹی فاطمہ سی پوچہا عورت کی لئی کیا بات بہتر ہی عرض کیا

لا ترى رجلا ولا يراها رجل فاستحسن قولها وضمها اليه وقال ذرية بعضها من بعض وكان اصحاب
نہ وہ کسی مرد کو دیکھی اور نہ کوئی مرد اوسکو دیکھی اور آپنی اونکا قول پسند کر کر سینہ سی لگالیا اور فرمایا اولاد ایک کی ایک سی ہی اور اصحاب
النبي صلى الله عليه وسلم يسدون الثقب والكوى في الحيطان لئلا تطلع النساء على الرجال ورأى معاذ امرأته
نبی علیہ السلام کی دیواروں کی سوراخ اور جہروکی بند کردیا کرتی تہی تاکہ عورتیں مردوں کی سامنی نہ آوین اور معاذ نی اپنی بی بی کو دیکہا
تطلع في كوة فضربها فينبغي للرجل ان يفعل كذلك ويمنع امرأته عن مثل ذلك ثم ان كان في قلبها بدعة يزيلها
کہ سوراخ سی جہانکتی تہی سو اوسکو مارا اب مرد کو چاہی کہ ایسا ہی کیا کری اور اپنی بی بی کو ایسی حرکات سی منع کری پہر اگر عورت کی دل مین کوئی بدعت ہو دی تو دفع
ويلقنها اعتقاد اهل السنة والجماعة ويعلمها من احكام الصلوة والحيض والنفاس ما تحتاج اليه وان تساهلت
کردی اور اوسکو عقیدہ اہل سنت اور جماعت کا بتادی اور احکام نماز کی اور حیض اور نفاس کی جتنی حاجت ہو سکہادیوی اور اگر عورت دین کی
في امر الدين او كانت تاركة للصلوة يؤدبها لكن يتدرج في تاديبها فيقدم اولا الوعظ والتخويف بالله تعالى
باب مین سستی کری یا بی نماز ہووی تو اوسکو ادب دیوی لیکن آہستہ آہستہ ادب دیوی پہلی سمجہادی اور خدا سی ڈراوی
فان لم ينجع يولي اليها ظهره في المضجع او ينفرد عنها بالفراش ويهجرها الى ثلث ليال فان لم ينجع يضربها ضربا
اگر وہ نمانی تو سوتی ہوئی اوسکی طرف سی منہہ پہیر کر بیٹہہ کردی یا اوسی جدا سوئی اور تین رات تک چہوڑی رکہی پہر بی نہ مانی تو اوسکو اتنا ماری
غير مبرح ولا يضرب وجهها لورود النهي عنه فان لم ينجع يطلقها كما قال قاضيخان في فتاويه رجل له امرأة
کہ ہڈی نہ ٹوٹی اور منہہ پر نماری اسکی ممانعت آئی ہی پہر بہی نمانی تو طلاق دیدیوی چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتا ہی ایک مرد ہی کہ اوسکی بی بی
لا تصلي يطلقها وان لم يكن له مال يوفي مهرها وقال البزازي لان يلقى الله تعالى ومهرها في عنقه اولى من
بی نماز ہی طلاق دیدی اگر چہ اتنا مال نہووی کہ اوسکا مہر پورا کردی اور بزازی کہتا ہی اگر مہر گردن پر لیکر اللہ سی ملی تو اس سی بہتر ہی کہ بی نماز عورت سی وطی کری
ان يطئ امرأة لا تصلي وقد مدح الله تعالى اسمعيل النبي عليه السلام بقوله وكان يامر اهله بالصلوة والزكوة
اور بیشک اللہ تعالی نی اسماعیل نبی علیہ السلام کی اس آیت مین مدح کی ہی اور حکم کرتا تہا اپنی گہر والون کو نماز اور زکوۃ کا
وقالوا حمل اهل بيته على الصلوة سبب لافتتاح باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان يضرب المرأة على
اور کہتی ہین اپنی اہل بیت کو نماز پر قایم کرنا سبب کشادگی دروازۂ رزق کا ہی اور خلاصہ والا کہتا ہی خاوند کو اختیار ہی کہ بی بی کو چار عادتون پر
اربع خصال وما هو في معنى الاربع احدها خروجها عن منزله بغير اذنه بعد ايفاء مهرها والثانية ترك الزينة
ماری یا کوئی اور بات ان چار کی مانند ہو ایک تو خاوند کی گہر سی بی اجازت باہر جانا بعد مہر لینی کی دوسری سنگار نہ کرنا
اذا اراد الزوج الزينة والثالثة ترك الاجابة اذا اراد الزوج الجماع وهي طاهرة والرابعة ترك الصلوة وبمنزلة
اگر خاوند کا دل سنگار کو چاہی تیسری کہانہ ماننا جسوقت خاوند جماع کا ارادہ کری اور وہ عورت پاک ہو چوتہی نماز نہ پڑہنی اور قایم مقام
ترك الصلوة ترك الغسل عن الجنابة والحيض ثم انه ان اراد ان يتزوج باخرى وعلم انه يعدل بينهما يجوز له ذلك
ترک نماز کی ہی جنابت یا حیض سی غسل نہ کرنا پہر مرد اگر اور عورت سی نکاح کیا چاہی اور جانی کہ مین دونو مین عدالت کرونگا تو یہہ امر جایز ہی
لكن ان لم يفعل فهو ماجور لتركه ادخال الغم عليها لاسيما اذا كانت امرأة صالحة فان صلاحها وعفتها نعمة عظيمة
لیکن اگر نکری تو ثواب پاویگا کیونکہ اپنی بی بی کو غم نہین دیا خاص ایسی صورت مین کہ وہ بی بی صالحہ ہو بیشک عورت کی صلاحیت اور عفت بڑی نعمت ہی
لا يكافيها شكر وان خاف انه لا يعدل بينهما لا يجوز له ان يفعل ذلك لان الله تعالى وان جعل له ذلك حلالا حيث
اسکا شکر ادا نہین ہو سکتا اور اگر یہہ خوف ہو دی کہ دونو مین عدالت نہو سکیگی تو دوسرا نکاح جایز نہین ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی اگر چہ حلال قرار دیا ہی چنانچہ
قال فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلث ورباع الا انه تعالى عقيب ذلك قال فان خفتم ان لا تعدلوا فو
فرمایا ہی تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو تین تین چار چار لیکن اسکی بعد فرماتا ہی پہر اگر ڈرو کہ برابر نرکہوگی تو ایک ہی بس ہی

فان

فان من كانت له امرأتان او اكثر يجب عليه ان يقسم ويعدل بينهن سواء كان صحيحا او مريضا فيكون عند

بیشک جسکی نکاح مین دو عورتین یا زیادہ ہون تو اوسپر واجب ہی کہ اونمین وقت کی تقسیم اور عدالت کری برابر ہی کہ اچھی بھلی ہو یا بیمار سو ہر ایک کی پاس

كل واحدة منهن يوما وليلة او ثلثة ايام ولياليها ولا يقيم عند احديهن اكثر من ذلك الا باذنهن والثيب و

ایک دن رات یا تین دن رات رہا کری اور کسی کی پاس اس سی زیادہ نہ رہا کری مگر اورون کی اجازت سی اور اس تقسیم وقت مین

البكر والمراهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلمة والكتابية والصحيحة والمريضة سواء في القسم وكذا

رانڈ اور کواری اور قریب بجوانی اور جوان اور ہوشیار اور باؤلی اور مسلمہ اور کتابیہ اور اچھی بھلی اور بیمار سب برابر ہین اور ایسی ہی

الجديدة والعتيقة سواء في القسم عندنا سواء كانت الجديدة بكرا او ثيبا فانه ان اقام عند الجديدة ثلثة ايام

نئی اور پرانی تقسیم مین ہماری نزدیک برابر ہین برابر ہی کہ نئی باکرہ ہو یا رانڈ اگر چاہی کہ نئی کی پاس تین دن

او سبعة ايام يقيم عند العتيقة كذلك ولا يميل الى بعضهن لما روي انه عليه السلام قال من كانت له امرأتان

یا سات دن رہی تو پرانی کی پاس بھی وتنا ہی رہی اور کسی ایک کی طرف زیادہ میلان نرکھی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکی نکاح مین دو جوروئین

فمال الى احدهما دون الاخرى وفي رواية ولم يعدل بينهما جاء يوم القيمة واحد شقيه ساقط يعني ان احد جنبيه

ہوئین پھر ایک طرف پیار رکھی سوا دوسری کی اور ایک روایت مین ہی اور دونون مین برابر نکری تو قیامت کی دن آویگا اور اوسکی ایک کروٹ گری ہوئی ہوگی مراد یہہ ہی کہ ایک

يكون مجروحا ساقطا بحيث يراه اهل العرصات ليكون له هذا زيادة في التعذيب فان الافتضاح اشد العذاب

کروٹ زخمی ہوگی گری ہوئی ایسا کہ اوس میدان والی سب دیکھین گی تاکہ یہہ اور زیادہ عذاب ہووی کیونکہ بیعزتی کا بڑا عذاب ہوتا ہی

لكن ينبغي ان يعلم ان القسم والعدل انما يجب في العطاء والمبيت دون الحب والوقاع لان الحب لا يدخل تحت الاختيار

لیکن جاننا چاہئی کہ تقسیم اور برابری خرچ دینی مین اور سونی مین واجب ہی محبت مین اور صحبت مین واجب نہین ہی اسلئی کہ محبت اختیاری نہین ہوتی

والوقاع يبتني على النشاط فلا يقدر على التسوية فيهما لما روي انه عليه السلام كان يقسم بين نسائه فيعدل ثم

اور صحبت کرنا نشاط پر موقوف ہی سو ان دونون مین برابری اختیار مین نہین ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج مین عدالت سی تقسیم کرتی تھی

يقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك ولا املك قيل اراد به الحب لان عائشة رض كانت احب نسائه

پھر فرماتی الہی یہہ میری تقسیم ہی جسمین مین مختار ہون سو مجھکو ملامت نکرنا جسکا تو مالک ہی اور مین مالک نہین ہون کہتی ہین اس سی مراد ہی محبت اسلئی کہ عائشہ رض آپکو سب ازواج

اليه وكانت سائر نسائه يعرفن ذلك الا انه عليه السلام كان يقسم بينهن ويعدل في العطاء والبيتوتة حتى

سی زیادہ محبوب تہین اور تمام ازواج اس حال سی آگاہ تہین لیکن نبی علیہ السلام سب کو دینی مین اور سونی مین برابر برابر رکھتی تھی یہان تک

في مرضه الذي توفي فيه اذ روي انه عليه السلام كان يطاف به محمولا في مرضه في كل يوم وليلة فيبيت عند كل

کہ اوس مرض مین بہی جسمین وفات پائی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مرض کی اندر ہر روز و شب اوٹہائی پھرتی تہی پھر اونمین سی ایک ایک کی پاس شب باش ہوتی

واحدة منهن وكان يقول اين انا غدا فعلمت ازواجه انه يريد يوم عائشة فاذن له ان يكون حيث شاء فقا

تہی اور پوچھا کرتی کل کہان کی باری ہی سو ازواج مطہرہ سمجھ گئین کہ عائشہ کی باری پوچھتی ہین پھر سب نی اجازت دیدی کہ جہان چاہین رہین پھر آپنی

فقد رضيتن بذلك فقلن نعم قال حولوني الى بيت عائشة فكان في بيتها حتى مات عندها ومما يجب على الزوج من

پوچھا تم سب اسپر راضی ہو سب نی عرض کیا ہان فرمایا مجھکو عائشہ کی گہر لی چلو سو عائشہ کی گہر رہی یہان تک کہ اونکی پاس رحلت کی صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک حق بی بی کا خاوند پر

حقها ان يؤدي اليها مهرها كاملا ان كان قادرا على ادائه وان لم يكن قادرا على ادائه ينوي ان يؤدي اليها اذا قدر

یہہ ہی کہ اوسکا مہر پورا ادا کردی اگر ادا کرسکتا ہی اور اگر ادا نہین کرسکتا تو ادا کرنی کی نیت رکھی جب طاقت پاوی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

لانه تعالى قال واتوا النساء صدقاتهن نحلة اي فريضة من الله تعالى فان اعطاء النساء مهورهن مما فرضه الله تعالى

اور دی ڈالو عورتون کو مہر اونکی خوشی سی یعنی اللہ کا فرض کیا ہوا ہی بیشک عورتون کا مہر دیدینا اللہ تعالی نی ملت اور دین مین

في الملة والدين فمن نوى ان لا يؤدي اليها مهرها يجيء يوم القيمة زانيا لما روي انه عليه السلام قال ايما رجل تزوج
فرض کیا ہے پھر جسکی یہہ نیت ہووی کہ بی بی کا مہر ادا نکری تو قیامت کی دن زانیوں کی صورت مین آویگا اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو شخص عورت
امرأة على اقل من المهر او اكثر وليس في نفسه ان يؤدي اليها حقها لقي الله تعالى يوم القيمة وهو زان ولا يطلب منها
سی نکاح کری مقدار مہر کی کمتر پر یا اتنی زیادہ پر کہ ادسکا حق ادا کرنیکی قدرت نہو تو قیامت کی دن خدا کی سامنی ایسا ہوویگا جیسا زانی اور بی بی سی ادای مہر کی
المهلة لاداء مهرها الا ان يكون فقيرا او توجله المرأة طوعا لا كرها ولا يكلفها ان تهب له مهرها لان الله تعالى بعدما
لئی مہلت نہ مانگی ہان اگر کنگال ہو یا بی بی اپنی خوشی سی مہلت دیدی زوری سی نہین اور بی بی کو تکلیف نکری کہ بخشو الی اسواسطی کہ الله تعالی بعد اس آیت کی
قال وآتوا النساء صدقاتهن نحلة فان طبن لكم عن شيء منه نفسا فكلوه هنيئا مريئا فمعناه على ما في التيسير وانوار
اور دی ڈالو عورتون کو مہر اونکی خوشی سی بیشک فرماتا ہی پھر اگر وہ اوسمین سی کچہہ چھوڑ دین تمکو خوشی سی تو وہ کہاؤ رچتا پچتا سو اسکی معنی موافق تیسیر اور انوار
التنزيل انهن ان وهبنا لكم بعضا من الصداق عن غاية الرضا وطيب القلب بلا اكراه ولا افتداء من سوء العشرة فانتفعوا
التنزیل کی یہہ ہین کہ عورتین اگر تمکو کچہہ مہر مین سی اپنی عین رضامندی اور دلکی خوشی سی بی زور اور بی خوف بدمعاملگی کی بخشدین تو کہاؤ پیو
به بلا تبعة فعلم من هذا ان الاستكثار في الاستيهاب مكروه لانه تعالى كما جعل عقد النكاح بيد الزوج ان شاء
پیچہی نپڑو اس سی معلوم ہوا کہ بہت کچہہ کہہ کر بخشوانا مکروہ ہی اسواسطی کہ الله تعالی جیسی عقد نکاح کو خاوند کی اختیار مین رکہا ہی جاہی
يمسكها وان شاء يرسلها بلا اختيار منها كذلك جعل حلقة سلسلة المهر في رقبته وذمته فعقد النكاح يجرها اليه
عورتکو رکہی اور جاہی چہوڑ دی عورت کو کچہہ اختیار نہین ایسی ہی حلقہ مہر کی زنجیر کا اوسکی گردن مین اور ذمہ پر رکہا ہی سو عقد نکاح سی عورت کو خاوند
وسلسلة المهر تجره اليها فاستيهاب كل المهر ابطال لحقها وابقاء لحقه وفيه ترك المعادلة وهو نوع من الظلم ولا يطلقها
کہینچتا ہی اور مہر کی زنجیر سی عورت خاوند کو کہینچتی ہی سو تمام مہر کا بخشوا لینا اوسکی حق تلفی اور اپنا حق باقی رکہنا ہی اور اسمین بی انصافی ہی اور یہہ طرح کا ظلم ہی اور بی ضرورت
بغير ضرورة الا ان تكون سيئة الخلق فاسدة الدين تاركة الصلوة لان الطلاق وان كان مباحا لكنه من ابغض
بی بی کو طلاق ندی ہان اگر بدخو بددین بی نماز ہووی اسلئی کہ طلاق اگرچہ مباح ہی پر یہہ مباح الله کی ان
المباحات عند الله تعالى لما فيه من ايذاء للغير ولا يباح ايذاء الغير من غير ضرورة الا بجناية من جانبها فاذا عزم
بہت ناپسند ہی اسلئی کہ اسمین غیر کی ایذا ہی اور بی ضرورت کسیکو ایذا دینی مباح نہین ہی ہان اگر اوسکی کچہہ خطا ہووی پہر اگر کسی
على تطليقها بسبب الضرورة ينبغي له ان يراعي عدة امور احدها ان يطلقها في طهر لم يجامعها فيه لان الطلاق في الحيض
ضرورت سی طلاق کا ارادہ کری تو لایق یون ہی کہ کئی باتون کا لحاظ رکہی ایک یہہ کہ اوسکو ایسی طہر مین طلاق دلوی جسمین جماع نکیا ہو اسلئی کہ طلاق حیض مین
والطهر الذي جامعها فيه حرام والثاني ان يقتصر على طلقة واحدة ولا يجمع الثلث لانه بدعي قبيح والطلقة الواحدة
اور جس طہر مین کہ جماع کیا ہو حرام ہی دوسری یہہ کہ ایک ہی طلاق پہ اکتفا کری تین طلاق نہ جمع کر دی اسلئی کہ طلاق قبیح ہی اور ایک طلاق مین بہی
بعد انقضاء العدة تفيد المقصود مع انها ابعد من الندم لتمكنه من التدارك بالرجعة في العدة وتجديد النكاح بعد
بعد گذر جانی عدت کی مقصود حاصل ہوسکتا ہی باوجودیکہ ندامت سی بچہ ہی کیونکہ عدت کی اندر رجعت سی اور بعد عدت کی از سر نو نکاح سی تدارک کا اختیار
العدة واما اذا طلقها ثلثا فربما يندم ولا يمكنه التدارك الا بالحلة وعقد الحلة منهي عنه ويكون هو الساعي فيه
باقی رہتا ہی اور اگر اوسکو تین طلاق دین تو بعضی وقت شرمسار ہوتا ہی اور اوسکا تدارک بیحلالہ کی نہین ہوسکتا اور عقد حلالہ ممنوع ہی اور اس عقد کا یہہ ہی ساعی ہوگا
ويحتاج الى الصبر مدة مع كون قلبه معلقا بزوجة الغير يرجو ان يطلقها حتى تعود اليه بعد انقضاء عدتها وكل
اور مدت تک صبر کرنا پڑتا ہی اس حال مین کہ اسکا دل بیگانی بی بی سی لگا رہتا ہی اس امید پر کہ طلاق دی تو بعد عدت کی میری پاس آوی یہہ تمام خرابی
ذلك ثمرة الجمع وفي الواحدة يحصل المقصود من غير محظور والثالث ان يتلطف في تطليقها من غير عنف ولا استخفاف
طلاق جمع کرنیکا پہل ہی اور ایک طلاق مین بلا کراہت مقصود حاصل ہوتا ہی اور تیسری یہہ کہ طلاق دینی مین لطف برتی خشونت اور حقارت نکری

ويطلق

ویطیب قلبها بان یعطیها شیئا زایدا علی مهرها علی سبیل المتعة وهی درع وخمار وملحفة عوضا عن ایحاشها
اور اوسکا دل خوش کردے اسطور کہ مہر سے زیادہ کچھہ جوڑہ وغیرہ بطور متعہ کی یعنی کرتا اور دوپٹہ اور چادرہ وحشت اور رنج کی بدلہ مین دیدے

والرابع ان لا یفشی سرها ثم انه ان طلقها علی مال وهو خلع یکره له ان یاخذ ذلک المال ان کان النشوز من
اور چوتھی یہہ کہ اوسکا بھید نہ ظاہر کرے پھر اگر اپنی مال کی بدلہ طلاق دے جسے خلع کہتے ہین تو خاوند کو مکروہ ہے کہ اوس مال کو لیلے اگر بدخوئی ناسازگاری

جانبه لانه اوحشها بالارسال فلا یزید فی ایحاشها باخذ المال وقد قال الله تعالی وان اردتم استبدال زوج مکان
خاوند کی طرف سے ہی آئی کہ اوسکو چھوڑنے سے ایک تو رنج دیا پھر اوسکا مال لیکر وحشت نہ بڑہاوے اور اللہ تعالی فرماتا ہے اور اگر بدلا چاہو ایک عورت کی جگہ

زوج واتیتم احداهن قنطارا فلا تاخذوا منه شیئا فانه تعالی نهی عن اخذ الشیء الیسیر من القنطار الذی هو المال
دوسری عورت اور دے چکے ہو ایک کو ڈھیر مال تو پھیر نہ لو اوسمین سے کچھہ بیشک اللہ تعالی نے قنطار مین سے جو بہت مال ہوتا ہے تھوڑا سا بھی لینے سے منع کیا ہے

الکثیر فضلا عن الکثیر وان کان النشوز من جانبها یکره له ان یاخذ الزائد علی ما دفع الیه من المهر ثم انه ان
بہت لینے کا تو کیا بات ہے اور اگر ناسازگاری عورت کی جانب سے ہے تو اوس سے زیادہ لینا جو مہر اوسکو دے چکا ہے مکروہ ہے پھر اگر مرد نے

اکرهها علی الخلع والزمت ان تعطیه مالا للخلاص منه واسقطت ما علیه من المهر ونحوه یقع الطلاق بلا لزوم
اوسپر خلع کی زبردستی کی اور عورت نے اپنا پلہ چھڑانے کو مال لیا کہ مال دونگی یا جو خاوند کی ذمہ مہر وغیرہ تہا ساقط کردیا تو بدون لازم ہونے

ما التزمته من المال وبلا سقوط ما علیه من المهر ونحوه لان الرضا شرط فی لزوم المال وسقوطه والاکراه یعدم
مال مانی ہوئی کی اور بدون ساقط ہونے مہر وغیرہ کی جو خاوند کی ذمہ تہا طلاق پڑجاوے گی اسلئے کہ مال لازم ہوجانے مین اور ساقط ہونے مین رضامندی شرط ہے اور

الرضا علی ما بُیّن فی موضعه هذا الذی ذکر الی هنا ما کان علی الزوج من حقوق الزوجة واما ما کان علی الزوجة
زبردستی مین رضامندی نہین ہوتی چنانچہ اپنی جگہ مین بیان ہوچکا ہے یہان تک وہ حقوق بیان ہوئے جو بی بی کی حق خاوند کی ذمہ ہین اور رہے خاوند کی حقوق

من حقوق الزوج فالقول الشافی فیه ان النکاح نوع رق والزوجة رقیقة الزوج کما قال النبی علیه السلام
جو بی بی کی ذمہ ہین سو قول شافی اوسمین یہہ ہے نکاح غلامی کی قسم ہے اور زوجہ خاوند کی لونڈی ہوتی ہے چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

النکاح رق فلینظر احدکم این یضع کریمته فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان الاحتیاط فی حقها اهم
کہ نکاح غلامی ہے سو تم دیکھہ لو کہ اپنی پیاری بچی کو کہان دیتے ہو بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث مین بیان فرمایا کہ عورت کی حق مین احتیاط ضرور تر ہے

لکونها رقیقة بالنکاح لا مخلص لها بوجه من الوجوه الا بتطلیق الزوج واما الزوج فهو قادر علی الخلاص منها
کیونکہ وہ نکاح کی سبب سے لونڈی ہوجاتی ہے بدون خاوند کی چھوڑنے کسیطرح نہین چھوٹ سکتی اور رہا خاوند سو طلاق دیکر عورت سے آپ چھوٹ سکتا ہے

بتطلیقها فاذا کانت المرأة رقیقة الزوج یلزمها ان تصبر علی غیرته وترجو علی ذلک من الله الثواب فان ذلک
پھر جب عورت خاوند کی لونڈی ہوئی تو لازم ہے کہ خاوند کی غیرت پر صبر کرے اور اوسپر اللہ تعالی سے ثواب کی امیدوار رہے اور بیشک اوسکا یہہ ہی

جهادها لما ورد فی الحدیث ان جهاد المرأة حسن التبعل وهو حسن المعاشرة مع زوجها فعلیها ان تطیعه فی کل
جہاد ہے اسلئے کہ حدیث مین آیا ہے کہ عورت کا جہاد حسن تبعل ہے یعنی خاوند کی ساتھہ نیک گذران پس عورت کی ذمہ ہے کہ خاوند کی اطاعت کرے

ما یامرها مما لا معصیة فیه اذ قد ورد فی عظیم حقه علیها اخبار کثیرة من جملتها ما روی انه علیه السلام قال
جو کہے جسمین گناہ نہووے اسواسطے کہ حدیثین بہت وارد ہوئی ہین کہ خاوند کا بی بی پر بڑا حق ہے از انجملہ وہ کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

لو کنت امرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها من عظم حقه علیها وقالت عائشة اتت فتاة
اگر مین کسیکو سجدہ کا حکم دیتا کسیکی لئے تو البتہ عورت کو حکم دیتا کہ خاوند کو سجدہ کیا کرے کیونکہ خاوند کا بی بی پر بڑا حق ہے اور عائشہ رضہ کہتی ہین ایک جوان عورت

الی النبی صلی الله علیه وسلم فقالت یا نبی الله انی فتاة اخطب فما حق الزوج علی الزوجة فقال النبی علیه السلام لو
نبی علیہ السلام کی پاس آئی عرض کیا اے نبی اللہ کی مین جوان عورت ہون نکاح کیا چاہتی ہون سو خاوند کا بی بی پر کیا حق ہے پس نبی علیہ السلام نے فرمایا

كان من قرنه الى قدمه صديدا فلحسته ما ادت شكره وقال ابن عباس اتت امراة الى النبي صلى الله عليه وسلم
اگر خاوند کی سر سی پانو تک پیپ بہتی ہو پہر بی بی چاٹ لی تو بہی اوسکا شکرادا نہین کیا اور ابن عباس کہتی ہین ایک عورت نبی علیہ السلام کی پاس آئی

وقالت یا نبی الله انی امراة ايم وانی اريد ان اتزوج فما حق الزوج على المراة فقال النبی علیه السلام من حق الزوج
عرض کیا یا نبی اللہ کی مین عورت بی خاوند ہون میرا ارادہ نکاح کا ہی سو خاوند کا بی بی پر کیا حق ہی ۔ نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک حق خاوند کا

على المراة اذا ارادها فی نفسها وهی على ظهر البعير ان لا تمنعه ومن حقه ان لا تعطی شيئا من بيته الا باذنه
بی بی پر یہہ ہی کہ اگر خاوند اوسکی طرف رغبت کری اور وہ عورت اونٹ کی پیٹہ پر ہو تو انکار نکری اور خاوند کا ایک یہہ حق ہی کہ اوسکی گہر مین سی اوسکی بی اجازت

فان فعلت كان الوزر عليها والاجر له ومن حقه ان لا تصوم تطوعا الا باذنه فان فعلت جاعت وعطشت
کچہہ نہ دی اگر دیگی تو وہ گنہگار ہو گی اور ثواب خاوند کو ہو گا اور اوسکا حق یہہ ہی کہ نفل روزہ اوسکی بی اجازت نرکہی اگر روزہ رکہی گی تو بہوکی پیاسی مریگی

ولم يقبل منها ومن حقه ان لا تخرج من بيته الا باذنه فان فعلت لعنتها الملئكة حتى ترجع الى بيتها وروی
اور قبول نہو گا اور اوسکا حق یہہ ہی کہ اوسکی گہر مین سی بی اجازت باہر نجاوی اگر جاویگی تو جبتک ہپہر آویگی اوسکو فرشتی لعنت کیا کرینگی اور روایت ہی

انه عليه السلام قال انی رايت ليلة اسری بی امراة معلقة بلسانها فقلت يا جبرئيل ما شانها فقال انها
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ معراج کی شب کو مین نی ایک عورت دیکہی کہ زبان کو مروڑتی ہی مین نی پوچہا یا جبرئیل اسکی کیا خطا ہی عرض کیا یہہ عورت

كانت تؤذی زوجها وجيرانها بلسانها ورايت امراة اخری معلقة بثديها وهی التی ترضع بغير اذن زوجها و
زبان سی اپنی خاوند اور ہمسایون کو ستاتی تہی اور ایک اور عورت دیکہی کہ اپنی پستان کہسوٹتی ہی وہ ایسی تہی کہ خاوند کی بی اجازت دودہ پلاتی تہی اور

رايت اخری معلقة برجليها وهی التی تخرج بغير اذن زوجها ورايت اخری معلقة بيديها وهی التی تفسد مال زوجها
ایک اور عورت دیکہی کہ اپنی پانو کہینچتی تہی وہ خاوند کی بی اجازت گہر سی چلی جاتی تہی اور ایک اور دیکہی کہ اپنی ہاتہہ کہسوٹتی ہی وہ وہ تہی کہ خاوند کا مال خراب کرتی تہی

نسخہ یا زبان سی لٹکائی ہوئی تہی

نسخہ یا پستان سی لٹکائی ہوئی تہی

نسخہ یا پانو سی لٹکائی ہوئی تہی یا ہاتہہ سی لٹکائی ہوئی تہی

وروی عن ابی هريرة انه عليه السلام قال اذا دعا الرجل امراته الى فراشه فابت فبات غضبان لعنتها الملئكة
اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلاوی اور وہ نمانی پہر وہ مرد خفہ ہو کر سو رہی تو صبح تک فرشتی اوسپر لعنت

حتى تصبح وفی رواية انه عليه السلام قال والذی نفسی بيده ما من رجل يدعو امراته الى فراشه فتابی الا
کرتی ہین اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قسم ہی اپنی مالک کی کہ جو مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلاوی اور وہ نمانی تو

كان الذی فی السماء ساخطا عليها حتى يرضى عنها والحاصل ان اللازم لها ان تطلب رضاه ولا تمنع نفسها عنه
جو کہ آسمان مین ہی اوس سی بیزار ہو گا جبتک خاوند راضی ہو دی خلاصہ یہہ ہی کہ بی بی کو لازم ہی کہ خاوند کی رضا طلب کرتی رہی اور آپکو اوسکی حوالہ کر دی

ولا تتعلل بالحيض ولا تؤخر الاجابة بل تطيعه فور طلبه ان كانت طاهرة عن الحيض واما فی حال الحيض فتخبر
اور حیض کا بہانہ نکری اوسکی حکم پہیر پہر نہ رکہی بلکہ ترت کہتی ہی اطاعت کری اگر حیض سی پاک ہو دی اور حیض کی حالت مین اپنا حال

عن حالها وتلبس اخلاق ثيابها تقليلا لميل الزوج اليها ويستحب لها اذا دخل وقت الصلوة ان تتوضأ وتجلس فی
جتاوی اور پرانی کپڑی پہن لی تاکہ خاوند کا دل اودہر نہ لوبہاوی اور حائضہ کو مستحب ہی کہ جب نماز کا وقت آوی تو وضو کرکر گہر مین

مسجد بيتها وتسبح وتهلل قدر اداء الصلوة كيلا يزول عنها عادة العبادة وقد روی انه عليه السلام قال اذا استغفرت
نماز کی چبوتری پر جتنی دیر نماز کو لگتی ہی سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ پڑہا کری تاکہ عبادت کی عادت نہ جاتی رہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب حائضہ عورت

الحائض فی وقت كل صلوة سبعين مرة كتب له الف ركعة وغفر لها سبعون ذنبا ورفع لها درجة واعطى لها بكل
ہر نماز کی وقت ستر بار استغفار پڑہتی ہی تو اوسکو ہزار رکعت کا ثواب ہوتا ہی اور ستر گناہ معاف ہو جاتی ہین اور اوسکا درجہ بڑہ جاتا ہی اور استغفار کی

حرف من استغفارها نور وكتب بكل عرق فی جسدها حج وعمرة وفی غير حال الحيض تلبس احسن ثيابها وتظهر
ہر ہر حرف کی بدلہ نور ملتا ہی اور بدن کی رگون کی شمار پر حج اور عمرہ لکہا جاتا ہی اور اگر پاک ہو تو اچہا لباس پہنا کری اور جہان تک ہو سکی

المودة الى زوجها ما استطاعت وتكون معطرة متنظفة في نفسها ومستعدة في الاحوال كلها لاستمتاع الزوج
خاوند سے پیار ظاہر کیا کرے اور خوشبو اور پاکیزہ اور ہر وقت خاوند کی تمتع کی لئے جب وہ خواہش کرے تیار رہا کرے

بها متى شاء وتكون قاعدة في قعر بيتها ملازمة لمغزلها من حين زفت اليه الى ان تزف الى القبر ولا تخرج من بيتها
اور گھر کی اندر تنہا بیٹھی رہا کرے اوس دن سے کہ خاوند کے ہاں گئی ہے یہاں تک کہ قبر میں جاوے اور گھر میں سے خاوند کی بے اجازت

الا باذن زوجها واذا خرجت باذنه تخرج مخفية في هيئة رثة وتطلب المواضع الخالية دون الشوارع والاسواق
نہ جایا کرے اور اگر باجازت جاوے تو چھپ کر بری صورت بناکر اور خالی اوجاڑ رستے کو جاوے بڑک اور بازاروں میں کو

ولا تخرج عطرة متبرجة ولا تتحدث مع رجل في الطريق لما روي ان عمر رأى امرأة مع رجل يتحدثان في الطريق
اور خوشبو لگاکر زیب زینت سے نہ جاوے اور رستہ میں کسی مرد سے بات نکرے کیونکہ روایت ہے کہ عمر رضی نے ایک عورت کو مرد سے رستہ میں بات کرتی ہوئی دیکھا

فضربهما بالدرة فقال رجل يا امير المؤمنين هي امرأتي فقال له عمر لو كانت امرأتك فلم لم تدخلها في بيتك
سو دونو کو تعزیر دی اوس مرد نے عرض کیا یا امیر المؤمنین یہہ میری بی بی ہے عمر نے جواب دیا اگر تیری بی بی ہے تو اپنے گھر میں کیوں نہیں بیٹھاتا

حتى لا يتهمك احد في الطريق ولا تخرج الى الحمام وان اذن لها زوجها لما روي عن عائشة انه عليه السلام قال الحمام
تاکہ رستہ میں تجھہ پر کوئی تہمت نہ لے اور حمام میں نہ جاوے اگرچہ خاوند اجازت دیدے کیونکہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا حمام

حرام على نساء امتي فان اقتضت الضرورة الى دخولها في الحمام لعذر المرض والنفاس يشترط ان تدخل بمئزر ولا تكون
میری امت کی عورتوں پر حرام ہے اور اگر بسبب مرض یا نفاس کی حمام میں جانیکی ضرورت آگئی تو شرط یہہ ہے کہ ازار پہن کر جاوے اور حمام میں کوئی

فيه احد من النساء مكشوفة العورة ولا تخرج بزينة فاذا لم يوجد واحد من هذه الشروط لا يحل لها الخروج الى الحمام
عورت ننگی نہووے اور سنگار کرکر نہ نکلے اور ان شرطوں میں سے ایک بھی فوت ہووےگی تو حمام میں جانا حلال نہیں ہے

ولكن لا يحل لها الخروج الى المقابر لما ذكر في نصاب الاحتساب ان القاضي سئل عن جواز خروج المرأة الى المقابر فقال لا
اور ایسے ہی عورت کو گورستان میں جانا حلال نہیں کیونکہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہے کہ قاضی سے کسینے پوچھا کیا عورت کو گورستان میں جانا جایز ہے جواب دیا

تسئل عن الجواز في مثل هذا وانما تسئل عن مقدار ما يلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج كانت في لعنة الله تعالى
اس باب میں جواز کو کیا پوچھتا ہے یہہ پوچھہ اوسپر کتنی لعنت پڑتی ہے کیونکہ عورت جب جانیکا ارادہ کرتی ہے تو خدا کی اور فرشتوں کی

وملئكته واذا خرجت تحفها الشياطين من كل جانب واذا اتت القبر يلعنها روح الميت واذا رجعت كانت في
لعنت میں ہوتی ہے اور جب چلی تو ہر طرف سے شیطان اوسکے ساتھہ ہوتے ہیں اور جب قبر پر پہنچی تو مردہ کی روح لعنت کرتی ہے اور جب ہٹتی ہے تو

لعنة الله تعالى وملئكته حتى تعود الى منزلها وفي الخبر ايما امرأة خرجت الى مقبرة يلعنها ملئكة السموات
اللہ تعالی کی اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے جبتک اپنے گھر میں آوے اور حدیث میں ہے کہ جو عورت گورستان میں جاتی ہے تو اوسکو فرشتے ساتوں آسمان

والارضين السبع وتمشي في لعنة الله تعالى وايما امرأة دعت للميت بخير ولم تخرج من بيتها يعطيها الله تعالى
اور زمین کی لعنت کرتے ہیں اور خدا کی لعنت میں جاتی ہے اور جو عورت گھر میں بیٹھی ہوئی مردے کی حق میں دعاء خیر کرتی ہے تو اوسکو اللہ تعالی ثواب حج

ثواب حجة وعمرة وعن سلمان وابي هريرة انه عليه السلام ذات يوم خرج من المسجد فوقف على باب دار فاطمة فاتت
اور عمرہ کا دیتا ہے اور سلمان اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایک روز مسجد سے نکل کر اپنے گھر کی دروازہ پر ٹھہر گئے پھر حضرت فاطمہ رض آگئیں

فاطمة فقال لها من اين جئت قالت خرجت من منزلة فلانة التي ماتت فقال عليه السلام هل ذهبت
آپ نے فرمایا تو کہاں سے آئی عرض کیا فلانی عورت جو مرگئی ہے اوسکی گھر سے آئی ہوں پھر نبی علیہ السلام نے پوچھا کیا اوسکی قبر بھی گئی ہے

قبرها قالت معاذ الله افعل بعد ما سمعت منك فقال عليه السلام لو زرت قبرها لم تري تحفة الجنة
عرض کیا خدا کی پناہ کیا آپ سے سنکر جو سنا ہے ایسا کرتی پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر تو اوسکی قبر پر جاتی تو جنت کی بو نہ سونگھتی

وروي انه عليه السلام لما قدم المدينة خرج الى جنازة فراى النساء يتبعن الجنازة فقال لهن اتحملن معمن

اور روایت ہی کہ جب نبی علیہ السلام مدینہ مین آئی تو ایک جنازہ کی ساتھہ چلی پہر عورتون کو دیکہا کہ جنازہ کی پیچہی آتی ہین آپ نی اونسی پوچہا کیا تم سب کی ساتہہ

يحمل فقلن لا فقال عليه السلام اتصلين مع من يصلي فقلن لا فقال عليه السلام انصرفن مازورات

جنازہ اوٹھاؤ گی عرض کیا نہین پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا کیا تم سب کی ساتہہ نماز پڑہو گی عرض کیا نہین پہر آپنی فرمایا گنہگار ہوکر بی ثواب جاؤ

غير ماجورات فدل ذلك على ان المراة لا يباح لها الخروج الى المقبرة ولا تشييع الجنازة بل يلزمها ان يكون من همتها

اس سی معلوم ہوا کہ عورت کو گورستان مین جانا جایز نہین ہی اور نہ جنازہ کی ہمراہ جایا کری بلکہ عورت کو لازم ہی کہ تمام ہمت

اصلاح شانها وتدبير منزلها ولا تدخل في بيت زوجها من يكره دخوله فيه من الرجال والنساء وتقدم حقه على

اپنا حال درست اور گہر کا کاربار کیا کری اور خاوند کی گہر مین کسی مرد یا عورت کو جسکا آنا خاوند ناپسند کرتا ہو نہ آنی دی اور اپنی اور تمام سکی سودہرونکی

حق نفسها وسائر اقاربها ولا ترفع صوتها فوق صوته ولا تجهر له بالقول ولا تكون منفعتها عن كسبه اذا

حق پر خاوند کا حق مقدم رکہی اور اپنی آواز خاوند کی آواز پر بلند نہ کری اور خاوند کی پیچہی چیخ کر نہ لگی اور اپنا خرچ خاوند کی حرام کمائی مین سی نکری

كان حراما اذ قد كانت النساء في السلف اذا خرج الرجل من منزله تقول له امراته وابنته اياك وكسب الحرام فانا

کیونکہ سلف کی عورتین ایسی تہین کہ جب مرد گہر مین سی باہر جاتا تو اوسکی جورو بیٹی کہدیتیان حرام کمائی سی پرہیز کرنا ہمیں بہوک پر صبر ہوسکتا ہی آگ پر

نصبر على الجوع ولا نصبر على النار وتكون قانعة من زوجها بما رزقه الله تعالى ولا تكلفه ما لا يطيقه ولا تدخل

صبر نہین ہوسکتا اور جو خدا تعالی نی خاوند کو رزق دیا ہی اوسپر قناعت کری اور خاوند کو طاقت سی زیادہ تکلیف ندی اپنی خرچ کا غم نڈالدی

غما في امر النفقة بل تكون صابرة متوكلة كما حكي ان رجلا من السلف هم بالسفر فكره جيرانه سفره فقالوا لزوجته

بلکہ صبر اور توکل پر رہی چنانچہ حکایت ہی کہ ایک شخص نی سلف مین سفر کا ارادہ کیا ہمسایون کو اوسکا سفر پسند نہ آیا ہمسایون نی اوسکی بی بی سی کہا

لم ترضين بسفره ولم يدع لك نفقة فقالت زوجي عرفته اكالا وما عرفته رزاقا ولي رزاق يذهب الاكال ويبقى

تو اوسکی سفر پر کیون راضی ہوگئی اور کچہہ تیری لئی خرچ نہین دی جاتا اوسنی جواب دیا مین اوسکو کہانی والا جانتی ہون رزاق نہین جانتی اور میری لئی رزاق اور ہی ہوا کال جاتا ہی

الرزاق ولا تتفاخر بجمالها بل تكون كما روي عن الاصمعي انه قال دخلت البادية فرايت امراة من احسن الناس وجها

اور رزاق باقی ہی اور اپنی جمال پر ناز نکیا کری بلکہ ایسی ہی جیسی اصمعی سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین جنگل مین گیا تو مینی ایک عورت نہایت خوبصورت پاس

تحت رجل قبيح الوجه في الغاية فقلت يا عجبا مثلك تحت مثله فقالت يا هذا قد اخطات في قولك لعله احسن

ایک مرد نہایت بدصورت کی دیکہی مین نی کہا کیا عجب ہی تجہسی پری ایسی دیو کی پاس وہ بولی ای شخص تونی بیجا کہا شاید کہ اسنی اپنی خالق کی

فيما بينه وبين خالقه فجعلني ثوابه ولعلي اسات فيما بيني وبين خالقي فجعله عقوبتي افلا ارضى الله لي فمما

کوئی عبادت کی ہی سو مجہکو اوسکی لئی اوس عبادت کا ثواب ٹہرایا ہی اور شاید مجہسی اپنی خالق کی کوئی خطا ہوگئی ہی سو اسکو میری لئی عذاب مقرر کیا ہی پہر اللہ سی

يجب من حقه عليها ديانة ان تفعل كل خدمة في داخل الدار من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها حتى لو لم تفعل

کیون نہ پسند کرون اور جو حق خاوند کا بی بی پر ازروی دیانت کی واجب ہی یہہ ہی کہ گہر مین تمام کاروبار جیسی سالن روٹی پکانا کپڑی دہونی وغیرہ کیا کری یہان تک کہ اگر کچہہ

شيئا منها تكون اثمة وان لم تجبر عليها وترى تقصيرها في خدمته ولا تسال طلاق ضرتها لان لها ما قدر لها ولا

بہی نکری گی تو گنہگار ہوگی اگرچہ اسمین کچہہ اوسپر زور نہین ہی اور خاوند کی خدمت مین اپنی آپکو مقصر سمجہتی رہی اور اپنی سوکن کی طلاق خواہش نکری کیونکہ جو اوسکی قسمت کا ہی

تمنعه عن نكاح ثلث سواها لانه تعالى جعل له ذلك حلالا بشرط العدل حيث قال فانكحوا ما طاب لكم من النساء

سو ملیگا اور خاوند کو اور تین نکاح سی منع نکری کیونکہ اللہ تعالی نی اوسکو یہہ اختیار دیا ہی بشرط عدالت حلال ہی چنانچہ فرمایا ہی تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین

مثنى وثلث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدة وتصبر على غيرة الضرائر راجية من الله تعالى الثواب كما صبرت

دو دو تین تین چار چار پہر اگر ڈرو کہ برابر نرکہو گی تو ایک ہی اور سوکنون کی رشک پر صبر کر کر اللہ تعالی سی امیدوار ثواب کی رہی جیسی نبی علیہ السلام کی

ازواج النبي عليه السلام حتى وهب سودة نوبتها لعائشة حين يئست وعلمت محبته عليه السلام لعائشة ولا
ازواج نی صبر کیا یہان تک کہ سودہ نی بڑہاپی مین اپنی باری عائشہ ؓ کو دیدی جب اوسکو عائشہ کی حق مین نبی علیہ السلام کی محبت معلوم ہوئی اور

تسال الطلاق من غير ياس وفاقة لما روي انه عليه السلام قال ايما امراة سالت زوجها الطلاق فحرام عليها
بیدون نا امیدی اور فاقہ کی طلاق نہ مانگی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو عورت اپنی خاوندسی طلاق مانگی تو اوسپر جنت کی بو حرام ہی

رائحة الجنة ولا تظهر زينتها لغير زوجها ومحارمها لانه تعالى قال في حق المؤمنات ولا يبدين زينتهن
اور سوا اپنی خاوند اور محرمون کی اپنا سنگار نہ دکہاوی اسلئی کہ اسد تعالی نی مؤمنات کی حق مین فرمایا ہی اور نہ کہولین اپنی سنگار

الا لبعولتهن او اٰبائهن او اٰباء بعولتهن او ابنائهن او ابناء بعولتهن او اخوانهن او بني اخوانهن
مگر اپنی خاوند کی آگی یا اپنی باپ کی یا سسری یا اپنی بیٹی کی یا سوتیلی بیٹی کی یا اپنی بہائی کی یا اپنی بہتیجون کی یا اپنی بہانجون کی

او نسائهن والزينة ما تتزين به المراة من الثياب والحلي وغيرهما وهي ظاهرة وباطنة اما الظاهر فلا يجب
یا اپنی عورتون کی اور زینت وہ ہی جو عورت کپڑون اور زیور وغیرہ سی سنگار کرتی ہی اور زینت ایک ظاہر کی ہی اور ایک باطن کی ظاہر کی زینت کا چہپانا تو واجب نہین ہی

سترها ولا يحرم للاجنبي النظر اليها لقوله تعالى ولا يبدين زينتهن الا ما ظهر منها لكن اختلف فيها فقيل هي
اور اجنبی مرد کو اودہر دیکہنا بہی حرام نہین ہی بدلیل اس آیت کی اور نہ دکہاوین اپنا سنگار مگر جو کہلی چیز ہی لیکن اسمین اختلاف ہی کوئی کہتا ہی کہ زینت

الثياب وهذا قول ابن مسعود وقيل هي الكحل والخاتم وهذا قول ابن عباس وروي عن اصحابنا انه اراد بهما
ظاہری صرف کپڑی ہین یہہ قول ابن مسعود کا ہی اور کوئی کہتا ہی سرمہ اور انگوٹہی یہہ قول ابن عباس کا ہی اور ہماری علماء سی روایت ہی کہ ان دونو سی مراد

الوجه والكفين لان الكحل من زينة الوجه والخاتم من زينة الكف فلما ابيح النظر الى زينة الوجه والكف كان
چہرہ اور دونو ہاتہ ہین اسلئی کہ سرمہ چہرہ کی زینت ہی اور انگوٹہی ہاتہ کی زینت ہی جب چہرہ اور ہاتہ کی زینت کا دیکہنا مباح ہوا تو یہہ ہی

اباحة النظر الى الوجه والكف وهذا اذا كان النظر بغير شهوة واما اذا كان بالشهوة فلا يجوز الا عند العذر وهو
اباحت چہرہ اور ہاتہ دیکہنی کی ہی اور یہہ اباحت اوس صورت مین ہی کہ بغیر شہوت نظر کری اور اگر نگاہ شہوت سی ہووی تو جایز نہین ہی مگر عذر کی وقت اور وہ عذر

القضاء من القاضي والشهادة من الشاهد والعلاج من الطبيب وكذلك اذا اراد الرجل ان يتزوج امراة فيجوز
قضا قاضی کی ہی اور گواہی گواہ کی اور علاج طبیب کا اور ایسی ہی اگر کوئی مرد کسی عورت سی نکاح کا ارادہ کری تو اوسکو جایز ہی

له ان ينظر اليها لكن لا يجوز له ان ينظر اليها حاسرة ولا الى شئ مما هو عورة في حقه بل انما يباح له ان ينظر الى وجهها
کہ اوس عورت کو دیکہہ لی پر یہہ جایز نہین ہی کہ ننگی کر کر دیکہی اور نہ ایسا عضو جو اوسکی حق مین عورت ہو بلکہ اتنا ہی مباح ہی کہ فقط چہرہ

وكفيها فقط لانها ليست بعورة في حقه وذكر في شرح الكرخي ان النظر الى وجه الاجنبية ليس بحرام لكن يكره
اور دونو ہاتہ دیکہہ لی کیونکہ اوسکی حقمین عورت نہین ہی اور شرح کرخی مین مذکور ہی کہ اجنبی عورت کا مہنہ دیکہنا حرام نہین ہی لیکن بی ضرورت مکروہ ہی

بغير حاجة اذ لا يؤمن عن الشهوة وذكر في نصاب الاحتساب ان الحرة تمنع من كشف الوجه والكف والقدم فيما
اسلئی کہ شہوت کا ڈر ہی اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ حرہ کو مہنہ اور ہاتہ پانؤ کہولنا جسپر اجنبی کی نظر پڑی منع ہی

يقع عليه نظر الاجنبي لانها لا تامن عن شهوة بعض الناظرين اليها الا ان يكون عجوزا فحينئذ يجوز النظر الى وجهها
کیونکہ یہہ ڈر ہی کہ بعضی دیکہنی والی شہوت سی نظر کرینگی ہان اگر بڑہیا ہو تو اب اوسکا چہرہ دیکہنا جایز ہی

ويحل مصافحتها عند الامن عن الشهوة لكن لا تخلو برجل شابا او شيخا لان الخلوة بالاجنبية وان كان معها غيرها
اور بی شہوت اوس سی مصافحہ کرنا بہی حلال ہی لیکن ہمراہ کسی مرد کی خلوت مین نہ جاوی جوان ہو یا بوڑہا اسلئی کہ خلوت اجنبی عورت کی ساتہہ اگر چہ اوسکی ساتہہ اور

من النساء مكروه كراهة تحريم لما روي عن ابن عباس [illegible] لا يخلون رجل بامراة الا ومعها محرم
عورتین ہون مکروہ تحریمی ہی کیونکہ ابن عباس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا [illegible] خلوت مین ہووی مگر [illegible]

واما الزينة الباطنة فهي القرط والقلادة والدملج والخلخال واختلف في السوار فروي عن عائشة رض انها من
اور باطنی زینت بالی اور ہار اور بازوبند اور پازیب اور کنگن میں اختلاف ہی سو عائشہ رضی سی روایت ہی کہ کنگن

الزينة الباطنة وهو الاشبه لمجاوزتها الكف وهذه الزينة الباطنة يحرم ان ينظر اليها الاجانب لا المحارم
باطنی زینت میں ہی اور یہہ ہی ٹہیک معلوم ہوتی ہی اسواسطی کہ کف سی دور ہوتا ہی اور اس زینت باطنی پر اجنبی مرد پر نظر کرنا حرام ہی محرم کو حرام نہیں

لانه تعالى قد سوى في ذلك بين الزوج ومن ذكر معه فاقتضى ذلك اباحة النظر الى مواضع الزينة لهؤلاء المذكورين
اسواسطی کہ اللہ تعالی نی اس بات میں خاوند کو اور جو اوسکی ساتہہ آیت میں مذکور ہیں سبکو برابر کردیا ہی یعنی ان لوگوں کو موضع زینت پر نظر کرنی مباح ہی

كما صح للزوج والمراد من نسائهن المؤمنات قال ابن عباس رض ليس للمسلمة ان تتجرد بين نساء اهل الذمة ولا تبدي
جیسی خاوند کو جایز ہی اور مراد نسائهن سی مؤمنات ہیں ابن عباس رض کہتی ہیں مسلمہ کو جایز نہیں ہی کہ اہل ذمہ کی عورتوں میں کپڑی اوتاری اور کافر عورت کی

للكافرة الا ما تبدي للاجانب الا ان تكون امة لها ان تظهر زينتها الباطنة للاجانب فانها ان اظهرها لهم لا يكون لها
سامنی وہی ظاہر کری جو اجنبی مرد کی لئی جایز ہی ہاں اگر لونڈی ہو تو اوسکو جایز ہی کہ اپنی باطنی زینت اجنبی مرد سی ظاہر کردی لونڈی اگر باطنی زینت اجنبی مرد کو دکہاویگی تو حرام

حرمة كما روي عن ابي بكر الاعمش انه خرج الى بعض الرستاق وكانت النساء على شط النهر كاشفات الرءوس والذراع
نہیں ہی چنانچہ ابو بکر اعمش سی روایت ہی کہ وہ کسی شہر میں گیا وہاں عورتیں نہر کی کنارہ پر سر ننگی اور باہیں کہولی ہوئی تہیں

وهو جعل يخالطهن ولا يتحامى عن النظر اليهن فقيل له كيف فعلت هذا فقال لا حرمة لهن انما اشك في ايمانهن
اور یہہ اونکی ساتہہ مل رہا تہا اور اونکی دیکہنی سی پرہیز نہیں کرتا تہا کسینی اوس سی کہا تو نی یہہ کیا کیا جواب دیا انکی حرمت نہیں ہی مجہکو انکی ایمان میں شک ہی

كلهن حربيات وروي عن عمر انه هجم في المدينة على نائحة وضربها بالدرة حتى سقط خمارها فقيل له يا امير المؤمنين
یہہ تمام حربی عورتیں ہیں اور عمر رض سی منقول ہی کہ وہ مدینہ میں کسی نوحہ کر عورت کو جا پکڑا اور درہ سی اتنا مارا کہ اوڑہنی اوتر گئی کسینی کہا یا امیر المؤمنین

قد سقط خمارها فقال لا حرمة لها في الشريعة فقوله لا حرمة لها في الشريعة قيل معناه انها لما اشتغلت بما لا يحل
اسکی اوڑہنی اوتر پڑی ہی جواب دیا اسکی شریعت میں کچہہ حرمت نہیں ہی پس اس عبارت سی کہتی ہیں مراد یہہ ہی کہ جب اس عورت نی ایسا کام کیا جو

في الشريعة اسقطت حرمة نفسها والتحقت بالاماء فلا يلزم الاحتراز عن النظر اليها

المجلس التاسع والتسعون والمائة

شریعت میں حلال نہیں ہی تو اسنی اپنی حرمت آپ کہو دی لونڈیوں میں مل گئی سو اسکی دیکہنی سی احتراز ضروری نہیں ہی ننانویں مجلس اس حدیث کی بیان میں

في بيان قوله عليه السلام استوصوا بالنساء الخ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم استوصوا بالنساء خيرا
اچہی وصیت کرو عورتوں کی حق میں آخر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا عورتوں کی باب میں اچہی وصیت پکڑو

فان المراة خلقت من ضلع فان اعوج شيء في الضلع اعلاه فان ذهبت تقيمه كسرته وان تركته لم يزل اعوج
کیونکہ عورت پسلی سی پیدا ہوئی ہی بیشک پسلی میں ٹیڑہی جگہہ اوپر کی ہی اگر تو اوسکو سیدہی کرتا ہی تو توڑ دیگا اور اگر اوسی حال پر رکہا تو ٹیڑہی رہیگی

هذا الحديث منه رواه ابو هريرة ومعنى الاستيصاء قبول الوصية فكانه عليه السلام قال اني اوصيكم بالنساء
یہہ حدیث بقیہ سہا کا ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور معنی استیصاء کی وصیت قبول کرنی سو گویا نبی علیہ السلام نی یہہ فرمایا میں تمکو عورتوں کی باب میں

خيرا فاقبلوا وصيتي فيهن واعملوا لهن خيرا ولا تغضبوا عليهن اذا فعلت فعلا غير مرضي عندكم ما لم تكن فيه
اچہی وصیت کرتا ہوں اونکی حق میں میری وصیت پوری کرو اور اونکی ساتہہ بہلائی کرو اور اگر تمہاری خلاف مرضی کوئی کام کر بیٹہیں تو اوپر غصہ مت کرو جبتک اوس کام میں

اثم فانهن خلقن من شيء اعوج وهو الضلع لما ثبت في الاخبار ان اول النساء وهي حوا خلقت من ضلع آدم النبي
گناہ نہو کیونکہ عورتیں ٹیڑہی چیز سی پیدا ہوئی ہیں یعنی پسلی سی پسلی کہ حدیثوں سی ثابت ہی کہ پہلی عورت یعنی حوا آدم نبی علیہ السلام کی پسلی سی پیدا ہوئی ہی

كما قال الله تعالى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها فيكون في هذا الحديث اشارة الى المراة خلقت خلقا
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی بنایا تمکو ایک جان سی اور اوسی سی بنایا اوسکا جوڑا سو اس حدیث میں یہہ اشارہ ہی کہ عورت کی ایسی پیدایش ہی

فيه اعوجاج لا يستطيع احد ان يقيمها او يغيرها عما خلقت عليه فلا ينكر اعوجاجها لانها من ابتداء خلقتها

کہ جسمین کجی ہی کسیکی بہہ طاقت نہین ہی کہ اوسکو سیدہ ہی کردی یا اوسکی عادت بدلدی سو اوسکی کجی برکا نہین ہی کیونکہ ابتداء پیدائش

واصل فطرتها ركب فيها الاعوجاج فلا يمكن الانتفاع بها الا بمداراتها والصبر على اعوجاجها اذ لو شرعت ان تقيمها

اور اصل فطرت سی عورت کی ذات مین کجی داخل ہی سو عورت سی منفعت حاصل کرنی بدون مدارات کی اور اوسکی کجی پر صبر کرنیکی نہین ہوسکتی اسلئی کہ تو اوسکو راست

وتجعلها مستقيمة في افعالها واقوالها لا يمكنك الانتفاع بها بل يؤدي الى كسرها وهو طلاقها فلما علم من هذا

درست کیا چاہی اور تمام افعال اور اقوال مین سیدہ ہی بنادی تو ممکن نہین کہ تو اوس سی نفع لی سکی بلکہ آخر کو ٹوٹ جاویگی یعنی طلاق ہوگی پہر جب اس حدیث سی عورتون

الحديث حال النساء في ابتداء خلقتهن لزم للرجل حسن المعاملة معهن ورعاية حقوقهن والانفاق عليهن بالمعروف

کی ابتداء پیدائش کا حال معلوم ہوا تو مرد کو لازم ہی کہ انکی ساتہہ معاملہ نیک اور حقوق کی رعایت کیا کری اور انکا خرچ اچہی طرح اوٹہادی

اذ قال الفقهاء يجب على الرجل نفقة زوجته سواء دخل بها او لم يدخل بها وسواء مسلمة او ذمية او فقيرة او غنية

اسواسطی کہ فقہاء کہتی ہین کہ خاوند پر بی بی کا خرچ واجب ہی خواہ وطی کی ہو یا نہ کی ہو اور برابر ہی کہ وہ مسلمہ ہو یا ذمیہ ہو یا کنگال ہو یا تونگر

لان غناها لا يبطل حقها في النفقة سواء كانت كبيرة او صغيرة قابلة للوطي وان لم تكن قابلة للوطي لا يجب عليه

اسلئی کہ تونگری سی اوسکا حق نفقہ کا باطل نہین ہوتا خواہ بالغہ ہو یا نابالغہ قابل وطی کی ہو اور اگر قابل وطی کی نہو تو خرچ واجب نہین

نفقتها والنفقة الواجبة الطعام والكسوة والسكنى على ما روى عن هشام انه قال سالت محمدا عن النفقة فقال هي الطعام

ہی اور نفقہ واجب کہانا ہی اور کپڑا اور رہنی کا گہر موافق روایت ہشام کی کہ وہ کہتا ہی مین نی محمد سی مقدار نفقہ کی پوچہی جواب دیا کہانا

والكسوة والسكنى اما الطعام فالدقيق والماء والحطب والملح والدهن فان قالت المرأة لا اطبخ ولا اخبز قال قاضيخان في

اور کپڑا اور رہنکا گہر کہانی مین تو آٹا اور پانی اور ایندہن اور نمک اور روغن پہر اگر بی بی کہی کہ مین سالن روٹی نہین پکاتی تو قاضیخان اپنی

فتاواه لا تجبر على الطبخ والخبز بل على الرجل ان يأتيها بطعام مهيئا او يأتيها بمن يعمل لها عمل الطبخ والخبز هذا في القضاء و

فتاوی مین کہتی ہین سالن روٹی پکانی پر زبردستی نہ ہی بلکہ خاوند کا ذمہ ہی کہ پکا پکایا دیا کہانا حاضر کیا یا ایسا آدمی دی کہ اوسکی لئی سالن روٹی تیار کیا کری

اما في ديانة فيجب عليها ان تفعل كل خدمة في داخل الدار من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها حتى لو لم تفعل شيئا

اور بہی دیانت سو عورت کو واجب ہی کہ گہر کی اندر کی تمام کاروبار سالن روٹی پکانا کپڑی دہونی وغیرہ سب کیا کری اگر کچہہ بہی نہ کیا کریگی

منها تكون اثمة وان لم تجبر عليها وان كان لها خادم يجب على زوجها نفقة خادمها ان كان الخادم يطبخ ويخبز لان نفقته

تو گنہگار ہوگی اگرچہ اوسپہ کچہہ زور نہین ہی اور اگر بی بی کی پاس کوئی خادم ہو تو خاوند پر اوس خادم کا خرچ بہی واجب ہی اگر وہ خادم سالن روٹی پکاتا ہو اسلئی کہ

في مقابلة خدمته واذا لم يطبخ ولم يخبز لا يجب عليه نفقته بخلاف المرأة فان نفقتها ليست في مقابلة الخدمة بل في

اسکا خرچ بعوض خدمت کی ہی اور اگر سالن روٹی نہ پکاوی تو اوسکا خرچ نہین بخلاف عورت کی کیونکہ بی بی کا خرچ بعوض خدمت کی بدلہ نہین ہی بلکہ

مقابلة الاحتباس فقد حبست نفسها لحق زوجها فكانت نفقتها على زوجها وينبغي ان يوسع عليها في النفقة اذا وسع الله

رک رہنی کی بدلہ ہی سو وہ اپنی تئین خاوند کو دی چکی اب اوسکا خرچ خاوند کی ذمہ ہی اور لایق ہی کہ جب اللہ تعالی خاوند کو وسعت دی تو عورت کا خرچ

تعالى عليه ويعتدل فيها بلا تقتير ولا اسراف اذ قال الله تعالى كلوا واشربوا ولا تسرفوا واهم ما يجب عليه ان يطعمها من

بہی زیادہ کری اور بدون کمی زیادتی کی اعتدال پر رکہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ کہاؤ اور پیو اور مت اوڑاؤ اور ضروری خاوند پر بہہ ہی کہ اوسکو

الحلال ولا يدخل مداخل السوء لاجل نفقتها فان ذلك خيانة عليها لا رعاية لحقها وينبغي له ان يامرها بالتصدق

حلال کہانا کہلاوی اور اوسکی خرچ کی لئی برا طریقہ یعنی چوری چکاری نہ اختیار کری کیونکہ یہہ اوسکا حق تلفی ہی اوسکی حق کی رعایت نہین ہی اور خاوند کو چاہئی کہ اجازت دی

ببقايا الطعام وما يفسد لو ترك واما الكسوة فقد قدرها محمد بدرعين وخمارين وملحفة في كل سنة والمراد بالدرع

بچتا کہانا اور ایسی چیز جو رکہی رکہی بگڑ جاوی خیرات کر دیا کری اور کپڑی کا اندازہ امام محمد نی یہہ کیا ہی کہ دو کرتی اور دو اوڑہنی اور ایک چادر ہر سال اور مراد کرتہ

والخمار صيفيا وشتويا فالصيفي ما يكون رقيقا يصلح في زمان الحر والشتوي ما يكون ثخينا يصلح لدفع البرد ونعم يلبس
اور دوا اوڑہنی سی گرمی جاڑی کی ہین گرمی کا باریک ہو جو گرمیون مین کام آدی اور جاڑی کا وہ جو گاڑہا ہو جسمین سردی دور ہو اور موزی
الخف والكعب لان ذلك انما يحتاج اليه للخروج وليس على الزوج تهيئة اسباب الخروج ولم يذكر السراويل ولا بد منه في الشتاء
اور جوتی کا ذکر نہین کیا اسلئی کہ انکی حاجت باہر جانیکی لئی ہوتی ہی اور خاوند کی ذمہ نہین ہی کہ باہر پہرنیکا سامان تیار کیا کری اور ازار کا بہی ذکر نہین کیا اور ازار جاڑی مین
حتى قال قاضيخان في فتاواه هذا في عرفهم واما في ديارنا فيجب السراويل وثياب اخر كالجبة والفراش الذي تنام عليه
ضرور چاہئی یہان تک کہ قاضی خان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی یہہ اونکا چلن ہی اور ہمارا ملک سو ازار بہی واجب ہی اور اور کپڑی جیسی جبہ اور بچہونا جسپہ سووی
واللحاف وما يدفع الحر والبرد ويجب لخادمها قميص وازار وكسد وخف لانها تحتاج الى الخروج للمصالح الخارجة من الرسالة
اور لحاف اور اور جس سی گرمی جاڑا دفع ہو اور خادم کی واسطی قمیص اور ازار اور چادر اور جوتی واجب ہی کیونکہ خادم کو باہر کی کاروبار کی واسطی باہر جانی کی حاجت ہی
الى الابوين ونحو ذلك ولا يجب لها الخمار لان شعرها ليس بعورة واما السكنى فحقها في الدار بيت على حدة تامن على متاعها
جیسی بی بی کا ماں باپ کی پاس بہیجنا اور مانند اسکی اور اسکی لئی اوڑہنی واجب نہین ہی کیونکہ اوسکی سر کی بال عورت نہین ہین اور رہنی کا گہر سو اوسکا حق احاطہ کی اندر الگ کوٹہا ہی اپنی اسباب کی حجرہ
ولا تستحي عن غيرها في معاشرة زوجها فان كان للزوج احماء من والدة او اخت او ولد من غيرها فقالت اجعلني في بيت على
بی فکر رہی اور خاوند کی ساتہہ رہنی مین غیر سی حیا نہ آوی پہر اگر خاوند کی احیا فی بہائی ہوں یا بہن ہو یا اور بی بی کا اولاد ہو اور بی بی کہی مجہکو اور گہر تجویز کر دی
حدة كان لها ذلك لانها لا تامن على متاعها وتستحي عن المعاشرة مع زوجها ان كان البيت في الدار واحدا وان كان متعددا
تو بی بی کا حق ہی اسلئی کہ چیز بست کا ڈر رہتا ہی اور خاوند کی ساتہہ رہنی مین حیا آتی ہی اگر وہ کوٹہا احاطہ مین ایک ہی ہووی اور اگر کئی کوٹہی ہون
فاعطاها بيتا يغلق ويفتح لم يكن لها ان تطلب بيتا اخر ان لم يكن في الدار من احماء الزوج من يؤذيها الا ان يكون
اور اسکو ایسا کوٹہا حوالہ کیا جسمین کہولنی بند کرنیکا بلا شرکت اختیار ہو تو اب اسکا حق نہین کہ اور گہر مانگی اگر اوس احاطہ مین خاوند کی بہائی بند ستانیوالی نہون مگر اوس صورت مین
الزوج يضربها ويؤذيها فشكت الى القاضي وسئلت ان يسكنها بين قوم صالحين يعرفون احسانه واساءته فالقاضي
کہ خاوند اوسکو مارتا اور ستاتا ہو اور وہ قاضی کی پاس فریاد کر کر یہہ کہی کہ مجہکو بہی صالح قوم مین مکان دی کہ اسکی بہلائی برائی دیکہتی رہین پہر قاضی کو
ان علم ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان لم يعلم ان الامر كما قالت ينظر الى جيران الدار فان كانوا
اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو دہمکا دی اور تعدی سی منع کر دی اور اگر یقین نہو کہ عورت سچی ہی تو اوسکی گہر کی ہمسایوں کو دیکہی اگر وہ
قوما صالحين يسئلهم هل هذا الامر كما قالت فان قالوا ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان قالوا
قوم صلحا ہوں تو اونسی یہہ حال جو عورت بیان کرتی ہی دریافت کری پہر اگر وہ گواہی دین کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو دہمکا دی اور تعدی سی منع کر دی اور اگر وہ
ليس الامر كما قالت يتركها في تلك الدار وان لم يكونوا قوما صالحين او كانوا يميلون اليه يامره ان يسكنها بين قوم
ہمسایہ کہین کہ عورت سچی نہین ہی تو اوسی گہر مین رہنی دی اور اگر وہ ہمسایہ صلحا نہین ہین یا خاوند کی طرفدار ہوں تو اوسکو حکم دی کہ اس عورت کو صلحا مین
صالحين يخبرونه باحسانه واساءته اذ لا يجوز للرجل ان يتعدى في حق النساء لما روي انه عليه السلام قال الله
مکان بنا دی کہ وہ بہلی بری کی خبر کیا کرین اسلئی کہ مرد کو جائز نہین ہی کہ عورتوں کی حق مین تعدی کری اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا عورتوں کی باب مین
الله في النساء فانهن عوان عندكم اخذتموهن بعهد الله واستحللتم فروجهن بكلمة الله فانه عليه السلام حذر
اللہ سی ڈرو اللہ سی ڈرو بیشک عورتین تمہاری مددگار ہین تمنی اونکو اللہ کی عہد سی لیا ہی اور اللہ کی کلمہ سی اونکی فروج حلال کئین ہین بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین
امته في هذا الحديث عن سوء العشرة مع نسائهم لان قوله عليه السلام الله الله في النساء بمنزلة ان يقال اتقوا الله في
اپنی امت کو عورتوں کی ساتہہ بد معاملگی سی ڈرایا ہی اسلئی کہ قول علیہ السلام اللہ اللہ فی النساء بمنزلہ اس قول کی ہی عورتوں کی باب مین اللہ سی ڈرو
امر النساء فلا تؤذوهن بالباطل لكونهن في ايديكم كالاسارى بل عاشروهن بالمعروف كما قال الله تعالى وعاشروهن
سو اونکو ناحق نہ ستاؤ کیونکہ وی تمہاری قابو مین قیدیوں کی مثال ہین بلکہ اونکی ساتہہ خوبی سی گذران کرو چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور گذران کرو عورتوں

بالمعروف فانكم اخذتموهن بعهد الله الذى عهد اليكم من الرفق بهن والشفقة عليهن واستحللتم فروجهن

معقول کیونکہ تمنی اونکو اللہ کی عہد پر لیا ہی جو کہ اللہ تعالی نی اونکی ساتھہ نرمی کا اور اون پر شفقت کا تمسی عہد کیا ہی اور تمنی اونکی فروج کو اللہ کی

بامر الله تعالى وحكمه فان نقضتم عهده الذى عهد اليكم فى حقهن وخنتم فى امانته ينتقم منكم لهن

حکم سی حلال کیا ہی پہر اگر تمنی اللہ کا عہد توڑا جو تمہاری ساتھہ اونکی حق میں کیا ہی اور اوسکی امانت مین خیانت کی تو اللہ تمسی اونکا بدلہ لیگا

وذلك لانهن اماء الله تعالى فمن تزوجهن بامر الله تعالى وحكمه تكن عنده امانة ووديعة من الله تعالى

اور یہہ اسلئی کہ عورتین اللہ کی لونڈیان ہین پہر جسنی اونکو اللہ تعالی کی حکم سی اپنا جوڑا بنایا تو وہ اوسکی پاس اللہ تعالی کی امانت اور سپردگی ہین

فاذا اذاهن بالباطل ولم يعاشرهن بالمعروف بصبر كانه نقض عهده تعالى وخان فى امانته فينتقم منه لهن

پہر جسنی اونکو ناحق ستایا اور خوبی سی گذران نکی تو گویا اوسنی اللہ کا عہد توڑ دیا اور اوسکی امانت مین خیانت کی سو اللہ اوس سی اونکا بدلہ لیگا

فعلى هذا يلزم للرجل حسن الخلق معهن واحتمال الاذى منهن وعدم الالتفات الى بعض معايبهن ما لم يكن اثما

اس بیان کی موافق مرد کو لازم ہی کہ اونکی ساتھہ نیک چلن برتی اور اونکی ایذا کی برداشت کری اور بعضی عیبون پر ترحم کی راہ سی جبتک گناہ نہون توجہ نکری

ترحما عليهن لقصور عقولهن وقد كان بعض العلماء يقول الاحتمال على اذى واحد من المرأة فهو فى الحقيقة احتمال

کیونکہ کم عقل ہوتی ہین اور بعضی علماء کا قول ہی کہ عورت کی ایک ایذا پر برداشت کرنی حقیقت مین بہت سی ایذاؤن کی برداشت ہی

على اذية كثيرة اذ فى ذلك الاحتمال الواحد نجاة الولد من اللطمة والقدر من الكسر والثوب من الخرق بل ينبغى له ان

کیونکہ ایک برداشت کرنی مین فرزند کی نجات طمانچہ کہانی سی اور ہانڈی کی نجات ٹوٹنی سی اور کپڑی کی نجات پہٹنی سی ہی بلکہ خاوند کو لازم ہی

يزيد على احتمال الاذى الملاعبة معهن فيلاعبهن بلا اثم فيه فان ملاعبة الرجل مع نسائه ليست من اللهو

کہ ایذا کی برداشت پر اونکی ساتھہ ملاعبت زیادہ کری سو اونکی ساتھہ وہ کہیل کیا کری جسمین گناہ نہو بیشک ملاعبت خاوند کی بی بی کی ساتھہ لہو باطل مین داخل

الباطل الذى نهى عنه فى الدين بل هى من اللهو الجائز الذى رخص فيه فى الدين فانه عليه السلام كان يمزح مع

نہین ہی جسکی دین مین ممانعت ہی بلکہ یہہ لہو جائز ہی جسکی دین مین اجازت ہی بیشک نبی علیہ السلام ازواج کی ساتھہ خوش طبعی کیا کرتی تہی

نسائه وينزل الى درجة عقولهن حتى روى انه عليه السلام كان يسابق مع عائشة فى العدو وجاء فى الخبر انه ع

اور اونکی ہی موافق پہنچاتی تہی یہان تک روایت ہی کہ نبی علیہ السلام حضرت عائشہ کی ساتھہ شرط کر کر دوڑتی اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام

كان من افكه الناس مع نسائه اى من اطيبهم وامزحهم معهن وروى انه عليه السلام قال خيركم خيركم لاهله

ازواج کی ساتھہ سبسی زیادہ ظرافت کرتی یعنی اونکی ساتھہ بہت خوش طبعی اور بہت مزاح فرماتی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تم مین اچہا وہ ہی جو اپنی بی بی کا

وفى حديث اخر انه عليه السلام قال اكمل المؤمنين ايمانا احسنهم خلقا والطفهم باهله لكن لا ينبغى له ان ينبسط

اچہا ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سب مومنون مین کامل ایمان والا وہ ہی جو اپنی اہل کی ساتھہ نیک خلق اور لطف برتی لیکن ایسا بہی نچاہیی

معهن فى حسن الخلق والملاعبة الى حد يفسد خلقهن ويسقط بالكلية هيبته عندهن بل يراعى الاعتدال فى

کہ اونکی ساتھہ اس درجہ کا حسن خلق اور ملاعبت برتی کہ اونکی عادت بگڑ جاوی اور اونکی سی سراسر ہیبت جاتی رہی بلکہ اس باب مین اعتدال کا لحاظ رکہی

ذلك فلا يدع الهيبة والانقباض مهما راى منهن منكرا ولا يفتح باب المساعدة البتة بل مهما راى منهن ما يخالف الشرع

سو ہیبت اور دباؤ موقوف نکری اگر اونسی کچہہ بری بات دیکہی تو دروازہ امداد کا بالکل نکہولی بلکہ اونسی جب کوئی امر خلاف شرع دیکہی

يغتضب لان الله تعالى جعله قواما عليهن حيث قال الرجال قوامون على النساء فيلزمه ان يقوم عليهن بالامر والنهى

تو غصہ کری کیونکہ اللہ تعالی نی مرد کو عورتون پر حاکم بنایا ہی چنانچہ فرمایا ہی مرد حاکم ہین عورتون پر سو مرد کو لازم ہی کہ اونپر حکومت کی ساتھہ قایم رہی

ولا يتغافل عن مبادى الامور التى يخشى غوائلها بل ينبغى له ان يكون صاحب غيرة لكن لا يبالغ فى التعنت واساءة

اور ایسی کام کی مبادی سی غفلت نکری جسکی بد انجامی کا خوف ہو بلکہ یون چاہیی کہ غیرت کی ساتھہ رہی لیکن غایت درجہ کی عیب جوئی اور بد گمانی

الظن وتجسس البواطن اذ روي انه عليه السلام نهى ان تتبع عورات النساء وفي لفظ ان يتعنت النساء فان غيرة
اور باطن کی تلاش نکری اسواسطی کہ روایت ہی نبی علیہ السلام سی کہ عورتوں کی چھپی باتین تلاش نکیجاوین اور ایک روایت مین ہی کہ عورتوں کی عیب جوئی نکرین

الرجل على اهله من غير ريبة يبغضها الله تعالى كما جاء في الحديث انه عليه السلام قال غيرة يبغضها الله تعالى
کیونکہ مرد کی غیرت بی بی پر بدون وقوع شبہ کی اللہ تعالی کو ناپسند ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک غیرت ہی کہ اللہ تعالی کو ناپسند ہی

وهي غيرة الرجل على اهله من غير ريبة لان ذلك من سوء الظن الذي وقع النهي عنه فان بعض الظن اثم واما الغيرة
یعنی مرد کی غیرت بی بی پر بدون شبہ کی کیونکہ یہہ صرف بدگمانی ہی جسکی ممانعت واقع ہوئی ہی بیشک بعضی گمان گناہ ہین اور رہی وہ غیرت

في محلها فلا بد منها وهي محمودة لما روي انه عليه السلام قال ان الله يغار وان المؤمن يغار وغيرة الله ان ياتي
جو ٹھیک محل پر ہو وہ تو ضرور چاہئی اور محمود ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک اللہ غیرت کرتا ہی اور مؤمن غیرت کرتا ہی اور اللہ کو غیرت اسپر آتی ہی

المؤمن ما حرمه الله عليه وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اني لغيور وما امرء لا يغار الا منكوس القلب والطريق
کہ مؤمن ہوکر حرام کام عمل مین لاوی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مین بڑا غیرت والا ہون اور کون شخص ہی کہ غیرت نکری مگر اوندھی دل اور وہ طریق

المغني عن الغيرة ان لا يدخل عليهن رجل ولا يخرجن الى الطرقات يعد من عدم الغيرة فيلزم للرجل ان يمنع زوجته
کہ بیغیرتی سی بچاوی یہہ ہی کہ کوئی مرد انکی پاس نہ آنی پاوی اور عورتین باہر رستہ پر نجایا کرین کیونکہ عورتوں کا رستہ پر جانا یہہ بیغیرتی ہی سو مرد کو لازم ہی کہ

عن الخروج من البيت ولا ياذن لها بالخروج الا في مواضع مخصوصة وهي ما قال صاحب الخلاصة نقلا عن مجموع النوازل
بی بی کو گھر مین سی نہ نکلنی دی اور سوا کئی خاص جگہ کی نکلنی کی اجازت ندی وہ جگہہ ہین جو خلاصہ والی نی مجموع النوازل مین سی نقل کی ہین

يجوز للزوج ان ياذن لها بالخروج الى سبعة مواضع زيارة الابوين وعيادتهما وتعزيتهما او احدهما وزيارة المحارم
خاوند کو جائز ہی کہ بی بی کو سات جگہ جانی کی اجازت دی ماں باپ کی ملاقات کو انکی بیمار پرسی کو اور دونو کی یا ایک کی تعزیت کو اور محرموں کی ملاقات کو

وبعد بيان هذه السبعة قال فان كانت قابلة او غسالة او كان لها حق على اخر او لاخر عليها حق تخرج بالاذن وبغير الاذن
اور یہہ سات جگہ بیان کرکر کہا پہر اگر وہ عورت دائی ہو یا مردہ شو یا اوسکا حق کسی پر یا کسیکا حق اسپر آتا ہو تو با اجازت اور بلا اجازت چلی جایا کری

وفيما عدا ذلك من زيارة الاجانب وعيادتهم والوليمة لا ياذن لها ولو اذن وخرجت كانا عاصيين والاذن قد
اور ایسی موقع کی سوا اجنبیوں کی ملاقات اور بیمار پرسی کو اور ولیمہ مین اجازت ندیوی اور اگر خاوند نی اجازت دی اور وہ چلی گئی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت بعضی

يكون بالسكوت وهو كالقول لان النهي عن المنكر فرض وان ارادت ان تخرج الى مجلس العلم بغير رضى الزوج ليس لها
وقت خاموشی سی بہی ہو جاتی ہی اور یہہ خاموشی مانند بولنی کی ہوتی ہی اسلئی کہ ممانعت بری بات سی فرض ہی اور اگر عورت چاہی کہ علم کی مجلس مین بدون مرضی خاوند کی جاوی

ذلك الا ان يقع لها نازلة وامتنع الزوج من السوال لها فحينئذ يسعها الخروج من غير رضى الزوج لان طلب العلم فيما
تو اوسکو اختیار نہین ہی ہان اوس صورت مین کہ کوئی واقعہ پیش آوی اور خاوند پوچھہ کر نہ بتاوی بس اب بی مرضی خاوند کی جانی کی گنجایش ہی اسلئی کہ علم کی تلاش حاجت

يحتاج اليه فرض على كل مسلم ومسلمة فيقدم على حق الزوج وان سئل الزوج من العالم واخبرها بذلك لا يسعها الخروج وان
کی وقت ہر مسلم مرد اور مسلمہ عورت پر فرض ہی سو فرض خاوند کی حق پر مقدم ہی اور اگر خاوند نی عالم سی پوچھہ کر بتا دیا تو پہر باہر جانی کی گنجایش نہین ملی اور اگر

لم يقع لها نازلة لكن ارادت ان تخرج الى مجلس العلم لتعلم مسئلة من مسائل الوضوء والصلوة ان كان الزوج يحفظ المسائل
اوسکو کوئی واقعہ تو پیش نہین آیا پر دل چاہتا ہی کہ مجلس علم مین جاوی تاکہ مسائل وضو اور نماز کی سیکہہ لی اب اگر خاوند کو مسایل یاد ہین

ويذكرها عندها فله ان يمنعها وان كان لا يحفظ فالاولى ان ياذن لها احيانا وان لم ياذن لا شئ عليه ولا يسعها
اور اوسکو بتاتا رہتا ہی تو اوسکو منع کرنیکا اختیار ہی اور اگر خاوند کو مسایل نہین آتی تو اولی یہی ہی کبہی کبہی اجازت دیا کری اور اگر اجازت ندی تو اوسپر کچھہ الزام نہین ہی اور نہ وہ

الخروج ما لم يقع لها نازلة وان خرجت من بيت زوجها بغير اذنه يلعنها كل ملك في السماء وكل شئ تمر عليه الا الانس والجن
جا سکتی ہی جبتک کوئی واقعہ پیش نہ آوی اور اگر بی بی خاوند کی گہر مین سی بی اجازت چلی جاوی تو اوسپر تمام فرشتہ آسمان کی اور تمام شی جو رستہ مین آتی ہین لعنت کرتی

والحاصل

والحاصل ان خروجها من بيت زوجها بغير اذنه حرام عليها واذا خرجت باذنه تخرج [illegible] وتطلب

خلاصہ یہہ ہی کہ عورت کا خاوند کی گہر مین سی بی اجازت باہر نکلنا اوسپر حرام ہی اور اگر اجازت سی نکلی تو پردہ سی نہ کہ ہیئت بناکر نکلی اور اوجاڑ

المواضع الخالية دون الشوارع والاسواق ولا تخرج عطرة متزينة ولا تتحدث مع رجل في الطريق لما روي ان عمر راى

رستہ سی جاوی شارع یعنی بازار وغیرہ مین کو نہ جاوی اور خوشبو لگاکر بن ٹہن کر نہ جاوی اور رستہ مین کسی مرد سی نہ بولی کیونکہ روایت ہی کہ عمر رض نی ایک

امراة مع رجل يتحدثان في الطريق فضربها بالدرة فقال الرجل هي امراتي يا امير المؤمنين فقال له عمر لو كانت امراتك

عورت کو مرد سی رستہ مین بات کرتی دیکہا تو درّہ کی کوڑی ماری اوس مرد نی کہا یا امیر المؤمنین یہہ عورت میری بی بی ہی عمر رض نی جواب دیا اگر تیری بی بی تہی تو

فلم لم تدخلها في بيتك حتى لا يتهمك احد في الطريق ولا تخرج الى الحمام وان اذن لها زوجها لما روي عن عائشة انه عليه

گہر مین کیوں نہ بیٹہائی تاکہ رستہ مین کوئی تجہہ پر تہمت نہ لیتا اور عورت حمام مین نجاوی اگرچہ خاوند اجازت دیوی اسلئی کہ عائشہ رض سی روایت ہی کہ نبی علیہ

السلام قال الحمام حرام على نساء امتي فان اقتضت الضرورة الى دخولها في الحمام لعذر المرض والنفاس يشترط ان تدخل

السلام نی فرمایا میری امت کی عورتوں پہ حمام حرام ہی پہر اگر حمام مین جانیکی کوئی ضرورت آلگی کسی مرض یا نفاس کی عذر سی تو یہہ شرط ہی کہ ننگی

بمئزر ولا يكون فيه احد من النساء مكشوف العورة ولا تخرج بزينة فاذا لم يوجد واحد من هذه الشروط لا يحل لها

نہ جاوی اور وہان کوئی عورت ننگی نہو اور سنگار کرکر نہ نکلی پہر اگر ایک بہی شرط فوت ہوویگی تو حمام مین جانا

الخروج الى الحمام وكذا لا يحل لها الخروج الى المقابر لما ذكر في نصاب الاحتساب ان القاضي سئل عن جواز خروج المراة الى

حلال نہین ہی اور ایسی ہی عورت کو گورستان مین جانا حلال نہیں ہی اسلئی کہ نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ کسینی قاضی سی پوچہا کہ عورت کو گورستان مین جانا

المقابر فقال لا تسئل عن الجواز في مثل هذا وانما تسئل عن مقدار ما يلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج كانت في

جائز ہی یا نہین جواب دیا ایسی مقام پر جواز کو کیا پوچہتا ہی یہہ پوچہہ کہ اوسپر کتنی لعنت برستی ہی کیونکہ وہ عورت جبہی جانیکا ارادہ کرتی ہی تو اللہ تعالی

لعنة الله تعالى وملئكته واذا خرجت تحفها الشياطين من كل جانب واذا اتت القبر يلعنها روح الميت واذا رجعت

اور اوسکی فرشتوں کی لعنت مین رہتی ہی اور جب نکلتی ہی تو ہر طرف سی شیاطین کہیر لیتی ہین اور جب قبر پر آتی ہی تو مردہ کی روح لعنت کرتی ہی اور جب پہرتی ہی

يكون في لعنة الله تعالى وملئكته حتى تعود الى منزلها وفي الخبر ايما امراة خرجت الى مقبرة يلعنها ملئكة السموت

تو اللہ تعالی اور اوسکی فرشتون کی لعنت مین ہوتی ہی جبتک اپنی گہر پہنچی اور ایک اور حدیث مین ہی جو عورت گورستان مین جاوی اوسپر ساتوں آسمان

السبع والارضين السبع وتمشي في لعنة الله تعالى وايما امراة دعت للميت بخير ولم تخرج من بيتها يعطيها الله تعالى

اور ساتوں زمین کی فرشتہ لعنت کرتی ہین اور اللہ کی لعنت مین جاتی ہی اور جو عورت گہر مین بیٹہی ہوئی مردہ کی لئی دعاء خیر کرتی ہی تو اوسکو اللہ تعالی

ثواب حجة وعمرة وعن سلمان وابي هريرة انه عليه السلام ذات يوم خرج من المسجد فوقف على باب داره فاتت فاطمة

حج اور عمرہ کا ثواب دیتا ہی اور سلمان اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک روز مسجد مین سی نکل کر اپنی گہر کی دروازہ پہ ٹہر گئی وہین فاطمہ آگئین

فقال لها من اين جئت قالت خرجت الى منزلة فلانة التي ماتت فقال هل ذهبت قبرها قالت معاذ الله ان افعل

آپ نی پوچہا تو کہان سی آئی عرض کیا مین فلانی عورت کی گہر گئی تہی وہ جو مرگئی ہی پہر آپنی پوچہا کیا اوسکی قبر پر گئی تہی عرض کیا خدا کی پناہ مین ایسا کرتی

شيئا بعد ما سمعت منك فقال لو ذهبت قبرها لم ترحي رائحة الجنة وروي انه عليه السلام لما قدم المدينة

بعد اسکی کہ آپ سی سن چکی ہون جو سنا پہر فرمایا اگر تو اوسکی قبر پر جاتی تو جنت کی بو نہ سونگہ سکتی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ مین تشریف لائی

خرج الى جنازة فراى النساء يتبعن فقال هن اتحملين مع من يحمل فقلن لا فقال عليه السلام اتصلين مع من يصلي

تو ایک جنازہ کی ساتہہ چلی دیکہا کہ عورتین پیچہی چلی آتی ہین آپ نی فرمایا کیا تم سب کی ساتہہ جنازہ اوٹہاؤگی عرض کیا نہین پہر آپ نی فرمایا کیا سب کی ساتہہ نماز

فقلن لا فقال انصرفن مازورات غير ماجورات فدل ذلك على ان المراة لا يباح لها تشييع الجنازة ولا الخروج الى المقبرة

پڑہوگی عرض کیا نہین پہر آپنی فرمایا کہ ہٹو کی گنہگار ہوکر بی ثواب اس سی معلوم ہوا کہ عورت کو جنازہ کی ساتہہ جانا مباح نہین ہی اور نہ قبرستان مین جانا

بل لا يليق لها ان تكون قاعدة في قعر بيتها ملازمة لمغزلها من حين تزف الى زوجها الى ان تزف الى قبرها ولا تخرج من

بلکہ عورت کو یہ لازم ہی کہ گہر کی اندر بیٹھی ہوئی چرخا کاتا کری جب سی کہ خاوند کی پاس آئی ہی جبتک کہ گور مین جاویگی اور گہر سی باہر

بيتها بغير اذن زوجها قال ابن الهمام وحيث ابيح لها الخروج فانما يباح بشرط عدم الزينة وتغيير الهيئة الى ما لا يكون

بدون اجازت خاوند کی نہ نکلی ابن الہمام کہتا ہی عورتکو جہان جانا مباح ہی تو اس شرط سی کہ سنگار نہ کری اور ایسی ہیئت بنا لی کہ اوسپر مردوکو

داعيا الى نظر الرجال واستمالتهم اذ قال الله تعالى ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى والتبرج على ما ذكر في الصحاح اظهار

نظر کی رغبت اور میلان نہوئی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور دکہلاتی نہ پہرو جیسی دکہانا دستور تہا پہلی وقت نادانی کی اور تبرج کی معنی مطابق بیان صحاح

المرأة زينتها ومحاسنها للرجال وكان ذلك عادة نساء اهل الجاهلية الاولى وهي على ما قيل ما بين آدم ونوح عليهما السلام فنهى

دکہلانا عورت کا اپنا سنگہار اور خوبی مردوں کو اور جاہلیت اولی مین عورتون کی یہہ عادت تہی اور جاہلیت اولی موافق ایک قول کی آدم علیہ السلام سی نوح علیہ

الله المؤمنات عن التشبه بهن وامرهن بالقرار في بيوتهن فان المرأة كلما كانت مخفية من الرجال يكون دينها اسلم لما

السلام تک ہی سو اللہ تعالی نی مؤمنہ عورتون کو اونکی مشابہت سی منع کیا اور انکو حکم دیا کہ اپنی گہرون مین بیٹھی رہو بیشک عورت جبتک مردون سی پوشیدہ رہیگی اوسکا دین

روي انه عليه السلام قال لابنته فاطمة اي شيء خير للمرأة قالت ان لا ترى رجلا ولا يراها رجل واستحسن قولها

سلامت رہیگا اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی اپنی بیٹی فاطمہ سی پوچہا عورت کی حق مین کیا بہتر ہی عرض کیا نہ وہ مرد کو دیکہی اور نہ مرد اوسکو دیکہی سو آپ نی اونکا قول

وضمها اليه وقال ذرية بعضها من بعض وكان اصحاب النبي عليه السلام يسدون الثقب والكوى في الحيطان لئلا

پسند کر کر سینہ سی لگالیا اور فرمایا اولاد ایک کی ایک سی ہی اور نبی علیہ السلام کی اصحاب دیوارون کی سوراخ اور روشن دان بند کر دیا کرتی تہی تاکہ

تطلع النساء على الرجال ورأى معاذ امرأته تطلع في كوة فضربها فينبغي للرجال ان يفعل كذلك ويمنع امرأته عن مثل ذلك

عورتین مردون کو نہ جہانکین اور معاذ نی اپنی بی بی کو روشندان سی جہانکتی ہوئی دیکہلیا تو اوسکو خوب مارا اب مرد کو بہی لازم ہی کہ ایسا ہی کیا کری اور اپنی بی بی کو

ثم انهم ان كان في قلبها بدعة يزيلها ويلقنها اعتقاد اهل السنة والجماعة ويعلمها من احكام الصلوة والحيض والنفاس

منع کری پہر اگر عورت کی دل مین کوئی بدعت ہو تو اوسکو دفع کری اور اوسکو عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کا تلقین کری اور مسائل نماز کی اور حیض اور نفاس کی

ما تحتاج اليه وان تساهلت في امر الدين او كانت تاركة للصلوة يؤدبها لكن يتدرج في تاديبها فيقدم اولا الوعظ والتخويف

اور جو حاجت پڑتی ہو سب سکہا دیوی اور اگر دین کی باب مین سستی کرتی ہو یا بی نماز ہو تو ادب دیوی لیکن اوسکی ادب دینی مین آہستگی برتی پہلی تو زبانی پندوی اور خدا سی

بالله تعالى وان لم ينجع يولي اليها ظهره في المضجع او ينفرد عنها بالفراش ويهجرها ثلث ليال وان لم ينجع يضربها ضربا

ڈرادی اگر باز نہ آوی تو سوتی مین غصہ سی اوسکی طرف پشت کر دی یا اوس سی جدا سو رہی اور تین رات تک اوس سی الگ رہی پہر بہی نہ باز آوی تو اتنا ماری

غير مبرح بحيث يولمها ولا يكسر عظمها ولا يدمي جسمها ولا يضرب وجهها لورود النهي عنه فان لم ينجع يطلقها كما

کہ ہڈی نہ ٹوٹی ایسا کہ دکہہ تو ہو اور ہڈی نہ ٹوٹی اور اوسکا بدن بہی لہو لہان نہو جاوی اور موہنہ پر نہ ماری اوسکی ممانعت آئی ہی اب بہی نمانی تو طلاق دیدی چنانچہ

قال قاضيخان في فتاواه رجل له امرأة لا تصلي يطلقها وان لم يكن له مال يوفيها مهرها وقال البزازي لان يلقى الله

قاضیخان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی ایک شخص کی بی بی بی نماز ہو اوسکو طلاق دیدی اگرچہ خاوند کی پاس اتنا مال نہو کہ مہر پورا کردی اور بزازی کہتا ہی اگر خود مہر

ومهرها في عنقه اولى من ان يطأ امرأة لا تصلي وقد مدح الله تعالى اسمعيل النبي عليه السلام بقوله وكان يأمر

گردن پر لیکر اللہ کی سامنی جاوی تو اس سی بہتر ہی کہ عورت بی نماز سی وطی کری اور بیشک اللہ تعالی نی اسمعیل نبی علیہ السلام کی اس آیت مین مدح کی ہی اور حکم کرتا تہا

اهله بالصلوة والزكوة وقالوا حمل اهل بيته على الصلوة سبب لافتتاح باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان

اپنی گہر والون کو نماز اور زکوۃ کا اور کہتی ہین کہ اہل بیت کو نماز پر مستعد کرنی سی دروازہ روزی کا کہلتا ہی اور خلاصہ والا کہتا ہی خاوند کو اختیار ہی کہ

يضرب المرأة على اربع احدها الخروج عن منزله بغير اذنه بعد ايفائها مهرها والثانية ترك الزينة اذا اراد الزوج الزينة

بی بی کو چار بات پر مارے ایک تو اوسکی بی اجازت گہر سی نکلنی پر جب کہ اپنا مہر لی چکی ہو اور دوسری سنگار نہ کرنی پر اگر خاوند کا دل سنگار کو چاہی

والثالثة ترك الاجابة اذا اراد الزوج الجماع وهي طاهرة والرابعة ترك الصلوة وبمنزلة ترك الصلوة ترك الغسل
اور تیسری کہنا نہ ماننی ہے جس وقت خاوند جماع کی رغبت کریگا اور وہ عورت پاک ہی ہو اور چوتھی نماز نہ پڑھنی ہے اور جنابت اور حیض سے غسل نہ کرنا بھی قایم

عن الجنابة والحيض ثم انه ان اراد ان يتزوج اخرى وعلم انه يعدل بينهما يجوز له ذلك لكن ان لم يفعل فهو اجود
مقام ترک صلوۃ کی ہی پھر اگر خاوند دوسرا نکاح کیا چاہی اور یقین کرتا ہی کہ دونوں میں عدالت کریگا تو جایز ہی لیکن اگر نکاح نہ کریگا تو خوب ہو ویگا

لترك ادخال الغم عليها لاسيما عند كونها امرأة صالحة فان صلاحها نعمة عظيمة لا يكافيها شكر وان خاف ان لا يعدل
کیونکہ بی بی کو غم سے بچا یا خاص اس صورت میں کہ بی بی صالحہ ہو کیونکہ اوسکا تقوی بڑی نعمت ہی اسکا شکر ادا نہیں ہو سکتا اور اگر یہہ خوف ہو کہ عدالت

بينهما لا يجوز ان يفعل ذلك لان الله تعالى وان جعل له ذلك حلالا بقوله فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلث
نہ کرسکونگا تو جایز نہیں کہ دوسرا نکاح کری اسلئی کہ الله تعالی نی اگر چہ اوسکو حلال تو کیا ہی اس آیت میں سو نکاح کرو جو تمکو خوش آویں عورتیں دو دو اور تین تین

ورُبع الا انه تعالى عقيب ذلك قال فان خفتم الا تعدلوا فواحدة فان من كانت له امرأتان او اكثر يجب عليه
اور چار چار پر الله تعالی نی اوسکی بعد فرمایا ہی پھر اگر تمکو ڈر ہو کہ عدالت نکرو تو بس ایک ہی بیشک جسکی پاس دو عورتیں ہوں یا زیادہ تو اوسپر واجب ہی

ان يقسم ويعدل بينهن سواء كان صحيحا او مريضا فيكون عند كل واحدة منهن يوما وليلة او ثلثة ايام ولياليها
کہ اونمیں برابر قسم اور عدالت کری برابر ہی کہ بھلی چنگی ہو یا بیمار پھر اونمیں سی ہر ایک کی پاس ایکدن رات یا تین دن تین رات رہا کری

ولا يقيم عند احديهن اكثر من ذلك الا باذنهن والثيب والبكر والمراهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلمة
اور کسیکی پاس اس سی زیادہ نہ ٹہرا کری ہاں اونکی اجازت سی مضائقہ نہیں اور رانڈ اور کنواری اور قریب بلوغ اور بالغہ اور ہوشیار اور باولی اور مسلمہ

والكتابية والصحيحة والمريضة سواء كانت الجديدة بكرا او ثيبا فانه ان قام عند الجديدة ثلثة ايام او سبعة
اور کتابیہ اور تندرست اور بیمار سب برابر ہیں اگرچہ نئی باکرہ ہو یا رانڈ بیشک اگر خاوند نئی کی پاس تین دن یا سات دن رہی

ايام يقيم عند العتيقة مثل ذلك ولا يميل الى بعضهن لما روي انه عليه السلام قال من كانت له امرأتان فمال الى
تو قدیمی کی پاس بھی وتنا ہی رہی اور بعضی کی طرف زیادہ میلان نہ کری اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی جسکی پاس دو عورتیں ہوں پھر ایک کی طرف

احديهما جاء يوم القيمة واحد شقيه ساقطة يعني ان احد جنبيه يكون مجروحا ساقطا بحيث يراه اهل العرصات
رغبت کری تو قیامت کی دن ایسی حالت میں آویگا کہ اوسکا ایک جانب گری ہوئی ہو گی یعنی اوسکی کروٹ ایسی زخمی اگری ہوئی ہوگی کہ اہل عرصہ سب دیکھینگی

ليكون له هذا زيادة في التعذيب فان الافتضاح اشد العذاب لكن ينبغي ان يعلم ان القسم والعدل انما يجب
تاکہ یہہ رسوائی اور زیادہ عذاب ہووی کیونکہ رسوائی میں سخت تر عذاب ہوتا ہی لیکن یاد رکہنی کی بات ہی کہ قسم اور عدالت یہہ ہی خرچ دینی میں

في العطاء والمبيت دون الحب والوقاع لان الحب لا يدخل تحت الاختيار والوقاع يبتني على النشاط فلا يقدر على التسوية
اور سونی میں واجب ہی محبت میں اور جماع میں واجب نہیں اسلئی کہ محبت اختیاری نہیں ہوتی اور جماع نشاط دلی پہ موقوف ہی انمیں برابری کی قدرت نہیں

فيهما لما روي انه عليه السلام كان يقسم بين نسائه ويعدل ثم يقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك
ہی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج میں قسم اور عدالت کیا کرتی پھر کہتی یاالٰہی مجھسی یہہ ہو سکتا ہی جسکا مجھی ختیار ہی سو مجھکو ملامت مت کرنا

ولا املك قيل اراد به الحب لان عائشة كانت احب نسائه اليه وكانت سائر نسائه يعرفن ذلك الا انه عليه السلام
جسمیں تو مختار ہی اور میں مختار نہیں کہتی ہیں کہ اس سی محبت مراد ہی اسلئی کہ عائشہ رض آپکو سب ازواج سی زیادہ تر محبوب تہیں اور تمام ازواج کو یہہ حال معلوم تہا لیکن نبی علیہ السلام

كان يقسم ويعدل في العطاء والبيتوتة حتى في مرضه الذي توفي فيه اذ روي انه عليه السلام كان يطاف به
دینی میں اور رات کی رہنی میں قسم و عدالت کیا کرتی تہی یہاں تک کہ مرض الموت میں بہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مرض کی اندر پہر وا دیا اور اٹہائی پہرا کرتی

محمولا في مرضه كل يوم وليلة فيبيت عند كل واحدة منهن وكان يقول اين انا غدا اين انا غدا ففطنت ازواجه انه يريد
تہی پہر سبکو ہر ایک کی ہاں رہا کرتی اور پوچھا کرتی کل کہاں کی باری ہی کل کہاں کی باری ہی اس سی ازواج سمجہہ گئیں کہ عائشہ کی باری

یوم عائشة فاذن له ان یکون حیث شاء فقال هل رضیتن بذلک فقلن نعم قال علیه السلام حولونی الی بیت عائشة
پوچھتی ہین پہر سب نے اجازت دیدی کہ آپ جہان چاہین رہین پہر آپ نے پوچھا تم سب اسپر راضی ہو عرض کیا ہان علیہ السلام نے فرمایا مجکو عائشہ کی گہر پہنچاو
فکان فی بیتها حتی مات عندها ومما یجب علی الزوج من حقها ان یؤدی الیها مهرها کملا ان کان قادرا علی ادائه وان لم
پہر عائشہ کی گہر رہے یہان تک کہ اونکی پاس وفات کی صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی کا جو حق خاوند پر واجب ہی یہہ ہی کہ اوسکا پورا مہر ادا کر دی اگر قدرت اداکی رکہتا ہو اور اگر
یکن قادرا علی ادائه ینوی ان یؤدیه اذا قدر اذ قال الله تعالی واتوا النساء صدقتهن نحلة ای فریضة من الله تعالی فان
اداکی قدرت نہین ہی تو اداکی نیت رکہی جب قدرت پاوی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی دیدو ڈالو عورتون کو مہر اونکی خوشی سی یعنی اللہ تعالی کا فرض کیا ہوا بیشک
اعطاء النساء مهورهن مما فرض الله تعالی فی الملة والدین فمن نوی ان لا یؤدی الیها مهرها یجیء یوم القیمة زانیا لما
عورتون کو مہر دیدینا دین وملت مین اللہ ہی کا فرض کیا ہوا ہی پہر جسکی یہہ نیت ہو کہ بی بی کا مہر ادا نکری تو قیامت کی دن زانی ہو کر آویگا اسلئی
روی انه علیه السلام قال ایما رجل تزوج امرأة علی ما قل من المهر او کثر لیس فی نفسه ان یؤدی الیها حقها لقی الله تعالی
کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جس شخص نے کسی عورت سی نکاح کیا مقدار مہر کا کمتر پر یا اتنی ہی زیادہ پر کہ اوسکی اداکرنی کی نیت نہین تو اللہ کی پاس
وهو زان ولا یطلب منها المهلة لاداء مهرها الا ان یکون فقیرا ان توجله المرأة طوعا لا کرها ولا یکلفها ان تهب له مهرها
زانی ہو کر آویگا اور مہر ادا کرنیکی واسطی بی بی سی مہلت نہ مانگی ہان اگر کنگال ہو تو بی بی اپنی خوشی سی مہلت دیدی کچہہ زور نہین ہی اور یہہ دباؤ نہ ڈالی کہ
لانه تعالی بعد ما قال واتوا النساء صدقتهن نحلة قال فان طبن لکم عن شیء منه نفسا فکلوه هنیئا مریئا فمعناه
مہر بخشدی اسلئی کہ اللہ تعالی اس آیت کی بعد اور دی ڈالو عورتون کو اونکی مہر دلکی خوشی سی فرماتا ہی پہر وہ اگر اوسمین کا کچہہ چہوڑ دین تمکو دلکی خوشی سی تو وہ کہاؤ رچتا بچتا سو اس
علی ما فی التفسیر وانوار التنزیل انهن ان وهبن لکم بعضا من الصداق عن طیبة الرضاء وطیب القلب بلا اکراه ولا اقتداء
آیت کی معنی تفسیر انوار التنزیل میہہ مین بیشک اگر عورتین تمکو کچہہ مہر مین سی بخشدین عین رضا اور دلکی خوشی سی بی دباؤ اور نہ بد معاملگی کرنیسی
من سوء العشرة فتنتفعوا به بلا تبعة فعلم من هذا ان الاستکثار فی الاستیهاب مکروه لانه تعالی کما جعل عقد النکاح بید الزوج ان شاء
سوو کہاؤ پیؤ بدون بچہی برائی کی اس آیت سی معلوم ہوا کہ زیادہ خواہش کرنی مہر بخشوانی کی مکروہ ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی جیسی کہ عقد نکاح خاوند کی اختیار
یمسکها وان شاء یرسلها بلا اختیار منها کذلک جعل حلقة سلسلة المهر فی رقبته وذمته فعقد النکاح یجرها الیه وسلسلة
مین رکہا ہی اگر چاہی بی بی کو روک رکہی اور اگر چاہی اوسکو چہوڑ دی عورت کو کچہہ اختیار نہین ہی ایسی ہی مہر کی زنجیر خاوند کی گردن مین ڈالدی ہی اور اوسکا ذمہ کیا سو عقد نکاح عورت کو خاوند کی
المهر یجره الیها فاستیهاب کل المهر ابطال لحقها وابقاء لحقه وفیه ترک المعادلة ونوع من الظلم ولا یطلقها بغیر ضرورة
خاوند کو عورت کی طرف کہینچتی ہی سو کل مہر بخشوانا عورت کی حق تلفی ہی اور اپنا حق باقی رکہنا ہی اور اسمین بی انصافی اور ایک طرح کا ظلم ہی اور بی بی کو بی ضرورت
الا ان تکون سیئة الخلق فاسدة الدین تارکة الصلوة لان الطلاق وان کان مباحا لکنه من ابغض المباحات عند الله تعالی
طلاق نہ دیوی ہان اگر بد خو بد مزاج بی دین بی نماز ہووی تو خیر اسلئی کہ طلاق اگر چہ مباح ہی پر مباحات مین سی اللہ تعالی کی نزدیک بہت ناپسند
لما فیها من الایذاء ولا یباح ایذاء الغیر من غیر ضرورة الا بجنایة من طرفها فاذا عزم علی تطلیقها بسبب الضرورة ینبغی له ان
ہی کیونکہ اسمین ایذا دینی ہی اور بلا ضرورت کسیکو ایذا دینی مباح نہین ہی مگر عورت کی خطا پر پہر جب کسی ضرورت مین طلاق دینی کا ارادہ کری تو چاہئی کہ
یراعی عدة امور احدها ان یطلقها فی طهر لم یجامعها فیه لان الطلاق فی الحیض والطهر الذی جامعها فیه حرام والثانی
کہ کئی بات کا لحاظ رکہی ایک تو یہہ کہ ایسی طہر مین طلاق دی جسمین جماع نکیا ہو اسلئی کہ طلاق حیض مین اور ایسی طہر مین کہ جماع کر چکا ہو حرام ہی دوسری یہہ
ان یقتصر علی طلقة واحدة ولا یجمع بین الثلث لانه بدعی قبیح والطلقة الواحدة بعد انقضاء العدة تفید المقصود مع انه
کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کری تین طلاق اکہٹی نہ دی کیونکہ یہہ بدعی قبیح ہی اور ایک طلاق سی ہی بعد گذر جانی عدت کی وہ ہی مقصود حاصل ہوتا ہی
ابعد عن الندم لتمکنه من التدارک بالرجعة فی العدة وبتجدید النکاح بعد العدة واما اذا طلقها ثلثا فربما یندم ولا یمکنه التدارک
باوجودیکہ ندامت سی بہت الگ ہی کیونکہ اسکا تدارک کر سکتا ہی عدت مین تو رجعت سی اور بعد عدت کی نئی نکاح سی اور اگر اوسکو تین طلاق دین تو بعضی دفعہ پچہتاوندگا

الا بالحلة وعقد الحلة منهی عنه ورد فیه اللعن ویکون هو الداعی فیه ویحتاج الی الصبر مدة مع کون قلبه متعلقا
اوسکا تدارک نہین ہوسکتا اور حلالہ کی ممانعت آئی ہی اسمین لعنت وارد ہوتی ہی اور اسمین یہہ ہی شخص باعث ٹہریگا اور مدت تک صبر کرنا پڑیگا ایسی حال

بزوجة الغیر فیرجو ان یطلقها حتی تعود الیه بعد انقضاء عدتها وکل ذلك ثمرة الجمع فی الواحدة یحصل المقصود من
مین کہ دل بیگانی جورو کی طرف لگا رہیگا اس امید پر کہ وہ کب طلاق دیگا کہ بعد عدت کی میری پاس آوی یہہ سب خرابیان تین طلاق کی ثمرہ ہین اور ایک طلاق مین

غیر محذور والثالث ان یتلطف فی تطلیقها من غیر عنف ولا استخفاف ویطیب قلبها بان یعطیها شیئا زائدا علی مهرها علی
بی خطرہ مقصود حاصل ہوتا ہی اور تیسری یہہ کہ طلاق دینی مین لطف برتی زشتی اور تحقیر سی پیش نہ آوی اور اوسکا دل خوش کردی اسطور کہ مہر کی سوا کچہہ اور بہی

طریقة المتعة وهی درع وخمار وملحفة عوضا عن ایحاشها والرابع ان لا یفشی سرها ثم انه ان طلقها علی مال وهو الخلع یکره له
بطور امداد و فائدہ کی اوسکو دیدیگا یعنی کرتا اور اوڑہنا اور لحاف یہہ وحشت دینی کا عوض ہی اور چوتہی اوسکا بہید نہ ظاہر کری پہر اگر اوسکو مال پر طلاق دیگا جو خلع

ان یاخذ ذلك المال ان کان النشوز من جانبه لانه اوحشها بالارسال فلا تزید فی ایحاشها باخذ المال وقد قال الله تعالی
کہلاتا ہی تو مرد کو وہ مال لینا مکروہ ہی اگر خاوند کی طرف سی بدمزاجی ہوئی ہی اسلئے کہ ایک تو طلاق دیکر ستایا پہر مال لیکر زیادہ نہ ستاوی اور بیشک اللہ تعالی فرماتا

وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واتیتم احدهن قنطارا فلا تاخذوا منه شیئا فانه تعالی نهی عن اخذ شیء
ہی اور اگر بدلا چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری عورت اور دی چکی ہو ایک کو ڈہیر مال تو پہیر نہ لو اوسمین سی کچہہ کیونکہ اللہ تعالی تہوڑا لینی سی بہی منع کرتا ہی

یسیر من القنطار الذی هو المال الکثیر فضلا عن الکثیر وان کان النشوز من جانبها یکره ان یاخذ الزاید علی ما دفع
قنطار مین سی جو بہت مال ہوتا ہی بہت لینی کا تو کیا ہی انتہی اور اگر عورت کی طرف سی بدمزاجی ہو تو جتنا مہر ادا کیا ہی اوس سی زیادہ لینا مکروہ ہی

الیها من المهر ثم ان اکرهها علی الخلع والتزمت ان تعطیه مالا للخلاص منه او اسقطت ما علیه من المهر ونحوه لا لا رضا
پہر اگر خاوند نی اوسپر خلع کی لئی زور کیا اور عورت نی ادا بنا تسلیم کیا تاکہ اوسکی پنجہ سی بچی یا مہر وغیرہ اوسکی ذمہ سی ساقط کردیا تو اسلئی

شرط فی لزوم المال وسقوطه والاکراه عدم الرضاء علی ما بین فی موضعه وان مات زوجها وارادت ان تکون فی
کہ مال لازم ہونی مین اور ساقط ہونی مین رضامندی شرط ہی اور اکراہ مین رضامندی نہین ہوتی چنانچہ اپنی جگہ مین بیان ہوچکا ہی اور اگر اوسکا خاوند مر جاوی اور

الاخرة زوجته ینبغی لها ان لا تتزوج زوجا اخر لان المراة تکون فی الاخرة لاخر ازواجها علی ما روی ان ابا سفیان خطب
بی بی یہہ آرزو کری کہ آخرت مین بہی اوسی خاوند کی بی بی ہون تو اب دوسرا نہ کری اسلئی کہ عورت آخرت مین پچہلی خاوند کی جورو ہوگی سنا ہی اس

ام الدرداء بعد وفات ابی الدرداء فابت وقالت سمعت ابا الدرداء یحدث عن النبی علیه السلام ان المراة لاخر
ام درداء سی بعد وفات ابو درداء کی نکاح کا پیغام بہیجا سو اوسنی نہ مانا اور جواب دیا کہ مین نی ابو الدرداء سنا ہی کہ نبی علیه السلام سی روایت کرتا تہا کہ عورت آخرت

ازواجها فی الاخرة وقال لی ان اردت ان تکونی زوجتی فی الاخرة فلا تتزوجی بعدی وقیل هی فی الاخرة لاحسن ازواجها
مین پچہلی خاوند کی بی بی ہوگی اور مجہکو وصیت کی ہی اگر تو چاہی کہ آخرت مین میری بی بی ہو تو میری بعد اور خاوند نکرنا اور کوئی کہتا ہی کہ عورت آخرت مین نیک

خلقا لما روی ان ام حبیبة زوجة النبی صلی الله علیه وسلم سالت النبی علیه السلام
خاوند کو ملی گی اسلئی کہ روایت ہی کہ ام حبیبہ نبی علیه السلام کی زوجہ نی نبی علیه السلام سی پوچہا

ان المراة تکون لها زوجان فلایهما تکون فی الاخرة فقال علیه السلام تخیر فتختار احسنهما خلقا معها تمت
جس عورت کی دو خاوند ہون تو آخرت مین کسکو ملی گی سو نبی علیه السلام نی فرمایا عورت کو اختیار ملیگا پس وہ اچہی کو پسند کریگی

خاتمة الطبع الحمد لله الذی هدنا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدینا الله والصلوة علی نبیه اشرف الکائنات
واکمل الموجودات محمد صلی الله علیه وسلم وعلی اله واصحابه اما بعد احقر العباد سبحان بخش عفی الله عنه ساکن قصبه شکارپور ضلع مظفرنگر عرض کرتا ہی
کہ کتاب مجالس الابرار جسکی حال مین مولوی شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ اپنی دست مبارک سی یہہ لکہتی ہین کتاب مجالس الابرار ومسالك الاخیار
فی علم الوعظ والنصیحة یتضمن فوائد کثیرة من باب اسرار الشرایع ومن باب الفقه ومن ابواب السلوك ومن ابواب رد البدع

والعادات الشنیعة لا علم لنا بحال مصنفه الا ما یکشف عنه هذا التصنیف ومن تدینه وتورعه وتفننه فی العلوم الشرعیة ولنعم ما قیل لا تنظر الی من قال واسمع الی ما قال فانما یعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال والله اعلم بالصواب والیه حسن العاقبة والمآل۔ تمّت ردِّ بدعت میں بھی مثل اور فن نصایح اور وعظ میں بھی نظیر اور تحقیق حقایق دینی میں بھی مانند اور بعد تحریر مسائل علمی میں لاثانی و بی سبہیم سبحان اللہ جوبات مصنف کی قلم سی نکلتی ہی سو مدلل بآیات صریح اور جو مضمون اوسکی زبان پر آتا ہی سو مبرہن باحادیث وروایات صحیح کوئی مطلب ایسا نہیں جسکی سند آیت یا حدیث نہو کوئی ذکر ایسا نہیں کہ اوسکا حامی کسی بزرگ کا قول قدیم یا حدیث نہو نواب صاحب مستغنی عن الاوصاف جناب مولٰنا والمنا مولوی حاجی محمد قطب الدین خان صاحب کو واسطے افاضۂ عام اور فیض تام کی اسکی ترجمہ کا خیال آیا کہ اس کتاب کی مضامین عام فہم ہوجاویں اور تمام صغیر وکبیر جو اُردو پڑھ سکتا ہو سب فیض اوٹھاویں اور اپنی تئیں کم فرصت دیکھکر اس ناکارہ ہیچمیرز کو ارشاد فرمایا میں نی باوجود بی سامانی کی بمفحوای المامور معذور ترجمہ لکھنا شروع کیا آخر تیسویں ربیع الثانی سنہ بارہ سو انہتّر ۱۲۶۹ ہجری میں لکھکر تمام کیا فجاء بحمد اللہ کما یروق النواظر ویسقی الغلیل ویشفی العلیل ویشحذ الاذهان ویحدد الخواطر اور اسکا نام خزینة الاسرار فی ترجمة مجالس الابرار تجویز کرکر جناب موصوف کی خدمت میں پیش کیا مولانا صاحب نی ساری ترجمہ کو بالاستیعاب ملاحظہ فرمایا اور پسند کرکر اجازت طبع کی دی اب ناظرین با صفا اور کاملین بی ریاسی امید ہی کہ بلحاظ اصلاح غور فرماکر دیکھیں اور بتعمق نظر مطالعہ کریں اور جہاں سقم پاویں اصلاح دیکر درست کردیں وما توفیقی الا باللہ علیه توکلت والیه انیب ٭ **اشتہار** احقر العباد سبحان بخش مترجم مجالس الابرار کا صاحبان مطبع کی خدمت میں عرض کرتا ہی کہ میں نی حق ترجمہ کتاب ہذا اپنی کا شیخ محمد حسین ولد حاجی غلام حسین عطار دہلوی سی لیکر اسکی طبع کا ہمیشہ کو مالک کردیا آئندہ کو کوئی صاحب بدون شیخ محمد حسین موصوف کی اجازت اور رضامندی کی اسکی چھاپنی کا ارادہ نکریں میری اجازت اور رضامندی اصلا معتبر نہیں اب میں محمد حسین چونکہ حق مترجم کا دی چکا اور یہ ترجمہ بصدقہ رجسٹری ہائیکورٹ میرے نام کتاب کو حسب منشاء قانون یازدہم سنہ ۱۸۳۵ع بغیر اجازت میری کوئی نہ چھاپی نہیں تو موجب اس قانون کی ثمرہ پاویگا فقط **صورة ما قرظه الفقیر محمد حسین صانه الله عن سوء وشین** سجود الاقدام بارض حرم موجبة لعز الجباه وصفایح القلوب بیورثاته معتبسة لبیاض العز والجاه صنیعته البلیغة تقلب اللیل والنهار ورحمته العمیمة تنزل علی مجالس الابرار وتهدی الفجار الی التوبة والندامة والاستغفار والصلوة والسلام الاتمان من الله العزیز الرحمن علی من عرج منتهی القصر العلی فاستوی ثم دنی فتدلی خاتم الانبیاء والمرسلین شفیع العصاة رحمة للعالمین منثور افضاله المنشرح له صدره المزین بخیام رفعنا لک ذکرک وعلی اله وصحبه الباذلین فی سبیل الله واعلاء کلمة الله انفسهم واموالهم وعلی الذین اتبعوهم باحسان واحسنوا اعمالهم **وبعد** فیقول العبد الحقیر محمد حسین الفقیر الراجی لرحمة الغفار عفا الله عما هو مستخف باللیل وسارب بالنهار یوم تکون سرابیل المجرمین من قطران وتغشی وجوههم النار هذا در منثور یلیق ان یدرج فی حق الصدور وسراج لجام المحسنات الاخیار مصباح لمجالس المتقین الابرار نذیر عریان للغافلین منکر مبین للناس کلهم اجمعین انیس نفیس للواعظین ریاض ذات افنان وانهار للناصحین جواهر سنیة تصلح لاعناق عروس حفظ العلماء ویواقیت ثمینة تستاهل لترصیع تاج الوعاظ الاذکیاء اعنی تحفة الاخیار الکتاب المستطاب المسمی بمجالس الابرار رحم الله من صنفه وجمعه والفه وجعل جنة الفردوس ماونه واوصله الی ما کان یتمناه رضی الله عنه وارضاه هو الذی فی فهمه الانذار والتذکیر مغنی الواعظین وفی اداب الارشاد والترغیب والترهیب کاف للناصحین ما اعجب کتابه هذا وما احسن وما شاء الله اودع فیه نادرات الزمن بیجولیدته من الافاق ویبثت السنة السنیة النبویة ویتمم حسن الاخلاق حوی من فوائد لطیفة خلت عنه الاذهان والحرزکات رشیقة لم تنظره الاعیان لا یصنف مثله بمرور الدهور والزمن اذ فیه ما تشتهیه الانفس وتلذ الاعین اکب علیه العلماء الفحول وکابر بعد کابر تلقاه بالقبول لا مرية فی کونه کافیا للواعظ ولا ریب فی ان استحضاره مغنی الحافظ ولعمری انه لحری ان یرسم باقلام غصون الطوبی وجدیر بالکتابة علی ورق شمس الضحی لا بل علی خروف الحور باقلام النور ینبغی ان تکون خطوط الشعاع خیوط المسطر ویصرف فی مداده ماء السلسبیل والکوثر لکن لم یکن تیسیر للمشتاقین لقلة النسخ فی دیارنا الان لانه ما کان عند احد الا نزر یشار الیه بالبنان فتوجه عنان العنایة الحبر الادیب والفاضل الکامل الادیب العالم البارع ذو الباع الوسیع واقف اسرار المضمر کاشف الهموم عن وجوه المشکلات مزین عرائش العربیة بالترجمة الهندیة المولوی المعنوی مولٰنا **سبحان بخش الشکارپوری** عظمه الرحمن وادامه بالفیضان ففتح مغلقاته بالترجمة الهندیة باحسن ما یکون وسهل مقاماته بحیث یغبطه الناظرون اجاد غایة الاجادة فی ربطها

وضبطها

وضبطہا علی حسب محاورات اہل اللسان وبرعم نہایۃ البراعۃ فی حل لغاتہ مع اختصارہا کالترجمۃ القادریۃ للقرآن ثم عمد الیہ عند کتابتہ للطبع بالنظر المکرر لان کل ما تکرر تقرر فجاء بحمد اللہ المستعان کما تہوی الانفس وتلذ بنوع الانسان بسط اللہ نور فیضہ الینا علی المقتبسین مادام بقاء السموات والارضین فحقق المشتاقین بغیتہم وتیسر للطالبین منیتہم فبادروا الیہ ایہا المشتاقون لعلکم بعد ایام لا تجدون وقد زین عند طبعہ بکتابۃ کاتبہ **محمد منصور علی** الیوسفی البنیری البرکزوی الحنفی عفی اللہ عنہ المولی جعل اللہ الخلق منتفعا بہ انہ قریب مجیب وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب قطعہ تاریخ طبعہ جاء بنا النور من مجار الطبع اعنی ہذا الکتاب بالاسرار ینبغی ان یکون فی الافاق کالسراج لمنزل الاخیار عام ختم یلیقہ من ان اقرعہ شمع مجالس الابرار

مزیل الاغلاط کتاب مجالس الابرار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	ص	س	غ	ص	ص	س	غ	ص	صفحہ	س	غ	صحیح
۴	۴	سعادتمند	سعادتمندی	۴۳	۲۱	جمیع	بجمیع	۹۹	۲۰	جاتی	جاتی ہی	۱۴۰	۲۳	مستفضا	مستفیضا
۷	۱۳	احمق	احمق کا	۴۴	۱۷	لم یجز	لم یجیز	۱۰۱	۲۲	کی	کی ہی	۱۴۱	۲۵	تذکر	تذکر
۱۰	۱۷	الظلمٰت	الطاعات	۴۹	۲۳	نوربم	نورہ	۱۰۲	۲۰	سنی والی	دینی والی	〃	۲۹	سولبتنر	لو البتہ
〃	۲۰	وصولہا	اصولہا	۵۶	۳۲	نہوگا	نہوگا	۱۰۵	۹	دریافت کی	دریافت کرلی	۱۳۶	۱۷	احدہما	احدہما
۱۱	۴	کی	سی	۵۹	۱۶	پہلی ہیں	پہلی ہی	۱۰۶	۲۸	علم	الم	۱۴۹	۱۲	پیدا ہو	پیدا ہو
〃	۲۹	لاحکام	للاحکام	〃	〃	ہوگی	ہوگا	۱۱۴	۲۷	وجود	وجوب	۱۵۰	۲۱	الوقعۃ	الواقعہ
۱۳	۲۸	سزا	سزا کی	〃	۱۸	میں ہوتی	میں ہوتا	۱۱۵	۱	ومابالنفر	وامابالنفر	〃	۲۹	مشتعلۃ	مستقلہ
〃	۳۲	توجہ	توجہ	۶۰	۹	پہلی ہوگی	پہلی ہوگا	〃	۹	بکرو نسی	بکر ولسی	۱۵۱	۱۱	الذین	الذی
۱۴	۲	چاہئی	ہو	۶۳	۱۵	اللہ	للہ	〃	۱۹	فقبانی	فقبانی	۱۵۳	۲۸	معصیت	معصیت
〃	۱۵	الہام	الالہام	۶۷	۸	اسرار	اصرار	〃	۳۱	تنظیم	بعظیم	۱۵۴	۲۶	دنیا میں سی	دنیا کی
۱۵	۲۴	[illegible]	[illegible]	〃	۱۸	لاالہ اللہ	لاالہ الا اللہ	۱۱۶	۴	معجزہ	معجزی	۱۵۵	۱۰	وہ بہی	وہ بہی
〃	۳۰	تکلیف	تکلف	۶۹	۹	علیہ	علیہ سلم	〃	۱۵	والسفی	والشقی	〃	۳۰	اور جاہی	اور جاہی
۱۶	۱۱	زلا	اولا	〃	۱۷	اوماکا	وماکا	〃	۳۱	فیتجیل	فیتحول	〃	۳۲	سنیطین	سنیطین
۱۷	۲۰	ذکر دل	ذکر کا دل	۷۱	۳۲	استباین	[illegible]	۱۱۸	۱۲	اور گناہ ہو	یا گناہ	۱۵۸	۸	موجبین	اور موجب
۱۹	۱	ممن ادخل	ممن لم یدخل	۷۲	۵	ہذا الحالۃ	ہذہ الحالۃ	۱۱۹	۳	یقربوا	تقربوا	〃	۱۴	پہرنیت	پہر جب
۲۰	۲۲	ہوتی	ہیں	۷۰	۹	دشوار	ضروری	〃	۱۹	حتہ	[illegible]	〃	۳۲	کہڑا ہوکر	کہڑا ہو
۲۳	۳۰	شخص	شخص حج	۷۸	۱۴	[illegible]	دینداری	〃	۲۰	اسلام	جاہل	۱۶۰	۵	فعل ای	فعل
۲۴	۳۱	لمرلفہ	لمزدلفۃ	۷۹	۳۲	ثواب	ثواب	۱۲۱	۳	الموقف	الموافق	۱۶۲	۱۴	دوہرا کرنگی	دوہرا
〃	〃	حکم	حکم ہی	۸۰	۱۸	کہ تبتبول امر	کہ توبہ	۱۲۶	۹	زیادتہا	زیارتہا	〃	۱۷	سبیل	سبیلہ
۲۶	۴	طرف ہی	طرف سی ہی	۸۴	۳۰	دو محال	دونو محال	۱۳۰	۲۰	لوگ کم	لوگ علم سی کام	۱۶۴	۲۸	کم بجل	کبھیل
۳۳	۹	یقضی	یقتضی	۹۳	۱۸	کہ ایسی ہی	کی ہیں	۱۳۱	۱۰	انکسا سی	انکسا سی	۱۶۷	۸	پڑہی	پڑہی سی
۳۶	۱۶	عقل	عقلی	〃	۲۰	ماضی سی	ماضی ہی	۱۳۲	۲۹	ہریک	ہریک کی	۱۶۸	۲۳	بلحد	باخذ
۴۰	۱۷	ہم	لہ	〃	۳۲	کریگا	نکریگا	〃	۳۱	انہ تمر	الا تمرا	۱۶۹	۲۷	بیس نفس	بیس نفس
〃	۲۹	فما	فیما	۹۴	۲۶	آبیٹی	آئی	۱۳۴	۱۱	قولہ	قول	۱۷۱	۱۸	محرم	حرام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	ص	س	غ	ص	صفحہ	س	غلط	ص	ص	س	غ	ص	ص	س	غ	ص	ص	س	ع	ص
۱۷۳	۱	کسرہ تہجی	کسرۂ تہجی	۳۳۳	۲۰	ذالیا	ذالپا	۲۹۷	۱۳	کیا گن	کیا گن	۳۴۵	۶	کہی دوسر	کہی اور دوسر	۴۱۱	۱۶	اپنی	آپکی	۵۲۷	۲۶	جو	جو جو
۱۷۳	۱۶	جن واسطی	[illegible]	〃	۲۹	حتہ	حلہ	〃	۲۵	البراد	البرادی	۳۰۱	۴	بچہ سرپکی	بچہ سی سرپکی	۳۱۳	۲	آیا	آیا	۵۳۳	۱۱	فقالوا	فقالوا
〃	۲۷	بین رمضان	بین رمضانیا	۲۴۳	۱۶	کرتیا	کرتکا	۲۹۴	۲۲	اختیار	اختیار	۳۴۲	۸	کری کہرا	کری کہرا	۴۱۹	۱۴	آتا ہی	آتا ہے	۵۳۵	۷	والفر	والشر
۱۸۲	۸	پچاس آدمی کا	پچاس آدمی کا	〃	۱۷	بالیقیع	بالبقیع	۳۱۳	۱۷	اوقضاء	اوقضاء	۳۵۵	۳۱	صدروا	صدروا	۴۱۴	۸	کہیں	کہیں	۵۳۷	۵	بوشر	بوشر
۱۸۳	۱۶	اوربیہ دلیل	اوردلیل	۲۳۴	۲۳	دہو	ہو	〃	۳۱	الاقلب	الاولان	۳۵۱	۱۶	بریہ	بریہ	۴۳۰	۱۲	والوترہ	والوتر	۵۴۳	۲	خوانکر	خوانکر
〃	۲۲	بیمہ حکم	بیمہ ای حکم	۲۳۴	۲۹	الفطرا	الفطر	۲۳۵	۱۰	اسیوالی	اسوالی	۲۵۷	۱۱	ہوسناہی	جوسناہی	〃	۲۷	الطالہ	الطالہ	۵۴۹	۴	اورانحو	اورانحو
۱۸۹	۳۲	عبادت قلبی	عبادت قلبی	۲۲۹	۲	روزہ	روز	〃	۲۹	الفصل	الفصل الاول	۲۵۹	۳	مذہب	مذہبا	۴۳۲	۱۱	فتابہا	فتابعا	۵۵۴	۱۶	اوراتی	اوراتی
۱۹۳	۱۹	دلیلا	دلیل	۲۵۰	۲۸	حدیثین	حدیث	۲۶۱	۱	الغاشتہ	الغاشیۃ	〃	۳۲	وضعا	نمازجنازہ	۴۴۲	۲۹	خیانت	خیانت	〃	۲۰	انجام	ارام
〃	۱۸	تمام ہی		۲۵۵	۱۵	النظم	النظم	〃	۵	متعذرہ	متعذرہ	۳۶۲	۱۶	اگہونگی	اگہونگی	۴۴۳	۲	صدق	صدق	۵۵۶	۸	جوتو	جوبات
۱۹۸	۲۶	فرمایا	فرمایاہی	۲۵۶	۲۲	بہاہمہ	بہاہمہ	۳۰۷	۳۲	عمدہ	عمدا	۳۶۳	۸	اوس ہی	اوسی	۴۴۴	۳۰	لفظو	لفظ	۵۵۸	۸	وہ جز	وہ جز
۲۰۰	۱۱	یقتصر	یقتصر	۲۵۸	۱۳	لیتعیہ	لیتعینہ	۳۰۸	۷	لایکو	لایکون	۳۴۹	۲۲	فاحشہ	فاحشی	۴۴۷	۲۲	اوپہا	اوپر	۵۶۱	۱۷	تکون	تکون
〃	۳۰	مین سی	مین سی پر	۲۶۵	۲۰	سیر	میسر	۳۱۰	۲۸	مسافرہ	مسافر	۳۷۰	۲	طالت کی ہی	[illegible]	۴۴۸	۲۹	کاذکر	کاذکر	۵۶۴	۱	تلبیس	تلبیس
〃	۲۸	کی مستحب	کی ہی مستحب	〃	۲۶	پایا کیا	پاپی کیا	۳۱۱	۲۱	الحجاج	الحاج	۳۷۱	۹	اما	اما پہر	۴۵۲	۲۰	آہی	آس	۵۶۶	۱۴	اوالقلم	اوالقلم
۲۰۶	۲		بہ	۲۶۸	۱	نحوہا	نحوہ	۳۱۸	۱۹	فلیحہ	فلیحہ	۳۷۴	۱۸	التہی	[illegible]	۴۴۶	۹	لاتصح	الاتصح	۵۶۸	۱۹	مداخلہ	مداخلہ
۲۰۷	۳	تاکر اصل	تاکر اصل عمل	۲۶۹	۲	اینذکو	ینذکرو	〃	۲۹	کترتا	کثرتا	۳۷۵	۲۲	بسبب	سبب	۴۴۴	۷	البیع	للبیع	۵۶۹	۲۸	گذر	گذرگا
۲۰۸	۱۰	حاصل ہوگی	حاصل نہ ہوگی	۲۷۲	۶	انشجع	انشجی	۳۱۹	۱۱	مانم	[illegible]	۳۷۷	۳	حرک	حرکت	〃	۱۷	العدد	العدد	۵۷۰	۲	سبب	سبب
〃	〃	پہراوکا	اوراسکا	〃	۱۴	اسوسطی	اسوسطی	〃	۱۹	الرجا	الرجا	〃	۱۹	وابی	[illegible]	۴۵۵	۱۳	انی الملک	[illegible]	۵۷۵	۱۱	بالغرفۃ	بالغرفۃ
〃	۲۶	تمام قسم	انجام قسم	۲۷۴	۸-۶	مانند	[illegible]	۳۴۴	۲۴	توکی	توکی	〃	۲۲	توالیسی	توالیسی	۴۴۱	۲	بیجایز	جایز	۵۷۸	۲۴	بنایا	بنایا
۲۱۳	۱۴	ہمکواونکی	ہمکوانپی	۳۲۳	۲۸	جلسۃ	جلستہ	۳۴۸	۳۱	فرع	فرج	۴۷۳	۲	بچڑاو	بچڑاو	۵۸۲	۳۲	پیدا کی	پیدا کی				
۲۱۴	۲۲	کاسا لیا	کی تئی بنا	〃	۳۳	جوالس	جوالسی	۳۲۵	۲۲	جو تقریر	جو تقرر	۳۴۹	۱۰	پستر	پہ	۴۷۹	۲۶	نئی ہی	نئی	۵۸۳	۱۶	لیکن اخر	لیکن
〃	۲۴	برتنی کو ملکیا	بیرنی	۲۶۷	۱۵	جمع	جمع فیہ	۳۷۴	۳۰	ابیقدرہو	بیقدرہ	۳۷۹	۲۷	بعد	بعید	۴۹۳	۱۶	پہرا کا	پہراد	۵۹۷	۲	مسئلہ	مسئلہ
۲۱۶	۱۸	لیکن جو	اورجو	〃	۲۹	صلی اللہ	صلی اللہ علیہ وسلم	۳۲۸	۹	ایکیکا	ایکیکتی	۳۸۹	۱	ثوابکا	ثوابکا	〃	۲۴	غلام	غلام	۶۰۰	۱۶	بہرطرکا	بہرایکا
۲۱۷	۲۷	یستوفی	یستوی	۵۲۴	۵	بالغلطۃ	بالغلطۃ	〃	۱۳	ونعتاد	واعتاد	۳۹۱	۴	ابن عباس	ابن عباس	۴۹۹	۲	تحر	تجویز	〃	۲۱	بیرجی	بدکی
۲۲۹	۱۳	بشادتہا	بشہادتہا	〃	۱۱	براحی	براعی	۳۳۳	۳۲	پربرکہ	پرلرکہ	۳۹۳	۹	کیا	مانگا	۵۰۳	۱	برایہ	بزایہ	〃	۲۲	کربطلاق	[illegible]
۲۳۱	۲۹	المعاصی	العاصی	〃	۳۱	فمن	من	۳۳۷	۲۱	الحسنا	الحسنات	۳۹۵	۱۰	الحسنا	الحسنات	۵۰۴	۳	علامۃ	علامۃ	۴۴	۴	جاؤ	چلا جاؤ
۲۳۵	۳۰	لازم	لازم	۲۸۷	۴	بیسی شی	الشی	〃	۲۳	عنہ	عند	۳۹۶	۶	گنہگا	گنہگار	〃	۱۱	ب	الضرب	۵۰۵	۸	سترہ	سترکی
۲۳۶	۲۹	تفریح	تفریج	〃	۱۱	بحیلہ	بحیلہ	〃	۲۶	بتقلہ	بطور	〃	۲۱	نجیۃ	نجیبہ	۵۰۵	۲۰	فسوخ	فسخ	〃	۲۹	شیخا	شیخ
۲۴۰	۳۱	وہم	فہم	۲۸۹	۳۲	مشکوک	مشکوک	〃	۲۸	بابو	بانو	۳۹۷	۲۲	تادبی	تادنی	۵۱۱	۳۰	صوت	صوت	۵۰۶	۴	مردپر	مردکو
۲۴۲	۱۹	جزوان	[illegible]	۲۹۱	۱۸	اخرکو	آخرکو	۳۳۰	۴	سبب	سبب	۳۹۸	۷	تجوا	تجو	۵۲۱	۲۲	حسن	حسب	〃	۶	یعنی	اسی
۲۴۳	۱۰	ایام	[illegible]	۲۹۷	۱۳	بجفنہا	بحفتہا	〃	۲۲	جماعتو	جماعتی	۴۱	۸	ہوتاہی	ہوئی	۵۲۲	۲	سلام	سلام	〃	〃	ہی	ہوئی
〃	۳۱	تجہتہا	تجنیتہا	〃	〃	الالوکی	الالکی	۳۴۴	۱۴	ادیکبیر	جوتہی تکبیر	〃	۱۴	جوتہین	ہوتی	۵۲۳	۱۰	کسی	پہرکسی	〃	۱۶	کردہ	کر